

# مَشْكُوتُهُ الْمُضْأَبِيحِ

مترجم و محشی

استاذ الاساتذہ  
شیخ الحدیث حضرت مولانا **محمد اسحاق عیسیٰ**

مع فوائد اضافی | مع فوائد غزنویہ | تہذیب و تبویب

خالد سلفی

مولانا محمد سلیمان کیلانی

گرجا کہہ گوجرانوالہ  
اردو بازار لاہور

ادارہ احیاء السنۃ

# مشکوٰۃ المصابیح

مترجم و محشی

استاذ الاساتذہ  
شیخ الحدیث حضرت مولانا **محمد اسحاق عیاضی**

مع فوائد غزنویہ

تہذیب و تبویب

خالد عیاضی

مع فوائد اضافی

مولانا محمد سلیمان کیلانی

گرجا کہہ ۰ گوجرانوالہ  
اردو بازار ۰ لاہور

ادارہ احیاء السنۃ

2439

مشکوٰۃ

مشکوٰۃ المصابیح

نام کتاب

مولانا محمد اسماعیل سلفی

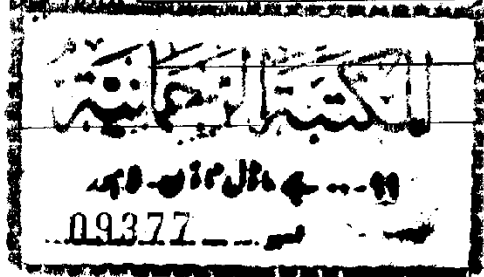
مترجم

غالب بشیر کھیلانی

کاتب

ادارہ احیاء السنۃ گرجا کھ (گوجرانوالہ)

ناشر



مطبع

قیمت

روپے

# فهرست ملحقات کتاب

۵	۱	فهرست ابواب
۹	۲	فهرست احادیث
۵۳	۳	فهرست عنوانات حواشی
۷۶	۴	فهرست راویان حدیث صحابه کرام
۹۳	۵	مقدمه الکتاب (از مولانا خالد صاحب گهر جاکھی)
۱۰۰	۶	تصدایر (از مولانا محمد بن اسمعیل السلفی رحمۃ اللہ علیہ)
۱۰۶	۷	مقدمه مشکوٰۃ الصابیح (از علامہ تبریزی)
۱۱۸	۸	احادیث مشکوٰۃ الصابیح ربع اول (از صاحب نام)



## فهرست مندرجات

ربع اول: كتاب الايمان . كتاب العلم . كتاب الطهارة . كتاب الصلوة .

ربع ثانی: . كتاب الجنائز . كتاب الزکوة . كتاب الصوم . كتاب فضائل القرآن  
كتاب الدعوات . كتاب المناسك . كتاب البيوع . كتاب الفرائض . كتاب النكاح .

ربع ثالث: . كتاب الايمان والنياموس . كتاب القصاص . كتاب الحدود . كتاب العمارة  
والقضاء . كتاب الجهاد . كتاب الصيد . كتاب الاطعمة . كتاب اللباس . كتاب الطب  
كتاب الرويا . كتاب الاداب .

ربع رابع: . كتاب الرقاق . كتاب الفتن . كتاب احوال القيامة . كتاب الفضائل والفتايل  
كتاب المناقب .

## فهرست ابواب مشکوة مترجم بر بع اول

صفحه	تا نمبر	از نمبر	تعداد احاديث	عنوانات	نمبر شمار
۱۱۸	۴۴	۲	۴۳	کتاب الايمان	۱
۱۴۵	۵۶	۴۵	۱۲	باب الكبائر و علامات التفاق.	۲
۱۵۷	۷۲	۵۷	۱۶	باب الوسوسة	۳
۱۶۵	۱۱۷	۷۳	۴۴	باب الايمان بالقداد	۴
۱۹۱	۱۳۲	۱۱۸	۱۵	باب اثبات عذاب القبر	۵
۲۰۷	۱۸۷	۱۳۳	۵۵	باب الاعتصام بالكتاب والسنة.	۶
۲۴۱	۲۶۲	۱۸۸	۷۵	کتاب العلم	۷
۲۷۶	۲۸۰	۲۶۳	۱۸	کتاب الطهارة.	۸
۲۸۸	۳۰۸	۲۸۱	۲۸	باب ما يوجب الوضوء.	۹
۳۰۰	۳۴۳	۳۰۹	۳۹	باب اداب الخلاء	۱۰
۳۱۶	۳۶۲	۳۴۸	۱۵	باب السواك	۱۱
۳۴۱	۳۹۹	۳۶۳	۵۷	باب سنن الوضوء	۱۲
۳۴۸	۴۱۹	۴۰۰	۲۰	باب الغسل	۱۳
۴۴۸	۴۳۹	۴۲۰	۲۰	باب مخالطة الجنب وما يباح له	۱۴
۴۵۶	۴۵۳	۴۴۰	۱۴	باب احكام المياه.	۱۵
۴۶۵	۴۷۷	۴۵۴	۲۴	باب تطهير النجاسات.	۱۶
۴۷۵	۴۸۶	۴۷۸	۹	باب المسم على الخفين.	۱۷
۴۸۰	۴۹۵	۴۸۷	۹	باب التيمم	۱۸
۴۸۶	۵۰۴	۴۹۶	۹	باب الغسل المسنون	۱۹
۴۹۰	۵۱۵	۵۰۵	۱۱	باب الحيض.	۲۰
۴۹۶	۵۲۱	۵۱۶	۶	باب المستحاضة	۲۱
۴۰۲	۵۳۷	۵۲۲	۱۶	کتاب الصلوة.	۲۲

نمبر شمار	عنوانات	تعداد اقايد	از نمبر	تا نمبر	صفحه
٢٣	باب المواقيت	٦	٥٣٨	٥٣٣	٢١٢
٢٤	باب تعجيل الصلوة -	٣٥	٥٣٣	٥٤٨	٢٢٠
٢٥	باب فضائل الصلوة	١٥	٥٤٩	٥٩٣	٢٣٢
٢٦	باب اذان	١٣	٥٩٣	٦٠٦	٢٣١
٢٧	باب فصل الاذان واجابة المؤذن	٣٥	٦٠٤	..	٢٥٢
٢٨	باب فيه فصلان	٠	..	٦٣١	٢٦٥
٢٩	باب المساجد ومواضع الصلوة -	٦٠	٦٣٢	٤٠١	٢٤٠
٣٠	باب الستر -	١٨	٤٠٢	٤١٩	٥٠١
٣١	باب السترة	١٨	٤٢٠	٤٣٤	٥١١
٣٢	باب صفة الصلوة -	٢٣	٤٣٨	٤٦٠	٥١٩
٣٣	باب ما يقرا بعد التكبير -	٩	٤٦١	٤٦٩	٥٣٨
٣٤	باب القراءة في الصلوة	٢٣	٤٤٠	٨١٢	٥٣٤
٣٥	باب الركوع -	١٩	٨١٣	٨٣١	٥٤٥
٣٦	باب السجود وفضله -	١٩	٨٣٢	٨٥٠	٥٨٢
٣٧	باب التشهد -	١٢	٨٥١	٨٦١	٥٩٢
٣٨	باب الصلوة على النبي وفضلها	٢٠	٨٦٢	٨٨١	٦٠٣
٣٩	باب الدعاء في التشهد	١٨	٨٨٢	٨٩٩	٦١٤
٤٠	باب الذكر بعد الصلوة -	١٨	٩٠٠	٩١٤	٦٢٥
٤١	باب ما لا يجوز من العمل في الصلوة وما يباح منه	٣٣	٩١٨	٩٥٠	٦٣٨
٤٢	باب السهو	٩	٩٥١	٩٥٩	٦٥٢
٤٣	باب سجود القرآن	١٥	٩٦٠	٩٤٣	٦٦٠
٤٤	باب اوقات النهي	١٢	٩٤٥	٩٨٦	٦٦٤
٤٥	باب الجماعة وفضلها	٣١	٩٨٤	١٠١٨	٦٤٤

صفحة	تالمبر	دزمبر	تعدواطات	عنوانات	نمبر شمار
٦٩٢	١٠٣٩	١٠١٦	٢١	باب تسوية الصف	٣٦
٤٠١	١٠٥٠	١٠٢٠	١١	باب الموقف	٣٤
٤٠٤	١٠٦٢	١٠٥١	١٢	باب الامامة	٣٨
٤١٢	١٠٦٩	١٠٦٣	٤	باب ما على الامام	٣٩
٤١٩	١٠٨٣	١٠٤٠	١٢	باب ما على الامام من المتابعة وحكم المسبوق.	٥٠
٤٢٨	١٠٩٢	١٠٨٢	٩	باب من صلى صلوة مرتين -	٥١
٤٣٥	١١١٩	١٠٩٣	٢٤	باب السنن وفضائلها	٥٢
٤٣٩	١١٢٢	١١٢٠	٢٣	باب صلوة الليل -	٥٣
٤٦٢	١١٥٠	١١٢٣	٨	باب، ما يقول اذا قام من الليل -	٥٣
٤٦٩	١١٤١	١١٥١	٢١	باب التحريض على قيام الليل -	٥٥
٤٤٩	١١٨٢	١١٤٢	١٣	باب القصد في العمل -	٥٦
٤٨٤	١٢١٢	١١٨٥	٣٠	باب الوتر -	٥٤
٨٠٢	١٢٢٠	١٢١٥	٦	باب القنوت -	٥٨
٨٠٨	١٢٢٥	١٢٢١	١٣	باب قيام شهر رمضان -	٥٩
٨١٨	١٢٢٥	١٢٣٢	١٢	باب صلوة الضحى -	٦٠
٨٢٤	١٢٥٢	١٢٢٦	٩	باب التطوع و صلوة التسبيح -	٦٤
٨٣١	١٢٤٥	١٢٥٥	٢١	باب صلوة السفر	٦٣
٨٢١	١٢٨٩	١٢٤٦	١٢	باب الجمعة	٦٢
٨٥٢	١٢٩٨	١٢٩٠	٩	باب وجوبها -	٦٥
٨٥٤	١٣١٦	١٢٩٩	١٨	باب التنظيف والتبكير -	٦٦
٨٦٥	١٣٣٥	١٣١٤	١٩	باب الخطبة والصلوة -	٦٤
٨٤٢	١٣٢١	١٣٣٦	٦	باب صلوة الخوف -	٦٨
٨٤٨	١٣٦٨	١٣٢٢	٢٤	باب صلوة العيدين -	٦٩

نمبر شمار	عنوانات	تعداد احادیث	از نمبر	تا نمبر	صفحہ
۷۰	باب فی الاضحیۃ -	۲۴	۱۳۶۹	۱۳۹۲	۱۸۹
۷۱	باب العتیرۃ -	۳	۱۳۹۳	۱۳۹۵	۹۰۱
۷۲	باب صلوة النحوف	۱۳	۱۳۹۶	۱۴۰۸	۹۰۳
۷۳	باب فی سجود الشکر	۳	۱۴۰۹	۱۴۱۱	۹۱۳
۷۴	باب الاستسقاء	۱۳	۱۴۱۲	۱۴۲۴	۹۱۶
۷۵	باب فی البریاح -	۱۲	۱۴۲۵	۱۴۳۶	۹۲۴

۱۴۳۶

کل تعداد احادیث رزق اول از شروع تا کتاب الجنائز۔

۱۵۲۲

کل تعداد احادیث مع ذیلی روایات ۸۶ عدد

نوٹ: ذیلی روایات وہ ہیں جو کسی روایت کے تحت و فی روایت کے لفظ سے آتی ہیں۔

# فہرست احادیث مشکوٰۃ مترجم جلد اول

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۱۲۵	طلحہ بن عبید اللہ۔ ایک نجدی آدمی کا آنا	۱۵	۱۱۷	حدیث عمرؓ انما الاعمال بالنیات	۱
۱۲۶	ابن عباس۔ وفد عبد القیس کا آنا	۱۶			
۱۲۸	عبادہ۔ بایعونی علی ان لا تشرکوا	۱۷	۱۱۸	کتاب الایمان	
"	ابو سعید۔ عید گاہ میں عورتوں کو وعظ	۱۸	"	فصل اول	
۱۲۹	ابو ہریرہ۔ ابن آدم کا خدا کو جھٹلانا	۱۹	"	حدیث عمرؓ جبرئیل کا انسانی شکل میں آنا	۲
"	ابن عباس۔	"	"	تاکہ لوگ دین کے مسائل سیکھ سکیں۔	
۱۳۰	ابو ہریرہ۔ ابن آدم کا اللہ کو ایذا پہنچانا۔	۲۰	۱۲۰	حدیث ابو ہریرہ	
"	ابو موسیٰ۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حلم والا ہے۔	۲۱	۱۲۱	ابن عمر۔ اسلام کی پانچ بنیادیں	۳
۱۳۱	معاذ۔ اللہ تعالیٰ کے حق بندوں پر	۲۲	"	ابو ہریرہ۔ ایمان کی ستر شاخیں	۴
"	انس۔ کلمہ پر ایمان لانے والا جنتی ہے۔	۲۳	"	عبداللہ بن عمرو۔ مسلمان وہ ہے جو جس سے	۵
۱۳۲	ابو ذر۔ موجد گنہگار بھی بخشا جائے گا۔	۲۴	"	لوگ سلامت رہیں۔	
"	عبادہ۔ موجد ضرور جنت میں جائے گا۔	۲۵	۱۲۲	انس۔ رسول اللہؐ کی محبت ایمان ہے۔	۶
۱۳۳	عمرو بن عاص۔ اسلام گناہ مٹا دیتا ہے۔	۲۶	"	انس۔ تین چیزیں ایمان کا مزہ ہیں۔	۷
۱۳۴	فصل ثانی		"	عباس۔ ایمان کا مزہ دینے والی بات	۸
"	معاذ۔ جنت میں لے جانے والا عمل	۲۷	"	ابو ہریرہ۔ جو تبلیغ پر ایمان نہ لائے وہ	۹
۱۳۵	ابو امامہ۔ محبت و انقض صرف اللہ کے لئے	۲۸	۱۲۳	جنتی ہے۔	
"	معاذ۔	"	۱۲۴	ابو موسیٰ۔ تین آدمی دوہرے اجر والے	۱۰
۱۳۵	ابو ذر۔ افضل عمل الحب فی اللہ الخ	۲۹	"	ابن عمر۔ جہاد کا حکم۔ حتیٰ کہ کلمہ شہادت پڑھیں	۱۱
۱۳۶	ابو ہریرہ۔ مسلمان وہ ہے جس سے سلامتی ملے۔	۳۰	۱۲۵	انس۔ جو ہماری طرح نماز پڑھے الخ	۱۲
			"	ابو ہریرہ۔ جنت میں داخل کرنے والا عمل الخ	۱۳
			"	سفیان بن عبد اللہ۔ ثم استقم	۱۴

لے ذیلی روایات میں نمبر نہیں دئے گئے۔



صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۱۳۶	ابو ہریرہ: گناہ کے وقت انسان کو من نہیں ملتا	۴۸	۱۳۶	انس رضی اللہ عنہ کہنے والا ہے ایمان ہے	۳۱
	ابن عباس :-	"	"	فصل ثالث	
۱۴۷	ابو ہریرہ :- منافق کی علامات	۴۹	"	عبادہ :- کلمہ گو پر آگ حرام ہے۔	۳۲
"	عبداللہ بن عمرو :- منافق کی چار نشانیاں	۵۰	۱۳۷	عثمان :- توحید پر خاتمے والا جنتی ہے۔	۳۳
۱۴۸	ابن عمر :- منافق کا کردار	۵۱	"	جابر :- دو صفتیں واجب کرنے والی	۳۴
"	فصل ثانی	"	"	ابو ہریرہ :- توحید کی شہادت دینے والا	۳۵
"	صفوان بن عسال :- تو رات کے سونے کا حکم	۵۲	"	جنتی ہے۔	
۱۴۹	انس :- تین چیزیں ایمان کی بڑ ہیں۔	۵۳	۱۴۰	معاذ :- جنت کی کنجی لا الہ الا اللہ ہے	۳۶
۱۵۰	ابو ہریرہ :- گنگار سے ایمان خارج ہو جاتا ہے۔	۵۴	"	عثمان :- نجات دینے والا کلمہ	۳۷
۱۵۱	فصل ثالث	"	۱۴۱	مقاد :- اسلام ہر جگہ پہنچ جائے گا۔	۳۸
"	معاذ :- اوصاف خلیلی بعشر کلمات	۵۵	"	وہب بن منبہ :- جنت کی کنجی کو دہانے	۳۹
۱۵۲	حذیفہ :- صحابہ کے دور میں نفاق ختم ہو گیا تھا	۵۶	۱۴۲	ابو ہریرہ :- بہترین اسلام	۴۰
۱۵۷	باب فی الوسوسہ	"	"	ابو امامہ :- ایمان داری کی علامت	۴۱
"	فصل اول	"	۱۴۳	عمرو بن عسہ :- مسلمان کی علامت	۴۲
۱۵۷	ابو ہریرہ :- تجاوزت عن امتی دسوست	۵۷	۱۴۴	معاذ بن جبل :- قیامت کو بخشش کا ذریعہ	۴۳
"	:- برے خیال کو برا جانا ایمان ہے	۵۸	"	:- افضل ایمان	۴۴
۱۵۸	:- یا قی شیطان احدکم	۵۹	۱۴۵	باب الکبائر و علامات النفاق	
"	:- لا یزال الناس تیساءلون	۶۰	"	فصل اول	
"	ابن مسعود :- ہر انسان کا ایک بد ساتھی جن	۶۱	"	عبداللہ بن مسعود :- سب سے بڑا گناہ	۴۵
۱۵۹	انس :- الشیطان یجری فخری الدم	۶۲	۱۴۶	عبداللہ بن عمرو :- کبیرے گناہ	۴۶
"	ابو ہریرہ :- ہر نومولود کو شیطان کا مس	۶۳	"	انس :-	"
"	:- صیاح المولود من نزعۃ الشیطان	۶۴	"	ابو ہریرہ :- سات ہلاکت آفرین گناہ	۴۷



صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۱۹۷	عبداللہ بن عمر۔ قبر میں جنت و دوزخ کا سامنے آنا۔	۱۲۰	۱۸۰	عائشہ: منکرین تقدیر پر لعنت	۱۰۲
"	عائشہ: عذاب قبر برحق ہے۔	۱۲۱	"	مطرب بن عکامس: مقدمات موت کیلئے بہانہ	۱۰۳
۱۹۸	زید بن ثابت: جالور کا عذاب قبر سے بدکنا	۱۲۲	"	عائشہ: مومنوں کی اولاد کے متعلق	۱۰۴
۱۹۹	فصل ثانی		۱۸۲	ابن مسعود: زندہ دنگو کرنے والی کی سزا	۱۰۵
"	ابو ہریرہ: قبر میں دو فرشتوں کا آنا	۱۲۳	"	فصل ثالث	
۲۰۰	برائین عازب:	۱۲۴	"	ابوالدرداء: اللہ تعالیٰ مخلوق کی تقدیر سے	۱۰۶
۲۰۲	عثمان کا عذاب قبر سے بہت رونا	۱۲۵	"	فارغ ہے۔	
"	عثمان: آنحضرت کا قبر پر دعا فرمانا	۱۲۶	"	عائشہ: تقدیر کی بحث کر نیوالے کو سزا۔	۱۰۷
۲۰۳	ابوسعید: کافر پر سپانوں کا مسلط ہونا	۱۲۷	"	ابن دہلیج: اللہ عذاب کرے تو بھی ظالم نہیں	۱۰۸
"	فصل ثالث		۱۸۳	نافع: منکرین تقدیر کو سلام کا جواب نہ دینا۔	۱۰۹
"	جابر: حضرت سعد کی وفات پر	۱۲۸	"	علی: جاہلیت کی اولاد کے متعلق	۱۱۰
۲۰۴	ابن عمر: حضرت سعد کے لیے عرش کا پتلا	۱۲۹	۱۸۵	ابو ہریرہ: آدم سے عہد لیا گیا۔	۱۱۱
"	اسماء: صبر میں آزمائش	۱۳۰	۱۸۶	ابودرداء:	۱۱۲
۲۰۵	جابر: نمازی کا قبر کے عذاب سے پھٹکارا	۱۳۱	"	ابونضرہ: انسان کی پیدائش	۱۱۳
"	ابو ہریرہ: قبر میں میت کا بیٹھنا	۱۳۲	۱۸۷	ابن عباس: آدم کی اولاد سے عہد	۱۱۴
۲۰۷	باب الاعتصام بالکتاب والسنتہ		۱۸۸	ابی بن کعب:	۱۱۵
۲۱۰	فصل اول		۱۸۹	ابودرداء: انسان کی عادت نہیں بدلتی۔	۱۱۶
"	عائشہ: بدعت کا کام مردود ہے	۱۳۳	"	ام سلمہ: زہر بنی بکری سے آنحضرت کو تکلیف	۱۱۷
"	جابر: تیسرا حدیث کتاب اللہ	۱۳۴	۱۹۱	باب اثبات عذاب القبر	
۲۱۱	ابن عباس: تین بدترین شخص	۱۳۵	۱۹۲	فصل اول	
۲۱۲	ابو ہریرہ: انکار کر نیوالے کے سوا سب جنتی ہیں۔	۱۳۶	"	برائین عازب: قبر میں سوالات	۱۱۸
			"	انس: مردہ لوگوں کے پاؤں کی آواز سننا۔	۱۱۹

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۲۲۴	عرباض بن ساریہ :- منکر حدیث کے متعلق پیشگوئی۔	۱۵۷	۲۱۲	جاہز :- ایک تمثیل	۱۳۷
۲۲۵	عرباض :- علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدين	۱۵۸	۲۱۳	انس :- تین متقیوں کا واقعہ	۱۳۸
۲۲۶	ابن مسعود :- حدیث خطنا خطا	۱۵۹	۲۱۴	عائشہ :- آنحضرت نے جس کام کی نصیحت کی	۱۳۹
۲۲۷	عبداللہ بن عمرو :- لالیومن احکم حتی یکون ہواہ تبعاً لما جئت بہ	۱۶۰	۲۱۵	رافع بن خدیج :- تاہم نزل کرنے والوں کو روکنا	۱۴۰
۱۱	بلال بن حارث :- مردہ سنت زندہ کرنے کا ثواب۔	۱۶۱	"	ابوموسیٰ :- آنحضرت اور پہلے انبیاء کی مثال	۱۴۱
۲۲۸	کثیر بن عبداللہ :- مردہ سنت کو زندہ کرنے کا ثواب۔	۱۶۱	۲۱۶	ابوہریرہ :- جہنم سے بچانے کی ایک تمثیل	۱۴۲
"	عمرو بن عوف :- دین مجاز کی طرف سکو جانا	۱۶۲	۲۱۷	ابوموسیٰ :- ایک اور مثال	۱۴۳
۲۲۹	عبداللہ بن عمرو :- امت کے تہتر فرقے۔ معاویہ :-	۱۶۳	"	عائشہ :- آیات حکمت کا حکم	۱۴۴
"	ابن عمر :- لا یجتمع امتی علی ضلالۃ	۱۶۴	۲۱۸	عبداللہ بن عمرو :- اختلاف کرنے کی ممانعت	۱۴۵
"	" :- اتبعوا السواد الاعظم	۱۶۵	"	سعدہ :- سب سے بڑا عجز	۱۴۶
۲۳۰	انس :-	"	۲۱۹	ابوہریرہ :- قیامت کے قریب جہانوں کا ہونا	۱۴۷
"	" :- کینہ سے بچنے کی ترغیب	۱۶۶	"	ابوہریرہ :- لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوا بھم	۱۴۸
"	ابوہریرہ :- من تمسک بسنتی عند فساد امتی	۱۶۷	"	ابوہریرہ :- سنی سنائی بات پھیلانا بھروسہ ہے	۱۴۹
۲۳۱	جاہز :- لو کان موہبی حیاماً وسعاً لا اتباعی	۱۶۸	۲۲۰	ابن مسعود :- مامن نبی اللہ خوار یون	۱۵۰
"	ابوسعید :- حلال خور متیح سنت کا ثواب	۱۶۹	"	ابوہریرہ :- داعی الی الخیر کا اجر	۱۵۱
"	ابوہریرہ :- قرب قیامت تھوڑے عمل والا بھی جنتی ہوگا۔	۱۷۰	"	" :- بدأ الاسلام غریباً	۱۵۲
۲۳۲	ابوامامہ :- جھگڑا اگر اہی کا سبب ہے۔	۱۷۱	۲۲۲	" :- ایمان مدینہ کی طرف سکوڑ جائیگا	۱۵۳
"	انس :- لا تشدوا علی انفسکم	۱۷۲	"	فصل ثانی	
			"	ربیعہ جرشہ :- آنحضرت کا ایک مکاشفہ	۱۵۴
			۲۲۳	ابورافع :- منکر حدیث کے متعلق پیشگوئی	۱۵۵
			۲۲۴	دقہام :- اویت القرآن و مثلہ مہ	۱۵۶

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۲۴۱	بھوٹ منسوب کرنے کا گناہ۔		۲۳۳	ابو ہریرہ: قرآن کے پانچ طرح کے مسائل	۱۷۳
"	مغیرہ بن شعبہ: " " "	۱۸۹	"	ابن عباس: دین کے تین اصول۔	۱۷۴
۲۴۲	معاویہ: من یرد اللہ یر خیر الیقہ فی الدین	۱۹۰	۲۳۴	فصل ثالث	
"	ابو ہریرہ: الناس معادن کعادن الذرہ	۱۹۱	"	معاذ: الشیطان ذئب الانسان	۱۷۵
۲۴۳	ابن مسعود: لا حسد الا فی اثنتین۔	۱۹۲	"	ابو ہریرہ: من فارق الجماعۃ فقد خلع ربقتہ	۱۷۶
"	ابو ہریرہ: اذا مات الانسان انقطع علمہ	۱۹۳	"	مالک بن انس: ترکت فیکم امرین	۱۷۷
"	" : من نفس عن مومن کربۃ	۱۹۴	۲۳۵	عُصفی بن حارث: ما حدث قوم بدعتہ	۱۷۸
۲۴۴	" : قیامت کو اولیں فیصلے	۱۹۵		الارفع من السنۃ	
۲۴۵	عبداللہ بن عمرو: علماء کے اٹھ جانے سے علم اٹھ جائے گا۔	۱۹۶	۲۳۶	حسان: بدعتی سے سنت چھوٹ جاتی ہے	۱۷۹
۲۴۶	شیقین: عبداللہ بن مسعود ہر حجرات کو وعظ فرماتے۔	۱۹۷	۲۳۵	ابراہیم بن میسرہ: من وقر صاحب بدعتہ	۱۸۰
۲۴۷	انس: آنحضرت وعظ کے کلمات تین تین بار دہراتے۔	۱۹۸	۲۳۶	ابن عباس: کتاب اللہ کی اتباع کا ثواب	۱۸۱
"	ابو مسعود: الدال علی الخیر کفاعلہ	۱۹۹	"	ابن مسعود: صراط مستقیم کی مثال خطّ نرطاً	۱۸۲
"	جریرہ: من سن سنتہ حسنۃ	۲۰۰	"	نواس بن سمان: " " "	"
۲۴۹	ابن مسعود: تمام قتلوں کا گناہ آدم کے پہلے بیٹے پر۔	۲۰۱	۲۳۷	ابن مسعود: من کان مستنّاً فلیستن بمن	۱۸۳
۲۵۰	کثیر بن قیس: من سلک طریقاً لیطلب فیہ علماً۔	۲۰۲	۲۳۸	جابر: لویداکم موسیٰ فاتبعتموہ	۱۸۴
"	فصل ثانی		۲۳۹	" : کلانی لایسخ کلام اللہ	۱۸۵
۲۵۱	ابو امامہ: فضل العالم علی العابد کفضل علی ادناکم	۲۰۳	"	ابن عمر: احادیثنا ینسخ بعضها بعضاً	۱۸۶
"	مکحول مرسلہ: " " "	"	"	ابو ثعلبہ: اللہ کے فرائض کو ضائع نہ کرو	۱۸۷
			۲۴۱	کتاب العلم	
			"	الفصل الاول	
			"	عبداللہ بن عمرو: بلغوا عنی ولو آتیۃ	۱۸۸
			"	سمرہ بن جندب: رسول اللہ کی طرف	۱۸۹

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۲۵۷	ابن عباس :- من قال فی القرآن براءہ	۲۱۹	۲۵۱	ابوسعید :- ان الناس لکم تبع	۲۰۴
"	جندب :- من قال براءہ فاصاب فقد اخطأ	۲۲۰	۲۵۲	ابوہریرہ :- کلۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم	۲۰۵
"	ابوہریرہ :- المراد فی القرآن کفر	۲۲۱	"	ابن عباس :- فقیۃ واحد اشد علی الشیطان	۲۰۶
۲۵۸	عمرو بن شعیب :- قرآن میں جھگڑنا بالاکت کاباعت ہے۔	۲۲۲	"	من الف عابد	
"	ابن مسعود :- انزل القرآن علی سبتہ ارفوف	۲۲۳	۲۵۳	انس :- طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم	۲۰۷
۲۵۹	عبداللہ بن عمرو :- العلم ثلاثہ ۔	۲۲۴	"	ابوہریرہ :- خصلمان لا یجتہان فی مناقق	۲۰۸
"	عوف بن مالک :- لا یقصر الامیر او امور	۲۲۵	۲۵۴	انس :- من خرج فی طلب العلم فوفی سبیل اللہ	۲۰۹
"	عمرو بن شعیب :-	"	"	شجرۃ الاروی :- من طلب العلم کان کفارة	۲۱۰
۲۶۰	ابوہریرہ :- من افقی بغير علم	۲۲۶	"	لما مضی۔	
"	معاویہ :- نخی عن الاعلوطات	۲۲۷	"	ابوسعید :- کن شیخ المؤمن من خیر سمیعہ	۲۱۱
"	ابوہریرہ :- تعلموا القرآن والقرآن	۲۲۸	"	ابوہریرہ :- من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ	۲۱۲
"	ابودرداء :- ہذا اوان نختلس فیہ العلم	۲۲۹	"	انس :-	
۲۶۱	ابوہریرہ :- امام مالک کے متعلق بی بیگونی	۲۳۰	"	کعب بن مالک :- فخر کے لیے علم حاصل کرنے	۲۱۳
"	:- ہر صدی کے آخر پر مجدد	۲۳۱	"	کاگناہ۔	
۲۶۲	ابراہیم بن عبدالرحمن :- یہ جمل ہذا العلم من کل خلف عدولہ۔	۲۳۲	۲۵۵	ابن عمر :-	
"	فصل ثالث		"	ابوہریرہ :- اللہ کی رضا کے لیے علم حاصل کرنا	۲۱۴
"	حسن بصری :- من جاءہ الموت وہو یطلب العلم	۲۳۳	"	ابن مسعود :- نظر اللہ عبدا سمع مقالتی	۲۱۵
۲۶۳	حسن :- بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کا واقعہ	۲۳۴	"	زید بن ثابت :- ذبیحہ رب حامل فقہ لیس بفقہیہ۔	
۲۶۴	علی :- نعم الرجل الفقہ فی الدین	۲۳۵	۲۵۶	ابن مسعود :- نظر اللہ عبدا سمع مناشیئا	۲۱۶
"	عکرمہ :- ابن عباس فرماتے ہیں صرف بجم کو وعظ کو۔	۲۳۶	"	ابودرداء :-	
"		"	"	ابن عباس :- اتقوا الحدیث عنی الاما علمتم	۲۱۷
"		"	۲۵۷	ابن مسعود :- من کذب علی متعمدا	۲۱۸
"		"	"	جبار :-	



صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۲۷۲	خليفة: يا معشر القراء استقيموا	۲۵۸	۲۶۴	واظفہ بن اسفح: من طلب العلم لکفلاان	۲۳۷
"	ابوہریرہ: تعوذوا باللہ من جب الخزن	۲۵۹	"	من اللہجر	"
۲۷۳	علی: لا یستی من الاسلام الا اسمہ	۲۶۰	۲۶۵	ابوہریرہ: علم صدقہ جاریہ ہے	۲۳۸
"	زیاد بن لبنیدہ: ذاک عند اذان ذہاب العلم	۲۶۱	"	عائشہ: طالب علم کی فضیلت	۲۳۹
"	ابو امامہ:	"	۲۶۶	ابن عباس: بتدریس قیام میل سے بہتر ہے	۲۴۰
۲۷۴	ابن مسعود: تعلموا العلم وعلموہ الناس	۲۶۲	"	عبداللہ بن عمرو: آنحضرت نے علمی مجلس	۲۴۱
"	ابوہریرہ: علم لا ینتفع یہ لکنتر لا ینتفع منہ	۲۶۳	"	کو منتخب فرمایا۔	"
۲۷۶	کتاب الطہارۃ	"	"	ابودرداء: فقیہ کے لیے علم کی حد	۲۴۲
۲۷۷	فصل بول	۲۶۴	۲۶۷	انس: سب سے زیادہ سخی عالم ہے۔	۲۴۳
"	ابو مالک اشعری: الطہور شرط الایمان	۲۶۳	"	" : عالم علم سے سیر نہیں ہوتا۔	۲۴۴
"	ابوہریرہ: بگناہ شادینے والی۔	۲۶۴	"	عون عن ابن مسعود:	۲۴۵
۲۷۸	عثمان: اچھا وضو کرنے والے کی فضیلت	۲۶۵	"	ابن عباس: میری امت کے لوگ ہیں کی	۲۴۶
"	ابوہریرہ: اذا وضوا العبد المسلم	۲۶۶	۲۶۸	سچھ حاصل کریں گے۔	"
۲۷۹	عثمان: فیحسن وضوہا	۲۶۷	۲۶۹	عبداللہ بن مسعود: علم سے بیاد ت ہے	۲۴۷
"	: یمین یمین مرتبہ وضو کرنے کی فضیلت	۲۶۸	"	ابن عمر: من جعل الہوم ہما واحدا	۲۴۸
۲۸۰	عقبہ بن عامر: اچھے وضو کی جزاء	۲۶۹	"	اعمش: آفة العلم النسیان	۲۴۹
۲۸۱	عمر بن خطاب: وضو میں مبالغہ نہ کرنا۔	۲۷۰	"	سفیان: ارباب العلم	۲۵۰
"	ابوہریرہ: غر مجلیس من آثار الوضوء	۲۷۱	۲۷۰	اوص بن حکیم: ان شر الشر شرار العلماء	۲۵۱
"	: مومن کا زیور پاکیزگی ہے۔	۲۷۲	"	ابودرداء: اشر الناس ما لم ینتفع بعلمہ	۲۵۲
۲۸۲	فصل ثانی	"	۲۷۱	زیاد بن حدیرہ: اسلام کا اندام	۲۵۳
"	ثوبان: استقیوا دن تصصوا	۲۷۳	"	حسن: العلم علماان	۲۵۴
۲۸۳	ابن عمر: وضو پر وضو سے دس نیکیاں	۲۷۴	"	ابوہریرہ: میں نے دو پوری علم حاصل کیا	۲۵۵
"	فصل ثالث	۲۷۴	"	عبداللہ: من علم علما شینا فلیقل	۲۵۶
"		۲۷۴	۲۷۴	ابن سیرین: استاد سمجھ سوچ کر پکڑو۔	۲۵۷

صفحہ	اشاہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشاہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۲۹۳	علی :- من المذی الوضوء	۲۹۱	۲۸۳	جاہر :- مفتاح الصلوٰۃ الطہور	۲۷۵
"	" :- مفتاح الصلوٰۃ الطہور	۲۹۲	۲۸۴	شیبیب بن ابی روح :- بے وضو مقتدی	۲۷۶
"	" :- البوسجید :-	"	"	سے اشتیاء	"
۲۹۴	طلح بن علی :- اذا فسا احدکم فلیتوضا	۲۹۳	"	رجل من بنی سلیم :- التمسح نصف الایمان	۲۷۷
"	معاویہ :- العینان وكاء السہ	۲۹۴	۲۸۵	عبداللہ القناری :- وضو سے گناہ بھڑنا	۲۷۸
"	علی :-	۲۹۵	"	ابو ہریرہ :- ناپاکی سے قبر میں عذاب	۲۷۹
"	انس :- اونگھ سے وضو نہیں	"	۲۸۶	ابودرداء :- انا اول من یؤذن لہ بالسجود	۲۸۰
۲۹۵	ابن عباس :- الوضوء علی من نام مضطجعا	۲۹۶		<b>باب بالیوجب الوضوء</b>	
"	بسرہ :- الوضوء من مس الذکر	۲۹۷	۲۸۸		
۲۹۶	طلح بن علی :- ان ہوا الا بوضئتك	۲۹۸	۲۹۰	<b>فصل اول</b>	
"	ابو ہریرہ :- الوضوء من مس الذکر	"	"	ابو ہریرہ :- لا یقبل صلوٰۃ من احدث حتی	۲۸۱
"	بسرہ :-	"	"	یتوضا :-	
"	عائشہ :- عدم الوضوء من قبلۃ المرأة	۲۹۹	"	ابن عمر :- لا یقبل صلوٰۃ بغير طہور	۲۸۲
۲۹۷	ابن عباس :- اکل کفتا ثم مسح یدہ	۳۰۰	"	علی :- حکم المذی	۲۸۳
"	ام سلمہ :- اکل لحم مشویا	۳۰۱	۲۹۱	ابو ہریرہ :- الوضوء مما مست النار	۲۸۴
۲۹۸	<b>فصل ثالث</b>	"	"	ابن عباس :- آنحضرت نے گوشت کھایا	"
"	ابو رافع :- اکل لحم مشویا ولم یتوضا	۳۰۲	"	اور وضو نہ کیا	
"	"	۳۰۳	"	جاہر بن سمرہ :- اونٹ کے گوشت سے وضو	۲۸۵
"	ابو عبیدہ :- اکل لحم مشویا ولم یتوضا	"	"	ابو ہریرہ :- اذا وجعتنی بطنہ شیئا	۲۸۶
۲۹۹	انس :- اکلنا لحمًا ونبزا	۳۰۴	۲۹۲	ابن عباس :- دودھ سے کلی کرنا	۲۸۷
"	ابن عمر :- القبۃ من الملامتہ	۳۰۵	"	بُریدہ :- ایک وضو سے پانچ نمازیں	۲۸۸
"	ابن مسعود :- من القبۃ الوضوء	۳۰۶	"	سُؤید بن ثَعْمَان :- ستو کھا کر وضو نہ کیا	۲۸۹
"	ابن عمر :- القبۃ من المس فتوضوا منها	۳۰۷	۲۹۳	<b>فصل ثانی</b>	
"	عمر بن عبدالعزیز :- الوضوء من دم السائل	۳۰۸	"	ابو ہریرہ :- لا وضوء الا من صوت اور زبح	۲۹۰

نمبر حدیث	اشاره مضمون مع راوی	صفحہ	نمبر حدیث	اشاره مضمون مع راوی	صفحہ
۳۰۸	عبداللہ بن مغفل :- حمام میں پیشاب کی نہی۔	۳۲۷	۳۰۰	باب آداب الخلاء	
"	عبداللہ بن سرحد :- بیل میں پیشاب کی مانعت۔	۳۲۸	"	فصل اول	
"	معاذ :- اتقوا الملاعن الثلاثة	۳۲۹	۳۰۱	ابو ایوب :- لا تستقبلوا القبلة ولا تشہروا	۳۰۹
۳۰۹	ابوسعید :- لایخرج رجلان کاشفین عن عورتہما۔	۳۳۰	"	عبداللہ بن عمر :- رأیت رسول اللہ مستقبلاً القبلة۔	"
"	زید بن ارقم :- ہذا الحشوش مقطرة	۳۳۱	۳۰۲	۳۱۰	سلمان :- نہما ان نستقبل القبلة لخالط
"	علی :- نہرنا بین عین الجن	۳۳۲	۳۰۲	۳۱۱	انس :- الدعاء عند الخلاء
"	عائشہ :- الدعا اذا خرج من الخلاء	۳۳۳	۳۰۳	۳۱۲	ابن عباس :- مر بقبرین یعذبان
۳۱۰	ابو ہریرہ :- مسح الید بالارض بعد الاستنجاء	۳۳۴	"	۳۱۳	ابو ہریرہ :- اتقوا الاعمین
"	حکم بن سفیان :- دفع فرجہ	۳۳۵	"	۳۱۴	ابو قتادہ :- لا یتنفس فی الاناہ
"	أمیمة بنت رقیقہ :- قدح من عیدان یبول لہ فیہ	۳۳۶	۳۰۴	۳۱۵	ابو ہریرہ :- من توفض فلیستنثر
۳۱۱	عمر :- النہی عن البول قائماً	۳۳۷	"	۳۱۶	انس :- احل اداوة من ماء
"	حذیفہ :- الاجازة للحدید	"	"	"	فصل ثانی
"	فصل ثالث	"	"	۳۱۷	انس :- اذا دخل الخلاء نزع خاتمہ
"	عائشہ :- من حدث کان یبول قائماً فلا تصدقہ	۳۳۸	"	۳۱۸	جابر :- اذا اراد الہر ان یراد اطلق حتی لیراہ احد
۳۱۲	زید بن حارثہ :- نضع الفرج بعد الوضوء	۳۳۹	۳۰۵	۳۱۹	ابو موسیٰ :- اتی دمثاً فبال
"	ابو ہریرہ :-	۳۴۰	"	۳۲۰	انس :- لم یرفع ثوبہ حتی یدنو من الارض
"	عائشہ :- ما امرت کلامت اتوضاء	۳۴۱	۳۰۶	۳۲۱	ابو ہریرہ :- انا لکم مثل الوالد
"	ابو ایوب :-	۳۴۲	"	۳۲۲	عائشہ :- ید الیمنی لطوره وطعامہ
۳۱۳	جابر :- فی نزول حمیمہ واللہ یحب المطہرین	"	"	۳۲۳	عائشہ :- استنجی بثلث ماء جار
"	انس :-	"	"	۳۲۴	ابوسعید :- لا تستنجوا بروث
"	سلمان :- یعلکم صاحبکم حتی الخرواہ	۳۴۳	۳۰۷	۳۲۵	رویفح :- النہی عن الاستنجاء بالرجیع والعظم
"			"	۳۲۶	ابو ہریرہ :- من احتل فلیوتر

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۳۱۹	انس :- تقد اکثرت علیکم بالسواک	۳۵۹	۳۱۳	عبدالرحمن بن حسنہ :- فی یدہ الدرقة	۳۴۳
"	عائشہ :- کبر الاکبر	۳۶۰	"	" (عن ابی موسیٰ)	"
"	انس :- مسواک والی نماز ۲ گنا زیادہ اجر رکھتی ہے۔	۳۶۱	۳۱۴	مروان الاصغر :- اذا کان بین القبلة شیء فلا یاس	۳۴۵
۳۲۰	ابوسلمہ :- لولا ان اشق علی امتی	۳۶۲	"	انس :- الدعاء اذا خرج من الخلاء	۳۴۶
۳۲۱	باب ستین الوضوء		۳۱۵	ابن مسعود :- لما قدم وفد الجن	۳۴۷
۳۲۳	فصل اول		۳۱۶	باب السواک	
"	ابوہریرہ :- جب بیدار ہو تین میں ہاتھ نہ ڈالے۔	۳۶۳	"	فصل اول	
"	" :- جب بیدار ہونا کجاڑے۔	۳۶۴	"	ابوہریرہ :- لولا اشق علی امتی	۳۴۸
۳۲۴	عبداللہ بن زید :- آنحضرت کا وضو۔	۳۶۵	"	شریح بن ہانی :- بیدار اذ دخل بیتہ بالسواک	۳۴۹
۳۲۶	عبداللہ بن عباس :- وضو ایک ایک مرتبہ	۳۶۶	"	مخدیفہ :- اذا قام من اللیل یشوئ بالسواک	۳۵۰
"	عبداللہ بن زید :- وضو دو مرتبہ۔	۳۶۷	۳۱۷	عائشہ :- عشر من الفطرة	۳۵۱
"	عثمان :- وضو تین تین مرتبہ	۳۶۸	"	عمار بن یاسر :-	۳۵۲
"	عبداللہ بن عمرو :- ویل للاعتاب من الناء	۳۶۹	"	فصل ثانی	
۳۲۷	مغیرہ بن شعبہ :- مسح الناصیۃ والعمامة	۳۷۰	"	عائشہ :- السواک مطهرة للفقہم	۳۵۳
"	عائشہ :- کان یحب الیتمین فی شانہ کلہ	۳۷۱	۳۱۸	ابویوب :- چار چیزیں انبیاء کی سنت ہیں	۳۵۴
"	فصل ثانی		"	عائشہ :- آنحضرت جب بیدار ہوتے تو مسواک کرتے۔	۳۵۵
"	ابوہریرہ :- دائیں طرف سے وضو شروع کرتے۔	۳۷۲	"	عائشہ :- آپ آنحضرت کی مسواک کر لیتیں	۳۵۶
"	سعید بن زید :- لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ	۳۷۳	"	فصل ثالث	
"	ابوہریرہ :-	"	۳۱۹	ابن عمر :- کبر الاکبر	۳۵۷
"	ابوسعید :- لا وضوء لمن لا وضوء لہ	۳۷۴	"	ابو امامہ :- جب بھی جبریل آئے مسواک حکم دیا۔	۳۵۸

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ	نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۳۴۵	تین مرتبہ۔	۳۲۸	۳۴۵	لقیظ بن صبرہ:- ایساغ الوضوء	
۳۳۵	عبداللہ بن زید۔ دو دو مرتبہ وضو نو علیٰ نوبت	۳۹۳	"	ابن عباس:- انگلیوں کا خلال کرنا	
"	انس:- بہ نماز کے لئے وضو۔	۳۹۵	"	المستور:- دلک اصابع الرجلین بالخصر	
۳۳۶	محمد بن یحییٰ:-	۳۹۶	۳۲۹	انس:- دائرہ کا خلال کرنا۔	
"	عبداللہ بن عمرو:- وضو میں اسراف نہ کرنا	۳۹۷	"	عثمان:-	
"	الوہریرہ:- وضو کے بعد دعا پڑھنا۔	۳۹۸	"	ابو حنیفہ:- رسول اللہ کا وضو کا طریقہ	
"	ابن مسعود:-	"	۳۳۰	عبد خیر:-	
"	ابن عمر:- وضو کے بعد دعا پڑھنا	"	"	عبداللہ بن زید:- المضمفقتہ والانتفاشاق	
۳۳۷	ایوراف:- انگوٹھی کو وضو میں ہلانا۔	۳۹۹	"	من کف واحد۔	
۳۳۸	<b>باب التسل</b>	"	"	ابن عباس:- سر اور کانوں کا مسح۔	
۳۳۹	<b>فصل اول</b>	۳۳۱	۳۳۱	ربیع بنت موعوذ:- مسح کا طریقہ	
"	الوہریرہ:- اذا جلس بین شعبا الاربع	۴۰۰	"	عبداللہ بن زید سر اور کانوں کا الگ الگ	
"	الوسعید:- الماء من الماء	۴۰۱	"	پانی سے مسح کرنا۔	
"	ابن عباس:- الماء من الماء فی الاحتلام	"	"	ابو امامہ:- کان سر کا حصہ ہیں۔ یعنی مسح میں	
"	ام سلمہ:- ہل تحلم المرأة	۴۰۲	۳۳۲	شامل ہیں۔	
"	ام سلیم:- ماء الرجل غلیظ ابيض	"	"	عمرو بن شعیب:- تین تین مرتبہ سے زیادہ	
۳۴۱	عائشہ:- آنحضرت کا غسل خبابت	۴۰۳	"	وضو نہ چاہئے۔	
۳۴۲	ابن عباس عن میمونہ:-	۴۰۴	۳۳۳	عبداللہ بن مثنیٰ:- وضو میں میانہ روی	
"	عائشہ:- کیفیت غسل المرأة من الحيض	۴۰۵	"	ابی بن کعب:- وضو میں وسوسے ڈالنے	
۳۴۳	ام سلمہ:- انی امرأة اشد صفراً اسی	۴۰۶	۳۳۴	والاشيطان۔	
"	انس:- تیوضاً بالمدیغسل بالصاع	۴۰۷	"	معاذ بن جبل:- منہ پونچھنا۔	
"	معاذہ:- تا وندہ یوی کا ایک برتن سے نانا	۴۰۸	"	عائشہ:- وضو کے اعضاء پونچھنا	
۳۴۴	<b>فصل ثانی</b>	"	"	<b>فصل ثالث</b>	
"		"	"	ثابت بن الوضوء:- وسوا یک ایک دو دو تین	

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۳۵۱	عائشہ - استدفاء قبل الاغتسال	۴۲۶	۳۲۴	عائشہ - الرجل یجد البلیل -	۴۰۹
"	علی - بے وضو قرآن پڑھنا	۴۲۷	"	" - اذا جاوز الختان الختان -	۴۱۰
"	ابن عمر - عائشہ اور جنبی قرآن نہ پڑھے	۴۲۸	۳۲۵	ابو ہریرہ - تخت کل شعر جنابتہ	۴۱۱
"	عائشہ - عائشہ اور جنبی کو مسجد میں نہ جانا چاہئے -	۴۲۹	"	علی - غسل میں کوئی جگہ خشک نہ رہے	۴۱۲
			۳۲۶	عائشہ - لا یتوضا بعد الغسل	۴۱۳
۳۵۲	علی - جنبی - کتے اور تصویر والے گھر میں فرشتہ نہیں آتا -	۴۳۰	"	" - یغسل راسہ بالخطمی	۴۱۴
"	"	۴۳۱	"	یعنی - اللہ حی یحب الحیاء	۴۱۵
"	عمار بن یاسر -	۴۳۱	۳۲۷	فصل ثالث	
۳۵۳	عبد اللہ بن ابی بکر - لا یمس القرآن الا طاهر	۴۳۲	"	ابی بن کعب - الماء من الماء رخصتہ فی اول الاسلام -	۴۱۶
"	نافع ابن عمر - تیمم کے بعد سلام کا جواب	۴۳۳	"	علی - اگر غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے	۴۱۷
۳۵۴	علاء بن مرثدہ - وضو کے بعد سلام کا جواب	۴۳۴	"	ابن عمر - کانت الصلوۃ خمسين والغسل سبع مرات	۴۱۸
"	فصل ثالث				
"	ام سلمہ - یجنب ثم نیام	۴۳۵			
"	شعبہ - غسل جنابت کا طریقہ -	۴۳۶			
۳۵۵	ابو نافع - ہر مرتبہ الگ الگ غسل افضل ہے	۴۳۷	۳۲۸	باب فی الطلۃ الجنب و ما یباح له	
"	حکم بن عمرو - التوضؤ بفضل المرأة	۴۳۸	"	فصل اول	
"	حمید بن محمدی - ایک دوسرے کے بچے ہونے پانی سے غسل -	۴۳۹	"	ابو ہریرہ - المؤمن لا ینجس	۴۱۹
"	عبد اللہ بن عمر جس -	"	۳۲۹	ابن عمر - جنبی بغیر غسل کے سو سکتا ہے ؟	۴۲۰
		"	"	عائشہ - جنبی بغیر غسل کے کھانا کھا سکتا ہے	۴۲۱
		"	"	ابو سعید - اذا اراد ان یعود فلیتوضا ینما	۴۲۲
۳۵۶	باب احکام المیاء		۳۵۰	انس - یطوف علی نساءہ بغسل واحد	۴۲۳
۳۵۸	فصل اول		"	عائشہ - یدکر اللہ علی کل اجمانہ	۴۲۴
"	ابو ہریرہ - لا یبولن فی الماء الدائم	۴۴۰	"	فصل ثانی	
"	جابر - لا یبولن فی الماء المرکد	۴۴۱	"	ابن عباس - الماء لا ینجس	۴۲۵



صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۳۶۸	اسود و بہام عن عائشہ۔ افرک المنی	۴۵۹	۳۵۹	سائب بن یزید۔ شربت من وضوئہ	۴۴۲
"	ام قیس۔۔ انفض من بول الغلام	۴۶۰	"	فصل ثانی	"
۳۶۹	عبداللہ بن عباس۔۔ اذا ریخ الایاب فقد طهر	۴۶۱	"	ابن عمر۔۔ اذا کان الماء قلیتین	۴۴۳
"	" " :- "	۴۶۲	۳۶۰	ابوسعید۔۔ بیر بضاعہ	۴۴۴
"	" " :- سودہ :-	۴۶۳	"	ابو ہریرہ۔۔ الوضوء من ماء البحر	۴۴۵
۳۷۰	فصل ثانی	"	"	ابوزید۔۔ الوضوء من التبنید	۴۴۶
"	لایا نہ بنت الحارث۔۔ یغسل من بول الجاریتہ	۴۶۴	"	علقمہ۔۔ لم اکن لیلة الجن مع رسول اللہ	"
"	ابو ہریرہ۔۔ طمونا نحلہ التراب	۴۶۵	۳۶۱	کبشہ بنت کعب۔۔ سوزا المرۃ	۴۴۷
"	ام سلمہ۔۔ انی اطمیل ذیلی۔	۴۶۶	"	داؤد بن صالح۔۔	۴۴۸
۳۷۱	مقدام۔۔ النبی عن لبس جلود السباع	۴۶۷	۳۶۲	جابر۔۔ الوضوء بما افضلت الحمرا والسباع	۴۴۹
"	ابو الملیح۔۔	۴۶۸	۳۶۳	ام ہانی۔۔ الغسل من انا فیما اثر العجین	۴۵۰
"	" " :- "	۴۶۹	"	فصل ثالث	"
"	عبداللہ بن حکم۔۔ لا تتفقوا من المیتہ	۴۷۰	"	یحیی بن عبدالرحمن۔۔ حکم الموض	۴۵۱
۳۷۲	عائشہ۔۔ استمتع بجلود المیتہ اذا ریقت	۴۷۱	۳۶۴	ابوسعید۔۔ مثل عن الحیاض	۴۵۲
"	میمونہ۔۔ یطہر بالماء والقرظ	۴۷۲	"	عمر۔۔ لا تغسلوا بالماذ الشمس	۴۵۳
"	سلمہ بن محمد بن حنفیہ۔۔ دباغنا طہورہا	۴۷۳	"		"
۳۷۳	فصل ثالث	"	۳۶۵	باب تطہیر النجاسات	"
"	امراۃ من بنی عبدالاششل۔۔ طریق المسجد متنتہ	۴۷۴	۳۶۶	فصل اول	"
"	فکیف تغسل	"	"	ابو ہریرہ۔۔ اذا شرب الکلب فی اناہ	۴۵۴
"	ابن مسعود۔۔ لا تتوضؤا من الموطی	۴۷۵	"	" :- بال الاعرابی فی المسجد	۴۵۵
۳۷۴	ابن عمر۔۔ الکلاب تقبل وتدبر فی المسجد	۴۷۶	"	" :-	۴۵۶
"	براء۔۔ لا یاس ببول ما یوکل لحمہ	۴۷۷	۳۶۷	اسماء بنت ابی بکر۔۔ اگر کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے۔	۴۵۷
۳۷۵	باب مسح علی الخفین	"	۳۶۸	سیمان بن یسار۔۔ اعنی یریب الثوب	۴۵۸

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۳۸۴	ابوسعید: دو آدمیوں کے سفر کا واقعہ	۴۹۳	۳۷۶	فصل اول	
۳۸۵	عطاء بن یسار	"	"	شہر بن ہانی: مدۃ المسح للمسافر والمقیم	۴۷۸
"	فصل ثالث	"	"	مغیرہ بن شعبہ: مسح علی الخفین	۴۷۹
"	ابوالجہیم: تیمم کا طریقہ	۴۹۴	۳۷۷	فصل ثانی	
"	"	۴۹۵	"	ابوبکر: مدۃ المسح	۴۸۰
۳۸۶	باب غسل المسنون		۳۷۸	صفوان بن عسال: مسح للمسافر	۴۸۱
۳۸۷	فصل اول		"	مغیرہ بن شعبہ: مسح علی الخف واسفله	۴۸۲
"	ابن عمر: غسل یوم الحجۃ	۴۹۶	"	" : مسح ظاہر الخف	۴۸۳
"	"	۴۹۷	"	" : مسح علی الجودین والتعلین	۴۸۴
"	ابوسعید:	۴۹۷	۳۷۹	فصل ثالث	
"	ابوہریرہ: ان یغتسل فی کل سبتۃ ایام	۴۹۸	"	مغیرہ بن شعبہ: مسح علی الخفین	۴۸۵
۳۸۸	فصل ثانی		"	علی: لوکان الدین بالرای لکان اسفل الخف	۴۸۶
"	سمرہ: غسل یوم الحجۃ	۴۹۹		اولی بالمسح	
"	ابوہریرہ: من غسل یتیم یتیم یتیم یتیم	۵۰۰	۳۸۰	باب التیمم	
"	عائشہ: یتیم من البیح	۵۰۱		فصل اول	
۳۸۹	قیس بن عاصم: بالنفل اذا سلم	۵۰۲	۳۸۱	حدیث: فضلنا علی الناس بثلاث	۴۸۷
"	فصل ثالث		"	عمران: علیک بالصعید فانہ یکفیک	۴۸۸
"	عکرمہ عن ابن عباس: جمعة کا غسل واجب	۵۰۳	"	عماد: تیمم کا طریقہ	۴۸۹
"	نہیں ہے۔		۳۸۲	ابوالجہیم: تیمم کر کے سلام کا جواب دیا۔	۴۹۰
۳۹۰	باب الحيض		"	فصل ثانی	
"	فصل اول		۳۸۳	ابودرد: الصعید الطیب وضوء المسلم	۴۹۱
"	انس: یہودی حائضہ سے قطع تعلق کرتے	۵۰۴	"	جابر: زنجی کے لیے تیمم	۴۹۲
۳۹۲	عائشہ: دونوں میں بیوی کا کٹھا غسل کرنا	۵۰۵	"	عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس: " " "	"





صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۲۳۷	ابو ہریرہ، منافقین پر بھاری نماز فجر و عشاء	۵۸۲	۲۲۹	عثمان بن بشیر، عشاء کا وقت	۵۶۸
"	عثمان، نصف رات تک قیام کیا	۵۸۵	"	رافع بن خدیج، اسفروا بالفجر	۵۶۹
"	ابن عمر، نمازوں کے نام تبدیل نہ کرنا۔	۵۸۶	۲۳۰	فصل ثالث	
۲۳۸	علی و جیسونا عن صلوة الوسطی	۵۸۷	"	رافع بن خدیج، عمر کا وقت	۵۷۰
"	فصل ثانی		"	عبداللہ بن عمر، عشاء کا وقت	۵۷۱
"	ابن مسعود، صلوة الوسطی صلوة العصر	۵۸۸	"	جابر بن سمرہ،	۵۷۲
"	سمرہ،	"	۲۳۱	ابوسعید،	۵۷۳
۲۳۹	ابو ہریرہ، تفسیر ان قرآن الفجر کان مشہودا	۵۸۹	"	ام سلمہ، ظہر کا وقت جلدی	۵۷۴
"	فصل ثالث		۲۳۲	انس، ابرو الصلوة اذا کان البرد علی	۵۷۵
"	زید بن ثابت، صلوة الوسطی الظہر	۵۹۰	"	عبادہ، ناہل امر، نمازوں کو ضائع کریں گے	۵۷۶
"	عائشہ،	"	"	قیص بن وقاص،	۵۷۷
"	زید بن ثابت،	۵۹۱	۲۳۳	عبید اللہ بن عدی، حضرت عثمان کی	۵۷۸
۲۴۰	علی، صلوة الوسطی صلوة الصبح	۵۹۲		فراخ دلی۔	
"	ابن عباس،	"	۲۳۴	باب فضائل الصلوة	
"	ابن عمر،	"		فصل اول	
۲۴۰	سلمان، فجر کی نماز کی فضیلت	۵۹۳	۲۳۵	عثمان بن رؤیب، صبح و شام کی نمازیں پڑھنے	۵۷۹
۲۴۱	باب الاذان		"	والا آگ میں نہ جائے گا۔	
۲۴۳	فصل اول		"	ابوموسیٰ، من صلی البردین دخل الجنة	۵۸۰
"	انس، امر بلا الاذان یشفع الاذان ویوتر الاقامة	۵۹۴	"	ابو ہریرہ، صبح و شام کی نمازوں میں فرشتے	۵۸۱
"	ابو حفصہ، رسول اللہ نے جو اذان سکھائی	۵۹۵		آتے ہیں۔	
"	فصل ثانی		۲۳۶	جندب، من صلی صلوة الفجر فوفی ذمت اللہ	۵۸۲
۲۴۵	ابن عمر، الاذان مرتین مرتین والا قامة	۵۹۶	"	ابو ہریرہ، لا یعلمون مانی القداء والصف	۵۸۳
	مرۃ مرۃ۔			الاول	

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۲۵۶	سعید بن ابی وقاص :- اذان کے بعد کی دعا	۶۱۴	۲۴۶	ابو محمد زُرّہ :- الاذان تسع عشرة كلمة	۵۹۷
			"	" :- اذان تریح کے ساتھ سکھائی	۵۹۸
۲۵۷	عبد اللہ بن مُخَلَّل :- بین کل اذانین الصلوٰۃ	۶۱۵	۲۴۷	بلال :- تنویب سے منع فرمایا	۵۹۹
"	فصل ثانی		"	جابر :- اذان لمبی اور اقامت مختصر	۶۰۰
"	ابو ہریرہ :- الامام ضامن والمؤذن مؤتمن	۶۱۶	۲۴۸	زیاد بن حارث :- مؤذن اقامت کے	۶۰۱
"	ابن عباس :- سات سال اذان پر جنت کی ضمانت	۶۱۷	"	فصل ثالث	
			"	ابن عمر :- اذان کی ابتدا	۶۰۲
۲۵۸	عقبہ بن عامر :- جنگل میں اذان و جماعت کمریو الے پر اللہ خوش ہے۔	۶۱۸	۲۴۹	عبد اللہ بن زید :-	۶۰۳
"	ابن عمر :- یمین آدمی کستوری کے ڈھیر پر	۶۱۹	۲۵۰	ابو بکر :- نماز کے لیے بیدار کرنا	۶۰۴
			"	مالک بن انس :-	۶۰۵
۲۵۹	ابو ہریرہ :- مؤذن کے لیے سب سننے والے بخشش مانگتے ہیں۔	۶۲۰	۲۵۱	عبدالرحمن :- کانوں میں انگلیاں دینا۔	۶۰۶
"	عثمان :- اتخذ مؤذنا لایاخذ اجرا۔	۶۲۱	۲۵۲	باب فضل الاذان واجابة المؤذن	
"	ام سلمہ :- اذان مغرب کے وقت دعا۔	۶۲۲	۲۵۳	فصل اول	
۲۶۰	ابو امامہ :- اقامت کی دعا۔ اقامنا اللہ وادعنا۔	۶۲۳	"	معاویہ :- مؤذنین کی گزنیں اونچی ہوں گی	۶۰۷
"	انس :- اذان کے بعد مقبولیت کا وقت	۶۲۴	"	ابو ہریرہ :- اذالودی للصوة ادبر الشیطان ولہ فراط۔	۶۰۸
"	سہل بن سعد :- ثلثان لایردان	۶۲۵	۲۵۴	ابو سعید :- لاسمع الاذان الا شہدیوم القیامۃ	۶۰۹
۲۶۱	عبد اللہ بن عمرو :- مؤذن کے برابر درجہ والا عمل۔	۶۲۶	"	عبداللہ بن عمرو :- اذان سنو تو اس طرح کہو	۶۱۰
"	جابر :- اذان سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے	۶۲۷	۲۵۵	عمر :- اذان کا جواب	۶۱۱
"	فصل ثالث		"	جابر :- اذان کے بعد کی دعا	۶۱۲
۲۶۲	علقمہ :- اذان کا جواب دینا۔	۶۲۸	۲۵۶	انس :- اذان دینے والی آباہوں کو امن دینا۔	۶۱۳
"	ابو ہریرہ :- اذان کا جواب دینے والا نبی	۶۲۹			



نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ	نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۶۳۰	عائشہ: اذان کے بعد کلمہ شہادت	۴۶۲	۶۴۳	عبداللہ بن عمر: صلی فی بیت اللہ	۴۴۲
۶۳۱	ابن عمر: بارہ سال اذان دینے والا جتنی ہے	۴۶۳	۶۴۴	ابو ہریرہ: صلوٰۃ فی مسجدی خیر من الف	۴۴۳
۶۳۲	": مغرب کی اذان کے وقت کی دعا۔	"	"	صلوٰۃ۔	"
"		"	۶۴۵	ابو سعید: لاشد الرجال الی ثلاثہ مساجد	"
"		"	۶۴۶	ابو ہریرہ: بین بیتی و منیری روفتہ من ریاض الجنۃ۔	۴۴۴
۶۳۳	ابن عمر: سحری کی اذان کتنا	"	۶۴۷	ابن عمر: کان یاتی قبا کل سبت	"
۶۳۴	سمر بن جندب: "	"	۶۴۸	ابو ہریرہ: احب البلاد الی اللہ المساجد	"
۶۳۵	مالک بن حویرث: سفر میں اذان و جماعت کرنا۔	۴۶۵	۶۴۹	عثمان: من نبی اللہ مسجدا	"
۶۳۶	مالک بن حویرث: صلوٰۃ کا یہ تہیٰ اصلی	"	۶۵۰	ابو ہریرہ: من غذا ادراج الی المساجد اللہ نزلہ	۴۴۵
۶۳۷	ابو ہریرہ: اذا قیمت الصلوٰۃ قلنا تلوہ استویا	"	۶۵۱	ابو موسیٰ: اعظم احرانی الصلوٰۃ بعد ہم	"
۶۳۸	ابو قتادہ: لا تقوموا حتی ترونی	۴۶۶	۶۵۲	جابر: یا بنی سلمۃ دیا کم تکتب آثار کم	"
۶۳۹	ابو ہریرہ: سفر میں ایک صبح کی نماز قضا ہونے کا واقعہ۔	۴۶۷	۶۵۳	ابو ہریرہ: سبتہ یظلم اللہ فی ظلہ	۴۴۶
"		"	۶۵۴	": صلوٰۃ بالجماعۃ تضعف	"
"		"	۶۵۵	ابو سعید: دعا دخول مسجد	۴۴۷
۶۴۰	زید بن اسلم: سفر میں ایک نماز فجر قضا ہونے کا واقعہ۔	"	۶۵۶	ابو قتادہ: تحیتہ المسجد	۴۴۸
۶۴۱	ابن عمر: فصلتان محلقتان فی اعتناق المودعین	۴۶۹	۶۵۷	کعب بن مالک: صلوٰۃ القدر من السفر فی المسجد	"
"		"	۶۵۸	ابو ہریرہ: منع السؤال عن ضلالتہ الحيوان	"
"		"	۶۵۹	جابر: لصل: ثوم کھا کر مسجد نہ جانا	۴۴۹
"		"	۶۶۰	انس: مسجد میں تھو کتنا گناہ ہے	"
۶۴۲	ابن عباس: ما صلی فی بیت اللہ	"	۶۶۱	ابو ذر: "	۴۸۰
"	أسامہ بن زید: "	"	۶۶۲	ابو ہریرہ: قلا بیصق امامہ	"

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۴۸۸	ابو ہریرہ۔۔۔ من اتی المسجد تشقی فوخط	۶۷۹	۴۸۰	ابو سعید۔۔۔ فلا یصق امامہ	۶۶۲
۴۸۹	فاطمہ بنت الحسین، دخل المسجد المصلوۃ و	۶۸۰	"	عائشہ۔۔۔ لعن اللہ الیہود واتخذوا قبور انبیائہم	۶۶۳
"	السلام			مساجد	
"	عمرو بن شیبہ۔۔۔ نبی عن تناشد الا شعار	۶۸۱	۴۸۱	جندب۔۔۔ قبور انبیائہم وصالیہم مساجد	۶۶۴
۴۹۰	ابو ہریرہ قولوا البائث فی المسجد لا یرع اللہ	۶۸۲	"	ابن عمر۔۔۔ لا تتخذوا یتوکم قبورا	۶۶۵
"	حکیم بن حزام۔۔۔ نبی ان یتقادی المسجد	۶۸۳	"	فصل ثانی	
"	معاویہ۔۔۔ نبی عن اکل البصل والثوم	۶۸۴	"	ابو ہریرہ۔۔۔ بین المشرق والمغرب قبلۃ	۶۶۶
۴۹۱	ابو سعید۔۔۔ الارض کلہا مسجد	۶۸۵	۴۸۲	طلق بن علی۔۔۔ خرجنا وقد الی رسول اللہ	۶۶۷
"	ابن عمر۔۔۔ نبی عن المصلوۃ فی سبع مواطن	۶۸۶	"	عائشہ۔۔۔ الامر ببناء المساجد فی الدر	۶۶۸
"	ابو ہریرہ۔۔۔ صلواتی مرابض النعم	۶۸۷	۴۸۳	ابن عباس۔۔۔ ما امرت بتشیید المساجد	۶۶۹
۴۹۲	ابن عباس۔۔۔ لعن ذرائر القبور	۶۸۸	"	انس۔۔۔ من اشراط الساعة یتباہی الناس	۶۷۰
"	ابو امامہ۔۔۔ خیر البقاع مساجدہا۔	۶۸۹	"	انس۔۔۔ عرضت علی اجور امتی حتی القذاة	۶۷۱
"	ابن عمر۔۔۔ خیر البقاع مساجدہا	"	۴۸۴	بریدہ۔۔۔ بشر المشائین فی الظلم الی المساجد	۶۷۲
۴۹۳	فصل ثالث		"	سهل۔۔۔	"
"	ابو ہریرہ۔۔۔ من جاء مسجدی فموبمنزلۃ المجاہد	۶۹۰	"	انس۔۔۔	"
"	حسن مرسل۔۔۔ مسجدیں دنیاوی باتیں کرنا	۶۹۱	"	ابو سعید۔۔۔ مسجدوں کا نگہبان مومن ہے	۶۷۳
"	منع ہیں۔		۴۸۵	عثمان بن مظعون۔۔۔ نبی عن الاختصاص	۶۷۴
۴۹۴	سائب بن یزید۔۔۔ نبی عن رفع الصوت	۶۹۲	"	عبدالرحمن بن عائش۔۔۔ رأیت ربی فی	۶۷۵
"	عمر۔۔۔ بنی رحمتہ فی ناحیۃ المسجد	۶۹۳	"	احسن صورة	
"	انس۔۔۔ ان المصلی نیاجی ربہ	۶۹۴	"	ابن عباس۔۔۔	"
۴۹۵	سائب بن خالد۔۔۔ قبلہ کی طرف تھوکنے والا	۶۹۵	"	معاذ۔۔۔	"
"	امام معطل۔		۴۸۷	ابو امامہ۔۔۔ ثلاثۃ کلم ضامن علی اللہ۔	۶۷۶
۴۹۶	معاذ۔۔۔ رأیت ربی فی احسن صورة	۶۹۶	"	۔۔۔ من خرج الی المسجد فمواک الحاج	۶۷۷
۴۹۸	عبداللہ بن عمرو۔۔۔ دخول مسجد کی دعا	۶۹۷	۴۸۸	ابو ہریرہ۔۔۔ اذا دخلتم بربیاض الجنة فارتعوا	۶۷۸

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۵۰۹	فصل ثالث		۴۹۸	عطاء بن یسار۔۔ اللہ لا یجعل قبری وثناً	۶۹۸
"	ابوسعید۔۔ یصلی علی حصیر	۴۱۶	۴۹۹	معاذ بن جبل۔۔ یستحب الصلوٰۃ فی الحیطان	۶۹۹
۵۱۰	عمرو بن شعیب۔۔ یصلی جا فیاً ومنتعلاً	۴۱۷	"	انس۔۔ مگر سے مسجد میں پچیس گنا ثواب	۷۰۰
"	محمد بن منکدر۔۔ صلی جا برنی اذ ار لیراہ الناس	۴۱۸	۵۰۰	ابوفرد۔۔ ای مسجد وضع اولاً	۷۰۱
۵۱۱	ابی بن کعب۔۔ الصلوٰۃ فی ثوب واحد	۴۱۹	۵۰۱	باب السترة	
"	باب السترة		۵۰۲	فصل اول	
۵۱۲	فصل اول		"	عمر۔۔ الصلوٰۃ فی الثوب الواحد	۷۰۲
"	ابن عمر۔۔ العنترۃ بین یدیه	۴۲۰	"	ابوہریرہ۔۔ جان بوجھ کر ایک چھوٹے کپڑے	۷۰۳
"	ابو جحیفہ۔۔ مکہ کے سفر میں سترہ سے نماز	۴۲۱	"	میں نماز نہ پڑھے۔	
۵۱۳	نافع۔۔ بعرض راحت فیصلی الیہ	۴۲۲	"	ابوہریرہ۔۔ ایک کپڑے میں نماز کا طریقہ	۷۰۴
"	ظہر۔۔ وضع مثل مؤنثۃ الرجل	۴۲۳	۵۰۵	عائشہ۔۔ باتصویر جگہ میں نماز نادرست ہے	۷۰۵
"	ابو جحیم۔۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کا	۴۲۴	"	انس۔۔	۷۰۶
۵۱۴	ابوسعید۔۔ آگے سے گزرنے والے کا دفاع	۴۲۵	۵۰۶	عقبہ بن عامر۔۔ منکرانہ کپڑوں میں نماز نامناسب	۷۰۷
"	ابوہریرہ۔۔ تقطع الصلوٰۃ المرأۃ والحمار	۴۲۶	"	ہے۔	
۵۱۵	عائشہ۔۔ یصلی من اللیل وانا معترفتہ	۴۲۷	"	فصل ثانی	
"	ابن عباس۔۔ اقبلت را کباً علی آتانی۔	۴۲۸	"	سلمہ بن اکوع۔۔ افاصلی فی النقیص الواحد	۷۰۸
"	فصل ثانی		۵۰۷	ابوہریرہ۔۔ من صلی یسبل اذ ارہ فلیتوضا	۷۰۹
"	ابوہریرہ۔۔ فیجعل تلقاء وجہ شیناً۔	۴۲۹	"	عائشہ۔۔ لا یقبل صلوٰۃ حائض الانحمار	۷۱۰
۵۱۶	سہل بن حنمہ۔۔ اذا صلی الے سترۃ فلیدن	۴۳۰	"	ام سلمہ۔۔ اتصلی المرأۃ فی ودع وخمار	۷۱۱
"	منہا۔		۵۰۸	ابوہریرہ۔۔ نہی عن السدل	۷۱۲
"	مقدار۔۔ سترہ تھوڑا دائیں طرف رکھے	۴۳۱	"	شداد بن اوس۔۔ صلوانی نعاکم	۷۱۳
"	فضل بن عباس۔۔ بغیر سترہ کے نماز	۴۳۲	"	ابوسعید۔۔ صلی فلیح تعلیہ	۷۱۴
۵۱۷	ابوسعید۔۔ لا یقطع الصلوٰۃ حتی	۴۳۳	۵۰۹	ابوہریرہ۔۔ فیضع تعلیہ عن یسارہ	۷۱۵

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۵۳۱	وائل بن حجر۔ رفع الیدین کی حدیث۔	۴۵۱	۵۱۲	فصل ثالث	
۱	قیصر بن بلب۔ ہاتھ باندھنا	۴۵۲	"	عائشہ۔ کنت انام ین یدی رسول اللہ	۴۳۴
۵۳۲	رفاعہ بن رافع۔ حدیث مسی الصلوٰۃ	۴۵۳	۵۱۸	ابو ہریرہ۔ نمازی کے آگے سے گزرتے	۴۳۵
۵۳۳	فضل بن عباس۔ الصلوٰۃ ثنی ثنی	۴۵۴	"	کا گناہ۔	
۵۳۴	فصل ثالث		"	کعب۔	۴۳۶
"	سعد۔ تکبیرات اونچی آواز سے کہنا	۴۵۵	"	ابن عباس۔ یقطع الصلوٰۃ الحمار	۴۳۷
"	عکرمہ۔ نماز چار رکعت میں بائیس تکبیریں	۴۵۶	۵۱۹	باب صفتہ الصلوٰۃ	
۵۳۵	علی۔ نہر خفض و رفع کے لیے تکبیر۔	۴۵۷	۵۲۱	فصل اول	
"	علقمہ۔ نماز کے شروع میں ایک مرتبہ ہاتھ	۴۵۸	"	ابو ہریرہ۔ حدیث مسی الصلوٰۃ	۴۳۸
	اٹھانا۔		۵۲۲	عائشہ۔ یتفتح الصلوٰۃ بالتکبیر والقراءة	۴۳۹
۵۳۶	ابو یحییٰ۔ نماز شروع کرتے وقت کوئی لفظ	۴۵۹	"	بالفاتحہ۔	
	نہ کہے۔		۵۲۳	ابو یحییٰ۔ آنحضرت کی نماز کا طریقہ	۴۴۰
۵۳۷	ابو ہریرہ۔ مسی الصلوٰۃ کی طرح کی حدیث	۴۶۰	۵۲۴	ابن عمر۔ رفع الیدین مواضع الثلاثہ میں	۴۴۱
۵۳۸	باب ما یقرب بعد التکبیر		"	" " " " " " " "	۴۴۲
۵۳۹	فصل اول		۵۲۵	نافع۔	۴۴۳
"	ابو ہریرہ۔ دعا افتتاح اللہم باعد بینی	۴۶۱	۵۲۶	مالک بن حویرث۔	۴۴۴
۵۴۰	علی۔ " وجعت و جی للذی	۴۶۲	"	" " " " " " " "	۴۴۵
۵۴۳	انس۔ الحمد للہ حمد اکثر طیبیا مبارکافہ	۴۶۳	۵۲۷	وائل بن حجر۔ رفع الیدین	۴۴۶
"	فصل ثانی		"	سہل بن سعد۔ سینہ پر ہاتھ باندھنا	۴۴۷
"	عائشہ۔ دعائے افتتاح بجا تک اللہم و	۴۶۴	"	ابو ہریرہ۔ اذا قام الی الصلوٰۃ تکبیر	۴۴۸
"	بجد کہ۔		۵۲۸	جابر۔ افضل الصلوٰۃ طول القنوت	۴۴۹
"	الوسعید۔	"	۵۲۹	فصل ثانی	
۵۴۴	یحییٰ بن مظم۔ اللہ اکبر کبیرا	۴۶۵	"	ابو یحییٰ۔ قال فی عشرۃ من اصحاب النبی	۴۵۰

صفحہ	نمبر حدیث	اشارہ مضمون مح راوی	صفحہ	نمبر حدیث	اشارہ مضمون مح راوی
۵۵۸	۴۸۱	ابراہیم عشا میں والتین کی قرأت	۵۴۵	۴۶۶	سمرہ بن جندب :- حدیث سکتین
۵۵۹	۴۸۲	جابر :- فجر میں سورہ ق کی قرأت	"	۴۶۷	ابو ہریرہ :- اذا نفض من الركعة الثانية استفتح القراءة
"	۴۸۳	عمرو بن محرز :- فجر میں واللیل اذا عسعس	"	"	"
"	۴۸۴	عبداللہ بن سائب :- کھانسی کی وجہ سے قرأت کم کرنا	"	"	فصل ثالث
۵۶۰	۴۸۵	ابو ہریرہ :- فجر میں سورہ سجدہ ودہر	۵۴۶	۴۶۸	جابر :- ان صلواتی ونسکی وحمیای وعتاقتی
"	۴۸۶	عبید اللہ بن ابی رافع :- سورہ حمد و مناجات	"	۴۶۹	محمد بن مسلمہ :- وجہت وجہی للذی
"	"	جمہ کی نمازیں	۵۴۷	"	باب القراء فی الصلوۃ
۵۶۱	۴۸۷	نعمان بن بشیر :- عبید بن جحش میں اعلیٰ وغاشیہ کی قرأت	۵۴۸	"	فصل اول
"	۴۸۸	عبید اللہ بن عمر :-	"	۴۷۰	عبد اللہ بن صامت :- لا صلوة لمن لم یقرأ
"	۴۸۹	ابو ہریرہ :- فجر کی سنتوں میں کافرون و اخلاص کی قرأت	۵۴۹	۴۷۱	ابو ہریرہ :- من لم یقرأ فی الصلوۃ ام القرآن ففی خداج
۵۶۲	۴۹۰	ابن عباس :- مختلف آیات پڑھنا	۵۵۰	۴۷۲	ابو ہریرہ :- رسول اللہ اور خلفا قرأت سورہ فاتحہ سے شروع کرتے
"	"	فصل ثانی	"	"	"
"	۴۹۱	ابن عباس :- قرأت کی ابتداء بسم اللہ سے	۵۵۱	۴۷۳	ابو ہریرہ :- اذا امن الامام قاموا
۵۶۳	۴۹۲	وائل بن مجز :- امین بالبحر کنا	۵۵۳	۴۷۴	ابو موسیٰ :- اذا صلیتم فاقیموا صفوفکم
۵۶۴	۴۹۳	ابو زبیر :-	۵۵۴	"	ابو ہریرہ :- اذا قرأ الفستول
"	۴۹۴	عائشہ :- مغرب میں سورہ اعراف کی قرأت	۵۵۵	۴۷۵	ابو قتادہ :- کان یقرأ فی الظهر ام الكتاب
"	۴۹۵	عقبة بن عامر :- فجر میں موعودتین کی قرأت	۵۵۶	۴۷۶	ابو سعید :- ظهر وعصر کے قیام کا اندازہ
۵۶۵	۴۹۶	جابر بن سمرہ :- مغرب میں کافرون و اخلاص	۵۵۷	۴۷۷	جابر :- یقرأ فی الظهر باللیل
"	"	ابن عمر :-	"	"	یحییٰ بن مظم :- مغرب میں قرأت والطور
"	۴۹۷	ابن مسعود :- مغرب کی سنتوں میں قرأت	"	"	ام فضل :- مغرب میں مرسلات
"	"	ابو ہریرہ :- مغرب کی سنتوں میں قرأت	۵۵۸	۴۸۰	جابر :- محافن جبل دوبارہ نماز پڑھا کرتے

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۵۷۵	فصل اول		۵۶۶	سیلمان بن یسارہ۔ یطیل رکعتیں الاولیین	۷۹۸
"	انس :- واللہ انی لاراکم من بعدی	۸۱۳	"	عبادہ بن صامت لا تقرأ ابشی من القرأ	۷۹۹
"	ابراہ :- کان ارکان الصلوۃ سواہ	۸۱۴	"	الابفاختہ الكتاب	
۵۷۶	انس :- قومہ لمبا کرتے۔	۸۱۵	۵۶۷	ابو ہریرہ :- فانتی الناس بالقرآۃ	۸۰۰
"	عائشہ :- رکوع وسجدہ کی دعائیں۔	۸۱۶	۵۶۸	ابن عمر :- ان المصلی یناجی ربہ	۸۰۱
"	" :-	۸۱۷	"	بیاضی :-	"
"	ابن عباس :- رکوع وسجدہ میں قرآن پڑھنا	۸۱۸	۵۶۹	ابو ہریرہ :- اذا قرأنا نعتوا۔	۸۰۲
"	منع ہے۔		"	عبداللہ بن ابی اوفی :- انی لا اشتهع الی	۸۰۳
۵۷۷	ابو ہریرہ :- مقتدی ربنا لک الحمد کہیں	۸۱۹		من القرآن	
"	عبداللہ بن ابی اوفی :- سمع اللہ لمن حمدہ	۸۲۰	۵۷۱	ابن عباس :- یسبح اسم ربک الاعلیٰ کاجواب	۸۰۴
"	ربنا لک الحمد۔		"	سبحان ربی الاعلیٰ۔	
۵۷۸	ابو سعید :- قومہ کی لمبی دعا۔	۸۲۱	"	ابو ہریرہ :- من قرأ منکم والتین (کاجواب)	۸۰۵
"	رفاعہ بن رافع :- کس نے کہا ربنا لک الحمد	۸۲۲	۵۷۲	جابر :- قرأت سورۃ الرحمن (کاجواب)	۸۰۶
۵۷۹	فصل ثانی		"	فصل ثالث	
"	ابو مسعود :- لا تجزء صلوۃ حتی تقیم ظہرہ	۸۲۳	"	معاذ :- فجر کی نماز میں اذا زلزلت کی قرأت	۸۰۷
"	عقوبہ بن عامر :- اجعلوا فی الركوع	۸۲۴	۵۷۳	۶۰۶ :- فجر میں سورہ بقرہ	۸۰۸
۵۸۰	عون بن عبداللہ :- رکوع کی محترم دعا۔	۸۲۵	"	فرافصہ :- فجر میں سورہ یوسف	۸۰۹
"	حذیفہ :-	۸۲۶	"	عامر بن ربیعہ :-	۸۱۰
۵۸۱	فصل ثالث		"	عمرو بن شعیب :- چھوٹی سے چھوٹی سورۃ	۸۱۱
"	عوف بن مالک :- لمبا رکوع	۸۲۷	"	کی قرأت۔	
"	ابن جیمہ :- دس تسبیحات کا اندازہ رکوع	۸۲۸	۵۷۴	عبداللہ بن عقبہ :- مغرب میں حم و خان کی	۸۱۲
۵۸۲	شقیق بن حذیفہ :- رکوع وسجدہ پورا نہ کرنے	۸۲۹		قرأت	
"	والسے کی نماز نہیں۔				
"	ابو قتادہ :- نماز کا چور	۸۳۰	۵۷۵	باب الركوع	

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۵۹۳	طلاق بن علی :- لا یُنظر اللہ فی الصلوٰۃ الا لیقیم صلیبہ۔	۱۴۹	۵۸۳	نعمان بن مرہ :- نماز کلہ حور۔	۸۳۱
"	نافع :- الیہین تسجد ان کما یسجد الوجہ	۱۵۰	۵۸۴	باب السجود و فضلہ	
۵۹۴	باب التشہد		۵۸۵	فصل اول	
۵۹۶	فصل اول		"	ابن عباس :- سات اعضا پر سجدہ	۸۳۲
"	ابن عمر :- تشہد میں بیٹھے کا طریقہ	۱۵۰	"	انس :- اعدلوا فی السجود	۸۳۳
۵۹۷	عبداللہ بن زبیر :-	۱۵۱	۵۸۶	براء بن عازب :- اذا سجدت ارفع مرفقیك	۸۳۴
"	عبداللہ بن مسعود :- تشہد کے الفاظ	۱۵۲	"	میمونہ :- اذا سجد جانی بین یدیه	۸۳۵
۵۹۸	عبداللہ بن مسعود :-	۱۵۳	"	عبداللہ بن مالک :-	۸۳۶
۵۹۹	فصل ثانی		۵۸۷	ابو ہریرہ :- سجدہ کی دعا۔	۸۳۷
"	وائل بن مجر :- الا فرأش فی التشہد	۱۵۴	"	عائشہ :-	۸۳۸
"	عبداللہ بن زبیر :- رفع سبابہ	۱۵۵	۵۸۸	ابو ہریرہ :- اقرب ما یكون العبد من ربه وهو ساجد۔	۸۳۹
۶۰۰	ابو ہریرہ :-	۱۵۶	"	ابو ہریرہ :- اذا سجد العبد سجد الشیطان	۸۴۰
"	ابن عمر :- نہی ان یجلس فی الصلوٰۃ وهو متکبر	۱۵۷	۵۸۹	ربیع بن کعب :- اعنی علی بکثر سجد السجود	۸۴۱
"	عبداللہ بن مسعود :- پہلا تشہد متکبر ہونا	۱۵۸	۵۹۰	معدان بن طلحہ :-	۸۴۲
۶۰۱	فصل ثالث		"	فصل ثانی	
"	جابر :- تشہد میں بسم اللہ۔	۱۵۹	"	وائل بن مجر :- وضع رکبیتہ قبل یدیه	۸۴۳
"	نافع :- رفع سبابہ شیطان کو سخت تکلیف دیتی ہے۔	۱۶۰	۵۹۱	ابو ہریرہ :- لایبرک کبرک البعیر	۸۴۴
۶۰۲	ابن مسعود :- تشہد آہستہ پڑھنا۔	۱۶۱	۵۹۲	ابن عباس :- بین السجدتین کی دعا	۸۴۵
۶۰۳	باب الصلوٰۃ علی النبی و فضلہا		"	حدیفہ :-	۸۴۶
۶۰۴	فصل اول		"	فصل ثالث	
			"	عبدالرحمن :- نہی عن نقرۃ الغراب	۸۴۷
			۵۹۳	علی :- لا تقع بین السجدتین	۸۴۸

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۶۱۵	الملائکۃ علیہ سبعین صلوة		۶۰۷	عبدالرحمن بن ابی لیلیہ: کیف الصلوة علیکم	۸۶۲
"	رُوْفِیْعُ:۔ درود کے دیگر الفاظ	۸۵۹	"	ابو حمید: کیف تصلی علیک	۸۶۳
"	عبدالرحمن بن عوف:۔ من صلی علیک صلیت علیہ۔	۸۸۰	۶۰۸	ابو ہریرہ:۔ من صلی علی واحدہ صلی اللہ علیہ عشاء۔	۸۶۴
۶۱۶	عمر بن خطاب:۔ الدعاء موقوف بین السماء والارض۔	۸۸۱	۶۰۹	فصل ثانی	
			"	انس:۔ من صلی علی واحدہ صلی اللہ علیہ عشر صلوات	۸۶۵
۶۱۷	باب الدعاء فی التشہید		"	ابن مسعود:۔ اولی الناس بی اکثر ہم علی صلوة	۸۶۶
"	فصل اول		"	ابن مسعود:۔ الملائکۃ سیاحین فی الارض	۸۶۷
"	عائشہ:۔ الاستعاذہ	۸۸۲	۶۱۰	ابو ہریرہ:۔ روا اللہ علی رومی حتی اذ السلام	۸۶۸
"	ابو ہریرہ:۔	۸۸۳	"	"۔ لاجعلوا قبلی حیدراً	۸۶۹
۶۱۸	ابن عباس:۔	۸۸۴	"	"۔ رغم انفت رجل ذکرک عندہ فلم یصل علی۔	۸۷۰
"	ابوبکر:۔ اللهم انی ظلمت نفسی	۸۸۵	"	ابو طلحہ:۔ درود پڑھنے والے کا ثواب	۸۷۱
"	عامر بن سعد:۔ دونوں طرف سلام پھیرنا	۸۸۶	۶۱۱	ابن بن کعب:۔ سارا وقت درود کا وظیفہ کرو	۸۷۲
۶۱۹	سمرہ بن جندب:۔ مقتدیوں کی طرف متوجہ ہونا۔	۸۸۷	"	فضالہ بن عبید:۔ ثنا درود کے بغیر عاقبول نہیں ہوتی۔	۸۷۳
"	انس:۔ ینصرف عن یمینہ	۸۸۸	۶۱۲	عبداللہ بن مسعود:۔	۸۷۴
۶۲۰	ابن مسعود:۔ لاجعل للشیطان شیئاً	۸۸۹	۶۱۳	فصل ثالث	
"	براء:۔ احببنا ان نکلون عن یمینہ	۸۹۰	"	ابو ہریرہ:۔ درود کے الفاظ	۸۷۵
"	ام سلمہ:۔ سلام کے بعد کچھ ٹھہرا گئے۔	۸۹۱	"	علی:۔ درود نہ پڑھنے والا نبیل حسین:۔	۸۷۶
۶۲۱	فصل ثانی		۶۱۴	ابو ہریرہ:۔ من صلی عند قبری	۸۷۷
"	معاذ:۔ نماز کے بعد کی دعاء	۸۹۲	"	عبداللہ بن عمر:۔ من صلی علی واحدہ صلی	۸۷۸
"	ابن مسعود:۔ دائیں یائیں سلام کہنا۔	۸۹۳	"		
"	عماد بن یاسر:۔	"	۶۱۵		





صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۶۵۲	عطاء بن یسار:- اقامت کے بعد مسجد سے باہر جانا۔	۹۴۷	۶۴۴	فصل ثانی	
"	ابودرداء:- موذی کو نماز میں دفع کرنا	۹۴۸	"	عبداللہ بن مسعود:- انما الصلوٰۃ لقرآۃ القرآن۔	۹۲۸
"	جاہر:- جائز حرکت نماز میں	۹۴۹	۶۴۵	ابن عمر:- سلام کا اشارے سے جواب دینا	۹۲۹
۶۵۳	نافع:- سلام کا جواب اشارہ سے دینا	۹۵۰	"	رفاعہ بن رافع:- دعا کے الفاظ جہر سے بولنا	۹۳۰
۶۵۴	باب السمو		۶۴۶	ابو ہریرہ:- التناؤب فی الصلوٰۃ من الشیطان	۹۳۱
۶۵۵	فصل اول		"	کعب بن عُجرہ:- نماز میں تشبیک منع ہے	۹۳۲
"	ابو ہریرہ:- بھول کے دو سجدے ہیں۔	۹۵۱	۶۴۷	ابودرداء:- نماز میں التفات منع ہے	۹۳۳
"	عطاء بن یسار:- شک کی صورت میں یقین پر بنا کرے۔	۹۵۲	"	انس:- سجدہ کی جگہ نظر رکھنا	۹۳۴
۶۵۶	عبداللہ بن مسعود:- انما ابشر انسی کما تنسون	۹۵۳	۶۴۸	ابن عباس:- اس کی اجازت	۹۳۵
"	ابن سیرین:- واقعہ ذوالیہدین نماز میں بھولنے کا۔	۹۵۴	"	عدی بن ثابت:- نماز میں شیطانی حرکات	۹۳۶
۶۵۸	عبداللہ بن جحیفہ:- درمیانی تشدد رہ جائے تو۔	۹۵۵	۶۴۹	مطرف بن عبداللہ:- نماز میں رونا	۹۳۸
"	فصل ثانی		"	ابودرداء:- نماز میں کنکروں کو نہ پھوننا چاہئے۔	۹۳۹
"	عمران بن حصین:- سجدہ سوسو کے بعد تشدد پڑھنے کی شاذ روایت	۹۵۶	"	ام سلمہ:- تراب و جبک	۹۴۰
۶۵۹	مغیرہ بن شعبہ:- درمیانی تشدد بھولے تو کیا کرے	۹۵۷	"	ابن عمر:- نماز میں کولوں پر ہاتھ رکھنا منع ہے	۹۴۱
"	فصل ثالث		"	ابو ہریرہ:- نماز میں سانپے کچھو کو قتل کرنا	۹۴۲
"	عمران بن حصین:- ذوالیہدین کی روایت بھولنے کی۔	۹۵۸	۶۵۰	عائشہ:- نماز میں جائز حرکت۔	۹۴۳
۶۶۰	عبدالرحمن بن عون:- شک کی صورت میں	۹۵۹	"	طلق بن علی:- نماز میں وضو ٹوٹے تو نماز دوبارہ پڑھے۔	۹۴۴
			۶۵۱	عائشہ:- " " "	۹۴۵
			"	عبداللہ بن عمرو:- " " "	۹۴۶
			"	فصل ثالث	
			"	ابو ہریرہ:- اقامت کے بعد مسجد سے باہر جانا	۹۴۷

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۶۶۸	فصل اول			زیادہ پڑھنا چاہئے۔	
"	ابن عمر :- طلوع وغروب کے وقت نماز نہ پڑھنا چاہیے۔	۹۷۵	۶۶۰	باب سجود القرآن	
"	عقوبہ بن عامر :-	۹۷۶	۶۶۱	فصل اول	
۶۶۹	ابو سعید :- فجر و عصر کی نمازوں کے بعد نماز نہیں ہے۔	۹۷۷	"	ابن عباس :- سورہ نجم کا سجدہ	۹۶۰
"	عمرو بن عبسہ :- دوپہر کو جہنم کی آگ تیز کی جاتی ہے۔	۹۷۸	"	ابو ہریرہ :- انشقاق و اقراء کے دو سجدے	۹۶۱
۶۷۱	گرگرب :- عصر کے بعد دو رکعت قضا نماز	۹۷۹	"	ابن عمر :- تلاوت کا سجدہ کرنا چاہئے۔	۹۶۲
۶۷۲	فصل ثانی		۶۶۲	زید بن ثابت :- یہ سجدے فرض نہیں	۹۶۳
"	محمد بن ابراہیم :- صبح کی سنتوں کی قضا۔	۹۸۰	"	ابن عباس :- سورہ ص کا سجدہ	۹۶۴
۶۷۳	جیسر بن مظہم :- بیت اللہ میں یہ پابندی نہیں	"	"	"	"
"	ابو ہریرہ :- نصف النہار کی پابندی جمعہ کے دن نہیں۔	۹۸۱	۶۶۳	عمرو بن عاص :- قرآن میں پندرہ سجدے	۹۶۵
۶۷۴	ابو غیل :-	۹۸۲	"	عقوبہ بن عامر :- سورہ حج میں دو سجدے	۹۶۶
"	فصل ثالث		"	ابن عمر :- سری نماز میں سجدہ تلاوت	۹۶۷
"	عبداللہ القناری :- نہی کے تین وقت	۹۸۳	۶۶۴	" :- سجدہ تلاوت پر تکبیر کہنا	۹۶۸
۶۷۵	ابو بصرہ :- عصر کے بعد غروب تک نماز نہیں	۹۸۴	"	" :- سواری پر سجدہ تلاوت	۹۶۹
"	معاویہ :- عصر کے بعد نماز نہیں۔	۹۸۵	۶۶۵	ابن عباس :- مفصل کے سجدے	۹۷۰
۶۷۶	ابو ذر :- خانہ کعبہ پابندیوں سے آزاد ہے	۹۸۶	"	عائشہ :- سجدہ تلاوت کی دعا	۹۷۱
۶۷۷	باب الجماعۃ و فضلہا		"	ابن عباس :-	۹۷۲
۶۷۸	فصل اول		"	فصل ثالث	
"	ابن عمر :- جماعت کی نماز ستائیس گنا زیادہ	۹۸۷	۶۶۴	ابن مسعود :- سجدہ نہ کرنے والے کی سزا	۹۷۳
			۶۶۴	ابن عباس :- شکر کا سجدہ	۹۷۴
			۶۶۷	باب اوقات التہی	

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۶۸۶	جابر :- نمازیٹ نہ کرو کسی دیر سے بھی۔	۱۰۰۶	۶۷۸	ابو ہریرہ :- تارک جماعت کے گھروں کو جلائے	۹۸۸
"	فصل ثالث			کی ڈانٹ۔	
"	عبداللہ بن مسعود :- تارک جماعت منافق یا مریض	۱۰۰۷	"	ابو ہریرہ :- ترک جماعت کی ناپینے کو بھی	۹۸۹
۶۸۷	ابو ہریرہ :- تارک جماعت کے گھروں کو جلائے	۱۰۰۸	۶۷۹	ابن عمر :- بارش میں گھر نماز جائز ہے	۹۹۰
"	:- اذان کے بعد مسجد سے نہ نکلنا چاہئے	۱۰۰۹	"	:- کھانا کھا رہا ہو تو ختم کر کے نماز پڑھے	۹۹۱
۶۸۸	الواکنش شفاء :-	۱۰۱۰	۶۸۰	عائشہ :-	۹۹۲
"	عثمان :- اذان سن کر جانے والا منافق ہے	۱۰۱۱	"	ابو ہریرہ :- اذا قیمت الصلوة فلا صلوة	۹۹۳
"	ابن عباس :- تارک جماعت کی نماز نہیں	۱۰۱۲		الا المکتویۃ	
۶۸۹	عبداللہ بن ام مکتوم :- ناپینے کو ترک جماعت کی اجازت نہ ملی۔	۱۰۱۳	۶۸۱	ابن عمر :- عورتوں کو مسجد سے درو کو	۹۹۴
"	ام دردا :-	۱۰۱۴	۶۸۲	زینب :- لیکن عورتیں خوشبو لگانے نہیں	۹۹۵
"	ابو بکر بن سلیمان :- نماز باجماعت تمام رات کے قیام سے افضل ہے	۱۰۱۵	"	ابو ہریرہ :-	۹۹۶
۶۹۰	ابو موسیٰ :- دو بھی جماعت ہیں	۱۰۱۶	"	ابن عمر :- عورتوں کو مسجد سے نہ رو کو	۹۹۷
"	بلال بن عبداللہ :- سنت کے خلاف پر	۱۰۱۷	۶۸۳	ابن مسعود :- عورت کی نماز گھر میں افضل ہے	۹۹۸
"	عبداللہ بن عمر کی ناراضگی		"	ابو ہریرہ :- خوشبو لگانے والی کی نماز قبول نہیں	۹۹۹
"	سالم :-		"	ابو موسیٰ :- بلکہ وہ بدکار ہے۔	۱۰۰۰
۶۹۱	مجاہد :-	۱۰۱۸	"	ابن بن کعب :- تارک جماعت منافق ہے	۱۰۰۱
۶۹۲	باب تسویۃ الصف		۶۸۴	ابو دردا :- تارک جماعت کو شیطان لے جاتا ہے۔	۱۰۰۲
۶۹۳	فصل اول		"	ابن عباس :- تارک جماعت کی نماز قبول نہیں	۱۰۰۳
"	نعمان بن بشیر :- صفیں غلط ہوں تو دل غلط ہو جائیں گے۔	۱۰۱۹	۶۸۵	عبداللہ بن ارقم :- پہلے صفائے حاجت سے	۱۰۰۴
"			"	فارغ ہو پھر نماز پڑھے	
"			"	ثوبان :-	۱۰۰۵

صفحہ	اشارہ مضمون مع زاوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع زاوی	نمبر حدیث
۷۰۱	باب الموقف		۶۹۳	انس :- انی اراکم من ودا ظہری	۱۰۲۰
۷۰۲	فصل اول		۶۹۴	انس :- تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوۃ	۱۰۲۱
"	ابن عباس :- ایک مقتدی دائیں طرف کھڑا ہو	۱۰۲۰	"	ابو مسعود :- لا تختلفوا فختلف قلوبکم	۱۰۲۲
"	جابر :- دو پیچھے کھڑے ہوں۔	۱۰۲۱	"	ابن مسعود :- میرے قریب مسجد ار لوگ ہیں	۱۰۲۳
"	انس :- عورت ایسی بھی الگ صفت بنائے	۱۰۲۲	۶۹۵	ابوسعید :- لایزال تیاخرون حتی یوتریم اللہ	۱۰۲۴
۷۰۳	" " :- " " :- " " :-	۱۰۲۳	"	جابر :- فرشتوں کی طرح صفیں	۱۰۲۵
"	ابوبکر :- زادک اللہ حرصا لا تُجد	۱۰۲۴	۶۹۶	ابوہریرہ :- ابھی صفت کونسی ہے۔	۱۰۲۶
"	فصل ثانی		"	فصل ثانی	
"	سُمرہ :- یتین میں ایک امام	۱۰۲۵	"	انس :- رصوا صفوکم	۱۰۲۷
"	عمار :- امام کو اونچی جگہ نہ کھڑا ہونا چاہئے	۱۰۲۶	"	انس :- اتوا صفوکم	۱۰۲۸
۷۰۴	سہل :- رسول اللہ تعلیم کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے۔	۱۰۲۷	۶۹۷	براء :- درست صفت والوں کیلئے فرشتوں کی دعا۔	۱۰۲۹
۷۰۵	عائشہ :- صلی فی حجرۃ والناس یا تمون من ودا الحجۃ	۱۰۲۸	"	عائشہ :- " " :-	۱۰۳۰
"	ابو مالک :- عورتوں اور بچوں کی الگ الگ صفیں	۱۰۲۹	"	نعمان :- امام صفیں درست کرائے	۱۰۳۱
۷۰۶	قیس :- بچے کو پیچھے کر کے اسکی جگہ پر کھڑا ہونا	۱۰۵۰	۶۹۸	انس :- اعمت ہوا صفوکم	۱۰۳۲
۷۰۷	باب الامامۃ		"	ابن عباس :- خیارکم الیتم مناکب	۱۰۳۳
۷۰۸	فصل اول		"	فصل ثالث	
"	ابو مسعود :- امامت کے حقدار کی علامتیں	۱۰۵۱	"	انس :- استواوا - استواوا	۱۰۳۴
"	ابوسعید :- اولیں حقدار قرآن کا عالم	۱۰۵۲	"	ابو امامہ :- حاذوا بین المناکب	۱۰۳۵
۷۰۹	فصل ثانی		۶۹۹	ابن عمر :- سدوا الخلل	۱۰۳۶
"	ابن عباس :- ولینوکم اقرؤکم	۱۰۵۳	۷۰۰	ابوہریرہ :- توسطوا الامام	۱۰۳۷
"			"	عائشہ :- حتی یوتریم اللہ فی النار	۱۰۳۸
"			"	وابعده من صلی خلف الصف وحده یعد الصلوۃ	۱۰۳۹

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۷۱۸	ابن عمر۔ جماعت مختصر کر کے اکیلا جیسے چاہے پڑھے۔	۱۰۶۹	۷۰۹	ابو عظیمہ۔ من زار قوما فلا یؤتمم انس۔ نائینا کی امامت	۱۰۵۴ ۱۰۵۵
۷۱۹	باب ما علی الماموم من المتابۃ و حکم المبوق فصل اول		۷۱۰	ابو امامہ۔ ثلاثۃ لا تجاوز صلواتہم اذانہم ابن عمر۔	۱۰۵۶ ۱۰۵۷
۷۲۰	برابرین عازب۔۔۔ لاسبقۃ علی الامام انس۔۔۔ لاسبقونی	۱۰۷۰ ۱۰۷۱	۷۱۱	سلا مہ بنت الحر۔ من اشراط الساعۃ لا یحدون امام۔	۱۰۵۸
۷۲۱	انس۔۔۔ اذا صلی قاعدا صلوا قعودا	۱۰۷۳	۷۱۲	ابو ہریرہ۔۔۔ الصلوۃ واجبت خلف کل مسلم براً او فاجراً۔	۱۰۵۹
۷۲۲	عائشہ۔۔۔ آخفرت کی مرض الموت میں ابو بکر کی امامت۔	۱۰۷۴	۷۱۳	فصل ثالث	
۷۲۳	ابو ہریرہ۔ امام سے سبقت کرنے والے گدھے ہیں	۱۰۷۵		عمر بن سلمہ۔ نایا لیخ کی امامت ابن عمر۔ غلام کی امامت	۱۰۶۰ ۱۰۶۱
	فصل ثانی		۷۱۴	ابن عباس۔۔۔ وواپس میں ناراض آدمیوں کی نماز قبول نہیں۔	۱۰۶۲
	علی۔۔۔ جماعت سے ملنے والا وہ کرے جو امام کہہ پاوے۔	۱۰۷۶	۷۱۵	باب ما علی الامام فصل اول	
۷۲۴	ابو ہریرہ۔ فاجسد اولاً تعددہ شیئاً	۱۰۷۷		انس۔۔۔ صلوۃ النبی اخف واتم ابو قتادہ۔ پینچے کے رونے سے نماز میں تخفیف	۱۰۶۳ ۱۰۶۴
	انس۔۔۔ برہانہ من النار وبراءۃ من التفاق	۱۰۷۸		ابو ہریرہ۔۔۔ فان فیہم السقیم والضعیف قیس۔۔۔ فان فیہم السقیم والضعیف	۱۰۶۵ ۱۰۶۶
	ابو ہریرہ۔۔۔ مغرور کو پورا ثواب ملتا ہے	۱۰۷۹	۷۱۶	ابو ہریرہ۔۔۔ امام کی غلطی کا وبال امام پر ہوگا	۱۰۶۷
۷۲۵	ابو سعید۔ دوبارہ جماعت کا ثواب مل کرنا	۱۰۸۰		فصل ثالث	
	عبد اللہ بن عبد اللہ۔ رسول اللہ کی مرض موت میں ابو بکر کا جماعت کرنا	۱۰۸۱	۷۱۷	عثمان۔۔۔ جماعت مختصر کر کے اکیلا جیسے چاہے پڑھے۔	۱۰۶۸



صفحہ	نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ	نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی
۷۵۴	۱۱۲۹	زید بن خالد۔ رسول اللہ کی تہجد کی نماز	۷۴۵	۱۱۱۵	مرشد بن عبد اللہ۔ مغرب سے پہلے دو
۷۵۵	۱۱۳۰	عائشہ۔ بھاری جسم والے کو تہجد پڑھ کر ادا کرنا	۷۴۶	۱۱۱۶	کعب بن عجرہ۔ نفل نماز گھروں میں بہتر ہے
۷۵۶		<b>فصل ثانی</b>	"	۱۱۱۷	ابن عباس۔ مغرب کی سنت میں بھی قراؤ
۷۵۵	۱۱۳۱	عبد اللہ بن مسعود۔ تہجد میں قراءت	۷۴۷	"	گھول۔ مغرب کے بعد دو یا چار سنت
۶۵۶	۱۱۳۲	خدیجہ۔ تہجد میں اطمینان و قراءت	"	"	حذیفہ۔ مغرب کے بعد سنت جلدی ادا کرنا
	۱۱۳۳	عبد اللہ بن عمرو۔ تہجد میں قراءت	"	۱۱۱۸	عمرو بن عطاء۔ لا وصل فی الصلوٰۃ حتی تنفکلم
۷۵۷	۱۱۳۴	ابو ہریرہ۔ تہجد کی قراءت میں رفع و خفض	۷۴۸	۱۱۱۹	عطاء۔ جمعہ کے بعد دو یا چار رکعت
۷۵۷	۱۱۳۵	ابن عباس۔ آواز کی مقدار			<b>باب صلوٰۃ اللیل</b>
۷۵۸	۱۱۳۶	ابو قتادہ۔ درمیانہ آواز سے قراءت	۷۴۹		<b>فصل اول</b>
"	۱۱۳۷	ابو ذر۔ ساری رات ایک آیت کی قراءت	۷۵۰	۱۱۲۰	عائشہ۔ رات کی نماز گیارہ رکعت
۷۵۹	۱۱۳۸	ابو ہریرہ۔ اذا صلی احدکم رکعتی الفجر فلیضبط علی یمنہ۔	"	۱۱۲۱	۔۔ فجر کی سنتیں صلوٰۃ اللیل کے خلاف ہیں۔
"		<b>فصل ثالث</b>			
"	۱۱۳۹	مسروق۔ بہترین وقت رات کا پچھلا حصہ	۷۵۱	۱۱۲۲	عائشہ۔ فجر کی سنت کے بعد دائیں کوٹھ پڑھنا۔
۷۶۰	۱۱۴۰	انس۔ رات کو سونا بھی اور قیام بھی کرنا	"	۱۱۲۳	عائشہ۔ رات کی نماز مع وتر و سنت فجر تیرہ رکعت۔
"	۱۱۴۱	حمید بن عبد الرحمن۔ رسول اللہ کی تہجد کا طریقہ۔	"	۱۱۲۴	مسروق۔ رات کی نماز سات۔ نو گیارہ رکعت۔
۷۶۱	۱۱۴۲	یعلیٰ بن مہنگ۔ قراءت کرنے کا طریقہ	"	۱۱۲۵	عائشہ۔ پہلے دو ہلکی رکعتیں
۷۶۲		<b>باب ما یقول اذا قام من اللیل</b>	"	۱۱۲۶	ابو ہریرہ۔
۷۶۳		<b>فصل اول</b>	۷۵۲	۱۱۲۷	ابن عباس۔ تہجد کی نماز باجماعت ادا کرنا
"	۱۱۴۳	ابن عباس۔ رات اٹھ گھنٹے کی دعا	"	۱۱۲۸	۔۔ رسول اللہ کی تہجد کی نماز
۷۶۴	۱۱۴۴	عائشہ۔ دوسری دعا۔	۷۵۴		



صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۷۷۳	ابوسعید: قائم اللیل سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے	۱۱۶۰	۷۶۴	عبادہ بن صامت: تیسری دعا	۱۱۴۵
۷۷۴	عمر بن عبسہ: رات کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔	۱۱۶۱	۷۶۵	فصل ثانی	
"	ابوہریرہ: شب بیداری اور کوتر غیب دینے کی فضیلت۔	۱۱۶۲	"	عائشہ: رات اٹھ کر پڑھنے کی دعا	۱۱۴۶
۷۷۵	ابو امامہ: ای الدعاء اسمع	۱۱۶۳	۷۶۶	معاذ بن جبل: رات ذکر کرنے کی فضیلت	۱۱۴۷
"	ابو مالک: قیام لیل کی فضیلت	۱۱۶۴	"	شرقی الموزنی: رات کے ذکر کے الفاظ	۱۱۴۸
"	علی: "	"	۷۶۷	فصل ثالث	
"	فصل ثالث		۷۶۸	ابوسعید: دعائے افتتاح	۱۱۴۹
"	عبداللہ بن عمرو: یا بعد اللہ لا یکن مثل فلان	۱۱۶۵	"	ربیعہ بن کعب: ذکر طویل۔	۱۱۵۰
۷۷۶	عثمان بن ابوالعاص: داؤد علیہ السلام کا قیام اللیل	۱۱۶۶	۷۶۹	باب التحریض علی قیام اللیل	
"	ابوہریرہ: افضل الصلوٰۃ بعد المفروضۃ	۱۱۶۷	۷۷۰	فصل اول	
"	قیام اللیل		"	ابوہریرہ: شب بیدار سارا دن خوش و خرم رہتا ہے۔	۱۱۵۱
۷۷۷	ابوہریرہ: صلوٰۃ اللیل بیماہ عن السرور	۱۱۶۸	"	میثم: افلا اکون عبد اشکور	۱۱۵۲
"	ابوسعید: بیوی کو تہجد کے لیے جگانا	۱۱۶۹	۷۷۱	ابن مسعود: شیطان کان میں پیشاب کرتا ہے۔	۱۱۵۳
"	ابن عباس: اشرف امتی حلتہ القرآن	۱۱۷۰	"	ام سلمہ: رب کا سیتہ عاریتہ فی الآخرة	۱۱۵۴
۷۷۸	ابن عمر: اپنے اہل کو شب بیداری کے لیے بیدار کرتے	۱۱۷۱	"	ابوہریرہ: بیتزل ربنا الی السماء الدنیا	۱۱۵۵
۷۷۹	باب القصد فی العمل		۷۷۲	جابر: بہ رات ایک مقبولیت کی گھڑی ہے	۱۱۵۶
۷۸۱	فصل اول		"	عبداللہ بن عمرو: احب الصلوٰۃ الی اللہ صلوٰۃ داؤد	۱۱۵۷
			۷۷۳	عائشہ: تہجد کے بعد سونا۔	۱۱۵۸
			"	فصل ثانی	
			"	ابو امامہ: علیکم قیام اللیل فانہ داب الصالحین	۱۱۵۹

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ	نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۱۵۲	انس :- رات کو قیام بھی کرتے اور سوتے	۷۸۱	۱۱۸۸	سعد بن ہشام :- نو وتر اور ان کا طریقہ	۷۸۹
۱۱۵۳	عائشہ :- احب الاعمال الی اللہ دوہا	"	۱۱۸۹	ابن عمر :- اجعلوا آخر صلواتکم بالمیل وتراً	۷۹۰
۱۱۵۴	:- خذوا من الاعمال ما تطيقون	"	۱۱۹۰	" :- بادروا الصبح بالوتر	"
۱۱۵۵	انس :- لیصل احدکم نشاطہ	۷۸۲	۱۱۹۱	جابر :- اگر بچھل رات نہ ہو سکے تو وتر اول	"
۱۱۵۶	عائشہ اذا نض احدکم فلیرقہ	"	۱۱۹۲	عائشہ :- اول اوسط اور آخر رات میں وتر	۷۹۰
۱۱۵۷	ابو ہریرہ :- ان الدین لیسر	"	۱۱۹۳	ابو ہریرہ :- پہلی رات وتر	"
۱۱۵۸	عمر :- نجد کی قضا ظہر سے پہلے	۷۸۳	"	فصل ثانی	"
۱۱۵۹	عمران بن حصین :- صلی قائما فان لم تستطع	"	۱۱۹۴	عُثَیْبُف :- الحمد للہ الذی جعل فی الامر ستہ	"
۱۱۶۰	عمران :- ان صلی قائما فموا فضل	۷۸۴	۱۱۹۵	عبداللہ بن ابی قیس :- وتر سات - نو گیاہ	۷۹۱
۱۱۸۱	ابو امامہ :- من اودی الی فراتہ طاهرأ	"	"	اور تیرہ رکعت	"
۱۱۸۲	عبداللہ بن مسعود :- عجب ربنا من رحلین	"	۱۱۹۶	ابوالیوب :- وتر پانچ - تین اور ایک	۷۹۳
۱۱۸۳	عبداللہ بن عمر :- صلوة الرجل قاعد نصف	"	۱۱۹۷	علی :- ان اللہ وترتہ بحب الوتر	"
۱۱۸۴	سالم بن ابی الجعد :- یا بلال ارحنا بالصلوة	۷۸۶	۱۱۹۸	خارجہ :- الوتر خیر من حمر الغنم	"
۱۱۸۵	ابن عمر :- صلوة اللیل ثنی ثنی	۷۸۷	۱۱۹۹	زید بن اسلم :- من نام عن وتر فلیصل ذابح	۷۹۴
۱۱۸۶	:- الوتر رکعتہ من آخر اللیل	"	۱۲۰۰	عبدالغزیز :- وتر اول میں قرأت	"
۱۱۸۷	عائشہ :- تیرہ رکعت میں پانچ وتر بغیر قعدہ کے	"	"	عبدالرحمن بن ابی ہریرہ :-	"
			"	ابی بن کعب :-	"
			"	ابن عباس :-	"
			۱۲۰۱	حسین بن علی :- دعائے قنوت اللہم اہدنی	۷۹۵
			۷۸۸	قیمن ہدیت -	"
			"	ابی بن کعب :- اذا سلم فی الوتر قال سبحان	۷۹۶
			"	الملك القدوس ثلاثا -	"
			"	عبدالرحمن بن ابی ہریرہ :-	"

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۸۰۵	ابن عباس :- آخری رکعت کے رکوع کے بعد قنوت۔	۱۲۱۷	۷۹۶	علی :- وتروں کے بعد کی دعا	۱۲۰۳
۸۰۶	انس :- ایک ماہ قنوت آپ نے پڑھی۔	۱۲۱۸	۷۹۷	فصل ثالث	
"	ابو مالک :- کیا قنوت پڑھنا بدعت ہے	۱۲۱۹	"	ابن عباس :- صرف ایک وتر ہمیشہ پڑھنا	۱۲۰۴
"	فصل ثالث	"	"	" :- "	"
"	حسن :- فکان یصلی بہم عشرين لیلة	۱۲۲۰	"	" :- "	"
۸۰۷	انس :- قنوت رسول اللہ بعد از رکوع	"	۷۹۸	بُریدہ :- الوتر ستر من لم یوتر فلیس منا	۱۲۰۵
۸۰۸	باب قیام شہر رمضان	"	"	ابو سعید :- من نام عن وتر فلیصل اذا تینقظ	۱۲۰۶
۸۰۹	فصل اول	"	"	مالک :- کیا وتر واجب ہے۔	۱۲۰۷
"	زید بن ثابت :- خشیت ان یتب علیکم	۱۲۲۱	"	علی :- وتر میں قراءت	۱۲۰۸
"	ابو ہریرہ :- ترغیب فی قیام رمضان	۱۲۲۲	۷۹۹	نافع :- وتر کے بعد نفل کا طریقہ	۱۲۰۹
۸۱۰	جابر :- نفل نماز گھر میں افضل ہے	۱۲۲۳	"	عائشہ :- قراءت بیٹھ کر رکوع رکھے ہو کر	۱۲۱۰
۸۱۱	فصل ثانی	"	۸۰۰	ام سلمہ :- وتروں کے بعد دو رکعتیں	۱۲۱۱
"	الوفور :- آپ کا تین دن باجماعت تراویح	۱۲۲۴	"	عائشہ :- وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر	۱۲۱۲
"	پڑھانا۔	"	"	ثوبان :- پہلی رات وتر کے بعد دو رکعت کا	۱۲۱۳
۸۱۲	عائشہ :- نصف شعبان کی رات کی فضیلت	۱۲۲۵	۸۰۱	ثواب۔	
"	زید بن ثابت :- نفل نماز گھر میں مسجد نبوی سے	۱۲۲۶	"	ابو امامہ :- وتر کے بعد دو رکعت میں	۱۲۱۴
"	بھی افضل ہے۔	"	۸۰۲	قراءت	
۸۱۳	فصل ثالث	"	۸۰۳	باب القنوت	
"	عبدالرحمن بن عبدالقاری :- جمع عمر الناس علی	۱۲۲۷	"	فصل اول	
"	ابی ابن کعب۔	"	"	ابو ہریرہ :- قنوت نازلہ رکوع کے بعد ہے	۱۲۱۵
۸۱۴	سائب بن زید :- امر عمر ابی ابن کعب و تیمما	۱۲۲۸	۸۰۴	حاصم :- رسول اللہ نے ایک میدنہ قنوت	۱۲۱۶
"	الداری	"	۸۰۵	پڑھی۔	
				فصل ثانی	

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۸۲۱	ابوسعید۔ آپ نے صلوة ضمیٰ ہمیشہ نہ فرمائی	۱۲۲۲	۸۱۵	ابو جریج۔ یلعنون الکفرۃ فی رمضان	۱۲۲۹
۸۲۲	موتریق الجعفی۔ رسول اللہ اذ غفائے لیسے ہمیشہ نہ اپنایا۔	۱۲۲۵	"	عبدالرحمن بن ابوبکر۔ سحری تک قیام	۱۲۳۰
			"	عائشہ۔ نصف شعبان کی رات کی فضیلت	۱۲۳۱
۸۲۳	<b>باب التطوع</b>		۸۱۶	ابو موسیٰ۔	۱۲۳۲
			۸۱۷	عبداللہ بن عمرو بن عاص۔	"
۸۲۴	<b>فصل اول</b>		"	علی۔	۱۲۳۳
"	ابو ہریرہ۔ حضرت بلال کے تحیتہ الوضوء کا ثواب۔	۱۲۲۶	۸۱۸	<b>باب صلوة الضعیفی</b>	
"	جاہز۔ نماز استخارہ۔	۱۲۲۷	"	<b>فصل اول</b>	
۸۲۵	<b>فصل ثانی</b>		"	ام بانی۔ فتح مکہ کے دن آٹھ رکعت	۱۲۳۴
"	علی۔ نماز استخفار۔	۱۲۲۸	"	معاذہ۔ چار رکعت یا زیادہ	۱۲۳۵
"	حذیفہ۔ اذا خزینہ امر صل	۱۲۲۹	۸۱۹	ابوزر۔ دو رکعت صلوة ضمیٰ	۱۲۳۶
"	بریدہ۔ تحیتہ الوضوء	۱۲۵۰	"	زید بن ارقم۔ صلوة الاوابین	۱۲۳۷
"	عبداللہ بن ابی ادنی۔ نماز حاجت	۱۲۵۱	"	<b>فصل ثانی</b>	
۸۲۷	<b>صلوة التسبیح</b>		"	ابودرداء۔ چار رکعت اول دن میں۔	۱۲۳۸
"	ابن عباس۔ صلوة تسبیح کا طریقہ	۱۲۵۲	"	ابوزر۔	"
۸۲۸	الودائع۔	"	۸۲۰	نصیم بن ہمار۔	"
۸۲۹	ابو ہریرہ۔ قیامت کو سب سے پہلے نماز کی پڑستس ہوگی۔	۱۲۵۳	"	بریدہ۔ دو رکعت صلوة ضمیٰ کا ثواب	۱۲۳۹
"	عن رجل۔	"	"	انس۔ بارہ رکعت۔	۱۲۴۰
۸۳۰	ابو امامہ۔ نواطل کا ثواب	۱۲۵۴	۸۲۱	معاذ بن انس۔ فجر کے بعد مسجد میں رہتے	۱۲۴۱
۸۳۱	<b>باب صلوة السفر</b>		"	کا ثواب۔	"
			"	<b>فصل ثالث</b>	
			"	ابو ہریرہ۔ دو رکعت صلوة ضمیٰ کا ثواب	۱۲۴۲
			"	عائشہ۔ آٹھ رکعت	۱۲۴۳

صفحہ	اشاہہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشاہہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۸۳۹	عائشہ :- فرغت الصلوٰۃ رکعتین -	۱۲۴۰	۸۳۳	فصل اول	
"	ابن عباس :- فی الحضر اربعاً فی السفر رکعتین فی الخوف رکعتہ -	۱۲۴۱	"	انس :- صل بزی الخلیفۃ رکعتین	۱۲۵۵
"	ابن عباس :- صلوٰۃ السفر رکعتین وہما تمام غیر قصر -	۱۲۴۲	"	حادثہ :- سب سے زیادہ امن کی جگہ منی میں دو رکعت -	۱۲۵۶
۸۴۰	مالک :- سفکی توقيت	۱۲۴۳	"	یعلیٰ بن اُمیہ :- صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم	۱۲۵۷
"	برادہ :- ما ترک رکعتین قبل النظر	۱۲۴۴	"	انس :- مکہ میں دس دن قیام میں بھی قصر	۱۲۵۸
"	نافع :- عبید اللہ تنفل فی السفر فلا یکر علیہ	۱۲۴۵	"	ابن عباس :- انیس دن قیام میں قصر	۱۲۵۹
۸۴۱	باب الجمعة		۸۳۵	حفص بن عاصم :- قال ابن عمر لو كنت مجاً اتممت صلواتی	۱۲۶۰
۸۴۲	فصل اول		"	رسول اللہ صلعم، ابو بکر، عمر، عثمان سنتیں ونفل نہ پڑھتے تھے	
"	الابوہریرہ :- نحن الاخرى السابون يوم	۱۲۴۶	"	ابن عباس :- یصح بین الصلواتین	۱۲۶۱
"	القیامۃ -		۸۳۶	ابن عمر :- یصل فی السفر علی راحلۃ	۱۲۶۲
"	خدیفہ :-		"	فصل ثانی	
"	الابوہریرہ :- غیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعة -	۱۲۴۷	"	عائشہ :- قصر الصلوٰۃ و اتم	۱۲۶۳
۸۴۳	الابوہریرہ :- ان فی الجمعة لساعة	۱۲۴۸	"	عمران بن حصین :- یا اهل البلد صلوا الربحاً فانا سفر	۱۲۶۴
"	الابوہریرہ :- فی شان ساعة الجمعة	۱۲۴۹	۸۳۷	ابن عمر :- سفر میں نفل پڑھنے کا جواز	۱۲۶۵
"	فصل ثانی		"	معاذ بن جبل :- جمع بین الصلواتین	۱۲۶۶
"	الابوہریرہ :- غیر یوم طلعت علیہ الشمس	۱۲۵۰	۸۳۸	انس :- سفر میں نفل پڑھنے کا جواز	۱۲۶۷
۸۴۴	انس :- التمسوا الساعة فی يوم الجمعة	۱۲۵۱	"	جابرہ :- سواری پر نماز	۱۲۶۸
۸۴۵	اوس بن اوس :- افضل ایاکم يوم الجمعة	۱۲۵۲	"	فصل ثالث	
"	الابوہریرہ :- يوم الموعود يوم المشهود و يوم الشاهد -	۱۲۵۳	"	ابن عمر :- حضرت عثمان نے منی میں پوری نماز پڑھی -	۱۲۶۹

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۸۵۵	ابن عباس بتارک جمعہ منافق ہے	۱۲۹۷	۸۴۸	فصل ثالث	
۸۵۶	جابر بن عبد اللہ پر جمعہ فرض نہیں۔	۱۲۹۸	"	ابو یابہ:۔ یوم الجمعة سید الايام	۱۲۸۴
۸۵۷	باب التَّنْطِيفِ وَالتَّبْكِيرِ		"	سعد بن عبادہ:۔	"
"	فصل اول		۸۴۹	ابو ہریرہ:۔ لای شیء سبی یوم الجمعة	۱۲۸۵
"	سلمان بن مغیرہ ما بینہ و بین الجمعة الاخری	۱۲۹۹	۸۵۰	ابو الدرداء:۔ اکثر والصلوة علی یوم الجمعة	۱۲۸۶
"	ابو ہریرہ:۔ من اغتسل ثم اتی الجمعة	۱۳۰۰	"	عبد اللہ بن عمرو:۔ من بیوت یوم الجمعة	۱۲۸۷
۸۵۸	"۔۔ من مس المصاحف هنا	۱۳۰۱	۸۵۱	ابن عباس:۔ الیوم المکلت کا نزول یوم الجمعة	۱۲۸۸
"	"۔۔ وقفت الملائکة علی باب المسجد	۱۳۰۲	"	انس:۔ دعا بارائے حبیب و شعبان و رمضان	۱۲۸۹
۸۵۹	"۔۔ اذا قلت الفقت فقد فوت	۱۳۰۳	۸۵۲	باب وجوبها	
"	جابر:۔ ولكن يقول الفحوا۔	۱۳۰۴	"	فصل اول	
۸۶۰	فصل ثانی		"	ابن عمر:۔ ترک جمعہ میں وعید	۱۲۹۰
"	ابو سعید:۔ کانت کفارة لما بیننا و بین الجمعة	۱۳۰۵	"	ابو ہریرہ:۔	"
"	التي قبلها۔		۸۵۳	فصل ثانی	
"	اوس بن اوس:۔ من غسل و اغتسل یوم الجمعة	۱۳۰۶	"	ابو یوسف ضمری:۔ ترک جمعہ سے دل پر مہر	۱۲۹۱
۸۶۱	عبد اللہ بن سلام:۔ ثوبین لیوم الجمعة سوی	۱۳۰۷	"	صفوان بن سلیم:۔	"
"	ثوبی صنتہ۔		"	ابو قتادہ:۔	"
"	یحییٰ بن سعید:۔		۸۵۴	سمرہ بن جندب:۔ ترک جمعہ کافارہ	۱۲۹۲
"	سمرہ بن جندب:۔ لا ینال تنیبا حتی یوتر	۱۳۰۸	"	عبد اللہ بن عمرو:۔ الجمعة علی من سمح النداء	۱۲۹۳
"	فی الجمعة۔		"	ابو ہریرہ:۔ الجمعة علی من آذاه اللیل الی الہم	۱۲۹۴
"	سہل بن معاذ:۔ من تحطی رقاب الناس	۱۳۰۹	۸۵۵	طارق بن شہاب:۔ الجمعة حق واجب علی	۱۲۹۵
"	معاذ بن انس:۔ نھی عن الجوة یوم الجمعة	۱۳۱۰	"	کل مسلم۔	
۸۶۲	ابن عمر:۔ اذا نعل فلیتحول من مجلسہ	۱۳۱۱	"	فصل ثالث	
"	فصل ثالث		"	ابن مسعود:۔ تاریخین جمعہ کو جلانے کی وعید	۱۲۹۶

صفحہ	نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ	نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی
۸۶۹	۱۳۲۹	ابن عمر:۔ خطب خطبتین۔	۸۶۲	۱۳۱۲	نافع:۔ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا منع ہے۔
"	۱۳۳۰	ابن مسعود:۔ استقبلنا ابوہوہنا۔	"	۱۳۱۳	عبداللہ بن عمرو:۔ یحضر المذبح ثلاثۃ نفر
"		فصل ثالث	"	۱۳۱۴	ابن عباس:۔ من تکلم یوم الجمعة فهو مکمل الحما
"	۱۳۳۱	جابر بن سمرة:۔ من ابناک انہ خطب جالساً	۸۶۳	۱۳۱۵	عبد بن سباق:۔ ہذا یوم جعلہ اللہ عیداً فاعلموا
"		تقد کذب۔	"	"	ابن عباس:۔ ہذا یوم جعلہ اللہ عیداً فاعلموا
۸۷۰	۱۳۳۲	کعب بن عجرہ:۔ انظر و الی نہا الخبیث	"	۱۳۱۶	براء:۔ سقا علی المسلمین ان یغتسلوا
"		خطب جالساً۔	"		
"	۱۳۳۳	عمارہ بن رؤبہ:۔ قبح اللہ الیٰتین الیٰتین	۸۶۵		باب الخطبۃ والصلوۃ
"	۱۳۳۴	جابر:۔ قال اجلسوا فجلس ابن مسعود علی	۸۶۶		فصل اول
"		باب المسجد۔	"	۱۳۱۷	انس:۔ یصلیٰ الجمعة حیث یتیل الشمس
۸۷۱	۱۳۳۵	ابو ہریرہ:۔ من ادرك رکعتہ فلیصل الیہا	"	۱۳۱۸	سہل بن سعد:۔ کنا نقیل و تنخدی بعد الجمعة
"		آخری۔	"	۱۳۱۹	انس:۔ اذا اشتد البرد بکیر بالصلوۃ
۸۷۲		باب صلوة الخوف	"	۱۳۲۰	سائب بن یزید:۔ دو سری اذان کا اجراء
۸۷۳		فصل اول	۸۶۷	۱۳۲۱	جابر بن سمرة:۔ خطبتان یجلس بہنہا۔
"	۱۳۳۶	سالم بن عبداللہ:۔ صلوة خوف کا طریقہ	"	۱۳۲۲	عمارہ:۔ اطلوا الصلوۃ واقصروا الخطبۃ
"	۱۳۳۷	یزید بن رومان:۔	"	۱۳۲۳	جابر:۔ اذا خطب احمرت عیناہ
۸۷۴	۱۳۳۸	جابر:۔ فمن ینک منی فقال اللہ	۸۶۸	۱۳۲۴	یحییٰ بن امیرہ بقرۃ علی المنبر
"	۱۳۳۹	جابر:۔ نماز خوف کا ایک اور طریقہ۔	"	۱۳۲۵	ام ہشام:۔ بقرۃ سورۃ القاف
"		فصل ثانی	"	۱۳۲۶	عمرو بن حریست:۔ خطب و علیہ عمامۃ سوداء
۸۷۷	۱۳۴۰	جابر:۔ نماز خوف کا ایک اور طریقہ	"	۱۳۲۷	جابر:۔ اذا جاء یوم الجمعة فلیرکع رکعتین
"		فصل ثالث	۸۶۹	۱۳۲۸	ابو ہریرہ:۔ من ادرك رکعتہ من الصلوۃ
"	۱۳۴۱	ابو ہریرہ:۔ نماز خوف کا طریقہ جبرائیل	"		تقد ادرك
"		نے بتایا۔	"		فصل ثانی

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۸۸۳	جعفر بن محمد - عید میں قرأت بالجہر	۱۳۵۸	۸۷۸	باب صلوة العیدین	
۸۸۷	سعید بن عاص - عید پر چار تکبیروں والی حدیث ضعیف ہے۔	۱۳۵۹	۸۷۹	فصل اول	
۱۱	براء - خطبہ کے وقت لاشیٰ پر ٹیک لگانا	۱۳۶۰	۱۱	ابو سعید - عیدین میں نماز خطبہ سے پہلے	۱۳۲۲
۸۸۵	عطاء -	۱۳۶۱	۱۱	جاہر - عیدین کی نماز بغیر اذان و اقامت کے	۱۳۲۳
۱۱	جاہر - رسول اللہ کا عید پر وعظ وغیرہ	۱۳۶۲	۸۸۰	ابن عمر - نماز پہلے خطبہ بعد۔	۱۳۲۴
۱۱	ابو ہریرہ - راستہ بدل کر آنا۔	۱۳۶۳	۱۱	ابن عباس - عیدین میں عورتوں کو وعظ	۱۳۲۵
۸۸۶	بارش میں عید مسجد میں پڑھنا	۱۳۶۴	۱۱	اس نماز کے پہلے پیچھے اور کوئی نماز نہیں۔	۱۳۲۶
۱۱	ابو انیس - جبل الاضحیٰ دائرہ الفطر	۱۳۶۵	۱۱	ام عطیہ - عیدین میں حاضر عورتوں کا جانا	۱۳۲۷
۱۱	ابو عمیر - دیر کی اطلاع سے عید دوسرے دن پڑھنا۔	۱۳۶۶	۸۸۱	عائشہ - عیدین میں خوشی کرنا۔	۱۳۲۸
۸۸۷	ابن جریج - عیدین میں اذان و اقامت	۱۳۶۷	۱۱	انس - عید فطر کو ناشتہ کر کے جاتے	۱۳۲۹
۱۱	ابو سعید - عیدین میں صدقہ کا حکم۔	۱۳۶۸	۱۱	جاہر - عیدین کو راستہ بدل کر آتے۔	۱۳۵۰
۸۸۹	باب فی الاضحیہ		۸۸۲	براء - عید ضحیٰ میں پہلے نماز پھر قربانی ہے	۱۳۵۱
۸۹۱	فصل اول		۱۱	جندب - من ذبح قبل الصلوة فلیذبح مکانا۔	۱۳۵۲
۱۱	انس - آپ نے دو مینڈھے قربانی دیئے	۱۳۶۹	۱۱	براء -	۱۳۵۳
۱۱	عائشہ - قربانی کے لیے پھری تیز کرنا۔	۱۳۷۰	۱۱	ابن عمر - عید گاہ میں قربانی کرنا۔	۱۳۵۴
۸۹۲	جاہر - دو دانت والے جانور کی قربانی چاہئے۔	۱۳۷۱	۱۱	فصل ثانی	
۱۱	عقیدہ - بھیڑ کا جنر کرنے کی اجازت	۱۳۷۲	۸۸۳	انس - عیدین خوشی کے دن ہیں۔	۱۳۵۵
۱۱	ابن عمر - عید گاہ میں قربانی	۱۳۷۳	۱۱	بُریدہ - عید فطر میں کچھ کھا کر جاتے اور عید ضحیٰ میں اگر کھاتے	۱۳۵۶
۸۹۳	جاہر - گائے اور اونٹ سات کی طرف سے	۱۳۷۴	۱۱	کثیر بن عبد اللہ - پہلی رکعت میں سات دوسری میں پانچ تکبیریں۔	۱۳۵۷
۱۱	ام سلمہ - قربانی کو نیزہ الاجماعت نہ بنوائے۔	۱۳۷۵			



صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۹۰۰	فصل اول		۸۹۳	ابن عباس - عشرہ ذوالحجہ میں نیکی کرنا	۱۳۷۶
"	الوہریرہ - الافرع والا عتیرہ -	۱۳۹۲		افضل ہے۔	
"	فصل ثانی		۸۹۴	فصل ثانی	
"	حفص بن سلیم - العتیرہ منسوختہ	۱۳۹۳	"	جابر - قربانی کرنے کی دعا۔	۱۳۷۷
۹۰۱	فصل ثالث		۸۹۵	حکیم - کسی کی طرف سے قربانی کرنا۔	۱۳۷۸
"	عبداللہ بن عمرو - عید النضی میں قربانی کا بدل عجمت۔	۱۳۹۴	"	علی - کانا اور کان کا جانور نہ چاہئے۔	۱۳۷۹
"			"	سینگ ٹوٹا جانور نہ چاہئے۔	۱۳۸۰
۹۰۳	باب صلوة الخسوف		"	برورد - انگڑا - کانا - مریض اور بوڑھا جانور نہ چاہئے۔	۱۳۸۱
۹۰۵	فصل اول		۸۹۶	ابوسعید - رسول اللہ ہمیشہ قربانی دیتے رہے	۱۳۸۲
"	عائشہ - نماز خسوف میں دو رکعت میں چار رکوع۔	۱۳۹۵	"	جاشع - جذع ذبح کرنے کی اجازت۔	۱۳۸۳
"			"	الوہریرہ -	۱۳۸۴
"	نماز خسوف میں قرأت بھری۔	۱۳۹۶	"	ابن عباس - اونٹ میں دس شریک	۱۳۸۵
۹۰۶	ابن عباس - ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ۔	۱۳۹۷	"	عائشہ - عید النضی میں سب سے افضل عمل قربانی ہے۔	۱۳۸۶
۹۰۷	"		۸۹۷	الوہریرہ - عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت	۱۳۸۷
۹۰۸	ابوموسیٰ - لا تکون لموت احد ولا حیوۃ	۱۳۹۹	"	فصل ثالث	
"	جابر - دو رکعت میں پھر رکوع۔	۱۴۰۰	"	بخندب - نماز سے پہلے قربانی نہیں	۱۳۸۸
"	ابن عباس - دو رکعت میں آٹھ رکوع۔	۱۴۰۱	۸۹۸	نافع - الاضحیٰ یومان بعد یوم الاضحیٰ	۱۳۸۹
"	علی - دو رکعت میں آٹھ رکوع۔	"	"	علی -	"
۹۰۹	عبدالرحمن بن سمرہ - خسوف کی نماز	۱۴۰۲	۸۹۹	ابن عمر - مدنی زندگی میں آپ نے ہمیشہ	۱۳۹۰
۹۱۰	اسماء بنت ابی بکر - کسوف میں صدقہ کرنا	۱۴۰۳	"	قربانی دی۔	
"	فصل ثانی		"	زید بن ارقم -	۱۳۹۱
"	سمرہ - فی صلوة الکسوف لا تسبح لصوتہ	۱۴۰۴	۹۰۰	باب العتیرہ	

صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث	صفحہ	اشارہ مضمون مع راوی	نمبر حدیث
۹۲۰	عمرو بن شعیب :- استسقاء کی دعا	۱۴۲۰	۹۱۰	عمر محمد :- سجدہ صبر	۱۴۰۵
۱۱	جاہر :-	۱۴۲۱	۱۱	فصل ثالث	
۹۲۱	فصل ثالث		۹۱۱	ابی بن کعب :- دو رکعت میں دس رکوع	۱۴۰۶
۱۱	عائشہ :- آنحضرت کی نماز استسقاء کا طریقہ	۱۴۲۲	۱۱	نعمان بن بشیر :- کسوف کی نماز دو رکعت	۱۴۰۷
۹۲۲	انس :- اذا قطفوا استسقی بالعباس	۱۴۲۳	۹۱۳	باب فی سجود الشکر	
۹۲۳	ابو ہریرہ :- الرجوع اقد استیجاب لکم من اجل ہذہ النملۃ	۱۴۲۴	۹۱۴	فصل ثانی	
۹۲۴	باب فی الريح		۱۱	ابو بکرہ :- اذا جاء امرئ من وراء امر ساجدا	۱۴۰۸
۱۱	فصل اول		۱۱	ابو جعفر :- ٹھٹھنا آدمی دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا	۱۴۰۹
۱۱	ابن عباس :- نصرت بالصبا و اہلکیت عا دیا لہ	۱۴۲۵	۱۱	سعد بن ابی وقاص :- آپ کی قبولیت دعا	۱۴۱۰
۱۱	عائشہ :- ما رأیت رسول اللہ ضاحکا	۱۴۲۶		پرسجدہ شکر	
۱۱	عائشہ :- تیز ہوا چلنے کے وقت کی دعا	۱۴۲۷	۹۱۶	باب الاستسقاء	
۹۲۵	ابن عمر :- مفتح الغیب خمس	۱۴۲۸	۹۱۷	فصل اول	
۱۱	ابو ہریرہ :- قوط کسے کہتے ہیں	۱۴۲۹	۱۱	عبداللہ بن زید :- دو رکعت ہر قرأت سے	۱۴۱۱
۱۱	فصل ثانی		۱۱	انس :- اونچے ہاتھ اٹھا کر دعا کی	۱۴۱۲
۱۱	ابو ہریرہ :- لا تسبوا اللہ	۱۴۳۰	۹۱۸	انس :- اٹھے ہاتھوں سے دعا کی	۱۴۱۳
۹۲۶	ابن عباس :- لا تلغوا الریح فانہا مامورۃ	۱۴۳۱	۱۱	عائشہ :- اذا رای المطرق قال اللهم صیبا تافعا	۱۴۱۴
۱۱	ابی بن کعب :- ہوا کے وقت کی دعا	۱۴۳۲	۱۱	انس :- لانه حدیث عبد ہریرہ	۱۴۱۵
۹۲۷	ابن عباس :-	۱۴۳۳	۱۱	عبداللہ بن زید :- چادو الثنا	۱۴۱۶
۱۱	عائشہ :-	۱۴۳۴	۹۱۹	انس :-	۱۴۱۷
۹۲۸	ابن عمر :- کرک کے وقت کی دعا	۱۴۳۵	۱۱	عبیدہ :- دعا میں ہاتھ سر کے اوپر نہ لے جانا	۱۴۱۸
۱۱	فصل ثالث		۱۱	ابن عباس :- نخرج تمبذہ لامتوا ضحا	۱۴۱۹
۱۱	عامر بن عبداللہ :- کرک کے وقت کی دعا	۱۴۳۶	۹۲۰		

# فہرست حوائج مشکوٰۃ شریف مترجم و محشی حصہ اول

## ایمانیات

- تمام اختیارات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ص ۱۷۸، ص ۱۸۶
- اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا مالک ہے۔ ص ۷۶۴
- صفات الہی تشبیہ و تاویل سے منزہ ہیں۔ ص ۱۲۳، ص ۲۸۶
- اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا پر نزول فرمانا۔ ص ۷۷۲
- اللہ تعالیٰ کے نام کی عزت کرنا۔ ص ۳۰۴
- ہر چیز اور جانور بھی صرف اللہ تعالیٰ سے استعانت طلب کرتے ہیں۔ ص ۹۲۳
- اللہ تعالیٰ کی سخاوت کا بیان۔ ص ۱۷۳
- اعمال کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ص ۷۳۴
- نجات کا دار و مدار توحید پر ہے۔ ص ۱۲۶، ص ۱۳۷
- نجیب کے خزانے کی کنجیاں صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ ص ۱۲، ص ۹۲۵
- اللہ تعالیٰ کے حق بندوں پر کیا ہیں۔ ص ۱۳۱
- شہادتین کی اہمیت اور اس کا مطلب۔ ص ۱۲۱، ص ۱۰۷
- توحید و رسالت کو ماننے والا جنتی ہے۔ ص ۱۳۷
- اللہ کے رسول بھی اپنی رسالت کی شہادت دیتے ہیں۔ ص ۲۲۲
- رسول اللہ کے آنے کے وقت ہر سو کفر چھایا ہوا تھا۔ ص ۱۰۷
- رسول اللہ کی محبت ایمان کی علامت ہے۔ ص ۱۲۲
- مشفق پیغمبر نے اپنے اُمتیوں کو اپنا بھائی فرمایا ہے۔ ص ۲۸۶
- انبیاء کی عبودیت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ص ۱۳۳، ص ۹۲۳
- عصمت انبیاء اور اس کا مطلب۔ ص ۱۵۹
- انبیاء حاضر و ناظر نہیں ہوتے۔ ص ۱۹۵

حضورِ ذہنی اور حضورِ ظاہری میں فرق۔ ص ۱۹۶  
 ہذا اسم اشارہ حاضر کے لیے مخصوص نہیں ہے۔ ص ۱۹۶  
 انبیاءِ غیب دان نہیں ہوتے، آنحضرتؐ کو زہر دیا گیا۔ ص  
 عیسیٰ علیہ السلام کی شان۔ ص ۱۵۹  
 صراطِ مستقیم کا مستتر انا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ص ۱۰۷  
 حدیث جبریل میں ایمان۔ اسلام اور احسان کا بیان ص ۱۱۸، ۱۱۹  
 ایمان کی شاخیں۔ ص ۱۲۱  
 پُر لطف ایمان کی علامت۔ ص ۱۲۲  
 اچھے ایمان کی علامت۔ ص ۲۲  
 منافق کا تقلیدی ایمان قابل قبول نہیں ہوتا۔ ص ۲۰۶  
 ایمان کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے۔ ص ۱۲۲  
 احسان کیا ہے۔ ص ۱۲۰  
 اسلام کی حقیقت۔ ص ۱۲۱  
 اسلام کے بغیر کوئی راہِ نجات نہیں ہے۔ ص ۱۲۳  
 اسلام میں رہبائیت (بزدلانہ زندگی) کی گنجائش نہیں۔ ص ۲۸۵  
 اسلام لانے سے سابقہ گناہوں سے معافی ہو جاتی ہے۔ ص ۱۳۳  
 اسلام ہر جگہ پہنچے گا۔ ص ۱۲۲  
 نور ہدایت کا فیضان۔ ص ۱۷۸  
 اسلام میں ظاہری اعمال قابل اختیار ہیں۔ ص ۱۲۲  
 اسلام کے ارکان ادا کرنے والا جلتی ہے۔ ص ۱۲۵  
 انسان پیدائشی طور پر مسلمان ہوتا ہے۔ ص ۱۷۱  
 مومن جنت میں ضرور جائے گا خواہ کتنا گنہگار ہو۔ ص ۱۳۲  
 کامل مومن، کامل مسلم، مہاجر اور مجاہد کون ہیں۔ ص ۱۳۵، ۱۳۶  
 ہجرت کیا ہے۔ ص ۱۲۳  
 دین پر استقامت کے کیا معنی ہیں۔ ص ۱۲۵

برے خیالات کا بڑا لگتا بھی ایمان کی نشانی ہے۔ ص ۱۵۵، ۱۶۲  
 برے خیالات سے بچنے کا طریقہ۔ ص ۱۶۲، ص ۱۵۶، ص ۱۶۱  
 دیندار کی علامت۔ ص ۱۳۷  
 نیکی و سیکرین سکتی ہے ذکرِ خوت شدہ آدمی۔ ص ۹۲۲  
 عمل کا دار و مدار تبت پر ہے۔ ص ۲۸۸، ص ۱۱۷  
 تبت کا شرعی طریقہ۔ ص ۱۱۷  
 دو گنے اجر والے اعمال۔ ص ۱۲۳  
 عبادت میں اللہ تعالیٰ کی استعانت۔ ص ۱۱۷  
 نیکی کے دروازے۔ ص ۱۳۲  
 عبادت میں کوتاہیوں کی معافی مانگا۔ ص ۱۱۷  
 نیکی بھیلانے کا ثواب۔ ص ۲۲۱  
 دوسروں کے کام آنے والے کی فضیلت۔ ص ۲۱۷  
 تقدیر پر ایمان لانا اور تقدیر کیا ہے۔ ص ۱۱۹، ص ۱۶۵، ص ۱۴۳  
 تقدیر پر ایمان لانے بغیر نجات نہیں۔ ص ۱۷۹  
 نیک کام کرنا ہی تقدیر ہے۔ ص ۱۶۹  
 تقدیر میں انسانی اختیارات کا مقام۔ ص ۱۷۱  
 نوشتہ تقدیر کے صحیفے۔ ص ۱۷۶  
 تقدیر کی قسمیں۔ ص ۱۸۲  
 مسئلہ تقدیر میں بحث کرنے کی ممانعت۔ ص ۱۷۷، ص ۱۸۲  
 تعویذات کا تقدیر سے تعلق اور ان کے شرائط۔ ص ۱۷۱  
 انسانی پیدائش میں تفاوت۔ ص ۱۷۷  
 انسانی دل کی مثال۔ ص ۱۷۸  
 پیدائشی عادات نہیں بدلتیں۔ ص ۱۸۹  
 عالم ارواح میں انسان سے عہد الست۔ ص ۱۸۸، ص ۱۷۲  
 عالم ارواح میں انبیاء سے عہد۔ ص ۱۸۹

کرنا کا تبین کے علاوہ بھی نیکیاں کھنے والے فرشتے ہیں۔ ص ۵۳۲

## گناہ

بڑے بڑے گناہ کرتا مومن کی شان کے منافی ہے۔ ص ۱۲۷

گناہ اور اس کے مراتب۔ ص ۱۲۵

اپنے گناہوں کو نشتر نہ کرتے پھینا چاہیے۔ ص ۵۰۹

بڑے گناہوں کی تعداد۔ ص ۱۵۳

گناہ کی رغبت کے کاموں سے بھی بچنا چاہیے۔ ص ۱۶۹

اسلام میں گناہ سے توبہ کا مقام۔ ص ۱۵۱

شرک اور اس کی قسمیں۔ ص ۱۵۱

جس قبر و عسوی کو پوجا ہو وہ وثن ہے۔ ص ۲۹۶

خدا کو گالی دینا۔ ص ۱۳

خدا بڑا حلیم ہے کہ گالی دینے والے کو بھی کھانے کو دیتا

ہے۔ ص ۱۳

مومن گالی نہیں بکتا۔ ص ۱۲۸

دو گناہ جو عورتوں کے جہنم میں جانے کا باعث ہیں۔ ص ۱۲۹

مشکہ چھپانے والا گوتکا شیطان ہے۔ ص ۱۲۵

لڑائی کروانا شیطان کا کام ہے۔ ص ۱۶۱

شیطان طلاق پر بہت خوش ہوتا ہے۔ ص ۲۵۲

شیطان کا کام۔ ص ۱۶۱

شرارت نفس۔ ص ۱۶

نماز سے روکنا شیطان کا کام ہے۔ ص ۱۶۳

جبریل اور قدریہ گمراہ فرشتے ہیں۔ ص ۱۶۵، ص ۱۶۹

نیکی پر غرور کرنا گناہ ہے۔ ص ۱۶۵

وہ گناہ جو لعنت کا سبب ہیں۔ ص ۱۸

زندہ درگور کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ص ۱۸۲

رسول اللہ پر اقرار کرنا اور اسے جاننا کفر ہے۔ ص ۲۱۹

مسنون امور میں افراط و تفریط سے امت سے خارج

ہو جاتا ہے۔ ص ۲۱۴

آنحضرت کے رخصت شدہ کاموں سے گریز کرنا کبیرہ

گناہ ہے۔ ص ۲۱۴

نمازی کے آگے سے گھڑنا بڑا گناہ ہے۔ ص ۵۱۳

دست بوسی و قدم بوسی یہود کی علامت ہے۔ ص ۱۲۹

دست بوسی اسلامی شعار نہیں۔ ص ۱۵

مناقیق کی نشانی۔ ص ۱۴۸

تفاق کی قسمیں۔ ص ۱۲۷

مناقیقوں سے کیا سلوک کرنا چاہیے۔ ص ۱۵۲

کجر و لوگوں سے بچنا چاہیے۔ ص ۲۱۸

بد عقیدہ لوگوں سے قطع تعلق۔ ص ۱۸

بدعتی کو سلام نہ کرنا چاہیے۔ ص ۱۸۵

بدعتی کی عزت نہ کرنا چاہیے۔ ص ۲۱۸

بدعتی کیا ہے اور بدعتی کا انجام۔ ص ۲۱

بدترین حکم۔ ص ۱۲

انتہائی بد نصیبی کیا ہے۔ ص ۹۲۶

فوت شدہ لوگوں کا وسیلہ حرام ہے زندہ سے دُعا کروا

سکتا ہے۔ ص ۹۲۲

## متعلقات قیامت و قبر

آخرت کی منزلوں کی پہلی منزل قبر ہے۔ ص ۲۰

قبر سے مراد کیا ہے۔ ص ۱۹۴

## اتباع کتاب و سنت

- دین کی بنیاد صرف کتاب و سنت ہے۔ ص ۱۰۸
- دین کا مدار عقل پر نہیں حکم الہی پر ہے۔ ص ۳۹
- قرآن مجید اصول کی بنیاد کرتا ہے۔ ص ۱۸۵
- اسلام میں سنت کا مقام۔ ص ۲۰۷
- حدیث وحی الہی ہے۔ ص ۲۰۷
- اسلام میں وسعت۔ ص ۲۰۸
- سنت اور حدیث ایک ہی چیز ہیں۔ ص ۲۰۸
- صحابہ کرام سنت سے استدلال کرتے تھے۔ ص ۲۰۸
- سنت پر عمل کرنے کا ثواب جنت ہے۔ ص ۱۸۷
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری جنت میں لے جانے کی ضمانت ہے۔ ص ۲۱۲
- سنت نبوی کے انکار پر سزا۔ ص ۶۹
- سنت کے خلاف عمل ناقابل قبول ہوگا۔ ص ۸۸۲
- سنت کے خلاف ایک عالمانہ تحریف۔ ص ۸
- منکرین حدیث کے متعلق پیش گوئی۔ ص ۲۳۳
- کیا تقلید چھوڑنے سے اسلام میں فرق آئے گا۔ ص ۶۸۱
- صحابی کالائمی کی بنا کر کسی چیز کو بدعت کہہ دینا۔ ص ۸۷
- شرح میں بدعت حسنة کوئی چیز نہیں۔ ص ۲۱۱
- بدعتی اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود ہے۔ ص ۲۱۱
- اسلام میں تعمیری اختلافات کی گنجائش ہے۔ ص ۲۱۸
- دنیاوی علوم کا نہ ہونا علوشان کے منافی نہیں۔ ص ۲۱۵
- اسلام کو غربا و سے زیادہ فائدہ پہنچا۔ ص ۲۲۱
- قرآن کے بیان کردہ محرمات کے علاوہ بھی محرمات ہیں۔ ص ۲۲۲

- عذاب قبر کا ثبوت قرآن و حدیث سے۔ ص ۱۹۱
- قبر کا عذاب آخرت کے عذاب الگ ہے۔ ص ۱۹۷
- قبر کے عذاب کی اطلاع آنحضرت کو بندہ بوجہ ہوئی۔ ص ۱۹۱
- عذاب قبر کو انسانی حواس سے اوجھل رکھنے کی وجہ۔ ص ۱۹۹
- قبر کے عذاب پر اندھے بہرے فرشتوں کا تقرر۔ ص ۲
- قبر کے عذاب کی حقیقت۔ ص ۲۳۲
- مومن کو عذاب قبر سے نجات۔ ص ۲۵
- عذاب قبر سے پناہ مانگنا۔ ص ۲۵
- زندہ لوگوں کی دعا سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ص ۲۳۲
- انسان کو زندگی کا ہر دن آخری دن سمجھنا چاہیے۔ ص ۱۹۸
- علامت قیامت ص ۱۳
- قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہیں ہے۔ ص ۱۳
- نابالغ بچوں کے انجام کے متعلق۔ ص ۱۶۸
- برزخی زندگی کا نام قرآن نے موت رکھا ہے۔ ص ۵۹۷
- روح کی واپسی کا مطلب۔ ص ۶۱
- برزخی زندگی جہاں شعور سے بالاتر ہے۔ ص ۸۵
- مدینۃ الرسول فقہ سے محفوظ رہے گا۔ ص ۲۲۲
- جس قبر کی پوجا ہو وہ وطن ہے۔ ص ۲۹۹
- یوم مشہود اور یوم شہاد کیا ہیں۔ ص ۸۷۸
- رسم استغاثہ محض ایک رسم ہے۔ ص ۲۲۶
- دنیا میں گرمی جہنم کی وجہ سے ہے۔ ص ۲۲۳
- ریح اور براح کا تفریق فرق۔ ص ۹۲۸
- رعد کیا ہے؟ ص ۹۲۸
- تازی کے لیے عذاب قبر سے رعایت۔ ص ۲۰۵

وضو سنت سے ثابت ہے جب وضو کی آیت آٹھ سال  
بعد نازل ہوئی۔ ص ۳۳  
نماز کے وظائف حکم الہی سے مقرر ہوئے۔ ص ۵۷

### اصطلاحات حدیث

مشکوٰۃ المصابیح کے متعلق کچھ باتیں۔ ص ۱۱۲  
متفق علیہ روایات کون سی ہیں۔ ص ۱۱۲  
امام بقوی کی کتاب کا نام۔ ص ۱۱۶  
حدیث قدسی کیا ہے۔ ص ۱۲۳  
جس حدیث پر امام ابو داؤد سکوت فرمائیں وہ ضعیف  
حجت ہے۔ ص ۲۲۲  
نسخ کی قسمیں۔ ص ۲۳۹  
مرسل حدیث کا حکم۔ ص ۵۸۷

### آداب وغیرہ

ہر چیز کے افتتاح کا طریقہ۔ ص ۱۷۱  
صحابہ کرام پر آنحضرتؐ کا رعب۔ ص ۱۳۰  
آنحضرتؐ کا بیعت لینے کا طریقہ۔ ص ۱۷۵  
الجمادینے والے سوالات کو نامتع ہیں۔ ص ۲۱۸  
لاطی آدمی کی مثال۔ ص ۲۲۹  
رہبانیت فطرت سے جنگ ہے۔ ص ۲۳۲  
بری صحبت کا ہوا اثر ہوتا ہے۔ ص ۲۸۲  
عذر کھڑے ہو کر باقی پینا جائز ہے۔ ص ۳۲۹  
جنسی گفتگو کے طریقے۔ ص ۳۲۶  
اپنے گناہوں کو نشر نہ کرنا چاہیے۔ ص ۴۰۹

شراب ہر گناہ کی چابی ہے۔ ص ۲۱۱  
شیطان طلاق پر بہت خوش ہوتا ہے۔ ص ۴۵۲

دُعا کے آداب۔ ص ۶۱۱  
ذکر واذکار کے آداب۔ ص ۳۵۳  
قبولیت دعا کے اوقات۔ ص ۴۶۱  
دنیا میں قبولیت میں دیر کی وجہ۔ ص ۴۶۶  
اللہ تعالیٰ کی رحمت کے وقت اپنی غلامی (عیدیت)  
کو یاد کرنا۔ ص ۹۲۲  
کفو کیا ہے۔ ص ۴۲۷  
تور سے کیا مراد ہے۔ ص ۷۵۲  
صاع اور مد کی مقدار کتنی ہے۔ ص ۳۲۳  
قلین پانی کی مقدار کیا ہے۔ ص ۳۵۹  
اغلام بازی قبیح جرم ہے۔ ص ۲۹۲  
عمر رسیدہ آدمی کو دوسروں پر مقدم رکھنا چاہیے۔ ص  
انسانی فطرت کے دس کام۔ ص ۳۱۹  
مہذب نام رکھنے کی ترغیب۔ ص ۳۳۸  
سلامتی کے طلبگار کا اللہ رضا من ہے۔ ص ۳۸۷  
محبت کا تقاضا خیر خواہی ہے۔ ص ۶۲۱  
مالی جوینکی کا باعث ہو وہ اللہ کا فضل ہے۔ ص ۶۲۹  
قرآن کی سب سے بڑی آیت۔ ص ۶۳۵  
مشرکین کی مشابہت کے کاموں سے بچنا چاہیے۔ ص ۶۷۵  
مال کے بغیر بھی صدقہ ہوتا ہے۔ ص ۷۲۵  
آداب مجلس۔ ص ۸۵۹

### تاریخ و جغرافیہ

علامہ جزیریؒ کے حالات - ص ۱۱۵

## علم کے متعلق

علم کی فضیلت - ص ۲۴۳

علم عمل جاریہ ہے - ص ۲۶۶

علم حاصل کرنے کا مقصد - ص ۲۵۵

علماء کی فضیلت - ص ۲۵۱

عالم و عابد کا فرق - ص ۲۶۳

اہل حدیث طلباء کی فضیلت - ص ۲۵۱

اہل حدیثوں کو آنحضرتؐ کی خوشخبری - ص ۲۵۵

قرآن کی تفسیر کا اصول - ص ۲۵۶

قرآنی آیات کو ایک دوسرے کے خلاف ثابت کرنا

کفر ہے - ص ۲۵۶

قرآن ایک دوسرے کا مخالف نہیں ہے - ص ۲۵۵

قرآن سات لہجوں پر پڑھا جاسکتا ہے - ص ۲۵۵

تبلیغ کے آداب - ص ۲۴۶

رسول اکرمؐ کے وعظ کا طریقہ - ص ۲۴۶

تیکے تنانے والے کا اجر - ص ۲۴۶

تبلیغ کی وجہ سے رسول اللہؐ کو مقام محمود - ص ۲۴۸

تبلیغ کن لوگوں پر فرض ہے - ص ۲۵۹

تبلیغ کے فرائض کیا ہیں - ص ۲۶۴

عالم دین کو کونسی صفات کا حامل ہونا چاہیئے - ص ۲۶۴

نااہل عالم کون ہیں - ص ۲۶۴

بے عمل عالم جہاں سے بدتر ہے - ص ۲۶۴

بدترین اور بہترین لوگ کون ہیں - ص ۲۶۴

مہربوت کیسی بنتی - ص ۳۵۹

آنحضرتؐ کے اخلاقِ حسنہ - ص ۳۹۱

آنحضرتؐ کی برکت - ص ۴۱۸

حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت - ص ۲۶۳

حضرت صدیقؓ کو خلافت کی سپردگی - ص ۴۲۳

حضرت سعدؓ کی بزرگی - ص ۲۰۲

قتیبہ عبد القیس کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ - ص ۱۲۶

عثمان بن ابوالعاص کا کارنامہ - ص ۱۶۳

نجد کا معنی و مقام و اقسام - ص ۱۲۵

امام بخاریؒ کے حالات - ص ۱۶۱

امام مسلمؒ کے حالات - ص ۱۶۱

امام مالکؒ کے حالات - ص ۱۶۱

امام شافعیؒ کے حالات - ص ۱۶۱

امام احمد بن حنبلؒ کے حالات - ص ۱۶۱

امام ترمذیؒ کے حالات - ص ۱۶۱

امام ابو داؤدؒ کے حالات - ص ۱۶۱

امام نسائیؒ کے حالات - ص ۱۶۲

امام ابن ماجہؒ کے حالات - ص ۱۶۲

امام دارمیؒ کے حالات - ص ۱۶۲

امام دارقطنیؒ کے حالات - ص ۱۶۲

امام بیہقیؒ کے حالات - ص ۱۶۳

امام رزینؒ کے حالات - ص ۱۶۳

امام بغویؒ کے حالات - ص ۱۶۳

امام تبریزیؒ کے حالات - ص ۱۶۳

علامہ حمیدیؒ کے حالات - ص ۱۶۵



باطنی علم کوئی چیز نہیں۔ ص ۲۴۱  
 حسد اور شک میں فرق۔ ص ۲۴۳  
 اسلام اجتماعی زندگی کو پسند کرتا ہے۔ ص ۲۵۶  
 مجدد کون ہوتا ہے۔ ص ۲۶۱

## طہارت و پاکیزگی

طہارت و پاکیزگی کی فضیلت۔ ص ۲۴۴  
 وضو سے گناہوں کی معافی۔ ص ۲۴۹  
 ہمیشہ با وضو رہنا افضل ہے ضروری نہیں۔ ص ۳۱۲  
 معافی صغیرے گناہوں کی ہوتی ہے۔ ص ۲۴۹  
 اتنی قیامت کو وضو کے نشان سے پہچانے جائیں گے۔ ص ۲۸۲  
 وضو نماز کے شرائط سے ہے۔ ص ۲۸۲  
 اعمال کا ایک وزن ہوتا ہے۔ ص ۲۸۲  
 وضو کی ترتیب۔ ص ۲۸  
 وضو کی مسنون دعائیں۔ ص ۲۸  
 ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا۔ ص ۲۹  
 شبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ص ۲۹۲  
 سلام پھیرنے کے وقت بھی وضو ٹوٹ جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ ص ۲۹۲  
 وضو کن وجوہات سے ٹوٹتا ہے۔ ص ۲۸۸  
 ندی ناقص وضو ہے۔ ص ۲۹  
 کیا اینٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنا چاہیے۔ ص ۲۹۱  
 دودھ پینے سے صرف کلی کرنا کافی ہے۔ ص ۲۹۲  
 کونسی نیند ناقص وضو ہے۔ ص ۲۹۷  
 مسکے ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ص ۲۹۲

آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ۔ ص ۲۲۹  
 یدتر آدمی کونسا ہے۔ ص ۲۴۰  
 کتمان حق کی سزا۔ ص ۲۵۷  
 ریا کار عالم کی سزا۔ ص ۲۴۲  
 ریا کاری سے عمل کیوں ناقابل قبول ہو جاتا ہے۔ ص ۲۲۵  
 عالم کب جاہل کھلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ص ۲۴۳  
 علم کو بگاڑنے والے کون ہیں۔ ص ۲۴۵  
 علماء کا بگڑ جانا قیامت کی نشانی ہے۔ ص ۲۴۳  
 جہلا کا برسر اقتدار آنا قیامت کی نشانی ہے۔ ص ۲۲۶  
 علم سے کس طرح فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ص ۲۴۳  
 انسان ہمیشہ طالب علم رہتا ہے۔ ص ۲۶۴  
 حفاظت حدیث کا قدرتی انتظام۔ ص ۲۳۱  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ص ۲۴۲  
 فقہ کیا ہے۔ ص ۲۵۳  
 فقہ کون ہو سکتا ہے۔ ص ۲۵۲  
 محدثین سے بڑھ کر کوئی فقہ نہیں۔ ص ۲۲۲  
 حدیث باسند ہے اور مرویہ فقہ بے سند۔ ص ۲۴۲  
 قرآن و حدیث میں تقلید کا لفظ صرف حیوانات کے لیے بولا گیا ہے۔ ص ۲۵۲  
 دین کے ماخذ اولہ اربعہ کیا ہیں۔ ص ۲۶۹  
 مسنون کاموں کی ترغیب کا ثواب ملتا ہے نہ کہ بدعات کا۔ ص ۲۳۸  
 حق بات جہاں سے ملے لو۔ ص ۲۵۲  
 مغالطہ میں ڈالتے والی باتیں کرنا منع ہیں۔ ص ۲۶۱

عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ص ۲۹۶  
 آگ سے پکا ہوا کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ص ۲۹۷

کیا خون بہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ص ۲۹۹  
 قضاے حاجت کے آداب۔ ص ۳

قضاے حاجت میں مزہ کس طرف کرے۔ ص ۳۰  
 قضاے حاجت میں داخل ہونے کی دعا۔ ص ۳۰

پیشاب کے پھینٹوں سے پرہیز کرنا باعث عذابِ قبر ہے۔ ص ۳۰۲  
 وہ قضاے حاجت بولوگوں کی تکلیف کا باعث ہو

لعنت کا سبب ہے۔ ص ۳۰۳  
 پلیدیوں سے لیے بایاں ہاتھ ہے۔ ص ۳۰۳

دایاں ہاتھ اچھے کاموں کے لیے ہے۔ ص ۳۰۶  
 پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ ص ۳۰۷

استنجا تین ڈھیلوں سے کرنا چاہیے۔ ص ۳۰۷  
 قضاے حاجت پر وہ کی جگہ میں کرنا چاہیے۔ ص ۳۰۷

ناگیزہ حواج میں بھی جیسے کام لینا چاہیے۔ ص ۳۰۷  
 ۳۰۵

غسلِ نماز میں پیشاب نہ کرنا چاہیے۔ ص ۳۰۷  
 بل میں پیشاب نہ کرنا چاہیے۔ ص ۳۰۸

شارع عام جگہوں میں قضاے حاجت نہ کرنا چاہیے۔ ص ۳۰۸  
 ۳۰۸

ننگے آٹھی کو یا تین نہ کرنا چاہیے۔ ص ۳۰۹  
 استنجا اور وضو کے برتن الگ الگ ہونے چاہئیں

ص ۳۱  
 استنجا اور وضو میں دوسو سوں سے بچنا چاہیے۔ ص ۳۱۰

بوقت ضرورت برتن میں پیشاب کیا جاتا سکتا ہے۔ ص ۳۱۱  
 ہڈی وغیرہ سے استنجا نہ کرنا۔ کیونکہ وہ جنوں کی خوراک ہے۔ ص ۳۱۵

قضاے حاجت سے فارغ ہونے کی دعا۔ ص ۳۱۵  
 مسواک کرنا سنتِ مستحکمہ ہے۔ ص ۳۱۶  
 مسواک کا ناکبندی حکم۔ ص ۳۱۹  
 ایک دوسرے کی مسواک استعمال کرنا۔ ص ۳۱۸  
 مسواک سے نماز کی افضلیت۔ ص ۳۲۰  
 ہر نماز کے واسطے مسواک کرنا افضل ہے۔ ص ۳۲۰  
 مسواک کرنا انسانی فطرت کا کام ہے۔ ص ۳۱۸

## وضو

وضو سنت سے ثابت ہے جب کہ وضو کی آیت آگے سال بعد نازل ہوئی۔ ص ۳۲۱

وضو کا ثبوت قرآن، حدیث اور تمام صحابہ سے ملتا ہے۔ ص ۳۲۱

وضو کا طریقہ۔ ص ۳۲۲  
 وضو لیسم اللہ پر طہ کر شروع کرنا چاہیے۔ ص ۳۲۸

وضو سے شیطان اثر زائل ہو جاتا ہے۔ ص ۳۲۷  
 بیدار ہونے پر ہاتھ دھو کر کسی چیز کو لگانے چاہئیں

ص ۳۲۳  
 اعضاء وضو کا ایک ایک دو اور تین تین مرتبہ دھونا

ص ۳۲۴  
 اعضاء وضو کا تین تین مرتبہ دھونا افضل

الماء من الماء کی تطبیق۔ ص ۳۴۱

خطمی وغیرہ پلے پانی سے غسل کرنا۔ ص ۳۴۶

غسل میں پردہ کا انتظام ہونا چاہیے۔ ص ۳۴۶

خاوند بیوی کا کٹھے غسل کرنا۔ ص ۳۴۷

غسل کے پانی کی کم سے کم مقدار۔ ص ۳۴۷

غسل کے بعد خوشبو لگانا۔ ص ۳۴۳

فطری گفتگو کے طریقے۔ ص ۳۴۶

اگر غسل یا وضو میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو کیا

کہے۔ ص ۳۴۹

جمعہ کے دن غسل کرنا اور اس کی وجہ۔ ص ۳۸۹

جمعہ کے دن غسل میں اخفاف کی بے اصولی۔ ص ۳۸۴

بیت کے غسل کے بعد خود بھی غسل کرنا مستحسن

ہے۔ ص ۳۸۸

حیض اور اس کی پابندیاں۔ ص ۳۹۰

حائضہ عورت قرآن سن سکتی ہے۔ ص ۳۹۲

عورت فطر تانا پاک نہیں ہے۔ ص ۳۹۲

حیض اور استحاضہ کا فرق۔ ص ۳۹۸

مستحاضہ کے لیے حکم۔ ص ۳۹۷

مستحاضہ کی نماز کی صورتیں۔ ص ۳۹۹

غسل کے جنسی فوائد۔ ص ۳۵۰

جنبی اور حائضہ پر پابندیاں۔ ص ۳۵۱

جنبی اور حائضہ کے لیے آداب مسجد۔ ص ۳۷۷

جنبی سے اختلاط۔ ص ۳۴۹

جنابت حکمی نجاست ہے۔ ص ۳۴۹

مومن ناپاک نہیں ہوتا۔ ص ۳۵۱

۳۲۵ ہے۔

اعضائے وضو تین مرتبہ سے زیادہ نہ دھوئے جائیں

ص ۳۲۶

وضو میں زیادتی نہ کرنا چاہیے۔ ص ۳۲۲

وضو میں شیطانی وسوسوں سے بچو۔ ص ۳۲۲

سارے سر کا مسح کرنا چاہیے۔ ص ۳۲۷

وضو میں داڑھی کا خلال کرنا۔ ص ۳۲۹

کانوں کے مسح کے لیے تیا پانی لینا۔ ص ۳۳۳

”کان سر میں داخل ہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ کانوں

کا مسح کرو۔ ص ۳۳۱

انگوٹھی وغیرہ کے نیچے پانی پہچانا چاہیے۔ ص ۳۳۶

وضو میں پاؤں کا دھونا سنت ثابت ہے۔ ص ۳۳۰

اسباع الوضو کا مطلب۔ ص ۳۲۹

وضو کے اعضاء پونچھنے جائیں۔ ص ۳۳۲

وضو پر وضو کرنا عزیمت ہے۔ ص ۳۳۵

## غسل

غسل کے بارے میں مختلف مذاہب۔ ص ۳۳۷

غسل جنابت میں حقیقاً کرنا چاہیے۔ ص ۳۴۲

غسل جنابت سے پہلے وضو کرنا چاہیے۔ ص ۳۴۲

مستون طریقہ سے غسل کرنے کے بعد وضو کی

ضرورت نہیں۔ ص ۳۴۶

اختلام میں غسل کے شرائط۔ ص ۳۴۵

الماء من الماء میں تبریح کی بجائے تطبیق موزوں

ہے۔ ص ۳۰۸

سمندر کا پانی اور اس کا مردار ص ۳۶۱  
 دھوپ سے گرم پانی کا استعمال ص ۳۶۲  
 کیا نبیذ سے وضو ہو سکتا ہے؟ ص ۳۶۱  
 بتی کا بچا ہوا پانی ٹپاک ہے ص ۳۶۱  
 گدھے کا بچا ہوا پانی ٹپاک ہے ص ۳۶۳  
 ماکول اللحم جانوروں کا بچا ہوا پانی پاک ہے ص ۳۶۴  
 نجاست کے دور کرنے کے طریقے ص ۳۶۵  
 کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو پاک کرنے کا طریقہ  
 ص ۳۶۶

زمین پاک کرنے کا طریقہ ص ۳۶۷  
 کپڑا پاک کرنے کا طریقہ ص ۳۶۸  
 منی کی یلیدی خفیفہ ہے ص ۳۶۹  
 دودھ پینا بچہ پیشاب کرے تو کیا کرے ص ۳۶۹  
 جانوروں کا چمڑا پاک کرنا ص ۳۶۹  
 مردار کے چمڑے کو رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے  
 اور اس کا استعمال ص ۳۷۱، ص ۳۷۲  
 درندوں کے چمڑے کا استعمال منع ہے ص ۳۷۱  
 ہوتے کو پاک کرنا ص ۳۷۱  
 تہ بند کو کچھڑ وغیرہ سے پاک کرنا ص ۳۷۱  
 ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب ص ۳۷۲

## کتاب الصلوٰۃ

صلوٰۃ کے معنی و فوائد ص ۳۷۵، ص ۳۷۸  
 نماز کی اہمیت ص ۴۲۳  
 نماز کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں ص ۳۷۵

ایک دوسرے کے نیچے ہوئے پانی سے غسل ص ۳۵۱  
 جنسی تعلقات میں تزکیہ و طہارت کا خیال ص ۳۵۵  
 رحمت کے فرشتے کے نہ آنے کے اسباب ص ۳۵۳  
 ذکر و اذکار کے آداب ص ۳۵۳

## تیمم

تیمم کی شرعی حیثیت ص ۳۷۹  
 وضو اور غسل دونوں کا بدل تیمم ہو سکتا ہے  
 ص ۳۸۱

ہر مٹی کی جنس سے تیمم ہو سکتا ہے ص ۳۸۱  
 جب تک عذر موجود ہو تیمم ہو سکتا ہے ص ۳۸۳  
 تیمم روایتاً ایک ضرب سے زیادہ صحیح ہے ص ۳۸۲  
 تیمم میں ایک ضرب کی حدیثیں ہی مرفوع ہیں ص ۳۸۱  
 پٹیوں پر بھی مسح ہو سکتا ہے ص ۳۸۲  
 جراب پر مسح کی بحث ص ۳۸۲  
 موزہ پر مسح کی ندرت اور طریقہ ص ۳۸۶  
 با وضو موزے پہننے ہوں تو مسح ہوگا ص ۳۸۷  
 موزوں پر مسح خدا کے حکم سے ہے ص ۳۸۹

## دیگر اشیاء کی طہارت

پانی کی طہارت کے اصول اور ائمہ کے مسلک ص ۳۵۵  
 پانی کی قلت و کثرت میں ٹپاک ہونے کا معیار  
 ص ۳۵۸  
 بیرضاعہ کے پانی کی مقدار ص ۳۵۹  
 پانی کی اصلیت پاک ہے ص ۳۶۳

بدنی عبادات میں نیابت نہیں ہو سکتی۔ مافی میں ہو  
سکتی ہے۔ ص ۱۸

بھول اور نیند سے نماز ضائع ہو جائے تو گناہ نہیں  
ہے۔ ص ۲۲

گرمی میں ظہر کو ٹھنڈا کرنا۔ ص ۳۲

عشاؤ کی نماز کی فضیلت۔ ص ۲۹

فجر اور عصر کی نمازوں کی فضیلت۔ ص ۳۵

صبح و شام میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ ص ۳۶

صبح کی نماز کی فضیلت۔ ص ۳۶

برے امام کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیے۔ جماعت  
نہ نلوڑنی چاہیے۔ ص ۳۳

## اذان

اذان مدینہ منورہ میں شروع ہوئی۔ ص ۴۳

اذان وحی الہی سے شروع ہوئی۔ ص ۵۵

اذان نزوح کے ساتھ (دوہری اذان)۔ ص ۴۳

اذان اکبری اور دوہری۔ ص ۴۴

اذان اور اقامت کا فرق۔ ص ۴۸

اذان میں سنون تثنیہ۔ ص ۵۵

اذان کے علاوہ تثنیہ کہنا بدعت ہے۔ ص ۴۴

کیا اقامت مؤذن کے۔ ص ۴۸

مؤذن کا مرتبہ۔ ص ۵۳

مؤذن کے لیے بخشش۔ ص ۵۸

مؤذن کی ہر قسم شہادت دے گی۔ ص ۵۴

بند اذان دینے والا جلتی ہے۔ ص ۵۸

ان الحسنات یدرہن السمیات کا شان نزول، ص ۳۹، ص ۴۰  
منکر نماز کا فرق ہے۔ ص ۲۳

منکر نماز کے لیے قن کا فتویٰ۔ ص ۳۸

کیا بے نماز منافق ہے۔ ص ۳۸

افضل اعمال کون سے ہیں۔ ص ۳۸

نماز حضور قلب سے ادا کرنی چاہیے۔ ص ۳۸

نااہل لوگ نماز دیر سے پڑھیں گے۔ ص ۱۹

نماز کے وقتوں کے حدود۔ ص ۱۸

اوقات نماز اور حدیث جبریل۔ ص ۱۸

اوقات نماز اور مثل سایہ سے مراد۔ ص ۱۳

عصر کا صحیح وقت۔ ص ۳۳

ظہر اور عصر کا وقت۔ ص ۳۲، ص ۳۱

نماز عصر چھوڑنے کا نقصان۔ ص ۱۸

صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر ہے۔ ص ۳۹

مغرب کا وقت۔ ص ۲۴

فجر اول وقت پڑھنی چاہیے۔ ص ۵۵

فجر کا وقت۔ ص ۲۹

یا جماعت نماز پڑھنے سے اول وقت نماز

اکیس پڑھ لینا افضل ہے۔ ص ۲۵

بغیر عذر کے نماز میں تاخیر نہ کرنا چاہیے۔ ص ۲۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اول وقت نماز

ادا فرماتے۔ ص ۲۸

دیر سے نماز پڑھنا بڑے امر کی علامت ہے۔ ص ۳۳

جس نے وقت میں ایک رکعت پائی اس نے نماز

پائی۔ ص ۳۶، ص ۳۷، ص ۳۸، ص ۳۹

ہوتے۔ ص ۲۹۱

آنحضرت کی سب سے پہلی مسجد قبا ہے۔ ص ۲۸۴

مسجد نبوی میں جنت کا باغیچہ۔ ص ۲۸۷

مسجد میں نمازی اللہ کا مہمان ہوتا ہے۔ ص ۲۸۵

سات آدمی جن پر عرش کا سایہ ہو گا۔ ص ۲۸۶

قریب کی مسجد چھوڑ کر دور کی مسجد میں جا سکتا ہے۔ ص ۲۸۵

یا جماعت نماز سے ستائیس گنا زیادہ ثواب۔ ص ۲۸۶

مسجد کے اندر باہر جانے کی دعائیں۔ ص ۲۸۸

تختیہ المسجد اوقات ممنوعہ میں نہ پڑھے۔ ص ۲۸۸

گمشدہ اشیاء کو مسجد میں تلاش نہ کرنا چاہیے۔ ص ۲۸۹

بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہ جانا چاہیے۔ ص ۲۸۹

کیا مسجد میں حقو کنا جائز ہے۔ ص ۲۸۸

نمازی کو قبہ کی طرف نہ حقو کنا چاہیے۔ ص ۲۹۲

قبہ کی طرف حقو کنے والا امامت سے معزول کر دیا گیا۔ ص ۲۹۳

قبروں کو مسجد گاہ بنانا شرک اور حرام ہے۔ ص ۲۸۱

جس قبر وغیرہ کو پوجا جائے وہ وثنِ دُبَّت ہے۔ ص ۲۹۱

عورتوں کو قبروں کی زیارت کرنا حرام ہے۔ ص ۲۹۳

نفل گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ ص ۲۸۲

قبہ کے لیے بالکل صحیح صحت کرنا ضروری نہیں ہے۔ ص ۲۸۲

غیر مسلم کے عبادت خانوں کو مسجد میں بنانا۔ ص

مجھے میں مسجد بنانا۔ ص ۲۸۲

اذان سے شیطان بھاگتا ہے۔ ص ۲۵۳

اذان امن دینے کی علامت ہے۔ ص ۲۵۶

اذان کا جواب دینے کی فضیلت۔ ص ۲۵۷

اذان کے بعد دعا کی قبولیت۔ ص ۲۶۱

نیکی سے عشق جنت کا باعث ہے۔ ص ۲۵۸

اذان پر اُپوت لینا۔ ص ۲۶۰

اذان کے الفاظ پر یقین رکھنے والا جنتی ہے۔ ص ۲۵۴

مؤذن ذمہ دار شخص ہونا چاہیے۔ ص ۲۶۹

مؤذن اچھا آدمی ہونا چاہیے۔ ص ۲۶۶

سحری کھانے کے لیے اذان۔ ص ۲۶۲

سحری کی انتہا۔ ص ۲۶۵

توت شدہ نماز کے لیے اذان و اقامت۔ ص ۲۶۶

دو آدمی بھی ہوں تو اذان کہیں اور جمعہ و جماعت ادا کریں۔ ص ۲۶۴

قد قامت الصلوٰۃ کہنے سے پہلے آدمی کھڑا ہو سکتا ہے۔ ص ۲۶۶

## مساجد

تین مسجدوں کے علاوہ تبرکاً سفر کرنا منع ہے۔ ص ۲۶۹

قبروں کی طرف سفر کرنا ممنوع ہے۔ ص ۲۸۲

جن جگہوں میں نماز نہ پڑھنا چاہیے۔ ص ۲۶۹

آدابِ مساجد۔ ص ۲۶۹

خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا۔ ص ۲۸۲

ثواب زیادہ ہونے سے فرائض زیادہ ادا نہیں

جاڑ ہے۔ ص ۵۱۰  
 ننگے سر نماز کیسی ہے۔ ص ۹۱  
 نمازی کے آگے سترہ ہونا چاہیے۔ ص ۵۱۲  
 امام کا سترہ مقتدیوں کا سترہ ہے۔ ص ۵۱۴  
 سترہ قریب ہونا چاہیے۔ ص ۵۱۸  
 نمازی کے آگے سے کتنے فاصلہ سے گذر  
 سکتا ہے۔ ص ۵۱۲  
 نمازی کے آگے سے گذرنا گناہ کبیرہ ہے۔ ص ۵۱۳  
 نمازی کے آگے سے گذرنے والا شیطان  
 ہے۔ ص ۵۱۲  
 کیا کسی کے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ ص ۵۱۴  
 عورت کے آگے آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ ص ۵۱۵

### نماز پڑھنے کا طریقہ

اطمینان اور تعدیل ارکان کے بغیر نماز نہیں  
 ہوتی۔ ص ۵۲۷  
 نماز میں ہاتھ کہاں باندھے۔ ص ۵۲۹  
 کھلے ہاتھوں نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ ص ۵۳۲  
 نماز میں تکبیرات کا کہنا۔ ص ۵۳۱  
 نماز میں تکبیرات بلند آواز سے کہنا چاہیے۔ ص ۵۳۲  
 نماز کا انتہا تکبیر تحریمہ سے ہونا ہے۔ ص ۵۳۳  
 تکبیر افتتاح میں بار بار رفع یدین نہ کرنا چاہیے۔ ص ۵۳۶  
 رفع الیدین کب کرے۔ ص ۵۳۵  
 رفع الیدین سنت متواترہ ہے۔ ص ۵۳۲  
 رفع الیدین تمام احادیث کی کتبوں میں

مسجدوں کو صاف ستھرا رکھنے کا ثواب۔ ص ۲۸۳  
 مسجدوں کو بارونق کرنے کا ثواب۔ ص ۲۸۴  
 مسجدوں کی طرف جانے کا ثواب۔ ص ۲۸۴  
 مسجد میں جنت کے باغ ہیں۔ ص ۲۸۸  
 سلامتی کے طلبگار کا اللہ ضامن ہے۔ ص ۲۸۶  
 حدود کا نفاذ مسجد کے باہر ہونا چاہیے۔ ص ۲۹۰  
 مسجد میں بیہودہ گوئی اور شور نہ کرنا چاہیے۔ ص ۲۹۲  
 گھاس پر نماز پڑھنا درست ہے۔ ص ۲۹۸  
 مختلف مساجد کے مختلف مرتبے۔ ص ۲۹۵  
 مسجد اقصیٰ بھی ابراہیمی تعمیر ہے۔ ص ۲۹۵

### ستر

ستر کی حد کیا ہے۔ ص ۵۰۱  
 ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا طریقہ۔ ص ۵۰۲  
 دو کپڑوں میں نماز افضل ہے۔ ص ۵۰۱  
 نقش و نگار والے کپڑے یا جگہ میں نماز نامناسب  
 ہے۔ ص ۵۰۵  
 صرف قمیص میں نماز کس طرح پڑھے۔ ص ۵۰۶  
 عورت کی نماز ننگے سر نہیں ہوتی۔ ص ۵۰۵  
 عورت سر سے پاؤں تک ڈھکی ہوئی اس کی نماز  
 ہوگی۔ ص ۵۰۵  
 لباس میں تقویٰ اور پردہ دونوں کا لحاظ کرنا  
 چاہیے۔ ص ۵۰۹  
 جو تلوں سمیت نماز جائز ہے۔ ص ۵۰۸  
 جو تلوں میں نماز پڑھنا فرض و واجب نہیں صرف

موجود ہے۔ ص ۵۲۸

ابن مسعود کی روایت عدم رفع یدین کی ضعیف ہے۔ ص ۵۳۷

ایسے قیام والی نماز افضل ہے۔ ص ۵۳۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قزوات سورہ فاتحہ سے شروع فرماتے۔ ص ۵۲۳

حدیث مسی الصلوٰۃ (رفاع بن رافع) تائیسر کی بجائے نافراہم القرآن کی حدیث۔ ص ۵۳۷

جلسہ استراحت سنت ہے۔ ص ۵۲۹

آخری تشهد میں توڑک سنت ہے۔ ص ۵۲۵

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت۔ ص ۵۳۵

دعا میں ہاتھ اٹھانا۔ ص ۵۳۵

تکبیر تحریمہ کے بعد خاموشی میں پڑھنے کی دعا۔ ص ۵۴۰

ضعیف ترین روایت دعائے استفتاح سبحانک اللہ ہے۔ ص ۵۳۵

سکتے کر کے مقتدیوں کو قزوات کا موقع دینا چاہیے۔ ص ۵۴۶

تعوذ اور سکتہ اولیٰ صرف پہلی رکعت میں ہے۔ ص ۵۴۶

قزوات مقتدی کے متعلق احناف کی تضاد و بیانیہ ص ۵۳۸

مقتدی کو قزوات فاتحہ ضروری ہے۔ ص ۵۵۵

مقتدی پر قزوات فرض ہے تبھی تو اس کا بدل فرمایا دیا۔ ص ۵۴۲

رسول اللہ اور خلفائے راشدین ہمیشہ قزوات سورہ فاتحہ سے شروع کرتے۔ ص ۵۲۳، ص ۵۵۱

روایت افراقد فانصنوا کی حالت۔ ص ۵۵۳، ص ۵۷۱

فانتمی الناس حدیث کے لفظ نہیں۔ ص ۵۶۹

ظہر کی پچھلی رکعتوں میں بھی قزوات کی جا سکتی ہے۔ ص ۵۵۶

ہر نمازی جننی چاہے قزوات کرے۔ ص ۵۵۷

جو نماز ملے وہ پڑھو جو باقی رہ جائے بعد میں پڑھ لو۔ ص ۴۶۷

مقتدی کے منہ سے اونچی آواز سے آیت پڑھی جائے تو سجدہ سہو نہیں آتا۔ ص ۵۵۵

بسم اللہ اونچی آواز اور آہستہ آواز دونوں طرح سے درست ہے۔ ص ۵۶۲

امام اور مقتدی سب کو اونچی آواز سے آمین کہنی چاہیے۔ ص ۵۵۱، ص ۵۶۲

آمین کا معنی و مقصد۔ ص ۵۶۳

امام اور مقتدی کی الگ الگ نیت ہو سکتی ہے۔ ص ۵۶۲

امام ضامن ہے، "کا کیا مطلب ہے۔ ص ۴۵۷

امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ ص ۵۵۹

کھانسی سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ ص ۵۶۷

بعض نمازوں میں مخصوص سورتیں پڑھنا۔ ص ۵۶۱

جمعہ کی فجر میں سورہ سجدہ و دہر پڑھنا۔ ص ۵۶۱

بڑی سورتیں اور ان کے ٹکڑے قزوات کرنا۔ ص ۵۶۵

ایک سورت دو رکعتوں میں پڑھنا۔ ص ۵۷۵

ایک سورہ بار بار پڑھنا۔ ص ۵۷۵

نمازوں کے ساتھ تسبیح پڑھنے میں کوئی پابندی



نہیں۔ ص ۵۶۵

نماز میں بعض آیات کے جواب دینا۔ ص ۵۶۲

آیات کا جواب پڑھنے اور سننے والے دونوں

دیں۔ ص ۵۶۲

ارکان نماز کے معانی شرعی ہوں گے نہ کہ لغوی۔ ص ۵۶۴

قیام اور تشہد کے علاوہ ارکان برابر ہوں گے۔ ص ۵۶۸

نماز کے وظائف حکم الہی سے مقرر ہیں۔ ص ۵۶۹

کیا مقتدی بھی سمع اللہ لمن حمدہ کہے۔ ص ۵۸۵

قومہ میں دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ ص ۵۸۵

قومہ اور جلسہ میں اعتدال واجب ہے۔ ص ۵۸۲

رکوع و سجود میں تسبیحات پڑھنا واجب ہیں۔ ص ۵۸۲

رکوع و سجود میں تسبیحات کی تعداد کتنی ہے۔ ص ۵۸۲

رکوع و سجود میں ذکر طویل۔ ص ۵۸۲

امم کے لمبا قیام کرنے پر پابندی ہے۔ ص ۵۸۳

حدیث مسنی الصلوٰۃ۔ ص ۵۸۳

نماز کا پورا۔ ص ۵۸۵

سجدہ کرنے کا طریقہ۔ ص ۵۸۴

ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔ ص ۵۸۵

زیادہ رکعتوں سے تقویٰ اور اطمینان والی نماز

بتر ہے۔ ص ۵۸۵

نماز جلدی جلدی نہ پڑھے۔ ص ۵۹۳

نماز میں اعتدال فرض ہے۔ ص ۵۹۳

سجدہ کرتے وقت گھٹنے پھلے رکھے اٹھتے وقت

ہاتھ پھلے اٹھائے۔ ص ۵۹۱

جلسہ کی دعا۔ ص ۵۹۲

انفار کی صورت میں نہ بیٹھے۔ ص ۵۹۳

نماز میں ٹیک لگانا منع ہے۔ ص ۶۰۲

تشہد کے صحیح تر الفاظ۔ ص ۶۰۲

تشہد میں السلام علی النبی کہنا۔ ص ۶۰۲

رفع سبائہ کی انگلی شیطان کو چھتی ہے۔ ص ۶۰۲

صرف ایک انگلی ہلائے۔ ص ۶۰۲

کیا سبائہ انگلی کو حرکت دے۔ ص ۶۰۲

رفع سبائہ کا منکر کیدانی کے سوا کوئی نہیں۔ ص ۵۹۶

درود شریف کا مقصد و معنی۔ ص ۶۰۲

درود کے برکات۔ ص ۶۱۲

درود شریف کے صحیح صحیفے۔ ص ۶۱۲

درود شریف کے وقت آنحضرت کا خیال کیسی

حیثیت رکھتا ہے۔ ص ۶۰۳

آل کے معنی۔ ص ۶۰۳

بیویاں آل میں شامل ہیں۔ ص ۶۰۸

مقتب سنت آل میں شامل ہیں۔ ص ۶۰۲

کیا نماز میں درود واجب ہے۔ ص ۶۰۲

درود پڑھنے والے آنحضرت کے قریب ہوں

گے۔ ص ۶۰۹

آنحضرت حاضر نہیں ہوتے بلکہ درود انہیں پہنچایا

جاتا ہے۔ ص ۶۱۰

آنحضرت کے روح کی واپسی کا مطلب۔ ص ۶۱۰

درود نہ بھینچنے والا بھینچ ہے۔ ص ۶۱۱

ایک درود کے بدلے دس نیکیاں۔ ص ۶۱۱

دعا کی قبولیت درود سے ہے۔ ص ۶۱۱

نماز میں تشبیہ نہ کرنا چاہیے۔ ص ۶۴۷  
شیطان غفلت کے کاموں سے خوش ہوتا  
ہے۔ ص ۶۴۸

نماز میں رونا خوش نصیبی ہے۔ ص ۶۴۸  
نیکی میں عیار بھی اجر کا باعث ہے۔ ص ۶۴۹  
جہنمیوں والی شکل۔ ص ۶۴۹  
نماز میں کتنی حرکت کی اجازت ہے۔ ص ۶۵۰  
نماز میں وضو ٹوٹے تو کیا کرے۔ ص ۶۵۱  
نماز کی تکمیل کب ہوگی۔ ص ۶۵۱  
انبیاء سے بھول ہو جاتی ہے۔ ص ۶۵۱  
سجدہ سہو کسی کمی پر ہے۔ ص ۶۵۹  
شک ہونے پر نماز کا شمار کس طرح کرے۔ ص ۶۵۵  
بھولنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ ص ۶۵۶  
بھول کر نماز کے درمیان باتیں کرنا۔ ص ۶۵۶  
سجدہ سہو سلام سے پہلے اور بعد دونوں طرح جائز  
ہے۔ ص ۶۵۵

سجدہ سہو کے بعد تشہد نہیں پڑھنا چاہیے۔  
ص ۶۵۹

قرآن شریف میں تلاوت کے پندرہ سجدے  
ہیں۔ ص ۶۶۳

سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے۔ ص ۶۶۲

بھیڑ میں سجدہ کیسے کرے۔ ص ۶۶۱

سورہ بقرہ کا سجدہ۔ ص ۶۶۱

سورہ قس کا سجدہ۔ ص ۶۶۲

سورہ حج میں دو سجدے۔ ص ۶۶۳

تشہد میں دعا اور استغاثہ۔ ص ۶۱۸

سلام پر نماز کا اختتام۔ ص ۶۱۸

سلام دو دفعہ کہنا۔ ص ۶۲۷

سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کرنا۔ ص ۶۲۷

دائیں طرف سے پھر سے یا بائیں طرف سے منہ  
مقتدیوں کی طرف کرے۔ ص ۶۲۷

ایک جانب سے ہی منہ پھرا کرے۔ ص ۶۲۲

امام مقتدیوں اور عورتوں کا خیال رکھے۔ ص ۶۲۲

فرضوں کے بعد نقل نماز جبکہ بدل کر پڑھے۔ ص ۶۳۳

اجتماعی دعا کا ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ ص ۶۲۲

نماز کے بعد بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا۔ ص ۶۲۵

مسنون دعاؤں میں اپنی طرف سے اضافہ نہ کرنا

چاہیے۔ ص ۶۲۴

ذکر حقی و ذکر جعلی۔ ص ۶۲۹

ذہب عمر سے پناہ مانگنا۔ ص ۶۳۲

نماز کے بعد ذکر و اذکار کا ثواب۔ ص ۶۳۲

صبح کے بعد ذکر کی فضیلت۔ ص ۶۳۹

فرضوں اور نفلوں میں ناصحہ کرنا چاہیے۔ ص ۶۳۶

نماز میں باتیں کرنا منع ہیں۔ ص ۶۳۹

نماز میں پہلے باتیں کر لیتے تھے۔ ص ۶۳۹

نماز میں کسی طرف جھانگنا منع ہے۔ ص ۶۲۲

نیچے والیوں کے لیے نمونہ کی نماز۔ ص ۶۳۳

نماز میں موزی کا دفاع کرنا۔ ص ۶۳۳

امام کی بھولی پر مقتدی کا سبحان اللہ کہنا۔ ص ۶۴۵

مقتدی کا اونچی آواز سے کچھ کہنا۔ ص ۶۴۶

سجدہ نہ کرنے والے متکبر کی سزا۔ ص ۶۶۶  
 شکرانے کا سجدہ۔ ص ۶۶۶، ص ۹۱۳  
 تکلیف کے وقت سجدہ صبر۔ ص ۹۱۳  
 طلوع وغروب شمس کے وقت نماز نہ  
 پڑھے۔ ص ۶۶۸  
 خانہ کعبہ اس نہی سے مستثنیٰ ہے۔ ص ۶۶۶  
 نہی کے وقتوں میں جنازہ بھی نہ پڑھے۔ ص ۶۶۹  
 عذر سے نہی کے وقتوں میں قسرن ہو سکتے  
 ہیں۔ ص ۶۶۹  
 طلوع اور نصف النہار کا وقت کون سا  
 ہے۔ ص ۶۶۹  
 صبح اور عصر کے بعد قضا سنتیں پڑھی جا  
 سکتی ہیں۔ ص ۶۶۹  
 صبح کی سنت عذر سے بعد بھی پڑھ سکتا ہے۔ ص ۶۶۶  
 جمعہ کے دن نصف النہار کی پابندی نہیں۔ ص ۶۶۳  
 عصر کی نماز کے بعد نماز کی ممانعت۔ ص ۶۶۵  
**جماعت اور اس کی فضیلت**  
 باجماعت نماز کی فضیلت۔ ص ۶۶۸  
 امت محمدیہ کی نشانی باجماعت نماز پڑھنا ہوا  
 کرتی تھی۔ ص ۶۸۹  
 تارک جماعت کو سزا دی جا سکتی ہے۔  
 ص ۶۶۸  
 باجماعت نماز تمام رات کے قیام سے  
 افضل ہے۔ ص ۶۹۰

نماز باجماعت فرض ہے۔ ص ۶۸۲  
 ترک جماعت گمراہی ہے۔ ص ۶۸۶  
 دو آدمی ہوں تو بھی جمعہ وجماعت ادا کی  
 کریں۔ ص ۶۹۰  
 فرض نماز کھڑی ہو جائے تو پھر اور کوئی نماز  
 نہیں ہوتی۔ ص ۶۸۸  
 سردی اور بارش میں نماز کھڑے پڑھنے کی اجازت  
 ہے۔ ص ۶۶۹  
 کھانا کھاتے ہوئے اذان ہو جائے تو کھانا کھا  
 کر نماز پڑھے۔ ص ۶۸۸  
 قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو قارن ہو  
 کر نماز پڑھے۔ ص ۶۸۸  
 جو چیز نماز میں اطمینان کے مانع ہوا سے  
 دور کر کے نماز پڑھے۔ ص ۶۸۵  
 عورتوں کی نماز کھڑے افضل ہے۔ ص ۶۸۲  
 عورتوں کو خوشبو لگانا یا ہر تہ چاہنا بیٹھے  
 ص ۶۸۳  
 خائن امام ص ۶۸۶  
 صدقوں کو درست کرنا۔ ص ۶۹۳  
 سیدھی صفیں فرشتوں کی صفت ہے۔ ص ۶۹۶  
 صدقوں کی درستی نماز حصہ ہے۔ ص ۶۹۴  
 پہلی صف کی فضیلت۔ ص ۶۹۵  
 امام کے پیچھے کچھ دار لوگ کھڑے ہوں۔ ص ۶۹۵  
 مسجد میں دنیا دار بنو۔ ص ۶۹۵  
 نماز میں فرمانبردار بن کر کھڑے ہونا۔ ص ۶۹۸

مقتدی امام سے سبقت نہ کریں۔ ص ۴۲۱  
 امام کی اقتدا لازم ہے۔ ص ۴۲۳  
 اذا صلی تا عدلاً صلوا قعوداً منسوخ ہے۔ ص ۴۲۲  
 معذور کو بلیط کر نماز پڑھنے سے بھی پورا ثواب ملتا ہے۔ ص ۴۱۹  
 ایک رکعت ملنے سے بھی جماعت کا ثواب مل جاتا ہے۔ ص ۴۲۷  
 مد رکوع والوں کی دیں۔ ص ۴۲۸  
 نقل کی اتنا میں فرض پڑھے جاسکتے ہیں۔ ص ۴۲۸  
 صبح و شام کی نماز بھی دوبارہ پڑھی جاسکتی ہے۔ ص ۴۳۱  
 دو نمازوں میں پہلی فرض اور دوسری نفل ہو گی۔ ص ۴۳۲  
 مغرب کی نماز دن کے وزیر ہیں۔ ص ۴۳۳

### نفل نمازیں

نفل نماز کی فضیلت۔ ص ۵۹۰  
 دن رات میں بارہ رکعت سنت مؤکدہ۔ ص ۶۵۳  
 جمعہ کے بعد کی سنت۔ ص ۴۲۸  
 نفل نماز میں وسعت ہے۔ ص ۴۹۳  
 فجر کی دو سنتوں پر آپ کی مدراومت۔ ص ۴۹۴  
 فجر کی سنت کے بعد بائیں کرنے کا جواز۔ ص ۴۹۵  
 مغرب سے پہلے دو نفل۔ ص ۴۹۵  
 ظہر سے پہلے چار سنت کا ثواب۔ ص ۴۹۶  
 ظہر سے پہلے دو یا چار رکعت۔ ص ۴۹۶

بہترین صف کون سی ہے۔ ص ۶۹۶  
 ایک صف میں سے افضل کون ہے۔ ص ۶۹۶  
 صف میں درست کر کے امامت کہنی چاہیے۔ ص ۶۹۴  
 صف کے پیچھے ایک نماز پڑھنا۔ ص ۶۹۴  
 دو آدمیوں میں سے امام بائیں طرف کھڑا ہو۔ ص ۶۹۲  
 امام کو اونچی جگہ کھڑا نہ ہونا چاہیے۔ ص ۶۹۳  
 صرف تعلیم کے لیے جائز ہے۔ ص ۶۹۴  
 امام نظر نہ آئے تو بھی اقتدا جائز ہے۔ ص ۶۹۵  
 بچوں کی الگ صف بنا نا۔ ص ۶۹۵  
 بچے کو پیچھے کر کے اس کی جگہ پر کھڑا ہونا۔ ص ۶۹۵  
 امامت کے حقدار کے اوصاف۔ ص ۶۹۶  
 مسافر بغیر اجازت امامت نہ کرائے۔ ص ۶۹۷  
 غلام کی امامت۔ ص ۶۹۷  
 بڑے آدمی کی امامت۔ ص ۶۹۷  
 امامت کے منعلق خود ساختہ شرائط۔ ص ۶۹۸  
 تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ص ۶۹۸  
 امام سے ناراضگی۔ ص ۶۹۸  
 امام نہ ملتا قیامت کی نشانی ہے۔ ص ۶۹۸  
 امام مقتدیوں کا خیال رکھے۔ ص ۶۹۸  
 امام نماز کو دو میان میں ہلکا کر سکتا ہے۔ ص ۶۹۸  
 بوقت ضرورت مقتدی بھی نماز توڑ سکتا ہے۔ ص ۶۹۸  
 امام کی غلطی کی وجہ سے مقتدی کا گناہ امام کے ذمہ ہو گا۔ ص ۶۹۸

و لو اودی نماز - حد ۷۲

نیکی پر مدد و امت کرنا چاہیے - حد ۷۶

نماز برائی سے روکی دیتی ہے - حد ۷۷

رسول اللہ کا ریا ضمت میں مشقت اٹھانا - حد ۷۷

بے عمل آدمی ثواب سے محروم رہتا ہے - حد ۷۷

مدد و امت کے عمل سے قیامت تک ثواب

ملتا ہے - حد ۷۸

رسول اللہ کی عمل میں میانہ روی - حد ۸۱

دین اسلام میں آسانی کی مثالیں - حد ۸۲

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی سہولت - حد ۸۳

نفلوں کی قضا بھی دی جاتی ہے - حد ۸۴

نماز میں سکون و راحت کا ملنا - حد ۸۶

وتر کتنے ہیں اور کہا ہیں - حد ۸۷

وتر اور تہجد ایک ہی نماز کے دو نام ہیں - حد ۸۹

وتروں کا وقت ساری رات ہے - حد ۹۱

وتر سنت مؤکدہ ہیں - حد ۹۳، حد ۹۸

وتر صرف ایک رکعت ہے - حد ۹۳، حد ۹۴

وتروں کی نماز اونٹوں سے بہتر ہے - حد ۹۴

وتروں کی قضا دی جا سکتی ہے - حد ۹۴

وتروں میں قراوت کی سورتیں - حد ۹۵

مسئلہ نقص الوتر - حد ۹۹

کیا وتر کے بعد نفل پڑھ سکتا ہے - حد ۹۹

اول رات وتر کے بعد دو نفلوں کا ثواب - حد ۱۰۰

وتروں کے بعد کی دعا - حد ۱۰۱

وتروں میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا - حد ۱۰۱

عصر سے پہلے چار رکعت - حد ۷۲

مغرب کے بعد چھ رکعت - حد ۷۲

صلوٰۃ اللہ و البین - حد ۷۳

عشاء کے بعد سنت - حد ۷۴

عصر کے بعد سنت کی قضا - حد ۷۵

نوافل گھر میں افضل ہیں - حد ۷۶

فرضوں کی جگہ تبدیل کر کے نفل پڑھے - حد ۷۶

صلوٰۃ البقیں کی رکعات - حد ۷۷

رات کی نماز کا طریقہ - حد ۷۸

سنت فجر کے بعد دائیں جانب لیٹنا - حد ۷۸

نفل نماز پڑھنے کے عذر سے بیٹھ کر

پڑھنا - حد ۷۹

رات کی قراوت جہر اور آہستہ آواز

سے کرنا - حد ۷۹

درمیانی آواز سے قراوت کرنے کا قرآنی

حکم - حد ۷۹

ساری رات ایک ہی آیت کی قراوت - حد ۷۹

رات کو بار بار سونا اور بار بار اُٹھ کر نماز

پڑھنا - حد ۷۹

بیدار ہونے ہی اللہ کو یاد کرنا - حد ۷۹

رات کا قیام شیطانی گروہوں کا علاج

ہے - حد ۷۹

سست آدمی پر شیطانی اثرات ہوتے

ہیں - حد ۷۹

رات کی نماز کی فضیلت - حد ۷۹

نماز استتار اور اس کے شرائط - ص ۸۲۵  
 نماز استغفار اور اس کے شرائط - ص ۸۲۵  
 صلوٰۃ الحاجت - ص ۸۲۵، ص ۸۲۶  
 صلوٰۃ تسبیح اور اس میں جلسہ استراحت کا  
 لزوم - ص ۸۲۶  
 نوافل کے درجات - ص ۸۲۹  
 ہمیشہ با وضو رہنے کے فوائد - ص ۸۲۶

### صلوٰۃ السفر

مسافت سفر و مدت قصر - ص ۸۳  
 پیرامن سفر میں بھی قصر ہے - ص ۸۳۳  
 کتنی مدت تک قصر کرتا رہے - ص ۸۳۵  
 سفر میں سنت و نوافل نہیں رہتے - ص ۸۳۵  
 سفر کی کم از کم مسافت - ص ۸۳۶  
 سفر میں نوافل کی اجازت - ص ۸۳۸  
 سفر میں اتمام ممنوع نہیں مفضل ہے - ص ۸۳۸  
 کیا قصر واجب ہے - ص ۸۳۸  
 سواری پر نماز پڑھنا - ص ۸۳۹  
 دو نمازوں کا جمع کر کے پڑھنا - ص ۸۳۶  
 نماز خوف کتنی رکعت ہے - ص ۸۴۰  
 نماز خوف کے طریقے - ص ۸۴۰، ص ۸۴۱، ص ۸۴۲  
 ذات الرقاع میں نماز خوف کا طریقہ - ص ۸۴۳  
 آیت صلوٰۃ الخوف کا وقت نزول - ص ۸۴۴  
 جمعہ  
 جمعہ کن لوگوں پر فرض ہے - ص ۸۵۷

قنوت نازلہ - ص ۸۰۳  
 قنوت نازلہ صرف رکوع کے بعد ہے - ص ۸۰۵  
 قنوت نازلہ ہر نماز میں پڑھ سکتی ہے - ص ۸۰۶  
 قنوت کا مقام و طریقہ - ص ۸۰۶  
 تراویح نفل نماز ہے - ص ۸۱۱  
 تراویح یا جماعت کا ثبوت - ص ۸۰۹  
 رسول اللہ اور خلفائے راشدین کی تراویح صرف  
 آٹھ رکعت تھی - ص ۸۱۱  
 حضرت عمر کا تراویح کی جماعت کا اہتمام کرنا - ص ۸۱۲  
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت تراویح کی جماعت  
 کا حکم نہیں دیا - ص ۸۱۲  
 صحابہ کرام بارہ رکعت تراویح بھی پڑھ لیتے  
 تھے - ص ۸۱۵  
 پچھلی رات تراویح یا جماعت پڑھنا - ص ۸۱۵  
 نفل گھر میں پڑھنا مسجد نبوی میں پڑھنے سے  
 بھی افضل ہیں - ص ۸۱۲  
 نصف شعبان کی فضیلت کی حدیث - ص ۸۱۴  
 نصف شعبان کو محروم رحمت لوگ - ص ۸۱۴  
 نصف شعبان کی رات کو پڑھنے کی دعائیں - ص ۸۱۴  
 صبحی کی نماز کی فضیلت - ص ۸۱۶  
 صبحی کی نماز میں رکعات مقرر نہیں ہیں - ص ۸۱۹، ص ۸۲۲  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبحی کی نماز پر  
 مداومت نہیں کی - ص ۸۱۵  
 اشراق اور نماز صبحی الگ الگ ہیں - ص ۸۱۹  
 نخیۃ الوضوء کے نفل - ص ۸۲۲

## عیدین

- عید کی نماز خطبہ سے پہلے ہے۔ ص ۸۸
- عید کی نماز بغیر اذان و اقامت کے۔ ص ۸۸
- عید کی نماز کے آگے پیچھے کوئی نقل نہیں۔ ص ۸۸
- عید کی نماز میں کون سی عورت نہ جائے۔ ص ۸۵
- عید میں اشعار پڑھنے کی اجازت۔ ص ۸۸
- مشرکوں کی عید کے موقع پر خوشی کا اظہار منع ہے۔ ص ۸۸۳
- عیدین میں تکبیرات کی تعداد۔ ص ۸۸۳، ص ۸۸۷
- خطبہ کے وقت ٹیک لگانا۔ ص ۸۸۵
- عیدین میں عورتوں کو وعظ۔ ص ۸۸۵
- عذر سے عیدین کی نماز مسجد میں پڑھنا۔ ص ۸۸۶
- عیدین کا وقت۔ ص ۸۸۷
- عبدالاحصی کے بعد حجامت بنوانے سے قربانی کا ثواب۔ ص ۹۰
- قربانی کرنے کا طریقہ۔ ص ۸۸۷
- بھیڑ کے جذبہ کی قربانی کا حجاز۔ ص ۸۹۳
- بکری کا ستم ہی ہونا چاہیے۔ ص ۸۹۳
- گائے کی قربانی میں سات شریک۔ ص ۸۹۳
- قربانی دینے والا حجامت نہ بنوائے۔ ص ۸۹۳
- نقص دار جانور نہ ہونا چاہیے۔ ص ۸۹۵
- قربانی کرنے کا ثواب۔ ص ۸۹۷
- قربانی کتنے دن ہو سکتی ہے۔ ص ۸۹۷
- مشرکانہ قربانیاں ممنوع ہیں۔ ص ۹۰

- جمعہ چھوڑنے پر گھر جلانے کی وعید۔ ص ۸۵۵
- جمعہ کے متعلق خود ساختہ شرائط۔ ص ۸۵۲
- جمعہ کے دن قبولیت دعا کی ساعت عصر سے مغرب تک ہے۔ ص ۸۲۲
- جمعہ کے دن درود کثرت سے پڑھنا چاہیے۔ ص ۸۲۲
- جمعہ کے دن کے خیر و برکات۔ ص ۸۲۲
- جمعہ کے دن کی فضیلت۔ ص ۸۵
- جمعہ کے دن کا نام جمعہ کیوں ہے۔ ص ۸۵
- آیت الیوم اکملت جمعہ کے دن نازل ہوئی۔ ص ۸۵۱
- جمعہ کی رات کی فضیلت۔ ص ۸۵۱
- جمعہ کے آداب۔ ص ۸۵۸
- جمعہ کے خطبہ سے پہلے نقل نماز۔ ص ۸۵۸
- جمعہ کے دن ثواب کے کام۔ ص ۸۶۱
- سامعین کے لیے باعث تکلیف کام کرنا گناہ ہے۔ ص ۸۶۲
- جمعہ میں گوٹھ مار کر بلیٹنا منع ہے۔ ص ۸۶۲
- جمعہ کا وقت۔ ص ۹۱۲
- جمعہ میں دوسری اذان کا اجراء۔ ص ۸۶۷
- وعظ خطبہ میں ہی کرنا چاہیے۔ ص ۸۶۷
- خطبہ خوشی سے دینا۔ ص ۸۶۸
- خطبہ کے دوران دو رکعت نماز ادا کرنا۔ ص ۸۶۹
- خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے۔ ص ۸۶۹
- خطیب خطبہ کے علاوہ بھی بات کر سکتا ہے۔ ص ۸۶۹
- من اور رکعت کا مطلب۔ ص ۸۶۹

عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت - ص ۸۹۷

## کسوف و خسوف

کسوف و خسوف میں نماز کے مختلف طریقے -

ص ۹۰۶

گرمین کی نماز جہر قراءت سے - ص ۹۰۶

سورج یا چاند کو گرمین کسی دنیاوی حادثہ کی

دبیر سے نہیں ہوتا - ص ۹۰۷

خوف و مصائب کے موقعوں پر نماز پڑھنا

سنت ہے - ص ۹۰۸

گرمین کے وقت تسبیح و تہلیل کرنا - ص ۹۱۰

گرمین کے وقت صدقہ و خیرات کرنا - ص ۹۱۰

نماز استسقاء کا طریقہ - ص ۹۱۸

مصائب میں دعائیں مانگنے کا طریقہ - ص ۹۱۸



# فہرست اسماء راویان حدیث

کتاب الصلوٰۃ ع ۵۴۴ (عن سیار بن سلامہ)  
 ابوبصرہ غفاری (جمیل بن بصرہ)  
 کتاب الصلوٰۃ ع ۹۸۴  
 ابوبکر صدیق (عبداللہ بن عثمان بن قحافہ)  
 کتاب الصلوٰۃ ع ۸۸۵، ع ۱۲۳ (عن عبداللہ بن ابی بکر) ع ۱۲۵ (عن علی)  
 ابوبکرہ (نفع بن حارث)  
 کتاب الطہارت ع ۴۸  
 کتاب الصلوٰۃ ع ۱۰۴۴، ع ۶۰۴، ع ۶۰۸  
 ابوثعلبہ الخثعمی  
 کتاب الایمان ع ۱۸۴  
 ابوجحیفہ (وہب بن عبداللہ السوائی)  
 کتاب الصلوٰۃ ع ۴۱  
 ابوالجعد الصمری  
 کتاب الصلوٰۃ ع  
 ابوجنیم (ابن الصمہ)  
 کتاب الطہارت ع ۴۹۴، ع ۴۹۰  
 کتاب الصلوٰۃ ع ۴۲۴  
 ابوحمید ساعدی  
 کتاب الصلوٰۃ ع ۴۳۰، ع ۴۵۰، ع ۴۵۹، ع ۸۶۳

## حرف الف

ابراہیم بن عبدالرحمن العدری  
 کتاب العلم ع ۲۳۲  
 ابراہیم بن میسرہ  
 کتاب الایمان ع ۱۸  
 ابواسید الساعدی (مالک بن ربیعہ ساعدی)  
 کتاب الصلوٰۃ ع ۶۵۵  
 ابوالامرہ باہلی  
 کتاب الایمان ع ۷۸، ع ۴۱، ع ۱۴۱  
 کتاب العلم ع ۲۰۳، ع ۲۶۱  
 کتاب الطہارت ع ۳۵۸، ع ۳۸۶  
 کتاب الصلوٰۃ ع ۶۲۹، ع ۶۸۹، ع ۹۰۹، ع ۱۰۳۵  
 ع ۱۰۵۶، ع ۱۱۵۹، ع ۱۱۶۳، ع ۱۱۸۱، ع ۱۲۱۲  
 ع ۶۳۳، ع ۶۴۴، ع ۶۴۸، ع ۱۲۵۴  
 ابوالیوب النصاری (خالد بن زید)  
 کتاب الطہارت ع ۳۰۹، ع ۳۳۲  
 کتاب الصلوٰۃ ع ۵۶۵، ع ۱۵۸۸ (عن رجل من اسد  
 ابن خزیمہ) ع ۱۱۰۲، ع ۱۱۹۶  
 ابوبرزہ اسلمی (فضلہ بن عبید)

سہ ذیلی روایات کا دوسری کثیر لگا کر غیر اس طرح عے دیا گیا ہے۔

كتاب الطهارة ع ٢٩٢، ع ٣٣٠، ع ٣٤٢، ع ٣٠١  
 ع ٢٢٣، ع ٢٢٧، ع ٢٩٣، ع ٢٩٤

كتاب الصلوة ع ٥٢٤، ع ٥٤٣، ع ٦٠٩، ع ٦٠٥

ع ٦٦٢، ع ٦٤٣، ع ٦٨٥، ع ٤١٢، ع ٤١٦، ع ٤٢٥

ع ٤٣٣، ع ٤٦٢، ع ٤٤٦، ع ٨٣١، ع ٩٢٥، ع ٩٤٤

ع ١٢٢٢، ع ١٠٥٢، ع ١٠٨٠، ع ١١٢٩، ع ١١٦٩

ع ١٢٠٦، ع ١٢٢٧، ع ١٣٠٥، ع ١٣٢٢، ع ١٣٦٨

ع ١٣٨٢

ابو السمع وخادم النبي صلى الله عليه وسلم

كتاب الطهارة ع ٢٦٢

ابو طلحة انصاري

كتاب الصلوة ع ٨٤١

ابو عبد الله (ابو نصره) عن ابي عبد الله

كتاب الايمان ع ١١٣

ابو عبيد (مولى رسول الله صلعم)

كتاب الطهارة ع ٣٠٣

ابو قتادة انصاري

كتاب الطهارة ع ٣١٤، ع ٢٢٤ (عن كبشة بنت

كعب (زوجة))

كتاب الصلوة ع ٥٦٠، ع ٦٣٨، ع ٦٥٦، ع ٤٤٥

ع ٨٣٠، ع ٩٢٣، ع ٩٨٢ (عن ابي حنبل)، ع ١٠٢٢

ع ١١٢٦، ع ١٣٩١

ابو بابر بن عبد المنذر (الانصاري المدني)

كتاب الصلوة ع ١٢٨٢

ابو مالك اشعري

ابو محبوب

كتاب الصلوة ع ١٣٦٥

ابو خزيمة

كتاب الايمان ع ٩١

ابو الدرداء

كتاب الايمان ع ١٠٦، ع ١١٢، ع ١١٦

كتاب العلم ع ٢١٦، ع ٢٢٩، ع ٢٢٢، ع ٢٥٢

كتاب الطهارة ع ٢٨٠

كتاب الصلوة ع ٥٣٤، ع ٩٢٩، ع ١٠٠٢، ع ١٠١٢

وعن ام الدرداء ع ١٢٣٨، ع ١٢٨٦

ابو زر

كتاب الايمان ع ٢٢، ع ٢٩، ع ١٤٦

كتاب الطهارة ع ٢٩١

كتاب الصلوة ع ٥٣٣، ع ٥٥٦، ع ٦٦١، ع ٤٠١

ع ٩١٦، ع ٩٣٣، ع ٩٨٦، ع ١١٣٤، ع ١٢٢٢

ع ١٢٣٦، ع ١٢٣٨

ابو رافع (مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم)

كتاب الايمان ع ١٥٥

كتاب الطهارة ع ٣٠٢، ع ٣٠٣، ع ٢٣٤، ع ٢٩٩

كتاب الصلوة ع ١٢٥٢

ابو هريرة التميمي

كتاب الصلوة ع ٤٩٣

ابو سعيد خدي

كتاب الايمان ع ١٨، ع ١٢٤، ع ١٦٩

كتاب العلم ع ٢٠٣، ع ٢١١



كتاب الطهارة ع ٢٧٨ (عن ابى المليلح)  
 اسامه بن عمير تهذلي (ابو ابى المليلح)  
 كتاب الايمان ع ١٣٠  
 كتاب الطهارة ع ٢٥٤  
 كتاب الصلوة ع ١٢٠٣  
 اسما بنت عميس  
 كتاب الطهارة ع ٥٢١  
 الاعرج (عبد الرحمن بن مسلم بن هرير)  
 كتاب الصلوة ع ١٢٢٩  
 الاعمش (سليمان بن مهران)  
 كتاب العلم ع ٢٢٩  
 امرأة من بني عبد الاشهل  
 كتاب الطهارة ع ٢٤٤  
 أميمة بنت رقيقة  
 كتاب الطهارة ع ٣٣٤  
 أم حبيبة (رطلية بنت ابى سفيان زوج النبي  
 صلى الله عليه وسلم  
 كتاب الصلوة ع ١٠٩٣ ، ع ١١٠١  
 أم سلمة (هند بنت ابى أمية زوج النبي صلى الله  
 عليه وسلم  
 كتاب العلم ع ١١٤  
 كتاب الطهارة ع ٣٠١ ، ع ٢٠٦ ، ع ٢٣٥ ، ع ٢٦٦  
 ع ٥١٨  
 كتاب الصلوة ع ٥٤٤ ، ع ٦٢٢ ، ع ٤١٤ ، ع ٨٩١  
 ع ٩٣٠ ، ع ١٢٢٣ (عن كريب) ع ١١٢٤ (عن يعلى بن مملك)

٩٣١ ، ٩٢٢ ، ٩٢٤ ، ٩٥١ ، ٩٦١  
 ٩٨١ ، ٩٨٤ ، ٩٨٩ ، ٩٩٣ ، ٩٩٦  
 ٩٩٩ ، ١٠٠٨ ، ١٠٠٩ ، ١٠٢٦ ، ١٠٣٤  
 ١٠٥٦ ، ١٠٦٥ ، ١٠٦٤ ، ١٠٤٢ ، ١٠٤٥  
 ١٠٤٤ ، ١٠٤٩ ، ١٠٨٢ ، ١٠٨٣ ، ١١٠٤  
 ١١٠٤ ، ١١٢٦ ، ١١٣٣ ، ١١٣٨ ، ١١٥١  
 ١١٥٥ ، ١١٦٣ ، ١١٦٤ ، ١١٦٨ ، ١١٤٤  
 ١١٩٣ ، ١٢١٥ ، ١٢٢٢ ، ١٢٢٢ ، ١٢٢٦  
 ١٢٥٣ ، ١٢٦٦ ، ١٢٤٤ ، ١٢٤٨ ، ١٢٨٠  
 ١٢٨٢ ، ١٢٨٥ ، ١٢٩٠ ، ١٢٩٠ ، ١٣٠٠  
 ١٣٠١ ، ١٣٠٢ ، ١٣٠٣ ، ١٣٢٨ ، ١٣٣٥  
 ١٣٣١ ، ١٣٦٣ ، ١٣٦٢ ، ١٣٨٢ ، ١٣٨٤  
 ١٣٩٣ ، ١٣٢٢ ، ١٣٢٩ ، ١٣٣٠

ابو واقد الليثي (حاتم بن عوف)

كتاب الصلوة ع ٤٨٨ (عن عبدة اللذان عمر بن  
 الخطاب شال ابا واقد)  
 أبي بن كعب

كتاب الايمان ع ١١٥ ، ع ١٠٨ (عن ابن ولي)  
 كتاب الطهارة ع ٣٨٩ ، ع ٣١٦  
 كتاب الصلوة ع ٤١٩ ، ع ٨٤٢ ، ع ١٠٠١ ، ع ١٣٠٢  
 ع ١٣٠٦ ، ع ١٣٣٢

ارزق بن قيس

كتاب الصلوة ع ٩١٣

اسامه بن زيد

كتاب الصلوة ع ٦٢٢

٣٥٩ ، ٣٤٨ ، ٣٩٠ ، ٤٠٤ ، ٤٢٣ ، ٤٥٦ ، ٥٠٢

كتاب الصلوة ٥٢٥ ، ٥٢٦ ، ٥٢٧ ، ٥٢٨ ، ٥٢٩ ، ٥٥٩ ، ٥٤٥ ، ٦١٣ ، ٦٢٢ ، ٦٤٠ ، ٦٤١ ، ٦٩٢ ، ٦٠٠ ، ٦٠٦ ، ٦٤٣ ، ٦٤٢ ، ٨١٣ ، ٨١٥ ، ٨٣٣ ، ٨٦٥ ، ٨٨٨ ، ٨٩٦ ، ٩١١ ، ٩١٢ ، ٩٣٢ ، ٩٣٥ ، ٩٣٠ ، ١٠٢٢ ، ١٠٣٣ ، ١٠٥٥ ، ١٠٦٣ ، ١٠٤١ ، ١٠٤٣ ، ١٠٤٨ ، ١١١٥ ، ١١٣٠ ، ١١٤٢ ، ١١٤٥ ، ١٢١٨ ، ١٢٢٠ ، ١٢٣٠ ، ١٢٥٥ ، ١٢٥٨ ، ١٢٦٤ ، ١٢٨١ ، ١٢٨٩ ، ١٣١٩ ، ١٣٣٩ ، ١٣٥٥ ، ١٣٦٩ ، ١٣١٢ ، ١٣١٣ ، ١٠٢١ ، ١٠٢٤ ، ١٠٢٨ ، ١٠٣٢ ، ١٠٣٢ ، ١٣١٥ ، ١٣٢٣

أوس بن أوس

كتاب الصلوة ١٢٨٢ ، ١٣٠٦

### حرف الباء

براء بن عازب

كتاب الايمان ١١٨ ، ١٢٢

كتاب الطهارة ٤٤٤

كتاب الصلوة ٤٨١ ، ٨١٢ ، ٨٩٠ ، ١٠٢٩ ، ١٠٤٠ ، ١٢٤٢ ، ١٣١٦ ، ١٣٥١ ، ١٣٥٢

١٣٦٠ ، ١٣٨١

بريدة

١١٥٢ ، ١٢١١ ، ١٣٤٥

ام سليم بنت بلحان

كتاب الطهارة ٢٠٢ ، ٢٠٢

ام عطية (نسيبة بنت الحارث) انصارية

كتاب الصلوة ١٣٢٤

ام فروة انصارية

كتاب الصلوة ٥٢٢

ام الفضل لبابة بنت الحارث بلالبيه

كتاب الصلوة ٤٠٩

ام قيس (بنت محسن السديري)

كتاب الطهارة ٢٦٠

ام ياني (بنت ابي طالب)

كتاب الطهارة ٢٥٠

كتاب الصلوة ١٣٣٢

ام هشام بنت حارثة بن النعمان

انصارية

كتاب الصلوة ١٣٢٥

انس

كتاب الايمان ٤١ ، ٤٢ ، ٤٣ ، ٣١ ، ٣٦ ، ٥٣ ، ٦٢ ، ٤٠ ، ٤٤ ، ٩٥

١١٩ ، ١٣٨ ، ١٤٥ ، ١٤٦ ، ١٤٢

كتاب العلم ٢٠٤ ، ٢٠٩ ، ٢١٢ ، ١٩٨ ، ٢٢٣ ، ٢٢٢

كتاب الطهارة ٢٩٥ ، ٣٠٢ ، ٣١١

٣١٦ ، ٣١٤ ، ٣٢٠ ، ٣٢٢ ، ٣٣٦

كتاب الطهارة ع ٢٨٨

بُسْرَة

كتاب الطهارة ع ٢٩٨

بلال

كتاب الصلوة ع ٥٩٩ ، ٩٢٩ (عن ابن عمر)

بلال بن حارث

كتاب الايمان ع ١٦١

البياضتي

كتاب الطهارة ع ٨٠١

حرف التاء

تميم داري

كتاب الطهارة ع ٣٠٩ (عن عمر بن عبد العزيز)

حرف الشاء

ثوبان

كتاب الطهارة ع ٢٤٣

كتاب الصلوة ع ٨٣٢ (عن معدان بن طلحة)

٩٠٢ ، ١٠٠٥ ، ١٢١٣

حرف الجيم

جابر

كتاب الايمان ع ٣٧ ، ٦٥ ، ٦٦

١٢٨ ، ١٣١ ، ١٣٢ ، ١٣٤ ، ١٦٨

١٨٧ ، ١٨٥

كتاب العلم ع ٢١٨

كتاب الطهارة ع ٢٤٥ ، ٣١٨ ، ٣٢٢

ع ٢٢١ ، ٢٢٩ ، ع ٢٩٢ ، ع ٣٩٢ (عن ثابث)

بن ابو نقيته عن محمد الباقر

كتاب الصلوة ع ٥٢٤ ، ع ٥٣٥ (عن محمد و ابن عمرو

بن حسن بن علي) ع ٦٠٤ ، ٦١٢ ، ٦٢٤ ، ٦٥٢

ع ٦٥٩ ، ٦٨٣ ، ع ٤٢٩ ، ع ٤٦٨ ، ع ٤٨٠

ع ٨٠٦ ، ٨٠٩ ، ع ٨٩٤ ، ع ٩٢٨ ، ع ١٠٠٦

ع ١٠٢١ ، ١٠٨٢ ، ع ١٠٨٥ ، ع ١١٥٦ ، ع ١١٩١

ع ١٢٢٣ ، ١٢٣٤ ، ع ١٢٦٨ ، ع ١٢٩٨ ، ع ١٣٠٣

ع ١٣٢٣ ، ١٣٢٤ ، ع ١٣٣٢ ، ع ١٣٣٨ ، ع ١٣٣٩

ع ١٣٢٠ ، ١٣٥٠ ، ع ١٣٦٢ ، ع ١٣٤١ ، ع ١٣٤٢

ع ١٣٤٤ ، ع ١٣٠٠

جابر بن سمرة

كتاب الطهارة ع ٢٨٥

كتاب الصلوة ع ٥٤٢ ، ع ٤٤٤ ، ع ٤٨٢ ، ع ٤٩٦

ع ١٠٢٥ ، ع ١٣٢١ ، ع ١٣٣١ ، ع ١٣٣٣

جابر بن مطعم

كتاب الصلوة ع ٤٦٥ ، ع ٤٤٨ ، ع ٩٨٠

جرير بن عبد الله

كتاب العلم ع ٢٠٠

جعفر بن محمد

كتاب الصلوة ع ١٣٥٨

جندب بن سمرة

كتاب الصلوة ع ٦٦٣

حكيم (ابو الاحوص)  
 كتاب العلم ع٥١٤ (عن الاحوص عن ابيه)

حكيم بن حزام

كتاب الصلوة ع٦٨٣

حننة بنت محمش

كتاب الطهارة ع٥٢٠

حميد بن عبد الرحمن بن عوف

كتاب الصلوة ع١٢١

## حرف الخا

خارج بن حدافة

كتاب الصلوة ع١١٦٨

## حرف الدال

ديثار

كتاب الطهارة ع١٥٩ (عن عدى بن ثابت)

عن ابيه عن جده ديثار

## حرف الراء

راقع بن خديج

كتاب الايمان ع١٢٠

كتاب الصلوة ع٥٥٢، ع٥٦٩، ع٥٤٠

ربيع بنت معوذ

كتاب الطهارة ع٣٨٤

كتاب العلم ع٢٢٠  
 كتاب الصلوة ع٥٨٢، ع١٣٥٢، ع١٣٨٨

## حرف الحاء

حديفة ابن اليمان

كتاب الايمان ع٥٦٤

كتاب العلم ع٢٥٨

كتاب الطهارة ع٣٣٤، ع٣٥٠، ع٣٨٤

كتاب الصلوة ع٨٢٤، ع٨٢٩ (عن شقيق) ع٨٣٦

ع١١٤، ع١١٣٢، ع١٢٢٩

حسان بن عطية

كتاب الايمان ع١٤٩

الحسن

كتاب العلم ع٢٣٤، ع٢٥٤

كتاب الصلوة ع٦٩١، ع١٢٢٠

حسن بن علي

كتاب الصلوة ع١٢٠

حسن بصري

كتاب العلم ع٢٣٣

حفص بن عاصم

كتاب الصلوة ع١٢٠

الحكم بن سفيان

كتاب الطهارة ع٣٥٤

الحكم بن عمر

كتاب الطهارة ع٣٨٤

كتاب الصلوة ع ١٢٣٤، ع ١٣٩١

زيد بن اسلم

كتاب الطهارة ع ٥١٤

كتاب الصلوة ع ٦٤٠، ع ١١٩٩

زيد بن ثابت

كتاب الايمان ع ١٢٢

كتاب العلم ع ٢١٥

كتاب الصلوة ع ٥٩٠، ع ٥٩١، ع ٩١٢،

ع ٩٦٣، ع ١٢٢١، ع ١٢٢٦

زيد بن حارثة

كتاب الطهارة ع ٣٣٩

زيد بن خالد جهني

كتاب الطهارة ع ٣٦٢ (عن ابوسلمة)

كتاب الصلوة ع ٥٣٢، ع ١١٢٩

زينب امرأة عبد الله بن مسعود رضي الله عنها

كتاب الصلوة ع ٩٩٥

## حرف السين

سائب بن خلاد

كتاب الصلوة ع ٦٩٥

سائب بن يزيد

كتاب الطهارة ع ٤٢٢

كتاب الصلوة ع ٦٩٢، ع ١١١٨ (عن عمرو بن عطاء)

ع ١٢٢٨، ع ١٣٢٠

سالم بن ابى الجعد

ربيع بن كعب

كتاب الصلوة ع ٨٤١، ع ١١٥٠

ربيع الجرجشي

كتاب الايمان ع ١٥٢

رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم

كتاب الطهارة ع ٢٤٦ (عن شبيب بن ابى رويح)

ع ٢٣٩ (عن حميد الجرجي) ع ٥١٢ (عن زيد بن اسلم)

كتاب الصلوة ع ١٢٥٢

رجل من جهينة

كتاب الصلوة ع ٨٠٤ (عن معاوية بن عبد الله الجهني)

رجل من بني سليم

كتاب الطهارة ع ٢٤٤

رقاع بن رافع

كتاب الصلوة ع ٥٣٤، ع ٨٢٣، ع ٩٣٠

رويقع بن ثابت النضاري

كتاب الطهارة ع ٣٢٥

كتاب الصلوة ع ٨٤٩

## حرف الزاء

زياد بن حارث الصدائي

كتاب الصلوة ع ٦٠١

زياد بن ليبيد

كتاب العلم ع ٢٦١

زيد بن ارقم

كتاب الطهارة ع ٣٣١



كتاب الطهارة

سمرة بن جندب

كتاب العلم ١٨٩

كتاب الطهارة ٢٩٩

كتاب الصلوة ٥٨٨، ٦٣٢، ٤٦٦، ٤٨٤

٩٩٩، ١٠٣٥، ١٢٩٢، ١٣١١، ١٣٠٣

سهل بن أبي حمزة

كتاب الصلوة ٤٣٠، ١٣٣٤

سهل بن سعد

كتاب الايمان ٤٤

كتاب الصلوة ٦٢٥، ٦٤٢، ٤٢٤، ٩٣٤

١٠٢٤، ١٣١٨

سودة زوج النبي صلى الله عليه وسلم

كتاب الطهارة ٢٦٣

سويد بن نهمان

كتاب الطهارة ٢٨٩

حرف الشين

شداوين اوس

كتاب الصلوة ٤١٣، ٨٩٤

شقيقين

كتاب العلم ١٩٤

حرف الصاد

صفوان بن سليم

كتاب الصلوة ١١٨٢  
سالم بن عبد الله بن عمر

كتاب الصلوة ١٠٤٤

سبرة بن معبد

كتاب الصلوة ٥٣٠

سبحية الازدي

كتاب العلم ٢١٤

سعد بن عباد

كتاب الصلوة ١٢٨٢

سعد بن مالك بن ابي وقاص

كتاب الايمان ١٢٦

كتاب الصلوة ٦١٢، ٨٨٦، ٩٠٥

١٢١٠

سعيد بن زيد

كتاب الطهارة ٣٤٣

سفيان بن عبد الله الشافعي

كتاب الايمان ١٢٤

سلام بنت الحر

كتاب الصلوة ١٠٥٨

سلمان فارسي

كتاب الطهارة ٣١٠، ٣٢٣

كتاب الصلوة ٥٩٣

سلمة بن الكوع

كتاب الصلوة ٤٠٨

سلمة بن الحقيق

كتاب الصلوة ١٢٩١  
صفوان بن عسال

كتاب الايمان ٥٢٤  
كتاب الطهارة ٢٨١

### حرف الطاء

طارق بن اشيم (والد ابى مالك الشجعي)

كتاب الصلوة ١٢١٩ (عن ابنه ابو مالك)

طارق بن شهاب

كتاب الصلوة ١٢٩٥

طلحة بن عبد الله

كتاب الايمان ١٥

كتاب الصلوة ٤٢٣

طلق بن علي

كتاب الطهارة ٢٩٣ ، ٢٩٨

كتاب الصلوة ٦٦٤ ، ٨٢٩

### حرف العين

عائشة زوتيرة النبي صلى الله عليه وسلم

كتاب الايمان ٤٨ ، ١٠٢ ، ١٠٢ ، ١٠٢ ، ١٠٢ ، ١٢١

١٣٣ ، ١٣٩ ، ١٣٢

كتاب العلم ٢٣٩

كتاب الطهارة ٢٩٩ ، ٣٢٢ ، ٣٢٣ ، ٣٣٣

٣٣٨ ، ٣٣١ ، ٣٥١ ، ٣٥٣ ، ٣٥٥ ، ٣٥٤

٣٦٠ ، ٣٦١ ، ٣٤١ ، ٣١٩ ، ٣٠٣

٢٠٥ ، ٢٠٩ ، ٢١٠ ، ٢١٣ ، ٢١٢

٢٢١ ، ٢٢٣ ، ٢٢٤ ، ٢٢٤ ، ٢٢٩ ، ٢٤١

٥٠١ ، ٥٠٥ ، ٥٠٦ ، ٥٠٤ ، ٥٠٨

٥١٥ ، ٥١٤ ، ٢٢٩ (عن شريح بن ياني)

٢٠٨ (عن معاوية) ٢٢٨ (عن داؤد بن صالح عن

امرئ) ٢٥٨ (عن سليمان بن يسار) ٢٥٩ (عن

اسود بن يمام)

كتاب الصلوة ٥٥٣ ، ٥٥٢ ، ٥٦٢

٥٩٠ ، ٦٣٠ ، ٦٦٢ ، ٦٦٨ ، ٤٠٥

٤١٤ ، ٤٢٤ ، ٤٢٤ ، ٤٣٩ ، ٤٦٢

٤٩٢ ، ٨١٦ ، ٨١٤ ، ٨٣٨ ، ٨٨٢

٨٩٨ ، ٩٠١ ، ٩٢٢ ، ٩٢٣ ، ٩٣٥

٩٤١ ، ٩٩٢ ، ١٠٣٠ ، ١٠٣٨ ، ١٠٢٨

١٠٤٢ ، ١٠٩٤ ، ١٠٩٨ ، ١١٨٠ ، ١١٩٠

١١١٢ ، ١١٢٠ ، ١١٢١ ، ١١٢٤ ، ١١٢٣

١١٣٥ ، ١١٣٠ ، ١١٢٤ ، ١١٢٦ ، ١١٥٨

١١٤٣ ، ١١٤٢ ، ١١٤٢ ، ١١٤٤ ، ١١٩٢

١٢١٠ ، ١٢٤٥ ، ١٢٣١ ، ١٢٣٣ ، ١٢٤٣

١٢٤٥ ، ١٣٢٨ ، ١٣٤٠ ، ١٣٤٦ ، ١٣٩٥

١٣٩٨ ، ١٣١٢ ، ١٣٢٢ ، ١٣٢٦ ، ١٣٢٤

١٣٣٢

عامر بن عبد الله بن زبير

كتاب الصلوة ١٢٣٦

عبادة ابن الصامت

كتاب الايمان ١٤ ، ٢٥ ، ٣٢ ، ٨٨

كتاب الصلوة ع ٥٢٨ ، ع ٥٤٦ ، ع ٤٤٠ ، ع ٤٩٩ ، ع ١١٢٥

عجاس

كتاب الايمان ع ٨

كتاب الصلوة ع ٥٦٥

عبد الرحمن بن ابزى

كتاب الصلوة ع ١٢٠ ، ع ١٢٠٢

عبد الرحمن بن ابي ليلى

كتاب الصلوة ع ٨٦٢

عبد الرحمن بن حسنة

كتاب الطهارة ع ٣٢٢

عبد الرحمن بن سعد

كتاب الصلوة ع ٦٠٦

عبد الرحمن بن سمرة

كتاب الصلوة ع ١٢٠٢

عبد الرحمن بن شبل

كتاب الصلوة ع ٨٢٤

عبد الرحمن بن عائش

كتاب الصلوة ع ٦٤٥

عبد الرحمن بن عوده

كتاب الصلوة ع ٨٨٠ ، ع ٩٥٩

عبد الرحمن بن نعيم

كتاب الصلوة ع ٩١٦

عبد الله بن ابي اوفى

كتاب الصلوة ع ٨٠٣ ، ع ٨٢٠ ، ع ١٢٥١

عبد الله بن ارقم

كتاب الصلوة ع ٣٠٤

عبد الله بن ام مكتوم

كتاب الصلوة ع ١٠١٣

عبد الله بن حنظلة (غسيل الملائكة)

كتاب الطهارة ع ٣٩٦ (عن محمد بن يحيى)

عبد الله بن زبير

كتاب الصلوة ع ٨٥١ ، ع ٨٥٥ ، ع ٩٠٣

عبد الله بن زيد

كتاب الطهارة ع ٣٦٥ ، ع ٣٦٤ ، ع ٣٨٢

ع ٣٨٥ ، ع ٣٩٣

كتاب الصلوة ع ١٣١١ ، ع ١٣١٤

عبد الله بن سائب

كتاب الصلوة ع ٤٨٢ ، ع ١١٠٣

عبد الله بن سرجس

كتاب الطهارة ع ٣٢٨ ، ع ٤٣٩

عبد الله بن سلام

كتاب الصلوة ع ١٣٠٤

عبد الله بن الشيخير

كتاب الصلوة ع ٩٣٨ (عن ابنة مطرف)

عبد الله بن شقيق

كتاب الصلوة ع ٥٣٦

عبد الله بن الصنابحي

كتاب الطهارة ع ٢٤٨

كتاب الصلوة ع ٩٨٣

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ

کتاب الصلوٰۃ ۸۱

عبد اللہ بن عباس

کتاب الایمان ۱۶، ۱۹، ۲۸، ۶۴، ۹۸

۱۱۴، ۱۳۵، ۱۷۷، ۱۸۱

کتاب العلم ۲۰۶، ۲۱۴، ۲۱۹، ۲۳۶، ۲۴۰، ۲۴۶

کتاب الطہارۃ ۲۸۲، ۲۸۷، ۲۹۶، ۳۰۰

۳۱۲، ۳۱۶، ۳۲۶، ۳۳۳، ۳۰۱، ۳۶۴

۴۲۵، ۴۶۱، ۴۶۲، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۲۱

(۴۳۶)، (عن شقیۃ) ۵۰۳ (عن عکبر)

کتاب الصلوٰۃ ۵۴، ۵۹۲، ۶۱۷، ۶۳۲

۶۶۹، ۶۷۵، ۶۸۸، ۷۲۸، ۷۳۷

۷۹۰، ۸۰۴، ۸۱۸، ۸۳۲، ۸۴۵

۸۵۳، ۸۸۶، ۹۰۰، ۹۳۶، ۹۶۰

۹۶۴، ۹۶۷، ۹۷۰، ۹۷۲، ۹۷۷

۱۰۰۰، ۱۰۱۲، ۱۰۳۳، ۱۰۴۰، ۱۰۵۳

۱۰۶۲، ۱۱۱۰، ۱۱۱۷، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸

۱۲۱۷، ۱۲۵۲، ۱۲۵۹، ۱۲۶۱، ۱۲۷۱

۱۱۳۵، ۱۱۳۳، ۱۱۷۰، ۱۲۰۰، ۱۲۰۴

۱۲۷۲، ۱۲۸۸، ۱۲۹۷، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵

۱۳۲۵، ۱۳۳۱، ۱۳۴۶، ۱۳۸۵، ۱۳۹۷

۱۴۰۱، ۱۴۱۹، ۱۴۲۵، ۱۴۳۱، ۱۴۳۳

عبد اللہ بن عقیب بن مسعود

کتاب الصلوٰۃ ۸۱

عبد اللہ بن حکیم

کتاب الطہارۃ ۷۶

عبد اللہ بن عمر بن خطاب

کتاب الایمان ۳، ۱۱، ۵۱، ۷۴

۸۳، ۹۷، ۹۹، ۱۲۰، ۱۲۹

۱۶۳، ۱۶۴، ۱۷۵

کتاب العلم ۲۱۳، ۲۲۸، ۲۵۳ (عن

زیلین بن حدیر)

کتاب الطہارۃ ۲۴۷، ۲۸۲، ۳۰۵، ۳۰۷

۳۰۹، ۳۵۷، ۳۹۸، ۴۲۰، ۴۲۸

۴۳۳ (عن نافع) ۴۲۳، ۴۷۶، ۴۸۵

(عن مروان الاضمر) ۴۹۶ (عن محمد بن کعبی عن

عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر)

کتاب الصلوٰۃ ۵۵۰، ۵۶۲، ۵۷۱، ۵۸۲

۵۹۲، ۵۹۶، ۶۰۲، ۶۱۹، ۶۳۱

۶۳۲، ۶۳۳، ۶۴۱، ۶۴۳، ۶۴۷

۶۶۵، ۶۸۶، ۶۸۹، ۷۲۰، ۷۳۱

۹۲۵، ۹۳۱، ۹۴۲، ۹۴۷، ۹۶۸

۹۶۹، ۹۷۵، ۹۸۷، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۳

۷۳۱، ۸۰۱، ۸۰۷، ۸۵۰، ۸۵۷، ۸۷۸

۹۹۷، ۱۰۳۶، ۱۰۵۷، ۱۰۶۷، ۱۰۶۹

۱۰۹۰، ۱۰۹۲، ۱۰۹۵، ۱۱۰۴، ۱۱۷۱

۱۱۸۵، ۱۱۸۷، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۲۶۲

۱۲۶۵، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۳۱۱، ۱۳۲۹

۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۷، ۱۳۴۳، ۱۳۴۸

٤٩٤ ، ٨٥٢ ، ٥٥٨ ، ٨٦١ ، ٨٦٦  
 ٨٦٤ ، ٨٤٧ ، ٨٨٩ ، ٨٩٣ ، ٩١٩  
 ٩٢٨ ، ٩٥٣ ، ٩٤٣ ، ٩٩٨ ، ١٠٠٤  
 ١٠٢٣ ، ١٠٥١ ، ١١٣١ ، ١١٥٣ ، ١١٨٢  
 ١٢٩٦ ، ١٣٣٠

عبد اللّٰه بن مقفل

كتاب الطهارة ع ٣٢٤ ، ٣٨٨

كتاب الصلوة ع ٦١٥ ، ١٠٩٩

عبد اللّٰه بن سباق

كتاب الصلوة ع ١٣١٥

عثمان بن ابوالعاص

كتاب الايمان ع ١

كتاب الصلوة ع ٦٢١ ، ١٠٦٨ ، ١١٦٦

عثمان بن عفان

كتاب الايمان ع ٣٣ ، ٣٤ ، ١٣٥  
 ١٢٦

كتاب الطهارة ع ٢٦٥ ، ٢٦٤ ، ٢٦٨

٢٦٨ ، ٣٤٩ ، ٣٩٢

كتاب الصلوة ع ٥٤٨ (عن عبيد اللّٰه بن عدى

بن خيار) ع ٥٨٥ ، ٦٢٩ ، ١٠١١

عثمان بن مظعون

كتاب الصلوة ع ٦٤٧

عرباض بن سارية

كتاب الايمان ع ١٥٤ ، ١٥٨

عطاء بن يسار

١٣٣٥

عبد اللّٰه بن عمرو بن عاص

كتاب الايمان ع ٥٦ ، ٥٧ ، ٨٢  
 ٨٣ ، ٩٠ ، ١٢٥ ، ١٦٠ (عن عمرو بن

شعيب) ع ٩٢

كتاب العلم ع ١٨٨ ، ١٩٦ ، ٢٢٢ ، ٢٢٥  
 ٢٢٦

كتاب الطهارة ع ٣٦٩ ، ٣٩٤ ، ٣٨٤ (عن عمرو بن شعيب)

كتاب الصلوة - ع ٥٣٥ ، ٥٣٨ ، ٦١٠

٦٢٦ ، ٦٩٤ ، ٩٢٦ ، ١١٣٣ ، ١١٥٤

١١٦٥ ، ١٢٨٤ ، ١٢٩٣ ، ١٣١٣ ، ١٣٩٢

(عن عمرو بن شعيب) ع ٦٨١ ، ٤١٤

عبد اللّٰه بن مالك بن بحبه

كتاب الصلوة ع ٨٣٦ ، ٩٥٥

عبد اللّٰه بن مسعود

كتاب الايمان ع ٢٥ ، ٦١ ، ٦٨ ، ٤٤

١٠٥ ، ١٥٠ ، ١٥٩ ، ١٨٢ ، ١٨٣

كتاب العلم ع ١٩٢ ، ٣٠١ ، ٢١٥ ، ٢١٦

٢١٨ ، ٢٢٣ ، ٢٢٤ ، ٢٥٦ ، ٢٦٢

٢٢٥ (عن عون)

كتاب الطهارة ع ٣٠٦ ، ٣٢٤ ، ٢٤٥

٣٢٢ ، ٣٢٦ (عن ابى زيد) ع ٢٢٦ (عن

علقمة)

كتاب الصلوة ع ٥٢٢ ، ٥٢٦ ، ٥٣٢

كتاب الطهارة ع ٢٩٣

كتاب الصلوة ع ٦٩٨، ٩٢٤، ١٣٦١

عقبة بن عامر

كتاب الطهارة - ع ٢٦٩

كتاب الصلوة ع ٦١٨، ٤٠٤، ٤٩٥، ٨٢٣

ع ٩١٠، ٩٤٦، ٩٦٦، ١٣٤٢

عقبة الجعفي

كتاب الصلوة ع ١١٥ (عن مرثد بن عبد الله)

علي بن ابي طالب

كتاب الايمان ع ٤٩، ٩٤، ١١٠

كتاب العلم ع ٢٣٥، ٢٦٠

كتاب الطهارة ع ٣٨ (عن ابي حنيفة)

(عن عبد شير) ع ٢٨٣، ٢٩١، ٢٩٣، ٢٩٩

ع ٣٣٢، ٣١٢، ٣١٤، ٣٢٤، ٣٣٠

ع ٤٨٤ (عن شريح بن ياني)

كتاب الصلوة - ع ٥٦١، ٥٨٤، ٥٩٢

ع ٤٦٢، ٨٢٨، ٨٤٦، ٩١٥، ١٠٤٦

ع ١١٠٥، ١١٠٦، ١١٦٣، ١١٩٤، ١٢٠٨

ع ١٢٠٣، ١٢٣٣، ١٢٣٨، ١٣٤٩، ١٣٨٠

ع ١٣٨٩، ١٣٠١

علي بن الحسين

كتاب الصلوة ع ٤٥٤

علي بن طلق

كتاب الصلوة - ع ٩٢٧ (مكتوب في النسخ كلها طلق

بن علي وهو غير صواب -

عمار بن ياسر

كتاب الطهارة ع ٢٥٢، ٢٣٤، ٢٨٩

ع ٢٩٥

كتاب الصلوة - ع ٨٩٣، ١٠٧٦، ١٣٢٢

عمار بن ربيعة

كتاب الصلوة - ع ٥٤٩، ١٣٣٣

عمر بن ابي سلمة

كتاب الصلوة - ع ٤٢٤، ١٠٧٠

عمر بن الخطاب

كتاب الايمان - ع ٢٤، ١٠٤

كتاب العلم - ع ٢٥ (عن سفيان) ع ٢٥٣

(عن زياد بن حدير)

كتاب الطهارة - ع ٤٤، ٣٢٤، ٣٥٣

ع ٤٥١ (عن يحيى بن عبد الرحمن ع ٢٨٨ (عن بريده)

كتاب الصلوة ع ٥٢٢، ٤٠٥ (عن مالك) ع ٦١١

ع ٨٨١، ٩١٤، ١٠١٥ (عن ابي بكر بن سليمان)

ع ١١١١، ١١٤٨، ١٢٢٤ (عن عبد الرحمن بن القاري)

ع ١٢٢٣ (عن انس)

عمر بن حريث

كتاب الصلوة ع ٤٨٣، ١٣٢٦

عمر بن حزم

كتاب الطهارة ع ٤٣٢ (عن عبد الله بن ابي بكر

بن محمد بن عمرو حزم)

عمر بن العاص

كتاب الايمان ع ٤٢

## حرف الفاء

فاطمة بنت ابي حنيفة

كتاب الطهارة ع ٥١٤ (عن عروة بن زبير)  
فاطمة بنت محمد (صلى الله عليه وسلم)  
كتاب الصلوة ع ٦٨ (عن فاطمة بنت الحسين)  
الفرافصة بن عمير الحنفي

كتاب الصلوة ع ٨٠٩

فضالة بن علي

كتاب الايمان ع ٣٠

كتاب الصلوة ع ٨٤٣

الفضل بن عباس

كتاب الصلوة ع ٤٣٢ ، ع ٤٥٣

## حرف القاف

قاسم بن محمد

كتاب الايمان ع ٤٢

قبيصة بن وقاص

كتاب الصلوة ع ٥٤٤

قره بن اياس بن هلال مرني

كتاب الصلوة ع ٦٨٣ (عن ابنه معاوية بن قره)

قيس بن ابي حازم

كتاب الصلوة ع ١٠٦٦

قيس بن الحطيم

كتاب الصلوة ع ٩٣٤ (عن عدى بن ثابت عن ابيه)

كتاب الصلوة ع ٩٦٥

عمرو بن عيسى

كتاب الايمان ع ٢٢

كتاب الصلوة ع ٩٤٨ ، ع ١١٦١

عمرو بن عوف مرني

كتاب الايمان ع ١٦٢ ، ع ١٦٣ (عن كثير بن عبد الله)

عن ابيه عن جده

كتاب الصلوة ع ١٣٥٤ (عن كثير بن عبد الله عن ابيه)

عن جده عمرو بن عوف

عمران بن حصين

كتاب الايمان ع ٨٤

كتاب الطهارة ع ٢٨٨

كتاب الصلوة ع ٩٥٦ ، ع ٩٥٨ ، ع ١١٤٩

ع ١١٨٠ ، ع ١٢٦٣

عمير (مولى ابي النعمان)

كتاب الصلوة ع ١٢١٨

عوف بن مالك

كتاب العلم ع ٢٢٥

كتاب الصلوة ع ٨٢٤

## حرف العين

عصيف بن الحارث التميمي

كتاب الايمان ع ١٤٨



## حرف الميم

مالك بن انس

كتاب الايمان ع ١٤٤

كتاب الطهارة ع ٢٦٢

كتاب الصلوة ع ٦٩٣، ع ١٢٤٣

مالك بن حويرث

كتاب الصلوة ع ١٢٥، ع ٦٣٦، ع ٤٢٢، ع ٤٧٥

ع ١٠٥٢، (د عن ابي عطية)

مجاشع من بنى سليم

كتاب الصلوة - ع ١٣٨٣

مجاهد

كتاب الصلوة ع ٩٦٢

مجن

كتاب الصلوة ع ١٠٨٤ (عن ابنه لسير بن مجن)

محمد بن سيرين

كتاب العلم - ع ٢٥٤

محمد بن علي بن حسين (ابو جعفر الباقر)

كتاب الصلوة ع ١٢٠٩

محمد بن مسلمة

كتاب الصلوة ع ٤٦٩

محمد بن منكلد

كتاب الصلوة ع ٤١٨

مختف بن سليم

كتاب الصلوة ع ١٣٩٣

09377

عن جده قيس (قيس بن عاصم)

كتاب الطهارة ع ٥٠٢

قيس بن عباد

كتاب الصلوة ع ١٠٥٠

قيس بن عمرو

كتاب الصلوة ع ٩٨٠ (د عن محمد بن ابراهيم)

## حرف الكاف

كثير بن قيس

كتاب العلم ع ٢٠٢

كعب الاحبار

كتاب العلم ع ٢٥٠ (د عن سيفان قال سال عمر

عن كعب)

كتاب الصلوة ع ٤٣٦

كعب بن عجرة

كتاب الصلوة ع ٩٠٤، ع ٩٣٢، ع ١١١٤، ع ١٣٣٢

كعب بن مالك

كتاب العلم ع ٢١٣

## حرف اللام

لبانة بنت الحارث

كتاب الطهارة ع ٢٦٢

لقيط بن صبرة

كتاب الطهارة ع ٣٤٥



مغيرون شعبه

كتاب العلم ع ١٨٩

كتاب الطهارة ع ٣٤٠، ع ٢٤٩، ع ٢٨٢، ع ٢٨٣  
 ع ٢٨٤، ع ٢٨٥

كتاب الصلوة ع ٨٩٥ (عن عطاء الخراساني)  
 ع ٩٣٣، ع ٩٥٤، ع ١٢٥٢

مقداد بن الاسود

كتاب الايمان ع ٣٨

كتاب الصلوة ع ٤٣١

مقداد بن معديكرب

كتاب الايمان ع ١٥٦

كتاب الطهارة ع ٢٧٤

مكحول

كتاب العلم ع ٢٢٣

كتاب الصلوة ع ١١٤

مهاجر بن فنقذ

كتاب الطهارة ع ٢٣٤

مورق العجلي

كتاب الصلوة ع ١٢٣٥

ميمونة

كتاب الطهارة ع ٢٤٢، ع ٥٠٩

كتاب الصلوة ع ٤٣٥

حرف التون

نافع

مستوردين شراو

كتاب الطهارة ع ٣٤٤

مسلم بن يسار

كتاب الايمان ع ٨٩

مطرب بن عكاس

كتاب الايمان ع ١٠٣

معاذ بن انس الجهني

كتاب الايمان ع ٢٨

كتاب الصلوة ع ١٣١، ع ١٣٠، ع ١٣٠٩ (عن

ابن سهل)

معاذ بن جبل

كتاب الايمان ع ٢٢، ع ٢٤، ع ٣٦، ع ٣٣

ع ٢٣، ع ٥٥، ع ١٤٥

كتاب الطهارة ع ٣٢٩، ع ٣٩٠، ع ٥١٤

كتاب الصلوة ع ٥٤٤، ع ٦٤٥، ع ٦٩٦، ع ٨٩٢

ع ١٠٤٦، ع ١١٤٤، ع ١٢٧٦

معاوية

كتاب الايمان ع ١٦٣

كتاب العلم ع ١٩٠، ع ٢٢٤

كتاب الطهارة ع ٢٩٢

كتاب الصلوة ع ٦٠٤، ع ٦٢٨ (عن علقما) ع ٩٨٥

معاوية بن حكم السلمي

كتاب الصلوة ع ٩١٨، ع ٩٢٨

معتيق

كتاب الصلوة ع ٩٢٠

٨٥٢، ٨٥٣

والبصير بن معبد

كتاب الصلوة ع ١٠٣٩

وأشقر بن الاسقع

(والد فيله)

كتاب العلم ع ٢٣٤

وهيب بن منبته

كتاب الايمان ع ٣٩

## حرف الياء

يزيد بن الاسود

كتاب الصلوة ع ١٠٨٦

يزيد بن عامر

كتاب الصلوة ع ١٠٨٩

يحيى بن سعيد

كتاب الصلوة ع ١٣٠٤

يعلى بن ابيته

كتاب الطهارة ع ٢١٥

كتاب الصلوة ع ١٢٥٤، ع ١٣٢٢

كتاب الايمان ع ١٠٩

كتاب الصلوة ع ١٢٠٩، ع ١٢٤٥

نعمان بن بشير

كتاب الصلوة ع ٥٦٨، ع ٤٨٤، ع ١٠١٩،

ع ١٠٣١، ع ١٢٠٤

نعمان بن مره

كتاب الصلوة ع ٨٣١

نعيم بن همار الغلطي

كتاب الصلوة ع ١٢٣٨

نواس بن سمعان

كتاب الايمان ع ١٨٢

## حرف الهاء

هلب الطائي (ابو قبيصة)

كتاب الصلوة ع ٤٥٢ (عن ابنه قبيصة عن ابيه)

## حرف الواو

وائل بن حجر

كتاب الصلوة ع ٤٥١، ع ٤٢٦، ع ٤٩٢،

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العلمین۔ والصلوة والسلام علی رسولہ محمد  
والہ واصحابہ اجمعین۔

”مصابیح السنۃ“ یہ کتاب علامہ محی السنۃ ابو محمد حسین بن قزلبغوی کی تالیف ہے۔ جو مشہور و معروف مفسر و محدث اور فقیہ ہیں۔ علامہ بغوی کی تفسیر معالم التنزیل اور حدیث کی کتابیں ”المجمع بین الصحیحین“ اللہ ”مصابیح السنۃ“ اور فقہ الحدیث میں شرح السنۃ فی فقہ الحدیث، ”اودد التندیب“ تصنیفات ہیں۔ حدیث کے خصوصی استاد محمد بن حسین مروزی قاضی خراسان ہیں۔ ان کے علاوہ ابو عبد اللہ عبد الواحد الملبی ابوالحسن عبد الرحمن بن محمد داؤد، ابوبکر یعقوب بن احمد صیرفی اور ابوالحسن علی بن یوسف جوہری وغیرم سے بھی استفادہ فرمایا۔ اور امام بغوی سے ابو موسیٰ مدینی۔ ابونجیب سمرودی۔ ابوالفتوح طائی اور ابومنصور حنفی وغیرم فیضیاب ہوئے۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”مصابیح السنۃ“ کے متعلق اسی کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ:

”یہ کتاب جس کے الفاظ صد نبوت سے اور جس کے سنن معدن رسالت سے اور جس کی احادیث سید المرسلین خاتم النبیین سے منقول ہیں یہ اندھیرے میں چراغ ہیں جو تقویٰ کے طاقتور سے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ جن کو آئمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں درج فرمایا ہے تاکہ اللہ کے نیک بندے کتاب اللہ کے بعد سنن مصطفیٰ سے لطف اندوز ہو سکیں اور اللہ تعالیٰ کی بندگی رسول اللہ کے طریقہ کے مطابق کر سکیں اور میں نے محض طوالت کے خوف سے ان کی سندوں کو حذف کر دیا ہے اور آئمہ محدثین پر اعتماد کیا ہے اور صحابی جس سے روایت مروی ہے کا صرف اس جگہ نام لیا ہے جہاں رسول اللہ نے کسی کو خطاب وغیرہ کیا ہے۔ نیز میں نے احادیث کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ بغوی ایک شہر کی طرف نسبت ہے جو بلاد خراسان میں مروارہ راست کے درمیان ہے جس کا نام بغ بغنثور ہے۔ علامہ موصوف ۵۱۶ھ میں فوت ہوئے اور شہر مرو میں دفن ہوئے۔  
۲۔ اس کتاب کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں جن میں سے ”تحفۃ الابرار“ امام عبد اللہ بن عمر بیضاوی ۵۸۵ھ اور ”المیر“ شہاب الدین تودشپتا اور ”تنویر المصابیح“ مشہور ہیں۔

صحاح اور حسان یعنی صحیح اور حسن۔ صحاح سے مراد وہ حدیثیں ہیں جنکو بخاری، مسلم یا صرف بخاری یا صرف مسلم نے اپنی اپنی جامع میں درج فرمایا ہے۔ اور حسان سے وہ حدیثیں مراد ہیں جن کو امام ابو داؤد و ترمذی وغیر ہم محدثین نے بیان فرمایا ہے اور ان میں بھی اکثر صحیح روایات ہی ہیں البتہ جہاں کہیں کوئی ضعیف روایت ہے اس کی طرف میں نے اشارہ کر دیا ہے۔ لیکن منکر اور موضوع روایات لانے سے میں نے اعراض کیا ہے، واللہ المستعان وعلیہ التکلیف۔

### مشکوٰۃ المصابیح

”مصباح السنۃ“ کتاب پر علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری التبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فصل اعناضہ کر دیا اور اس کی خامیوں کی اصلاح فرمادی ایک تو رواۃ حدیث کے نام بیان فرما دیئے۔ دوسرے جن کتابوں کی روایات تھیں۔ ان کی نشاندہی کر دی تاکہ اس حدیث کی اہمیت واضح ہو جائے۔ اور تیسرا ان مسائل کے متعلق جو احادیث تھیں ان کا تیسری فصل کی صورت میں اعناضہ فرمایا۔ جیسا کہ خود امام صاحب نے مشکوٰۃ کے مقدمہ میں ارشاد فرمایا ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ذیل روایات ملا کر یعنی وہ روایات جو ذی روایت کے لفظ کے ساتھ دوسری حدیث کے تحت بیان ہوں، کل احادیث ۶۲۸۵ ہیں جن میں ۴۷۴۴ مصباح السنۃ کی ہیں۔ اور ۱۵۱۱ احادیث کا علامہ تبریزی نے تیسری فصل کی صورت میں اعناضہ فرمایا ہے۔

مشکوٰۃ کی تشریح تو کافی لکھی گئی ہے۔ مشہور شرحیں تین ہوئی ہیں۔ سب سے پہلی علامہ حسن محمد طیبی (۱۱۳۳ھ) کی ”الکاشف عن حقائق السنن“ دوسری ”مہتاج المشکوٰۃ“ علامہ عبد العزیز بن محمد بن عبد العزیز الاہلبی (۸۹۵ھ) اور تیسری ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) کی ”مرقاۃ المفاتیح“ ہیں۔ اور اب سب سے آخری اور غالباً ”لا ہجرت بعد الفتح“ کی طرح تمام شروح سے بے نیاز کر دینے والی شرح ”مرقاۃ المفاتیح“ ہے۔ جس کو حضرت مولانا عبد اللہ صاحب مبارکپوری دامت برکاتہم نے مرتب فرمایا اور ایک جلد مکنتیہ السلفیہ لاہور اور اس کی دوسری اور تیسری جلد انڈیا میں چھپ چکی ہے۔ اللہ کرے کہ اس کی بقایا جلدیں بھی جلد چھپ کر تیار ہوں۔ فجزاہم اللہ عن اللامہ

سلہ امام ابو حفص عمر بن علی قزوینی نے چند احادیث کے موضوع ہونے پر نشاندہی کی ہے لیکن علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ایک رسالہ مرتب کیا ہے جو علامہ ناصر الدین البانی مدظلہ العالی نے مشکوٰۃ کے ساتھ ہی چھپوا کر شائع کیا ہے۔

یہ نو مشکوٰۃ المصابیح کی عربی شرحیں ہیں۔ اس بے مثال کتاب (جس میں صحیح فقہ الحدیث کی ترجمانی کی گئی ہے) کا اردو میں ترجمہ غزنوی خاندان کا سب سے اچھا نمونہ ہے اور سچی ترجمے ہیں۔ لیکن ترجمانی کا متن صرف غزنوی ترجمہ میں تھا۔ باقی میں تاویلات دیکھ کر اور تو جہات ماردہ ایسی ایسی تھیں کہ پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا کہ شاید اس کی تردید لکھی جا رہی ہے۔

### ترصغیر میں تحریک آزادی فکر

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ کے ساتویں مبعوث میں فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث کو سمجھنے اور اس سے استدلال کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لحاظ سے مستقل طور پر دو مکتب فکر ہیں۔ ایک تو اہل حدیث ہیں اور دوسرے اہل الرائے۔ پھر اہل حدیث کے مکتب فکر میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور تلمیذی صدی کے محدثین مرتبین صحاح ستہ وغیرہم کو شمار فرمایا ہے اور ان فقہانے حدیث کو مجتہدین امت قرار دیا ہے۔

دوسرے مکتب فکر کے سرخیل ابراہیم نعمی اور امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو کہا ہے۔ پھر دونوں کے اصول استدلال و طریقہ استنباط و تخریج کا موازنہ فرما کر فقہانے اہلحدیث کا طریقہ اختیار کر کے حریت فکر اور وسعت نظر کی طرح ڈال دی تاکہ امت سلف صالحین کے مہماج پر گامزن ہو کر اختلاف فکر کے باوجود عملاً متحد رہ سکے۔

فقہانے محدثین کے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے حضرت شاہ صاحب نے فقہی اعتبار سے عہد محدثین کو زندہ کرنے کی تحریک شروع کی۔ جس کی اُبیاری ان کے پوتے شاہ اسمعیل شہید نے کی اور ان کے فیض یافتگان کی کوششوں سے یہ شجرہ طیبہ بار آور ہوا۔ یعنی حضرت شاہ اسطن صاحب کے تلمیذ حضرت مولانا شیخ اسکل سید نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے اس کو درس و تدریس سے پھیلایا اور دوسرے بالواسطہ تلمیذ حضرت مولانا نواب سید ابوالطیب محمد صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو تالیف وتصنیف سے اکناف عالم تک پہنچایا۔

حضرت نواب صاحب نے صرف کثیر سے احادیث کے ذخیرے اور ان کے تراجم اردو اور فارسی زبان میں اس لیے شائع فرمائے کہ لوگ براہ راست علوم سنت کے انوار سے فیض یاب ہو سکیں۔ حضرت نواب صاحب کی تصانیف و تالیفات تو سینکڑوں تک ہیں۔ حضرت سید نذیر حسین صاحب کے شاگردان رشید میں سے علامہ محمد شمس الحق محدث رحمتہ اللہ علیہ نے عون المعبود و شرح ابوداؤد اور مولانا محمد عبدالرحمن صاحب مبارک پوری رحمۃ اللہ و برکاتہ نے تحفۃ الاسود و شرح جامع الترمذی اور حضرت مولانا محمد ابوالحسن سیالکوٹی

رحمۃ اللہ علیہ نے تیس جلدوں میں فیض الباری شرح اردو صحیح بخاری اور مولانا عبدالاول غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا عبداللہ غزنوی کے صاحبزادے تھے، نے مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ و تحشیہ کیا۔ اور اسے طبع کرایا۔

تو ضیکہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک تجدید و آزادی فکر کو برصغیر کی جماعت اہل حدیث نے علماء و علماء جاری رکھا جس کا ظہور آج ہر طرف نظر آ رہا ہے کاش کہ ولی اللہی خاندان سے منسلک علماء کرام آج شاہ صاحب کی آزادی فکر کو اپنا لیتے تو شاید ہمارے ہاں مذہبی حالت موجودہ صورت حال سے مختلف ہوتی کیونکہ ان میں سے ایک گروہ نے اگرچہ کئی کتب احادیث کو تشریح و تحشیہ سے مزین کیا۔ لیکن خدمت حدیث کا جو حق نفاذ ادا نہ کیا۔ بلکہ اپنے بعض پیشرو مؤلفین و شارحین کی طرح اس خدمت کے وقت بھی خاص مفاد کو سامنے رکھا اور ان مجتہدانہ کتابوں کو شاہ صاحب کے مجوزہ طریقہ کی بجائے اصحاب الراء کے طریق پر پڑھایا اور تشریح و تحشیہ میں بھی جانبداری سے کام لیا۔ چنانچہ اکثر اخلاقی مسائل میں حاشیہ اور متن میں مخالفت پائی جاتی ہے اور جو حدیث بھی اپنے مسلک کے خلاف ہو اس کو اکثر طور پر تاویل و توجیہ کی نذر کر دیا جاتا ہے اور جو اپنے مسلک کے موافق ہو اس کو تسلیم کر لیا جاتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں حدیث مصطفیٰ اور سنت رسول کو ایک ثانوی حیثیت دی گئی چاہیے تو یہ تھا کہ ارشاد نبوی کے سامنے تمام اہمیتوں کے اقوال کو کچھ وقعت نہ دی جاتی۔ لیکن یہاں یہ ہوا کہ سنت رسول وہ قابل قبول ہوئی جس پر فقہ اہل الراء نے کی مہر ثبت ہوا اور وہ سنت رسول جس کو تمام محدثین کرام اور ائمہ ثلاثہ نے متفقہ طور پر قبول کیا ہو اس کو کوئی اہمیت نہ دی۔ حالانکہ اس کو اطاعت رسول اور متابعت سنت نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ ایسی حرکت اہل سنت کہلانے والوں کو زیب نہیں دیتی۔

انہی وجوہات کی بنا پر تراجم کتب حدیث کی اشد ضرورت کے پیش نظر دوستوں میں مشکوٰۃ شریف کے ترجمہ کا خیال پیدا ہوا۔ میرا اپنا یہ خیال تھا کہ غزنوی ترجمہ والی مشکوٰۃ ہی شائع کر دی جائے۔ لیکن کچھ اس کی اردو پرانا ہو چکی تھی۔ تیرا اس کے حواشی میں بھی کچھ اضافہ کا خیال تھا۔ انہی خیالات کے زیر اثر میں نے مولانا محمد سلیمان صاحب کیدانی سے مشورہ کر کے یہ دینی خدمت ان کے سپرد کر دی۔

چنانچہ مولانا صاحب نے نہایت عرق ریزی اور محنت سے مشکوٰۃ شریف کے ربع اول کا ترجمہ و حاشیہ لکھا۔ ان حواشی کی ترتیب و تہذیب میں تنقیح الرواۃ، اشعۃ اللمعات، مرآۃ المقابیح، الرحمۃ، المداۃ اور بعض بعض مقالات پر تین الاطوار اور فتح الباری بھی ان کے سامنے رہیں۔ اس سے حواشی کی قدر و قیمت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ان ہی دنوں مجھے معلوم ہوا کہ حضرت الاستاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ نے بھی مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ شروع کر رکھا ہے۔ میں نے جا کر عرض خدمت کیا کہ یہ ترجمہ مجھے عنایت فرمائیے تاکہ اس کو شائع کیا جائے۔ آپ نے فرمایا اس کو ایک نظر لفظی صحت کے لیے دیکھ لینا۔ میں نے اس پر نظر ثانی بھی نہیں کی ہے۔ ساتھ ہی میں نے مولانا محمد سلیمان صاحب کا ترجمہ و حاشیہ بھی حضرت الاستاذ کو دکھا یا تو انہوں نے اسے بہت ہی پسند فرمایا۔ بلکہ حکم دیا کہ ان حواشی کا اس میں اضافہ زیادہ مفید ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی کے پیش نظر ہم نے حواشی بھی درج کر دیئے۔

کچھ اس کتاب کے متعلق

اس کتاب میں تمام احادیث کی عربی عبارت کو موجود رکھا ہے بلکہ اس پر نمبر بھی لگا دیئے ہیں تاکہ تمام احادیث کا شمار بھی سامنے رہے۔

اس کے نیچے اسی نمبر کے ساتھ ترجمہ احادیث ہے اور ترجمہ خالص حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کا درج کیا ہے۔ حتیٰ کہ اس میں کوئی لفظ بھی اپنی طرف سے درج کرنا مناسب نہ سمجھا۔ تاکہ حضرت الاستاذ کے الفاظ من و عن موجود رہیں۔

حواشی بھی کافی حد تک حضرت الاستاذ کے ہیں بلکہ ہر باب کے شروع میں ایک نہایت جامع و مانع بیان بطور دیباچہ حضرت الاستاذ کا ہی ہے اس کے علاوہ آپ کے حواشی ٹھوڑے ہی تھے۔ اس کمی کو مولانا محمد سلیمان صاحب نے پورا کر دیا ہے۔

میری زیادہ کوشش تو صرف تصحیح کی تھی۔ چنانچہ اس کو بالاستیعاب پڑھ کر تصحیح کی ہے۔ اس کے علاوہ کتاب پڑھنے والوں کی سہولت کے لیے اس کی چار فرستیں بھی مرتب کی ہیں۔ پہلی فرست ابواب کتاب کی ہے جیسا کہ تمام احادیث کی کتابوں کے شروع میں درج ہوا کرتی ہے۔ دوسری فرست احادیث کی ہے یعنی تمام احادیث نمبر شمار کے حساب سے درج کر کے اس کے مضمون کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ نمبر سے دیکھ کر ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس حدیث کا مضمون کیا ہے۔ مضمون کی نشاندہی یا تو عربی کے مشہور سے کر دی ہے یا اردو میں مضمون حدیث کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

تیسری فرست حواشی کی ہے کیونکہ لیساً اوقات کئی بابوں میں ایک مضمون کے حواشی آجاتے ہیں۔ ان سب کو ایک ہی عنوان میں اکٹھا کر دیا ہے بلکہ بہت سی ایسی چیزیں جو احادیث کے موضوع سے بھی باہر ہوتی ہیں آجاتی ہیں۔ وہ بھی فرست میں درج کر دی ہیں۔

پو پھٹی فرسند اویان حدیث کی ہے۔ مثلاً حضرت ابو ہریرہ کی حدیث جہاں جہاں جس جس نمبر میں آئی ہے۔ تمام کے صفحات درج کر دیئے ہیں تاکہ تلاش کرنے میں وقت نہ ہو۔

اس کے بعد میں انجمن اہل حدیث سٹاٹسٹ ٹاؤن گوچرانوالہ کا نہایت شکریہ گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لیے پیش کش کی۔ اور حضرت الاستاذ کی اس تاقیامت رہنے والی نیکی میں حصہ لے کر ایسے ثواب میں شریک ہوئے جو شاید ہم جیسے گنہگاروں کی معافی کے لیے کافی ہو جائے۔

الحمد للہ کہ انجمن مذکورہ دینی امور میں کافی دلچسپی لے رہی ہے ان کے شوق میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ انجمن نے ایک اسلامی مدرسہ جاری کر رکھا ہے۔ جس میں چالیس بچاں سیکھے قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ چھوٹے چھوٹے پمفلٹ بھی شائع کرتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور ان کے مذہبی شوق میں اضافہ فرمائے۔

اس کے بعد میں اپنے محترم قارئین کو ام کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس کتاب کو محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے پیش نظر بالکل خالی الذہن ہو کر مطالعہ فرمائیں۔ کیونکہ انسان کی اخروی نجات صرف ارشادات نبوی پر عمل کرنے سے ہی ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ اگر آپ اس محبت کے ماتحت مطالعہ کریں تو آپ کے علاوہ ہمیں بھی اس کا کچھ فائدہ ہو سکے۔ اللہم وفقنا لما تحب وترضی۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

نہالہ گھر جا کھی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تصدیر

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى۔

آما بعد۔ اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو پیدا کیا اور اس کی قدرتِ کلمہ کے نشانات میں یہ بات ہے کہ اس عریض و وسیط دنیا میں کوئی دو شخص ایک جیسے نہیں اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے کا متبادل قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان میں اپنی طرف کی خوبیاں اور صفات ہیں جو دوسرے میں موجود نہیں۔ جناب والد محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل السلفی رحمۃ اللہ علیہ سابق امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان میں ایک خاص صفت اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمائی تھی کہ ان کو اپنا بڑے سے بڑا کام بھی اپنی آنکھوں میں صبح دکھائی دیتا تھا۔ جس کا طبعی نتیجہ تھا کہ اپنے کارہائے نمایاں کی کبھی تشہیر فرماتے تھے۔ یہ اسی افتاد طبع کا نتیجہ تھا کہ شرح سبعة مبعثہ جو انہوں نے ۱۹۳۲ء میں مکمل فرمائی تھی ان کی ناملوں کی زینت بنی رہی۔ انہوں نے کبھی بھی اپنی اس تالیف نفیس کا ذکر تک نہیں کیا۔ بلکہ ان کے اس جہان سے فخر لے لے جانے کے بعد ان کے کاغذات سے برآمد ہوئی۔ ان شاء اللہ اب یہ کتاب در المکتبۃ السلفیہ، لاہور کے اہتمام میں چھپے گی۔

اس قبیل سے ایک نماز کا مسودہ ہے جو انہوں نے اپنے آخری ایام میں مکمل کیا۔ اور اسی سلسلہ کی ایک کڑی و مشکوٰۃ المصابیح، کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ مشکوٰۃ شریف کے نصف اول پر مشتمل ہے۔ اس ترجمہ میں آپ نے ہر باب کے ابتدا میں ایک مبسوط نوٹ تحریر فرمایا ہے۔ جس میں اس مضمون پر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب خود بخود آ گیا ہے۔ ضعیف احادیث کے مضامین پر تنقید بھی ہوتی چلی گئی ہے اور باب کی تمام احادیث کا خلاصہ خود بخود ذہن نشین ہوتا چلا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے ضرورت کے مطابق کہیں کہیں حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں جن کے آخر میں آپ کے اسم گرامی کا خود پسند کردہ محقق (اسم) تحریر کیا گیا ہے۔ مگر مبسوط حواشی کا کام آپ کے شاگرد رشید مولانا محمد سلیمان کیلانی نے سرانجام دیا۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

مولانا محمد سلیمان صاحب ایک صاحبِ علم و فضل نوجوان ہیں۔ طبیعت میں میذب و تبلیغ اللہ تعالیٰ نے

خوب دیا ہے۔ چنانچہ آپ کئی ایک عربی اور فارسی کتابوں کے مترجم ہیں۔ جن میں سے بیشتر علم حدیث سے متعلق ہیں اور کئی ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ والد صاحب مرحوم و مغفور کا زیر نظر مسودہ مولانا موصوف کی تحویل میں ہی تھا کہ حضرت محترم رحمۃ اللہ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اس جہان فانی سے تشریف لے گئے۔ آپ کی رحلت کے بعد اس مسودہ کی کتابت و طباعت کا بیڑہ والد بزرگوار کے ایک لائق شاگرد و جناب مولانا خالد گھر ساکھی نے اٹھایا جو ادارہ ”احیاء السنن“ گھر جاکھ کے منتظم ہیں۔ انہوں نے صرف زریکثیر اس کی کتابت کرائی۔ کتاب کی افادیت کے اصناف کے لیے اس کی متعدد فہرستیں بھی تیار کیں۔ مگر حالات کی نامساعدت کی وجہ سے کتاب پریس نہ بھیجی جاسکی۔

انجمن اہل حدیث مثلاًٹ ٹاؤن کو جب اس صورت حال سے آگاہی ہوئی تو انہوں نے موقوف سڑک اکٹھا کر کے جلد اول کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اس اشاعت سے حلیہ منفعت ہرگز مقصود نہیں۔ بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خواہش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کم از کم قیمت مقرر کرنے کی سعی تبلیغ کی گئی ہے (جو لاگت سے بھی کم ہے)

اس طریق سے انجمن موصوف نے اس جزیہ کی روح کو تازہ رکھنے کی کوشش کی ہے جس کے تحت مولانا محمد اسمعیل اسلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی نظامت اور امارت کو چلایا۔

حضرت العلام رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی محاسن و اوصاف کا ایک خوبصورت اقتراج تھی۔ آپ سلف صالحین کا ایک بہترین نمونہ تھے۔ اور سنت کی پیروی آپ کی زندگی کا مقصد و حید تھا۔ آپ کا ذہن رسا تھا۔ معاملہ فہم اور دُرُودِ اندیش تھے۔ آپ بڑے مدبر اور سچھے ہوئے ذوق کے مالک تھے۔ دل نوازی بے غرضی۔ فیاضی اور اخلاص کی نعمتوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمایا تھا۔

آپ نے دین حق پھیلانے اور توحید خالص کو لوگوں کے اذہان میں بٹھانے کا فریضہ اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ بس یہی ایک دُصن تھی جو آپ پر سوار تھی۔ اس راہ کی تمام نکالیف کو آپ نے ہمت اور عزیمت کے ساتھ برداشت کیا۔

آپ نہ صرف پُر جوش خطیب تھے بلکہ قلم کے میدان کے شہسوار بھی تھے۔ آپ سلجھے ہوئے مصنف تھے۔ آپ سادہ عنوانات کے تحت علم کے دریا بہا دیتے تھے۔ اگلان کے مطبوعہ مضامین کو اکٹھا کر دیا جائے تو ایک خزینہ لازوال ہوگا۔

آپ کی تاریخ پیدائش اندازاً ۱۸۹۵ء ہے۔ آپ تحصیل وزیر آباد کے ایک گاؤں ڈھونیکے میں پیدا ہوئے

ہمارے دادا نے محترم جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب ایک صاحب فن کاتب، ایک صاحب فضیلت عالم اور طبیب حاذق تھے۔ آپ نے تحصیل علم حافظ عبدالمتان صاحب وزیر آبادی سے کی۔ اسی تعلیم و تربیت کے اثرات تھے جو والد گرامی کی طرف منتقل ہوئے۔

جناب والد گرامی قدر مولانا محمد اسمعیل صاحب اسی سلفی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد (رحمۃ اللہ علیہ) ہمارے دادا حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سے حاصل کی۔ اسی گھریلو ماحول میں ایک باعمل حضرت مولانا عمر الدین صاحب وزیر آبادی سے استفادہ کا بھی موقع آیا۔ آپ نے چھوٹی عمر میں ہی صرف و نحو کی ابتدائی کتب پر عبور حاصل کیا۔ ان ابتدائی کتب کے ساتھ گلستاں، بوستاں اور دیگر فارسی کتب بھی پڑھیں۔ اس ابتدائی اور بنیادی تعلیم کے بعد آپ نے حضرت مولانا حافظ عبدالمتان صاحب وزیر آبادی کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کیا۔ جناب حافظ صاحب نے بڑی محبت اور شفقت سے آپ کو زیورِ علم سے آراستہ کیا۔

بارہ تیرہ سال کی عمر میں ہی آپ نے وزیر آباد سے وئی کا رخ کیا۔ وئی ان دنوں علوم و فنون کا مرکز تھا۔ یہاں پر شاہ ولی اللہ اور ان کی تحریک علمی کے گہرے نقوش تھے۔ آپ نے پچھانک جلسہ خاں کے ملحقہ مدرسہ ندویہ مولانا عبدالحمید عمر پوری اور دوسرے علماء سے علمی جواہر اکٹھے کئے۔

ان دنوں امرتسر میں علمی چرچا تھا اور اکابرین خاندان غزنویہ علوم و فنون کا منبع بن چکے تھے۔ آپ نے امرتسر میں بھی تحصیل علم کی۔ آپ نے مولانا عبدالغفور صاحب اور مولانا عبدالرحیم صاحب سے استفادہ کیا۔ امرتسر میں آپ نے مفتی محمد حسن صاحب (جو قیام پاکستان کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی ہوئے) سے فنون کی کتابیں پڑھیں۔ آپ مفتی صاحب موصوف سے بہت متاثر تھے۔ علوم و فنون میں ان کے ذوقِ صحیح کی بہت تعریف کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ مجھ کو فنون میں جتنا درک ہے یہ مفتی صاحب کے طریق تدریس کا فیض ہے۔

ان دنوں ہی مولانا شاد اللہ صاحب امرتسر کا بھی طوطی بولتا تھا۔ انہوں نے اشاعتِ توحید و سنت کی ایک ہم گیر مہم شروع کر رکھی تھی۔ والد گرامی اس سے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان اکابر کی ملاناتوں اور علوم کا اثر تھا کہ آپ نے دینی علوم کے ساتھ ساتھ آزادی وطن کی تحریکوں میں بھی بھرپور حصہ لینا شروع کیا۔ سیاسی راہنماؤں میں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کو اپنا مقتدی مانتے تھے۔ اور ان کی سیاسی بصیرت کی تعریف کیا کرتے تھے۔

امرتسر کے بعد آپ سیالکوٹ میں تشریف لائے اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی

سے بھی کچھ علمی فیض حاصل کیا۔ والد گرامی کا سلسلہ علم سند کے لحاظ سے چوبیس واسطوں سے جناب خیر العشر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

آپ ۱۹۲۱ء میں بہ معیت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی گوجرانوالہ تشریف لائے۔ اس وقت گوجرانوالہ کی جماعت اہلحدیث چند نفوس پر مشتمل تھی۔ حضرت میر سیالکوٹی نے جماعت کے اراکین سے کہا کہ میں تمہارے سپرد ایک قدر شہوار کرنے آیا ہوں۔ اس کو حفاظت سے رکھنا۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے گوجرانوالہ کو وطن بنایا اور اس شہر میں منبر و محراب کی زینت بنے رہے۔ اس نصف صدی میں کئی انقلاب آئے مگر آپ نے جاؤہ مستقیم پر رواں دواں چلتے رہے۔ آپ کے پائے عزیمت میں کبھی کوئی لغزش نہیں آئی۔ مرتبہ کی چاہت اور دولت کی طلب آپ کو اپنے مقام سے ہلانے سکی۔ اگر کبھی مشاہرہ کی زیادتی کا ذکر آتا تو فرماتے تھے میں اپنے آپ کو منڈی کا مال نہیں بنانا چاہتا۔

گوجرانوالہ کی جامع اہلحدیث میں آپ نے مدرسہ محمدیہ کی تاسیس کی اور یہ مدرسہ نصف صدی تک اہالیان گوجرانوالہ اور مصافات کو علم سے بہرہ ور کرتا رہا۔ اس مدرسہ میں آپ نے خود بھی طلباء کو تعلیم دی اور اس کے ساتھ ہی وقت کے بہترین اساتذہ بھی انتخاب کر کے متعین فرماتے رہے۔ اس مدرسہ سے ہزاروں شاگرد زبور علم سے مزین و آراستہ ہو کر نکلے اور اطراف پاکستان میں توحید و سنت کی اشاعت میں مصروف ہوئے۔ ان میں چند ایک جو کئی حیثیت میں بہت زیادہ معروف و مشہور ہوئے حسب ذیل ہیں۔

مولانا محمد حنیف ندوی صاحب (انہوں نے فلسفہ اسلام کو اپنا موضوع بنایا اور اس پر بہت کچھ اور بہت اچھا لکھا) مولانا حکیم عبداللہ صاحب نصر۔ مولانا حافظ محمد اسمعیل صاحب ذبیح (جو بہترین مقرر و مدرس ثابت ہوئے) مولانا معین الدین لکھوی۔ جن کی سیاسی سوچ بوجھ اور تقریر مشہور ہے۔ مولانا محمد سلیمان صاحب کیدانی جو تصنیف و تالیف اور تراجم کتب عربی و فارسی میں مشغول ہوئے۔ مولانا خالد صاحب گھر جا کھی جنہوں نے ادارہ "احیاء السنۃ" کی تاسیس اور کئی ایک کتابیں تصنیف کیں۔ اور کئی ایک تراجم کر کے شائع کیں۔ یہ چند ایک بطور مثال ہیں ورنہ والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے قابل قدر تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔

افسوس کہ جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ نے موسس کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اس مدرسہ کو عملاً ختم کر دیا۔ اور گوجرانوالہ مرحوم کے اس فیض جاری کی برکات سے محروم ہو گیا۔ اتنا لہو وانا الیہ راجعون۔

آپ اتنی مصروف زندگی گزارتے تھے کہ حیرت ہوتی ہے کہ آپ ان قرآن سے کیسے عمدہ براہوتے تھے۔ آپ اس مسجد کے خطیب تھے۔ پانچوں وقتوں کی نمازوں کے امام تھے۔ آپ نے مدۃ العمر صبح کا درس دیا۔ گوجرانوالہ میں موجود ہوتے اس کا ناغہ نشا زونا درہی ہوا۔ تبلیغی اور تنظیمی سفر پر تشریف لے جاتے تو کوشش یہی فرماتے کہ امکانی حد تک سفر جلدی ختم کریں تاکہ درس قرآن حکیم کے تسلسل میں فرق نہ پڑے۔ اس درس کے بعد شہر کے تجار اور کاروباری لوگوں کی ایک جماعت آپ سے با ترجمہ قرآن مجید پڑھنی معنی اور بعد ازاں مدرسہ محمدیہ کے اسباق شروع ہو جاتے تھے۔ اس اثنا میں مصروفیت میں ہی مضمون نویسی، مقالہ نگاری، خطوط کے جواب اور فتاویٰ تحریر فرماتے تھے۔ شہر کی سیاسی اور معاشرتی تحریکوں میں حصہ بھی لیا جاتا تھا۔ ملک کی تحریکوں میں پورے انہماک کے ساتھ حصہ لیتے تھے اور حوادث میں باحسن وجہ خدمات انجام دیتے تھے۔

تقسیم ملک اور قیام پاکستان کے بعد آپ نے گوجرانوالہ میں مہاجر خاندانوں کو بسانے میں بھرپور حصہ لیا۔ ملک میں پیش آمدہ قدرتی مصائب و آلام کی آمد پر آپ نے جماعتی تنظیم کے تحت امدادی فنڈ جمع کئے اور پھر ان کو حقدار لوگوں تک پہنچایا۔

گوجرانوالہ میں آپ نے تعمیر مسجد میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ نے جس وقت اس دنیا کو خیر باد کہا اس وقت آپ نے اس شہر میں اہلحدیث کی پچپینویں مسجد کی تاسیس فرمائی۔ آپ نے مدارس عربیہ کے قیام کی طرف بھی برابر توجہ مبذول رکھی۔ آپ ملک کے دور دراز حصوں میں بھی مدارس عربیہ کا قیام عمل میں لاتے۔ آپ نے اس سلسلہ میں بلقستان کے مدارس کی مدت العمر بھرپور امداد کی اور ان کی نگرانی فرماتے رہے۔

پاکستان کے اسلامی آئین کی تشکیل کے لیے جب کمیٹی بنائی گئی تو اس میں آپ شامل تھے۔ آپ نے آئین کی تشکیل کے لیے ایک خاکہ پیش کیا۔

آپ نے اپنی اسی مصروف زندگی میں سے چند لمحات فرصت تلاش کر کے مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ فرمایا۔ جس کی اشاعت کی سعادت انجمن اہلحدیث سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کو حاصل ہو رہی ہے۔ اس عظیم کام کے لیے انجمن کے تمام اراکین قابل مبارکباد ہیں بالخصوص۔

جناب عبدالرؤف صاحب ناگی صدر انجمن اہلحدیث سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

جناب شیخ محمد اسحاق صاحب جنرل سیکرٹری انجمن اہلحدیث

جناب ماسٹر نثار محمد صاحب جاسٹ سیکرٹری

جناب ملک محمد اسماعیل صاحب رکن انجمن اہلحدیث سلاٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

جناب عبدالمجید صاحب چغتائی " " "

جناب چوہدری محمد حسین صاحب " " "

ان حضرات کے علاوہ تمام وہ حضرات قابل مبارک باد ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت

میں درمے، داسے، قدمے، قلمے، سسخے حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت کرے اور  
ہر کار خیر میں حصہ لینے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

مشکوٰۃ المصابیح کی ترتیب مؤلف نے چونکہ بے حد سستیدیدہ، خاطر خواہ اور مفید رکھی تھی۔ اس لیے  
یہ خیال تھا اس میں کوئی لفظ غلطی نہ رہ جائے۔ چنانچہ اس کی تصحیح میں پوری کوشش کی گئی ہے اگر پھر بھی  
کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ریشتری فروگزاشت ہوگی۔

اس کتاب کی تصحیح کے بعد دیگر نئے نئے حضرات نے فرمائی۔ مولانا خالد صاحب گھر جا کھی۔ مولانا محمد سلیمان  
صاحب کیلانی محشی کتاب ہذا۔ جناب پروفیسر غلام احمد صاحب حریری فیصل آبادی۔ ان حضرات کا  
شکر یہ نہ ادا کرنا ایک بہت بڑی فروگزاشت ہوگی۔ انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کتابت شدہ  
کاپیوں کی تصحیح فرمائی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

اللہ اعفرو لکم لعلکم ولمن سعت فیہ۔۔ امین

پروفیسر محمد بن مولانا محمد اسماعیل السلفی رحمۃ اللہ علیہ

سی/۶۲ سلاٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَجِیْئُهٗ وَنَسْتَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا

ہر تعریف اللہ کی ہے ہم اس کی حمد کرتے ہیں۔ اس سے مدد چاہتے ہیں اس سے استغفار کرتے ہیں اپنے نفس کی  
 اس افتتاح کلام کا طریقہ۔ مؤلف علام نے اپنی کتاب کو حمد الہی کے ساتھ شروع کیا ہے۔ کیونکہ احادیث میں ایسا ہی حکم ہے اور تعیل  
 ارشاد کے طور پر کہنا کہ محمدؐ ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں یہ الفاظ زبان سے تو نکل گئے لیکن فوراً اللہ کی ذات پاک کا تصور اور اپنی کم مانگی  
 کا خیال دل میں آ گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی تعریف اور ایک انسان بے بنیان کی زبان سے چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ وہ جس کی نسبت  
 خود سرور کائنات نے فرمایا اے اللہ میں تیری وہ تعریف بیان ہی نہیں کر سکتا جس تعریف کا تو مستحق ہے اور جس طرح تو نے اپنی تعریف  
 فرمائی ہے سہ سے بروں، زوہم وقال وقیل من:۔۔ خاک برفرق من و تمثیل من۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک  
 کے متعلق فرماتے ہیں سہ دیوں و رط کشتی فروشد مہزار:۔۔ کہ پیدا نہ شد تختہ برکنار:۔۔ بہر حال مؤلف نے جب اپنی بساط دیکھی اور خداوند مالک الملک  
 کا تصور سامنے آیا تو کہا کہ ہم تعریف کرنے والے کون ہیں۔

اس عبادت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی استعانت:۔۔ ہم تیری ہی مدد سے کچھ تیری تعریف کر سکیں گے سو ہماری مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ  
 نے قرآن پاک میں سورہ فاتحہ کے اندر بندوں کی زبان سے فرمایا کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ ہم تیری ہی عبادت کریں گے اور تجھ ہی سے  
 مدد مانگیں گے۔ جیسے صرف اللہ کی عبادت کرنی چاہئے اسی طرح صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگی چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب  
 مدد مانگو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو اور جب سوال کرو تو صرف اللہ تعالیٰ سے کرو۔

اس عبادت میں کوتاہیوں کی معافی:۔۔ حمد بیان کرنے میں بھی تو بندہ پُر تقصیر سے کئی کوتاہیاں ہو جاتی ہیں جیسے ریا آگیا اور خلوص  
 اٹھ گیا یا پوری تعریف بیان نہ کر سکا تو اس لیے اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہونا چاہئے۔

اس شہادت نفس:۔۔ اخلاص اور صدق میں کوتاہی صرف نفس کی شرارت اور اتباع ہوائے نفس سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے  
 شیطان اور نفس کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لینا چاہیے کہ وہ ایک نہایت ہی مضبوط اور محفوظ ترین قلعہ ہے۔ حدیث شریف میں  
 ہے کہ اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحمت فرمائے کہ وہ ایک مضبوط قلعے میں پناہ لیے ہوئے تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ قرآن مجید میں ہے  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ شیطان اور اس کا قبیلہ تم کو اس طرح دیکھتے ہیں کہ تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ تو بندہ کو چاہیے کہ وہ اللہ کی پناہ لے کہ  
 اللہ تعالیٰ تو شیطان کو دیکھتے ہیں اور شیطان اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھتا۔

وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِكُمْ مَنِ يَقْتَدِيَهُ اللَّهُ فَلَا مُمِيزَ لَكُمْ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاشْهَدُوا أَنْ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهَادَةً تَكُونُ لِلنَّجَاةِ وَسَبِيلَهُ وَلِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ كِفِيلَةً وَاشْهَدُوا أَنْ مُحَمَّدًا  
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَلَدَى بَعْتُهُ وَطَرَقَ الْإِيمَانَ قَدْ عَفَتْ أَثَارُهَا وَخَبَتْ أَنْوَارُهَا وَوَهْنَتْ  
أَرْكَانُهَا وَجَهَلْ مَكَانُهَا فَشَيْدًا صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَسَلَامُهُ مِنْ مَعَالِمِهَا مَا عَفَا وَشَفَعِي مِنَ الْجَلِيلِ  
فِي تَأْيِيدِ كَلِمَةِ التَّوْحِيدِ مَنْ كَانَ عَلَى شَفَاةٍ أَوْضَحَ سَبِيلَ الْهُدَى آيَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْتَكْرِهَا وَأَظْهَرَ  
كُنُوزَ السَّعَادَةِ لِمَنْ قَصَدَهَا أَنْ يَبْتَلِيَهَا.

شرارتوں اور اعمال میں غلط کاریوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں جسکی وہ ماہنامائی فرمائے کوئی اسے بھول میں نہیں ڈال سکتا جسے وہ بھول  
میں چھوڑ دے اس کا کوئی ماہنامائی نہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یہ ایسی شہادت ہے جو نجات کا ذریعہ ہے  
اور درجات کی بلندی کی ضامن اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول جنہیں اس وقت  
مبعوث فرمایا گیا جبکہ ایمان کے نشان راہ مٹ چکے تھے اور ان کی روشنی بچھ چکی تھی اور ان کے ارکان کمزور ہو چکے تھے اور اس  
کی جگہیں فراموش ہو چکی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مٹے ہوئے آثار کو پختہ فرمایا اور کلمہ توحید کی تائید فرما کر  
ان بیماریوں کو صحت بخشی جو تباہی کی آخری مرحلوں تک پہنچ چکے تھے اور جو لوگ ہدایت کی راہوں پر چلنا چاہتے تھے ان کو ہدایت  
کا واضح راستہ بتا دیا اور ہدایت کے نرنالوں کو ان لوگوں پر ظاہر فرمایا جو ان کے مالک ہونا چاہتے تھے۔

۱۰ شہادتین کی اہمیت :- خطبہ کے بعد شہادتین کا ذکر کیا۔ کیونکہ امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خطبہ جس میں شہادت کا ذکر نہ کیا جائے وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح  
ہے۔

۱۱ صراط مستقیم کا میسر آنا بھی اللہ کا فضل و احسان ہے۔ یعنی تلاشِ بسیار کے باوجود راہِ حق نہیں ملتا تھا۔ حدیث اور  
تاریخ کی کتابوں میں حضرت سلمان فارسی، ورتد بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل، عبد اللہ بن جحش بن رباب کے واقعات درج ہیں کہ راہِ حق تلاش  
کرنے میں ان لوگوں نے کئی وقتیں اٹھائیں لیکن پھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے تک ان کو راہِ حق نہ مل سکا۔  
۱۲ رسالتِ مآب کی بعثت کے وقت ہر طرف اندھیرا تھا۔ مطلب یہ کہ چاروں کوٹِ شرک، فسق، فحور، بدعات اور توہم پرستی  
کے اندھیرے چھا چکے تھے۔

۱۳ یعنی دین کے احکام ایک ایک کر کے چھوڑے جا چکے تھے۔

۱۴ توحید سکھانے کے لوگوں کو تہم کی آگ سے نجات دہانی کے ذریعہ اللہ سے پختہ کی ہی ایک صورت ہے کہ شرک چھوڑ کر آدمی توحید کا قائل ہو جائے۔



أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ التَّمَسُّكَ بِهَدْيِهِ لَا يَسْتَتِبُ إِلَّا بِالْإِقْتِفَاءِ بِمَا صَدَّارُ مَنِ مِثْ كَوْتِهِ وَالْإِعْتِصَامَ بِحَبْلِ اللَّهِ لَا يَتَمُّ إِلَّا بِبَيِّنَاتٍ كَشَفِهِ وَكَانَ كِتَابُ الْمَصَابِيحِ الَّذِي صَنَفَهُ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ الْيَسْرِ قَامِعُ الْبِدْعَةِ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحُسَيْنِ بْنِ مَسْعُودٍ الْفَرَّاءِ الْبَغَوِيِّ رَفَعَ اللَّهُ دَرَجَتَهُ أَجْمَعًا كِتَابٌ صُنِفَ فِي

أَمَّا بَعْدُ :- آنحضرت کی سنت کے ساتھ والہنگی ممکن ہی نہیں جب تک کہ آپ کے انوار کی روشنی کا اتباع نہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآن مجید) سے پورا پورا تمسک اور استفادہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ آپ سے کھول کر بیان نہ فرمائیں اور کتاب المصابیح جیسے سنت کے زندہ کرنے والے اور بدعت کو مٹانے والے امام ابو محمد حسین بن مسعود فرآء بغوی نے تصنیف فرمایا اللہ انکے درجات کو بلند فرمائے اپنے فن کی جامع کتاب تھی یہ کتاب نادر اور مختلف احادیث کیلئے بہترین ضابطہ تھی۔

لہ دین کی اصل صرف کتاب و سنت ہے۔ دین کی اصل یہی دو چیزیں ہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی عدم موجودگی میں اجماع صحابہ اور اس کے نہ ہونے کی صورت میں قیاس۔ اگر قیاس میں اختلاف ہو جائے تو اس کا مرجع پھر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہیں فان تنازعتم فی شئی فردوا الی اللہ والرسول۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں خطبہ فرمایا تو اس میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان کو مضبوط تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔

سہ قرآن مجید صرف اصول کی راہنمائی کرتا ہے۔ قرآن مجید اصلی کتاب ہے۔ کلیات احکام اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمادیئے ہیں لیکن جزئیات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو کر دیا ہے لہذا کان فی رسول اللہ مسوۃ حسنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فرمایا جس طرح تم حج کو نماز پڑھتے دیکھتے ہو اسی طرح تم بھی نماز پڑھا کرو۔ عرفات میں ٹھہرنا حج کا رکن ہے اللہ تعالیٰ نے وہاں جانے کا تذکرہ تو فرمایا ہے لیکن وہاں جا کر کیا کرنا ہے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو کر دیا ہے۔ زکوٰۃ فرض کر دی ہے لیکن نصاب زکوٰۃ اور مقدار زکوٰۃ اور اموال زکوٰۃ کی تعیین یہ سب چیزیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی ہے لیکن تعداد رکعات اور کیفیت نماز یہ سب سنت رسول اللہ میں بیان کی گئی ہیں۔

سہ امام بغوی کے حالات :- امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی اور "اصابح" کے بعد فرمایا کہ اس کتاب کی حدیثیں مصابیح ہیں دینی چراغ ہیں، تو لوگوں نے اس کتاب کا نام مصابیح رکھ دیا اور نہ خود بغوی نے اپنی کتاب کا نام مصابیح نہیں رکھا تھا۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے حافظ مجتہد تھے۔ ان کی تصانیف میں سے تفسیر معالم التنزیل، مصابیح، اور شرح السنۃ بہت زیادہ مشہور ہوئیں۔ مشہور محدثین اور فقہاء سے استفادہ کیا اور اہل مرو نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ علمائے ربانین میں سے تھے۔ بڑے عبادت گزار اور فاتح آدمی تھے۔ آپ کا باپ فرود (پوستین) بنایا کرتا تھا اس لیے آپ کا نام فرآء مشہور ہو گیا یہ فرآء بغوی نہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابِهِ وَأَضْبَطَ لِسْوَارِدِ الْأَحَادِيثِ وَأَوْبَدَهَا وَلَمَّا سَأَلَكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ طَرِيقَ الْإِحْتِصَارِ وَخَذَفَ  
الْأَسَانِيدَ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ النَّقَّادِينَ أَنَّ كَانَ نَقْلَهُ وَإِنَّهُ مِنَ الثَّقَاتِ كَلَّا سَنَادًا لَكِنْ كَيْسَ مَا  
فِيهِ أَعْلَامٌ كَالْأَعْقَالِ فَاسْتَحْرَتُ اللَّهُ وَاسْتَوْفَقَتْ مِنْهُ فَأَعْلَمْتُ مَا أَعْفَلَهُ فَأَوْدَعْتُ كُلَّ  
حَدِيثٍ مِنْهُ فِي مَقَرِّهِ كَمَا رَوَاهُ الْأُمَّةُ لِلتَّفَتُّونِ وَالثَّقَاتِ الدَّرَاسِيحُونَ وَشَلَّ أَبِي عَبْدَ اللَّهِ

لیکن مصنف رحمۃ اللہ نے اختصار کی راہ کو پسند فرماتے ہوئے اس میں سے اسانید کو حذف فرمایا اس لیے حدیث کے  
بعض پرکھنے والوں نے اسے میسوب سمجھا۔ گویا ایسے ثقہ امام کا نقل کرنا اسناد سے کم نہیں اس کے باوجود ایک جانی پہچانی تیز کا  
مقام نامعلوم چیز کے برابر نہیں ہو سکتا۔

میں نے استخارہ کیا اور اللہ سے توفیق چاہی میں نے غیر معلوم احادیث پر نشان کر دیئے (تخریج کر کے حوالے دیئے)  
اور ہر حدیث کو مناسب مقام پر رکھ دیا جس طرح دانشمند ثقہ اور پختہ کار اہل علم نے اسے روایت فرمایا مثلاً ابو عبد اللہ امام محمد بن

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) وہ فرما اور ہے) ہر آت اور رد کے درمیان ایک بستی ہے جس کا نام بَغ ہے اور اس کو بِنْفُور بھی کہتے ہیں ۲۴ میں آپ کی ولادت  
ہوئی اور اسی نسبت سے آپ کو بخوی کہا جاتا ہے آپ کا انتقال ۱۸۰ھ میں ہوا۔ آپ کی کتاب مصابیح میں تیسری فصل نہیں تھی تیسری فصل کا  
اضافہ صاحب مشکوٰۃ نے کیا اور مصابیح میں فصل اول اور فصل دوم کے عنوان بھی نہ تھے بلکہ ”صحیح حدیثیں“ اور ”حسن حدیثیں“ عنوان رکھے گئے تھے  
صحیح سے مراد وہ حدیثیں تھیں جو صحیحین میں آئی ہیں اور حسن سے مراد وہ حدیثیں تھیں جو باقی صحاح رشتہ میں روایت کی گئی ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ۱۸۰) اسے امام تبریزی کے حالات یہ ہیں نے کا قائل محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی ہے۔ آپ ۳۲۰ھ میں مشکوٰۃ کی تکمیل  
سے فارغ ہوئے۔ مصابیح میں چار ہزار سو نوٹیں حدیثیں تھیں۔ خطیب نے ان میں تقریباً ڈیڑھ ہزار حدیث کا اضافہ کیا۔ اب مشکوٰۃ میں پانچ ہزار  
نوسو پینتالیس حدیثیں ہیں۔ مصابیح میں تیسری فصل نہیں تھی۔ اضافہ خطیب نے کیا اور تیسری فصل میں وہ حدیثیں بیان کیں جو صحاح رشتہ کے  
علاوہ اور کتابوں میں درج ہیں اس کے علاوہ صاحب مصابیح نے کسی حدیث کے متعلق نہ تو یہ وضاحت کی کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں ہے  
اور نہ ہی روایت کرنے والے صحابی کا نام لیا۔ صاحب مشکوٰۃ نے تتبع کر کے ہر حدیث کے راوی صحابی کا نام تلاش کر کے لکھ دیا اور کتاب کا  
حوالہ بھی دیدیا کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں درج ہے۔

اسے امام بخاری کے حالات یہ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن میسر ہے اور کنیت ابو عبد اللہ۔  
آپ ۱۳ شوال جمعہ کی رات ۱۹۸ھ کو پیدا ہوئے۔ دس برس کی عمر میں حفظ حدیث کا کام شروع کر دیا تھا اور سولہ برس کی عمر میں عبد اللہ  
بن مبارک اور ربیع کی تصنیفات یاد کر لیں، طلب حدیث میں مختلف ممالک اور اعمار کا سفر کیا۔ چھ لاکھ حدیثیں یاد کیں اور اس ذخیرہ  
میں سے اپنی کتاب صحیح بخاری کو مرتب کیا صحیح بخاری میں بیان کردہ حدیثوں کی صحت کے لیے جو شرائط آپ نے (باقی بر صفحہ آئندہ)

مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيَّ وَأَبِي الْعَصِينِ مُسْلِمَ بْنَ الْحَجَّاجِ الْقَشِيرِيَّ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ

اسمعیل بخاری، ابوالحسین امام مسلم بن حجاج قشیری اور ابو عبد اللہ امام مالک بن انس الامصبی اور ابو عبد اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) رکھی ہیں وہ کسی دوسرے سے نہیں رکھیں اسی لیے قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری کو تسلیم کر لیا گیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں منبر اور محراب کے درمیان بیٹھ کر سولہ برس کی مدت میں اپنی کتاب کو مکمل کیا۔ بخاری شریف میں مکرر حدیثوں کو شمار کر کے سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں ہیں اور اگر مکرر حدیثوں کو حذف کر دیا جائے تو تعداد چار ہزار ہے۔ امام بخاری کی یہ کتاب ان کی اپنی زندگی میں اتنی مقبول ہوئی کہ نوے ہزار آدمیوں نے اس کتاب کو خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے امام بخاری کی وقت نظر، صلاحیت اجتہاد، حسن ترتیب اور لطیف نکات کی بنا پر دنیا نے ان کو امام الحدیث کا خطاب دیا ہے امام الائمہ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ آپ کی وفات ۲۵۶ھ کو عید الفطر کے روز ہوئی۔ (حاشیہ صفحہ ۱۱۰)

۱۱ امام مسلم کے حالات۔ امام مسلم کی کنیت ابوالحسین ہے اور نام نامی مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری ہے۔ قشیر ان کے قبیلہ کا نام ہے۔ نیشاپور کے رہنے والے ہیں آپ کی ولادت ۲۶۱ھ یا ۲۶۲ھ میں ہوئی۔ آپ نے طلب حدیث میں عراق، حجاز شام اور مصر کے سفر کیے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد انہی کا درجہ ہے اور اسی طرح بخاری شریف کے بعد ان کی صحیح کا مقام ہے جس میں بارہ ہزار حدیث ہے جس کو آپ نے ایک لاکھ حدیث میں سے انتخاب کیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ نہایت معتد اور پرہیزگار تھے۔ ۳۰۶ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ سے بلا واسطہ بھی ایک خلقت نے صحیح مسلم کو پڑھا تھا۔

۱۲ امام مالک کے حالات۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی مالک بن انس بن ابی عامر اصمعی ہے اور کنیت ابو عبد اللہ۔ اصمعی اضع کی طرف نسبت ہے جو آپ کے اجداد میں سے تھے۔ ۱۶۹ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ امام دارالہجرت، مفتی الحرمین، امیر المؤمنین فی الحدیث، عالم اہل المدینہ آپ کے لقب ہیں۔ نو سو سا تہ سے آپ نے علم حاصل کیا۔ آپ کے فضائل میں بہت سے لوگوں نے کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپ کی کتاب کا نام مؤطأ اس لیے مشہور ہو گیا کہ آپ نے تابعین کے بعد اس کو مترقاً پر پیش کیا۔ سب نے آپ کی موافقت کی۔ مؤطأ میں ایک ہزار ستائیس احادیث اور آثار ہیں۔ اس کی صحت کا یہ عالم ہے کہ مؤطأ کی تمام مرفوع حدیثیں ایک ایک کر کے بخاری شریف میں آگئی ہیں۔ آپ سے ایک خلق کثیر نے مؤطأ کی سماعت کی ہے۔ آپ چار اماموں میں سے ایک ہیں۔ صاحب مسلک و مذہب ہیں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جب حج کے لیے آئے تو آپ کے حلقہ درس میں بیٹھے رہے۔ عباسی حکومت کا ارادہ تھا کہ مؤطأ میں درج شدہ فقہی مسائل کو خلافت اسلامیہ کا مذہب قرار دیکے۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ لوگوں سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کو چھین لوں۔ آپ نے ستاسی سال کی عمر میں ۳۰۶ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہما رضاه۔ اللهم اغفر لکاتبہ۔

مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ الْأَصْبَحِيِّ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيِّ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ الشَّيْبَانِيَّ وَأَبِي عِيْسَى مُحَمَّدَ بْنَ عِيْسَى التِّرْمِذِيَّ وَأَبِي دَاوُدَ سُلَيْمَانَ بْنَ الْأَشْعَثِ

امام محمد بن ادیس شافعیؒ اور ابو عبد اللہ امام احمد بن حنبلہؒ شیبانیؒ اور ابو عیسیٰؒ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ اور ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانیؒ

۱۔ امام شافعی کے حالات :- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی محمد بن ادیس بن شافعی ہے اور کنیت ابو عبد اللہ۔ ان کے جماعتی کا نام شافعی تھا اسی نسبت سے شافعی کہلاتے ہیں سنیوں میں آپ کی ولادت ہوئی۔ بلا کا حافظ پایا تقاسات برس کی عمر میں قرآن مجید یاد کر لیا اور دس برس کی عمر میں موطا امام مالک یاد ہو گیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے کثیر النصایف ہیں۔ اصول دین میں چودہ کتابیں لکھی اور فروع میں آپ کی کتابیں سو سے بھی زائد ہیں سنیوں میں آپ کی وفات ہوئی تاریخ دمشق اور تاریخ اسلام للذہبی میں آپ کے فضائل اور مناقب بہت تفصیل سے لکھے ہیں۔ حافظ ابن جریر نے ان کے مناقب میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام توالی التالیس فی مناقب محمد بن ادیس رکھا۔ یہ کتاب مصر میں چھپ چکی ہے۔

۲۔ امام احمد بن حنبلہ کے حالات :- آپ کا اسم گرامی احمد بن محمد بن حنبلہ الشیبانی ہے اور کنیت ابو عبد اللہ الشیبانی قبیلہ کی طرف نسبت ہے آپ سنیوں میں پیدا ہوئے۔ بغداد کے رہنے والے تھے وہیں انتقال بھی فرمایا۔ چار اماموں میں سے ایک یہ بھی ہیں بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے۔ آپ کی جلالت شان کے لیے اتنا کافی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام مسلم، ابوزرعہ، ابوداؤد سجستانی وغیرہ آپ کے شاگرد ہیں اور خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے آپ کی مسند ایک بہت بڑی کتاب ہے جس میں تیس ہزار سے زائد احادیث ہیں اور علماء میں مشہور اور متداول ہے اور ماسوائے چند احادیث کے باقی صحیح ہیں یا کچھ دیگر اکی اصل فور ہے۔ آپ نے خلق قرآن کے فتنہ میں نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا ہے حد تکلیفیں اٹھائیں۔ نہایت تکلفی میں عمر بسر کی امتداد پر کے قانع تھے۔ آپ کی وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی جنازہ پر تقریباً آٹھ لاکھ آدمی تھے۔ سات ہزار مستورات بھی شامل جنازہ تھیں یہ کیفیت دیکھ کر اس دن بیس ہزار یہودی اور عیسائی مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم وارضاه۔

۳۔ امام ترمذی کے حالات :- ان کا نام محمد بن عیسیٰ ہے اور کنیت ابو عیسیٰ سنیوں میں شہرت ترمذی میں پیدا ہوئے جو کہ دریائے جیحون کے کنارے ایک پرانا شہر ہے۔ آپ نے بہت سے لوگوں سے استفادہ کیا خصوصاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ سے بھی ایک خلق کثیر نے روایت کی ہے۔ آپ کی کتاب سنن ترمذی اس لحاظ سے بہترین کتاب ہے کہ اس میں مذاہب اربعہ کو تفصیل بیان کیا گیا ہے اور ہر حدیث کے متعلق فیصلہ کیا گیا ہے کہ حدیث صحیح ہے یا حسن یا غریب اور اس میں جرح و تعدیل بھی ہے اور اسکے آخر میں کتاب النحل کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں بہترین فوائد کو جمع کیا گیا ہے۔ اصطلاحات حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ امام ترمذی کی اپنی ایک الگ اصطلاح ہے کہ وہ کسی حدیث کو حسن اور غریب کہہ جاتے ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب کو علمائے مجازہ عراق اور اربابان پر پیش کیا تو اس کو سنبھلنے پر تیار نہ ہوئے تھے اور انہوں نے آپ کی وفات ہوئی۔

۴۔ امام ابوداؤد کے حالات :- آپ کا نام سلیمان بن اشعث ہے اور کنیت ابوداؤد سیستان کے رہنے (باقی بر صفحہ آئندہ)

السَّجِسْتَانِيَّ وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَحْمَدَ بْنَ الشَّيْبِ النَّسَائِيَّ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدَ بْنَ يَزِيدَ  
بْنَ مَاجَةَ الْقُرْظِيَّ وَأَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيَّ وَأَبِي الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ عَمْرِو

اور ابو عبد الرحمن امام احمد بن شیبہ النسائی اور ابو عبد اللہ امام محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی اور  
ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی اور امام ابو الحسن علی بن عمرہ دارقطنی اور

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ) والے ہیں جو کہ خراسان کا علاقہ ہے آجکل اس علاقہ کو بلوچستان کہا جاتا ہے۔ آپ کی پیدائش ۲۲۶ھ یا ۲۲۷ھ  
میں ہوئی۔ آپ نے حدیث کی طلب میں مصر، شام، عراق، حجاز اور خراسان کا دورہ کیا۔ البوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب کو  
پانچ لاکھ حدیثوں میں سے انتخاب کیا۔ سنن ابی داؤد میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں جو اکثر صحیح۔ یا حسن ہیں اور جو ضعیف یا منکر ہیں  
ان کو البوداؤد نے بیان کر دیا ہے۔ علامہ منندی نے البوداؤد کی بعض حدیثوں پر تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ جن حدیثوں پر البوداؤد  
نے اور میں نے بھی سکوت کیا ہے وہ بالکل صحیح ہیں۔ آپ کی وفات ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ (حاشیہ صفحہ ۱۱۱)

۱۱ھ امام نسائی کے حالات :- آپ کا اسم گمانی احمد بن شیبہ ہے اور کنیت ابو عبد الرحمن۔ خراسان کے علاقہ میں ایک شہر  
نسا میں پیدا ہوئے ۲۱۳ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کثیر التصنیف ہیں۔ سنن نسائی میں چاروں سنن کی نسبت سب سے کم ضعیف  
حدیثیں ہیں۔ آپ سے ایک انبوہ کثیر نے استفادہ کیا آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ ۲۳۲ھ میں مکہ مکرمہ میں رحلت فرمائی۔  
۱۱ھ امام ابن ماجہ کے حالات :- آپ کا نام محمد بن یزید بن ماجہ ہے اور کنیت ابو عبد اللہ۔ قزوین میں پیدا ہوئے جو خراسان کا ایک شہر  
ہے آپ کی پیدائش ۲۴۱ھ میں ہوئی اور وفات ۲۴۱ھ میں بروز پیر ۲۶/ رمضان المبارک کو ہوئی۔ بہت بڑے محدث تھے۔ امام مالک کے شاگردوں  
کے شاگرد ہیں۔ ابن ماجہ کی سنن میں چار ہزار حدیثیں ہیں جن میں سے اکثر صحیح ہیں اور ان سے کم حسن اور ان سے کم ضعیف اور چند ایک  
ایسی حدیثیں بھی ہیں جن کو بعض نے موضوع کہا ہے اور ایک حدیث قزوین کی فضیلت میں ایسی بھی ہے جس کو سب نے بالاتفاق مؤثق  
کہا ہے۔ ابن ماجہ کو اکثر لوگوں نے صحاح ستہ میں بھی کتاب شمار کیا ہے اور بعض نے اس کے بدل بھیجی کتاب مؤطا امام مالک کو کہا ہے اور  
چند ایک نے بھی کتاب دارمی کو کہا ہے۔

۱۲ھ امام دارمی کے حالات :- آپ کا نام عبد اللہ بن عبد الرحمن ہے اور کنیت ابو محمد شہر قزوین ۱۸۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۲۸ھ  
میں آپ کی وفات ہوئی۔ حدیث کے بہت بڑے امام اور حافظ تھے جو تنقیح کی ایک شاخ دارم بن مالک سے انہی کی نسبت سے آپ دارمی مشہور ہیں۔  
ان سے امام مسلم اور امام ترمذی نے بھی روایت کی ہے۔ جمیعہ فقہ کے تئیں آپ نے بہترین کتابیں تصنیف کی ہیں رضی اللہ عنہم وارضاه۔

۱۳ھ امام دارقطنی کے حالات :- آپ کا نام نامی علی بن عمر ہے اور کنیت ابو الحسن۔ بغداد کے ایک مشہور محلہ دارقطن میں  
۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے دارقطنی کہلاتے ہیں حدیث کے حافظ اور علوم حدیث کے بہت بڑے ماہر تھے اور  
محدثین کا کہنا ہے کہ علم جرح و تعدیل ان پر اگر ختم ہو گیا۔ آپ کے بعد آپ جیسا آدمی پیدا نہ ہو سکا امام بخاری (باقی بر صفحہ آئندہ)

الذَّارِقُطْنِيَّ ذَا أَبِي بَكْرٍ أَحْمَدَ بْنَ حُسَيْنِ الْبَيْهَقِيِّ وَأَبِي الْحَسَنِ رَزِينِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْعَبْدَ مَرَاتِي وَ  
غَيْرَهُمْ وَقَلِيلٌ مَا هُوَ وَإِنِّي إِذَا نَسَبْتُ الْحَدِيثَ إِلَيْهِمْ كَأَنِّي أَسْنَدْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

امام ابو بکر احمد بن حسین بیهقی اور امام ابو الحسن رزین بن معاویہ عبدی اور ان کے علاوہ جن سے  
میں نے روایت کی سب سے بہت ہی کم ہیں۔ جب میں ان اکابر ائمہ کی طرف حدیث کی نسبت کروں تو گویا میں نے آنحضرت  
تک سند پہنچا دی کیونکہ یہ حضرات خود بھی اس سے فارغ ہو گئے اور ہمیں مستثنیٰ کر دیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) آپ کے استاد ہیں اور امام حاکم صاحب مستدرک آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ صاحب سنن ہیں ۳۸۵ھ میں  
آپ کا انتقال ہوا۔ (حاشیہ صفحہ ۱۱۳)

۱۱۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا نام احمد بن حسین ہے اور کنیت ابو بکر نیشاپور کے قریب ایک بئینق نامی شہر میں ۳۸۴ھ  
میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے آپ کو بئینقی کہا جاتا ہے۔ علم حدیث کے پیشوا اور امام تھے۔ آپ کثیر التصانیف ہیں۔ آپ کی تصنیفات  
ستہ ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ آپ کی سنن کبریٰ بڑی مشہور کتاب ہے۔ نر اسانی لوگ آپ ہی سے استفادہ کرتے رہے امام حاکم کے  
شاگرد ہیں ۴۱۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

۱۱۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا نام احمد بن حسین ہے اور کنیت ابو الحسن۔ قریش کی ایک شاخ بنو عبد الدار کی طرف منسوب  
ہو کر عبیدری کہلاتے ہیں۔ آپ نے تجرید نامی ایک تالیف کی جس میں آپ نے پورے صحاح ستہ کی احادیث کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ اس کتاب  
کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ لیکن بعض مقامات پر کچھ تراجم ہے علامہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں بیان کیا ہے کہ میں نے  
بعض حدیثیں تجرید میں دیکھی ہیں لیکن صحاح ستہ میں انکا نشان تک نہیں ملتا اور ایسے ہی تیسرا الوصل کے مصنف کا خیال ہے۔ آپ کے  
سنہ پیدائش کا صحیح طور پر علم نہیں ہو سکا البتہ وفات ۵۲ھ کے بعد ہوئی۔

۱۱۳ھ یعنی جن محدثین کرام کا تذکرہ ہو چکا ہے انکے علاوہ اور محدثین جیسے امام نووی، ابن حبان، ابن عبد البر، ابن جوزی، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہم  
۱۱۳ھ صاحب مشکوٰۃ امام تبریزی پر اعتراض کا جواب :- ”اصطلاحات حدیث“ میں بیان ہو چکا ہے کہ صحت حدیث

کے مدارج مختلف ہیں سب سے زیادہ صحیح وہ حدیث ہے جسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا اور متفق علیہ ہو۔ پھر وہ جو صرف بخاری شریف  
میں مذکور ہو پھر وہ جو صرف مسلم شریف میں مذکور ہو پھر وہ جو شیخین کی شرط پر ہو پھر وہ جو امام بخاری کی شرطوں پر ہو پھر وہ جو مسلم کی شرطوں پر ہو۔  
یہاں تک تو یہ قول درست ہے کہ جب میں نے حدیث کی نسبت ان حضرات کی طرف کر دی تو گویا حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔  
ان دونوں کے علاوہ صحاح ستہ کی دوسری چار کتابیں اور ان کے علاوہ وہ کتابیں جن کا حوالہ مشکوٰۃ شریف میں دیا گیا ہے ان میں ہر قسم کی حدیثیں  
پائی جاتی ہیں صحیح بھی اور ضعیف بھی اس لیے دوسری کتابوں کا حوالہ دے دینے سے یہ بات درست نہیں ہو سکتی کہ یہ حدیث  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ تاوقتیکہ اس کی صحت معلوم نہ ہو جائے یا خود محدث اس کی صحت کی وضاحت ذاتی پر مضمناً

وَسَوَّلَ لَنَا فَمُرْقَدًا فَرَعُوْنَا مِنْهُ وَأَغْنَوْنَا عَنْهُ وَسَرَدْنَا الْكُتُبَ وَالْأَبْوَابَ كَمَا سَرَدَهَا وَأَنْفَعِيَتْ  
 أَشْرَهُ فِيهَا وَقَمِيَتْ كُلُّ بَابٍ غَالِبًا عَلَى فِصْلٍ ثَلَاثَةٌ أَوْ لَهَا مَا أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ أَوْ أَحَدًا هُمَا وَأَكْفَعِيَتْ  
 بِهِمَا وَإِنْ اشْتَرَكَ فِيهِ الْغَيْرُ لِعُلُوِّ دَرَجَتِهِمَا فِي الرِّوَايَةِ وَقَابِيَهُمَا مَا أَوْزَدَهُ غَيْرُهُمَا مِنَ الْأَيْمَةِ  
 الْمَذْكُورَيْنِ وَكَالِبَتُهُمَا مَا اشْتَمَلَ عَلَى مَخْفَى الْبَابِ مِنْ مُدَحِّقَاتٍ مُنَاسِبَةٍ مَعَهُ مُحَافِظَتِهِ عَلَى الشَّرِيْعَةِ  
 وَإِنْ كَانَ مَا تَوَرَّعَ عَنِ الْمَسْلُوفِ وَالْخَلِيفِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ إِنْ فَقَدَاتِ حَدِيثًا فِي بَابٍ فَذَا لِكَ عَنْ تَكْرِيرِ  
 اسْقِطَةٍ وَإِنْ وَجَدَاتِ أَخْرَجَتْهُ مَتْرُوكًا عَلَى اخْتِصَارِهِ أَوْ مَضْمُومًا إِلَيْهِ تَسَامُةً فَعَنْ دَاعِي  
 إِهْتِمَائِهِ لَمْ يَتْرُكْهُ وَالْحَقُّهُ وَإِنْ عَثُرَتْ عَلَى اخْتِلَافٍ فِي الْفُصُلَيْنِ مِنْ ذِكْرِ غَيْرِ الشَّيْخَيْنِ فِي الْأَوَّلِ

میں نے کتابیں اور باب اسی ترتیب سے رکھے جس طرح امام بخاری نے رکھے تھے۔ اس معاملہ میں میں ان کے قدم بقدم چلا ہوں ہر باب کو عموماً میں نے تین فصلوں میں تقسیم کیا۔ پہلی فصل میں بخاری مسلم کی متفقہ یا الگ الگ احادیث مرقوم ہیں۔ اس حدیث کی روایت میں گوا اور بھی شریک ہوں میں نے ان دونوں پر کفایت کی کیونکہ فن روایت میں ان کا مقام بہت اونچا ہے اور دوسری فصل میں ان دو کے علاوہ باقی ائمہ کی روایات کا ذکر کیا گیا ہے اور تیسری فصل میں ان کے ہم معنی طعقات کا ذکر کیا ہے گویہ ائمہ سلف (صحابہ تابعین) سے منقول ہوں لیکن سابقہ شرط صحابی کا نام اور تخریج یہاں بھی پیش نظر رہی ہے۔ پھر اگر تمہیں کوئی حدیث کسی باب میں نہ ملے تو سمجھ لیں کہ میں نے ٹکرا کی وجہ سے اسے ساقط کیا ہوگا۔ اور اگر کوئی حدیث اصل سے مختصر ہو یا اس میں کچھ اضافہ کیا گیا ہو تو یہ ترک کر دینا یا بڑھانا اسکی اہمیت کی وجہ سے ہوگا اور اگر دونوں فصلوں میں اختلاف ہو پہلی میں صحیحین کے علاوہ اور دوسری میں صحیحین کی حدیث مرقوم ہو تو یقین جانتے کہ جمع بین الصحیحین

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ذکر دے۔ صاحب مشکوٰۃ خطیب تبریزی کا یہ فقرہ اس چیز کا جواب ہے کہ لوگ صاحب صحیحین امام بخاری پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ اس نے حدیث کی سند کو حذف کر دیا ہے اور اب بھی یہ اعتراض تو بدستور باقی ہے کہ ما سوائے صحابی کے ذکر کے سند تو اب بھی بیان نہیں کی گئی تو اس کا جواب یہ دیا ہے کہ میں نے تمام حدیثوں کے حوالے دے دیئے ہیں کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں اور انہوں نے سندیں ذکر کر دی ہیں تو اب مجھے علم نہ دکر کرنے کی ضرورت نہیں رہی جو سند دیکھنا چاہے وہ اصل کتاب سے دیکھ لے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) لہ کتاب مشکوٰۃ کی ترتیب کے متعلق: کتاب سے مراد وہ عنوان ہوتا ہے جو کہ ایک ہی مضمون کے مختلف ابواب کو شامل ہوتا ہے مثلاً کتاب الصلوٰۃ میں یہ ابواب شامل ہیں۔ باب موافقت الصلوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ وغیرہ کو یا اسی طرح کتاب اللہ بیان تو یہ شامل ہے باب اثبات عذاب القبر باب علامات نفاق اور کہا ٹرا اور باب الوسوسہ وغیرہ کو۔

۱۱۴ متفق علیہ حدیث:۔ جس حدیث کو بخاری اور مسلم ایک ہی صحابی سے روایت کریں وہ حدیث متفق علیہ ہے وہ درجہ میں سب سے بڑھ کر ہے اور اگر صحابی مختلف ہوں تو اسے متفق علیہ نہیں کہتے اور بعض مقام پر بخاری اور مسلم کے ساتھ (باقی پر صفحہ آئندہ)

وَذَكَرَهُمَا فِي الثَّانِي فَأَعْلَمْنَا فِي بَعْدًا تَبَتُّعِي كِتَابِي الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّحِيحَيْنِ لِلْحَمِيدِي وَجَامِعِ الْأَصُولِ  
إِعْتِمَادَاتُ عَلَى صَحِيحِي الشَّيْخَيْنِ وَمَتْنَيْهِمَا وَإِنْ رَأَيْتَ اِخْتِلَافًا فِي نَفْسِ الْحَدِيثِ فَذَا لِكَ مِنْ  
تَشْتَبِ طُرُقِ الْأَحَادِيثِ وَلَعَلِّي مَا أَطْلَعْتُ عَلَى تِلْكَ الرَّوَايَةِ الَّتِي سَلَكَهَا الشَّيْخُ وَحَمَى اللَّهُ  
عَنْهُ وَقِيلَ لِمَا تَجِدُ أَقُولُ مَا وَجَدْتُ هَذَا الرَّوَايَةَ فِي كِتَابِ الْأَصُولِ أَوْ وَجَدْتُ خِلَافَهَا فِيهَا  
فَإِذَا وَقَعْتَ عَلَيْهِ فَأَنْسِبِ الْقُصُورَ إِلَى لِقَالَةِ الرَّوَايَةِ لِأَنَّ جُنَابَ الشَّيْخِ رَفَعَهُ اللَّهُ قَدْرَهُ فِي الدَّارِ الْآخِرَةِ  
حَاشَا لِلَّهِ مِنْ ذَلِكَ رَحِمَ اللَّهُ مَنْ إِذَا وَقَفَ عَلَى ذَلِكَ نَبَهْنَا عَلَيْهِ وَأَرْشَدْنَا طَرِيقَ الصَّوَابِ وَنَحْرَ  
الْجَهْدِ فِي التَّنْقِيهِ وَالتَّفْتِيْشِ بِقَدَارِ الوُسْعِ وَالطَّاقَةِ وَنَقَلْتُ ذَلِكَ الْاِخْتِلَافَ كَمَا وَجَدْتُ

حمیدی اور جامع الاصول کی پوری چھان بین کے بعد میں نے صحیحین کے متن پر اعتماد کیا ہے اور حدیث کے اصل الفاظ میں منتقل  
ہو تو یہ طرق حدیث میں اختلاف کی وجہ سے ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ شیخ نے جو الفاظ ذکر فرمائے ہیں مجھے اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو  
اور ایسا کتنا بہت کم ہوگا کہ مجھے یہ حدیث کتب حدیث میں نہیں ملی یا اس کے خلاف ملی ہے اگر کہیں آپ ایسا ذکر پائیں تو یہ  
میری کم علمی کی وجہ سے میرا تصور ہوگا اس کی نسبت شیخ رحمہ اللہ کی طرف نہ کی جائے اللہ ان کے مقام کو دونوں جہان میں بلند  
فرمائے اس نسبت سے اللہ کی پناہ۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جسے اگر علم ہو تو ہمیں اطلاع دیکر ہماری راہنمائی کرے۔ میں نے  
اپنی استطاعت کے متعلق بحث و تمحیص میں کمی نہیں کی اور روایات میں اختلاف جس طرح پایا لکھ دیا اور جہاں امام نے کسی حدیث

دبقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ اور کتابوں کا نام بھی ذکر کر دیا جاتا ہے تو وہ محض ان کی تائید کے لیے ہوتا ہے۔

۱۱۵ ترمیم :- یعنی اگر ایک لمبی حدیث کا کوئی ٹکڑا کسی باب سے مناسبت رکھتا ہوگا تو صرف اسی کو بیان کروں گا کہیں کہیں مصابیح والے نے  
کوئی ٹکڑا غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا ہے تو میں کسی اور حدیث سے اس کو ضروری سمجھ کر بیان کروں گا اور اگر ایسا نہ ہوگا تو پوری حدیث بیان کروں گا۔  
(حاشیہ صفحہ ۱۱۵) تصحیح :- صاحب مصابیح نے پہلی فصل میں صحیحین کی حدیثیں درج کی ہیں اور دوسری میں اور سنن کی لیکن میں نے  
وہ حدیثیں بھی فصل اول میں ذکر کر دی ہیں جو صحیح ستہ کی بقیہ چاروں کتابوں میں مل گئیں ہیں اور اگر کوئی ان میں نہیں ملی تو اس کو فصل ثانی میں رکھنا  
۱۱۶ علامہ حمیدی کے حالات :- امام حمیدی کا نام محمد بن ابی نصر قنوج بن عبد اللہ حمیدی الاندلسی ہے ابن خنوم اور ابن  
عبدالبر کے شاگرد ہیں آپ نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو یک جا فرمایا اور اس کا نام صحیحین لکھا آخر بغداد میں اقامت فرمائی اور وہیں  
۱۱۷ میں انتقال فرمایا۔ (ابن خلیکان ص ۱۱۶ ج ۱۔ اجماع العلوم ص ۱۱۶ ج ۱)

۱۱۸ علامہ بخاری کے حالات :- امام بخاری کا نام مبارک بن محمد ہے اور کنیت ابوالسعادات اور ابن الاثیر۔ حدیث میں جامع  
الاصول تصنیف فرمائی اس میں اصول ستہ کو جمع فرمایا۔ موصل کے قریب ہزیرہ عبد العزیز بن عمر میں (باقی صفحہ آئندہ)



وَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ غَرِيبٍ أَوْ ضَعِيفٍ أَوْ غَيْرِهِمَا بَيِّنَتْ وَجْهَهُ خَالِبًا وَمَا لَمْ يُبَيِّنْ إِلَيْهِ مِمَّا فِي الْأَصُولِ فَقَدْ قَفَيْتُهُ فِي تَرْكِهِ إِلَّا فِي مَوَاضِعَ بَعْضِ رُبَمَا تَجِدُ مَوَاضِعَ مَهْمَلَةً وَذَلِكَ حَيْثُ لَمْ أَطْلِعْ عَلَى رِوَايَةٍ فَفَرَكْتُ الْبَيَّانَ فَإِنْ عَثَرْتُ عَلَيْهِ فَالْحَقُّ بِهِ أَحْسَنَ اللَّهُ جَزَائَكَ وَسَيِّدْتُ الْكِتَابَ بِمَشْكَوٰةِ الْمُصَابِيحِ وَأَسْأَلُ اللَّهَ التَّوْفِيقَ وَالْإِعَانَةَ وَالْهُدَايَةَ وَالْبَصِيَانَةَ وَالنِّيَابَةَ وَمَا أَفْصَدَكَ وَإِنْ يَنْفَعَنِي فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ وَجَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ۔

کو غریب یا ضعیف کہا ہے میں نے عام طور پر اسکی وجہ لکھ دی ہے اور جہاں انہوں نے اس قسم کا (منقیدی) اشارہ نہیں فرمایا چند جگہوں کے سوا جہاں مصلحتاً کا تقاضا تھا میں نے بھی شرح کی اقتدا میں اسی طرح نظر انداز کر دیا (اور حدیث کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کی) اور بعض مقامات پر میں نے حدیث کا مخرج ذکر نہیں کیا کیونکہ مجھے اس کے راہی کی اطلاع نہیں ہو سکی اس لیے میں نے وہاں ریاض چھوڑ دیا اگر تمہیں اطلاع مل جائے جس کتاب میں حدیث ہے تو اسے وہاں درج کر دو اللہ تمہیں بہتر جزا عطا فرمائے۔ اور میں نے اس کتاب کا نام مشکوٰۃ المصابیح رکھا میں اللہ تعالیٰ سے توفیق اور مدد چاہتا ہوں اور اس کی راہنمائی کیونکہ غلطی سے بچنے کی آرزو رکھتا ہوں اور اپنے ارادہ میں سہولت کا خواہشمند ہوں اور اس عمل کی وجہ سے اللہ دنیا اور آخرت میں مجھے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو فائدہ دے اللہ مجھے کافی ہے اور ہمزہ وار ہے اور اللہ عز و جل حکیم کی توفیق کے بغیر نہی کی جاسکتی ہے نہ برائی سے بچا جاسکتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ساخنہ) اقامت فرمائی آخر عمر میں آنکھوں سے معذور ہو کر گھر ہی میں مقیم ہو گئے علاج سے گریز کیا تاکہ بعد صحت امر کے دروازوں پر جانے سے بچے رہیں سلاطین میں انتقال فرمایا (ابن خلکان ص ۳۳ ج ۱۔ ایجد العلوم ص ۳۳ ج ۲)

یعنی صاحب مصابیح نے اگر کسی حدیث کو اور سند سے لیا اور میں نے اور سند سے تو اس میں اختلاف کا ہونا قدرتی چیز ہے۔ کتب اصول، کتب اصول سے مراد وہ کتابیں ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے یعنی صحاح ستہ وغیرہ (حاشیہ صفحہ ۱۷) احادیث کی تخریج، بعض احادیث پر صاحب مصابیح نے حدیث کو صحیح سمجھتے ہوئے سکوت فرمایا اور بعد میں کسی نے اس پر تنقید کی اور وہ تنقید صحیح نہ تھی تو میں نے اس حدیث کی تصحیح کر دی تاکہ اس کی صحت ثابت ہو جائے۔

۳۔ امام بخاری کی کتاب کانام، امام بخاری نے اپنی کتاب کانام مصابیح (چراغ) رکھا اور چراغ کے لیے مشکوٰۃ (طاہرہ) کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ہوا سے محفوظ رہے اور سمت مطلوب میں روشنی زیادہ ہو جائے۔ ۴۔ یہ میں نے اپنی کتاب کانام مشکوٰۃ رکھا اور اس پر جو اعتراض کیے گئے تھے انکو دور کیا اور مناسبہ مضافوں سے اسکی روشنی زیادہ ہو گئی۔ ۵۔ نام سے مناسبت بھی ہو گئی۔ (باقی صفحہ آئندہ)

۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مِمَّا نَوَىٰ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَىٰ دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَىٰ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَىٰ مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ مُنْفَعٌ عَلَيْهِ۔

۱۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ عمل کا مدار نیت پر ہے ہر آدمی کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا جوئی کے لیے ہو تو اس کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل ہوگی اور اگر کسی کی ہجرت دنیا کے لیے ہو یا کسی عورت سے نکاح کے لیے تو یہ ہجرت اسی کام کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی بخاری۔ مسلم

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ ۱۱۷ علامہ موصوف نے لاجول ولاقوة الابائتہ کے بعد ان دو ناموں کو صریح کیا ہے حالانکہ عام طور پر مشہور اعلیٰ العظم (حاشیہ صفحہ ۱۱۷)

ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ دعائیں الفاظ اعلیٰ العظیم نہیں ہیں بلکہ العزیز العظیم ہیں۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی، ابن ماجہ اور ابن جبان اور حاکم نے بھی اربعین میں ذکر کیا ہے اور بیہقی نے معرفت میں اس کا تذکرہ کیا ہے امام شوکانی نے کہا ہے کہ تمام معتبر کتابوں میں محمدین حاکم نے اس حدیث کا تذکرہ کیا ہے ماسوائے امام مالک کے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے اور اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ سے روایت کرنے میں علقمہ منفرد ہیں اور علقمہ سے محمد بن ابراہیم سے یحییٰ بن سعید تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس معنی میں اتنی حدیثیں آئی ہیں کہ ان کا شمار کرنا بھی مشکل ہے تو گویا یہ تو اتر معنوی ہے لفظی نہیں۔ اس حدیث کو کتاب کی ابتدا میں اس لیے لائے ہیں کہ حدیث پڑھنے والا اپنی نیت خالص خدا کے لیے کرے کہ چونکہ اگر دنیا کمانے کی نیت رکھے گا تو ثواب نہیں ہوگا بلکہ ہر کام میں نیت ہی کا اعتبار ہوگا مثلاً ایک آدمی راستہ میں کنواں کھدائے کہ آتے جاتے اس سے پانی پی لیں تو اس کو ثواب ہوگا اور دوسرا آدمی اس لیے کنواں کھدائے کہ لوگ اس میں گریں تو اس کو عذاب ہوگا۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ یہ حدیث اسلام کا تیسرا حصہ ہے کیونکہ اعمال یا تو دل کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں یا زبان سے اور یا پھر ہاتھ پاؤں سے تو نیت دل کا عمل ہے۔

۱۱۔ نیت کرنے کا شرعی طریقہ:- سابقہ تقریر سے معلوم ہوا کہ نیت دل سے کرنی چاہئے زبان سے اس کے الفاظ ادا نہیں کرنے چاہئیں۔ اگر زبان سے کہہ دیا لیکن دل میں نیت ہوئی تو عمل قبول نہ ہوگا اور اگر دل سے نیت کر لی اور زبان سے نہ کہا تو قبول ہو جائے گا۔ اور زبان سے نیت کرنے کو علماء نے بدعت لکھا ہے جیسا کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اور شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں اور علامہ عبدالحی لکھنوی نے اپنی متعدد تصنیفات میں

## کتاب الایمان الفصل الأول

۲۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدٌ بَيَاضُ الثِّيَابِ شَدِيدًا سَوَادُ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ الشَّفْرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدًا حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَيْهِ عَلَى فُحْدَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبَرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ أَنْ تَشْهَدَا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَتَقِيْمَ الصَّلَاةَ وَآتُوْنِي الزَّكَاةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتُحَجَّ بِبَيْتِ اللَّهِ إِذَا اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ فَحَجَبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَنِ الْإِيمَانِ

### کتاب ایمان کا بیان

۲۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ناگاہ ایک آدمی آیا جس کے کپڑے بہت سفید تھے اور بال بہت سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا۔ نہ ہی ہم اسے پہچانتے تھے وہ آنحضرت کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی زانوں پر رکھ لیے اور کہا اے محمد آپ مجھے اسلام کے متعلق بتائیں کہ اسلام کیا چیز ہے؟ حضرت نے فرمایا تم شہادت دو کہ اللہ کے سوا عبادت کا کوئی مستحق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً اللہ کے پیغمبر ہیں اور نماز کو صحیح طور پر ادا کرو اور اپنے مال کی زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو بشرط توفیق۔ بیت اللہ کا حج کرو اس نے کہا آپ نے صحیح فرمایا میں تعجب ہوا کہ پوچھتا بھی اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر کہا آپ مجھے ایمان کی بابت بتائیں تو

۱۔ حدیث جبریل :۔ یہ حدیث "حدیث جبریل" کے نام سے مشہور ہے اس میں عقیدے اور عبادت کے سب فرائض بیان کر دیئے گئے ہیں ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابوعوانہ، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے روایت کرنے والے مندرج ذیل ہیں۔ عمر بن خطاب، ابوہریرہ، ابن عباس، ابومالک، انس، ابن عمر وغیرہم رضی اللہ عنہم۔

۲۔ یعنی تعجب یہ تھا کہ اگر وہ دور سے آیا ہوتا تو اس پر سفر کے آثار ہوتے تھکاوٹ یا گردوغبار وغیرہ اور اگر قریب سے آیا ہوتا تو ہم میں سے کوئی اسے جانتا ہوتا۔ ۳۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ اس نے آنحضرت کے زانوؤں پر ہاتھ رکھے۔ (دیکھو صفحہ ۱۱۷)

قَالَ أَنْ تُوْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلِكِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُوْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ  
 قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ  
 يَرَاكَ قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا أَسْئَلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا  
 قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحَفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّيْءِ يَبْتَطِئُونَ فِي الْبَنِيَانِ  
 قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَدِيْنًا قَالَ لِي يَا عُمَرَا كُنْتُ أَدْرِي مِنَ السَّائِلِ قُلْتُ اللَّهُ وَمَا سَأَلْتُكَ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ  
 جَبْرَائِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنََكُمْ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ مَعَ اخْتِلَافٍ وَفِيهِ وَإِذَا رَأَيْتَ  
 الْحَفَاةَ الْعُرَاةَ الصَّوْرَ أَبْصَحُكُمْ مَلَكُ الْآرْضِ فِي خُمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَرَأَتْ اللَّهُ عِنْدَكَ  
 عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزَّلُ الْغَيْثَ الْإِيْكَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فرمایا تم اللہ کے وجود پر یقین کرو اور فرشتوں اللہ کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت پر ایمان لاؤ اور تقدیر کی  
 اچھائی اور برائی پر ایمان لاؤ۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا پھر کہا آپ بتائیں احسان کی حقیقت کیا ہے فرمایا تم اللہ کی  
 اس طرح عبادت کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ حالت نہ ہو سکے تو یوں سمجھو کہ وہ تمہیں یقیناً دیکھ رہا ہے اس نے کہا آپ  
 مجھے قیامت کے متعلق بتائیں یعنی قیامت کب ہوگی؟ فرمایا اس کے متعلق میں تم سے زیادہ نہیں جانتا اس نے کہا اس کی  
 نشانیاں بیان فرمائیں فرمایا ماں اپنے مالک کو جنے گی (اولاد ماں پر حکومت کریگی اور والدین کی نافرمان ہوگی) اور تمہیں معلوم  
 ہوگا کہ ننگے پاؤں والے ننگے بدن والے تنگ دست بکریاں چرانے والے بڑی عظیم الشان تپتی جوائیں گے پھر وہ آدمی چلا گیا۔  
 میں تھوڑی دیر وہیں ٹھہرا۔ آنحضرت نے فرمایا عمر جانتے ہو یہ سائل کون تھا میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر  
 جانتے ہیں۔ فرمایا یہ جبریل تھے تمہیں دین سکھانے کے لیے تشریف لائے تھے (مسلم) حضرت ابو ہریرہ نے یہ حدیث کچھ  
 مختلف لفظوں سے ذکر فرمائی ہے کہ جب تم ننگے پاؤں ننگے بدن والے ننگوں اور بہروں کو زمین کے بادشاہ دیکھو۔ قیامت  
 کا علم ان پانچ چیزوں میں سے ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر پڑھا اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ اور  
 بارش آتا رہے الخ (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اسے معلوم ہے تو پوچھنا ہی کیوں ہے اور اگر معلوم نہیں تو تصدیق کیسے کرتا ہے؟ - (حاشیہ صفحہ ۱۱۸)  
 ۱۔ انسان دنیا میں کچھ اچھے کام کرتا ہے اور کچھ بُرے اللہ تعالیٰ کو ان اچھے اور بُرے کاموں کا علم بھی ہے اور  
 اندازہ بھی اسی علم اور اندازے کا نام تقدیر ہے۔ تقدیر کے معنی اندازہ ہی ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بعض نیکیوں اور بُرائیوں کا  
 اختیار دے رکھا ہے اور اس کے نتائج کا اس کو علم ہے۔ - (اسم)  
 ۲۔ بہت زیادہ نیکی یعنی احسان کا مقام ہے۔ احسان سے مراد یہاں اخلاص ہے یعنی اس طرح عبادت کرو کہ تم دُبار  
 باقی برسطح ۱۱۸

۳:- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ  
إِلَّا سَلَامٌ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةٍ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ  
وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

۴:- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانُ بضع وَ سَبْعُونَ

۳۔ عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہیں۔ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت  
کا حقہ دار نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے فرما برابر بندے ہیں اور اس کے پیغمبر۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔  
حج کرنا اور رمضانؓ کے روزے رکھنا (بخاری مسلم)

۴۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا ایمان کی نشتر سے کچھ اور شاخیں (حصے) ہیں سب افضل کلمہ تو حید کا اقرار ہے

(بقدر حاشیہ صفحہ ساہ) الٰہی میں حاضر ہوا ہے دیکھ رہے ہو ورنہ کم از کم وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔ عبادت میں یہ بڑا بلند مقام ہے۔ (ام)

۵۔ قیامت کا علم کسی کو بھی نہیں ہے۔ یعنی تجھے معلوم ہے اور نہ مجھے ہم دونوں اس کے متعلق لاعلمی میں برابر ہیں۔ ابو ہریرہؓ کی حدیث  
میں قرآن مجید کی آیت پڑھ کر اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔

۶۔ علامات قیامت :- یعنی اولاد اپنے ماں باپ سے ایسا سلوک کرے گی جیسے ضرورت کے وقت بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ یا مار پیٹ کرنا  
جاتی ہے۔ یعنی گستاخی سے پیش آئیں گے یا یہ مطلب ہے کہ بڑائیاں کثرت سے ہوں گی اور لوٹلیوں کی اولاد بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔

۷۔ یعنی کینے اور ذلیل لوگ مال و دولت اور حکومت و اقتدار پر قبضہ کر لیں گے اور شریف لوگ ذلیل ہو جائیں گے اور کینے باعزت۔

۸۔ صحابہ کرام آپ کے رعب کی وجہ سے آپ سے سوال نہ کرتے تھے :- آنحضرتؐ سے سوال نہ کیا کہ یہ کون تھا صحابہ کرام  
کی عادت یہی تھی کہ کسی چیز کو نہ پوچھتے جس چیز کا بتلانا ضروری ہوتا اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی بیان فرمادیتے۔ آنحضرتؐ کی ہیبت  
بڑے بڑے صحابہ کو گفتگو کی اجازت نہ دیتی تھی۔ صحابہ کہتے تھے کہ ہم غنیمت سمجھتے جب کوئی بدواً اگر آنحضرتؐ سے گفتگو کرتا وہ لوگ تہذیب شائستگی  
اور ادب آداب نہ جانتے تھے بے دھوک گفتگو کرتے چلے جاتے گفتگو کے دوران کئی کام کی باتیں ہم بھی سن لیا کرتے :-

۹۔ بدترین حکمران :- کسی مسئلہ پر علمی رنگ میں بحث نہ کر سکیں گے یا اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر حق بات کہنے کی ان کو طاقت نہ ہوگی۔ لوگوں  
پر ظلم ہوتا دیکھیں گے۔ خلاف شریعت احکام پر عمل ہوتا دیکھیں گے لیکن اس کے خلاف آواز نہ اٹھائیں گے۔ بہرے ہوں گے انکی سلطنت  
میں بد انتظامی ہوگی۔ شکایت ہوگی تو کہیں شنوائی نہ ہوگی :-

۱۰۔ غیب کی کنجیاں جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں :- پوری آیت کا ترجمہ اس طرح ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس  
قیامت کا علم ہے۔ وہی بادش نازل کرتا ہے اور جو مال کے پیٹ میں ہے وہی جانتا ہے اور کوئی آدمی یہ بھی نہیں راقی بصرہؓ آئندہ

شَجَبَةٌ فَأَقْصَمَهُمَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَذْنَاهَا إِمَّا كَلِمَةُ الْأَذَى عَنِ (الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءِ شَجَبَةٌ  
مِنَ الْإِيمَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۵ :- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِيرٍ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ  
مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدَايِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ هَذَا لَفْظُ  
الْبُخَارِيِّ وَلِمْسَلِيهِ قَالَ إِنْ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ قَالَ مَنْ  
سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدَايِهِ -

۶ :- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدٌ كُمْرٌ

اور سب سے کم درجہ راستہ سے موذی چیز کا ہٹا دینا اور حیا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے (بخاری - مسلم)

۵- عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (پکا) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے  
مسلمان، سلامت رہیں اور ہاتھ وہ ہے جو ان تمام چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ اور اسکے رسول نے منع فرمایا ہے یہ بخاری  
کے لفظ ہیں اور صحیح مسلم میں اس طرح ہے کہ کسی آدمی نے آنحضرت سے دریافت فرمایا کہ کونسا مسلمان بہتر ہے تو حضرت نے  
فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں۔

۶- حضرت انس سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا کوئی آدمی مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اسکے دل میں میری محبت ماں، باپ

(حاشیہ صفحہ ۱۲۱)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) جانتا کہ کونسی زمین میں مرے کا بیشک اللہ تعالیٰ ہی جانتے والا خبر دار ہے

۱۲- کلمہ شہادت کا مطلب :- اس حدیث کو امام احمد، ترمذی، نسائی، طبرانی اور ابویعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے۔ امام احمد اور امام ترمذی نے  
صحیح کہا ہے۔ حضرت محمدؐ کو رسول ماننے کا یہ مطلب ہے کہ آپ جو کچھ بھی فرمائیں اسے درست تسلیم کرے اور پوری طرح ان کی فرمانبرداری  
کرے اور ایمان میں ہر اس چیز پر ایمان لانا شرط ہے جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہو یا آنحضرت نے فرمائی ہو مثلاً انبیاء فرشتوں کتابوں  
اور تقدیر پر ایمان رکھنا :-

۱۳- ایمان کی شاخیں :- حضور نے ایمان کی ستر سے اوپر کچھ شاخیں بیان فرمائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان مرکب چیز ہے بسبب  
نہیں اور مرکب میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ قرآن کی بہت سی آیات اور کئی احادیث سے ایمان کا بڑھنا گھٹنا معلوم ہوتا ہے اہل حدیث کا  
یہ مسلک ہے۔ احناف صرف تصدیق اور اقرار کو ایمان کہتے ہیں اور راستہ سے تکلیف وہ چیز کا ہٹانا یا تھپاؤں کا عمل ہے۔ دل کی تصدیق  
نہیں حالانکہ حضور نے اس کو بھی ایمان کا ایک حصہ قرار دیا ہے :-

۱۴- اسلام کی حقیقت :- اسلام کا مادہ سلم ہے جس کے معنی سلامتی کے بھی ہیں۔ تو گویا جب تک مسلمان سے سلامتی اور امن دنیا  
کو میر نہ ہو وہ اسلام کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔ اس حدیث کو نسائی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے (باقی صفحہ ۱۲۲)

حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالتَّاسِ أَجْمَعِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۷۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ مِنْ حَلَاوَةِ  
 الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَ  
 مَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يَلْقَى فِي النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۸۔ وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ طَعْمَرٍ  
 الْإِيمَانُ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي  
 نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ فِي أَحَدٍ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ تَحْرِيْمَاتٍ وَسَمَّ  
 يُؤْمِنُ بِاللَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنَ أَصْحَابِ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ (ہو) بخاری۔ مسلم)

۷۔ حضرت انس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں تین خوبیاں پائی جائیں اسکو ایمان کا لطف آگیا جسے اللہ  
 اور اس کے رسول کی محبت دوسری تمام چیزوں سے زیادہ ہو سکتی آدمی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔ اور کفر سے نجات کے  
 بعد اس میں واپسی کو اتنا ناپسند کرے جیسے آگ میں گرنے بخاری۔ مسلم)

۸۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب، اسلام کو دین اور آنحضرت  
 کو اپنا رسول مان لیا اس نے ایمان کا پورا مزا پا لیا (مسلم)

۹۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس امت  
 سے کوئی یہودی ہو یا نصرانی میرا ذکر نہیں سنے گا اور میری رسالت پر ایمان نہیں لائے گا اگر وہ جنم کا مستحق ہوگا (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱۰۔ ہجرت کا مطلب:۔ ہجرت کا معنی ہے چھوڑنا۔ وطن چھوڑنے سے بہت زیادہ بڑھ کر یہ کہنا مراد ہے کہ آدمی گناہ چھوڑ  
 جن کا ارتکاب کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہے۔  
 (حاشیہ صفحہ ۱)

۱۱۔ رسول اللہ کی محبت ایمان کی سب سے بڑی علامت ہے۔۔ فطری محبت سے شریعت نے منع نہیں فرمایا جیسے  
 ماں باپ، بہن بھائیوں اور اولاد کی محبت یہ سب جائز ہیں۔ بشرطیکہ ان کے ذریعے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ ہو۔ اور اگر ان کی  
 محبت میں ان کی معیبت کا ارتکاب کرے تو ایمان سلامت نہ رہے گا۔  
 ۱۲۔ پر لطف ایمان کی علامت:۔ خدا تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام پر راضی ہونے کا مطلب (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۰۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَمِنَ بِيَمِينِهِ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَانِهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَكَ أُمَّةٌ يَطَّأُهَا فَأَذْبَهَا فَاحْسَنَ تَأْذِيبَهَا وَعَلِمَهَا

۱۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا تین آدمیوں کو دو اجر ملیں گے (۱) جو آدمی اہل کتاب سے اپنے پیغمبر پر ایمان لائے اور آنحضرت پر بھی ایمان لائے (۲) اور جو غلام اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرے کسی آدمی کی مملوکہ ہو جس سے وہ ہمہ تنی کرتا ہے اسے بہتر ادب سکھائے اور بہترین تعلیم اسکو دے پھر اسے آزاد کر کے بقید حاشیہ صفحہ سابقہ) یہ ہے کہ ان کی ہر حال میں ہر رنگ میں فرمانبرداری کرے اور ان کی اطاعت میں اگر کچھ نقصان بھی ہو یا تکلیف بھی پہنچے تو اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرے اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔

۱۱۔ صفات الہی تشبیہ و تاویل سے منترہ ہیں :- حدیث میں یہ آہ کے لفظ ہیں جس کے معنی ہیں ہاتھ۔ قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں۔ منہ ہے۔ پیٹلی ہے ہم ان الفاظ پر بالکل اسی طرح ایمان رکھتے ہیں۔ بالکل تاویل نہیں کرتے اور نہ ہم تشبیہ کے قائل ہیں کہ خداوند تعالیٰ کے ہاتھ ہماری طرح ہیں حاشا اللہ۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا راضی ہونا اور ناراض ہونا اور سہنا سہنا بھی قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔

۱۲۔ اسلام کے بغیر کوئی دین نجات کی راہ نہیں :- اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تمام شریعتوں کی ناسخ ہے۔ اب کسی اور شریعت پر عمل کر کے نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر کسی آدمی کو فیرض حال دور دراز مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی اطلاع نہ ملی ہو تو اس کی نجات سابقہ شریعت پر عمل کرنے سے ہو جائے گی۔ امت کی دو قسمیں ہیں امت دعوت اور امت اکبات۔ پہلی قسم میں تمام یہودی عیسائی اور غیر مسلم شامل ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی دوسری قسم میں وہ لوگ شامل ہیں جنہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا اس حدیث میں امت سے مراد پہلی قسم کی امت ہے :- (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۳۔ دو گنے اجر :- یعنی ان کی زندگی کے تمام عملوں کے اجر دوسرے لوگوں سے دو گنے ہوں گے اگر دوسرے لوگوں کو دس گنا اجر ملے گا تو ان کو بیس گنا ملے گا۔ اگر ان کو سات سو گنا اجر ملے گا تو ان کو چودہ سو گنا ملے گا۔ پہلے آدمی کو اس لیے کہ اس نے دو شریعتوں پر عمل کیا پہلی کے وقت بھی اس کی نیت یہ تھی کہ یہ حق ہے میں ہمیشہ اس پر قائم رہوں گا۔ پھر جب آنحضرت کی شریعت سامنے آئی تو اس پر ایمان لایا پھر اس پر عمل کرتا رہا اور آخر تک کیا۔ دوسرے کو اس لیے کہ اس نے دو مالکوں کی اطاعت کی ایک حقیقی مالک کی اور دوسرے مجازی مالک کی اور تیسرے کو اس لیے دگنا اجر ہے کہ لونڈی اسی کی تھی حقوق زوجیت اس کو پہلے بھی حاصل تھے پھر اس نے لونڈی کو علم سکھایا۔ تہذیب سے روشناس کرایا۔ پھر آزاد کر کے اس کی حیثیت عرفی میں بہت کچھ اضافہ کر دیا پھر خود اس سے شادی کر کے اس کو اس گھر کا مالک بنا دیا جس گھر میں وہ صرف ایک خدمت گزار کی حیثیت رکھتی تھی :-



فَاحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ اعْتَمَرَهَا فَتَرَوُجَهَا فَكَلِمَةُ أَجْدَانٍ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ -  
 ۱۱۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ  
 أَقَابِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا أَرْسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا  
 الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ  
 عَلَى اللَّهِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ مُسْلِمًا لَمْ يَكُذِبْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ -  
 ۱۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَوَاتِنَا وَاسْتَقْبَلَ  
 قِبَلَتَنَا وَكَلَّمَ ذِي بَيْحَنَاتٍ إِذَا ذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ فَلَا تَحْفِرُوا لِلَّهِ

اس سے نکاح کر لے ان سب کے لیے دو دواجر ہیں (بخاری-مسلم)

۱۱۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ کلمہ توحید اور میری نبوت کا اقرار نہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں جب وہ ایسا کر لیں تو ان کا مال اور جان محفوظ ہوگا مگر اسلام کے حق سے (بخاری-مسلم) مسلم کی روایت میں الا بحق الاسلام کا ذکر نہیں۔

۱۲۔ حضرت انس فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبیلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے اللہ اور رسول ایسے مسلمان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں پس اللہ کے عہد کو مت سلہ اسلام میں عمل کا اعتبار ظاہر پر ہے۔ اس حدیث کو ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، امام احمد، ابوداؤد، ابن حبان اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام کے احکام ظاہر یعنی میں اگر کسی نے ظاہری اسلام قبول کر لیا تو اس سے لڑائی نہیں کی جاسکتی اس کو دنیا میں اسلام کے تمام حقوق حاصل ہونگے اور باطن میں اگر وہ کافر ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکو سزا دیں گے یہ ظاہری اسلام وہاں کام نہ آئے گا۔ امان میں ذمی اور معاہدہ کافر شامل ہے اسلام کے حقوق کا یہ مطلب ہے کہ شادی شدہ اگر زنا کرے گا تو سنگسار کیا جائے گا اور اگر کسی کو قتل کرے گا تو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور اگر کسی کا مال چوری یا ڈاکہ سے یا کسی ناجائز صورت سے لے لے گا تو اس سے مال لیا جائے گا۔ یعنی وہ مسلمان ہونے کے باوجود اسلامی حدود سے نہیں بچ سکیں گے۔

۱۳۔ یہود و نصاریٰ کی نمازیں رکوع نہیں اور ان کا قبلہ علیحدہ ہے۔ دوسرے مشرکین کی عبادت کا طریقہ ہی الگ ہے۔ ہمارے ذبیحہ کا مطلب یہ ہے کہ صرف وہ چیزیں کھائے جو اسلام میں حلال ہیں اور اسی طریقہ سے ذبح کرے جو اسلام نے مقرر کیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تین کاموں کے ساتھ کوئی عملی یا اعتقادی برائی نہ کرے جس کی وجہ سے اس کا قتل ہونا ضروری ہو جائے جیسے زنا۔ قتل نفس یا ایسے خیالات کا اظہار جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہوں چنانچہ منافقین و ملاحدہ کا قتل ہوتا رہا ہے حالانکہ وہ ان سب چیزوں کے پابند تھے۔ اس حدیث کو نسائی، ترمذی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔

فِي ذَمِّهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

۱۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَلَّخِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمَلْتَهُ دَخَلْتَ الْجَنَّةَ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتَقِيمَ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ وَاللَّيْلَى نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا دُلِّي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَرَةٌ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

۱۴۔ وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا ابْعَاكَ وَفِي رِوَايَةٍ غَيْرِكَ قَالَ قُلْ أَمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقْرَرُوا رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۱۵۔ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تُولُو (بخاری)

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں ایک بدو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جسے کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں حضرت نے فرمایا تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور فرض نماز کو قائم کرو اور مقرر شدہ زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اس نے کہا مجھے اللہ کی قسم میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ جب وہ چلا گیا تو آنحضرت نے فرمایا جو شخص کسی بھتی آدی کو دیکھنا چاہے وہ اس آدی کو دیکھنے لے (بخاری۔ مسلم)

۱۴۔ سفیان بن عبد اللہ تمیمی فرماتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات بتائیں کہ آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے ایک روایت میں ہے کسی غیر سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے فرمایا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور پھر استقامت اس پر جم جاؤ (مسلم)

۱۵۔ طلحہ بن عبید اللہ فرماتے ہیں آنحضرت کے پاس نجد سے ایک آدی آیا جس کے بال پریشان تھے ہم اسکی آواز کی گنگناہٹ سنتے تھے

۱۔ ارکان اسلام ادا کرنے والا جنتی ہے۔ اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں ہے۔ اس وقت تک حج فرض نہیں ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ اسلام کے پانچ ارکان ادا کرنے والا جنت میں ضرور جائے گا اگرچہ اس نے گناہ کئے ہوں۔ خداوند تعالیٰ اگرچہ چاہیں تو اس کے گناہ معاف کر کے اس کو ابتدائی سے جنت میں داخل کر دیں۔ اور اگر چاہیں تو گناہوں کی سزا دے کر بالآخر جنت میں سے جائیں جتنی جبار معاف نہیں ہوں گے ان کا فکر زیادہ کرنا چاہیے نہ

۲۔ استقامت کا معنی :- استقامت کے معنی یہ ہیں کہ توحید الہی کو قبول کرنے کے بعد جو تکلیفیں پہنچیں ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے اور اسلام کو کسی حال میں بھی نہ چھوڑے۔

۳۔ نجد کا معنی، مقام اور اقسام :- نجد کا معنی ہے اونچا علاقہ۔ عرب میں مشہور نجد دو ہیں ایک نجد العراق جو مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف ہے اسکے حق میں آنحضرت نے دعائیں فرمائی۔ بلکہ اطلاع دی کہ یہاں سے نقتے اٹھیں گے اور دوسرا نجد الیمین ہے (باقی صفحہ آئندہ)

أَهْلٍ نَجْدًا ثَابِتًا الرَّاسِ نَسَمِعُ هَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّىٰ ذَكَرْنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ صَلَّوْا فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ شَهْرٍ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرَهَا فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَادْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا أُرِيدُ عَلَىٰ هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَلَحَ الرَّجُلُ إِنَّ صَدَقَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنْ وَفَدَا عَبْدًا الْقَيْسِ لَمَّا اتَّوَا النَّبِيَّ صَلَّى

اور بات سمجھ میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ وہ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور اسلام کی بابت پوچھنے لگا آنحضرتؐ نے فرمایا پانچ نمازیں دن اور رات میں اس نے کہا کیا اسکے سوا بھی کوئی چیز مجھ پر لازم ہے فرمایا نہیں مگر نوافل پڑھ سکتے ہو آنحضرتؐ نے فرمایا اور ماہ رمضان کے روزے اس نے کہا اس کے علاوہ مجھ پر کوئی چیز ضروری ہے فرمایا نہیں مگر نفل روزے رکھ سکتے ہو آنحضرتؐ نے اس کے سامنے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا اس نے پوچھا کیا اس کے سوا بھی مجھ پر کچھ لازم ہے فرمایا نفل صدقہ کر سکتے ہو وہ آدمی چلا گیا اور کہا واللہ میں اس سے نہ زیادہ کروں گا نہ کم کروں گا آنحضرتؐ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہو گیا (بخاری - مسلم)

۱۶۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب قبیلہ عبد القیسؓ کا وفد آنحضرتؐ کے پاس آیا تو حضرت نے پوچھا یہ کونسا قبیلہ یا کونسا وفد ہے؟ انہوں

(حاشیہ صفحہ سابقہ) اس کے لیے آنحضرتؐ نے دعائی فرمائی اور ان کی تعریف کی یہاں تجدید میں مراد ہے اہل سنی نجد میں کے عبد العزیز آل سعود تھے جو آج کل عرب میں برسر اقتدار ہیں اور سعودی حکومت کے بانی ہیں ویسے یہ بنو تمیم سے ہیں حضورؐ نے فرمایا جب ہمیں پیدا ہوئے اس وقت حکومت بنو تمیم کی ہوگی۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لے نجات کا دار و مدار۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نجات فرائض سے ہو جاتی ہے۔ سنن اور نوافل رفع درجات کیلئے بہت ضروری ہیں نفس نجات کا تعلق فرائض سے ہے اور مؤکدہ سنتوں کو ہمیشہ ترک کرنے والے آسمانی بد قسمت ہیں۔ باتفاق سلف صالحین مؤکدہ سنتوں کے تارک کی گواہی مقبول نہیں۔ یہ آدمی ضام بن ثعلبہ تھا اور بنی سعد کے وفد کا سردار تھا یہ حدیث نسائی اور ابوداؤد میں بھی ہے۔ بخاری میں یہ بھی ہے کہ آنحضرتؐ نے اس کو دین کی تمام باتیں بتائیں اس نے سن کر ان کو قبول کیا۔ دین میں منہیات کا تذکرہ بھی آگیا۔

۱۶۔ عبد القیس قبیلہ کا نام ہے یہ قبیلہ یہیہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ یہیہ بڑا قبیلہ ہے عبد القیس چھوٹا قبیلہ (اسم)

۱۶۔ عبد القیس قبیلہ بحرین کے علاقہ میں آباد تھا شراب سانی ان کا بہت بڑا ذریعہ معاش تھا کچھ لوگ تجارت میں مشغول تھے۔ ان کے ایمان لانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ متقن نامی ایک آدمی کچھ سامان تجارت لیکر مدینہ منورہ آیا۔ آنحضرتؐ سے اس کی ملاقات ہوئی آپ نے اس کے (باقی صفحہ آئندہ)

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّوْمِ أَوْ مِنَ الْوَفْدِ قَالُوا رِبِيعَةُ قَالَ  
مُرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامِي قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيكَ  
إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَيَبْتَأُ وَيَبْتَأُ هَذَا أَنْحَى مِنْ كُفَّارٍ مُضْرَفٍ مَوْنًا بِأَمْرِ فَصِيلٍ نَحْبِرُ بِهِ  
مَنْ وَمَرَاءَانَا وَنَدَا خَلُّ بِهِ الْجَنَّةَ وَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ  
أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَحَدَاةً قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحَدَاةً قَالُوا اللَّهُ وَمَا سَأَلُوا

نے کہا حضرت ہم قبیلہ ربیعہ سے ہیں فرمایا آپ کے وہ یا قبیلہ مبارک ہو تم کسی شرمندگی اور ذلت کے بغیر آگئے۔ انہوں نے کہا ہم  
آپ کے پاس صرف حرام مہینوں میں آسکتے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مُضَر کے غیر مسلم ہیں آپ ہمیں فیصلے کی بات  
بتادیں تاکہ ہم اپنے پھلے لوگوں کو بھی بتادیں اور خود بھی جنت میں داخل ہو جائیں اور پینے کے برتنوں کے متعلق دریافت کیا آنحضرت  
نے انہیں چار باتوں کا حکم کیا اور چار باتوں سے روکا۔ انہیں اللہ واحد پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ فرمایا جلتے ہو اللہ واحد پر ایمان لانے  
کا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا شہادت دینا کہ صرف اللہ ہی محمود ہے اور محمد صلی اللہ

واقیعہ حاشیہ صفحہ سابقہ حالات اور ریٹیان قوم کے نام بنام حالات پر چھے آپ کی گفتگو کا منقذ پر بڑا اثر ہوا وہ مسلمان ہو گیا آپ نے اس کو قرآن مجید کی کچھ  
سورتیں یاد کرائیں اور ایک رقم بھی لکھو ادا جو عبد القیس کے رئیس کے نام تھا اس کا نام مُنْقَذ تھا اور مُنْقَذ کا خمر تھا۔ مُنْقَذ نے ابھی وہ رقم مُنْقَذ

کو نہیں دیا تھا کہ منقذ کی بیوی نے ان کو ناز پڑھے دیکھ کر یہ کیفیت اپنے باپ مندر سے بیان کی کہ معلوم نہیں مُنْقَذ کو کیا ہو گیا ہے ہاتھ مند  
دھو کر ایک طرف مندر کے کھڑا ہو جاتا ہے کبھی جھکتا ہے کبھی زمین پر گر پڑتا ہے۔ مُنْقَذ نے اس سے مل کر پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں مسلمان  
ہو چکا ہوں اور آنحضرت کا رقم بھی اس کو دیا اس پر بھی اسلام کا اثر ہوا وہ بھی مسلمان ہو گیا اور رقم سن کر قبیلے کے بہت سے آدمی مسلمان ہو گئے

چنانچہ ایک وفد آنحضرت کی خدمت میں آیا جس کی قیادت مندر نے کی اس کی پیشانی پر ایک بہت بڑا زخم کا نشان تھا آپ نے اس کا نام اشج رکھ  
یا۔ حرمت والے چار مہینے ہیں رجب۔ ذی قعد، ذی الحج اور محرم۔ آپ نے چار چیزوں کا حکم دیا کہ ایک پانچویں چیز بھی بتادی کہ قیمت سے

پانچواں حصہ بیت المال میں دینا اس لیے کہ یہ جنگجو لوگ تھے ان کو اس کی ضرورت تھی یا یہ سبھ لوگ ذکوۃ ہی کی ایک صورت یہ بھی تھی اس کو اخ  
کر دیا۔ جن چار چیزوں سے منع کیا وہ سب شراب کے برتن تھے کہ مبادا ان کے استعمال سے دل میں شراب کی یاد تازہ ہو جائے بعد میں جب

شراب کی نفرت مسلمانوں کے دل میں بیٹھ گئی تو ان کے استعمال کی اجازت دے دی یہ منقذ کے معنی ہیں لاکھ والے مرتبان۔ دبا کے معنی ملوہ  
کہ وہ خانول جس کو نذر سے خالی کر لیا گیا ہو فقیر کے معنی ہیں کہ کلبی کماندر سے کہ یہ کہ بہت بڑا برتن بنا لینا۔ مرقق تلک سے تلا شہ برتن

یہ حدیث ابوداؤد۔ ترمذی اور نسائی میں بھی ہے۔

۱۔ پانچویں چیز زیادہ بتادی کیونکہ یہ لوگ کفار میں گھرے ہوئے تھے جنگوں میں ان کو قیمت حاصل ہوتی جن برتنوں سے انکو روکا تھا وہ شراب  
کے برتن تھے جب شراب کی عادت جاتی رہی تو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دیدی اس لیے اب یہ حکم منسوخ سمجھنا چاہیے (اسم)

أَعْلَمُوا أَن شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَحِيَامَ رَمَضَانَ وَأَنْ تَعْطُوا مِنَ الْغَنِيِّمِ الْخُمْسَ وَمَنَاهَا هُمْ مَنْ أَرَبِعَ عَيْنِ الْحَنْتَمِ وَالذَّبَابِ وَالتَّقِيرِ وَالسَّرَقِ وَقَالَ أَحْفَظُوهُنَّ وَأَحْبِرُوا إِبْرَهَانَ مَنْ وَرَأَى كُمْ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبَحَارِيِّ

۱۷۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوْلَهُ عَصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ بَايَعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِمُهْتَبَاتٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا تَرَسَّتْ رُءُوسُهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۔ وَعَنْ أَبِي سَيِّدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُضْحَى أَوْ

علیہ وسلم اسکے رسول ہیں نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال کو دواور چار چیزوں سے انکار رک دیا۔ جس بڑتن میں لاکھ کاروغن لگا ہوا ہو۔ کدو کے بنے ہوئے بڑتن۔ کھوپڑی کھود کر جو بڑتن بنائے گئے ہوں بڑتوں پر مال کاروغن کیا گیا ہو فرمایا انکو یاد رکھو اور پچھلے لوگوں کو اسکی اطلاع دیدینا (بخاری۔ مسلم) یہ لفظ بخاری کے ہیں۔

۱۷۔ عبادہ بن صامت فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے صحابہ کی ایک جماعت سے بیعت فرمائی جبکہ وہ حضرت کے گھبرائے تھے تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے چوری نہیں کرو گے زنا نہیں کرو گے اولاد کو قتل نہیں کرو گے اپنے سامنے ہتھان طرازی نہیں کرو گے اور معروف باتوں میں نافرمانی نہیں کرو گے جو اس عہد کو پورا کرے اسکا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو عہد شکنی کرے اس سے اود اس کی سزا اس کو دنیا میں مل گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ہوگی اور جس پر اللہ نے پردہ پوشی فرمادی اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اسے معاف کرے یا سزا دیدے۔ ہم نے ان شرائط پر آپ کی بیعت کر لی (بخاری۔ مسلم)

۱۸۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں آنحضرتؐ عید فطر یا اضحیٰ کی نماز کیلئے عید گاہ میں گئے اور عورتوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا

لہ بیعت لینے کا طریقہ۔ یہ حدیث احمد، ترمذی، نسائی، ابن سعد، ابن جریر اور ابن عساکر میں بھی مختلف الفاظ سے آئی ہے اور طرازی نے اوسط میں اور ابن عدی نے کامل میں بھی اسکو روایت کیا ہے یہ بالکل وہی شرائط ہیں جو عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورہ متفقہ میں فرمائی ہیں۔ مردوں سے بھی انہی شرائط پر بیعت لی جاتی رہی۔ شرک کے سوا اگر کسی گناہ کا ارتکاب ہو جائے اور حد بھی دنگے یا بیماری کی وجہ سے اس کا کفارہ بھی ہو تو اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد ہے چاہے تو ویسے ہی معاف کر دے چاہے تو سزا دیکر یا لآخر معاف کر دے۔ جندل کے حق معاف نہیں ہوں گے تا وقتیکہ صاحب حق معاف نہ کرے (۱۷)

فِي طَرِيقِ الْمَصَلِيِّ فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيكُمْ أَكْثَرَ أَهْلِ  
النَّارِ فُلُنَّ وَيَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تُكْثِرُنَّ اللَّعْنَ وَتَكْفُرُنَّ الْعَيْشُ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ  
عَقْلِ وَذِيْنَ أَذْهَبَ لَيْتَ الرَّجُلِ الْحَارِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ قُلْنَ وَمَا نَقَصَانِ دِينَنَا وَعَقْلِنَا  
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةٌ الْمَرْأَةِ مِثْلُ بَيْضِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلَى قَالَ فَذَلِكَ  
مِنْ نَقْصَانِ عَقْلِنَا قَالَ أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ كَوَتْصَلَتْ وَكَمَتْصَمَتْ قُلْنَ بَلَى قَالَ فَذَلِكَ مِنْ  
نَقْصَانِ دِينِنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۹:- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى كَذَبَتِي  
ابْنُ آدَمَ وَكُفْرِيكُمْ لَكَ ذَلِكَ وَشَتْمِي وَكُفْرِيكُمْ لَكَ ذَلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ  
يُعْجِبَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ

مستورات کی جماعت صدقہ کرو مجھے دکھایا گیا ہے کہ عورتیں کثرت سے آگ میں ہوں گی۔ عورتوں نے کہا حضرت ایسا کیوں؟ فرمایا تم  
راپس میں (لعنت زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو دین اور عقل میں نقص کے باوجود تم عقلمند آدمی کو باگل بنا دیتی ہو عورتوں  
نے دریافت کیا ہمارے عقل اور دین میں کیا نقص ہے؟ فرمایا کیا عورت کی شہادت مرد سے ادھی نہیں ہوتی انہوں نے کہا ہاں  
فرمایا یہ تو عقل کا نقصان ہوا اور جب عورت حائضہ ہوتی ہے نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزے رکھتی ہے انہوں نے کہا درست ہے  
فرمایا یہ دین کا نقصان ہے (بخاری - مسلم)

۱۹- حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ابن آدم نے مجھے جھوٹا کہا اور یہ اس کے لیے مناسب  
نہ تھا اور اس نے مجھے گالیاں دیں اور یہ مناسب نہ تھا۔ تکذیب کی صورت تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے پیدا تو کیا ہے لیکن  
(حاشیہ صفحہ سابقہ) سہ عورتوں کے زیادہ جہمی ہونے کی وجہ:- یہ حدیث نسائی اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اس حدیث سے بہت سے  
مسائل کا استنباط کیا گیا ہے۔ مثلاً عورتوں کا عید کاہ میں جانا۔ عورتوں کو علیحدہ وعظ سنانا صدقہ سے گناہوں کا مٹ جانا۔ صدقہ خیرات کی ترغیب دینا  
خاوند کی ناشکری کا کبیرہ گناہ ہونا۔ اسی طرح لعنت کرنا بھی کبیرہ گناہ ہونا۔ اعمال کی وجہ سے ایمان میں کمی بیشی کا ہونا۔ امام کا اپنی رعیت کو گناہوں  
سے ڈرانا اور شاگردوں کا استاد سے مسائل دریافت کرنے میں کوئی گناہ نہ ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔ (حاشیہ صفحہ نہاد)

سہ عقل کا، امی دینوی معاملات میں سے ہے جس میں عام طور پر عورتیں دخل نہیں دیتیں نہ ہی کاروبار ان سے متعلق ہے۔ زندگی کا  
یہ حصہ شرعاً رکے ہو کر عام میں دکھایا گیا ہے۔ عورتوں کے معاملات میں عورت کی شہادت فیصلہ کن کبھی گئی ہے جسے حمل، حیض، بکالت وغیرہ  
اور کبیرہ گناہ یہ عورت کا کام ہے مرد کو بظاہر اس میں دخل نہیں ہونا۔ حیض میں نماز نہ پڑھنا یا روزہ نہ رکھنا اس لحاظ سے تو کمی ہو گئی کہ حیض میں اتنی  
غائز کم ہو گئیں لیکن چونکہ نماز روزہ اللہ کے حکم سے ہے اس لیے یہ جرم نہیں۔ (اسم)

اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا أَوْ أَنَا الْأَحَدُ الصَّحَابَةُ الَّذِينَ كَرَّمُوا وَلَدًا وَكَرَّمُوا لِي كَفَرُوا أَحَدًا وَفِي  
بِأَوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِي وَلَدًا وَسُبْحَانِي أَنْ اتَّخَذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا  
مَرَاوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۲۰- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يُؤَذِّبُنِي ابْنُ  
أَدَمَ يَسْبُ الدَّاهِرَ وَأَنَا الدَّاهِرُ بِيَدِي الْأَمْرُ قَلْبُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۲۱- وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَدًا  
أَصْبَرَ عَلَى أَدَى يَسْمَعُهُ مِنَ اللَّهِ يَدْعُونَ لَهُ الْوَلَدَ شَمْرًا يُعَاذِبُهُمْ وَيُرْسِلُهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

وہ و قیامت کی مجھے لوٹائے گا نہیں اور پہلی دفعہ پیدا کرنا میرے لیے دوبارہ پیدا کرنے سے آسان نہیں اور گالی اس طرح کہ وہ  
کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے اور میں اکیلا بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ ہی میں جنا گیا اور نہ ہی میرا کوئی ہمسر ہے  
اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے گالی یہ ہے کہ میری اولاد ہے اور میں اولاد سے پاک ہوں نہ میری بیوی ہے نہ اولاد (بخاری)  
۲۰- ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے انسان دکھ دیتا ہے یعنی زمانہ کو گالیاں دیتا ہے اور زمانہ  
میں ہوں اختیار میرے قبضے میں ہے۔ دن رات کو میں ہی بدلتا ہوں۔ (بخاری - مسلم)

۲۱- ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں ایسا کی باتیں سن کر اللہ سے زیادہ کوئی صبر نہیں کر سکتا لوگ اللہ کیلئے اولاد ثابت کرتے ہیں  
اور وہ ان کو صحت دیتا ہے اور رزق دیتا ہے (بخاری - مسلم)

۱۵ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ آدم کے بیٹے سے مراد بعض ہیں مثلاً شتر نشتر کے منکر مشرکین اور دوسرے تھے اور اولاد دانا  
کر نیوالے یہودی اور عیسائی اور مشرکین ہیں۔ دوسری دفعہ پیدا کرنا آدمیوں کے لحاظ سے خداوند تعالیٰ کیلئے پہلی پیدائش سے آسان تر ہونا چاہئے  
کیونکہ نقاش ثانی بہتر کشند اہل لیکن اللہ تعالیٰ کی نسبت سے برابر ہے اسکے لیے پہلے مشکل تھا نہ دوسری دفعہ مشکل ہے۔ گالی وہ ہے جو  
منسوب الیہ میں نقص پیدا کرے اور یہ الفاظ یہودی اور اولاد خدا تعالیٰ کے لیے نقص ہیں اور یہی گالی ہے۔

۱۶ انسان کی نافرمانی خدا کو گالی دینا ہے۔ یہ حدیث سنائی اور ابو داؤد میں بھی ہے۔ یہاں زمانے کو برا کہنے سے منع فرمایا ہے بعض  
دوسری احادیث میں زمانے کو اچھے یا برے سے بھی تعبیر فرمایا ہے۔ قرب قیامت کی احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔ اصل میں نیت کافرا ہے  
اگر اہل زمانہ کو ان کی برائیوں اور گناہوں کی وجہ سے برا کہا جائے تو یہ درست اور صحیح ہے اور اگر زمانہ کے حوادث اور واقعات موت و مرض  
تنگدستی وغیرہ وغیرہ اختیاری کاموں کی وجہ سے برا کہا جائے تو یہ ناجائز ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اختیار سے ہوتے ہیں انسان کو اس میں دخل

اور اختیار نہیں۔ (۱۴م)  
۱۷ اللہ سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اس حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (باقی حاشیہ صفحہ ۱۳۱)

۲۲۔ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ كُنْتُ رَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مَوْجَرَّةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ؟ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْمَرُوا قَالَ فَإِنْ حَقَّ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَجْعُدُوا وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا تُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرُهُمْ فَيَنْكَلُوا مِنْتَفَعُوا عَلَيْهِ -

۲۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيْفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَيْتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعَدَايِكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَيْتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعَدَايِكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَيْتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعَدَايِكَ ثَلَاثًا قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ

۲۲۔ حضرت معاذ فرماتے ہیں میں گدھے پر حضرت کے پیچھے سوار تھا میرے اور آپ کے درمیان صرف زین کی لکڑی تھی حضرت نے فرمایا معاذ تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے اسے عذاب نہ کرے۔ میں نے عرض کیا حضرت! میں لوگوں کو اس کی بشارت دے دوں؟ فرمایا بشارت نہ دو وہ اس پر بھروسہ کر لیں گے (بخاری۔ مسلم)

۲۳۔ حضرت انس سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا جبکہ حضرت معاذ ان کے پیچھے سوار تھے اسے معاذ! فرمایا حضرت میں حاضر ہوں حاضر ہوں فرمایا اسے معاذ! فرمایا میں حاضر ہوں حاضر ہوں تین بار فرمایا پھر حضرت نے فرمایا جو آدمی سچے دل سے ایک دفعہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اللہ اس پر آگ کو حرام کر دیتا ہے۔ حضرت معاذ نے فرمایا کیا میں اس کی اطلاع لوگوں کو دیدوں کہ وہ خوش رہیں؟ (بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) بہت بڑے حوصلے والے ہیں صبور اور حلیم اسکے نام میں وہ کافر پر بھی جو اس کیلئے اولاد ثابت کرتا ہے انتقام کی جلدی نہیں کرتا۔

حاشیہ صفحہ ہذا) سہ اللہ تعالیٰ کے حق بندوں پر۔ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی اور بخاری نے بھی روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ کے حقوق سب پر ہیں کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور مالک و رزاق بھی لیکن اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں وہ جو چاہے کرے اپنی مخلوق کو جہاں چاہے لگانے لگائے نہ تو ظلم ہوگا اور نہ کوئی اس سے پوچھنے والا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے غصہ اپنی رحمت سے اپنے ذمے کچھ حقوق فرض کر لیے ہیں۔ آنحضرت نے حضرت معاذ کو یہ خوشخبری سنانے سے منع کر دیا کہ عام لوگ اس کا صحیح مطلب نہ سمجھ سکیں گے حالانکہ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے میں اپنی غلامی کا پورا تصور بھی موجود ہے اور غلامی کے تصور میں عبادت سب شامل ہیں لیکن جاہل لوگ یہ سمجھ لیں گے کہ بس کلمہ پڑھ کر ہم جنت میں چلے جائیں گے عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟



مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ صَدَقًا مِنْ قَبْلِهِ اِذَا حَرَمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَفَلَا خَبِرْتَهُ النَّاسُ قَيْسُ بْنُ بَشْرٍ وَقَالَ اِذَا تَبَيَّنُوا فَاخْبَرِيْهَا مَعَاذِ عِنْدَا مَوْتِي تَاثِمًا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

۲۴۔ وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ كُوْا بَيْضٌ وَهُوَ نَارِيَّةٌ ثُمَّ اَتَيْتُهُ وَقَدْ اسْتَبْقَطَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنِي وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنِي وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنِي وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنِي وَاِنْ سَرَقَ عَلَيَّ رَعِمًا نَفَّ اَبِي ذَرٍّ وَكَانَ الْبُوْذُرِيُّ اِذَا حَدَّثَ بِهَذَا قَالَ وَاِنْ رَعِمًا نَفَّ اَبِي ذَرٍّ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

۲۵۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِهَذَا اِنَّ لَكَ

ہو جائیں؟ فرمایا وہ اس پر بھروسہ کر لیں گے معاذ نے اس کی اطلاع موت کے وقت دی گناہ سے بچنے کے لئے (تاکہ حدیث کو چھپا کر گنتگار نہ ہوں) (بخاری۔ مسلم)

۲۴۔ ابو ذر فرماتے ہیں میں آنحضرت کے پاس آیا آپ سفید کپڑے میں سوہے تھے میں پھر آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے فرمایا جو آدمی کلمہ توحید کا اقرار کرے پھر وہ اسی (اقرار) پر فوت ہو جائے وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا میں نے عرض کیا گو وہ زنا اور چوری کرے فرمایا گو وہ زنا اور چوری کرے میں نے کہا گو وہ زنا اور چوری کرے فرمایا گو وہ زنا اور چوری کرے ابو ذرؓ کی ناک خاک میں مل جانے پر یعنی ابو ذرؓ کو ناپسند کرے (ابو ذرؓ جب حدیث بیان فرماتے تو آنحضرت کا یہ فقرہ ساتھ ہی ذکر فرماتے) (بخاری۔ مسلم)

۲۵۔ عبادۃ بن صامت فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جو آدمی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا لئے مسئلہ چھپانے والا گو نگا شیطان ہے۔ جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ مجھے ایک ایسے آدمی نے خبر دی جو حضرت معاذ کی وفات کے وقت موجود تھے۔ حضرت معاذ نے فرمایا اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہو کہ تم بھروسہ کر کے عمل چھوڑ دو گے تو میں تم کو یہ حدیث سنانا اور اس لیے سنانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حق کو جانتا ہو پھر حق بیان نہ کرے تو وہ گو نگا شیطان ہے۔ میں گو نگا شیطان نہیں بننا چاہتا پھر آپ نے یہ حدیث سنانی اس واقعہ کو امام احمد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

۳۔ موجود بالآخر جنت میں جائیگا۔ اس حدیث کو امام احمد، ابن حبان، نسائی، بیہقی، ترمذی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے جنت میں جانے کا یہ مطلب نہیں کہ اسے کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر خداوند چاہیں تو کسی کو گناہ معاف کر دیں اور اگر چاہیں تو نقد گناہ سزا دیکر جنت میں داخل کریں۔ مطلب یہ ہے کہ کلمہ گو ہمیشہ کا دوزخ قطعاً نہیں ہے وہ کبھی نہ کبھی جنت میں ضرور جائیگا۔ حضرت ابو ذرؓ کو تعجب ہوا پس اور بابا پوچھ رہے ہیں اور آنحضرت کو کلمہ طبیسی عظمت کا علم ہے کہ اس کے مقابل جسے بڑے گناہ بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ (باقی حاشیہ نمبر ۱۲ صفحہ ۱۳۵)

إِنَّمَا إِلَهُ اللَّهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنْ عَيْسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَأَنْ  
ابْنَ مَرْيَمَ وَكَلِمَتُهُ أُلْفَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحُ مَنْهُ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى  
مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْكَ.

۱۲۶۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِينَكَ  
فَلَا يَابِعُكَ فَبَسَّطَ يَمِينَهُ فَقَبَضْتُ يَدِي فَقَالَ مَا لَكَ يَا عُمَرُ وَقُلْتُ ارْذُتُ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ  
تَشْتَرِطُ مَاذَا أَقُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ أَمَا عَلِمْتَ يَا عُمَرُ وَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِيهِمْ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَ  
إِنَّ الرُّجْعَةَ تَهْدِيهِمْ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَإِنَّ الْحَبَّةَ يَهْدِيهِمْ مَا كَانَ قَبْلَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْحَدِيثَانِ الْمَرْوِيُّانِ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا غَنِي الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ وَالْأَخْرَجَ الْكَبِيرُ يَارِوَالِي سَتَدَا كَرُّهَا

کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور عیسیٰ اس کے بندے اور اس کے رسول  
ہیں اور اس کی بندی کے لڑکے ہیں اور اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں جسے حضرت مریم کی طرف ڈالا گیا۔ جنت اور جہنم حق ہیں اللہ  
تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اس کے عمل جو بھی ہوں (بخاری۔ مسلم)

۲۶۔ عمرو بن عاص فرماتے ہیں آنحضرت کے پاس آیا میں نے عرض کیا آپ ہاتھ پھیلائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں آپ نے  
ہاتھ پھیلا لیا تو میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا آپ نے فرمایا عمر وہ میں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا ایک شرط کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا  
تم کیا شرط کرنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ مجھے (سا بقہ گناہ) معاف کر دینے جائیں آپ نے فرمایا عمر کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام حج  
اور ہجرت پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتے ہیں (مسلم) حضرت ابو ہریرہ کی دو حدیثیں: <sup>۱</sup> اَنَا غَنِي الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ وَالْأَخْرَجَ الْكَبِيرُ يَارِوَالِي

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ سلسلہ ان حدیث میں اعتقاد کی بنیادی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ ظاہری اعمال سے اعتقاد کو زیادہ اہمیت  
حاصل ہے عقیدہ درست ہو تو نجات بالآخر یقینی ہے اچھے عمل بھی اچھے عقیدہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ عمل کی ضرورت نہیں یا  
نجات کیلئے اسے کوئی اہمیت حاصل نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ عقیدہ اصل ہے اور عمل فرع عقیدہ درست ہو تو عمل پر خود بخود اثر پڑتا ہے۔ قرآن مجید  
نے جہاں ایمان کا ذکر فرمایا ہے نیک عملوں کا ذکر بھی اسکے ساتھ ہی کیا ہے بلکہ اعلیٰ صحیح فریب کے مطابق ایمان کا جزو ہیں۔ (اسم) (حاشیہ صفحہ ۱۶۸)  
لے انبیاء کی عبدیت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس حدیث کو احمد، نسائی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اسمیں ایمانیات سب گناہ  
ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا کلمہ کہا کیونکہ آپ بغیر باپ کے کلہ کن سے پیدا ہوئے اور روح اللہ بھی کہا کہ ان کی روح بے واسطہ آئی یا اس لئے  
کہ انکی بدعت میں روح کی تاثیر تھی کہ مٹی کے پرندے انکی چونک سے زندہ ہو جاتے اور یہاں تندرست ہو جاتے۔

سلسلہ اسلام، حج اور ہجرت سے گناہوں کی معافی، عمرو بن عاص کی حدیث کو سعید بن منصور نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے  
اسلام، ہجرت اور حج تینوں کے متعلق فرمایا یہ اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اسلام اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو مطلقاً  
راتی و صفاً مٹا دے۔

فِي بَابِ الزِّيَادِ وَالْكَثْرَانِ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى .

## الفصل الثاني

۲۷۰۔ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يَدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْ أَمْرٍ عَظِيمٍ وَإِنَّهُ لَيَسْبِرُكَ عَلَيَّ مَنْ يَسْرُهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ تَعَبُّدُ اللَّهِ وَلَا تُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا وَتَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَتُوْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُوْمُوا رَمَضَانَ وَتَحْجُّوا الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ

رد اٹی بابا لوباد و اکبوس۔ میں ذکر کی جائیں گی (مصنف مصابیح نے نہیں بیان ذکر کیا ہے)

### دوسری فصل

۲۷۰۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے عرض کیا آپ مجھے ایسا عمل بتائیں جو جنت میں داخل کرے اور آگ سے دور کرے فرمایا تم نے بڑی بات دریافت کی لیکن یہ ان لوگوں پر آسان ہے جن کیلئے اللہ آسان کرے۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو اور رمضان میں روزے رکھو اور حج کرو۔ پھر فرمایا میں تمہیں بھلائی کے دروازے (یعنی) بخیر کر دیتا ہے خواہ وہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد۔ اور ہجرت اور حج صرف حقوق اللہ معاف کراتے ہیں حقوق العباد کی ان سے معافی نہیں ملتی۔ صحیح مسلم میں ہے کہ شہید کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں لیکن قرصہ اکومعاف نہیں ہوتا صاحب مصابیح نے حضرت ابوہریرہ کی یہ دو حدیثیں کہیں تمام شریکوں سے زیادہ شرکت سے بے نیاز ہوں اور بڑھائی میرا لباس ہے یہاں درج کی ہیں لیکن ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان کو ایسا لریا اور اکبر میں درج کریں کیونکہ ان کی زیادہ مناسبت انہی ابواب سے ہے۔

(عاشیہ صفحہ ۲۷۱)

۱۔ نیکی کے دروازے۔ یہ حدیث سنائی میں بھی ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بھلائی کے دروازے وہ ہیں جن سے بھلائی کے اندر آدمی داخل ہو سکے۔ روزہ دنیا میں گناہوں سے ڈھال ہے گناہ سے بچانا ہے اور آخرت میں عذاب الہی سے ڈھال بن کر بچانے کا۔ تہجد کی نماز بھی مجملہ ان اسباب کے ہے جن سے جنم کی آگ بجھ جاتی ہے۔ پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ان کے پہلو تڑوں سے الگ رہتے ہیں وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں سو کوئی آدمی نہیں جانتا جو ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ یہ ان کے عملوں کا بدلہ ہے۔ دین کا سر اسلام ہے یعنی توحید اور رسالت کا اقرار کہ اس کے بغیر اسلام رہ ہی نہیں سکتا جیسا کہ سرکٹ جانے کے بعد انسان کسی صحبت میں بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسلام کا ستون نما ہے جس طرح خیمہ ستون پر کھڑا ہوتا ہے اس کے بغیر گر جاتا ہے اسی طرح نماز کے بغیر دین قائم نہیں رہ سکتا۔ اونٹ کے جسم میں کوہان سب سے بلند جگہ ہے اسی طرح اسلام کی بلندی جہاد ہے اس کے بغیر اسلام سر بلند نہیں ہوگا۔ زبان کے عمل فیصلہ کن ہیں۔ توحید و رسالت کے اقرار سے نجات ہے یہ بھی زبان کا عمل ہے اور شریک کلمات کتنا غیر اللہ کو پکارنا اہمان سے حاجتیں مانگنا یہ بھی زبان کا عمل ہے جو دوزخ میں لے جانے والا ہے۔

عَلَىٰ أَبْوَابِ الْخَيْرِ الْقَوْمِ مَجْتَهٌ وَالصَّادِقَةُ تَطْفِي الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَوَةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ تَمْرٌ تَلَا تَتَجَانِي جُنُوبَهُمْ عَنْ الْمَضَاجِعِ حَتَّىٰ بَلَغَ يَعْمَلُونَ ثُمَّ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعُمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ قُلْتُ بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَأْسُ الْأَمْرِ الْأِسْلَامُ وَعُمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَايِكَةِ ذَٰلِكَ كُلِّهَا قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ فَقَالَ كُفَّ عَيْنُكَ هَذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخِدُونَ بِمَا نَنكُرُ بِهِ قَالَ تَكَلَّمَ أُمَّتُكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكْتُبُ النَّاسُ فِي النَّارِ عَلَىٰ وَجُوهِهِمْ وَأَعْلَىٰ مَنَاجِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ الْيَسِيَةِ يَهْرُرُونَ أَهْمًا وَالْتِمِذِيَّ وَابْنَ مَاجِمًا -

۲۸۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَابْتِغَىٰ لِلَّهِ وَأَعْطَىٰ لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَدَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ مَعَ تَقْدِيرٍ وَتَاخِيرٍ وَفِيهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ -

۲۹۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللَّهِ

بتاؤں روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی رات کی نماز پھر یہ آیت پڑھی تَتَجَانِي جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَعْمَلُونَ تک (سجہ) پھر فرمایا کیا میں تم کو اس امر (دین) کے سرستون اور پوٹی کا پتہ نہ دوں۔ میں نے عرض کیا حضرت ضرور فرمایا اس کا سر اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے اور اس کی پوٹی جہاد ہے پھر فرمایا کیا میں ان سب کی بنیاد تم کو نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا اللہ کے نبی ضرور بتائیے۔ حضرت نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا اسے روک لو میں نے عرض کیا باتوں پر بھی گرفت ہوگی فرمایا تمہیں موت آجائے باتیں ہی تو انسان کو منہ کے بل آگ میں گرائیں گی یا فرمایا باتیں ہی انسان کو نقتنوں کے بل گرائیں گی (راحمہ، ترمذی، ابن ماجہ)

۲۸۔ ابوامامہ فرماتے ہیں آنحضرتؐ فرمایا جو شخص اللہ کیلئے محبت رکھے اسی کیلئے دشمنی کرے اللہ ہی کیلئے دے اور اللہ ہی کیلئے نکل کرے اس نے ایمان کو کامل فرمایا (ابوداؤد، ترمذی نے معاذ بن انسؓ کی قد تقیہ موت تاخیر سے روایت کیا میں استکمل الیما ت کے الفاظ ہیں ۲۹۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا سب عملوں سے افضل اللہ کے لیے محبت اور اللہ ہی کی راہ میں

لَهُ پوری آیت اس طرح تَتَجَانِي جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُسْتَفْتُونَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سجہ) اس آیت

میں تہجد دعا اور صدقہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یہ آیت تہجد کے متعلق حدیث کی تائید کرتی ہے۔ (۱۴)

۳۰۔ کامل مومن کی علامات :- ان چار چیزوں میں اخلاص سب سے زیادہ مشکل ہے جو ان میں خلوص پیدا کرے گا (باقی صفحہ ۱۳۶)

وَابْغَضَ فِي اللَّهِ رَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ -

۳۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُونَ سَامَ الشُّهُونِ مِنْ لِسَانِهِ وَيُدَاهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنْ أَمْنِهِ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ رَوَاةُ التِّرْمِذِيُّ وَالتَّسَاتِي وَمَرَادُ الْيَقِينِي فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ بِرَوَايَةِ فَضَالَةَ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَا نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذَّنُوبَ -

۳۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمْنَا حَظِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَقَالَ لِلْإِيمَانِ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُمْ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ رَوَاةُ الْيَقِينِي فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ -

### الفصل الثالث

۳۲۔ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ

بغض ہے (ابوداؤد)

۳۰۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں اور وہی وہ ہے جس سے لوگ اپنے مال اور جان کے متعلق بیخوف ہوں (ترمذی، نسائی، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت فضالک روایت سے یہ لفظ زیادہ کیے ہیں مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اللہ کی اطاعت میں اور مجاہد وہ ہے جو غلبوں اور گناہوں کو ترک کرے۔

۳۱۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ آنحضرت نے ہمیں کوئی خطبہ ایسا نہیں دیا جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں جو عہد کا، پابند نہیں۔ اہل کادین نہیں (شعب الایمان بیہقی)

### تیسری فصل

۳۲۔ عبادہ بن صامت فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے جو شخص شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ انشاء اللہ اس کا سارا دین خالص ہو جائے گا۔ اور خالص ہو گیا تو مکمل ہو جائے گا۔

لہ کامل مسلمان کی علامات :- یہ حدیث مستدرک حاکم میں بھی ہے۔ مطلب یہ ہے صحیح اور پورا پورا مسلمان اور مومن تب ہی ہوتا ہے جبکہ اپنی زبان کو لوگوں کے گلہ۔ غیبت اور گالی گلوچ سے محفوظ رکھے اور ہاتھ کو لوگوں کو ایذا دینے۔ مارنے۔ لوٹنے اور چوری کرنے سے محفوظ رکھے ورنہ ایسا آدمی فاسق کہلائے گا۔ کافر نہیں کہلائے گا۔ فاسق مسلمان ہوگا۔

۳۔ اصلی مجاہد مجاہد کون ہے۔ دشمن سے جہاد کی نوبت تو کبھی کبھی آتی ہے لیکن نفس اور شیطان سے ہر وقت جہاد کی ضرورت ہے اسی طرح ہجرت وطن کی نوبت تو کبھی آئے گی اور ہجرت معصیت کی ہر وقت ضرورت ہے تو اصلی مجاہد مجاہد نفس ہے اور (دقیقہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

اصلی مجاہد گناہ کو چھوڑ دینے والا ہے۔

شَرِهَذَا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَزَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّاسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۳۳۔ وَعَنْ عَثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۴۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ مُؤِجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُؤِجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَاتَ يُشِيرُكَ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ قَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا قَعُودًا أَحْوَلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي نَفَرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا فَأَبْطَأَ

اور محمد صلعم اس کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام کر دیتے ہیں (مسلم)

۳۲۔ حضرت عثمانؓ سے مروی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص اس حالت میں مرے کہ اسے یقین ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا (مسلم)

۳۴۔ جابرؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا دو چیزیں واجب کرنے والی ہیں ایک آدمی نے دریافت کیا واجب کرنے کا کیا مطلب ہے فرمایا جو شرک کرتے کرتے مر گیا وہ آگ میں داخل ہوگا اور جو موت آئے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھتا ہو جنت میں داخل ہوگا (مسلم)

۳۵۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ہم آنحضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور صحابہ کی ایک جماعت تھی آنحضرتؐ ہم میں اٹھ کر چلے گئے اور بہت دیر کی اور ہمیں غصہ پیدا ہو گیا کہ حضرت کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے ہم گھر کر کھڑے ہو گئے میں سب سے پہلے

بھاگتا ہوں دیندار کی علامات کیا ہیں؟ اس حدیث کو احمد، ابویعلیٰ، بخاری، طبرانی، ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ امانت میں خیانت کرنے سے بڑے بڑے مفاسد پیدا ہوتے ہیں، حرام مال کھانے پر جرأت، لوگوں پر ظلم، خدا تعالیٰ کا نافرمانیسا آدمی مومن کی وہ سکتا ہے اور معاہدہ کر کے دھوکہ کرنا منافق کی علامت ہے مومن کی نہیں۔ (حاشیہ صفحہ ۱۶۸)

۱۔ توحید کو ماننے والا جنتی ہے۔ اگر صرف کتابی مراد لیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے خلودنی تاریخی ہمیشہ و مدخ میں رہنا حرام ہے اور اگر توحید کے مفہوم میں عبادت اور بندگی بھی شامل ہو اور رسالت کے اقرار میں سنت کی پیروی بھی شامل ہو تو ابتدا ہی اس پر آگ حرام ہوگی ویسے اگر خدا تعالیٰ کسی کو گناہ سر سے سے ہی معاف کریں تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور ابویعلیٰ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔

۲۔ نجات صرف توحید پر ہے۔ اس حدیث کو امام احمد، ابوداؤد، ابویعلیٰ، ابونعیم، ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد طیالسی نے روایت کیا ہے۔ مطلب وہی ہے جو اوپر کی حدیث کا ہے۔  
باقی حاشیہ پر صفحہ ۱۶۸

عَلَيْنَا وَخَشِينَا أَنْ يُفْتَضَحَ دُونَنَا وَفِرَعْنَا فَمَقَمْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَرِعَ فَخَرَجْتُ أَنْبَتِي  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَارِ قَدَرْتُ بِهِ كَهْلَ  
أَحَدِكُمْ يَا أَبَا فُلَيْحٍ فَإِذَا رَيْعٌ يَدْخُلُ فِي جُوفِ حَائِطٍ مِنْ بَيْتٍ خَارِجِيًّا وَالرَّيْعُ الْجَدْوَلُ  
قَالَ فَاحْتَضَرْتُ فَمَا حَدَّثَ عَلِيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ كُنْتُ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَمُتَّ فَاكْبَأْتُ عَلَيْنَا فَخَشِينَا أَنْ  
تُفْتَضَحَ دُونَنَا فَفِرَعْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَرِعَ فَأَتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ فَاحْتَضَرْتُ كَمَا مَجْتَهَدُ  
الْتَعَلْتُ وَهُوَ لِرَاءِ النَّاسِ وَرَأَيْتِي فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ فَقَالَ إِذْ هَبْ بِنَعْلَيْ هَاتَيْنِ  
فَمَنْ لَيْعِيكَ مِنْ رَمَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْرَهُمَا أَنْ كَرَاهِي إِلَّا اللَّهُ مُسْتَبِقْنَا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ  
فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَيْعِيكَ عُمَرُ فَقَالَ مَا هَاتَيْنِ اللَّعْلَيْنِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ هَاتَيْنِ نَعْلَا رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعْنَتِي بِهِمَا مَنْ لَيْعِيكَ يَشْرَهُمَا أَنْ كَرَاهِي إِلَّا اللَّهُ مُسْتَبِقْنَا بِهَا قَلْبُهُ  
بَشَّرْتَهُ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بَيْنَ تِلْدَائِي فَخَرَرْتُ لِاسْتَيْ فَقَالَ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ

گھرایا اور آپ کی تلاش میں نکلا میں انصار کے ایک قبیلہ بنو بخار کے باغ کے پاس آیا میں نے پھر کمر اس کے دروازہ کی تلاش  
کی دروازہ مجھے نہ مل سکا البتہ باہر کے کسی کنوئیں سے نالی باغ میں جاری تھی میں نالی سے باغ میں داخل ہو گیا اور آنحضرت کے  
پاس پہنچ گیا حضرت نے پوچھا ابو ہریرہ ہے وہیں نے عرض کیا ہاں فرمایا تمہارا کیا حال ہے میں نے عرض کیا آپ ہم لوگوں میں  
تشریف رکھتے تھے آپ تشریف لے آئے اور آپ نے دیر کی مہین ظہرہ ہوا کہ جناب کو کوئی نقصان پہنچے ہم گھمرائے میں پہلے گھبرا  
کراس باغ میں پہنچا اور میں لومڑی کی طرح سگڑا اور داخل ہو گیا، اور لوگ میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ آپ نے (نشانی کیلئے)،  
مجھے اپنی دونوں جوتیاں دیں اور فرمایا یہ دونوں جوتے لے جاؤ اس دیوار سے باہر جو شخص تمہیں لے تو جہد کی شہادت دیتا ہو اور اس  
کے دل میں اس پر یقین ہو اسے جنت کی بشارت دینا سب سے پہلے میں حضرت عمر سے ملا انہوں نے دریافت فرمایا ابو ہریرہ  
یہ دونوں جوتے کیسے ہیں میں نے عرض کیا یہ آنحضرت کے دونوں جوتے ہیں آپ نے مجھے دے کر مجھ سے کہ میں جس کو  
ملوں اور اسے کلمہ توحید پر یقین ہو اور وہ اس کی شہادت دیتا ہو میں اسے جنت کی بشارت دوں حضرت عمر نے مجھے سینے  
پر مارا میں پیٹھ کے بل گر گیا فرمایا ابو ہریرہ واپس جاؤ میں حضرت کے پاس واپس آیا اور میں ہچکیاں لے رہا تھا اور حضرت عمر  
میرے پیچھے میرے قدموں پر آ رہے تھے حضرت نے فرمایا ابو ہریرہ تمہیں کیا ہوا میں نے عرض کیا میں حضرت عمر کو ملا میں نے  
انہیں آپ کا پیغام دیا جس کے لیے جناب نے مجھے بھیجا تھا عمر نے میری چھاتی میں مارا میں پیٹھ کے بل گر گیا اور کہا واپس چلاؤ  
(ذیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اسے اس کو امام احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور مطلب وہی ہے جو اوپر آ رہا ہے۔

إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْرَهِنَّتْ بِالْبُكَاءِ وَرَكِبَتْنِي عَمْرٌ وَإِذَا هُوَ عَلَى أَنْزَى فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَاهُ يَزِيدَةُ قُلْتُ لَقِيْتُمْ عَمْرًا فَأَخْبَرْتَهُ بِالْبُكَاءِ  
بَعَثْتَنِي بِهِ فَضْرِبَ بَيْنَ شَدَائِي فَضْرِبَةَ خَدْرَتِي لِإِسْتَيْتِي فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَمْرُ مَا حَمَدْتُكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي ابْعَثْتُمْ

آنحضرت نے فرمایا عمر! تم نے ایسا کیوں کیا حضرت عمرؓ نے  
عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا آپ نے  
ابوہریرہ کو جوتے دے کر بھیجا کہ جو اسے توحید کا اقرار کرتا ہوا ملے وہ اسے جنت کی بشارت دے حضرت نے  
فرمایا ہاں حضرت عمر نے کہا ایسا مت کیجئے مجھے خطرہ ہے کہ لوگ بھروسہ کریں گے انہیں ان کی حالت پر

اس حدیث کا ایک شاہد طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے۔ بنو نجار انصار کا ایک قبیلہ تھا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت  
عبدالمطلب کی شادی ہوئی تھی۔ آنحضرت کے والد حضرت عبد اللہ اپنے نسال کو مدینہ منورہ ملنے آئے ہوئے تھے کہ یہاں ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس حدیث  
سے صحابہ کی محبت کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس قدر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جاں نثاری پر تیار رہتے تھے کہ جب آپ کو کچھ دیر لگ  
گئی تو سب صحابہ بے چین ہو گئے اور اٹھ کر تلاش کرنے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ کے سینہ پر جو ہاتھ مارا اس کا مطلب  
ان کو تکلیف دینا نہیں تھا بلکہ ان کو ہشیار اور خبردار کرنا مقصود تھا چونکہ وہ بے خبری میں کھڑے تھے گپڑے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
اس ارشاد کو بجا سمجھا کہ جو شخص بچے دل سے خدا تعالیٰ کی توحید کا قائل ہو اسے جنت کی خوشخبری ملنی چاہئے لیکن حضرت عمر نے خود کیا کہ آج کل  
مسلمانوں کے جو حالات ہیں وہ بڑے محنت طلب ہیں جہاد کی بڑی سخت ضرورت ہے اس لیے اگر ان کو یہ سنا دیا گیا کہ صرف توحید و رسالت کے  
اقرار سے نجات ہو جائیگی تو کئی جاہل لوگ اس کا صحیح مطلب نہ سمجھ سکیں گے اور عمل چھوڑ دیں گے چنانچہ اسی مصلحت کو جب حضرت عمر نے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے بھی اسے درست تسلیم کیا اور ابوہریرہ کو کہہ دیا کہ چلو رہنے دو یعنی بشارت سنانے کا مقصد تو  
یہی تھا کہ لوگ خوش ہو جائیں لیکن دوسری طرف احتمال ضرر بہت زیادہ تھا۔ اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوئے مثلاً دین کی تبلیغ کرنا کسی دوسرے  
کو تبلیغ کے لیے بھیجنا۔ تعلق دالوں کی جگہ میں بے اجازت چلے جانا۔ مصلحت کے پیش نظر بعض باتوں کو وقتی طور پر چھپی رکھنا۔ رعیت کا اپنے  
بادشاہ کے فیصلہ پر بدائے نئی کرنا اور اگر رعیت کی بات درست ہو تو بادشاہ کو اپنی رائے کا واپس لے لینا۔

حضرت عمر کا نشانہ یہ تھا کہ آپ نے توحید کی اہمیت جتانے کے لیے بشارت دی ہے آپ کا یہ مقصد نہیں کہ لوگ اعلیٰ خیر ترک کر دیں لیکن اس بشارت  
سے لوگوں کو مخاطب ہو گا وہ یہ بھیجیں گے کہ اعمال صالحہ کی نجات کیلئے ضرورت نہیں بس توحید کا اقرار اور شہادت کافی ہے حالانکہ شریعت کا یہ تشا نہیں  
ہے وہاں ایمان اور عمل دونوں ضروری ہیں اس لیے عوام کو مخاطب میں ڈالنا مناسب نہیں آنحضرت نے حضرت عمر کی رائے کو صحیح اور مناسب سمجھ کر  
قبول فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ عوام کے سامنے ایسے مسائل بیان نہیں کرنے چاہئیں جن سے انکو غلطی گننے کا اندیشہ ہو (مردم)



أَبَاهُمْ يَزِيدُ بِنِعْمَتِكَ مَنْ لَقِيَ يَشْمَهُدًا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَبِقًا بِهَا قَلْبُهُ بِبَشَرٍ بِالْبَحْتَةِ قَالَ نَعَمْ  
قَالَ فَلَا تَفْعَلْ نَافِي أَخْشَى أَنْ يَشْكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِعَهُمْ يَعْمَلُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلِعَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۶. وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ

أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۳۷. وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنْ رَجَا لَأَمِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ  
تَوَفَّي حَزَنُوا عَلَيْهِ حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يُوَسْوِسُ قَالَ عُثْمَانُ وَكُنْتُ مِنْهُمْ فَبَيَّتَ أَنَا جَالِسٌ مَرَّ عَلَيَّ  
عُمَرُ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَعْرَبَهُ فَأَشْتَكِي عُمَرَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ حَتَّى لَقِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا شَحْرًا قَبْلَ حَتَّى سَلَّمَ عَلَيَّ جَمِيعًا  
فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا حَمَلَكَ أَنْ لَا تَرُدُّ عَلَيَّ أَجِيثَ عُمَرَ سَلَامَةً قُلْتُ مَا فَعَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ بَلَى  
وَاللَّهِ لَقَدْ فَعَلْتُ قَالَ قُلْتُ وَاللَّهِ مَا شَعَرْتُ أَنَّكَ مَرَّرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقَ عُثْمَانُ  
فَدَا شَعْدَكَ عَنْ ذَلِكَ أَمَرَ فَعَلْتُ أَجَلُ قَالَ مَا هُوَ قُلْتُ تَوَفَّي اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھوڑوں کی روہ عمل کریں تو آنحضرت نے فرمایا انہیں اپنے حال پر پھوڑو (مسلم)

۳۶۔ معاذ بن جبل فرماتے ہیں آنحضرت نے مجھے فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی شہادت دینا جنت کے دروازوں

کی، چابیاں ہیں (احمد)

۳۷۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ بہت سے صحابہ آنحضرت کی وفات کے وقت گھبراتے یہاں تک کہ بعض کے دلوں میں کئی قسم کے  
خیالات آنے لگے حضرت عثمان فرماتے ہیں میں بھی ان (غمزدہ) لوگوں سے تھا میں کسی وقت بیٹھا تھا حضرت عمرؓ سے اور سلام  
کہا لیکن میں نے نہیں سنا حضرت عمر نے اس واقعہ کی شکایت حضرت ابوبکرؓ سے کی وہ دونوں اٹھے اور مجھے اکٹھے سلام کہا حضرت  
ابوبکر نے فرمایا تم نے اپنے بھائی عمر کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا میں نے عرض کیا میں نے ایسا نہیں کیا حضرت عمر نے فرمایا واللہ  
تم نے ایسا ہی کیا ہے میں نے کہا مجھے تمہارے گندے اور سلام کہنے کا علم ہی نہیں حضرت ابوبکر نے فرمایا عثمان صحیح فرماتے ہیں تمہیں کسی  
دوسرے کام میں مشغولیت ہوگی میں نے عرض کیا ہاں فرمایا وہ کیا مشغولیت تھی میں نے کہا آنحضرت اللہ کے حکم سے فوت ہو گئے اور تم  
آنحضرت سے اس امر (دین) کی نجات کے متعلق کچھ نہیں پوچھا حضرت ابوبکر نے فرمایا میں نے آنحضرت سے اس کے متعلق سوالی

سے نجات کا دار و مدار تو حید پر ہے۔ اس حدیث کو امام احمد اور بزار نے بھی روایت ہے۔ لا الہ الا اللہ کو جنت کی چابی فرمایا  
وہب بن منبہ کی حدیث میں ہے کہ چابی کے ساتھ دند اٹنے بھی ہوتے ہیں اور جب تک دند انوں کی نوک پلک بالکل صحیح نہ ہوتا لا انہیں کھٹا اسی طرح  
لا الہ الا اللہ کے دند اٹنے تک اعمال ہیں کہ آدمی اور ام کو بجالائے اور تو ابھی سے باز رہے۔

قِيلَ اَنْ نَسْأَلَ عَنْ نَجَاةِ هَذَا الْاَمْرِ قَالَ اَبُو بَكْرٍ لَقَدْ سَأَلْتَهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَمِنْتَ اِلَيْهِ وَقُلْتَ لِمَا يَا بَنِي اَحْقَبُ بِهَا قَالَ اَبُو بَكْرٍ قُلْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا نَجَاةُ هَذَا الْاَمْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَبِلَ مِنِّي الْكَلِمَةَ الَّتِي عَرَضْتُ عَلَى عَتِي فَرَدَّهَا فَرَى لَهُ نَجَاةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ . ۳۸ . وَعَنِ الْمَقْدَادِ اَنْهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَبْقَى عَلَى ظَهْرِ الْاَرْضِ يَبِيْتُ مَمْدُوْرًا وَلَا وِبْرًا اِلَّا اَدْخَلَهُ اللهُ كَلِمَةَ الْاِسْلَامِ بِعَبْرٍ عَزِيْزٍ وَذَلَّ ذَلِيْلٌ اِمَّا يَعْزُهُمُ اللهُ فَيَجْعَلُهُمْ مِنْ اَهْلِهَا اَوْ يَبْنِيْ لَهُمْ فَيَايُمُوْنَ كَهَا قُلْتُ فَيَكُوْنُ السَّيِّئُ كُلُّهُ لِلَّهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ . ۳۹ . وَعَنْ وَهْبِ بْنِ مُنْبَهٍ قِيْلَ لِمَا لَيْسَ لِاَلِلهِ اِلَّا اللهُ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحُ الْاَوَّلِ اَسْنَانٌ فَرَأَى جَنَّتْ بِمِفْتَاحٍ لَهُ اَسْنَانٌ فَبَعَثَ لَكَ وَالْاَسْنَانُ رِفَاتُكَ لَكَ

کیا تھا میں حضرت ابوبکر کے پاس کھڑا ہو گیا اور عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ہی اس سوال کے زیادہ مخفدار تھے حضرت ابوبکر نے فرمایا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اس امر کی نجات کیسے ہوگی فرمایا جس شخص نے مجھ سے وہ کلمہ قبول کر لیا جسے میں نے اپنے چچا کے سامنے پیش کیا تھا اور اس نے انکار کر دیا تھا یہی کلمہ اس کی نجات کا سبب ہے (احمد) ۳۸۔ مقداد فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا زمین پر کوئی مٹی کا گھر (مکان) اور اون کا گھر (خیمہ) نہیں رہیگا مگر اسلام اس میں داخل ہو کر رہیگا کوئی عزت سے مانے یا ذلت سے مگر جو لوگ اسے عزت سے قبول کریں گے وہ اسکے اہل (محافظ) ہونگے یا وہ ذلت کیساتھ اسکی اطاعت کریں گے۔ میں نے کہا نیکون السین کلمہ للہ (دوبارے کا پورا دین اللہ کے لیے ہوگا) (احمد)

۳۹۔ وہب بن منبہ سے کہا گیا کیا کلمہ توحید جنت کی چابی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں مگر یہ چابی کے دہمانے ہوتے ہیں لہ اس حدیث کو ابویعلیٰ، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، بیہقی، سید بن منصور، طبرانی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت انبار سا نوحہ تھا کہ بڑے بڑے صحابہ کے ہوش و حواس معطل ہو گئے۔ خود حضرت عمر کی حالت بھی تو اسی طرح ہو گئی تھی کہ تلوار پر کڑ کر کہنے لگے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت کا انتقال ہو گیا میں اس کا سر اتار دوں گا پھر صدیق اکبر کے خطبے سے ہوش و حواس بجا ہوئے عثمان بھی اپنے خیال میں ایسے تھے کہ حضرت عمر کے آنے اور سلام کرنے کا ان کو مطلق علم نہ ہوا۔ سوچ یہ رہے تھے کہ اسلام میں نجات کا دار و مدار کس بات پر ہے سو حضرت صدیق نے فرمایا کہ میں نے پوچھ لیا تھا۔ نجات کا دار و مدار توحید پر ہے۔

۴۰ حدیث میں دوسو سہ کہ مبادی بن ختم نہ ہو جائے اور نجات دو امر قابل غور ہیں بعض کا خیال ہے دوسرہ اسلام کی صداقت میں تھا یہ صحیح نہیں کبار صحابہ کا مقام اس سے کہیں اونچا ہے وہ اسلام کے متعلق ہدگمان نہیں ہو سکتے اس سے مراد خیالات ہیں حقنے کے زمانہ میں ایسے خیالات دل میں آنا قدرتی چیز ہے مشکل اوقات میں انبیاء تک حتی نصر اللہ (اللہ کی مدد کب ہوگی) کہہ دیتے تھے۔ یہ خیالات دین اور اسلام کی صداقت کے متعلق نہیں بلکہ ان مشکلات میں کامیابی کے متعلق تھے جو ہر مسلم الایمان اور سچے مسلمان کے دل میں (باقی بر صفحہ آئندہ)

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَرْجُمَةِ بَابٍ.

۴۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلْ حَسَنَةً يَعْمَلُهَا تَكْتَبُ لَهُ بِعَشْرٍ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تَكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۴۱. وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْإِيمَانُ قَالَ إِذَا اسْرَتَكَ حَسَنَتُكَ وَسَأَتَكَ سَيِّئَتُكَ فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا الْإِسْلَامُ قَالَ إِذَا

اگر چاہی کے دندائے ہو گئے تو دروازہ کھل جائے گا ورنہ نہیں کھلے گا بخاری نے ترجمہ باب میں اس کو روایت کیا ہے۔  
۴۰۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں جب تم اسلام کو درست کرو گے تو تمہاری ہر نیکی کی جزا اس گنا سے سات سو گنا تک لکھی جائیگی اور برائی پر  
کی پوری لکھی جائے گی یہاں تک کہ (انسان) اللہ سے جائے (بخاری - مسلم)

۴۱۔ ابوامامہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ ایمان کیا چیز ہے فرمایا جب تمہیں تمہاری نیکی اچھی معلوم ہو تو تم صحیح مومن ہو۔ اس نے پوچھا گناہ کیا چیز ہے فرمایا جب تمہارے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو اسے چھوڑ  
(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) پیدا ہو سکتے ہیں وہ ان مشکلات سے فطری کے متعلق سوچتا ہے کہ ان سے نجات کیسے ہوگی حضرت عثمان کا اس طرح انہما  
سے سوچنا ایمان کی پختگی کی دلیل ہے حضرت ابوبکر کے جواب سے انکی تسلی ہو گئی کہ ان مشکلات سے کامیاب نجات پانے کا ذریعہ کلمہ توحید پر  
پختہ ایمان ہے جو لوگ اس سے صحابہ کے ایمان کی کزوری سمجھتے ہیں ان کے اپنے ایمان کزور ہیں۔ (ام)

۳۳ اسلام ہر جگہ پہنچے گا۔ اس حدیث کو حاکم، طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہاں زمین سے مراد عرب کی زمین ہے یا تو  
لوگ مسلمان ہو جائیں گے اور یا پھر جزیرہ سے کزولت کی زندگی بسر کریں گے غلبہ صرف خدا کے دین اسلام کا ہوگا۔ (حاشیہ صفحہ ۲۱)  
۳۴ ایمان کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں موصول بھی روایت کیا ہے اور اسی  
طرح سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اس کو بہ سند حسن روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب اوپر بیان ہو چکا ہے۔ تالا نہ کھٹنے کا مطلب یہ  
ہے کہ اول ہی سے نہ کھلے گا ورنہ بالآخر تو کھل ہی جائے گا۔

۳۵۔ یہ حدیث مشہد امام احمد اور بیہقی میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت بے غانت ہے کہ کم از کم ایک نیکی کا اجر دس گنا مل جاتا ہے۔ پھر سزا  
خلوص، عقیدت اور جوش عمل بڑھتا جائے گا۔ اجر میں اضافہ ہوتا جائے گا سات سو گنا تک بلکہ اس سے بڑھ کر چودہ سو گنا تک اور اس کے  
بعد اور بھی فضل خداوندی میں گنجائش ہے پھر رمضان شریف میں ہر اجر ستر گنا تک بڑھ جائے گا مثلاً ایک کام کا اجر اگر چودہ سو تک جانا  
تھا تو رمضان شریف میں ۹۸۰۰۰ تک بڑھ جائے گا اور اگر یہی نیکی بیت اللہ شریف میں ادا کی جائے گی تو ایک لاکھ گنا اور بڑھ جائیگی۔  
اللی تیری نوازشوں کے قربان۔

حَالَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ فَكَاعْبَهُ رُوَاهُ أَحْمَدُ .

۴۲ :- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ مَعَكَ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ قَالَ حُرٌّ وَعَبْدٌ مَا قُلْتُ مَا إِلَّا سَلَامٌ قَالَ طَيْبٌ الْكَلَامِ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ قُلْتُ مَا إِلَّا إِيْمَانٌ قَالَ النَّصْرُ وَالسَّمَاخَةُ قُلْتُ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدَيْهِ قَالَ قُلْتُ أَيُّ الْإِيْمَانِ أَفْضَلُ قَالَ خُلِقَ حَسَنٌ قَالَ قُلْتُ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ قَالَ طَوْلُ الْقُبُورِ قَالَ قُلْتُ أَيُّ الْهَجْرَةِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ قَالَ قُلْتُ أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ مَحْتَمِرًا جَوَادَةً وَأُهْرِيَّتَ دُمَةً قَالَ قُلْتُ أَيُّ السَّاعَةِ أَفْضَلُ قَالَ جَوْتُ اللَّيْلِ الْآخِرِ رُوَاهُ أَحْمَدُ .

دو (احمد)

۴۲ - عمرو بن عبسہ فرماتے ہیں میں حضرت کے پاس آیا میں نے عرض کیا آپ کے ساتھ اس امر دین میں کون کون ہے فرمایا آزاد اور غلام میں نے کہا اسلام کیا چیز ہے فرمایا اچھی گفتگو اور (مسکین کو) کھانا کھلانا میں نے عرض کیا ایمان کیا چیز ہے فرمایا صبر کرنا اور سخاوت کرنا اس نے کہا کونسا اسلام افضل ہے فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں میں نے عرض کیا ایمان کونسا افضل ہے فرمایا اچھے اخلاق میں نے پوچھا نماز کونسی افضل ہے فرمایا جس میں قیام لمبا ہو میں نے عرض کیا ہجرت کونسی افضل ہے فرمایا جسے اللہ نے ناپسند کیا اسے ترک کر دو میں نے پوچھا جہاد کونسا افضل ہے فرمایا جو خود بھی شہید ہوا اور اس کا گھوڑا اچھی کاٹ دیا گیا میں نے دریافت کیا کونسا وقت افضل ہے فرمایا آخری رات کا درمیانہ حصہ (احمد)

۱۷ ایمان کی نشانیاں کیا ہیں :- اس حدیث کو ابن جریر، بیہقی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور امام حاکم نے ابو موسیٰ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ آنحضرت نے ایمان کی علامت یہ بیان فرمائی کہ اسے نیکی سے محبت ہو اور برائی سے نفرت اور اسی طرح یہ بھی کہ وہ برائی اور بھلائی میں تمیز کر سکے جس طرح زندہ آدمی کا جسم سردی گرمی محسوس کرتا ہے۔ کرلوی۔ میٹھی۔ کیسل اور نمکین چیزوں میں تمیز کرتا ہے اسی طرح اگر ایمان یعنی روح زندہ ہو تو وہ بھلائی اور برائی میں تمیز کرتا ہے اور نیکی سے خوش ہوتا ہے اور برائی سے نفرت کرتا ہے۔

۱۸ ہجرت کا معنی کیا ہے :- اس حدیث کو احمد، طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ ہجرت کئی طرح کی ہے ایک حبشی ہجرت تھی اور یہ دینی ہجرت تھی کہ جب مسلمانوں کا کوئی ٹھکانا بن جائے تو آجائے۔ دوسری دین کی ہجرت تھی اور یہ زندگی بھر کھینٹے تھی اور ایک وہ تھی کہ لوگ دین سیکھنے کیلئے آپ کے پاس آتے اور کامل ترین ہجرت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نیت پر یہ چیزوں کو آدمی ترک کر دے۔ رات کا آخری چوتھائی خاص رحمت خداوندی کا وقت ہے۔

۴۳۳ :- وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَقِيَ اللَّهَ  
لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَيُصَلِّيَ الْخَمْسَ وَيُصُومُ رَمَضَانَ عَفِيراً لَهَا قُلْتُ أَفَلَا أُبَشِّرُهُمْ بِرَسُولِ  
اللَّهِ قَالَ دَعَهُمْ يَعْمَلُوا رَوَاهُ أَحْمَدُ -

۴۳۴ :- وَعَنْهُ أَنْتَهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَفْضَلِ الْإِيمَانِ قَالَ أَنْ تُحِبَّ  
لِلَّهِ وَتُبْغِضَ لِلَّهِ وَتُعْمَلَ لِسَانَكَ فِي ذِكْرِ اللَّهِ قَالَ وَمَاذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَأَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ  
مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ -

۴۳۳ - معاذ بن جبل فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے جو شخص اللہ کو ملے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ  
سمجھتا ہو اور پانچ نمازیں ادا کرے رمضان کے روزے رکھے اسے بخش دیا جائے گا میں نے عرض کیا میں یہ بشارت لوگوں  
کو سنا دوں؟ فرمایا ان کو عمل کرنے دو (احمد)

۴۳۴ - حضرت معاذ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے دریافت کیا افضل ایمان کونسا ہے فرمایا اللہ کے لیے محبت کرو اللہ  
ہی کے لیے بغض رکھو اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں استعمال کرو میں نے عرض کیا کوئی اور بات یا رسول اللہ فرمایا لوگوں  
کے لیے وہ چیز پسند کرو جسے اپنے لیے پسند کرتے ہو اور ان کے لیے ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو (احمد)



## بَابُ الْكِبَائِرِ وَعَلَامَاتِ النِّفَاقِ

### الفصل الأول

۳۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُمَّي الدَّائِبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَدْعُو اللَّهَ بِنَدَائِهِ أَوْ هُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أُمَّي قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ حَشِيئَةً أَنْ يُطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أُمَّي قَالَ أَنْ تُرْفِيَ حَبِيلَةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيْقَهَا وَالدِّينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ إِلَّا بِمَتْنَقٍ عَلَيْهِ.

## کبیرہ گناہ اور نفاق کی علامتیں

### فصل اول

۳۵۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی اور کو پکارنا حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے اس نے کہا پھر اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ بیٹھ کر کھائے گا اس نے کہا پھر کونسا آپ نے فرمایا پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرنا اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق فرمائی وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ اور وجود کو نہیں پکارتے اور نہ ہی کسی جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا مگر حق کے ساتھ اور نہ ہی زنا کرتے ہیں اللہ یہ ۵۸ دیکھو۔ بخاری۔ مسلم

۱۔ ہر ایک معصیت ناپسندیدہ ہے۔ قانون توڑنا بہر حال جرم ہے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ اسلام میں گناہ کے مراتب ہیں یہ مراتب نیت یا اثر کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں پھر کبھی تو جرم کی سزا سے گناہ کا کبیرہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور کبھی الفاظ کی شدت سے بھی وجہ سے کماغم نے ان کی تعداد میں اختلاف کیا ہے بعض نے کسی وجہ کو ملحوظ رکھا اور بعض نے کسی اور کو حالانکہ وہ سب وجوہات معتبر ہیں۔ امام ابن قیم نے اعلام الموقعین میں ایک طویل فہرست مرتب کی ہے جو بہت حد تک جامع فہرست ہے ان کی تعداد ۱۹۷ ہے ص ۲۲ جلد ۲ مطبوعہ ہند۔

صغیرہ گناہ وہ ہیں جو معمولی نوعیت کے ہیں لیکن زیادہ کھنا چاہئے کہ صغیرہ پر اگر ضد اور امر کرنا جائے تو وہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔

نفاق کی دو قسمیں ہیں عملی اور اعتقادی۔ عمل نفاق تو یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا جائے مگر بولنا، وعدہ توڑنا، امانت میں خیانت کرنا۔ گالی دینا وغیرہ اور اعتقادی نفاق یہ ہے کہ ایمانیات کی تصدیق دین نہ ہو۔ اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے بلکہ کفر سے بھی بدتر ہے پہلے نفاق سے آدمی مرتد نہیں ہوتا۔ (اسم)



عَبَّاسٍ كَيْفَ يُنَزِّعُ الْإِيْمَانَ مِنْهُ قَالَ هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَا يَكُونُ هَذَا أَمُومًا تَأْمَامًا وَلَا يَكُونُ لَهُ نُورٌ الْإِيْمَانِ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ -

۴۹:- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ نَرَاكَ مُسْلِمًا وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا إِذَا حَدَّثَ كَذَابًا وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا أُؤْتِمِنَ خَانَ -

۵۰:- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ الرَّفَاقِ حَتَّى

دان لوگوں سے، ایمان کیسے کھینچا جاتا ہے۔ ابن عباس نے تشبیہ کر کے انگلیاں کھول دیں فرمایا اس طرح اگر توبہ کرے تو ایمان آسما طرح واپس لوٹ آتا ہے پھر تشبیہ کی۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری) فرماتے ہیں یہ پھر بھی اپنی امومن نہیں ہوتا نہ ہی اسے ایمان کا نور ملتا ہے۔ یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

۴۹- ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں منافق کی تین نشانیاں ہیں مسلم کی روایت میں ہے اگرچہ وہ نماز روزہ ادا کرے اور اپنے آپ کو مسلم خیال کرے پھر دونوں نے اتفاق کیا جب بات کرتا ہے بھوٹ بولتا ہے وعدہ کرے تو اسکے خلاف کرتا ہے اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

۵۰- عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے آنحضرتؐ نے فرمایا چار چیزیں جس آدمی میں ہوں وہ خالص منافق ہوتا ہے جس میں ایک عادت نفاق پائی جائے اس میں اسی قدر نفاق ہوگا یہاں تک کہ اسے ترک کر دے جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب گفتگو لے تشبیہ۔ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے میں ڈال دینا۔ (اسم)

۳۔ کبیر سے گناہ مومن کی شان نہیں۔ اس حدیث کے بعض اہم ابواب اور اسٹیٹس میں بھی ہیں اور طبرانی اور طبری میں بھی یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔ یہ جو فرمایا کہ زانی زنا کے وقت مومن نہیں رہتا اس کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ اسکو نمبر کے معنی پر عمول کیا جائے اس صورت میں مومن ہی ہوں گے کہ واقعی مومن نہیں رہتا۔ دوسرا یہ کہ شہر بھنی تھی جو یعنی یہ کام مومن کی شان کے لائق نہیں ہیں مومن کو ایسے کام نہیں کرنا چاہئیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی چور، ڈاکو، شرابی اور خائن کے ایمان کی نفی کی ہے اسلام کی نفی نہیں فرمائی یہ نہیں کہا کہ وہ مسلمان نہیں رہتا کیونکہ ایمان خاص ہے اور اسلام عام ہے ہر مومن مسلمان ضرور ہے اور ہر مسلمان مومن نہیں ہے۔

۳۔ نفاق کی قسمیں:- یہ حدیث ترمذی، نسائی اور طبرانی میں بھی ہے۔ نفاق کی دو قسمیں ہیں نفاق اعتقادی اور نفاق عملی۔ اعتقادی نفاق میں آدمی کے دل میں سرے سے اسلام، خدا اور رسول کی تصدیق ہی نہیں ہوتی اس کے لیے کبھی نجات نہیں ہے ہمیشہ کاجنمی (باقی برصغیر آئندہ)



يَا عَمْرُؤَ إِذَا أُوتِمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَتْ كِتَابٌ وَإِذَا عَاهَدَا غَدَارًا وَإِذَا خَاصَمَ فَجْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْكَ -  
 ۵۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالنَّشَاةِ الْعَائِرَةِ  
 بَيْنَ الْغَمِيمَيْنِ تَعْبُرُ إِلَى هَذَا أَمْرَةً وَإِلَى هَذَا أَمْرَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

### الفصل الثاني

۵۲: عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ يَهُودِيٌّ يَصَاحِبُهُ إِذْ هَبَّ بِنَا إِلَى هَذَا النَّبِيِّ فَقَالَ  
 لَمَّا صَاحِبُكَ لَا تَقْدُلْ نَبِيَّ إِنَّهُ نُوَسِّعُكَ لَكَ أَنْ أَرْبَعُ أَعْيُنٍ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ آيَاتِ بَيْتَاتٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا

کریے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو دو عہد کرے جب (کسی سے) لڑے تو گالیاں دے (بخاری - مسلم)  
 ۵۱۔ ابن عمر فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا منافق کی مثال حیران بکری کی طرح ہے کبھی اس ریڑھ کی طرف کبھی دوسرے ریڑھ کی طرف

(مسلم)

### دوسری فصل

۵۳۔ صفوان بن عسال فرماتے ہیں ایک یہودی نے اپنے ساتھی کو کہا آؤ اس نبی کے پاس چلیں ساتھی نے کہا نبی مت  
 کہو اس نے سن لیا تو اس کی چار آنکھیں بھو جائیں گی (یعنی بہت خوش ہوں گے) وہ دونوں آنحضرت کے پاس آئے اور موسیٰ  
 علیہ السلام کی نشانیاؤں کی بابت دریافت کیا۔ آنحضرت نے فرمایا شرک نہ کرنا، چوری نہ کرنا، زنا نہ کرنا، کسی کو ناحق قتل نہ کرنا، گناہ کو بادشاہ

(فقیر حاشیہ صفحہ سابقہ)  
 ہے اور جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں رہے گا۔ عملی نفاق سے آدمی اسلام کے دائرہ سے خارج نہیں ہو جاتا بلکہ یہ فسق و فجور کا دوسرا نام ہے  
 نہ اچا ہے تو معاف کر دے چاہے تو سزا دے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ مومن گالی نہیں بکتا:۔ اس حدیث کو ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلی حدیث میں تین خصلتیں بیان  
 فرمائی تھیں اس میں ایک اور خصلت منافق کی بیان فرمائی کہ جب وہ لڑتا ہے گالی بکتا ہے۔ فخر اصل میں حق سے دور چلے جانے کو کہتے ہیں جس  
 کا مرادی معنی گالی بکتا اور بکواس کرنا ہے۔

۲۔ العائزۃ ای المزدردہ (زنا یہ ابن اثیر) دو ریڑھوں میں جو بکری جھنسی خواہش کے لیے حیران ہو۔ (ام)

۳۔ منافق کی مثال:۔ یہ حدیث نسائی اور مسند امام احمد میں بھی ہے۔ عائذ لغت میں اس بکری کو کہتے ہیں جو زر کی تلاش میں ماری  
 ماری پھر رہی ہو۔ وہ بھی اپنا پیٹ بھرنے کے لیے اور دھردھرتی پھرتی ہے اور منافق بھی اپنی پیٹ پورا دے دیا وہی منافق کے لیے کبھی کاغذ  
 میں شامل ہو جاتا ہے کبھی مسلمانوں میں۔

وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَنْزِرُوا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَمْشُوا فِي الْبِرِّ إِلَى  
ذِي سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَكُمْ وَلَا تَسْحَرُوا وَلَا تَكُلُوا الرِّبَا وَلَا تَقْنَدُوا مُحْصَنَةً وَلَا تَوَكُّوا لِلْفِرَارِ  
يَوْمَ الرَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ حَاصَةٌ إِلَيْهِمْ هُودٌ أَنْ لَا تَعْتَدُوا فِي السَّبْتِ قَالَ فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرَجَلَيْهِ وَقَالَ  
نَشْرَهَذَا أَنْتَ نَبِيُّ قَالَ فَمَا يَنْبَغُ لَكُمْ أَنْ تَتَّبِعُونِي قَالَ إِنْ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعَا عَامَرًا بِهٖ أَنْ لَا يَزَالَ  
مِنْ دَرَمَاتِهِ نَبِيٌّ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يَمَعْنَا لَكَ أَنْ يَفْتُنَنَا إِلَيْهِمْ هُودٌ وَرَأَاهُ التَّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتَّنْسَائِيُّ  
۵۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مِمَّنْ أَصِلَ الْإِيمَانَ أَلْكَفُ  
عَمَّنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا تُكْفِرُهُ بِذَنْبٍ وَلَا تُخْرِجُهُ مِنَ الْإِسْلَامِ بَعْدِلٍ وَالْجِهَادُ مَا مَضَى مِنْهُ  
بَعَثَنِي اللَّهُ إِلَى أَنْ يُقَاتِلَ أُخْرَهُ هَذِهِ الْأُمَّةِ الدَّجَالُ لَا يُبْطِلُهُ جَوْمٌ جَائِدٌ وَلَا عَدَالٌ وَعَدَالٌ وَ

کے پاس قتل کے جرم میں نہ لیجانا جاوود نہ کرنا۔ سو دن کھانا۔ پاک عورتوں کو نمت نہ لگانا۔ اور لڑائی کے دن میدان سے نہ بھاگنا۔ اور  
یہود کے لیے ضروری ہے کہ ہفتے کے دن زیادتی نہ کریں۔ ان دونوں نے آپ کے ہاتھ اور پاپاؤں کو بوسہ دیا اور کہا ہم شہادت  
دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا تمہیں میری اطاعت سے کوئی چیز مانع ہے۔ انہوں نے کہا حضرت داؤد نے  
دعا کی تھی کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ نبی رہے میں غلط ہے اگر ہم نے آپ کی پیروی کی تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے (ترمذی ،  
ابوداؤد، نسائی)۔

۵۳۔ حضرت انس سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا یمن چیزیں اصل ایمان میں داخل ہیں جو شخص کلمہ توحید کا اقرار کرے  
اس سے رک جانا (اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے) کسی گناہ کی وجہ سے اسے کافر نہ سمجھے اور کسی ناجائز عمل کی وجہ سے اسے اسلام سے  
خارج نہ سمجھے اور جہاد کرنا اور جب سے اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا جہاد فرض ہے یہاں تک کہ اس امت کے آخری لوگ جہال سے لڑیں گے

۱۷۔ حدیث میں تو نشانات کے متعلق سوال تھا۔ ہفتے کے دن کا احترام دسواں ہے۔ یہ یہودیوں کی خصوصیت تھی اسے الگ کر دیا اور زیادہ بتا دیا۔ (ام  
۱۸۔ تعلیم کے متعلق آنحضرت کی عادت تھی کہ وہ مخاطب کی استعداد کے مطابق لہذا فرماتے ہیں۔ یہ یہودی سائل تھے جو سوال کا جواب لہجہ اور آنحضرت  
کی نبوت کا صاف اقرار کرنے کے باوجود مسلمان نہیں ہوئے اور یہ جو غلبہ بیان کیا وہ بھی غلط ہے حضرت داؤد کی کوئی دعا آسانی کتابوں میں موجود نہیں  
جس کا مطلب یہ ہو کہ پیغمبر ہمیشہ ان کی اولاد سے ہو ایسے لوگوں کے سامنے بوسے کے جواز یا عدم جواز کی بحث بے فائدہ تھی اس لیے آنحضرت نے  
انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا احترام یہودیوں اور غیر مسلم قوموں کا طریقہ تھا ایک واقعہ یہ کہ بعض نو مسلموں سے متعلق  
ہے (ابوداؤد، ترمذی) پرانے مسلمانوں کی یہ عادت نہیں تھی نہ صحابہ نے آپس میں کبھی ایسا کیا نہ آنحضرت کی خاموشی مصلحت کی بنا پر تھی جیسے حدیبیہ  
کے دن صحابہ نے آنحضرت کے وضو کا پانی اور تھوک ہاتھوں پر لے لیا یہ وجہ مصلحت تھی پوری عمر کا معمول اور عادت یہ نہ تھی اس لیے اس سے  
ان امور کے جواز پر استدلال نہ علم کا تقاضا ہے نہ عقلمندی کا۔ (ام)

اَلْاِيْمَانُ بِالْاَقْتِاْرِ سَاوَاكُ اَبُو دَاوُدَ -  
 ۵۲۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاْنَا الْعَبْدَ خَرَجَ  
 مِنْهُ الْاِيْمَانُ فَكَانَ فَوْقَ رَاْسِهِ كَالظُّلَّةِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذَاكَ الْعَمَلِ رَجَعَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ  
 رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ -

اسے نہ کسی کا انصاف روک سکتا ہے نہ کسی کا ظلم اور تقدیر پر ایمان لانا (ابوداؤد)

۵۲۔ البہرہ شریفہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جب آدمی زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان خارج ہو جاتا ہے اور اس کے سر پر

سایہ کی طرح ہو جاتا ہے جب وہ اس (بے سے) کام سے فارغ ہو جائے تو ایمان لوٹ آتا ہے (ترمذی۔ ابوداؤد)

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳۷ دست بوسی ٹیہو کی رسم ہے اس حدیث کو امام حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کیا ہے۔ یہود بد بخت نے  
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالکل پہچان لیا تھا لیکن خدا اور تعصب کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے تھے ماسوائے چند لوگوں کے جیسے حضرت عبداللہ  
 بن سلام یا انکے ساتھی۔ یہودیوں نے نبی صلعم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسیدیا۔ کسی صحابی سے ثابت نہیں کہ اس نے نبی صلعم کے ہاتھوں اور پاؤں  
 کو بوسیدیا ہو حالانکہ محمد کرام نبی صلعم کی محبت میں پیش پیش تھے۔ معلوم ہوا کہ تعلیم کا یہ طریقہ یہودیوں کا ہے مسلمانوں کا نہیں ہے اور یہ جو یہودی  
 نے کہا کہ داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ان کی اولاد میں سے کوئی نہ کوئی نبی آتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ نبی آئے گا تو یہودی  
 اس کے ساتھ مل کر طاقت و قوت حاصل کر لیں گے اور پھر ہم کو قتل کر دیں گے کیونکہ ہم نے یہودیت کو چھوڑ دیا ہو گا لیکن یہ ان بد بختوں نے  
 داؤد علیہ السلام پر بتان لگایا۔ داؤد علیہ السلام نے ایسی کوئی دعا نہیں مانگی تھی کیونکہ انہوں نے تو بیت میں پڑھ لیا تھا کہ آخری پیغمبر حضرت محمد صلی  
 علیہ وسلم ہوں گے وہ یہ دعا کیسے مانگ سکتے تھے۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۵۱) اے تقدیر کیا ہے؟ اس حدیث کو امام مُنذِرُہی نے بھی بیان کیا ہے۔ کسی گناہ کے سبب سے آدمی پر کفر کا فتویٰ  
 نہیں دیا جاسکتا اس میں خوارج کا رویہ جو کہتے ہیں کہ گناہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے آجکل جو کفر کے فتوے جاری کرتے ہیں ان کو غور کرنا چاہیے  
 کہ یہ غایبیوں کی عادت ہے اور کسی گناہ سے آدمی اسلام سے خارج نہیں ہوتا اس میں معتزلہ کا تہ ہے وہ کہتے ہیں کہ گناہ سے آدمی کافر تو نہیں  
 ہوتا لیکن مسلمان بھی نہیں رہتا بلکہ ایک درمیانی کیفیت اختیار کر لیتا ہے نہ مسلمان نہ کافر۔ جہاد ہمیشہ جاری رہے گا کبھی مشرک نہیں ہو گا جن لوگوں نے  
 جہاد کو مشرک کر دیا وہ حقیقت میں مسلمان نہیں ہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ گناہ کے ارتکاب سے تو کوئی آدمی کافر نہیں ہوتا لیکن فرض کے انکار  
 یا اسلامی عقائد کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اگر بادشاہ ظالم ہو تو اس کے ماتحت بھی جہاد کیا جائے گا یا اس کے ڈر سے جہاد کو چھوڑ  
 نہیں دیا جائے گا اور اسی طرح عادل بادشاہ کے زمانہ میں عدل انصاف اور امن کی وجہ سے جہاد کو چھوڑ نہیں دینا چاہیے اور تقدیر پر یہ  
 ایمان رکھنا کہ جو کچھ ہوا ہے یا ہو رہا ہے یا ہو گا وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے بقدر اختیار میں تھا اور رہے گا اور اسی تقدیر کے عقیدہ نے ہری  
 اور دلیر بنا دیا تھا کہ ہماری قسمت میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے وہ ہو کر رہے گا اور جو کچھ نہیں لکھا وہ کسی صورت میں (باقی صفحہ ۱۵۲)

### الفصل الثالث

۵۵۔ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ أَوْصَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرٍ كُلَّمَا بَتَ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ وَحَزِقْتَ وَلَا تَعْقَنْ وَإِذَا أَمَرَكَ أَنْ تَخْدُمَ مِنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَإِنْ مَنَنْتَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئْتَ مِنْهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَإِنَّهُ مَرَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ وَإِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطِ اللَّهِ وَإِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَإِنَّ هَذَا النَّاسَ وَإِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَانْتَبِثْ وَأَنْفِقْ عَلَى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ أَذْبَابًا وَأَخْفِهُمْ فِي اللَّهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

### تیسری فصل

۵۵۔ حضرت معاذ فرماتے ہیں مجھے آنحضرت نے دس چیزوں کی وصیت فرمائی۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا گو تجھے قتل کیا جائے یا جلا یا جائے اور مانیب کی نافرمانی نہ کرنا گو وہ تجھے اپنے اہل و مال سے نکل جانے کا حکم کریں اور فرض نماز کو جان کر بھی ترک نہ کرنا جو شخص فرضی نماز کو جان کر ترک کرتا ہے اللہ کا ذمہ اس سے ختم ہو گیا اور شراب نہ پینا وہ ہر پیمائی کی جڑ ہے اور معصیت سے بچو کیونکہ معصیت سے اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے اور لڑائی سے مت بھاگو گو لوگ ہلاک ہو جائیں اور جب لوگوں میں وبا پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہو تو ثابت قدم رہو اور اپنی توفیق کے مطابق اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو اور ادب کی لاطھی ان سے مت اٹھاؤ اور انہیں اللہ سے ڈراتے رہو (احمد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) نہیں ہو سکے گا۔ مثلاً میدان جنگ میں اگر ہماری موت لکھی ہے تو ہم اس سے بھاگ نہیں سکتے ہمارا نہ طور پر بڑھ کر اس کو لیکر کہو اور اگر یہاں موت نہیں لکھی ہے تو ڈرنے کی کیا ضرورت ہے ہر حال ہر رنگ میں تقدیر کے عقیدہ نے مسلمانوں کو دلیر بنایا لیکن انہوں نے کہ آجکل ہم لوگ اپنی کم ہمتی اور بزدلی کا ہاتھ تقدیر کو بنا رہے ہیں ان اللہ وانا لیرہ را جہون۔

۳۔ اسلام میں توبہ کا مقام۔ اس حدیث کو حاکم، بیہقی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ جب آنحضرت نے فرمایا کہ جی ایمان کی ایک بہت بڑی شاخ ہے تو زنا جو ہر امر بے حیائی ہے وہ بے ایمانی کی ایک شاخ ہوگی۔ اسی لیے فرمایا کہ اس وقت ایمان نکل جاتا ہے لیکن یہ نہ فرمایا کہ نکل کر چلا جاتا ہے بلکہ فرمایا کہ نکل کر اس کے سر پر سائبان کی طرح پھیل جاتا ہے گویا ابھی تک وہ ایمان کے سایہ میں ہے اگر توبہ کرے تو پھر ایمان ٹوٹا ہے اور اگر پھر زنا ہی میں آگے بڑھتا چلا جائے تو پھر کسی وقت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتا ہے تا وقتیکہ توبہ نہ کرے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۵۱) لے شرک کی قسمیں یہ علامہ منذری نے ترغیب میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ (باقی بر صفحہ ۱۵۲)

۵۶: وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ إِنَّمَا الْبَيْتَاقُ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامًا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ وَالْإِيمَانُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۶ - حضرت حذیفہ فرماتے ہیں بے نفاق آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ لیکن آج کل یا کفر ہے یا ایمان (بخاری) <sup>ط</sup>

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) حضرت معاذ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں کی وصیت فرمائی پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ شرک کی تین قسمیں ہیں شرک فی العلم، شرک فی الربوبیت یا شرک فی التعرف۔ شرک فی العبادت۔ شرک فی العلم تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو عالم الغیب اور حاضر بنا کر رکھے اور یہ عقیدہ رکھے کہ فلاں نبی یا ولی ہر حال میں مجھ کو دیکھ رہا ہے اور میری پکار کو دور دور تک سے سنتا ہے اور شرک فی الربوبیت یہ ہے کہ آدمی یہ کہے کہ کوئی آدمی خواہ نبی یا ولی ہو خواہ فرشتہ یا جن میری روزی بڑھا سکتا ہے۔ اولاد دے سکتا ہے۔ مجھ کو ہمیشگی خوش حالی اور خوشی دے سکتا ہے یا بیماری سے تندرست کر سکتا ہے اور شرک فی العبادت یہ کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے سامنے رکوع سجدہ وغیرہ کر کے عجز دنیا کا اظہار کرتا ہے اسی طرح کا معاملہ غیر اللہ سے کرے ہو سکتا ہے کہ کتورا ایمان والا ڈر کر کفر کا کلمہ منہ سے کہ لے لیکن عزیمت یہی ہے کہ جان دیکھ لیکن کفر کا کلمہ پھر بھی نہ کہے کسی دنیاوی معاملہ میں ماننا پ کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے خواہ کافر ہی کیوں نہ ہوں لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا حکم میں تو اس وقت ان کی مخالفت کرے۔ لڑائی سے بھاگنا کیہر گناہ ہے بشرطیکہ دشمن کی تعداد گنتی ہو یا برابر ہو اور اگر دو گنا سے دشمن کی تعداد زیادہ ہو تو جان بچانے کو بھاگنے کی اجازت ہے لیکن اگر پھر بھی نہ بھاگے اور جان دے دے تو یہ سب سے بہتر ہے۔ اگر کسی جگہ کوئی دماغی مرض مثلاً طاعون یا ہیضہ یا چیچک پھیل جائے تو جو لوگ وہاں موجود ہوں ان کو وہاں بھاگنا منع ہے اور اس کا اتنا ہی گناہ ہے جتنا کہ میدان جنگ سے بھاگنے کا اور جو لوگ وہاں نہ ہوں ان کو اس علاقہ میں آنا منع ہے۔ آخری تین وصیتیں اولاد کی پرورش، تعلیم اقداریت کے متعلق ہیں۔ آدمی کو چاہیے کہ اپنے اہل و عیال کی ضروریات پوری کرنے کے لیے پوری تندہی سے محنت کرے۔ پھر ان کو دین کی تعلیم دلائے اور ان کو ادب سکھائے اس میں پیارا اور شفقت کی ضرورت ہو تو اس سے کام لے اور سختی کی ضرورت ہو تو سختی سے بھی پرہیز کرے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۵۱)

یعنی آنحضرت کے زمانہ میں بے نفاق کا اس قدر قائم تھا کہ منافق سے مسلمانوں کا سلوک کیا جاتا تھا۔ لیکن اب وہ طریقہ نہیں۔ اب منافق سے کافر کا

سلوک ہوگا اور ظاہر کلمہ کے اقرار کا لحاظ نہیں ہوگا۔ جب تک اس سے عمل کے لحاظ سے ایمان کی شہادت نہ ملے۔ (ام)

۷ منافقوں کے ساتھ سلوک - اس حدیث کو امام احمد اور اصحاب سنن اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں منافقوں کی پردہ پوشی کی جاتی تھی اور ان سے مسلمانوں کا سلوک کیا جاتا تھا کیونکہ بعض مصلحتوں کی خاطر تقاضا تھا لیکن جس کے متعلق اب پتہ چل جائے گا کہ وہ مسلمان نہیں منافق ہے تو اب اس کو قتل بھی کریں گے اور اس پر کافروں کے احکام جاری کر دیئے گئے ۱۱

## ضمیمہ کیا کر

### کیسے گناہوں کی تعداد

کیا کر کے باب میں جتنے بھی کیسے گناہ شمار کئے گئے ہیں۔ ان کی فہرست یہ ہے۔

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اس میں خصوصاً شرک کی وہ قسم نہایت سمحت ہے جس میں غیر اللہ کو اپنی امداد کے لیے پکارا جائے جیسا کہ تہذیب کے الفاظ بتا رہے ہیں
- ۲۔ اولاد کو قتل کرنا یہ کسی طرح پر ہوتا تھا۔ عرب لوگ لڑکیوں کو عار سمجھ کر مار ڈالتے تھے۔ لڑکوں کو بعض دفعہ بتوں کی قربان گاہ پر فروغ کر دیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ *ذَیْنِ لَہُمْ الشَّیْطَانُ ثَلَاثُ اَوْلَادٍ*۔ بعض دفعہ خرچ کی تنگی کے خیال سے بچوں کو مار ڈالتے۔ جیسا کہ آج کل بھی آبادی کو گھٹانے کی تجویزیں سوجی جاتی ہیں۔ کہیں برقعہ کٹڑوں ہے کہیں خاندانی منصوبہ بندی ہے۔ اس کے لیے کہیں مانع حمل ادویات استعمال کرائی جاتی ہیں۔ اور آپریشن کر کے رحم کو ناکارہ کیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی اولاد کا قتل ہے کہ ان کی صحیح تربیت نہ کی جائے، دنیا میں ان کو تنگ قوم، تنگ وطن بنا دیا جائے اور آخرت میں جہنم کا بندھن

(معاذ اللہ)

- ۳۔ ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا اور زنا ویسے بھی بدترین فعل ہے۔ لیکن ہمسایہ کی بیوی سے زنا تو اور زیادہ گناہ ہے کیونکہ ہمسائیگی کے حقوق کا تقاضا یہ تھا کہ اپنے ہمسائے کی عزت بریاد ہوتی دیکھنا تو اس کی عزت بچانے کی کوشش کرنا لیکن اس نے خود آگے بڑھ کر بریاد کر دی۔ عین یہ تکبہ تھا وہی پتے ہوا جسے لگے۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا بشرطیکہ وہ کفر اور شرک اور معصیت الہی کا حکم نہ کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو ان کی نافرمانی کرنا فرض ہو جائے گی۔

- ۵۔ کسی آدمی کو قتل کرنا یعنی مسلمان باؤمی کو یا معابد کو بشرطیکہ اس نے زنا بھی نہ کیا ہو اور کسی کو قتل بھی نہ کیا ہو۔ اور مرتد بھی نہ ہوا ہو۔ اگر زنا کرے گا تو اس پر حد جاری ہوگی۔ اگر کتوارا ہے تو سو ڈرے اور ایک سال کی جلا وطنی اور اگر شادی شدہ ہو تو سنگا کیا جائے گا۔ اگر کسی کو قتل کرے گا تو قصاص میں اس کو قتل کیا جائے گا۔ اور اگر زندہ ہو جائے گا تو اس کو ارتداد کے جرم میں قتل کیا جائے گا۔

- ۶۔ جھوٹی قسم کھانا کسی ایسے واقعہ پر جو زمانہ ماضی میں گزر چکا ہے خلاف واقعہ پر قسم اٹھا جائے خصوصاً یہ قسم

اس وقت اور بھی سمحت ہو جاتی ہے جب اس سے دنیاوی منافع حاصل کرنا مقصود ہو۔

- ۷۔ جھوٹی شہادت دینا اور خود کو دکھائی شہادت کتنی بُری چیز ہے کہ اس سے بے گناہ لوگ سزایاتے ہیں۔

مجرم لوگ سزا سے بچ جاتے ہیں تاکہ ان کو گناہ پر اور جرأت ہو۔ آجکل جو لوگ دو دو روپے لے کر عدالتوں میں جھوٹی گواہی دینے کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان کو غور کرنا چاہیے۔

۸۔ جادو کرنا اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے نکھیا کہ اس میں مار ڈالنے کی تاثیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کر رکھی ہے اور بعض دفعہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو بچانا چاہتا ہے تو نکھیا کھا لینے کے بعد بھی بچ جاتا ہے۔ اسی طرح جادو میں لڑائی تفریق بے اتفاقی پریشان حالی کی تاثیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر یہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن عموماً اللہ تعالیٰ نے اس میں جو تاثیر رکھی ہے وہ ظاہر ہوتی ہے۔ اسی لیے جادو کرنے والا نرکتی کبیرہ ٹھہرایا گیا۔

۹۔ سو دکھانا حدیث شریف میں ہے کہ ماں کے ساتھ نکاح کر لینا سود کے ستر حصوں میں سے ایک حصے کے گناہ کے برابر ہے۔ سود دینے والا لینے والا مکھنے والا شہادت دینے والا سب برابر ہیں کہ جرم کی ترویج میں سب شامل ہیں۔

۱۰۔ یتیم کا مال کھانا (خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ جو لوگ یتیموں کے مال سے روٹی، کپڑا وغیرہ حاصل کرتے ہیں وہ غور کریں۔

۱۱۔ لڑائی کے دن میدان جنگ سے بھاگ جانا کیونکہ ایک آدمی کے بھاگنے سے دوسرے بھی بھاگ کھڑے ہوں گے اور پورے لشکر کو شکست ہو جائے گی۔

۱۲۔ پاک دامن مومن بے خبر عورتوں کو زنا کی یا کسی اور گناہ کی تہمت لگا دینا تہمت مرد پر ہو یا عورت پر گناہ برابر ہے۔ زنا کی تہمت ہوتی تو اس کی سزا اسی دوسے ہے۔ مرد آزاد اور خود مختار ہے۔ عورت کسی کے ماتحت ہوتی ہے۔ نماز کو شک پر جانے سے عورت کی زندگی اجیرن ہو جائے گی اسی لیے عورت کا خاص ذکر کیا۔

۱۳۔ زنا کرنا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا زنا کے قریب بھی نہ جاؤ)۔

۱۴۔ چوری کرنا۔ (خدا تعالیٰ نے اس کی سزا ہاتھ کاٹنا مقرر کی ہے)۔

۱۵۔ شراب پینا (یہ ہر گناہ کی جڑ ہے۔ بدستی میں انسان سے ہر گناہ ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کو شیطانی عمل اور گندگی فرمایا ہے۔

۱۶۔ ڈاکہ ڈالنا (چور چھپ کر کسی کا مال لیتا ہے اور ڈاکو زور سے۔ جرم کی نوعیت کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے اس کی چار سزائیں مقرر کی ہیں)۔

۱۷۔ خیانت کرنا۔ (یہ منافق کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے)۔

- ۱۸۔ جھوٹ بولنا۔ دیر بھی منافق کی علامت ہے بلکہ نفاق جھوٹ ہی کا تو نام ہے۔
- ۱۹۔ وعدہ خلافی کرنا (یہ بھی نفاق کی علامت ہے)۔
- ۲۰۔ معاہدہ کر کے دھوکہ کرنا (جیسا کہ حکومنتیں آپس میں معاہدے کر کے بے اطلاع فریق ثانی اس کی خلاف ورزی کرتی ہیں)۔
- ۲۱۔ گالی بکنا (یہ بھی منافق کی علامت ہے)۔
- ۲۲۔ جماعت اسلام سے الگ ہو جانا۔
- ۲۳۔ کسی بے گناہ پر مقدمہ چلا کر اس کو مروا ڈالنا۔
- ۲۴۔ کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگانا یا اس پر لعنت کرنا۔
- ۲۵۔ فرض نماز جانتے بوجھتے چھوڑ دینا (یہی دین اسلام کا نشان ہے۔ یہی دین کاستوں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اس دین میں کوئی برکت نہیں جس میں نماز نہ ہو)۔
- ۲۶۔ جانتے بوجھتے دلیری سے گناہ کرنا (گناہ اتنا مضر نہیں جتنا کہ گناہ پر دلیری مضر ہے۔ سنت سے محرومی بد قسمتی ہے۔ لیکن سنت کا انکار یا اس کو معمولی سمجھنا کفر ہے)۔
- ۲۷۔ بیماری سے بھاگنا۔
- ۲۸۔ بال بچوں کی ہرزہ ریاقت کو پورا نہ کرنا۔
- ۲۹۔ ان کی صحیح تربیت نہ کرنا۔
- ۳۰۔ بچوں کو دینی تعلیم سے محروم رکھنا (فرائض اور واجبات کی تعلیم حاصل کرنا فرض ہے اور اپنے پیشے کے متعلق معلومات حاصل کرنا بھی فرض ہے۔ اس کے علاوہ جو تعلیم ہو وہ مستحب ہے فرض نہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرک میں جہالت کا عذر مقبول نہیں۔ باقی گناہوں میں اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ چاہے تو نترادے چاہے تو معاف کر دے۔ لَا يُشَلُّ عَمَّا يُفَعَلُ وَ هُمْ لَشُرُوكَ۔



## وسوسہ کے متعلق ضروری وضاحت

دل کے وسوسے اور اس کے اقسام!

وسوسہ: لغت میں ہتھیاروں کی جھنکار کو کہتے ہیں اور دل کے خیالات اور خطرات کو بھی شیطان کو بھی وسوسا کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دل میں خیالات پیدا کرتا ہے جن سے نمازیں کیسوی نہیں رہتی۔ نماز میں خیالات خود پیدا کرنا ناجائز ہے اس سے نماز میں نقص پیدا ہو جاتا ہے اگر رائے اختیار خیالات جائیں تو نماز ہو جائیگی لیکن ان کو دلد کرنے کی کوشش کرنا چاہیے اگر ایمانیات میں وسوسے شروع ہو جائیں اور طبیعت ان سے نفرت نہ کرے تو یہ زبردست مصلحت ہی نہیں سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ توحید، نبوت، قیامت ایسے عقائد اور ضروریات دین میں اگر شبہ اور وسوسہ پیدا ہو جائے تو ایمان برباد ہو جائیگا۔ نفاق انہی وسوسوں کا دوسرا نام ہے اور انہی شبہات سے منافق حقیقت ایمان سے دور جا پڑتے ہیں۔ عملی چیزوں میں اگر وسوسہ پیدا ہو جائے لیکن اسکے مطابق عمل نہیں ہوا تو یہ شرعاً بے اثر ہوگا مثلاً دل میں خیال آجائے کہ چوری کرے یا کسی کو قتل کرے یا بیوی طلاق دے اور اس خیال کے مطابق عمل کی نوبت نہیں آتی تو ایسے وسوسے شرعاً معاف ہیں اور بے اثران پر نہ کوئی نتیجہ مرتب ہوتا ہے اور نہ شرعاً مواخذہ ہے آنحضرت نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ كَمَا ذَرَعْنَا مِنْهُ اَمْوَئِي مَا وَنَسُوْنَا يَهْ صُدُّوْنَا رَحْمَةً بِنَجَارِي مَسْلَم (امت سے خطرات معاف کر دیئے گئے ہیں۔

خطرات اور وسوسوں پر اور لحاظ سے بھی غور کیا جاسکتا ہے مثلاً نماز میں اللہ کی طرف کیسوئی اور توجہ ہونی چاہیے اگر کوئی خیال آجائے تو آنحضرت نے لاجول یا اعود پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اب اگر نماز میں کسی بزرگ یا فرشتے یا نبی کا خیال آجائے تو اسکے لیے اعود یا لاجول پڑھنا ناگوار ہوگا اگر کسی معمولی اور کم درجے کی چیز کا خیال آجائے تو دفع کرنے میں آسانی ہوگی۔ نماز کی حقیقت کے لحاظ سے پہلی قسم کے خیالات کیسوئی میں زیادہ عمل اندازہ ہونگے گو ذاتی طور پر یہ خیالات اچھے ہیں معمولی خیالات عبادت میں کیسوئی کے لحاظ سے کم نقصان دہ ہونگے لیکن ذاتی لحاظ سے یہ بڑے ہوں گے یہ خیالات کا نفاذ اور ان کے نقصان کی حیثیت ہمیشہ نظر میں رہنی چاہیے تاکہ اپنے اپنے وقت پر ان کی مضرت سے بچ سکے۔

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ نے اپنے صوفیانہ ملفوظات حضرت اسمعیل شہید اور مولوی عبدالحی صاحب سے لکھوائے یہ ملفوظات صراط مستقیم کے نام سے چھپ چکے ہیں اس میں انہوں نے خیالات کے اسی نفاذ کو بعض مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے اس سے اصل مسئلہ تو کافی واضح ہو گیا۔ مگر مثالیں خود ایک لکھن بن کر رہ گئیں یہ مثالیں اپنی علم کے نزدیک تو کوئی اہمیت نہیں رکھتیں مگر عوام کے لیے وہ ضرور مشکل کا موجب ہو گئیں اور ان توجہ پر ان کو طعن کے طور پر استعمال کیا گیا۔ پھر اسی طعن کا نشانہ جمہالت سے سید اسمعیل قرآن پانگے۔ حالانکہ کتاب اصل تصنیف سید احمد شہید کی ہے۔ حق پرست حضرات کو اصل حقائق پر نظر رکھنی چاہیے۔ مثالوں کو اصل حقیقت نہیں سمجھنا چاہیے اور ان بزرگوں کو دعا سے یاد کرنا چاہیے۔ (اسم)

## بَابُ فِي الْوَسْوَسَةِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۵۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِهِ مَا وَسَّوَسَتْ بِهِ صَدَارَهُمَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَتَكَلَّمْ بِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -  
۵۸: وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ نَائِمٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوهُ إِنَّا نَجِدُنَا فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظِرُ أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ قَالَ أَوْفَدْنَا وَجَدْنَا نَمُودًا قَالَ نَعَمْ قَالَ ذَلِكَ صَدْرِيحُ الْإِيمَانِ دَوَاةٌ مُسَلِّوَةٌ

### باب وسوسہ کے بیان میں

#### پہلی فصل

۵۷- حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ نے میری امت کو دل کے خیالات معاف فرمادیتے ہیں جب تک ان پر عمل نہ کریں یا زبان سے نہ کہیں (بخاری۔ مسلم)

۵۸- ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں بعض صحابہؓ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم اپنے دل میں بعض ایسے خیالات محسوس کرتے ہیں جن کا ذکر کرنا ہم ناپسند کرتے ہیں اور برا سمجھتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم ایسا محسوس کرتے ہو ہم نے عرض کیا کہ ہاں فرمایا یہ مرتجح ایسا ہے (م)

۱۔ اس حدیث کو امام احمد، ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ دوسرے خیال کو کہتے ہیں اسکی دو قسمیں ہیں۔ پہلی یہ کہ خیال آنے اور نکل جانے دل میں نہ ٹھہرے اس کو ہم کہتے ہیں اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ دل میں خیال آگئے نہ ہو جائے اور آدمی اس پر عمل کرنے کا مقصد ارادہ کرے تو اس کو عزم کہتے ہیں اگر عزم کسی عقیدہ کے متعلق ہو تو آدمی کافر ہو جاتا ہے اور اگر عمل کے متعلق ہو تو اگر خارج میں بھی ظاہر ہو جائے تو اس عزم پر بھی مواخذہ ہو جائے گا اور اگر عملی طور پر ظاہر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے۔ (نورۃ شرح)

۲۔ یعنی برے خیالات اگر دل کو برے محسوس ہوں تو یہ ایمان کی نشانی ہے۔ (۱م)

۳۔ برے خیالات کو برا سمجھنا ایمان ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے ابن عباس سے اسی طرح ایک حدیث طبرانی میں بھی ہے۔ مثلاً خیال اس طرح کے آئیں کہ شاید خدا تعالیٰ حقیقت میں کوئی نہ ہو۔ شاید جنت و دوزخ یہ سب ڈھکولے ہوں اور اگر خدا ہے تو وہ کیسے پیدا ہوا تھا۔ اس کو کس نے بنایا تھا۔ ممکن ہے حضرت محمد اللہ کے رسول نہ ہوں وغیرہ وغیرہ تو اللہ منہا تو صحابہ نے جب عرض کیا کہ ہمیں برے خیال آتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو خاص ایمان ہے یہی ایمان ہی نے تو یہ احساس دلایا کہ یہ خیالات برے ہیں ورنہ احساس ہوتا۔

۵۹: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا قِي السَّيِّطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مِنْ عَمَلِي كَذَا حَتَّى يَقُولَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلْيَنْتَهْ مِنْتَفِقْ عَلَيْهِ.  
 ۶۰: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَنْتَسَاءُ لَوْ أَنَّ حَتَّى يُقَالَ هَذَا اخْلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ وَمَا سَلِيهِ مِنْتَفِقْ عَلَيْهِ.

۶۱: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وَكَّلَ بِهِ قَرِينَةٌ مِنَ الرِّجِنِ وَقَرِينَةٌ مِنَ الْمَلَأَيْنِ كَيْتَهُ قَالُوا وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَإِيَّاكَ وَرَبِّكَ اللَّهُ أَعَاذَنِي عَلَيْهِ فَمَا سَأَلْتُمْ إِلَّا بِالْخَيْرِ مَا وَادَّ مُسَلِّمٌ.

۵۹- ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا شیطان تمہارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یہ کس نے بنایا یہ کس نے بنایا یہاں تک کہ کہہ دیتا ہے کہ تمہارا کس نے بنایا جب یہ خیالات اس حد تک پہنچ جائیں تو اللہ سے پناہ چاہے اور ان خیالات سے رُک جائے (بخاری - مسلم)  
 ۶۰- ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہا جائیگا اللہ نے اس مخلوق کو بنایا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے جو شخص اس قسم کے خیالات غموس کرے تو اسے کہنا چاہئے میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا (بخاری - مسلم)  
 ۶۱- عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں تم میں سے ہر آدمی کیساتھ ایک جن (شیطان) مقرر کیا گیا ہے اور ایک فرشتہ صحابہ نے دریافت کیا حضرت آپ کے ساتھ بھی ہے فرمایا میرے ساتھ بھی ہے لیکن مجھے اللہ نے اس پر غلبہ دیا ہے میں اس سلامت رہتا ہوں وہ بھی مجھے بھلائی کی باتیں کہتا ہے (مسلم)  
 ۱۷- برے خیالات سے بچنے کا طریقہ - اس حدیث کو نسائی، ابویعلیٰ، بزار اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب ایسا خیال آجائے تو فوراً اپنے خیالات کا سلسلہ توڑ دے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرے کہ وہی شیطان کے شر سے بچا سکتا ہے (نووی - کشف - مجمع)۔

۱۸- برے خیالات سے کیوں کر بچے۔ یہ حدیث ابوداؤد میں بھی ہے۔ مطلب یہ کہ عقل دوڑانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا زور سے یہ کہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ رسول یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے انہی سے ابدی ہے غیر مخلوق ہے میں انہی باتوں پر ایمان رکھوں گا۔ ذکر الہی میں مشغول ہو جانا اور مجلس اور پہلو کو بدل دینا بھی مفید ہے۔

۱۹- مقام نبوت تک شیطانی وسوسوں کی رسائی نہیں ہوتی اور نہ ہی بیخبر کبھی ان خیالات سے متاثر ہوتا ہے۔ (اسم)  
 ۲۰- اللہ تعالیٰ انبیاء کو شیطانی شر سے بچاتا ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس باب میں ابویعلیٰ، طبرانی، سعید بن منصور نے بھی روایتیں بیان کی ہیں۔ شیطان کا نام وسواس اور فرشتے کا نام رحمت ہے حدیث کے لفظ اسلم کے معنی ہیں میں شیطان سے محفوظ رہتا ہوں بعض نے اس کو اسلم پڑھا ہے اس کے معنی ہیں کہ وہ میرا فرما نہ اور ہو گیا ہے مجھے برائی کا حکم کبھی نہیں دیتا کشف السراج کثر العالی

۶۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ  
الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ مُتَفَقُّ عَلَيْهِ۔

۶۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٍ إِلَّا  
يَمْسُهُ الشَّيْطَانُ حِينَ يُوَلَّدُ فَيَسْتَهْلُ صَارِخًا حَتَّى مَسَّ الشَّيْطَانُ غَيْرَ مَرِيحٍ وَأَبْنَاهَا مُتَفَقُّ عَلَيْهِ۔  
۶۴۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيحُ الْمَوْلُودِ حِينَ يَقَعُ نَزْعَةٌ مِنَ  
الشَّيْطَانِ مُتَفَقُّ عَلَيْهِ۔

۶۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْلِيسَ يَصْعَعُ عَرْشَهُ عَلَى

۶۲۔ حضرت انس فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا شیطان انسان میں خون کی طرح جاری (شر انداز) ہوتا ہے (بخاری۔ مسلم)

۶۳۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں ہر انسان کو پیدائش کے وقت شیطان چھیرتا ہے جس سے وہ چیخ اٹھتا ہے مگر حضرت میرم اودان  
کا بیٹا (عیسیٰ علیہ السلام) (بخاری۔ مسلم)

۶۴۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا پیدائش کے وقت بچے کا چھیننا شیطان کی ٹھوک سے ہوتا ہے (بخاری۔ مسلم)  
۶۵۔ جابر فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھا دیتا ہے اور اپنے لشکروں کو بھیج دیتا ہے وہ لوگوں کو قتل میں ڈالتے

۱۔ یعنی شیطان کا اثر غیر محسوس طور پر ہوتا ہے۔ (اسم)

۱۷۔ عصمتِ انبیاء کا مطلب :- اس حدیث کو امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ  
شیطان انسان کو گمراہ کرنے پر کمال قدرت رکھتا ہے اور ہر ایک انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے خواہ کوئی بڑے سے بڑا آدمی ہی کیوں نہ  
ہو وہ اپنی کوشش ضرور کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کو شیطان کے شر سے بچا لیتے ہیں (فتح الباری)

۱۸۔ عین لولہ (جب پیدامو) سے مراد پوری زندگی بھی ہو سکتی ہے اور پیدائش کا وقت بھی یہاں سے حضرت عیسیٰ ادا کی والدہ علیہا  
کی جزوی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ یہاں دوسرے انبیاء کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ دوسری احادیث سے باقی انبیاء کا محفوظ رہنا بھی ثابت ہے  
اسی لیے امت نے انبیاء کو معصوم مانا ہے اور آنحضرت صلعم کے متعلق آیا ہے کہ شیطان ان کے سامنے اتنا سیدھا ہو گیا کہ آپ سے کوئی بری  
بات کہہ ہی نہیں سکتا یعنی ناصح اور خیر اندیش کی صورت اختیار کر لیتا ہے پھر نہ پھرتا تو دوسری بات ہے۔

۱۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت :- عمران کی بیوی نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اسے اللہ میں اس (مریم) کو اور اسکی  
اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں لہذا خدا تعالیٰ نے ان کو شیطان سے محفوظ رکھا۔ بعض انبیاء کو جزوی فضیلتیں عطا فرمائی گئی  
ہیں لیکن کلی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے بعض لوگوں نے اسکی صحت کے متعلق کلام کیا ہے حافظ ابن  
جریر نے ان کے خوب جواب دیئے ہیں۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاَهُ يَفْتِنُونَ النَّاسَ فَأَذْنَاهُمْ مِنْهُ مَنَزَلَةٌ أَعْظَمُ لَهُمْ فِتْنَةً يَجِيءُ أَحَدَهُمْ  
فَيَقُولُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدَهُمْ فَيَقُولُ مَا تَرَكْتَهُ خَيْرٌ فَرَدَّتْ  
يَمِينَهُ وَيَمِينَ امْرَأَتِهِ قَالَ فَيَذْنِبُهُ مِنْهُ وَيَقُولُ نِعَمَ أَنْتَ قَالَ الْأَعْمَشُ امْرَأَةٌ قَالَ فَيَلْتَزِمُهُ  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيَسَ مِنْ أَنْ  
يَبْعَثَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

### الفصل الثاني

۶۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنِّي أَحَدْتُ نَفْسِي  
بِالشَّيْءِ لَأَنْ أَكُونَ حَمِيمَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَكَلَّمَ بِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَدَّ أَمْرَكَ إِلَى  
أَبْنِ سَوْسَةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

نہیں شیطان کا سب سے مقرب وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ انگیز ہو ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے میں نے ایسا ایسا کیا شیطان  
کہتا ہے تم نے کچھ نہیں کیا پھر ایک اور آتا ہے وہ کہتا ہے میں نے فلاں آدمی کو اس وقت چھوڑا جب میں نے اسکی بیوی سے اس  
کی تفریق کرا دی۔ شیطان اسے قریب بلا لیتا ہے اور کہتا ہے تم بہت اچھے ہو۔ اعمش کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آنحضرت نے فرمایا  
ابلیس اس سے معاف کرتا ہے (مسلم)

۶۶۔ حضرت جابر فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا شیطان اس سے بے امید ہے کہ نماز پڑھنے والے (مسلمان) جزیرہ عرب میں اسکی  
پرستش کریں لیکن وہ ان کو آپس میں لڑا کر خوش ہوتا ہے (مسلم)

### دوسری فصل

۶۷۔ ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا میرے دل میں ایسے خیال آتے ہیں مجھے جل کر کوئلہ  
ہو جانا پسند ہے مگر انہیں زبان پر لانا پسند نہیں آنحضرت نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ یہ امر صرف دو سو سال ہو کر رہ گیا (ابوداؤد)  
(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) شہ پھر پیدا ہوتے ہی کیوں روتا ہے۔ شیطان بچے کی کوکھ میں اپنی انگلی سے ٹوک دیتا ہے جس سے بچہ جلا کر  
رونے لگتا ہے۔  
(حاشیہ صفحہ ہذا)

کہ شیطان کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ اس کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا ایک شاہد طبرانی اور حاکم میں بھی ہے  
ابن عساکر نے بھی اس مضمون کی ایک حدیث روایت کی ہے مطلب یہ ہے کہ شیطان اپنا تخت پانی پر بچھا آتا ہے۔ اسکی حکومت کامر کہہ سکتا  
بعض مضمونین کو جو پانی پر تخت نظر آتا ہے وہ شیطان کا تخت ہوتا ہے۔ ذکر رحمان کا۔ شیطان کی نگاہ میں سب اہم اور بڑا کام عورت (باقی بر صفحہ ۱۶۱)

۶۸۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَتَةً يَأْتِيَنَ أَحَدَهُ وَلِلْمَلِكِ لَمَتَةٌ فَأَمَلَتُهُ الشَّيْطَانُ فَايَعَاذُ بِالشَّرِّ وَتَكَذِّبُ بِالْحَقِّ وَأَمَّا لَمَتَةُ الْمَلِكِ فَايَعَاذُ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيقُ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَا ذَلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللَّهِ فَلْيُحْمَدِ اللَّهَ وَمَنْ وَجَدَا الْأُخْرَى فَلْيَتَّعِزُّ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ثُمَّ قَرَأَ الشَّيْطَانُ يِعَاذُكُمْ اللَّهُ الْفَقْرَ وَيَا مَرْكُومًا بِالْفَحْشَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

۶۹۔ وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَنْسَأُونَ حَتَّى يُقَالَ هَذَا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ فَإِذَا قَالُوا ذَلِكَ فَفُوتُوا اللَّهَ أَحَدًا اللَّهُ الصَّمَدُ

۶۸۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا آنحضرت نے ارشاد فرمایا انسان پر شیطان کا بھی اثر ہوتا ہے اور فرشتے کا بھی۔ شیطان کا اثر (خیال) یہ ہے کہ وہ اس سے برے وعدے کرتا ہے اور پچائی کے جھٹلانے پر آمادہ کرتا ہے اور فرشتے کا اثر یہ ہے کہ وہ خیر کے وعدے کرتا ہے اور حق کی تصدیق پر آمادہ کرتا ہے جو شخص اپنے دل میں ایسے خیالات پائے انہیں اللہ کی طرف سے مجھے اور اللہ کا شکر کرے اور جو دوسری قسم کے خیالات محسوس کرے وہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرے پھر آپ نے بڑھا شیطان تم کو بھوکوں مرنے سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کی باتوں کا حکم کرتا ہے (ترمذی اور کلبیہ حدیث غریب ہے۔

۷۹۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا لوگ ہمیشہ پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ اس مخلوق کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے اور اللہ کو کس نے پیدا کیا جب لوگ ایسا کہیں تو تم کو اللہ ایک ہے بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ خود (یقیناً حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور مرد میں جھگڑا پیدا کر کے طلاق دونا ہے۔ اگر طلاق ہو جائے تو بچے مستقل طور پر مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ مرد کا گھر برباد ہو جائے۔ عورت کی عزت برباد ہو جائے اور در بدر کی ٹھوکریں کھائے اور اگر طلاق دیکر پھر مرد عورت آپس میں تعلقات رکھیں تو ہمیشہ زنا کرتے رہیں اور بچے حرامی پیدا ہوں۔ اعادنا اللہ منہ (سراج منیر)

۷۹۔ آپس میں لڑانا شیطانی کام ہے۔ اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ مسلمان سے مراد مسلمان ہیں اور شیطان کی پوجا سے مراد بتوں اور غیر اللہ کی پوجا مراد ہے کیونکہ براہ راست تو کوئی آدمی بھی شیطان کو اپنا معبود نہیں بناتا شیطان کے کہنے سے جو غیر اللہ کی عبادت کی جاتی ہے خواہ وہ کسی نبی کی ہو یا ولی کی یا بتوں کی وہ حقیقت میں شیطان کی پوجا ہے شیطان اس بات سے یابوس ہو گیا ہے کہ عرب میں اب بت پرست موحیدین پر غالب ہو جائیں گے۔ آنحضرت کی وفات کے بعد جو بعض قائل بت پرست ہو گئے تھے وہ بھی بت پرست نہیں تھے۔ اب شیطان کا صرف یہ دوا ہے کہ لوگوں کو بھڑکا کر لڑا دے۔ (طیبی)

۸۰۔ برائی کو برائی سمجھنا نیکی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد، نسائی، ابوداؤد، طیالسی، طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے یعنی شیطان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے لوگوں کو بت پرستی میں مبتلا کرتا۔ طرح طرح کی گمراہیاں پیدا کرتا۔ اب اس کا کسی بت (باقی صفحہ ۱۶۰)

لَمْ يَلِدْ وَأَنْتُمْ يُؤَلِّدُوا وَلَسْ يَكُنْ لَكُمْ كُفُورًا أَحَدًا ثُمَّ لِيَنْتَفِلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلَيْسَنَّ عِدَابُ اللَّهِ مِنْ  
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَسَنَدُهُ كَرِهُدَايَتِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ فِي بَابِ مَخْطَبَةِ يَوْمِ  
التَّحْرِيكِ شَاكَّرَ اللَّهُ تَعَالَى.

### الفصل الثالث

۴۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَمْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى  
يَقُولُوا هَذَا اللَّهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ أَبُو حَارِثٍ وَابْنُ مَسْرُورٍ قَالَ قَالَ اللَّهُ

جنا گیا نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے پھر تین دفعہ بائیں طرف تھوک دے اور شیطان اللہ سے اللہ کی پناہ طلب کرے (ابوداؤد)  
اور عمرو بن الاحوص کی حدیث یوم النحر کے خطبہ کے باب میں مذکور ہوگی۔

### تیسری فصل

۵۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا لوگ ہمیشہ پوچھتے رہیں گے کہ اللہ نے ساری مخلوق کو پیدا کیا اللہ کو کس نے  
پیدا کیا (بخاری) اور مسلم میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لوگ ہمیشہ کہتے رہیں گے یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ یہاں  
(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) پر زور نہیں سوائے اس بات کے کہ وہ کسی کے دل میں دوسو سو ڈالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد  
دو باتوں پر کی ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی کوششوں کو صرف دوسو تک محدود رکھا اور کچھ نہیں کر سکا اور دوسو جب تک عزمِ باخ کی  
صورت اختیار نہ کرے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس آدمی کے اندر اتنا ایمان موجود ہے کہ وہ اس دوسو کی برائی

کو اس شدت سے محسوس کر رہا ہے۔ (دکنی)

۶۔ شیطان اور فرشتہ کی تلقین۔ اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ شیطان تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے  
کی تلقین کرتا ہے اور برائی کی ترغیب دیتا ہے۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے روکتا ہے اور ضرورتیں یاد دلاتا ہے اور کتاب ہے کہ فلاں فلاں  
کام میں پیسے کی ضرورت ہے لہذا خرچ نہ کرو اور جب کوئی برا کام ہو تو کہتا ہے یہاں ضرور خرچ کرو ورنہ عزت نہ رہے گی شریکِ طغیانی کے  
اور فرشتہ نیک کاموں کی ترغیب دیتا ہے اور کتاب ہے خدا مازق ہے نیکی کے کام میں خرچ کرو آخرت میں کام آئے گا اور دنیا میں بھی اللہ بרכת  
کرے گا اور گناہ بھی بخشے جائیں گے پوری آیت کا ترجمہ اس طرح ہے شیطان تم کو غربت کا خوف دلاتا ہے اور یہ حیاتی کام دیتا ہے اور اللہ  
تم کو اپنے فضل اور بخشش کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ فراموشی والا جاننے والا ہے۔ (مرقاۃ)

(حاشیہ صفحہ ۱۶۱)

۷۔ شیطان دوسووں سے بچنے کا طریقہ۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا۔ یعنی یہ خیال آنا کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے  
یہ شیطان پیدا کرتا ہے گو وہ کسی آدمی کی زبان سے نکلتا ہے جب ایسی باتوں کو کہہ دے دوسو کو کچھ بھی نہیں سمجھتے اللہ تو قدیمی اور انلی ابدی ہے  
لنت ہے تیرے اس خیال پر پھر بائیں جانب تین دفعہ تھوک دے کیونکہ دل کے بائیں طرف ہونے کی وجہ سے شیطان بھی بائیں طرف رہتا ہے۔

عَزَّوَجَلَّ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يَزَالُونَ يَقُولُونَ مَا كُنَّا أُمَّكَ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ  
فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ.

۱۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي  
وَبَيْنَ صَلَاتِي وَيَبِينُ قِرْآئِي بِلَيْسَ هَا عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ شَيْطَانٌ  
يَقَالُ كَأَنَّ خَيْزُبَكَ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَنْتَعِزْ بِاللَّهِ مِنْهُ وَاتَّقِ عَلِيَّ يَسَارِكَ فَمَلَأْنَا فَفَعَلْتُ ذَلِكَ  
فَأَذْهَبَهُ اللَّهُ عَنِّي رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تک کہیں گے اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا اللہ کو کس نے بنایا۔

۲۔ عثمان بن ابوالعاص فرماتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول شیطان میری نماز میں حائل ہو جاتا ہے (خلل  
ڈالتا ہے) اور میری قرأت میں شبہ ڈالتا ہے۔ حضرت نے فرمایا اس شیطان کا نام خنزرب ہے جب تم یہ محسوس کرو تو اس سے اللہ  
کی پناہ مانگو اور بائیں طرف تین دفعہ تھوک دو میں نے اس طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ تکلیف مجھ سے دور فرمادی (مسلم)

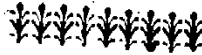
۱۔ حدیث قدسی کیا ہے؟ ۹۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابو عوانہ نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے  
یہ حدیث فصل اول میں بھی گذر چکی ہے۔ جس حدیث میں یہ الفاظ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں  
ایسی حدیث کو حدیث قدسی کہتے ہیں۔ قرآن مجید اور حدیث قدسی میں یہ فرق ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ بعینہ اللہ تعالیٰ کے ہیں اور جو ہر  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سجا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حدیث قدسی میں مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے  
اور الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے ہوتے ہیں۔ اور عام احادیث میں بھی مفہوم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے  
فرق صرف اعتباری ہے جس حدیث میں آپ نے نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی وہ حدیث قدسی کہلائی (دوسری نہیں)۔ (کنز العمال)

۲۔ عثمان بن ابوالعاص کا کارنامہ:۔ اس مضمون کی حدیثیں امام احمد، ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے بھی روایت  
کی ہیں۔ عثمان بن ابوالعاص قوم ثقیف سے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی خلافت کے دو سال  
تک طائف کے حاکم رہے پھر فاروق اعظم نے ان کو تبدیل کر کے عمان اور بحرین بھیج دیا ان کی قوم آنحضرت کے وصال کے بعد مرتد ہونے  
لگی تو آپ نے ان کو شرم دلائی کہ تم لوگ سب سے پیچھے مسلمان ہوئے اور سب سے پہلے مرتد ہو رہے ہو کچھ شرم کرو تو ان کے  
کہنے سے قوم مرتد ہونے سے باز آگئی خنزرب کے معنی ہیں۔ گناہوں پر ولیری کرنے والا۔ مطلب یہ ہے کہ شبہات ڈالتا ہے تو شک  
پڑتے ہیں اس کا علاج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ شیطان مردود سے بچنے کے لیے اللہ تالی سے پناہ مانگو اور بائیں  
جانب تین دفعہ تھوک دیا کرو۔ گویا یہ تم شیطان کے منہ پر تھوک رہے ہو۔ (نووی)



۷۲ :- وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّي أَهَمُّ فِي صَلَاتِي فَيَكْثُرُ ذَلِكَ عَلَيْكَ فَقَالَ لَهُ أَمِضْ فِي صَلَاتِكَ فَإِنَّهُ لَنْ يَذْهَبَ ذَلِكَ عَنْكَ حَتَّى تَنْصِرِفَ وَأَنْتَ تَقُولُ مَا أَنْتَ صَلَوْتِي رَوَاهُ مَالِكٌ.

۷۳ - قاسم بن محمد فرماتے ہیں ایک آدمی نے ان سے پوچھا کہ مجھے نماز میں وہم ہوتا ہے اور مجھے یہ گراں گزرتا ہے فرمایا نماز جاری رکھو یہ تم سے دور نہیں ہو گا یہاں تک کہ تم نماز سے واپس لوٹو گے تو تم خیال کرو گے کہ تم نے نماز پوری نہیں کی (مالک)



۱۷ گویا وہم کا یہی علاج ہے کہ نماز پر استقامت اور مداومت کی جائے (ام)

۱۸ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم - قاسم مرینہ منورہ کے مشہور فقہائے سبعہ میں سے ہیں۔ تابعین میں سے بڑے بلند پایہ کے آدمی ہیں۔ بڑے بڑے اچلے صحابہ کرام سے ان کی ملاقات ہوئی ہے۔ لیکن زیادہ تر حضرت عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اگر شیطان یہ دوسو سو ڈالے کہ تیری نماز پوری نہیں ہوئی اسے دوبارہ پڑھنا چاہئے تو اس کے اس شبہ کی پرواہ نہ کرنی چاہئے۔ اور اسے کہے کہ اگر تو کہتا ہے کہ نماز پوری نہیں ہوئی تو چلو ٹھیک ہے میں نے نماز پوری نہیں پڑھی۔ لیکن میں اب تیرے کہنے سے لوٹاؤں گا نہیں۔ ہاں اگر حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے رکعات کی تعداد اکثر بھول جانے کی عادت ہو گئی ہو تو اپنے گمان غالب پر نماز پوری کرے اور اگر گمان غالب بھی نہ ہو تو پھر کم تعداد پر یقین کرے مثلاً یہ خیال ہو کہ شاید تین رکعات پڑھی ہیں یا چار تو تین رکعات پر یقین کرے اور چوتھی رکعت اور پڑھ کر یقین سے نماز کی چار رکعات پوری کرے اور پھر آخر تشهد پر سلام سے قبل سو کے دو سجدے کرے اور سلام پیرے یعنی سہو کے سجدوں کے بعد دوبارہ تشهد پڑھے۔ (زرقاتی)

## بَابُ الْإِيمَانِ بِالْقَدَرِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۴۳۔ رَحْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۴۔ وَعَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ رَحْتَى الْعَجِيزِ وَالْكَبِيرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَبَمَ آدَمُ وَمُوسَى عِنْدَ

### تقدیر پر ایمان کا بیان

#### پہلی فصل

۴۳۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی پیدائش سے چھ ماہ پہلے سے پہلے مخلوق کی تقدیروں کو لکھا اور اس کا عرش اس وقت بانی پر تھا (مسلم)

۴۴۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا ہر چیز اندازے سے ہے یہاں تک کہ نانا فی اور عقلندی بھی (مسلم)

۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے سامنے (عالم ارواح میں) گفتگو کی جس سے جبر یہ اور تقدیر یہ گمراہ فرقتے ہیں۔ یہ حدیث ترمذی احمد اور طبرانی میں بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش اور پانی کے دریا

کوئی چیز حاصل نہ تھی۔ یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی پہلی مخلوق ہیں۔ البتہ قلم ان سے پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ جبر یہ کہتے ہیں کہ جس طرح وعشک کی بار بار دالے کے ہاتھ بے اختیار حرکت کرتے رہتے ہیں اسی طرح بندہ کے اعمال بے اختیاری میں اس سے صادر ہوتے رہتے ہیں اور یہ فرقہ بھی گمراہ ہے۔ قدر یہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اور یہ بھی گمراہ فرقہ ہے۔ صحیح عقیدہ یہ ہے کہ ہر پہلے اور ہر سے کام کا خالق اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس کے کرنے نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ نے ایک گونہ بندے کو اختیار دے رکھا ہے اور اسی بنا پر اس کو باہر لے گیا اور ماخذہ ہو گا (کشف السراج)

۴۶۔ تقدیر اللہ تعالیٰ کے علم کا نام ہے۔ یہ اس حدیث کو امام مالک اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز دنیا میں جس رنگ میں ظاہر ہو رہی ہے اسی طرح وہ پہلے سے لکھی جا چکی ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کا پہلے ہی سے علم تھا۔ (نوفی)

رَبِّهِمَا فَحَجَّ اَدَمُ مُوسَى قَالَ مُوسَى اَنْتَ اَدَمُ الْمَلَا فِي خَلْقِكَ اللهُ بَيِّدٌ وَ نَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوْحِي  
 وَ اسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَ اسْكَنْكَ فِي جَنَّتِهِ ثُمَّ اَهْبَطْتَ النَّاسَ بِخَطِيئَتِكَ اِلَى الْاَرْضِ قَالَ  
 اَدَمُ اَنْتَ مُوسَى الْاِنْبِيَا الْمُصْطَفَا اللهُ بِرَسَالَتِهِ وَ بِلَا مِهٍ وَ اعْطَاكَ الْاَنْوَارَ فِيهَا نَبِيَانِ  
 كُلِّ شَيْءٍ وَ قَدْرَبَكَ نَجِيًّا فِيكُمْ وَ جَدَاتُ اللهُ كَتَبَ التَّوْرَةَ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ قَالَ مُوسَى يَا رَبِّعِي  
 عَامًا قَالَ اَدَمُ فَهَلْ وَ جَدَاتُ فِيهَا وَعَصَى اَدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَتَوَمَّئِنِّي عَلَيَّ اَنْ عَمَلْتُ  
 عَمَلًا كَتَبَهُ اللهُ عَلَيَّ اَنْ اَعْمَلَهُ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَنِي يَا رَبِّعِي سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ  
 وَ سَلَّمَ فَحَجَّ اَدَمُ مُوسَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۷۶: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ

میں آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب رہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ وہی آدم ہیں جسکو اللہ نے اپنے ہاتھ سے  
 بنایا اور اپنی (با برکت) روح آپ میں پھونکی۔ ملائکہ سے آپکو سجدہ کرایا اور آپ کو جنت دی پھر آپ نے اپنی غلطی سے لوگوں کو زمین  
 پر اتار دیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا آپ وہی موسیٰ ہیں جن کو رسالت اور گفتگو کے لیے اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا اور تمہیں تختیاں  
 (توراة) عنایت کیں جن میں ہر چیز کا بیان تھا اور آپ سے سرگوشیاں فرمائیں تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش  
 سے کتنی دیر پہلے تورات کو لکھا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا چالیس سال حضرت آدم نے فرمایا کیا تم نے اس میں پڑھا ہے عطفی  
 آدم سر بہ غوی (آدم نے اپنے رب کے حکم کی خلاف ورزی کی اور بھول گیا) فرمایا ہاں حضرت آدم نے فرمایا تم مجھے ایسے کام  
 پر ملامت کرتے ہو جو میری پیدائش سے چالیس سال پہلے لکھا گیا آنحضرت نے فرمایا آدم موسیٰ پر غالب آگئے (مسلم)

۷۶۔ عہد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں آنحضرت نے ارشاد فرمایا اور آپ صادق ہیں اہل حق نے آپکی تصدیق فرمائی ہے ان کے

لہ خدا تعالیٰ کی صفات۔ اس حدیث کو امام احمد اور بخاری نے بھی تھوڑے سے الفاظ کی کمی بیشی سے روایت کیا ہے ان کے علاوہ

ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت آدم جب تک عالم اجسام میں رہے گناہ کو اپنی طرف منسوب کرتے

رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا اور عالم ارواح میں گناہ کو تقدیر کے سپرد کر رہے ہیں۔ دونوں جانوں کا فرق مراتب ہے

اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے مراد قدرت وغیرہ نہیں جیسا کہ تقدیر اور معتزل کا قول ہے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ۔ انگلیاں ہنسن پٹلی وغیرہ

کا جو ذکر قرآن اور حدیث میں آیا ہے تو ہم ان کو بالکل ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ منہ انگلیاں ہیں لیکن ہم

تشبیہ کے قائل نہیں کہ اس کے ہاتھ وغیرہ ہمارے جیسے یا کسی اور مخلوق کی طرح ہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جس طرح اسکی شان کے لائق ہے اسی طرح

اس کے ہاتھ منہ وغیرہ ہیں۔ اپنی جنت میں آیا دیکھا یہ لفظ ظاہر کر رہے ہیں کہ جس جنت میں آدم علیہ السلام اور عوا کو آباد کیا گیا تھا وہی جنت

تھی جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے تیار کر رکھی ہے۔ یہ کوئی دنیا کا باغ نہ تھا۔ (مرقاۃ)



۷۸. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دُعِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَلُّوبِي لِهَذَا أَصْفُورٌ مِّنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ كَمَا يَعْمَلُ الشُّرُوكُ لَمْ يُدْرِكْهُ فَقَالَ أَوْغَيْرِ ذَلِكَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ أَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ أَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۹. وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَنَعُكَ مِنَ النَّارِ وَمَقْعُدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَشْكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَاعِ الْعَمَلِ قَالَ أَعْمَلُوا فَمَنْ مَيَسَّرَ لِمَا خَلِقَ لَهُ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيَسِّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَيَسِّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۖ أَلَا يَتَّقَىٰ عَيْبَهُ ۖ

۷۸۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت کو انصار کے بچے کے جنازہ پر بلایا گیا۔ میں نے عرض کیا اس کے لیے خوشی ہے یہ تو جنت کی چڑیا ہے اس نے نہ برائی کی نہ برائی کا وقت پایا حضرت نے فرمایا عائشہ اس کے سوا کوئی اور بات کہئے اللہ نے جنت کیلئے اس کے اہل پیدا کیے اور وہ اپنے باپوں کی پشت میں تھے اور آگ والوں کو پیدا کیا جب وہ اپنے باپوں کی پشت میں تھے (مسلم)۔

۷۹۔ حضرت علی فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کی جگہ آگ میں بھی لکھی گئی ہے اور جنت میں بھی صحابہ نے کہا حضرت ہم اپنے دوست پر مجبور نہ کریں اور عمل چھوڑ دیں فرمایا عمل کرو ہر ایک کے لیے وہی راہ آسان ہوگی جس کیلئے اسے پیدا کیا گیا ہے جو شخص نیک ہے اسکے لیے نیکی کے عمل آسان ہوں گے اور جو شخص بد نصیب ہے اس کے لیے برے عمل آسان ہوں گے۔ پھر یہ آیت پڑھی **أَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ** (الایہ بخاری۔ مسلم)

وہی عاشرہ سنو سابقہ ۱۷۷ نیکی پر غرور نیکی کو برباد کر دیتا ہے۔ اس حدیث کو امام احمد، طبرانی، ابن سنان اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ آدمی کو اپنی نیکی پر غرور نہ ہونا چاہئے کہ آخر کا حال اللہ کو معلوم ہے اور نہ ہی جرات کر کے گناہ کرنا چاہیے کہ شاید کسی پر نادم ہو جائے اور جہنم میں چلا جائے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۶۸)

۱۷۷۔ **لے نابالغ بچے کہاں جائیں گے**؟ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مسلمانوں کے نابالغ فوت ہونے والے بچے حقیقی ہیں کیونکہ وہ بے گناہ ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مشرکوں کے نابالغ بچے بھی جنت میں ہوں گے کیونکہ وہ بھی بے گناہ ہیں۔ انصاری کے بچے کو بھی کہتے ہیں جو بے گناہ اور اس وقت تک آپ کو نابالغ بچوں کے متعلق دعویٰ نہ آئی تھی معلوم ہونے پر آپ نے بتا دیا کہ سب نابالغ فوت ہونے والے بچے جنت میں جائیں گے واللہ اعلم بالصواب۔

۱۷۸۔ حضرت عائشہ کا خیال تو صحیح تھا۔ آنحضرت نے قطعی فیصلہ کرنا پسند فرمایا۔

۱۷۹۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی تقدیر اور اس کے علم کا اندازہ اپنے عمل اور افعال سے کیا جا سکتا ہے اگر انسان صدقہ راقی پڑھتا ہے

۸۰ :- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَقَّهُ مِنَ الزَّيْنَةِ أَدْرَكَ ذَلِكَ لَمْ حَالَتَا فَرَزْنَا الْعَبْنَ النَّظْرُ وَمِنْ نَا لِسَانِ الْمُنْطِقِ وَالنَّفْسِ تَمَنَّى وَتَشْتَهَى وَالْفَرْحُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ وَيُبَكِّدُ بِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَاتٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَهْيُهُ مِنَ الزَّيْنَةِ مُدَارِكُ ذَلِكَ كَمَا مَحَلَّتَا الْعَيْنَانِ زَيْنَاهُمَا النَّظْرُ وَالْأَذْنَانِ زَيْنَاهُمَا الْإِسْتِعَاةُ وَاللِّسَانُ زَيْنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زَيْنَاهُ الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زَيْنَاهَا الْخَطْيُ وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْحُ وَيُبَكِّدُ بِهِ.

۸۱ :- وَعَنْ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا رَأَيْتَ مَا يَفْعَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْذِبُونَ فِيهِ أَشْيَاءَ قُضِيَ عَلَيْهَا وَمَضَى فِيهِمْ مِنْ قَدَرٍ سَبَقَ أَوْ فِيمَا

۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا اللہ نے آدمی کیلئے زنا کا حصہ لکھ دیا ہے جسے وہ ضرور پائیگا۔ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے زبان کا زنا بولنا۔ دل اس کی خواہش اور آرزو کرنا ہے اور شرم گاہ اسکی تصدیق کرتا ہے یا اسے بھلا دیتا ہے (بخاری۔ مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ابن آدم کا حصہ زنا کاری سے لکھا گیا ہے وہ ضرور پائے گا آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے کانوں کا زنا (فحش) باتوں کا سننا ہے زبان کا زنا (فحش) باتیں کرنا ہے ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے پاؤں کا زنا چلنا۔ دل اسکی خواہش اور آرزو کرنا ہے شرمگاہ یا اسکی تکذیب کرنا ہے یا تصدیق۔

۸۱۔ عمران بن حصین سے مروی ہے قبیلہ مضرینہ کے دو آدمیوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ارشاد فرمائیں کہ آج کل لوگ جو کچھ کرتے ہیں اور اس کے لیے محنت کرتے ہیں اسکا فیصلہ ہو چکا ہے اور آج سے قبل تقدیر میں لکھا جا چکا ہے یا سب آئندہ ہوگا جیسے (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہ اپنے معاملات میں احتیاط سے کام لے بھلی باتوں سے اسکے دل میں یقین پیدا ہو تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ نیک کی راہ آسان کر دیتے ہیں اور اگر اسکے خلاف ہو تو اسکے لیے مشکلات یعنی جہنم کی راہ آسان ہوگی اور یہی قرآن مجید کی آیت کا مطلب ہے گویا اس مسئلہ میں قرآن حدیث دونوں متفق ہیں :- (اسم)

لَٰكِنَّ نِيكَ اَعْمَالُ بِجَالَانَا هِيَ تَقْدِيرُ هِيَ :- اس حدیث کو کچھ تفسیر و تبدیل سے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، ابودریس، ابوداؤد طیالسی، بیہقی اور ابن ابی عامر نے بھی روایت کیا ہے۔ حُصْنِ سے مراد کلمہ طیبہ ہے۔ صحابہ نے خیال کیا کہ جب تقدیر مقدر ہو چکی ہے تو اب عمل کرنے سے کیا فائدہ تو آنحضرت نے فرمایا تم صحیح نہیں سمجھے۔ عمل تقدیر کے منافی نہیں بلکہ اس کا موثر ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں سبب کو مسبب سے مربوط کیا ہے آنکھ دیکھنے کا سبب ہے۔ پانی پینا یا اس دور کرنے کا سبب ہے کھانا جو ک دور کرنے کا۔ اسی طرح نیک عمل جنت کا سبب ہیں تو برے اعمال دوزخ کا۔ رزق کو مقدر ہے لیکن کسب اس کا سبب ہے :-

اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ زنا کے (باقی بر صفحہ ۱۷۰)

يَسْتَقْبِلُونَ بِهَا مَا اتَّاهُمْ بِهِ نَبِيَّهُمْ وَتَبَيَّنَّتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لَا بَلْ شَأْنِي قَضَى عَلَيْهِمْ  
وَمَضَى فِيهِمْ وَتَصَدَّقْتُ ذَٰلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا  
وَتَقْوَاهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۲ :- وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ شَابٌ وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي  
الْعُنْتِ وَلَا أَحَدًا مَا اتَّزَوَّجْتُ بِهِ النِّسَاءَ كَمَا تَهَيَّأْتُ فِي الْأَخْطَاءِ وَقَالَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ  
مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَاهُمْ يَرَّةَ جَفَّ الْقَلْبُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلَى ذَلِكَ أَوْ ذُرِّ  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۸۳ :- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ قُلُوبَ

آنحضرت ان کے پاس آئے اور ان پر حجت قائم کی فرمایا نہیں اسکا فیصلہ ہو چکا اور یہ چیز ان میں گزری چکی اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب  
میں ہے و نفسی و ما سواها فان لمہما فنجورہا و تقواہا نفس اور جس نے اسے درست کیا اسکی قوم اور جس نے  
اسے نیکی اور ایمانی کا امام کیا (مسلم)

۸۲ - ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے عرض کیا میں جوان ہوں مجھے اپنے نفس پر زنا کا خطرہ ہے اور مجھے نکاح کی  
توفیق نہیں خیال یہ تھا کہ آنحضرت نصیحتی ہونے کی اجازت دیدیں آپ چپ ہو گئے میں نے پھر عرض کیا آپ خاموش ہو گئے پھر گزارش  
کی آپ خاموش رہے میں نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا تمہارے اعمال کے متعلق قلم نیشک ہو چکا ہے چاہتے ہو تو نصیحتی ہو جاؤ یا  
اسے ترک کر دو (بخاری)

۸۳ - عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا تمام انسانوں کے دل ایک دل کی طرح اللہ کی دو انگلیوں میں ہیں اللہ تعالیٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حصہ سے مراد مقدمات زنا ہیں اگر اصلی زنا سے بچ گیا تو یہ معاف ہو جائیں گے ورنہ ان پر بھی مواخذہ ہوگا۔ لیکن اکثر مقدمات کے  
بعد آدمی نہیں بچ سکتا لہذا ان سے بھی پرہیز لانی ہے۔  
(حاشیہ صفحہ ۱۶۸)

۱۔ تقدیر میں انسانی اختیارات کا مقام ہے۔ اس حدیث کو امام احمد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے  
سوال دو ہیں پہلا یہ کہ تقدیر پہلے سے کبھی ہوئی ہے یا اب پیغمبر اپنے ساتھ لایا ہے دوسرا یہ کہ ہم اپنے اعمال میں مجبور ہیں یا مختار؟ تو آنحضرت نے فرمایا  
تقدیر پہلے سے مقرر ہے اور انسان اعمال میں مختار ہے اور انکے نتیجے میں مجبور نکھیا انکے کمانے کا اختیار ہے۔ لیکن کمانے کے بعد مرنے میں مجبور ہے ۱۲  
۱۳ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ قلم نیشک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو ہونا تھا ہو چکا نصیحتی ہونے سے کچھ نہیں ہے گا۔

بَنِي آدَمَ كُلِّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ إِصْبَاعِ الرَّحْمَنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهُ كَيْفَ يَشَاءُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ مَصْرِفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - ۸۴  
 وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْكُودٍ أَوْ يُؤَدُّ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُرْوَدَا إِلَيْهِ أَوْ يُصَرِّرَا إِلَيْهِ أَوْ يُبَيِّصَا إِلَيْهِ كَمَا تُبَدِّلُ الْجِبَّ بِهَيْمَتِهِ بِهَيْمَتِهِ جَمْعًا هَلْ تُحَسِّنُونَ فِيهَا مِنْ جَدَاعَةٍ ثُمَّ يَقُولُ فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الْيَوْمَ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

جس طرح چاہے انہیں پھیرتا ہے پھر فرمایا اے دلوں کے پھیرنے والے خدا ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت شناسی کی طرف پھر دے (مسلم)

۸۴- ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا ہر ایک بچہ صحیح فطرت (حق کے قبول کرنے اور اس پر چلنے کی صلاحیت) پر پیدا کیا جاتا ہے پھر اسکے بائپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں جس طرح جانور صحیح سالم پیدا ہوتا ہے اسکا کوئی عضو کم ہوا محسوس نہیں کرتے پھر یہ آیت پر بھی فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الْيَوْمَ مَتَّفَقٌ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (اللہ کی پیدائش جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا اس کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے) (بخاری - مسلم)

۱۔ ہر انسان خدا تعالیٰ کے اختیار اور تصرف کا متعلق ہے وہ ٹھیک اسی طرح ہے جیسے حدیث میں ارشاد ہوا اور جنانک اس کے قانون کا متعلق ہے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا نہ ہی کسی کو جہنم کی راہ پر ڈالتا ہے اسی لیے آنحضرت نے دعائی تلقین فرمائی کہ اے سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق (دام) ہے بنی آدم کے دل خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ اس حدیث کو امام احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں حاکم اور ابن جریر نے بھی روایات ذکر کی ہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی آدم کے قلوب کو پوری طرح اپنے قبضہ اور تصرف میں رکھے ہوئے ہے کوئی چیز ہاتھ میں پکڑ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں اور دونوں دائیں ہیں۔ اور انگلیاں بھی ہیں۔ معزز نے جو ہاتھ کی تاویل قدرت سے کی ہے یہ غلط ہے کیونکہ قدرت کا ستیزہ نہیں ہوتا (نووی - کشف)

۲۔ انسان پیدائشی طور پر مسلمان ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس میں اسلام قبول کرنے کی پوری استعداد ہوتی ہے اگر اسی حالت میں مر جائے تو بنتی ہے۔ بعد میں خارجی اثرات یعنی باہول اور بائپ کی تربیت سے یہودی۔ عیسائی یا مجوسی بنتا ہے۔ جیسے جانور کا بچہ پورا پیدا ہوتا ہے کان دم وغیرہ بعد میں کاٹ دیتے ہیں۔ اسی طرح کفر کا نقص بھی بعد میں پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ وہ ایسے مزاج پر پیدا کیا جاتا ہے جو دین حق کو قبول کرنے کیلئے آمادہ ہوتا ہے۔ وقت کی رسوم آیا و اجداد کی تقلید، باہول کے (باقی بر صفحہ آئندہ)



۸۵: وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخْمِيسَ كَلِمَاتٍ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَبْرَأُ وَلَا يَبْخِي لَهُ أَنْ يَبْرَأَ يُخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ وَيَرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ التَّوْرُوكُ كَشَفَهُ لِأَحْرَفَتْ سُبْحَاتُ وَجْهِهِ مَا أَنْتَهَى إِلَيْهِ بِصَرَءَ مِنْ خَلْقِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَا اللَّهِ مَلَأَتِي لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةُ سَحَابِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مِمَّا خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَفْضُ مَا فِي يَدَيْهِ وَكَانَ عَرَّ شَتَّى عَلَى الْمَاءِ وَيَبِيدُهُ الْمِيزَانُ يُخْفِضُ وَيَرْفَعُ مَنَفَعٌ عَلَيْكَ فِي رِوَايَةِ لَيْسِي.

۸۵- ابو موسیٰ فرماتے ہیں آنحضرت نے لوگوں میں کھڑے ہو کر ہم سے پانچ باتوں کا ذکر فرمایا۔ فرمایا اللہ نہ سوتا ہے نہ اسے سونا چاہیے وہ ترازو نیچے کرتا ہے اور اسے اونچا کرتا ہے۔ رات کے عمل دن سے پہلے اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور دن کے عمل رات سے پہلے اس کے سامنے نود کے پردے ہیں اگر وہ اس پردے کو اٹھائے تو اس کی چمک جہاں تک پہنچے مخلوق کو جلا کر رکھ دے (مسلم)

۸۶- ابو ہریرہ فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا اللہ کے ہاتھ بھرے ہوئے ہیں دن رات خرچ کرنے سے ان میں کمی نہیں آتی تم جانتے ہو کہ جب سے اس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اس پر کس قدر خرچ ہوا لیکن اسکے خزانہ میں کوئی کمی نہیں ہوئی اس کا عرش پانی پر تھا اس کے ہاتھ میں ترازو ہے جسے وہ نیچے اور اوپر کرے اسے بخاری۔ مسلم۔ مسلم کی روایت میں ہے اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا (یقیناً حاشیہ صغیر گذشتہ) اثرات طبیعت پر چھا کر اسکی اس خصوصیت کو مغلوب کر لیتے ہیں۔ انسان کا فرض ہے کہ اپنے گرد و پیش سے اس قدر متاثر

(حاشیہ صغیر نمبر ۱)

نہ ہو کہ اس سے یہ فطرت اور مزاج ہی بدل جائے۔ (اسم)

لے اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہیں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ترازو کو نیچا اور بلند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا رزق فراخ کیا اور کسی کا تنگ کر دیا۔ کسی کو اطاعت کے سبب عزت بخشی اور کسی کو گناہ کے سبب ذلیل کیا۔ دن کے عمل رات آنے سے پہلے اور رات کے عمل دن آنے سے پہلے چلے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اعمال بہت جلد چلے جاتے ہیں۔ حجاب اصل میں تو اجسام کے لیے ہوتا ہے لیکن یہاں تمثیل کے طور پر کھانے کے لیے ایسے الفاظ استعمال فرمائے مقصد صرف یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ کو دیکھا نہیں جاسکتا۔ البتہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویت آخرت میں مومنوں کو ضرور ہوگی۔ تہ نگاہ سے مراد تمام کائنات ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی نظر تمام مخلوقات کو محیط ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ آسمانوں کے اوپر عرش پر ہیں تمام سلف صالحین کا یہی عقیدہ چلا آیا ہے کہ خداوند تعالیٰ عرش پر ہیں آسمانوں سے اوپر اس کی کیفیت کسی کو معلوم نہیں اور اس کا انکار کفر ہے ۱۲ (نودی)

۱۲ یعنی یہ دینیوی اجسام تجلیات الیہ کے مقل نہیں ہو سکتے۔

يَمِينُ اللَّهِ مَلَأَى قَالَ بَنُ نَمِيرٍ مَلَأَن سَعَاءَ لَا يَفِيضُهَا شَيْئُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ -  
۸۷: وَعَنْهُ قَالَ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَمِّ أَسْرِيَ الْمُشْرِكِينَ  
قَالَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

## الفصل الثاني

۸۸: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أَوَّلَ مَا  
خَلَقَ اللَّهُ الْفَلَكُ فَقَالَ لَهُ أَكْتُبْ قَالَ مَا أَكْتُبُ قَالَ أَكْتُبُ الْقَدَارَ فَكُتِبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ

ہے۔ ابن نمیر فرماتے ہیں اس کے ہاتھ بھرے ہوئے ہیں شب و روز خرچ کرنے سے اسکے خزانہ میں کوئی چیز کم نہیں ہوتی۔  
۸۷: حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت سے مشرکین کی اولاد کے متعلق پوچھا گیا فرمایا ان کے اعمال کے متعلق اللہ تعالیٰ  
بہتر جانتا ہے (بخاری۔ مسلم)

## دوسری فصل

۸۸: عبادہ بن صامت فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم پیدا فرمایا پھر فرمایا کہ لکھو اس نے  
کہا کیا لکھوں فرمایا تقدیر لکھو اس نے جو ہو چکا تھا اور جو آئندہ ہونے والا ہے سب لکھ دیا (ترمذی) اور کہا اس حدیث کی  
لے اللہ تعالیٰ کی سخاوت کا بیان، اس حدیث کو امام احمد ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ سخاوت کے  
معنی ہیں گرانا۔ انڈینا۔ مطلب یہ ہے کہ دن رات سخاوت کرتا ہے اور دن رات خرچ کرتا بھی اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں پیدا کرتا  
اور یہ کیفیت برابر اس دن سے چلی آ رہی ہے کہ جب سے زمین آسمان پیدا ہوئے ہیں۔ ابن نمیر امام مسلم کے استاد ہیں ان کی روایت میں  
صلائی کی بجائے مَلَأَن کے لفظ میں لیکن لغت کے لحاظ سے مَلَأَى کے لفظ زیادہ صحیح ہیں۔ (نودی۔ کشف)

۸۹: مشرکوں کے نابالغ بچے بھی جنتی ہیں؛ اس حدیث کو نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ اس وقت فرمایا تھا  
جب کہ ابھی مشرکوں کی اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع نہیں آئی تھی۔ بعد میں اطلاع مل گئی کہ وہ بھی جنت میں ہوں گے  
جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی حدیث میں ہے جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں ان کے گرد چوڑھے  
بچے دیکھے۔ لوگوں نے سوال کیا۔ کیا مشرکوں کی اولاد بھی آپ نے وہاں دیکھی؟ تو آپ نے فرمایا ہاں مشرکوں کی اولاد بھی  
(نودی۔ کشف)

۹۰: تقدیر اللہ تعالیٰ کے علم کا نام ہے؛ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اس مضمون کی حدیث امام احمد  
اور طبرانی نے بھی نقل کی ہے۔ ابن جریر۔ ابویعلیٰ۔ سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے بھی مختلف الفاظ سے اس مضمون کو نقل کیا ہے۔ خدا کا قسم ہے  
تخریب کروادینا لوگوں پر جبر کرنے کے لیے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم محیط کی اطلاع کے لیے ہے۔ (لغات)

كَائِنٌ إِلَى الْإِبْدَانِ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدَاثٌ كَثِيرَةٌ إِسْنَادًا -  
 ۸۹ :- وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سُئِلَ عَنْهُ مِنْ النُّحَابِ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ وَإِذَا أَحَدٌ  
 رَبَّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ طُورِهِمْ ذَرِيَّتَهُمْ الْآيَةَ قَالَ عَمَّا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنْهَا فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِمِيزِنَةٍ فَاسْتَحْرَجَ مِنْهُ ذَرِيَّتَهُ  
 فَقَالَ خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبَعَلَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَعْملُونَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَحْرَجَ مِنْهُ  
 ذَرِيَّتَهُمْ فَقَالَ خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبَعَلَّ أَهْلَ النَّارِ يَعْملُونَ فَقَالَ رَجُلٌ فِيهِمَا الْعَمَلُ يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ  
 بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلُهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَإِذَا خَلَقَ  
 الْعَبْدَ النَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلُهُ  
 بِهِ النَّارَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُودُدٌ.

سند غریب ہے۔

۸۹۔ مسلم بن یسار فرماتے ہیں حضرت عمر سے اس آیت کے متعلق پوچھا اور اِذَا أَحَدٌ رَبَّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ طُورِهِمْ ذَرِيَّتَهُمْ  
 اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو پیدا کیا، حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے سنا آنحضرت سے اسکی  
 بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اسکی پشت پر دایاں ہاتھ پیر اور اس سے کچھ مخلوق پیدا کی اور دایاں  
 میں نے ان کو جنت کے لیے پیدا کیا اور ان کے عمل اہل جنت ہی کی طرح ہوں گے پھر ان کی بیٹھ پر ہاتھ پیر اور اس سے کچھ اولاد  
 نکالی اور فرمایا میں نے ان کو آگ کے لیے پیدا کیا اور یہ آگ والوں کی طرح عمل کریں گے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ  
 پھر عمل سے کیا فائدہ! آنحضرت نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو جنت کیلئے پیدا کرتا ہے تو اسے جنت ہی کے کاموں میں لگا دیتا ہے  
 یا تک کہ اسکی موت آجائے اور وہ جنت کے کام کر رہا ہو اور جنت میں داخل ہو جائے اور جب کسی کو آگ کیلئے پیدا کرتا ہے تو اسے  
 اہل نار کے کاموں میں لگا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کسی جہنم ہی کے کام میں مر جاتا ہے اور اسے آگ میں داخل کر دیا جاتا ہے دمالک

ترمذی۔ ابوداؤد

۱۔ عالم ارواح عند الست کا بیان :- اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے منندی کہتے کہ اس کی سند میں انقطاع ہے کیونکہ مسلم بن یسار  
 کی ملاقات حضرت عمر سے ثابت نہیں سالک، احمد اور حاکم نے اسکی متصل سند بھی بیان کی ہے اور حاکم نے اس کو مسلم کی شرط پر بتایا ہے اسکو ابن ابی  
 حاتم۔ ابن جریر عبد بن حمید۔ ابن مرویہ۔ بیہقی۔ ابن حبان اور امام بخاری نے تاریخ میں اور ضیاء نے مختارہ میں بھی روایت کیا ہے۔ یہ روایات  
 کا دوق ہے۔ پہلے آدم کی پشت پر ہاتھ پیر تو ان کی اولاد نکلی پھر اولاد پر ہاتھ پیر تو ان کی اولاد نکلی۔ پھر ان سے سوال کیا گیا میں روایتی برصطوئین

۹۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدَيْهِ كِتَابَانِ فَقَالَ اتَّكُمُورُونَ مَا هَذَا ابْنُ الْكِتَابَانِ قُلْنَا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا أَنْ تُخَيَّرَنَا فَقَالَ لِيَدِي فِي يَمِينِهِ الْيُمْنَى هَذَا الْكِتَابُ مَنْ رَتَّبَ الْعُلَمَاءَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَىٰ آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَضُ مِنْهُمْ أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِيَدِي فِي شِمَالِهِ هَذَا كِتَابُ مَنْ رَتَّبَ الْعُلَمَاءَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَىٰ آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَضُ مِنْهُمْ أَبَدًا فَقَالَ أَصْحَابُهُ وَفِيمَا عَمِلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَ أَمْرٌ قَدْ فَرِغَ مِنْهُ فَقَالَ سَلَادُوا وَاقْرَأُوا فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَمْ يَعْمَلِ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ آتَىٰ عَمَلًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ فَبَدَأَ هُنَا ثُمَّ قَالَ فَرِغْ رُبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيقٌ فِي

۹۰۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں آپ (ایک دن) نکلے اور آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں فرمایا کیا تم جانتے ہو ان دونوں کتابوں کے کیا نام ہیں ہم نے عرض کیا کہ نہیں یہ تو آپ کے بتانے سے معلوم ہوگا فرمایا یہ سیدھے ہاتھ کی کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے اس میں اہل جنت کے نام ہیں اور ان کے بزرگوں اور قبیلوں کے اور اس کے آخر میں خلاصہ کر دیا گیا ہے دن میں کچھ بڑھایا جائے گا نہ کم کیا جائیگا پھر بائیں ہاتھ کی کتاب کے متعلق فرمایا یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے اس میں آگے اہل جنت کے نام ہیں اور ان کے باپوں اور قبیلوں کے اور آخر میں خلاصہ کر دیا گیا ہے اس میں کسی کچھ نہ کم کیا جائیگا نہ زیادہ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول پھر عمل کی کیا ضرورت ہے اگر اس معاملہ سے فراغت ہو چکی ہے فرمایا مضبوط رہو اور اللہ کا قرب حاصل کرو کیونکہ اہل جنت کا خاتمہ اہل جنت کے اعمال پر ہوگا شروع میں گو وہ کوئی کام کرے اور اہل نار کا خاتمہ جہنم والوں کے کاموں پر ہوگا گو وہ (اہل جنت میں) کوئی کام کرے پھر آپ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا اور دونوں کتابیں پھینک دیں اور فرمایا تمہارا رب دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے کہا کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ عمدہ اس لیے لیا گیا کہ قیامت کو تم پر نہ کہہ سکو کہ ہم بے خبری میں مارے گئے ہم کو تو اسکی اطلاع ہی نہ تھی۔ اب آپ کہیں گے کہ میں تو یاد نہیں کہ کب عمدہ ہوا تھا۔ اس کو مثل سے سمجھو جب ہم پیدا ہوئے تھے تو ہمیں کسی لفظ کا پتہ نہ تھا لیکن یہ یقینی ہے کہ ہم کو کسی نے بتایا ضرور تھا۔ اسی طرح گو ہمیں عمدہ کا وقت اور جگہ تو یاد نہیں لیکن انسان کی جین نیاز میں یہ جو سمجھ کرنے کی تڑپ ہے یہ کس نے پیدا کی۔ دنیا کا ہر آدمی خواہ یہودی ہو یا عیسائی یا مشرک ہو یا مجوسی۔ مسلمان ہو یا ہندو سب ہی عمدہ کرتے ہیں اور اپنے خیال میں ہر ایک خدا تعالیٰ ہی کو سمجھتا ہے گو وہ غلط طریقہ سے عمدہ کرے بہر حال یہ بندگی اور عبادت کا جذبہ پتہ دیتا ہے کہ کسی نے ہم سے بندگی کا عمدہ ضرور لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی عمدہ کو یاد کروایا ہے۔ کوشش کرنی چاہئے کہ موت کسی نیک کام پر آئے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ آدمی ہر وقت نیک کام کرے

الْحَبَّةُ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ مَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - ۱۹۱  
 وَعَنْ أَبِي خِزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رُفِي نَسْنَرِيهِمْ هَاوِدَ وَأَنْتَدَاوِي  
 بِهِ وَتَقَاةٌ نَتَّقِيهِمْ هَاهُنَا تَرُدُّهُمْ مِنْ قَدَارِ اللَّهِ شَيْبًا قَالَ هِيَ مِنْ قَدَارِ اللَّهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

بندوں سے فارغ ہو گیا۔ ایک فریقِ جنت میں ہوگا اور ایک فریقِ جہنم میں ہوگا (ترمذی)  
 ۹۱۔ ابوہریرہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت سے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ فرمائیں کہ ہم کو  
 کراتے ہیں یا علاج کراتے ہیں اور بن حیروں کے ساتھ ہم اپنا بچاؤ کرتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر بروک دیتی ہیں فرمایا یہ اسباب  
 خود تقدیر میں شامل ہیں (راحمہ ترمذی۔ ابن ماجہ)۔

۱۷۔ نوشتہ تقدیر کے صحیفے :- امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا اور امام احمد نے حسن نسائی نے بھی اسے روایت کیا ہے اور اس  
 مضمون کی حدیثیں طبرانی۔ ابن جریر اور دارقطنی میں بھی ہیں۔ ظاہر الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتابیں حسی اور ظاہری تھیں صحابہ کو وہ  
 کتابیں تو دکھائیں لیکن ان کے مضمون کو تفصیلی طور پر بیان نہیں فرمایا صرف اتنا کہا کہ اس کتاب میں جتنی لوگوں کی فرست ہے اور اس میں  
 دفعہ جی لوگوں کی اور ان کی جمع بندی کر دی گئی ہے۔ بعض نے کہا یہ کتابیں ظاہری نہ تھیں آنحضرت نے بطور تمثیل فرمایا۔ پھینک دیا کا  
 مطلب یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کو پٹو پیچھے لے جا کر بھٹک دیا۔ (مرقاۃ۔ لغات)

۱۸۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ انسان کی سوچ بچار اور اس کے اعمال کی ابتداء اور انتساب اللہ کو معلوم ہے اور وہ اس سے  
 فارغ ہو چکا اب اسکے علم میں کسی نئی چیز کا اضافہ ناممکن ہے جو ہمد ہا ہے اسکے علم کے موافق ہو رہا ہے۔ گویا مخلوق کا اختیار بھی اللہ کے

اختیار میں ہے۔ (اسم)  
 ۱۹۔ تعینات کے جواز کے شرائط :- تعینات اور منتر اور علاج معالجہ کے متعلق اصولی طور پر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ چیزیں حقیقی مؤثر  
 نہیں ہیں۔ حقیقی مؤثر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ عزیمت تو یہ ہے کہ آدمی ان چیزوں سے بھی پرہیز کرے اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہمد و سہ کے کہ وہ جس طرح  
 اسباب سے چیزیں فراہم کر سکتا ہے بغیر اسباب بھی کر سکتا ہے تو ان چیزوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے لیکن اگر آدمی اتنے بلند مقام پر نہ پہنچے کہ تو علاج  
 معالجہ اور تعویذ منتر کی اجازت ہے بشرطیکہ تعویذ اور منتر میں قرآن مجید کی کوئی آیت یا حدیث شریف کی کوئی دعا ہو اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ جاوید یا ہوہ  
 کہو اس ہو تو بالکل حرام اور ناجائز ہے۔ جن احادیث میں تعویذ اور منتر کی ممانعت آئی ہے اس جگہ بھی ناجائز تعویذ اور منتر مراد ہیں یہ چیزیں  
 بھی اللہ کی تقدیر سے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے ہر بیماری کا علاج اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ اس حدیث  
 کو حاکم اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ (کشف)

۲۰۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جہاں کسی امر کا فیصلہ فرمایا ہے اس کے اسباب کا بھی فیصلہ کر دیا ہے اور یہ ساری چیزیں اسباب ہی کی قسم سے ہیں انسان  
 کو جس قدر اختیار دیا گیا اس نے اوداگی کی صورت میں اختیار کی بلکہ یہ اختیار بھی مشیت الہی کے تابع ہے و ما تَشَاؤُنَ اِلَّا اِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

۹۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدَارِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَأَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَتْمَا قُفُفِي فِي وَجْنَتَيْهِ حَبَّ الرُّمَّانِ فَقَالَ أَمْرُهَا هَذَا هَذَا أُرْسِدْتُ إِلَيْكُمْ لَأَتَمَّا هَلْكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِينَ تَنَازَعُوا فِي هَذَا الْأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَلَّا تَنَازَعُوا فِيهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ -

۹۳۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَتَيْ قَبْضَتَيْهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدَارِ الْأَرْضِ مِنْهُمْ الْأَحْمَرُ وَالْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ وَبَيْنَ ذَلِكَ وَالسَّرْهَلُ وَالْحَزَنُ وَالْخَيْثُ وَالطَّيْبُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ ۹۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ

۹۲۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ایک دن حضرت ہمارے پاس آئے اور ہم تقدیر میں بحث کر رہے تھے۔ آپ اس قدر ناراض ہوئے کہ چہرہ سرخ ہو گیا۔ جیسے انار کا دانہ آپ کے منہ پر چوڑا گیا فرمایا کیا تمہیں یہ حکم کیا گیا ہے یا میں یہی چیز دیکھ رہا ہوں تم سے پہلے لوگ اسی لیے تباہ ہوئے کہ وہ اس مسئلہ میں جھگڑتے تھے میں تمہیں بابرہ تاکید کرتا ہوں کہ اس میں بحث مت کرو (ترمذی، ابن ماجہ نے اسے عمرو بن شعیب عن امیہ عن جدہ سے روایت کیا۔

۹۳۔ ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے آدم کو ایک مٹھی دھبہ مٹی سے پیدا کیا جسے تمام زمین سے لیا گیا تھا۔ اب آدم کی اولاد زمین کے اندازے پر پیدا ہوئی کوئی سرخ کوئی سفید اور کوئی سیاہ اور کوئی اسکے درمیان اور نرم اور سخت اور نجیث اور پاکیزہ (احمد، ترمذی، ابو داؤد)

۹۴۔ عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت سے سنا اللہ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا جس کو

(دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حقیقت اور اختیار حقیقت الہی کے تابع ہے نہ اس میں جبر ہے نہ آواگی۔ (اسم)

۱۔ مسئلہ تقدیر میں بحث کی حماقت؛۔ اس حدیث کا ایک شاہد مشہور حکم میں بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تقدیر پر بغیر بحث کے ایمان لاؤ اور یہ ضروریات دین سے ہے اصل کام یہ نہیں کہ تقدیر کے غوائل پر بحث کی جائے۔ نبی کا اصل کام تبلیغ ہے اور امت کا کام اطاعت فرمانبرداری ۱۲ (کنز) ۱۔ گویا اختیار بھی اللہ ہی کے قبضہ میں ہے اسباب اور سببیت دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ (اسم)

۲۔ انسانی تخلیق میں تفاوت کی وجہ۔ یہ حدیث مشہور حکم اور یہی حق میں بھی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے عزرائیل کو حکم دیا کہ مٹی سے وہ زمین کی تمام قسموں سے توڑی توڑی مٹی لے گئے پھر مخلوق اپنے اصل کے مطابق پیدا ہوئی جو زمین سے پیدا ہوا وہ جو طبیعت ہوا جو سرخ مٹی سے پیدا ہوا وہ سرخ رنگ کا بنا اور جو سیاہ سے بنا سیاہ رنگ بنا و علیٰ ہذا القیاس۔

خَلَقَ خَلْقَةً فِي ظُلْمَةٍ فَالْقَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهِ فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ ذَلِكَ اهْتَدَى وَمَنْ أَخْطَأَ مَثَلَ قِدَانِكَ أَقُولُ جَعَلَ الْقَلْبُ عَلَى عِلْمِ اللَّهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۹۵۔۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْثُرُ أَنْ يَقُولَ يَا مَقْلِبَ الْقُلُوبِ

ثَبَّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَمْتًا بِكَ وَيَسَّاجِدَتُ بِهَا فَمَهْلُ تَخَافُ عَلَيْنَا قَالَ نَعْمَ إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ يُغْفِيهِمَا كَيْفَ يَشَاءُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

۹۶۔۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْقَلْبِ كَرَيْشَةٍ بَارِضٍ

قَلَاةٌ يُغْفِيهِمُ الرِّيَاحُ ظَهْرًا الْبَطْنُ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۹۷۔۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى وَالْبَعْثِ بَعْدَ

یہ نور مل گیا اس نے ہدایت پائی اور جسے دل سکا وہ گمراہ ہو گیا اسی لیے میں کہتا ہوں قلم اللہ کے علم پر خشک ہو گیا (احمد - ترمذی)

۹۵۔ حضرت انس فرماتے ہیں آنحضرت اکثر فرمایا کرتے تھے اے اللہ دلوں کو بدلتے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ہم آپ اور آپکی وحی پر ایمان لائے پھر کیا آپ کو ہمارے متعلق کوئی خطرہ ہے فرمایا ہاں دل اللہ کی ودانگیوں میں ہے۔ اسے جیسے چاہے بدل دے۔ (ترمذی ابن ماجہ)

۹۶۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ دل ایک پرکی طرح ہے میدان میں ہوا میں سے اٹنا سیدھا ہوتی رہتی ہیں (احمد)

۹۷۔ حضرت علیٰ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لاؤ۔ تم سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ شہادت

۱۔ نور ہدایت کا فیضان :- اس حدیث کو حاکم، طبرانی، ابن جریر اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ (اندیسے سے مراد

نفس امارہ کی تاریکی ہے اور نور سے مراد ایمان۔ معرفت، اطاعت اور احسان کا نور ہے مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے نور (قرآن، حدیث) میں تامل کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو غور نہ کرے گا وہ گمراہی میں رہے گا۔ (لمعات۔ کشف)

۲۔ تمام اختیارات کا مالک صرف اللہ ہے :- حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمام بنی آدم خدا تعالیٰ کی قدرت اور معرفت کے بالکلیہ ماتحت ہیں اس کے قبضہ سے باہر نہیں جا سکتے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ تو معصوم ہیں کیا آپ کی تعلیم پر ایمان لانے کے بعد بھی آپ کو ہم پر خوف ہے کہ ہم گمراہ نہ ہو جائیں آپ نے اس کا یہی جواب دیا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ (کشف)

۳۔ انسان کے دل کی مثال :- اس حدیث کو ابن ماجہ، طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جیسے پرندے کا پر جنگل میں ہواؤں کے زور سے اٹتا سیدھا ہوتا رہتا ہے اسی طرح دنیا کے میدان میں جب خواہشات نفسانی (ادساغواء شیطانی) کے جھکاوٹ پڑتی ہیں تو دلوں کی یہی کیفیت ہو جاتی ہے کبھی نیکی سے برائی کی طرف مائل ہوتے ہیں اور کبھی برائی (یعنی نیکی کی طرف جھکتے ہیں۔ (لمعات)

الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۹۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَفَانِ مِنْ أُمَّتِي كَيْسَ

لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبٌ الْمَرْجِيَةُ وَالْقَدَارِيَّةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

۹۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ فِي أُمَّتِي خَسَفٌ

وَمَسْخٌ وَذَلِكَ فِي الْمَكْتَدَةِ بَيْنَ الْقَدَارِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ رَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ -

دے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا اور موت پر یقین کرے۔ یہ موت کے بعد اٹھنے پر یقین کرے۔ یہ اور تقدیر پر یقین رکھے (ترمذی ابن ماجہ)

۹۸۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میری امت میں دو قسم کے آدمی ہیں۔ جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

مَرْجِيَةٌ۔ (انسان کو مجبور اور بے اختیار سمجھنے والے) قَدَارِيَّةٌ (تقدیر اور علم الہی کے منکسر (ترمذی) اور اس نے کہا یہ حدیث غریب ہے

۹۹۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ میں نے آنحضرتؐ سے سنا فرماتے تھے۔ میری امت کے کچھ لوگ زمین میں دھنس جائیں گے

اور بعض کی شکلیں بدل جائیں گی۔ یہ سزا تقدیر کو جھٹلانے والوں کی ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

۱۰۔ تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے۔۔ اس حدیث کو امام احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے دوسرے ارکان پر ایمان

لانا ضروری ہے اسی طرح تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے اور جس طرح توحید اور رسالت کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اسی طرح تقدیر کا منکر بھی

کافر ہے۔ موت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان رکھے کہ موت تقدیر الہی سے آتی ہے نہ کہ فساد مزاج سے جیسے دہرہ اور نیچری لوگوں کا خیال

ہے۔ (دکشف)

۱۱۔ فرقہ مَرْجِيَّةٌ اور فرقہ قَدَارِيَّةٌ۔۔ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن ماجہ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ مَرْجِيَّةٌ وہ فرقہ ہے جو کہتے ہیں اعمال

ایمان کے لیے ضروری نہیں ہیں بعض نے اس سے مراد جبر یہ فرقہ لیا ہے ان کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کے اعمال اپنے اختیار سے نہیں ہیں بلکہ

انسان کی طرف ان کی نسبت ایسے ہی ہے جیسے جمادات کی طرف نسبت کی جاتی ہے مثلاً پتھر کا اڑھکنا، درخت کی شاخوں کا حرکت کرنا وغیرہ ایسے

ہی انسان اپنے اعمال میں مجبور ہے لہذا اس کے اعمال پر جزا و سزا مرتب نہیں ہونی چاہئے اور ان کے برعکس تقدیر یہ فرقہ ہے وہ کہتے ہیں

تقدیر کوئی چیز نہیں بلکہ انسان اپنے اعمال کا خود خالق ہے۔ خدا تعالیٰ نے پہلے سے کوئی تقدیر مقرر نہیں کی ہے۔

۱۲۔ ان الفاظ کا ظاہر مطلب تو یہ ہے کہ یہ دونوں فرقے مسلمان نہیں۔ تقدیر میں معتزلہ اور روافض بھی شامل ہیں ان کا بھی یہ خیال ہے لیکن بعض

ائمہ نے اس حدیث کو تشدید پر محمول کیا ہے روافض اور معتزلہ میں کئی فرقے ہیں اس لیے علی الاطلاق تکفیر درست نہیں ائمہ حدیث نے اس کی سند پر

بھی گفتگو کی ہے ضعیف تو یقیناً ہے بعض نے اسے موضوع بھی کہا ہے واللہ اعلم۔ (اسم)

۱۳۔ قَدَارِيَّةٌ و جبر یہ فاسق ہیں یا کافر؟۔۔ تقدیر اور جبر کے متعلق جو نافر کے الفاظ آپ نے فرمائے ہیں یہ بطور تخیل ہیں روایتی طور



۱۰۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَرِيَّةُ مَجْرُوسٌ هَذِهِ الْأُمَّةُ  
إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُ دُهُمُ وَإِنْ مَا تَوَاقَلَا تَشْهَرُ هَذَا وَهُمْ رِوَاةُ أَحْمَدُ وَابُودَاوُدَ.

۱۰۱۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجَالِسُوا أَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا  
تُفَاتِحُواهُمْ رِوَاةُ ابُودَاوُدَ.

۱۰۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنَّةٌ لَعْنَةُ هُمْ وَلَعْنَةُ هُمْ  
اللَّهُ وَكُلُّ نَبِيِّ مِجَابٍ أَلْتَرِيدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللَّهِ وَالْمُنْسَلِطُ بِالْجَبْرُوتِ لِيُعْزَى  
مَنْ أَذْكَرَهُ اللَّهُ وَيُذِلَّ مَنْ أَعَزَّهُ اللَّهُ وَالْمُسْتَجِلُّ لِحُورِ اللَّهِ وَالْمُسْتَجِلُّ مِنْ عِزَّتِي مَا حَذَرَ اللَّهُ  
وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي رِوَاةُ الْيَبْتَقِي فِي الْمَدَائِلِ وَرِزِينُ فِي كِتَابِهِ.

۱۰۱۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فرقہ قدریہ اس امت کے مجوس ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں  
تو ان کی بیماری پر سی نہ کرو۔ اور اگر مر جائیں۔ تو ان کے کفن و دفن اور جنازہ میں مت جاؤ اور اسکو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا  
۱۰۲۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے میں نے آنحضرتؐ سے سنا فرماتے تھے تقدیر کے منکروں کے پاس نہ بیٹھو اور نہ ہی ان کو پہلے  
سلام کہو۔ (ابوداؤد)

۱۰۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ چھ آدمیوں پر میں نے بھی لعنت کی ہے۔ اور اللہ بھی ان پر لعنت بھیجتا ہے۔  
اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے۔ بلکہ جو اللہ کی کتاب میں بڑھائے۔ بلا تقدیر کی تکذیب کرے۔ بے جو شخص جبراً قبضہ کر کے عزت والوں کو ذلیل  
کرے۔ اور ذلیل لوگوں کو ابر و مند کرے۔ بلا جو اللہ کے حرام کو حلال کرے۔ یعنی میت اللہ کی بے حرمتی کرے۔ یا جو میری اولاد میں سے حرام  
کو حلال کرے۔ یا جو میری سنت کو ترک کرے۔ (مدخل بہ ترقی کرزین)

(فقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حقیقی کافر نہیں بلکہ فاسق ہیں بعض ائمہ نے حقیقی کفر مراد لیا ہے پھر ان میں یہ اختلاف بھی ہے کہ یہ کفر تاویل ہے یا از تنہا ہی۔ مسترملہ  
اور دروافض بھی انہی میں شامل ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ۱۸۱)

۱۔ قدریہ کے دو خدا :- جو سی وہ فرقہ ہے جو دو خدا مانتے ہیں ایک خالق خیر اور اس کو بزودان کہتے ہیں اور دوسرا خالق شر اور اسکو ہرمن  
کہتے ہیں اور قدریہ بندے کو افعال کا خالق کہتے ہیں لہذا ان کے نزدیک بھی بہت سے خالق بن گئے اور ان میں بھی مماثلت ہے :-

۲۔ بد عقیدہ لوگوں سے تعلق نہ رکھو :- اس کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس کا اولاد اپنی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان  
گمراہ فرقوں سے میل ملاپ نہ رکھو ان سے تعاون نہ کرو اس سے دین میں کمزوری آئیگی اگلی صحبت سے بعد اعتقاد ہی سیکھو گے ورنہ دینی غیرت تو خور و کزور ہو جائیگی۔

۳۔ حدیث میں یہاں لاتفاقا تھوہم آیا ہے اسکے معنی ہیں انکے پاس فیصلہ سے جانا یا ان سے بحث کا آغاز کرنا اور یہ سب معنی صحیح ہیں۔ (نامہ)  
۴۔ یہ گناہ لعنت کا سبب ہیں :- اس کو حاکم، ابن حبان اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور صحت کا ہے اور اس میں (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۰۳۔ وَعَنْ مَطْرِبِ بْنِ عَمَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَضَى اللَّهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَمُوتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ كَمَا إِلَيْهَا حَاجَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ -

۱۰۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَرَارِيُّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ مِنَ آبَائِهِمْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِلَا عَمَلٍ قَالَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ قُلْتُ فَنَارِ اسْمِجِي الْمُشْرِكِينَ قَالَ مِنَ آبَائِهِمْ قُلْتُ بِلَا عَمَلٍ قَالَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۱۰۵۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا إِثْمُ الْمُؤَدَّةِ وَالْمُؤَدَّةُ فِي النَّارِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ -

۱۰۳۔ مطرب بن عماس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے متعلق کسی خاص مقام پر مرنے کا فیصلہ فرماتا ہے۔ تو اس کے لیے وہاں کوئی ضرورت پیدا کر دیتا ہے۔ (احمد ترمذی)

۱۰۴۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت اہل ایمان کے بچوں کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا وہ اپنے بالوں کے ساتھ ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کیا عملوں کے بغیر فرمایا۔ یہ اللہ جانتا ہے۔ وہ کیا عمل کرتے۔ میں نے عرض کیا۔ مشرکوں کی اولادوں کا حال۔ فرمایا وہ بھی اپنے بالوں کے ساتھ ہوں گے۔ میں نے عرض کیا۔ عمل کے بغیر فرمایا۔ یہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ وہ کیا کرتے۔ (ابو داؤد)

۱۰۵۔ ابن مسعود فرماتے ہیں۔ جو عورت زندہ بچے کو دفن کرے۔ اور میں کے لیے یہ کام کرے۔ دونوں آگ میں جائیں گی (ابو داؤد) دبیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ، مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کا بھی ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں الفاظ بڑھادے یا ایسے معنی بیان کرے جو قرآن کے مخالف ہوں۔ بزور حکومت کرنا اور لوگوں کی مرضی کے خلاف جبراً ان پر حکومت کرے۔ ایسے لوگ نیکوں کے دشمن اور فاسقوں کے یار دوست ہوں گے۔ حرم میں جو کام منع ہیں انکا ارتکاب کرے۔ مثلاً درخت کا ٹنبا۔ شکار کرنا کسی کو تنگ کرنا وغیرہ۔ نبی صلعم کی آل کو تنگ کرنا لعنت پر بیخبر کبابعت ہے اور آل میں متبعین بھی شامل ہیں اگر کسی تعلق اور اتباع دونوں ہوں تو نور علی نور ہے۔ سنت کو اگر سستی سے ترک کرے تو گنہگار ہے کافر نہیں اور اگر ہلکا سمجھ کر ترک کرے تو کافر ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۸۱)

لے موت کے لیے کام بہانہ بنتا ہے :- یہ حدیث حاکم میں بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے کام کو وہاں جاتا ہے اور وہاں اس کی موت ہو جاتی ہے۔

لے نابالغ بچوں کا مقام :- اسکو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ مشرکوں کی اولاد دنیاوی احکام میں اپنے باپ دادا کے ماتحت ہے آخرت میں سب بچے جنت میں جائیں گے۔ آنحضرت نے سفارش کی جو قبول ہوئی :-

لے حدیث کا مطلب دنیاوی معاملات سے ہے یعنی کفن و دفن اور باقی تعلقات میں بچے اپنے ماں باپ کے حکم میں ہوں گے۔ آخری نجات کے لحاظ سے علماء میں اختلاف ہے کہ بچے جنت میں جائیں گے یا جہنم میں۔ صحیح مذہب یہ ہے کہ بچے نجات پائیں گے۔ (باقی بر صفحہ ۱۸۲)



وَأَهْلَ أَرْضِهِ عَذَابُهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَّهُمْ وَكَوْرَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرَ الْكُفْرِ مِنْ أَعْمَالِهِمْ  
وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا قَبِلَهُ اللَّهُ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَتَعَاوَرَ  
أَنْ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَإِنْ أُنْخَطِئَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ وَتُؤْمِتْ إِلَى غَيْرِ هَذَا  
لَكَ خَلَّتِ النَّارُ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ حُدَیْفَةَ  
بْنَ الْيَمَانِ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ أَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَعَدَّ ثَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ ابْنُ مَاجَةَ.

۱۰۹۔ وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا اتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ إِنَّ فَلَانًا يُفَرِّقُ عَلَيْنَا السَّلَامَ فَقَالَ إِنَّهُ  
يُلَغِيهِ إِنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ فَاِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ فَلَا تُفَرِّقُهُ مِنِّي السَّلَامَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ فِي أُمَّتِي أَوْفِي هَذِهِ الْأُمَّةِ حَسَفٌ وَمَسْخَةٌ أَوْ قَذَافٌ  
فِي أَهْلِ الْقَدَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدِيثٌ  
حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کے سب رہنے والوں کو عذاب کرے۔ تو وہ ظالم نہیں ہوگا۔ اگر وہ ان سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔  
تو یہ رحمت انکے اعمال سے بہتر۔ اور اگر تم احد پر لڑو گی برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر دو۔ جب تک تقدیر پر ایمان نہ ہو اللہ سے قبول نہیں  
کرے گا۔ اور تم یہ یقین کرو کہ جو تکلیف تمہیں پہنچی ہے۔ اس سے تم کبھی نہیں بچ سکتے تھے۔ اور جس مصیبت سے تم بچ گئے۔ وہ تمہیں کبھی  
نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اور اگر تم اس (عقیدہ) کے خلاف مرو گے۔ تو آگ میں جاؤ گے۔ پھر میں عبد اللہ بن مسعود کے پاس آیا۔ انہوں نے  
بھی یہی فرمایا پھر خلیفہ بن ییمان سے ملا انہوں نے بھی یہی فرمایا۔ پھر زید بن ثابت کے پاس آیا۔ تو انہوں نے آنحضرت سے یہی نقل فرمایا  
(احمد ابو داؤد ابن ماجہ)

۱۰۹۔ نافع فرماتے ہیں۔ ایک آدمی عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس آیا۔ اور کہا فلاں آدمی آپ کو سلام کہتے تھے۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا مجھے  
معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ بدعتی ہو گیا ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے۔ تو اسے میرا سلام مت کہنا۔ میں نے آنحضرت سے سنا ہے۔ کہ میری امت میں  
بعض لوگ زمین میں دھنس جائیں گے۔ بعض کی تشکیلیں بدل جائیں گی۔ اور بعض پر پتھر پڑیں گے۔ اور یہ سب (عذاب) اہل قدر  
کو ہوں گے۔ (ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۱۔ تقدیر پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں :- اس حدیث کو ابن حبان دارقطنی، طبرانی، ابویعلیٰ، ابن جریر، بیہقی، ابو داؤد الطیالسی اور  
عبد بن عمید نے بھی روایت کیا ہے۔ ابی بن کعب بڑے پاپے کے صحابی ہیں پہلے یہودی تھے تو ان کے بہت بڑے عالم تھے۔ مطلب یہ ہے کہ  
جب تک تقدیر پر ایمان درست نہ ہو اس وقت تک نجات ناممکن ہے آدمی کو چاہئے کہ اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دے اور اپنی کوشش (باقی صفحہ آئندہ)

۱۱۰۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ خَدِيجَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَكَايِنٍ مَا نَأَا كَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا فِي النَّارِ قَالَ فَمَا رَأَى الْكَرَاهَةَ فِي وَجْهِهَا قَالَ كَوْمًا أُبَيْتَ مَكَانَهُمَا لَا بُدَّصُطِهِمَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَلَدِي مِنْكَ قَالَ فِي الْجَنَّةِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ وَأَوْلَادَهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمُشْرِكِينَ وَأَوْلَادَهُمْ فِي النَّارِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآبَاءَهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ لَهُمْ رِزْقٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

۱۱۰۔ حضرت علیؑ سے روایت ہے۔ حضرت خدیجہ نے آنحضرت سے دو لڑکوں کی بابت دریافت فرمایا۔ جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ وہ آگ میں جائیں گے۔ آنحضرت نے جب حضرت خدیجہ کے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھے تو فرمایا۔ اگر تم ان کی جگہ دیکھو۔ تو تم ان کو ناپسند کرو گی۔ حضرت خدیجہ نے دریافت فرمایا۔ اور جو اولاد آپ کی پشت سے پیدا ہوئی ہے۔ فرمایا۔ وہ جنت میں ہو گی۔ پھر آنحضرت نے فرمایا۔ مومن اور ان کی اولاد جنت میں ہو گی۔ مشرک اور ان کی اولاد آگ میں ہو گی۔ پھر حضرت نے یہ آیت پڑھی۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآبَاءَهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ لَهُمْ رِزْقٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (احمد)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اور میر پروردگار سے کیونکہ جو کھرا سکھ یا نفع یا نقصان اس کی قسمت میں لکھا۔ ۱۔ وہ بہر حال اسکو پہنچ کر بھیگا اسکو کوئی ہٹا نہیں سکتا۔

۱۔ بدعتی کو سلام نہ کہنا چاہئے۔۔ اس حدیث میں نبی باتوں سے مراد انکار تقدیر ہے لیکن لفظ ایسے فرمائے جو ہر بدعت کو شامل ہوں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جس نے بدعتی آدمی کی عت کی اس نے اسلام کو گراٹے پر مددی۔ دوسری حدیث میں ہے جو دین میں ایسی بات نکالے جو اس میں نہیں ہے تو وہ کام یا وہ آدمی مردود ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدعتی لوگوں سے اسلام کے حقوق بھی چھن جاتے ہیں مثلاً سلام نہ کہنا اور بیمار ہو جائے تو عبادت نہ کرنا مر جائے تو جنازہ نہ پڑھنا۔ خسف کے معنی ہیں زمین میں غرق ہونا اور مسخ کے معنی ہیں شکل کا بدل جانا مثلاً بندر یا سور ہو جانا اور قذرت کے معنی ہیں پتھروں کی بادش ہو نا۔ یہ سب طرح کے عذاب منکرین تقدیر پر آئیں گے۔ (حاشیہ صفحہ سابقہ)

۲۔ حضرت خدیجہ نے اپنے پہلے خاوند کے دو بیٹوں کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہیں اور جو دو بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے یعنی حضرت قاسم اور عبداللہ رضی اللہ عنہما ان کے متعلق جب پوچھا تو فرمایا وہ جنت میں ہیں۔ پہلے یہی صورت تھی بعد میں آنحضرت نے مشرکوں کے نابالغ بچوں کے لیے سفارش کی جو اللہ نے قبول فرمائی پھر آپ نے فرمایا کہ اب مشرکوں کے نابالغ بچے بھی جنت میں ہیں۔ فالحمہ قد علی ذک۔ مؤمنوں کے متعلق خدا تعالیٰ کی رحمت عجیب طرح مظاہرہ کرتی ہے۔ بچے اگر بچپن میں فوت ہو جائیں تو وہ سفارشی ہوں گے اور اگر نابالغ ہو جائیں تو انکی عبادت سے ماں باپ کو فائدہ پہنچتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین طرح کے عمل ایں ہیں ایک یہ بھی ہے کہ نیک اولاد مانیا پ کے لیے دعا کرے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ جنت میں نیک (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۱۱۔ دَعْنُ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَسَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ وَبَيْضًا مِنْ نُورٍ ثُمَّ عَرَضَ لَهُمْ عَلَى آدَمَ فَقَالَ أَيُّ رَبِّ مَنْ هُوَ لَاءِ قَالَ ذُرِّيَّتِكَ فَذَرَى رَجُلًا مِنْهُمْ فَأَعْجَبَهُ وَبَيْضٌ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ قَالَ أَيُّ رَبِّ مَنْ هَذَا قَالَ دَاوُدَ فَقَالَ أَيُّ رَبِّ كَمْ جَعَلْتَ عَمْرًا قَالَ سِتِّينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْقَضَى عَمْرُ آدَمَ إِلَّا أَرْبَعِينَ جَاءَهُ مَلَكٌ الْمَوْتِ فَقَالَ أَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ أَوْلَوْعَطُهَا ابْنُكَ دَاوُدَ فَحَجَّجْنَا آدَمَ فَحَجَّجَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنَسِيَ آدَمَ فَأَكَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ فَنَسِيتَ ذُرِّيَّتَهُ وَ

۱۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو انکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ تو ان کی پشت سے وہ تمام روحیں نکلیں۔ جن کو قیامت تک ان کی اولاد سے پیدا ہونا تھا۔ اور ہر ایک کی آنکھوں میں نور کا ایک نشان لگا دیا۔ پھر انہیں آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت فرمایا۔ یا اللہ! کون میں فرمایا تمہاری اولاد ہے حضرت آدم نے پوچھا۔ اس کی عمر کتنی ہے۔ فرمایا ساٹھ سال۔ فرمایا۔ میری عمر سے چالیس سال اس کو دو دیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب آدم کی عمر چالیس سال باقی رہ گئی۔ تو ملک الموت آگئے۔ حضرت آدم نے فرمایا۔ ابھی تو چالیس سال میری عمر سے باقی ہیں کہا کیا تم نے اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دیدی تھی۔ حضرت آدم نے انکار کر دیا۔ اب انکا کی عادت ان کی اولاد میں جاری ہو گئی۔  
 (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ آئی کا درجہ بلند فرماتے ہیں تو وہ پوچھا ہے کہ یا اللہ! یہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تیرے بیٹے نے تیرے لیے استغفار کی دعا کی ہے اور اسکا سدیج ہے۔ (ابن کثیر)

۱۲۔ نابالغ بچوں کا انجام :- غیر مسلم بچوں کے متعلق اہل علم میں اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ وہ عمل کے بغیر جنت میں جائیں گے بعض نے فرمایا قیامت میں ان کا امتحان ہوگا کامیاب جنت میں جائیں گے ناکام جہنم میں جائیں گے بعض نے اسی حدیث کے مطابق فرمایا وہ ماں باپ کے ساتھ جہنم میں ہونگے آخری صورت بے انصافی کی ہے اصول کے مطابق نابالغ شرع کا قاطب ہی نہیں تو اسے سزا کیوں دی جائے ان احادیث کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ دینیوی احکام میں والدین کے تابع ہوں گے یا بشرط زندگی و عمل ماں باپ کے تابع ہوتے پہلاندہب صحیح معلوم ہوتا ہے بچے کفار کے ہوں یا مسلمانوں کے وہ جنت میں جائیں گے کیونکہ آنحضرت کے ارشاد کے مطابق ان کی پیدائش فطرت سلیم پر ہے گو انہوں نے عمل نہیں کیے کفار کے ہاں ان کی پیدائش ان کا اختیار نہیں۔ رحمت کا تقاضا یہی ہے کہ انہیں معاف کیا جائے دوسری صورت بھی درست معلوم

نہیں ہوتی کیونکہ قیامت دارالجزا ہے والاعلم نہیں اس لیے اس مقام پر امتحان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (اسم) (حاشیہ صفحہ ۱۸۱)  
 ۱۳۔ تقدیر پہلے سے مقرر ہو چکی ہے :- اس حدیث کو امام احمد، حاکم ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس مضمون کی حدیث عبداللہ بن عباس سے امام احمد، طبرانی، ابوداؤد طیالسی، ابن سعد اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ابونعیم اور ابن عساکر (باقی پڑھ آئندہ)

تیسری اولاد سے حضرت آدم کو ایک نورانی شخص کا نشان بہت پسند آیا حضرت آدم نے فرمایا یا اللہ!

نَخَاءِ اَدَمَ وَحَطَاتِ ذَرِيَّتِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۱۱۲:- وَعَنْ أَبِي السَّارِدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ اَدَمَ جِئْنَ خَلَقَهُ فَضْرَبَ كَتِفَهُ الْيَمْنِي فَاَخْرَجَ ذَرِيَّتَهُ بِيضًا كَانْتَهُمُ الدُّرُّ وَضْرَبَ كَتِفَهُ الْيُسْرَى فَاَخْرَجَ ذَرِيَّتَهُ سَوْدَاءَ كَانْتَهُمُ الْحَمَمُ فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَمِينِهِ اِلَى الْجَنَّةِ وَلَا اِلَا بِي وَقَالَ لِلَّذِي فِي كَتِفِهِ الْيُسْرَى اِلَى النَّارِ وَلَا اِلَا بِي رَوَاهُ اَحْمَدُ -

۱۱۳:- وَعَنْ ابْنِ نَضْرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ اصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَكَ اَبُو عَبْدِ اللَّهِ كَانَ خَلَعَ عَلَيْهِ اصْحَابُهُ يَعُوذُونَ وَهُوَ يَكْبِي فَقَالُوا لَكَ مَا يَكْبِيكَ اَلْمُرِيقَلُ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ مِنْ شَارِبِكَ ثُمَّ اَقْدِرْهُ حَتَّى تَلْفَانِي قَالَ بَلَى وَلَكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَبَضَ بِيَمِينِهِ قَبْضَةً وَاُخْرَى

آدم نے بھول کر درخت کا چہل کھایا۔ انکی اولاد بھی بھولنے لگی۔ آدم نے خطا کی۔ اور انکی اولاد بھی خطا کار ہو گئی۔ (ترمذی)

۱۱۲- ابووداد فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو آپ کے دائیں کندھے کو مارا اور اس سے سفید رنگ کی چیونٹیوں کی طرح اولاد پیدا ہوئی۔ پھر ان کے بائیں کندھے کو مارا۔ تو کوئلے کی طرح سیاہ رنگ اولاد اس سے نکلی پھر دائیں جانب کے متعلق فرمایا۔ یہ جنتی ہیں۔ اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ بائیں جانب والوں کے متعلق فرمایا۔ یہ آگ میں جائیں گے۔ اور مجھے کوئی پرواہ نہیں (احمد)

۱۱۳- ابو نضرہؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے صحابہ سے ایک صاحب کا نام ابو عبد اللہ تھا۔ ان کے دوست ان کے پاس بیمار پرسی کیلئے آئے۔ تو وہ رو رہے تھے۔ ساتھیوں نے کہا آپ کیوں روتے ہیں۔ کیا آپ سے آنحضرتؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اپنی بھول کو کتر آؤ۔ اور اس پر اتنا تمامت (اور ہمیشگی) کرو۔ یہاں تک کہ تم مجھے آملو انہوں نے فرمایا۔ کیوں نہیں۔ لیکن میں نے (بقدر حاشیہ صفحہ گذشتہ) نے بھی ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہے۔ شمر کے معنی روح ہیں۔ دبیس کے معنی چمک۔ آدم علیہ السلام نے انکار اپنی جبلت کی وجہ سے کیا۔ اور آدم علیہ السلام کا نسیان وہ تھا جو کہ آپ نے بھول کر درخت کا چہل کھالیا تھا۔ اس حدیث میں بھی دلیل ہے کہ تقدیر پہلے سے مقرر ہو چکی ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حرص اور انکار اور نسیان انسان کی فطرت ہے ہاں مگر جسے اللہ بچائے وہ محفوظ رہے گا اس کے

(حاشیہ صفحہ ۱۸۵)

علاوہ اور کوئی نہیں بچ سکتا۔ (مراۃ)

لہ اللہ تعالیٰ مختار مطلق ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے اس سے یہ پتہ چلا کہ فی نفسہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں۔ اور کوئی واجب کر سکتا ہے۔ البتہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات پر خود عمل و انصاف اور نیک اعمال پر حجت دینے کو اپنے اوپر واجب کیا ہے۔

(باقی پر صفحہ آئندہ)

يَا أَيُّهَا الْاٰخِرَىٰ وَقَالَ هٰذَا هِ لِهٰذَا هِ وَهٰذَا هِ لِهٰذَا هِ وَلَا اَبَا بِي وَلَا اَدْرَسِي فِي اَيِّ الْقَبْضَتَيْنِ  
اَبَا رُوَاهُ اَحْمَدُ .

۱۱۳۔ وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَخَذَ اللهُ  
الْيَمِيْنَةَ مِنْ ظَهْرِ اِدَمَ بِنِعْمَانٍ يَعْنِي عَرَفَةَ فَاَخْرَجَ مِنْ صُلَيْمٍ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَمَّ اَهَا فَتَرَهُمْ  
بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرْتِ نَحَرَ كَلِمَهُمْ قَبْلًا قَالَ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهَدْنَا اَنْ نَقُولُوا يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا اَعَا فِلِيْنَ اَوْ نَقُولُوْا اِنَّمَا اَشْرَكْنَا اَبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ  
بَعْدِهِمْ اَفْتُرِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُتَّبِعُوْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ .

آنحضرت سے سنا ہے فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مٹی دائیں ہاتھ میں لی۔ اور ایک مٹی بائیں ہاتھ میں۔ اور فرمایا یہ جنت کیلئے  
اور یہ جہنم کے لیے اور مجھے کچھ پرواہ نہیں (ابو عبد اللہ نے کہا، مجھے معلوم نہیں۔ میں کس مٹی میں ہوں) (احمد)  
۱۱۴۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میدان عرفہ میں نعمان پساڑ کے پاس حضرت آدم کی اولاد سے عہد  
لیا۔ اس طرح کہ آپ کی پشت سے تمام اولاد کو نکالا۔ جسے قیامت تک پیدا کرنا تھا۔ اور انہیں حضرت آدم کے سامنے بیویوں کی طرح  
پھیلا دیا۔ پھر ان سے رود رو بات کی۔ فرمایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا۔ کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہیں۔ تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ  
کہہ سکو۔ کہ ہم اس سے غافل تھے۔ یا یوں کہو۔ کہ شرک تو ہمارے بزرگوں نے کیا تھا۔ ان کے بعد ہم ان کی اولاد تھے۔ کیا تم باطل پرستوں  
کی وجہ سے ہمیں ہلاک کرتے ہو۔ (احمد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۔ لیں کتنا سنت ہے اگر آپ اس پر استقامت سے عمل کریں تو جنت میں آنحضرت کی رفاقت نصیب ہوتی ہے کس  
قدر سنیں لوگ ضائع کر رہے ہیں ان کے ادا کرنے پر اہل سنت سے لڑتے اور فساد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت پر عمل کرنے کی توفیق  
دے اور فساد کرنے والوں کو ہدایت فرمائے سنت کا ہمیشہ ترک کرنا انسان کو بے دین بنا دیتا ہے۔ (اسم)  
۲۔ (حاشیہ صفحہ ۱۸۷)  
۳۔ سنت پر عمل کرنے کا ثواب جنت ہے۔۔۔ اہل سنت کے حدیث حسن کے راوی ہیں اس باب میں مسلم نے ابو عبد  
اللہ سے روایت کی ہے۔ احمد ابو داؤد اور ترمذی میں اس کا ایک شاہد عبد الرحمن بن قتادہ سے مروی ہے اور ابویعلیٰ نے حضرت انس سے روایت  
کی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ابو عبد اللہ جب رونے لگے تو ساتھیوں نے کہا آپ کیوں روتے ہیں کیا آپ کو وہ بشارت یاد نہیں کہ  
آنحضرت نے آپ سے فرمایا تھا کہ اپنی بیویں کٹاتے رہنا یہاں تک کہ تم مجھ کو طوحوض کوثر پر یا بہشت میں تو آنحضرت کی ملاقات تب ہی تو ہوگی  
جبکہ آپ کا خاتمہ اسلام پر ہوگا تو گویا آپ کو تو جنت کی بشارت مل چکی ہے آپ کیوں روتے ہیں اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ یہ بشارت تو  
صحیح ہے لیکن خدا تعالیٰ کی بے نیازی کا کیا پتہ ہے کہ میرے حق میں کیا فیصلہ ہو جائے۔ ممکن ہے ابو عبد اللہ شدت خوف میں اس بشارت  
کو بھی بھول چکے ہوں اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ ایک ہی سنت پر مداومت کرنے کا اجر یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جائے اور تمام سنتوں پر عمل  
کرنے والے کا کیا اتنا اور تارک سنت کے لیے اس میں درس عبرت ہے اور خصوصاً وہ آدمی جو تمام سنتوں کا تارک ہو۔ (حاشیہ صفحہ ۱۸۷)



۱۱۵۔ وَعَنْ أَبِي بِن كَعْبٍ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذَا أَخَذْنَا رَبِّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ قَالَ جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ أَزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاَسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوا ثُمَّ أَخَذَا عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْيَمِينَا وَأَشْهَدَاهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُمْ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى قَالَ فَاِنِّي أَشْهَدُ عَلَيْكُمْ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضَيْنِ وَأَشْهَدُ عَلَيْكُمْ آبَاكُمْ آدَمَ أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ نَعْلَمْ بِهَذَا إِرَاعِلْمُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ غَيْرِي وَلَا رَبَّ غَيْرِي وَلَا تَشْرِكُوا بِي شَيْئًا إِنِّي سَأُرْسِلُ إِلَيْكُمْ رَسُولًا يُذَكِّرُكُمْ عَهْدِي وَمِيثَاقِي وَأُنزِلُ عَلَيْكُمْ كِتَابِي قَالُوا اللَّهُ هَذَا نَبَا بَأْتِكَ رَبَّنَا وَإِلَهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ لَنَا غَيْرُكَ فَاقْرَأْ بِذَلِكَ وَرَفَعَ عَلَيْهِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ فَذَرَى الْغَنِيَّ وَالْفَقِيرَ وَحَسَنَ الصُّورَةَ وَدُونَ ذَلِكَ فَقَالَ رَبِّ لَوْلَا سَوَّيْتَ بَيْنَ عِبَادِكَ قَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أُشْكِرَ وَمَا أَى الْأَنْبِيَاءِ فِيهِمْ مِثْلَ الشُّرْحِ عَلَيْهِمُ النُّورَ مَخْصُوعًا

۱۱۵۔ اُبی بن کعب نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا اور اِذَا اخذ رَبِّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ رجب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکال کر ان سے وعدہ لیا، فرمایا انکو جمع کیا اور جوڑے جوڑے بنادیا۔ پھر انکو صورت دی۔ اور بولنے کے لیے کہا۔ انہوں نے کلام کیا۔ پھر ان سے پختہ وعدہ لیا اور انہیں خود گواہ بنایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ میں تم پر سات آسمان اور سات زمینوں کو گواہ بناتا ہوں۔ اور تمہارے باپ حضرت آدم کو گواہ کرتا ہوں۔ تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہمیں معلوم نہ تھا۔ جان لو۔ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں نہ ہی میرے سوا کوئی رب ہے۔ نہ ہی میرے ساتھ کسی کو شریک کرو۔ میں تمہارے پاس رسول بھیجوں گا وہ تمہیں میرا وعدہ یاد دلائیں گے میں تم پر اپنی کتابیں اتاروں گا۔ انہوں نے کہا۔ ہم گواہ ہیں۔ تو ہے ہمارا رب اور ہمارا معبود۔ تیرے سوا نہ کوئی رب ہے۔ نہ معبود۔ انہوں نے اسکا اقرار کیا۔ پھر آدم علیہ السلام کو سامنے کیا گیا۔ وہ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے غنی اور فقیر کو دیکھا خوش وضع اور بد وضع کو دیکھا تو فرمایا میرے رب۔ تو نے اپنے بندوں کو برابر کیوں نہیں بنایا۔ فرمایا مجھے پسند ہے۔ کہ میرا شکر کیا جائے۔ اور انبیاء علیہم السلام ان میں چراغوں کی طرح ان پر نور تھا۔ ان سے نبوت اور رسالت کے متعلق ایک خاص وعدہ لیا گیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَإِذَا اخذْنَا مِنْكُمْ

دقیقہ جاشیہ مؤگلہ شتہ) ۱۱۵۔ اس حدیث کو سنائی، حاکم، بیہقی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردودہ نے بھی روایت کیا ہے۔ نعمان عرفات کے قریب ایک پڑا ہے اور ایک گاؤں کا نام بھی ہے۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد کو اس کی پیٹھ سے نکالا اور جنت اور دوزخ میں تمیز کی۔ اس وقت ان سے شہادت کا تذکرہ صرف ابن عباس اور ابن عمر کی حدیثوں میں ہے اور یہ دونوں حدیثیں موقوف ہیں مرفوع نہیں اور جو مرفوع ہیں ان میں اس شہادت کا ذکر نہیں ہے اسی لیے اکثر سلف نے کہا ہے کہ اس سے مراد توحید کی فطری شہادت ہے کیونکہ شہادت کبھی تولی ہوتی ہے اور کبھی حالی۔ (ابن کثیر)

يُمِشَاقُ أَخْرَجَ فِي الرِّسَالَةِ وَالنَّبَوَّةَ وَهُوَ قَوْلُهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ  
إِلَى قَوْلِهِمْ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ كَانَ فِي تِلْكَ الْأَرْوَاحِ فَأَرْسَلْنَا إِلَىٰ مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامَ فَحَمَلَتْ  
عَنْ أَبِي آتَةَ دَخَلَ مِنْ فِيهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۱۶۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدَاكَرْنَا  
مَا يَكُونُ إِذَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَكَانِهِ  
فَصَدَّاقَةٌ وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ تَغَيَّرَ عَنْ خُلُقِهِ فَلَا تَصَدِّقُوا بِهِ فَإِنَّهُ يُصَيِّرُ إِلَىٰ مَا هِجَلُ  
عَلَيْهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۱۷۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا يَزَالُ يُصَيِّبُكَ فِي كُلِّ عَامٍ وَجَعٌ مِنَ الشَّاةِ

النبین میثاق لہم و منک ومن نور و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ابن مریم و جب ہم نے نبیوں سے  
وعدہ لیا اور تم سے اور نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم موسیٰ اور علی بن مریم علیہم السلام سے) حضرت عیسیٰ ان ارواح میں نکلے  
انہیں حضرت مریم کے پاس بھیج دیا۔ ابی آتہ سے مروی ہے۔ کہ وہ ان کے منہ سے داخل ہوئے (احمد)

۱۱۶۔ ابو الدرداء فرماتے ہیں۔ ایک دن ہم آنحضرت کے پاس آئے ہونے والی باتوں کا ذکر کر رہے تھے۔ ناگہاں حضرت نے  
ارشاد فرمایا۔ جب تم سو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو مان لو۔ اور جب یہ سنو کہ کسی انسان کی طبیعت بدل گئی۔ تو اس کی تصدیق مت کرو  
وہ یقیناً اپنی جبلت کی طرف جائے گا (احمد)

۱۱۷۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا۔ اے اللہ کے رسول آپ کو ہر سال زہریلی بکری کی وجہ سے درد ہوتا ہے۔ فرمایا میرے حق میں

لہ انبیاء سے کیا وعدہ لیا تھا :- اس حدیث کو حاکم، ابن ابی حاتم، ابن جریر اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ  
نے یہ عہد اس لیے لیا کہ قیامت کو مشرک یہ عندہ کر سکیں کہ مشرک کی زمین تو ہمارے پہلے باپ دادا نے ایجاد کی تھیں ہم ان کے پیچھے چلتے  
آئے اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ الگ الگ تمہیں بنا دیں کوئی امیر کوئی غریب۔ انبیاء علیہم السلام سے جو عہد لیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ اگر تمہاری  
زندگی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں تو تم پر لازم ہوگا کہ ان کی مدد کرو اور ان پر ایمان لاؤ، جیسا کہ دوسری حدیثوں میں اس  
کی وضاحت ہے۔ آپ نے فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری بیروی کے بغیر کوئی چاہہ نہ ہوتا اور یلیلہ المعراج میں نبیوں کی امامت  
بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ (کتاب الروح)

۱۱۸۔ پیدائشی عادات نہیں بدلتیں :- اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جبلی خصلتیں نہیں بدلتیں مثلاً اگر کسی کو غفلت پیدا کیا ہے تو وہ غفلت  
ہی رہے گا اور جس کو نادان پیدا کیا ہے وہ غفلت نہیں بن سکے گا اور بعض عادتیں کسی ہوتی ہیں ان میں تبدیلی ہو جاتی ہے مثلاً کوئی آدمی پہلے  
بیدین تھا اب دیندار ہو گیا۔

الْمَسْمُومَةِ الَّتِي أَكَلْتُ قَالَ مَا أَصَابَنِي شَيْءٌ مِمَّا إِلَّا وَهُوَ مَكْتُوبٌ عَلَيَّ وَادَّخَرْتُ فِي طِينَتِهِ رَوَاهُ  
ابْنُ مَاجَةَ -

یہ تکلیف اس وقت لکھی گئی۔ جب آدم علیہ السلام کی پورکی صورت میں تھے۔ (ابن ماجہ) <sup>۱</sup>



۱۔ رسول اللہ صلعم کو زہر دیا گیا تھا۔ امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک یہودی عورت زینب نے زہر آلود بکری  
کا گوشت کھلایا۔ اس سے جب پوچھا گیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تو کہنے لگی کہ میں جانتی تھی کہ اگر تم نبی ہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو بچالیں گے اور  
اگر نبی نہیں ہو تو اللہ تعالیٰ ہم کو تم سے نجات دے گا۔ بعض مفادزی میں ہے کہ اس نے کہا مجھ کو مطوم ہو گیا ہے کہ آپ نبی ہیں  
پھر وہ مسلمان ہو گئی۔ آنحضرت نے اس کو معاف کر دیا۔ بہر حال نبی صلعم کا جواب یہ تھا کہ تقدیر پہلے سے مقدر ہو چکی ہے اور تقدیر کے موافق ہی  
ہونا تھا ۱۲ فتح الباری)۔

## بَابُ اثْبَاتِ عَذَابِ الْقُبْرِ

اس زندگی میں ہمارے گرد و پیش جو ہوا ہے اس کا علم کچھ تو ہمیں حواس کی معرفت ہوتا ہے۔ اور کچھ نظر اور استدلال کی وجہ سے اس علم اور اس کے ذرائع کا ہمیں ایک حد تک یقین ہے مگر بعض دفعہ اس یقین کو دو اوقات اور دلائل نے غلط ثابت کیا ہے۔ نظر کی غلطیاں ظاہر ہیں۔ اکثر چیزوں کی پہچان میں نظر کی غلطی کا بارہا تجربہ ہوا اور اشیاء کے حجم میں نظر نے غلطی کی۔ قوتِ سمع کی غلطی کی مثالیں روزمرہ اس کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ کہ اس کا انکار مشکل ہے۔ اسی طرح ستم فوق اور لمس میں غلطی کے امکانات سمع اور بصر سے کہیں زیادہ ہیں۔ مقاصد اور دل کی باتوں کے ادا کرنے کا واحد ذریعہ زبان ہے۔ ہنر، صنم و احتیاط کے باوجود اس کی لغزشیں ضرب المثل ہو رہی ہیں عقل اور عقلا رک جو حال دنیا میں ہے اسے کون نہیں جانتا۔ دنیا میں گنتی کی دو چار چیزیں ہونگی۔ جن پر یہ حضرات علماء اور نظار متفق ہو گئے ہوں۔ فلاسفہ متکلمین نے عقل کی روشنی میں کیا کچھ نہیں کیا عقل و دانش کے سمندر بہا رہے مگر شاید ہی کسی مشکہ پر پوری طرح متفق ہوئے ہیں۔ بعض شعراء کا قول بہت ہی صحیح ہے کہ موت کے سوا عقلا کسی چیز پر متفق نہیں ہوئے اور اس کی حقیقت میں بھی عقلا کا پھر اختلاف ہے کہ قبض روح کی نوعیت کیا ہے۔

اس کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہمارے علم کا انحصار ان ہی ناقص اسباب ذرائع پر ہے اور ہمارے علم معلومتائیں یقین کی بڑی خسرتی بہت مقدار موجود ہے وہ ان اسباب ذرائع کی ہوتی ہے۔ بشریعت نے ان ذرائع پر اعتماد کیا ہے۔ دنیا کے معاملات و مقدمات کا فیصلہ اسی اعتبار پر ہے۔ مقدمات جھگڑے اور شہادتیں ان ہی اسباب پر منحصر ہیں۔ کائنات کا کاروبار نقائص کے باوجود ان اسباب ہی سے چل رہا ہے۔ ظن، شک، وہم یقین ان حواس کی کارکردگی کے مختلف مدارج ہیں۔ اور ان مدارج پر علم اور عمل کی دنیا چل رہی ہے معلوم ہے کہ ان حواس نے کہیں غلطی کی ٹھوک کھائی تو اس غلطی کی اصلاح اور اس ٹھوک کا علاج بھی ان اسباب و ذرائع ہی سے کیا گیا۔ اور خیر و باطل میں امتیاز کے لیے ان سے بہتر کوئی آگہ دنیا آج تک ایجاد نہیں کر سکی۔

### عالم برزخ

رہا اس زندگی کے بعد کا مرحلہ قبر ہو یا قیامت جنت یا دوزخ احواف یا پلصراط میران ہو یا دنیا و نیلے شمال یہاں ان حواس کا بھی چنداں دخل نہیں رہا۔ حواض کو نہ آنکھیں دیکھ سکتی ہیں نہ کان سن سکتے ہیں نہ ذوق و لمس و قدرہ نشامہ کی وہاں تک رسائی ہے۔ عقل کی قوتیں وہاں پر کالعدم ہو جاتی ہیں۔ علوم، وہاں اور وہاں کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہاں جو کچھ ہے۔ اس کا درودار سمع پر ہے نفس کی صحت پر سارا انحصار ہے۔ طاقت اور ہمت کا وہاں دخل نہیں رہا۔

علم کا واسطہ ذریعہ نبوت ہے۔  
عذابِ قبر بھی اسی دنیا کا منہ ہے۔ قرآن اور سنت میں جو کچھ آگیا اس پر مزید اضافہ نہ کی گنجائش ہی نہیں۔ اجتہاد و عقل کیلئے کوئی راہ نہیں جو اس دہان بیکار عقل مطلقاً عاجز وہ ایک حقیقت ہے محض خواب نہیں مگر اس کے سمجھنے میں عالم خواب سے کچھ نہ کچھ مدد ملتی ہے۔ نیند موت و حیات کے درمیان ایک حالت ہے اس کے بعض خواص موت سے قریب ہیں اور بعض کوائف زندگی سے ملتے ہیں۔ اسی طرح قبر اس زندگی اور آخری زندگی میں ایک برزخ ہے اور وہاں دونوں زندگیوں کے کوائف کا اجمالی سا علم ہوتا ہے۔ گذشتہ زندگی کی غلطیاں ذہن پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس کے نتائج کی تلخیوں کا تصور برزخ میں تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔ جسم کے ذرات اور روح بدستور یوم الحساب تک اسی دکھ کو محسوس کرتی ہے۔ آخری فیصلہ تو یوم الحساب ہی کو ہوگا۔ مگر غلط کاری اور اطاعتِ شکاری کے خفیف سے اثرات قبر کے برزخ میں بھی نمایاں ہوتے ہیں۔ ذنبوی قاتلوں کے مجرموں پر بھی یہ کیفیت طاری ہوتی ہے معرور یوں یا حوالات میں جرم اور اس کے نتائج کا تصور ذہن سے محو نہیں ہوتا۔ اس کی اذیت نیند اور بیداری دونوں حالات میں ذہن پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ حالت عذابِ قبر سے بہت حد تک مشابہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے انسانی طبع کے لحاظ سے جو برزخ کے حالات کی قریباً چار قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ ان کی تقسیم کا انحصار قوتِ ملکی اور ذہنی کے تفاوت پر ہے ان قوی کا ذنبوی زندگی میں انسانی مزاج پر جس قدر اثر ہوتا ہے اس کے نتائج کا ظہور برزخ میں بھی ہوتا ہے۔

انسان کے جسم کی ترکیب میں جو حیثیت عناصر کو دنیا میں حاصل ہے قریباً وہی حیثیت ان قوی کو جسم اور روح پر برزخ میں ہوتی ہے۔ بعض عناصر کے غلبہ یا کمی کا اثر انسان کے جسم پر جس طرح نیند اور بیداری میں ہوتا ہے۔ مختلف خواب اور خیالات عناصر کی کیفیت سے متاثر ہوتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح برزخ کی غنودگی میں قوتِ ملکی اور ذہنی کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ برزخ میں مسرت یا غم سے انسان کا جسم اور روح متاثر ہوتے ہیں۔

علم رویا میں یہ حالات ظہور کرتے ہیں۔ وقت تک جسم و روح پر اثر انداز رہتے ہیں جب تک یہ حالت بدل نہ جائے اسی طرح برزخ کے حالات کا سروریا اللہ کی تلخی انسانی مزاج پر طاری رہتی ہے جب تک یہ برزخی حالت بدل کر دوسری حالت سامنے نہ آجائے۔ برزخ میں یہ حالات ہر انسان کو افراد امتا ترکہ نے ہیں رحمت میں یہ حالات اجتماعی حساب اور محاذات کی صورت اختیار کرینگے ان نظائر پر غور کرنے سے اکثر شبہات جو بعض کج رویہ طبع میں پیدا ہوتے ہیں صاف ہو جاتے ہیں گویا انسان پر تین قسم کے حالات گزرتے ہیں۔ عنصری زندگی جیسے اس دنیا کی زندگی کہنا چاہیے برزخی زندگی جیسے بعد الموت کی حالت سے تعبیر کرنا چاہیے اور حیاتِ آخری جو یوم الحساب کو حقیقت یا دوزخ میں انسان پر طاری ہوگی۔ یہ دونوں زندگیوں سمعی ہیں۔ ان کے کوائف اور حالات پر اس تفصیل سے گفتگو کی جاسکتی ہے جس طرح ہم ایک عنصری زندگی پر گفتگو کر سکتے ہیں۔ اگر

قرآن و سنت میں ان دونوں زندگیوں کا تذکرہ صراحتاً نہ ہوتا تو اس پر شاید انہی گفتگو کبھی نہ ہو سکتی جس قدر ہم اس وقت کو رہے ہیں را حدیث میں تو اس کا تذکرہ کسی قدر صراحت اور تفصیل سے ملتا ہے۔ لیکن قرآن میں بھی اس کا ذکر کافی صراحت سے پایا گیا ہے۔ عصری زندگی میں نہ شبہ ہے نہ کوئی بحث قیامت اور عذاب و ثواب کو اسلامی عقیدہ میں بجا اہمیت حاصل ہے اور ان کے شبہات کا تفصیلاً جائزہ لیا ہے اس پر دلائل دیئے ہیں۔ اس لیے بدعتی فرقوں نے بھی اس پر بحث کی ضرورت نہیں تھی۔ بلکہ اسے قبول کیا ہے۔ مگر برزخی ذکر کو اجمالاً آیا ہے۔ اس لیے اکثر اہل بدعت نے عذابِ قبر یا برزخی زندگی اور مختلف کوائف میں شبہات کا اظہار کیا ہے اور مجادلانہ گفتگو کی ہے۔ قرآن حکیم نے فرعون اور اس کی آل کے غرق کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا: **التَّارِیْعُ مَضُوْنَ عَلَیْهَا عَذَابٌ وَعَذَابٌ** **ذَیَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ**۔

ذال فرعون کو صبح اور شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اور قیامت کے دن ان کو دائمی طور پر آگ میں داخل کر دیا جائے یہاں یوم القیامت سے پہلے صبح اور شام آل فرعون کی آگ پر پیشی کا ذکر کیا ہے یہ بدعتاً عالم برزخ اور قبر ہی ہو سکتا ہے اور یہ عرض یقیناً بے مقصد نہیں بلکہ ان کے اعمال کا نتیجہ ہے اس آیت سے ظاہر ہے کہ قبر میں بھی انسان کو اپنے اعمال کی خفیف سی سزا ملتی ہے۔ **وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَّاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةَ بَاسِطُوْا أَيْدِيَهُمْ أَخْرِجُوْا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُمُومِ**۔

تم دیکھو گے جب ظالم موت کی سیرابیوں میں ہوں گے۔ اور فرشتے ہاتھ پھیلا رہے ہیں تاکہ ان کی روحوں کو قبض کر لیا جائے۔ آج تم کو ذلیل کن عذاب دیا جائے گا۔ اہا الیوم میں جس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ قیامت سے پہلے ہے۔ قبر کے برزخ ہی میں ہو سکتا ہے۔

اس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں۔ جن میں اس عذاب اور اس برزخ کا ثبوت ملتا ہے اور احادیث میں تو یہ موضوع اس کثرت اور صراحت سے آیا ہے کہ کسی دیا نمدار آدمی کے لیے اس سے انکار کی گنجائش نہیں قبر سے مراد برزخ ہے اس میں مجرموں کو عذاب ہو گا۔ وہ قبر کے گڑھے میں دفن ہو یا اسے کوئی جانور کھا جائے وہی اس کی قبر ہوگی۔ جس صورت میں بھی وہ عذاب یا خوشی کو محسوس کرے گا، قبر سے مراد گڑھا ہی نہیں بلکہ موت کے بعد جو ٹھکانہ ملا ہے وہ قبر ہے اور وہیں انسان کو عذاب یا خوشی کا احساس ہو گا۔ اس کو عذابِ قبر یا برزخی زندگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ زندگی اسلامی نصوص کے لحاظ سے یقینی ہے۔ علمائے سلف سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ عذابِ قبر کی احادیث معنائتواثر ہیں۔

## الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۱۸۔ عَنِ الْبُرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ بِشَيْءٍ هَذَا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُمْ يُنَبِّئُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُنَبِّئُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَذَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهُ مِنْ رَبِّكَ فَيَقُولُ رَبِّي اللَّهُ وَنَبِيِّ مُحَمَّدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرَعَ نِعَالِهِمْ أَنَا هَا مَكَانٍ فَيُقْعِدُ إِلَيْهِ فَيَقْرَأُ لَكَ مَا كُنْتَ تَقُولُ

## پہلی فصل

۱۱۸۔ برائ بن عازب فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مسلمان کو جب قبر میں پوچھا جائے گا۔ تو وہ شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور آنحضرت اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے ہی مراد ہے۔ یُنَبِّئُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُنَبِّئُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَذَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهُ مِنْ رَبِّكَ فَيَقُولُ رَبِّي اللَّهُ وَنَبِيِّ مُحَمَّدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (بخاری مسلم)

۱۱۹۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب انسان کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھی واپس چلے جاتے ہیں۔ تو وہ ان کے جو توں کی آواز سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اسے بٹھا کر دریافت کرتے ہیں۔ تم اس شخص سے لے قبر سے کیا مراد ہے؟ اس حدیث کو امام احمد اور اصحاب سنی نے بھی روایت کیا ہے۔ قبر سے مراد عالم برزخ ہے۔ مٹی کا گولہ صاف مراد نہیں۔ کئی آدمی چل جاتے ہیں کئی ڈوب جاتے ہیں کئی لوگوں کو دوزخ سے کھا جاتے ہیں وہ جہاں بھی ہیں وہی ان کی قبر ہے۔ میت سے تین چیزوں کا سوال ہوتا ہے تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تیرا دین کون سا ہے؟ کلمہ طیبہ میں تینوں چیزوں کا جواب موجود ہے۔ آخرت میں ثابت قدم رکھنا تو اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو تینوں سوالوں کے صحیح جواب یاد کر دیتے ہیں اور کافر اور منافق کو ان کے جواب بھول جاتے ہیں اور دنیا میں ثابت قدمی یہ ہے کہ مومن دنیا میں اسی عقیدہ پر زندہ رہتا ہے اور اسی پر اس کی موت ہوتی ہے خواہ دنیا میں اسے کتنی ہی تکلیفیں پہنچیں وہ توحید کا عقیدہ نہیں چھوڑتا کہ یہ عقیدہ اس کا اصل سرمایہ ہے باقی اعمال کی حیثیت منافع کی ہے (ابن کثیر) ۱۱۹۔ یہاں پر ہذا الرجل سے بعض کم فہم لوگوں کو غلطی لگی وہ خیال کرتے ہیں کہ حدیث اسے اشارہ آنحضرت کے (باقی بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

جسم پاک کی طرف ہے جو بذات خود یا مثالی طور پر قبر میں موجود ہوں گے۔ پیرودہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ آنحضرت بذات خود ہر جگہ موجود ہیں یہ خیال بالکل ہی جہالت پر مبنی ہے۔ بالفرض حضرت قبر میں موجود ہوں ہی تو ہر جگہ کیسے موجود ہوئے۔ زیادہ سے زیادہ ہر قبر میں موجود ہوں گے۔ اگر مثالی جسم مراد ہو تو پھر حضرت بذات خود موجود نہ رہے بلکہ ان کی مثال اور شبیہ موجود ہوئی۔

دوم۔ حق ا کے لیے یہ بھی فروری نہیں کہ جس کی طرف حد کا اشارہ ہو وہ پاس ہی موجود ہو۔ قرآن مجید میں اس کی مثالیں اکثر ملتی ہیں ملائکہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کے لیے تشریف لائے تو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے انہوں نے آدم کا سبب پوچھا تو فرشتوں نے کہا اَمَّا هَلِكُوا اَهْلَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظَالِمِيْنَ (۲۶۹-۲۷۱) اب یہ تو معلوم ہے کہ حضرت لوط سدوم کی بستیوں میں رہتے تھے اور حضرت ابراہیم فلسطین میں اور یہ بھی معلوم ہے کہ سدوم سامنے نہیں تھا بلکہ حضرت ابراہیم اور ملائکہ کے ذہن میں تھا۔

اسی طرح اَلْحَرٰوْدُ لَيْكُ اَلَيْكُ اَيْبِ میں ذلک کا اشارہ قرآن مجید کی طرف ہے اور معلوم ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت سارا قرآن ابھی نازل بھی نہیں ہوا تھا۔

نیز جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں زندہ موجود تھے اس وقت جو مسلم یا غیر مسلم فوت ہوتے تھے ان سے یہ سوال کیے کیا جاتا تھا۔ آپ تو کبھی برزخ کی میر کے لیے تشریف نہیں لے گئے بلکہ ہمیشہ مدینہ منورہ میں اقامت فرما رہے۔

ویسے بھی اگر ہر جگہ حاضر ناظر سمجھا کوئی ضروری امر ہوتا تو اس کی ضرورت آنحضرت خداہ روحی کو اس دینیوی زندگی میں زیادہ تھی تاکہ کفار شرار کی شرارت آنحضرت کی نظر میں رہے اور صحابہ کی تربیت میں ان کا پورا پورا احتساب فرما سکیں۔ لیکن یہ بالکل صاف معلوم ہے کہ آنحضرت کو اس وقت یہ خصوصیت حاصل نہ تھی۔ ورنہ ہجرت کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ کیونکہ ہجرت کے بعد بھی آنحضرت کو مکہ میں حاضر ناظر ہونا چاہئے اور پھر کفار کی تکلیف کا امکان بھی بدستور موجود رہے گا پھر ہجرت سے فائدہ؟ نہ تو آنحضرت کو آرام ملا نہ کفار شرار توں سے رک سکے۔ غار ثور کا واقعہ آنحضرت کی تلاش۔ کفار کی تنگ و دو حضرت ابوبکر کی معیت یہ محض افسانے ہوں گے کیونکہ آنحضرت تو بدستور مکہ میں حاضر ناظر ہوں گے اور پھر اہل مدینہ کا انتظار بھی بے فائدہ ہوگا۔ کیونکہ اس عقیدہ کی بنا پر آنحضرت کو مدینہ منورہ ہی میں حاضر ناظر ہونا چاہئے تھا۔

حدیثیہ کی صلح آنحضرت کی زندگی بلکہ اسلام کی تاریخ کے اہم واقعات میں سے ہے اور معلوم ہے کہ بیعت الرضوان حضرت عثمان کی شہادت کے مفروضہ پر لی گئی تھی لیکن اگر آنحضرت اس وقت مکہ میں بھی حاضر ناظر ہوں تو بیعت الرضوان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی حضرت عثمان کی شہادت کے متعلق غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے۔ بلکہ اگر آنحضرت غیب دان ہی ہوں تب بھی یہ واقعہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ (اسم)



فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَمَا الْمُؤْمِنُ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ قِيْلَ لِمَا نَظَرَ  
إِلَى كَفْعَالِكِ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَاكَ اللَّهُ بِمَقْعَدِ آيَاتِ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ  
وَالْكَافِرُ قِيْلَ لِمَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ قِيْلَ لَا أَذْرِي أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ  
قِيْلَ لِمَا لَا ذَرِيَّتَ وَلَا تَلِيَّتَ وَيَضْرِبُ بِمَطَارِقٍ مِّنْ حَدَائِدِ صَرْبَةٍ فَيُصَيِّحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا  
مَنْ يَدِيهِ غَيْرَ التَّقْلِيْنَ مُتَّفِقٌ عَلَيْكَ وَلَقَطْلُهُ لِلْمُعَارِي :

(محمد صلعم) کے متعلق کیا کرتے تھے۔ مومن کے گامیں گواہی دیتا ہوں۔ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اسے کہا  
جائے گا۔ تم اپنی جگہ آگ میں دیکھ لو۔ جسے اللہ تعالیٰ نے جنت میں بدل دیا ہے۔ (مومن) دونوں جگہوں کو دیکھے گا۔ منافق اور  
کافر سے پوچھا جائے گا۔ تم اس آدمی (محمد صلعم) کے متعلق کیا کرتے تھے۔ وہ کہے گا۔ مجھے علم نہیں۔ لوگ جو کچھ کہا کرتے تھے۔  
میں وہی کچھ کہا کرتا تھا۔ اسے کہا جائے گا۔ نہ تم نے کچھ جانا۔ نہ ہی تم نے پڑھا۔ اور اسے لوہے کے گرزوں سے مارا جائے گا۔ اور  
وہ چلائے گا۔ اسکی آواز جنوں اور انسانوں کے علاوہ قریب کی سب چیزیں سنتی ہیں۔ (بخاری مسلم)

اسے ہذا اسم اشارہ حاضر چیز کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور اصحاب سنن نے بھی اپنی  
اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔ اس آدمی کے متعلق کیا کتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف اشارہ کر  
کے فرمایا کہ اس بندہ کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کو لفظ ہذا سے منہ حیر سے بہت دوں کی سوچی ہے انہوں نے اس سے  
یہ استدلال کیا ہے کہ آنحضرت ہر قریش موجود ہوتے ہوں گے تب ہی تو میت سے ”اس آدمی“ کے الفاظ سے سوال ہوتا ہوگا۔ لیکن وہ حضرت  
یہ نہ سمجھ سکے کہ لفظ ہذا سے صرف جنتی اور ظاہری چیزوں ہی کی طرف اشارہ نہیں ہوتا بلکہ معنوی۔ عقلی اور حاضر فی الذہن چیزوں کی طرف  
بھی لفظ ہذا سے اشارہ کیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں ابوسفیان کا اور ہرقل کا وہ مکالمہ تین چار مقامات پر مفصل منقول ہے جس میں  
ہرقل نے ابوسفیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کئے تھے۔ ان سوالات سے پہلے ہرقل ابوسفیان سے کتا ہے  
اِنَّ سَاْئِلِكَ عَنْ هَذَا الرَّجُلِ (میں تم سے ”اس آدمی“ کے متعلق چند ایک سوالات کرنا چاہتا ہوں) اب یہ تو معلوم ہے کہ  
آنحضرت اس وقت مدینہ میں تھے شام کے علاقے میں نہیں تھے۔ لیکن چونکہ ابوسفیان اور ہرقل کے ذہن میں موجود تھے لہذا لفظ ہذا  
سے اشارہ کر دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت مقداد کو پانی کی تلاش میں بھیجا ان کو ایک عورت پانی کی مشکلیں اونٹ پر بار کر  
کے لے جاتی ہوئی ملی۔ انہوں نے کہا ہمارے ساتھ چل وہ پوچھنے لگی کہاں تو انہوں نے جواب دیا الیٰ ہذا الرجل (اس آدمی کے پاس)  
قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حضرت اسمعیل اور ان کی والدہ علیہما السلام کو نوحا نہ کعبہ کے قریب بٹھا دیا اس وقت  
یہاں کوئی آبادی نہ تھی۔ پھر حضرت ابراہیم مانگنے لگے۔ یا اللہ اسمعیل کی اولاد سے اپنی ایک فرما نبردِ جاہلیت پیدا رہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۲۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ يَقَالُ هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَدَاكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا أَعَادَلِكِ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ

۱۲۰۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی آدمی تم سے فوت ہوتا ہے۔ تو اس کی جگہ صبح و شام اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ جنت میں ہو یا آگ میں اور اسے کہا جاتا ہے۔ یہ تمہاری جگہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تمہیں اٹھا کر قیامت کے دن وہاں لے جائے۔ (بخاری مسلم)

۱۲۱۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی۔ اور عذاب قبر کا ذکر کیا۔ اور حضرت عائشہ سے کہا تمہیں اللہ عذاب قبر سے پناہ دے۔ حضرت عائشہ نے اس کی بابت آنحضرت سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ عذاب قبر حرق ہے (دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہ یہاں شہر آباد ہو جائے ان کو پھلوں کا نفع نصیب ہو اور پھر عرض کیا

دیا اللہ تو اس شہر کو امن والا بنا دے) حالانکہ اس وقت وہاں شہر کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ صرف ذہن میں حاضر تھا لہذا لفظ حق سے اشارہ کر دیا گیا۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر مومن کے ذہن میں حاضر ہیں اس لیے لفظ حق سے اشارہ کر دیا گیا۔ یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ صاحب لغات اور تسلطانی کو لفظ حق سے ایک شبہ پیدا ہوا وہ یہ کہ شاید قبر میں آنحضرت کی شبیہ کو پیش کیا جاتا ہو۔ اللہ انہیں معاف کرے انہوں نے ایک ظنی احتمال پیدا کر کے نبی صلعم کے حاضر ناظر ہونے کے فتنہ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ نہد)

۱۔ قبر کی راحت و عذاب آخرت سے الگ ہے :- اس حدیث کو احمد، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مالک اور ابوداؤد طیحا نے بھی روایت کیا ہے کافر اور منافق کو قبر میں عذاب ہوتا ہے اور مومن مطیع کو راحت نصیب ہوتی ہے اس عذاب اور راحت کی دو دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو قبر ہی سے تعلق رکھتی مثلاً عذاب میں سانپ، بچھو کا کاٹنا، قبر کی تنگی اور گزروں کی مار اور راحت میں قبر کا فراخ ہونا روشن ہونا۔ قبر میں جنت کی خوشبو اور ہوا کا آنا وغیرہ اور دوسری قسم بیرونی ہے مثلاً کافر کے لیے صبح و شام جہنم کا معائنہ کہ اس سے اس کی ہر وقت خوفزدہ اور پریشان رہتا ہے کہ آگے چل کر قبر سے بھی زیادہ سخت سزا سے دوچار ہونا ہے اور مومن کے لیے صبح و شام جنت کا معائنہ اور اس تصور سے اس کو ہر وقت خوشی نصیب ہوتی ہے کہ آئندہ اس سے بھی زیادہ خوشی نصیب ہوگی۔ مومن فاسق سوالات کے جواباً ٹھیک دیتا ہے اور عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ بعض کو کچھ سزا بھی ملتی ہے اور ہر حالت میں فاسق قبر میں راحتوں سے محروم رہتا ہے۔

عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَحْنُ عَذَابُ الْقَبْرِ حَتَّى قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ صَلَّى صَلَوةً إِلَّا تَعَوَّذَ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مُتَفَقِّعًا عَلَيْهِ -

۱۲۲: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطِ بَنِي النَّجَّارِ عَلَى بَعْلَةٍ لَهَا وَنَحْنُ مَعَهُ إِذَا حَدَّثَتْ بِهِ فَكَادَتْ تُلْقِيهِ وَلَا إِذَا أَقْبَرُ سِتَّةً أَوْ خَمْسَةً فَقَالَ مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هَذِهِ الْأَقْبَرِ قَالَ رَجُلٌ أَنَا قَالَ فَمَنْ مَاتُوا قَالَ نَبِيُّ الْيَتْرِ لَيْ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةُ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا فَلَوْلَا أَنْ كَلَّمْنَا أَقْبَرًا لَدَعَوْتُ اللَّهُ أَنْ يُسَمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الْوَالِدِ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے اس کے بعد ہمیشہ آنحضرت کو دیکھا۔ وہ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔ (بخاری مسلم)

۱۲۲۔ زید بن ثابت ثابت فرماتے ہیں۔ آنحضرت ایک دن بنو نجار کے باغ میں اپنی خمر پر سوار تھے۔ ادھم آپ کے ہمراہ تھے۔ ناگنا طور پر خمر کو دئے لگا۔ خطرہ تھا کہ حضرت کو گرانہ دے۔ وہاں پانچ یا چھ قبریں تھیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ان اہل قبور کو کوئی جانتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا۔ میں جانتا ہوں۔ حضرت نے پوچھا۔ یہ کب فوت ہوئے تھے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ شرک ہی میں ان پر موت آئی تھی۔ حضرت نے فرمایا یہ قوم اپنی قبروں میں آزمائی جا رہی ہے۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا۔ کہ تم دفن کرنا ترک کر دو گے۔ تو میں دعا کرتا۔

لہ آنحضرت کو عذاب قبر کی اطلاع وحی سے ہوئی ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں آخری عمر میں عذاب قبر کی اطلاع دی گئی تھی۔ پہلے آپ کو اس کا علم نہ تھا۔ چنانچہ امام احمد نے اپنی مسند میں حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت کے سامنے ایک یہودی عورت نے عذاب قبر کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تو یہودیوں کی قبر میں عذاب ہوتا ہوگا اور کوسی کو نہیں ہوتا اور پھر فرمایا قیامت سے پہلے کوئی عذاب نہیں ہے۔ لیکن اس کے کچھ مدت بعد ہی ایک دن دوپہر کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر باہر نکلے اور فرمایا عذاب قبر سے پناہ مانگو۔ آپ سے سوال کیا گیا کیا اس کے متعلق آپ کی طرف کوئی وحی آگئی ہے تو آپ نے فرمایا ہاں وحی آگئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگنا شروع کر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کے پاس یہودی عورت نے جو عذاب قبر کا تذکرہ کیا وہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب ابھی تک اس حضرت نے حضرت عائشہ کو عذاب قبر کی اطلاع نہیں دی تھی۔ مشرکوں کی پانچ یا چھ قبروں میں عذاب کا مشاہدہ بھی اس کے بعد ہوا۔ البتہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ کو جب دفن کیا گیا تو ایک دفعہ قبر مل گئی اور آنحضرت اور پھر صحابہ نے تسمیحات کنی شروع کر دیں اور پھر قبر کھل گئی۔ تو یہ قبر کا اس طرح آپ کو ملنا تھا جیسے دیر کے بعد آئے والے بیٹے کو ماں ملتی ہے۔ اور یہ واقعہ تھل بنو قریظہ کے بعد کا ہے یعنی سگسہ ہجری کا۔ اس لیے جنگ احزاب سگسہ میں ہوئی اور بنو قریظہ کا معاہدہ اس کے بعد کا ہے جنگ احزاب ہی میں آپ کو وہ تیر لگا تھا جس سے آپ کی شہادت ہوئی۔ تو اس وقت قبر کے مل جانے سے آپ کو عذاب قبر کا شبہ ضرور ہوا۔ لیکن چونکہ صراحت وحی نہ آئی تھی لہذا آپ نے عذاب قبر کے متعلق کچھ نہ فرمایا۔

أَسْمِعُ مِنْهُ شِعْرًا قَبْلَ عَلَيْنَا يُوَجِّهُهُ فَقَالَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوا نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوا نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ قَالُوا نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ قَالَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ قَالُوا نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

### الفصل الثاني

۱۲۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقْبِرَ الْمَيِّتُ أَكَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَرْدَقَانِ يُعَالِ رِاحِدَهُمَا الْمُنْكَرُ وَالْأَخْرُ النَّيْكَرُ يَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ أَتَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَأَنْ مَحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولَهُ فَيَقُولَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ هَذَا أَتَى يَنْسَحُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ شَعْرًا يَنْوَرُ لَهَا فِيهِ نَهْمٌ يُقَالُ لَهَا لَمْ يَفْقُولِ أَرْجِحِ إِلَى أَهْلِهَا فَأَخْبِرْهُمْ فَيَقُولَانِ لَمْ كُنْ مَوْتِ الْعَرُوسِ الَّذِي لَا يُؤْفِقُهَا إِلَّا

کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قبر کا عذاب سنا دے۔ جس طرح میں سن رہا ہوں۔ پھر ہماری طرف توجہ فرمائی۔ اور فرمایا۔ آگ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ لوگوں نے کہا۔ ہم آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں قرمیا قبر کے عذاب سے پناہ مانگو لوگوں نے کہا ہم عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں فرمایا ظاہر اور باطن فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں فرمایا دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو لوگوں نے کہا ہم دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں (مسلم)

### دوسری فصل

۱۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب میت کو دفن کیا جائے۔ تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں بھوری ہوتی ہیں۔ ایک کا نام منکر ہے۔ اور دوسرے کا نام نکیر وہ پوچھتے ہیں۔ تم اس آدمی کے متعلق کیا کہا کرتے تھے۔ اگر میت مؤمن ہو تو جواب دیگا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ثنات دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد مسلم اس کے خادم اور اس کے رسول ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ ہمیں معلوم تھا۔ تم یہی کہو گے۔ پھر اس کی قبر ستر گز مربع کھول دی جاتی ہے۔ پھر اس میں روشنی کر دی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ سو جا میت خواہش کرتی ہے۔ کہ میں گھر والوں کو اس کا میاں بی کی اطلاع دے آؤں۔ وہ

۱۔ عذاب قبر کو حقیقی رکھنے کی مصلحت ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ مشرکوں کی قبریں تھیں جن کو عذاب ہو رہا تھا۔ جن اور انسان ان کی پیٹھوں کو نہیں سن سکتے اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے پردہ ڈال رکھا ہے تاکہ ایمان بالغیب رہے اور دنیا کا کاروبار بھی معطل نہ ہو جن اور انسان کے علاوہ ہر چیز کا فرار و رنافت کی بیخ و بیکار ہستی ہے اسی لیے آنحضرت کا پھر بھی بدک گیا۔

أَحَبُّ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ وَإِنْ كَانَ مِنْهَا فَمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهُ لَا أَدْرِي يَقُولُونَ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ ذَلِكَ فَيُقَالُ لِلأَمْرِضِ بِالتَّبَعِي عَلَيْهِ فَمَنْتَبَهُ عَلَيْهِ فَنَتَخَلَّفُ أَضْلَاعَهُ فَلَا يَزَالُ فِيهَا مَعْدَابًا حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

۱۲۳۔ وَعَنِ الْبُرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَيْتِي مَا لَكُمْ فِي جِلْسَانِي يَقُولُونَ لَهُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّي اللَّهُ يَقُولُونَ لَهُ مَا دِينُكَ فَيَقُولُ دِينِي إِذَا سَلَّمْتُ يَقُولُونَ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَعَثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ وَمَا يَدْرِيكَ فَيَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ فَاْمَنْتُ بِهِ وَصَلَّاتُكَ فَذَا لَكَ قَوْلُهُ يَنْتَبِئُ اللَّهُ الَّذِي يُؤْمِنُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْآيَةُ قَالَ فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ صَلَاتُكَ

فرماتے ہیں۔ دامن کی طرح سو جا جسے گھر کا عزیز ترین آدمی ہی جگا سکتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اسی آرام گاہ سے اٹھے گا۔ اور اگر میت منافق ہو تو کسے گامیں نے لوگوں کو اس کے متعلق کوئی بات کرتے سنا تھا میں نے بھی ویسے ہی کہہ دیا۔ مجھے صحیح طور پر کوئی علم نہیں فرشتے کہیں گے ہمیں یہ معلوم تھا۔ تم ہی کو گے۔ پھر زمین کو حکم دیا جائے گا۔ وہ اسے اس طرح دبا دے گی۔ کہ اس کی پسلیاں دو نوں جانب نکل جائیں گی۔ اسے ہمیشہ اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس جگہ سے اٹھائے گا۔ (ترمذی)

۱۲۴۔ براء بن عازب فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اور اسے بٹھا دیتے ہیں۔ اس سے

پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں۔ تمہارا دین کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔

پھر وہ دریافت کرتے ہیں۔ یہ کون آدمی تھے۔ جو تم میں بھیجے گئے۔ وہ کہتا ہے۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں تمہیں یہ کیسے معلوم

ہوا ہے۔ وہ میت کہتا ہے۔ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی۔ اس پر ایمان لایا۔ اور اس کی تصدیق کی۔ اللہ کے ارشاد و نبیئت اللہ

الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

۱۔ اس کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے براہین روایت کیا ہے۔ فرشتے میسب شکل میں اس لیے آتے ہیں کہ کافر اور منافق گھر

جائیں اور صحیح جواب نہ دے سکیں۔ مومن دنیا میں بھی خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے گا۔ منکر اور نیک دونوں کے معنی ہیں۔

بے پہچان اور اجنبی۔ مومن کو کہتے ہیں یہیں معلوم تھا کہ تو صحیح جواب دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بتایا ہوتا ہے اور پھر مومن کی شکل و صورت پر

خیر فانی اطمینان دیکھ کر ان کو اور بھی پختہ یقین ہو جاتا ہے۔ انسان کو جب خوشی نصیب ہوتی ہے تو وہ سب سے پہلے گھر والوں کو اس کی خوشخبری سنانا

چاہتا ہے۔ دامن سب سسرال میں آتی ہے تو اس کے ذمہ گھر کا کوئی کام نہیں ہوتا پہلے میکے میں وہ کچھ کام کرتی رہتی ہے اسی طرح مومن دنیا میں تو محنت اور کام کرتا رہتا ہے لیکن عالم برزخ میں جا کر اس کی تمام ذمہ داریاں ختم ہو جاتی ہیں اور بے فکری کا دور آ جاتا ہے۔

عِبَادِي فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبُسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهَا بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ فَمَفْتَحُ قَالَ يَا بَيْتَهُ  
مِنْ رُوحِهَا وَطَيْبُهَا وَيُفَسِّحُ لَهَا فِيهَا مَدًا بَصِيرَةً وَأَمَّا الْكَافِرُ فَكَأَنَّكَ مَوْتُهُ قَالَ وَيُعَادُ رُوحُهُ فِي  
جَسَدِهَا يَا بَيْتَهُ مَكَانٍ فَيُجْلِسَانَهُ فَيَقُولُ لِمَنْ رُبُّكَ فَيَقُولُ هَاهَا هَاهَا لَا أَذْرِي فَيَسْأَلُنِي مُنَادٍ  
مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَّابٌ فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَالْبُسُوهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوا لَهَا بَابًا إِلَى النَّارِ قَالَ  
يَا بَيْتَهُ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُّومِهَا قَالَ وَيَضْحَكُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ اضْطِلَاعُهُ ثُمَّ يَقْبِضُ  
لَهَا أَعْلَى اصْتَرَمَتْهَا مُرْزَبَةٌ مِنْ حَدَائِدٍ كَوْضُرِبَ بِهَا جِبَلٌ لَصَارَ تَدَابُّاً فَيَضْرِبُ بِهَا هَلْخَنْدِرِيَّةَ  
يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا التَّثْلِيثَ فَيَصِيرُ تَرَابًا تُحْرَعُ فِيهِ الدُّوْحُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُودَاوَدُ

اس وقت، آسمان سے آواز آتی ہے۔ میرے بندے نے پرچ کہا ہے۔ اسے جنت سے بستر اور جنت ہی سے لباس دے دو۔  
اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اسے وہاں سے ہوا اور خوشبو آتی ہے اور جہاں تک اس کی نظر  
جاتی ہے۔ قبر کھل کر دی جاتی ہے۔ اور کافر کی موت کا ذکر فرمایا۔ کہ اس کی روح اس جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ اور دو فرشتے آکر  
اسے بٹھا دیتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ تمہارا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے۔ افسوس میں تو نہیں جانتا اور دریافت کرتے ہیں تمہارا دین  
کیا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ افسوس میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں۔ یہ جو آدمی تم میں بھیجے گئے۔ کون تھے۔ وہ کہتا ہے افسوس میں نہیں  
جانتا۔ آسمان سے آواز آتی ہے۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اسے آگ کا بستر اور آگ ہی کا لباس پہنا دو۔ اور آگ کی طرف اس کا ایک دروازہ  
کھول دو۔ اسے اس کی گرمی اور بو پہنچتی رہتی ہے۔ اور اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری  
طرف داخل ہو جاتی ہیں۔ ایک اندھا بہر فرشتہ جس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے۔ اس پر مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اگر وہ پہاڑ کو مارا  
جاتے۔ تو وہ مٹی ہو جاتا ہے۔ وہ اسے مارتا ہے۔ جس کی آواز مشرق و مغرب میں انسان اور جنوں کے سوا سب چیزیں سنتی  
ہیں وہ مٹی ہو جاتا ہے۔ پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔ لاہ احمد البوداؤد

لے قبر میں اندھا بہر فرشتہ کیوں مقرر ہوتا ہے :- اس حدیث کو نسائی، ابن ماجہ، حاکم، ابن خزیمہ، بیہقی، ابو یوسف اور ابن  
منہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا شاہد مسند امام احمد، نسائی، ابن جریر اور بیہقی میں بھی ہے۔ جو آدمی قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب جانے گا وہ  
سب سے پہلے تو حضرت محمد رسول اللہ پر ایمان لائے گا دھلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ آواز دینے والا خواہ خود خداوند تعالیٰ ہوں یا خداوند تعالیٰ کے  
حکم سے کوئی فرشتہ نما کرے۔ یا ہاہ ایک کلمہ ہے جو عرب لوگ حیرت اور دہشت کے وقت بولتے ہیں اس کا معنی آہ ہے۔ کافر اور منافق  
کتاب ہے کہ میں نہیں جانتا اس پر آواز آتی ہے کہ یہ جھوٹا ہے اس لیے کہ دین کا آواز تو مشرق سے لے کر مغرب تک پہنچ گیا ہے جو کتاب ہے  
کہ میں نہیں جانتا یہ جھوٹ ہے جانتا ہے لیکن ایمان نہیں لایا۔ فرشتہ اندھا بہرہ اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ نہ وہ اس کی حالت کو دیکھے  
نہ چمکین سے اور نہ اسے اس پر دم آئے۔ (دستیغ)

۱۲۵۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّكَ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرِ بَيْتِي حَتَّى يَبْسُلَ لِحَيْتِي فَقِيلَ لَنَا مَا تَذَكَّرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِي وَنَبْكِي مِنْ هَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَارِلِ الْأَخْدَةِ فَإِنْ نَبَّحِي مِنْهُ فَمَا بَعْدَ أَيْسَرِ مِنْهُ وَإِنْ تَحْرَيْبُهُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ بَيْتِ عَزْرَبِيِّ

۱۲۶۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَّغَ مِنْ ذِكْرِ الْقَبْرِ وَقَفَّ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا وَإِنْ خِيفَ تَحَرَّ سُلُوكًا بِالتَّثْبِيثِ فَإِنَّهُ أَلَّا نَ يَسْأَلُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۲۵۔ حضرت عثمانؓ سے منقول ہے۔ جب وہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو رو تے یہاں تک کہ انکی ڈاڑھی تر ہو جاتی۔ ان سے کہا گیا آپ جنت اور دوزخ کے ذکر سے نہیں رو تے۔ اور اس (قبر) کے ذکر سے رو تے ہیں۔ فرمایا۔ حضرت فرماتے تھے قبر آخرت کی منزلوں سے پہلی منزل ہے۔ اگر اس سے نجات ہوگئی تو اس کے بعد آسانی ہے۔ اور اگر اس سے نجات نہ ہو سکی تو جو اس کے بعد ہے۔ وہ بہت ہی مشکل ہے۔ اور فرمایا۔ حضرت فرماتے تھے کہ (ہر ذبح) کے مناظر میں قبر کا عذاب سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ ترمذی ابن ماجہ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۲۶۔ حضرت عثمانؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو ٹوٹھر جاتے۔ اور فرماتے اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔ اور اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو۔ اب اس کے سوال کیا جائے گا۔ (ابوداؤد)

۱۲۷۔ آخرت کی منزلوں سے پہلی منزل قبر ہے۔ اس کو حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کے لیے جنت کا فرش پھا دیا گیا۔ جنت کی خوشبو اور ٹھنڈی ہوائیں آنے لگیں تو اس کو معلوم ہو گیا کہ اب آخرت میں اس سے زیادہ آرام ہو گا اور جس کو قبر میں عذاب شروع ہو گیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ آئندہ میرا اس سے بھی برا حال ہے۔ افظح کا معنی ہے گھرا دینے والا۔

بیہانک۔ (مراۃ)

۱۲۸۔ حدیث نمبر ۱۲۲ میں انتہائے نظر تک قبر میں توسیع کا ذکر ہے اور حدیث ۱۲۳ میں شکر کو توسیع کا ذکر آیا ہے اصل مقصد کسی مقدار کا تعین نہیں بلکہ بقدر ضرورت وسعت مقصود ہے نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ توسیع اس دنیا اور اس میں نہیں ہوتی۔ یہاں تو قبر کے ساتھ قبر ہوتی ہے یہ توسیع بزرخ کے عالم اور قبر کی دنیا میں کی جاتی ہے جسے اس دنیا کی نظریں محسوس ہی نہیں کر سکتیں یہی حال جنت اور دوزخ کی طرف دروازوں کا ہے جنہیں ہماری نظریں معلوم نہیں کر سکتیں یہ اس دنیا کی باتیں ہیں جہاں کا علم آنحضرتؐ کو بھی اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہوا۔ آپ نے ہمیں بتایا در نہ ہم اسے کبھی نہ جان سکتے اب ہم آنحضرتؐ کی تعلیم سے اس پر یقین رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم (اسم)

۱۲۹۔ زندہ لوگوں کی دعا سے مردہ کو فائدہ ہوتا ہے۔۔ اس حدیث کو حاکم اور بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۱۷۷:- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّطُ عَلَيَّ الْكَافِرَ فِي قَبْرِهِ تِسْعَةَ وَسِعُونَ لَيْلًا نِيْنَاهُمْ وَتَلْدَاغُهُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ نَوَّانَ بَيْنَنَا مِنْهَا نَفْعٌ فِي الْأَمْضِ مَا أَبْتَدَتْ حَضْرًا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَقَالَ سَبْعُونَ بَدَلِ تِسْعَةَ وَسِعُونَ .

### الفصل الثالث

۱۱۷۸:- عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِينَ تُوِّفِيَ فَلَمَّا صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضِعَ فِي قَبْرِهِ وَسُويَ عَلَيْهِ سَبَّحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَكَرَ فَسَبَّحْنَا طَوِيلًا ثُمَّ كَبَّرْنَا فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ سَبَّحْتَ نَكَّرًا كَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَائِقَ عَلَى هَذَا الْعَبْدِ الضَّالِّ فِي قَبْرِهِ حَتَّى فَرَّجَهُ اللَّهُ عَنْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ .

۱۱۷۸- ابو سعید فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کافر کی قبر میں ننانوے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک کاٹتے اور ڈٹتے رہتے ہیں۔ اگر ان سے ایک سانپ زمین پر چھوٹ کر مار دے۔ تو زمین میں سبزی اگانا بند ہو جائے۔ (دو جی ترمذی، ترمذی کی روایت میں ننانوے کی جگہ ستر کا ذکر آیا ہے۔)

### تیسری فصل

۱۱۷۸- حضرت جابر فرماتے ہیں ہم آنحضرت کے ساتھ سعد بن معاذ کے پاس گئے۔ جب وہ فوت ہوئے۔ آنحضرت نے جب ان پر نماز جنازہ ادا فرمائی۔ اور انہیں دفن فرما کر ان پر مٹی ڈالی گئی تو آنحضرت نے تسبیح کی۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ دیر تک تسبیح کرتے رہے۔ پھر آپ نے تکبیر کی۔ ہم بھی تکبیر کرتے رہے۔ آنحضرت سے کہا گیا۔ اے اللہ کے رسول آپ نے ان پر تسبیح و تکبیر کیوں فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ اس نیک آدمی پر اس کی قبر تنگ ہو گئی۔ یہاں تک کہ اللہ نے اسے کشادہ کر دیا۔ (احمد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندہ مسلمان کی دعاؤں سے مردہ مسلمان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ صحیح مسلک اہل سنت اہل حدیث کا یہی ہے۔ سنت ہے کہ آدمی قبر پر کھڑے ہو کر میت کے لیے استغفار بھی کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی ثواب قدمی کے لیے دعا بھی کرے۔ البتہ آج کل جو یہ بدعت جاری ہو گئی ہے کہ قبر پر کھڑے ہو کر کتھے ہیں کہ اسے ظن کہ دو میرا رب اللہ ہے میرا نبی محمد ہے اور میرا دین اسلام ہے۔ اس تلقین کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۱۷۸- ممکن ہے خاص گنتی مقصود ہی نہ ہو بلکہ کثرت مراد ہو اور ہو سکتا ہے کہ مختلف آدمیوں کے لحاظ سے یہ تعداد کم و بیش ہوتی رہتی ہو اللہم احفظنا من فتنہ التقیرو سو المنقلب فیہا۔ (اسم)

۱۱۷۸- کافر کی قبر میں سانپوں کا آنا۔ اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی حسن سند سے روایت کیا ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)



۱۲۹:- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الَّذِي تَحْرِكُ لِمَا  
الْعَرْشُ وَدَبَّحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَشَهِدَاكَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَقَدْ ضَرَضْتَهُ  
ثُمَّ قَرَّبَهُ عَنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۱۳۰:- وَعَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَظِيبًا  
فَذَاكَرَ فَنَزَّ الْقَبْرَ الَّتِي يُفْتَنُ فِيهَا الْمُرُوفُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذَلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً سَرَّاهُ  
الْبُخَارِيُّ هَكَذَا أَوْ نَزَّ إِذَا التَّسَائِي حَالَتْ بِيَدِي وَبَيْنَ أَنْ أَفْهَمَ كَلَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْكَنْتْ ضَجَّ هُمْ قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِيبٍ مِنِّي أَيُّ بَارِكِ اللَّهُ فِيكَ مَاذَا قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَخِي قَوْلِهَا قَالَ قَالَ قَدْ أَوْجَى إِلَى أَنْ تَكْفُرُ تَقْتُلُونَ فِي  
الْقُبُورِ قَرِيبًا مِمَّنْ فَنَزَّ الدَّجَالُ.

۱۲۹- ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اس شخص سعد بن معاذ کے لیے اللہ تعالیٰ کا عرش بل گیا۔ اور آسمان کے تمام دروازے  
کھول دے گئے۔ اور ستر ہزار فرشتے اس کی موت پر بھی حاضر ہوئے۔ اسے قبر میں ایک دفعہ زور سے دبا لیا پھر اسے کھول دیا گیا۔ (نسائی)  
۱۳۰- حضرت اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں۔ آنحضرت نعبہ کے لیے کھڑے ہوئے۔ تو آپ نے قبر کے قفنے کا ذکر فرمایا۔ جس میں انسان  
آزایا جاتا ہے۔ جب آپ نے اس کا ذکر فرمایا۔ تو مسلمان بیچ اٹھے۔ بخاری۔ نسائی نے زیادہ کہا کہ شور مچا لیا ہو گیا۔ میں آپ کا کلام نہ  
سمجھ سکی۔ جب یہ شور مچا تو میں نے اپنے قریب کے آدمی سے کہا۔ اللہ تمہیں برکت دے۔ آپ نے آخر میں کیا فرمایا تھا۔ اس نے  
کہا۔ آپ نے فرمایا تھا۔ تم قبروں میں دجال کے قفنے کے قریب قریب آؤ گے۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور حدیث کی تخصیص تو یقینی ہے اس میں عقل کو کوئی دخل نہیں ہے۔

۱۳۱- اللہ مومن کو عذاب قبر سے بچاتا ہے :- اس حدیث کو ابن سعد، یحییٰ ترمذی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ قبر کا تنگ ہونا  
اور میت کو دانا دو طرح سے ہوتا ہے۔ کافر اور منافق کو بطور عذاب دباتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں اور مومن مٹھل  
کو پیاسی دہرے دباتی ہے جیسے کہ ماں اپنے بچے کو سینہ لگا کر دبا لے اور پیا کرے آنحضرت کو سحلی وفا تک اس کا علم نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے  
فرمایا اگر کوئی آدمی قبر کے عذاب سے نجات پاسکتا تو وہ حضرت سعد بن معاذ ہوتے بعد میں آپ نے فرمایا کہ مومن کو قبر میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ (تبیح  
حاشیہ صفحہ ۱۳۱) حضرت سحلی بن زید کی وفیصلت :- اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ طبرانی نے اس کے ہم معنی  
حدیث روایت کی ہے۔ حضرت سعد بڑے پایہ کے صحابی ہیں۔ جنگ احزاب میں آپ زخمی ہوئے تھے۔ بنو قریظہ کے حلیف تھے۔ بنو قریظہ کا خیال  
تھا کہ ممکن ہے سعد ہمدانی کو طرفہ ای کریں گے۔ ان کو اپنا حکم تسلیم کر لیا۔ حضرت سعد نے فرمایا کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے جوانوں کو قتل کر دیا جائے۔ ان  
کا مال تقسیم کر دیا جائے ان کے بچے اور عورتیں لوٹنی اور غلام بنا لیے جائیں۔ جب آنحضرت صل اللہ علیہ وسلم نے آپ کا فیصلہ (باقی بر صفحہ ۱۳۰)

۱۳۱۔ وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُدْخِلَ الْبَيْتُ الْقَبْرُ مِثْلَتْ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ عُرْوِبِهَا فَيَجْلِسُ يَسْمَعُ عَيْنَيْهِ وَيَقُولُ دَعْوِي أَصَلِّي رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

۱۳۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ فَيَجْلِسُ الرَّجُلُ فِي قَبْرِهِ غَيْرَ فَرِيدٍ وَلَا مَشْغُوبٍ ثُمَّ يُقَالُ فَيَمُرُّ كُنْتُ يَقُولُ كُنْتُ فِي الْإِسْلَامِ فَيُقَالُ مَا هَذَا الرَّجُلُ فَيَقُولُ مُحَمَّدًا مَا سَأَلَ اللَّهُ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَصَدَّقْنَاهُ فَيُقَالُ هَلْ هِيَ آيَاتُ اللَّهِ فَيَقُولُ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرَى اللَّهَ فَيُعَذَّبُ لَهَا

۱۳۱۔ حضرت جابرؓ انحضرت سے روایت فرماتے ہیں۔ جب میت قبر میں داخل کی جاتی ہے۔ تو اسے سورج کے غروب کی صورت دکھائی جاتی ہے۔ وہ بیٹھ کر آنکھیں ملتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ مجھے نماز یاد کرنے دو۔ (ابن ماجہ)

۱۳۲۔ ابو ہریرہؓ انحضرت سے فرماتے ہیں۔ میت اپنی قبر کی طرف جاتی ہے۔ وہ خوف اور گھبراہٹ کے بغیر قبر میں بیٹھ جاتا ہے پھر اسے کہا جاتا ہے۔ تم کس شکل میں تھے۔ وہ کہتا ہے۔ میں اسلام کے کاموں میں مشغول تھا۔ پھر کہا جاتا ہے۔ یہ آدمی کون تھے۔ وہ کہتا ہے۔ محمد اللہ کے رسول اللہ کی طرف سے کھلے دلائل لیکر ہماری طرف آئے۔ ہم نے آپ کی تصدیق کی۔ پھر اسے کہا جاتا ہے۔ کیا تم نے اللہ کو دیکھا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ اللہ کو دیکھنا کسی کیلئے جائز نہیں۔ (دنیا میں) اس کے لیے ایک (سورج) آگ کی طرف کھولا جاتا ہے۔ وہ دیکھتا (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سنا تو فرمایا اسے سرتو نے وہ کیا ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اب بھر پر سات آسمانوں کے اوپر سے نازل فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت سعد کی وفات ہو گئی۔

۱۳۔ عذاب قبر سے بچنے کی دعاء۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دجال کا فتنہ بہت بڑا ہے۔ جس سے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا۔ اور فرمایا کہ میں تم کو دجال کی ایسی نشانی بتاؤں گا کہ وہ نشانی کسی نبی نے بھی اپنی امت کو نہیں بتائی ہے۔ وہ ایک آنکھ سے کاٹا ہوگا۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔ اتنی صاف نشانیاں ہونے کے باوجود بہت سے لوگ اس کو خدا کئے لگیں گے قریباً اتنا ہی بڑا فتنہ قبر میں بھی ہوتا ہے۔ دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے سوہ کہت کی تلاوت کرنی چاہئے اور قبر کے فتنے سے بچنے کے لیے اعدو یا للہ من عذاب القبر بڑھنا چاہئے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۳۱)

۱۳۔ نمازی کے لیے عذاب قبر کی رعایت :- اس کو ابن جریر اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ منکر اور نکیر کو جواب دینے کے بعد کے گام کے لیے جوڑوہ کہ میں نماز پڑھ لوں۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ سوال جواب سے پہلے ہی کہہ دیتا ہے ان کو یہی سوال کافی سمجھتا ہے۔ پھر وہ سوال ہی نہیں کرتے۔ کیونکہ اسی بات سے ان کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ مومن ہے۔ اگر مومن نہ ہوتا تو نماز کی پابندی کیسے کرتا ۱۲ (رحمۃ المہدق)

فَرِحَتْ قَبْلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهِ يَحْطُرُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَقَالُ لِمَا أَنْظَرُوا لِي مَا وَقَالَكَ اللَّهُ ثُمَّ  
 يُفَدِّمُهَا فَرِحَتْ قَبْلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا فَيَقَالُ لَهَا هَذَا أَمْتَعَدَا لَكَ عَلَى  
 الْيَقِينِ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مَتَّ وَعَلَيْهِ تَبِعَتْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَجْلِسُ الرَّجُلُ السُّوءِ فِي قَبْرِهِ  
 فَرِعًا مَسْغُوبًا فَيَقَالُ لَهَا فِيمَ كُنْتَ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي فَيَقَالُ مَا هَذَا الرَّجُلُ فَيَقُولُ سَمِعْتُ  
 النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا فَقُلْتُهَا فَيُفَدِّمُهَا لَهَا فَرِحَتْ قَبْلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا  
 فَيَقَالُ لَهَا أَنْظُرِي لِي مَا صِرَفَ عِنْدَكَ ثُمَّ يُفَدِّمُهَا لَهَا فَرِحَتْ إِلَى النَّارِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطُرُ  
 بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَقَالُ لَهَا هَذَا أَمْتَعَدَا لَكَ عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مَتَّ وَعَلَيْهِ تَبِعَتْ إِنْ  
 شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

ہے کہ اس کے بعض بعض کو کھا رہے ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے۔ دیکھو۔ جس چیز سے تم کو اللہ نے پھالی ہے۔ پھر ایک (سورخ) ہے۔  
 جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے۔ وہ اس کی تازگی اور اس میں جو کچھ موجود ہے۔ اسے دیکھتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے۔ یہ تمہارا لہبیرا  
 ہے تم یقین پر زندہ رہے اسی پر فوت ہوئے اور اسی پر اگر خدا نے چاہا تو اٹھو گے اور برا آدمی قبر میں گھبرا ہوا پریشان اور حیران  
 ہو کر بیٹھتا ہے اسے کہا جاتا ہے تم کس کام میں لگے رہے وہ کتاب ہے میں نہیں جانتا اسے کہا جاتا ہے یہ کون آدمی تھے (یعنی انھیں)  
 صلعم وہ کسے گا میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا وہی میں نے بھی کہہ دیا۔ اس کے لیے جنت کی طرف ایک سورخ کھول دیا جاتا ہے۔  
 وہ اس کی تازگی اور جو کچھ اس میں ہے اسے دیکھتا ہے پھر اسے کہا جاتا ہے دیکھو جس چیز سے اللہ نے تمہیں عروم کر دیا پھر اس کے  
 لیے جہنم کی طرف سورخ کھول دیا جاتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس کے بعض حصے بعض کو کھا رہے ہیں اسے کہا جاتا ہے یہ تمہارا ٹھکانا  
 ہے تم شک میں زندہ رہے شک پر مرے اور اگر اللہ نے چاہا تو اسی پر اٹھو گے (ابن ماجہ)

لہ منافق کی طرح تقلیدی ایمان قبول نہیں ہوگا۔ یہ حدیث مستدام احمد ابوداؤد، حاکم اور ابن خزیمہ میں حضرت براء سے مروی  
 ہے اور احمد ابوداؤد اور سنائی میں حضرت انس سے۔ مومن کو قبر میں کسی قسم کی گھبراہٹ اور خوف نہیں ہوتا البتہ کافر اور منافق کو گھبراہٹ خوف  
 اور دہشت سب کچھ ہوتا ہے۔ مومن کو دوزخ اس لیے دکھایا جاتا ہے کہ اسے پتہ چل جائے کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے کتاب پڑا احسان کیا ہے  
 وہ کیسی بری بگڑتی تھی جس سے اس کو اللہ تعالیٰ نے پھالی ہے تاکہ اس میں شک گذاری کا جذبہ اور بڑھ جائے اور کافر کو جنت اس لیے دکھائی  
 جاتی ہے کہ اس کو حضرت دافوس اور زیادہ ہو جائے کہ کیسی اچھی بگڑتی تھی جو اس سے چھین گئی۔ منافق مکر اور زبیر کے سوالوں کے جوابات میں  
 کتاب ہے کہ جو کچھ لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا۔ لیکن اب مجھے یاد نہیں آ رہا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ تقلیدی ایمان مقبول نہیں اور نہ اس  
 سے نجات مل سکتی ہے جب تک کہ آدمی سوچ سمجھ کر ایمان نہ لائے جیسا کہ حدیث براء بن عراب (۱۲۴) میں پہلے گزر چکا ہے کہ فرشتے اس کو  
 کہتے ہیں کہ نہ تو نے خود پڑھا اور نہ سن کر سمجھنے کی کوشش کی۔ بس غص طوطے کی طرح ایک بات کتابا جیسا کسی نے سنا دیا اس اسی کو کافی سمجھ لیا  
 اور پھر ایسے ایمان کا تیجہ دلت اور مولیٰ مار پیٹ کے سوا اور کچھ نہیں مسلمان کو چاہئے کہ حتی الامکان اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ بہتر تو یہ ہے کہ خود پڑھے اور اگر

یہ حدیث مستدام احمد ابوداؤد، حاکم اور ابن خزیمہ میں حضرت براء سے مروی ہے اور احمد ابوداؤد اور سنائی میں حضرت انس سے۔ مومن کو قبر میں کسی قسم کی گھبراہٹ اور خوف نہیں ہوتا البتہ کافر اور منافق کو گھبراہٹ خوف اور دہشت سب کچھ ہوتا ہے۔ مومن کو دوزخ اس لیے دکھایا جاتا ہے کہ اسے پتہ چل جائے کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے کتاب پڑا احسان کیا ہے وہ کیسی بری بگڑتی تھی جس سے اس کو اللہ تعالیٰ نے پھالی ہے تاکہ اس میں شک گذاری کا جذبہ اور بڑھ جائے اور کافر کو جنت اس لیے دکھائی جاتی ہے کہ اس کو حضرت دافوس اور زیادہ ہو جائے کہ کیسی اچھی بگڑتی تھی جو اس سے چھین گئی۔ منافق مکر اور زبیر کے سوالوں کے جوابات میں کتاب ہے کہ جو کچھ لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا۔ لیکن اب مجھے یاد نہیں آ رہا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ تقلیدی ایمان مقبول نہیں اور نہ اس سے نجات مل سکتی ہے جب تک کہ آدمی سوچ سمجھ کر ایمان نہ لائے جیسا کہ حدیث براء بن عراب (۱۲۴) میں پہلے گزر چکا ہے کہ فرشتے اس کو کہتے ہیں کہ نہ تو نے خود پڑھا اور نہ سن کر سمجھنے کی کوشش کی۔ بس غص طوطے کی طرح ایک بات کتابا جیسا کسی نے سنا دیا اس اسی کو کافی سمجھ لیا اور پھر ایسے ایمان کا تیجہ دلت اور مولیٰ مار پیٹ کے سوا اور کچھ نہیں مسلمان کو چاہئے کہ حتی الامکان اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ بہتر تو یہ ہے کہ خود پڑھے اور اگر

# بَابُ الْإِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

## کتاب اللہ اور سنت کو مضبوط پکڑنے کا بیان

کتاب سے مراد قرآن عزیز ہے۔ جسے آنحضرت پر نازل فرمایا گیا۔ سنت سے مراد آنحضرت کی زندگی کا وہ طریق ہے۔ جسے آنحضرت نے دین سمجھ کر رائج فرمایا قرآن عزیز کو اگر ایک جامع اور مکمل قانون کی حیثیت سے دیکھا جائے۔ تو سنت اس کی عملی توضیحات کا دوسرا نام ہے۔ ایک حکیم یا دانشور اپنی خداداد عقل سے سوچ کر دنیا کے سامنے ان کی بہتری کے لیے ایک نظریہ یا قانون پیش کر سکتا ہے۔ جو اس پر عمل کرے۔ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن دنیا مجبور نہیں کہ اس نظریہ کو قبول کرے۔ بلکہ وہ حکیم یا دانشور خود بھی اس پر عمل نہ کرے۔ تو کوئی اسے مجبور نہیں کر سکتا۔ نہ ہی اس کے سر پر یہ ذمہ داری ڈالی جاتی ہے کہ وہ دنیا کو اس نظریہ پر چلنے کی دعوت دے۔ لیکن پیغمبر کا مقام اس سے مختلف ہے۔ وہ دنیا کو جو کچھ دیتا ہے۔ سب سے پہلے خود اس پر عمل کرتا ہے اور حسب ارشاد خداوندی **يُذَكِّرُ كَلِمَةً** (الجمہ) اپنے رفقاء میں ایسے معاشرہ کی بنیاد رکھتا ہے۔ جو عملاً اس کی پاکیزگی کی پابندی کرنے میں وہ ان کی سیرتوں پر احتساب کی نگاہ ڈالتا ہے۔ اپنا اسوہ اسی طریق پر پیش فرماتا ہے۔ کہ وہ اس کی پیروی اور اتباع کریں اور اپنے نفوس کو پاک کریں۔ پیغمبر کا وظیفہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے اتباع میں پاکیزہ سیرت پیدا کرے۔ اس کے گرد و پیش لیے لوگ جمع ہوں۔ جو حال اور مستقبل کے لیے ایک نمونے کا کام دیں۔ معلوم ہے کہ یہ ایک فلاسفر یا حکیم کا وظیفہ نہیں۔

ظاہر ہے کہ پیغمبر کی سنت کو اگر واجب الاتباع نہ سمجھا جائے۔ حکماً اسے لازم نہ کہا جائے۔ تو نہ سیرت بنتی ہے۔ نہ معاشرہ تعمیر ہوتا ہے نہ مذہب کی کوئی عملی صورت پیش آتی ہے۔ نہ ہی پیغمبر کے مقام کو عملاً ایک دانشور اور فلاسفر سے کوئی امتیاز حاصل ہوتا ہے۔

یہ سنت اور معمولات نبوی احادیث کا ماخذ ہیں۔ اور ان کے وفات سے آنحضرت کے اقوال و افعال اور سنت کو اخذ کیا جاسکتا ہے آنحضرت کے سکوت اور اجتہادات کو بھی ہی مقام اور اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے آئمہ حدیث نے اپنی مصطلحات میں سنت اور حدیث کے امتیاز کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ وہ ان دونوں لفظوں کا استعمال تراءف اور ہم معنی طور پر بھی فرماتے ہیں۔ اور الگ الگ بھی مگر جہاں تک بحیثیت اور وجوب اتباع کا تعلق ہے۔ وہ حدیث اور سنت کو برابر سمجھتے ہیں۔

۶۔ قرآن مجید آنحضرت پر نازل ہوتا تھا۔ صحابہ سنتے پڑھتے۔ یاد کرتے تھے۔ بقدر ضرورت لکھتے تھے۔ اور آنحضرت کی طرف رجوع فرماتے۔ اور مشکل مقامات کو سمجھتے۔ لیکن احادیث کے وفات میں کہیں یہ پتہ نہیں ملتا۔ کہ صحابہ میں سے کسی نے آنحضرت سے کبھی یہ حوالہ دریافت فرمایا۔ ہو کہ آپ کے یہ ارشادات قرآن کی کون سی آیت سے ماخوذ ہیں۔ بلکہ آنحضرت کے ارشادات ان کی سیرت طیبہ اور پاکیزہ افعال اور کسی کام پر آپ کی خاموشی کو وہ لوگ اسی احترام سے سنتے اور قبول کرتے تھے۔ جس احترام سے قرآن حکیم کو سنتے۔

اور مانتے تھے تاریخ اسلام میں بھی اس قسم کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔ جس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کا مطالبہ کیا گیا ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت کے ارشادات اور اعمال کی اس وقت آپ کے رفقاء پر کیا اہمیت تھی یہ یقیناً وہ اسے حجت سمجھتے تھے۔ اپنے اختلافات میں اس سے استدلال کرتے تھے۔

۳۔ صحابہ میں بعض کا یہ ذوق ضرور تھا کہ سنت کے ماخذ کا از خود قرآن مجید سے خیال رکھتے تھے۔ اس سے اس وحدت کی تائید ہوتی تھی۔ جو آنحضرت کی تعلیمات کو ارشادات ربانی سے تھی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَّحْيٌ وَّيُوحِي دَلْجَمَ مَنْ لِيُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ سے بھی اسی حقیقت کا اظہار مقصود ہے۔ یہ ذوق حضرت ابوہریرہ حضرت

عبداللہ بن عباس میں زیادہ نمایاں تھا۔ سنت سے بالاتفاق استدلال اور اس پر اعتمادیہ تمام صحابہ میں مشترک ہے۔

سنت اور حدیث۔ ائمہ حدیث تو اکثر سنت اور حدیث کو مراد استعمال فرماتے۔ فقہاء حنفیہ اور بعض ائمہ حدیث بھی حدیث کا اطلاق آنحضرت کے اقوال پر فرماتے ہیں۔ اور سنت آنحضرت کے اعمال پر لیکن اس وقت بعض مکتبہ دار حضرات نے ایک تیسری اصطلاح

ایجاد فرمائی ہے وہ سنت کا لفظ ان اعمال پر بولتے ہیں۔ جو متواتر اور متواتر طور پر امت میں رائج ہوں۔ اس تعریف کے مطابق سنت کا دائرہ تنگ ہو جاتا ہے۔ اسے اگر سنت نہ کہا جائے۔ تو ان اعمال کی اہمیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ شریعت میں ثبوت کے بعد تواتر اور تواتر سے خود ہی ایسی اہمیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے عمل میں قوت اور استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اس گروہ نے تو شرعاً ثبوت

کی ضرورت بھی نہیں سمجھی۔ مگر اس قید کی ضرورت یہی ہے کیونکہ بدعات بھی کافی اور عام ہیں۔ ان پر صدیاں گندہ جی ہیں عام لوگ انکی فرائض اور سنن سے بھی زیادہ پابندی کرتے ہیں۔ مگر یہ محض رواج ہے تاہم ان حضرات کی تعریف کے مطابق یہ سب سنن ہوں گی۔ مگر معلوم ہے کہ ان مروج امور سے اگر بدعات کو خارج کر دیا جائے۔ تو نماز کے اذکار و وضو کے فرائض روزہ کے بعض احوال

وغیرہ چند اعمال کے سوا تمام اعمال نبوی سنت سے خارج ہو جائیں گے۔ اور سنت اور مستحبات متروک قرار پائیں گے۔ رمضان کے علاوہ نقل روزے۔ اسی تعریف کے مطابق سنت سے نکل جائیں گے۔

اسلام کی وسعت۔ قرآن حکیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی ہیں۔ اسلام صرف مدارس اور مساجد تک محدود نہیں۔ بلکہ ایوان حکومت سے مساجد اور معاہدہ کی چٹائیوں تک اس کی ہدایات موجود ہیں۔ آنحضرت کی راہنمائی

سے ہی اسلام زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی ہوا۔ تجارت معیشت سیاست تمدن اخلاق جہاد و حرب سب پر اسلام کا احسان ہے۔ اور یہ تمام گوشے سنت کی راہنمائی سے معور ہیں۔ اگر سنت کے مفہوم میں یہ انقباض گوارا کر لیا جائے۔ تو یہ تمام گوشے اسلام کی راہنمائی

سے محروم ہو جائیں گے۔ قرآن کے حکم میں دشواریاں رونما ہوں گی مجتہدین کے ہاتھ میں قرآن عزیز ایک کھیل ہو کر رہ جائے گا۔ منکرین حدیث کی تفاسیر ایک نظر دیکھئے۔ وہ بے چارے کس قدر پریشاں ہیں۔ ہر جہت و دلی کوڑی لاتا ہے۔ اس کے لینے اسکے

رفیق اعتراضات کی بوجھاؤ کرتے ہیں۔ اجتہاد کی ساری کوششیں وہیں واپس ہو جاتی ہیں۔ جہاں سے وہ ظاہر ہوتی تھیں۔ گذشتہ چند سال کے عرصہ میں ان بے چاروں نے قرآن کی تفسیر و تشریح میں نبوت کی راہنمائی سے مستغنی ہو کر کافی محنت کی۔ مگر اس

وقت تک اس کا تلبیہ بجز پریشانی کچھ بھی برآمد نہیں ہوا۔ یہ حضرات خود بھی کسی متین راستہ پر متفق نہیں ہو سکے۔ نماز اب تک سچ میں نہیں آئی زکوٰۃ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا رمضان المبارک ہنوز محل نزاع ہے۔ سچ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ طواف کی حقیقت نہیں کھلی حجر اسود اور سیاہ پتھروں کا وہ تاریخی مکان جسے بیت اللہ کہا جاتا ہے۔ ان حضرات کی سمجھ میں نہیں آ سکا۔ حقیقت پستانہ طود پر ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود یہ حضرات مطمئن نہیں ہو سکے۔ اس لیے سنت کے متعلق سابقہ اصطلاح کی تبدیلی اس کے مفہوم میں نیگی اور انقباض اسلام کی وسعت کے لیے محض پریشانی کا موجب ہوا۔

اس انقباض میں وسعت کی کوشش۔ محض قرآن عزیز پر انحصار اور سنت کے مفہوم میں اسی انقباض سے جو وقت پیدا ہوئی۔ اس سے یہ حضرات بھی بے خبر نہیں۔ ادھر یہ احساس روز بروز برٹھ رہا ہے۔ چنانچہ ”ادارہ ثقافت اسلامیہ“ کے ایک بہت بڑے ستون نے روزنامہ امر روز (۸) مارچ ۱۹۵۸ء میں ایک مضمون لکھا۔ جس کا عنوان تھا: ”دائرہ اجتہاد کی وسعتیں“ اس کے بعد چند اہمیتا سے پر غور فرمائیے۔ فرماتے ہیں: ”لہذا اگر ہم کہیں۔ کہ گیسوٹے۔ قدرت کبھی انسانی ذوق جمال و آرائش کی منت پذیر یوں سے آزاد نہیں ہوا تو زورہ بھر مبالغہ نہیں۔ مذہب یہی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں۔ یہاں بھی فیضان وحی اور الہام کے ساتھ انسان کی تعبیر و ترجمانی نے اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اس اقتباس سے مضمون نگار یہ ظاہر فرمانا چاہتے ہیں کہ انسان کی ترجمانی اور تعبیر کا فیضان وحی والہام کے بالکل مساوی ہے۔ وحی والہام کی راہنمائی پر ادارہ ثقافت کا یہ ترجمان مطمئن نہیں بلکہ علم کے یہ دونوں سرچشمے برابر کی اہمیت رکھتے ہیں۔“

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اسلامی نقطہ نظر سے وحی والہام کے یہ معنی قطعی انساب نہیں۔ کہ فکر و اجتہاد کی تلگ و تاز پر یا بنیادیں عاید کر دی گئی ہیں۔ یا یہ کہ علم و ادراک کے ان دوسرے چشموں میں کوئی حقیقی منافات پائی جاتی ہے۔ اس اقتباس میں یہ ظاہر فرمایا گیا ہے کہ کتاب و سنت یا وحی والہام کو حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ کسی مرحلہ پر نظر و اجتہاد کی راہ روک کر کھڑے ہو سکیں بلکہ اجتہادوں کے سمندر جب طغیانی پر آئیں۔ تو وحی والہام کو ان کی راہ سے ہٹ جانا چاہیے۔ اور ان طغیانوں کے لیے راستہ صاف کر دینا چاہیے۔

## الفصل الأول

۱۳۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَعْدَ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

### پہلی فصل

۱۳۳۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز پیدا کرے۔ جو اس میں نہیں۔ تو وہ مردود ہے

(بخاری مسلم)

۱۳۴۔ جابرؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللہ کی تعریف کے بعد سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب ہے۔ اور بہترین طریقہ آنحضرتؐ کا طریقہ ہے۔ اور بدعت سب سے برا کام ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مسلم)

۱۔ اس حدیث سے بدعت کی تعریف معلوم ہوتی ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دین میں کوئی نئی چیز پیدا کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ دنیا کے معاملات اور معلومات میں جو روز بروز اضافہ ہوتا ہے یہ اس میں شامل نہیں کیونکہ یہ چیزیں امر دین سے نہیں ہیں لباس، خوراک، عادات میں روز بروز نئی چیزوں کا اضافہ ہوتا ہے اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن دین اور اجر چھوڑ کر جو چیز پہلے اسلام میں نہیں آگے بحالی جائے تو وہ بدعت ہوگی مالیس صنف کا یہ مطلب ہے کہ اسلامی روایات میں اس کی سند ملے نہ لفظاً نہ استنباط کے طور پر صحابہ کے اعمال چونکہ آنحضرتؐ کی روش اور عادت سے ماخوذ ہیں اس لیے گو وہ بعراحت سنت میں شامل نہیں تو بھی سنت صحابہؓ سمجھ کر ان پر عمل درست ہوگا اور اگر سنت نبویؐ سے متعارض نہ ہوں تو وہ درست ہی ہوں گے انہیں بدعت کہنا غلط ہے بدعت کی تعریف کے لیے موافقات اور اعتصام شاطبی اور سید شاہ شہید کی کتاب الفیاح الحق کی طرف

رجوع کریں۔ (اسما)

۲۔ بدعتی کی عزت نہ کرنی چاہئے؛۔ اس حدیث کو ابو داؤد، ابن ماجہ، ابویعلیٰ، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور سنت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل اور تقریر مراد ہے۔ تقریر کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن اس سے منع نہ فرمایا۔ نئی بات سے مراد یہ ہے کہ کتاب و سنت میں اس کے لیے کوئی سند نہ ہو۔ ظاہر سند ہو یا نفع۔ لفظ ہو یا استنباطی۔ ایسی چیز خود بھی مردود ہے اور ایسی چیز کا پیدا کرنے والا بھی مردود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو آدمی بدعتی آدمی کو جگہ دے۔ پناہ دے یا اس کی عزت کرے اس نے اسلام کو گرانے پر مدد دی۔ (رحمۃ الہدایہ)

۳۔ شریعت میں بدعت حسنہ کوئی چیز نہیں؛۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اصحاب کا (باتی پر صفحہ آئندہ)

۱۳۵:- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَيَّ ثَلَاثَةٌ مُخَلَّدُونَ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطْلَبٌ دِمَامِي مُسِيئِي بَعْدِي حَقَّ لِي هَرِيْقٌ دَمَهُ دَوَاةُ الْبُخَارِيِّ.

۱۳۵- ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا اللہ کے نزدیک تین آدمی سب سے زیادہ قابل نفرت ہیں۔ ۱۔ حرم مکہ میں بے نی کرنے والا ۲۔ اور اسلام میں کفر کے راہیں تلاش کرنے والا ۳۔ اور مومن کا ناسحق خون کرنے والا۔ (بخاری)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ترجمہ ہے اس کے بعد یا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا۔ حمد و ثنا کے بعد۔ بدعت کے معنی نیا کام یا نئی چیز۔ اس لحاظ سے ہر نئی چیز بدعت ہے۔ یہاں یہ بدعت مراد نہیں ہے۔ بلکہ شرعی بدعت مراد ہے۔ بدعت شرعی وہ ہے کہ جس کے لیے شریعت میں کوئی سند نہ ہو۔ نہ جلی نہ خفی۔ ایسی ہر بدعت گمراہی ہے۔ بعض لوگوں نے بدعت کی دو قسمیں بیان کی ہیں ایک بدعت حسنہ اور دوسری بدعت سیئہ۔ بدعت حسنہ اس کو کہا ہے جس کے لیے شریعت میں سند نہ ہو لیکن موجودہ صورت میں اس کی شکل قرن اول میں نہ ہو۔ مثلاً حضرت عمر کا تراویح کی جماعت کو بدعت حسنہ کہنا۔ حقیقت میں یہ سرے سے بدعت ہے ہی نہیں۔ کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی نماز پڑھی۔ جماعت کرائی۔ صرف اتنا فرق ہوا کہ حضرت عمر نے بالاتزام کا انتظام کر دیا۔ یہ بدعت نہیں ہے اس پر بدعت کا لفظ لغوی طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ حقیقی شرعی بدعت وہی ہے جس کے لیے شریعت میں کوئی سند نہ ہو۔ یہ بہر حال گمراہی ہے اس میں حسنہ اور سیئہ کی تفریق نہیں ہے۔ (رحمۃ المہدآء)

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

۱۔ بدعتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیوں مردود ہے :- حرم میں الحاد کے ارادہ پر بھی سزا ہے۔ حرم سے باہر صرف ارادہ پر سزا نہیں ہے۔ اسلام میں جاہلیت کا طریقہ چاہئے اس سے مراد بدعتی ہے کہ جس چیز کو چھوڑ دینے کا اسلام نے حکم دیا ہے وہ اس کی اشاعت چاہتا ہے تو اس میں بدعات کا پیداکرنا بھی شامل ہے اور اسی مناسبت سے صاحب مشکوٰۃ اس حدیث کو اس باب میں لائے ہیں۔ جانتا چاہئے کہ بدعت شریعت کی نگاہ میں اتنی بُری اس لیے ہے کہ بدعتی آدمی جب کوئی بدعت پیدا کر کے اس کو دین کا جزو بنا دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دین میں پہلے اتنی کمی تھی جو اب میں نے پوری کر دی ہے یعنی یہ ایک ایسی بات تھی جس کا خیال نہ تو خدا تعالیٰ کو آیا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اب میں اس کمی کو پورا کر رہا ہوں۔ اولاً تو یہ الزام ایک بدترین الزام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے آج کے دن تمہارا دین مکمل کر دیا اور بدعتی کتاب ہے کہ یہ غلط ہے دین کب مکمل ہوا تھا اس میں تو یہ کسر رہ گئی تھی جو میں اب پوری کر رہا ہوں۔ دوسری یہ بات بھی خود آج بھی سمجھ میں آجاتی ہے کہ بدعتی کا طرز عمل یہ بتاتا ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کو حق ہے کہ کچھ ادا کرنا ہی مقرر کرے یا جس طرح رسول کو حق ہے کہ بعض چیزوں کو حلال یا حرام کرے ویسے ہی مجھے بھی حق ہے کہ دین کے نام سے ادا کرنا ہی جاری کروں اور حرام و حلال کی حدیں مقرر کروں۔ -



۱۳۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قِيلَ وَمَنْ أَبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۳۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَتْ مَلَايِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالُوا إِنَّ إِصْحَابَكُمْ هَذَا أَمْثَلُ فَاضِدُّوَالَهُمْ مَثَلًا قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ

۱۳۶۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی۔ لیکن جس نے انکار کیا۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا آپ سے دریافت کیا گیا۔ انکار کرنے والا کون ہے۔ فرمایا۔ جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اس نے انکار کیا۔ بخاری۔

۱۳۷۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ کچھ فرشتے آنحضرت کے پاس آئے۔ اور آپ سو رہے تھے۔ انہوں نے کہا۔ تمہارے اس ساتھی (آنحضرت صلعم) کی ایک مثال ہے۔ اسکے پاس اسے بیان کرو۔ بعض نے کہا وہ تو سو رہے ہیں۔ بعض نے کہا۔ آنکھیں تو واقفی (آنحضرت صلعم) کی اطاعت جنت کی ضامن ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے اور اس کا ایک شاہد بطرانی میں بھی ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور جہنم کا دار و مدار اپنی فرمانبرداری اور نافرمانی پر رکھا ہے۔ یعنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہے وہ جنتی ہے اور جو ان کا نافرمان ہے وہ جہنمی ہے تو

اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور آپ کی نافرمانی عین اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی فرمایا وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی در سورہ نجم میں فرمایا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (رسول اپنی مرضی سے بولتا ہی نہیں وہ جو کچھ بولتا ہے وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی وحی ہوتی ہے) اور نافرمانی کے متعلق فرمایا وَمَنْ يُعِصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَدْ ضَلَّ صُلًّا كَثِيرًا (اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ صاف صاف گمراہ ہو گیا۔) اور واقفی گمراہی کا نتیجہ جہنم ہے۔

اس حدیث میں ایک مخفی اور پوشیدہ سی خوشخبری بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نافرمانی کرنے والوں کو اپنی امت سے خارج نہیں کیا ان کو امت ہی میں شمار کیا ہے۔ اور گنہگار مومن سے جو جنت کی نفی کی ہے وہ مطلقاً نفی نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ ابتدا ہی سے جنت میں نہ جائیں گے بلکہ اپنے گناہوں کی سزا کر پھر جنت میں جائیں گے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا وہ ضرور جنت میں جائے گا) تو اس حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ وہ آدمی کسی نہ کسی وقت ضرور جنت میں داخل ہو جائے گا۔ یعنی اپنے گناہوں کی سزا یا کر آخر میں ضرور جنت میں چلا جائے گا۔

نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْطَانُ فَقَالُوا مِثْلَهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَادَّةً وَبَعَثَ ذَاعِيًا  
فَمَنْ أَجَابَ الذَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَآكَلَ مِنَ الْمَادَّةِ وَمَنْ تَمَرَّ بِجِبِّ الذَّاعِيَ كَرِيْدًا خَلَّ  
الذَّارَ وَكَمْ يَأْكُلُ مِنَ الْمَادَّةِ فَقَالُوا أَوْ تُوْهَالَهُ يُفْتَقَهُمْ هَا قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ  
بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْطَانُ فَقَالُوا الدَّارُ الْجَنَّةُ وَالذَّاعِيَ مُحَمَّدًا فَمَنْ  
أَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمُحَمَّدًا فَرَّقَ بَيْنَ  
الذَّاعِي وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۳۸۔ وَعَنْ أَنَسِ قَالَ جَاءَتْ ثَلَاثَةٌ رَهْطًا إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَ  
عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوا بِهَا كَانَتْهُمْ نِقَالُوهَا فَقَالُوا أَيْنَ نَحْنُ  
مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَفَرَ اللَّهُ لَنَا مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ  
أَمَّا أَنَا فَاصْلَى اللَّيْلِ أَبَدًا وَقَالَ الْآخَرُ أَنَا صَوْمُ النَّهَارِ أَبَدًا وَلَا أَفْطِرُ وَقَالَ الْآخَرُ أَنَا

سوتی ہیں۔ لیکن دل بیدار ہے۔ پھر انہوں نے کہا۔ انکی مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی نے مکان بنایا۔ اور اس میں ایک دعوت کی۔  
اور ایک بلانے والا بھیجا۔ جس نے بلانے والے کی بات مان لی۔ وہ مکان میں داخل ہوگا۔ دعوت میں شامل ہو کر کھا یگا۔ جس نے  
داعی کی بات نہ مانی۔ نہ مکان میں داخل ہوا۔ نہ ہی کھا تا کھایا۔ پھر فرشتوں نے کہا۔ اس کا مطلب بیان کرو۔ تاکہ حضرت سمجھ جائیں  
بعض نے کہا۔ وہ تو سو رہے ہیں۔ بعض نے کہا آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے۔ پھر کہا۔ گھر سے مراد جنت ہے۔ داعی آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جس نے آنحضرت کی اطاعت کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جس نے آنحضرت کی نافرمانی کی اس  
نے اللہ کی نافرمانی کی۔ آنحضرت (پسے اور بھوٹے) لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں۔ (بخاری)

۱۳۸۔ حضرت انس سے مروی ہے تین آدمی ازواج مطہرات کے پاس آئے۔ اور آنحضرت کی عبادت کے متعلق پوچھا۔ جب  
انہیں بتایا گیا۔ تو گویا انہوں نے اسے بہت کم سمجھا۔ انہوں نے کہا۔ ہمارا آنحضرت سے کیا مقابلہ ہے۔ آنحضرت کو اللہ تعالیٰ نے  
پہلی اور پچھلی ساری نعمتیں معاف فرمائیں۔ ایک نے ان سے کہا میں ہمیشہ عبادت کو نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا۔ میں ہمیشہ  
دن کو روزہ رکھوں گا۔ اور کبھی افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا۔ میں عورتوں سے بالکل الگ رہوں گا۔ اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔

۱۔ آنحضرت کی آنکھ سوتی اور دل جاگتا ہے۔ اس باب میں امام احمد اور ترمذی، ابن خزیمہ اور طبرانی نے بھی روایات بیان کی  
ہیں۔ یہ آنے والے حضرت جبرئیل اور میکائیل تھے۔ اور یہ جو فرمایا کہ آنحضرت کی ”آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے“ یہ ہر وقت کی کیفیت نہ ہوتی  
تھی ورنہ لیلۃ القدر میں اگر دل جاگتا ہوتا تو نماز قضا نہ ہوتی وقت پر اٹھ کر پڑھتے۔ گھر سے مراد جنت ہے کھانے سے مراد جنت کی نعمتیں  
اور محمد فرق کر نہ لے ہیں کافر اور مومن میں۔ میطیع اور عاصی میں۔ حق اور باطل میں۔ کفر اور ایمان میں۔ توحید اور شرک میں وغیرہ وغیرہ۔

أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمْ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتَقَاكُمْ لِمَا بَيْنِي وَأَصْرُومِي وَأُفْطِرُوا وَأَصَلَّتِي وَأَرْفَدُوا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنِّي فَيَسْئَلُ مِنِّي مُتَّفِقٌ عَلَيْكَ -

۱۳۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَحَّصَ فِيهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ تَوْمًا فَلَمَّا ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ وَأَشَدَّهُمْ حَشَبَةً مُتَّفِقٌ عَلَيْكَ -

آنحضرت نے جب یہ سنا تو ان کے پاس آئے۔ فرمایا تم لوگوں نے ایسے ایسے کہا ہے۔ خبردار یقین جانو۔ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہوں۔ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں۔ اور افطار بھی کرتا ہوں۔ رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں۔ اور سوتا بھی ہوں۔ اور بیویوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو شخص میری سنت سے نفرت کرے۔ وہ میرے ساتھیوں سے نہیں ہے۔ (بخاری مسلم)

۱۴۰۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کام کیے۔ اور ان کے متعلق اجازت فرمائی۔ بعض لوگوں نے ان سے پرہیز کیا۔ آنحضرت کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے غصہ دیا۔ اور اللہ کی حمد فرمائی۔ پھر فرمایا۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اس کام سے پرہیز کرتے ہیں۔ جسے میں کرتا ہوں۔ خدا کی قسم اللہ کی مرضی کو ان سے زیادہ جانتا ہوں۔ اور مجھے ان کی بہ نسبت خدا کا زیادہ ڈر ہے۔ (بخاری مسلم)

۱۴۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی کام بظاہر کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو اعتقاد اس کی ظاہری شکل پر نہ ہوگا بلکہ ضرورت یہ ہے کہ سنت سے اس کا ثبوت ملے ورنہ بظاہر کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو اس کی اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں نماز روزہ۔ تہہ کس قدر اچھے اعمال ہیں مگر ان میں غلو کر کے جب ان کو ایسی شکل دیدی گئی جو سنت میں ثابت نہیں تو انہیں رد کر دیا گیا (اسم)

۱۵۔ مستون امور میں افراط و تفریط گناہ کبیرہ ہے۔۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ زحط تین سے لیکر دس تک مردوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ یہ عین آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن رواحہ تھے رضی اللہ عنہم۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب نیکی میں بھی افراط و تفریط ہو جائے تو وہ بھی ناپسندیدہ ہے۔ اگر یہ عقیدہ ہو کہ میرا عمل راجح ہے اور سنت کا کام مرجوح ہے تو اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو کافر نہ ہوگا اسے تارک سنت کہیں گے۔

۱۶۔ جو کام آنحضرت کریں اس سے پرہیز کرنا گناہ کبیرہ ہے۔۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ آنحضرت نے جو کام کیا اور جسے بعض لوگوں نے تقویٰ کے خلاف سمجھا وہ سفر میں روزہ افطار کرنا اور روزہ میں بیوی کا بوسہ لینا تھا۔ جس کام کی آنحضرت نے رخصت دی (باقی پر صفحہ آئندہ)

۴۰۔ اِبْنُ رَافِعِ بْنِ خَدَّاجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَأْتُونَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُونَ قَالُوا كُنَّا نَصْنَعُهُ قَالَ لَعَلَّكُمْ تَوَسَّرْتُمْ تَفْعَلُوا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوهُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۱۔ وَعَنْ ابْنِ مَوْسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ بَعْتَنِي اللَّهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْحَيْثُ بِعَيْتِي وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعَرِيَانُ فَالْتَجَاءُ

۱۲۰۔ رافع بن خدیج نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو وہ لوگ کھجوروں کی تابیر درخت کی تمام شانوں کو کاٹ دینا کرتے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم لوگ کیا کرتے ہو۔ لوگوں نے جواب دیا۔ ہم ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں فرمایا شاگرد تم ایسا نہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہو۔ لوگوں نے تابیر کرنا چھوڑ دیا۔ تو ان کا پھل کم ہو گیا۔ تو صحابہ نے آنحضرت سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا میں انسان ہوں۔ جب میں تم کو کسی دین کی بات کا حکم کروں۔ تو اسے لے لو۔ اور جب میں تم کو اپنی رائے سے حکم کروں۔ تو صرف انسان ہوں۔ (مسلم)

۱۲۱۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اور اس چیز کی مثال جسے مجھے دیکر بھیجا گیا ہے ایسی ہے جیسے کوئی آدمی کسی قوم کے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے قوم۔ میں نے ایک لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور میں کھلا نذیر ہوں۔ اس لیے تم بچ جاؤ۔ ایک گروہ دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہو اس سے پرہیز کرنا کیونکہ گناہ ہے اس لیے کہ وہ جتنا ہے کہ جو کام میں کر رہا ہوں اس میں آنحضرت کے عمل کی نسبت زیادہ تقویٰ ہے بعض نے اس کو کفر کہا ہے (فتح)

(حاشیہ صفحہ ۲۱۴)

۱۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت کی اطاعت صرف دینی امور میں واجب ہے دینی امور میں واجب نہیں ہے دینی امور اپنے عرت اور صوابدہ کے مطابق فیصل ہونگے ایسے معاملات میں آنحضرت کے ارشادات کی حیثیت صرف مشورہ کی ہے اسکی پابندی ضروری نہیں۔ اور نہ ہی اسکا خلاف معصیت

ہے۔ دنیا کے معاملات میں اگر آنحضرت کوئی صریح حکم دیدیں تو اس کی پابندی ضروری ہی ہوگی وہ اس اجازت سے مستثنیٰ ہوگا۔ ام  
۲۔ دنیاوی علوم کا نہ ہونا علوشان کے منافی نہیں ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ کھجوریں نر اور مادہ ہیں عربی لوگ نر کھجور کا گام مادہ کھجور پر ڈالتے آپ نے سوچا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہے گا وہ ہو ہی جائے گا۔ اس عمل کی ضرورت نہیں۔ تجربہ نے بتایا کہ عالم اسباب میں اس کی تاثیر ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ دینی امور میں نبی کے اجتہاد میں بھی غلطی کا امکان ہوتا ہے۔ اگر وحی سے آپ حکم کچھ نہ فرماتے تو صحابہ اس میں مشورہ بھی دیتے اور بعض دفعہ اختیار کی صورت میں انکار بھی کر لیتے۔ بدر میں جنگ کے میدان کے انتخاب میں صحابہ بن مؤذر نے آپ کی رائے کے خلاف مشورہ دیا اور آپ نے اس کو صحیح سمجھ کر قبول فرمایا۔ حضرت براء نے کو جب نکاح کا اختیار دیا گیا تو اس نے آپ کے مشورہ سے انکار کر دیا۔

النَّجَاءَ فَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَادَّجَوْا فَانطَلَقُوا عَلٰی مَهْلِكِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ  
فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَيَّرَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَأَجْتَا حُرَّهُمْ فَذَلِكَ مِثْلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبِعْ  
مَا جِئْتُ بِهِ وَمِثْلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ مُتَّفِقٌ عَلَيْهٖ -

۱۲۲:۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلِي كَمِثْلِ رَجُلٍ  
اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَّاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَنْفَعُ فِي النَّارِ  
يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يُحْجِزُهُنَّ وَيَخْلِبُنَّهُ فَيَنْتَفِخْنَ فِيهَا فَأَنَا إِخْدَانٌ يُحْجِزُكُمْ عَنِ النَّارِ وَأَنْتُمْ  
تَقَحَّمُونَ فِيهَا هَذِهِ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ وَليْسَمِ نَحْوَهَا وَقَالَ فِي أُخْرَاهَا قَالَ فَذَلِكَ مِثْلِي وَ  
مِثْلُكُمْ أَنَا إِخْدَانٌ يُحْجِزُكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْدِبُونِي تَقَحَّمُونَ  
فِيهَا مُتَّفِقٌ عَلَيْهٖ -

نے قوم میں سے اس کی بات قبول کر لی۔ اور منہ اند میرے آرام سے چلے گئے۔ انہوں نے نجات پائی۔ ایک گروہ نے اسے  
بھٹلایا۔ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہے۔ صبح ہوئی لشکر نے حملہ کر دیا۔ ان کو ہلاک اور برباد کر دیا۔ یہ اس کی مثال ہے۔ جس نے میری  
بات مان لی۔ اور جو کچھ میں لایا ہوں۔ اس کی پیروی کی۔ اور اس کی مثال جس نے میری نافرمانی کی۔ اور جو کچھ میں لایا ہوں۔ اس کو  
بھٹلایا۔ بخاری مسلم۔

۱۲۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میری مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی نے آگ جلائی۔ جب اس کا گرد و  
پیش روشن ہو گیا۔ تو پروانے اس میں گرنے شروع ہوئے۔ اور وہ آدمی انہیں روکنے لگا۔ اور وہ اس پر غالب ہونے لگے۔ اور  
بزور گرنے لگے۔ میں تمہیں کمر سے پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچاتا ہوں۔ اور تم بزور اس میں گر رہے ہو۔ (بخاری) مسلم میں بھی ہے اس  
کے آخر میں فرمایا۔ میری اور تمہاری مثال یہ ہے۔ کہ میں تمہیں کمر سے پکڑتا ہوں کہ آگ سے ہٹ جاؤ مگر تم بزور اس میں داخل  
ہوتے ہو۔ (بخاری مسلم)

۱۳۔ دعوت نبوی کی ایک مثال :- اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ننگا ڈرانے والے کا مطلب یہ ہے کہ کھلا کھلا ڈرانے  
والا۔ عرب لوگ جب اپنی قوم کو کسی خوفناک شکیبیا دشمن سے خیردار کرنا چاہتے تھے تو اپنے کپڑے اتار کر ننگے ہو جاتے اور کپڑے ہلا کر قوم کو  
آگاہ کرتے جاتے پیختے جاتے۔ اس کے بعد یہ مثال بن گئی۔

۱۴۔ دعوت نبوت کی دوسری مثال :- اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ جس طرح آگ پر پتنگے گرتے  
ہیں اسی طرح دوزخ میں انسان گرنے لگے تو آنحضرت تشریف لائے۔ آپ نے لوگوں کو دوزخ سے بچایا مطلب یہ ہے کہ پوری کوشش  
کر کے ان کو بچانے کی فکر کر رہے ہیں :-

۱۲۳۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ فَبَكَتِ الْمَاءَ فَأَبْتَتِ الْكَلَاؤُ وَالْعُشْبُ الْكَثِيرُ وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبٌ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَذَقَ اللَّهُ بِهَا النَّاسُ فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَرَعَوْا وَأَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةٌ أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قَيْعَانٌ لَا تَمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَاءً فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ ذُقَ فِي دِينِ اللَّهِ وَنَفَعَهُ بِمَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَذُقْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ أَذَى أُرْسِلْتُ بِهِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَلَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَذَا الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ وَقُرْآنٌ إِلَى وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا سَأَلْتِ عَنَّا مُسْلِمًا رَأَيْتَهُ الَّذِي يَبْتَغُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ

۱۲۳۔ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے جو یہ آیت اور علم و دیکر مبعوث فرمایا۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے بہت بڑی بارش زمین پر برسی۔ زمین کے بعض ٹکڑے بہت عمدہ تھے۔ اس نے پانی کو قبول کیا۔ اس سے بہت سی گھاس اور سبزیاں پیدا ہوئیں۔ اور بعض ٹکڑے سخت تھے۔ جن میں پانی جمع ہو گیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو فائدہ پہنچایا لوگوں نے برباد کیا۔ کھیتی باڑی کی ایک دوسرے ٹکڑے کو بھی یہ بارش پہنچی۔ یہ چٹیل میدان تھا۔ نہ اس نے پانی روکا۔ نہ گھاس پیدا ہوئی یہ اس کی مثال ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ بیداری اور اسے میری بعثت سے فائدہ پہنچا۔ اس نے سیکھا۔ اور سکھایا۔ اور اس کی مثال جس نے اس کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اور اس نے اللہ کی ہدایت کو قبول نہ کیا۔ جو مجھے دے کر بھیجا گیا۔

(بخاری مسلم)

۱۲۴۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی هُوَذَا الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخْرَى مُتَشَابِهَاتٌ لِيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكَلِمَاتُ الْعَرَبِيَّةُ الَّتِي نُنزِلُ بِهَا الْقُرْآنَ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا سَأَلْتِ عَنَّا مُسْلِمًا رَأَيْتَهُ الَّذِي يَبْتَغُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ

اور مسلم کی روایت میں ہے۔ جب تم دیکھو ان لوگوں کو جو تشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں۔ جن کا نام اللہ نے (الہٰی نذیر) لے دوسروں کے کام آنے والے کی تفصیلات۔ اس حدیث کو نوائے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے علامہ کی بہت بڑی تفصیلات ثابت ہوئی۔ عالم کی مثال ہے اچھی زمین کی جس نے بے شمار طرح کے پھل۔ دھنت۔ میوے۔ ترکاریاں۔ سبزیاں اگا رکھی ہیں کہ لوگ اس سے ہر طرح کا فائدہ اٹھا رہے ہیں اور وہ خود بھی فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ عالم بے عمل کی مثال نشیبی زمین کی ہے جس نے پانی روک لیا۔ لوگ آگہاس سے پانی پیتے ہیں۔ جانوروں کو پلاتے ہیں۔ یہ مثال ہے بے عمل عالم کی کہ وہ خود کو کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتا لیکن دنیا اس سے فائدہ اٹھا رہی ہے لوگ مسائل دریافت کرتے ہیں۔ اور چٹیل میدان میں نہ کچھ آتا ہے نہ اس میں پانی ٹھہرتا ہے یہ مثال ہے جاہل بے عمل کی (مترقاہ)

قَالَ لَيْتَكَ الَّذِينَ سَمَّاهُمْ اللَّهُ فَأَحْذَرُوهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۴۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ هَجَرْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَسَمِعَ أَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اِخْتَلَفَا فِي آيَةٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِفُ نِيَّ وَجْهَهُ الْعَصَبُ فَقَالَ إِنَّمَا هَلَاكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاِخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۱۴۶۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَوْ يَحْرَمُ عَلَى النَّاسِ فَحَرَّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْئَلَتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

رکھا ہے۔ ان سے بچو۔ بخاری مسلم۔

۱۴۵۔ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا۔ میں ایک دن صبح سویرے آنحضرت کے پاس گیا۔ آپ نے دو آدمیوں کی آواز سنی۔ وہ ایک آیت میں جھگڑا کر رہے تھے۔ آنحضرت ہمارے پاس آئے۔ اور آپ کے چہرہ مبارک پر غصے کے آثار تھے۔ آپ نے فرمایا۔ تم سے پہلے لوگ اسی سے ہلاک ہوئے۔ کہ اللہ کی کتاب میں اختلاف کرتے تھے۔ مسلم۔

۱۴۶۔ سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مسلمانوں میں وہ آدمی سب سے زیادہ مجرم ہے۔ جس کے سوال کی وجہ سے کوئی حلال چیز حرام ہو گئی۔ بخاری مسلم۔

۱۔ کج رویوں سے بچنا چاہئے :- اس حدیث کو امام احمد، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے قرآن مجید کی آیتیں دو قسم کی ہیں محکم اور متشابہ ان کی تعریف میں مختلف اقوال ہیں اور صحیح یہ ہے کہ حکم آیت وہ ہے جس کے الفاظ کے معانی مختلف اور متعدد نہ ہوں یعنی اس کے معنی واضح ہوں اور اس کی اپنے مفہوم پر دلالت ظاہر ہو خواہ بذات خود یا باعتبار دوسرے قرائن سے اور متشابہ وہ ہے جو اس کے خلاف ہو۔ پھر بعض نے متشابہ صرف حروف مقطعات کو گنا ہے باقی آیات کو حکم کہا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اور بھی بعض آیات متشابہ ہیں۔ متشابہ آیتوں کی پیروی کرنے والوں کا نام اللہ تعالیٰ نے ”کج رویوں“ کی حالت اور مخالفت ناجائز ثابت ہوئی۔ (رحمۃ۔ ابن کثیر)

۲۔ اسلام میں صرف تعمیری اختلاف ہے :- اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ممنوع اختلاف وہ ہے جو شک میں ڈالے اور اگر اظہار حق کے لیے اختلاف ہو تو اس کی ممانعت نہیں ہے وہ تو صحابہ کرام میں بھی تھا اور ائمہ ہدیٰ میں بھی اور آج تک یہ اختلاف چلتا ہی آیا ہے۔

۳۔ الجمانے والے سوالات کرنے منع ہیں :- اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ممنوع سوال وہ ہے کہ شخص تکلف اور سرکشی کے لیے سوال کیا جائے جیسے کہ نبی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے گائے کے متعلق پچے درپے سوالات (راتی بر صفا آئو)

۱۲۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي أَحَدٍ الْمَدَامَانَ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكَ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَيَأْتِكُمْ وَإِيَّاكُمْ لَا يَضِلُّونَكُمْ وَلَا يُفْتِنُونَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۸۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيَفْسِدُ وَنَهَابًا بِالْعَدَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَلِّمُوهُمْ وَقُولُوا أَمَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا الْآيَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۲۹۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ

۱۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ آخر زمانہ میں جھوٹے دجال ہوں گے۔ وہ تم سے ایسی حدیثیں بیان کریں گے۔ جو نہ تم نے سنی نہ تمہارے بزرگوں نے تم ان سے سنیجو۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کر سکیں۔ مسلم۔

۱۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ کہ اہل کتاب تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے۔ اور مسلمانوں کے لیے اسکی تفسیر عربی میں کرتے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اہل کتاب کو نہ سچا کہو۔ نہ جھوٹا۔ اور کہو ہم اللہ پر ایمان لائے۔ اور جو چیز ہم پر اتاری گئی۔ بخاری۔

۱۲۹۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات بیان کرنا

(بقدر حاشیہ صفحہ گذشتہ) کیے تھے۔ اگر کوئی کسی ضرورت کے مطابق یا واقع شدہ صورت کے متعلق وضاحت کے لیے مسئلہ پوچھے تو وہ منع نہیں ہے

بلکہ اس کو اجر ملے گا کہ لوگوں کو اس کے سبب سے ایک مسئلہ کا علم ہو گیا۔ (رحمۃ۔ تمییز) (حاشیہ صفحہ ۲۱۸)

۱۔ رسول اللہ پر افترا کو جائز سمجھنا کفر ہے :- اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں اور امام احمد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کے بیان میں اس کو بیان کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جانتے ہوئے جھوٹ بولنا تو خواہ بیداری کے متعلق ہو یا خواب کے متعلق ہو بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ یہاں تک کہ بعض علماء نے ایسے آدمی کے کفر کا فتویٰ بھی دیا ہے۔ لیکن جہود اس کو فاسق کہتے ہیں کافر نہیں کہتے۔ ہاں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کو جائز اور حلال جانے تو بالاتفاق سب کے نزدیک کافر

ہے۔ (فتح الباری)

۲۔ اہل کتاب کی تصدیق و تکذیب نہ کرو :- اس باب میں احمد۔ ابن ابی شیبہ اور بزار نے بھی حضرت جابر سے حدیث بیان کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے اپنی طرف سے تورات انجیل میں کافی تبدیلی کر دی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ جو کچھ بیان کر رہے ہیں وہ ان کی اپنی تحریف کا حصہ ہو اس لیے ان کو سچا نہ جانو اور تورات چونکہ اصل کتاب ہے ممکن ہے وہ بات صحیح ہی ہو اس لیے ان کو جھوٹا بھی نہ کہو البتہ اخبار مصدقہ اور اخبار امام سابقہ کے متعلق سوال کرنا منع نہیں ہے منع وہ سوال ہے جس میں کوئی نص نہ ہو :-



بِكُلِّ مَا سَمِعَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۰۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي أُمَّتِهِ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لِي فِي أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَاهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَاهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَاهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَكَيْسٌ وَرَأَى ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةَ خَرْدَلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۱۔ وَعَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا إِلَى هُدَايٍ كَانَ لِي مِنْ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَتِي كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ إِثْمِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ إِثْمِهِمْ

شروع کر دے (اسلم)

۱۵۰۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہر نبی کی امت میں حواری ہوتے ہیں۔ اور اس کے ساتھی جو اس کی سنت کو لیتے ہیں۔ اور اس کے حکموں کی اقتدا کرتے ہیں۔ ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو کہتے ہیں۔ کرتے نہیں اور جو کرتے ہیں اس کا ان کو حکم نہیں کیا گیا۔ جو ان کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرے۔ وہ بھی مومن ہے۔ جو زبان سے جہاد کرے۔ وہ بھی مومن ہے اور جو دل سے جہاد کرے۔ وہ بھی مومن ہے۔ اس کے سوا ذرہ برابر کسی کا ایمان نہیں ہے۔ مسلم

۱۵۱۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص ہدایت دے۔ اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔ جس قدر اجرا اس کی پیروی کرنے والے کو ملے گا۔ ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ جو شخص گمراہی کی دعوت دے اس کو اسی قدر گناہ ہوگا۔ جس قدر گناہ اس نے کیا ہے۔ اس میں احتیاط کرنا چاہئے۔ یہ اس حدیث کو حاکم اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ آدی عادتاً پرج اور جھوٹ سب کچھ ہی مستند ہوتا ہے اگر سب کو بیان کرے تو اس میں کئی بھوٹی باتوں کی روایت کر جائے گا۔ اس لیے تحقیق کے بغیر کسی بات کی روایت نہیں کرنی چاہئے۔

۱۵۲۔ اعلیٰ ایمان کی علامت :- ایمان کا سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ برائی کو اپنے ذور اور طاقت سے ختم کر دے اور مصلحت اندیشی کا بالکل خیال نہ کرے۔ حقیقت میں اسلام انہی لوگوں کی مساعی جیلہ سے پھیلا ہے اور عام درجہ یہ ہے کہ نبی عن المنکر اور امر بالمعروف کرے اور سب سے کمزور ایمان یہ ہے کہ ہاتھ اور زبان سے کچھ بھی نہ کرے لیکن دل میں نیکی کی محبت اور برائی کی نفرت موجود ہو اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے اور اگر یہ احساس بھی نہ ہو تو بھوکھو دل مر چکا ہے۔ ایمان بالکل ختم ہو چکا ہے۔

ثَبِّثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَأَ الْإِسْلَامُ عَرَبِيًّا وَسَيَعُودُ

كَمَا بَدَأَ فَطُوبَى لِلْعَرَبِ بَاءً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۳۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْتِيكُمْ إِلَى الْمَدِينَةِ

كَمَا تَأْتِي الْجَنَّةَ إِلَى جَحْرِهَا مُتَّفِقٌ عَلَيْكُمْ وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَاتِ أَبِي هُرَيْرَةَ ذَرُوفِي مَا تَرَكْتُمْ فِي

كِتَابِ الْمَنَاسِكِ وَحَدِيثِي مُعَاوِيَةَ وَجَابِرٍ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي

فِي بَابِ تَوَابٍ هَذِهِ الْأُمَّةُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔

کی پیروی کرنے والے کو ملے گا۔ اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (مسلم)

۱۵۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اسلام ابتدا میں بے پیمان تھا۔ اور عنقریب اسی طرف لوٹے گا بے پیمان

لوگوں کے سببے خوشی ہے۔ کہ اسلام ابتدا میں اور انتہا میں ان کا مہربان احسان ہے۔ (مسلم)

۱۵۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ایمان مدینہ کی طرف اس طرح سکر کر چلا جائیگا۔ جیسے سانپ سکر

کر اپنی سوراخ میں جاتا ہے۔ متفق علیہ۔ عنقریب ابوہریرہؓ کی حدیث ذرو فی ما ترکتمہ کا ذکر کتاب المناسک میں آئے

گا۔ اور معاویہؓ اور جابرؓ کی دو حدیثیں لایزال من امتی اور لایزال طائفتہ من امتی باب ثواب ہذا الامتین

مذکور ہوں گی۔ انشاء اللہ۔

۱۔ نیکی پھیلانے کا ثواب۔ اس حدیث کو احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نیکی

کی ترغیب دینے والے کو بھی نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔ نیکی کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اس کو عمل کرنے کا ثواب

ملے گا اور ترغیب دینے والے کو ترغیب دینے کا۔ ہر حال حدیث میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دی گئی ہے۔

۲۔ غربت سے مراد سفر اور ہجرت ہے ابتدا اسلام میں بھی مسلمانوں کو ہجرت کی ضرورت پڑی اور ہاجرہ ہی اسلام کی سر بلندی کا موجب ہوئے

آخر زمانے میں بھی مصائب اور تکالیف کی وجہ سے ہجرت کی ضرورت محسوس ہوگی اور ان قربانیوں ہی سے اسلام سر بلند ہوگا اس لیے غربت کے

لیے خوشی ہے کہ اول اور آخر انہوں نے اسلام کی خدمت کی اور اسے سہارا دیا۔ (۱۴)

۳۔ اسلام کو غربت سے زیادہ فائدہ پہنچا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ، ترمذی اور طبرانی نے بھی روایت کیا۔ ابن ماجہ نے انس اور طبرانی

نے کبیر میں سلمان اور سہل بن سعد اور ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ابتدا میں مسلمان غریب بھی تھے اور تھوڑے بھی اور

آخر میں بھی یہی حال ہو جائے گا۔ سو وہ لوگ مبارک ہیں جو ایسے حالات میں بھی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر قائم رہیں گے ۱۲

۴۔ حدیث میں پیشگوئی ہے کہ آخر زمانہ میں جب دنیا شر و فساد اور بے دینی و فسق و فجور سے بھر جائے گی۔ سرزمین حجاز میں اسلام (باقی بر صفحہ آئندہ)

## الفصل الثانی

۱۵۴۔ عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ قَالَ أَتَى نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ لِمَ لَتَنَمُّ عَيْنِكَ وَلِمَ تَسْتَمُّ أُذُنَكَ وَيُعْقِلُ قَلْبُكَ قَالَ فَنَامَتْ عَيْنِي وَسِمَّتْ أُذُنَايَ وَعَقَلَ قَلْبِي قَالَ فَقِيلَ لِي سَيِّئًا بَنِي دَامًا فَصَنَعَ فِيهَا مَا دُبَّهَ وَأَرْسَلَ دَاعِيًا فَمَنْ الدَّاعِي دَخَلَ الدَّامًا وَآكَلَ مِنَ الْمَادُبَّةِ وَمَضَى عَنْهُ السَّيِّئُ وَمَنْ كَرِهَ يَجِبُ الدَّاعِي كَرِهَ يَأْكُلُ الدَّامَ وَكَرِهَ يَأْكُلُ مِنَ الْمَادُبَّةِ وَسَخَطَ عَلَيْهِ السَّيِّئُ قَالَ قَالَ اللَّهُ سَيِّئًا وَمُحَمَّدًا الدَّاعِي وَالذَّامَ

## دوسری فصل

۱۵۴۔ ربیعہ جریشی سے مروی ہے کہ ایک آنے والا آپ کے پاس آیا اور کہا آپ کی آنکھیں سوجائیں۔ اور آپ کے کان سنتے رہیں۔ اور دل سمجھتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میری آنکھیں سوجئیں۔ کان سنتے رہے۔ اور دل سمجھنے لگا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے کہا گیا کہ کسی آقا نے مکان بنایا۔ اور اس میں دعوت کی۔ اور ایک بلانے والا بھیجا۔ جس نے داعی کی بات مان لی۔ وہ مکان میں داخل ہوا۔ اور دعوت سے کھایا اور آقا اس سے خوش ہو گیا۔ اور جس نے داعی کی بات قبول نہ کی۔ نہ وہ مکان میں داخل ہوا۔ نہ ہی اسے کھانا ملا۔ اور آقا اس پر ناراض ہوا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ آقا تو اللہ تعالیٰ ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے آثار نمایاں ہوں گے۔ سکونے سے معلوم ہوتا ہے کسی وقت اس زمین میں بھی شرک و فسق و فجور کفر و نفاق کا دور دورہ ہوگا جیسے آج سے چند سال قبل سرزمین مجاز میں شرک اور بدعت ایسی لغتیں مجاز میں موجود تھیں آل سعود کے درود کی وجہ سے شرک کے معاہد میں بہت زیادہ کمی ہوئی۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ کم از کم سرزمین مجاز کو ایک نمونے کا خط بنائیں جہاں سے صحیح اور خالص اسلام کی طرف راہنمائی ہو سکے۔ (اسم)

۱۵۵۔ مَدِينَةُ الرَّسُولِ قِنْتَهَ مِنْ مَحْفُوظٍ رَافِعٍ كَا : - اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ سانپ کے دشمن بہت ہوتے ہیں وہ نہایت تیز دوڑتا ہے اور بہت سمٹ کر بل میں گھس جاتا ہے اور بل سے اس کا نکلنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے اس زمانہ میں دشمن بہت ہوں گے۔ وہ مدینہ منورہ کی طرف بھاگیں گے جیسے کہ ابتدا میں مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور مدینہ چونکہ دجال وغیرہ کے شر سے بھی محفوظ ہوگا اس لیے مسلمانوں کو یہاں سے نکلنے والی کوئی طاقت نہ ہوگی۔ اس میں اشارہ ہے کہ کچھ لوگ قیامت کے قریب بھی دین حق پر قائم رہیں گے۔

۱۵۶۔ یعنی مصابیح دالے نے ان حدیثوں کو یہاں ذکر کیا ہے اور ہم ان کو وہاں ذکر کریں گے۔

الرِّسَالَةِ وَالْمَادِبَةِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْكَارِجِيُّ.

۱۵۵ :- وَعَنْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَلْفِينِ أَحَدَكُمْ مَتَّكًا عَلَى أَرْبَعِيكُمْ يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ (تَبَعْنَاهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَأَبِيهِ هُنْفِي فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ).

کے داعی ہیں۔ اور اسلام مکان ہے۔ اور جنت دعوت ہے۔ (دارمی)

۱۵۵۔ ابورافع سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ نہ پاؤں میں تم سے کسی آدمی کو اپنی چارپائی پر ٹیک لگائے ہوئے۔ اس کے پاس میرے احکام سے کوئی حکم آئے۔ جس کا میں نے حکم دیا ہو۔ یا اس سے روکا ہو۔ اور وہ کدے میں نہیں جانتا۔ ہم بقرآن میں پائیں گے۔ اس کی اتباع کریں گے۔ (احمد ابوداؤد ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دلائل النبوت بیہقی)

۱۔ اس روایت کو طبرانی۔ ابن جریر اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حدیث کا مطلب پہلی فصل میں گذر چکا ہے۔

۲۔ منکرین حدیث کے متعلق پیشگوئی۔ ترمذی احمد اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ بعض نے اس حدیث کو سفیان عن ابن المنکدر عن رسول اللہ سے روایت کیا۔ نمبر ۱۱۵۶ اور ۱۵۷ میں بھی یہی مضمون مشترک طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے کچھ لوگ دین کی بڑی تعلیم حاصل کرنے سے سستی کریں گے اور حدیث سے روگردانی کریں گے اور کہیں گے کہ جو قرآن مجید میں ہے وہی صحیح ہے۔ اگلی پچھلی میں دو چیزیں بیان فرمائیں ایک تو یہ لوگ شکم سیر ہوں گے یعنی دو ہتھ۔ حدیث سے گریز زیادہ تر امیر لوگ کریں گے۔ کیونکہ حدیث قرآن کے احکام کی تعین کرتی ہے اور عقیدہ اور پابند بناتی ہے اس لیے وہ دین سے آزاد ہونے کے لیے سب سے پہلے حدیث سے انکار کریں گے تاکہ نہ رہے بائس نہ بے بالنسری۔ دوسری صفت تکیہ لگانے کی فرمائی ہے۔ اس کا مصداق بھی زیادہ تر امیر لوگ ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں اس خاص شخص کی طرف بھی اشارہ ہے جس نے ابتدا میں انکار حدیث کی تحریک چلائی یہ عبد اللہ بن مسعودؓ تھا۔ پہلے حدیث کی حجیت کا قائل تھا۔ بعد میں منکر ہو کر حدیث کے خلاف تحریک چلائی۔ یہ شخص لاہور میں رہتا تھا۔ پٹنہ پولی نے اپنا اصطبل اس کو دیا اسی اصطبل میں یہ تحریک چلی۔ عبد اللہ چونکہ بڑا تھا تکیے کے سہارے کے بغیر بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ یہ حدیثیں پیشگوئیاں ہیں انہی احادیث سے حدیث کی حجیت ثابت ہو جاتی ہے اگر حدیث وحی نہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کیسے معلوم ہو جاتا کہ آنحضرتؐ نے ایک ایسا شخص تحریک انکار حدیث شروع کر دیا قرآن اور حدیث میں فرق صرف یہ ہے کہ قرآن وحی جلی ہے اور حدیث وحی خفی اور خود قرآن پاک نے حدیث کی حجیت کو ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔

۳۔ چارپائی پر ٹیک لگانے سے مراد تکبر اور سستی ہے یعنی منکر اور کم کوش لوگ حدیث پر محنت کریں گے اور اسے ضبط نہیں کریں گے اور محنت کی بجائے انکار کریں گے۔ ہمارے ملک میں انکار حدیث کی بدعت مولوی عبد اللہ بن مسعودؓ نے پیدا کی۔ وہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۵۶۔ وَعَنِ الْمُعْتَدِ اِهْرَبِ بْنِ مَعْدِيكَرَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّي اُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ الْاَبُوشَيْخُ رَجُلٌ شَبَعَانٌ عَلٰى اِرْبِكَيْتِهٖ يَقُولُ عَلَيْكُمْ هٰذَا الْقُرْآنُ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَاجْلُوْهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ وَاِنَّمَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ اِلَّا لِاِيْحَالٍ لَكُمْ اَلْحِمَامُ اَلْاَهْلِيٌّ وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِّنَ السَّبَاعِ وَلَا لِقُطْعَةٌ مَّعَاهِدًا اِلَّا اَنْ يَسْتَعْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ اَنْ يَقْرُوْهُ فَاِنْ تَمَّ يَقْرُوْهُ فَلَهُ اَنْ يُعَقِّبَهُمْ بِشَلِّ قِرَاةٍ رَوَاهُ اَبُو دَاوُدَ وَرَوٰى الدَّارِمِيُّ نَحْوَهُ وَكَذَا ابْنُ مَاجَةَ اِلَى قَوْلِهِ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ۔

۱۵۷۔ وَعَنِ الْعِرْبَا ضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيُّ حِسْبٍ اَحَدَكُمْ مُتَنَكِّثًا عَلٰى اِرْبِكَيْتِهٖ يَظُنُّ اَنَّ اللَّهَ لَمْ يَحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَا فِي هٰذَا الْقُرْآنِ اَلَا

۱۵۶۔ مقدم بن معدی کرب فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہوشیار رہو مجھے قرآن ہی دیا گیا ہے۔ اور اسکی مثل اس کے ساتھ عقرب ایک آدمی میر ہو کر اپنی چار پائی پر ٹیک لگائے ہوئے کسے گا۔ قرآن کو مضبوط پکڑو اس میں جو حلال ہو۔ اسے حلال سمجھو جو حرام ہو۔ اسے حرام سمجھو۔ آنحضرت نے جو کچھ حرام فرمایا۔ وہ اللہ کے حرام ہی کی طرح ہے۔ خیر دار گھر بلو گدھے اور پکلیاں رکھنے والے درندے حلال نہیں ہیں۔ اور معاہدہ کی گری ہوئی چیز (بشرطیکہ معمولی نہ ہو) حلال نہیں۔ جو شخص کسی قوم کے پاس جائے ان پر اس کی دعوت کرنا ضروری ہے۔ اگر دعوت نہ کرے۔ تو اسے سزا ہے۔ کہ بھلا دعوت ان سے وصول کرے اور ابو داؤد۔ دارما۔ ابن ماجہ۔ کما حرم۔ تنگ

۱۵۷۔ عیرباض بن ساریہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے (نظیر میں) کھڑے ہو کر فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی آدمی یہ خیال کر سکتا ہے کہ اللہ نے اس قرآن کے علاوہ کوئی چیز حرام نہیں فرمائی۔ خبردار رہو۔ میں نے حکم کیا۔ نصیحت کی۔ بعض چیزوں سے روکا۔ وہ قرآن ہی کی دقیقہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ایسا تھا اس کی ٹانگیں خراب تھیں چل پھر نہیں سکتا تھا۔ آنحضرت نے معلوم ہوتا ہے پیشگوئی میں اس کی شکل اور علیہ بنا دیا واقعی وہ ظالم اسی علیہ کا تھا اس کے بعد جو لوگ انکار حدیث کی تحریک کو چلا رہے ہیں وہ سب عموماً جاہل اور متکبر ہیں کسی نے بھی حدیث کو فن کے طور پر حاصل نہیں کیا۔ (۱۳م)

(حاشیہ صفحہ ۱۵۶)

۱۵۷۔ امام ابو داؤد ضعیف حدیث پر خاموش نہیں رہتے، ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے ابو داؤد نے اس پر سکوت کیا ہے اور وہ اسی حدیث پر سکوت کرتے ہیں جو احتجاج کے قابل ہو امام احمد نے اسکو حسن اور ترمذی نے اسکو ضعیف کہا ہے۔ اس حدیث کو بیہقی، احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث کے علاوہ حدیث سے بھی محرمات ثابت ہیں۔ اس حدیث کو بیہقی، احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں اور اوپر کی حدیث میں چند احکام ایسے ذکر کیے ہیں جو قرآن مجید میں نہیں ہیں اور یہ اس چیز کی مثال ہیں ذکر کیے ہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

وَإِنِّي وَاللَّهِ قَدْ أَمَرْتُ وَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ أَشْيَاءٍ إِنَّمَا لِيَمِثُلُ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُوا إِنَّ اللَّهَ لَمَّ يُجَلِّ لَكُمْ أَنْ تَتَأَخَّرُوا يَبُوتَ أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ وَلَا أَكْلَ نَسَائِهِمْ إِذَا عَضُّوكمَ الَّذِي عَلَيْهِمُ رِوَاةُ الْبُودِ أَذْوَ قِي إِسْنَادِهِ أَشْعَثُ بْنُ سَعْبَةَ الْمِصْبِطِيُّ قَدْ تَكَلَّمَ نَبِيهِ -

۱۵۸ :- وَعَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَوَعظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً زَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجَلَّتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةٌ مَوْجِعَةٌ فَأَوْصِنَا فَقَالَ أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا أَحَبَّ شَيْئًا فَإِنَّهُ مَنْ يُعَشِّرْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَيَسِيرُ إِخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ كُمْ بَسْتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحَدِّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدِّثَةٍ بَدْعَةٌ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ

طرح ہے۔ بلکہ اس سے کس قدر زیادہ اور اس نے اہل کتاب کے گھروں میں (بلا اجازت) داخل ہونے کی تمہیں اجازت نہیں دی۔ ان کی عورتوں کو مارنا درست ہے۔ نہ ان کے پھلوں کو لینا جب تک تم کو وہ جزیہ ادا کرتے رہیں۔ جو ان کے ذمہ ہے (البود اذو) اس کی سند میں اشعث بن شعبہ مصیصی ضیف ہے۔

۱۵۸ :- عباس بن ساریہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی۔ اور ہماری طرف توجہ فرما کر عجیب و غریب فرمایا جس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ دل ڈر گئے۔ ایک آدمی نے کہا آج کا وعظ تو دعویٰ وعظ معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہمیں اور وصیت فرمادیں فرمایا۔ میں نہیں اللہ کے ڈرک وصیت کرتا ہوں۔ اور تمہارا امیر حبشی غلام بھی ہو تو اس کی بات سنو۔ اور اس کی اطاعت کرو۔ جو تم سے زندہ رہے گا۔ وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا۔ تم میرے اور خلفائے راشدین کے طریق کے پابند رہو۔ جو بہدایت پر ہیں۔ اسے مضبوط پکڑو۔ اور دانتوں سے اسے تھامے رکھو۔ اور نئے کاموں سے بچو۔ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (راحمہ)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کہ مجھ کو قرآن بھی دیا گیا ہے اور اس کے مثل اور بھی احکام دیئے گئے ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ۱۵۸)

۱۵۸ :- کیا خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا واجب ہے :- اس کو ابن تیمانی نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ خلفائے راشدین کی سنت اگر قرآن مجید کی کسی آیت یا حدیث صحیح کے مخالفت نہ ہو تو اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اگر اس کے خلاف ثابت ہو جائے تو اس کو ترک کر دیا جائے گا۔ مثلاً حضرت عمر نے حج تمشیح سے انکار کیا اور حدیث سے ثابت ہے تو حضرت عمر کے اس قول کو ترک کر دیا جائے گا۔ بدعت کے لغوی معنی ہیں "نئی چیز" لیکن اصطلاح شریعت میں بدعت وہ کام ہے جس کا اصل جلی یا نئی قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ میں نہ ہو اور ایسی ہر بدعت گمراہی ہے اور حضرت عمر کا تراویح کی نماز کو بدعت حسد کہنا یہ شرعی بدعت نہیں ہے کیونکہ اس کا اصل حدیث شریف میں موجود ہے۔ آپ نے یہاں بدعت کا لفظ لغوی طور پر استعمال فرمایا یعنی اچھی بدعت ہے۔

وَابْوَدَاوُدَ وَالْتَرْمِذِيَّ وَابْنُ مَا جَنَّةٍ إِلَّا أَتَاهُمَا لَعْنَةُ الْبَرِّ وَالصَّلَاةِ -  
 ۱۵۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا  
 ثُمَّ قَالَ هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ ثُمَّ خَطَّ حُطُوطًا عَن يَمِينِهِ وَعَن شِمَالِهِ وَقَالَ هَذِهِ سُبُلٌ  
 عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ وَقَرَأُوا إِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوا الْآيَةَ  
 رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَاللَّحَارِئِيُّ -

ابوداؤد-ترمذی-ابن ماجہ دونوں نے حدیث میں نماز کا ذکر نہیں کیا۔

۱۵۹۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ایک خط کھینچا۔ اور فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے۔ پھر اس کے دائیں اور بائیں طرف اور خط کھینچے۔ اور فرمایا۔ یہ اور راہیں ہیں۔ ان میں ہر ایک راستہ پر شیطان اس کی طرف بلاتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی اِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ اَنَّا تَبِعُوهُ (یہ میری سیدھی راہ ہے۔ اس کی اطاعت کرو۔) احمد۔ نسائی۔ دارمی۔

۱۔ بعض احادیث میں چار خطوط کا ذکر ہے (ابن ماجہ) دین کے دو حصے ہیں عقاید اور اعمال۔ بعض علماء نے ان خطوط سے مراد وہی اختلاف لیا ہے جو عقائد میں ظاہر ہوا۔ ان فرقوں کی تعداد تشریح انہوں نے ذکر فرمائی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔ امام شافعی کی اعتصام اور عراقی کی فیصلۃ التفرقة کے حواشی میں بھی ان گمراہوں کا ذکر آیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ تفریق بدعلی کی وجہ سے ہے۔ ان کے نزدیک تمام معاصی اور فسق و فجور ان خطوط سے تعبیر ہیں اور عدیمین نہیں بلکہ اس سے مراد کثرت ہے۔ (امم)

۲۔ کیا اسلام میں اختلاف کی گنجائش ہے؟ اس حدیث کو امام حاکم نے اپنی مستدرکات میں اور عبد بن حمید۔ بکر۔ ابن المنذر۔ ابن ابی حاتم اور ابن مژدویہ نے بھی روایت کیا ہے۔ آپ نے ایک خط تو سیدھا کھینچا اور دوسرے خطوط کی تعداد مختلف احادیث میں مختلف آئی ہے اور ممکن ہے کہ آپ نے مختلف موقعوں پر کبیریں کم و بیش کھینچی ہوں بعض میں چار کی تعداد ہے تو اس صورت میں یہ اس طرف اشارہ ہوگا کہ دین کے دو حصے ہیں عقیدہ اور عمل اور پھر ہر ایک میں دو قسم کی گمراہیاں ہیں افراط اور تفریط تو یہ چار قسم کی گمراہیاں ہو گئیں اور بعض احادیث میں ان خطوط کی تعداد سات آئی ہے کہ سات خطوط دائیں طرف کھینچے جائیں طرف۔ سیدھا خط تو خدا تعالیٰ کا راستہ ہے اور دوسرے خط شیطانی راستے ہیں۔ ہر فرقہ اپنی جگہ یہی سمجھتا ہے کہ ہم سیدھے راستے پر ہیں اور باقی گمراہ ہیں لہذا اس کی وضاحت ایک اور حدیث میں کر دی گئی کہ یہ راستہ وہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں اور اب یہ پتہ کرنا ہے کہ آنحضرت اور صحابہ کی راہ کون سی راہ تھی۔ وہ یہ تھی کہ وحی جلی یعنی قرآن مجید کو سب سے مقدم سمجھا جائے اس کے بعد وحی خفی کو یعنی حدیث شریف کو اور اس کے بعد صحابہ کے اجماع کو اور اس کے بعد اجتہاد و قیاس کو۔ جیسا کہ اس کی وضاحت حضرت معاذ کی حدیث میں کی گئی ہے آنحضرت جب حضرت معاذ کو گورنر بنا کر مین روانہ کرنے لگے تو ان سے پوچھا فیصلے کس طرح کر دے تو حضرت معاذ نے عرض کیا اللہ کی کتاب کے مطابق تو آپ نے (باتی برصغیر آئندہ)

۱۶۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السَّنَةِ وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي أَرْبَعِيهِ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَيْنَاهُ فِي كِتَابِ الْحُجَّةِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

۱۶۱۔ وَعَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُرِّيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْبَبِي سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أَمِدَّتْ بَعْدِي فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْوَرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ ابْتَدَعَ بَدْعًا ضَلَّ لَكَ لَا يَرْضَاهَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ اثْمِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَوْثَارِهِمْ شَيْئًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ كَثِيرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ .

۱۶۲۔ وَعَنْ عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَائِنَ لِيَارِزَالِي الْحِجَازِ كَمَا تَارَزُ الرِّجْمَةُ إِلَى حُجْرِهَا وَلِيَعْقِلَنَّ الْيَائِنُ مِنَ الْحِجَابِ نِزْمًا مَعْقِلَ الْأَسْمَاءِ وَيَّةِ

۱۶۰۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی آدمی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک اسکی خواہش میری وحی کے تابع نہ ہو۔ (شرح السنہ امام نووی اربعین میں فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ہم نے اسے کتاب الحجت میں صحیح سے ذکر کیا ہے۔)

۱۶۱۔ بلال بن حارث مری فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جو شخص میری کسی سنت کو زندہ کرے جسے میرے بعد مٹایا گیا اسے اتنا اجر ملے گا۔ جس قدر اس پر تمام عمل کرنے والوں کو ملے گا۔ اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی۔ اور جو شخص دین میں کوئی نئی بدعت دگر اہی ایجاد کرے۔ جسے اللہ اور رسول پسند نہیں فرماتے۔ اسے اتنا گناہ ہوگا۔ جس قدر اس پر تمام عمل کرنے والوں کو ہوگا۔ اور اس میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ کثیر بن عبد اللہ بن عمر سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے۔

۱۶۲۔ عمر بن عوف فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا۔ دین مجازی طرف اس طرح سکڑ جائیگا جس طرح سانپ اپنے سوراخ کی طرف سکڑتا ہے۔ دین مجاز میں اس طرح سکونت اختیار کرے گا جس طرح پہاڑی بکرا پہاڑ کی چوٹی پر جاگزمین ہوتا ہے۔ ابتدا میں دین دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ فرمایا اگر اس سے کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو پھر؛ تو کہا پھر آپ کی حدیث سے۔ فرمایا اگر یہاں سے بھی مدللہ تو پھر؛ کہا پھر میں اجتہاد سے کام لوں گا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ متبع سنت اولیائے کرام ہیں :- اس حدیث کو ابو نضر نے ابانہ میں اور ترمذی اور ظہیب نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مومن کو چاہیے کہ اعتقاد، قول، فعل اور عمل میں نہر لحاظ سے نبی صلعم کے تابع فرمان ہو جائے اور خوشی سے (باقی بر صفحہ آئندہ)



مِنْ رَأْسِ الْجَبَلِ إِنَّ الدَّيْبَانَ بَدَأَ غَرَبِيًّا وَسَبْعُونَ كَمَا بَدَأَ قَطُوبِي لِلْغُرَبَاءِ وَهَهُ الَّذِينَ يُصَلُّونَ  
مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِي مِنْ سُنَّتِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۱۶۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَاتِيْنَ عَلَى  
أُمَّتِي كَمَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَدًّا وَالتَّعَلُّ بِالتَّعَلُّ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّةَ عَدْنِيَّةَ  
لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مَلَّةً وَ  
تَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مَلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مَلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا مَنْ  
هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا لَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ أَحْمَدًا وَإِنِّي  
دَاوُدَ عَنْ مُعَاوِيَةَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةً فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ وَأَنَّهُ سَيُخْرَجُ  
فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ تَتَّجَرُونَ بِهِمْ تِلْكَ الْأَهْوَاءُ كَمَا يَتَّجَرُونَ بِالْحَكْلِ بِصَاحِبِهِ لَا يَبْقَى

غریب الوطن تھا۔ اور عنقریب وہ اسی طرح ہو جائیگا۔ جیسے وہ پہلے تھا۔ غرباء کے لئے خوشخبری ہے۔ غریب وہ لوگ ہیں جو میرے  
بعد میری بگڑی ہوئی سنت کو بنا تے ہیں۔ ترمذی۔

۱۶۳۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میری امت پر ایسا وقت آئیگا۔ جیسے بنی اسرائیل پر آیا۔ جس طرح جو  
توتے سے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدکاری کی ہوگی۔ تو میری امت کے لوگ  
بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے۔ اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ اور ایک کے سوا سب  
آگ میں جائیں گے۔ لوگوں نے دریا فت کیا۔ اے اللہ کے رسول وہ کون ہیں۔ فرمایا۔ جو میرے صحابہ کے طریق پر ہیں۔  
ترمذی۔ احمد اور ابو داؤد میں حضرت معاویہ سے اس طرح مروی ہے۔ بہتر آگ میں ہونگے۔ اور ایک جنت میں اور یہ جماعت ہیں اور  
عنقریب میری امت سے ایسی قومیں ظاہر ہوں گی۔ جن میں (نفسانی) خواہشات اس طرح سرایت کریں گی۔ جیسے دیوانے کئے کا  
دلقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اطاعت کرے یہ کیفیت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ نفس کدورت سے پاک و صاف نہ ہو جائے  
اور یہ اولیاء اللہ کا مقام ہے۔

۱۷۔ اس کی سند میں کثیرین عبد اللہ نہایت ہے لیکن اس کی تائید ابو ہریرہ کی حدیث سے ہو جاتی ہے جو صحیح مسلم میں ہے۔ (حاشیہ صفحہ پہلے)  
۱۸۔ محدثین کرام کا مقام و مرتبہ: امام ترمذی نے اس حدیث کو ضمن کہا ہے۔ اس حدیث میں غریب ان لوگوں کو کہا جو سنت کی اصلاح  
میں اپنی خیر صحت کریں گے۔ ہماری زبان میں غریب مفلس کو کہتے ہیں اور عربی میں غریب مسافر آدمی کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان محدثین کرام کا دنیا  
سے تو کوئی تعلق نہ ہو گا نہ اسکو وہ لوگ اپنا گھر سمجھیں گے بلکہ مسافروں کی طرح دنیا سے اجنبی رہ کر چلے جائیں گے۔ انکی زندگی کا مقصد حدیث کی خدمت ہوگا۔  
یہی انکا اور دھنا بچھونا ہوگا اور یہی ان کی ابتدا اور انتہا۔ اس مہربان مالک ہم کو بھی اپنی رحمت سے انہی لوگوں میں شامل فرما۔ آمین۔

مِنْهُ عَزَقٌ وَلَا مَفْصَلٌ إِلَّا دَخَلَهُ.

۱۱۶۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا يُجْمِعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّةً مُحَمَّدًا عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَبْدَأُ اللَّهُ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَدَّ شِدَّتِي فِي النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔  
 ۱۱۶۵۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنِ شَدَّ شِدَّتِي فِي النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ۔

زہر کاٹے ہوئے آدمی کی رگوں میں جاری ہوتا ہے کوئی جوڑا اور رگ اس کے اثر سے خالی نہیں رہتا۔

۱۱۶۳۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ میری امت کو یا آنحضرت کی امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور جو جماعت میں سے الگ ہوگا۔ وہ جہنم میں بھی الگ ہی ڈالا جائے گا۔ (ترمذی)  
 ۱۱۶۵۔ ابن عمر سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ جو آدمی اس جماعت سے الگ ہو۔ وہ آگ میں بھی علیحدہ ہی ڈالا جائے گا۔ (ابن ماجہ نے انس سے)

۱۔ لاپچی اور حریص آدمی کی مثال :- مطلب یہ ہے کہ جیسے بنی اسرائیل نے خواہشات نفسانی کے سبب سے انبیاء کی مخالفت کی تھی میری امت بھی اسی طرح میری نافرمانی کرے گی۔ ماں سے سگی ماں مراد نہیں بلکہ باپ کی منکوحہ مراد ہے کیونکہ سگی ماں سے کوئی ایسا فعل نہیں کرتا کہ مانع طبعی اور شرعی دونوں موجود ہیں اور امت سے مراد اہل قبلہ ہیں۔ جن فرقوں کی بد اعتقادی کفر تک نہیں پہنچی وہ بالآخر جہنم سے نکل آئیں گے حریص اور لاپچی کے لیے باؤ لے کتے کی مثال فرمائی۔ باؤ لے کتے کی کچھ خصوصیات ہیں۔ بے تانتا دوڑتا ہے۔ ہر ایک کو کاٹتا ہے۔ پانی سے دور بھاگتا ہے اور کہیں جنگل میں مڑ جاتا ہے۔ حریص بھی دنیا کمانے کے لیے ہر وقت دوڑتا ہے۔ ہر آدمی اس کے ظلم کا شکار ہوتا ہے کسی سے سودیا اور کسی سے رشوت کسی کاغبن کیا اور کسی کی چوری۔ رحمت کے پانی (قرآن وحدیث) سے دور بھاگتا ہے اور گمراہی کے جنگل میں مڑتا ہے۔

۲۔ اجماع امت سے کیا مراد ہے :- اس کا ایک راوی سلیمان بن سفیان منی ضیعت ہے لیکن حاکم نے اس کا شاہد ابن عباس سے نقل کیا ہے ابن جریر اور حکیم ترمذی کے یہ الفاظ ہیں کہ ”بڑی جماعت کی پیروی کرو“ اور بڑی جماعت سے مراد صحابہ کرام اور خیر القرون کی اکثریت مراد ہے یا اہل علم و درہ جلا کی بیخبر اور اکثریت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اختلافی مسائل میں اہل علم اور مجتہدین امت کی اکثریت کو ملحوظ رکھو اس حدیث سے علماء امت کے اجماع کی حیثیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ ساری امت کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی۔

۳۔ سواد اعظم کے فیصلے کی حیثیت :- یعنی آدمی کو ہمیشہ یہ خیال کرنا چاہئے کہ صلحا مامت کی اکثریت نے جو سوچا سمجھا ہے وہی صحیح ہے۔ اگرچہ سمجھ میں نہ آئے تو بھی جماعت سے علیحدہ نہ ہو۔ ممکن ہے وہ خود غلطی کر رہا ہو اور اس طرح علیحدہ ہو کر جہنم میں گر جائے۔

۴۔ ان احادیث میں جماعت اور سواد اعظم کا ذکر آیا ہے بعض حضرات نے تمام اختلافی مسائل میں اس کو معیار کی حیثیت دیدی۔ گویا ان کی رائے میں جس طرف اکثریت ہو جائے وہی مسئلہ صحیح اور حق ہے حالانکہ شارع نے اکثریت کو حق و باطل کا معیار کبھی قرار نہیں دیا۔ (باقی بر صفحہ ۱۱۶۵)

۱۶۶۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِيَّ إِنَّ قَدَارَتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ وَكَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِنًى رَاحِدًا فَأَفْعَلْ ثُمَّ قَالَ يَا بَنِيَّ وَذَلِكَ مِنْ سُنَّتِي وَمَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۶۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَكَ فَسَادَ أُمَّتِي فَكُلُّهُ أَجْرٌ مِائَةٌ شَهْرًا رَوَاهُ عَهْدُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي كِتَابِ الزُّهْدِ لَهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

۱۶۶۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے بیٹا۔ اگر ہو سکے کہ تم صبح اور شام اپنے دل میں کسی کیلئے کینہ نہ رکھو تو ایسا کرو۔ پھر فرمایا۔ اے بیٹا۔ یہ میری سنت ہے۔ جس نے میری سنت سے محبت کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی۔ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ ترمذی۔

۱۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص میری سنت پر ایسے وقت میں مضبوطی سے عمل کرے۔ جب امت فساد پر آمادہ ہو تو اس کو سو شہید کا اجر ملے گا۔ کتاب الزہد بہتھی۔ ابن عباس۔

دقیقہ صفحہ گذشتہ واقعہ کر بلا میں اکثریت حق کے مخالفوں کی تھی۔ آغاز نبوت اور ادنا میں بھی عدوی اکثریت اہل باطل کی تھی اکثر زبانوں میں اکثریت باطل کو رہی۔ اصل صورت یہ ہے کہ جن مسائل کی قرآن اور سنت میں صراحت موجود ہے وہاں اکثریت و اقلیت سب کو حق کے تابع ہونا ہوگا اور نصیحا شرعیہ کی پابندی سب پر لازم ہوگی اور جہاں کسی مسئلہ کا انحصار انسانی آداب پر ہو جس طرح انتخاب امیر یا بعض شوریٰ امور ایسے معاملات میں اقلیت کو اکثریت کی رائے قبول کر لینا چاہئے گو وہ اپنی رائے کو صحیح سمجھتا ہو۔ دینی امور میں بھی یہی حال ہے اقلیت کو اکثریت کے سامنے ہتھیار ڈال دینے چاہئیں اور جماعت کی رائے کو انفرادی رائے پر ترجیح دینی چاہئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امت اپنے اجتماعی فیصلوں میں مصمم ہے اس اجتماعیت میں جہد اور غیر مجتہد برابر ہیں مجتہد غلطی کر سکتا ہے لیکن امت کے اجتماعی فیصلے غلط نہیں ہو سکتے اکثر محدثین نے ان احادیث (حاشیہ صفحہ ۲۲۸)

کو انتخاب امیر کے ابواب میں ذکر فرمایا ہے۔ (امم)

۱۷۔ جنت میں آنحضرت کی رفاقت کا نسخہ۔ اس حدیث کو ترمذی نے سن کہا ہے دل میں کھوٹ رکھنا اور اوپر سے خالص نظر آنا یہی تو منافقت ہے انبیاء اور مومن اس سے پاک ہوتے ہیں۔ سنت سے پیار اور محبت کتنی عمدہ چیز ہے کہ اس سے آنحضرت کی ہمسائیگی نصیب ہوتی ہے۔ انتہائی بد قسمتی ہے کہ انسان حدیث کو چھوڑ کر لوگوں کے اقوال کی جستجو میں رہے اور اس سے ہزار درجہ بد قسمتی یہ ہے کہ انسان حدیث کو ٹھکرانے کیلئے خود ساختہ طرح طرح کے اصول بنائے اور انکار حدیث کے لیے خاص اور عام، مجاز اور حقیقت کے جو دروازے رکھے۔

۱۸۔ امت کے بگاڑ اور فساد کا یہی مطلب ہے کہ وہ سنت پر عمل کے بجائے سنت پر عمل کرنے والوں سے ٹوٹنا شروع کر دے۔ (امم)

۱۹۔ اس حدیث میں صاحب مشکوٰۃ نے بیاض چھوڑ دیا تھا ان کو معلوم نہ ہو سکا کہ مصنف مصابیح نے یہ حدیث کہاں سے تخریج فرمائی ہے میرکشاہ نے مندرجہ مخزج تخریر فرما کر بیاض کو پورا کر دیا۔ (امم)

۱۶۸. وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ آتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ إِنَّا نَسْمَعُ أَحَادِيثَ مِنْ يَهُودٍ نَعُجِبُنَا أَفَلَا يَأْتِيكَ أَنْ تَكْتُمَ بَعْضَهَا فَقَالَ أُمَّتُهُمْ كَوْنُوا أَنْتُمْ كَمَا تَهْتَكُونَ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا يُضَاعَفُ نَقِيَّةً وَلَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا مَا وَسِعَتْهُ إِلَّا تَبَاغِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْيَهْتَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

۱۶۹. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ طَيْبًا وَعَمَلَ فِي سُنَّتِي وَأَمِنَ النَّاسَ بَوَائِقَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا الْيَوْمَ كَثِيرٌ فِي النَّاسِ قَالَ وَسَيَكُونُ فِي فُرُوقٍ بَعْدِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۱۷۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكْفُرُ فِي زَمَانٍ مَن تَرَكَ مِنْكُمْ عَشْرًا أَمْرًا بِهِ هَلَكَ تَحْرِيًّا فِي زَمَانٍ مَن عَمِلَ مِنْهُمْ بِعَشْرٍ مِمَّا أَمَرَ بِهَا جَارُوهُ التِّرْمِذِيُّ.

۱۶۸۔ حضرت جابر سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب حضرت عمران کے پاس آئے۔ اور کہا کہ ہم یہود سے بعض باتیں سنتے ہیں۔ جو ہمیں پسند آتی ہیں۔ کیا آپ اجازت دیتے ہیں۔ ہم ان سے بعض باتیں لکھ لیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کیا تم بھی یہود و نصاریٰ کی طرح پریشان ہو۔ تمہارے پاس سفید اور صاف دین لایا ہوں۔ اگر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے۔ تو انہیں بھی میری اطاعت کے سوا چارہ نہ ہوتا۔ احمد شعب الایمان۔ بیہقی۔

۱۶۹۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو حلال کھائے۔ اور سنت کے مطابق عمل کرے اور لوگ اسکے شر سے بے خوف ہوں۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک آدمی نے کہا۔ حضرت آج کل تو ایسے آدمی بہت ہیں۔ فرمایا ایسے حالات کئی صدیاں میرے بعد ہوں گے۔ ترمذی۔

۱۷۰۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم ایسے زمانہ میں ہو۔ اگر اللہ کے احکام کا دوسواں حصہ بھی ترک کر دو۔ تو تباہ ہو جاؤ گے۔ اسکے بعد ایک زمانہ آئے گا۔ اگر کوئی دین کے دسویں حصہ پر بھی عمل کرے گا۔ تو نجات پا جائے گا۔ ترمذی۔

۱۷۔ ہدایات نبوی کو چھوڑنا پریشانی کا سبب ہے۔۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل اپنے نبیوں کی تعلیم کو چھوڑ کر رویشوں اور مولویوں کی باتوں کے پیچھے لگ گئے تھے کیا اسی طرح اب تم بھی اپنے نبی کی تعلیم چھوڑ کر دوسروں کے پیچھے جانا چاہتے ہو۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری پیروی کرتے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے  
وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِي إِسْرَائِيلَ

۱۷۔ اس امت میں ہمیشہ بھلائی رہے گی۔۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حضور کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میری امت سے غیر کبھی منقطع نہ ہوگی۔ پھلوں پھلوں میں کمی بیشی تو ضرور ہے لیکن نئی اثبات کی نسبت نہیں ہے۔ (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۷۱۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هَدْيٍ كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أَوْثُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَرَبَ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلَّ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

۱۷۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لَا تَشْدُدُوا عَلَيَّ أَنْفُسِكُمْ فَيَشْدُدَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَإِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوا عَلَيَّ أَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ فَيَتْلُكَ بَقَايَا هُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالْدِيَارِ رَهْبَانِيَّةٍ بِتَدْعُوها مَا كَتَبْنَا عَلَيْهِنَّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۷۱۔ ابوامامہ فرماتے ہیں۔ کوئی قدم ہدایت کے بعد گمراہ نہیں ہوتی۔ گمان میں جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر آنحضرت نے یہ آیت پڑھی مَا ضَرَبَ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلَّ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ۔ (وہ تم سے جھگڑے کی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ اور یہ قوم جھگڑے کی شوگر ہے۔ احمد ترمذی۔ ابن ماجہ۔)

۱۷۲۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ اپنی جانوں پر سختی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تم ہی تم پر سختی فرمائے گا۔ ایک قوم نے اپنی جانوں پر تشدد کیا۔ اللہ نے بھی ان پر تشدد فرمایا۔ آج بھی ان کا بقیہ گرجوں اور ان کی عبادت گاہوں میں موجود ہے۔ رہبانیت کی راہیں ان لوگوں نے بدعت کے طور پر بنائی ہیں۔ ہم نے ان پر اسے فرض نہیں کیا تھا۔ ابوداؤد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اسلئے متاخرین امت کے لیے رعایت ہے۔ صحابہ کے وقت دین میں کوئی الجھن نہیں تھی جب کسی مسئلہ میں وقت پیش آئی آنحضرت سے پوچھ لیا اور کسی قسم کا شبہ نہ رہا لیکن آج سینکڑوں احتمال ہیں شاید یہ حدیث ضعیف ہو۔ ممکن ہے لاوی نے مطلب غلط کہا ہو۔ شاید کسی وضاع کی کارستانی ہو بہر حال بہت سے شہادت ہیں۔ حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ رعایت مستحب اور سنت امور کے متعلق ہے

(حاشیہ صفحہ نیا)

در ذرائع میں تو کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

۱۷۔ قرآن و حدیث میں ٹکراؤ پیدا کرنا گمراہی ہے:۔ اس کو حاکم۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ سعید بن منصور۔ عبد بن حمید۔ ابن مندہ طبرانی، ابن مرددہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ قرآن کو قرآن سے یا حدیث کو قرآن سے یا حدیث کو حدیث سے ٹکرا کر دین میں باطل کو رواج دینا اور دین حق میں شے پیدا کرنا گمراہ لوگوں کا کام ہے ان لوگوں میں عمل کی جتنی کمی ہوتی جاتی ہے اتنا ہی جھگڑا زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

۱۸۔ رہبانیت سے مراد ایسی بدعات ہیں جسے دین بنایا گیا جس میں بظاہر اچھائی معلوم ہوتی ہے یعنی نفس پر سختی معلوم ہوتی ہے مثلاً چلہ کشی، نکاح نہ کرنا ہمیشہ روزے رکھنا، شرمگاہ کاٹ دینا۔ بعض اعضاء کو بیکار کر دینا، ربان بند رکھنا، بستیاں چھوڑ کر جنگلوں میں آباد ہو جانا، ٹاٹ وغیرہ پہننا ننگے پاؤں چلنا، ننگے بدن رہنا یہ رہبانیت ہے۔ ایسا تشدد کسی دین میں ضروری نہیں لوگوں نے اپنی طرف سے بنایا بظاہر اس میں زہد معلوم ہوتا

ہے لیکن یہ بدعت ہے۔ (اسم)

۱۹۔ رہبانیت فطرت کے خلاف ہے۔ یہ حدیث طبرانی اور بیہقی میں بھی ہے اس کو ابو یوسف نے بھی روایت (باقی صفحہ آئندہ)

۱۷۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلَى خَمْسَةِ أَوْجِبٍ حَلَالٍ وَحَرَامٍ وَمُحْكَمٍ وَمُتَشَابِهٍ وَأَمْثَالٍ فَأَجَلُوا الْحَلَالَ وَحَرَمُوا الْحَرَامَ وَأَعْمَلُوا بِالْمُحْكَمِ وَأَمْتُوا بِالْمُتَشَابِهِ وَأَعْتَبُوا بِالْأَمْثَالِ هَذَا لَفْظُ الْمَصَابِيحِ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ كَابِدِينَ وَلَفْظُهُ فَأَعْمَلُوا بِالْحَلَالِ وَاجْتَنَبُوا الْحَرَامَ وَاتَّبَعُوا الْمُحْكَمَ۔

۱۷۴۔ وَعَنْ أَبِي عَتَّابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ تَلْشَأْ أَمْ رَبِّينَ رُسُلَهُ فَاتَّبِعُوهُمْ وَأَمْ رَبِّينَ عَيْبَةً فَاجْتَنِبُوهُ وَأَمْرًا اخْتَلَفَ فِيهِ فِكَلُهُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۷۳۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا قرآن مجید پانچ قسموں پر نازل ہوا۔ حلال۔ حرام۔ محکم۔ متشابہ اور مثالیں۔ حلال کو حلال سمجھیں۔ اور حرام کو حرام جانو۔ محکم پر عمل کرو۔ اور متشابہ پر یقین کرو۔ اور مثالوں سے نصیحت حاصل کرو۔ یہ مصابیح کے لفظ ہیں۔ شعب الایمان میں بہت ہی نے اس طرح فرمایا۔ حلال پر عمل کرو۔ اور حرام سے بچو۔ اور محکم کی پیروی کرو۔

۱۷۴۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ حکم تین قسم کے ہیں۔ بعض میں نیکی ظاہر ہے۔ اس کی اتباع کرو۔ اور بعض میں گمراہی ظاہر ہے اس سے پرہیز کرو۔ بعض میں اختلاف ہے۔ اسے اللہ کے سپرد کرو۔ احمد۔

ارقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی جانوں پر عبادت شادہ واجب کر کے شقت نہ ڈالو مثلاً ہمیشہ کا روزہ رکھنا یا ساری رات قیام کرنا یا دنیا سے الگ تنگ رہنا۔ ایسے ہی پہلے یہ ایموں نے ربیانیات ایجاد کی تھی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تجرد کی زندگی چند دن تک چلی بالآخر نازکی کثرت ہو گئی ترک دنیا کی بجائے۔ دنیا طلبی اور زور پستی آگئی طبیعت میں پہلے جتنی نرمی تھی اب سختی ہو گئی علیٰ ہذا القیاس غیر فطری چیزوں کا رد عمل ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے۔

۱۷۵۔ حکم اور متشابہ سے کیا مراد ہے :- اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حکم وہ آیتیں ہیں جن کے معنی میں کوئی اشتباہ نہ ہو جیسے تیمم الصلوٰۃ۔ متشابہ وہ ہیں جن کے معنی میں کئی احتمال ہوں۔ امثال سے مراد گذشتہ قسموں کے واقعات ہیں۔

۱۷۶۔ حکم وہ آیات ہیں جن کا مطلب واضح ہو۔ متشابہ وہ آیات ہیں جن کے متعدد معنی ہو سکتے ہیں ان کے وہی معنی صحیح ہوں گے جو حکم کے خلاف نہ ہو بلکہ حکم سے اس کی تائید ہو۔ (اسم)

۱۷۷۔ متشابہات سے بچنا تقویٰ ہے :- اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ کام تین طرح کے ہیں ایک وہ جن کی بھلائی کھلی ہوتی ہے مثلاً نماز پڑھنا روزہ رکھنا وغیرہ دوسرے وہ جن کی برائی ظاہر ہے۔ مثلاً کافروں کی رسموں کی پیروی کرنا اور بکھرے چیزیں دہمیانہ ہیں جن کی حلت اور حرمت اور بھلائی برائی واضح نہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو۔ ہانا چاہئے کہ چیزوں میں اصل حلت ہے۔ حرام صرف وہ چیزیں ہوں گی جن کی حرمت قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہو۔ مشتبہات سے پرہیز کرنا تقویٰ ہے۔ تقویٰ نہیں۔

## الفصل الثالث

۱۷۵- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِي مِثْقَلٍ أَلْتَمَسَ الْإِنْسَانَ كَذِئْبٍ الْغَنِيِّ يَأْخُذُ الشَّاذِلَةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاجِيَةَ وَإِيَّاكُمْ وَالشُّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۱۷۶- وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رُبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ.

۱۷۷- وَعَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ كُنْ تَصِلُكُمَا مَا تَمَسَّكْتُمَا بِهِمَا كِتَابُ اللَّهِ وَسُنَّتُهُ رَسُولِيهِ رَوَاهُ فِي الْمَوْطَأِ.

## تیسری فصل

۱۷۵- معاذ بن جبل فرماتے ہیں۔ شیطان انسان کے لیے بیڑیا ہے۔ جیسے بکریوں کے لیے اکیل دور جانہوالی اور ایک طرف رہنے والی کو کپڑا لیتا ہے۔ تم گھائیوں سے بچو۔ ائمۃ المسلمین اور جماعت کو لازم پکڑو۔ احمد۔

۱۷۶- ابو ذر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص جماعت سے ایک بالشت کے برابر الگ ہوا۔ اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے اتار دی۔ احمد۔ ابو داؤد۔

۱۷۷- مالک بن انس مرسل حدیث میں فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا میں نے تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک تم ان کو تھامے رکھو گے۔ گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور آنحضرت کی سنت۔ موطا۔

۱۔ جماعت سے الگ ہوا تو شیطان کے قابو آیا۔ اس حدیث کو طبرانی اور عبد البرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے بیڑیا اکیل بکری پر حملہ کر کے اس کو چیر بھاڑ جاتا ہے ویسے ہی انسان بھی شیطان کا شکار ہو جاتا ہے۔ جو علمائے حق کی جماعت سے نکل جائے اور عام لوگوں سے علیحدہ ہو جائے وہ شیطان کے قبضہ میں جاتا ہے۔ ریوڑ میں بکریوں کی حفاظت کا انتظام زیادہ ہوتا ہے کیونکہ مالک ان کی حفاظت کا انتظام کرتا ہے۔ اور پھر مالک آوازیں دے دیکر بکریوں کو بھڑینے سے بچاتا ہے پھر لاشی یا کتا وغیرہ بھی بھڑینے کا مقابلہ کرنے کے لیے ساتھ رکھتا ہے۔ اسی طرح علمائے حق آوازیں دے دیکر شیطان کے کمرے لوگوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں اور شیطان تداویر کا مقابلہ کرتے ہیں ان سے علیحدہ نہ ہونا چاہئے ورنہ شیطان قابو کرے گا۔

۲۔ گھائیوں سے بچنے کا یہ مطلب ہے کہ کتاب و سنت کی واضح راہ کو ترک کر کے تاویل اور پیچیدہ راہوں میں چلا جائے عامۃ المسلمین عموماً تاویل اور جھوٹ توڑ سے بچتے ہیں۔ قرآن اور سنت کے سیدھے سادے معنی پر ان کو یقین ہوتا ہے۔ جماعت سے مراد جلاواک ہجوم اور بیڑیا نہیں بلکہ اہل علم اور اہل تحقیق کی جماعت مراد ہے جو قرآن اور حدیث کا سیدھا اور سادا مفہوم سمجھ کر اس پر عمل کرتے ہیں۔ (اسم) باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۷۸۔ وَعَنْ عُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثَّمَالِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَدَاتُ قَوْمٍ يُدَاعَتُ الْأَرْفَعُ مِثْلَهَا مِنَ التَّنَةِ فَتَمْسُكَ بِسُنَّتِهِ خَيْرٌ مِمَّنْ أَحَدَاتُ بُدَاعَةَ رَوَاهُ أَحْمَدُ  
 ۱۷۹۔ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَرَّ صَاحِبُ بُدَاعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هُدَاةِ الْإِسْلَامِ رَوَاهُ الْيَبُوتِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ مُرْسَلًا۔

۱۷۸۔ عُضَيْفِ بْنِ حَارِثِ ثَمَالِي فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جس قدر کوئی قوم بدعات کرتی ہے۔ اسی قدر ان سے سنت اٹھ جاتی ہے۔ اس لیے سنت کی پابندی بدعتیں نکالنے سے بہتر ہے۔ (احمد)  
 ۱۷۹۔ ابراہیم بن میسرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص بدعتی کی عزت کرے۔ اس نے اسلام کے فناء کرنے میں مدد کی۔ شعب الایمان بیہقی مرسل۔

دبقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۷۸ دین کی بنیاد و کتاب و سنت پر ہے :- اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ دین کا اصل اخذ یہی دو چیزیں ہیں۔ اگر ان سے کوئی چیز نکل سکے تو پھر انعام صحابہ اور اگر دباں سے بھی کوئی چیز نکل سکے تو پھر قیاس ہے۔ اجماع صحابہ آج تک قرآن و سنت کے خلاف ثابت نہیں ہوا۔ البتہ قیاس صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی۔ اگر غلط ثابت ہو جائے تو چھوڑ دینا چاہئے اور دین کا اصل قرآن اور حدیث ہی کو سمجھنا چاہئے۔ ان لوگوں پر نہایت ہی افسوس ہے جو احادیث کے مقابلہ میں قیاس کو ترجیح دیتے ہیں اور احادیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ضعیف حدیث بھی قیاس سے مقدم ہے اور اب ان کی پیروی کا دعویٰ کرنے والے نبرا جاد کو بھی چھوڑ دیتے ہیں اور قیاس پر عمل کر لیتے ہیں اگرچہ وہ خبر واحد صحیح ہی کیوں نہ ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (حاشیہ صفحہ ۱۷۸)

۱۷۹ بدعتی کے گمراہ ہونے کی وجہ :- اس کو بزرگ، طبرانی اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ چاہئے کہ شریعت کی نگاہ میں بدعت انتہائی بری چیز ہے۔ اس کی اصل یہ ہے کہ جو بدعت بدعت پیدا کرتا ہے اور اسے دین کا جزو تانا ہے وہ حقیقت میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ دین میں اس چیز کی ابھی کسر تھی خدا تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ میں نے آج تمہارا دین پورا کر دیا ہے لیکن بدعتی کہتا ہے کہ نہیں ابھی اس میں فلاں کمی ہے فلاں کمی ہے اور دوسرا اعتراض نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ہوتا ہے کہ وہ بھی دین کو نامکمل چھوڑ کر پچلے گئے اور لازمی نتیجہ کے طور پر یہ چیز بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ بدعتی آدمی یہ سمجھتا ہے کہ جس طرح خدا اور رسول کو حق پہنچتا ہے کہ وہ حکم دین اور دنیا سے تسلیم کرے اسی طرح مجھے بھی حق ہے کہ میں حکم دوں اور دنیا سے تسلیم کرے گویا خود خدائی کا منصب اختیار کرتا ہے۔  
 ۱۷۹ بدعتی کی تعظیم کرنا کیوں منع ہے :- اس کی مثل ایک حدیث ابو نعیم نے حلیہ میں اور طبرانی نے کبیر میں روایت کی ہے۔ بدعتی کی تعظیم سے سنت کی توہین ہوگی اور سنت ہی سے اسلام کی قوت ہے وہ جاتی رہے گی تو اسلام بھی ختم ہو جائے گا اور اسی طرح اگر تعظیم سنت کی تعظیم کی جائے گی تو دین قائم ہوگا۔



۱۸۰۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ تَعَلَّقَ كِتَابَ اللَّهِ تَمَرًا تَبِعَ مَا فِيهِ هَذَا اللَّهُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الدُّنْيَا وَوَقَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سُوءَ الْحِسَابِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ مَنِ افْتَدَى بِكِتَابِ اللَّهِ لَا يَضِلُّ فِي الدُّنْيَا وَلَا يَشْقَى فِي الْآخِرَةِ تَمَرًا تَلَاهُ فِيهِ هَذِهِ الْآيَةُ فَمَنِ اتَّبَعَ هَذَا أَى فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى رَوَاهُ سَائِرُ الرِّجَالِ.

۱۸۱۔ وَعَنْ حَسَّانَ قَالَ مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بَدْعَةً فِي ذِيْنِهِمْ إِلَّا نَزَعَهُ اللَّهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يَبْعُدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

۱۸۲۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ضَرَبَ اللَّهُ مِثْلًا صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا وَعَنْ جَبْنَى الصِّرَاطِ سُورًا إِنْ فِيهِمَا أَبُوَابٌ مُفْتَحَةٌ وَعَلَى الْأَبْوَابِ سُورٌ مُرْخَاةٌ عِنْدَ رَأْسِ الصِّرَاطِ ذَا عِيقُولٍ مُسْتَقِيمًا وَعَلَى الصِّرَاطِ وَلَا تَعُوْجُوا أَوْ فَوْقَ

۱۸۰۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ جو آدمی قرآن پڑھے۔ پھر اس کی پیروی کرے۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں اسے گمراہی سے نجات دے گا اور قیامت کے دن حساب کی تکلیف سے بچائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ جو شخص کتاب اللہ کی اقتداء کرے۔ وہ دنیا میں گمراہ نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی آخرت میں اسے بد نصیبی سے سابقہ پڑے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی کہ تَمَرًا تَبِعَ مَا فِيهِ هَذَا اللَّهُ مِنَ الصَّلَاةِ وَلَا يَضِلُّ فِي الدُّنْيَا وَلَا يَشْقَى فِي الْآخِرَةِ تَمَرًا تَلَاهُ فِيهِ هَذِهِ الْآيَةُ فَمَنِ اتَّبَعَ هَذَا أَى فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى۔ (ذریعہ)

۱۸۱۔ حسان فرماتے ہیں جو قوم بدعت ایجاد کرے اسی قدر سنت ان سے پھین لی جاتی ہے پھر قیامت تک وہ سنت ان میں واپس نہیں کی جاتی (دارمی)

۱۸۲۔ ابن مسعود فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے صراط مستقیم کی مثال بیان فرمائی۔ کہ اس کے دونوں طرف دو دیواریں ہیں۔ جن میں کھلے ہوئے دروازے ہیں۔ ان دروازوں پر پورے لٹکے ہوئے ہیں۔ اور سیدھے راہ کے سر پہ ایک داعی ہے۔ جو کہہ رہا ہے سیدھے چلو۔ اور ٹیڑھے مت چلو۔ اور اس داعی کے اوپر ایک اور داعی ہے۔ جب کوئی آدمی ان دروازوں کو کھولنے کا ارادہ کرے۔ اسے کتاب اللہ کی اقتداء گمراہی سے بچاتی ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور طبرانی نے اوسط اور کبیر دونوں میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو اعتقادات اور عبادات میں اللہ کی کتاب کی پیروی کرے گا وہ گمراہی میں نہیں پڑے گا اور جو گمراہ نہ ہوگا وہ بدعت پر نہ پڑے گا اور جو بدعت پر ہوگا وہ برے حساب سے محفوظ رہے گا۔

۱۸۲۔ بدعتی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ اس حدیث کو احمد، طبرانی اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے جب سنت کی خلاف ورزی ہوگی تو بدعت بنے گی۔ بدعت آئے گی تو سنت اکھڑے گی۔ جب درخت بڑوں سمیت ایک دفعہ اکھڑ جائے تو پھر اپنی جگہ پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔

ذَلِكَ دَاعٍ يَدْعُو كَمَا هُمْ عِبَادٌ أَنْ يَفْتَحَ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ قَالَ وَيَحْكُ لَا تَفْتَحَهُ  
فَأَنَّكَ إِنْ تَفْتَحَهُ تَلَجَّهُ ثُمَّ فَتَرَهُ فَأَخْبَرَ أَنَّ الصِّرَاطَ هُوَ الْإِسْلَامُ وَإِنَّ الْأَبْوَابَ الْمَفْتَحَةَ  
مَحَارِمُ اللَّهِ وَإِنَّ السُّنُورَ الْمُرْحَاةَ حُدُودُ اللَّهِ وَإِنَّ الدَّاعِيَ عَلَى مَرَأْسِ الصِّرَاطِ وَهُوَ الْقُرْآنُ  
وَإِنَّ الدَّاعِيَ مِنْ فَوْقِهِ هُوَ دَاعِي اللَّهِ فِي قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ رَوَاهُ سَازِينُ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي  
شُعَبِ الْإِيمَانِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَعَانَ وَكَذَلِكَ التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ أَخْصَرَ مِنْهُ -

۱۸۳-۱۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَنْ كَانَ مُسْتَنًا فَلَيْسَتْ بِيَمَنِ قَدَمَاتُ فَإِنَّ الْحَيَّ مَا  
تَوَمَّنَ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ أَوْلَيْكَ أَحْبَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَ  
أَبْدَهَا قُلُوبًا وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقْلَبَهَا تَكْلُفًا إِخْتَارَهُمُ اللَّهُ رِصْحِيَّةَ نَبِيِّهِ وَإِقَامَةَ دِينِهِ  
فَاعْرِضُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَى أَثَرِهِمْ وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَ

وہ کہتا ہے۔ تم پر افسوس ہے۔ اسے مت کھولو۔ تم نے اسے کھولا۔ تو اس میں داخل ہو جاؤ گے۔ پھر اس مثال کی تشریح  
فرمائی۔ فرمایا سیدھا راستہ تو اسلام ہے۔ رکھلے ہوئے دوازے اللہ کے حرام میں ادرائے ہوئے پردے اللہ کی حدیں ہیں۔  
راستہ کے سر پر داعی قرآن ہے۔ اور اس کے اوپر ہر مومن کے دل میں اللہ کا داعی ہے۔ زین۔ احمد۔ شعب الایمان بیہقی  
نواس بن سمان سے اور ترمذی نے اسی سے مگر وہ مختصر ہے۔

۱۸۳-۱۔ ابن مسعود فرماتے ہیں جو شخص کسی کی راہ پر چلنا چاہے۔ اسے ان لوگوں کی پیروی کرنا چاہئے۔ جو فوت ہو چکے کیونکہ  
زندہ فتنے سے محفوظ نہیں۔ اور وہ لوگ آنحضرت کے صحابہ ہیں وہ اس امت میں سب سے افضل تھے۔ ان کے دل نیک تھے۔  
ان کا علم بہت عمیق تھا۔ ان میں تکلفات بہت کم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی رفاقت کیلئے نہیں پسند فرمایا۔ اور دین کی اقامت  
کے لیے ان کی نفسیہ کوجھو۔ ان کے آثار کی پیروی کرو۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ ان کے عادات اور اخلاق کو مضبوط پکڑو۔ وہ

۱۔ ضمیر کی ملامت بھی خدا کی طرف سے ہے :- اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور اسے سنائی  
نے بھی روایت کیا ہے۔ حدود اللہ سے احکام الہی مراد ہیں اور یہی پردے ہیں۔ جب یہ پردے اٹھ جائیں تو آدمی حرام میں داخل ہو جائے  
گا۔ مومن کے دل میں۔ اللہ کا داعی ہے فرشتہ کا نیک الام ہے کہ مومن کے دل میں نیکی کی خواہش پیدا کرتا ہے اور فرشتہ کے الام کو قرآن کی  
دعوت سے اس لیے مقدم رکھا ہے کہ قرآن مجید سے تو اس آدمی کو ہدایت نصیب ہوگی جو اس کو دیکھے یا سنے گا اور اگر کوئی آدمی اس کی طرف  
توجہ ہی نہ کرے گا۔ تو قرآن مجید سے اس کو کب ہدایت نصیب ہوگی اور فرشتہ کا الام دل میں نیکی کی رغبت پیدا کرتا ہے اور رغبت کے بعد قرآن  
کی جانب توجہ منڈول ہوتی ہے۔



فَاتَّبَعْتُمُوهَا وَتَرَكَتُمُونِي لِضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَابِ السَّبِيلِ وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَأَدَمًا لَكَ نُبُوتِي لَا تَبْعَنِي  
مَا وَاهُ الدَّارِمِيُّ.

۱۸۵۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامِي لَا يُنْسَخُ كَلَامُ اللَّهِ وَ  
كَلَامُ اللَّهِ يُنْسَخُ بِبَعْضِهِ بَعْضًا.

۱۸۶۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَادِيثَنَا يُنْسَخُ  
بِبَعْضِهَا بَعْضًا كَنَسَخِ الْقُرْآنِ.

۸۷۔ رُبِعُنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْحُشَيْنِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ

اور میری نبوت کا زمانہ پالیتے۔ تو میری ہی اطاعت فرماتے۔ دارمی۔

۱۸۵۔ اور انہی سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا کلام میرے  
کلام کو منسوخ کر سکتا ہے۔ اور اللہ کے کلام کا بعض بعض کو منسوخ کر دیتا ہے۔

۱۸۶۔ ابن عمر فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ ہماری باتیں بعض بعض کو قرآن کی طرح منسوخ کر سکتی ہیں

۱۸۷۔ ابو ثعلبہ حشینی سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں معین فرمائے۔ انہیں ضائع نہ ہونے دو اور

۱۔ اطاعت رسول کے بغیر نجات نہیں؛۔ اس حدیث کو ابن حبان اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت  
منسوخ ہو گئی ان کی نبوت کا زمانہ ختم ہو چکا ان کی کتاب میں تحریف اور تبدیلی کر دی گئی۔ ایسی صورت میں آج اگر موسیٰ علیہ السلام خود بھی ہوں تو اب  
کو بھی آنحضرت کی پیروی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ ایک آدمی کسی زمانہ میں گوند زرہ چکا ہو اور اب دوسرا گوند زرہ مقرر ہو  
تو سابقہ گوند زرہ ایک شہری کی حیثیت رکھتا ہے وہ موجودہ گوند زرہ کی اگر نافرمانی کرے گا تو قانون اس کا بھی محاسبہ کرے گا اور قانون اور  
سادی طاقت موجودہ گوند زرہ کی حمایت کریں گے۔

۲۔ نسخ کی اقسام؛۔ نسخ کے معنی ہیں احکام میں تبدیلی۔ یعنی بعض مصلحتوں کی بنا پر حکم میں تبدیلی کر دینا اس کو ایک مثال سے سمجھو ایک  
مریض کے لیے جیکم نے ایک نسخہ تجویز کر کے علاج شروع کیا جائے مریض کی حالت تبدیل ہوتی تو نسخہ میں بھی تبدیلی کر دی گئی۔ اسی طرح قوموں کے  
حالات سے احکام میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ نسخ چار طرح پر ہے قرآن کی آیت سے آیت کا منسوخ ہونا۔ حدیث کا حدیث سے نسخ قرآن  
کا حدیث سے نسخ اور قرآن سے حدیث کا نسخ۔ اس میں سے تیسری صورت منع ہے باقی سب جائز ہیں۔

۳۔ حدیث آپس میں نسخ و منسوخ ہو سکتی ہے؛۔ سند کے لحاظ سے یہ حدیث اور اوپر کی حدیث دونوں ضعیف ہیں۔ احتجاج  
کے لائق نہیں۔ پہلی کی سند میں جبرون بن واقد افریقی ہے اور وہ حدیثیں وضع کرنے میں مشہور ہے اور اس حدیث کی سند میں محمد بن حارث  
اشعانی ضعیف راوی ہے۔

فَرَضَ فَرَايَضَ فَلَا تَضِيْعُوهَا وَحَزَمَ حَزْمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوَهَا وَحَدَّ حَدًّا وَدَا فَلَا تَعْتَدُوَهَا  
وَسَكَتَ عَنِ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْبَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا رَوَى الْأَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ وَاللَّارِقُطْنِيَّ

کچھ چیزیں حرام فرمائیں۔ ان کے قریب مت جاؤ۔ اور کچھ حدیں مقرر فرمائیں۔ ان سے آگے مت گذرو۔ بعض چیزوں کے متعلق سکوت فرمایا۔ لیکن بھولا نہیں۔ ان کے متعلق بحث مت کرو (تینوں احادیث دارقطنی نے روایت کیں)۔



۱

۱۔ الجھاؤ سے پرہیز کرنا چاہئے۔۔ نوذوی نے اربعین میں کہا یہ حدیث سن صحیح ہے اس کے علاوہ اس کو دارقطنی، طبرانی، ابونعیم، بیہقی، ترمذی اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔ حاصل معنی یہ ہے کہ جو واقعات نہ ہوتے ہوں ان کے متعلق خواہ خواہ سوال کرتے رہنا اور جس چیز سے خاموشی اختیار کی گئی ہے اس میں بحث کرنا دونوں چیزوں کا انجام عدم اطاعت ہے اور اس اختلاف کی طرف لے جاتا ہے جو ہلک کر دینے والا ہے حق یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔

# کِتَابُ الْعِلْمِ

## الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۸۸. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوا عَنِّي وَكَوَايِبَهُ وَحَدِيثُوا عَنِّي بِنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ مِنْ كَذَابٍ عَلَيَّ مُنْعَمًا أَفَلَيْتَبْتُمْ مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۸۹. وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَالْمِغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُبْرِي أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَافِرِينَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

## علم کے بیان میں

### پہلی فصل

۱۸۸- عبد اللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میری طرف سے ایک آیت بھی ملے تو اسے آگے پہنچاؤ اور بنی اسرائیل سے حدیث بیان کرو اس میں کچھ حرج نہیں اور جو شخص جان کر جھوٹ بولے اسے اپنی جگہ آگ میں سمجھنی چاہئے (بخاری)

۱۸۹- سمرہ بن جندب اور میغرہ بن شعبہ سے مروی ہے۔ ان دونوں نے کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جو مجھ سے حدیث بیان کرے اور اسے معلوم ہو۔ کہ یہ جھوٹ ہے۔ وہ جھوٹوں سے ایک ہے۔ مسلم۔

۱۹۰- رسول اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا کفر ہے۔ اس حدیث کو امام احمد، نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے بنی اسرائیل کے تاریخی واقعات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ ان سے کسی امر یا نہی کا تعلق نہیں البتہ احکام و امر دلو ابی ان سے نقل کرنا صحیح ہے کیونکہ وہ شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنا بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا کافر ہے خواہ وہ کہ آنحضرتؐ کی مخالفت میں جھوٹ بولے یا ان کی موافقت میں مثلاً بعض لوگ کہتے ہیں کہ عبادت کی ترغیب دینے کے لیے اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے لیا جائے تو کیا حرج ہے۔ یہ بھی بالکل غلط ہے یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔

۱۹۱- حدیث کی حفاظت کا انتظام۔ اس حدیث کو احمد ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ایک جھوٹا۔ تو وہ ہے جس نے جھوٹ بنایا اور دوسرا جھوٹا وہ ہے جو اس کو جھوٹ جانتے ہوئے بھی اس کو بیان کرتا ہے اور جب جھوٹ کا ظن نہ ہو (داتی بر صغداً مشدہ)

۱۹۰۔ وَعَنْ مَعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا فَايِسُ وَاللَّهُ يُعْطِي مَتْنَفِقًا عَلَيْهِ۔  
 ۱۹۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّاسُ مَعَادُونَ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خَيْرٌ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خَيْرٌ لَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُّهُوا رِوَاةٌ مُسَلَّكَةٌ۔

۱۹۰۔ معاویہؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے۔ میں (علم) تقسیم کرتا ہوں۔ اللہ دیتا ہے۔ بخاری مسلم۔  
 ۱۹۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ انسانی (طبائع) کان کی طرح ہیں۔ جس طرح سونا اور چاندی جو لوگ کفر میں اچھے تھے۔ وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں۔ جب وہ دین میں تفقہ پیدا کریں۔ مسلم

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ تو اس میں کوئی حرج نہیں اور شریعت ہی کی حفاظت کے لیے محدثین رحمہم اللہ نے سند کو لازمی قرار دیا اور احادیث کی سندوں پر سخت تنقید فرمائی اور فرمایا محدثین نے کہ سند دین سے ہے۔  
 (حاشیہ صفحہ ۱۹۱)

۱۹۔ محدثین سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں۔ اس حدیث کو احمد، ابن ماجہ۔ ابویعلیٰ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہاں فقہ سے مراد حدیث ہے اور فقیہ سے مراد حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی اسلام کے قواعد نہ سیکھے وہ بھلائیوں سے محروم رہتا ہے اور حدیث میں یہ بھی دلالت ہے کہ تفقہ فی الدین کسی چیز نہیں بلکہ یہ اس آدمی کو ملتی ہے جس کا سینہ اللہ تعالیٰ کھول دیں۔ چنانچہ طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کبیر میں روایت کیا ہے یہ امت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے جو ان کی مخالفت کرے گا وہ ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تفقہ فی الدین قیامت تک باقی رہے گا۔ یعنی اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوگا۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھ لکھا ہے۔

۲۰۔ گادریٹن تئین اور جمع دونوں طرح مودی ہے۔ تشبیہ ہو تو اس سے مراد مسیلمہ کذاب اور اسود غنوی میں ان دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ یعنی وہ بھی ان دو جھوٹوں جیسا ہی ہے اور اگر جمع کا صیغہ ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ وہ دنیا کے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے (اسم)

۲۱۔ لوگوں کے اخلاق مختلف ہوتے ہیں۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ جس طرح پہاڑوں کی کامیں مختلف ہوتی ہیں کہیں سونے چاندی اور میرے جو اہرات کی کانیں ہوتی ہیں اور کہیں اپنی دھاتوں کی کانیں نکلتی ہیں اسی طرح لوگوں میں اخلاق پیدا ہونے لگتی ہیں۔ بعض کے اخلاق نہایت قیمتی ہوتے ہیں اور بعض کے بڑی گھٹیا قسم کے۔ اچھے اخلاق والے بھی دین کی سمجھ کے بغیر اعلیٰ شرف حاصل نہیں کر سکتے جیسا کہ میرے بھی تراش تراش کے بعد ہی قیمت پاتے ہیں۔ علم اخلاق کو صاف کرتا ہے

۱۹۲:- وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدًا إِلَّا فِي ثَنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَطَهُ عَلَى هَلْكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَفْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا مَنْتَفِعٌ عَلَيْهِ.

۱۹۳:- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلٍ كَرِهَ اللَّهُ مَبَادِعَهُ يَدْعُو لَهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۹۴:- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَفَسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً

۱۹۲- ابن مسعود فرماتے ہیں۔ رشک کرنا دو باتوں میں درست ہے۔ ۱۔ ایک آدمی کو اللہ نے مال دیا۔ اور حق کی راہ میں اس مال کو خرچ کرنے کی اسے توفیق دی۔ ۲۔ ایک آدمی کو اللہ نے حکمت و دانش (عطا فرمائی۔ وہ اس کی روشنی میں فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔ بخاری مسلم۔

۱۹۳- ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب انسان مرتا ہے۔ اس کے عمل اس سے قطع ہو جاتے ہیں۔ مگر تین عمل جاری رہتے ہیں۔ ۱۔ صدقہ جاریہ ۲۔ علم جس سے استفادہ کیا جائے ۳۔ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ مسلم۔

۱۹۴- ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص کسی مسلمان سے کوئی تکلیف دور کرے۔ اللہ تعالیٰ اس سے قیامت

دبقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اور جلا منتہا ہے جسے کہ اچھی دعائیں بھی بھی میں ڈالنے سے پہلے میل کچیل سے آلودہ ہوتی ہے اور پاک و صاف ہو کر

(حاشیہ صفحہ نمبر ۱)

استعمال کے قابل ہوتی ہیں اور قیمت باقی ہیں۔

۱۔ حسد اور رشک کے معنی کا فرق ہے۔ اس حدیث کو نسائی، ابن ماجہ ترمذی اور ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے یہاں حسد سے مراد غبطہ ہے جس کا دوسرا نام رشک ہے۔ حسد یہ ہے کہ آدمی کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر جل جائے اور آرزو کرے کہ اس کے پاس یہ نعمت نہ رہے یہ منع ہے۔ غبطہ یہ ہے کہ کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھے تو یہ کہے کہ کاش مجھے بھی یہ نعمت ملے اور یہ جائز ہے۔

۲۔ عالم کی فیصلت ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی اور بخاری نے ادب المفرد میں روایت کیا ہے۔ آدمی کے موت سے عمل منقطع ہو گئے اور ثواب بھی ختم ہو گیا کیونکہ جب تک کتا تھا یا تاقاب نہیں کرتا تو نہیں بانٹے گا۔ مگر یہ تین طرح کے کام جیسے کوئی سرائے بنا جائے۔ ہسپتال یا مدرسہ یا مسجد بنائے یہ مالی صدقہ جاریہ ہے یا پھر کوئی تصنیف کر جائے جس سے لوگ علم دین حاصل کریں یا کسی کو دین کا علم پڑھا جائے جب تک اس کے علم سے دنیا والوں کو فائدہ پہنچے گا اس کو ثواب ملتا ہے گا۔ یا پھر نیک اولاد چھوڑ جائے جو اس کے لیے نیک دعا کرے یہ عمل تربیت ہے۔



مَنْ كَرِهَ الدُّنْيَا نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كَرْبَةً مِّنْ كَرْبٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسْرَعْ عَلَىٰ مَعْسِرٍ يَتَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِّنَ بَيْتِ اللَّهِ يُتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَادَرَسُونَ بَيْنَهُمْ إِلَّا أَنْزَلْتُ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةَ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَقَّقْتُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةَ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۹۵:- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اسْتَشْهَدَا فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَفَتْهُ نِعْمَتُهُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتَشْهَدَاتُ قَالَ كَتَبْتُ وَلِكِتَابِكَ قَاتَلْتُ لِأَنَّ يُقَالُ جَرِيٌّ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أَمْرًا بِهِ فَصَحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى الْبُقْعَى فِي النَّارِ وَرَجُلًا تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَفَتْهُ

کی تکلیفیں دور کرے گا۔ جو شخص کسی تنگدست کے لیے آسانی میا کر دے۔ اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں اس کے بدلے سورتیں فراہم فرمائیں گے۔ جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ انسان کی مدد فرماتا ہے۔ جب تک انسان اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے۔ جو کسی راستہ میں علم کی تلاش کے لیے نکلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔ جب تک کوئی قوم کسی اللہ کے گھر میں اللہ کی کتاب کے درس اور تلاوت کے لئے جمع ہوتی ہے۔ ان پر تسکین نازل ہوتی ہے۔ رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے قریبی فرشتوں میں فرماتے ہیں۔ اور جس کے عمل ویہ کریرں گے۔ نسب اس کی اعانت میں جلدی نہیں کر سکے گی۔ (مسلم)

۱۹۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے شہید کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا پتہ دے گا۔ جو اس پر دنیا میں فرمائی گئی تھیں۔ وہ ان نعمتوں کو چھانے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم نے کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا۔ میں تمہاری راہ میں اس قدر لڑا کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم غلط کہتے ہو تم اس لیے لڑے۔ کہ لوگ تمہیں ہمارے کہیں۔ سو کہہ دیا گیا۔ پھر حکم کیا جائے گا۔ اسے منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر

اسے طلب علم کی ترغیب :- اس حدیث کو ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں مسلمانوں کی حاجتیں پورے کرنے کی فضیلت اور علم، مال اور معاشرت سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے اور طلب علم میں چلنے اور تلاوت قرآن کے لیے مجاہد میں اٹھے ہونے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جس کے عمل ناقص ہوں گے اس کو نسب کا شرف فائدہ نہ دے سکے گا۔

نِعْمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ  
 قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ إِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئِي  
 فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أَمْرٌ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى الْبَقِيَ فِي النَّارِ وَمَا جِلَّ وَسِعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ  
 مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُتَيْبَةَ فَأَتَى بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَكَ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا  
 تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا إِنَّكَ كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ  
 هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أَمْرٌ بِهِ فَسُحِبَ بِهِ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ الْبَقِيَ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ  
 ۱۹۶ :- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا  
 يَقْبِضُ الْعِلْمَ لِيَنْزِعَهُ عَنِ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى  
 إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جَهًا لَا فُسَيْلًا فَافْتَوُوا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَ

جس آدمی نے علم پڑھا۔ اور پڑھایا۔ اور قرآن پڑھا۔ اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا پتہ دے گا۔ اور پچانے  
 گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا میں نے علم پڑھا۔ اور پڑھایا۔ اور تیسری راہ میں قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا  
 تم نے غلط کیا۔ تم نے اس لئے پڑھا کہ تمہیں عالم کہا جائے۔ اور تم نے قرآن اس لئے پڑھا۔ کہ تمہیں فلاحی کہا جائے۔ اور  
 یہ تمہیں کہہ دیا گیا۔ پھر حکم کیا جائے گا۔ اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ  
 نے وسعت دی۔ اسے مختلف اقسام کے تمام مال عنایت کیے گئے۔ اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں جٹلائے گا۔ اور انہیں  
 پچانے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ تم نے ان نعمتوں میں کیا کام کیا۔ وہ کہے گا میں نے ان تمام راہوں میں خرچ کیا۔ جن میں خرچ  
 کرنا آپ کو پسند تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم غلط کہتے ہو۔ تم نے اس لئے خرچ کیا کہ لوگ تمہیں سخی کہیں سو کہا گیا۔ پھر حکم ہو گا۔  
 اور منہ کے بل کھینچ کر اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ مسلم۔

۱۹۶۔ عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ علم بندوں کے سینوں سے نہیں کھینچے گا۔ مگر علماء کی موت سے قبض  
 فرمائے گا۔ یہاں تک کہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا۔ تو لوگ جہاد کو اپنا رئیس بنائیں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا۔ وہ علم کے بغیر

لے لیا کاری کا عمل کیوں قبول نہیں :- اس حدیث کو ترمذی ابن حبان نسائی اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا

ہے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عمل خواہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو جب تک اس میں نیت کا اخلاص نہ ہو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ قبول نہیں ہوتا  
 نمود و نمائش سے عمل ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک آدمی اگر زید کے گھر جا کر اس کا کوئی کام کرے تو اجرت بھی وہیں سے اسے  
 لینی چاہئے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کام تو زید کا کرے اور اجرت عمو سے مانگے اسی طرح جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے کام کیا وہ تو اللہ تعالیٰ سے مزدور کا  
 پانے کا حقدار ہے اور جس نے کام تو کیا ہو دنیا کو خوش کرنے کے لیے اور آفرین حاصل کرنے کے لیے لیکن ثواب کی (باقی بر صفحہ آئندہ)

أَصْبَحْنَا مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ.

۱۹۷۔ وَعَنْ شَقِيقِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ يَدُكِرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ تُوَدِّتُ أَنْتَ ذَكَرْتَ تَنَا فِي كُلِّ يَوْمٍ قَالَ أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذَلِكَ إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَمْكُرُ وَإِنِّي أَنْخَوْلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْخَوْلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّامَةِ عَلَيْنَا مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ.

فقوی دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے۔ اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ بخاری مسلم۔

۱۹۷۔ شقیق فرماتے ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود ہر جمعرات کو وعظ کیا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے کہا اے ابو عبد الرحمن میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ ہمیں روزانہ وعظ فرمایا کریں۔ فرمایا مجھے اس سے یہی امر مانع ہے کہ میں آپ کو اتنا دوں۔ میں وعظ و نصیحت سے آپ کی خبر گیری کرتا ہوں جس طرح آنحضرت ہمارے خبر گیری فرمایا کرتے تھے اس خطرہ سے کہ ہم اتنا نہ جائیں (بخاری مسلم)۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ توقع اللہ تعالیٰ سے رکھے تو یہ بالکل باطل ہے اللہ تعالیٰ ایسے عمل سے دستبردار ہو جلتے ہیں جس سے خدا تعالیٰ اور بندوں دونوں کو خوش کرنا مقصود ہو۔ قرآن پاک میں ہے وَمَا أَمْرٌ إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ (حاشیہ صفحہ ۱۸۱) لے جہلا کا برسر اقتدار آنا علامت قیامت ہے۔ اس حدیث کو ترمذی۔ ابن ماجہ۔ نسائی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد مجتہودواع میں فرمایا۔ آپ نے فرمایا علم کے خم ہونے سے پہلے پہلے سیکھ لو تو ایک اعزازی نے کہا کہ علم کیسے اٹھ جائے گا آپ نے فرمایا کہ علماء کے فوت ہو جانے سے۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلوں کو رئیس بنانے سے منع فرمایا ہے اور اطلاق فرمائی ہے کہ آنرز ماڈ میں جاہل لوگ برسر اقتدار ہوں گے یہاں جاہل سے مراد وہی علوم سے جاہل ہیں ورنہ عام دنیا کے علوم سے وہ واقف ہوں گے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے کہ برسر اقتدار طبقہ جیسے بڑی بڑی ڈگریاں رکھتا ہے لیکن اسلام سے بالکل ناواقف اور بے خبر ہے۔

۱۹۷۔ تبلیغ کے آداب :- اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ تبلیغ اور وعظ نہایت ضروری اور بڑی اہم چیز ہے لیکن اس کے لیے کچھ شرائط ہیں اور اسی طرح مبلغ کے لیے بھی کچھ احکام فرمائے ہیں۔ مبلغ کے لیے یہ احکام ہیں کہ تبلیغ کے وقت نہایت عقلمندی سے کام لے چھٹا ہوا انداز اختیار نہ کرے اور پیرایہ بیان دلنشین ہو نہایت ہی اچھی مثالیں اور واقعات پیش کر کے معنوں کو واضح کرے اور اگر کوئی منکر یا مخالفت سامنے ہو اور بحث مباحثہ کی ضرورت پیش آجائے تو ایسا طریق اختیار کرے کہ مقابل اس کی باتوں کو سننے اور قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ ان تمام باتوں کے ..... باوجود اگر کبھی خدا نخواستہ تبلیغ کے موقع پر مخالفوں کی طرف سے کچھ تکلیف پہنچے تو صبر کرے اور لوگوں کو ہر وقت مالوس کرنے کی کوشش کرے متفرق نہ کرے۔

وعظ اور نصیحت کے لیے یہ شرائط ہیں کہ جگہ اور موقع محل کو دیکھا جائے۔ مثلاً بازار میں کھڑے ہو کر آنے جانے والوں کو وعظ سنانا بجا اور بے محل ہے اور پھر جس طرح کا وقت ہو اس کے مطابق وعظ کیا جائے۔ مثلاً شادی اور بیاہ کے موقع پر کفن و دفن (باقی بر صفحہ آئندہ)۔

۱۹۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تَنْفَسَ عَنْهُ وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ  
 ۱۹۹۔ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ أُبْدِيَ لِي فَأَحْمِلُنِي فَقَالَ مَا عِنْدِي فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَذْكَهُ عَلَى مَنْ يَحْمِلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۰۰۔ وَعَنْ جَدْرِ قَالَ كُنَّا فِي صَدَارِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۹۸۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ جب گفتگو (وعظ وغیرہ) فرماتے۔ تو ایک بات تین دفعہ دہراتے۔ تاکہ آپ کی بات سمجھ لی جائے۔ اور جب کسی کے پاس آتے۔ تو تین دفعہ سلام کہتے۔ (بخاری)  
 ۱۹۹۔ ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی آنحضرتؐ کے پاس آیا۔ اور کہہ کر میری سواری بے کار ہو گئی ہے۔ آپ مجھے سواری عنایت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا۔ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں۔ ایک آدمی نے کہا۔ حضرت میں ایسے آدمی کا پتہ دیتا ہوں جو اس سواری دے دے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جو شخص کسی بھلائی کا پتہ دے۔ اسے اتنا ہی اجر ملتا ہے۔ جس قدر بھلائی کرنے والے کو ملتا ہے۔ (مسلم)

۲۰۰۔ جریرؓ فرماتے ہیں۔ ہم شروع دن میں آنحضرتؐ کے پاس تھے۔ ایک قوم آئی۔ ننگے بدن پر کھل یا عبا پہنے ہوئے تھے۔ گلے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے مسائل بیان کرنے لگے تو یہ بالکل بے جا ہے اس وقت شادی کے متعلق احکام بیان کیے جائیں غم کے وقت غم سے متعلق احکام بتائے جائیں۔ پھر جب لوگ وعظ سننے پر آمادہ ہوں تب ان کو وعظ سنایا جائے اور یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ طبیعتیں آنا د جائیں۔ زیادہ دیر تک وعظ نہ کہے اور ہر وقت یا ہر روز وعظ نہ کہے۔ (حاشیہ صفحہ پہلا)

۱۔ رسول اللہؐ کے وعظ کا طریقہ:- اس حدیث کو احمد، ترمذی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وعظ کے ہر جملہ کو تین تین مرتبہ بیان نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ جہاں کچھ اہرام یا اشکال ہوتا تو واضح کرنے کے لیے دہرا دیا کرتے تھے۔ تین بار سلام کا مطلب یہ ہے کہ پہلا سلام اجازت کے لیے ہوتا۔ دوسرا داخلہ کے لیے اور تیسرا واپسی کے لیے اور اگر کوئی آواز نہ آتی تو تین بار سلام کہہ کر واپس آجاتے یعنی تین بار آواز نہ دی سلام کہہ دیا جس میں دعا بھی ہو گئی اور طلب اذان بھی

۲۔ نیکی کا راستہ بتانے والے کا اجر:- اس حدیث کو احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن حبان اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں بھلائی پر کسی کو آمادہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور فرمایا کہ ترغیب دینے والے کو کام کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔ کیونکہ اس عمل کے وقوع میں وہ آدمی شریک ہیں ایک تو آمادہ کرنے والا اور دوسرا کام کرنے والا۔

فَجَاءَهُ قَوْمٌ مَعْرَاةٌ مُجْتَنِبِي النَّسَارِ وَالْعَبَائِ مُتَّقِلِي السُّيُوفِ عَاثَمُهُمْ مِنْ مُضَرِّبِ كُلِّهِمْ  
 مِنْ مُضَرٍّ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ مَا سُئِلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا آوَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَنَادَى  
 ثُمَّ خَرَجَ فَأَمْرٌ بِلَا فَاذَنْ وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ  
 الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ إِلَى آخِرِ الْآيَاتِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا وَالآيَةُ الَّتِي  
 فِي الْحَشْرِ اتَّقُوا اللَّهَ وَكَلِمَاتُ اللَّهِ وَمَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ تَصَدَّقِي رَجُلٌ مِنْ دِيْنَارِهِ مِنْ ذُرْهِيمٍ  
 مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعٍ مَبْرَةٍ مِنْ صَاعٍ تَمْرَةٍ حَتَّى قَالَ وَكُوِبَشِقِ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ  
 الْأَنْصَارِ بِبَصْرَةٍ كَادَتْ كَفَّهُ فَعَجَزَ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ ثُمَّ تَابَعَ النَّاسُ حَتَّى مَا آيَتْ

میں تلواریں لٹکائے ہوئے تھے۔ اکثر بلکہ سب ہی قبیلہ مُضَر کے تھے۔ ان کی فاقہ کشی سے آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ آپ  
 گھر سے باہر تشریف لائے۔ پھر بلال کو حکم دیا۔ انہوں نے اذان و اقامت کہی۔ اور آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ دیا۔ پھر فرمایا  
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا  
 الْآيَةُ دے لوگو اللہ سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اسی جنس سے عورتوں کو پیدا کیا، اور سورہ حشر کی آیت  
 اتَّقُوا اللَّهَ وَكَلِمَاتُ اللَّهِ وَمَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ - اللہ سے ڈرو۔ اور ہر آدمی سوچے کہ اس نے کل کیلئے  
 کیا کیا، لوگوں نے درہم و دینار کیڑے اور گندم اور کھجوروں کا صدقہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کھجور کے ٹکڑے کا صدقہ کرو۔ ایک انصاری  
 ایک تھیل اٹھا کر لایا۔ جس کے اٹھانے سے اس کے ہاتھ کوزہ دھو رہے تھے۔ پھر لوگ پیسے لانے لگے۔ یہاں تک کہ میں نے  
 لے مسنون کام کی ترغیب کا ثواب ہے بدعت کا نہیں۔۔ اس حدیث کو نسائی۔ ابن ماجہ، ترمذی اور طبرانی نے بھی روایت  
 کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اچھی باتوں کے لیے لوگوں کو ترغیب دینے کا اتنا بڑا اجر ملتا ہے کہ پھر جتنے بھی لوگ اس پر عمل کریں گے  
 ان سب کے برابر اس اکیلے کو ثواب ملے گا۔ لیکن یہ ثواب ان چیزوں میں ملے گا جن کی اصل کتاب و سنت میں موجود ہو اور صرف  
 وہی باتیں اچھی ہیں باقی سب چیزیں بری ہیں خواہ بظاہر ان کی شکل و صورت کتنی ہی خوشنما کیوں نہ ہو کیونکہ وہی تو بدعت کہلاتی ہیں  
 ان میں اجر تو کجا الثابو جھ ہے۔ ان لوگوں کا افلاس اور تنگ دستی دیکھ کر آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اس کے دو سبب تھے ایک  
 تو آپ رحمتہ للعالمین تھے۔ طبعاً ہر آدمی کے درد سے آپ تڑپ اٹھتے اور دوسرا سبب یہ تھا کہ مُضَر کی قبائل آپ کے دور کے رشتہ دار  
 بھی تھے۔ پہلے تو اپنے گھروں میں پیغام بھیجا جب وہاں سے کوئی چیز نہ مل سکی تو نماز ظہر کا وقت ہو رہا تھا۔ حضرت بلال کو حکم دیا کہ  
 اذان کہیں۔ جب آدمی اٹھے ہو گئے تو نماز کے بعد ان سے صدقہ کی اپیل کی۔ سورہ نساء کی آیت پڑھی اور بتایا کہ نبی آدم ہونے کے  
 لحاظ سے یہ بھی آپ کے بھائی ہیں ان کی امداد کرو اور پھر جب انصاری نے صدقہ میں پیل کی تو بتایا کہ اب جتنے لوگ بھی صدقہ لاتے  
 جائیں گے اس انصاری کو سب کے برابر اجر ملتا جائے گا۔ اور اب اسی حساب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (باقی بر صفحہ آئندہ)

كُومِيْنَ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ  
مِنْهَا هَبَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَنَةِ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةٌ حَسَنَةٌ فَلَهُ أَجْرُهَا  
وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَضَ مِنْ أَجْوَابِ هَرَشِيٍّ وَمَنْ سَنَّ فِي  
الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وَزْمَرُهَا وَوَزْمَرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ  
يُنْقَضَ مِنْ أَوْزَارِ هَرَشِيٍّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۰۱۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسًا  
ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ  
وَسَنَدٌ كَرِّحَدِيثٍ مُعَاوِيَةَ لَا يُزَالُ مِنْ أُمَّتِي فِي بَابِ ثَوَابِ هَذِهِ الْأُمَّةِ انْشَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

کھانے اور کپڑوں کے دو انبار دیکھے۔ اور میں نے دیکھا کہ آنحضرت کا چہرہ سونے کی طرح چمک رہا تھا پھر فرمایا جو آدمی اسلام میں  
اچھا طریقہ شروع کرے۔ اس کے لیے اپنا بھی اجر ہے۔ اور جو شخص اس کے بعد اس پر عمل کرے اس کا بھی اجر ہوگا۔ اس  
کے بغیر کہ کسی کے اجر سے کچھ کم کیا جائے۔ جو آدمی اسلام میں براطریقہ شروع کرے۔ اس پر اس کا گناہ بھی ہوگا۔ اور جو اس پر  
اس کے بعد عمل کرے۔ اس کا جرم بھی اسی پر اور اس کے جرم میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ مسلم۔

۲۰۱۔ ابن مسعود سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کوئی جان ظلم سے قتل کی جائے۔ تو حضرت آدم کے پہلے فرزند پر اس  
اس کے خون کا کچھ حصہ پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے پہلے قتل کی سنت ایجاد کی۔ بخاری مسلم (حضرت معاویہ کی روایت کے وہ حدیث  
عقرباب باب ثواب ہذہ الامۃ میں مرقوم ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے مرتبہ اور درجہ کا خیال کرنا چاہئے کہ اس وقت دنیا میں جو بھی خیر و برکت، نیکی و تقویٰ، شرافت و پرہیزگاری موجود  
ہے سب انہی کی بدولت ہے تو دنیا میں جتنے بھی لوگ نیک کام کر رہے ہیں ان سب کے برابر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علیحدہ اجر مل رہا ہے  
اور پھر آپ کے ذاتی اعمال ساری دنیا کے اعمال سے زائد ہیں یہی معنی ہے اس حدیث کا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں  
ساری دنیا کے برابر تونے کے بعد کہا گیا کہ اگر ساری دنیا بھی ایک پڑوسے میں رکھ دی جائے اور دوسرے پڑوسے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
رکھ دیا جائے تو یہی پڑوسل اور وزنی ہوں گے۔  
(حاشیہ صفحہ ۲۰۱)

لے آدم کے دو بیٹوں میں قتل کا واقعہ، اس حدیث کو زہدی نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت آدم  
علیہ السلام کے ہاں جب بھی ولادت ہوتی تو جوڑا بچے پیدا ہوتے ایک لڑکی اور دوسرا لڑکا۔ پہلے بطن کے بچوں کا نکاح پچھلے بطن کے بچوں  
سے ہو جاتا۔ قبیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام اقلیا تھا۔ یہ بڑی خوبصورت لڑکی تھی آدم علیہ السلام نے جب اس لڑکی کا نکاح بائیل  
سے کرنا چاہا تو بائیل نے کہا کہ میں اپنے ساتھ دلی لڑکی سے خود نکاح کروں گا۔ بائیل کو نہیں کرنے دوں گا تو آدم علیہ السلام نے فرمایا یہ میرے بیٹے  
بت رقابت اور حسد کی بنا پر قبیل نے بائیل کو قتل کر دیا۔ گویا دنیا میں یہاں تک ناسخ ایک عورت کی وجہ سے ہوا۔ اب جو بھی دنیا میں

بہتر ہے۔ اس کا گناہ بھی تاہم ہے۔ اس کا گناہ بھی تاہم ہے۔ اس کا گناہ بھی تاہم ہے۔



۲۰۳۔ وَعَنْ ابْنِ أَمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْآخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى النَّيْلَةِ فِي حُجْرِهَا وَحَتَّى الْحَوْتِ لَيُصَلُّونَ عَلَيَّ مُعْتَبِرِينَ النَّاسِ الْخَيْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ مَكْحُولٍ مُرْسَلًا وَكَمَيْدًا كَرْدِجَانٍ وَقَالَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ إِسْمًا يَخْتَصِي اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ وَسَرَدَ الْحَدِيثَ إِلَى آخِرِهِ۔

۲۰۴۔ وَعَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبِعٌ وَإِنْ رَجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ فَإِذَا آتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۲۰۳۔ ابوالامامہ باہلی فرماتے ہیں۔ آنحضرت کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک عالم تھا۔ دوسرا عابد حضرت نے فرمایا عالم کو عابد پر اس قدر فضیلت ہے۔ جیسے مجھ کو امت کے معمولی آدمی پر پھر آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور آسمان اور زمین کی تمام مخلوق اور حیوانیاں اپنے سونانوں میں اور پھیلیاں اہل علم کے لیے دعا کرتی ہیں۔ ترمذی اور دارمی کھول سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ دو آدمیوں کا ذکر نہیں اور فرمایا عالم کو عابد پر اتنی فضیلت ہے۔ جیسے مجھے تم میں سے ایک معمولی آدمی پر پھر یہ آیت پڑھی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى عِبَادِهِ الْعُلَمَاءِ اور علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔ پھر باقی حدیث کا ذکر کیا۔

۲۰۴۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ لوگ تمہارے تابع ہیں اور بہت سے مختلف اطراف سے دین کے علم کی طلب کے لئے تمہارے پاس آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں۔ تو ان کے ساتھ تم لوگ بہتر سے بہتر سلوک کرنا۔ ترمذی

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سفر کرنے کے آیا ہوں تو اس کو خوش کرنے کے لیے آنحضرت کی یہ حدیث بھی سنادی اور ممکن ہے کہ وہ یہی حدیث سننے کے لیے آیا ہو یا وہ حدیث کوئی اور ہو لیکن اس کا یہاں تذکرہ نہیں۔ پھیلیوں کا ذکر خاص طور پر کیا کیونکہ یہ زمین کی مخلوقات میں سے نہیں ہیں اس سے یہ اشارہ کرنا مقصود ہے کہ دنیا میں جو بارشیں وغیرہ برستی ہیں اور رحمت خداوندی کا نزول ہوتا ہے وہ بھی اہل حق علماء کی برکت سے ہوتا ہے (حاشیہ صفحہ ۲۵۱) اہل علمائے حق کی فضیلت :- اس حدیث کو بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے اس کو غریب حسن اور صحیح کہا ہے اور اس حدیث کا بھی وہی مطلب ہے جو پہلی حدیث کا تھا۔

اہل حدیث طلباء کی فضیلت :- اس حدیث کا معنی واضح ہے اس میں اساتذہ کو حکم دیا گیا ہے کہ دین (باقی بر صفحہ ۲۵۲)



۲۰۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ صَالَةٌ الْحَكِيمِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهِيَ أَحَقُّ بِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْفَضْلِ الرَّادِيُّ يُضَعِّفُ فِي الْحَدِيثِ.

۲۰۶۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

۲۰۷۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمَقِيدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوَاهِرِ وَاللُّؤْلُؤِ وَالذَّهَبِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ إِلَى قَوْلِهِ مُسْلِمٌ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ

۲۰۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ حکمت کی بات حکیم کی گم شدہ چیز ہے۔ جہاں اسے ملے۔ وہی اس کا مقدار ہے۔ (ترمذی) ابن ماجہ۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ ابراہیم بن فضل رادی اس میں ضعیف ہے۔

۲۰۶۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ عقل مند عالم ایک شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔ (ترمذی) ابن ماجہ۔

۲۰۷۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ علم کا طلب کرنا۔ ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اور نالائق آدمی کو علم پڑھنا ایسا ہے۔ جیسے ہیرے جو ہرات اور سونے کا پار خنزیر کے گلے میں ڈال دیا جائے۔ ابن ماجہ شعب الایمان بیہقی میں صرف لفظ مسلم

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے طالب علموں کی عزت کیا کریں اور یہ اسی طرح کا حکم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جب یہ غریب اور نادار مسلمان آپ کی خدمت میں آیا کریں تو آپ خود ان کو سلام کہا کریں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے یہ حدیث

سنت کے لحاظ سے ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی عمارہ بن جویں ضعیف ہے لیکن اسکی تائید ابن ماجہ کی حدیث سے ہو جاتی ہے اور وہ صحیح (حاشیہ صفحہ ۱۱) سے نکلے لے لو۔ اس حدیث کو ابن حبان، ابن عساکر، بزار اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے

جہاں اس کو پالے وہ اس کا زیادہ مقدار ہے، مطلب یہ ہے کہ اگر بات صحیح ہو تو یہ نہ دیکھا جائے کہ کتنے والا تغیر یا کم علم ہے اس کو ضرور لے لے اور اسی طرح اگر بات غلط ہو تو یہ نہ دیکھا جائے کہ کتنے والا بہت بڑا عالم ہے بلکہ اس کو چھوڑ دو اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی جہد کا ارتداد غلط ثابت ہو جائے تو اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔

۱۱۔ فقیر کون ہو سکتا ہے؛ اس کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ احمد اور ابن حبان میں اس کے شاہد موجود ہیں۔ عابد کی بجلی اسی کی ذات تک محدود ہے دوسرے کو اس سے کوئی فائدہ نہیں لیکن عالم کا فائدہ متحدی ہے وہ ایک دنیا کو اپنے ہمراہ لے کر جنت میں جاتا ہے

یہاں فقیر سے مراد کتاب و سنت کا عالم ہے۔ مرد و چہ فقیر مراد نہیں کیونکہ یہ فقیر تو اس وقت موجود نہ تھے۔

۱۲۔ قرآن و سنت میں تقلید کا لفظ حیوانوں کے لیے ہے؛ اگر کوئی ایک ضعیف طریق صحیح ہو جائیں (ہاتی بصفہ آئندہ)

مَتْنُهُ مَشْهُورٌ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ وَقَدْ رَوَى مِنْ أَوْجِهٍ كُلِّهَا ضَعِيفٌ.

۲۰۸:- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصَلَتْ أُنْثَى كَأَنَّهَا فِي مَنَافِقِ حُسْنٍ سَمِيَتْ وَلَا فِقْهَ فِي الدِّيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.  
۲۰۹:- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَدَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

تک ہے۔ اور کہا اس حدیث کا متن تو مشہور ہے۔ اور اس کی سند کے تمام طریقے ضعیف ہیں۔

۲۰۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ دو عادتیں منافق میں اکٹھی نہیں ہوتیں۔ اچھے اخلاق۔ اور دین میں سمجھ۔ ترمذی

۲۰۹۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جو شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلے۔ وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے یہاں تک کہ وہ واپس گھر آجائے۔ ترمذی۔ دارمی۔

رقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تو بعض کو بعض سے تقویت ہوجاتی ہے اور اس حدیث کے معنی کی تائید قرآن مجید کی آیت سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَوْلًا لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ ظُلُمَاتٍ إِلَى نُورٍ بِإِذْنِ اللَّهِ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي سَكْوَةٍ وَاللَّهُ يَخْتَارُ  
کا علم اور دوسرا دین کا۔ دنیا کا علم حسب ضرورت سیکھے خدا تعالیٰ کو یہ بھی پسند ہے پھر دین کا علم دو قسم ہے۔ فرائض، واجبات اور نواہی کا علم یہ فرض ہے اور دوسرا مستحبات، نوافل اور اباحت کا علم اس کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ نا اہل کو علم نہیں سکھانا چاہئے مثلاً جاہلوں کے آگے تصوف یا اہلیات کی تاریکیاں بیان کرے گا تو نفع سے نقصان بڑھ جائے گا۔ خدا کی شان ہے کہ تقلید کا لفظ جہاں بھی قرآن یا حدیث میں آیا ہے حیوانوں کے لیے استعمال ہوا اور اب انسانوں نے اس لفظ کو اپنے لیے پسند کر لیا ہے۔

ان تمام احادیث کا حاصل یہ ہے کہ نیکی اور صلاحیت دو قسم کی ہے ایک وہ جس کا اثر نیکی کرنے والے کی ذات تک محدود ہو دوسرے تک نہ پہنچے دوسری وہ جس کا اثر دوسروں پر پڑے اور لوگ بھی اس سے مستفید ہو۔ عالم شیطان کی شرارتوں کا نوڈ جانتے آگے کی اصلاح کے لیے اس میں استعداد ہے اس سے لوگ متاثر ہوتے ہیں اس سے شیطان کے مقاصد کو نقصان پہنچتا ہے اور حق کو فائدہ۔ عاید اپنی اصلاح کرتا ہے اس کا فائدہ اس کی اپنی ذات تک ہے۔ دوسروں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں یہ صلاحیت صرف اس کی ذات تک محدود ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱)

لے فقہ کا کیا مطلب ہے:- معلوم ہوا کہ منافق میں ان صفات میں سے ایک صفت تو پائی جاتی ہے دونوں اکٹھی نہیں پائی جاتیں اور فقہ یہ ہے کہ دل میں دین کی سمجھ پیدا ہو پھر اس کے مطابق قول و فعل ہو اور دل میں خوف خدا و تقویٰ پیدا ہو۔

۲۱۰۔ وَعَنْ سَحْبَرَةَ الْأَمْرَدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ

كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ الْأَسَدُ

وَأَبُو دَاوُدَ الرَّائِيُّ يُضَعِّفُ۔

۲۱۱۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ يَشْبَعُ الْمُؤْمِنِ

مِنْ خَيْرٍ يَسْمَعُ حَتَّى يَكُونَ مِنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۲۱۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلَيْهِ

تُكْرِمَتُهُ الْجَمْرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَلْجَأُ مِنْ نَارِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَمَاوَاهُ

ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَنَسٍ۔

۲۱۳۔ وَعَنْ كُتَيْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ

الْعِلْمَ يَجَارِي بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ يَمَارِي بِهِ الشُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفُ بِهِ وُجُوهُ النَّاسِ

إِيَّاهُ أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

۲۱۰۔ بجزہ ادنیٰ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص علم کی طلب میں نکلے یہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگا ترمذی

دارمی۔ ترمذی نے کہا۔ اس کی سند میں ابو داؤد و ادوی ضعیف ہے۔

۲۱۱۔ ابو سعید خدری سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مومن کی طبیعت علم کی باتیں سننے سے سیر نہیں ہوتی۔ یہاں تک

کہ اس کا منتہی جنت ہو جانا ہے۔ ترمذی

۲۱۲۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جس سے علم کی بات دریافت کی جائے۔ جسے وہ جانتا ہو۔ اور وہ

اسے چھپائے اسے قیامت کے دن آگ (دوزخ) کی لگام دی جائے گی۔ احمد۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ حضرت انس سے۔

۲۱۳۔ کعب بن مالک فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص اس لیے علم سیکھے تاکہ علماء پر فخر کرے۔ اور یہ بوقوف لوگوں سے

جھگڑے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف پھیرے۔ اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا۔ ترمذی ابن ماجہ ابن عمر سے۔

۱۷ طالب حق عالم کا خاتمہ بالآخر ہوتا ہے۔ اس کو ابن جبان نے بھی اپنی صحیح میں بیان کیا ہے اس کے کچھ شواہد طبرانی

میں بھی ہیں۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ جو طلب حق کے لیے علم حاصل کرتا ہے اور اسی شغل تعلیم و تعلم میں اس کی موت ہو جائے تو انشاء اللہ

اس کا خاتمہ اچھا ہوگا

۱۷ کتمان حق کی سزا۔ اس حدیث کو حاکم نسائی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ سزا گناہ کے مطابق ملتی ہے چونکہ اس شخص نے

بیان کرنے کے وقت اپنے منہ کو لگام دیکر خاموشی اختیار کر لی تھی لہذا قیامت کو اس کے منہ میں آگ لگام دیدی جائیگی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ

جو طالب حق کو دیکھ کر خاموش رہے وہ حقیقت میں گنہگار نہیں۔

۲۱۴:- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَعَّمْتُ عَلَيْكَ مَسْمًا يَبْنِي بِهٖ وَجْهَهُ اللَّهُ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي رِيحَهَا وَرَأَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

۲۱۵:- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَرَ اللَّهُ عَبْدًا اسْمَهُ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا وَعَاهَا وَأَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلٍ فَقِيهِ عَيْرُ فَقِيهِهِ وَرُبَّ حَامِلٍ فَقِيهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ ثَلَاثٌ لَا يَغْلُ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ وَالتَّصَيُّحَةُ لِلْمُسْلِمِينَ وَكَرُومٌ جَمَاعَتِهِمْ فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ دَمَائِهِمْ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَابْنُ أَبِي عَرِيبَةَ وَابْنُ مَسْعُودٍ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتَّيْمِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ إِلَّا أَنَّ التِّرْمِذِيَّ وَأَبَا دَاوُدَ كَرَّرَا ثَلَاثًا لَا يَغْلُ عَلَيْهِنَّ إِلَى الْخَيْرِ.

۲۱۴- ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو علم اللہ کی رضامندی کے لیے سیکھنا چاہیے کوئی شخص اسے دنیا حاصل کرنے کے لیے سیکھے تو جنت کی خوشبو رہوں نہ پاسکے گا۔ احمد۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔

۲۱۵- ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے۔ جو میری بات سن کر اسے یاد رکھے۔ اور ادا کرے۔ بہت سے فقہ کے جانتے والے فقہ نہیں ہوتے اور بہت اہل علم ایسے لوگوں تک علم پہنچاتے ہیں۔ جو ان سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔ تین چیزوں میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا! اللہ کے لیے خالص عمل یا عامتہ المسلمین کی خیر خواہی! اور ان کی جماعت کا ساتھ دینا۔ کیونکہ ان کی دعوت پورے ماحول پر حاوی ہوتی ہے۔ (شافعی بیہقی مدخل میں احمد۔ ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ) زید بن ثابتؓ سے ترمذی اور ابو داؤد کی روایت میں ثلاث لا یغل الخ کے لفظ نہیں ہیں۔

۱۔ علم حاصل کرنے کا مقصد:- اس حدیث کو اس جہان اور ماکم نے بھی روایت کیا ہے۔ دینی علوم کے حاصل کرنے میں صرف نیت۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی ہوتی چاہئے اور پھر اگر اس سے دنیوی فوائد بھی حاصل ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر نیت ہی دنیوی فوائد کے حصول کی ایسا عالم بدترین انسان ہے یہ جنت میں کبھی نہ جائے گا اور دنیوی علوم دنیوی فوائد حاصل کرنے کے لیے پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ ان علوم کو حاصل کرنا شریعت میں منع نہ ہو مثلاً نجوم اور سحر اور راگ رنگ کے علوم۔

۲۔ اہلحدیثوں کو آنحضرتؐ کی خوشخبری:- اس حدیث کو نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ محدثین کرام کے حق میں آنحضرتؐ کی یہ دعا کتنی برکتوں کی حامل ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اگر حدیث کا حاصل کرنے میں اور کوئی بھی اجر نہ ملتا صرف آنحضرتؐ کی یہ دعا ہی ہوتی تو یہ بھی اس کا بہت بڑا معادہ تھا۔ چہ جائیکہ محدثین کرام کے لیے اللہ تعالیٰ نے بیشمار دینی و دنیوی منافع تیار کر رکھے ہیں۔ نیز اس حدیث سے روایت بالا لفاظ کی ترغیب بھی نکلتی ہے۔ روایت بالمعنی کو محدثین نے دینی ضرورت کی بنا (باقی صفحہ ۲۵۶)

۲۱۶۔ وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَصَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنْ شَيْءٍ فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ قَرُبَتْ مَبْلَغُ أَوْعَى لَنَا مِنْ سَامِعٍ مَرَّوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ  
 ۲۱۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَاضِي اللَّهِ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَفْعَدَاهُ مِنَ النَّاسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَلَهُمْ يَدَا كُرَاتِقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ۔

۲۱۶۔ ابن مسعود فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو خوش رکھے۔ جس نے ہم سے کچھ سنا۔ پھر جیسے سنا۔ اسی طرح پہنچا دیا۔ بہت سے لوگ جن کو علم (پہنچایا گیا)۔ (شاگرد) اسے سننے والے (استاد) سے زیادہ محفوظ رکھتے ہیں۔ ترمذی۔ ابن ماجہ لیکن دارمی ابو درداء سے

۲۱۷۔ ابن عباس سے مروی ہے۔ مجھ سے حدیث بیان کرنے میں پرہیز کرو۔ جب تک یقین نہ ہو۔ کیونکہ جو شخص مجھ پر عمداً جھوٹ بولے۔ اسے اپنی جگہ جہنم میں بنانی چاہیے۔ (ترمذی ابن ماجہ نے اس کو ابن مسعود اور جابر سے روایت کیا ہے۔ اور اتقوا الحدیث عنی الخ کا ذکر نہیں کیا۔)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ پر جائز رکھا ہے لیکن افضل بہر حال روایت بالالفاظ ہے۔ مسلمانوں کی دعا ہر اس مسلمان کو پہنچتی ہے جو جماعت سے وابستہ رہے۔ جماعت سے علیحدہ ہو جانے والا مسلمانوں کی دعاؤں سے بے نصیب رہتا ہے۔  
 ۱۷۷۔ حدیث میں جماعتی زندگی کی ترغیب دی گئی ہے اور لزوم جماعت کا حکم فرمایا ہے التزام باجماعت کا حکم تمام مسلمانوں کو محیط ہے۔ اسلام انفرادی زندگی کو پسند نہیں کرتا جو بھی نظام دین کی خدمت کے لیے بنایا جائے اس کا ساتھ دینا چاہیے اس کی مخالفت سے بچنا چاہیے اور اس کے ساتھ ممکن طور پر تعاون کرنا چاہیے جب تک کہ اس نظام میں کفر کی حمایت نہ ہو۔ (حاشیہ صفحہ ۲۱۷)  
 لہ روایت باللفظ افضل ہے۔ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں روایت باللفظ کا وجہ تبادلی ہے کہ بعض دفعہ حدیث سننے والا اس کے صحیح مطلب کو نہیں سمجھ سکتا اور کوئی دوسرا جو اس سے زیادہ عقلمند ہوتا ہے وہ انہی الفاظ سے حدیث کا مطلب سمجھ لیتا ہے اور اگر کسی نے روایت کا مفہوم اپنی دانست کے موافق اپنے الفاظ میں بیان کر دیا تو ہو سکتا ہے کہ اس کے معنی متعین کرنے میں اس سے غلطی برزد ہو جائے۔

۱۷۸۔ آنحضرت پر جھوٹ باندھنا کفر ہے۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے۔ بلکہ بعض کے نزدیک کفر ہے۔ نبی صلعم کے الفاظ یقینی طور پر یاد ہوں یا کم از کم ظن غالب ہو رہا تو برصغیر آئندہ)

۲۱۸۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بَرَاءً فَلَيْتِي وَأَمَقْعَدًا مِنْ النَّارِ وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلَيْتِي وَأَمَقْعَدًا مِنْ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۲۱۹۔ وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِدَائِيهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ.

۲۲۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلِمُوا عَنِّي الْقُرْآنَ كُفْرًا وَآهَ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ.

۲۱۸۔ اور انہی سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو قرآن میں اپنی رائے سے کہے۔ اسے اپنی جگہ جہنم میں بنانی چاہیے ایک روایت میں ہے جو شخص علم کے بغیر قرآن کی تفسیر کرے۔ اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانا چاہیے۔ ترمذی۔

۲۱۹۔ حضرت جندب فرماتے ہیں۔ جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کہے۔ دو صحیح بھی ہو جائے۔ تو بھی اس نے غلطی کی۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔

۲۲۰۔ حضرت ابوربیعہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔ (احمد۔ ابوداؤد)

(دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان کی نسبت کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۷۔ قرآن کی تفسیر کا اصول۔ اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے قرآن پاک کے الفاظ کے انتخاب میں اللہ تعالیٰ نے ہر اہم مصلحتیں رکھی ہیں۔ مفصل مطلب اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

۱۸۔ قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے نہ کرے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ یعنی سب سے بڑا گناہ تو یہی ہے کہ آدمی بغیر کسی دلیل کے قرآن مجید کی تفسیر کرنے میں بے باک ہو جائے۔ مشہور مقولہ ہے کہ کلام الملوک ملوک الکلام، بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ قرآن پاک کے ایک ایک لفظ میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار مصلحتیں رکھی ہیں ان باریکیوں کی تہ تک کبھی انسان نہیں پہنچ سکتا اگر کسی آیت کی تفسیر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دی ہو یا خود قرآن مجید میں اس کی مراد واضح کر دی گئی ہو تو ہوا المراد ورنہ اس کی تفسیر کے لیے صحابہ کرام اور سلف صالحین کے اقوال۔ ناسخ منسوخ کی پہچان۔ علم تاریخ نزول آیات اور صرف و نحو کے علوم کا جاننا لازمی چیز ہے پھر بھی آدمی یہ نہ سمجھے کہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے یہ بہر حال صحیح ہے۔ نہیں اس میں ہر وقت غلطی کا امکان ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ یا الہی میری زبان اور فہم پر حق بات جاری کر دے۔ ۱۲۔

۱۹۔ قرآنی آیات کو ایک دوسرے کے خلاف کرنا کفر ہے۔ اس حدیث کو ابن حبان، حاکم اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن کی بعض آیتوں کو بعض آیتوں کے خلاف کرنا کفر ہے کیونکہ اس سے اپنے دل میں بھی اور سننے والے کے (باقی صفحہ آئندہ)



۲۲۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْعَلُّمُ ثَلَاثَةٌ آيَةٌ مُحْكَمَةٌ أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا كَانَ سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ قَضَلٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مِنْ مَاجَةٍ .

۲۲۴۔ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْضُ إِلَّا أَمِيرًا أَوْ مَأْمُورًا أَوْ مَخْتَلًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ السَّائِرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَفِي رَوَايَتِهِ أَوْ مَرَاةٍ بَدَلُ أَوْ مَخْتَلٍ .

۲۲۳۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ علم تین ہیں۔ آیت حکم جس کا مطلب صاف ہے۔ اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اس کا مقصد واضح ہے۔ آنحضرت کی سنت ثابت رجوع آنحضرت سے صحیح طور پر ثابت ہے۔ اصول محدثین کے مطابق عقل اور لغت کی روشنی میں اس کا ثبوت موجود ہے اور ایسے فرائض جن کی بنا عدل پر ہے۔ (یعنی امت موجود نہ اسے اجماعی طور پر قبول کر لیا ہے یا پھر عدل اور توازن کے مختلف نظائر سے حکم معلوم کر لیا گیا جہاں کوئی علت پائی گئی۔ اس کا حکم بھی پایا گیا۔ اس حدیث میں اولہ اور یہ کتاب سنت اجماع اور قیاس کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔) اور اسکے علاوہ جو کچھ ہے وہ فضول ہے۔

۲۲۴۔ عوف بن مالک اشجعی سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ نہیں دعتظا۔ مگر امیر یا مجس امیر حکم کرے۔ یا مستنبر آدمی ابوداؤد مگر اسی نے اسے عوف بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے۔ اور ایک روایت میں مختال کی جگہ مراد لیا کا لفظ مذکور ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ ہر زبان میں مختلف لحاظ ہوتے ہیں اور لب و لہجہ کا فرق پایا جاتا ہے ان میں جو عام اور شہادت اور بل چال میں آسان ہوں وہی فصیح اور بلیغ گھے جاتے ہیں یہی حال عربی زبان کا ہے قرآن عزیز کے لب و لہجہ میں ان قبائل کا لحاظ رکھا گیا جو فصیح اور بلیغ ہیں ظہر اور بطن کا مطلب یہ ہے کہ بعض آیات کے مطالب ظاہر ہیں ان میں کچھ بیخ اور تاویل نہیں بعض میں کسی قدر خفا ہے اس میں وقت نظر کی ضرورت ہے۔ ان مقاصد پر ہر شخص حاوی نہیں ہو سکتا بلکہ ان مقاصد کی ایک حد اور انتہا ہے وہاں انسانی کوششیں ختم ہو جاتی ہیں اس سے آگے زینج، کجروی اور تحریف کی راہیں کھل جاتی ہیں اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے (نہایہ ابن اثیر) (اسم) (حاشیہ صفحہ ہذا) لہ دین کا ماخذ کیا ہے ؟۔ یعنی علم تین ہیں۔ آیت حکم قرآن مجید۔ سنت محفوظہ جس کی سند اور متن صحیح سلامت ہو یعنی حدیث۔ فریضہ عادلہ سے مراد قیاس اور اجتہاد ہے۔ صحابہ کا اجماع بھی اصل میں قیاس اور اجتہاد کے ماتحت آگیا۔ یہی چیزیں دین کا ماخذ ہیں۔ لیکن فرق مراتب ضرور ہے۔ قرآن حدیث پر مقدم ہے اور حدیث قیاس اور اجتہاد پر۔

۱۔ مطلب یہ ہے کہ دعتظا اس شخص کو کہنا چاہئے جو ذمہ دار ہو غیر ذمہ دار آدمی اگر دعتظا کہے تو یہ تکبر کی علامت ہے۔ (اسم)

۲۔ تبلیغ کن لوگوں پر فرض ہے۔ یہ حدیث احمد اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔ یہاں قصہ سے مراد دعتظا و نصیحت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دعتظا کہنا امیر قوم کا کام ہے کیونکہ وہ ملکی مصلحتوں کو جانتا ہے یا پھر وہ کسی نیک اور متقی آدمی کو دعتظا کا حکم دے تو وہ دعتظا (باقی صفحہ آئندہ)



۲۳۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ بَلَدٍ كَانَ اثْمُهُ عَلَى مَنْ أفتَاهُ وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۲۳۶۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَسْأَلَ عَنِ الْأَعْلُوْطَاتِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔  
۲۳۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ نِيْضًا وَالْقُرْآنَ يَكْتُمُ النَّاسَ فَإِنِّي مُقْبِوْضٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۲۳۸۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَخَصَّ بِبَصْرَةَ السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ هَذَا إِذَا كَانَ يُخْتَلَسُ فِيهِ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ حَتَّى لَا يَقْدَرُوا مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۲۳۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَايَةٌ يُؤَشِّدُكَ أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ الْكِبَادَ إِلَّا بِلِئْلِ يَطْلُبُونَ لِعِلْمٍ فَلَا يَجِدُوْنَ حِجْدًا أَعْلَمُ مِنْ عَالِمِ الْأَمْدِيْنَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي جَاوِعِهِ قَالَ أَبُو

۲۳۵۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جس شخص کو فتویٰ دیا جائے، اور اسے علم نہ ہو، اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا، اور جو شخص اپنے کسی عزیز کو ایسی بات کہے، جس کے متعلق اسے معلوم ہے، کہ اس میں بھلائی نہیں ہے، تو اس نے نھیانت کی۔ ابو داؤد۔

۲۳۶۔ حضرت حادیسے مروی۔ آنحضرت نے مخالف آمیز باتوں سے منع فرمایا۔ ابو داؤد۔

۲۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ علم میراث اور قرآن کو سیکھو۔ میں عنقریب قبض کیا جاؤں گا تیرے۔  
۲۳۸۔ حضرت ابو ذر فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کے پاس تھے۔ آپ نے آسمان کی طرف تاک کر دیکھا۔ اور فرمایا۔ اس وقت لوگوں سے علم چھین لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس سے کسی چیز پر بھی قدرت نہیں رکھ سکیں گے۔ ترمذی۔

۲۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ فرمایا۔ عنقریب لوگ علم کی طلب میں اونٹوں پر لمبے سفر کریں گے۔ مدینہ منورہ کے عالم سے ان کو کوئی زیادہ عالم نہیں ملے گا۔ ترمذی۔ ابن عبیدہ فرماتے ہیں اس سے مراد امام مالکؒ ہیں۔ عبدالرزاق کا بھی یہی خیال ہے۔

رقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے اور ان کے علاوہ جواز خود مسند ارشاد پر بیٹھ جاتا ہے وہ متکبر ہے جسے علمی نمائش مقصود ہے۔ اگر حکومت اسلام کی تبلیغ میں کوشاں ہو تو پھر از خود وعظ کتنا منع ہے اور اگر تبلیغی نظام معطل ہو تو پھر ہر دردمند کو اجازت ہے کہ جو کچھ اس سے ہو سکے کرے۔

حاشیہ صفحہ ۲۶۱۔ اہ غلو طوات سے مراد ایسی گفتگو ہے جس سے تکلم اپنے مخاطب کو غلطی میں ڈال دے اور ایسے الفاظ کے جس میں گہری راہ باقی رہے۔ (اسم)

عِيْنَةُ أَنْتَ مَا لَيْتُ ابْنَ أَنَسٍ وَمِثْلُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى وَسَمِعْتُ  
 ابْنَ عِيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ هُوَ الْعُمَرِيُّ الزَّاهِدُ وَاسْمُهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ -  
 ۲۳۰۔ وَعَنْهُ فِيمَا أَعْلَمُوهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ  
 بَيَّعَتْ لِهَيْدِهِ الْأُمَّةَ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةٍ سَنَةٍ مِنْ بِيْعَاتِهِ لَهَا دِينُهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

اسحق بن موسی فرماتے ہیں میں نے ابن عیینہ سے سنا۔ اس سے مراد عبد العزیز بن عبد اللہ العمری الزاہد ہیں۔

۲۳۰۔ اور انہی سے روایت ہے فرمایا جہاں تک مجھے علم ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسے

آدمی کو بھیجے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔ (ابوداؤد)

رقبہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۷ اغلوطات منع ہیں :- اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خواہ مخواہ اپنا علم و فضل جتانے کے لیے کسی سے  
 کوئی مشکل سوال کرے جس سے اس کا جواب نہ بن پڑے یہ منع ہے کیونکہ اس سے فائدہ تو ہونا نہیں شرارت نہ ضرور پیدا ہوتا ہے۔

۱۷ اس حدیث میں یا تو حضرت کے انتقال کی خبر ہے۔ یعنی آنحضرت کے انتقال سے وحی کا علم ختم ہو جائے گا یا مستقبل کے متعلق پیشگوئی ہے یعنی  
 ایک وقت آئے گا جس میں امت سے علم سلب کر لیا جائے گا۔ آنحضرت نے اسے کشف یا الہام سے بتایا (امم)

۱۷ امام مالک کے متعلق پیشگوئی :- اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابن عیینہ سے مختلف روایتیں ہیں کبھی تو اپنے

کہا یہ امام مالک تھے اور کبھی حضرت عمر کے پوتے عبد العزیز کو بتایا۔ یہ مختلف زبانوں کے لحاظ سے ہے اکثر علماء نے اس پیشگوئی کا مصداق  
 امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہی کو بتایا ہے ہر حال آنحضرت کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں نبوت کے

سب سے بڑے عالم تھے یہ پیشگوئی تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ کے لیے تھی ورنہ بعد میں تو مختلف شہروں میں بڑے عالم خدا تعالیٰ نے  
 ان سے بھی بڑھ کر پیدا کئے۔

۱۷ مجدد کون ہوتا ہے :- اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ ہر صدی کے بعد نبی کا پیدا

ہونا اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ جب سنت مٹتی ہے اور بدعت پھیلتی ہے بیدینی آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کسی عالم کو ہمت عطا کرتے  
 ہیں وہ اندر نورین کی تعلیم کو تازہ کرتا ہے۔ مجدد نبی نہیں ہوتا اور نہ ہی نبیوں کی طرح اس کا تقرر ہوتا ہے اور نہ ہی جلد کے انکار سے کوئی کافر

ہو جاتا ہے۔ مجدد ایک شخص بھی ہو سکتا ہے اور ایک جماعت بھی۔

۱۷ تجدید کا مطلب یہ ہے کہ دین میں بدعات عام ہو جائیں گی لوگ اسلام اور دین کو اپنی حسب منشا بنا لیں گے پھر کوئی اللہ کا بندہ

پیدا ہوگا جو ان بدعات کو مٹا دے گا۔ مجدد اپنے وقت کا دور اندیش عالم ہوتا ہے جو فتنوں کی اصلاح کرتا ہے بدعات کو مٹاتا ہے اسے

نہ تجدید کے دعویٰ کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی امت پر ضروری ہے کہ اسے مجدد دیکھے اس کا مقصد صرف اصلاح ہوتا ہے۔ یہ ایک وقت

مختلف علاقوں میں کئی ایک ہو سکتے ہیں۔ ہماری اس صدی کے مجدد حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی (باقی بر صفحہ آئندہ)

۲۳۱:- وَعَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَدَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ هَذَا الْعِلْمُ مِنْ كُلِّ خَلْفٍ عَدَاوَةً يُنْفُونَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْعَالِمِينَ وَانْتِهَالَ الْمُبْطِلِينَ وَتَاوِيلَ الْجَاهِلِينَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْمَدْخَلِ مُرْسَلًا وَسَنَدًا كَرُحْدَيْثَ جَابِرٍ فَإِنَّمَا يَنْفَاءُ أُلْحَى السُّؤَالُ فِي بَابِ التَّيْمُرِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى .

### الفصل الثالث

۲۳۲:- عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَهُ

۲۳۱- ابراہیم بن عبد الرحمن العدنی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اس علم کو ہر خلف سے اس کا ہم پایہ اخذ کر کے کاغذوں کے والوں کی تعریف اور جھوٹ بولنے والوں کی غلط نسبت اور مؤولین کی جہالت اور لاعلمی کی اسی سے نفی کریں گے۔ (مدخل میں یہی تفسیر بن ولید سے وہ معان بن رفاعہ سے روایت فرماتے ہیں۔ وہ ابراہیم بن عبد الرحمن عدری سے حضرت جابر کی حدیث

کا ذکر عنقریب باب التیمم میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ

### تیسری فصل

۲۳۲- حسن سے مرسل مروی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جسے اس حالت میں موت آئے۔ کہ وہ اسلام کو زندہ اور سر بلند کرنے کیلئے علم

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور نواب صدیق الحسن صاحب ہیں۔ میاں صاحب نے تدریس کے ذریعہ بدعات کو مٹایا تو نواب صاحب نے اپنی تصنیف تالیف سے۔ رَحِمَهُمَا اللَّهُ رَحْمَةً وَسِعَتْ (امم)

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ مجدد کی کیا کیا صفات ہوتی ہیں :- اس حدیث کو ترمذی۔ ابن عدی۔ ابونصر۔ ابونعیم۔ ابن عساکر اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں علماء و راہبین کی تعریف فرمائی ہے کہ وہ دین اسلام میں رواج پانے والی غالی لوگوں کی تعریف اور باطل پرستوں کے جھوٹ اور جاہلوں کی تادیبوں سے اسلام کو پاک و صاف کر کے پھر قرآن و سنت کی طرف لوگوں کو دعوت دیں گے۔ شروع سے ہوتا چلا آیا ہے کہ عوام عجم و ہند اور قصبہ کمانیوں کے دلدادہ ہوتے ہیں اور قرآن و حدیث ان کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ علماء سنی یہ کام کریں گے کہ وہ ایسا چیزوں سے لوگوں کی توجہ ہٹا کر اصل دین کی طرف لائیں گے۔ مجدد کی حدیث کے بعد مٹا اس حدیث کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مجددین کی یہ صفات ہوتی ہیں کہ لوگوں کو قرآن و سنت کی دعوت دیتے ہیں اور بدعات کو ختم کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ لوگوں سے قرآن و سنت کو چھڑا کر اپنے الہام لوگوں کو سنانے لگیں۔ ایسے لوگ مجدد نہیں ہوتے بلکہ دنیا کے ظالم ترین اور مضطرب آدمی ہوتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ جس طرح انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے اس طرح مجدد کی تقرری نہیں ہوتی اور نہ ہی مجدد اپنی مجددیت کا دعویٰ کرتا ہے اور نہ اس کا انکار کرنے والا فاسق یا کافر ہوتا ہے

الْمَوْتُ وَهُوَ يُطَلَّبُ الْعِلْمُ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ فَيَبْتِنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّينَ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ  
فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

۲۳۳:- وَعَنْهُ مُرْسَلًا قَالَ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلَيْنِ كَانَا  
فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَحَدُهُمَا كَانَ عَالِمًا يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ  
وَالْآخَرُ يَصُومُ النَّهَارَ وَيُقَوْمُ اللَّيْلَ أَيُّهُمَا أَفْضَلُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَّلْتُ  
هَذَا الْعَالِمَ الْكِنَانِي يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ عَلَى الْعَابِدِ الْكِنَانِي  
يَصُومُ النَّهَارَ وَيُقَوْمُ اللَّيْلَ كَفَضَلْتِي عَلَى أَدْنَاكُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

کو طلب کر رہا ہو۔ جنت میں انبیاء علیہم السلام اور اس کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ دارمی۔

۲۳۳- اور انہی سے مرسل مروی ہے۔ آنحضرت سے پوچھا گیا کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے۔ ایک فرضی نماز ادا کرنے کے بعد  
لوگوں کو علم پڑھاتا۔ دوسرا دن کو روزہ رکھتا۔ رات کو قیام کرتا۔ ان دونوں سے افضل کون ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو عالم فرضی نماز پڑھنے  
کے لوگوں کو پڑھاتا ہے۔ اس کو عابد پر جو دن کو روزہ رکھتا ہے۔ رات کو قیام کرتا ہے۔ اتنی فضیلت ہے۔ جیسے مجھے تم میں سے معمولی  
آدمی پر۔ دارمی۔

۱۰ حضرت ابوبکر کی فضیلت :- اس حدیث کو طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے۔ اس کے جتنے بھی طرق بیان کیے جاتے ہیں  
سب ضعیف ہیں اتنے ضعیف کہ یہ حدیث احتجاج کے لائق نہیں ہے۔ ویسے دین کی تبلیغ نبیوں کا کام ہے جو عالم بھی یہ کام کرے گا وہ بہر حال  
نبی کا وارث ہے اور انبیاء کی حقیقت میں یہی وراثت ہے۔ اور چونکہ نبی اصل ہے اور علمائے حق نبی کی فرسخ ہیں لہذا انبیاء کے بعد علماء صالحین  
ہی کا مقام ہے اور علماء حق میں سے بہترین عالم صدیق ہے اور صدیق اکبر علی الاطلاق حضرت ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ۔ یہی وجہ ہے کہ امت  
کا اجماعاً عقیدہ ہے کہ انبیاء کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر نے اپنے مال  
اور اپنی صحبت سے سب سے زیادہ مجھ پر احسان کیا ہے۔ اور فرمایا کہ جتنے بھی لوگوں نے میرے ساتھ کوئی سلوک کیا میں ان کا معاوضہ دے چکا  
ہوں لیکن ابوبکر کے احسان کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی ان کو دے گا میں نہیں دے سکتا اور ان کے علاوہ انکی فضیلت میں اور بھی بہت سی حدیثیں  
آئی ہیں۔

۱۱ عالم و عابد کا کتنا فرق ہے :- اس کو بڑا اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور  
ایک ادنیٰ صحابی کی نسبت آپس میں کیا ہو سکتی ہے؟ پھر نسبت خاک ربا عالم پاک۔ یہی فرق عالم اور عابد کا ہے بشرطیکہ دونوں اہل حق  
ہوں ورنہ جو ریاکار ہو گا وہ صاف جہنمی ہے۔ عابد اپنی نجات کی فکر کرتا ہے اور عالم ایک دنیا کو پھلنے کی فکر کرتا ہے اسی لیے ان  
کے درجے میں اتنا فرق ہے۔

۲۳۴: وَعَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعِمَ الرَّجُلُ الْفَقِيهَ فِي السِّيَرِ إِنْ احْتَبَيْتَ إِلَيْهِ نَفَعَكَ وَإِنْ اسْتُغْنِيَ عَنْهُ أَغْنَى نَفْسَهُ رَوَاهُ رَمَاهُ.

۲۳۵: وَعَنْ عِكْرَمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِيثَ النَّاسِ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ آبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا تَمِيلُ النَّاسَ هَذَا الْقُرْآنَ وَلَا الْفَيْتَنَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ فَتَقَطَّ عَلَيْهِمْ فَتَقَطَّ عَلَيْهِمْ حَدِيثُهُمْ فَتَمَلَّهْمُ وَلَكِنْ أَنْصَبْتُ فَإِذَا أَمْرُكَ فَحَدِيثُهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُونَهُ وَأَنْظِرِ السَّجْعَ مِنَ الدَّعَاءِ فَاحْتَبِنَهُ فَإِنِّي نَعَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۳۶: وَعَنْ وَائِلَةَ بِنْتِ الْأَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَادْرَكَهُ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْأَجْرِ فَإِنْ لَمْ يَدْرِكْهُ كَانَ لَهُ كَفْلٌ مِنَ الْأَجْرِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

۲۳۴- حضرت علی سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ عالم اور فقیہ آدمی بہت بہتر ہے۔ اگر اس سے کسی کو کوئی ضرورت پڑے تو وہ اسے فائدہ دیتا ہے۔ اور اگر اس سے بے نیازی کا سلوک کیا جائے تو وہ بھی مستغنی ہوتا ہے (زیرین)

۲۳۵- حکم فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ جمعہ میں ایک دفعہ حدیث بیان کرو۔ اگر آپ اس سے انکار کریں تو وہ دفعہ اگر اس سے بھی زیادہ ضرورت محسوس ہو تو تیس دفعہ لوگوں کو قرآن سے بدل مت کرو۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم لوگوں کے پاس جاؤ جبکہ وہ ذاتی گفتگو کر رہے ہوں۔ تم ان میں وعظ کہنا شروع کرو۔ اور انکی گفتگو کو قطع کرو۔ اور ان میں بدل پیدا کرو۔ بلکہ خاموش بیٹھو۔ جب وہ وعظ کی خواہش کریں تو اس وقت تک ان کے سامنے وعظ نہ کرو۔ جب تک وہ اس کی خواہش کریں۔ اور دعائیں مستغنی الفاظ سے پوچھیں نے آنحضرت اور صحابہ کو دیکھا ہے۔ وہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ بخاری

۲۳۶- وائلہ بنت اسقع فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی علم کی طلب کرے۔ اور اسے پالے۔ تو اسے دوہرا اجر ملے گا۔ اور اگر کوشش کے باوجود اسے علم نہ حاصل ہو سکے۔ تو اسے ایک اجر ملے گا۔ دارمی

۹: اس کو ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے عالم کو چاہئے کہ دین کی خدمت اللہ کے لیے کرے لوگوں سے طبع نہ رکھے اگر لوگ اس سے مسئلہ پوچھنے کے لیے آئیں تو ان کو تباہی دہنا اپنے کام میں لگا رہے۔

۱۰: مبلغ کے فرائض کیا ہیں:- اس حدیث کو احمد اور ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ مبلغ کا فرض ہے کہ وہ موقع اور ملے دیکھے جب لوگوں کی پوری توجہ دیکھے اس وقت وعظ و نصیحت کرے ایسا نہ ہو کہ لوگوں کی توجہ اپنی باتوں کی طرف ہو اور مبلغ خواہ مخواہ ان کو مسئلہ سنانے کی کوشش کرے تو اس سے توجہی سے دین کا استغاثہ ہوگا پھر یہ بھی خیال رکھے کہ ہر روز وعظ نہ کرے۔ اور وعظ لبا (باقی بر صفحہ آئندہ)

۲۳۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مَتَى يَلْحَقُ الْمُؤْمِنُ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَيْهِ وَنَشْرَةً وَوَلَدًا أَصَالِحًا تَرَكَهُ أَوْ مَصْحَفًا وَتَرْتَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ تَلَحُّقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ مَهْيَبٍ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ -

۲۳۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمَا قَالَتِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَوْحَى إِلَيَّ أَنَّهُ مَنْ سَلَكَ مِنْ سَلَكَكَ مَسْلَكًا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ سَهَلْتُ لَهُ طَرِيقَ الْجَنَّةِ وَمَنْ سَكَبَتْ كَرِيمَتُهُ أَثْبَتَهُ عَلَيْهِمَا الْجَنَّةَ وَفَضْلٌ فِي عِلْمٍ خَيْرٌ مِنْ فَضْلِ فِي عِبَادَةٍ

۲۳۷۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ انسان کو موت کے بعد اس کی نیکیوں میں سے جو چیز مل سکتی ہے وہ اسکا علم ہے جسے اس نے سیکھا۔ اور سکھایا۔ یا نیک اولاد یا قرآن جسے وراثت میں چھوڑے۔ یا مسجد بنائے یا سرائے جو مسافروں کے لیے بنائی گئی ہو۔ یا نہر تعمیر کی جائے۔ یا صدقہ جسے اس نے اپنی محنت اور زندگی میں دیا ہو۔ یہ سب چیزیں موت کے بعد اس کے لیے مفید ہوں گی۔ ابن ماجہ شعب الایمان بیہقی۔

۲۳۸۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی۔ جو شخص علم کے لیے سفر کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔ جس کی میں آنکھیں لے لیتا ہوں۔ میں اس کا اجر جنت کی صورت میں دیتا ہوں۔ اور علم میں فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے۔ اور دین میں جوٹی کی بات پر ہمیز گاری ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نہ کہ ہاں قرآن مجید کا لفظ نہ دس اس سے مستثنیٰ ہے۔ ؟

سلسلہ تحصیل علم کی کوشش کا ثواب۔ اس حدیث کو بطرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اگر علم حاصل ہو گیا تو دواجر مل گئے ایک علم حاصل کرنے کا اور دوسرا مشقت کا اور اگر علم حاصل نہ ہو سکا تو مشقت کا اجر اس کو مل جائے گا جیسا کہ جنتہ کے لیے ہے کہ جنتہ کا اجتہاد دست ہو گیا تو اس کو دواجر ملتے ہیں ایک اجتہاد کا اور دوسرا اجتہاد کی دستہ کا اور اگر اجتہاد دست نہ ہو تو اجتہاد کرنے کا ایک اجر بحال اس کو حاصل ہو گا۔ (حاشیہ صفحہ ۱)

۱۔ اعمال جاریہ کیا ہیں؟ اس کو فقہ کبیر نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے اصول یہ ہے کہ ہر وہ کام جس کا فائدہ آدمی کی موت کے بعد بھی لوگوں کو پہنچتا ہے اس کا اجر بھی مرنے کے بعد اس کو ملتا رہتا ہے خواہ وہ عمل مالی ہو یا علمی یا جسمانی۔

۲۔ اس حدیث کی اصل مسلم میں بھی ہے اور مطلب پہلی فصل میں بیان ہو چکا ہے۔

وَمَلَاكُ الدِّينِ النَّوَّاسِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ -

۲۳۹:- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارَسُ الْعُلُو سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ إِحْيَائِهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ -

۲۴۰:- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِي مَسْجِدِهِ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلَى خَيْرٍ وَاحِدٌ هُمَا أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهِ أَمَا هُوَ لَوْ قَدَّ عَوْنُ اللَّهِ وَيُرْعَبُونَ إِلَيْهِ فَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَأَمَّا هُوَ لَوْ قَدَّ عَوْنُ الْفَقْهَةِ أَوْ الْعِلْمِ وَيُعَلِّمُونَ الْجَاهِلَ فَهُمْ أَفْضَلُ وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيهِمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ -

۲۴۱:- وَعَنْ أَبِي الدَّارْدَاءِ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَدُ الْعُلُو الَّذِي إِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلَى رَأْسِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِي أَمْرِ دِينِهِ بَعَثَهُ اللَّهُ فِيهَا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا

شُعَبِ الْإِيمَانِ بَيْهَقِيُّ -

۲۳۹- ابن عباس فرماتے تھے۔ رات کو ایک گھنٹہ درس ساری رات بیدار رہنے سے افضل ہے۔ دارمی  
۲۴۰- عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس گذرے۔ فرمایا۔ دونوں بہتر ہیں۔ لیکن ایک دوری  
سے افضل ہے۔ یہ لوگ دعا کر رہے ہیں۔ اللہ کی طرف توجہ دے رہے ہیں۔ اللہ چاہے تو ان کی دعائیں قبول فرمائے۔ یا روک دے  
اور یہ لوگ فقہ اور علم سیکھ رہے ہیں۔ جاہلوں کو سکھائیں گے۔ یہ افضل ہیں۔ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پھر ان میں بیٹھ گئے۔ دارمی  
۲۴۱- حضرت ابو الدرداء نے فرمایا۔ آنحضرت سے پوچھا گیا۔ فقیر کے لیے کس قدر علم کی ضرورت ہے فرمایا۔ جو شخص دینی مسائل میں  
چالیس احادیث میری امت سے حفظ کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے فقیر بنا دے گا۔ میں قیامت کے دن اس کے لیے شفاعت بھی کروں  
گا۔ اور شہادت بھی دوں گا۔

لہ عالم و عابد کے ثواب کا فرق۔ اس حدیث کو طرانی نے اوسط میں حضرت حذیفہ سے مروی بیان کیا ہے جس طرح دنیا میں کام مختلف ہیں  
اور ان کی اجر میں مختلف ہیں مثلاً کسی کام سے شام کو دو تین روپے ملتے ہیں اور کسی کام سے روزانہ آٹھ دس روپے مل جاتے ہیں اور کسی کام سے  
روزانہ سینکڑوں روپے مل جاتے ہیں اسی طرح دین کی مختلف عبادتیں بھی ہیں۔ کسی سے تھوڑا ثواب ملتا ہے کسی سے اس سے زیادہ کسی  
سے بہت زیادہ۔ رات کی نماز جبکہ لوگ سو رہے ہوں کتنا بڑا اجر دے رکھتی ہے۔ لیکن علم کبھی بڑھنا چاہتا ہے اس سے سینکڑوں گنا زیادہ اجر رکھتا ہے  
(باقی بر صفحہ ۲۶۷)

۲۲۲۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا تَدْمُؤُونَ مِنْ أَجُودٍ جُودًا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَجُودٌ جُودًا ثُمَّ إِنَّا أَجُودُ بَنِي آدَمَ وَأَجُودُهُمْ مِنْ بَعْدِي رَجُلٌ عَلِمَ عَلِمًا فَنَشَرَهُ يَا قِيَّومُ الْقِيَمَةِ أَمِيرًا وَاحِدًا أَوْ قَالَ أُمَّةً وَاحِدَةً۔

۲۲۳۔ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنَّهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ مَنَّهُومُ فِي الْعِلْمِ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ وَمَنَّهُومُ فِي الدُّنْيَا لَا يَشْبَعُ مِنْهَا رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ قَالَ الْأِمَامُ أَحْمَدُ فِي حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ هَذَا أَمْتَنُ مَشْهُورٌ

۲۲۲۔ حضرت انس سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ سب سے زیادہ سخی کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہے۔ پھر میں تمام بنی آدم سے زیادہ سخی ہوں۔ اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ ہے۔ جس نے علم سیکھا۔ اور پھیلایا۔ قیامت کے دن وہ اکیلا ہی امیر ہوگا۔ یا امت ہوگا۔

۲۲۳۔ حضرت انس سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا دو حریص سیر نہیں ہوتے۔ علم کا حریص علم سے سیر نہیں ہوتا اور دنیا کا حریص دنیا سے سیر نہیں ہوتا یہ تینوں احادیث بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہیں۔ امام احمد نے ابودرداء کی

دبقہ حاشیہ صوگڈ ششم ۱۷۷ آدھی عالم کب بنتا ہے ؟ ۔۔ اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں اور سب کے سب گزردہ ہیں اور تمام کو ملحوظ رکھ کر بھی حافظ ابن جریر نے اس کو حسن لغیرہ کا درجہ دیا ہے۔ حفظ کے معنی میں علم کے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ چالیس حدیثیں لوگوں تک پہنچا دے اگرچہ اس کو خود حفظ نہ ہوں بلکہ کسی حدیث کی کتاب سے نقل کر کے لوگوں تک پہنچا دے اسی بنا پر بہت سے لوگوں نے چالیس حدیثیں لکھ کر لوگوں تک پہنچائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی اور شفاعت آخرت کو نصیب ہو جائے۔ دساشیہ صفحہ ۱۷۷ عالم دین کا مرتبہ و مقام ۔۔ اس حدیث کو ابو یوسف نے بھی روایت کیا ہے اس کے معنی کو احمد بزاز اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح بادشاہ کسی کے تابع نہیں ہوتا بلکہ ہزاروں لاکھوں اس کے نوکر چاکر ہوتے ہیں اسی طرح علم کو پھیلانے والا خواہ درس و تدریس سے پھیلائے یا وعظ و نصیحت سے یا تصنیف تالیف سے قیامت کے دن بادشاہ ہوگا اور اس کے علم سے استفادہ کرنے والے اس کے ساتھ بہ حیثیت خادم ہوں گے۔

۱۷۷ انسان ہمیشہ طالب علم ہی رہتا ہے ۔۔ اس حدیث کو بزاز، طبرانی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ علم اور دنیا کے حریص کبھی سیر نہیں ہوتے خواہ اس کا علم کتنا ہی کیوں نہ ہو جائے وہ اور حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے گا اسی طرح دنیا کا مال بھی خواہ کسی کے پاس کتنا ہی جمع کیوں نہ ہو جائے وہ اور دولت حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہے اور مرتے دم تک ان کی ہر دم بدہم بڑھتی ہی جاتی ہے ۔



فِي مَا بَيْنَ النَّاسِ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ .

۲۴۴ :- وَعَنْ عَوْنٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ مِنْهُمْ وَمَا لَئِذَا يَشْبَعَانِ صَاحِبُ الْعِلْمِ وَصَاحِبُ الدُّنْيَا وَلَا يَسْتَوِيَانِ أَمَّا صَاحِبُ الْعِلْمِ فَيَزِدُّ أَرْضِي لِلرَّحْمَنِ وَأَمَّا صَاحِبُ الدُّنْيَا فَيَتَمَادَى فِي الطُّغْيَانِ ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ كَلِمَاتٍ الْإِنْسَانَ لِيَطْغَى أَنْ رَأَاهُ اسْتَعْفَى قَالَ وَقَالَ الْآخِرُ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ .

۲۴۵ :- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَنْسَاءَ مِنْ أُمَّتِي سَيَنْفَقُهُونَ فِي الدِّيْنِ وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَقُولُونَ نَأْتِي الْأَمْرَاءَ فَنُصِيبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ وَنُعْزِلُهُمْ بِيَدِينَنَا وَلَا يَكُونُ ذَلِكَ كَمَا لَا يُجْتَنَى مِنَ الْقِتَادِ إِلَّا الشُّوْكَ كَذَا لَكَ لَا يُجْتَنَى مِنْ قُرْبِهِمْ إِلَّا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ كَأَنَّهُ يُعْنَى الْخَطِيَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ .

حدیث کے متعلق فرمایا اس حدیث کا متن تو مشہور ہے مگر اس کی سند کوئی صحیح نہیں۔

۲۴۴ - عون فرماتے ہیں عبد اللہ بن مسعود نے کہا۔ دو حریص سیر نہیں ہوتے۔ عالم اور دنیا دار اور نہ ہی یہ برابر ہوتے ہیں۔

عالم تو اللہ کی رضامندی میں ترقی کرتا رہتا ہے۔ اور دنیا دار کی سرکشی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ پھر حضرت عبد اللہ نے یہ آیت

پڑھی کَلَّا إِنَّ آتِ الرَّؤُفَ لِيُطْغَى . آتِ الرَّؤُفَ اسْتَعْفَى . انسان جب غنی ہوتا ہے تو سرکش ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے کے متعلق

فرمایا إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ واللہ کی نشیت علماء کے حصہ ہی میں آئی ہے۔ (دارمی)

۲۴۵ - حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ میری امت کے لوگ عنقریب دین میں سمجھ پیدا کریں گے۔ اور قرآن پڑھیں گے۔

اور کہیں گے۔ ہم امراء کے پاس جا کر ان کی دنیا سے فائدہ حاصل کریں گے۔ اور اپنا دین ان سے پچالیں گے۔ اور ایسا نہیں

ہو سکے گا۔ اور کانٹوں کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح ان کے قرب سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

محمد بن صباح فرماتے ان کی مراد یہ تھی۔ لہذا ناہ کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ابن ماجہ۔

۱۔ اس کو طبرانی اصدا بن ابی حاتم نے بھی روایت کیا ہے اور مطلب اوپر

کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

۲۔ عالم دین کو کونسی صفات حاصل کرنا چاہئے، اس حدیث کو ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ

جیسے خاردار جھاڑی یا درخت کے پاس کوئی جائے تو کانٹوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا اسی طرح دین کی سمجھ اور امراء کا قرب دونوں اکٹھے

نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے قرب سے دین میں مداخلت ضرور پیدا ہوگی اور اسلام یقیناً مجروح ہوگا اگر اسلام کو پچا ہے تو امیروں کی ہمت

سے بچنا چاہئے۔

۱۲۳۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ تَوَّانَ أَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ وَوَضَعُوهُ عِنْدَ أَهْلِهِ لَسَادُوا بِهِ أَهْلَ مَا نَهَهُمُ وَلَكِنَّهُمْ بَدَلُوهُ لِأَهْلِ الدُّنْيَا لِيَتَأَلَّوْا بِهِ مِنْ دُنْيَاهُمْ فَهَانُوا عَلَيْهِمْ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا لَمْ أُخْرِتْ بِكَفَاهُ اللَّهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ أَحْوَالُ الدُّنْيَا كَرُمِيَّالِ اللَّهِ فِي أَبِي أُوْدَيْتِهَا هَلْكَ رِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ وَرِوَاةُ الْبَيْهَقِيِّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ قَوْلِهِ مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ إِلَىٰ آخِرِهِ .

۱۲۳۷۔ وَعَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْتَهُ الْعِلْمُ التَّسْبِيحُ وَاصْغَعْتَهُ أَنْ تُحَدِّثَ بِهِ غَيْرَ أَهْلِهِ رِوَاةُ الدَّارِمِيِّ مُرْسَلًا .

۱۲۳۸۔ وَعَنْ سُفْيَانَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَكْتَعِبُ مَنْ أَمْرًا بِابِ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ بِمَا يَعْمَلُونَ قَالَ فَمَا أَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ

۲۳۶۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ اگر اہل علم کو بچاتے۔ اور اسے اہل لوگوں تک پہنچاتے۔ تو وہ اپنے زمانہ کے سردار ہوتے۔ لیکن انہوں نے اسے دنیا داروں کے پاس صرف کیا تاکہ ان سے دنیا حاصل کریں۔ وہ ان کی نظروں میں ذلیل ہو گئے ہیں نے آپ کے پیغمبر اسلام سے سنا۔ جو شخص تمام غموں کو ایک ہی تصور کرے۔ یعنی آخرت کا غم اللہ تعالیٰ سے دنیا کے غموں سے خود کفایت کرتا ہے۔ اور جس شخص کے تفکرات دنیا کے حالات میں بکھر جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں۔ وہ دنیا کے کون سے جنگل میں جا کر ہلاک ہو جائے۔ داہن ماجہ بیہقی نے شعب الایمان میں بروایت عبد اللہ بن عمر من جعل الہموم سے آخر حدیث تک روایت کیا ہے۔ حضرت اعش فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ بھول جانا علم کے لیے ایک آفت ہے۔ اور اہل کے پاس علم کا تذکرہ اس کی بربادی ہے۔ دارمی۔ مرسل۔

۲۳۸۔ سفیان فرماتے ہیں۔ حضرت عمر نے کعب احبار سے دریافت فرمایا۔ اہل علم کون ہیں۔ فرمایا جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں

۳۔ امام بخاری کی فضیلت۔ اس حدیث کما بن عساکر اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر اہل علم دو تہندوں کے دو دوزخوں پر نہ جائیں تو اپنے زمانہ کے سردار ہوں لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر علم سیکھیں جب علماء امیروں کے دو دوزخوں پر جانے لگے تو علم ذلیل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ امام بخاری پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں جب بادشاہ نے کہا کہ میرے بچوں کو اگر علم پڑھایا کرو تو آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں حدیث کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا اگر ضرورت ہے تو حلقہ درس میں آجایا کریں اور اس طرح کی علماء امت میں کئی مثالیں ہیں

الطَّمَعُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.  
 ۲۴۹ :- وَعَنْ الْأَوْصَالِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 عَنِ الشَّرِّ فَقَالَ لَا تَسَاءَلُونِي عَنِ الشَّرِّ وَسَلُونِي عَنِ الْخَيْرِ يُقُولُهَا ثَلَاثًا تَشْرَقَ أَلَا أَتَى  
 شَرًّا لَشَرِّ شَرِّ أُمَّ الْعَلَمَاءِ وَإِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خَيْرًا أُمَّ الْعَلَمَاءِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.  
 ۲۵۰ :- وَعَنْ أَبِي الدَّارِ دَاوُدَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَشْرَمِ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ  
 لَا يَنْتَفِعُ بِعِلْمِهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

فرمایا۔ علماء کے دلوں سے علم کو کسی چیز نکال دیتی ہے۔ فرمایا طبع<sup>۱</sup>۔ دارمی

۲۴۹- اوصال بن حکیم اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں ایک آدمی نے آنحضرت سے شر کی بابت پوچھا۔ فرمایا مجھ سے شر کے متعلق  
 مت پوچھ۔ بلکہ شر کی بابت پوچھو۔ یہ سن دفعہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ بروں سے برے علماء سوہ ہیں۔ اور اچھوں سے اچھے علماء خیر ہیں۔ (دارمی)  
 ۲۵۰- ابو داؤد فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن مقام کے لحاظ سے بہت برا اللہ کے نزدیک وہ عالم ہے جس کے علم سے فائدہ

نہ اٹھایا جائے۔<sup>۲</sup> دارمی

(رقیبہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۔ نااہل عالم کون لوگ ہیں :- اس کو ابن ابی شیبہ، خطیب اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔ نااہل سے مراد وہ

(حاشیہ صفحہ ہذا)

لوگ ہیں جو علم کے مطابق عمل نہ کریں۔  
 ۲۔ بے عمل عالم جاہل سے بدتر ہے :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام بے عمل عالم کو عالم ہی نہیں سمجھتے تھے علم ایک روشنی  
 ہے اور جو روشنی سے فائدہ نہ اٹھائے پھر وہ کیا اندھا اور کیا نابینا برابر ہے اسی طرح علم کا مقصد اس حدیث کے مطابق عمل ہے اگر عمل نہیں

ہے تو کیا عالم اور کیا جاہل۔

۳۔ بدترین لوگ اور بہترین لوگ :- اس حدیث کو ابو نعیم اور بزاز نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ سوال کرنے والے حضرت معاذ بن جبل

رضی اللہ عنہ تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سوال کا اندازہ برا معلوم ہوا کہ صرف برائی کے متعلق پوچھا چاہیے تو یہ تھا کہ جھلائی اور برائی دونوں

کے متعلق پوچھتے اور اگر ایک ہی چیز پوچھنی تھی تو جھلائی کے متعلق پوچھتے پھر آپ نے جھلائی اور برائی دونوں بیان کر دیں سب سے بڑی برائی

برے عالم کی برائی ہے اور سب سے اچھی جھلائی نیک عالم کی جھلائی ہے۔ کیونکہ علماء کا وجود نبی نوع انسان میں ہمیشہ دل کی طرح ہے اگر دل

نیک ہو تو سارا جسم نیک ہو جاتا ہے اگر دل برا ہو تو سارا جسم برا بن جاتا ہے اسی طرح عالم اگر نیک ہو جائے تو پورا ماحول بدل کر نیک بنا دے

گا اور اگر عالم برا ہو جائے تو پورے ماحول کو برائی، بدعات اور کفر سے بھر دے گا۔

۴۔ بدتر آدمی کو نسا ہے :- دین کا علم تو اس لیے سیکھا جاتا ہے کہ اس پر عمل کر کے نجات اخروی حاصل کی جائے اگر عمل نہ کیا تو نجات

سے محروم رہا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت چونکہ اس پر پوری ہو چکی ہے کہ اس لیے سیکھا جاتا ہے اس لیے اس کا خدا جاہل (باقی بر صفحہ آئندہ)

۲۵۱۔ وَعَنْ الْحَسَنِ قَالَ أَدْعَلُّكُمْ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَاكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذَاكَ الْجُحْتُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى ابْنِ أَدَمَ رَوَاهُ الشَّارِحِيُّ.

۲۵۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَائِسِينَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَّتُهُ فَيَكْمُرُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَرُبَتْهُ فَطَعِمَ هَذَا الْبَلْعُومُ يَعْنِي مَجْرَى الطَّعَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۵۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عِلْمٌ شَيْئًا فليقلل به وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيقلل اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِيُنَبِّئَهُ قُلُوبَ مَا

۲۵۱۔ حضرت حسن سے مروی ہے۔ علم دو قسم پر ہے۔ اول کا علم یہ دراصل مفید ہے۔ اور زبان کا علم یہ انسان بہا اللہ کی بھت ہے۔ (دارمی)

۲۵۲۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے علم کے دو برتن یاد کئے۔ ایک کو میں نے آپ لوگوں میں پھیلا دیا۔ اگر دوسرے کو پھیلا دوں۔ تو یہ گردن کاٹ دی جائے۔ بخاری

۲۵۳۔ حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے فرمایا۔ اے لوگو جو مسئلہ تم جانتے ہو۔ اسے بیان کرو۔ اور جو نہیں جانتا اسے کر دینا چاہئے اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں تو تم نہیں جانتے۔ اسے اللہ کے سپرد کرنا یہ بھی علم ہے۔ اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا۔ میں اس پر تم سے دقیقہ سائیرہ صوفیہ گذشتہ آدمی سے بہت زیادہ سخت ہوگا۔ اس سے تو اس کے لیے یہی بہتر تھا کہ دنیا کا علم حاصل کر کے دنیا تو کمالیتا۔ دین کے علم سے دنیا بھی صحیح طور پر نہیں کمائی جاسکتی۔ (حاشیہ صوفیہ)

۱۔ باطنی علم کوئی چیز نہیں ہے۔ اس حدیث کو احد نے بھی روایت کیا ہے۔ دو طرح کے علم ہیں ایک تو شریعت کا علم جس سے ادا اور نواہی کا تعلق ہے اسے تو ابو ہریرہؓ لوگوں میں بیان کرتے رہے اور دوسرا علم جو حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا وہ برے امرا کی صفات کے متعلق تھا جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تلائے تھے اور آپ نے بطور پیشگوئی فرمائے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے ان قتلوں سے محفوظ رکھنا کیونکہ قتلوں کا زمانہ قریب ہی بتایا گیا تھا بعض لوگوں نے اس سے ایک علم غفنی کی سند لی ہے کہ شریعت ایک ظاہر اور ایک باطنی ہے اور علماء کرام نے ان کے اس خیال کی تردید کی ہے۔

۲۔ علم کی دوسری قسم اہل بدعت اور ظالم بادشاہوں کے متعلق پیشگوئیاں تھیں جن کا تذکرہ غالباً آنحضرت نے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا جس کا ذکر فقہ کے ڈس سے علانیہ مناسب نہ سمجھا گیا دیسے بھی یہ کوئی دین کی بات نہ تھی جسے چھپا کر سمجھا جانا اس لیے ابو ہریرہؓ نے علانیہ ان کا ذکر نہیں فرمایا۔ (اسم)

أَسْتَدْرِكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۲۵۴۔ وَعَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۵۵۔ وَعَنْ حُدَايِفَةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَاءِ اسْتَفْبِهُمُوا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا وَإِنْ أَخَذْتُمْ لَيْبِنًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۲۵۶۔ وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِي جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ أَرْبَعِينَ مَرَّةً قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَدْخُلُهَا قَالَ الْقُرَاءُ الْمُرَاوُونَ بِأَعْمَالِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَكَذَا ابْنُ مَاجَةَ وَشَاذِلِيهِ وَإِنَّ مِنْ أَلْبَغِضِ الشَّرِّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الْكَذِبُ يَذُرُونَ الْأَمْرَ قَالَ الْمُحَارِبِيُّ يَعْنِي الْجَوْرَةَ -

کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ اور نہ ہی مجھے تکلف کی عادت ہے۔ بخاری۔ مسلم۔

۲۵۴۔ ابن سیرین فرماتے ہیں۔ یہ علم دین ہے۔ تمہیں سوچنا چاہیے۔ کہ تم دین کن لوگوں سے سیکھتے ہو۔ مسلم۔

۲۵۵۔ حضرت حُدایفہ نے فرمایا۔ اسے قاریوں کی جماعت اپنے تئیں رہو۔ تم بہت آگے چل چکے ہو۔ اگر تم نے فائیں بائیں ہونا شروع کیا۔ تو تم کہیں دور جا پڑو گے۔ بخاری۔

۲۵۶۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب الحزن سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا حضرت جب الحزن کیا ہے۔ فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے۔ جس سے جہنم روزاً چار سو دفعہ پناہ مانگتی ہے۔ آپ سے پوچھا گیا۔ اس میں کون لوگ داخل ہوں گے۔ فرمایا۔ عالم جن کے اعمال میں ریاکاری ہے۔ (ترمذی) ابن ماجہ نے یہ الفاظ زیادہ فرمائے ہیں۔ اللہ کے نزدیک وہ علماء سب سے زیادہ ناپسند ہیں جو ظالم امر اور نیک نہایت کریں۔ محاربی نے کہا۔ اس سے مراد ظالم امیر ہیں۔

اس حدیث کا سند ہے اور مرورہ فقہ بے سند۔ اس اثر کو حاکم ابن عدی اور ابو نصر نے بھی ابا نذیر میں ذکر کیا ہے جب تک نیک لوگ تھے سند کو کوئی نہیں پوچھتا تھا۔ جب اہل بدعت پیدا ہونے لگے تو محدثین کلام نے کہا اس کی سند بیان کرو تا کہ ہم دیکھ لیں کہ حدیث کن لوگوں کے ذریعہ سے آئی ہے اگر سند میں ایسنت ہوتے تو ان کی حدیث قبول کرنی جاتی اور اگر اہل بدعت ہوتے تو چھوڑ دی جاتی۔ زمانہ کی تیرگیوں میں کہ حدیث کی سند موجود ہے پھر بھی اس پر عمل نہ کرنے کے لیے ہزار بہانے مل جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف اقوال ائمہ مجتہدان لیے جاتے ہیں اور وہ بھی اس صورت میں کہ فقہ کی قدیم ترین کتاب اور امام ابو حنیفہ میں چار پانچ سو سال کا عرصہ ہے اور سند کوئی نہیں ر۔

اسے ریاکار عالم کی سزا۔ اس حدیث کو ترمذی نے غریب کہا اور ترمذی نے ضعیف کہا ہے۔ لیکن اس کی تائید اور دہرائی ہر صفحہ آئندہ

۲۵۷- وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُنْفَعِي مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا يُبْقِي مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رُسْمُهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الرُّمَادِ عُلَمَاءُهُمْ شُرُومٌ تَحْتُ أَدْيِيرِ السَّمَاءِ مِنْ عِيَادِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ رِوَاةُ الْبَيْهَقِيِّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ -

۲۵۸- وَعَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَالِدًا عِنْدًا أَوَّانِ ذَهَابِ الْعِلْمِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَنُقْرَأُ أَبْنَاءَنَا وَيُقْرَأُ أَبْنَاؤُنَا أَبْنَاءَهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقَالَ تَكَلُّنَكَ أُمَّتِي زِيَادُ إِنْ كُنْتُ لَأَمَّا ذَلِكَ مِنْ أَفْقِهِ رَجُلٌ بِالْمَدْيَنَةِ أَوْ لَيْسَ هَذِهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى يُقْرَأُونَ التَّوْرَةَ وَالْإِنجِيلَ لَا يَعْمَلُونَ بِشَيْءٍ مِمَّا فِيهِمَا رِوَاةُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ

۲۵۷- حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ لوگوں پر عقرب ایسا وقت آئے گا۔ جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ اور قرآن بھی صرف رسم ہی رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی۔ گمراہ ہدایت کے لحاظ سے برباد ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین لوگ ہوں گے۔ انہیں سے فتنہ پیدا ہوگا۔ اور انہیں میں سما جائے گا۔ شعب الایمان بیہقی۔

۲۵۸- زیاد بن زید فرماتے ہیں۔ کسی وقت آنحضرت نے فرمایا یہ علم کے چلے جانے کا وقت ہوگا، میں نے عرض کیا۔ حضرت علم کیسے جاتا رہے گا۔ جبکہ ہم قرآن پڑھ رہے ہیں۔ اپنی اولاد کو پڑھا رہے ہیں۔ اور ہماری اولادیں قیامت تک اپنی اولادوں کو پڑھاتی جائیں گی۔ فرمایا۔ زیاد تمہاری ماں تمہیں گم کر دے۔ میں تمہیں مدینہ میں بڑا دشمن سمجھتا تھا کیا یہ یہود و نصاریٰ تورات اور انجیل

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بہت سی صحیح حدیثوں سے ہوتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف چھوٹے شرک یعنی ریا کا ہے۔ جب الحزن کے مہنی۔ ہاں تم کائناتوں۔ نالے کی گہرائی چونکہ بہت زیادہ ہے اس لیے اس کو کونہیں کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ عالم اور دیا کا عابد یہ دونوں اس میں ہوں گے۔

(حاشیہ صفحہ ۲۵۸)

لے قیامت کی نشانی یعنی فتنہ علماء۔ اس حدیث کو ابن عدی نے کامل میں روایت کیا ہے اور اس کے شاہد مستدرک حاکم، البوداؤد اور احمد میں بھی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی حروف بحرف پوری ہوئی۔ آج قرآن مجید کے صرف الفاظ پڑھ لینے کو کافی سمجھا جاتا ہے اور ترجمہ کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ اسی طرح اسلام بھی برائے نام رہ گیا ہے۔ مسلمانوں کے کام نہیں نام ضرور مسلمانوں کے ہیں۔ مسجدیں بے رونق ہیں اور سینا گھر آباد۔ قرآن و سنت کی صدائیں جہاں پہلے مہراب و منبر سے بلند ہوتی تھیں اب انہی مہراب و منبر سے بدعات کو سند جواز عطا ہوتی ہے فالی اللہ المشتکی

نَحْوَهُ وَكَذَلِكَ الدَّارِمِيُّ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ .

۲۵۹۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِمُوهُ النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِمُوهُ النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَعَلِمُوهُ النَّاسَ فَإِنِّي أُمْرٌ مَقْبُوضٌ وَالْعِلْمُ سَيْنُقِيضٌ وَيُظْهِرُ الْفِتْنَ حَتَّى يَخْتَلِفَ إِثْنَانِ فِي فَرِيضَةٍ لَا يَجِدَانِ أَحَدًا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالذَّارِقُطِيُّ .

۲۶۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ عِلْمٍ لَا يَنْتَفِعُ بِهِ كَمَثَلِ كَبْزٍ لَا يَنْفَعُ مِنْهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالذَّارِمِيُّ .

نہیں پڑھتے؛ لیکن اس کے مقاصد کو نہیں جانتے۔ احمد۔ ابن ماجہ ترمذی گمرداری نے ابو امامہ سے روایت فرمایا۔

۲۵۹۔ ابن مسعود فرماتے ہیں۔ مجھے آنحضرت نے فرمایا۔ علم سیکھو۔ اور لوگوں کو سکھاؤ۔ فرائض سیکھو۔ اور لوگوں کو سکھاؤ۔ اور قرآن سیکھو۔ اور سکھاؤ میں جلدی نبض کیا جاؤں گا۔ اور علم عنقریب کم ہونا شروع ہوگا۔ فتنے ظاہر ہوں گے۔ یہاں تک کہ دو آدمی ایک فرض میں اختلاف کریں گے۔ ان کو کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ملے گا۔ دارمی۔ دارقطنی۔

۲۶۰۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جس علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے وہ اس خزانے کی طرح ہے جس سے اللہ

کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا جائے (احمد۔ دارمی)

سہ عالم کب جاہل کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ اس حدیث کو حاکم، ابوداؤد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جیسے یہود و نصاریٰ کتابوں کا علم رکھتے ہیں اور عمل نہیں کرتے تو ان کو یہ علم فائدہ مند نہیں ہے اسی طرح تم بھی اگر اس کے حصول کے بعد عمل کر دو گے تو علم رہے گا ورنہ علم بھی چلا جائے گا۔

۳۔ تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب :- اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کے متعلق عجیب ترغیب رکھی ہے۔ پہلے مطلق تعلیم کی ترغیب دلائی اور پھر شریعت کے علوم میں سے علم فرائض و میراث کا خصوصی ذکر فرمایا کہ یہ علم زیادہ مشکل ہے اور اتنا ہی مفید بھی ہے۔ بعض نے فرائض سے مراد فرض اور واجب احکام کا علم مراد لیا ہے اور پھر عموماً سارے قرآن مجید کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی کہ اس میں دنیا بھر کے تمام علوم اجمالی طور پر مذکور ہیں صاحب تصیّدہ آمالی نے کیا ہی خوب کہا ہے وکل العلم فی المقرآن لکن لخاص

عنه افہام الرجال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی خوب فرمایا تھا وکل الصيد فی جوف الفراء۔ ۳۔ علم سے کس طرح فائدہ اٹھائے۔ اس حدیث کو بزار اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ تشبیہ صرف اس بات میں ہے کہ علم کو خرچ نہ کیا جائے تو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ایسے ہی اس علم سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا جس سے خرچ نہ کیا جائے ورنہ ہر لحاظ تشبیہ مقصود نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ دولت خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ علم سے نفع کی دو صورتیں رہتی ہیں (صفا ۱۰۰)

۲۶۱:- وَعَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ هَلْ تَعْرِفُ مَا يَهْدِيهِمُ الْإِسْلَامَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ يَهْدِيهِمْ زَكَاةُ الْعَالِيَةِ وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالنِّسَابِ وَحُكْمُ الْأَثَمَةِ الْمُضِيلِينَ رَوَاهُ السَّارِمِيُّ.

۲۶۱- زیاد بن حذیر فرماتے ہیں مجھے حضرت عمر نے فرمایا تم جانتے ہو اسلام کو کون سی چیز مٹاتی ہے میں نے عرض کیا نہیں فرمایا عالم کی لغزش اسے مٹا دیتی ہے اور منافق کا جھگڑا کتاب اللہ میں اور گمراہ بادشاہوں کا حکم (دارمی)



(حاشیہ صفحہ پہلا)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہیں ایک خود اس پر عمل کرنا اور دوسرا لوگوں کو پڑھانا۔

اس علم کو بگاڑنے والے کون لوگ ہیں:- اس حدیث کو ابن عبد البر اور نصر مقدسی اور ابن بخاری نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت عمر کا یہ قول اس حدیث سے ماخوذ ہے۔ جس کو امام احمد۔ بناری۔ ابویعلیٰ اور ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علم والے منافق سے بچو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے وَهَلْ أَفْسَدَ الدِّينَ إِلَّا الْمُنُوكُ وَأَحْبَابُ رَسُولِهِ رُحَبِيَاءُ هُمْ رَكَ دِينِ كُوبِ رَسَائِلِ الْعَالَمِينَ، اور بادشاہوں اور بادشاہوں نے برباد کیا ہے) کیونکہ یہ لوگ اپنے اپنے حلقوں میں منتقل ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ بے اعمال کریں گے تو اور لوگ بھی ان کی دیکھا دیکھی اسلام سے لوگوں کو ان ہو جائیں گے اور اگر یہ لوگ اسلام کے باندہ رہیں گے تو اور لوگ بھی اسلام کی باندہ کریں گے۔



## کتاب الطہارۃ

عبادت کی قبولیت کے لیے پاک ہونا ضروری ہے۔ طہارت کی متعدد صورتیں ہیں۔ اعتقاد کا درست ہونا۔ مشرک اور بدعتی کا ذہن پلید ہونا ہے۔ اس کو نہ خدا پر یقین ہوتا ہے۔ نہ آنحضرت پر صحیح اعتقاد۔ اللہ تعالیٰ پر اس کو بھروسہ نہیں۔ وہ اپنی ضرورتوں کے لیے فقروں بزرگوں اور قروں و رختوں پر زیادہ یقین رکھتا ہے۔ اس کو مخلوق سے وہی محبت ہوتی ہے۔ جو اللہ سے ہونی چاہئے وہ غیروں سے اسی طرح ڈرتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔ نذر۔ نیاز۔ دعا۔ سجود۔ خشیت۔ انابت۔ جو اللہ کی خصوصیات ہیں۔ ۱۵۹ میں شب مخلوقات کو شرک سمجھتا ہے۔ متعارف اور عادی اسباب کے علاوہ بھی وہ مخلوق کو متصرف اور با اختیار سمجھتا ہے۔ یہ یقیناً شرک ہے۔ جب تک اس سے ذہن صاف اور ایمان درست نہ ہو عبادت قبول نہیں ہوتی۔ آنحضرت کی بعثت سے پہلے اہل مکہ حج کرتے تھے۔ بیت اللہ میں عبادت بحال لاتے تھے۔ حجاج کی خدمت کرتے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے۔ مگر اس کے باوجود اسلام نے انہیں مسلمان تسلیم نہیں کیا۔ ان کی عبادت کو بیکار سمجھا۔ ان کی عبادت کو لیے فائدہ تصور کیا یا۔ اسی قسم کی برائیاں آج بھی مخلوق میں رائج ہیں۔ مسلمان کلمانے والے مخلوق کے ساتھ وہی کچھ کرتے ہیں۔ جو اس وقت کے مشرک بتوں سے کرتے تھے۔ ایسی توجیہ کچھ مفید معلوم نہیں ہوتی۔ قبروں کو سجدے ہو رہے ہیں۔ بزرگوں کے نام کی نذرین دی جا رہی ہیں۔ اللہ کے سوا غیروں کو صبح اور شام پکارا جاتا ہے۔ بزرگوں اور ان کی خانقاہوں سے مدد مانگی جاتی ہے۔ التماس کی جاتی ہیں۔ یہ شرک ہے۔ اس کی موجودگی میں عبادت مفید نہیں۔

۲ آنحضرت دین کامل لیکر آئے۔ آپ کے بعد دین میں نہ کچھ بڑھایا جاسکتا ہے۔ نہ کم کیا جاسکتا ہے۔ بدعت کا مطلب یہ ہے کہ دین میں کوئی چیز اپنی طرف سے بڑھائی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آنحضرت سے دین میں کمی رہ گئی۔ جسے کسی اور نے پورا کر دیا ہے بدعتی و دراصل آنحضرت پر نبوت کے اختتام کا ذہنی طور پر منکر ہے اس لیے وہ شرعی احکام میں اضافہ کا منتظر رہتا ہے۔ اس گندگی کے ہوتے ہوئے عبادت مقبول نہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ لِمَا حَيْبُ بِنَا عَنَّا صَرَخًا وَلَا عَدَا لَدَهُ بِدْعَتِي كَمَا نَفَرُوا مَقْبُولِينَ۔ نہ نوافل۔

۳ بدن پر کوئی پلیدی موجود ہو تو عبادت قبول نہیں ہوگی۔ پیشاب پانچا نہ اور اس قسم کی دوسری پلیدی چیزیں طہارت کے منافی ہیں۔ عبادت کے وقت بدن کا ان سے صاف ہونا ضروری ہے ورنہ نماز ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

۴ بے وضو یا سبھی ہونا بھی طہارت کے منافی ہے۔ گو بظاہر بدن پر کوئی گندگی یا پلیدی نہیں لگی ہوتی۔ لیکن شارع نے اسے پلیدی سمجھا ہے۔ اسے حکمی نجاست فرمایا ہے۔ اس لیے وضو کے بغیر بھی نماز نہیں ہوتی۔ اور غسل جنابت کے بغیر بھی نماز نہیں ہوگی۔ اعتقاد ہی نجاست کا ذکر ابتدائی ابواب میں کسی قدر آگیا ہے پیش نظر ابواب میں حقیقی اور حکمی نجاستوں کا ذکر آگیا ہے۔ ہر مسلمان کیلئے ان مسائل کا سمجھنا ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ورنہ عبادت درست نہیں ہوگی۔ اور بلاوجہ ان شرائط کی خلاف ورزی کیے۔ تو نماز ضائع ہو جائے۔



مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزْفَعُ بِهِ الْكَرَجَاتِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِسْبَاحُ  
الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَامِرِ وَكَثْرَةُ الْعَطْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ وَإِنْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَا يَكُونُ  
الرِّبَاطُ وَفِي حَدِيثٍ مَا لَيْكَ ابْنُ أَنَسٍ فَذَا يَكُونُ الرِّبَاطُ فَذَا يَكُونُ الرِّبَاطُ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ  
وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ ثَلَاثًا.

۱۲۶۴۔ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ  
الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ مُنْتَقِئٌ عَلَيْهِ۔  
۲۶۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ

نے عرض کیا۔ حضرت کیوں نہیں فرمایا وضو تکلیف کے اوقات میں مکمل کرنا اور مسجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانا۔ دوسرے جانا یا بار بار چلنا  
اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہی رباط ہے (جس کی طرف قرآن حکیم نے درالبطوسے اشارہ کیا ہے) حضرت انس  
کی روایت میں رباط کا لفظ دو دفعہ آیا ہے۔ مسلم اور ترمذی میں تین دفعہ۔

۲۶۴۔ حضرت عثمانؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا۔ اس کے تمام گناہ اس کے جسم  
سے نکل گئے یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔ بخاری مسلم۔ یعنی چھوٹے بڑے سب گناہ معاف ہو گئے۔

۲۶۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں، آنحضرت نے فرمایا۔ جب مسلم یا مومن وضو کرتا ہے۔ اور منہ دھو لے لے تو منہ کے تمام گناہ جسکی طرف  
دقیقہ ساغیر صفحہ گذشتہ) نے خدا کی راہ میں مال خرچ کیا۔ میری بدوشی ہے۔ مہر کی تین قسمیں ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مہر کرنا اللہ تعالیٰ کی نواہی سے مہر

کرنا۔ مصیبتوں اور تکلیفوں پر مہر کرنا۔ یہ چونکہ ایمان ہے اور ایمان نود ہے۔ لہذا مہر بھی نود ہے۔ اگر قرآن پر عمل کیا تو قرآن تیرے لیے شہادت کا  
گواہ اور اگر اس پر عمل نہ کیا تو یہ تجھ پر جہنم ہوگا تیرے خلاف گواہی دے گا۔ مہر اسی اپنی جان کو بیچ رہا ہے اگر اپنی جان بیچ کر دنیا حاصل کر لی اور  
دین چھوڑ دیا تو اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا اور اگر دنیا چھوڑ کر دین حاصل کر لیا تو عذاب الہی سے بچ گیا۔ (دعا شیہ صفحہ نہا)

۱۔ رباط کی حقیقت کیا ہے؟ اس حدیث کو احمد، نسائی، ترمذی، مالک اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے تکلیف پر وضو یہ کہ بیماری  
یا سردی کے دنوں میں تین تین بار اعضاء دھوئے اور پانی کو ہر جگہ پہنچائے وضو کی کوئی جگہ خالی یا خشک نہ رہ جائے اگر مسجد سے گھر دور ہو تو بھی  
جماعت میں اگر شامل ہو ہر قدم کے بدلے اس کو نیکی ملے گی نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھ رہنا یا اگر باہر بھی جائے تو نماز کا خیال رکھے۔  
رباط کے لغوی معنی ہیں سرحد اسلام پر فوجی ساندھ سامان اور گھوڑے ہتھیار کے ہر وقت تیار رہنا اور یہ عطا ہری دشمن کے لیے ہے اور باطنی دشمن  
(شیطان) کے لیے نمائندگی باندی رباط ہے۔

۲۔ وضو سے صغیرے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس کو اسد۔ ابن ماجہ اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ تمام گناہوں سے  
مرا تمام صغیرے گناہ ہیں۔

المُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلَّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بَعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلَّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلَّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَيْقِيًّا مِنَ الدُّنُوبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۶۶۔ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ إِمْرٍ مُسْلِمٍ تَحْضِرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فِي حَيْثُ وَضُوءٍ هَا وَحُشْرَعَهَا وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَقَارَةٍ سَمًا قَبْلَهَا مِنَ الدُّنُوبِ مَا لَمْ يُوْتِ كِبْرَةٌ وَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۶۷۔ وَعَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَنَضَّضَ وَاسْتَنْشَرْتُمْ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمَرْفِقِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى إِلَى

اس نے آنکھوں سے دیکھا تھا۔ پانی یا پانی کے آخری قطروں کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے تمام گناہ جو اس نے اپنے ہاتھوں سے کئے تھے۔ پانی سے یا پانی کے آخری قطرہ سے نکل جاتے ہیں۔ اور جب پاؤں دھوئے۔ تو تمام گناہ جن کی طرف وہ پاؤں سے چلا تھا پانی یا اس کے آخری قطروں کیساتھ بہ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے صاف ہو جاتا ہے۔  
۲۶۶۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کوئی مسلمان جب فرضی نماز کیلئے حاضر ہوتا ہے۔ اس کا وضو اچھی طرح کرے۔ اور خشوع سے ادا کرے۔ وہ تمام پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ جب تک وہ کوئی کبیرہ گناہ نہ کرے۔ اور ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے مسلم۔

۲۶۷۔ حضرت عثمان سے مروی ہے۔ آپ نے وضو کیا۔ تو ہاتھوں پر زمین دھری پانی ڈالا۔ پھر کلکی۔ اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر تین دفعہ منہ دھویا۔ پھر داہنا ہاتھ کو ہینوں تک تین دفعہ دھویا۔ پھر بائیں ہاتھ اسی طرح تین دفعہ دھویا۔ اور پھر سر پر مسح کیا۔ پھر دایاں اور بائیں پاؤں لے وضو سے گناہوں کی معافی:۔ اس حدیث کو مالک۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔ گناہوں سے نکل جانے سے مراد یہ ہے کہ معاف ہو جاتے ہیں ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے گناہ معاف ہو گئے پھر دھونے سے زبان، آنکھ اور کانوں کے گناہ معاف ہو گئے۔ سر کا مسح کرنے سے دماغ کے فاسد خیالات کے گناہ معاف ہو گئے اور پاؤں دھونے سے گناہ کی طرف چل کر جانے کے گناہ معاف ہو گئے۔

۲۶۸۔ معافی صغیرے گناہوں کی ہوتی ہے، اچھی طرح وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وضو کے اعضاء میں سے کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ خشوع یہ ہے کہ دل خدا تعالیٰ کی جناب میں پوری توجہ سے حاضر ہو نماز میں غلات ادب نماز کوئی حرکت نہ کرے نظر سجدہ کی جگہ پر رہے نماز کے آداب۔ مستحبات۔ نوافل، واجبات اور فرائض کو اچھی طرح ادا کرے۔ رکوع کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی عام نمازوں (باقی صفحہ آئندہ)

الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ  
مَا آيَتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوَاضًا نَحْوُ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ نَوَاضًا  
نَحْوُ وَضُوءِي هَذَا نُحْرِيصُكَ رُكْعَتَيْنِ لَا يَحْدِثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا شَيْءٌ غَفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ  
مِنْ ذَنْبِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَكَفَطَهُ لِلْبُخَارِيِّ.

۲۶۸:- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ  
يَتَوَضَّأُ فِي حَيْثُ وَضُوءُهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا  
وَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ رِوَاةُ مُسْلِمٍ.

دونوں تین دفعہ دھوئے۔ پھر فرمایا۔ میں نے آنحضرت کو اسی طرح وضو فرماتے دیکھا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جو شخص میرے وضو کی طرح  
وضو کرے۔ اور نماز کی طرح نماز ادا کرے۔ اور اس میں اپنے دل سے باتیں نہ کرے۔ اس کے سابقہ سب گناہ معاف ہو جاتے  
ہیں۔ بخاری مسلم لفظ بخاری کے ہیں۔

۲۶۸۔ عقبة بن عامر فرماتے ہیں۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں۔ جو ابھی طرح وضو کرے۔ پھر دو رکعت نماز پوری توجہ سے پڑھے۔  
مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ مسلم۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں رکوع نہیں ہے یہ رکوع صرف مسلمانوں کی نماز میں ہے۔ یہ نماز پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ مغیرہ  
گناہ تو وضو سے معاف ہو جاتے ہیں اور کبیرہ گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ نمازوں سے یا جمعہ سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ بعض  
علمائے کما ہے کہ اگر مغیرہ گناہ باقی نہ ہوں تو کبیرہ گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ نمازوں سے معاف نہیں  
ہوتے۔ مغیرہ گناہ اگر ہوں تو معاف ہو جائیں گے اور اگر نہ ہوں تو اس کے درجات بلند ہو جائیں گے لیکن زیادہ۔ صحیح قول اول ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۲۶۸)  
۱۔ وضو کی ترتیب :- اس حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی۔ دارقطنی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ وضو کے  
ابتداء میں بھی ہاتھ دھونے چاہئیں۔ کلی کرنا اور ناک میں باقی ڈالنا اور پھر ناک صاف کرنا۔ امام احمد کے نزدیک غسل اور وضو دونوں میں واجب ہیں اور  
امام مالک و شافعی کے نزدیک دونوں میں سنت اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک وضو میں سنت اور غسل میں فرض ہیں اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے  
کہ منہ اور ناک کی دو حیثیتیں ہیں۔ اگر منہ کو بند کر لیا جائے تو اس کی حیثیت اندک کی ہے اور کھولا جائے تو اس کی حیثیت باہر کی ہے پہلی صورت  
کو جن لوگوں نے ملحوظ رکھا انہوں نے فرضیت کا انکار کیا اور جنہوں نے دوسری صورت کو ملحوظ رکھا انہوں نے فرض کیا۔

۲۔ وضو کی مستنون دعائیں :- اس حدیث کو احمد ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ اور اس کے بعد  
کی حضرت عمر کی حدیث واصل ایک ہی حدیث ہیں۔ جب عقبة بن عامر آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ الفاظ فرما رہے تھے اور اس سے پہلے کے الفاظ  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کر دیے ہیں جو کہ عقبة بن عامر نے نہیں سنے تھے وضو میں بعض لوگوں نے بہت سی دعائیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

۲۶۹۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبَلِّغُ أَوْ فَيَسْبِغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَفِي رِوَايَةٍ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ هَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ وَالْحَمِيدِيُّ فِي أَفْرَادِ مُسْلِمٍ وَكَذَا ابْنُ الْأَثِيرِ فِي جَامِعِ الْأَصُولِ وَذَكَرَ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ النَّوَوِيِّ فِي إِخْرَجِ حَدِيثِ مُسْلِمٍ عَلَى مَا رَوَيْتَهُ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ وَالْحَدِيثُ الَّذِي رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ النَّوَوِيِّ فِي الصَّحَاحِ مَنْ تَوَضَّأَ فَحَسَنَ الْوُضُوءَ إِلَى آخِرِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ بِعَيْبِهِ إِلَّا كَلِمَةَ أَشْهَدُ قَبْلَ أَنْ مُحَمَّدًا ۱۔

۲۷۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ

۲۶۹۔ حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم سے جو بھی وضو کرے۔ اور پوری طرح مکمل وضو کرے۔ پھر کہے۔ اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور اس کے رسول ہیں اور ایک روایت میں وعدہ لا شریک لہ کے لفظ زیادہ آئے ہیں۔ مگر اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ جس سے چاہے جنت میں داخل ہو۔ مسلم حیدری جامع الاحادیث نے آخر حدیث مسلم و ترمذی نے یہ الفاظ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ اسے اللہ بنا مجھ کو توبہ کرنے والوں سے اور پاک رہنے والوں سے زیادہ کہے ہیں۔ اور جس حدیث کو محمدی السنن نے صحاح میں ذکر کیا ہے۔ جس شخص نے وضو کیا۔ اور اچھا وضو کیا۔ اسے ترمذی نے جامع میں بعینہ ذکر کیا ہے۔ لیکن ان محمدی سنن سے پہلے اشہد کا ذکر نہیں فرمایا۔ ۲۷۰۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میری امت کو قیامت کے دن بلایا جائے گا۔ ان کی پیشانی اور اعضائے وضو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بنالی ہیں وہ سب دعائیں ایجاد بندہ ہیں مرنے ایک دعا آنحضرت سے وضو کے دوران ثابت ہے اور ایک دعا بعد وضو ثابت ہے اور ہیں۔ آنحضرت جب وضو کرتے ہوئے پاؤں دھونے پر آتے تو یہ دعا پڑھتے رَبِّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَ وَسِّعْ لِي دَارِيَّ وَ بَارِكْ لِي فِي رِزْقِي، اور جب وضو سے فارغ ہو جاتے تو یہ دعا پڑھتے جو اوپر حدیث میں مذکور ہے۔ اس حدیث سے اور اس سے پہلے کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو کے بعد کم از کم دو نفل ضرور پڑھ لینے چاہئیں یہ نفل تحیۃ الوضو کہلاتے ہیں اگر زیادہ ہوں تو بہتر ہے ورنہ کم از کم دو تو ہوں۔ حضرت بلال کو آنحضرت نے جنت میں اپنے آگے دیکھا تو وہ انہی نفلوں کی بدولت وہاں پہنچے تھے۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُّخْجَلِينَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوءِ فَمِنْ اِسْتِطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُطِيلَ غُرَّتَكُمْ  
فَلْيَفْعَلْ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -  
۲۷۱۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْلَغُ الْحِجَابَةِ مِنَ الْمُؤْمِنِ  
حَيْثُ بَلَغَ الْوُضُوءُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

### الفصل الثاني

۲۷۲۔ عَنْ ثُوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقِيمُوا وَلَكِنْ تَحْصُوا  
وَاعْلَمُوا اَنْ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ وَلَا يَحَافِظُ عَلَيَّ الْوُضُوءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ رَوَاهُ مَالِكٌ وَ  
اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ

سفید ہوں گے۔ جو شخص اس سفیدی کو لمبا کرنا چاہے۔ تو کرے۔ بخاری مسلم۔

۲۷۱۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا۔ جہاں تک اس کا وضو پہنچے گا۔ مسلم۔

### دوسری فصل

۲۷۳۔ حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ سیدھی راہ پر چلو۔ تم قطعاً اس کی طاقت نہیں رکھتے اور یقین ہاؤ۔

نماز تمہارے بہترین اعمال سے ہے۔ اور وضو کی محافظت مومن ہی کر سکتا ہے۔ مالک احمد ابن ماجہ دارمی۔

۱۷ امتی قیامت کو وضو سے معلوم ہوں گے۔ اس حدیث کا مضمون اور اس کے بعد کی حدیث کا مضمون ایک ہی ہے۔ دوسری حدیث  
کو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ گوڑے کی پیشانی کی سفیدی کو غرہ کہا جاتا ہے اور ہاتھ پاؤں کی سفیدی کو تجیل۔ مطلب یہ ہے کہ مومنوں  
کے اعضاء وضو کے سبب سے نورانی ہوں گے۔ دوسری حدیث میں اسی کو زیور کہا گیا ہے۔ حدیث سے اس بات کی ترغیب نکلتی ہے کہ  
وضو کے اعضاء کو مقدار واجب سے زیادہ دھونا مستحب ہے۔ مثلاً ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا فرض ہے تو ہاتھوں کو کہتھوں تک دھو لیا  
جائے اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھونا فرض ہے تو ان کو گھٹنوں تک دھولے۔ یعنی اعضاءے وضو کو مقدار واجب سے زیادہ نہ دھولے اس  
کی تو اجازت ہے لیکن یہ نہیں کیا جا سکتا کہ زمین دفعہ سے زیادہ مرتبہ دھوئے۔ مثلاً چار یا پانچ مرتبہ تاکہ نوہ زیادہ روشن ہو جائے۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری امت کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے ہاتھ پاؤں اور منہ وضو کے آثار سے روشن ہونگے  
اللہ ہی بہتر جانے کہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے اور وضو نہیں کرتے ان کی کیا علامت ہوگی اور وہ لوگ امت میں بھی شمار ہو سکیں گے یا نہیں ہر  
مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ نمازیں پابندی کے ساتھ ادا ہو سکیں۔

۱۷ با وضو آدمی شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ، طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ دین پر استقامت  
بڑا مشکل کام ہے اسی لیے بعد میں فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہ رکھو گے تو اگر سادہ سے اسلام پر استقامت نہیں رکھ سکتے تو اس کے (باقی صفحہ ۲۸۳)

۱۲۷۳۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ عَلَيَّ عَلَى طَهْرٍ كَتَبَ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

### الفصل الثالث

۱۲۷۴۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الْوُضُوءُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطَّهُّورُ رَوَاهُ أَحْمَدُ

۷۷۳۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص وضو پڑھ کرے۔ اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ ترمذی۔

### تیسری فصل

۷۷۴۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ نماز جنت کی چابی ہے۔ اور نماز کی چابی وضو ہے۔ احمد۔

بقیہ ماشیہ صفحہ گذشتہ) بعض پر تو فرود کھو مثلاً نماز پر جو دین کا سب سے بڑا رکن ہے اور نماز کی استقامت کے لیے وضو نہایت ضروری ہے۔ لہذا وضو کی حفاظت کرو۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا ہے کہ ہمیشہ با وضو رہنا شیطان سے محفوظ رہنے کا سب سے بڑا سبب ہے۔

راشیہ صفحہ ہذا) ۱۔ وضو پڑھ کرنا نیکی کا سبب ہے :- اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں عبدالرحمن بن زیاد افریقی ہے اس کے مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے بعض نے اس حدیث کو ضعیف کہا لیکن اس کے معنی کی آیت قرآن پاک کی آیت سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِثْلِهَا، وضو پڑھ کرنا اس صورت میں تو بالاتفاق مستحب ہے جبکہ پہلے وضو سے کچھ نفل پڑھ چکا ہو اور اگر اس سے کوئی نماز پڑھی ہو تو پھر بعض کے نزدیک دوسرا وضو کرنا مکروہ ہے کیونکہ بے جا اسراف ہے۔ اگر پہلے وضو سے کچھ نماز پڑھ لی ہو تو دوسرا وضو گویا دوسری نماز کے لیے کیا گیا یعنی ہر نماز کے لیے تازہ وضو کیا اور یہ پسندیدہ فعل ہے۔

۲۔ نماز کے شرائط کیا ہیں :- اس حدیث کو طبرانی، بزاز، بیہقی اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ وضو نماز کی کنجی ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز شروع نہیں کی جا سکتی۔ یعنی یہ شرائط نماز میں سے ہے اور نماز کے شرائط یہ ہیں جگہ پاک ہونا۔ لباس پاک ہونا۔ جسم پاک ہونا اور اس میں وضو اور غسل دونوں شامل ہیں، نماز کا وقت ہونا۔ ستر عورت۔ قبلہ رخ ہونا۔ نیت کرنا (لیکن نیت زبان سے ادا کرنا اور الفاظ پڑھنا کسیں سے بھی ثابت نہیں ہے۔ نیت کا تعلق دل سے ہے) اور نماز جنت کی کنجی ہے کیونکہ وہی کفر اور ایمان میں فارق ہے۔ یہی علامت اسلام ہے۔ یہی دین کا ستون ہے۔ جان اور مال کے محفوظ ہونے کے لیے قرآن مجید میں شہادتین کے بعد نماز اور زکوٰۃ کو بھی شرط قرار دیا ہے اور حدیث سے بھی اس شرط کا پتہ چلتا ہے۔ لہذا اس کے بغیر جنت نہیں مل سکتی۔



۲۷۵: وَعَنْ شَيْبِ بْنِ أَبِي رَوْحٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ الرَّؤُوفَ فَالْتَبَسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُصَلُّونَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُونَ الظُّهُورَ وَإِنَّمَا يُدَبِّسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ أَوْلَيْكَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

۲۷۶: وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ عَدَا هُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدَايَ أَوْفَى يَدَيْهِ قَالَ أَلْتَسْبِيحُ نِصْفُ الْيُزَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ يَمْلَأُ وَالتَّكْبِيرُ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالصُّورُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالظُّهُورُ نِصْفُ الْإِيمَانِ سَرَاةُ السَّرْمِيدِ وَقَالَ هَذَا أَحَدِيثٌ حَسَنٌ.

۲۷۵- شبیب بن روح آنحضرت کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے صبح کی نمازیں سورہ روم پڑھی۔ آپ بھول گئے۔ جب آپ نماز ادا فرما چکے۔ تو فرمایا۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے۔ جو ہمارے ساتھ نمازیں شریک ہوتے ہیں۔ اور وضو صحیح طور پر نہیں کرتے۔ انہی کی وجہ سے قرآن میں شب پر ہوتا ہے۔

۲۷۶- بنی سلیم کے ایک آدمی سے مروی ہے۔ آنحضرت نے یہ (مندرجہ) باتیں میرے ہاتھ پر یا اپنے ہاتھ پر شمار کیں۔ فرمایا تسبیح سے آدمی میزان بھر جاتی ہے۔ اور الحمد للہ سے پوری میزان بھر جاتی ہے۔ اور تکبیر سے آسمان اور زمین کی درمیانی فضاء معمور ہو جاتی ہے۔ روزے میں صبر کا نصف حصہ پایا جاتا ہے۔ اور وضو ادا کیا ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

۱۷ بری صحبت کا برا اثر :- اس حدیث کو احمد، طبرانی اور عبدالرزاق، ابونعیم، ہنوی اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صحبت کی تاثیر ضرور ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس بلند مرتبہ کے ایک آدمی کے صرف آداب وضو سے غفلت اختیار کرنے سے متاثر ہو گئے تو دوسرا کون ہے جو متاثر نہ ہوگا اور پھر یہ وہ آدمی تھا جس نے وضو اچھی طرح نہیں کیا تھا اس کا اتنا اثر ہوا تو فاسقوں اور فاجروں کی صحبت کیا رنگ لاتی ہوگی۔

۱۷ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب و دور کی وجہ سے بعض اعمال کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے وضو کی خرابی کا اثر امام کی قرأت پر پڑتا اس سے اثر صحبت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اس لیے اہل بدعت، مشرکین اور فاسقین فاجرین کی صحبت سے بچنا چاہئے اس سے اخلاق برباد ہو جاتے ہیں۔ انسان بد عمل کا عادی ہو جاتا ہے اور شرک سے ذہن بوجاتی ہے۔ (اسم)

۱۷ اعمال کا وزن ہوتا ہے :- اس حدیث کا مضمون بخاری اور مسلم میں بھی ہے۔ حدیث اور قرآن دونوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اعمال حتی وزن قیامت کو تو لا جائے گا۔ معزز لہ وزن اعمال کے منکر ہیں۔ قرآن و حدیث ان کے خلاف شاہد عمل ہیں۔ باقی حدیث کا مطلب پلے بیان ہو چکا ہے۔

۲۷۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَابِجِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ فِيهِ وَإِذَا اسْتَنْشَرَ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ أَنْفِهِ وَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ ثُمَّ كَانَ مَشِيئَةً إِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَوْتُهُ نَاقِلَةً لَهُ دَرَاهِمَ مَالِكٍ وَالنَّسَائِيُّ.

۲۷۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْمُقْبِرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَائِمًا قَوْمٌ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ وَوَدِدْتُ أَنَا قَدَّمَ آيَاتِنَا إِخْوَانًا قَالُوا أَوْ كَسَلْنَا إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ كَرَّمْنَا تَوَاتُرًا لَهُ دَرَاهِمُ مَالِكٍ كَيْفَ تَعْرِفُ مِنْ تَعْرِيَاتٍ بَعْدَ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَمَا آيَاتُ كَوَانٍ

۲۷۷۔ حضرت عبد اللہ صنادیجی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی مومن وضو کرتا ہے۔ تو کھلی سے اس کے منہ کے تمام گناہ گرجاتے ہیں۔ اور جب کوئی ناک بھاڑتا ہے۔ تو ناک کے تمام گناہ گرجاتے ہیں۔ یہاں تک کہ آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں جب ہاتھ دھوتا ہے۔ تو اس کے ہاتھوں سے تمام گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ اور جب سر پر مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کانوں سے بھی جب پاؤں دھوتا ہے۔ تو اس کے پاؤں سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں سے نکل جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس کا نماز کے لیے جانا اور نماز پڑھنا اس کے لیے نرالی شہی بیڑہ جاتا ہے۔ مالک نسائی۔

۲۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت ایک قبرستان میں تشریف لے گئے۔ اور فرمایا اسے ایمان والوں کے گھر و تم پر سلامتی ہو۔ اگر اللہ نے چاہا۔ تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ میں نے پسند کیا۔ کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں۔ فرمایا تم تو میرے ساتھی ہو۔ بھائی وہ لوگ ہیں۔ جو اب تک نہیں آئے صحابہ نے دریافت فرمایا۔ اے اللہ کے رسول امت کے جو لوگ اب تک نہیں آئے۔ آپ انہیں کیسے پہچانیں گے۔ فرمایا بتاؤ ایک آدمی کے پاس ایک گھوڑا ہے۔ جسکی پیشانی سفید نیک اعمال رفع درجات کا سبب ہیں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ زائد عبادت کا مطلب یہ ہے کہ صغیرہ گناہ تو سارے وضو سے معاف ہو گئے۔ اب مسجد کی طرف چل کر جانا اور نماز پڑھنا گناہوں کے کفارہ سے زیادہ ہے۔ اب یہ یا تو رفع درجات کے لیے ہوں گے۔ یا پھر کبار کی تخفیف کے لیے۔ حدیث کا باقی مضمون پتلے بیان ہو چکا ہے۔

مَا جَدَّكَ خَيْلٌ غَرَّ مَحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرِي خَيْلٍ دُهُورٍ يُهَيَّرُ إِلَّا يَعْرِفُ خَيْلَكَ قَالُوا بَلَى  
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غَرًّا مَحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوعِ وَأَنَا فَدَرْتُهُمْ عَلَى الْخُوضِ  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۷۹ :- وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ  
يُؤَدِّنُ لَكَ بِالسُّجُودِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤَدِّنُ لَكَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فَانظُرْ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيَّ  
فَاعْرِفْ أُمَّتِي مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ وَمِنْ خَلْفِي مِثْلَ ذَلِكَ عَنْ يَمِينِي مِثْلَ ذَلِكَ وَعَنْ شِمَالِي  
مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَعْرِفُ أُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ فِيمَا بَيْنَ نُوحٍ

اور پاؤں سفید ہیں۔ اور سیاہ گھوڑوں میں کھڑا ہے۔ کیا وہ اپنے گھوڑے کو نہیں پہچانے گا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ حضرت یقیناً پہچان لگے  
فرمایا۔ میری امت کی پیشانی اور پاؤں وضو کی وجہ سے قیامت کے دن سفید ہوں گے۔ اور میں بطور میزبان عرض پر کھڑا ہوں گا۔ مسلم۔  
۲۷۹۔ ابودرداء فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قیامت کے دن مجھے سب سے پہلے سجدہ کے لیے بلایا جائے گا۔ اور مجھے سب  
سے پہلے سر اٹھانے کی اجازت ہوگی۔ میں اپنے سامنے دیکھوں گا۔ اور تمام امتوں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ اپنے پیچھے دائیں  
اور بائیں بھی اسی طرح دیکھوں گا۔ ایک آدمی نے دریافت کیا۔ آپ اپنی امت کو حضرت نوح سے لیکر اپنی امت تک کس طرح پہچانیں گے  
فرمایا۔ وضو کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں اور منہ سفید ہوں گے۔ انکے سوا باقی امتوں سے کسی کی ایسی شکل نہیں ہوگی۔ میں ان کو اس لیے  
مشفق پیغمبر نے امتیوں کو اپنا بھائی فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوالدرداء کی حدیثیں ایک ہی مضمون کی ہیں۔ ابوالدرداء  
کی حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابن کثیر نے راوی کمزور ہے لیکن اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی اچھی سند  
سے روایت کیا ہے اور پھر ہی حضرت ابوہریرہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ بہر حال حضرت ابوالدرداء کی حدیث قابل استناد ہے۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے ان افراد کو جو آپ کے سامنے موجود نہیں تھے اپنے بھائی فرمایا ہے نہ ہے قسمت کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بھائی ہوں۔ کچھ لوگ بھائی کے لفظ کو خلافت ادب سمجھتے ہیں۔ جب قرآن و حدیث میں انبیاء کو امتوں کے بھائی  
فرمایا گیا ہے تو پھر یہ لفظ خلافت ادب کیسے ہو گیا۔ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ آپ نے دنیا میں تو ان کو دیکھا نہیں آپ ان کو آخرت  
میں کیسے پہچائیں گے تو آپ نے فرمایا میں ان کو ان کے نورانی ہاتھ پاؤں اور چہرے سے پہچان لوں گا۔ وضو کے سبب سے ان کے  
وضو کے اعضاء نورانی ہوں گے۔ دوسری علامت میری امت کی یہ ہوگی کہ ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ حضرت عائشہ  
نے آپ سے سوال کیا کیا آپ قیامت کو اپنے گھروالوں کو یاد رکھیں گے تو جواب دیا کہ تین وقت بڑے نازک ہوں گے اس وقت گھروالوں  
کی بہانے امت کی طرف توجہ ہوگی۔ اور وہ وقت یہ ہیں۔ اعمال کرنے کے وقت۔ پہلے مراد سے گذرتے وقت اعمال نامے ملنے کے وقت۔  
۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

إِلَىٰ أُمَّتِكَ قَالَ هُمْ غَيْرُ مَحْجَلُونَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ لَيْسَ أَحَدًا كَذَلِكَ غَيْرَهُمْ  
وَأَعْرِفَهُمْ أَنَّهُمْ يُونُونَ كُنْتُمْ بِأَيْمَانِهِمْ وَأَعْرِفَهُمْ تَسْلَىٰ بَيْنَ آبَائِهِمْ ذُرِّيَّتِهِمْ  
رَوَاهُ أَحْمَدُ.

بھی پہچان لوں گا۔ کہ ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ اولیوں بھی پہچانوں گا۔ کہ ان کی اولاد ان کے آگے دوڑ  
رہی ہوگی۔ احمد۔



## بَابُ مَا يُوجِبُ الْوُضُوءَ

نماز کے لیے وضو فرضی ہے۔ طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ غند کی وجہ سے طہارت نہ ہو سکے۔ تو تیمم اس کی جگہ کام دے سکتا ہے۔ ہر نماز کے لیے طہارت فرضی ہے۔ وضو کے لواقص میں ائمہ مختلف ہیں۔ پیشاب اور پانخانہ کی راہ سے اگر کوئی چیز نکلے۔ تو بالاتفاق وضو ٹوٹ جائے گا۔

آگ پکی سے وضوء حائلہ کا خیال ہے۔ کہ آگ کی پکی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جہور صحابہ اور ائمہ اس کے خلاف ہیں۔ جن احادیث میں گوشت وغیرہ کے استعمال سے وضوء کا ذکر آیا۔ اس سے مراد لغوی وضوء ہے۔ ان چیزوں میں چونکہ چکنا پھٹ اور دست پائی جاتی ہے۔ اس لئے کلی کرنا اور ہاتھ صاف کرنا مناسب ہے۔ تاکہ منہ میں نماز کے وقت کسی چیز کا مزہ نہ ہو۔ بعض لہی احادیث کو منسوخ کہتے ہیں۔ نسخ کے لیے فرضی ہے کہ فارغ منسوخ سے متاخر ہو۔ اور یہاں حتمی طور پر ثابت کرنا مشکل ہے۔ حضرت جابر کا ایشاد ہے۔

كَانَ اِحْرَامُ الْمَرْيَمِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ الْوُضُوءَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ رَسْمًا وَابْنِ حِبَانَ  
آنحضرت کا آخری فعل یہ تھا۔ کہ آپ آگ کی پکی ہوئی چیز کے استعمال سے وضوء نہیں فرماتے تھے۔ نسخ اصطلاحاً ثابت نہ ہو لیکن وضو کا وجوب قطعی اور یقینی نہیں رہتا۔ اختیار ہے۔ اگر کرنا چاہے تو کرے۔ حازمی نے امام ابو عثمان داری سے نقل فرمایا ہے۔

لَتَارَ اَيْنَا هَذِهِ الْاِحَادِيثُ قَدْ اُخْتَلِفَ فِيهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اُخْتَلِفَ فِيهِمْ ذَكَرْنَا هُمْ مِنَ الْاَقْوَالِ  
وَالْاُخْرَى وَ لَمْ نَقِفْ عَلَى النَّاسِ مِنْهَا فَنظَرْنَا اِلَى مَا اُجْتَمَعَ عَلَيْهِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ وَ اَلْعُلَمَاءُ مِنَ اصْحَابِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَا بِاجْمَاعِهِمْ فِي الرَّحْصَةِ فِيهِ (الاحتباب للحان ص ۱)

القبلیتہ والمساس۔ بوسے اور مساس میں بھی اختلاف ہے۔ حضرت عمر عبد اللہ بن عمر ابو ہریرہ ابن عباس زہری ابن مسیب مجاہد کا خیال ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت علی ابن مسعود حسن بصری فرماتے ہیں۔ وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہی مسلک صحیح معلوم ہوتا ہے شرم گاہ واقعی جسم کا ایک حصہ ہے۔ اولہ جسم کے بعض حصوں سے اس کا مساس ناگزیر ہے۔ مس سے مراد صرف ہاتھ کا مس مراد لینا دست نہیں اس کا کوئی خاص حکم شرعی اعتبار سے اسی طرح میاں بیوی کے تعلقات میں مساس ناگزیر ہے۔ اور اس پر وضوء وغیرہ کا لازم ہونا بالایطاق تکلیف ہے لعنہ مساس تو رات دن میں بیسیوں دفعہ ہوتا ہے۔ آیت لَا مَسْئَمَ الْبَنَاتِ مِنْ صَاحِبِ کے اقوال مختلف ہیں عبد اللہ بن عمر اور حضرت عمر اس سے عام لمس سمجھتے ہیں۔ ابن عباس اس سے جامعہ مراد لیتے ہیں۔ ضرورت کے لحاظ سے حضرت ابن عباس ہی کا قول راجح معلوم ہوتا ہے۔ اگر لمس تقبیل بارادہ جماعت ہو تو وضوء کا ٹوٹنا صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اور نقض وضوء کی احادیث کو اسی مفہوم پر محمول سمجھنا چاہیے۔ مطلق لمس و تقبیل اس سے مستثنی ہونے چاہئیں۔ اور احادیث جواز کو اس محل پر محمول کیا جائے۔ تو اکثر احادیث اور آثار میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ طلق بن علی کی روایت پر بعض ائمہ نے کلام کیا ہے۔ بعض نے اسے بسرہ کی حدیث سے منسوخ کیا ہے۔ نسخ کا ثبوت تو مشکل ہے۔ اور طلق بن علی کی تعبیح بھی ائمہ حدیث سے مروی ہے۔

علی بن ہبیبی فرماتے ہیں وہ ہسرت کی روایت سے اسن ہے۔ طحاوی اسے مستقیم الاسناد اور صحیح فرماتے ہیں۔ طبرانی ابن حبان اور ابن زرم بھی اسے صحیح فرماتے ہیں ایسے مسائل میں جہاں دلائل و دوزوں طرف موجود ہوں۔ صحیح راہ یہ ہے۔ کہ اپنی صوابدید پر عمل کرے۔ اور دوسرے پر ظن نہ کرے۔ اجماع صحابہ کی حجیت پر تو سوچا جاسکتا ہے۔ جب صحابہ خود مختلف ہوں تو انفراداً ان کے اقوال کی حجیت عمل نظر ہے۔

قے نکسیر وغیرہ اتنی نکسیر اور قس کو بعض آئمہ نے ناقص فرمایا ہے۔ اس میں حضرت عائشہ سے حدیث مروی ہے۔ اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش راوی ضعیف ہیں۔ اور ان کی روایت اہل عجم سے خاص طور پر ضعیف ہے۔ اکثر حفاظ حدیث نے اسے مرسل کہا ہے مرسل آئمہ حدیث کے نزدیک قطعاً قابل حجت نہیں۔ غرض اس حدیث کے تمام طرق ضعیف ہیں۔ اس لیے صحیح یہ ہے۔ کہ ان میں کوئی چیز ناقص نہیں ہے۔

خون سیاہ۔ بعض آئمہ نے خون کو ناقص وضو کہا ہے۔ اس کے لیے بھی کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے۔ حضرت عمر کو جب خنجر لگا تو آپ خون میں لت پت تھے۔ آپ نے اسی حالت میں نماز ادا فرمائی یا زید بن بشیر کو نماز میں تیر لگا۔ وہ بدستور نماز پڑھتے رہے۔

نیند۔ نیند میں اگر جوڑھیلا ہو جائے۔ لیٹ کر یا ٹیک لگا کر سوئے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ ہلکی سی خنودگی ہو۔ یا بیٹھے بیٹھے اونگھ آجائے تو ایسی خفیف نیند ناقص نہیں ہوگی۔ بوجہ اس لیے ہوشی کی نیند میں غالب ظن ہوتا ہے۔ کہ ہوا خارج ہو۔ اس لیے ایسی نیند وضو کو توڑ دے گی۔

آنریش ہم شاہ ولی اللہ کا قول نقل کرتے ہیں۔ نقض وضو کے معاملہ میں وہ قول فیصل ہوگا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نواقض وضو کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ اول متفق علیہ۔ اس ضمن میں پیشاب پانچا نہ ہوا کا لکنا ٹہری نوم ثقیل دوہ مختلف فیہ اس ضمن میں خمر گاہ اور عورت کو چھونے اسی ضمن میں خون قی اور قنفذ کا بھی ذکر فرمایا۔ شاہ صاحب کے نزدیک کوئی واضح نقص نہیں احتیاط یہ ہے کہ وضو کر لیا جائے وَاَلَا صَاحِبَاتٍ اِنَّ مِّنْ اِحْتَاطٍ فَقَدْ اَسْتَبْرَأَ لِدِينِكُمْ وَعَرْضِكُمْ وَمَنْ لَا فَلاَ سَبِيْلَ عَکْبَرِي فِي صِرَاحِ الشَّرِيْعَةِ، تیسری قسم مشتبہ جس میں دلائل نہ صحیح ہیں نہ واضح اس ضمن میں آگ کی کچی چیز اونٹ کے گوشت کا ذکر فرمایا ہے۔ اور کوئی اہمیت نہیں دی نیز اس باب میں روایات اس قدر ضعیف ہیں۔ کہ ان پر کوئی اکتلا نہیں کیا جاسکتا۔ اس میں صرف احتیاط ہے۔ کوئی بین دلیل نہیں وَكَدَّ اَجْمَعِ الْفُقَهَاءُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَاللَّحَائِقِ حَلْلًا مَنْ كَيْفَ

(حجۃ اللہ ۷ ص ۱۲۱)



## الفصل الأول

۲۸۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَتَوَضَّأَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

۲۸۱۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طَهْوَرٍ وَلَا صَدَقَةٍ مِنْ غُلُولٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۸۲۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذْمُومًا فَكُنْتُ أَسْتَجِيبُ إِنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا كَانَ ابْنَتُهُ فَأَمَرْتُ الْمَقْدَادَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ يَغْسِلُ ذِكْرَهُ وَيَتَوَضَّأُ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

### پہلی فصل

۲۸۰۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جس کا وضو نہ ہو۔ اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ جب تک وضو نہ کرے بلکہ بخاری مسلم۔

۲۸۱۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ وضو کے بغیر نماز منظور نہیں ہوتی۔ اور چوری کے مال سے صدقہ قبول نہیں کیا جاتا۔ مسلم۔

۲۸۲۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ مجھے مذی کثرت سے آتی تھی۔ اس کے متعلق آنحضرت کے دریافت کرنے میں مجھے شرم ہی محسوس ہوتی تھی کیونکہ حضرت فاطمہؓ میرے نکاح میں تھیں۔ میں نے مقدمہ ادا سے کہا۔ اس نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ استنجا کے بعد وضو کرے۔ بخاری مسلم۔

۱۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ چونکہ وضو نماز کے لیے شرط ہے اس لیے بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔

۲۔ ایک وضو سے کئی نمازیں جائز ہیں :- اس حدیث کو امام احمد اور تمام اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا اس باب کی تمام حدیثوں میں سے یہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔ علماء میں اختلاف ہے کہ آیا وضو ہر حدث کے لیے فرض ہے یا ہر اس آدمی کے لیے جو نماز پڑھنا چاہے یعنی کیا ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا ضروری ہے یا ایک ہی وضو سے کئی ایک نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں پہلے ہر نماز کے لیے نیا وضو ضروری تھا۔ جنگِ احزاب میں آنحضرت نے ایک ہی وضو سے کئی ایک نمازیں پڑھیں اور فرمایا جب تک وضو نہ ٹوٹے اس سے نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

۳۔ مذی ناقض وضو ہے۔ اس حدیث کو نسائی، احمد، ابن حبان اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے مذی ناقض وضو ہے اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مذی نکلنے کی جگہ کو دھونا ضروری ہے لیکن بعض جنابی اور مالکی اس چیز کے قائل ہیں کہ شرم گاہ کے ساتھ خمیصوں کو دھونا بھی ضروری ہے کیونکہ ابوداؤد کی روایت میں اسی طرح آیا ہے۔

۲۸۳:- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَوَضَّأَ  
 وَمَا مَسَّتِ النَّارُ رِوَاهُ مُسَوِّقٌ قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْأَجَلُّ مُعْنَى التَّنَزُّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ هَذَا  
 مَسْوُوحٌ بِحَدِيثِ أَبِي عَبْتٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِيفَ شَاةٍ  
 ثُمَّ صَلَّى وَلَوْ يَتَوَضَّأُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۲۸۴:- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَوَضَّأَ  
 مِنْ لَحْمٍ الْغَنَمِ قَالَ إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَّأْ قَالَ أَنْ تَتَوَضَّأَ مِنْ  
 لَحْمِ الْإِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّأَ مِنْ لَحْمِ الْإِبِلِ قَالَ أَصَلَّى فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ  
 نَعَمْ قَالَ أَصَلَّى فِي مَبَارِئِكِ الْإِبِلِ قَالَ لَا رِوَاهُ مُسَلِّمٌ  
 ۲۸۵:- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَجَدَا أَحَدَاكُمْ

۲۸۳- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرتؐ سے سنا۔ اگ کی پکی ہوئی سے وضو کرو۔ مسلم۔ امام محی السنن بغوی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث  
 حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کی وجہ سے منسوخ ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے بکری کے کندھے کا گوشت کھایا۔ نماز پڑھی  
 اور وضو نہ کیا۔ بخاری مسلم۔

۲۸۴- جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کیا ہم بکری کے گوشت سے وضو کریں۔ فرمایا تمہاری  
 مرضی ہے۔ وضو کرو یا نہ کرو۔ پھر پوچھا۔ اونٹوں کے گوشت سے وضو کریں۔ فرمایا اونٹ کے گوشت سے وضو کرو۔ اس نے کہا کیا بکریوں  
 کے باڑے (نشنگاہ) میں نماز پڑھوں۔ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا اونٹوں کے باڑے (نشنگاہ) میں نماز پڑھوں فرمایا نہیں۔ مسلم۔

۲۸۵- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنے پیٹ میں کچھ محسوس کرے۔ اور اسے شبہ ہو کہ

۱۔ اونٹ کے گوشت سے وضو، کا مطلب ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ، ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ امام  
 احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے باقی سب نے کہا کہ وضو نہیں ٹوٹتا۔ اونٹوں کے باڑے میں نماز  
 پڑھنے سے اس لیے منع فرمایا کہ نماز پڑھنے میں کسی اونٹ کے شترغری سے ہلاک نہ ہو جائے اور بکریوں کے باڑے میں چونکہ یہ خطرہ نہیں  
 اس لیے وہاں اجازت دے دی۔ اور بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی میٹھکیوں میں پیشاب وغیرہ پر نماز  
 پڑھنے بلکہ مطلب یہ ہے کہ باڑے میں کوئی تخت پوش یا جائے نماز بچھا کر نماز پڑھ لی جائے۔ اور یہاں وضو سے مراد اصطلاحی وضو نہیں  
 جس سے نماز پڑھی جاتی ہے بلکہ وضو سے مراد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے اور اس کی وجہ بھی دوسری حدیث میں واضح کر دی گئی ہے  
 کہ اونٹ کے گوشت میں چکنائٹ زیادہ ہوتی ہے جس سے منہ میں نماز کے دوران زبان پھرتی رہے گی اور توجہ پوری طرح نماز  
 میں نہ رہ سکے گی۔



فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخْرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْرًا فَلَا يَخْرُجُ مِنَ السَّجْدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۸۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمُضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسَسًا مُنْفَقًا عَلَيْهِ۔

۲۸۷۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفَتْحِ يَوْضُوعًا وَوَاحِدًا وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَوْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ فَقَالَ عُمَرُ اصْنَعْتَهُ يَا عُمَرُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۸۸۔ وَعَنْ سُؤَيْدِ بْنِ النُّعْمَانَ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَسْرَادِ فَكُوِّرَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِالسُّوَيْقِ فَأَمْرِبِيهَا فَتَرَى فَكُلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمُضْمَضَ وَمُضْمَضًا ثُمَّ صَلَّى وَلَوْ يَتَوَضَّأُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

پیٹ سے کچھ نکلے۔ یہ انہیں (وہ محض شبکی بنا پر) مسجد سے نہ نکلے۔ جب تک وہ آواز نہ سنے یا اسے بدبو نہ آجائے (مسلم)

۲۸۶۔ عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے دو دو پیا۔ اور کھلی کی اور فرمایا۔ اس میں چکنا پٹ ہوتی ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

۲۸۷۔ بریدہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے غزوہ فتح کے دن ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں اور روزوں پر مس کیا۔ حضرت عمر نے

آپ سے عرض کیا۔ آپ نے آج ایک ایسا کام کیا۔ جو اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے عمر میں نے یہ جان کر کیا ہے۔ مسلم۔

۲۸۸۔ سوید بن نعمان فرماتے ہیں۔ کہ وہ خیبر کے سال آنحضرت کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ وہ خیبر کے قریب مقام صہبائیں پہنچے۔

نماز پڑھی پھر کھانا منگوا لیا۔ تو صرف توہی آپ کے پیش کئے گئے۔ اپنے حکم فرمایا۔ تو منگودئے گئے۔ آپ نے بھی کھائے۔ اور ہم نے بھی۔ پھر مغرب کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے کھلی کی اور ہم نے بھی۔ پھر نماز پڑھی اور دوبارہ وضو نہیں کیا۔ بخاری۔

۱۔ شبہ کی بنا پر کوئی کام نہ کرنا چاہئے:۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ محض شبہ کی وجہ سے دوبارہ وضو نہیں کرنا چاہیے جب تک وضو کے ٹوٹ جانے کا یقین نہ ہو جائے نماز چھوڑ کر باہر نہ جائے اس حدیث سے یہ اصول ثابت ہوا کہ ہر چیز اپنے حال پر باقی رہتی ہے جب تک کہ اس کے خلاف ثابت نہ ہو جائے۔

۲۔ دو دو پینے کے بعد کھلی کرنا چاہئے:۔ اس حدیث کو پوری ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ چکنا پٹ کی وجہ سے کھلی کر لینا چاہئے اور ہر وہ چیز جس میں چکنا پٹ ہو اس کے کھانے کے بعد کھلی کرنا مستحب ہے۔ (باقی برصغیر آئندہ)

## الفصل الثانی

- ۲۸۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.
- ۲۹۰۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ السَّيِّئَاتِ فَقَالَ مِنَ الْمَدِيَّتِ الْوُضُوءِ وَمِنَ النَّبِيِّ الْغُسْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.
- ۲۹۱۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْبِيحُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالسَّارِمِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

### دوسری فصل

- ۲۸۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ آواز اور بدبو کے بغیر وضو واجب نہیں ہوتا۔ (احمد ترمذی) <sup>۱</sup>
- ۲۹۰۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ میں نے آنحضرت سے منیٰ کی بابت پوچھا۔ فرمایا منیٰ سے وضو کرنا ضروری ہے۔ اور منیٰ سے غسل کرنا ضروری ہے۔ ترمذی۔
- ۲۹۱۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ وضو نماز کی چابی ہے۔ تکبیر سے دنیا کی باتیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اور سلام حلال ہو جاتی ہیں۔ ابو داؤد ترمذی دارمی مگر ابن ماجہ نے حضرت علیؓ اور ابو سعید دونوں سے روایت کیا۔

(رقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۔ اس حدیث کو احمد اور ابی سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۱۔ چکننا ہٹ سے کلی کر لینا چاہئے؛ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور نسائی نے بھی۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں گذر چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دھوپیا تو کلی کی اور فرمایا اس میں چکننا ہٹ ہے اور اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے ستو کا کرنا وضو نہیں کیا۔ اس لیے اس میں چکننا ہٹ نہیں تھی۔ (حاشیہ صفحہ ۲۸۹)

۲۔ بغیر آواز یا بدبو کے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خواہ خواہ کے شکوک اور شبہات اپنے دل میں پیدا کر کے وضو ٹوٹ جانے کا گمان نہیں کر لینا چاہئے جب تک ہوا خارج ہونے کی آواز نہ سنی جائے یا ہوا خارج ہونے کی بدبو نہ آئے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی نیا وضو کرنا چاہئے۔

۳۔ منیٰ سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلی فصل میں اس کے متعلق کچھ بیان گذر چکا ہے۔ اس سے غسل واجب نہیں ہوتا صرف وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور شرم گاہ کو دھونا لازمی ہو جاتا ہے اور مثلاً اور مالک کے بعض علماء کے نزدیک خصیبتین کا دھونا بھی ضروری ہے۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

- ۲۹۲۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْحٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَّاحَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلَا تَأْتُوا النَّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ۔
- ۲۹۳۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا الْعَيْنَانِ وَكَأَنَّ الشَّهْرَ فَإِذَا نَامَتِ الْعَيْنُ اسْتَنْطَقَ أَبُو كَعْبٍ رَوَاهُ السَّائِرِيُّ۔
- ۲۹۴۔ وَعَنْ عَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَأَنَّ الشَّهْرَ الْجِدَانِ فَمَنْ

۲۹۲۔ علی بن طلحہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب بلا آواز ہو یا خارج ہو تو وضو کرو۔ اور عورتوں سے پیٹھ میں ہجامت نہ کرو۔ ترمذی۔ ابو داؤد۔

۲۹۳۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ دونوں آنکھیں پیٹھ کا قسم ہیں جب آنکھیں سو جائیں قسم کھل جاتا ہے۔ دارمی۔

۲۹۴۔ حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ آنکھیں پیٹھ کا قسم ہیں۔ جو شخص سو جائے اسے وضو کرنا چاہئے۔ ابو داؤد

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مسئلہ تکبیر تحریمہ اور سلام نماز کے فرض ہیں؛ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے ابتدا میں تکبیر تحریمہ فرض ہے ایسے ہی آخر میں سلام پھرنا بھی فرض ہے۔ تکبیر تحریمہ اس کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ پہلے جو کام اس کو نماز سے باہر کر لیتے جائز تھے اب تکبیر تحریمہ کے بعد اس پر حرام ہو گئے۔ مثلاً ادھر ادھر دیکھنا کسی سے بات کرنا۔ ہاتھ پاؤں کو حرکت دینا وغیرہ اور سلام کے بعد وہ تمام پابندیاں جو اس پر نماز میں عائد ہوئی تھیں ختم ہو گئی ہیں۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل تینوں کا مذہب یہ ہے کہ سلام کہہ کر دائیں بائیں منہ پھیرنا فرض ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک فقہی اصطلاح کے مطابق واجب ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۲۹۱)

۱۔ اعلان بائزنی بدترین جرم ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا کے خارج ہونے کا ذکر کیا جو کہ وضو کو توڑنے والی ہے تو اس کے ساتھ ہی اس چیز کو بھی بیان کر دیا جو اس سے زیادہ شدید تر ہے قباحت میں بھی اور طہارت کے توڑنے میں بھی اور وہ ہے عورتوں سے دبر میں ہجامت کرنا۔ حدیث میں اس آہی پر لعنت آئی ہے جو عورت سے دبر میں بد فعلی کرے۔ یہ تو اپنی عورت کے متعلق ہے اور اگر کوئی آدمی کسی اجنبی عورت یا کسی لڑکے یا مرد سے ایسا فعل کرے تو اس کو قتل کر دینا چاہیے۔ اگر فضول بہ مجبور ہو تو اس کو معافی ہے اور اگر کوئی آدمی رضا و رغبت سے اس کام میں شامل ہو تو اس کو بھی قتل کر دینا چاہیے۔ اور اگر اپنی عورت سے یہ فعل کرے تو اس کی سزا قتل نہیں ہے۔ قیامت کے روز جو سزا مناسب ہمیں لگے اس کو دیں گے۔ اسی طرح عورت سے حیض کی حالت میں ہجامت کرنا بھی جرم ہے۔ دنیا میں اس کی سزا ایک دینار کا صدقہ دینا ضروری ہے اور آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہے۔

۲۔ کون سی نیند ناقض وضو ہے؟۔ امیر معاویہؓ کی اس حدیث کو امام احمد اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور اگلی حدیث جو حضرت علیؑ سے مروی ہے اس کو بھی ابن ماجہ اور احمد نے روایت کیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے امیر معاویہ اور حضرت علیؑ کی (باقی بر صفحہ ۲۹۵)

نَامَ قَيْتُوَصًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ قَالَ السَّيِّحُ الْإِمَامُ مَعْنَى السَّنَةِ رَجِمَهُ اللَّهُ هَذَا فِي غَيْرِ الْقَاعِدِ  
بِمَا صَحَّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ حَتَّى تَخْفِقَ  
رُؤُوسُهُمْ ثُمَّ يَصُتُونَ وَلَا يَتَوَضَّأُونَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ فِيهِ بَيَانُ مَوْنٍ  
بَدَلًا يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ حَتَّى تَخْفِقَ رُؤُوسُهُمْ -

۲۹۵:- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِنَّ الْوُضُوءَ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرَخَتْ مَفَاصِلُهُ رَوَاهُ  
التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ -

۲۹۶:- وَعَنْ بُسْرَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ  
ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَابُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ  
مَاجَةَ وَالتَّارِخِيُّ -

امام معی السنہ فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ بیٹھنے کے بغیر سوئے۔ کیونکہ حضرت انس سے صحیح طور پر مروی ہے۔ کہ آنحضرت کے  
صحابہ عشاء کی نماز کے لیے اس قدر انتظار فرماتے۔ کہ ان کے سر جھک جاتے۔ پھر وہ نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔ ابو داؤد ترمذی لیکن  
ترمذی نے فی منتظرون کی جگہ نیامون ذکر فرمایا۔

۲۹۵۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ وضو اس شخص پر ضروری ہے۔ جو لیٹ کر سوئے۔ جب آدمی  
لیٹ جائے تو اعضا ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ ترمذی ابو داؤد۔

۲۹۶۔ بُسْرَةُ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم سے کوئی اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے تو وضو کرے۔ مالک۔ احمد۔ ابو داؤد۔  
ترمذی۔ نسائی۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ حدیثوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا حضرت علی کی حدیث زیادہ قوی ہے بہ نسبت امیر معاویہ کی حدیث کے اور ابو حاتم  
نے دونوں حدیثوں کو ضعیف کہا ہے اور منذری نے دونوں کو حسن کہا ہے۔ حضرت علی کی حدیث میں تو وضو نہیں ہی عطا ہے جس کو بعض نے ضعیف  
کہا ہے اور بعض نے اس کی توثیق کی ہے اور اسی طرح معاویہ کی حدیث میں ابو بکر بن ابی مرجم ہے اس کا بھی یہی حال ہے بہر حال یہ دونوں حدیثیں  
قابلِ حجت ہیں۔ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ نیند میں وضو ٹوٹنے کا پتہ نہیں چلتا اس لیے نیند کو وضو ٹوٹنے کے قائم مقام رکھا گیا کہ  
ثابید نیند میں وضو ٹوٹ ہی گیا ہو اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نیند بذاتِ خود ناقض وضو نہیں بلکہ نیند ناقض ہونے کی وجہ سے اسے  
ناقض وضو سمجھا گیا ہے اور اگر نیند کی کوئی ایسی حالت ہو جس میں وضو ٹوٹنے کا احتمال نہ ہو مثلاً بیٹھے بیٹھے سو جانا کہ ایسی صورت میں چونکہ نیند کے ٹپے ڈھیلے  
نہیں ہوتے اس لیے اس نیند کو ناقض وضو نہیں سمجھا گیا ہے بلکہ وہ نیند ناقض وضو ہے جس میں آدمی لیٹ کر سو جائے۔ (باقی صفحہ آئندہ)

۲۹۷۔ وَعَنْ طَلِقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَيْسِ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَ مَا يَتَوَضَّأُ وَهَلْ هُوَ إِلَّا بُضْعَةٌ مِنْهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُجِيبُ السَّنَةِ هَذَا مَنْسُوخٌ لِأَنَّ أَبَاهُ يَرَى اسْمَهُ بَعْدَ قَدِّهِ وَمِطْلِقٌ وَقَدْ رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ بِيَدِيهِ إِلَى ذَكَرِهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَلْيَتَوَضَّأْ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ بُسْرَةَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمَا شَيْءٌ

۲۹۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْبِلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ

۲۹۷۔ طلق بن علی فرماتے ہیں۔ آنحضرت سے وضو کے بعد شرمگاہ کو مس کرنے کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ تمہارے جسم کا ٹکڑا ہی تو ہے۔ ابو داؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ ترمذی فرماتے ہیں۔ امام نبوی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث منسوخ ہے۔ کیونکہ ابوہریرہ طلق کی آمد کے بعد مسلمان ہوئے۔ ابوہریرہ سے مروی ہے۔ جب تم سے کوئی اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے۔ اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ تو اسے وضو کر لینا چاہیے۔ شافعی۔ دارقطنی۔ نسائی نے بسرہ سے نقل کیا ہے۔ مگر اس میں یہ فقرہ نہیں۔ کہ ان دونوں میں پردہ نہ ہو۔

۲۹۸۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت اپنی بعض بیویوں کا بوسہ لیتے۔ پھر نماز پڑھتے۔ اور وضو نہ کرتے۔ ابو داؤد ترمذی۔ نسائی ابن ماجہ۔ ترمذی فرماتے ہیں عودہ اور ابراہیم تمیمی کی سند سے آئمہ حدیث کے نزدیک عائشہ سے کسی طرح بھی صحیح نہیں (حاشیہ صفحہ گذشتہ) مس ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی آگے ملتے ہیں علی کی حدیث آرہی ہے۔ مصنف نے کہا کہ طلق بن علی کی حدیث منسوخ ہے۔ اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ ابن حبان، برہانی اور حازمی نے کیا ہے۔ بیہقی نے کہا کہ بسرہ اور طلق بن علی کی حدیثوں میں کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ طلق کی حدیث کی سند کے ایک ماہی کو شیخیں اپنی صحیح میں نہیں لائے اور بسرہ کی سند کے تمام راوی شیخین کے راوی ہیں اس کے علاوہ ابوہریرہ طلق کے بعد اسلام لائے ہیں اور وہ بھی سرگاہ ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جانے کی حدیث بیان کرتے ہیں۔ بعض نے دونوں حدیثوں میں یوں تطبیق دی ہے کہ اگر بے پردہ ہاتھ لگائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور پردہ سے لگائے تو نہیں ٹوٹتا اور بعض نے تطبیق کی یہ صورت بیان کی ہے کہ اگر شہوت سے ہاتھ لگائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بغیر شہوت کے ہاتھ لگائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ بعض نے تعین کی اور صورتیں بھی بیان کی ہیں جن کو بیان کرنا غیر ضروری ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۲۹۸)

۱۔ عورت کو صرف چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے کئی طرق (باقی بر صفحہ آئندہ)



### الفصل الثالث

۳۰۱۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ أَشْهَدُ لَقَدْ كُنْتُ أَشْرَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنِ الشَّيْءِ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۰۲۔ وَعَنْهُ قَالَ أَهْدَيْتَ لَنَا شَاةً فَجَعَلَهَا فِي الْقِدْرِ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هَذَا يَا أَبَا رَافِعٍ فَقَالَ شَاةٌ أَهْدَيْتَ لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَطَبَخْتَهَا فِي الْقِدْرِ قَالَ نَاوِلْنِي الدِّرَاعَ يَا أَبَا رَافِعٍ فَنَأْوِلْتَهُ الدِّرَاعَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِي الدِّرَاعَ الْآخَرَ فَنَأْوِلْتَهُ الدِّرَاعَ الْآخَرَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِي الدِّرَاعَ الْآخَرَ فَقَالَ لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِسْمًا لِلشَّيْءِ ذِرَاعَاتٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ أَمَا إِنَّكَ لَتُوسَكَّتْ لَنَا وَلَتُنَبِي ذِمَامَا فِذِرَاعَاتِنَا سَكَّتْ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ فَاةً وَغَسَلَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى ثُمَّ

### تیسری فصل

۳۰۱۔ البواہغ فرماتے ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ میں نے آپ کے لیے بکری کے بیٹھ کا گوشت بھونا۔ اور آنحضرت نے کھایا۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ مسلم۔

۳۰۲۔ البواہغ سے مروی ہے کہ مجھے ایک بکری ہدیہ کے طور پر دی گئی۔ میں نے اسے ہنڈیا میں ڈال دیا۔ آنحضرت تشریف لائے اور دریافت فرمایا البواہغ یہ کیا ہے۔ ہمیں نے عرض کیا۔ بکری ہے ہمیں ہدیہ کے طور پر ملی ہے میں نے اسے پکایا ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے اس کا ایک بازو دو۔ میں نے وہ دیا۔ فرمایا۔ دوسرا بازو بھی دے دو۔ میں نے دوسرا بازو بھی دیدیا۔ پھر فرمایا۔ ایک اور بازو لاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت بکری کے دو ہی تو بازو ہوتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تم چپ رہتے۔ تو تم مجھے بازو کے بعد بازو دیتے جاتے۔ جب تک تم خاموش رہتے۔ پھر آپ نے پانی منگایا۔ منہ میں کلی کی اور انگلیوں کے اطراف کو دھو دیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ پھر ان کی طرف لوٹے۔ ان کے پاس ٹھنڈا گوشت موجود تھا۔ آپ نے کھایا۔ پھر محمد میں داخل ہوئے۔ اور نماز ادا فرمائی۔

(بقیہ ماشیہ صفحہ گذشتہ) حدیثیں آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کے ٹوٹ جانے کی حدیث کے منسوخ ہونے کے قائل رہے ہیں کیونکہ خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرام اور بعد کے علماء کرام اس حدیث کے منسوخ ہونے کے قائل رہے ہیں اور بعض نے بکری کے گوشت سے وضو کرنے کو تو منسوخ تسلیم کر لیا ہے لیکن باقی چیزوں میں تسلیم نہیں کرتے۔ اور بعض نے یہاں وضو سے مراد اصطلاحی وضو نہیں لیا یعنی جس وضو سے نماز پڑھی جاتی ہے وہ وضو یہاں مراد نہیں۔ بلکہ نفوی وضو مراد لیا ہے یعنی ہاتھ اور منہ کو صاف کرنا مراد لیا ہے۔ تو اس صورت میں نسخ اور تطبیق کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ لیکن یہ سراسر تکلف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ چکنا بیٹھ کے لیے تو ہاتھ اور منہ کے صاف کرنے کی توجیہ سمجھ میں آتی ہے لیکن چکنا بیٹھ نہ ہو تو پھر منہ اور ہاتھ کے صاف کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

عَادَ إِلَيْهِمْ فَوَجَدَ عِنْدَهُمْ لَحْمًا بَارِدًا فَكَلَّ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَتَرَى مَسَاءً رَوَاهُ أَحْمَدُ  
رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ تَمَرْدَ عَابِئًا إِلَى آخِرِهِ -

۳۰۳۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأَبِي وَأَبُو طَلْحَةَ جُلُوسًا فَأَكَلْنَا لَحْمًا وَخَبْرًا  
ثُمَّ دَعَوْتُ بِوَضُوءٍ فَقَالَ لِيحْتَوِضَاءُ قُلْتُ لِهَذَا الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْنَا فَقَالَ اتَّوَضَّأُ  
مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَمْ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ -

۳۰۴۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ قُبْلَةَ الرَّجُلِ امْرَأَتُهُ وَحَسَبُهَا بَيْدَةٌ مِنَ الْمَلَامَةِ  
وَمَنْ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ وَحَسَبَهَا بَيْدَةً فَعَلَيْهِ الْوَضُوءُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَ الشَّافِعِيُّ -

۳۰۵۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ يَقُولُ مِمَّنْ قُبْلَةَ الرَّجُلِ امْرَأَتُهُ الْوَضُوءُ رَوَاهُ مَالِكٌ

۳۰۶۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ الْقُبْلَةَ مِنَ اللَّحْمِ  
فَتَوَضَّأُوا وَإِيَّهَا -

۳۰۷۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ تَيْمِيزِ الدَّارِمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَضُوءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ رَوَاهُ الدَّارِقُطَنِيُّ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَيْفَ نَسِمَةُ  
مِنِ تَيْمِيزِ الدَّارِمِيِّ وَلَا دَرَاهُ وَبِزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَبِزَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ مَجْهُولَانِ -

ہدی پانی کو ہاتھ تک نہ لگایا احمد۔ اور دارمی نے ابو عبید سے روایت کیا ہے۔ لیکن تم دعاء بجاؤ سے آخر حدیث تک ذکر نہیں کیا۔

۳۰۳۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں اور ابی اور ابو طلحہ بیٹھے تھے۔ ہم نے گوشت اور روٹی کھائی۔ پھر میں نے پانی منگایا۔ ان دونوں  
نے کہا۔ تم وضو کیوں کرتے ہو۔ میں نے کہا۔ اس کھانے کی وجہ سے انہوں نے کہا۔ کیا تم پاک چیزوں سے وضو کرتے ہو۔ آنحضرت  
نے اس سے وضو نہیں فرمایا۔ اور وہ تم سے بہتر تھے۔ احمد۔

۳۰۴۔ ابن عمر فرماتے۔ عورت کا بوسہ اور اسے ہاتھ لگانا لامسہ میں شامل ہے۔ جو اپنی امیہ کا بوسہ لے۔ یا اسے ہاتھ لگائے۔ اس  
پر وضو کرنا ضروری ہے۔ مالک شافعی۔

۳۰۵۔ ابن مسعود فرماتے عورت کے بوسہ سے وضو کرنا ضروری ہے۔ مالک۔

۳۰۶۔ ابن عمر فرماتے۔ حضرت عمر فرماتے تھے۔ بوسہ لمس میں داخل ہے۔ اس سے وضو کرو۔ دارقطنی۔

۳۰۷۔ عمر بن عبد العزیز تم دارمی سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ وضو ضروری ہے۔ ہر بے والے خون سے دارقطنی  
امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے تميم دارمی سے نہیں سنا ہے اور نہ ہی اسے دیکھا ہے اور یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونوں ضعیف  
راوی ہیں

لے کیا خون ناقض وضو ہے ہا۔ وضو کو توڑنے والی چیزوں میں سے خون کو بھی شمار کیا جاتا ہے کہ اگر جسم سے دم سائل یعنی رباتی بر صفحہ آئندہ ہ



# بَابُ آدَابِ الْخَلَاءِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

باب آداب الخلاء قضائے حاجت کے آداب

پہلی فصل

(تقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بننے والا خون نکل آئے اور کسی جگہ سے نکل کر بننے لگے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی سند میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے جس کو امام ذہبی نے روایت کیا ہے۔ سب سے پہلے تو خود محدث کی رائے اس کے متعلق سن لینی چاہیے کہ اول تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے تیم داری کو نہ تو دیکھا ہے اور نہ ان سے کچھ سنا ہے گویا حدیث مرسل ہے اس کے علاوہ نچلی سند میں اس کے دور ادوی یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونوں مجہول ہیں اس کی تائید میں دارقطنی کی ایک اور حدیث کو پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خون کے ایک یا دو قطرے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہاں اگر بننے لگے تو پھر ٹوٹ جاتا ہے۔ سو اس کی سند بھی ضعیف ہے کیونکہ اس میں محمد بن فضل بن عطیہ ہے اور وہ عند المحدثین مترک الحدیث ہے۔ بعض نے نکیر کی حدیث کو بھی اس کی تائید میں پیش کیا ہے اس کے دو طرق ہیں۔ صحیح تو مؤثوث ہے اور مرفوع ضعیف ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ کی مرفوع حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کہا ہے۔ اس باب کی تمام حدیثیں چونکہ ضعیف تھیں اور ان کے ضعف کا جب جبر بھی نہ ہو سکا تو اس مسئلہ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو ہر بننے والے خون کو ناقض وضو سمجھتے ہیں خواہ وہ نکیر کا خون ہو یا کوئی اور۔

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نکیر کے خون کو ناقض وضو احتیاطاً قرار دیتے ہیں کیونکہ خود امام احمد نے نکیر والی حدیث کو

ضعیف قرار دیا ہے۔

اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ خون کو ناقض وضو نہیں سمجھتے خواہ وہ نکیر کا خون ہو یا کوئی اور البتہ عورت کا ماہواری یا نفاس یا استحاضہ کا خون ناقض وضو ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک اگر کسی زخم یا پھوڑے سے پیپ نکلے تو بھی ان کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا اور صحیح چیز ہی معلوم ہوتی ہے کہ خون ناقض وضو نہیں ہے کیونکہ میدان جنگ میں صحابہ کرام زخمی بھی ہوتے تھے خون بھی بتا رہتا تھا اور نمازیں بھی پڑھتے رہتے تھے۔ کتنی ہی جنگیں لڑی گئیں اور کتنے صحابہ کرام زخمی ہوئے کتنے لوگوں کا خون بہ نکلا لیکن وضو ٹوٹنے کا مسئلہ کبھی میدان نہ ہو کسی جنگ میں خون سے وضو ٹوٹنے کا مسئلہ اگر کہیں ہو تو اسے منظر عام پر لانا چاہئے۔ یہ صحیح احادیث سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ عورت و مرد کے قبل و دبر سے جو کچھ نکلے وہ یقیناً ناقض وضو ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے نکیر تھے، رعناں وغیرہ وہ صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے۔

۳۰۸۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أْتَيْتُمُ الْعَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ قَالَ الشَّيْخُ الْأَمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ هَذَا الْحَدِيثُ فِي الصَّحُوحِ وَأَمَّا فِي الْبُنْيَانِ فَدَرَّ بِأَسْمَاءَ رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَرْتَقَيْتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَذُرَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةَ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔

۳۰۹۔ وَعَنْ سَدْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانَا يَعْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۰۸۔ ابوالایوب انصاری فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم پانخانہ کے لئے جاؤ۔ نہ قبلہ کی طرف منہ کرو۔ نہ پیٹھ کرو۔ بلکہ مشرق کی طرف منہ کرو۔ یا مغرب کی طرف بخاری مسلم۔ امام بخاری فرماتے ہیں۔ حدیث جنگل کے متعلق ہے۔ آبادیوں میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے۔ کہ میں حضرت حفصہ کے مکان کی چھت پر کسی ضرورت کے لیے گیا۔ میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ شام کی طرف رخ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے قضا نے حاجت فرما رہے تھے بخاری مسلم۔

۳۰۹۔ حضرت سلمان فرماتے ہیں۔ پیشاب اور پانخانہ کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنے۔ دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے اور تین پتھریا

لے قضا نے حاجت کے وقت منہ کس طرف کرے۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور صحابہ کی بھی ایک جماعت اس روایت کرتی ہے۔ لیکن مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو۔ یہ حکم ان لوگوں کو ہے جن کو قبلہ جانب جنوب یا جانب شمال پڑتا ہو وہ پانخانہ یا پیشاب کے وقت اپنا منہ یا تو مشرق کی طرف کریں یا مغرب کی طرف اور جن کو قبلہ مشرق یا مغرب کی طرف پڑتا ہو وہ قضا نے حاجت کے وقت اپنا منہ یا شمال کو کریں یا جنوب کو بہر حال مقصد یہ ہے کہ پانخانہ یا پیشاب کرتے وقت منہ یا پیٹھ قبلہ کی طرف نہ ہو۔ دوسرا مسئلہ جو بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ یہ حکم جنگل یا کھل فضا میں ہے جہاں پردہ سامنے نہ ہو اگر پردہ ہو تو پھر قبلہ کی طرف پیٹھ یا منہ کرنا منع نہیں ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ اگر قرآن مجید سامنے کھلا ہوا ہو اور ایک آدمی اس سے اونچا بیٹھے تو اسے بے ادبی سمجھا جاتا ہے لیکن اگر آدمی مکان کی چھت پر چلا جائے اور نیچے کمرے میں قرآن مجید اور حدیث شریف کے نسخے پڑے ہوئے ہوں تو اس کو کوئی آدمی بے ادبی نہیں سمجھتا۔ بالکل یہی صورت یہاں بھی ہے۔

۳۔ جو مقامات قبلہ سے شمال یا جنوب کی طرف واقع ہیں ان کو قضا نے حاجت کے وقت رخ یا مشرق کی طرف کرنا چاہئے یا مغرب کی طرف۔ مدینہ منورہ چونکہ بیت اللہ سے شمال کی طرف ہے اس لیے اہل مدینہ کا قبلہ جنوب کی طرف ہوگا جن شہروں کا اعلیٰ وقوع اس طرح ہے یہ حکم ان کے لیے ہے کہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کریں۔ (اسم)

أَنْ تَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَايِطٍ أَوْ بُولٍ أَوْ نَسْتَنْجِي بِالْيَمِينِ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِي بِأَقْدَمِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْبَابٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِي بِرَجِيعٍ أَوْ بِعِضْوٍ لَوْ أَدَاهُ مُسَلِّمًا

۳۱۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبِيثِ وَالْخَبَائِثِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

۳۱۱۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيَعْدَا بَارِئًا وَمَا يَعْدَا بَارِئًا فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْجِي مِنَ الْبَوْلِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَا يَسْتَنْجِيهِ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالسَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ عَرَّسَ فِي كُلِّ قَبْرٍ ذَا حِدَادَةٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَكَرَّ يَبْسَأُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

سے کم کے ساتھ اور لید اور پٹی کے ساتھ استنجا کرنے سے آنحضرت نے نہیں منع فرمایا ہے۔ مسلم  
۳۱۰۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے۔ تو فرماتے اللہم انی اعوذ بک من الخبث و الخبائث (۱) اسے اللہ میں نرا اور ماہہ جنوں کی نجات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ بخاری مسلم۔

۳۱۱۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت دو قبروں کے قریب سے گزرے۔ اور فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ یہ عذاب کی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں۔ ایک پیشاب کے وقت پردہ نہیں کرتا تھا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرا چنچلی کھاتا تھا۔ پھر ایک تازہ ٹھنی لے کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور ہر قبر میں ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت آپ نے ایسا کیوں کیا فرمایا جب تک یہ ٹھنیاں خشک نہ ہوں۔ شاہد اللہ تعالیٰ ان کو کچھ تخفیف فرمادے۔ بخاری مسلم۔

۱۔ آداب قضا کے حاجت سے۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابی سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ تین ٹھیلوں سے کم ڈھیلے طہارت میں ناکافی ہیں۔ روایت میں آیا ہے کہ ہدی جنوں کا کھانا ہے اور میٹگنی ان کے جانوروں کا پارہ ہے جیسے کہ امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسور سے سنا ہے۔

۲۔ قضا کے حاجت کی وجہ سے۔ اس حدیث کو بھی امام احمد اور ابی سنن نے روایت کیا ہے۔ یہ دعا باذان بلند پڑھے اگر ٹھنی خانہ بنا ہوا ہو تو اس کے اندر داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھے اور اگر کھلی جگہ ہو مثلاً جنگل وغیرہ تو پھر کپڑا اٹھانے سے پہلے یہ دعا پڑھے۔

۳۔ پیشاب سے پرہیز نہ کرنا عذاب قبر کا سبب ہے۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابی سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث میں جو پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور پردہ نہیں کرتا تھا کے الفاظ آئے ہیں ان دونوں کا ایک ہی مطلب مراد لیا گیا ہے یعنی پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ انسان کا پیشاب نجاست غلیظ ہے اور اس سے بچنا واجب ہے۔ پیشاب (باقی بر صفحہ آئندہ)

۳۱۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَوُّوا اللَّاعِبِينَ قَالُوا وَمَا اللَّاعِبَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ضَلَابِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۱۳۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبْتَ أَحَدَكُمْ فَلَا تَمْتَسِمْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسُّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَنْمَسُّ بِيَمِينِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۱۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَيَسْتَنْزِلُ وَمِنْ اسْتَجَمَرَ فَلْيَتَرْتَمِمْ عَلَيْهِ.

۲۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ دو لعنت کی چیزوں سے بچو۔ صحابہ نے دریافت فرمایا۔ حضرت لعنت کے دو سبب کیا کیا ہیں کیا شاہ راہ اور سایہ میں پانخانہ کرنا۔ مسلم

۲۱۳۔ ابو قتادہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے پانی پیئے۔ تو برتن میں سانس نہ لے۔ اور جب پانخانہ میں ہونے تو سیدھا ہاتھ شرم گاہ کو نہ لگائے۔ بخاری مسلم

۳۱۴۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص وضو کرے۔ اسے ناک بھاڑنا چاہیئے جو شخص استنجا کرے۔ اسے ڈھیلہ طاق کرنا چاہیئے

دقیقہ شامیہ مفرد شمس سے پرہیز نہ کرنا اور چغل خوری کرنا کبیرے گناہ ہیں اور یہ جو فرمایا ہے کہ کسی بڑی بات میں سزا نہیں منے جا رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے بچنا کوئی بڑی بات نہ تھی نہ نیا مت آسان کام تھا۔ (حاشیہ صفحہ ۱)

۱۔ شامیہ مفرد شمس سے پرہیز نہ کرنا اور چغل خوری کرنا کبیرے گناہ ہیں اور یہ جو فرمایا ہے کہ کسی بڑی بات میں سزا نہیں منے جا رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے بچنا کوئی بڑی بات نہ تھی نہ نیا مت آسان کام تھا۔ (حاشیہ صفحہ ۱)

۲۔ شامیہ مفرد شمس سے پرہیز نہ کرنا اور چغل خوری کرنا کبیرے گناہ ہیں اور یہ جو فرمایا ہے کہ کسی بڑی بات میں سزا نہیں منے جا رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے بچنا کوئی بڑی بات نہ تھی نہ نیا مت آسان کام تھا۔ (حاشیہ صفحہ ۱)

۳۔ شامیہ مفرد شمس سے پرہیز نہ کرنا اور چغل خوری کرنا کبیرے گناہ ہیں اور یہ جو فرمایا ہے کہ کسی بڑی بات میں سزا نہیں منے جا رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے بچنا کوئی بڑی بات نہ تھی نہ نیا مت آسان کام تھا۔ (حاشیہ صفحہ ۱)

۳۱۵۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ  
أَرْوَاحَهُمْ إِذَا وَدَّ مِنْ مَاءٍ وَعَنْزَةً يَسْتَنْجِي بِالنَّسَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

### الفصل الثاني

۳۱۶۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتِمَهُ  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَقَالَ  
أَبُو دَاوُدَ هَذَا أَحَدِيثٌ مُتَّكَرٌ وَفِي رِوَايَتِهِ وَضَعُ بَدَلًا نَزَعُ.

۳۱۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ الْبِرَّازَ انْطَلَقَ حَتَّى  
لَا يَرَاهُ أَحَدٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۳۱۸۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَرَادَ

۳۱۵۔ حضرت انس فرماتے۔ آنحضرت جب بیت الخلاء میں جاتے تو میں اور ایک اور لڑکا پانی کا ٹواہ اور ایک چھٹانیزہ اٹھالتے۔  
آپ پانی سے استنجا کرتے تھے ہماری مسلم۔

### دوسری فصل

۳۱۶۔ حضرت انس سے مروی ہے۔ آنحضرت جب بیت الخلاء میں جاتے تو انگوٹھی اتار دیتے تھے۔ (ابوداؤد نسائی ترمذی نے کہا۔  
یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں۔ یہ حدیث منکر ہے۔ اور روایت میں نزاع (آٹا) کی جگہ وضع (ٹاٹا) فرمایا ہے۔

۳۱۷۔ جابر فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب جنگل جاتے۔ تو وہ پچلے جاتے۔ یہ سائیک کہ کوئی آپ کو دیکھ نہ پاتا۔ ابوداؤد۔

۳۱۸۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں۔ میں ایک دن آنحضرت کے ساتھ تھا۔ آپ نے پیشاب ادا فرمایا۔ تو یہ لڑکی بنیاؤ کے پاس ایک نرم

لہ پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ اس کو احمد اور ابی سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ سوائے ترمذی کے۔ حدیث پیش دلائل ہے  
کیا پانی سے استنجا کرنا ثابت ہے امام مالک اس کا انکار کرتے ہیں اور اس باب کی صحیح حدیثیں ان کے خلاف جوت ہیں۔  
۲۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی عزت کرنا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں میں اللہ تعالیٰ یا اس کے پیغمبروں کے نام ہوں یا اللہ تعالیٰ  
اور اس کے رسول کا کلام ہو ان کو گندی اور ناپاک جگہوں میں نہیں لے جانا چاہیے۔

۳۔ قضاے حاجت پر وہ میں کرنا چاہئے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے لیکن اس کی تائید  
بہت سی حدیثوں سے ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مفروہی، ابوہریرہ، علی بن ابی سلم سے بیان کرتے ہیں کہ جب وہ قضاے حاجت کو جاتے تو  
بہت دھڑپلے جاتے۔ اس کو نسائی، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

أَنْ يُبُولَ فَإِنِّي دَمِيٌّ فِي أَصْلِ جِدَارِ قَبَالِ ثُمَّ قَالَ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُبُولَ فَلْيُرِنْدَ  
لِيُبُولِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

۳۱۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يُرَفِعْ  
تَرَبُّهَ حَتَّى يَدُ نَوْمِينَ الرَّامِضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ .

۳۲۰۔ وَعَنْ أَنَسِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنَا كُمْ  
مِثْلُ الْوَالِدِ لِبَوْلِهِ أَعْلَمُكُمْ إِذَا أَتَيْتُمْ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَ  
أَمْرٌ بِثَلَاثَةِ أَحْجَادٍ وَمَنْ لِي عَنِ الرَّوْثِ وَالرَّيْمَةِ وَمَنْ لِي أَنْ يَسْتَطِيبَ الرَّجُلُ بِيَمِينِهِ  
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ .

جگہ دیکھی۔ اور پیشاب کیا۔ پھر فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے پیشاب کرنا چاہے۔ تو ایسی جگہ تلاش کرے۔ ابو داؤد۔

۳۱۹۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ جب حضرت قضائے حاجت کے لیے جاتے۔ تو جب تک زمین کے قریب نہ جاتے (بدن) سے کپڑا نہ اٹھاتے۔ ترمذی۔ ابو داؤد دارمی۔

۳۲۰۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا میں تمہارے لیے باپ کی طرح ہوں۔ میں تمہیں سکھاتا ہوں۔ جب تم پانچا کے لیے جاؤ۔ تو نہ قبلہ کی طرف رخ کرو۔ نہ پیٹھ اور تین پتھروں سے (ڈھیلا) کرنے کا حکم دیا۔ اور لید اور ہڈی اور دائیں ہاتھ کے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۱۔ پیشاب کے پھینٹوں سے پرہیز کرے :- اس کی سند میں ایک جھول راوی ہے اسی لیے نوؤنی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے لیکن اس کی تائید ان حدیثوں سے ہو جاتی ہے جن میں کہا گیا ہے کہ پیشاب سے پرہیز کرو۔

۲۔ ناگزیر حوائج میں، بھی جیسا سے کام لے :- اس کو ترمذی عن الامش عن انس روایت کیا ہے اور ابو داؤد نے امش عن رجل عن ابن عمر نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے ابن عمر کی روایت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے اور یہ دونوں حدیثیں مرسل ہیں کیونکہ امش نے نہ تو انس سے سنا ہے اور نہ اور کسی صحابی سے اور مرسل کے حجت ہونے میں مشہور اختلاف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں حیا اور شرم بہت غالب تھا۔ اور انبیاء علیہم السلام میں حیا بہت زیادہ غالب ہوتا ہے اسی لیے آپ زمین سے قریب سہو کر پردہ اٹھانے اور یہی حکم آپ نے اپنی امت کو بھی دیا۔

۳۔ پلید چیزوں سے طہارت نہ کی جائے :- اس حدیث کو ابو داؤد، نسائی، ابن حبان احمد اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم بھی اس کو مختصر روایت کیا ہے۔ باقی حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۳۲۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنَى لِيُظْهِرَهُ  
وَطَعَامِهِ وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى لِخَلَاثِهِ وَمَا كَانَ مِنْ أَذَى رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .  
۳۲۲۔ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ  
إِلَى الْعَايِطِ فَلْيَدْهُ هَبْ مَعَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ يَسْتِطِيبُ بِرِهْنٍ فَإِنَّهَا تُجْزِي عَنْهُ سِرَاوَاهُ  
أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ النَّسَائِيُّ وَكَتَابُ رِجَالِي .  
۳۲۳۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَنْجُوا

۳۲۱۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت کا دایاں ہاتھ وضو اور کھانے کے لئے تھا۔ اور بائیں ہاتھ پانخانہ اور ناپاک کاموں کے  
لئے تھا۔ ابو داؤد۔

۳۲۲۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم پانخانہ کے لئے جاؤ تو ہمراہ تین پتھر لے جاؤ۔ ان سے  
استنجاء کرو۔ یہ تمہارے لیے کافی ہیں۔ احمد۔ ابو داؤد دارمی۔ نسائی۔

۳۲۳۔ ابن مسعود سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ لید اور ہڈی کے ساتھ ڈھیلا مت کرو۔ وہ تمہارے جن بجائیوں کی خوراک  
لے اچھے کاموں کے لیے دایاں ہاتھ ہے۔ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ ابراہیم بن یزید صحیحی کا حضرت عائشہ سے سماع ثابت نہیں ہے

لیکن اسی معنی میں اسود نے عائشہ سے بھی روایت کی ہے۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر وہ کام جو برکت والیا اچھا ہو وہ دائیں ہاتھ سے کیا جائے یا  
دائیں طرف سے شروع کیا جائے مثلاً وضو کے اعضاء پہلے دائیں طرف کے دھوئے جائیں لگھی کرتے وقت پہلے دائیں طرف سے کی جائے۔  
جو تپ پینتے وقت پہلے دائیں پاؤں میں پینے۔ قرآن مجید یا حدیث شریف اور دوسری اچھی کتابیں دائیں ہاتھ میں پکڑے کسی کو کوئی چیز دے تو دائیں  
ہاتھ سے دے اگر کوئی چیز کسی سے پکڑے تو دائیں ہاتھ سے پکڑے۔ کھائے پئے تو دائیں ہاتھ سے کھائے پئے۔ اور جتنے گندے کام ہیں وہ  
بائیں ہاتھ سے کرے مثلاً ناک صاف کرنا۔ استنجاء کرنا اور اسی طرح کے اور بھی دوسرے کام۔

۳۔ استنجائین ڈھیلوں سے کرنا چاہئے۔ اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے امام شافعی، احمد  
اور ابوداؤد کا یہی مذہب ہے کہ استنجاء کے لیے کم از کم تین ڈھیلے ضرور ہونے چاہئیں لیکن اخاف کے نزدیک تین ڈھیلے ہونا ضروری نہیں۔  
طحاوی نے اپنے مذہب کی تائید میں عبداللہ بن مسعود کا وہ اثر نقل کیا ہے جس میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ڈھیلے  
لانے کا حکم یا وہ دو ڈھیلے لے آئے اور ایک لید آپ نے دونوں ڈھیلے تو لے لیے اور لید کو چھینک دیا۔ اسناد لال یہ ہے کہ اگر تین ہی لازمی  
ہوتے تو آپ ابن مسعود کو دوبارہ حکم دیتے کہ تیسرا بھی لاؤ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا معلوم ہوا کہ تین ڈھیلے لازمی نہیں۔ اس کا جواب  
یہ ہے کہ تیسرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تلاش کر لیا تھا جیسا کہ احمد اور دارقطنی کی روایت میں اس کی تفسیح ہے۔  
۳۔ ان چیزوں سے استنجاء نہ کرے۔ لید، گور، ہڈی اور کونڈے سے استنجاء کرنا منع ہے۔

بِالتَّوْبَةِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَإِنَّهَا زَادَ إِخْوَانَكُمْ مِنَ الْجِنِّ رَوَاهُ اسْتَرْمِيدِيُّ وَالنَّسَائِيُّ إِلَّا  
أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ مَا زَادَ إِخْوَانَكُمْ مِنَ الْجِنِّ .

۳۲۲ :- وَعَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا  
رُوَيْفِعُ لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدَ مَاي فَأَخْبِرَ النَّاسَ أَنَّ مَنْ عَقَدَ لِحَيْتَهُ أَوْ تَقَلَّدَا  
وَنَدَّ أَوْ اسْتَنْجَى بِرَجِيحٍ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ فَإِنَّ مُحَمَّدًا مِنْهُ بَرِيٌّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

۳۲۵ :- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمْتَحَلَ فُلْيُوتِرَ  
مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَاحِرَجٍ وَمَنْ اسْتَنْجَمَ فُلْيُوتِرَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ  
لَا فَلَاحِرَجٍ وَمَنْ أَكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ فُلْيُفِظُ وَمَا لَكَ بِلِسَانِهِ فُلْيَيْتَلِيعَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ  
وَمَنْ لَا فَلَاحِرَجٍ وَمَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلَيْسَتْ تَرَفَانُ لَمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيبًا مِنْ سَامِلٍ  
فَلَيْسَتْ بَرَّةٌ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَاحِرَجٍ  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتَّيْمِيُّ .

ترمذی نسائی لیکن نسائی نے لفظ زاد اخوانکم من الجن کا ذکر نہیں فرمایا۔

۳۲۲ - روایع بن ثابت ثابت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اسے روایع شامد میرے بعد تیری عمر لمبی ہو۔ تم لوگوں کو بتا دینا کہ جو شخص داڑھی کو گرہ لگائے یا گلے میں تانت ڈالے یا جانور کی لید یا ہڈی سے استنجا کرے۔ حقیقت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔ ابو داؤد۔

۳۲۵ - حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی سرمہ لگائے۔ اسے چاہیے کہ طاق لگائے۔ جس نے ایسا کیا۔ بہتر ہے۔ ورنہ کوئی حرج نہیں۔ جو ڈھیلا کرے۔ ورنہ کرے۔ اگر کرے تو بہتر ہے۔ ورنہ کوئی حرج نہیں۔ جو کوئی چیز کھائے۔ خلال سے جو اس کے دانتوں سے نکلے۔ اسے پھینک دے۔ اور جو اس کی زبان کے ساتھ نکلے۔ اسے نکل جائے۔ جس نے ایسا کیا۔ بہتر ہے ورنہ کوئی حرج نہیں۔ اور جو آدمی قضائے حاجت کے لیے جائے۔ اسے پروہ کرنا چاہیے۔ اور کوئی چیز نہ لے۔ تو بیت کا ڈھیر اکٹھا کر کے اس کی طرف پیٹھ کر کے بلا شہر شیطان انسانی مقصد کو کھیل بنانا ہے۔ جو شخص ایسا کرے اچھا ہے۔ ورنہ کوئی حرج نہیں۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔

لہ ان باتوں سے پرہیز کرو :- اس حدیث کو نسائی نے بھی سند حسن سے روایت کیا ہے ڈاڑھی کو عمری لوگ گرہ لگا کر گھنگھریالے بال بناتے تھے اور قر سے ایسا کرتے تھے۔ تو یہ اگر قرآن حدیث سے ہوں تو ان کا گلے میں ڈالنا منع نہیں ہے اگر خلافت شرع کلام ہو تو اس کا ٹکانا جائز نہیں۔

۳۲۵ آداب قضائے حاجت :- اس حدیث کو ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند کا دلدومار ابو سعید خدرانی پر ہے۔ بعض نے اس کو صحابی کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے اور اس کے بعد کاراوی عقیبن خدرانی ہے اور وہ جمہول ہے لیکن (باقی بر صفحہ آئندہ)



۳۲۶ :- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعَقَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْتَحَبِّهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ أَوْ يَتَوَضَّأُ فِيهِ فَإِنَّ عَامَّةَ الْوُسُوسِ مِنْهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالتَّسَائِيُّ إِلَّا أَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ وَيَتَوَضَّأُ فِيهِ -

۳۲۷ :- وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُرَجِسَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي جُحْرٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَائِيُّ -

۳۲۸ :- وَعَنْ مُعَاذِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُولُوا لِلْمَلَائِكَةِ الثَّلَاثَةَ لُبْرَازِي الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةَ الظَّرِيبِ وَالظِّلَّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ -

۳۲۶ - عبد اللہ بن معقل فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کوئی شخص اپنے غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے۔ پھر اس میں غسل کرے۔

وضو کرے۔ زیادہ دوسرے اسی سے ہوتے ہیں۔ (ابوداؤد ترمذی نسائی۔ لیکن ان دونوں نے نہ یغتسل اور يتوضاؤ فیہ ذکر نہیں کیا)

۳۲۷ - عبد اللہ بن سرجس فرماتے ہیں کسی سوراخ میں پیشاب مت کرو۔ ابوداؤد نسائی۔

۳۲۸ - حضرت معاذ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ لعنت کی تین جگہوں سے بچو۔ گھاٹ پر پاش نہ کرنا۔ شاہراہ اور سایہ میں فضائے حاجت کرنا۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ابن حبان نے اس کو ثقافت میں ذکر کیا ہے جس سے اس کی جمالت رفع ہو گئی ہے۔ ابوداؤد نے کہتے ہیں ابوسعید خدری نے اس میں ابوسعید الخدری سے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو ابوسعید الخدری بالاتفاق صحابی ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فضائے حاجت کے لیے پر وہ کی تکلیف

کرنی چاہئے۔ نہ ہو تو کسی ٹیلہ کی اوٹ میں چلا جائے اگر وہ بھی نہ ہو تو ویسے ہی اتنی مٹی کی ڈھیر لگائے کہ اس سے کچھ اوٹ ہو جائے۔ بر مطاق لگانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر چاہے تو ایک سلاخی آنکھ میں لگائے یا تین یا پانچ۔ دو یا چار یا پھر نہ لگائے۔ چونکہ فضائے حاجت کے تحت انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خاموش ہو جاتا ہے اور شیطان آجاتا ہے تو نبی آدم کو طرح طرح کے مفاسد میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (بشیر - غزالی)

۱۔ غسل خانہ میں پیشاب کرنا منع ہے :- اس حدیث کو ابن ماجہ، حاکم، ابن حبان اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلے ایک جگہ میں پیشاب کرنا پھر اسی جگہ غسل کرنا منع ہے۔ کیونکہ جب اس پیشاب پر پانی پڑے گا تو خواہ مخواہ جھینٹے پڑ کر اس کے جسم کو پلید کریں گے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ حکم ان حاموں میں ہے جن میں پانی کھڑا رہتا ہے اگر پانی وہاں کھڑا نہ ہوتا تو پھر منع نہیں ہے۔

۲۔ بل میں پیشاب نہ کرنا چاہئے :- اس حدیث کو احمد و حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے اس بل میں کوئی نہ ہو بلکہ جانور مثلاً سانپ یا بچھو وغیرہ ہو جو نکل کر اس کو ڈس لے یا اگر کوئی دوسرا کیڑا ہو گا تو اس کو خواہ مخواہ کی تکلیف ہوگی۔

۳۔ شایع عام پر فضائے حاجت نہ کرے :- ان تینوں مقامات پر چونکہ لوگوں کی آمد و رفت عام رہتی ہے ان کو تکلیف دہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۳۲۹۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْعَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عُرْسَ تَيْهَمَايَنَحْدَانِ فَإِنَّ اللَّهَ يَمِمْتُ عَلَى ذَلِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ -

۳۳۰۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذِهِ الْحَشُوشُ مُحْتَضَرَةٌ فَإِذَا آتَى أَحَدُكُمْ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْغَيْبِ وَالْخَبَائِثِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ -

۳۳۱۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي قُرَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرُ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ أَنْ يَقُولَ بِسْمِ اللَّهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِقَوِيٍّ -

۳۳۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ

۲۲۹۔ ابو سعید سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اگر دو آدمی قضاے حاجت کے لیے نکلیں۔ وہ جب ننگے ہوں۔ تو آپس میں

باتیں نہ کریں اللہ تعالیٰ اس حرکت سے ناراض ہوتا ہے۔ احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ

۳۳۰۔ زید بن ارقم سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ان پانچوں میں شیطان حاضر کئے جاتے ہیں۔ جب کوئی تم میں

سے کوئی پانچانہ کے لیے آئے تو کہے۔ اللہم قرآنی اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَيْبِ وَالْخَبَائِثِ (اسے اللہ تراور بادہ خباثات

سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں) ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔

۳۳۱۔ حضرت علی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ آدمیوں کی شرمگاہوں اور جنوں کی آنکھوں کے درمیان ایک پردہ یہ

ہے۔ کہ جب آدمی بیت الخلاء میں جائے۔ تو بسم اللہ کہے۔ ترمذی اور کہا۔ کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اور اسکی اسناد میں ضعف ہے۔

۳۳۲۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت جب پانچانہ سے نکلے۔ تو غفرانک فرماتے (اسے اللہ میں تیری

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پیچھے گی تو خواہ خواہ گالی دیں گے برا بھلا کہیں گے مسلمان آدمی کو چاہئے کہ ایسی جگہوں پر پانچانہ پھر کر گالی نہ لے۔

(حاشیہ صفحہ ۱) ننگا آدمی کلام نہ کرے۔ اس حدیث سے شرمگاہ کا ڈھانپنا واجب ثابت ہوتا ہے اور اسی طرح اس حال

میں ترک کلام بھی واجب ہے۔

۱۔ قضاے حاجب سے فراغت کی دعا۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ حاکم۔ ابوحاتم اور ابن جوزیمہ اور ابن حبان نے بھی

روایت کیا ہے۔ پانچانہ پیناب سے فارغ ہو کر بخشش کی دعا کرے کہ یا اللہ جیسے تو نے مجھ پر احسان فرما کر اس گمگی کو مجھ سے دور فرمایا ہے۔

جو اگر روز نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔ اسی طرح اپنے فضل و کرم سے آخرت میں بھی بخشش فرما کر ہلاکت سے بچالینا۔

قَالَ غَفَرًا نَدَى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

۳۳۳۔ وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اتَى الْحَلَاءَ اتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ أَوْ رُكُوتٍ فَاسْتَنْجَى ثُمَّ مَسَحَ يَدَاهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ اتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزَوَى الدَّارِمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ.

۳۳۴۔ وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ سَفِيَّانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَالَ تَوَضَّأَ وَنَضَّحَ فَرَجَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

۳۳۵۔ وَعَنْ أُمِّمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَمٌ مِّنْ عِبْدَانِ تَحْتَ سَرِيرِهِ يُبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

بخشش چاہتا ہوں۔

۳۳۳۔ ابو ہریرہؓ فرماتے۔ آنحضرت جب بیت اللہ میں جاتے ہیں آپ کے لیے پانی پہنچاتا۔ پیالہ میں یا چھال میں۔ آپ استنجاء فرماتے پھر اپنا ہاتھ زمین پر ملتے۔ پھر میں آپ کے لیے برتن میں اور پانی لاتا۔ آپ وضو فرماتے۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ دارمی۔ لیکن نسائی اور دارمی میں مطلب موجود ہے۔

۳۳۴۔ حکم بن سفیان فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب وضو کرتے۔ تو شرم گاہ پر پانی کے چھینٹے لگاتے۔ ابو داؤد نسائی۔  
۳۳۵۔ امیمہ بنت رقیقہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت کا ایک لکڑی کا پیالہ ان کی چار پائی کے نیچے رہتا تھا جس میں رات کو پیشاب کرتے تھے ابو داؤد۔ نسائی۔

۱۷۔ استنجائی اور وضو کے الگ الگ برتن :- اس حدیث کو ابی ماہر نے بھی روایت کیا ہے۔ استنجاء سے فارغ ہو کر ہاتھوں کو زمین پر رکھنا سنت ہے تاکہ گندگی اور بولچھی طرح صاف ہو جائے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر استنجاء اور وضو کے لیے علیحدہ علیحدہ برتن ہوں تو مستحب ہے اور اگر نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

۱۸۔ استنجائی اور وضو میں وسوسوں سے بچو :- اس حدیث کو امام ترمذی نے ضعیف کہا ہے لیکن اس باب میں زید بن حارثہ کی روایت کو احمد اور حاکم نے نقل کیا ہے اور حاکم کی سند کے تمام راوی اچھے ہیں اس لیے یہ حدیث قابل اعتبار ہے۔ شرم گاہ پر پانی کپڑے کے اوپر ہی سے چھڑک دیتے اور حکمت اس میں یہ تھی کہ شرم گاہ پانی سے ٹھنڈی ہو جائے اور کوئی قطرہ وغیرہ نہ نکلے کیونکہ ٹھنڈک کی دہرے شرم گاہ میں استرخاء پیدا ہو جاتا ہے اور اگر بالفرض نکلے بھی تو پانی کے چھڑکاؤ سے یہ پتہ ہی نہ پھیل سکے کہ تری قطروں کی ہے یا پانی چھڑکنے کی تو اس طریقے سے وساوس کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اور اس طرح نماز کی تکمیل میں اس سے مدد مل سکے گی۔

۱۹۔ استنجاء سے پہلے ہی ہاتھوں کو خوب اچھی طرح صاف کر لینا چاہیے اور جد بھی۔ پہلے اس لیے کہ مبادا کوئی ایسی چیز ہاتھوں (باقی برصو آئندہ)

۳۳۶۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ مَا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبُولُ فَأَيْمًا فَقَالَ يَا عُمَرُ لَا تُبَلِّ قَائِمًا فَمَا بَلَّتْ قَائِمًا بَعْدَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ نَدَّاهُ عَنْ حَدِيثِهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا مَتَفَقَّ عَلَيْهِ فَبَلَ كَانَ ذَلِكَ يَحْدُثُ بِهَا۔

### الفصل الثالث

۳۳۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَ تَكْوَانَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۷۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں مجھے آنحضرتؐ نے دیکھا۔ میں کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ عمر کھڑے ہو کر پیشاب مت کرو۔ میں نے اس کے بعد کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ امام محمدی السننہ فرماتے ہیں۔ حضرت حذیفہؓ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ ایک قوم کے کوڑھیلی جگہ کے پاس آئے اور آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ بخاری مسلم۔ کہا گیا ہے۔ یہ عذر کی وجہ سے تھا۔

### تیسری فصل

۳۳۸۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ جو یہ بیان کرے۔ کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کو نہ لگی ہو جو شرمگاہ کو تکلیف پہنچائے۔ مثلاً مرچ وغیرہ یا اور کوئی ایسی ہی چیز اور بعد میں اس لیے کہ ہاتھ اچھی طرح صاف ہو جائیں اور شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے دینے سے منقصر صدف شکوک و شبہات کا دروازہ بند کرنا ہے تاکہ آدمی پوری دلچسپی کے ساتھ نمازیں مستحلول رہ سکے۔ (ام)

۳۔ بوقت ضرورت برتن میں پیشاب کرنا :۔ اس حدیث کو حاکم اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ رات کو عافیت سے اٹھ کر سردی کے دنوں میں باہر نکلنے سے سردی لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کے لیے ایک پیالہ رکھ کر بتا دیا کہ اس طرح کر لیا کرو۔ امام شوکانی نے دو اثر نقل کیے ہیں کہ مغالطہ سے ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پی لیا تھا۔ جب تک وہ زندہ رہا اس کے بدن سے خوشبو آتی رہی اور اس کے بعد بھی کبھی پشت تک اس کی نسل سے بھی خوشبو آتی رہی۔ (ذیل)

(حاشیہ صفحہ ۳۱۰)

۳۔ مخدور کھڑا ہو کر پیشاب کر سکتا ہے :۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر عادت مبارک یہ تھی کہ آپ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے اور وہ جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کو ایک قوم کے گھوڑے پر کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا ہے وہ عذر کی وجہ سے تھا۔ اور عذر بھی دوہرا تھا ایک تو یہ کہ آپ کے گھٹنہ کے نیچے پھوڑا تھا اور بیٹھنے سے مخدور تھے۔ دوسرا یہ کہ بارش ہو چکی تھی اور نیچے گندگی پھیلی ہوئی تھی آپ بیٹھ نہ سکے تو کھڑے ہو کر پیشاب کر لیا بہر حال اصول یہی ہے کہ پیشاب بیٹھ کر کیا جائے کوئی عذر ہو تو الگ بات ہے۔

كَانَ يَبُولُ قَائِمًا فَلَا تَصَدِّقُوهُ مَا كَانَ يَبُولُ إِلَّا قَاعِدًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ - ۳۳۸  
وَعَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جِبْرَائِيلَ أَتَاهُ فِي أَوَّلِ مَا أَوْحِيَ إِلَيْهِ فَعَلَّمَهُ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ فَلَمَّا فَدَعِ مِنَ الْوُضُوءِ أَخَذَ عُرْفَةَ مَنْ السَّاعِ فَنَضَحَ بِهَا فَرْجَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِقُطْنِيُّ -

۳۳۹ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ فِي جِبْرَائِيلَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَاتَّضَعْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ابْنَ أَبِي الْبَخَارِيِّ يَقُولُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْهَاشِمِيِّ الرَّائِي مَنَّكَرَ الْحَدِيثِ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ خَلْفَهُ يَكُونُ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ مَا هَذَا يَا عُمَرُ فَقَالَ مَاءٌ تَتَوَضَّأُ بِهِ قَالَ مَا أَمَرْتُ كَلَّمًا بَلَدْتُ أَنْ اتَّوَضَّأْتُ وَتَوَضَّأْتُ لَكَانَتْ سُنَّةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ -

اس کی تصدیق نہ کرنا۔ آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔ ۱۔ احمد۔ نسائی ترمذی۔

۳۳۸۔ زید بن حارثہؓ آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ میں جبرائیل آپ کے پاس آئے آپ کو وضو سکھایا۔ اور نماز سکھائی۔ جب وضو سے فارغ ہوئے تو ایک چلو پانی لے کر شرمگاہ پر چھڑک دیا۔ ۱۔ احمد۔ دارقطنی۔

۳۳۹۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جبرائیل میرے پاس آئے۔ اور فرمایا۔ جب آپ وضو کریں تو در شرمگاہ پر پانی چھڑکیں۔ ترمذی اور کما یہ حدیث غریب ہے۔ اور فرمایا میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے سنا۔ فرماتے تھے۔ حسن بن علی ہاشمی راوی منکر الحدیث ہے۔

۳۴۰۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے پیشاب کیا۔ تو حضرت عمران کے پیچھے پانی کا لٹالے کر کھڑے ہو گئے آپ نے دریا فرمایا۔ عمر یہ کیا ہے فرمایا۔ آپ اس پانی سے وضو فرمادیں گے۔ فرمایا۔ مجھے یہ حکم نہیں۔ کہ جب پیشاب کروں تو وضو کروں اور اگر میں ایسا کروں۔ تو سنت ہو جائے گی۔ ابو داؤد ابن ماجہ۔

لے شرم گاہ پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔ ضروری نہیں۔ (۱م)

۱۔ ہمیشہ با وضو رہنا افضل ہے ضروری نہیں۔ :- مرثاۃ میں ملا علی قاری نے کہا ہے اس کی منہ حسن ہے اور اس کی تائید حضرت عائشہ کی وہ حدیث کئی ہے۔ جس کو احمد اور ابی سنن نے ماسوائے نسائی کے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے خواہ آپ با وضو ہوتے یا بے وضو۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ہمیشہ با وضو رہتے کہ پسند کیا کرتے تھے بلکہ آپ صحابہ کو بھی ترغیب دیتے کہ با وضو رہا کرو اور وضو پر وضو کی ترغیب بھی دیتے لیکن یہاں جو جواب نبی صلعم نے حضرت عمر کو دیا ہے کہ ہر وقت با وضو (باقی بر صفحہ آئندہ)

۳۴۱۔ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَجَابِرِ وَأَنْسِ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ لَمَّا نَزَلَتْ فِيهِ رَجَالَ يُجْتَبُونَ  
 أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ  
 الْأَنْصَارِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَتَى عَلَيْكُمْ فِي الظُّهُورِ فَمَا ظُهُورَكُمْ قَالُوا نَتَوَضَّأُ الصَّلَاةَ  
 وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَنَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ فَقَالَ فَهَذَا كَفَى فَعَلَيْكُمْ رَوَاهُ (ابن ماجه)  
 ۳۴۲۔ وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ يَسْتَهْزِئُ بِي لَأَرَى صَاحِبَكُمْ  
 يَعْظِمُكُمْ حَتَّى الْخِرَاءَةَ قُلْتُ أَجَلُ أَمْرُنَا أَنْ لَا نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَلَا نَسْتَنْجِي بِأَيِّمَاتِنَا  
 وَلَا نَكْتَفِي بِدَاوَنَ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ وَلَا عِظْمٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ  
 وَاللَّفْظُ كَمَا

۳۴۳۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۳۴۱۔ ابوالیوب و جابر اور حضرت انس سے مروی ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی فیلہ رِجَالٌ یُجْتَبُونَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوا  
 وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (اس میں ایسے لوگ ہیں۔ جو پاکیزگی پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا  
 ہے۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ اے انصار اللہ نے پاکیزگی میں تمہاری تعریف کی ہے۔ یہ تمہاری پاکیزگی کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم نماز  
 کے لیے وضو کرتے ہیں۔ جنابت سے غسل کرتے ہیں۔ اور پانی سے استنجاء کرتے ہیں۔ فرمایا۔ یہی بات ہے۔ اس کی پابندی کرنا۔  
 (ابن ماجہ)

۳۴۲۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں۔ بعض مشرکین نے استنہار کے طور پر کہا۔ میرا خیال ہے۔ کہ تمہارا پیغمبر تمہیں ہر چیز کی تعلیم دیتا ہے۔  
 یہاں تک قضاے حاجت بھی سکھاتا ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم قضاے حاجت کے وقت  
 قلبی حرف نہ کریں۔ دائیں ہاتھ سے استنجاء کریں۔ اور صفائی میں تین ڈھیلوں سے کم استعمال نہ کریں۔ لیکن اس میں لید اور ہڈی  
 نہ ہو۔ مسلم احمد اور لفظ احمد کے ہیں۔

۳۴۳۔ عبدالرحمن بن حسنہ نے فرمایا۔ آنحضرت ہماری طرف تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں ڈھال تھی۔ آپ نے اسے دکھا۔ پھر  
 (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) رہنا ضروری نہیں اور اگر میں ہر وقت با وضو ہوں تو اس کے لیے بھی ہر وقت با وضو رہنا سنت ہو جائے گا۔ امت کی سموت کے  
 لیے بعض اوقات آپ نے خلافت اولیٰ بھی کیا ہے۔  
 (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ استنجاء میں پانی استعمال کرنا افضل ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی حدیث ابوالیوب  
 سے روایت کی ہے۔ یہاں انصار کی جماعت سے مراد اہل قبایہ ہیں جیسا کہ بعض روایتوں میں اس کی مراد کی گئی ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی  
 ہے کہ پانی سے استنجاء کرنا صرف صحیح ہے بلکہ افضل ہے اور اس باب میں قرآن کی آیت نازل ہوئی ہے۔

وَسَلَّمَ وَفِي يَدِهِ الدَّرَقَةُ فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَلَسَ فَبَالَ إِلَيْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ أَنْظِرُوا إِلَيْهِ  
يَبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْحَكَ أَمَا  
عَلِمْتَ مَا أَصَابَ صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمُ الْبُولُ فَرَضُوهُ بِالْمَقَارِئِضِ  
فَنَهَاهُمْ فَعَذَّبَ فِي قَبْرِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَسَمَوَاهُ النَّسَائِيُّ  
عَنْهُ عَنِ ابْنِ مَوْسَى .

۳۲۳.. وَعَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ أَنَاخَ رَأَيْتَهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ  
ثُمَّ جَلَسَ يَبُولُ إِلَيْهَا فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكَيْسَ قَدْ نَهَى عَنْ هَذَا قَالَ بَلْ  
إِسْمَانِي عَنْ ذَلِكَ فِي الْفَضَاءِ فَإِذَا كَانَ يَبْتَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا  
يَأْسُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

۳۲۵.. وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخْرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ .

آپ بیٹھ گئے۔ اور اس کی طرف رخ کر کے پیشاب کیا۔ بعض لوگوں نے کہا۔ دیکھو یہ عورت کی طرح پیشاب کرتے ہیں۔ آپ نے یہ  
سن لیا۔ اور فرمایا تم پر افسوس ہے۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ بنی اسرائیل کو کیا تکلیف پہنچی۔ جب ان کے پٹروں کو پیشاب لگتا تو اسے  
چھینی سے کاٹ ڈالتے صاحب بنی اسرائیل نے ان کو روکا۔ تو اسے قبر میں غراب دیا گیا۔ ابو داؤد ابن ماجہ۔ لیکن نسائی نے ابو موسیٰ  
سے بھی روایت فرمایا ہے۔

۳۲۴۔ مردانہ حضرت سے مروی ہے۔ میں نے ابن عمر کو دیکھا۔ انہوں نے اپنی سواری قبلہ کے سامنے بٹھادی۔ پھر اس کی طرف  
رخ کر کے پیشاب کرنا شروع کیا۔ میں نے کہا۔ اے ابو عبد الرحمن کیا اس سے روک نہیں دیا گیا۔ فرمایا یہ صحیح ہے۔ لیکن یہ فضا میں  
روکا گیا ہے۔ جب تمہارے اوڑھنے کے درمیان کوئی پردہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ابو داؤد۔

۳۲۵۔ حضرت انس نے فرمایا۔ آنحضرت جب بیت الخلا میں نکلتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى  
وَعَافَانِي سَبَّ تَعْرِيفَ اللَّهِ كَيْلَهُ هِيَ۔ جس نے تکلیف کو دور کیا۔ اور مجھے صحت عطا فرمائی۔ ابن ماجہ۔

اسے حواج ضروریہ میں بھی جیا کو طوطی رکھنا چاہئے۔ اس حدیث کو حاکم اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ آنحضرت  
کو اس طرح شرم دیا ہے پیشاب کرنے دیکھ کر کسی نے آوازہ کسا تو آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کو ایک آدمی نے بدن چھینے اور کپڑا کترنے سے منع کیا  
تو اسے غراب ہوا حالانکہ وہ مکہ مکرمہ کے طوطی بران پر غلات فطرت تھا اور یہ شرم و جیا تو عین فطرت کے مطابق ہے اگر تم اس پر اعتراض کرو گے  
تو کیا تم کو غراب نہ ہوگا۔ (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ)

۳۴۶: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفَدَا الْجِبْتِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ أَمْتٌ أَنْ تَسْتَبِحُوا بِعَظْمِ أَوْرُوثٍ أَوْ حَمَمَةٍ فَإِنَّ اللَّهَ جَعَلَ لَنَا فِيهَا رِزْقًا فَذَهَبَ نَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۳۴۶۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا۔ جب جنوں کا وفد آنحضرت کے پاس آیا۔ تو انہوں نے کہا۔ حضرت اپنی امت بہت نرٹے یہ ہڈی لید اور یا کوئلے سے استنجاء نہ کریں۔ اللہ نے ہمارے لیے اس میں رزق رکھا ہے۔ آپ نے اس سے ہمیں روک دیا۔ ابوداؤد۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لے قضاے حاجت سے فارغ ہونے کی دعا:۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور سیوطی نے اس کو صحیح کہا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانا نہ اور پیشاب کے خارج ہو جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے کہ یہ کتنی موزی چیزیں نہیں اگر نارنج نہ ہوتیں تو وبال جان بن جاتیں۔ ایک حدیث میں اس طرح ایسا ہے کہ آپ یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اَذْهَبَ عَنِّي سَائِرَ دَنِيٍّ وَ اَبْقَى عَلَيَّ مَا يَنْفَعُنِي ۔ یعنی سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو ہیں جو وہ چیز چھوڑے گیا جو اگر میرے اندر تھی تو مجھ کو تکلیف دیتی اور اس چیز کو میرے اندر باقی رکھا جو مجھے نفع دے) خدا تعالیٰ بے نیاز ہے اور بندہ ہر وقت کا محتاج خدا تعالیٰ کے بے شمار احسانات میں سے ایک انسان یہ بھی ہے کہ پانا نہ پیشاب بسولت خارج ہو جائے۔ اس نعمت کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب پانا نہ یا پیشاب بند ہو جائے۔ تکلیف صہانی کے علاوہ ہزاروں روپے بھی خرچ ہوجاتے ہیں اس وقت اس نعمت کا پورا پورا احساس ہوتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۳۱۴)

لے جنوں کی خوراک کیا ہے؟: ہڈی جنوں کی خوراک ہے اور لیدان کے جانوروں کی اور کوئلے کا استعمال روشنی کرنے کے لیے یا آگ جلا کے لیے ہوتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہڈی بذات خود جنوں کی خوراک نہیں کیونکہ وہ لطیف اجسام ہیں اور ہڈی ایک کثیف جسم ہے یہ ان کی خوراک کیسے۔ سکتی ہے۔ جس طرح ہمیں بعض غیر مٹی چیزوں کی خوشبو یا بدبو لگتی ہے جس طرح فضا میں بخارات اٹھتے معلوم ہوتے ہیں اسی طرح کی ایک غیر مٹی سی چیزانہم بخارات ہڈی پر پیدا ہوتی ہے یہی چیز جنوں کی خوراک ہے۔ اسی طرح لید پر کچھ غیر مٹی سی چیز پیدا ہوتی ہے یہ جنوں کے جانوروں کی خوراک بنتی ہے۔ جنوں کی خدمات سرانجام دینے کے اللہ تعالیٰ نے کچھ جانور بھی پیدا کیے ہیں بالکل اسی طرح جیسے انسانوں کی خدمات کے لیے جانور پیدا کئے گئے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنوں کے جانور بھی غیر مٹی ہیں اور ان کی تخلیق آگ کے شعلے سے ہوئی ہے۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ ناپاک، گندی، اور حرام خوراک جانوروں کو بھی نہ دینی چاہئے۔ حلال خوراک کا مسئلہ شریعت کی نگاہ میں بڑا اہم ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو گوشت پلوست حرام کی خوراک سے پیدا ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ بلکہ اس کا بہترین ٹھکانا جہنم ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک آدمی بڑا دودر دوزخ کا سفر کر کے خانہ کعبہ پہنچتا ہے اور غلاف کعبہ پکڑ کر رات باریت کعبہ کو دعائیں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں کیسے قبول کرے کہ اس کا کھانا حرام ہے مینا حرام ہے اور لباس حرام کا ہے۔ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام خود کبھی مستجاب الدعوات نہیں ہو سکتا۔ مسلمان آدمی کو چاہئے کہ اپنی اور اپنے بال بچوں کی خوراک کا دھیان رکھے کہ کہیں حرام طریقے سے تو نہیں آ رہی ہے۔



## بَابُ السِّوَالِ

اسلام میں پاکیزگی کی اہمیت معلوم ہے۔ بدن کپڑے دل ہر چیز پاک ہونی چاہیے۔ پیٹ میں جو کچھ جاتا ہے۔ منہ کی راہ سے جاتا ہے۔ دانتوں سے ہر چیز چھائی جاتی ہے۔ منہ میں کوئی چیز دیر تک رہی۔ تو مٹ جانے کا خطرہ ہے اس لیے مسواک کی تاکید فرمائی۔ اس سے منہ صاف ہوتا ہے۔ دانتوں کے سوراخ صاف ہوتے ہیں۔ اس کا اثر اعضاء ہضم پر بھی پڑتا ہے۔ اس لیے یہ پاکیزگی نہ صرف عبادت و وضو کے لیے مناسب ہے۔ بلکہ صحت کے لیے بھی مفید ہے۔ شرعاً مسواک کرنا مسنون ہے۔

### الفصل الأول

۳۲۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوْلًا إِنَّ أَسْقَى عَلَى أُمَّتِي لَأَمْرٌ تَهْمُرُ بِتَاخِيرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَالِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهَا -

۳۲۸۔ وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ يَا سَيِّدِي كَانَ يَبْدُو رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسِّوَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۳۲۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّرَابِ وَإِعْفَاءُ اللَّحِيضَةِ وَالسِّوَالُ وَالسِّتْسِشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ

### پہلی فصل

۳۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ میں امت کے لیے مشکل نہ سمجھتا۔ تو میں ان کو حکم دیتا۔ کہ عشاء کی نماز کو پیر سے پڑھیں اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کریں۔ بخاری مسلم

۳۲۸۔ شریح بن ہانیئ فرماتے۔ میں نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا۔ آنحضرت جب گھر تشریف لاتے۔ تو سب سے پہلے کیا کام کرتے فرمایا مسواک کرتے مسلم

۳۲۹۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا فطرت کی دس باتیں ہیں۔ (۱) لبیں کترانا (۲) ڈاڑھی بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی ڈالنا (۵) ناخن کترانا (۶) اور انگلیوں کے جوڑے ہوناد (۷) بنلوں کے بال اکھاڑنا (۸) زیر ناف منڈانا (۹) استنجا کرنا۔ زاوی کہتا

۱۔ مسواک کرنا سنت مستحسنہ ہے :- اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ابن مندہ نے کہا اس کی سند کی صحت پر اجماع ہو چکا ہے۔ نووی نے کہا کہ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ امام بخاری نے مسواک کرنے کی حدیث کو روایت نہیں کیا ہے حالانکہ بخاری میں مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ کی حدیث موجود ہے۔ حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ مسواک واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے اس لیے کہ مشقت کے سبب سے جس چیز کی نفع مقصود ہے وہ واجب ہے اور جب واجب

کی نفی ہوگی تو باقی استحباً تو لازماً جائز ہے۔ مسواک خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کو نہایت پسند ہے۔ صرف لوگوں کی تکلیف

الْبَرَاجِمِ وَتَنْفُ الْإِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَالتَّقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْإِسْتِنْبَاءَ فَسَأَلَ  
السَّرَاوِمِي وَنَسِيتُ الْعَايِشَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمُضَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ  
بِالنُّخْتَانِ بَدَلُ إِعْفَاءِ اللَّحْمَةِ لَمْ يَجِدْهَا فِيهِ الرَّوَايَةُ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ  
الْحَمِيدِي وَلَكِنْ ذَكَرَهَا صَاحِبُ الْجَامِعِ وَكَذَا الْخَطَّابِيُّ فِي مَعْلَمِ السُّنَنِ عَنْ  
أَبِي دَاوُدَ بِرِوَايَةِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ -

### الفصل الثاني

۳۵۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّوَالُ مُطَهَّرَةٌ  
لِلْفِعْلِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَالسَّرَاوِمِيُّ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ فِي  
صَحِيحِهِ بِلَا إِسْنَادٍ -

۳۵۱۔ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ  
الْمُرْسَلِينَ الْكُفْيَاءُ وَيُرْوَى النُّخْتَانُ وَالتَّعْطُرُ وَالسَّوَالُ وَالتَّكَاثُفُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

ہے کہ بچے دوسری بات بھول گئی ہے۔ غالباً وہ کل کرنا ہے۔ مسلم ایک روایت میں ڈاڑھی کی جگہ ختنہ کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ روایت  
نہ صحیحین میں ہے۔ نہ حمیدی کی کتاب میں۔ لیکن جامع الاصول میں اس کا ذکر آیا ہے۔ اور حافظ خطابی نے عمار بن یاسر کی روایت  
سے اس کا ذکر فرمایا ہے۔

### دوسری فصل

۳۵۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا۔ مسواک منہ کو پاک کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا سبب  
ہے۔ شافعی۔ احمد دارمی۔ نسائی بخاری تعلیقاً۔

۳۵۱۔ ابو ایوب فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ چار چیزیں انبیاء کی سنت ہیں۔ چار بعض روایت میں اس کی جگہ ختنے کا  
ذکر فرمایا ہے۔ (۷) عطر لگانا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (۴) نکاح کرنا۔ ترمذی۔

وجہ سے اسے واجب نہیں کیا گیا۔ اس کی مثال بالکل اسی طرح ہے کہ عشاوی نماز کو تہائی یا آدھی رات تک تاخیر کر کے پڑھنا خدا تعالیٰ  
اور اس کے رسول کو پسند ہے۔ لیکن لوگوں کی تکلیف کی وجہ سے ان کو اتنی تاخیر کرنے کا حکم نہیں دیا گیا اور آنحضرت دین میں  
آسانی کو بہت پسند فرماتے۔ فرمایا "الدين يسر" دین آسان ہے اور مبلغین کو تاکید فرماتے کہ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، آسانی سے  
کام کو تمکن نہ کرو۔

۱۔ انسانی فطرت کی دس خصلتیں۔ اس حدیث کو احمد اول سنن نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری نے اس حدیث کو بیان نہیں  
کیا۔ مصنف کا حق تو یہ تھا کہ اس حدیث کو فصل اول میں بیان نہ کرتا۔ لیکن کاٹنا بالاتفاق سنت ہے اور اسی طرح ڈاڑھی کا ایک بالست بھر بڑھا۔  
بھی بالاتفاق سنت ہے اور مسواک کے متعلق پہلے بھی گدہ چکا ہے اور وضو میں ناک میں پانی ڈالنے کے بیان میں بھی مسواک کے متعلق ذکر ہو گا۔

۳۵۲ :- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُقُّدُ مِنْ كَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ فَيَسْتَنْقِظُ إِلَّا يَسْتَوِئُ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ -  
 ۳۵۳ :- وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَيُعْطِيَنِي السِّوَاكَ لِأَغْسِلَهُ فَأَبْدَأُ بِهِ فَأَسْتَاكُ ثُمَّ أَمْسِلُهُ وَأَدْفَعُهُ إِلَيْهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

### الفصل الثالث

۳۵۴ :- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ فِي الْمَنَامِ أَسْتَوِئُ سِوَاكٍ فَجَاءَنِي رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْأُخْرَفِ وَأَوْلَتْ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا

۲۵۲ - حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں۔ آنحضرت دن یا رات کو جب سو کر جاگتے وضو سے پہلے مسواک کرتے

احمد ابو داؤد۔

۲۵۳ - حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ آنحضرت مسواک کر کے مجھے دیتے۔ کہ میں مسواک کو دو دونوں میں پہلے خود مسواک

کر لیتی۔ پھر دھو کر آپ کو واپس کر دیتی۔ ابو داؤد۔ تیسری فصل

۲۵۴ - ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ میں مسواک کر رہا ہوں۔ میرے پاس دو آدمی آئے۔

ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ میں نے مسواک چھوٹے کو دے دی۔ مجھے کہا گیا۔ کہ بڑے کو دو۔ میں نے مسواک دونوں میں سے بڑے کو

دیا تو ان کا کاٹنا بھی بالاتفاق سنت ہے اور پوروں کا دھونا بھی سنت ہے بغلوں کے بالوں کا اکھاڑنا افضل ہے لیکن اگر انہیں موٹا دیا جائے

یا بال صفا پاؤ ڈر سے انہیں صاف کر دیا جائے تو بھی جائز ہے۔ موٹے زیر ناف عورت اور مرد دونوں کو موٹا سنت

ہے خواہ انہیں اکھاڑ دیا جائے یا بال صفا پاؤ ڈر سے صاف کر دیا جائے اور استنجائی سے کرنا یہ بھی سنت ہے۔ ان

باتوں کو فطرت اس لیے کہا ہے کہ ہر نبی کی شریعت میں یہ سنتیں یہ حقیقت سنت قائم رہی ہیں اور شروع سے لے کر آخر تک یہی ہیں تو گویا

یہ جلیلی اور فطری چیزیں ہیں۔ ان کے خلاف کرنا گویا انسانی فطرت سے بغاوت اور سرکشی کے مترادف ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۲۵۴)

۱۔ ایک دوسرے کی مسواک استعمال کرنا :- میرک شاہ نے کہا ہے کہ اس کی سند اچھی ہے کیونکہ امام ابو داؤد نے یہ تادم

مقرر کر رکھا ہے کہ جس حدیث پر سکوت اختیار کریں یعنی جرح نہ کریں وہ حدیث احتجاج اور اسناد کے قابل ضرور ہوتی ہے اس حدیث

سے معلوم ہوا کہ آدمی کو دوسرے کی مسواک استعمال کر لینا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت اپنے مرد کی یا مرد اپنی عورت کی جھوٹی

پیز کھا پی سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری بیماری میں مسواک دیکھی تو مسواک لینے کو دل چاہا۔ لیکن چونکہ طبیعت بہت

زیادہ کمزور تھی اس لیے اس کو چبانے کے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے منہ میں چبا کر آپ کو پکڑا دی اور آپ

مسواک کرنے لگے۔ حضرت عائشہ پہلے خود مسواک اس لیے کر لیتیں کہ آنحضرت کا لعاب دہن ان کے منہ میں آجائے اور آپ

اس سے برکت حاصل کریں۔

فَقِيلَ لِي كَيْتَرَفَا فَعْتَهُ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -

۳۵۵۔ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَاءَنِي جِبْرَائِيلَ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَطُّ إِلَّا أَمَرَنِي بِالسُّوَالِكِ لَقَدْ أَحْسَيْتُ أَنْ أَحْفِي مُقَدَّمَنِي رَوَاهُ أَحْمَدُ -

۳۵۶۔ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السُّوَالِكِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۳۵۷۔ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَنْ وَعِنْدَهُ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرَ فَأَوْحَى إِلَيْهِ فِي فَضْلِ السُّوَالِكِ أَنْ كَبُرَ أَعْطَى السُّوَالِكَ أَكْبَرَهُمَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۳۵۸۔ - وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفَضَّلُ الصَّلَاةَ الَّتِي

دے دے۔ (بخاری۔ مسلم)

۳۵۵۔ ابو امامہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب میرے پاس آئے۔ مجھے مسواک کا حکم دیا میں ڈر گیا کہ میں کہیں منہ کی اگلی جانب پھیل ہی نہ دوں۔ (احمد)

۳۵۶۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں نے تمہیں مسواک کے لیے بہت دفعہ کہا۔ بخاری۔

۳۵۷۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آنحضرت نے ایک دفعہ مسواک کی۔ آپ کے پاس دو آدمی آئے۔ ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ اللہ نے مسواک کی فضیلت کا ذکر فرمایا۔ اور آپ کے پاس دو آدمی تھے۔ فرمایا مسواک بڑے کو دو۔ ابو داؤد۔

۳۵۸۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ جس نماز کے لیے مسواک کیا جائے۔ اسے دوسری نماز

لے عمر رسیدہ آدمی کو مقدم رکھنا چاہئے۔ اس کو احمد بیہقی اور ابو عواد نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ بڑے آدمی کو پہلے چیز دینی چاہئے مثلاً کھانے یا پینے کی چیز یا مسواک یا آگے چلنے میں عمر کے لحاظ سے بڑے آدمی کی رعایت کرنی اگر آدمی فاسق یا کافر نہ ہو تو بوڑھے کی شرم خدا تعالیٰ بھی کرتے ہیں۔

۳۔ مسواک کا تاکید می حکم ۱۔ میرک شاہ نے کہا اس کی سند اچھی ہے اور طبرانی نے اس حدیث کو بعینہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کی تاکید سے اس کثرت سے مسواک استعمال کرنا شروع کر دیا کہ مسوڑھوں کے پھیل جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اور اتنی ہی تاکید آپ نے اپنی امت کو کی جیسا کہ اگلی حدیث میں اس کی تصریح ہے۔

سُئِلَ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يَسْتَاكُ لَهَا سَبْعِينَ ضِعْفًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ - ۳۵۹ - وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُكُمْ بِالسَّوَالِكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَلَا خَرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى ثَلَاثِ اللَّيْلِ قَالَ فَكَانَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ يَشْهَدُ الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ وَسِوَاكَ عَلَى أُذُنِهِ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ أُذُنِ الْكَاتِبِ لَا يَقُومُ إِلَّا بِالصَّلَاةِ إِلَّا سَنَّتْ ثُمَّ سَادَتْهُ إِلَى مَوْضِعِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالْإِسْنَادُ لَهُ لَمْ يَنْكَرُوا وَلَا خَرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى ثَلَاثِ اللَّيْلِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

پر مترجم زیادہ اجر ہے۔ بیہقی شعب الایمان۔

۳۵۹- ابو سلمہ زید بن خالد جہنی سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ فرماتے تھے۔ اگر میں امت پر مشکل نہ جاتا۔ تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ اور حکم دیتا۔ کہ عشاء کی نماز تہائی رات تک مونہ کریں۔ زید بن خالد مجدد میں نماز کے لیے تشریف لاتے۔ تو کاتب کی طرح ان کا مسواک ان کے کانوں پر ہوتا۔ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے۔ تو مسواک کر لیتے۔ پھر اسے اپنی جگہ پر رکھ لیتے۔ ترمذی ابو داؤد۔ مگر اس میں عشاء کے تہائی رات تک مونہ کرنے کا ذکر نہیں۔ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو داؤد۔ لیکن اس نے تاخیر عشاء کا ذکر نہیں فرمایا۔



۱۔ مسواک سے نماز کی افضلیت :- اس حدیث کو بڑا کرنے بھی روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور اس حدیث کو حاکم نے صحیح کہا ہے کہ مسلم کی شرط پر ہے یعنی وہ نماز جس کے وضو میں مسواک کیا جائے اس نماز سے ستر درجہ بہتر ہے جس میں مسواک نہ کیا ہو۔

۲۔ ہر نماز کے لیے مسواک کرنا افضل ہے :- اس حدیث کو احمد اور ابو یعلیٰ نے بھی ام حبیبہؓ سے روایت کیا ہے اور ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ زید بن خالد مسواک کو اس لیے کانوں پر رکھا کرتے تھے کہ وضو کرتے وقت مسواک میں سستی اور ذہول نہ ہو اور آذنی خوری طور پر مسواک کرے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وضو کرتے وقت تو مسواک کی سنیت ثابت ہے ہی اگر ہر نماز سے پہلے مسواک کرے تو یہ سب سے بہتر ہے مثلاً ظہر کے وضو میں مسواک کیا اور سنتیں پڑھ لیں۔ فرضوں سے پہلے پھر مسواک کر لے اور آخری سنتوں سے پہلے پھر مسواک کر لے۔

## بَابُ سُنَنِ الْوُضُوءِ

### وضوء کے طریقے

سُنن سنت کی جمع ہے۔ سنت کے معنی ہیں طریقہ۔ آنحضرت کے وضوء میں تنوع تھا۔ مختلف طریقوں سے حضرت وضوء فرماتے یہاں ان کے طریقوں کا بیان کرنا مقصود ہے۔ سنت کے مشہور معنی بیان کرنا مراد نہیں۔ بلکہ وضوء کے فرائض و واجبات سب ہی بیان ہوں گے۔ جس طرح آنحضرت نے یہ اداء فرمائے۔ ان کا بھی تذکرہ آئے گا۔ وضوء میں تکمیل کی تاکید فرمائی گئی ہے اس میں دو چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اول ایسے مقامات جہاں پانی سرسری طور پر نہیں پہنچ سکتا۔ وہاں احتیاط سے پانی پہنچانے انگلیوں کے جوڑے (براجم) ایسے اعضاء جہاں خلال کرنا ضروری ہے۔ دوم نظافت اور پاکیزگی کا خیال رکھنے۔ بعض اعضاء کو بتکرار دھونے پاکیزگی سے ایمان اخلاص جلد حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے ان امور کا وضوء میں خیال رکھنا ضروری ہے۔ جملت میں اعضاء کے بعض حصے خشک رہ جاتے ہیں۔ یہ تکمیل طہارت کے منافی ہے۔ پانی کے خرچ میں احتیاط کے ساتھ اعضاء کی نظافت اور غسل میں استیعاب اور استقصاء ضروری ہے۔

وضوء کی ترتیب اور اس کی ضرورت میں خشک سی بحث اہل علم میں موجود ہے۔ جہاں تک اس کی عملی صورت کا تعلق ہے مدۃ العمر میں شاید آنحضرت سے ایک دفعہ بھی بلا ترتیب وضوء ثابت نہیں ہوا۔ اس لیے صحیح یہی ہے۔ ترتیب ضروری ہے اور یہ بحث بالکل بے مقصد ہے۔

وضوء کا ذکر سورہ مائدہ میں ہے۔ سورہ مائدہ ۶ ہجری میں نازل ہوئی۔ اور نماز معراج کی رات کو سئلہ نبوت میں فرض ہوئی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی دن صبح کو جبرئیل نے آنحضرت کو وضوء سکھایا۔ گویا سورہ مائدہ کے نزول سے آٹھ سال پہلے عملاً وضوء اسلام میں موجود تھا۔ اور آنحضرت اور صحابہ کا علی الادام معمول گویا اصل مسئلہ (وضوء) سنت سے ثابت ہوا۔ اختیار امت نے سالہا سال تک بالاتزام اس پر عمل کیا۔ اور طویل عرصہ کے بعد قرآن نے سنت کی تائید فرمائی۔ اُوْنِیْتُمُ الْقُرْآنَ وَ مِثْلَهُ مَعَهُ کا مطلب اس سے واضح ہو جاتا ہے۔ اثبات احکام میں آنحضرت کے اعمال اور ارشادات اسی قدر موثر ہیں۔ جس قدر قرآن عزیز کی نصوص بلکہ سنت کو اکثر احکام میں تقدم حاصل ہے۔ قرآن نے مناسب وقت پر سنت کے احکام کی تائید فرمادی۔

وضوء سے پہلے دل میں نیت اور بسم اللہ کا ذکر غرضاً نہ طریق پر صحت سے ثابت نہیں۔ لیکن شارع کے ادب اور شریعت کے مزاج سے ظاہر ہے۔ کہ ہر عمل کے لیے نیت ضروری ہے۔ اور اچھے کام سے پہلے اللہ کا نام لینا دستور کے طور پر متعارف ہے۔ اس لیے ان معروفات عامہ سے وضوء کو مستثنیٰ نہیں کیا جاسکتا۔

پاؤں کا دھونا احادیث میں مراحت سے آیا۔ قرآن عزیز میں اس کی مراحت حسب قرأت مشہور معلوم ہے۔ آئمہ سنت میں

کوئی اختلاف نہیں پایا گیا۔ اس لیے شیعہ کے اختلاف کو یہاں کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ ان کی روش ان مسائل میں دلائل سے زیادہ صحابہ سے عصیبت پر مبنی ہے عا فانما اللہ من ذلک (اسم)



۱۔ یہاں سنت سے مراد اصطلاحی سنت نہیں ہے۔ کیونکہ اصطلاحی سنت وہ ہے جس کا ثبوت نص قرآن سے نہ ہو اور وضو کا ثبوت نص قرآن سے بھی ثابت ہے اور سنت متواترہ سے بھی اور پھر وضو کے بعض ارکان بھی قرآن مجید سے بہ نص صریح ثابت ہیں مثلاً چہرہ کا دھونا۔ ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا اور سر کا مسح کرنا اور پاؤں کا دھونا جنہیں اصطلاح میں فرائض وضو کہا جاتا ہے یہاں سنت سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام اقوال و افعال مراد ہیں جو آپ وضو کے دوران میں کرتے یا کہتے تھے خواہ وہ افعال یا اقوال فی نفسہ فرض ہوں یا واجب یا سنت یا مستحب۔

اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کے اعضاء ایک ایک مرتبہ بھی دھوئے اور دو دو مرتبہ بھی اور تین تین دفعہ بھی۔ وضو علائکہ کے بھی دکھایا اور زبان سے بھی اس کی تعلیم فرمائی اور صحابہ کے عمل کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ گویا وضو ایک ایسا عمل ہے جو قرآن سے بھی ثابت ہے اور سنت سے بھی اور پھر اس میں سب طرح کی سنت موجود ہے قولی بھی اور فعلی بھی اور تقریری بھی۔ اور جہاں کہیں کسی صحابی کے وضو میں کچھ نقص دیکھا اس کی اصلاح بھی فرمادی مثلاً ایک صحابی نے وضو کیا اور پاؤں میں تھوڑی سی جگہ خشک رہ گئی تو آپ نے فرمایا **وَمِنْ مَّا يَلَاغُ عَنَّا مِنْ النَّارِ**۔ اور اسباغ وضو وضو اچھی طرح کرنے کی تاکید فرمائی۔ اس باب میں وضو کے متعلقہ سب احکام، کیفیات وغیرہ بیان ہوں گی یعنی یہاں سنت سے مراد لغوی معنی ہیں کہ وضو کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔

## الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۳۶۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْسِمُ يَدَاهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدَاهُ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

۳۶۱۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَيَسْتَنْزِلُ ثَلَاثًا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلَى خَيْشُومِهِ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

### پہلی فصل

۳۶۰۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو ہاتھ برتن میں نہ ڈالے۔ جب تک اسے تین دفعہ دھونے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ رات میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں استعمال ہوتا رہا۔ بخاری مسلم۔

۳۶۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے سو کر جائے۔ اور وضوء کرے۔ اسے چاہیے کہ تین دفعہ ناک بھاڑے۔ کیونکہ شیطان اس کی ناک پر رات گزارتا ہے۔ بخاری مسلم۔

۱۔ بیدار ہونے پر ہاتھ دھو کر کسی چیز کو لگائے۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک پوری جماعت نے روایت کیا ہے۔ ہاتھ دھونے کی تعداد یہاں بیان نہیں کی گئی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تین بار دھوئے۔ جمہور نے ہر نیند کے بعد ہاتھوں کو دھونا مستحب کہا ہے لیکن امام احمد اس کو رات کی نیند سے خاص کرتے ہیں کیونکہ زندگی میں إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَبِيْتُ الشَّيْطَانُ عَلَيْكَ نَافِثًا اس حدیث سے پہلے روایت کیا ہے۔ ہاتھ دھونے کے لفظ ہیں۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا جمہور کے نزدیک سنت ہے لیکن امام احمد ہی متخیل اس کے واجب ہونے کے قائل ہیں لیکن جمہور کے مذہب کی تائید امام بخاری کے اس قول سے ہوتی ہے کہ حضرت ابی عمر اور براہ بن عازب نے جنہی ہونے کی صورت میں اپنے ہاتھوں کو دھونے سے پہلے برتن میں ڈال لیا تھا۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں کہا ہے کہ اگر ہاتھوں کو کوئی اور گندنگ نہ لگی ہوئی ہو تو نمض جنابت کی وجہ سے مومن کا جسم پلید نہیں ہوتا۔ شیطان ناک پر رات گزارتا ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ استنشااق یہ ہے کہ ہوا کے ساتھ پانی کو ناک میں اوپر چڑھایا جائے اور استنشاق یہ ہے کہ اس پانی کو زور سے باہر نکالا جائے تاکہ اس کے ساتھ ناک کا گندہ اور غلیظ مواد بھی خارج ہو جائے شیطان ناک پر اس لیے گزارتا ہے کہ جب یہ بیدار ہو تو ناک کے راستہ اندر داخل ہو کر دوسرے ڈالوں اور استنشااق سے اس کو روک دیا جاتا ہے شیطان کا ناک پر رات گزارنا حقیقت ہے لیکن اس کی کیفیت کو ہم نہیں سمجھ سکتے ایسی چیزوں پر ایمان فرور لانا چاہئے لیکن ان کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہئے۔

۲۔ ناک پر رات گزارنے کا مطلب یہ ہے کہ دیر تک سوئے رہنے کی وجہ سے ناک میں گندگی جمع ہو جاتی ہے جس (باقی بر صلوٰۃ اللہ)



۳۶۲:- وَقِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَدَا عَابِدُ بْنُ مَرْثَدٍ عَلَى يَدَيْهِ فَعَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضَمَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ فَعَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ عَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَاقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِسُقْمَا رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى فَمِّهِ ثُمَّ رَدَّ هُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ عَسَلَ رِجْلَيْهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَائِيُّ وَالْإِسْنَانِيُّ دَاوُدُ وَنَحْوُهُ ذِكْرُهُ صَاحِبُ الْجَامِعِ.

۳۶۳:- وَفِي الْمُنْفَقِ عَلَيْكَ قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ تَوَضَّأْنَا وَضَوْعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَا عَابِدًا نَاءً فَانْفَأَ مِنْهُ عَلَى يَدَيْهِ فَعَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَاكَ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضَمَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَيْفٍ وَاجِدَا فَعَمَلُ ذَلِكَ

۳۶۲- عبد اللہ بن زید بن عاصم سے کہا گیا۔ آنحضرت کیسے وضو فرماتے تھے۔ انہوں نے پانی منگایا۔ اور ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ دو دو وضو پانی ڈالا۔ پھر تینین وضو کر کے اس کی اور تین وضو صاف کیا پھر تین وضو منہ دھویا۔ دونوں ہاتھ کنبیوں تک دو دو وضو دھوئے۔ پھر دونوں ہاتھ سے سر پر مسح فرمایا۔ اور ہاتھوں کو اگلی طرف سے پیچھے لے گئے۔ اور پچھلی طرف سے آگے لے آئے۔ یعنی سر کا اگلی طرف سے گدی تک لے گئے۔ پھر لوٹا کر دہیں لے آئے جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔ پھر پاؤں دھوئے۔ مالک نسائی ابوداؤد جامع الاصول۔  
۳۶۳- بخاری اور مسلم میں ہے۔ عبد اللہ بن زید کو کہا گیا۔ ہمارے لیے آنحضرت کا وضو کریں۔ انہوں نے ایک برتن منگایا۔ اور دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ اور انہیں تین وضو دھویا۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی نکالا۔ اور ایک ہی چلو سے ناک اور منہ میں تین وضو پانی ڈالا۔ اور تین وضو ایسا ہی کیا۔ پھر ہاتھ ڈال کر پانی نکالا۔ اور تین وضو منہ دھویا۔ پھر پانی نکالا اور دونوں ہاتھ کنبیوں تک دو مرتبہ دھوئے پھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے سستی سی پیدا ہونا یقینی اور فساد ذہن اور توجہ نکلیں غریبی کا اسکان زیادہ ہو جاتا ہے ایسے حالات میں شیطان کو اثر ڈالنے میں مدد ملتی ہے اور ذکر و فکر سے روکنا بظاہر آسان ہو جاتا ہے یہ بیعت حلیٰ خدیشو صمد کا یہی منشا ہے کہ وہ قوت نگہ پر قابض ہو جاتا ہے وجزی اللہ الباقی  
صفحہ ۱، (۱۳)

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

۱- اعضائے وضو کو ایک ایک دو دو تین تین وضو دھونا: اس کو ایک جماعت نے ملتے جلتے الفاظ سے روایت کیا ہے۔ وضو میں اعضاء کو ایک ایک وضو دھونا فرض ہے۔ دو دو مرتبہ دھونا اچھا ہے اور تین تین وضو دھونا تو بہت ہی اچھا ہے اور یہ آخری حصہ ہے اگر کوئی اس سے بھی زیادہ مرتبہ دھوئے تو بالاتفاق مکروہ ہے اور ناپسندیدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو میں اسراف نہ کرو اگرچہ تم جہاں نہریں پیٹتے ہو۔ ہاں سر کا مسح بالاتفاق صرف ایک ہی مرتبہ ہے اس میں تکرار نہیں ہے کیونکہ کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت نے بائیس مہاں نے سر کا مسح دو یا تین بار کیا ہو



۳۶۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَرَّةً مَرَّةً لَمْ يَزِدْ عَلَى هَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۳۶۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَرِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ  
مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۳۶۶۔ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ إِلَّا أَمَا يَكْمُرُ وَضُوءُ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضُّؤًا ثَلَاثًا ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۶۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَاءِ الطَّرِيقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّأُوا وَهُمْ  
عَجَلٌ فَأَنْتَهَبْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابَهُمْ تَلَوُّهُمْ لَمْ يَمْسَسْهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اسْبِغُوا الْوُضُوءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۶۴۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ایک ایک دفعہ وضو کیا۔ اس سے زیادہ نہیں کیا۔ صحیح بخاری۔

۳۶۵۔ عبد اللہ بن زیدؓ فرماتے ہیں۔ یقیناً آنحضرت نے دو دو دفعہ وضو کیا۔ بخاری۔

۳۶۶۔ حضرت عثمانؓ نے مقالہ میں وضو کیا۔ فرمایا میں تمہیں آنحضرت کا وضو دکھاؤں۔ پھر آپ نے اعضاء کو تین تین دفعہ

دھویا۔ مسلم۔

۳۶۷۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا۔ ہم آنحضرت کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ واپس آئے۔ یہاں تک کہ ہم راستہ میں ایک پانی

پر پہنچے۔ بعض لوگوں نے عصر کی نماز کے لیے جلدی کی۔ اور جلدی ہی میں وضو کیا۔ ہم جب ان کے پاس پہنچے۔ تو ان کی ایڑیاں خشک  
تھیں چمک رہی تھیں۔ ان کو پانی نہیں پہنچ سکا تھا۔ آپؐ فرمایا ایڑیوں کیلئے آگ کی دھڑ سے ویل لےئے وضو پوری طرح کرو۔

۱۔ وضو میں اعضاء کا تین دفعہ دھونا بہتر ہے۔۔۔ مسلم کے سوا اس حدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ صحیح حدیثوں میں ایک

ایک اور دو دو اور تین تین مرتبہ وضو کرنے کا ذکر آیا ہے اور پھر بعض اعضاء کا تین دفعہ دھونا اور بعض کا دو دو دفعہ اور بعض کا ایک دفعہ اس باب کی

حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ تین دفعہ دھونا یہ کمال کا مرتبہ ہے اور ایک مرتبہ دھونا کفایت کرتا ہے۔ اس لیے کہ اگر دو دفعہ یا تین دفعہ دھونا واجب

ہو تو آپ ایک دفعہ پر اکتفا نہ کرتے۔ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ایک دفعہ کا دھونا فرض ہے اور تین دفعہ دھونا سنت ہے۔ بعض روایات سے

ثابت ہوتا ہے کہ تین تین بار اعضاء کا دھونا انبیاء و علیہم السلام کی سنت ہے اور ایک ایک بار دھونا فرض ہے اور دو دو مرتبہ دھونا افضل ہے۔

۲۔ پاؤں کا دھونا فرض ہے۔۔۔ اس مضمون کی بہت سی صحیح حدیثیں ہیں۔ بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ کی حدیث اور ابن ماجہ میں جابرؓ کی

حدیث اور احمد و دارقطنی میں عبد اللہ بن حارثؓ کی حدیث یہ سب حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ پاؤں کا دھونا فرض ہے اور دھونا زیادتی پر صرفہ آئندہ

۳۲۸۔ وَعَنْ الْبَغِيَّةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَسَحَّ بِمِصْبِيحَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۲۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِبُّ التَّيْمُنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُوسِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

### الفصل الثانی

۳۳۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَيْسَتْ لَكُمْ إِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَأَبْدَأُوا بِأَيِّ مِصْبِحِكُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ۔

۳۳۱۔ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَضوءَ لِمَنْ

۳۲۸۔ میغرو بن شعبہ نے فرمایا۔ آنحضرت نے وضو کیا۔ سر کے اگلے حصے اور پگڑی اور موزوں پر مسح کیا۔

۳۲۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ فرمایا جہاں تک ممکن ہو۔ آنحضرت تمام کاموں میں سیدھی طرف سے کام شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔ وضو کرنے، ننگھی کرنے اور جوتا پہننے میں اس کا خیال رکھتے۔ بخاری مسلم۔

### دوسری فصل

۳۳۰۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم کوئی چیز پہنو۔ یا وضو کرو۔ تو دائیں جانب سے شروع کرو۔ احمد ابو داؤد۔

۳۳۱۔ سعید بن زید فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں ہے۔ ترمذی

بقیہ ماشیہ صفحہ گذشتہ بھی اس طرح کہ گھٹوں سے نیچے نیچے ناخن برابر جگہ ہی خشک نہ رہے۔ ان حدیثوں میں ان لوگوں کا رد ہے جو پاؤں کے مسح کے قائل ہیں جیسے شیخ وغیرہ۔  
(حاشیہ صفحہ ۱)

لے سارے سر کا مسح کرنا چاہیے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے میغرو بن شعبہ کی اس حدیث کو روایت نہیں کیا ہے۔ لیکن بخاری میں

عروبن امیہ ضمری کی حدیث موجود ہے جس میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اپنی پگڑی اور موزوں پر مسح کیا اور یہ حدیث مسلم میں نہیں ہے۔ علامہ ابن حزم نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پگڑی پر مسح کیا کرتے تھے اور اس میں موزوں پر مسح کرنے کی طرح

کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔ بلکہ ہر وقت جائز ہے اور جیسے موزوں کے مسح میں طہارت پر پہننا شرط ہے پگڑی کے مسح میں یہ شرط بھی نہیں ہے۔

اور آنحضرت نے ہمیشہ سارے سر کا مسح کیا ہے۔ کبھی بھی بعض حصہ سر کا مسح نہیں کیا اور جب بھی کبھی ایسا کیا تو باقی مسح پگڑی پر کر لیا۔ اگر پگڑی مٹتی ہو تو سارا مسح پگڑی پر ہی کیا جاسکتا ہے اور اگر مٹتی نہ ہو تو پھر سارا مسح سر پر کرنا چاہئے۔ تحقیق یہ ہے کہ پگڑی کو حلق کے نیچے سے لاکر باندھا جائے

بجسے ہندی میں ڈانٹا کہا جاتا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ

تَعْرِيدًا كَرِهُوا سَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
وَالتَّارِمِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَنَزَادَ وَفِي أَقْلِهِ لَأَصْلُوهُ لِمَنْ لَأَوْصُوهُ لَكَ -  
۳۷۲: وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ قَتَالَ  
أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّ بَيْنَ الْأَصَابِعِ وَبَايِعْ فِي الْإِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَاحِبًا رَوَاهُ  
أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالتَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالتَّارِمِيُّ إِلَى قَوْلِهِ بَيْنَ الْأَصَابِعِ -  
۳۷۳: وَعَنْ أُمِّ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّ  
أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ  
هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -  
۳۷۴: وَعَنْ الْمُسْتَوْرِدِ ابْنِ شَيْثَانَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

ابن ماجہ لیکن احمد اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے روایت کیا۔ اور ترمذی نے ابو سعید خدری سے وہ اپنے باپ سے۔

۳۷۲- لقیط بن صبرہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول مجھے وضو کی بابت فرمائیں۔ فرمایا وضو کی تکمیل کرو۔  
اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا غلال کرو۔ اور ناک میں اچھی طرح پانی ڈالو۔ اگر روزہ ہو تو احتیاط مناسب ہے۔ ابو داؤد ترمذی نسائی لیکن ابن ماجہ  
اور دارمی میں انگلیوں کے غلال تک نہ لکھتے۔

۳۷۳- حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم وضو کرو۔ تو ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا غلال کرو۔ ترمذی ابن ماجہ  
ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۳۷۴- مستورد ابن شداد نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ جب آپ وضو فرماتے۔ تو اپنی چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کو ملتے۔  
دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۷ وضو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے۔ اس باب میں کچھ حدیثیں سن ہیں اور کچھ صحیح بخاری میں وہ مزع نہیں ہیں اور  
جو مزع ہیں وہ سن ہیں۔ بہر حال بسم اللہ پڑھنے کا اصل ضروری ہے۔ امام احمد اس کے وجوب کے قائل ہیں اور باقی ائمہ ثلاثہ بسم اللہ پڑھنے کو سنت  
کہتے ہیں۔ اگر بالفرض یہ حدیثیں نہ ہی ہوتیں تو بھی اس کا سنت ہونا ثابت ہوتا کیونکہ آنحضرت ہر اچھے کام کو بسم اللہ سے شروع کرتے اور فرماتے جس  
کام کو بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے اس میں برکت نہیں ہوتی۔  
(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۷ اسباق الوضو کیا ہے؟ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی، بخاری اور قطان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ لڑی  
نے کہا کہ لقیط بن صبرہ کی حدیث کی تمام سندیں صحیح ہیں حدیث میں دلالت ہے کہ وضو پوری طرح کرنا چاہئے اور انگلیوں میں غلال کرنا چاہئے  
اور ناک میں پانی چڑھانے میں مہانتہ کرنا چاہئے بشرطیکہ روزہ دار نہ ہو کیونکہ اس صورت میں پانی کے اندر جلنے کا خطرہ رہتا ہے ایسا نہ ہو کہ اس  
کا روزہ ٹوٹ جائے۔ اسباق الوضو کا معنی یہ ہے کہ اس کے فرائض اور سنتیں پوری کرے۔

تَوْضِئًا يَدَاكَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخُنْصِرِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ (ابْنُ مَاجَةَ - ۳۷۵) - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدًا كَفًّا مِّنْ مَّاءٍ فَادْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَغَدَلَ بِهِ لِجَبْتِهِ وَقَالَ هَكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (۳۷۶) - وَعَنْ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخَلِّلُ لِجَبْتِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالِدَارِمِيُّ -

۳۷۷ - وَعَنْ أَبِي حَيْثَةَ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَيْهِ حَتَّى انْقَاهَا ثُمَّ مَخْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طُهْرٍ فَهَضَبَهُ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ أَحَبُّتُ أَنْ أُرِيكَوْ كَيْفَ كَانَ طُهْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا وَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالتَّشَاوُفُ -

ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ

۳۷۵ - حضرت انس نے فرمایا۔ آنحضرت جب وضو فرماتے۔ ایک ہاتھ میں پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے۔ اور اپنی ڈاڑھی کا خلل فرماتے۔ اور فرمایا میرے اللہ نے اسی طرح حکم فرمایا ہے۔ ابو داؤد۔

۳۷۶ - حضرت عثمان فرماتے ہیں آنحضرت ڈاڑھی کا خلل فرمایا کرتے تھے۔ ترمذی دارمی۔

۳۷۷ - ابو جریہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی کو دیکھا۔ آپ نے وضو کیا۔ پہلے ہاتھوں کو اچھی طرح صاف کیا۔ پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی ڈالا تین دفعہ منہ دھویا۔ اور تین ہی دفعہ بازو دھوئے۔ اور ایک دفعہ مسح کیا۔ پھر گھٹنوں تک پاؤں دھوئے پھر کھڑے ہو کر وضو سے بچا ہوا پانی نوش فرمایا۔ پھر فرمایا میں نے مناسب سمجھا تمہیں ہٹاؤں آنحضرت کس طرح وضو فرماتے تھے۔ ترمذی نسائی۔

۱۷ وضو میں ڈاڑھی کا خلل کرنا؛۔ حضرت انس کی اس حدیث میں ولید بن زردان داؤدی جمول ہے اس کے اور بھی کئی طرق ہیں جن میں سے بعض کو حاکم اور ابن قطلان نے صحیح کہا ہے اس سے سند کی حالت آور فر ہو گئی اس مضمون کی ایک حدیث امام احمد نے حضرت عائشہ سے بھی روایت کی ہے اور اس سے آگے والی حضرت عثمان کی حدیث کو ابن خزیمہ، حاکم، دارقطنی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے ان حدیثوں کے ڈاڑھی کا خلل ثابت ہوتا ہے باقی اس کے جوڑے مقدمہ میں بہت اختلاف ہے۔

۱۸ کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے؛۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حدیث کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ وضو سے بچا ہوا پانی پینا سنت ہے کیونکہ اس پانی سے ایک عبادت ادا کی گئی ہے یعنی اس سے وضو کیا گیا ہے تو اس پانی میں برکت ہوگی اور اس پانی کو کھڑے ہو کر پینا بھی سنت ہے۔ پانی پینے میں سنت یہ ہے کہ آدمی بیٹھ کر پانی پیئے۔ لیکن ذم زوم کا پانی (پانی پر رسول آئندہ)

۳۷۸۔ وَعَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ نَحْنُ جُلُوسٌ نَنْظُرُ إِلَى عَلِيٍّ حِينَ تَوَضَّأَ فَادْخَلَ يَدَاهُ الْيَمْنَى فَمَلَأَ فَمَّهُ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَشْرِبِيْدَهُ الْيَسْرَى فَعَلَّ هَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ سَرَّكَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى طَهْوَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَذَا طَهْوَرُهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ -

۳۷۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَيْفٍ وَاحِدٍ فَعَلَّ ذَلِكَ ثَلَاثًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ التِّرْمِذِيُّ -

۳۸۰۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأَذِنَ بِهِ بَاطِنَهُمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرِهِمَا بِمَا بَيْنَهُمَا مِثْرَةً رَوَاهُ النَّسَائِيُّ -

۳۷۸۔ عبد خیر فرماتے ہیں۔ ہم بیٹھے حضرت علی کو وضو فرماتے دیکھ رہے تھے۔ آپ نے دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا۔ منہ کو ہر کر کل کی۔ ناک میں پانی ڈالا۔ اور اسے بائیں ہاتھ سے جھاڑا۔ تین دفعہ اسی طرح کیا۔ پھر فرمایا۔ جسے پسند ہو کہ آنحضرت کا وضو دیکھے تو وہ یہی ہے۔

۳۷۹۔ عبد اللہ بن زید سے مروی ہے فرمایا میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ ایک ہاتھ سے منہ اور ناک میں تین دفعہ پانی ڈالا۔

ابوداؤد۔ ترمذی۔

۳۸۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ آنحضرت نے سر اور کانوں کے اندر کی جانب دونوں تسبیح کی انگلیوں سے مسح فرمایا۔ اور باہر کی جانب نرنگشت سے۔ نسائی۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور وضو سے پہلے پانی کھڑے ہو کر بیٹا سنت ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرنے کے بعد اس پہلے کھڑے ہو کر پانی پیا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا بھی جائز ہے یعنی ایسا آپ نے تعلیم کے لیے کیا۔ جیسا کہ سفر میں روزہ رکھنے سے جب بعض صحابہ کو تکلیف ہوئی تو آپ نے اونٹ پر کھڑے ہو کر عمر کے وقت پانی کا پیالہ لوگوں کو دکھا کر پنی لیا اور مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اگر کھبھی لیا جائے اور بعد میں تکلیف محسوس ہو تو بلا تکلف کھول لینا چاہئے۔ اسی طرح جہاں بھی آپ نے تعلیم کے لیے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ لیکن یہ تو بیکوئی اچھی تو بیکوئی نہیں ہے۔ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہو جائے وہی درست ہے۔ جہاں بیٹھ کر پانی پیا ہے وہاں بیٹھ کر پینا سنت ہے اور جہاں کھڑے ہو کر پیا ہے وہاں کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۳۷۸)

۳۔ کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہئے :- حافظ ابن عمر نے کہا اس حدیث کا مضمون صحیح بخاری میں بھی ہے اور اس سے مراد عبد اللہ بن زید کی وضو کے باب والی حدیث ہے جس کو شیخین نے روایت کیا ہے جو پہلے میان ہو چکی ہے کانوں کے مسح (باقی بر صفحہ آئندہ)





يَسْمَعُ الْمَاقِيْنَ وَقَالَ الْاُدْنَانُ مِنَ الرَّاسِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابُو دَاوُدَ وَالْتِّرْمِذِيُّ  
وَذَكَرَ اِقَالَ حَمَادًا لَا اَدْرِي الْاُدْنَانُ مِنَ الرَّاسِ مِنْ قَوْلِ ابْنِ اِمَامَةَ اَمْ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ  
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۸۴۔۔ وَعَنْ عُمَرَ وَبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ عَنِ الْوَضْعِ فَاَرَاهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ هَكَذَا الْوَضْعُ  
فَمَنْ زَادَ عَلٰى هَذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَتَعَدَّى وَظَلَمَ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَمَاوِيَّ  
ابُو دَاوُدَ مَعْنَاهُ.

۳۸۵۔۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ اِنَّهُ سَمِعَ اِمْرًا يَقُولُ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ الْقَصْرَ  
الْاَيْمُّنَ عَنْ يَمِيْنِ الْجَنَّةِ قَالَ اِنِّىْ بَقِيَ سَلِّ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَتَعَوَّذِ بِهِ مِنَ الشَّارِ

کان سر کا حصہ ہے۔ ابن ماجہ ابو داؤد ترمذی اور ان دونوں نے ذکر کیا۔ میں نہیں جانتا۔ الاذن ان من الراس ابو امامہ کا  
قول ہے یا آنحضرت کا ارشاد ہے۔

۲۸۲۔۔ عمر و بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں۔ ایک بدوی آنحضرت کے پاس آیا۔ اور  
وضو کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے اسے تین تین دفعہ اعضاء دھو کر بتایا۔ پھر فرمایا۔ وضو اسی طرح ہے۔ جو اس سے زیادہ دفعہ  
دھوئے۔ اس نے برا کیا۔ زیادتی کی اور ظلم کیا۔ نسائی ابن ماجہ ابو داؤد نے اس کا معنی روایت کیا۔

۳۸۵۔۔ عبد اللہ بن معقل نے بیٹے کو سنا۔ وہ دعا مانگتے تھے۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں۔ سفید محل جنت کی دائیں  
طرف حضرت عبد اللہ نے فرمایا۔ بیٹا اللہ سے صرف جنت مانگو۔ اور آگ سے پناہ طلب کرو۔ میں نے حضرت سے  
سنا کہ کان سر میں داخل ہیں۔ کامطلب ہے۔ باق آنکھ کے اس گوشہ کو کہتے ہیں جو ناک کی طرف ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ آنکھوں کو  
مل رہے تھے تاکہ جھپٹ وغیرہ اچھی طرح دور ہو جائے۔ اس سے یہ بیان کرنا بھی مقصود ہے کہ آنکھیں منہ میں شامل ہیں ان کو دھونا چاہئے  
اور کان سر میں داخل ہیں اس لیے ان کا مسح کرنا چاہیے۔

۳۔ مطلب یہ ہے کہ کانوں کے مسح کے لیے نیایا پانی لینے کی ضرورت نہیں اگر لے لے تو منع نہیں جیسا کہ امام شافعی کا مذہب ہے۔

۳۔ وضو میں اعضاء تین مرتبہ سے زیادہ نہ دھوئے۔ حافظ ابوالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تلخیص میں کہا ہے کہ اس حدیث کو ابو داؤد  
نسائی ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے بھی مختلف صحیح طریقوں سے روایت کیا ہے۔ جن میں سے بعض میں مضمون مطول ہے اور بعض میں مختصر  
اور ان متواتر الفاظ سے ایسے آدمی کی مذمت کی گئی ہے جو تین بار سے زیادہ وضو کے اعضاء کو دھوئے۔ کیونکہ اس نے خواہ مخواہ باطنی تلف کیا  
اور وقت برباد کیا تین دفعہ سے زیادہ اعضاء کو دھونا یہی نہیں بلکہ گناہ ہے۔

فَاتِي سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّكَ سَبَكُونِ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَجْتَدُونَ فِي الظُّهُورِ وَالنَّعَاءِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

۳۸۶ :- وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلْمَوْضِعِ شَيْطَانًا يُقَالُ لَهُ الْوَلَهَانُ فَاتَّقُوا وَسْوَاسَ الْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ لِأَنَّا لَا نَعْلَمُ أَحَدًا إِسْنَادَهُ

سنا۔ فرماتے تھے۔ میری امت میں عنقریب ایسے لوگ ہوں گے۔ جو وضو اور دعائیں حد سے زیادہ گذر جائیں گے۔ احمد ابوداؤد ابن ماجہ۔

۳۸۶ - ابی بن کعب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وضو کا ایک خاص شیطان ہے۔ جسے ولہان کہا جاتا ہے۔ پانی کے دوسوسوں سے بچو۔ ترمذی۔ ابن ماجہ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ ابی بکر عیث کی نظر میں اس کی شد قوی نہیں کیونکہ خارجہ کے سوا کسی نے اسے مستنداً بیان نہیں کیا۔ اور خارجہ اصحاب لہ وضو میں زیادتی نہ کرنا چاہئے۔ اس حدیث پر ابوداؤد نے سکوت کیا ہے گویا ان کے نزدیک یہ حدیث حجت کے لائق ہے اور ابن ماجہ میں وضو کے لفظ نہیں ہیں جن کا بیان کرنا یہاں مقصود ہے۔ لہذا بہتر تھا کہ مؤلف اس حدیث کے حوالہ میں ابن ماجہ کا نام نہ لیتے۔ تو روایتی نے کہا کہ صحابی نے اپنے بیٹے پر اس مسئلہ میں انکار کیا اور اس کی دعا کو اعتقاد ہی اللہ عابضی دعائیں زیادتی فرمایا کیونکہ اس میں عداوب کا ترک ہے۔ لہ وضو میں زیادتی ہے کہ تین تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے اور دعائیں زیادتی یہ ہے کہ ایسی دعا کو سے جو اس کے لائق نہیں تھلائے گئے کیا اللہ مجھے نبی بنا دے یا دعائیں بے اجنبی یا گستاخی کا لہر اختیار کرے یا حد سے زیادہ بلند آواز سے دعا کرے۔

لہ ولہہ کا معنی حیران ہونا ہے ولہان مبالغہ کا معنی ہے جس کے معنی بہت حیران کرنے کے ہیں یہ شیطان وضو میں مبالغہ ڈال کر حیران کر دیتا ہے اس لیے اسے ولہان کہا گیا ہے۔ (اسم)

۳۸۷ وضو میں شیطانی دوسوسوں سے بچو۔ امام ترمذی نے کہا ہے کہ اس مضمون کی کوئی حدیث صحیح نہیں ہے ماسوائے اس حدیث کے کہ جس میں آیا ہے کہ جس نے تین دفعہ سے زیادہ اعضاء کو دھویا اس نے ظلم کیا۔ بڑا کیا اور زیادتی کی اور اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مذ سے وضو کر لیا کرتے تھے اور اس سے زیادہ تہذیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان المبذرین کما نفوا الاخوان الشیاطین تو معلوم ہوا کہ تہذیر کے ساتھ شیطان کا کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے اور متبذر شیطان کا بھائی ہے اس لیے کہ شیطان کا کام یہ ہے کہ نبی آدم کو تباہ دہر با کرے اور فضول خرچی کرنے والا بھی ناجائز رسوم کی ایجاد کرے لوگوں کو برباد کرتا ہے اسی مناسبت سے ان کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ ولہان کا معنی ہے لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا وہ لوگوں کو دوسوسہ ڈال کر پریشان کرتا ہے کہ شاید وہاں پانی نہ پہنچا ہو شلید احمد تین بار نہ ہوا ہو سو ایسے دوسوسوں سے بچتے رہو اور سنت کے مطابق (باتی برحرف آئندہ)

غَيْرَ خَارِجَةٍ وَهُوَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا .  
 ۳۸۷۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَقَّأَ  
 مَسَحَ وَجْهَهُ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

۳۸۸۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ حُرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا أَعْضَاءَهُ بَعْدَ الْوُضُوءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ  
 لَيْسَ بِالْقَائِدِ وَأَبُو مُعَاذٍ لِرَاوِي ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ .

### الفصل الثالث

۳۸۹۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةٍ قَالَ قُلْتُ يَا بَنِي جَعْفَرٍ هُوَ مُحَمَّدٌ الْبَاقِرُ حَدَّثَكَ  
 جَابِرُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثَلَاثًا  
 قَالَ نَحْنُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ .

اہل حدیث کی نگاہ میں قوی نہیں ہے۔

۳۸۷۔ معاذ بن جبل فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ جب وضو فرماتے تو کپڑے کے کونے سے منہ صاف فرمالتے۔  
 ۳۸۸۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت کے پاس کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔ جس سے وضو کے بعد اعضاء خشک فرماتے تھے۔  
 ترمذی اور کاتبیہ حدیث قابلِ حجت نہیں۔ ابو معاذ اہل حدیث کے نزدیک ثقہ نہیں۔

### تیسری فصل

۳۸۹۔ ثابت بن ابی صفیہ فرماتے ہیں۔ میں نے امام باقر سے کہا کیا آپ سے حضرت جابر نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ کہ آنحضرت  
 نے وضو ایک ایک دفعہ بھی کیا ہے۔ اور دو دو دفعہ اور تین تین دفعہ بھی انہوں نے فرمایا۔ ہاں۔ ترمذی ابن ماجہ۔

(حاشیہ صفحہ ۳۸۹)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ تین دفعہ وضو کر لو اور پروری طرح مطمئن ہو جاؤ۔

۱۔ وضو کے اعضاء پلوپونچنے جائز ہیں :- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اور اس سے پہلے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث دونوں  
 اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وضو کے بعد رومال استعمال کرنا جائز ہے اور بعض علماء نے اس کو مکروہ بھی ہے اور وجہ کراہت یہ بیان  
 کی ہے کہ وضو کے پانی کو قیامت کے روز نیکیوں کے پلڑے میں رکھ کر تولا جائے گا تو اس پانی کو رومال سے صاف کر کے خواہ مخواہ اپنا  
 اپنا وزن کیوں کم کریں۔ سند کے لحاظ سے کوئی حدیث بھی رومال استعمال کرنے کے باب میں صحیح ثابت نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب  
 اللهم اغفر لکاتبہ فانہ محتاج الی عفوک العظیم وامنک التقدیم ومنقرتک العیم وانت الجواد الملک البر البرؤت الرحیم۔

۳۹۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ هُوَ نُورٌ عَلَى نُورٍ۔

۳۹۱۔ وَعَنْ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ هَذَا وُضُوئِي وَوُضُوءُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي وَوُضُوءُ إِبْرَاهِيمَ مَا وَاهُمَا رِزِينَ النَّوْؤِي ضَعَّفَ الشَّافِعِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ۔

۳۹۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَكَانَ أَحَدًا نَايِكُفَيْهِ الْوُضُوءُ مَا كَمْ يُحَدِّثُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۳۹۰۔ عبد اللہ بن زید نے فرمایا کہ آنحضرت نے دو دفعہ وضوء فرمایا۔ اور کہا یہ نور علی نور ہے۔

۳۹۱۔ حضرت عثمان سے مروی ہے کہ آنحضرت نے تین تین دفعہ وضوء فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ میرا اور پہلے انبیاء علیہ السلام کا بھی وضوء ہے۔ اور یہی حضرت ابراہیم کا وضوء تھا۔ دونوں احادیث زین نے روایت کیں۔ اور دوسرے کو امام نووی نے مسلم کی شرح میں ضعیف قرار دیا ہے۔

۳۹۲۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت ہر نماز کے لیے وضوء فرماتے۔ اور ہمارے لیے جب تک وضوء ٹوٹ نہ جائے۔ ایک وضوء کافی ہے۔ دارمی

۱۔ وضوء پر وضوء عزیمت ہے۔ حضرت انس کی حدیث اور اس سے اگلی عمد بن یحییٰ کی حدیثوں کا ماحصل یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضوء کرنا خواہ پہلے وضوء ہو ایک عزیمت ہے اور ایک وضوء کے ساتھ کئی نمازیں پڑھ لینے کی اجازت ہے حضرت بکر بن عبد اللہ کی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ہر نماز کے لیے نیا وضوء کرتے تھے (مسلم) جب فتح مکہ کا دن آیا تو آپ نے ایک ہی وضوء سے کئی نمازیں پڑھیں حضرت عمر نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ نے آج ایک ایسا کام کیا ہے جو آپ پہلے نہیں کیا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے یعنی یہ بتانے کے لیے کہ ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں بس آنحضرت کا ہر نماز کے لیے نیا وضوء کرنا اور متعدد نمازوں کے لیے ایک ہی وضوء پر اتنا فرق کرنا دونوں طرح ثابت ہے۔ غیب اللہ اللہ کہ حضرت خنظلہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔ حضرت خنظلہ ہمیں تھے۔ غسل کرنے لگے تھے سر کی ایک جانب دھوئی تھی کہ بنگ احد کے لیے آنحضرت کے منادی کی آواز کانوں میں پہنچی اسی وقت اور اسی حالت میں اللہ بیٹھے اور جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ آنحضرت نے دیکھا کہ فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں ان کی بیوی سے اس کی وہر لوچی کیونکہ شہید کے لیے تو غسل نہیں ہے تو ان کی بیوی نے اصل وجہ بتائی تو ان کا لقب غیب اللہ کہ مشہور ہو گیا حضرت عبد اللہ بن عمر نے اجتہاد کیا کہ وضوء کا ہر نماز کیلئے فرض ہوتا تو اگر وضوء نہ ہو گیا ہے تاہم طاقت والے کے لیے اس کا استحباب باقی ہے اسی لیے آپ عمر بھر کے لیے ہر نماز کے لیے نیا وضوء کرتے رہے۔

۳۹۳۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ قَالَ قُلْتُ لِعَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ  
أَمَا آيَةُ وَضُوءِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ عَمَّتْ أَخَذَاهُ فَقَالَ  
حَدَّثَنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْعَطَّابِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنَ أَبِي عَامِرٍ الْغَسِيلِ  
حَدَّثَهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أُمْرًا بِالْوُضُوءِ بِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا  
كَانَ أَوْ غَيْرَ طَاهِرًا فَلَمَّا شَقَّ ذَلِكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمْرًا بِالْوُضُوءِ  
عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَوَضِعَ عَنْهُ الْوُضُوءُ إِلَّا مِنْ حَدَائِثٍ قَالَ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُذِي أَنْ يَبِ  
قُوَّةَ عَلَى ذَلِكَ فَفَعَلَهُ حَتَّى مَاتَ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۳۹۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَبِْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعِيدٍ  
وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هَذَا السَّرَفُ يَا سَعِيدُ قَالَ آفِي الْوُضُوءِ سَرَفٌ قَالَ نَعَمْ  
وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهْرٍ جَارٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

۳۹۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُطَهِّرُ جَسَدَهُ كُلَّهُ وَمَنْ تَوَضَّأَ وَتَمَرَّ يَذْكُرُ اسْمَ  
اللَّهِ لَمْ يُطَهِّرْ إِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوءِ.

۳۹۳۔ عبد اللہ بن یحییٰ بن حبان فرماتے ہیں۔ میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ عبد اللہ بن عمر ہر نماز کے لیے وضو  
فرماتے ہیں۔ پہلے وضو ہو یا نہ ہو۔ انہوں نے یہ کہاں سے لیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اسماء بنت زید بن خطاب نے ان کو بتایا تھا۔  
کہ عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر غسیل نے ان سے بیان کیا کہ آنحضرت کو ہر نماز کے لیے وضو کا حکم فرمایا گیا تھا۔ بے وضو ہوں۔  
یا وضو سے جب آپ کو اس کا دکھ محسوس ہوا۔ تو ہر نماز کے لیے آپ کو مسواک کا حکم فرمایا گیا۔ اور اگر حدیث (وضو ٹوٹنا) نہ ہو  
تو معاف فرمادیا گیا۔ حضرت عبد اللہ اپنے آپ میں قوت محسوس فرماتے تھے۔ آپ نے اپنے انتقال تک اس پر عمل فرمایا۔ احمد  
۳۹۴۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں۔ آنحضرت ایک دن سجد کے پاس سے گزرے اور سجد وضو فرما رہے تھے  
آپ نے فرمایا۔ سجد یہ اسراف کیوں ہو رہا ہے۔ سجد نے کہا۔ حضرت وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ اگرچہ تم نہر پر  
بیٹھے ہو احمد ابن ماجہ۔

۳۹۵۔ ابو ہریرہؓ ابن مسعود اور ابن عمر سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص وضو کرے۔ اور اللہ کا نام لے۔ اس نے  
اپنا پورا جسم پاک کر لیا اور جس نے اللہ کا نام نہیں لیا۔ اس نے صرف وضو کے اعضاء پاک کئے۔  
لے مرقاہ میں کہا ہے کہ اس کی حد حسن ہے۔ اس کی تائید فقہین زاد علیؒ نے۔ والی حدیث سے ہوتی ہے اور اس کا مطلب (باقی پر صفحہ آئندہ)

۱۳۹۶۔ وَعَنْ أَبِي مَافِعٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ وَضُوءَ الصَّلَاةِ حَرَّكَ خَائِمَتَهُ فِي إصْبَعِهِ رَوَاهُمَا الدَّارِقُطْنِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ الْأَخِيرَ۔

۳۹۶۔ ابو مافع فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب نماز کے لیے وضو فرماتے۔ تو انگوٹھی کو انگشت پر ہلاتے۔ دونوں حدیثیں دارقطنی میں لیکن ابن ماجہ میں آخری روایت موجود ہے۔



دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بھی من زاد والی حدیث کے تحت گذر چکا ہے۔

۳۔ یعنی پانی کی کمی بیشی کا سوال نہیں بلکہ اصل چیز یہ ہے کہ حد شرعی کو ملحوظ رکھا جائے۔

۳۔ وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے، وضو شروع کرنے سے پہلے سنت ہے کہ آدمی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کو واجب قرار دیتے ہیں اور ان کے دلیل وہ حدیث ہے جو فصل دوم میں سعید بن زید کی روایت سے گندپکی ہے کہ جس آدمی نے وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھی اس کا وضو نہیں ہے اور باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور ان کی دلیل یہی حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ہے۔ جانتا چاہئے کہ وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کے متعلق قطنی بھی حدیثیں آئی ہیں ان کے متعلق بزرگ نے کہا ہے کہ ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں ہے حافظ ابن جریر نے کہا ہے کہ تمام حدیثوں کو اگر سامنے رکھا جائے تو اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ ان کا کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔ ابن سید الناس نے ترمذی کی شرح میں کہل ہے کہ اس باب میں کچھ صحیح حدیثیں بھی ہیں لیکن وہ مترج نہیں ہیں اور کچھ مترج تو ہیں لیکن صحیح نہیں ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ۶۸)

۳۔ انگوٹھی کے نیچے بھی پانی پہنچانا چاہئے، مرقاۃ میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے اس کی سند میں معمر اور اس کا باپ عبد اللہ دونوں ضعیف ہیں۔ امام بخاری نے اس کو ابن سیرین سے تعلقاً روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے اس کو مومولاً کہا ہے اور اس پر خاموشی اختیار کی ہے۔ حافظ ابن جریر کہتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ صرف اسی حدیث پر خاموش رہتے ہیں جو بخت کے لائق ہو حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی حلقہ وغیرہ مثلاً انگوٹھی یا کڑے یا انگٹن یا بابا یاں وغیرہ پہنی ہوئی ہوں تو ان کو حرکت دینی چاہئے تاکہ ان کے نیچے سے بھی میل کچیل نکل جائے اور وہ جگہ بھی بھیک جائے اور کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

## بَابُ الْغُسْلِ

پاکیزگی اور سحر اہنا اسلام میں بہت ہی پسند فعل ہے ان اللہ یحب المتطہرین و یحب المتطہرین اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں اور زیادہ سحر اہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ آیت میں سحر اہنے کو توبہ کے برابر مرتبہ دیا گیا ہے۔

شریعت میں طہارت کی تین قسمیں ہیں حدیث سے طہارت یعنی ایسی گندگی جسے شریعت نے گندگی شمار فرمایا ہو۔ جیسے حیض جنابت بے وضو ہونا ان صورتوں میں گو جسم یا اس کے بعض حصوں پر ظاہر کوئی پلیدی نہ ہو۔ ناہم غسل یا وضو کے ذریعہ سے پاک ہونا شرعاً ضروری ہے۔

جسم کپڑے یا مکان پر کوئی گندگی لگی ہو۔ تو اسے صاف کرنا اسے دور کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسے پاک پانی سے دھویا جائے۔ اور وہ گندگی دور کر دی جائے۔

جو گندگیاں جسم ہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ میل ناخن زیر نازنات بظلوں وغیرہ کے بال ان کی پاکیزگی کے لیے جو صورت اسلام نے مقرر فرمائی ہے۔ اس طرح انہیں پاک کرتا چاہئے۔

حدیث کی پہلی صورت میں گو بظاہر جسم پر کوئی گندگی معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن پاک رو حیں اور قدسی طبائع اس حالت کو ناگہنی ہیں۔ اور انہیں ایسی حالت سے نفرت ہوتی ہے۔ اور اس سے غلصی کو طہارت سمجھتے ہیں۔ مثلاً جنابت سے غسل تمام آسمانی مذاہب میں معمول بہ ہے۔

بعض خاص حالات میں پورے غسل کی جگہ تیمم ضروری ہے۔ ان حالات اور ان کی اصلاح کی صورت کا یقین شارع علیہ السلام کی مرضی پر موقوف ہے۔ چنانچہ جنابت کی تمام صورتوں اور حیض کے لیے غسل واجب فرمایا۔ اور اس کے علاوہ حدیث کی صورتوں میں وضو کو مقرر فرمایا۔

اگر کوئی برعی پلیدی جسم کے ساتھ لگی ہو تو اسے دھو دیتے کی ہدایت فرمائی۔

ناخن اور بال وغیرہ مناسب وقت پر اتارنا ضروری ہے۔ اگر جسم پر میل وغیرہ ہو تو پسند فرمایا۔ کہ اسے دھو دیا جائے یا غسل کر لیا جائے مگر اس میں کوئی چیز فرض نہیں۔

جماعت بلا اترال میں علماء کے یہاں اختلاف پایا جاتا ہے جمہور ائمہ کا خیال ہے کہ جماع کسی بھی صورت میں ہو۔ اس سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ حدیث اِذَا جَسَسَ بَيْنَ شَعْبَيْهَا لَا يَبِغِ الخ جمہور کی دلیل ہے۔ اور احتیاط بھی اسی میں ہے۔ کہ غسل کر لیا جائے۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ جماعت بدون اترال میں غسل فرض نہیں۔ وہ حدیث اَلْمَاءُ عَيْنَ الْمَاءِ سے استدلال فرماتے ہیں۔ خواب کے متعلق شارع نے اس علت کو واضح فرمایا ہے۔ اور غسل کی علت اور مدار وطہرت کو فرار و بیا ہے۔ اس

سے ظاہر ہے۔ کہ غسل میں اصل اہمیت رطوبت اور بلال کو حاصل ہے حدیث الماء من الماء میں خواب کا ذکر ہی نہیں۔ اس لیے دلیل کے لحاظ سے یہ مسلک زیادہ صحیح ہے۔ حضرت عثمان حضرت علیؓ نے سیرانی بن کعب اور ابوالیوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ اذاجامح امر اتمہ و لم یمن قانوا یتوضؤون کما یتوضؤون للصلوة و فیصل ذکرہ۔ یعنی جماع سے مادہ کا خروج نہ ہو تو نماز کی طرح وضوء کرو۔ اور استنجا کرے امام بخاری اور بعض ائمہ حدیث نے اسی مسلک کو پسند فرمایا ہے۔ دلائل پر غور کے بعد جس راہ پر طبیعت مطمئن ہو۔ اس پر عمل کیا جائے۔ (اسم)

۱۷ حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نوٹ کو نامکمل چھوڑ رکھا تھا۔ احر نے آپ کو توجہ دلائی تو فرمایا ہاں یہ نوٹ واقعی نامکمل ہے اسے میرے پاس چھوڑ جائیں میں اسے مکمل کر دوں گا۔ چنانچہ مسودہ ان کے سپرد کر دیا گیا لیکن اس کے بعد آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور یہ نوٹ آپ مکمل نہ کر سکے۔ چنانچہ اب اس کی تکمیل اس عاجز کے ذمہ آپڑی۔ میں یہاں وہی کچھ درج کر رہا ہوں جو آپ نے زبانی فرمایا تھا (محمد سلیمان) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ ان کا "پسندیدہ مسلک ہے" یہ "پسندیدگی" صرف روایت کی حد تک ہے

یعنی یہ مسلک جن صحابہ کرام سے منقول ہے اس کی روایات کے راوی ثقہ ہیں ورنہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث (الماء من الماء) کو بخاری شریف میں تین جگہ لائے ہیں اور اس کے باوجود خود ان کا اپنا قول یہ ہے کہ "وَالْعَسَلُ أَحْوَطُ"، یعنی احتیاط غسل ہی میں ہے اور کسی ایک جگہ میں بھی آپ نے جماع بدون انزال کی صورت میں عدم فریضیت غسل کو پسند نہیں فرمایا۔ ہاں یہ مفرد کہا ہے کہ اس حدیث کی سند اچھی ہے اور اس کو اچھی صحیح میں بیان بھی کیا ہے۔ باقی رہا مذکورہ بالا صحابہ کرام کا مسلک کہ انہوں نے اس مسلک کو کیوں پسند کیا تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان صحابہ کرام کو اسلام کی ابتدائی رغبت داکماتھ میں الماء من الماء کا علم تو ہوا لیکن اس حدیث کی ناسخ اذاجلس بین شعہا الا ربع، الحدیث کا علم ان کی شرائط کے مطابق نہ ہو سکا کیونکہ یہ حضرات ثقہ فی الحدیث میں مشہور تھے۔ پہلے یہی حکم تھا بعد میں اسلام کے لیے توبیہ حکم دیا اور جماعت کے لیے حکم بدل گیا اور اسلام میں اس کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں مثلاً ابتدا میں نماز فرض صرف دو رکعت تھی لیکن بعد میں مسافر کے لیے توبیہ حکم دیا اور مقیم کے لیے ظہر عصر اور عشاء کی چار رکعت کر دی گئیں اور اسی طرح نکاح متعہ کی کچھ عرصہ تک اجازت رہی لیکن بعد میں اس نکاح کو حرام کر دیا گیا اور حضرت عبداللہ بن عباس کو اس حرمت کی اطلاع نہ ہو سکی سو جس طرح ساری امت کے خلاف حضرت ابن عباس کا قول حجت نہیں اسی طرح اس مسئلہ دخل میں ائمہ اربعہ اور صحابہ امت کے خلاف ان حضرات کا قول حجت نہیں اور جن لوگوں نے ان حضرات کے خلاف گستاخانہ الفاظ استعمال کیے ہیں ان کو اپنے ایمان کی غیر مٹانا چاہئے کہ یہ جلیل القدر صحابہ کرام ہیں ان کی گستاخی رائیگاں نہیں جائے گی۔





## الفصل الأول

۳۹۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ شَجِيهَتَيْهِمَا الْأَمْرِ بَعِ ثُمَّ جَهَّدهَا فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ مَنَفَقَ عَلَيْهِ۔  
 ۳۹۸۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رَوَاهُ مُسْتَقْرًا قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ هَذَا مَنْسُوخٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِي الْأَحْتِلَامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَلَمْ يَجِدْهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ۔

۳۹۹۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَجِيبُ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلِ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ فَغَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ قَالَ نَعَمْ

### پہلی فصل

۳۹۷۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب (انسان) بیٹھے ہوں چار شانوں میں (دو ہاتھ دو پاؤں) پھر کوشش کرے تو غسل واجب ہو گیا۔ گو انزال نہ ہو۔ بخاری مسلم۔

۳۹۸۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ پانی پانی سے ہے۔ (یعنی نسل کا پانی منی کے پانی کی وجہ سے استعمال کرنا واجب ہوگا مسلم۔ لغوی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث منسوخ ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ یہ حدیث اختلام کے متعلق ہے ترمذی۔ اور امام لغوی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صحیحین میں مجھے نہیں ملی۔

۳۹۹۔ ام سلمہ سے مروی ہے۔ ام سلمہ نے کہا۔ حضرت۔ اللہ حق بات سے نہیں شر۔ واجب عورت کو اختلام ہو جائے۔ تو اس پر نانا ضروری ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر پانی (منی) نظر آئے۔ تو غسل ضروری ہے۔ حضرت ام سلمہ نے (شرم سے) منہ ڈھانپ لیا۔ اور فرمایا عورت کو بھی اختلام ہوتا ہے۔ فرمایا یاں۔ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ اولاد میں مشابہت سال سے آتی ہے۔

لے الماء من الماء میں تطبیق موزوں ہے۔ اس مضمون پر ہم شروع اب میں مقرر نوٹ لکھ آئے ہیں حدیث اذا جلس بین شجیہتاں مع، بالاتفاق صحیح ہے الماء من الماء والی حدیث گویا صحیح ہے مگر اس قدر صحیح نہیں جیسے پہلی اس لیے احتیاط بھی اسی میں ہے اور حدیث بھی اسی سے ظاہر ہے۔ اب جس مسلک پر کوئی عمل کرے درست ہے دلائل دونوں طرف موجود ہیں۔ باقی رہا اس کے نسخ کا دعویٰ کرنا تو وہ صحیح نہیں ہے اس کے لیے تاریخی لحاظ سے کوئی یقینی ثبوت ملنا ضروری ہے اور وہ نہیں ہے و صحت ادعیٰ فعلیہ البیان (اسم) (باقی بر صفحہ آئندہ)

تَدْبِتُ يَمِينَكَ فَيَمُوشِيْهَا وَلَكُلَّهَا مَتْفَقٌ عَلَيْهٖ وَنَمَّا اَدْمُسَلِكُ بِرِوَايَةِ اُمِّ سَلِيْمٍ  
 اِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ اَبْيَضٌ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ رَقِيْقٌ اَصْفَرٌ فَمِنْ اَيِّهٖمَا عَدَاوَةٌ  
 سَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ الشُّبُه.

۴۰۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 اِذَا اَغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأُ فَيَسْلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ  
 يَدْخُلُ اَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا اَصْوَلَ شَعْرِهِ ثُمَّ يَصَبُّ عَلَى رَاسِهِ ثَلَاثَ  
 مَرَّاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جَدِيدِهِ كُلِّهٖ مَتْفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ اُمِّ سَلِيْمٍ  
 يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ جِلْدَهُمَا اِلَّا نَاءً ثُمَّ يَغْرِ بِمِيْنِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ  
 فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ.

بخاری مسلم نے ام سلمہ کی روایت سے یہ اضافہ فرمایا ہے کہ آدمی کا پانی کاڑھا سفید ہوتا ہے۔ اور عورت کا پانی پتلا اور  
 زرد ہوتا ہے۔ جو بھی غالب ہو یا پہلے خارج ہو۔ اسی کی مشابہت غالب ہوتی ہے۔

۴۰۰۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ جب آنحضرت جنابت سے غسل فرماتے۔ پہلے ہاتھ دھوتے۔ پھر نماز کی طرح وضو فرماتے۔  
 پھر انگلیاں پانی میں داخل فرماتے۔ اور ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال فرماتے۔ پھر سر پر دونوں ہاتھوں سے تین دفعہ پانی ڈالتے۔  
 پھر سارے بدن پر پانی ڈالتے بخاری مسلم۔ مسلم میں ہے۔ برتن میں ڈالنے سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں  
 پر پانی ڈالتے۔ اور استنجا کرتے۔ پھر وضو فرماتے۔

رقیہ حاشیہ منکر کوشش اسلہ الماء من الماد کی تطبیق، شروع اسلام میں رعایت تھا کہ اگر انزال ہو یعنی منی خارج ہو تب تو غسل فرض ہوتا تھا اور اگر عورت مرد  
 جماعت کریں اور انزال ہو تو غسل فرض نہ ہوتا تھا۔ بعد میں یہ حکم آیا کہ جب مرد عورت سے جماعت شروع کر دے تو غسل فرض ہو گیا خواہ  
 انزال ہو یا نہ ہو اور غسل فرض ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ مرد کی شرمگاہ کا سر عورت کے اندام نہانی میں غائب ہو جائے تو غسل فرض ہے  
 اور احتلام کے لیے وہی شرط رہی کہ اگر انزال ہو تو غسل فرض ہے ورنہ نہیں۔ (حاشیہ صفحہ ۲۸)

۱۔ مافظ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ممکن ہے غسل سے پہلے پورا وضو کرنا ایک مستقل  
 سنت ہو۔ حضرت عائشہ کی یہ حدیث اور ابن عباس کی ساتھ والی حدیث یہ دونوں غسل کی کیفیت کو تفصیل سے بیان کرتی ہیں۔ حضرت میمونہ  
 کی حدیث میں پردے کا بیان برسیل تک ہے اور یعلیٰ بن امیہ کی حدیث میں جو اوڈو اوڈو اور نسائی میں مروی ہے۔ بعینہ امر پردے کا حکم دیا  
 گیا ہے۔ غسل کے وضو میں سر کے مسح کا ذکر نہیں ہے ماسوائے اس بات کے کہ میمونہ نے کہا ہے کہ آپ نماز جیسا وضو کرتے تھے اور  
 اس وضو میں مسح بھی ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ غسل کرنے سے پہلے جب وضو کرے تو اس میں پاؤں نہ دھوئے (باقی بر صفحہ ۳۴۲)

۴۰۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَسْلًا فَسَرْتُهُ بِتَوْبٍ وَصَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ صَبْتُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرَجَهُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِمْرًا عِيَةً ثُمَّ صَبْتُ عَلَى رَأْسِهِ وَرَافَضَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَامَيْهِ فَنَأَوَلَتْهُ تَوْبًا فَحَمَّرَ بِأُخْدَاهُ فَأَنْطَلَقَ وَهُوَ يَفْضُ يَدَيْهِ مُتَمَقِّمٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُ اللَّيْخَارِيِّ -

۴۰۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَلَهَا مِنَ الْمَحِيضِ فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَ خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكِ فَتَطَهَّرِي بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ تَطَهَّرِي بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا فَسَأَلَ سُبْحَانَ اللَّهِ تَطَهَّرِي بِهَا فَأَجْنَدْنَا نَهْمًا إِلَى تَقَلُّدُ تَتَّبِعِي بِهَا أَنْزَلَ الدَّارِمُ مُتَمَقِّمٌ عَلَيْهِ -

۴۰۱۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ حضرت میمونہ فرماتی ہیں۔ میں نے آنحضرت کے لیے غسل کا پانی رکھا۔ اور آپ کو کپڑے سے پرودہ کیا۔ آپ نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ اور دھویا۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا۔ اور شرمگاہ کو دھویا۔ پھر ہاتھ زمین پر ملا۔ اور اسے دھویا۔ پھر سر پر اور سارے جسم پر پانی ڈالا۔ پھر اس جگہ سے انگ ہو کر پاؤں دھوئے۔ میں نے آپ کو کپڑا دیا۔ آپ نے نہ لیا۔ اور ہاتھ کے ساتھ بدن سے پانی صاف کرتے ہوئے چلے گئے۔ بخاری مسلم۔

۴۰۲۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ ایک انصاری عورت نے آنحضرت سے حیض سے غسل کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے اسے غسل کا طریقہ بتایا۔ پھر فرمایا۔ ایک روٹی کا چھوڑنا جسے کتوری لگی ہوئے لو۔ اور اس سے طہارت کرو۔ اس نے کہا۔ کیسے طہارت کروں آپ نے فرمایا۔ طہارت کرو۔ اس نے کہا۔ کیسے طہارت کروں۔ آپ نے فرمایا۔ اشد پاک ہے۔ اس سے طہارت کرو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے اسے اپنی طرف کیسے لیا۔ اور کہا۔ جہاں سے خون نکلتا ہے۔ اسے وہاں رکھو۔ (بخاری۔ مسلم)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور غسل سے فارغ ہو کر پھر پاؤں دھوئے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وضو میں بھی پاؤں کو دھوئے اور غسل کے بعد بھی دھوئے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے بعض نے کہا ہے کہ اگر جگہ صاف ہو مثلاً فرش لگا ہو جو ہاں پانی نہ ٹپکتا ہو یا کوئی تختہ وغیرہ ہو تو پاؤں کو وضو کے ساتھ ہی غسل سے پہلے دھو لے اور اگر ایسی محفوظ جگہ نہ ہو تو پھر غسل کے بعد پاؤں کو دھوئے۔ باقی رہا رومال یا کپڑے سے جسم کو خشک کرنے کے متعلق اختلاف تو وہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۸)

۱۔ غسل کے بعد خوشبو لگانا۔ پہلے آپ نے اس عورت کو غسل کا طریق بتایا جبکہ پہلے گدڑ چکا ہے بعد ازاں اس کو کتوری کی خوشبو اپنے پاس رکھنا گھس کر کپڑے پر لگانے کی ترغیب دلائی تاکہ بدبو کی جگہ جسم سے خوشبو آنے لگے۔ یہ مستحب ہے اگر ہو سکے تو بہت بہتر ہے ورنہ کوئی ضروری نہیں ہے۔

۳۰۳۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَدِمْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَتَدُصِفُ رَأْسِي أَفَالْقَضَىٰ  
لِعَسَلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ أَلَا إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَحْتَمِي عَلَى رَأْسِكَ ثَلَاثَ حَتَابَاتٍ ثُمَّ تَقِيطِينَ  
عَلَيْكَ الْمَاءَ فَتَطْهَرِينَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۰۴۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمِوَاءِ وَيَغْسِلُ  
بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمَدٍ إِذْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۰۵۔ وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كُنْتُ اغْتَسِلُ أَنَا وَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ بَيْنِي وَيِنَّهُ فَيَبَا دِرْمَانِي حَتَّى أَقُولُ  
دَعْوِي دَعْوِي قَالَتْ وَهُمَا جَنَابَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۰۳۔ ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں سر کے بال سخت گوندھتی ہوں۔ کیا میں غسل جنابت کے لیے انہیں کھول دیا کروں۔ فرمایا نہیں تمہارے لیے کافی ہے۔ کہ سر پر تین دفعہ پانی ڈال کر پھر باقی جسم پر پانی ڈال لو۔ اور پاک ہو جاؤ۔  
۳۰۴۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت ایک مہ پانی سے وضو فرماتے تھے۔ اور غسل ایک صاع سے پانچ مد تک بخاری مسلم  
۳۰۵۔ معاذ فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل کرتے جو درمیان رکھا ہوتا۔ آپ غسل میں مجھ سے جلدی فرماتے مجھے کہنا پڑتا۔ میرے لیے بھی پانی رہنے دیجئے۔ اور وہ دونوں جنبی ہوتے بخاری مسلم  
۳۔ غسل جنابت میں سخت احتیاط چاہئے :- اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا سب محدثین نے بیان کیا ہے۔ عموم بلوی کے لیے کچھ رعایتیں دی ہی جاتی ہیں انہی میں سے ایک یہ بھی ہے۔ جنابت کے غسل میں فرض ہے کہ ایک ایک بال تک بھیگ جائے اگر ایک بال بھی خشک رہ گیا تو غسل جنابت نہیں ہوا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ مجھے اپنے سر کے بال کھولنے چاہئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اتنا کافی ہے کہ تین لپ بھر کر سر پر ڈال لو پھر جو بھیگ گیا بھیگ گیا اور اگر پھر بھی کوئی بال خشک بھی رہ گیا تو معافی کی امید ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہے کہ بالوں کی جڑیں بھیگ جانے کا احتمال ہو اور اگر ایسا دہو شاک بالوں کو گوند لگی ہو تو اسی صورت میں بالوں کو کھولنا فروری ہے۔ ورنہ غسل جنابت ادا نہیں ہوگا۔

۲۔ صاع اور مد کی مقدار کیا ہے :- صاع اور مد دونوں پیمانے کے نام ہیں مد آج کے حساب سے گیارہ چھٹانک سوتا ہے اور صاع ۴ چھٹانک یعنی پونے تین سیر پیمانوں کی مقدار میں اختلاف ہے۔ مختلف اوقات میں حکومتیں اپنی ضروریات کے لیے ایسا کرتی ہیں اسی لیے آج اس کا اثر موجود ہے۔ مدیہ منورہ میں صاع مستند طور پر آ رہا ہے اس کی مقدار یہی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ (اسم)

۳۔ خاوند بیوی کا کٹھے غسل کر لینا :- اکثر بیٹھ کر میاں بیوی کا غسل کرنا۔ بعض حلقوں میں اس پر تعجب ہوتا ہے دراصل ان عادات کا تعلق ہر ملک کے معاشرہ سے ہے۔ آج مغربی ممالک میں جو آزادی یا آوارگی ہم دیکھتے ہیں یہ اپنی جگہ غلط ہو یا صحیح (باتی برضو آئندہ)

## الفصل الثانی

۴۰۶۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَدْرِي حَيْثُ لَمْ قَالَ يَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ الَّذِي يَدْرِي أَنَّ فَيْدًا خَلَتْهُ وَلَا يَجِدُ بَلًّا قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ قَالَتْ أَمْرٌ سَيُوهَلُ عَلَى الْمَرْأَةِ تَدْرِي ذَلِكَ غُسْلٌ قَالَ إِنْ النَّسَاءُ شَفَّاقُوا الرِّجَالَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِلَى قَدِّهِ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ۔

۴۰۷۔ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاوَزَا الْبَيْتَانَ انْتَبَهَانِ وَجَبَ الْغُسْلُ فَعَلْتُهُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَغْتَسَلْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

### دوسری فصل

۴۰۶۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرتؐ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے کپڑے پر نمی کے آثار پائے۔ لیکن اسے خواب یاد نہ ہوا۔ فرمایا اسے غسل کرنا چاہیے۔ اور ایک آدمی کو خواب تو یاد ہے۔ مگر اس کے کپڑوں پر نمی کا نشان نہیں فرمایا۔ اس پر غسل ضروری نہیں تو اس پر حضرت ام سلیمؓ نے کہا۔ اگر عورت ایسا دیکھے تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا۔ فرمایا ہاں۔ بخود میں شریعت میں مردوں کی فرج ہیں۔ ترمذی ابو داؤد۔ لیکن دارمی اور ابن ماجہ میں یہ حدیث لاغسل علیہ تک ہے۔

۴۰۷۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب شرمگاہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے۔ تو غسل واجب ہو جاتا ہے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں نے اس تعلق کے بعد غسل کیا۔ ترمذی وبقیہ صحابہ صفحہ گذشتہ) لیکن وہاں کے سب لوگ بدعاش نہیں ہیں۔ عرب معاشرہ میں بھی میاں بیوی کے تعلقات میں از بس بے تکلفی تھی مگر یہ کسی عیاشی پر مبنی نہ تھی بلکہ ایک عادت ہو چکی تھی۔ (اسم)

۴۰۸۔ بخاری میں قَبِيْلًا دُرِّي کے الفاظ نہیں ہیں اور یہ لفظ نسائی میں موجود ہیں۔ ان تمام چیزوں میں سے جن پر حدیث دلالت کرتی ہے یہ بھی ہے کہ عورت اور مرد اکٹھے ایک ہی برتن سے غسل اور وضو کر سکتے ہیں حضرت عائشہؓ کا یہ کہنا کہ میں کہا کرتی تھی میرے لیے بھی پانی چھوڑو ایسا تو ٹھوڑا پانی ہونے کی وجہ سے ہوتا۔ اس سے پہلی حدیث میں گذر چکا ہے کہ حضور ایک مُد سے وضو کر لیا کرتے تھے اور چار مد یا پانچ مد سے غسل کر لیا کرتے تھے۔ مُد ایک رطل اور ثلث رطل ہے یعنی ہمارے حساب سے قریباً گیارہ چھٹانک پانی اور غسل کے لیے پانچ مد یعنی قریباً ساڑھے تین سیر پانی استعمال کیا کرتے تھے اس سے زیادہ پانی نہ استعمال کیا جائے۔ اس سے زیادہ پانی استعمال کرنے کو بعض نے کمزور لکھا ہے اور بعض نے حرام۔ (حاشیہ صفحہ ۶۸)

۴۰۹۔ احتمال میں غسل کی شرط۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند میں عبداللہ بن عمرؓ رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے۔

وَابْنُ مَاجَةَ -

۴۰۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَأَغْسِلُوا الشَّعْرَ وَالْبَشْرَةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَالْحَارِثُ بْنُ وَجِيهِ الزَّوْجِيُّ وَهُوَ لَيْسَ بِدَاكٍ.

۴۰۹۔ وَحَنَّ عَلِيٌّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكْتُ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ كَمْ يَغْسِلُهَا فَعِلْ بِهَا كَذَا وَكَذَا آمِينَ النَّارُ قَالَ عَلِيٌّ فِيمَنْ تَمَّ عَادَيْتُ مَا سِئِي فِيمَنْ تَمَّ عَادَيْتُ مَا سِئِي تَمَّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ إِلَّا أَنَّهُمَا لَوْ يَكْرَهُمَا فِيمَنْ تَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي.

ابن ماجہ -

۴۰۸۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔ بالوں کو دھو ڈالو۔ اور چھڑے کو صاف کر دو۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اور حارث بن وجیہ بڑھاپے کی وجہ سے ضعیف ہیں۔

۴۰۹۔ حضرت علی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جو آدمی جنابت کے غسل میں ایک بال کے برابر جگہ نہ دھوئے۔ آگ میں اسے ایسے ایسے جلا یا جاسے گا۔ حضرت علی نے فرمایا۔ اسی لیے میں نے اپنے سر سے دشمنی کی۔ یہ فقرہ تین دفعہ فرمایا۔ یعنی سر منڈا ڈالو۔ ابو داؤد۔ احمد دہلی نے من شتم عادیت راسی کو کمرہ ذکر نہیں فرمایا۔

(تقریباً حاشیہ صفحہ گذشتہ) روایت میں متفرق ہے۔ ابن ماجہ اور نسائی نے اس کو ضعیف کہا ہے اور احمد ابویہ بن مینین نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ حدیث میں اس چیز کی دلیل ہے کہ غسل منی کے ساتھ معلق ہے اگر سوتے ہیں خواب دیکھا سب کچھ ہوا لیکن صبح کو بستر پر تری نہیں دیکھی گئی نہ کوئی کپڑا بھیگا ہوا ہے تو اس پر کوئی غسل نہیں ہے اور اگر خواب وغیرہ تو یاد نہیں لیکن کپڑا بھیگا ہوا ہے تو غسل فرض ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔

۳۔ فطری گفتگو کے طریقے۔۔ عقد نکاح کے بعد میاں بیوی میں اس اجتماعی تعلق کا پایا جانا قدرتی اور فطری امر ہے اولاد کا بیدارنش اور اسی ضمن کی تقریبات اس کی زندہ شہادت ہیں۔ مگر بعض خاندان اور کنبے باہم گفتگو میں اس کا ذکر کھلے طور پر کرتے بعض چمکیا کر یہ اپنی اپنی عادت ہیں معاشرہ میں جس قدر محبت اور حسن ہوا اسی قدر ان باتوں کا حجاب کم ہوتا جاتا ہے بیوقوف اور غیر مالوس معاشرے سے بے حجابی پر عمل کرتے ہیں یہ غلط ہے۔ (راسم)

(حاشیہ صفحہ ۱)

۳۔ غسل جنابت میں احتیاط:- اس حدیث کا اور اس سے پہلی حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کا دار و مدار عطا بن سائب اور حارث بن دہب پر ہے آخر عمر میں دونوں کا حافظہ اچھا نہیں رہا تھا لیکن ابن جریر نے کہا ہے۔ عابد بن سلمہ نے عطا بن سائب سے اختلاط حافظہ سے قبل سنا تھا لہذا یہ حدیث اسناد کے قابل ہے حضرت علی نے جو فرمایا کہ اسی لیے میں نے اپنے سر سے دشمنی کر رکھی ہے مطلب یہ ہے کہ میں اسی لیے اپنے سر کے بال منڈا رہتا ہوں۔

۴۱۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ۔  
 ۴۱۱۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخِطْبِيِّ وَهُوَ جُنْبٌ يَجْتَرِي بِنَالِكَ وَلَا يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔  
 ۴۱۲۔ وَعَنْ يَحْيَى قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُمِّي رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبُرَارِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَبِيبِي سِتْرٌ حَبِيبُ الْحَيَاءِ وَالنَّسْرُ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْزِ مَا دَاةَ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِنَّ اللَّهَ سِتْرٌ فَإِذَا ارَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَنَوَّرْ بِشَيْءٍ۔

۴۱۰۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: آنحضرتؐ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)۔  
 ۴۱۱۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے: آنحضرتؐ سر دھوتے وقت خطمی پر کفایت فرماتے۔ اور مزید بیانیہ نڈا لیتے۔ ابوداؤد۔  
 ۴۱۲۔ حضرت یحییٰؓ فرماتے: آنحضرتؐ نے ایک آدمی کو میدان میں غسل فرماتے دیکھا۔ سو منبر پر کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حیا کرنے والا پرہیزگار پوش ہے۔ حیا اور پرہیزگاری کو پسند فرماتا ہے۔ جب تم غسل کرو۔ تو پرہیزگار ہو۔ ابوداؤد۔ لیکن نسائی کی روایت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ پرہیزگاری کو پسند کرتا ہے۔ جب تم سے کوئی غسل کا ارادہ کرے تو اسے کسی چیز کی اوٹ کر لینی چاہیے۔

۱۔ مسنون غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں:۔ اس حدیث کو احمد اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ان کی سننیں ابھی ہیں۔ ابو یوسف ابن عربی نے کہا ہے کہ امت میں سے کسی نے بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا ہے کہ غسل جنابت کے تحت وضو نہیں کرنے سے ہو جاتا ہے اور بعد میں علیہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ خطمی ملے پانی سے غسل کرنا:۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ بزار کی سند حسن ہے۔ جس طرح آدمی آملہ کو جوش دے کر اس سے سر کو دھو لیتے ہیں اسی طرح عرب میں خطمی کو پانی میں جوش دے کر اس سے سر کو دھو لیا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم خطمی سے سر کو دھو لیتے تو اس کے بعد غسل کرتے وقت نیا پانی پھر سر پر نڈا لیتے اسی خطمی کے پانی کو کافی سمجھتے۔

۳۔ غسل پرہیزگاری میں کرنا چاہئے:۔ اس حدیث کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں ابوداؤد کا اس پر سکوت فرمانا واضح کرتا ہے کہ یہ حدیث جنت کے لائق ہے اور اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جس کو مسلم نے ام ہانی سے روایت کیا ہے کہ میں فتح مکہ کے دن آنحضرتؐ کے پاس گئی آپ اس وقت غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہؓ نے پردہ کر رکھا تھا۔ بہز بن حکیم کی روایت میں ہے کہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کو نگہا پنی (باقی برصغور آئندہ)

## الفصل الثالث

۴۱۳۔ عَنْ أَبِي بِن كَعْبٍ قَالَ إِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رِخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نَهَى عَنْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۴۱۴۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ فَرَأَيْتُ فَنَاءً رُؤِضَةً الطُّفِيرِ نَحْرِي صَبَّهَ الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتَ مَسَّحْتَ عَلَيْهِ يَدَاكَ أَجْزَلَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۴۱۵۔ وَعَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَتْ كَانَتْ الصَّلَاةُ خُسْبِينَ وَالغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَغَسَلَ الْبَوْلُ مِنَ الثُّوبِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَكَرِهَ بِنُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَيْسُلُ حَتَّى جُعِلَتْ الصَّلَاةُ خُمْسًا وَغَسَلَ الْجَنَابَةَ مَرَّةً وَغَسَلَ الثُّوبَ مِنَ الْبَوْلِ مَرَّةً رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

### تیسری فصل

۴۱۳۔ ابی بن کعب فرماتے ہیں۔ الماء من الماء، منی کے نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا۔ پھر اس سے منع فرما دیا گیا۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ دارمی۔

۴۱۴۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ ایک آدمی آنحضرت کے پاس آیا۔ اور کہا میں نے جنابت سے غسل کے بعد میں نماز فجر ادا کر لی۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم اس پر گیلیا ہاتھ پیر دیتے تو کافی تھا۔ ابن ماجہ۔

۴۱۵۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ (شروع میں) نمازیں پچاس فرض تھیں۔ اور جنابت سے غسل سات دفعہ کپڑے سے پیشاب بھی سات دفعہ دھونا ضروری تھا۔ آنحضرت اس میں کمی کے لیے کوشش فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ نمازیں پانچ کر دی گئیں۔ اور کپڑے کا دھونا اور جنابت کا غسل ایک دفعہ کر دیا گیا۔ ابوداؤد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اپنی عورت سے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر میں کسی جگہ کیلا ہوں تو پھر؟ آپ نے فرمایا اللہ سب سے زیادہ بخلا ہے کہ تو اس سے شرم کرے۔

(حاشیہ صفحہ پہلا)

لے اگر غسل یا وضو میں کوئی جگہ خشک رہ جائے۔۔۔ اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔ اگر آدمی غسل میں سے بعض اعضاء کو چھوڑ دے تو اس کو از سر نو تمام غسل کرنا پڑے گا اور بعض حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ صرف متروکہ اعضاء کو دھویا جائے اور یہ حدیث بھی اسی کی تائید کرتی ہے اس سے ایک اور مسئلہ میں بھی اختلاف پیدا ہوا یعنی وضو میں موالا ت دے دے یا کھونا یعنی جن کے نزدیک سارا وضو ہے وہ پے در پے وضو کے اعضاء دھونے کے قائل ہیں اور جو ایک ہی متروکہ عضو کو دھونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک موالا ت فرض نہیں۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)



# بَابُ مَخَالَطَةِ الْجُنُبِ وَمَا يَبَاحُ لَهُ

## الفصل الأول

۲۱۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيتُنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدَيَّ فَسَدَّتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَا فَأَسَلْتُ فَأَتَيْتُ الدَّخْلَ فَأَغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قِيٌّ عِنْدَ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتِ يَا أَبَاهُ رِيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ السُّمْرَيْنَ لَا يَنْحَسُّ هَذَا الْفُطْرُ الْبُخَارِيُّ وَيَسْبِغُ مَعْنَاهُ وَمَرَادُ بَعْدَ قَوْلِهِ فَقُلْتُ لَهُ لَقَدْ لَقِيتُنِي وَأَنَا جُنُبٌ فَكَمَا هُتُ أَنْ أَجَالِسَكَ حَتَّى أَغْتَسِلَ وَكَذَا الْبُخَارِيُّ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى.

جنبی کو میل جول کہاں تک درست ہے

### پہلی فصل

۲۱۶۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ مجھے آنحضرتؐ ملے۔ میں جنبی تھا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں حضرت کے ہمراہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ بیٹھ گئے۔ میں موقع پا کر کھسک گیا۔ اپنے ڈیرے پر آکر میں نے غسل کیا۔ میں پھر گیا۔ حضرت تشریف فرما تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ ابو ہریرہؓ کہاں گئے تھے۔ میں نے اپنا عند ریت لیا۔ فرمایا۔ اللہ پاک ہے۔ مومن پلید نہیں ہوتا۔ یہ غمائی کے لفظ ہیں۔ مسلم میں اس کا معنی موجود ہے۔ اس میں قلت (ہ میں نے اپنا عند بیان کیا) کے بعد یہ اضافہ کیا ہے۔ آپ مجھے ملے۔ میں جنبی تھا میں نے غسل سے پیشتر آپ کے پاؤں بیٹھانا پسند کیا۔ بخاری کی دوسری روایت میں اسی طرح ہے۔

ذیقہ حاشیہ صفحہ ۲۱۶۔ نبی صلعم کی شفاعت سے رعایتیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اتنی رعایتیں مل گئیں کہ وہ رعایتیں سفر ہندوانہ جنبی آدمی سے اختلاف ہے۔ اس حدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور اس باب میں تشریف بن یحییٰ کی حدیث بھی ہے جس کو بخاری اور ترمذی کے سوا ایک جماعت نے روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن ہر حال میں پاک ہے۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ زندگی میں بالاتفاق اور مرنے کے بعد اکثر کے نزدیک اور زندگی میں خواہ وہ جنبی ہو یا نہ ہو پاک ہے۔ جنابت عکسی پلیدی ہے حتیٰ اور وہ جنبی نہیں جنبی مسلمان سے مصافحہ کرنا۔ گفتگو کرنا۔ اس کے جسم سے جسم کا لگ جانا اس کا جھوٹا پانی یا کھانا کھانی لینا سب ٹھیک ہے۔ اسی طرح اس کا پسینہ بھی پاک ہے۔ ویسے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنبی قرآن مجید نہ پڑھے۔ نماز نہ پڑھے۔ مسہرین نہ جائے اور اسی طرح حیض اور نفاس والی عورت بھی ان چیزوں سے مجتنب ہے۔

- ۲۱۷:- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَأَغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ تَمَتَّقْ عَلَيْهِ -
- ۲۱۸:- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنْبًا فَأَمَّا إِذَا نَ يَأْكُلُ أَوْ يَنَامُ تَوَضَّأَ وَضَوَّءَ لِلصَّلَاةِ مُتَمَقِّقًا عَلَيْهِ -
- ۲۱۹:- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وَضَوَّءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

- ۲۱۷- ابن عمر فرماتے ہیں۔ حضرت عمر نے آنحضرت سے ذکر فرمایا۔ وہ رات اکثر جنبی ہو جاتے ہیں۔ فرمایا۔ وضوء اور استنجاء کر کے سو جاؤ۔ بخاری مسلم۔
- ۲۱۸- حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آنحضرت جنابت کی حالت میں اگر کھانے یا سونے کا ارادہ فرمالتے۔ تو نماز کی طرح وضوء فرما لیتے۔ بخاری مسلم۔
- ۲۱۹- حضرت ابو سعید نے کہا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم سے کوئی اپنے اہل کے پاس پر دوبارہ جانا چاہے تو اسے دونوں دفعہ کے درمیان وضوء کر لینا چاہیے۔ مسلم۔

۱۔ جنابت حکمی نجاست ہے، جب جنابت شرعی پلیدی ہے۔ پلیدی چیز سے پرہیز فرمادوری ہے۔ ملنے جلنے سے پلیدی ایک دوسرے تک پہنچ سکتی ہے۔ جبری نجاست میں تو یہ بالکل ظاہر ہے حکمی نجاست کا بھی یہی حکم ہے یا کچھ اور اس سے مختلف اسمی وضاحت کے لیے یہ باب منعقد کیا گیا ہے کہ حکمی پلیدی اس لحاظ سے جبری پلیدی سے مختلف ہے اس میں باہم تعلق سے پلیدی متعلق نہیں ہوتی۔ (اسم)

۲۔ بہتر ہے کہ جنسی نسل کر کے کھانے پینے اور سونے اگر ایسا نہ کرے تو پھر بہتر ہے کہ وضوء کرے اور کوئی چیز کھانی پیننی چاہے تو کھاپی لے اور سونا چاہے تو سو جائے اور اگر اتنا بھی نہ کرے اور کھاپی لے یا سو جائے تو جائز ہے۔ بعض نے وضوء سے باقہ دھونا مراد لے لی ہیں لیکن حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نماز جیسا وضوء کرتے جو مرف باقہ دھونے کی نفی کرتی ہے۔

۳۔ غسل کے فوائد کیا ہیں؟ ۱۔ اگر غسل کرے تو سب سے بہتر ہے اور اگر غسل نہ کرے مرف وضوء کرے تو یہ بھی جائز ہے اور اگر وضوء بھی نہ کرے اور دوبارہ بیوی کے پاس چلا جائے تو یہ بھی منع نہیں ہے۔ لیکن غسل کر لینے سے طاقت پر خصوصی ہے اور کمزوری نہیں ہوتی۔

۴۲۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِمْ يُغْسِلُ  
وَأَجِدَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۴۲۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُكِّرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
عَلَى كَتِفِ أَحْيَابِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ سَنَدًا كَرِهَهُ فِي كِتَابِ  
الْأَطْعَمَةِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔

### الفصل الثاني

۴۲۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اغْتَسَلَ بَعْضُ أَمْثَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي جَفْتَةٍ فَأَمَّا إِذَا سَأَلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَا سَأَلَ اللَّهُ  
إِنِّي كُنْتُ جُنْبًا فَقَالَ إِنَّ الْمَاءَ لَا يَجْنِبُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى النَّارِضِيُّ  
نَحْوَهُ وَفِي شَرْحِ السُّنَنِ عَنْ مَيْمُونَةَ بِلَفْظِ الْمَصَابِيحِ۔

۴۲۰۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت کبھی سب بیویوں کے پاس پھرتے۔ اور ایک ہی دفعہ غسل فرمائیے۔ مسلم۔  
۴۲۱۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے۔ مسلم۔ اور ابن عباس کی حدیث کا ذکر  
کتاب الاطعمہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ۔

### دوسری فصل

۴۲۲۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت کی بعض بیویوں نے ایک بڑے برتن میں غسل فرمایا۔ جب حضرت نے اس سے  
وضو کا ارادہ فرمایا۔ تو بیوی نے کہا۔ حضرت میں تو جنبی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ پانی جنبی نہیں ہوتا۔ ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ دارمی  
شرح السنۃ میں ابن عباس سے بواسطہ میمونہ ذکر فرمایا۔

اے کئی دفعہ جماعت کے بعد ایک ہی غسل :- آپ نے کبھی کبھی ایسا بھی کیا تاکہ جو اثابت ہو جائے۔ یہ دورہ حضور کی بیویوں  
کی رضا مندی سے ہوتا تھا۔ بعض دفعہ آپ اس دورہ کے درمیان وضو کرتے جاتے اور بعض دفعہ وضو بھی نہ کرتے۔ اور اس کی وجہ صرف جواز  
ثابت کرنا ہوتا اور نہ پسندیدہ کام یہی ہے کہ وضو کرے اور غسل اس سے بلی بہتر ہے۔

۳۔ ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل :- اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث  
حسن صحیح ہے۔ بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد غسل نہ کرے اور بعض حدیثوں سے اسکی اجابت ثابت  
ہوتی ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ ان میں تطبیق کی یہ صورت ہے کہ نبی کو نبی ترمذی پر معمول کیا جائے۔

۴۲۳:- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ يَسْتَدْنِي بِي قَبْلَ أَنْ اغْتَسِلَ مَرَاوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَفِي شَرْحِ السُّنَنِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيحِ -

۴۲۴:- وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَهُ اللَّحْمَ وَلَوْ يَكُنُّ يَحْجِبُهُ أَوْ يَحْجُزُهُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ كَيْسَ الْجَنَابَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ -

۴۲۵:- وَعَنْ ابْنِ عَسَمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْرَأُوا الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

۴۲۶:- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَّهُوا هَذِهِ الْيَبُوتَ

۴۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ آنحضرت جنابت سے غسل فرماتے۔ پھر میرے پاس گئی حاصل فرماتے۔ میں نے ابھی غسل نہ کیا ہوتا۔ ابن ماجہ ترمذی شرح سنہ بلغظ المصابیح۔

۴۲۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے۔ آنحضرت جب بیت الخلاء سے نکلتے۔ تو ہمیں قرآن پڑھاتے۔ اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرماتے۔ اور جنابت کے علاوہ آپ کو قرآن پڑھنے سے کوئی چیز مانع نہ ہوتی۔ ابو داؤد نسائی ابن ماجہ۔  
۴۲۵- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ حائضہ اور جنبی قرآن بالکل نہ پڑھیں ترمذی۔

۴۲۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھروں کے دروازے

سے مومن ناپاک نہیں ہوتا۔ ترمذی نے کہا اسکی سند میں کوئی نقص نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور تابعین میں سے اکثر کا یہ قول ہے کہ اگر مرد بیوں کے دونوں میں مرد غسل کر کے عورت کے ساتھ بستریں اگر لیٹ جائے تاکہ اسکی حرارت کے ساتھ اپنے جسم کو گرمی پہنچائے اور عورت نے ابھی غسل نہ کیا ہو یعنی ابھی جنبی ہو تو مرد اس کے ساتھ لیٹ کر حرارت حاصل کر سکتا ہے اور حدیث المؤمن لا ینجس اسکی تائید کرتی ہے جو پہلے گندہ چکی سے۔

۳- جنبی پر کیا کیا پابندی ہے؟ :- اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے حسن صحیح ہے۔ جنبی مرد یا عورت اور حائضہ یا نفاس والی عورت پر تین پابندیاں ہیں۔ قرآن مجید نہ پڑھیں۔ مسجد میں نہ جائیں۔ نماز نہ پڑھیں اور قرآن مجید کو ہاتھ بھی نہ لگائیں۔ یہ حقیقت میں پہلی پابندی میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ کھانا پینا یا ذکر الہی کرنا۔ مراقبہ کرنا۔ دعائیں کرنا۔ ہر حالت میں یہ کام مرد اور عورت کر سکتے ہیں۔

حائضہ عورت یا نفاس والی عورت اگر عمدہ ہو بیوں اور بیویوں کو قرآن مجید پڑھاتی ہو تو وہ ان کو ایک ایک حرکت کر کے پڑھا سکتی ہے۔ پوری آیت اکٹھی نہ پڑھے۔ اور نہ قرآن مجید کو ہاتھ لگائے۔ اسی طرح اگر حائضہ یا نفاس والی قرآن مجید یاد کر رہی ہو اور منزل کے (باقی صفحہ ۳۵۲)

عَنِ الْمَسْجِدِ فَإِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِخَائِضٍ وَلَا جُنْبٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۴۲۷۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَدْخُلَنَّ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنْبٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَانِيُّ -

۴۲۸۔ وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تَقْبَلُهُمُ الْمَلَائِكَةُ حَيْفَةَ الْكَافِرِ وَالْمُنْتَضِمِ بِالْخَلْقِ وَالْجُنْبِ إِلَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

مسجد سے پھر لو میں حائض اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال نہیں کرتا۔ ابو داؤد۔

۴۲۷۔ حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جس گھر میں تصویر یا کتا یا جنبی ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے

نہیں داخل ہوتے۔ ابو داؤد نسائی۔

۴۲۸۔ عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ رحمت کے فرشتے تین آدمیوں کے قریب بھی نہیں جاتے۔ کافر کی لاش

خلوق عورتوں کی خوشبو لگانے والا اور جنبی بلا وضو ابو داؤد۔

دبقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بمول جانے کا خطرہ ہو تو الفاظ زبان سے ادا نہ کرے دل میں اس کو دہرائی جائے تو یہ جائز ہے (حاشیہ صفحہ ۱۸)

۱۔ جنبی کے لئے آداب مسجد:۔ جنبی یا نفاس والی یا حائضہ اگر مسجد سے باہر ہوں تو مسجد کے اندر نہ جائیں اور اگر مسجد کے اندر

ہو کر راستہ نکلتا ہو تو بھی مسجد سے نہ گزریں لیکن اگر مسجد ہی میں سوتے ہوئے استلام ہو کر آئی جنبی ہو جائے یا عورت کو مسجد ہی میں حیض آجائے

تو اس کی صورت یہ ہے کہ وہیں بیٹھے بیٹھے مسجد کے صحن یا پشائی پر تیمم کرے اور پھر مسجد سے باہر نکل آئے۔

۲۔ کس جنبی کے گھر فرشتے نہیں آتے:۔ اس جنبی سے مراد وہ جنبی ہے جو غسل جنابت کے ترک کی عادت بنا لے یا دیدہ دانستہ بلا نہ خواہ خواہ

بیکرے۔

۳۔ رحمت کے فرشتوں کے نہ آنے کا سبب:۔ اس سے پہلی حضرت علیؑ کی حدیث اور اس حدیث یعنی دونوں حدیثوں میں جنبی کا ذکر

آیا ہے۔ یہاں جنبی سے مراد وہ جنبی ہے جس نے نہ تو وضو کیا ہو اور نہ غسل اتنی دیر کہ نماز کا وقت نکل جائے اور ایسا محض سختی کی وجہ سے ہو کوئی

مانع شرعی نہ ہو اور مانع شرعی دو چیزیں ہیں یا تو پانی دستیاب نہ ہو یا اتنا تھوڑا ہو کہ اگر وضو کر لے تو بیاسا مرنے کا اندیشہ ہو اور یا پیر آدمی بیار ہو

یا پانی استعمال نہ کر سکتا ہو یعنی پانی کے استعمال سے موت کا اندیشہ ہو یا کسی عضو کے تلف اور ناکاہ ہونے کا گمان غالب ہو یا کسی زخم کے تریاب

ہونے کا ڈر ہو یا بیماری کے لہا ہو جانے کا خوف ہو تو ایسی تمام صورتوں میں تیمم کر سکتا ہے اور فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں ورنہ کلاماً

کاتبین اور حفاظت کرنے والے فرشتے تو ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتے ہیں کسی وقت بھی جدا نہیں ہوتے۔ اور کئے سے مراد وہ کتاب ہے جو محض

شوق کی وجہ سے رخصت ہو جائے ورنہ اگر شمار کرنے کے لیے کتاب رکھے یا گھبراہٹ یا مویشی کی حفاظت کے لیے کتاب رکھے تو شرعاً اس کی اجازت ہے ایسی

اعراض کے لیے صحابہ سے بھی کئے رکھے اور تصویر کی بحث باب التماویہ میں آئے گی۔

۳۲۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ فِي الْكِتَابِ الْغَيْبِيِّ كَتَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ لَا يَمَسُّ الْقُرْآنَ إِلَّا كَاهِرًا رَوَاهُ مَالِكٌ وَالدَّارَقُطْنِيُّ۔

۳۳۰۔ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ إِطْلَقْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي حَاجَةٍ فَقَضَى بِنِ عُمَرَ حَاجَتَهُ وَكَانَ مِنْ حِدَايَتِهِ يَوْمَئِذٍ أَنْ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ فِي سِكِّتٍ مِنَ السِّكِّاتِ فَلَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ أَوْ بُولٍ فَسَكَرَ عَلَيْهِ فَكُرِيَ رُدُّ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا كَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَتَوَاسَمَى فِي السِّكِّتِ ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ عَلَى الْحَائِطِ وَمَسَحَ بِمَا وَجَّهَهُ ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَمَسَحَ ذِمَّاعِيَهُ ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ وَقَالَ إِنَّكَ لَكُنَّ تَسْتَعْنِي أَنْ أُرَدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ إِلَّا أَنْ تَلُوَأَكُنَّ عَلَى ظَهْرٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۳۲۹۔ عبد اللہ بن ابوبکرؓ محمد بن عمرو بن حزم نے فرمایا جو خط آنحضرت نے عمرو بن حزم کو لکھا۔ اس میں یہ ارشاد تھا۔ قرآن کو صرف پاک لوگ مساس کریں۔ مالک دارقطنی۔

۳۳۰۔ نافع فرماتے ہیں میں عبد اللہ بن عمر کے ساتھ ان کی ایک ضرورت کے لیے گیا۔ جب انہوں نے اپنی ضرورت پوری فرمائی۔ تو اس دن انہوں نے ایک حدیث سنائی۔ فرمایا۔ ایک آدمی مدینہ کی بعض جگہوں سے گذرا۔ اور آنحضرت سے ملا۔ آنحضرت پیشاب پیلانا سے واپس تشریف لارہے تھے۔ اس آدمی نے حضرت کو سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ آدمی قریب کوچے میں چھپ گیا۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر مارے۔ اور انہیں اپنے منہ پر ملا۔ پھر دوسری دفعہ مار کر بازوؤں پر مسح فرمایا۔ پھر اس آدمی کو سلام کا جواب دیا۔ فرمایا۔ سلام کے جواب میں مجھے کوئی مانع نہ تھا۔ صرف میں پاک اور با وضو نہ تھا۔ ابو داؤد۔

لے ذکر و اذکار کے آداب :- حضرت نافع کو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جو حدیث سنائی کہ ایک آدمی کسی بازار سے گذر رہا تھا وہ مبارک بن خلف کی حدیث ہے جو اس کے بعد آ رہی ہے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ماجہ کو فرمایا کہ میں نے ناپاک کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر پسند نہ کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام علیکم یا علیکم السلام میں سلام کا لفظ آتا ہے اور سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے گو بعد میں بطور عا استعمال ہونے لگا۔ لیکن آپ نے اصل کا اعتبار کر کے بے وضو خدا تعالیٰ کا نام لینا پسند نہ کیا۔ اس سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث گذر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیا کرتے تھے اور حضرت علی کی حدیث بھی پہلے گذر چکی ہے کہ جنابت کے سوا آپ ہر حالت میں قرآن مجید پڑھ لیا کرتے تھے تو دونوں قسم کی حدیثوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آپ طبعاً عزیمت پسند تھے آپ کی طبیعت نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ سلام کا جواب بے وضو دیا جائے اور اسی عزیمت کی ترغیب آپ صحابہ کرام کو بھی دیتے لیکن یہ تو مسلمہ چیز ہے کہ تقویٰ اور چیز ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

۳۳۱۔ وَعَنْ الْمُهَاجِرِينَ قُنْفُذًا أَنَّهُ اتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَوْمُ فَسَكَرَ عَلَيْهِ فَاكْرَهُ يَرُدُّ عَلَيْهِ حَتَّى تَوَضَّأَ ثَمَّ رَعْتَدَارَ إِلَيْهِ وَقَالَ إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكَرُ اللَّهَ إِلَّا عَلَى طَهْرٍ سَأَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ إِلَى قَوْلِهِ حَتَّى تَوَضَّأَ وَقَالَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ رَدَّ عَلَيْهِ.

### الفصل الثالث

۳۳۲۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَنِّبُ نَعْرَيْنَا ثُمَّ يَنْتَبِهُ نَعْرَيْنَا مَرَّةً رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۳۳۳۔ وَعَنْ شُعْبَةَ قَالَ إِنْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يُفْرِغُ يَمِينَهُ عَلَى يَدَيْهِ الْيُسْرَى سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهُ فَتَسْبِي مَرَّةً كَمَا أَخْرَجَ فَسَأَلَنِي فَقُلْتُ لَا أَدْرِي فَقَالَ لَا أَمْرَ لَكَ وَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْرِي ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلْمَضَلَّةِ ثُمَّ يَفِيضُ عَلَى جِلْدِهِ الْمَاءَ ثُمَّ يَقُولُ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَطَهَّرُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۳۱۔ مہاجرین توفیق فرماتے ہیں۔ وہ آنحضرت کے پاس آئے۔ اور آپ پیشاب کر رہے تھے۔ میں نے سلام کیا۔ آپ نے جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ آپ نے وضو فرمایا۔ اور حضرت کی۔ کہ طہارت کے بغیر مجھے اللہ کا ذکر پسند ہے۔ ابو داؤد۔ لیکن نسائی نے وضو تک حدیث ذکر فرمائی۔ اور کہا جب آپ نے وضو کر لیا۔ تو سلام کا جواب دے دیا۔

### تیسری فصل

۳۳۲۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا۔ آنحضرت ہمیں ہوتے۔ سو جاتے۔ پھر جاگتے پھر سو جاتے۔ (احمد)

۳۳۳۔ شعبہ فرماتے ہیں۔ ابن عباس جب جنابت سے غسل فرماتے۔ دائیں ہاتھ سے بائیں پر سات دفعہ پانی ڈالتے۔ پھر تنجا فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت بھول گئے کہ آپ نے کتنی دفعہ پانی ڈالا۔ تو مجھ سے پوچھا میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا۔ تیری ماں نہ رہے۔ تم نے کیوں نہیں جانا۔ پھر آپ نماز کی طرح وضو فرماتے۔ پھر سارے جسم پر پانی بہاتے۔ پھر فرماتے آنحضرت اسی طرح طہارت فرمایا کرتے تھے۔ ابو داؤد۔

راقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اور فتویٰ اور چیز کیونکہ تقویٰ انفرادی چیز ہے اور انتہائی بلندی ہے اور فتویٰ جماعتی قانون ہے اور انتہائی نیچے کا مقام ہے اور بیان جواز کے لیے آپ نے خلاف عزیمت بے وضو ہونے کی حالت میں قرآن مجید بھی پڑھا ہے اور ذکر الہی بھی کیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۲۸۴)

لہ جنابت میں تین دفعہ ہاتھ دھونا بہ دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ تین دفعہ ہاتھ دھوتے تھے اس میں سات مرتبہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۴۳۳:- وَعَنْ أَبِي مَرْفَعٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى نِسَائِهِ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هَذِهِ وَعِنْدَ هَذِهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَجْعَلُهُ عُسَلًا قَدْ جَدًّا إِخْرَاقًا قَالَ هَذَا أَزْكَى وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ.

۴۳۵:- وَعَنِ الْحَكِيمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُوسِ السَّرَاةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَرَدَّادُ قَالَ بِسُؤْمِرِهَا وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۴۳۶:- وَعَنْ حَبِيبِ بْنِ الْحَبِيبِ قَالَ لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَوَارَ بَعَثَ سِنِينَ كَمَا صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

۴۳۴- البورافغ نے فرمایا۔ آنحضرت ایک دن تمام بیویوں کے پاس پھرے۔ اور ہر ایک کے پاس غسل فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔ آپ اسے آخر میں ایک ہی غسل کر لیتے فرمایا یہ بہت پاکیزہ بہت پسندیدہ اور بہت شکر ہے۔  
۴۳۵- حکم بن عمرو نے فرمایا۔ آنحضرت نے منع فرمایا۔ کہ کوئی آدمی عورت کی طہارت سے پئے ہوئے پانی سے وضوء کرے۔  
ابوداؤد ابن ماجہ ترمذی نے زیادہ کہا۔ نہ ہی اس کے ہونٹھ پانی سے وضوء درست ہے۔ اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔  
۴۳۶- مجید نمیری نے فرمایا۔ میں آنحضرت کے صحابہ سے ایک آدمی کو ملا۔ جو حضرت ابوہریرہ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چار سال تک رہا تھا۔ اس نے کہا۔ آنحضرت نے منع فرمایا کہ عورت مرد کے پئے ہوئے پانی سے غسل کرے۔

(حاشیہ صفحہ ۲۸۱)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ آیا یہ کوئی حاض و غیرتھی ورنہ آپ کا معمول تین ہی دفعہ کا تھا۔

۱- جنسی تعلقات میں طہارت کا لحاظ :- ہماری زندگی میں یہ پہلو عموماً پوشیدہ رہتا ہے آنحضرت اپنی زندگی کے اس پہلو کو عموماً بہ قدر ضرورت نمایاں کرتے تاکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اس پر عمل کریں اسی لیے اسے چھپانے کی کوشش نہیں فرمائی۔ (۱۳)

۲- پہلے گزر چکا ہے کہ آنحضرت بعض دفعہ اپنی بیویوں کے پاس ایک ہی غسل سے چلے جاتے۔ پھر بعض دفعہ آپ درمیان میں وضوء کر لیتے اور بعض دفعہ وہ بھی نہ کیا اور یہاں البورافغ نے جب سوال کیا تو ان کو یہ جواب دیا کہ یہ زیادہ ستر ہے پاک ہے طیب ہے عزیمت اور تقویٰ ہی ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے لیکن بیان جو ازاد فتویٰ کی سطح پر آپ نے وہ بھی کیا ہے یا لوں کہہ کہ وہ فتویٰ تھا اور یہ تقویٰ ہے۔ جانتا رہا ہے کہ طہر طہارت سے ہے جس کے معنی ہیں ظاہری اور حسی صفائی اور ادا طیب اور ازاد کی تطہیب اور تزکیہ سے ہیں جس کے معنی ہیں باطنی صفائی یعنی اخلاق کی صفائی اللہم اغفر لکاتبہ ولمن سنی فیہ ولوالدہیم ولجميع المؤمنین والمؤمنات۔



تَقْنَسِلُ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ أَوْ يَخْتَسِلُ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ نَمْرَادٌ مُسْتَادٌ وَيَغْتَرِفَانِ  
جَمِيعًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَنَمْرَادٌ أَحْمَدُ فِي أَوَّلِهِ نَهَى أَنْ يَمْتَسِطَ أَحَدَانَا كُلَّ يَوْمٍ أَوْ  
يَبُولُ فِي مَغْتَسِلٍ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسَ -

یا مرد عورت کے نیچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔ مُسْتَدُّنَے زیادہ کہا کہ دونوں اکٹھا پانی لے لیں ابو داؤد نسائی احمد نے اس کے شروع  
میں یہ لفظ بڑھائے۔ آپ نے منع فرمایا کہ ہم ہر روز کنگھی کریں یا غسل خانہ میں پیشاب کریں۔ ابن ماجہ عبد الرحمن بن سرجس۔

## بَابُ أَحْكَامِ الْمِيَاهِ

### پانی کے احکام

پلییدی سے پرہیز اور جنتاب انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اور اگر نجاست کہیں پائی جائے۔ تو اس کا ازالہ بھی بالکل فطری  
امر ہے۔ پانی میں قدرت نے یہ خوبی رکھی ہے کہ وہ گندگی کو فائل کرتا ہے۔ پلییدی کو دور کرتا ہے۔ انسانی زندگی میں پانی کو جس قدر  
دخل ہے وہ معلوم ہے باقی چیزوں کو اس سے دوسرے مرتبہ پر ازالہ نجاست میں دخل ہے۔ سیال چیزیں تو اور بھی بہت ہیں۔  
مگر پلییدی کو دور کرنے کے لیے پانی سے زیادہ کوئی چیز موثر نہیں۔ اس لیے پانی کے احکام کو شریعت میں خاص اہمیت حاصل  
ہے جس کی وضاحت ذیل کی ہدایت سے ہوتی ہے۔

(۱) بننے والا پانی پاک ہے۔ اس پر نجاست کا کوئی اثر نہیں۔

(۲) کثیر المقدار پانی کا بھی یہی حکم ہے۔ اس پر نجاست کوئی اثر نہیں کرتی۔

(۳) برتنوں میں پانی ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔ تاکہ کوئی نجاست اس پر اثر انداز نہ ہو۔

(۴) پانی جاری ہو یا کھڑا ہو اس میں پیشاب کرنا غسل کرنا کسی قسم کی گندگی کا موقع پیدا کرنا شرعاً منع ہے۔ کیونکہ اس سے  
گوا الفضل پلییدی کا اثر ظاہر نہ ہو۔ مگر انجام اور نتیجہ ضرور ہو سکتا ہے۔ کہ یہ پانی خراب اور پلیید ہو جائے۔

(۵) گندگی کے مواقع کو پانی سے دور رکھنا چاہیے۔ تاکہ غیر شعوری طور پر بھی پانی میں گرنے نہ پائے۔

(۶) تھوڑے اور زیادہ پانی میں شایع نَمْرَاتِین کو حد فاصل قرار دیا۔ شائد کوئی برتن اس سے بٹانہ مل سکے یا جو پڑا اس سے

چھوٹا نہ ہو۔ اس لیے پانی کے خزانوں (کو ان چشمہ نالے) اور برتنوں میں قَلْدَ درمیانہ مقام ہے۔ اس لیے حدیث نے اسے

حد فاصل قرار دیا ہے۔ اور یہ حدیث ان شبہات کے باوجود جو بعض علماء نے اس کے خلاف پیدا فرمائے۔ متن اور سند کے

لحاظ سے صحیح ہے۔



## الفصلُ الأوَّلُ

۴۳۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُولُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّاثِرِ الْيَدَىٰ لَا يَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ تَمْسِيهِ قَالَ لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّاثِرِ وَهُوَ جَدْبٌ قَالُوا كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَنْتَنُ وَلَهُ تَنَازُلٌ -

۴۳۸: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ يُبَالُ فِي الْمَاءِ الذَّاكِرِ دَرَاهِمٌ مُسْلِمٌ -

## پہلی فصل

۴۳۷- حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کھربانی جو پیل نہیں رہا۔ اس میں کوئی تم میں سے پیشاب نہ کرے۔ پھر اس میں غسل کرے۔ بخاری مسلم اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ تم میں سے کوئی بحالت جنابت کھڑے پانی میں غسل نہ کرے۔ لوگوں نے پوچھا۔ اسے ابو ہریرہ پھر کیسے کرے۔ فرمایا الگ پانی لے کر غسل کرے۔

۴۳۸- حضرت جابرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مسلم۔

۱۔ نہ ناپاک ہونے میں پانی کی مقدار کیا ہے؟ نہ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور اس حدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے جانتا چاہئے کہ پانی اصل میں پاک ہے اس پر پلیدی کا حکم اس وقت لگا جائے گا جبکہ کوئی عارض لاحق ہو اس کے لیے شریعت نے کچھ قاعدے کچھ قانون اور کچھ حدود مقرر کی ہیں۔ اگر پانی دو قلدہ (قلدہ کی تشریح آگے آرہی ہے) سے زیادہ ہو تو اس میں اگر پلیدی گر پڑے تو وہ اس وقت تک پلید نہیں ہوگا جب تک کہ اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدل جائے تو پانی پلید ہو جائے گا اور اگر پانی دو قلدہ سے کم ہو تو وہ پلید چیز کے بڑنے سے پلید ہو جائے گا خواہ اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بھی بدلے د علمائے اصناف نے پانی کی کئی بیشی کے لیے کچھ اور ہی پیمانے مقرر کیے ہیں یعنی ایسا تالاب یا حوض جس کا طول عرض دس ہاتھ ہو اور پانی اس میں اتنا ہو کہ اگر اس سے چلو بھرا جائے تو زمین نیگی نہ ہو ان کا احادیث میں کوئی نشان تک نہیں ملتا۔ پھر اگر پانی زیادہ بھی ہو اور جاری بھی ہو تو اس میں پیشاب کرنا منع نہیں ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ پانی میں پیشاب نہ کیا جائے اور اگر پانی ٹھوٹا ہو اور جاری ہو تو شافعیہ کے نزدیک اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح ہے کہ حرام ہے اور اگر پانی زیادہ ہو اور کھڑا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اگر پانی ٹھوٹا بھی ہو اور کھڑا بھی ہو تو اس میں بالاتفاق پیشاب کرنا حرام ہے اور اس میں جنبی کا غسل کرنا بھی بالاتفاق حرام ہے اور ان دونوں صورتوں میں پانی پلید ہو جائے گا۔ ہاں اگر پانی کی مقدار زیادہ ہو تو پھر پانی پلید نہیں ہوگا۔

۴۳۹۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعَ فَمَسَعَهُ مَا أَسَىٰ وَدَعَا لِي بِالْبُرُكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وُضُوئِهِ ثُمَّ قَمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَفَضَّطْتُ إِلَىٰ خَاتَمِ الشُّبُوقِ بَيْنَ كِتْفَيْهِ مِثْلَ زَيْتِ الْحَجَلَةِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

### الفصل الثاني

۴۴۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ فِي الْفَلَاةِ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا يُتَوَصَّلُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلْتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِي أُخْرَى لِبَنِي دَاوُدَ فَإِنَّهُ لَا يَنْجَسُ.

۴۳۹۔ سائب بن یزید نے فرمایا۔ میری خالہ مجھے آنحضرت کے پاس لے گئی۔ اور کہا اے اللہ کے رسول میری بہن کے بیٹے کو درد ہے آپ نے میری سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ نے وضو فرمایا۔ اور میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا۔ پھر میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ میں نے مہربوت کو آپ کے دونوں کندھوں میں کبوتر کے انڈے کی طرح دیکھا۔

### دوسری فصل

۴۴۰۔ ابن عمر سے مروی ہے۔ آنحضرت سے جنگل میں پانی اور اس سے جانوروں اور درندوں کے بار بار پینے کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر پانی کی مقدار دو منگے ہو تو اس پر پلیدی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ احمد ابو داؤد ترمذی نسائی دارمی ابن ماجہ ابو داؤد کی ایک روایت میں آیا ہے۔ وہ پانی پلیدی نہیں ہوتا۔

۱۔ مہربوت کیسی تھی؟۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے یعنی گول ایک جگہ تھی جس میں موہکے تھے چونکہ پہلی کتابوں میں آپ کی یہ مہربوت کی پہچان کے لیے بطور نشان بیان کی گئی تھی اس لیے اس کو مہربوت کہا گیا۔

۲۔ قلتین کے پانی کی مقدار:- قُد بڑے منگے کو کہتے ہیں جو کہ قریباً اٹھائی مشک کا ہوتا تھا دو منگے قریباً پانچ مشک پانی ہمارے حساب سے قریباً ساڑھے چھ من پانی بنتا ہے۔ یہ زیادہ پانی کی مقدار ہے اور وہ جو دس ہاتھ مہربت جگہ میں اتنا پانی ہونا بیان کیا گیا ہے کہ اگر ہاتھ سے اس سے پانی لیا جائے تو زمین نگی نہ ہو اس کا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۳۔ قُد منگے کو کہتے ہیں۔ عرب میں جو بہتر استعمال ہوتے تھے ان میں قُد سب سے بڑا بہتر تھا۔ یہ منگے مقام بجر میں بنتے تھے۔ تخمیناً دو قُد میں پانچ مشک پانی سما سکتا تھا۔ یہ انداز سے عام طور پر عرفی ہوتے ہیں تو لوں اور ماشوں کا تعین اس میں نہیں ہوتا۔ فقہاء رحمہم اللہ نے پانی پاک کرنے کے لیے ڈل کا ذکر فرمایا اور یہ معلوم ہے کہ ڈول کی مقدار عرفی ہی ہو سکتی ہے اس لیے قلتین (باقی بر صفحہ آئندہ)

۴۴۱: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْتُوا مِنِّي بِبِرِّ بَضَاعَةِ وَهِي بِيْرٌ يَلْقَى فِيهَا الْحَيْضُ وَوُجُوهُ الْكِلَابِ وَالتَّنُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَاءَ طَهُرًا لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

۴۴۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَيْلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطَشْنَا أَفْتَنُوْنَا بِمَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطُّهُورُ مَاءَةٌ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ

۴۴۳: وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۴۴۱- ابو سعید خدری سے مروی ہے۔ آنحضرت سے بیْر بضاعۃ کے متعلق پوچھا گیا کہ ہم اس سے وضو کریں۔ اور اس کو نہیں میں حیض کے کپڑے کتوں کا گوشت اور گندی چیزیں گرائی جاتی ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ پانی پاک ہے۔ اسے کوئی چیز پلیدہ نہیں کرتی۔ احمد ترمذی ابو داؤد و نسائی۔

۴۴۲- حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا۔ ایک آدمی نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ اے اللہ کے رسول ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں۔ اور اپنے ساتھ تھوڑا سا میٹھا پانی لے لیتے ہیں۔ اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاسے رہتے ہیں۔ کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کا پانی پاک ہے۔ اور اس میں مرنے والے جانور حلال ہیں۔ مالک ترمذی ابو داؤد و نسائی ابن ماجہ و دارمی۔

۴۴۳- ابو زید عبد اللہ بن مسعود سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جنوں کی رات

دقیقہ حائضہ صوفی گزشتہ کی مفاد پر شبہ کرنا بحث کا معقول طریقہ نہیں۔ حدیث کی سند پر بحث کا یہ مقام نہیں ہے۔ ائمہ حدیث نے اسے صحیح فرمایا ہے۔ یحییٰ بن یعیین نے اسے حیدر الاسناد کہا ہے۔ بیہقی نے کہا صحیح موصول ہے۔ دارقطنی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے ابن ماجہ نے اسے علی شرط مسلم کہا ہے اس کی سند اور متن پر جس قدر اعتراضات کیے گئے ہیں سب مدفوع ہیں (عون البیہودج اصلاحاً)۔ (اسم) (عاشیہ صفحہ ۲۵۱) بیْر بضاعۃ میں پانی کی مقدار۔ بیْر بضاعۃ مشہور کنواں ہے۔ مدینہ منورہ میں اب بھی موجود ہے اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانی کی طہارت یا نجاست کا تعلق پانی کی مقدار سے متعلق ہے طرف سے متعلق نہیں بعض حضرات اس کو نہیں سمجھتے ہیں ابو داؤد فرماتے ہیں سَأَلْتُ فِيمَا بِيْرٌ بَضَاعَةٌ عَنْ عُمَيْرِهَا قَالَ أَكْثَرُ مَا يَكُونُ فِيهَا الْمَاءُ إِلَى الْعَاصَةِ فَلَا أَنْقَصَ قَالَ دُونَ الْعَوْرَةِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ فَدَرَسْتُ أَنَا بِيْرٌ بَضَاعَةٌ مِنْ دَرَجَةِ مَدَدَةٍ عَلَيْهَا شَمْرٌ دَرَجَتُهُ فَإِذَا عَرَضَتْهَا مَيْتَةٌ أَدْرَجَ (ابو داؤد ج ۲۵۱) اس کو نہیں کی گرائی قریناً کرک تھیں اور اس کا عرض چھ ہاتھ تھا اور اس کی بناٹیں کبھی تبدیل نہیں ہوتی تھیں۔ (اسم) بیْر بضاعۃ مدینہ منورہ کا ایک کنواں تھا۔ ایسی جگہ میں واقع تھا کہ دو نالوں کی ڈھلوان اس طرف تھی جب بارش ہوتی تو رات بقی برصفا آتھی

لَهُ كَيْلَةَ الْجِنِّ مَا فِي إِدَاوَتِكَ قَالَ قُلْتُ نَبِيًّا قَالَ تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُرًا سَوَاءٌ  
أَبُودَاوُدَ وَسَاءٌ أَدَا حَمْدًا وَالْتِمِيزِي فَمَوَاضِعُهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ أَبُو سَرٍّ يَبِيحُ مَجْهُولٌ وَصَحَّ  
عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَوْ كُنَّ كَيْلَةُ الْجِنِّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ سَوَاءٌ وَأَهْمَسِي

۲۲۲۲:- وَعَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ  
دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهَا وَصَوْغًا فَجَاءَتْ هَتْرَةً تَشْرَبُ مِنْهُ فَأَصْغَى لَهَا إِلَّا نَاحِي شَرِبَتْ  
قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَأَى أَنْظُرَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَلْتَعْجَبِينَ يَا ابْنَتُ أَخِي قَالَتْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ  
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا لَيَسْتُ بِنَجَسٍ إِنَّهَا مِنَ الطَّوْأِفِينَ عَلَيْكُمْ

دریافت فرمایا۔ تمہاری چھال میں کیا ہے میں نے عرض کیا نیند ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ پر بھی پاک اور پانی بھی پاک۔ ابو داؤد۔ لیکن احمد  
اور ترمذی نے زیادہ کہا آپ نے اس سے وضو فرمایا۔ ترمذی فرماتے ہیں۔ ابو زید معمول ہے۔ اور علقمہ سے صحیح طہر پر ثابت ہے  
کہ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ لیلۃ الجن میں میں حضرت کے ساتھ نہ تھا۔ مسلم۔

۲۲۲۳:- کبشہ کعب بن مالک کی بیٹی اور ابو قتادہ کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ ابو قتادہ اپنے گھر داخل ہوئے تو میں نے انہیں وضو  
کے لیے پانی دیا۔ علی آئی اور وہ اس سے پینے لگی۔ ابو قتادہ نے اس کے لیے برتن بھکا دیا۔ یہاں تک کہ اس نے سیر ہو کر پی لیا۔  
کبشہ فرماتی ہیں۔ ابو قتادہ نے مجھے دیکھا۔ میں اسے تعجب سے دیکھ رہی تھی۔ فرمایا۔ میرے بھائی کی بیٹی تم تعجب کرتی ہو۔ میں نے  
کہا۔ ہاں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یہ پلیدہ نہیں۔ یہ تم پر پھرنے والے جانوروں سے ہیں۔

دقیقہ حاشیہ ص ۱۰۸ گذشتہ نالوں کے پانی کا رخ اس طرف ہوتا اور پانی کنویں میں اگرتا۔ تو چونکہ جنگل میں مرداروں کے گوشت، گندے پتھروں اور  
گندگی وغیرہ ہوتی ہے وہ لازماً بہ کر اس کنویں میں گرتی ہوگی تو اس معنوں کو مسائل نے ان الفاظ سے تعبیر کیا کہ اس میں لوگ گندگی ڈالتے ہیں۔  
ورد معاذ اللہ مسلمان اتنے بد اخلاق نہیں ہوتے کہ پینے کے پانی میں ایسی چیزیں ڈالیں تو چونکہ پانی طبعاً پاک ہے اور کنویں کا پانی بھی صلی اللہ  
علیہ وسلم کی نگاہ میں آب کثیر ہے کہ وہ جاری بھی رہتا ہے اور زیادہ بھی ہوتا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز پلیدہ نہیں کر  
سکتی مگر جبکہ اس کا رنگ یا مزہ یا بو بدل جائے۔

۳۵- دریا کے مردار سے کونسا جانور مر رہا ہے۔ دریا یا سمندر کا مردہ حلال ہے اس مردہ سے پانی کا وہ جانور مر رہا ہے جو پانی سے باہر  
نکلے تو مر جائے اور وہ مرفٹ پھل ہے امام ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے اور امام شافعی کے نزدیک پانی کا جانور وہ ہے جو پانی میں زندہ رہ سکے تو اس  
تعریف کے مطابق امام شافعی کے نزدیک سب دریائی جانور حلال ہیں مثلاً مچھلی۔ آبی کتا۔ آبی سانپ آبی سدر وغیرہ اگر آبی جانور پانی میں خود بخود مر جائے  
تو جب تک اس میں بدلہ نہ پیدا ہو وہ حلال ہے۔

(باقی بر ص ۱۰۸)

أَوِ الطَّوَاقَاتِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ  
وَالسَّائِرِيُّ.

۴۲۵:- وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ مَوْلَاهَا أُرْسِلَتْهَا بِهَرِيرٍ

يَسِيءُ إِلَى عَائِشَةَ قَالَتْ فَوَجَدَتْهَا تَصَلِّي فَأَشَارَتْ إِلَى أَنْ ضَعِبَهَا فَجَاءَتْ هَرَّةٌ فَكَلَّتْ

مِنْهَا فَلَمَّا انصرفت عَائِشَةُ مِنْ صَلَواتِهَا أَكَلَتْ مِنْ جِثَّتِ أَكَلَتْ الْهَرَّةُ فَقَالَتْ

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا لَيَسْتُ بِنَجِسٍ لِمَنْهَا مِنَ الطَّوَاقِ فَيَنْ

عَلَيْكُمْ وَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۴۲۶:- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَوَضَّأُ بِمَاءِ أَفْضَلِ

الْحَمْرِ قَالَ نَعَمْ وَبِمَاءِ أَفْضَلِ السَّبَاعِ كُلِّهَا رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ.

مالک احمد ترمذی ابو داؤد سنائی ابی ماجہ دارمی .

۴۲۵- داؤد بن صالح بن دینار اپنی والدہ سے روایت فرماتے ہیں کہ اس کی آزاد کنندہ نے اسے ہریرس دیکر حضرت عائشہ کے

پاس بھیجا۔ اور وہ نماز پڑھ رہی تھیں انہوں نے اسے اشارت سے کہا کہ اسے رکھ دو۔ بلی آئی۔ اس نے کچھ حصہ کھا لیا۔ جب حضرت عائشہ

نماز سے فارغ ہوئیں۔ تو جہاں سے بلی نے کھا یا تھا۔ وہاں سے کھانا شروع کر دیا۔ اور فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ پلید نہیں وہ

روایت کیا اس کو ابو داؤد نے۔

۴۲۶- حضرت جابر فرماتے ہیں۔ آنحضرت سے پوچھا گیا کیا ہم گدھے کے جوٹھے پانی سے وضو کر لیں۔ فرمایا ہاں تمام درندوں

کے جوٹھے پانی سے بھی (شرح السنہ)

حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۷۰ کیا بنید سے وضو ہو سکتا ہے؟ بہ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ علامہ سلف متفقہ طور پر اس

حدیث کے ضعف کے قائل ہیں اور فرض محال اگر یہ صحیح بھی ہو تو یہی یہ فسوخ ہے کیونکہ یہ واقعہ کہہ کا ہے اور آیت تیم مدینہ میں نازل ہوئی

جمور نے کہا ہے کہ بنید سے وضو جائز نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام ابو حنیفہ بنید سے وضو کے قائل تھے لیکن قاضی خاں نے اپنے فتاویٰ میں تصریح

کی ہے کہ امام ابو حنیفہ نے جمور کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا۔

۱۷۰ بلی کا جوٹھا پاک ہے :- بلی کا جوٹھا پاک ہے یہ بطور استحسان ہے ورنہ اصول یہ ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان

کا جوٹھا پانی پاک ہے اور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کا جوٹھا پلید ہے اور اگر جنگل میں کسی چھینٹے نالاب پر درندے سے بانی پیتے ہوں تو آنکھ سے ان

(حاشیہ صفحہ ۱۷۱)

کو بانی پیتا دیکھ لے تو اس سے پینا منع ہے اگر خورد نہ دیکھے تو پینا جائز ہے۔

۱۷۰ گدھے کا جوٹھا ناپاک نہیں :- اصول یہ ہے کہ حرام جانوروں کا جوٹھا پانی بھی ناپاک ہے اور ان کا پسینہ بھی ناپاک ہے گدھا چونکہ

یہ تو جوٹھا پانی ہے اس سے وضو کی سنت نہیں پائی جاتی پھر پلید یا پڑھتا ہے اس کے پسینے سے پینا بھی جائز ہے اور بانی پینا

۴۴۷:- وَعَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ اِغْتَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَمِمْوَنَةٌ فِي تَصْعَةٍ فِيهَا اثْنَا عَشَرَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ -

### الفصل الثالث

۴۴۸:- عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ إِنْ عَمَّا خَرَجَ فِي رَكْبٍ فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتَّى وَرَدُوا حَوْضًا فَقَالَ عَمَّا وَيَا صَاحِبَ الْحَوْضِ هَلْ تَرُدُّ حَوْضَكَ السِّبَاعُ فَقَالَ عَمَّا بِنُ الْخَطَّابِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرُنَا فَإِنَّا نَرُدُّ عَلَى السِّبَاعِ وَتَرُدُّ عَلَيْنَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَنَادٍ رَزِينٌ قَالَ زَادَ بَعْضُ الدُّوَاهِ فِي قَوْلِ عَمَّا وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۴۴۷-۴۴۸ مانی فرماتی ہیں۔ آنحضرت اور حضرت نے ایک بڑے بیالے میں غسل فرمایا۔ جس میں آٹے کے نشان تھے (سائے

ابن ماجہ۔)

### دوسری فصل

۴۴۸-۴۴۹- یحییٰ بن عبد الرحمن فرماتے ہیں۔ حضرت عمر چند سواریوں کے ساتھ سفر میں نکلے۔ ان میں عمرو بن عاص بھی تھے۔ بیان کیا کہ یہ سب ایک حوض پر پہنچے۔ عمرو بن عاص نے حوض کے مالک سے پوچھا۔ کیا تمہارے حوض سے دندے بھی پانی پیتے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ اسے صاحب حوض یہ مت بتانا۔ ہم دندوں پر وارد ہوتے ہیں۔ اور وہ ہم پر وارد ہوتے ہوتے ہیں۔ (یعنی ہم بلا تفتیش ایک دوسرے کا جوٹھا پیتے ہیں) مالک زین نے زیادہ کہا۔ کہ بعض راویوں نے سمعت عمر کے قول میں اضافہ کیا۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ وہ اپنا حصہ اپنے پیٹ میں

رقیقہ ماشیہ صفحہ گذشتہ) مشکل ہے لہذا شریعت نے اس کے متعلق بھی یہ خاص رعایت دی ہے کہ اس کا جوٹھا پانی اور پسینہ پلید نہیں رکھا جیسا کہ اس سے پہلی حدیث میں بتی کے جوٹے کو پاک رکھا ہے اور اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ یہ ہر وقت گھروں میں پھرنے والی ہے اس سے اشیاء خبیثہ کو چھانا ناممکن ہے اگر اس کے منڈوانے سے چیزیں پلیدہ اور حرام ہونے لگیں تو انسان پر زندگی وبال بن جائے۔ ہاں۔ دوسرے دندوں کے متعلق جو فرمایا وہ جنگل کے بڑے تالابوں کے متعلق ہے جیسا کہ آگے کی دو حدیثوں سے معلوم ہو رہا ہے۔ (ماشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ پانی کی اصلیت پاک ہے۔ اگر جنبی آدمی پانی لینے کی غرض سے کسی پانی میں ہاتھ ڈالے تو وہ پانی اس سے مستعمل نہیں ہو جائے گا اور اگر نہایت دور کرنے کی غرض سے پانی میں ہاتھ ڈالے تو پانی مستعمل نہیں ہو جائے گا۔ پانی خود بھی پاک ہے اور پلیدہ چیزوں کو پاک کرنے والا بھی ہے۔ لیکن مستعمل پانی خود تو پاک ہے لیکن دوسری چیزوں کو پاک نہیں کرتا اور یہ تقسیم صرف تنزیہی طور پر ہے کہ اسے دوبارہ استعمال نہ کیا جائے ورنہ پہلے گزر چکا ہے کہ ان الماء لا یجذب (پانی پلیدہ نہیں ہوتا) ہاں عورت اور مرد اکٹھے ایک ہی برتن سے پانی پیکر غسل کر لیں تو یہ جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ اس حدیث میں اور دوسری احادیث میں بھی اس کی تصریح (باقی بر صفحہ آئندہ)



وَسَأَلُوا يُقُولَ لَهَا مَا أَخَذَتْ فِي بَطْنِهَا وَمَا بَقِيَ فَبَوَّلَتْ لَهَا مَرَّةً وَسَرَابًا.

۴۴۹۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ عَنِ الْجَبَابِضِ الَّتِي بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ تَرُدُّهَا السَّبَاعُ وَالْكِلَابُ وَالْحَمْرُ عَنِ الظُّهْرِ هَذَا فَقَالَ لَهَا مَا حَمَلَتْ فِي بَطْنِهَا وَلَكِنَّمَا غَبَّرَ طَهُورًا ذَكَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

۴۵۰۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَغْتَسِلُوا بِالْمَاءِ الْمَشْتَمِشِ فَإِنَّهُ يُورِثُ الْبَرَصَ رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ.

لے گئے جو بچ گیا۔ وہ ہمارے لیے پاک ہے۔ اور پینے میں کارآمد ہے۔

۴۴۹۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں۔ آنحضرت سے حوضوں کی بابت دریافت کیا گیا۔ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان راستہ میں واقع ہیں۔ ان سے دندے کتے اور گدھے پیتے ہیں۔ کیا ان سے طہارت درست ہے۔ فرمایا وہ اپنا حصہ پیٹ میں لے گئے جو بچا ہے۔ ہمارے لیے پاک ہے۔ ابن ماجہ۔

۴۵۰۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ دھوپ کے گرم پانی سے وضو مت کرو۔ وہ برص پھیلنے کی پیدا کرتا ہے۔ دارقطنی۔

(حاشیہ صفحہ ۱۱)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ آرہی ہے۔ اللہ اعلم وأمرم کتابہ ولین سعی فیہ۔)

۱۔ ماکول اللحم جانوروں کا جو ٹھا پیا ہے۔۔۔ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا جو ٹھا پانی پاک ہے اور جو حرام ہیں ان کا جو ٹھا پانی ناپاک ہے سوائے گدھے اور بکے بشرطیکہ برتن میں ہو یا پانی تھوڑا ہو لیکن تالابوں وغیرہ کا پانی دندوں کے پینے سے بھی ناپاک نہیں ہوتا۔

۲۔ دھوپ سے گرم پانی کا استعمال۔۔۔ فاروق اعظم نے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ سورج کی دھوپ سے پانی گرم کر کے یا جو دیسے ہی گرم ہو چکا ہو یعنی دھوپ میں پڑا رہنے کی وجہ سے پہلے ہی گرم ہو تو اس سے وضو نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت عمر کے اس قول کی سند متفقہ طور پر ضعیف ہے۔ لیکن اسی مضمون کا ایک قول حضرت عائشہ سے طبرانی نے نقل کیا ہے اس کی سند میں محمد بن مردان اسدی ہے وہ بھی متفقہ طور پر ضعیف ہے۔ امام شافعی حضرت عمر کے اس قول کو ایک اور سند سے بھی لائے ہیں اس کے راوی ثقہ ہیں۔ بہر حال اگر یہ

قول ثابت بھی ہو جائے تو ایک صحابی کا اثر ہے۔ مرفوع حدیث نہیں ہے۔ اسی لیے امام مالک امام ابو حنیفہ اور امام احمد ایسے پانی کے استعمال کو مکروہ نہیں سمجھتے اور امام شافعی ایسے پانی کے استعمال کو مکروہ سمجھتے ہیں بہر حال ایسے پانی کے استعمال کی علوت اچھی نہیں ہے۔

۳۔ پانی اگر آگ سے گرم ہو تو اس کے استعمال میں نہ شرعاً مروج ہے نہ طبی طور پر کوئی نقصان اگر دھوپ سے گرم ہو کتب طب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا استعمال مضر ہے اثر کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نہی شرعاً نہیں بلکہ صحت کے نقطہ نظر سے منع فرمایا ہے اس

قسم کی عقلی اور تجربی روایات کو حکماً مرفوع بھی نہیں کہا جاسکتا۔ (اسم)

# بَابُ تَطْهِيرِ التَّجَاسَاتِ

## پلیدی کو پاک کرنا

بعض چیزیں عادتاً پلید ہیں۔ معاشرہ ان کی نجاست پر متفق ہے۔ جیسے پیشاب پاخانہ خون بعض چیزوں کے متعلق شائع علیہ السلام نے حکم دیا ہے۔ کہ یہ پلید ہیں۔ جیسے شراب منی وغیرہ منی میں عادتاً اس قدر تنفر پایا جاتا ہے۔ اور اس استنقاہ کو شائع علیہ السلام نے بھی ملحوظ رکھا ہے۔ اس لیے اسے دھونے کا حکم فرمایا ہے۔ ان چیزوں میں سے کپڑے یا بدن پر اگر کوئی چیز لگ جائے۔ تو اسے دھو دینا چاہیئے۔ اس کے جرم کا دودھ ہونا طہارت ہے۔ اس کی مختلف صورتیں شارع نے بیان ہیں۔

پیشاب پاخانہ اس قدر دھویا جائے۔ کہ کپڑے وغیرہ پر اس کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔ منی کا جرم خشک اور موٹا ہو تو اسے اتار دینا چاہیئے۔ بعض ائمہ اسے کافی سمجھتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اتارنے کے بعد اسے دھو دیا جائے۔ خون کی بھی یہی صورت ہے اگر زمین کو پاک کرنا مقصود ہو تو اس کی ایک صورت یہ ہے۔ کہ اس پر بہت سی پانی ڈال کر نجاست کا ازالہ کر دیا جائے۔ چمڑے یا جوتوں کو زمین پر برد کر دینا ہی کافی ہے۔

چمڑا لگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ مٹی لگا کر خشک کر دیا جائے تو بھی پاک ہو جاتا ہے۔



## الفصل الأول

۴۵۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ مُتَّفِقٌ عَلَيْكَ وَفِي رِوَايَةٍ لَيْسَ بِمُتَّفِقٍ قَالَ لَهُمْ مُمْرًا سَاءٌ أَحَدِكُمْ إِذَا وَكِعَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْلَهُنَّ بِالْتَّرَابِ.

۵۵۶: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ أَعْرَابِي نَبَأَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ وَهَرِّقُوا عَلَيَّ بَوْلَهُ سَجَلًا مِّنْ مَّاءٍ أَوْ ذُنُوبًا مِّنْ مَّاءٍ فَإِنَّمَا بَجَسْتُمْ مَيْتِيَّاتٍ وَلَمْ تَبْعَثُوا مُعْتَبِرِينَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۴۵۳: وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ مَهْ مَهْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزِرُ مَوَدَّعُوهُ فَتَرْكُوهُ حَتَّىٰ بَالَ ثَمْرًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ

## پہلی فصل

۴۵۱- ابو ہریرہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا۔ جب کتا تمہارے برتن میں پی لے۔ تو اس برتن کو سات دفعہ دھو لیا

چاہیے۔ بخاری مسلم۔ مسلم کی روایت میں ہے۔ جب کتا تمہارے برتن چاٹ جائے تو وہ سات دفعہ دھونے سے پاک ہوگا۔ پہلی دفعہ مٹی سے دھویا جائے۔

۴۵۲- ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ ایک بدو نے مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے لے کر پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا۔

اسے چھوڑ دو۔ اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول ڈال دو۔ (راوی کو شک ہے کہ آنحضرت نے بخلا فرمایا یا ذنوباً فرمایا۔ کیونکہ تم آسانی کے لیے بھیجے گئے ہو۔ مشکل میں ڈالنے کے لیے نہیں بھیجے گئے) (بخاری مسلم)

۴۵۳- حضرت انس فرماتے ہیں۔ ہم کسی وقت مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ایک بدو آیا اس

نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ نے اسے بار بار روکا۔ آنحضرت نے فرمایا اسے چھوڑ دو مت روکو صحابہ نے اسے چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا۔ یہ

لے کتے کے جوٹھے برتن کو پاک کرنا۔ اس کو توندی کے سوا ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور اسی مضمون کی ایک حدیث بخاری اور توندی کے سوا ایک جماعت نے عبد اللہ بن مغفل سے بھی روایت کی ہے۔ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ اگر کتا کسی برتن میں سے پانی

وغیرہ یا کھانا چاٹ جائے تو برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے اور پہلی بار مٹی سے اس کو باغیچہ لینا چاہئے تینوں امام اس پر متفق ہیں اور سفیر ذنوب سات مرتبہ دھونے کے قائل ہیں اور نہ مٹی سے مانجنے کے وہ اس کے مقابل حضرت ابو ہریرہ کا ایک اثر نقل کرتے ہیں (باقی صفحہ آئندہ)

فَقَالَ لَمَّا إِنَ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصَلِحُ لِيَشِيءُ مِنْ هَذَا الْبَوْلِ وَالْقَدَرِ وَإِنَّمَا هِيَ لِيَذْكُرَ اللَّهُ وَ  
الصَّلَاةَ وَقِرَاءَةَ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَأَمَرَ جَدَّيْنِ  
الْقَوْمِ فَجَابِدَا يَوْمَئِذٍ مَاءٍ فَشَنَّهُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۳۵۷ :- وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ سَأَلْتُ امْرَأَةً رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا أُبَيْتُ إِحْدَانًا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الْمَاءُ مِنْ  
الْحَيْضَةِ كَيْفَ تُصْنَعُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبُ إِحْدَاكِنَّ  
الْمَاءُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لْتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لْتَصِلْ فِيهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

یہ مسجدیں پستیاب اور گندگی کے لیے مناسب جگہ نہیں۔ یہ اللہ کے ذکر نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنائی گئی ہیں۔ یا  
اور اسی قسم کے کلمات فرمائے۔ اور جماعت سے ایک آدمی کو حکم فرمایا۔ وہ پانی کا ڈول لے آیا۔ وہ اس پر ڈال دیا۔  
بخاری مسلم۔

۳۵۴-۴-۱۰۱- اسماء بنت ابی بکرؓ نے فرمایا۔ ایک عورت نے آنحضرت سے سوال کیا کہ حضرت جب ہم میں سے کسی کے  
کپڑے کو خون لگ جائے تو وہ کیا کرے۔ فرمایا جیب تمہارے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے۔ تو اسے مل دے۔ پھر دھو  
دے۔ پھر اس میں نماز پڑھے۔ بخاری مسلم۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ، کہ آپ نے فرمایا کہ جو بٹھے برتن کو تین مرتبہ دھونا چاہئے یہ قول صحیح اور مرفوع حدیث کا مقابل نہیں ہو سکتا علاوہ  
ازین ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے سات مرتبہ دھونے کا فتویٰ دیا ہے (ذیل) (حاشیہ صفحہ ۱۰۱)  
لہٰذا زمین پاک کرنے کا طریقہ :- اس حدیث کو ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے حدیث میں اس پر روایت  
ہے کہ اگر زمین پر سیال پلیدی ہو تو اس پر پانی بہا دینے سے زمین پاک ہو جاتی ہے۔ حنفیہ نے کہا ہے کہ مٹی کو کھود کر باہر پھینک  
دینا چاہئے لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور اس کی دلیل میں جو الفاظ نقل کیے گئے ہیں کہ آپ نے اس کو کھود دینے کا حکم دیا  
امام ابو حاتم نے کہا ہے کہ اس کا کوئی اصل نہیں ہے اور پانی بہا دینے سے جو پلیدی پھیل جائے گی اگر اس سے پانی کارنگ یا بویا  
مزہ نہ بدلے گا تو اس پانی کے پھینٹنے پڑنے سے نہ کپڑا پلیدی ہوگا اور نہ جسم۔

۱۰۱ کپڑا پاک کرنے کا طریقہ :- اس حدیث کو جماعت نے ذکر کیا ہے۔ حدیث میں اس پر روایت ہے کہ باتش صرف پانی کے ساتھ نازل ہوتی ہیں  
اور جمہور کا یہی مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف نے کہا ہے کہ ہر سیال چیز سے نجاستیں درجہ باقی ہیں اور اس کی کوئی دلیل نہیں اگر پلیدی  
کپڑے کو پانی سے دھویا اور اس پلیدی کا نشان نہ گیا تو کوئی حرج نہیں ہے پڑا پاک ہو گیا اگرچہ کپڑا جی ٹیلا ہو۔

۴۵۵۔ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَنِيِّ يَصِيبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُكَ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُخْرِمُ إِلَى الصَّلَافَةِ وَأَشْرُ الْغَسْلِ فِي ثَوْبِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۵۶۔ وَعَنْ الْأَسْوَدِ وَهَمَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرِكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهَّ مُسْبِرًا وَبِرَ دَائِبَةٍ عَلَقْمَةٍ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ فِيهِ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ.

۴۵۷۔ وَعَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مُحَمَّدِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنِ لَهَا صَغِيرًا كَرِهَ يَأْكُلُ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَسَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فِدَا عَائِمَاءَ فَتَضَحَّكَ وَلَمْ يَفْسِدْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۵۵۔ سلیمان بن یسار نے فرمایا۔ میں نے حضرت عائشہ سے منیٰ کی بابت دریافت کیا۔ جب وہ کپڑے پر لگ جائے حضرت عائشہ نے فرمایا۔ میں اسے آپ کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی۔ آپ نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ اور دھونے کے نشان کپڑے میں موجود ہوتے۔ بخاری مسلم۔

۴۵۶۔ اسود اور حمام آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں۔ میں حضرت کے کپڑے سے منیٰ کو کرید رہتی تھی۔ مسلم۔ علقمہ اور اسود حضرت عائشہ سے اسی طرح روایت فرماتے ہیں۔ اور اس میں یہ لفظ ہیں۔ پھر آپ اس میں نماز پڑھتے۔

۴۵۷۔ ام قیس بنت محمد نے فرمایا کہ آنحضرت کی خدمت میں آنی جو ابھی کاٹا نہیں تھا۔ آپ نے اسے گود میں بٹھا لیا ہے۔ حضرت کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگا کر اس پر چھڑک دیا۔ اور دھونے کی ضرورت نہ سمجھی بخاری مسلم۔

۱۔ منیٰ کی پلیدی منتر یہی ہے، اس حدیث کو جماعت نے ذکر کیا ہے اس چیز میں اختلاف ہے کہ منیٰ اصل میں پاک ہے یا پلید۔ بعض کہتے ہیں کہ بلغم کی تھوک اور ناک کے سینڈھ کی طرح یہ ایک گندگی ضرور ہے لیکن پلید نہیں اس کو دھونا نظافت کے لیے ہے کیونکہ یہ انسانوں کا اصل ہے جس میں انبیاء اور اولیاء بھی شامل ہیں تو اس کو اگر پلید سمجھا لیا جائے تو انسان کی اصل پلید ٹھہرے گی اور دوسرے فریق نے ان حدیثوں سے استدلال کیا ہے جن میں منیٰ کے دھونے کا ذکر آیا ہے اور پہلے فریق نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں منیٰ کو کھرچ دینے کا ذکر آیا ہے۔ علامہ شوکانی نے فریقین کے دلائل پر بحث کی ہے اور فیصلہ یہ دیا ہے کہ منیٰ کے پلید ہونے کو ترجیح ہے لیکن اس کو کھرچ دینے سے کپڑا ضرور پاک ہو جائے گا۔ اگر منیٰ خشک ہو تو کھرچ دینا کافی ہے اور اگر تر ہو یا رفیق ہو جو کپڑے میں سرایت کر چکی ہو تو اس کو دھونا چاہئے۔ بعض نے کہا ہے کہ دھونا بہر حال افضل ہے۔

۲۔ دودھ پیتا لڑکا پیشاب کرے تو کیا کرے؟ اس حدیث کو جماعت نے روایت کیا ہے۔ احمد ترمذی (باقی صفحہ ۳۶۹)

۲۵۸- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهَّرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۵۹- وَعَنْهُ قَالَ تَصَدَّقَ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ بِشَاةٍ فَمَا تَتَّ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذَا أَخَذْتُمُوهَا بِهَا فَدَابَّغْتُمُوهَا فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا أَرَأَيْتَ مَيْمُونَةَ فَقَالَ إِنَّمَا حَرَمَ أَكْلَهَا مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۶۰- وَعَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا تَتَّ لَنَا شَاةٌ فَدَابَّغْنَا مَكَّهَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَتَّبِعُهَا فِيهِ حَتَّى صَارَتْ شَارَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۵۸- ابن عباس نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ چمڑا رنگ دیا جائے۔ تو پاک ہو جاتا ہے۔ مسلم۔

۲۵۹- ابن عباس فرماتے ہیں۔ حضرت میمونہ کی لونڈی کو ایک بکری بطور صدقہ دی گئی اور وہ بکری مر گئی۔ آنحضرت وہاں سے گذرے اور فرمایا تم اس کا چمڑا اتار کر رنگ لیتے۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتے۔ لوگوں نے عرض کیا یہ تو مردار ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ صرف اس کا کھانا حرام ہے۔ بخاری مسلم۔

۲۶۰- حضرت سودہ آنحضرت کے حرم مطہر سے مروی ہے۔ فرمایا۔ ہماری ایک بکری مر گئی۔ ہم نے اس کا چمڑا رنگ لیا۔ ہم اس میں ہمیشہ نمینڈ ڈالتے رہے یہاں تک کہ وہ پرانی ہو گئی۔ بخاری۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے یہ سند حسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ چھوٹے دودھ پینے والے لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جائے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے اور اسی طرح لبا بہ بنت حارث کی حدیث میں بھی آیا ہے کہ لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی کے چھینٹے دیئے جائیں لیکن یہ فرق جب تک ہے کہ بچہ روٹی نہ کھاتا ہو جب روٹی کھائے لگے تو پھر لڑکی اور لڑکے کے پیشاب میں فرق نہیں ہے۔ تینوں اماموں کا یہی مذہب ہے لیکن حنفیہ لڑکے کے پیشاب کو بھی دھونے کے قائل ہیں اور یہ حدیثیں ان کے خلاف حجت ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

سارے جانوروں کے چمڑے کی پاکیزگی :-۔۔ حلال جانور کا چمڑہ جس کو اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا ہو ہر حالت میں پاک ہے خواہ کچا ہو خواہ رنگا ہو۔ حلال جانور جو مر گیا ہو اسکا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ پیر و بنت (رنگ) کی دو قسمیں ہیں ایک تو سورج سے خشک کیا ہو اور دوسرے جو نے اور لیکر کی پچال سے رنگا ہو۔ پہلی قسم کا چمڑا جب تک خشک رہے گا پاک ہے جب تر ہو جائے گا یعنی بھیگ جائے گا تو اس میں پلیدی پھر عود کر آئے گی اور دوسری قسم کا چمڑا جینگنے سے بھی پاک ہی رہے گا پلیدی نہیں ہوگا۔ حنفیہ کے نزدیک خنزیر اور آدمی کا چمڑا رنگنے سے بھی پاک نہیں ہوتا اور شافعی نے کتے کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ حنفیہ کتے کا چمڑا رنگا ہو پاک سمجھتے ہیں۔

## الفصل الثانی

۴۶۱: عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْعَارِثِ قَالَتْ كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي حَجْرٍ مَسُورٍ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَالَ عَلَى تَوْبِهِ فَقُلْتُ الْبَسْ ثَوْبًا وَأَعْطِنِي إِذَا رَأَيْتَ حَتَّى أَغْسِلَهُ قَالَ إِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى وَيُنْصَمُّ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِي رِوَايَةِ لِابِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ عَنْ أَبِي السَّمْعِ قَالَ يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْبَحَارِيَّةِ وَيُرْتَشُّ مِنْ بَوْلِ الْعُلَامِ-

۴۶۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذَى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهْرٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ مَعْنَاهُ-

۴۶۳: وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ إِذَا الْمَرْأَةُ إِذَا أُطِئَ ذَيْلِي وَامَشِي فِي الْمَكَانِ الْقَدِيمِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهَّرُ مَا بَعْدَكَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ

### دوسری فصل

۴۶۱: لُبَابَةُ بِنْتُ عَارِثِ نے فرمایا۔ حضرت حسین نبی کریم کی گود میں تھے۔ انہوں نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ میں نے عرض کیا آپ دوسرا کپڑا پہن کر تہنہ مجھے دے دیں۔ میں اسے دھو ڈالوں۔ فرمایا۔ لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے۔ اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ احمد ابو داؤد۔

۴۶۲: حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنے جوتے سے گندگی کو تازے سے تواس کی طہارت مٹی سے ہوگی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ بالمعنی

۴۶۳: حضرت ام سلمہ نے فرمایا۔ مجھے ایک عورت نے کہا۔ میں اپنا دامن بہت لمبا رکھتی ہوں۔ اور گندھی جگہوں میں چلنا ہوتا ہے ام سلمہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اس کے بعد کی جگہ اسے پاک کر دیتی ہے۔ (مالک - احمد - ترمذی) لے جوتے کو پاک کرنے کا طریقہ۔ حافظ ابن جریر نے کہا اس کی سند حسن ہے اس حدیث کو حاکم بیہقی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون میں احمد نے ابو سعید سے اور حاکم نے انس سے بھی روایت کی ہے۔ ان حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ جوتے کو اگر گیلیبی لگی ہوئی ہو تو اسے دھونے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کو زمین پر گر کر دینا کافی ہے امام ابو حنیفہ اور احمد اسی کے قائل ہیں۔

۳: تہنہ کو کپڑے وغیرہ گندگی سے پاک کرنا۔ اس عورت کا نام حمیدہ تھا۔ اس حدیث کو ابن شیبہ اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ کہ اگر گندھی جگہ سے عورت گزرے تہنہ کو گندگی لگ جائے پھر اس کے بعد پاک جگہ پر بھی وہ چلے اور تہنہ کو پاک مٹی بھی لگ جائے تو خشک ہونے پر اس کپڑے سے اگر مٹی کو جھاڑ دیا جائے تو وہ کپڑا پاک ہوگا اس کو دھونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس میں (باقی برصغیر آئندہ)

التَّزْمِيدَاتِ وَأَبُودَاوُدَ وَالسَّامِرِيَّ وَقَالَ الْمَرْأَةُ أَمْرٌ وَلِدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ -

۴۶۴:- وَعَنِ الْمُتَّقِدَامِيِّ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَنْ لَبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالزُّكُوبِ عَلَيْهِمْ رِوَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّنْسَائِيُّ.

۴۶۵:- وَعَنْ أَبِي الْمَيْلِجِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ رِوَاةُ أَحْمَدُ وَأَبُودَاوُدَ وَالتَّنْسَائِيُّ وَنَرَاهُ إِذَا التَّزْمِيدَاتِ وَاللَّذَائِمِ  
أَنَّ تَفَرُّشَ -

۴۶۶:- وَعَنْ أَبِي الْمَيْلِجِ أَنَّهُ كَرِهَ تَمَنُّ جُلُودِ السِّبَاعِ رِوَاةُ التَّزْمِيدَاتِ  
۴۶۷:- وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُكَيْمٍ قَالَ أَخَانَا كَاتِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لَدَى

ابوداؤد- دارمی- دارمی نے کہا یہ عورت ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف کی ام ولد تھی۔

۴۶۴- مقدم بن معدی کرب نے فرمایا۔ آل حضرت نے دزدوں کے چمڑے پہننے اور ان پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے۔

۴۶۵- ابوالمیلج بن اسامہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے دزدوں کے چمڑے کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ (احمد- ابوداؤد- نسائی- لیکن ترمذی اور دارمی نے زیادہ فرمایا کہ ان کا فرش نہ بنایا جائے۔)

۴۶۶- ابوالمیلج دزدوں کے چمڑے کی قیمت کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (بیاض) (ترمذی)

۴۶۷- عبداللہ بن عکیم نے فرمایا۔ ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خط آیا۔ کہ مردار کے چمڑے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) عورتوں کو بہت زیادہ تکلیف ہوگی۔ اس لیے شریعت نے اس کو معاف کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ اس گندگی کے متعلق ہے جو عورت کے تہنہ کو ٹخنوں سے نیچے بالشت جہر تہنہ لٹکانے کی وجہ سے لگ جائے۔ عام گندگی کے متعلق نہیں ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۴۶۴)

لہ دزدوں کے چمڑے کا استعمال منع ہے۔ دزدوں کے چمڑوں کے متعلق یہاں تین حدیثیں لائی گئی ہیں۔ مقدم بن معدی کرب

کی سند میں بقیہ بن ولید ہے اس میں گفتگو مشہور ہے ابوالمیلج کی حدیث مرسل ہے اور اس کا اثر صحیح ہے۔ ان حدیثوں کا یہ مطلب نہیں ہے

کہ دزدوں کے چمڑے دباغت سے پاک نہیں ہوتے۔ پاک تو ہوجاتے ہیں لیکن ان کا استعمال منع ہے جیسا کہ سونے چاندی کے برتن پلیٹین

لیکن ان کو استعمال کرنا ان میں کھانا پینا منع ہے۔ اسی طرح دزدوں کے چمڑوں کو پہننا یا ان کو بچھا کر ان کے اوپر بیٹھنا یا ان پر لگا کر اوپر سواری کرنا

منع ہے کیونکہ یہ متکبرین کی عادت تھی۔ اس سے فخر اور غرور کرنا اور نمائش کرنا مقصود ہوتا تھا۔



تَنْفَعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِأَهَابٍ وَلَا عَصَبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَكَابُودٌ أَرَادَ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ  
۲۶۸. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ  
بُسْتَمَنَحٍ يَجْلُودُ الْمَيْتَةَ إِذَا دُبِغَتْ رَدَاهُ مَا لَيْكَ وَأَبُودُودَ.

۲۶۹. وَعَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ مَرَّ عَلِيٌّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَالٍ مِّنْ قُرَيْشٍ  
يَجْرُونَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَخَذْنَاكُمْ  
إِذَا بَهَا قَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهَّرُهَا الْمَاءُ وَالْقِرَاءَةُ  
رَدَاهُ أَحْمَدُ وَابُودُودٌ. وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمَحْبِقِ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ فِوْءٌ  
۲۷۰.

اور اس کے پٹھوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۲۶۸۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے حکم فرمایا کہ مردار کا چمڑا رنگ کر اس سے فائدہ اٹھایا جائے (مالک ابوداؤد)  
۲۶۹۔ حضرت میمونہ نے فرمایا۔ آنحضرت کے پاس سے قریش کے کچھ آدمی گزرے۔ وہ گدھے کے برابر ایک بکری کو  
کھینچ لے جا رہے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اگر تم اس کا چمڑا اتار لیتے۔ لوگوں نے کہا۔ حضرت یہ تو مردار ہے۔ فرمایا پانی اور کیکر  
کے سکوڑے اسے پاک کر دیتے ہیں احمد ابوداؤد

۲۷۰۔ سلمہ بن محبق سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں ایک گھردالوں کے پاس آئے۔ اچانک

اسے مردار کے چمڑے کا استعمال۔ عبد اللہ بن عکیم کی حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردار کے چمڑے اور پٹے  
سے فائدہ اٹھانا منع ہے۔ بعض نے اس میں یہ شرط لگائی ہے کہ دباغت سے پہلے ان سے فائدہ اٹھانا منع ہے اور اگر  
یہ شرط نہ کی جائے تو یہ حدیث صحیح حدیثوں کے معارض نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ حدیث مرسل ہے اور مضطرب بھی صحیح... یہی  
ہے کہ دباغت کے بعد مردار کے چمڑہ اور پٹھوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے مراد  
معلوم ہوتا ہے۔

اسے دباغت سے پہلے مردار کا چمڑا فروخت کرنا یا استعمال کرنا منع ہے۔ دباغت کے بعد جائز ہے۔ اگر کوئی حیوان مر جائے  
اور ابھی اس کے جسم سے چمڑا نہ اتار گیا ہو تو اسے کسی غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے یہ جو مانعت ہے وہ اس صورت  
میں ہے کہ خریدار کو معلوم ہی نہ ہو کہ یہ چمڑا مردار کا ہے یا ذبح کیے ہوئے جانور کا۔ مردار کا چمڑا جب رنگ لیا جائے یا اسے دھوپ  
میں خشک کر لیا جائے تو پھر بھی بہتر یہ ہے کہ اس میں خشک چیزیں دکھی جائیں۔ پانی وغیرہ کے لیے اس کی مشک نہ بنائے لیکن یہ استنبابا ہے اور  
پھر یہ حدیث بھی معلول ہے۔ (ام)

عَزْوَةَ نَبُوكَ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ فَإِذَا قَرِيبَةٌ مَعْلُوقَةٌ فَسَالَ الْمَاءَ فَقَالُوا لَيْتَ يَأْرَسُوهُ اللَّهُ  
إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ دَبَّاعُهَا طَهُومًا هَارَوَاهُ أَحْمَدًا وَأَبُودَاؤُدَ.

### الفصل الثالث

۴۷۱. عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي أَشْهَلٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لَنَا طَرِيقًا إِلَى الْمَسْجِدِ  
مُنِينَةً فَكَيْفَ نَفْعَلُ إِذَا مَطِرْنَا قَالَتْ فَقَالَ أَلَيْسَ بَعْدَهَا طَرِيقٌ هِيَ أَطْيَبُ مِنْهَا  
قُلْتُ بَلَى قَالَ فَهَذَا هِيَ هَذَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۴۷۲. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطِئِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

وہاں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ آپ نے ان سے پانی مانگا۔ لوگوں نے کہہ دیا تو مردار ہے۔ فرمایا اس کا رنگ ہی اس کی پاکیزگی  
ہے۔ (احمد ابو داؤد)

### تیسری فصل

۴۷۱۔ قبیلہ بنی الاشہل کی ایک عورت نے کہا۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت ہمارا مسجد کی طرف راستہ گندا ہے۔ بارش کے  
دنوں میں ہم کیا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اس کے بعد صاف اور ستھرا راستہ نہیں۔ فرمایا ہاں۔ فرمایا یہ اس کے عوض ہے۔  
(ابو داؤد)

۴۷۲۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا۔ ہم آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ گندگی تھانے سے ہم وضو نہیں  
کرتے تھے۔ (ترمذی)

۱۔ مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ دارقطنی نے کہا اس  
کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ امام نووی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے حضرت سلمہ بن مجتبیٰ اور میمونہ کی دونوں حدیثوں کو امام نووی نے  
حسن کہا ہے۔ مردار کا چمڑا رنگ دینے سے بالاتفاق سب کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے اس کو ہر طرح استعمال کیا جاسکتا ہے صرف امام  
مالک یہ کہتے ہیں کہ مردار کا چمڑا رنگ دینے سے پاک تو ہو جاتا ہے لیکن اس میں سیال چیزیں نہ ڈالی جائیں مثلاً پانی، شربت سرکہ وغیرہ  
اور خشک چیزوں میں بے کھلے استعمال کر سکتے ہیں۔

۲۔ پاؤں میں گندگی لگے تو کیا کرے، مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی با وضو ہوا درنگے پاؤں سے مسجد میں آجائے تو اس کو پاؤں  
دھونے کی ضرورت نہیں بشرطیکہ کوئی حسی نجاست لگی ہوئی نظر نہ آئے۔ اگر نجاست خشک ہو اور جہم دار ہو تو بالاتفاق زمین پر رگونے سے  
پاک ہو جاتی ہے اگر نجاست جہم دار ہو اور تر ہو تو بھی قریباً بالاتفاق رگونے سے پاک ہو جاتی ہے اور اگر نجاست سیال رہتی برصغور آئندہ

۴۷۳: وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَتْ الْبِلَابُ تُقْبَلُ وَتُدْرِبُ فِي الْمَسْجِدِ فِي سَمَانِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُونُوا يَرْضَوْنَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -  
۴۷۴: وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِبَوْلٍ مَّا  
يُؤْكَلُ لِحَمِّهِ وَفِي رِوَايَةٍ جَابِرٌ قَالَ مَا أَكَلَ لِحْمَهُ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ  
وَالدَّارِقُطْنِيُّ.

۴۷۳. عبد اللہ بن عمر نے فرمایا، آنحضرت کے زمانہ میں کتے مسجد نبوی میں آتے جاتے تھے اور پانی وغیرہ نہیں چھڑکتے

تھے۔ (بخاری)

۴۷۴. حضرت براء سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا، ماکول اللحم کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں۔ ایک روایت میں حضرت  
جابر سے مروی ہے، جس جانور کا گوشت کھایا جائے، اس کے بول میں کوئی حرج نہیں۔ (احمد دارقطنی)



دقیقہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہر مثلہ پیشاب یا شراب وغیرہ تو صرف دھونے سے پاک ہوتی ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے صحیح کہا ہے اور طبرانی نے بھی اسکو  
روایت کیا ہے پیشی نے کہا اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس سے پہلی حدیث جو ایک انصافی عورت سے مروی ہے صحیح ہے کیونکہ صحابی کی جمالت  
میں حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور عبد اللہ بن مسعود کی حدیث بھی پہلی دو حدیثوں کو تقویت دیتی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۸۱)

اسے زمین کی پاکیزگی ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اس میں دلیل ہے کہ زمین پر اگر نجاست کرے اور سورج یا ہوا سے خشک  
ہو جائے اور اس نجاست کا اثر جاتا رہے تو زمین پاک ہو جاتی ہے بشرطیکہ ظاہری نجاست نہ ہو۔ (اسم)  
اسے ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔ اس حدیث کی سند میں عمرو بن شیبہ بن عقیلی اور یحییٰ بن علا ابو العمر و ابی جلی دونوں ضعیف  
ہیں یہ حدیث خود تو احتجاج کے قابل نہیں لیکن اس کی تائید اس حدیث سے ہو جاتی ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عسک اور عزیبہ  
کے بعض آدمیوں کو کھانا کھا کر اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پیئیں کیونکہ وہ استسقاء کے مریض تھے۔ اور حرام اور ناپاک چیز علاج میں بھی کھانا  
درست نہیں ہے۔ لہذا امام مالک امام احمد اور حنفیہ میں سے امام محمد اور بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے ان کا  
پیشاب پاک ہے۔ پلیدہ نہیں ہے اور باقی ائمہ نے اس کو نجاست خیفہ (ہلکی نجاست) شمار کیا ہے۔

# بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْحُقَيْنِ

## موزول پر مسح کا بیان

۱۔ وضو کا مقصد ظاہری اعضاء کی تطہیر ہے۔ جو اعضاء خشک رہیں۔ ان پر میل کچیل کا امکان ہوتا ہے ان کا دھونا ضروری ہے۔ پاؤں پر موزے اور جوراب پہننے کا رواج عرب میں عام تھا۔ آج کل بھی جوراب کثرت سے پہنا جاتا ہے۔ اس لیے اعضاء میں خفا اور پوشیدگی ہو جاتی ہے۔ اور معلوم ہے۔ کہ اعضاء بالذکر کا دھونا شرعاً وضو میں ضروری نہیں ہے۔ جوراب اور موزوں کے استعمال سے پاؤں باطنی اعضاء سے مشابہ ہو جاتا ہے اس لیے اس پر مسح کی اجازت شریعت کے بالکل موافق ہے۔

۲۔ پہننے اور اتارنے کی تکلیف کے پیش نظر ۲۴ گھنٹے سفر میں زمین دن اور رات سفر میں مسح کی اجازت دی بعض اہل علم نے جوراب کے موٹے پتلے ہونے کو بھی مسح کے جواز اور عدم جواز میں موثر سمجھا ہے اتارنے اور پہننے کی تکلیف مسح کی اجازت میں صحیح اثر انداز معلوم ہوتی ہے۔ دولابی نے الاسماء والکنی ۱: ۱۱۱ میں ذکر فرمایا ہے۔ حَدَّثَنَا لَا ذَرَقُ بْنُ قَيْسٍ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي جُزْءٍ مِنْ صُوفٍ فَقُلْتُ أَلَمْ يَمْشِ عَلَيْهِمَا فَقَالَ إِنَّهُمَا حَقَانٍ وَالْحَقُّمَا مِنْ صُوفٍ وَهَذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ۔

ترمذی مطبوعہ مصر حاشیہ احمد شاہ کا اس میں حضرت انس نے صوف کی جرابوں کو یعنی موزہ سے تعبیر فرمایا ہے۔  
۳۔ مسح کے لیے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جوراب یا موزہ وضو کر کے پہنا جائے۔ گویا ان کی طہارت محفوظ ہے۔ اور ظاہر گندگی پاؤں پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اگر بلا وضو استعمال کیا جائے تو مسح درست نہیں ہوتا۔

۴۔ مسح موزہ کے اوپر کیا جائے گا۔ اور یہ مسح غسل کے قائم مقام ہوگا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اگر دین انسانی راستے پر بیٹھی ہوتا۔ تو مسح موزوں کے نیچے مشروع ہوتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے فرمایا۔ عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مسح اوپر کی جانب کیا جائے۔ کیونکہ موزہ کی نچلی جانب میل اور گندگی سے متاثر ہو سکتی ہے۔ لیکن حضرت نہیں چاہتے تھے کہ دین عقل پر سنوں کے مباحث کا آہنگہ بنے۔  
۵۔ صحابہ سے حضرت علیؑ۔ ابن مسعودؓ۔ براء بن عازبؓ۔ انس بن مالکؓ۔ ابوامامہؓ۔ سہیل بن سعدؓ۔ عمرو بن حرثؓ۔ حضرت عمرؓ اور ابن عباسؓ جرابوں پر مسح فرماتے تھے۔ (ابوداؤد ترمذی کے بعض نسخوں میں حضرت امام ابوحنیفہ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے مرض الموت میں جورابوں پر مسح فرمایا۔

۶۔ موزول پر مسح آنحضرت سے جو اثر ثابت سے آئمہ سنت اس پر متفق ہیں۔ شیعہ اور منکرین سنت کے سوا اسلامی فرقوں سے اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ مصالح شرعیہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ رخصت موجود رہے علیؑ ابن مسعودؓ ج ۲ میں یہ بحث مبسوط موجود ہے۔

## الفصل الأول

۴۷۵: عَنْ شَرِيحِ بْنِ هَانِي قَالَ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمَسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمَقِيمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۷۶: وَعَنِ الْمَغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ قَالَ الْمَغِيرَةُ فَنَبَّزَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِيلَ الْغَائِطِ فَحَمَلَتْ مَعَهُ إِدَاوَةَ تَبَلٍ الْفَجْرَ فَلَمَّا رَاجَعَ أَخَذَتْ أَهْرَاقِي عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَصَلَّ بِيَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوفٍ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِمَّاتِهِ فَضَاقَ كَمَا الْجُبَّةُ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِّنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَالتَّقَى الْجُبَّةَ عَلَى مَنكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِمَّاتِهِ ثُمَّ مَسَحَ

### پہلی فصل

۴۷۵ - شرح بن ہانی نے فرمایا۔ میں نے حضرت علی سے وزوں پر مسح کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا تین دن اور رات مسافر کے لیے اور ایک رات اور ایک دن مقیم کے لیے (مسلم)

۴۷۶ - مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے وہ آنحضرت کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے۔ مغیرہ نے فرمایا۔ آنحضرت قضائے حاجت کے لیے باہر گئے۔ میں نماز فجر سے پہلے آپ کے ساتھ لوٹا اٹھا کر گیا۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ آپ نے اپنا منہ اور ہاتھ دھوئے آپ صوف کا جرد پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے بازو نگے کرنے کی کوشش فرمائی۔ لیکن جتے کی آستینیں تنگ تھیں۔ آپ نے بازو نیچے سے نکال لیے جبکہ کندھوں پر ڈال لیا۔ اور بازو دھوئے۔ اور سر کے اگلے حصے اور گپڑی پر مسح کیا۔ پھر میں جھکا کہ آپ کے موزے اتاروں آپ نے فرمایا۔ انہیں

۱۔ موزہ پر مسح کی مدت اور طریقہ۔ موزہ پر مسح کرنا سنت مجیدہ صریحہ سے ثابت ہے۔ موزہ کے مسح کی روایت کو متواتر کہا گیا ہے۔ قریناً اسی صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسح موزہ کی حدیثیں روایت کی ہیں جن میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مسافر کے لیے تین دن رات کی مدت اور مقیم کے لیے ایک دن رات کی مدت مقرر فرمائی ہے صحیح حدیثوں سے یہی ثابت ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے لیکن کچھ آدمی اس مدت مسح کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں..... کہ جب تک چاہے مسح کرتا جائے لیکن یہ بالکل غلط ہے صحیح دہی ہے جو جمہور کا مذہب ہے موزہ کے مسح کی مدت اس وقت سے شمار کی جائے گی جس وقت اسکا وضو ٹوٹے گا مثلاً ایک آدمی نے نظر کے وقت وضو کوکے موزے پہنے اور وضو عشاء کو جا کر ٹوٹا تو مدت مسح عشاء سے شروع ہوگی۔

بِنَا صِدَّتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَيْنِ  
فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ مَرَّكَبٌ وَرَكِبْتُ فَأْتَيْتُنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ وَيُصَلُّونَ بِهِمْ  
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رُكْعَةً فَلَمَّا أَحْسَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْحَى إِلَيْهِ فَأَدْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ مَعَهُ فَلَمَّا  
سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَمَّتْ مَعَهُ فَرُكْعَتَا الرَّكْعَةِ الَّتِي سَبَقْنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

### الفصل الثاني

۳۷۷: عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّه سَأَلَ عَنْ الْمَسَافِرِ ثَلَاثَةَ  
أَيَّامٍ وَلَيْلِيَّاهُمْ وَلِلْمَقِيْمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً إِذَا تَطَهَّرَ فَيَسْخُفُ بِهِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَيْهِمَا رَوَاهُ

رہنے دو میں نے انہیں وضوء سے پہنا ہے۔ آپ نے ان پر مسح کیا۔ پھر آپ سوار ہوئے۔ اور میں بھی آپ کے ساتھ  
ساتھ سوار ہوا۔ اور ہم قوم کے پاس پہنچے۔ عبدالرحمن بن عوف ان کو نماز پڑھا رہے تھے۔ اور وہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔  
جب انہوں نے آنحضرت کی آمد محسوس کی۔ تو جیچے ہٹ گئے۔ آپ نے اشارہ فرمایا کہ ٹھہرو آپ نے ایک رکعت اس  
کے ساتھ پڑھی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا۔ تو آپ کھڑے ہو گئے۔ اور میں بھی کھڑا ہو گیا اور وہ رکعت پڑھی۔ جو ہم سے  
پہلے پڑھی جا چکی تھی۔ (مسلم)

### دوسری فصل

۳۷۸: حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے مسافر کو تین دن اور تین راتیں اور مقیم کو ایک دن اور رات مسح  
کی اجازت دی۔ جب وہ طہارت کے بعد موزے پہنے۔ تو اسے ان پر مسح کرنے کی اجازت ہے۔ (سنن انترم ابن خزیمہ)  
لے با وضوء پہنا ہوتا مسح ہوگا۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ میں یہی روایت حضرت  
عمر فاروق سے مروی ہے اور ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہما سے۔ اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ موزہ پر مسح کرنا اس  
وقت جائز ہے جبکہ اس کو طہارت پر پہنا ہو امام احمد اور شافعی کا یہی مذہب ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ فاضل کی نماز مفضول کے تیجے ہو جاتی  
ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امامت کے سینے امام کے معصوم ہونے کی شرط نہیں جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ اگر کوئی آدمی کسی کو وضوء  
کروانے تو جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام کوئی رکعت پڑھ چکا ہو اور بعد میں آنے والا اس کو اس وقت اٹھ کر پڑھے گا جبکہ امام  
دونوں طرف سلام پھیرے۔ زہبے نصیب حضرت عبدالرحمن بن عوف کے کہ یہ اس لحاظ سے دنیا کے یگانہ آدمی ہیں کہ جن کی امامت  
میں نبی نے نماز پڑھی اور نبی بھی وہ جو تمام نبیوں کے سردار ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری میں آنحضرت کے حکم سے حضرت  
ابوبکر امامت کرتے رہے ایک دفعہ آنحضرت بیماری کی حالت میں مسجد میں تشریف لائے۔ ابوبکر نماز پڑھا رہے تھے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

الْأَثَرُ فِي سُنَنِهِ وَابْنُ خُرَيْمَةَ وَالسَّامِقُطِيُّ وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ هُوَ صَحِيحٌ الْأَسْنَادُ  
هَكَذَا فِي الْمُنْتَقَى -

۴۷۸ :- وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا  
بِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ حِفَا فَنَأْتِيهِمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُمْ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلَكِنْ مِنْ  
عَائِلَةٍ أَوْ بُولٍ وَتَوَمَّرُوا هَذَا التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ -

۴۷۹ :- وَعَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ وَقَضَاتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ  
تَبُوكَ فَسَمِعَ أَعْلَى الْحَقْفِ وَأَسْفَلَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ  
التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَادِيثٌ مَعْلُومَةٌ وَسَأَلْتُ أَبَا دَاوُدَ وَمُحَمَّدًا ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْبَخَارِيِّ عَنْ هَذَا  
الْحَدِيثِ فَقَالَ لَا لَيْسَ بِصَحِيحٍ وَكَذَا أَضَعَفَهُ أَبُو دَاوُدَ -

۴۸۰ :- وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى  
ظَاهِرِهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ -

دارقطنی خطابی نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔ منتقی میں اسی طرح ہے۔

۴۷۸ - صفوان بن عسال نے فرمایا۔ آنحضرتؐ ہمیں حکم دیتے تھے۔ اگر ہم مسافر ہوں تو تین دن اور رات تک موز سے  
نہا تاریں۔ مگر جنابت کی وجہ سے لیکن پیشاب پاخانے اور نیند سے اتارنے کی ضرورت نہیں۔

۴۷۹ - مغیرہ بن شعبہ نے فرمایا میں نے آنحضرتؐ کو غزوة تبوک میں وضو کرایا۔ آپ نے موزہ کے اوپر اور نیچے دونوں  
طرف مسح کیا۔ ابو داؤد ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ترمذی نے فرمایا۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ میں نے ابو زرہ اور محمد بن اسمعیل بخاری سے  
اس حدیث کے متعلق دریافت فرمایا۔ دونوں نے کہا یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح ابو داؤد نے اسے ضعیف کہا ہے۔

۴۸۰ - حضرت مغیرہ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرتؐ کو موزوں کے اوپر مسح کرتے دیکھا۔ (ترمذی ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو اشارہ کیا کہ نماز پڑھا تے چلو لیکن ابوبکرؓ بیچے بیٹھے آئے پھر اپنے خود نماز پڑھا تے۔

۴۷۸ امام ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے اور ابن خزیمہ اور شافعی نے صحیح کہا ہے منتقی حافظ عبد السلام تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی کی کتاب ہے۔

دعاشیہ صفحہ ۱۷۱) اسکو خطابی نے صحیح کہا ہے اور ترمذی امام بخاری سے اسکو حسن نقل کرتے ہیں۔ جنابت سے موزے اتارنے  
پڑیں گے خواہ ابھی مدت مسح باقی ہو یا اگر پیشاب پاخانہ یا ہوسے وضو ٹوٹ جائے تو اس کے لیے مسح ہے۔ موزے اتارنے کی ضرورت  
نہیں

۴۷۹ امام شافعی نے اسے ضعیف کہا ہے اور ابو داؤد نے اسے منقطع بھی کہا ہے اور ضعیف بھی کیونکہ اس کے ایک راوی ثور کا اپنے استا

رہاؤ سے سماع نہیں ہے۔ (اسم)

۴۸۰ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صحیح کہا ہے۔

۳۸۱:- وَعَنْهُ قَالَ نَوَضُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالتَّلْعَيْنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

### الفصل الثالث

۳۸۲:- عَنِ الْمَعْبُورَةِ قَالَ مَسَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَسِيتُ قَالَ بَلْ أَنْتِ نَسِيتِ بِهَذَا الْأَمْرِ نِي رَأَيْتُ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُودَاوُدَ.

۳۸۳:- وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَوْ كَانَ التَّيْمُنُ بِالذَّائِي لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَيْهِ رَوَاهُ ابُودَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

۳۸۱- حضرت مغیرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے وضو فرمایا۔ اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد ابن ماجہ)

### تیسری فصل

۳۸۲- حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت آپ بھول گئے۔ فرمایا۔ بلکہ تم بھول گئے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے

۳۸۳- حضرت علی نے فرمایا۔ اگر دین کا مدار رائے پر ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح اوپر کرنے سے بہتر ہوتا۔ میں

لہ جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔ ترمذی نے کیا یہ حدیث حسن صحیح ہے لیکن نووی نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے ہاں اس کی تائید اور حدیثوں سے ہو جاتی ہے اسی لیے امت کے اکثر اہل علم نے جراب پر مسح جائز رکھا ہے امام شافعی نے کہا کہ ان جرابوں پر مسح جائز ہے جن کے ساتھ آگے پیچھے چڑا لگا ہوا ہو۔ بعض علماء نے کہا کہ جوتوں پر مسح اس وقت جائز ہے جبکہ ان کی جرابوں کے اوپر پہن رکھا ہو یا صحابہ کرام اور علماء کی ایک کثیر جماعت مطلق جرابوں پر مسح کی قائل ہے سوتی ہوں یا اپنی پتلی ہوں یا موٹی نمی ہوں یا پرانی بشرطیکہ وہ اتنی پیچی ہوئی نہ ہوں کہ اس سے پاؤں کی تین انگلیاں باہر نکل سکیں۔

۳۸۲- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جوہ کہا کہ آپ بھول گئے ہیں یہ اس لیے کہا کہ پہلے حضرت مغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے نہ دیکھا تھا تو آنحضرت نے فرمایا کہ میں نہیں بھولا تم بھول رہے ہو موزوں پر مسح کرنا جاؤ ہے بشرطیکہ طہارت پر یعنی وضو کر کے پہنے ہوں اور مدت مسح کو ملحوظ رکھا جائے یعنی تمیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن رات اور نقطہ ہذا کا اشارہ مسح کی طرف ہے یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے مسح کرنے ہی کا حکم دیا ہے۔



نے آنحضرت کو دیکھا۔ موزوں کے اوپر مسح فرماتے تھے۔<sup>۱</sup>

۱۔ دین کا مدار عقل پر نہیں حکم الہی پر ہے۔ حافظ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے تلخیص میں کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ مسح موزہ کی اوپر کی طرف مشروع ہے نیچے نہیں اور اکثر علماء کے نزدیک یہی صحیح ہے دین کی بنیاد قرآن اور حدیث پر ہے اور اجتہاد اور استنباط کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے جب کہ قرآن اور حدیث سے کوئی واضح چیز نہ مل سکے۔ اور قرآن و سنت کو چھوڑ کر قیاس اور رائے پر عمل کرنا سراسر یہودگی اور گمراہی ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے بچائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ایسا فرمایا اور اس کے علاوہ شریعت مطہرہ میں اس کی اور بھی کئی ایک مثالیں ہیں جن کو علمائے کرام نے بیان کر دیا ہے مثلاً یہ کہ اگر یہ تقاضا عقل دیکھا جائے تو دراشت میں سے لڑکی کو لڑکے کی نسبت دگنا حصہ ملنا چاہئے کیونکہ لڑکا لڑکی سے زیادہ بہتر ہے اور لڑکی اس معاملہ میں معذور ہے۔ لیکن شریعت کا فیصلہ یہی ہے کہ لڑکی کو لڑکے کی نسبت آدھا حصہ ملے۔ اور قریباً یہی کیفیت حجر اسود کے بوسہ کی بھی ہے کہ مومن آدمی جب بتوں۔ پتھروں اور ماسوی اللہ ہر چیز کو چھوڑ چکا تو اس کے بعد کسی پتھر کا احترام اور اس بوسہ وغیرہ عقل کب قبول کر سکتی ہے لیکن حکم کی تعمیل میں سب کچھ کرنا ہے شہوتِ عمر نے اسی طرف اشارہ فرمایا تھا کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان اگر آنحضرت نے تجھ کو بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں بھی نہ دیتا۔

## بَابُ التَّيْمِ

دین کے کاموں میں آسانی اور سہولت عموماً ملحوظ رکھی گئی ہے۔ خصوصاً جب کوئی مسئلہ استطاعت سے باہر ہو تو اس کا بدل آسان اور سہل رکھ دیا گیا ہے۔ جس میں آسانی ہو۔ شریعت کے اکثر کاموں میں یہ اصول کار فرما ہے۔ قیام۔ رکوع۔ سجود۔ بیماری یا کسی عذر کی وجہ سے اگر نہ ہو سکے تو بیٹھنے لیٹنے یا اشارے سے یہ فرائض ادا ہو سکتے ہیں۔ نماز خوف میں بھی یہی اصول پیش نظر رہا ہے۔

سفر میں پانی نہ ملے۔ یا بیماری کی وجہ سے پانی کا استعمال ممکن نہ ہو تو وضو اور غسل دونوں کی جگہ تیمم رکھا گیا ہے۔ یہ شارع علیہ السلام کی طرف سے آسانی ہے۔

تیمم میں اصل مقصد چونکہ سہولت ہے۔ اس لیے اس میں اختصار پیش نظر رکھا گیا ہے۔ تمام اعضاء وضو پر تیمم میں مٹی کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ نہ ہی غسل کی جگہ ترخ اور لیٹنا فرض فرمایا گیا۔ بلکہ صرف اعضاء مخصوصہ منہ اور ہاتھوں پر مٹی سے مسح کیا گیا۔

تیمم میں احادیث سے دو طریق معلوم ہوتے ہیں۔ (۱) ایک ضرب، ہتھیلیاں اور منہ پر تیمم کرنا۔ (۲) دو ضرب اور منہ اور حلقہ بازوں پر مٹی کا استعمال کیا جانے۔ محدثین کے طریق پر سند کے لحاظ سے بھی پہلا طریق زیادہ صحیح ہے۔ اور اصول اختصار کے لحاظ

سے بھی پہلا طریق زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں اختصار زیادہ ہے۔ دوسرے دونوں صورتوں میں آنحضرت سے منقول ہیں۔ پانی نہ ہو تو وضو اور غسل دونوں کی جگہ تیمم رکھا گیا ہے۔ یہ شارع علیہ السلام کی طرف سے آسانی ہے۔ تیمم میں اصل مقصد چونکہ سہولت ہے۔ اس لیے اس میں اختصار پیش نظر رکھا گیا ہے۔ تمام اعضاء وضو پر تیمم میں مٹی کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ نہ ہی غسل کی جگہ ترخ اور لیٹنا فرض فرمایا گیا۔ بلکہ صرف اعضاء مخصوصہ منہ اور ہاتھوں پر مٹی سے مسح کیا گیا۔ تیمم میں احادیث سے دو طریق معلوم ہوتے ہیں۔ (۱) ایک ضرب، ہتھیلیاں اور منہ پر تیمم کرنا۔ (۲) دو ضرب اور منہ اور حلقہ بازوں پر مٹی کا استعمال کیا جانے۔ محدثین کے طریق پر سند کے لحاظ سے بھی پہلا طریق زیادہ صحیح ہے۔ اور اصول اختصار کے لحاظ

## الفصل الأول

۲۸۴: عَنْ حَدِيثَةٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضِلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوفًا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ مَرْبِعَتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۸۵: وَعَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْقَضَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذْ هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فَلَانُ أَنْ تَصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْ بَنِي جَنَابَةَ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

### پہلی فصل

۲۸۴۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہمیں لوگوں پر تین چیزوں میں فضیلت عنایت کی گئی ہے ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفیں قرار دیا گیا ہے۔ اور تمام زمین ہمارے لیے مسجد قرار دی گئی ہے۔ اور اگر پانی نہ ملے تو اس کی مٹی کو طہور اور وضو قرار دیا گیا (مسلم)

۲۸۵۔ عمران فرماتے ہیں ہم آنحضرت کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے۔ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک ایک آدمی الگ بیٹھا تھا۔ جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اسے فلاں تمہیں قوم کے ساتھ نماز ادا کرنے سے کس نے منع کیا ہے۔ اس نے کہا میں جنبی ہوں اور پانی نہیں ملا۔ فرمایا تم مٹی کا استعمال کرو۔ وہ تمہارے لیے کافی ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

۱۔ مٹی کی ہر جنس سے تیمم ہو سکتا ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی ابوہریرہ کی حدیث مسلم اور ترمذی میں اور جابر کی حدیث صحیحین اور نسائی میں بھی ہے اور صحیحین کی حدیث کے عموم الفاظ سے زمین کے تمام اجزاء سے تیمم کے جواز کا استدلال کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے الفاظ ایما اور کت عموم صیغہ پر دلالت کرتے ہیں تو اس کے تحت داخل ہے کہ جو آدمی مٹی نہ پائے اور اس کے علاوہ کوئی ایسی چیز پائے جو مٹی کی جنس سے ہو تو اس سے تیمم کر سکتا ہے اور حدیث میں اس پر بھی دلالت ہے کہ تیمم حدث کو اسی طرح رنج کرتا ہے جس طرح وضو رنج حدث کرتا ہے۔ (ذیل)

۲۔ تیمم وضو اور غسل دونوں کے لیے ہو سکتا ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں دلیل ہے کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم مشروع ہے اور اس میں حدث اصغر واکبر یعنی جنابت و غیر جنابت کا کوئی فرق نہیں اور اس پر تمام امت کا اجماع ہے ابتدا میں فاروق اعظم، ابن مسعود اور ابراہیم نخعی جنابت کے لیے تیمم کو کافی نہیں سمجھتے تھے بعد ازاں حضرت عمر فاروق (بانی برصغیر آئمہ)

۳۸۶: وَعَنْ عَمَارٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَصِبِ الْمَاءَ فَقَالَ عَمَارٌ رُبَّمَا مَا تَذَكَّرْنَا كُنَّا فِي سَفَرٍ فَأَوَّانَتْ فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تَصِلْ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا فَضْرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَيْهِ الْأَرْضَ ضَرْبًا وَتَفَعَّ فِيهِمَا شَمْرًا مَسَّحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَيْهِ رِوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَسْلُومٍ نَحْوَهُ وَفِيهِ قَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تُضْرِبَ بِبِئَدَايِكَ الْأَرْضَ ضَرْبًا تَنْفَعُ ثُمَّ تَمَسَّحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَيْكَ -

۳۸۷: وَعَنْ أَبِي الْجَهْيَمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ قَالَ مَرَّاتٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدُّ عَلَيَّ حَتَّى قَامَ إِلَى جِدَارٍ فَخَشَعَهُ

۳۸۶۔ حضرت عمار فرماتے ہیں۔ حضرت عمر کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا۔ میں جنبی ہوں۔ مجھے پانی نہیں ملا۔ حضرت عمار نے حضرت عمر سے کہا کیا آپ کو یاد نہیں۔ میں اور آپ ایک سفر میں تھے۔ آپ نے تو نماز نہ پڑھی لیکن میں جانور کی طرح لیٹ گیا اور نماز پڑھ لی۔ میں نے آنحضرت سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارے لیے ایسا کرنا کافی تھا۔ سو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے۔ اور ان میں پھونکا۔ اور پھر ان سے منہ اور ہتھیلیوں پر مسح کیا۔ دیناری مسلم لیکن مسلم میں یہ لفظ ہیں۔ تمہارے لئے اسی قدر کافی تھا۔ کہ تم اپنے ہاتھ زمین پر مارو۔ پھر ان میں پھونکو۔ پھر انہیں منہ اور ہتھیلیوں پر مل دو۔

۳۸۷۔ ابو الجہیم بن حارث بن صمٹہ نے فرمایا۔ میں آنحضرت کے پاس سے گذرا۔ آپ پیشاب کر رہے تھے۔ میں نے سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اور اسے اپنی لالٹی سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور حضرت عبد اللہ نے اس سے رجوع کر لیا کیونکہ ان کو جنابت کیلئے تیمم کی صحیح حدیثیں پہنچ گئیں۔ (حاشیہ صفحہ ۳۸۶) لہ ایک ضرب سے تیمم روایتنا افضل ہے۔ اس حدیث کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ تیمم کے لیے صرف ایک ہی ضرب ہے۔ امام شوکانی نے کہا کہ تیمم کے باب میں حضرت عمار کی حدیث اصل ہے کیونکہ صحیحین کی حدیث سے زیادہ معتبر کوئی اور حدیث نہیں ہے اور اس میں صرف ایک ہی ضرب ہے۔ اس کے علاوہ اس میں ہاتھوں کا صرف ہتھیلیوں تک مسح آیا ہے۔ کہنیوں تک مسح کرنے میں اور نصف بازو کا مسح کرنے میں بھی حدیثیں آئی ہیں ان سب میں کافی گفتگو ہے اور کوئی بھی ان میں سے صحیح ثابت نہیں۔

بَعْصًا كَأَنْتَ مَعَهُ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَذَمَّ أَعْيُنَهُ ثُمَّ رَدَّ عَلَى  
وَلَمْ أَجِدْ هَذِهِ الرَّدَّيْنِ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَكَانِي كِتَابِ الْحَبِيدِ بَلَّغِي وَلَكِنْ ذَكَرَهُ فِي  
شَرْحِ السُّنَنِ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ -

### الفصل الثاني

۳۸۸: عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ  
وَصُوبَ الْمُسْلِمِ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرًا سِنِينَ فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمْسَسْهُ بِشَرَّتَهُ  
فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ وَرَأَهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَدُرُودَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ إِلَى قَوْلِهِ  
عَشْرًا سِنِينَ -

۳۸۹: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَعَرَ جَنَابِي سَفِيرًا صَابَ رَجُلًا مَنَا حَجْرًا فَشَجَّتْهُ فِي رَأْسِهِ  
فَأُحْتَكِرُ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ هَلْ نَجَدُوا لِي رُحْصَةً فِي التَّمْرِ قَالُوا مَا نَجَدْنَا لَكَ رُحْصَةً

کریدا۔ پھر اپنے ہاتھ دیوار پر رکھے۔ اور اپنے منہ اور بازوؤں پر مسح کیا۔ پھر میرے سلام کا جواب دیا۔ یہ روایت مجھے صحیحین  
میں نہیں ملی۔ اور نہ حافظ حمیدی کی کتاب میں لیکن اسے شرح السنہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور کہا۔ یہ  
حسن ہے۔

### دوسری فصل

۳۸۸- حضرت ابو ذر سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے۔ اگرچہ اسے  
دس سال تک پانی نہ ملے۔ جب پانی مل جائے۔ تو اس سے بدن پر استعمال کرے۔ یہ بہتر ہے (احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد) لیکن نسائی  
نے عشر سنین تک ذکر کیا ہے۔

۳۸۹- حضرت جابر سے مروی ہے۔ ہم ایک سفر میں نکلے ہم میں سے ایک آدمی کو چھو گیا۔ اور اس کے سر میں زخم  
ہو گیا۔ اور اسے اختلام ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا مجھے تیمم کی اجازت ہے۔ انہوں نے کہا ہاں  
لے ہر وقت با وضو رہنا مستحب ہے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حدیث اصغر میں بھی ذکر الہی مکروہ ہے اور اس کے معارض صحیح  
حدیثیں گندہ کی ہیں اس کا زیادہ سے زیادہ یہی مطلب لیا جاسکتا ہے کہ طہارت ہو تو بہتر ہے یعنی نئی تشریح ہے تحریری نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا  
کہ ہر وقت وضو سے رہنا مستحب ہے۔

۳۹۰ جب تک پانی نہ ملے تیمم کرتا جائے۔ اس کو ابن ماجہ، ابن سنان، حاکم اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے ترمذی نے حسن صحیح  
اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔ دس سال سے لمبی مدت مراد ہے عدومین نہیں اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا ہے کہ اگر نماز (باقی بر صفحہ ۳۸۹)

وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَاعْتَسَلَ فَمَاتَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَخْبَرَنَا بِذَلِكَ قَالَ فَتَلَوُوهُ فَتَلَاهُمُ اللَّهُ أَلَّا سَأَلُوا إِذْ كُمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِيفَا الْعِي  
السُّوَالِ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتِمَّكَرُ وَيُعْصَبَ عَلَى جُرْحِهِ خَرْقَةً تَرْتِيحُ  
عَلَيْهَا وَيُعْبَلُ سَائِرَ جَسَدِيهِ مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَدَوْرًا وَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَطَاءِ  
ابْنِ أَبِي مَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ -

۴۹۰. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِي سَفَرٍ فَخَضِرَتِ الصَّلَاةُ  
وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَيَمَّمَا صَعِيدًا اطْبَيَا فَصَلِيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ فَأَعَادَا  
أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ بِوَضُوءٍ وَكَمْ يُعِيدُ الْأَخْرَجِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ فَقَالَ لِلَّذِي كُنِيَ يُعِيدُ أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلَوَاتُكَ  
وَقَالَ لِلَّذِي تَوَضَّأَ وَأَعَادَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَسَرَاوِيُّ

خیال میں نہیں تیمم کی اجازت نہیں۔ تمہیں پانی مل سکتا ہے۔ اس نے غسل کیا اور اس حادثہ سے اس کی موت ہو گئی۔ جب  
بیم واپس آنحضرت کے پاس آئے۔ آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی تو فرمایا خدا ان کو پلاک کرے۔ ان لوگوں نے  
اسے مارا ال۔ جب مسئلہ معلوم نہ تھا۔ تو پوچھ کیوں نہ لیا۔ نہ جاننے کا علاج دریافت کر لینا ہے۔ اسے تیمم کافی تھا۔ اور اپنے  
زخم پر پٹی باندھ کر اس پر مس کرتا۔ اور باقی جسم کو دھو لیتا اور ابو داؤد ابن ماجہ نے بواسطہ مطاہن ابی رباح ابن عباس سے  
روایت کیا ہے۔

۴۹۰۔ ابو سعید خدی فرماتے ہیں دو آدمی سفر میں نکلے۔ پس نماز کا وقت آ گیا۔ اور ان کے پاس پانی نہیں تھا انہوں نے  
تے پاک مٹی سے تیمم کیا۔ اور نماز پڑھی۔ پھر وقت میں پانی مل گیا۔ ایک نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھی۔ اور دوسرے  
نے اعادہ نہ کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے اس کا ذکر فرمایا۔ جس نے  
نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا۔ اسے کہا۔ تم نے سنت پر عمل کیا۔ اور تمہاری نماز ہو گئی۔ جس نے وضو کر کے  
نماز لوٹائی تھی۔ فرمایا۔ تمہیں دو اجر ملیں گے۔ (ابوداؤد۔ دارمی) لیکن نسائی اور ابوداؤد نے

دقیقہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے فارغ ہونے سے پہلے پانی مل جانے تو نماز ٹوٹے اور یہ اعادہ استحباً ہے وجہاً نہیں۔ (حاشیہ صفحہ ۴۸۸)  
۱۷۔ اس حدیث کو از قطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ضعیف کہا ہے۔ لیکن اس کے کچھ اور طرق بھی ہیں جن سے اس کو تقویت ملتی ہے  
اس سے بیہقیوں پر مس کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور آدی کے لیے وعید ہے جو بغیر علم فتویٰ دے خصوصاً جبکہ کسی کی جان کا مسئلہ ہو۔  
۱۸۔ اس حدیث کو ابن مسکن نے موصولاً عمرو بن حارث اور عمیرہ بن ابی ناصیہ سے روایت کیا ہے اور اس کا ایک شاہد ابن مسکن روایتی بر صفحہ ۴۸۸

النَّسَائِي نَحْوَهُ وَقَدْ رَوَى هُوَ أَبُو دَاوُدَ أَيْضًا عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا -

### الفصل الثالث

۲۹۱. عَنْ أَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ قَالَ أَقْبَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَحْتِ جَبَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَكُرِّمَ يَدَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ مَادَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

۲۹۲. عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُمْ تَمَسَّحُوا وَهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّبِيِّ إِصْلَاحَ الْفَجْرِ فَضَرَبُوا بِأَكْفِهِمُ الصَّبِيحَةَ ثُمَّ مَسَّحُوا بِوُجُوهِهِمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً ثُمَّ عَادُوا فَضَرَبُوا بِأَكْفِهِمُ الصَّبِيحَةَ مَرَّةً أُخْرَى فَسَّحُوا بِأَيْدِيهِمْ كُلِّهَا إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْأَبَاطِ مِنْ بَطُونِ أَيْدِيهِمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

عطاء بن یسار سے مرسل روایت کیا ہے۔

### تیسری فصل

۲۹۱۔ ابو الجہیم بن حارث بن صمہ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ بیر محل کی طرف سے آئے۔ ایک آدمی آپؐ کو ملا اور اس نے سلام کیا۔ آپؐ نے جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ آپؐ ایک دیوار کی طرف متوجہ ہوئے۔ مٹی سے منہ اور ہتھیلیوں پر مسح کیا۔ اور اس کے سلام کا جواب دیا۔ (بخاری مسلم)

۲۹۲۔ عمار بن یاسر فرماتے تھے۔ وہ ایک دفعہ آنحضرتؐ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے صبح کی نماز کے لیے مٹی کا استعمال کیا۔ ہتھیلیاں زمین پر ماریں۔ اور منہ پر ایک دفعہ مسح کیا۔ پھر ہاتھ زمین پر مارے۔ اور ہاتھوں پر بغلوں اور کندھوں تک مسح فرمایا۔ (ابوداؤد)

فقیر مایشہ صفحہ گذشتہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نمائندہ سے فارغ ہونے کے بعد پانی مل جائے تو نماز دوبارہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔ ہاں اگر تیمم کیا اور نماز پڑھنے سے پہلے پانی مل گیا تو بالاتفاق تیمم ٹوٹ گیا اب وضو کے نماز پڑھے اور دوبارہ نماز پڑھنے والے کو جو یہ کہا کہ تمہیں دنگا جرطے کا دوبارہ نماز پڑھنے کا اجر نہیں بلکہ ایک اجر نائیک ہے اور دراصل غلط اجتہاد کا۔ کیونکہ غلط اجتہاد پر بھی جہاد کو ایک اجر نائیک (حاشیہ صفحہ ۷۸) ہے تیمم میں ایک ضرب کی حدیثیں ہی مرفوع ہیں۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ تیمم کی کیفیت میں جتنی ہی حدیثیں آئی ہیں ان میں سے صرف دو حدیثیں صحیح ہیں ایک ابو الجہیم کی حدیث اور دوسری حضرت عمار کی حدیث ان کے علاوہ جتنی ہی حدیثیں ہیں وہ یا تو ضعیف ہیں یا ان کے رفع میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ مرفوع نہیں ہیں۔ ابو الجہیم کی حدیث میں تو مطلقاً ہاتھوں کا ذکر ہے اور عمار کی حدیث میں صرف ہتھیلیوں کا ذکر ہے اس کے علاوہ کئیوں اور نصف ہاتھ اور کندھوں تک کی حدیثوں میں بڑی لمبی جوڑی بحث ہے۔ اور زمانہ کے لحاظ سے عمار کی حدیث سب سے آخری ہے لہذا یہ پہلی حدیثوں کی ناسخ ہے۔ اور ہاتھوں کا مسح صرف ہتھیلیوں تک ہے (فتح الباری)

# بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُونِ

## مسنون غسل کا بیان

ٹھنڈک اور صفائی کے لئے غسل کرنا انسانی طبیعت کا تقاضا ہے۔ یہ ضرورت پر موقوف ہے۔ اس لیے شارع نے اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا۔ جب ضرورت ہو غسل کر لیا جائے۔ اس میں اس قدر ہدایت فرمائی کہ پانی احتیاط سے خرچ کیا جائے۔ ضرورت سے زیادہ سے صرف نہ ہو۔

بعض مواقع پر غسل ضروری سمجھا۔ بعض جگہ مسنون اور مستحب سمجھا۔ یہاں پر مسنون کا لفظ طریقہ نبوی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یہ فرض واجب مستحب سب کو شامل ہے۔ باب میں غسل کی مختلف اقسام مذکور ہیں۔ (۱) جمعہ کا غسل۔ (۲) میت کے غسل کے بعد غسل۔ (۳) غسل جنابت (۴) غسل حجامت۔ (۵) غسل اسلام ان میں جنابت کے سوا غسل کی کوئی قسم بھی فرض نہیں۔ اس کے علاوہ حیض اور نفاس سے پاک ہونے پر بھی غسل کرنا فرض ہے۔



## الفصل الأول

۴۹۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَيَغْتَسِلْ مُتَّفَقٌ عَلَيْكَ۔

۴۹۴۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْكَ۔

۴۹۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقَّ عَلَيَّ كُلُّ مُسَلِمٍ أَنْ يُغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةٍ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْكَ۔

## پہلی فصل

۴۹۳۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی تم سے جمعہ کی نماز کے لیے آئے۔ تو اسے غسل کرنا چاہئے (بخاری مسلم)

۴۹۴۔ ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر ضروری ہے (بخاری مسلم)

۴۹۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہر مسلمان پر ہفتہ میں ایک دفعہ غسل کرنا ضروری ہے۔ ایک دن سر اور جسم کو دھو ڈالے (بخاری مسلم)

۱۔ اس حدیث کو ابوداؤد کے علاوہ جماعت نے روایت کیا ہے اس کے طرق بہت ہیں حافظ ابن حجر نے کہا کہ میں نے اس کے راوی شمار کیے تو ایک سو بیس نکلے۔ حدیث جیسے کے غسل کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے اس کے وجوب اور عدم وجوب میں اختلاف ہے۔ جمہور نے کہا ہے کہ جمعہ کا غسل مستحب ہے۔

۲۔ جمعہ کا غسل اور احناف کی بے اصولی۔۔۔ اسکو جماعت نے روایت کیا ہے یہاں وجوب کے لفظ سے تاکید مراد ہے نہ کہ تحقیقاً وجوب کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غسل کو ان چیزوں سے ملایا ہے جو یقیناً واجب نہیں ہیں مثلاً مسواک کرنا اور خوشبو لگانا وغیرہ حنفی بھی ان کے وجوب کے قائل نہیں ہیں۔ تعجب یہ ہے کہ یہی لفظ جب وتروں کے متعلق بولے گئے تو احناف نے انہیں واجب کہا اور یہی لفظ جمعہ کے غسل کے لیے آئے تو اس کے وجوب کے قائل نہیں ہوتے (تک اذ اقسنتہ فیئری)۔

۳۔ یہاں واجب کا لفظ اصطلاحی معنی میں استعمال نہیں ہوا آنحضرت کے سامنے یہ اصطلاحات وضع ہی نہیں ہوئی تھیں۔ یہاں وجوب سے مراد ایک گونہ تاکید ہے۔ (اسم)

۴۔ یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو جمعے کے غسل کو واجب کہتے ہیں اس مضمون کی بڑا ہی روایت زہری میں اور ابن عمر کی روایت صحیحین میں بھی ہے۔



## الفصل الثانی

۲۹۶: عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهَا وَتَعَمَّتْ وَمِنْ اغْتَسَلَ فَالْفُضْلُ أَفْضَلُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُؤَدُ أَوْدُو التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالِدَّارِيُّ.

۲۹۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَلَ مِثْبَاً فَلْيَغْتَسِلْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبُؤَدُ أَوْدُو وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.

۲۹۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ أَرْبَعٍ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمِنْ الْحِجَامَةِ وَمِنْ غَسَلِ الْيَتِ رَوَاهُ الْبُؤَدُ أَوْدُو.

### دوسری فصل

۲۹۶- سمرہ بن جندب فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جمعہ کے دن اگر صرف وضو کرے۔ تو بہتر اور اچھا ہے لیکن اگر غسل کرے تو غسل افضل ہے۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی دارمی۔)

۲۹۷- ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی میت کو غسل دے۔ اسے خود بھی غسل کر لینا چاہیے (ابن ماجہ احمد ترمذی۔ ابوداؤد نے زیادہ کہا۔ جو شخص میت کو اٹھائے اسے چاہیے کہ دھو کرے۔)

۲۹۸- حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آنحضرت چار چیزوں سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ جنابیت۔ جمعہ کے دن۔ حجامت سے اور میت کے غسل سے (ابوداؤد)

۱۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ جمعہ کا غسل واجب نہیں ہے۔

۲۔ میت کے نہلانے سے غسل مستحسن ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔ امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور نووی نے ترمذی کی تحسین کا انکار کیا ہے۔ ابوداؤد نے کہا یہ حدیث اب مسنون ہو چکی ہے پہلے ہی حکم تھا اور بعض علماء نے اس غسل کو استحباب پر محمول کیا ہے یعنی اگر کوئی غسل کرے تو بہت اچھا ہے اور اگر نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اس کے متعلق اگلی حضرت عائشہ کی حدیث میں بھی تاکید ہے۔

۳۔ اس حدیث کو احمد اور قطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ غسل جنابت تو فرض ہے۔ سیبلی لگوانے کے غسل میں اختلاف ہے اور باقی سنت ہیں۔

۲۹۹:- وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّهُ اسْتَسْقَرَ فَا مَرَّةً النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ مَا وَاهُ التُّرْمِذِيُّ وَابُودَاؤُدُ وَالنَّسَائِيُّ.

### الفصل الثالث

۵۰۰: عَنِ عِكْرَمَةَ قَالَ إِنْ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوا وَافَقُوا لَوْ أَيْبَا بْنَ عَبَّاسٍ  
أَتَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلَكِنَّهُ أَطَهَرُ وَخَيْرٌ لِمَنْ اغْتَسَلَ وَمَنْ تَوَّ  
يَغْتَسِلَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَجِبٍ وَسَأُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدَأَ الْغُسْلَ كَانَ النَّاسُ بِجَهْرٍ  
يَلْبَسُونَ الصُّوفَ وَيَعْمَلُونَ عَلَى ظُهُورِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدًا هُمْ صَيِّفًا مُقَابِرًا  
السَّقْفِ إِنْسَاهُ عَرَبِيٌّ فَخَرَجَ سَأَلَ سَوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمٍ  
حَاطِرًا وَعَرِقَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ الصُّوفِ حَتَّى ثَامَتْ مِنْهُمْ رِيَا حُ إِذْ يَبْدَأُ  
بَعْضُهُمْ بِحُضَانَا وَجَدَا سَأَلَ سَوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الرِّيَا حُ قَالَ  
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا كَانَ هَذَا الْيَوْمَ فَاغْتَسِلُوا وَلَيْمَسَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا يَجِدُ

۲۹۹- قیس بن عاصم جب مسلمان ہوئے۔ تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ وہ پانی میں پیری کے پتے ڈال کر غسل کرے

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

### تیسری فصل

۵۰۰- عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ عراق سے کچھ آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اور  
سوال کیا۔ کہ کیا آپ جمعہ کے دن کا غسل واجب سمجھتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ لیکن وہ بہتر ہے۔ اس میں پاکیزگی ہے۔  
اگر وہ غسل نہ کرے۔ تو اس پر یہ واجب نہیں۔ اور میں تمہیں بتاؤں گا۔ کہ یہ غسل کس طرح شروع ہوا۔ لوگ  
تنگ دست تھے۔ اور محنت کرتے تھے اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اور پیٹھ پر بوجھ اٹھاتے اور مسجد تنگ تھی۔ اور  
اس کی چھت نیچی تھی۔ وہ صرف ایک چھپر سا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت گرمیوں میں نماز کے لیے نکلے۔ اور  
صنوں میں لوگوں کو بہت پسینہ آیا مسجد میں بوجھیل گئی۔ جس سے آپس میں ایذا پہنچی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کو اس کا علم ہوا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ لوگو اس دن میں ضرور غسل کرو اور جو تیل یا خوشبو اچھے سے اچھا مل سکے۔ اسے

۱۔ اس کو احرار نے بھی روایت کیا ہے۔ ابن سکن نے اس کو صحیح کہا اور ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے اس پر سکوت اختیار  
کیا ہے۔ تو مسلم کے لیے غسل مشروع ہے۔ ہاں اس کے واجب یا مستحب ہونے میں اختلاف ہے۔ تزییح استحباب کو ہے۔

مِنْ دُهْنِهِ وَطَيِّبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَمَرٌ جَاءَ اللَّهُ بِالْخَيْرِ وَكَيْسَرٌ غَيْرُ الصَّوْفِ وَنَفْوُ الْعَمَلِ وَوَسِعَ مَسْجِدَهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِي كَانَ يُودَى بِبَعْضِهِمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

## بَابُ الْحَيْضِ

### الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۵۰۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِذَا إِلَيْهِمْ هُودُوا كَانُوا إِذَا أَحَاطَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ مَعْرَمَ يَوْمًا كَلَّوْهَا وَلَمْ يَجِبْ مَعْوَهَنَّ فِي الْيُسُوبِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَسْتَوْنَكَ عَنِ الْمَجِيضِ الْآيَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

استعمال کرو۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وسعت فرمادی اور لوگ اون کے بغیر کپڑے پہننے لگے۔ اور کام کاج میں بھی کافی سہولت ہو گئی۔ اور مسجد بھی وسیع ہو گئی اور پسینہ جاتا رہا جس سے ایک دوسرے کو ایندھا پہنچتی تھی۔

### پہلی فصل

۵۰۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب عورت کو حیض آتا۔ تو یہودی نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے نہ گھر میں اکٹھے رہتے۔ صحابہ نے اس کی بابت آنحضرت سے دریافت فرمایا۔ تو آیت ینزلونک عن المھیض نازل ہوئی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجامعت کے سوا ہر تعلق درست ہے۔ جب یہودی کو یہ اطلاع پہنچی۔ تو انہوں نے کہا۔

۱۔ جمعہ کے غسل کی وجہ سے۔ اس حدیث کو طحاوی نے بھی روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے اس کا ایک شاہد بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابتدائی مدنی دور میں مسجد تنگ تھی پھت بہت نیچی تھی۔ لوگ غربت و افلاس میں تھے محنت مزدوری کرتے تھے ان کے کپڑے میلے کھیلے ہوتے۔ پسینہ آتا اور لوگوں کو بدبو کی وجہ سے تکلیف ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو لازمی طور پر جمعہ کے روز غسل کرنے۔ کپڑے بدلنے اور خوشبو لگانے کا حکم دیا تاکہ لوگوں کو پسینہ کی وجہ سے بدبو نہ آئے۔ پھر اس کے بعد مسجد وسیع بھی ہو گئی اور اونچی بھی اور لوگ بھی دولت مند ہو گئے۔ لباس ویسے ہی صاف ستھرا رکھنے لگے۔ بدبو ختم ہو گئی تو پھر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب تو نہ رہا البتہ سنت رہا اور اب بہتر یہ ہے کہ غسل کر لیا جائے اور اگر نہ کرے تو بھی کوئی ضروری نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے غسل کے وجوب کی علت بیان کر کے بتایا کہ اب چونکہ وہ علت نہیں رہی لہذا معلول بھی نہ رہا۔ اگر کسی جگہ اب بھی ایسے حالات ہوں تو وہاں اب بھی غسل واجب ہوگا۔

۲۔ حیض اور اس کی پابندیاں :- یہ خون ہر ماہ عورتوں کو مخصوص دنوں میں آتا ہے۔ رحم کے فضلات اس و باقی برصفتہ آتہ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صَنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ فَلَبَّغَ ذَلِكَ الْيَهُودَ فَقَالُوا مَا  
يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَكْفُرَ مِنَّا مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفْنَا فِيهِ فَجَاءَ أَسِيدُ  
بْنُ حَضِيرٍ وَعَبَادُ بْنُ بَشِيرٍ فَقَالَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ تَقُولُ كَذَا وَكُنَّا أَفْلا  
نُجَامِعُهُنَّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ  
عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِّنْ أَبِي بَكْرٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَأَمَّا سَلِّي فِي إِثْرِهِمَا فَسَفَّاهُمَا فَعَرَفَا أَنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا رِوَاةً مُسَلِّمَةً -

کہ یہ شخص ہماری ہر بات میں مخالفت کرتا ہے۔ اُسید بن حَضیر اور عباد بن بشر نے آپ کے پاس یہودی اس گفتگو کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ کیا ہم (ان ایام میں ان سے) مجامعت بھی نہ کریں۔ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ ہم نے خیال کیا کہ حضرت ان پر ناراض ہیں وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ ان کو راستے میں دودھ کا ہدیہ ملا۔ جو حضرت کے پاس بھیجا گیا تھا۔ آپ نے ان دونوں کے پیچھے آدمی بھیجا۔ اور ان کو دودھ پلایا۔ تو معلوم ہوا کہ ان پر ناراض نہیں تھے۔ (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے ساتھ نکلنے ہیں۔ اگر صحت اچھی ہو تو یہ خون باقاعدہ آتا ہے۔ ان ایام میں نماز معاف ہے روزے دوسرے وقت میں قضا کرنے چاہئیں۔ میاں بیوی میں مقاربت ممنوع ہے اس کے سوا ملنے جلنے اور گھڑ میں اکٹھے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عورتوں کو تین قسم کے خون آتے ہیں۔ حیض۔ استحاضہ۔ نفاس۔ استحاضہ بیماری سے آتا ہے اور نفاس پیدائش کے بعد حیض اور نفاس کا ایک ہی حکم ہے۔ استحاضہ میں نماز روزہ اور باہم مقاربت کی اجازت ہے یعنی اس کا حکم طہر کا حکم ہے۔ (رام)

حاشیہ حاشیہ کو نماز ایام حیض تک معاف ہے۔ سوائے خارجیوں کے حاضیہ پر ایام حیض کی نمازوں کی قضا کا کوئی بھی قائل نہیں اور خارجی بالانفاق اسلام سے خارج ہیں۔ یہودی لوگ ان ایام میں عورت کو الگ کر دیتے اور نہایت رومی حالت میں رکھتے۔ اس کی خودک کے برتن الگ رکھتے۔ لیکن اسلام نے عورت پر احسان فرمایا اور بتایا کہ عورت سے مباشرت نہ کی جائے اس کے علاوہ اس سے تعلقات رکھے جاسکتے ہیں۔ (ساتھ صفحہ ۳۹۱)

۱۰ آنحضرت کے اخلاقِ حسنہ :- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اس حدیث کو جماعت نے روایت کیا ہے حدیث میں دو حکموں کی فراحت ہے۔ جماع کی حرمت اور اس کے ماسوا کی حلت پہلی چیز تو بانفاق امت حرام ہے اور جو آدمی حرمت اور حیض کو جانتے ہوئے صحبت کرے تو اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا اس پر توبہ کرنا لازم ہے اور کفار سے کے وجوب میں اختلاف ہے۔ دوسری قسم پھر دو قسموں پر ہے ایک یہ کہ نواف سے اوپر اور گھٹنوں کے نیچے کے جسم سے کسی قسم کا قائمہ اٹھانا سو یہ سب کے نزدیک حلال ہے اور دوسرا یہ کہ نواف سے نیچے اور گھٹنوں سے اوپر جماع کے علاوہ اور کسی قسم کا قائمہ اٹھانا اس کو بعض نے جائز رکھا ہے اور بعض نے حرام کہا ہے۔ اس حدیث سے بظاہر جماع کے علاوہ ہر چیز کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ اُسید بن حَضیر اور عباد بن بشر نے یہ آیت بشر نے یہ آیت سننے کے بعد خیال کیا کہ (باقی بر صفحہ ۳۹۲)

- ۵۰۲ :- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَعْتَسِلُ اَنَا وَالتَّبَيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَاجِدًا وَكِلَانًا جُنُبًا وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَاَتَزِدُّرُ فَيُبَايِسُنِي وَاَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُحَجِّرُنِي مَا اسَّهَ اِلَيْ وَهُوَ مَعْتَكِفٌ فَاعْغَسِلُهُ وَاَنَا حَائِضٌ مُنْفَقٌ عَلَيْهِ -
- ۵۰۳ :- وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اَنَا وَلَهُ التَّبَيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهْ عَلَيَّ مَوْضِعٌ فَاهْ عَلَيَّ مَوْضِعٌ فِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ -
- ۵۰۴ :- وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ التَّبَيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجْرِي وَاَنَا حَائِضٌ

- ۵۰۲ - حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ کہ میں اور آنحضرت ایک برتن میں غسل کرتے۔ اور ہم جنبی ہوتے۔ اور مجھے آپ حکم فرماتے میں تہنبد باندھ لیتی۔ آپ ایام حیض میں میرے پاس لیٹ جاتے۔ اور اعتکاف میں مسجد سے سر باہر نکالتے۔ اور میں اسے دھو دیتی۔ اور میں حاضر ہوتی۔ (بخاری مسلم)
- ۵۰۳ - حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ میں ایام حیض میں پانی پی کر (برتن) آنحضرت کو دے دیتی۔ آپ میرے منہ کی بگڑ منہ لگا کر پی لیتے۔ اور میں اسی حالت میں ہڈی سے گوشت نوچتی۔ اور پھر آپ کو دے دیتی۔ آپ وہیں سے گوشت نوچتے۔ جہاں سے میں نے نوچا ہوتا۔ (مسلم)
- ۵۰۴ - حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ ایام حیض میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں ٹیک لگاتے۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) شاید یہ نہی تحریمی نہ ہو اور یہودی مخالفت اس کی تعمیل سے زیادہ درجہ رکھتی ہو۔ جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا کہ قرآن مجید کی آیت سننے کے بعد پھر بھی یہ کچھ پوچھتے ہیں۔ لیکن ان سے ناراض نہیں ہونے اور ان کے کلام کو ضرور ناپسند کیا ہے۔ فداہ ابی داری۔ آنحضرت کے اخلاق حسنہ میں یہ چیز نمایاں حیثیت رکھتی ہے کہ آپ نے کبھی کسی گناہ کار کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھا اور نہ کبھی ناراض ہوئے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۵ اس قسم کی حدیثیں حضرت ام سلمہ اور میمونہ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک بڑے برتن میں پانی لے کر عورت اور مرد اگلے غسل کریں یعنی مرد بھی اس میں سے پانی لیتا جائے اور عورت بھی تو جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حائضہ عورت سے نات کے اوپر اوپر ناندہ لینا جائز ہے منع نہیں ہے۔

۱۶ عورت فطر تانا پاک نہیں ہے :- اس کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے چونکہ یہود حائضہ عورت کو پلید سمجھتے تھے اور ان کے ساتھ کمانے پینے کے جائز نہیں جانتے تھے اور حیض کو نجاست حتیٰ بھوک عورت کو پلید جانتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی مخالفت کی حائضہ عورت کے ساتھ جم کا نگانا ان کے ساتھ کھانا پینا سب جائز قرار دیا اور عمل کر کے دکھایا۔

ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -

۵۰۵۔ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ جِئْتَنِي لَيْسَتْ فِي يَدَايَ - (رواه مسلم)

۵۰۶۔ وَعَنْ مَيْمُونَةَ سَمِعَتْ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلِّي فِي مِرْبِطٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ وَبَعْضُهُ عَلَيْهِ وَإِنَّا حَائِضٌ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

### الفصل الثاني

۵۰۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اتَى حَائِضًا أَوْ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيَّ مُحَمَّدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ

قرآن پڑھتے۔ (بخاری مسلم)

۵۰۵۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ مجھے مسجد سے چٹائی دے دو۔ میں نے عرض کیا میں حائضہ ہوں فرمایا جیض تمہارے ہاتھ میں نہیں (مسلم)

۵۰۶۔ حضرت ميمونہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت ایک چادر میں نماز ادا فرماتے۔ جس کا کچھ حصہ آپ نے لیا ہوتا۔ اور کچھ حصہ مجھ پر ہوتا۔ اور میں ایام حیض میں ہوتی۔ (صحیح بخاری۔ مسلم)

### دوسری فصل

۵۰۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو عورت کے پاس ایام حیض میں آئے۔ یا دبر میں بد فعلی کرے۔ یا کابن کے پاس جائے۔ اس نے اس دین کا انکار کر لیا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آرا گیا (ترمذی)۔

۱۔ حائضہ قرآن سن سکتی ہے۔۔ ترمذی کے سوا اس کو جماعت نے روایت کیا ہے ابن دقیق العید نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے کہ چونکہ حائضہ کو قرآن کا پڑھنا منع ہے گمان ہوتا تھا کہ شاید اس کی ران پر یا گود میں سر رکھ کر بھی قرآن کا پڑھنا پڑھنا منع ہوگا اس کی وضاحت کر دی کہ حائضہ عورت کی پلیدی حکمی ہے جسی طور پر وہ پاک ہے۔

۲۔ بخاری کے سوا اس حدیث کو جماعت نے روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ عورت ایام حیض میں مسجد میں تو نہیں داخل ہو سکتی لیکن اپنا ہاتھ بڑھا کر اس میں سے کوئی چیز کوڑ سکتی ہے۔

۳۔ حائضہ کی پلیدی حکمی ہے حتیٰ نہیں۔۔ یہ حدیث اس لیے لائی گئی ہے کہ اگر ایک کپڑے کا کچھ حصہ نمازی پر ہوا دیکھ حصہ گندگی پر پڑا ہوا ہو تو نماز نہیں ہوتی اگر حائضہ عورت بھی پلیدی ہوتی تو کپڑے کا کچھ حصہ اس پر رکھ کر نماز پڑھنا درست نہ ہوتا چونکہ یہ جائز ہے لہذا ایہ ثابت ہوا کہ عورت پلیدی نہیں ہے۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

ابن ماجہ والسنن دارمی و فی ما رواہما فصحا کما فیما یقول فقد کفروا وقال  
الترمذی لا نعرف هذا الحدیث إلا من حکیر الأثرم عن ابی تیسۃ  
عن ابی ہریرۃ۔

۵۰۸۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَحِلُّ لِي مِنْ امْرَأَتِي  
وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ مَا فَوْقَ الْأَمْرَامِ وَالتَّعْفُفُ عَنْ ذَلِكَ أَفْضَلُ رَوَاهُ سَائِرُ رَوَاهُ  
مُحِي سَنَةِ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِقَوِيٍّ۔

۵۰۹۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَتِ الرَّجُلُ  
بِأَهْلِيهِ وَهِيَ حَائِضٌ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِينَارٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَ  
النَّسَائِيُّ وَالسَّائِي وَابْنُ مَاجَةَ۔

۵۱۰۔ وَعَنْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ دَمًا أَحْمَرَ فَلْيَنَامْ  
ابن ماجہ دارمی لیکن ان دونوں میں یہ لفظ زیادہ ہیں۔ اور وہ کاہن کی تصدیق کرے تو اس نے کفر کیا۔ ترمذی فرماتے ہیں۔ ہمیں یہ حدیث  
صرف حکیم الانزم کے واسطے سے پہنچی۔ وہ ابو تمیمہ سے روایت فرماتے ہیں۔ اور وہ ابو ہریرہ سے۔

۵۰۸۔ معاذ بن جبل فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ حیض کے ایام میں میرے لئے میری بیوی سے کیا چیز  
حلال ہے۔ فرمایا تمہند سے اوپر اور اس سے بچنا بہتر ہے۔ (ترمذی محی السنن فرماتے ہیں۔ اس کی سند صحیح نہیں)  
۵۰۹۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی حیض کی حالت میں ہم بستری کرے۔ تو اسے نصف دینار  
صدقہ کرنا چاہیے۔ (ترمذی۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ دارمی۔ ابن ماجہ)

۵۱۰۔ ابن عباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔ اگر خون سرخ ہو تو ایک دینار صدقہ کریگا۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ ۳۹۳ یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے۔ لیکن نسائی اور ابن عمر نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو  
شخص ان کاموں کو حلال سمجھ کر ان کا ارتکاب کرے وہ کافر ہے اور جو ہر دم جان کر ارتکاب کرے وہ فاسق ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۱)  
۳۹۳ اس کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اور ضعیف کہا ہے یہ حدیث پہلی صحیح حدیثوں کے معنی میں ہے بچنا بہتر اس لیے ہے  
کہ مبادا ذہنی مباشرت کر بیٹھے۔

۳۹۳ دینار ساڑھے دس ماشہ سونے کا ہوتا ہے اس کا حساب سونے کی قیمت کے حساب سے کر لیا جائے۔ بعض نے کہا ہے  
کہ اس کا کفارہ صرف توبہ ہے اور بعض نے کفارہ ادا کرنا واجب کہا ہے اور بعض نے مستحب اور احتیاط اس میں ہے کہ توبہ بھی کرے  
اور کفارہ بھی ادا کرے۔

وَإِذَا كَانَ دَمًا أَصْفَرَ فَنِصْفٌ دِينَارًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

### الفصل الثالث

۵۱۱:- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْوَدٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَجِدُ لِي مِنْ إِمْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشَدُّ عَلَيْهَا إِذَا رَأَيْتَهَا تَمَسَّ سَنَانُكَ بِأَعْلَاهَا مَا وَادَاهُ مَالِكٌ وَالذَّارِعِيُّ مُرْسَلًا.

۵۱۲:- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ إِذَا حِضْتُ نَزَلَتْ عَنِ الْمِثَالِ عَلَى الْحَصِيرِ فَلَمَّا يَقْرَبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ نَدُّنُ مِنْهُ حَتَّى نَظُهُنَّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

اگر زرد ہو تو نصف دینار (ترمذی)

### تیسری فصل

۵۱۱- زید بن اسلم فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے آنحضرت سے دریافت فرمایا۔ کہ حیض کی حالت میں میری بیوی سے کیا کچھ حلال ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اس کا تین دن مضبوط باندھ دو۔ پھر اوپر کے حصے میں آپ کو اختیار ہے۔ (مالک دارمی نے مرسل روایت کیا ہے۔)

۵۱۲- حضرت عائشہ نے فرمایا۔ جب میں حائضہ ہوتی۔ تو میں بستر سے چٹائی پر اتر جاتی۔ اور جب تک ہم پاک نہ ہو جاتیں آنحضرت کے قریب نہ جاتیں۔ (ابوداؤد)

۱۔ یہ حدیث سند اور متن دونوں کے لحاظ سے مضطرب ہے۔ سند کا اضطراب تو یہ ہے کہ امام نسائی نے اس کو کبھی مرفوع روایت کیا ہے اور کبھی موقوف اور مرسل طریقوں سے روایت کیا ہے اور متن کا اضطراب یہ ہے کہ رادی شک کی بنا پر کبھی تو ایک دینار صدقہ کرنے کو کہتا ہے اور کبھی نصف دینار اور اسی طرح کبھی تو یہ کہتا ہے کہ دینار صدقہ کرے اور اس طرح کہتا ہے کہ اگر دینار نہ ملے تو نصف دینار صدقہ کرے اور کبھی اس طرح بیان کرتا ہے کہ اگر حیض کا خون سرخ رنگ ہو یعنی حیض ابھی زردوں پر ہو تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر حیض آخری ایام میں جو یعنی خون کا رنگ زرد ہو چکا ہو تو پھر نصف دینار صدقہ کرے۔

۲۔ قرآن و حدیث میں جنسی تعلقات استتاراً ہیں۔۔ اس حدیث کا مطلب بیان کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے تو اس کا یہ مطلب مراد لیا ہے کہ قریب جانے سے مراد جماع کے علاوہ مقاربت ہے یعنی حائضہ عورت کے جسم کے ساتھ مرد کے جسم کا کوئی حصہ لگ جائے تو اس صورت میں اس کا مطلب صحیح سابقہ حدیثوں کے مخالف پڑتا ہے لہذا وہ ان حدیثوں کی بنا پر اس حدیث کو منسوخ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ حائضہ عورت کی پیلیدی حکمی ہے حتیٰ نہیں لہذا یہ حدیث کسی طرح بھی اپنے معنی کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔

اور دوسرے گروہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ یہاں قریب جانے سے مراد جماع ہے۔ جیسا کہ (باقی برہنہ آئندہ)



## بَابُ الْمُسْتَحَاظَةِ

### مستحاضہ کا بیان

یہ خون رحم کی رگوں سے جاری ہوتا ہے۔ غیر طبعی خون ہے۔ بیماری کی وجہ سے جاری ہو جاتا ہے اس میں نماز روزہ ترک کرنے کی اجازت نہیں۔ اس میں ہر نماز کے لئے غسل کیا جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ ہر دو نمازوں کے لیے غسل کیا جائے تو مناسب ہے۔ آنحضرت نے اسے پسند فرمایا۔ اور نماز فجر کے لئے الگ غسل کر لیا جائے۔ ورنہ عام متعدد سنتوں کی طرح اگر وہ بھی غسل کیا جائے تو نماز ہو جائے گی۔

مستحاضہ کو اگر ایام حیض معلوم ہوں تو اس عادت کے مطابق نماز وغیرہ امور میں ایام حیض کا اشتنا ہو جانا چاہیے۔ اگر عادت نہ معلوم ہو تو خون کے رنگ سے بھی ایام حیض کا علم ہو سکتا ہے اگر یہ بھی کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو ہر ماہ تھینٹا پانچ یا چھ دن مستحاضہ نماز وغیرہ ترک کر دے۔ یہ اندازہ ایام حیض کے لیے مفروضہ کے طور پر ہوگا۔



دقیقہ حاشیہ مفہوم گذشتہ قرآن مجید میں آیا ہے ولا تقربوا حدہ (اور ماں کے نزدیک نہ جاؤ) یہاں تقریب سے مراد جامع ہے۔ جیسا کہ ان لوگوں پر قہری نہیں ہے جو قرآن اور حدیث کے انداز بیان سے کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ احد اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معنی کو ادا کرنے کے لیے نہایت ہند بانہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ مثلاً ماس، تقریب وغیرہاں قرآن مجید میں صرف ایک جگہ دخلتم بیہی کے لفظ استعمال کیے ہیں احد اس میں «خلوت صیغہ» کے معنی کا احتمال ہے اور دوسرا احتمال بھی ہے احد ہاں چونکہ مراد جملہ اہل بیت کا ذکر تھا لہذا ناگزیر حالت میں یہ لفظ استعمال کیے گئے اور حدیث میں بعض غیر اسلامی کا واقعہ صریح الفاظ میں مذکور ہے۔ کیونکہ وہاں ایک ہی آدمی کی جان کا معاملہ تھا۔

## الفصل الأول

۵۱۳: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةَ بِنْتُ أَبِي جُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ اسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ أَفَادْعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ لَا إِنَّمَا ذَلِكَ عِدْقٌ وَكَأَيُّ عِدْقٍ بَحِيضٌ فَإِذَا اقْبَلَتْ حَيْضَتِكَ فَدَاعِيَ الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرْتَ فَاغْسِلِي عِنْدَكَ الْمَاءَ ثُمَّ صَلِّي مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

## الفصل الثاني

۵۱۴: عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي جُبَيْشٍ إِذَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ ذِمُّ الْحَيْضِ فَإِنَّهُ ذِمٌّ أَسْوَدٌ يَعْرِفُ فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَاغْسِلِي عَنِ الصَّلَاةِ فَإِذَا كَانَ الْآخِرُ فَتَوَضَّأِي فَصَلِّي فَإِنَّمَا هُوَ عِدْقٌ

### پہلی فصل

۵۱۳۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ فاطمہ حبیبی کی بیٹی آنحضرت کے پاس آئی اور کہا اے اللہ کے رسول مجھے خون استحاضہ آتا ہے۔ سو میں اس سے پاک نہیں ہوتی۔ کیا میں نماز پھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ یہ ایک رگ کا خون ہے۔ حیض نہیں جب تیار سے آیام حیض آجائیں۔ تو نماز پھوڑو۔ جب وہ نکل جائیں۔ تو خون صاف کر کے نماز شروع کرلو۔ (بخاری مسلم)

### دوسری فصل

۵۱۴۔ عروہ بن زبیر فاطمہ بنت ابی حبیب سے بیان فرماتے ہیں۔ کہ انہیں استحاضہ آتا تھا۔ اسے آنحضرت نے فرمایا حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے۔ جب یہ آنے لگے تو نماز سے رک بھاؤ۔ جب دوسرا خون آنے لگے تو وضو کرو۔ نماز پڑھو۔ کیونکہ یہ رگ کا خون ہے۔ استحاضہ کے لیے حکم۔ اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے۔ عودت کے دم میں ایک رگ ہوتی ہے جس کا نام عاذل ہے بعض دفعہ وہ پھٹ جاتی ہے تو اس سے شرمگاہ کے ذریعے خون باہر آنے لگتا ہے وہ خون استحاضہ کہلاتا ہے اور جو دن دم سے آتا ہے وہ حیض کہلاتا ہے اور جو دن پھر پیدا ہونے کے بعد جاری ہو وہ نفاس کا خون کہلاتا ہے حیض اور نفاس کا حکم یہ ہے کہ ان میں عودت نماز روزه ادا نہ کرے پھر جب یہ دن گزر جائیں تو روزه کی قضا کرے اور نمازیں ان دنوں کی معاف ہیں اور استحاضہ کا حکم یہ ہے کہ عودت نماز روزه بھی ادا کرے اور اس سے محبت کئی بھی جائز ہے۔ اس حدیث میں اس عودت کا حکم بیان ہوا ہے جس کو پہلے سے حیض آتا تھا اور اپنے حیض کے دن اس کو یاد ہوں وہ ان دنوں میں نماز روزه پھوڑو اور باقی استحاضہ کے دنوں میں نماز روزه ادا کرتی رہے۔

۱۔ حیض و استحاضہ کا فرق۔ اگر کسی عودت کو پہلی دفعہ حیض آیا تھا اور ساتھ ہی استحاضہ بھی شروع ہو جائے یا حیض پہلی مرتبہ تو نہیں آیا لیکن اس عودت کو اپنے حیض کے دن بھول گئے ہیں تو ایسی عورتوں کے لیے یہ نشانی ہے کہ حیض کا خون کاٹھا اور سیاہ رنگ کا (باقی صفحہ آئندہ)

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

۵۱۵۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ إِنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَهْرَاقُ الدَّمَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ كَهَا أُمُّ سَلَمَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَنْظُرُ عِنْدَكَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامُ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ مِنْ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا فَتَنْزِلُ الصَّلَاةَ قَدَارَ ذَلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَإِذَا اخْتَلَفَتْ ذَلِكَ فَلْتَغْسِلْ ثُمَّ لِيَسْتَنْظِرْ يَثُوبُ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ

۵۱۶۔ وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ جَدُّ عَدِيِّ إِسْمُهُ دِينَارٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ تَدَاءُ الصَّلَاةِ أَيَّامَ اقْرَأَهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ فِيهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتَصُومُ وَتُصَلِّي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ

(ابوداؤد، نسائی)

۵۱۵۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت کے وقت ایک عورت کو (استحاضہ) کا خون آتا تھا۔ اس کے متعلق حضرت ام سلمہ نے آنحضرت سے پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ جن ایام میں اسے حیض آتا تھا۔ ان کا خیال رکھو۔ اس اندازہ کے مطابق مہینہ نماز چھوڑو۔ جب یہ ایام گزر جائیں۔ تو غسل کرے۔ اور کپڑے کا لنگوٹ باندھ لے۔ پھر نماز پڑھے۔ مالک۔ ابوداؤد۔ دارمی۔ نسائی نے اس معنی کا ذکر کیا ہے)

۵۱۶۔ عدی بن ثابت اپنے باپ سے اور وہ عدی کے دادا سے روایت فرماتے ہیں۔ ایچی بن معین نے فرمایا۔ ان کے دادا کا نام دینار تھا۔ وہ آنحضرت سے بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے مستحاضہ کے متعلق فرمایا کہ ایام حیض میں نماز ترک کر دے۔ پھر وہ غسل کرے۔ اور ہر نماز کے لیے وضو کرے۔ اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

(تفسیر حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہوتا ہے۔ جب خون کی رنگت ایسی ہو تو عورت نماز روزہ چھوڑ دے اور جب دوسرا خون ہو تو نماز روزہ شروع کر دے وہ اس کے طہر کے دن ہیں۔

(حاشیہ صفحہ پہلے)

۱۷۔ یہ حدیث بڑی مشہور ہے۔ لیکن یہ سند کے لحاظ سے منقطع ہے۔ کیونکہ سلیمان بن یسار کا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان ثابت نہیں ہے۔ لیکن ایک اور طریقہ سے یہ حدیث متصل الشد بھی ہے اور اس کا مضمون پہلے بیان ہو چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

۱۸۔ اس حدیث کی سند میں ابوالیقظان راوی ضعیف ہے لیکن مستحاضہ پر ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا واجب ہے کیونکہ اس کی تائید قاطبیت جہنیش کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ہر نماز کے لیے وضو علیحدہ علیحدہ کر اس کو امام بخاری (باقی صفحہ آئندہ)

« ۵۱ :- وَعَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ كُنْتُ أُسْتَعَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شِدَايِدَةً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخِيرُهُ فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أُخْتِي نَمَائِبِ بِنْتِ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شِدَايِدَةً فَمَا تَأْمُرُنِي فِيهَا قَدْ مَنَعْتَنِي الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ قَالَ أَنْعْتُ لَكَ الْكُرْسُفَ فَإِنَّهُ يُبْذِهُبُ الدَّمَ قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَتَدَجِّبِي قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَاتَّخِذِي ثَوْبًا قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ إِنَّمَا أَنْتُمْ تَجَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَمْرُكَ بِأَمْرَيْنِ إِيَهُمَا صَنَعْتَ أَحْزَأُ عِنْدَكَ مِنَ الْآخِرِ وَإِنْ قُوِيَتْ عَلَيْهِمَا فَأَنْتِ أَعْلَمُ قَالَ لَهَا إِنَّمَا هَذِهِ سَرَاكُضَةٌ مِنْ سَرَاكُضَاتِ الشَّيْطَانِ فَتَحَيْضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْوِ اللَّهِ ثُمَّ اغْتَسِلِي حَتَّى إِذَا سَأَيْتِ أَنْتِ كَيْدًا ظَهَرَتْ وَاسْتَنْقَاتِ فَصَلِّي ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً رَابِعُهُمْ وَأَوْصُوهُ فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِيكَ وَكَذَلِكَ فَأَفْعَلِي كُلَّ شَهْرٍ كَمَا تَحْيِضُ النِّسَاءُ وَكَمَا يَطْمُرُنَ مَيْقَاتِ حَيْضِهِنَّ وَطَهْرِهِنَّ وَإِنْ قُوِيَتْ عَلَى أَنْ تُؤَخَّرَنَّ الظُّهْرَ وَتُعْجِبَنَّ العَصْرَ فَتَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ

۵۰۷۔ حمنہ بنت جحش سے مروی ہے۔ جمہوریت استفاضہ ہوتا تھا۔ میں آنحضرت کے پاس اس کی اگلاں اور اس کے متعلق پوچھنے کے لیے آئی میں نے انہیں اپنی بہن زینب بنت جحش کے گھر پایا میں نے عرض کیا۔ حضرت مجھے بہت سخت استفاضہ ہوتا ہے۔ میرے لیے کیا حکم ہے۔ مجھے اس تکلیف نے نماز اور روزے سے روک دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تمہیں روٹی کے استعمال کا مشورہ دیتا ہوں۔ اس سے خون جذب ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا۔ وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ فرمایا گا م کی طرح لنگوٹ باندھ دو۔ اس نے کہا وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ فرمایا پھر کپڑا باندھ دو۔ اس نے کہا وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ وہ نوار سے کی طرح زرد سے نکلتا ہے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں دو باتیں بتانا ہوں ہر ایک بات دوسری سے کفایت کرے گی۔ اور اگر تم دونوں کام کر سکو تو تمہاری مرضی۔ فرمایا یہ ایک شیطانی حرکت ہے تم پھر سات دن تو اللہ کے علم میں حیض شمار کرو۔ یہاں تک کہ تمہیں اپنی طہارت اور صفائی کا یقین ہو جائے تو ۳ یا ۲ دن رات نماز پڑھو۔ اور روزہ رکھو۔ تمہارے لیے کافی ہے اسی طرح ہر ماہ عورتوں کی طرح اپنے حیض اور طہارت کا اندازہ کرو۔ اور اگر ہو سکے تو ظہر کو موخر کرو۔ اور عصر کو پہلے کرو۔ دونوں نمازوں کے لئے

دقیقہ تاثیر صوفی گذشتہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے اسکو عند احداث کر دیا ہے کیونکہ اسکے بعض اہل مفرد ہیں۔ لیکن حافظ ابن حجر نے اسکو صحیح البانی میں کئی طریقوں سے ثابت کیا ہے اور ابن حبان اور امام حاکم نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔

الصَّلَوَاتِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَتَوَحَّرِينَ الْمَغْرِبِ وَتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ ثُمَّ  
تُغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَوَاتِ فَاذْعَبِي وَتُغْتَسِلِينَ مَعَ الْفَجْرِ  
فَاذْعَبِي وَصُومِي إِنَّ قَدَمَاتِي عَلَى ذَلِكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَهَذَا أَحَبُّ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ مَا رَأَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

الفصل الثالث

غسل کر کے دو نمازیں جمع کرو۔ اور مغرب کو موخر کرو۔ اور عشاء کو جلدی کرو۔ پھر غسل کر کے دونوں نمازیں جمع کرو۔ اگر ایسا کر سکو تو رو لے اور فجر کی نماز کے لیے الگ غسل کرو۔ اور اگر روزہ کی طاقت ہو تو وہ بھی رکھ لو۔ آنحضرت نے فرمایا۔ یہ دونوں مجھے زیادہ پسند ہے۔

### تیسری فصل

۱۔ مستحاضہ کی نماز کی صورتیں :- خطابی نے کہا ہے کہ بعض علماء نے اس حدیث پر فتویٰ نہیں دیا ہے کیونکہ اس کی سند میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل مختلف فیہ ہے لیکن ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسی طرح امام بخاری نے بھی اس کو حسن کہا ہے اور امام احمد نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ رکضہ کے معنی ہیں لات مارنا۔ ظاہر ہے کہ استحاضہ کا خون ایک بیماری ہے۔ شیطان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان نے تیری بیماری میں تجھ پر تیرے ایام حیض مشتبہ کر کے تجھ کو دینی طور پر نقصان پہنچایا ہے تیس یا چوبیس دن نماز پڑھنا اس کو اس لیے کہا کہ ہر ایک عادت والی عورت تھی لیکن یہ اس کو یقین سے یاد نہیں رہا تھا کہ چھ دن حیض آیا کرتا تھا یا سات دن تو آپ نے اس کو اسی شک کی بنا پر تیس دن یا چوبیس دن نماز پڑھنے کو کہا یعنی اپنے غالب گمان پر عمل کر اگر زیادہ خیال چھ دن کی طرف ہو تو چوبیس دن نماز پڑھ اور اگر سات روز کی طرف غالب خیال ہو تو تیس روز نماز پڑھ۔ مستحاضہ کے نماز پڑھنے کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ ہر نماز کے لیے وضو بھی کرے اور غسل بھی یہ امر جائز ہے لیکن بوجہ تکلیف پسندیدہ نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ظہر اور عصر ایک غسل کر کے کھٹی پڑھ لے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل کر لے اور فجر کے لیے ایک غسل کرے۔ یہ صورت زیادہ پسندیدہ ہے بشرطیکہ مستحاضہ کی جسمانی طاقت اس کو برداشت کر سکے اور تیسری صورت یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے علیحدہ وضو کر لیا کرے اور غسل مرن حیض سے پاک ہونے کا کرے اس کے بعد وضو کرتی جائے اگر جسمانی حالت کمزور ہو تو ایسا بھی کرنا چاہیے۔

۲۔ کفۃ دولتی کو کہتے ہیں۔ اس بیماری میں شیطان دوسرے ذاتا ہے۔ عبادت سے روکتا ہے ان خیالات سے دل پر اثر پڑتا ہے۔ شہات پیدا ہوتے ہیں اسے کفۃ فرمایا ہے فی علمہ اللہ کا یہ مطلب ہے کہ یہ اندازہ ہے حقیقت تو اللہ کو معلوم ہے ہم نے اس علم کا یہ اندازہ کر لیا ہے۔

۵۱۸: عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي جَبِيشٍ اسْتُجِيضَتْ مُنْذُ كُنَّا أَكْفَرْنَا نَصَلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا أَمِنَ الشَّيْطَانَ لِتَجَلُّسٍ فِي مَرْكَبٍ فَأَذَامَاتُ صَفَارَةٍ فَوْقَ النَّاءِ فَلْتَغْتَسِلُ بِالنَّظْهِرِ وَالْعَصْرِ عُسْلًا وَاجِدًا وَتَغْتَسِلُ لِلْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ عُسْلًا وَاجِدًا وَتَغْتَسِلُ لِلْفَجْرِ عُسْلًا وَاجِدًا وَتَوْضُؤًا فِي مَا بَيْنَ ذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ رَوَى مُجَاهِدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا اسْتَدَّ عَلَيْهَا الْفُغْسُلُ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ -

۵۱۸۔ اسماء بنت عمیس نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے عرض کیا کہ فاطمہ بنت ابی جہیش کو اتنی مدت سے استحاضہ آ رہا ہے۔ اور وہ نماز نہیں پڑھتی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ سبحان اللہ یہ تو شیطان کی شرارت ہے۔ اسے ایک لگن میں بیٹھنا چاہئے جب پانی زرد ہو جائے۔ تو ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل اور فجر کے لیے ایک غسل اور اس کے درمیان ہر نماز کے لیے وضوء کرے۔ (ابوداؤد) مجاہد ابن عباس سے فرماتے ہیں۔ جب اسے غسل سے تکلیف ہو تو اسے حکم فرمایا۔ کہ دو نمازیں جمع کر لے (ابوداؤد)



۱۔ اس حدیث کو امام منذری نے حسن کہا ہے جب میں بیٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ جب استحاضہ عودت پانی میں بیٹھنے کی تو اگر پانی کے اوپر کچھ سیاہی سی نظر آئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ خون حیض کا ہے اور اگر پانی کی سطح پر کچھ ندوی سی معلوم ہو تو جان لینا چاہئے کہ یہ خون استحاضہ کا ہے۔ اس حدیث میں رات اور دن میں تین بار غسل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جس روایت میں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم دیا ہے امام بیہقی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ واجب تو ہر نماز کے لیے مروت وضوء ہے اور مستحب یہ ہے کہ ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل اور فجر کے لیے ایک غسل بشرطیکہ اس کو طاقت ہو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

## کتاب الصلوة

نماز اسلام کا رکن ہے۔ عبادت میں اس کا مقام بہت بلند ہے اس کا اثر قلب پر بہت نمایاں ہوتا ہے۔ اس کی تعبیر حیثیت بہت نمایاں ہے اور اصلاح نفس میں اس کا فائدہ ظاہر ہے۔ اسی لیے شارع علیہ السلام نے اس کی فضیلت اوقات شروع و احوال اور ادب اور احوال وغیرہ امور کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ توجہ کا یہ مقام باقی عبادت کو حاصل نہیں ہوا۔ اسے دین کے شعائر اور نمایاں علامات میں شمار کیا گیا۔

نماز کا قریباً ہی طریق یہود اور نصاریٰ اور آل اسماعیل میں موجود اور مروج تھا۔ اوقات اور آداب کی یہ صورت بھی تقریباً ان میں موجود تھی۔ اور ان میں اکثر اسے عبادت کے طور پر جانتے اور سمجھتے تھے۔ شارع جل و علا شانہ نے ان کی ان رسوم و عادات کو احکام میں ملحوظ رکھا۔ اور قریباً وہی اوقات مقرر فرمائے جو ان میں مشہور اور متعارف تھے اور ان کے جموران پر متفق تھے۔ البتہ ان سے بعض موڑے اور جو توں سمیت نماز کو ناپسند کرتے تھے۔ غالباً یہ رواج ان میں اس لیے پھیلا کہ موسیٰ علیہ السلام کو وادی طوبیٰ میں جوتے اتارنے کا حکم فرمایا گیا۔ (حالانکہ اس کی اصل وجہ یہ تھی۔ کہ وہ جوتے پاک نہیں تھے)

اس قسم کی تحریفات اور غلو آمیز بدعات میں ان کی مخالفت فرمائی۔ تاکہ مسلمان ان سے ممتاز اور الگ رہیں جو اس آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت آفتاب کی پرستش کرتے۔ ان اوقات کو بالکل ترک کر دیا گیا۔ ان اوقات میں نماز کی اجازت ہی نہیں فرمائی گئی۔ تاکہ مسلمان ان سے الگ رہیں۔

نماز کی فریضت کے لیے بلوغت کا بھی انتظار نہیں فرمایا گیا۔ بلکہ سات سال کی عمر میں جو ہی شعور کی پہلی قسط انسان کو عطا ہوئی۔ فطرت نے بلوغت کی طرف پہلا قدم اٹھایا۔ اسے نماز کی تلقین فرمائی۔ تاکہ یہیں سے قوت ملے۔ اور بلوغت سے پہلے پیدا اور ابدی سعادت سے محروم رہے۔ دس سال کے بعد یہ شعور اور نمایاں ہوا۔ تو نماز کی تلقین نے تاکید اور تادیب کی صورت اختیار کر لی۔ یہ صرف نماز کی خصوصیت ہے۔ باقی تمام عبادت کا بلوغت سن رشد کے بعد ہی فرض ہوتے ہیں۔ اسی عمر میں انسان نفع اور نقصان سوچنے کے قابل ہوتا ہے۔ دوست اور دشمن میں بقدر ضرورت تمیز کر سکتا ہے اس کے عام حالات میں تمیز کر سکتا ہے۔ اس لیے عام حالات میں پندرہ سال کی عمر میں فرمائی گئی ہے اختلاف زیر نواف کے بال اگنا اس کے مشہور اور عام علامات ہیں۔

نماز چونکہ خالق اور مخلوق میں ربط کا بہترین ذریعہ ہے۔ حیوانی اور شہوانی ہستیوں سے نکلنے کا پاکیزہ وسیلہ ہے۔ اس لیے بلوغت اول کے ساتھ اس کا حکم فرمایا گیا۔ مواخذہ اور تادیب کے لحاظ سے اسے باقی امور کے ساتھ بلوغت کامل پر معلق فرمایا گیا۔ مواخذہ اور اس کی تاکید دس سال سے شروع فرمائی گئی۔ کیونکہ یہ عمر دونوں بلوغت میں ایک بندھ کی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکیزگی اور طہارت کے لحاظ سے اسے نہر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جو کسی مکان کے سامنے ہو۔ اور صاحب مکان اس سے پانچ دفعہ اور روزانہ غسل کرے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ پانچ نمازوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

آنحضرت نے فرمایا۔ پانچ نمازیں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان آئینہ رمضان تک گناہوں کا کفارا ہو جاتے ہیں۔ اگر انسان کبائٹ سے پرہیز کرے۔ نماز اگر نشووع سے صحیح طور پر ادا کی جائے۔ تو طبعاً رجبان نیکی اور تقویٰ کی طرف ہو جاتا ہے اسی حقیقت کے پیش نظر قرآن عزیز نے فرمایا۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاۃِ وَالْمُنْكَرِ۔ نماز بے حیائی اور خلاف دستور کاموں سے روکتی ہے۔ نماز کی اسی خصوصیت کے پیش نظر آنحضرت نے فرمایا۔ نماز کا ترک انسان اور کفر میں حرافصل ہے۔ یہ اسلام کا ایک ایسا نشان ہے جب یہ مفقود ہو جائے تو اسلام کا فقدان اس کا منطقی نتیجہ ہے۔ نماز تسلیم و اقیاد کا صحیح نشان ہے۔ جب یہ نہ پائی جائے۔ تو اسلام اور اقیاد کا وجود باقی نہیں رہے گا۔

نماز ایسی عبادت ہے۔ جس کے منطلق آنحضرت نے مکمل ہدایات دی ہیں۔ ائمہ حدیث نے اس کے احکام کو مختلف ابواب اور فصول میں ذکر فرمایا۔ اس کی کوئی جز قیاسی نہیں۔ نہ ہی اس میں کم و بیش کرنے کا حق حاصل ہے۔ اوقات و اذکار کے الفاظ اور مقامات سب طے شدہ ہیں۔ رکعات و ارکان و ادب و شرائط منہیات کوئی چیز ایسی نہیں جسے آنے والوں کی کتاب پر پھوڑ دیا گیا ہو۔ کوئی قوت حاکمہ اس میں مداخلت نہیں کر سکتی نہ ہی آج تک نہرو سو سال میں آئمہ سنت کو اسی میں تبدیلی کا خیال پیدا ہوا۔

اس دور جہل میں جب کہ یورپ میں تعلیمات نے ایمان اور اعتقاد کو متزلزل کر دیا ہے۔ اعمال صالحہ سے طبائع روز بروز غیر مانوس ہو رہی ہیں۔ بعض جہلاء نے حدیث کی محبت کا انکار کیا۔ اور نماز میں ترمیم شروع کی۔ تاکہ اسے قرآن سے کشید کر سکیں مگر اس پر پچاس سال میں وہ اس طرح ناکام ہوئے جس کی نظیر شاید ہی پائی جاسکے۔ صرف قرآن سے نماز کی اتنی صورتیں تخریج کی گئیں۔ کہ ان کا باہمی اختلاف شرمناک صورت اختیار کرنے لگا۔ طریق استدلال اس قدر بد نما ہے کہ اس پر علم اور عقل مرنگوں ہے۔ حدیث سے یہ حضرات اس لیے بھاگے تھے۔ کہ اس کے اختلافات میں لاعلمی کی وجہ سے تطبیق نہیں دے سکے تھے۔ قرآن نے انہیں اس قدر تنگ کیا۔ کہ اب دہریت کے سوا ان حضرات کے لیے کوئی مؤردوں مقام نہیں۔ جہاں ان کی آوارگی کو سکون مل سکے۔ وَ سَيَعْلَمَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَنَّھِمْ مِّنْ قَبْلِ یَوْمِ تَلٰوٰتِہٖۤا سَیُجۡزَوْنَ۔





## الفصل الاول

۵۱۹۔ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ الْخُمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَمَا مَضَانُ إِلَى مَا مَضَانُ مُكْفِرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبْتَ الْكِبَائِرَ مَا وَاهُ مُسْتَعْتَبٌ۔

۵۲۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَيُّكُمْ تَوَارَتْ نَهْرًا بِبَابٍ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خُمْسًا هَلْ يَبْقَى مِنْ ذَمَائِهِ شَيْءٌ قَالَ فَتَأْتِيكَ مِثْلُ الصَّلَاةِ الْخُمْسِ يُنْحَوِ اللَّهُ بِهِنَ الْخَطَايَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

### پہلی فصل

- ۵۱۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا پانچ نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہیں۔ اگر کبار سے پرہیز کی جائے۔ (مسلم)
- ۵۲۰۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کسی کے دو روزے پر نہر ہو۔ جس میں روزانہ پانچ دفعہ غسل کرے۔ کیا اس کے بدن پر میل نہ سکے گی۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اس کے بدن پر میل نہیں رہ سکتی فرمایا پانچ نمازوں کی یہی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ (بخاری مسلم)

۱۔ نماز کا معنی و فوائد :- مَلَوَةٌ کا لفظ صلی سے مشتق ہے اور صلی کے اصلی معنی ہیں ٹیڑھی لکڑی کو آگ کی حرارت دے کر سیدھا کرنا۔ انسان میں بھی خواہشات نفسانی سے ایک طرح کا ٹیڑھا پن ہوتا ہے اس کو ربانی عظمت و ہیبت کی حرارت دیکر اس سے سیدھا کیا جاتا ہے اسی لیے اس کو صلوة کہتے ہیں اور جیسے کسی چیز کو آگ میں ڈالنے سے اس کی میل کھیل دور ہو جاتی اسی طرح نمازیں بھی گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔ چھوٹے موٹے گناہ تو اس سے خود بخود نشتے جاتے ہیں بڑے گناہوں کے لیے توبہ اور رحمت خداوندی کی ضرورت ہے اور نماز انابت الی اللہ اور بند رحمت کا بڑا سبب ہے اس لیے بالواسطہ بھی نمازیں سے معاف ہوتے ہیں۔

۲۔ نمازی کے گناہ معاف ہوتے ہیں :- اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اسی مضمون کی جابر کی حدیث مسلم میں بھی ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کے کفارہ کی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ جس طرح پانچ مرتبہ دن رات میں غسل کرنے سے کوئی کسی قسم کی میل کھیل نہیں رہ جاتی اسی طرح پانچ نمازیں پڑھنے والے کے گناہ باقی نہیں رہتے۔

۵۲۱: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ أَنَّ مَرَجَلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَاَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَأَقْبِحَ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ مَا وَرَأَيْتُ مِنْ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدَاهِبُنَّ السَّيِّئَاتِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ لِي هَذَا قَالَ يَجِيبُكَ أُمَّتِي كُلُّهُمْ وَفِي رِوَايَةٍ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۲۲: وَعَنْ أَنَسِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقْبِحَهُ عَلَيَّ قَالَ وَسَمَّ يَسْأَلُ عَنْهُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقْبِحَ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ أَلَيْسَ قَدْ صَبَّيْتُ مَعَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ أَوْ حَدًّا لَكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۲۱- ابن مسعود فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لیا۔ آنحضرت کے پاس آگراس کی اطلاع دی۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اَقْبِحَ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَرَأَيْتُ مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدَاهِبُنَّ السَّيِّئَاتِ۔ دن کی دونوں اطراف میں نمازیں پڑھو۔ اور دن کے کچھ حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں، اس آدمی نے کہا۔ حضرت یہ میرے لیے خاص ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میری ساری امت کے لیے اور ایک روایت میں فرمایا۔ میری امت سے جو اس پر عمل کرے۔ (بخاری مسلم)

۵۲۲۔ حضرت انس سے مروی ہے ایک آدمی آیا۔ اور اس نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں حد کو پہنچ چکا ہوں۔ آپ اسے مجھ پر قائم فرمائیں۔ آپ نے اس سے کچھ دریافت نہ فرمایا۔ اور نماز کا وقت آگیا۔ اور اس نے آپ کے ساتھ نماز باجماعت پڑھا۔ جب آپ نماز پڑھ چکے۔ وہ بونی کھڑا ہو گیا۔ اور کہا۔ حضرت میں حد کو پہنچ چکا ہوں۔ آپ مجھ پر اللہ کی کتاب کو قائم کریں۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں ادا کی اس نے کہا۔ ہاں تو آپ نے فرمایا اللہ نے تجھے معاف کیا یا تیری حد سے فرمادگی (بخاری مسلم)

۱۵ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس آدمی کا نام ابوالعسر تھا۔ انصاری تھا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ نمازیں گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔

۱۶ ان الحسنات الایہ کا شان نزول :- اس سے پہلی حدیث میں بھی اسی طرح کا واقعہ گزر چکا ہے ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا انتظار کرو پھر عصر کی نماز کا وقت ہو گیا اس نے نماز پڑھی تو یہ آیت اتری کہ نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں دن کے کناروں سے مراد صبح اور ظہر اور عصر کی نمازیں ہیں اور خلفا من اللیل سے مراد مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں یعنی اس آیت میں پانچوں راتیں برصغیر آئندہ

۵۲۳: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَىُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ قَالَ الصَّلَاةُ بِوَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَىُّ قَالَ بِذِكْرِ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَىُّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ وَلَدِي اسْتَزَدْتُهُ لِمَا زَادَ فِي مُتَّفَقٍ عَلَيْكَ -

۵۲۴: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ مَرَّةً مُسْتَعْرَبًا

## الفصل الثانی

۵۲۵: عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ

۵۲۳- ابن مسعود فرماتے ہیں- آنحضرت سے دریافت کیا- اللہ تعالیٰ کو کون سے عمل زیادہ پسند ہیں- فرمایا بروقت نماز میں نے عرض کیا- پھر کونسا فرمایا- ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا میں نے پوچھا پھر کون سا فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد- آپ نے مجھے یہ باتیں بتائیں- اگر میں آپ سے زیادہ دریافت کرنا تو مجھے زیادہ بتائے (بخاری مسلم)

۵۲۴- حضرت جابر فرماتے ہیں- آنحضرت نے فرمایا (مسلمان) آدمی اور کفر میں فرق صرف نماز ہے۔ (ترک نماز سے کفر لازم ہوگا- مسلم)

## دوسری فصل

۵۲۵- عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- پانچ (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نمازوں کا بیان ہے۔ ابوالمیرکاد تھا اس طرح ہوا کہ ایک عورت اس سے بھجوریں لینے آئی شیطان نے اس کے دل میں برا خیال ڈالا کہنے لگا میرے گھر میں اس سے بہت اچھی بھجوریں ہیں اگر وہ لینا چاہے تو پہل کر دیکھ لو وہ عورت اس کے گھر آگئی تو اس نے اس سے بوس وکنا شروع کیا اس نے کہا اللہ سے ڈر تو پھر وہ آنحضرت کی خدمت میں آگیا اور حضرت انس کی حدیث میں جو یہ لفظ ہیں کہ میں نے ایسا گناہ کیا ہے جس پر حد ہے تو آنحضرت کو بندیرہ وحی معلوم ہو گیا تھا کہ اس نے حد والا گناہ نہیں کیا جیسا کہ منذری نے ترغیب میں اس کی تصریح کی ہے اگر واقعی حد والا گناہ ہوتا تو یقیناً اس پر حد قائم ہوتی۔ (حاشیہ صفحہ نمبر ۱)

۹: اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ افضل اعمال میں اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ موقع اور عمل کی نسبت سے بہت سے اعمال افضل اعمال ہیں مثلاً اگر دشمن سر پر بیٹھا ہو تو جہاد افضل ہوگا اگر حالات پر سکون ہوں تو نماز اس سے افضل ہوگی۔

۱۰: افضل اعمال کی فضیلت میں مختلف احادیث آئی ہیں بعض میں کسی کو افضل فرمایا بعض میں کسی اور کو دراصل یہ اختلاف سوال اور اوقات کے اختلاف کی وجہ سے ہے جس طرح سائل نے سوال کیا یا جس وقت جو عمل افضل تھا آنحضرت نے ذکر فرمایا مثلاً عبادات رباتی پر صرف آئندہ

صَلَوَاتٍ اُخْتَرُوهُنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْعَهُنَّ وَصَلَاهِنَّ بِوَقْتِهِنَّ وَاتَمَرَ كَوْنُهُنَّ وَخَشُرُوهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدًا اَنْ يَغْفِرَ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدًا اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَاِنْ شَاءَ عَذَابَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُو دَاوُدَ وَرَوَى مَالِكٌ وَالتَّسَالِي نَحْوَهُ.

۵۲۶ :- وَعَنْ اَبِي اِمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا اَحْمَسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرًا كَسْرًا وَاَدُّوا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ وَاَطِيعُوا اَمْرًا كَرِهْتُمْ اَدْخَلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۵۲۷ :- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

نمازیں اللہ نے فرض فرمائیں۔ جو وضو اچھا کرے۔ اور وقت پر ادا کرے۔ اور رکوع اور شوع پوری طرح کرے۔ اللہ تعالیٰ کا اس سے وعدہ ہے کہ اسے معاف فرمادے۔ جو ایسا نہ کرے۔ اللہ کا اس سے وعدہ نہیں چاہے اسے معاف فرما دے اور چاہے اسے عذاب فرمادے۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ مالک نسائی)

۵۲۶۔ ابوامامہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم اپنی پانچ نمازیں پڑھو۔ اور ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ اور اپنے ماں کی زکوٰۃ دو۔ اور اپنے امیر کی اطاعت کرو۔ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (احمد۔ ترمذی)

۵۲۷۔ عمرو بن شعیب اپنے دادا اور وہ ان کے دادا سے بیان فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں نماز افضل ہے ابتدا اسلام میں جہاد افضل تھا اور اب بھی بعض حالات میں بعض کو بعض پر فضیلت ہو سکتی ہے ان وجوہ سے ان احادیث میں تطبیق ممکن ہے۔ (اسم)

۳۔ منکر نماز کافر ہے۔ اس کو ابوداؤد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اگر کوئی آدمی نماز کی فرضیت کا انکار کر کے نماز چھوڑے تو وہ بالاتفاق کافر ہے اور اگر فرضیت کا قائل ہو اور سستی کی وجہ سے چھوڑے تو امام مالک، شافعی اور جمہور کے نزدیک وہ کافر نہ ہوگا۔ حضرت علی امام احمد، اسحق بن راہویہ اور عبد اللہ بن مبارک اس کو بھی کافر کہتے ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ۵۱۸)

۴۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بے نماز عقیق کافر نہیں کیونکہ ترک نماز کے باوجود اسے مغفرت کی امید دلائی ہے ایسے موقع پر کفر کا لفظ تغلیظاً آیا ہے یا یعنی کفر ان نعمت تفصیل حافظ ابن تیمیم کی کتاب الصلوٰۃ میں ملے گی۔ (اسم)

۵۔ اس کو ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں حج کا ذکر نہیں کیونکہ اس وقت تک حج فرض نہ ہوا تھا۔ امام احمد نے تیمم داری سے سند حسن سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر اس سے نجات ہوگئی تو وہ سزا حساب بھی ہوگا ورنہ نہیں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَأَضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرَّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ رِوَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَكَذَا رِوَاةُ فِي شَرْحِ التَّنْزِيهِ عَنْهُ فِي الْمَضَاجِعِ عَنْ سَبْرَةَ بِنِ مَعْبِدٍ -

۵۲۸: وَعَنْ بَرْيَدَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

### الفصل الثالث

۵۲۹: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً فِي أَقْضَى السَّيِّئَةِ وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ أَنْ أَمْسَهَا فَإِنَا هَذَا أَفَاقِضُ فِي مَا شِئْتُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكِ اللَّهُ نُوسْرَتَكَ عَلَى نَفْسِكَ قَالَ وَكَمْ يُرَدُّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ شَيْئًا وَقَتَلَمُ

نے فرمایا۔ بچے جب سات سال کے ہوں۔ تو ان کو نماز کا حکم دو۔ جب دس سال کے ہوں تو انہیں اس پر سزا دو۔ اور انہیں (اس وقت) بستروں میں الگ کرو (ابوداؤد شرح السنن لیکن مصابیح میں یہ سبہ بن معبد سے مروی ہے۔

۵۲۸: بریدہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہم اور ہمارے مخالفین (اہل کفر) میں عہد نماز کا ہے۔ جس نے اسے ترک کیا۔ اس نے کفر کیا۔ (احمد ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

### تیسری فصل

۵۲۹: عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا۔ مدینہ کے ایک کنارے میں ایک عورت سے ملا ہوں۔ مجامعت کے علاوہ میں نے اس سے سب کچھ کیا ہے۔ میں یہ موجود ہوں۔ آپ جو چاہیں فیصلہ دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر وہ پردہ ڈالا تھا۔ کاش تم بھی پردہ رکھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اور وہ آدمی چلا گیا

۱۔ اس کو حاکم ابن حمان اور یقین اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور مضمون واضح ہے۔

۲۔ کیا بے نماز منافق ہیں :- اس کو ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور نسائی اور عراقی نے اس کو صحیح کہا ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ منافقین کو جو ہم کافروں سے علیحدہ کرتے ہیں اور ان کو قتل نہیں کرتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بظاہر نمازوں میں شامل ہوتے ہیں اور مسلمانوں کے سے کام کرتے ہیں اگر وہ نماز پڑھنا چھوڑ دیں تو ہم ان کو کافروں کے برابر سمجھیں اور ان سے جہاد کریں کیونکہ پھر وہ اور کافر برابر ہیں۔

الرَّجُلُ فَإِن تَلَّقَ فَاتَّبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلًا فِدَاعًا وَتَلَا عَلَيْهِ هَذَا  
الْآيَةَ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَمَرَّ لِقَائِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدَاهِنُ الشَّيَاطِ  
ذَلِكَ ذَكَرِي لِلذَّاكِرِينَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ هَذَا لَكَ خَاصَّةٌ فَقَالَ بَلْ  
لِلنَّاسِ كَافَّةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۳۰۔ وَعَنْ أَبِي ذَرِّبَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مَرَّ مَنِ الشَّيْءِ وَالْوَرَقِ  
يَتَهَافَتُ فَاخْتَذَ بَعْضُنِي مِّنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذَلِكَ الْوَرَقَ يَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ  
يَا أَبَا ذَرِّبَانَ قُلْتُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ يُرِيدُ بِهَا  
وَجْهَ اللَّهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَهَافَتُ هَذَا الْوَرَقُ عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ  
رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

آپ نے اس کے پیچھے آدمی بھیج کر بلایا۔ اور اس پر یہ آیت پڑھی وَأَقَامَ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَذَلِكَ لِقَائِنَ اللَّيْلِ  
إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدَاهِنُ الشَّيَاطِ ذَالِكَ ذَكَرِي لِلذَّاكِرِينَ نماز قائم کرو۔ دن کے دو طرفوں اور رات  
کے بعض حصے میں نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتیں ہیں۔ یہ قبول کرنے والوں کے لیے نعمت ہے۔ اور قوم سے ایک آدمی  
نے کہا۔ حضرت یہ اس آدمی کی خصوصیت ہے۔ یا سب لوگوں کے لیے فرمایا۔ یہ سب لوگوں کے لیے ہے۔ (مسلم)

۵۳۰۔ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ سردیوں میں باہر نکلے۔ اور درختوں کے پتے گر رہے تھے۔ آپ نے ایک  
درخت کی دو ٹہنیاں پکڑ کر بلائیں اور ان کے پتے گرنے لگے۔ فرمایا اے ابو ذرؓ میں نے عرض کیا۔ حضرت میں حاضر ہوتے  
ہوں۔ فرمایا۔ مسلمان نماز پڑھتا ہے۔ اور اس کا ارادہ صرف اللہ کی رضا ہوتا ہے۔ اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جیسے  
اس درخت کے پتے گرتے ہیں۔ (داہم)

لہ اپنے گناہوں کو نشتر نہ کرنا چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے اپنے گناہ کی پردہ پوشی کرنا چاہئے۔ گناہ کرنا ایک گناہ ہے اور اس  
کو بیان کرتے پھر نادر گناہ ہے کیونکہ اس طرح مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے گی۔ حضورؐ خاموش اس لیے رہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے  
حکم آجائے تو اس کو بتاؤں۔ علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ابوالیسر کے واقعہ سے الگ واقعہ ہے اور بعد واقعہ سے آیت کا مکرر اترنا لازماً  
نہیں آتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخی لحاظ سے یہ واقعہ پہلے کا ہے اور وہ بعد کا۔

۳۔ نمازی کے لئے عام معافی:۔ احمد کی سند کے راوی اچھے ہیں اور اس مضمون کی حدیثیں احمد اور ابن حبان میں بھی سند میں  
سے مروی ہیں اس کا ایک بڑا شاہد مسلم میں عقیدہ بنی عام کی حدیث ہے اور عقبہ کی حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور حاکم  
نے بھی روایت کیا ہے۔ بنی سلم نے خزاں کے موسم میں درخت کی ٹہنی کی پکڑ کر جو در سے جھٹکے دیکھے تو بیشمار پتے گرنے لگے جیسا کہ عواماً

۵۳۱:- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجَهَنِّيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى سَجْدَاتَيْنِ لَيْسَ فِيهِمَا غُفْرٌ لِلَّهِ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۵۳۲:- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَبْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافِظٌ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا أَوْ بَرَهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ تَكْرِيحًا فَظَعِيفٌ كُنْتُ لَمْ لَهُ نُورًا أَوْ بَرَهَانًا وَلَا نَجَاةً وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأَبِي بَنْ خَلْفٍ مَادَاهُ أَحْمَدُ وَالْكَامِرِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ.

۵۳۳:- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُونَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَزُكُّهُ كُفْرًا غَيْرَ الصَّلَاةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۵۳۱۔ زید بن خالد جہنی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص دو رکعت نماز ادا کرے۔ اور اس میں بھولے نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔ (احمد)

۵۳۲۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ آنحضرت سے بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ جو اس پر نگہداشت کرے۔ وہ اس کے لیے نور اور دلیل ہوگی۔ اور قیامت کے دن نجات کا ذریعہ ہوگی۔ اور جو شخص اس کی نگہداشت نہ کرے۔ نہ اس کے لیے روشنی ہوگی۔ نہ دلیل نہ ذریعہ نجات۔ اور وہ قیامت کے دن قارون۔ فرعون۔ اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (احمد۔ دارمی۔ شعب الایمان۔ بیہقی)

۵۳۳۔ عبد اللہ بن شقیق فرماتے ہیں۔ آنحضرت کے صحابہ کسی عمل کے ترک کو نماز کے سوا کفر نہیں سمجھتے تھے (ترمذی)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ایسا ہوتا ہے اسی طرح نماز سے پیشتر گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ صغیرہ سب معاف ہوتے ہیں اور کبیروں میں تخفیف ہوجاتی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۴۰۸) نماز حضور قلب سے پڑھے۔ اس حدیث کو حاکم اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے احمد کا سند کے راوی حسن کے راوی ہیں۔ ان میں نہ بھولنے کا مطلب یہ ہے کہ اول تو نیت خالص رکھنے میں نہ بھولے اور پھر توجہ سے پڑھے ایسا نہ ہو کہ بھول بھول جائے۔ لہذا حافظت صلوٰۃ یہ ہے کہ نماز کے تمام آداب۔ مستحبات۔ سنن۔ واجبات اور فرائض کی رعایت بخوبی کرے اور جو ایسا نہ کرے گا تو اس کی سزا یہ ہے کہ قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا پھر اس کا کیا حال ہوگا جو سر سے نماز ہی نہ پڑھے معیت سے ہمیشگی مراد نہیں بلکہ وقتی معیت مراد ہے کہ کچھ عرصہ تو ان کے ساتھ رہے گا۔ قارون فرعون کا ذریعہ نجات تھا جو اپنی دولت سمیت زمین میں غرق ہو گیا۔ ہامان فرعون کا ذریعہ اور ہمنوا تھا اور ابی بن خلف مشرک تھا اور نبی صلعم کا بدترین دشمن تھا۔

۳۔ منکر نماز کے لیے قتل کا قوتی۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے جو روایت کا مذہب یہ ہے کہ اگر ترک نماز انکار کی وجہ سے کرے تو بالکل کافر ہے اگر سستی کی بنا پر کرے تو بعض کے نزدیک کافر ہے اور بعض کے نزدیک نہیں (باقی بر صفحہ ۴۱۱)

۵۳۴۔ وَعَنْ أَبِي الدَّامِدِ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي أَنْ لَا تُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِعَتْ  
وُجْرَتٌ وَلَا تُشْرِكَ صَلَوةً مُكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَيَّضَتْ مِنْهُ  
الذِّمَّةُ وَلَا تُشْرِبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مُفْتَاخُ كُلِّ شَرٍّ رَأَاهُ ابْنُ مَاجَةَ .

۵۳۴۔ ابودداء فرماتے ہیں۔ مجھے میرے خلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اگرچہ تمہیں  
قتل کیا جائے یا جلا یا جائے۔ اور فرضی نماز کو جان بوجھ کر کبھی نہ ترک کرنا۔ جو اسے جان بوجھ کر چھوڑے گا اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے  
اٹھ گیا۔ اور شراب مت پینا۔ کہ وہ ہر برائی کی چابی ہے۔ (ابن ماجہ)



(فقیر حاشیہ صفحہ گذشتہ) جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بعض نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ تارک نماز کے ساتھ کافر کا معاملہ کیا جائے گا اور وہ یہ کہ  
اس کو قتل کیا جائے گا اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔  
(حاشیہ صفحہ ۵۳۴)

اے شراب ہر گناہ کی چابی ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کی حد میں ضعیف ہے اور اس کو ملک نے بھی مسترد کیا روایت کیا  
ہے اور احمد اور بیہقی نے اور طرق سے اس کو روایت کیا ہے اور اس میں انقطاع ہے اور طبرانی نے عبادہ بن صامت سے اور معاذ بن جبل سے  
روایت کیا ہے لیکن وہ سندیں بھی قوی نہیں ہر حال کثرت طرق نے اس کو تقویت دی ہے۔ شراب اس لیے ہر برائی کی جڑ ہے کہ اس سے عقل  
جاتی رہتی ہے اور جب عقل جاتی رہے تو پھر آدمی سے ہر گناہ ہو سکتا ہے اسی لیے اس کو گناہ کی چابی فرمایا۔



## بَابُ الْمَوَاقِيتِ

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى أُمَّتٍ مِّنِيْنَ كِتَابًا مَّا مَوْقُوْتًا ط (اہل ایمان پر نماز مخصوص اوقات میں فرض ہے، معلوم ہے کہ نماز کی پوری حقیقت میں عبادت اور عجز مضمر ہے۔ قیام۔ رکوع۔ سجود۔ قومہ۔ جلسہ اذکار قراءت ہر چیز سے معمور ہے۔ اس سے ملکی صفات میں نشوونما ہوتی ہے۔ روحانی راختیں اس سے حاصل ہوتی ہیں۔ انسان ملاء اعلیٰ سے قریب ہوتا ہے۔ حظیرة القدس سے اس کی مناسبت پیدا ہوتی ہے۔

ایسی عبادات کا جس قدر التزام اور کثرت ہو اسی قدر قلب پر اثر زیادہ ہوگا۔ ہمیشگی اور باقاعدگی سے دل کے کوائف زیادہ متاثر ہوتے ہیں مشہور ہے۔ کہ عادات طبعیہ ثانیہ کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔

اس زندگی میں یہ تو ممکن نہیں۔ کہ اسباب معاشی سے قطع تعلق کر کے پورا وقت عبادت میں صرف کرے انسان مجبور ہے۔ کہ ماحول کے مطابق معاش کے لیے کوشش کرے۔ وقت دے شارع نے بھی ترغیب دی۔ کہ کسب معاش کے لیے اسباب و ذرائع کا استعمال کر لیا جائے۔

اس لیے حکمت اور دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ عبادت اور کسب معاش کے اسباب میں وقت اس طرح تقسیم ہو کہ اللہ کے ساتھ تعلق پھر ٹوٹنے نہ پائے۔ اور ضرورت زندگی میں انسان اپنے اقرباء اور ملت پر بوجھ نہ بنے اسلام نے اوقات نماز کی تقسیم میں یہی حکمت پیش نظر رکھی ہے۔

صبح کی نماز سے سورج کے زوال تک لمبا عرصہ طلب معاش اور کاروبار کے لیے دیا۔ رات کے سکون کے بعد اعضاء میں آمادگی مزاج میں انتعاش موجود ہوتا ہے۔ قوی میں نشاط اور انگیز موجود ہوتی ہے۔ چارپانچ گھنٹیاں مسلسل کام کر کے ضروریات کے متعلق ایک حد تک مطمئن ہو جاتا ہے۔ سورج جب نصف النہار سے جھکا اس کی تمازت میں ذرا کمی ہوئی ویرنگ کام کرنے کی وجہ سے طبیعت کس قدر مائل یہ سکون ہوتی ہے اس وقت پہلی نماز کا وقت رکھ دیا۔ اس سے آرام سکون اور عبادت تینوں مقصد حاصل ہوں گے۔ سورج کے زوال کے بعد رات کے اندھیرے تک تھوڑے تھوڑے وقفوں سے عمر مغرب اور عشاء کے اوقات متین فرمائے جس سے حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق کا تسلسل بھی قائم رہتا ہے۔ اور زندگی کی ضروریات و کسب معاش کے لیے وقت بھی مل جاتا ہے ان اوقات میں رحمت کا نزول اور ملائکہ کی آمد و رفت شروع ہو جاتی ہے اس کے ساتھ ہی انسانی اعمال بھی اگر پیش ہو جائیں تو قبولیت کی امید بہت زیادہ ہو سکتی ہے۔ اَقْرِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِكَ الشَّمْسِ إِلَى حَسَقِ اللَّيْلِ وَقَسْرًا إِنَّ الْفَجْرَيْنَ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا۔

آیت میں تین اوقات کا مراد ذکر آیا۔ سورج کا زوال۔ رات کا اندھیرا اور فجر ابتداء اسلام میں یہی تین اوقات تھے۔ جو نماز کے لیے پسند فرمائے گئے۔

پہر پہلے دونوں وقت دو حصوں میں بانٹ دیے گئے۔ ظہر اور عصر ایک وقت میں اور مغرب اور عشاء اور فجر دونوں سے الگ ہو گئی۔ احادیث میں تو ان پانچ نمازوں کی مراحت ہے قرآن عزیز میں مراحت تو نہیں۔ مگر اس کے لئے کچھ اشارات ملتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب نمازیں پانچ ہیں کا فِطْرًا عَلٰی الصَّلٰوَاتِ وَ الصَّلٰوَةُ الْوَسْطٰی اس میں صلوات کا لفظ جمع ہے اور پانچوں کو وسط فرمایا ہے۔ تین سے ایک نکل جائے تو جمع سے تعبیر میں مجاز ہی لینا پڑے گا اور وسطی ایسے وقت آئے گی۔ جسے فرض کرنا مقتضائے حکمت کے خلاف ہے ہر رات کے نصف گزرنے پر وسطی آئے گی۔ اسے فرض کرنا۔ وقت کے لحاظ سے لایطاق تکلیف ہوگی۔ اس وقت نماز فرض کرنا حکمت دینی کے مخالف ہے۔ قرآن عزیز میں ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء فجر کے نام اوقات کی تعین کے بغیر آئے ہیں۔ قرآن کے اسلوب بیان کے مطابق اجمالاً تین اور پانچ اوقات دونوں کا ذکر آیا ہے۔

ضرورت کے وقت نماز جمع کی جاسکتی ہے۔ گو بعض آئمہ نے اس میں اختلاف فرمایا ہے۔ مگر صحیح یہی ہے۔ کہ جمع درست ہے۔ لیکن کسی عذر سے ہونی چاہئے۔ بلا عذر اوقات کی تبدیلی بھلی نہیں معلوم ہوتی۔ اس میں سابقہ تین اوقات کی حکمت پائی جاتی ہے۔ نہ عصر جمع ہو سکتی ہے۔ مغرب اور عشاء جمع ہو سکتی ہے۔ عصر۔ مغرب یا عشاء فجر کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے کہ ان اوقات میں تناسب نہیں۔ اور دو نمازیں جمع کرنا بلا وجہ درست نہیں۔ ورنہ اوقات کی تعین کا کچھ فائدہ نہیں رہے گا۔ ہر نماز کے لیے وسیع وقت رکھا گیا۔ تاکہ عذر کی وجہ سے نماز ضائع نہ ہو۔ بلکہ کسی قدر تاخیر سے پڑھ لے اور جماعت بھی ہو سکے لوگ مسجد وغیرہ میں آکر نماز ادا کر سکیں۔ آنحضرت نے ابتدائے وقت کو افضل فرمایا۔ اوسط کو رحمت اور آخر وقت کو ادا فرض کے لیے کافی سمجھا۔ یہ وسعت انسانی طبیعت کے لحاظ سے بھی معتبر ہوگی فرود تا آخر وقت بھی ادا کے لیے جائز تصور کیا جاسکتا ہے ہاں یہ فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نو، ہمیشہ اول وقت نماز پڑھتے رہے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں ہے آنحضرت نے اپنی ساری زندگی میں دو وقت سے زیادہ آخر وقت میں نماز نہیں پڑھی اور وہ بھی صرف بیان جواز کے لیے ورنہ آپ دوسروں کو بھی ہمیشہ ابتدائے وقت میں نماز پڑھنے کی ترغیب دیتے رہے ایک آدمی نے سوال کیا سب سے بہتر عمل کون سا ہے تو آپ نے فرمایا اول وقت نماز ادا کرنا اور آخر وقت کی بھی مومن کے لیے ایک حد ہے ورنہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ منافق آدمی بیٹھا رہتا ہے جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو اٹھ کر چار ٹکریں مار لیتا ہے۔ یہ منافق کی نماز ہے۔ اس کے علاوہ تنگ وقت میں جلدی جلدی نماز پڑھنے میں خشوع خضوع تو نہیں پیدا ہو سکتا جو کہ نماز کی جان اور روح ہے گویا تنگ وقت کی نماز عمل طہر پر ہے کار ہوتی ہے صرف اتنی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئی اور خدا تعالیٰ کے مواخذہ سے بچ گیا۔



## الفصل الأول

۵۳۵. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفُرْ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِيبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ مَطْلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَإِذَا أَطْلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنِي الشَّيْطَانِ مَا وَآءُ مُسَلِّمٍ.

## پہلی فصل

۵۳۵۔ عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ظہر کا وقت سورج کے زوال سے (اس وقت تک ہوگا) جب ایک آدمی کا سایہ اس کی مثل ہو جائے۔ اور عصر کی نماز کا وقت نہ ہو اور عصر کا (آخری وقت) جب تک سورج زرد نہ ہو جائے۔ اور مغرب کی نماز کا وقت جب تک سرخی غائب نہ ہو جائے۔ اور عشاء کا وقت رات کے درمیانی نصف تک اور صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے جب آفتاب نکلنا شروع ہو جائے تو ٹھہر جائے۔ نماز سے رک جائے۔ کیونکہ وہ شیطان کے سینگوں میں طلوع ہوتا ہے (مسلم)

۱۔ نمازوں کے اوقات :- اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں ظہر کا آخری وقت ایک مثل تک ہے تینوں اماموں اور جوہر اور صاحبین اور باقی سب امت کا اسی پر اتفاق ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دو مثل کی ایک روایت آئی ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک بھی اس مسئلہ میں فتویٰ امام صاحب کے قول پر نہیں ہے بلکہ صاحبین کے قول پر ہے کہ ایک مثل تک ظہر کا آخری وقت ہے۔ شفق سے مشہور معنی شام کی سرخی ہے جو رکاوٹ ہے۔ آئمہ ثلاثہ اسی کے قائل ہیں اور شرح وقایہ کے قول کے مطابق امام ابو حنیفہ سے بھی ایک روایت میں یہی معنی منقول ہیں اور دوسری روایت میں سرخی کے بعد جو سفیدی سی رہ جاتی ہے اس کا نام شفق ہے لیکن اہل لغت پہلے قول کی تائید کرتے ہیں۔ سورج کے شیطان کے سینگوں میں نکلنے کا یہ مطلب ہے کہ اس وقت شیطان سورج کے سامنے آکر کھڑا ہو جاتا ہے تاکہ سورج کو پوجنے والے جب اس کو سجدہ کریں تو ساتھ ہی اس کو بھی ہو جائے اور پھر طلعہ ہو جاتا ہے اور پھر کو بھی چونکہ سورج کو پوجا جاتا ہے کہ وہ اس کے عروج کا وقت ہے پھر شیطان اس کے ساتھ ہو جاتا ہے تاکہ سورج کو پوجنے والوں کے سجدوں میں وہ بھی حصہ لے لے اور پھر طلعہ ہو جاتا ہے اور غروب کے وقت بھی چونکہ اس کی پوجا ہوتی ہے وہ پھر اس کے ساتھ آکر شامل ہو جاتا ہے سورج بعض علاقوں میں سیدھا سر کے اوپر سے گزرتا ہے اور بعض علاقوں میں خم کھا کر گزرتا ہے اور موسم کے لحاظ سے بھی اس کی رفتار میں یہ فرق ظاہر ہوتا ہے۔ گرمی میں وہ سر کے قریب سے گزرتا ہے اور سردیوں میں ایک طرف زیادہ خم کھا کر گزرتا ہے (ہاتھی برصغیر آئندہ)

۵۳۶۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَ وَقْتُ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ صَلَّى مَعَنَا هَذَا يَنْ يَعْنِي الْيَوْمِينَ فَلَمَّا نَالَتِ الشَّمْسُ أَمْرَ بِلَالٍ لَأَفَادَكَ ثُمَّ أَمْرَهُ فَقَامَ الظُّهْرُ ثُمَّ أَمْرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً بِيَضَاءٍ نَقِيَّةٍ ثُمَّ أَمْرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ عَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمْرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمْرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْيَوْمَ الثَّانِي أَمْرَهُ فَأَبْرَدَ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ بِهَا فَالْحَمْدُ أَنْ يُبْرَدَ بِهَا وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً أَحَدَهَا فَوْقَ الْآخَى كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَاسْفَرَهَا ثُمَّ قَالَ ابْنُ السَّيِّدِ عَنْ وَقْتُ الصَّلَاةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَيَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَقْتُ صَلَوَاتِكُمْ يَوْمَيْنِ مَا مَرَّ أَيُّهُمَا وَاهُ مُسَلِّمٌ

۵۳۶۔ حضرت بُریدہ سے مروی ہے۔ ایک آدمی نے آنحضرت سے نماز کے وقت کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہمارے ساتھ دو دن نمازیں پڑھو۔ جب سورج ڈھل گیا۔ تو بلال کو حکم دیا۔ اس نے اذان کی پھر ظہر کے لیے اقامت کی۔ پھر آپ نے حکم فرمایا۔ اس نے عصر کی اقامت کی۔ اور ابھی سورج اونچا سفید اور صاف تھا۔ پھر اسے حکم فرمایا۔ اس نے مغرب کی اقامت کی جب سورج غائب ہو گیا۔ پھر اسے حکم فرمایا۔ اس نے عشاء کے لیے اقامت کی۔ جب شفق غائب ہو گئی۔ پھر اسے حکم فرمایا۔ اس نے فجر کی اقامت کی جب فجر ظاہر ہوئی۔ جب دوسرا دن ہوا۔ تو بلال کو حکم فرمایا کہ ظہر میں دیر کرے۔ اس نے اس میں ابھی طرح دیر کی۔ اور عصر اس وقت پڑھی جب سورج اونچا تھا۔ لیکن پہلے سے کافی مؤخر کیا۔ اور مغرب کی نماز میں غائب ہونے سے پہلے پڑھی۔ اور عشاء کی نماز تسانی رات گزرنے سے پہلے ادا فرمائی اور فجر کی نماز پڑھی۔ اور اسے بہت روٹی دکھائی دی۔ پھر فرمایا۔ نمازوں کے وقت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے۔ اس آدمی نے کہا حضرت میں ہوں فرمایا۔ تمہاری نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔ جو تم نے دیکھا (مسلم)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ان دونوں موسموں میں سایہ کا حساب الگ الگ ہوتا ہے جن ممالک سے سورج خم کے بغیر گذرتا ہے وہاں دوپہر کے وقت جب سورج سر پہ ہو تو ہر چیز کا سایہ اس کے قدموں میں ہوتا ہے ظاہر نہیں ہوتا اسی طرح گرمی کے موسم میں چونکہ سورج سر کے قریب ہوتا ہے اس لیے سایہ کم ہوتا ہے کیونکہ سورج کی رفتار میں خم اور انحراف کی وجہ سے کچھ نہ کچھ سایہ عین دوپہر کے وقت بھی ہوتا ہے سردیوں میں جیسے جیسے خم بڑھتا ہے سایہ بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے اسے سایہ اصلی کہا جاتا ہے نزال کے بعد اس میں اور اضافہ ہوتا ہے اس لیے مثل کا حساب کرنے کے وقت یہ سایہ منہا کر دیا جائے گا اسے علیحدہ کرنے کے بعد جو سایہ ہوگا مثل یا دو مثل اسی سے شمار ہوگا۔ آنحضرت ظہر کا وقت نزال سے شروع فرماتے اور ایک مثل تک پڑھتے۔ (اسم)

## الفصل الثانی

۵۳۷:- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّنِي جِبْرَائِيلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلَّى بِي الظُّهْرَ حِينَ تَرَأَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدَامَ الشَّرَاكِ وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ مَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَصَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلَّى بِي الْفَجْرَ حِينَ حَرَّمَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ وَصَلَّى عَلَيَّ الصُّبْحَ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلَّى بِي الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ وَصَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلَّى بِي الْفَجْرَ فَاسْفَرْتُ ثُمَّ التَفْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا

## دوسری فصل

۵۳۷- ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جبرائیل نے بیت اللہ کے پاس مجھے دو دفعہ نماز پڑھائی۔ جب سورج ایک تسمیہ کے برابر ڈھلا۔ تو مجھے ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ تو مجھے عصر کی نماز پڑھائی۔ اور افطار کے وقت مغرب کی نماز پڑھائی اور عشاء کی نماز سرفی غائب ہونے پر پڑھائی اور صبح کی نماز جب روزہ دار پر کھانا حرام ہو۔ دوسرے دن مجھے ظہر اس وقت پڑھائی۔ جب سایہ پورا مثل ہو گیا۔ اور اس دن عصر اس وقت پڑھائی۔ جب سایہ دو مثل ہو گیا۔ اور مغرب اس وقت پڑھائی جب روزہ دار افطار کرتا ہے اور عشاء کی نماز تسائی رات گئے تک پڑھائی۔ اور فجر کی نماز صبح کھلنے کے بعد پڑھائی۔ پھر میری طرف دیکھا۔ اور فرمایا۔ اے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس نماز کے وقتوں کے حدود۔ یہ بمریدہ بن حصیب ہیں۔ اس حدیث کو بخاری کے سوا صحاح نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس مضمون میں ابو موسیٰ کی حدیث احمد۔ مسلم۔ ابوداؤد اور نسائی میں بھی ہے۔ جبریل کی حدیث میں مغرب دونوں دن ایک ہی وقت پڑھی گئی ہے اور اس حدیث میں مغرب کے دو الگ الگ وقت مقرر کیے گئے ہیں اور یہ صحیح ہے کیونکہ جبریل کا واقعہ مکہ میں ہوا اور یہ واقعہ مدینہ منورہ کا ہے موخر ہونے کی وجہ سے ترمذی اسی کو رہے گی۔ دوسرے دن ظہر کو ٹھنڈا کیا۔ ٹھنڈا کرنے کی حد جابر کی حدیث میں بیان کر دی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ یہ کہ ایک مثل ہو جائے اور جابر کی حدیث محدثین کے نزدیک اوقات نماز کے بیان میں سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے اور عصر کی نماز میں زیادہ سے زیادہ تاخیر یہ ہے کہ سایہ دو مثل تک ہو جائے جیسا کہ جابر کی حدیث میں اس کی تصریح ہے۔

مُحَمَّدًا هَذَا أَوْ قُبْلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

### الفصل الثالث

۵۳۸. عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْرَجَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ  
أَمَا إِنَّ جِبْرَائِيلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلِّ أَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ  
عُمَرُ إَعْلَمُوا مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ  
أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَزَلَ جِبْرَائِيلُ فَأَمَّنِي  
فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ  
يُحْسَبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسُ صَلَوَاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

محمدؐ یہ آپ سے پہلے نبیوں کے وقت ہیں۔ اور وقت ان دونوں کے درمیان ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

### تیسری فصل

۵۳۸۔ ابن شہاب (زہری) سے روایت ہے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے کسی قدر نماز کو موخر کیا۔ حضرت عروہ نے ان سے  
کہا کہ یقیناً جبرائیل اترے۔ اور انہوں نے آنحضرتؐ کو نماز پڑھائی۔ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہوش کرو!  
عروہ نے کہا۔ میں نے بشیر ابن مسعود سے سنا۔ وہ ابو مسعود سے بیان فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرتؐ سے سنا۔ فرماتے  
تھے۔ جبریل اترے اور مجھے امامت کرائی۔ اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر پڑھی۔ پھر پڑھی۔  
پھر پڑھی۔ پانچ دفعہ اپنی انگلیوں پر گناہ بخاری۔ مسلم)

۱۵ اوقات نماز میں حدیث جبریل، اس حدیث کو ابن خزیمہ، دارقطنی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند میں بعض راوی ایسے  
ہیں جن کے متعلق بعض محدثین نے گفتگو کی ہے۔ لیکن ابن عبدالبر نے اس کو صحیح کہا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس کی سند میں گفتگو کرنے کی کوئی  
وجہ نہیں ہے۔ امام مالک اور پچھو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ ایک مثل سایہ ہو جانے کے بعد چاند کھٹ کا بقدر ایسا وقت ہے جو ظہر اور عصر کا  
مشترک وقت ہے لیکن امام شافعی اور امت کے اکثر افراد اس بات کے قائل ہیں کہ ظہر اور عصر کے درمیان کوئی وقت مشترک نہیں ہے جب ظہر  
کا وقت ختم ہوا تو اسی وقت عصر کا وقت شروع ہو گیا۔ یعنی بھی صحیح احادیث ہیں ان میں ظہر کا آخری وقت ایک مثل تک ہی بیان کیا گیا ہے اور عصر  
کا ایک مثل سے لیکر دو مثل تک ہے جو آدمی ظہر کی نماز دو مثل تک پڑھے صحیح روایت کے مطابق ان کی نماز نہ ہوئی بلکہ قضا ہو گئی لہذا ابتدا وقت میں ظہر  
پڑھ لینا چاہئے تاکہ آدمی شبہ سے محفوظ رہے۔

۱۶ نااہل لوگ نمازیں دیر سے پڑھیں گے۔ حافظ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ عروہ نے عبدالعزیز کو یہ حدیث اس وقت راقی فرمائی تھی

۵۳۹:- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عَمَّالِهِ أَنْ أَهَمَّ أُمُورَكُمْ  
عِنْدِي الصَّلَاةُ مَنْ حَفِظَهَا وَحَافِظَ عَلَيْهَا وَحَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا  
أَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ أَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ إِنْ كَانَ الْفَيْءُ دِمْرًا إِلَى أَنْ يَكُونَ ظِلُّ أَحَدِكُمْ  
مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً بِيَضَاءِ نَقِيَّةٍ قَدَارَ مَا يَسِيرُ الرَّكِبُ فَرَسًا خِينِ  
أَوْ ثَلَاثَةَ قَبْلِ مَغِيبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءُ إِذَا غَابَ  
الْتَّفِقُ إِلَى ثَلَاثِ اللَّيْلِ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ  
فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ وَالصُّبْحُ وَاللَّيْلُ بِأَدْيَةِ مُشْتَبِكَةٍ زَوَاةٌ هَالِكَةٌ.

۵۴۰:- وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ قَدَارُ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۳۹- حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے گورنروں کو لکھا۔ میرے نزدیک تمہارے سب کاموں سے نماز زیادہ اہم ہے جس  
نے اس کی حفاظت کی اور اسے محفوظ رکھا۔ اس نے اپنے دین کی حفاظت کی۔ اور جس نے اسے ضائع کیا۔ وہ باقی کاموں کو ضائع  
کرنے میں زیادہ دلیر ہوگا۔ پھر لکھا۔ ظہر کی نماز اس وقت پڑھو۔ جب سایہ ایک ہاتھ کے برابر ہو۔ یہاں تک کہ تم سے ہر ایک  
کا سایہ اس کے برابر ہو جائے اور عصر اس وقت پڑھو۔ جب سورج اونچا سفید اور صاف ہو۔ سوار دو فرسنگ۔ (۶ میل) یا تین  
فرسنگ (۹ میل) غروب سے پہلے جاسکے۔ اور مغرب جب سورج غروب ہو جائے۔ اور عشاء جب سرخی غائب ہو۔ تھائی رات  
تک جو سوتے۔ خدا کریں۔ اس کی آنکھیں نہ سوسکیں۔ (تین بار فرمایا) اور صبح جب ستاروں کا جھگٹھا ہو (مالک)

۵۴۰- ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ گرمیوں میں آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سنائی جب کہ وہ ولید بن عبد الملک کی طرف سے مدینہ منورہ کے گورنر تھے اور بنی امیہ جب نمازوں کو دیر سے پڑھنے  
لگے تو عہدہ نے ان کو اول وقت نماز پڑھنے کی حدیث سنائی تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا عہدہ جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ذمہ لگا کر حدیث بیان کرنا بہت بڑی ذمہ داری ہے کیا تم کو اس کی شد کا علم ہے تو عہدہ نے اس کی سند بیان کر دی اور بنی امیہ  
کے نمازوں کو دیر سے پڑھنے کی پیش گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے بیان کر دی تھی۔ چنانچہ ابو ذر کی حدیث جو  
مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ہے اس میں کہا ہے کہ تو اس وقت کیا کرے گا جبکہ ایسے امیر مقرر ہوں گے جو نمازوں  
کو اول وقت سے دیر کر کے پڑھیں گے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۵ اس کی تائید حضرت جابر کی وہ حدیث کرتی ہے جس کو شیخین نے روایت کیا ہے کہ آپ ظہر دوپہر کے وقت پڑھا کرتے تھے اور عصر جبکہ  
سورج صاف اور بلند ہوتا۔

الظَّهْرُ فِي الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ أَقْدَامٍ إِلَى خَمْسَةِ أَقْدَامٍ وَفِي النَّشَاءِ خَمْسَةَ أَقْدَامٍ إِلَى سَبْعَةِ أَقْدَامٍ سِوَاكَ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّنَائِيُّ.

کی نماز ظہر کا اندازہ تین قدم سے پانچ قدم تک تھا۔ اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک (ابوداؤد نسائی) یعنی سایہ اصلی کے علاوہ



۱۔ نماز عصر کا وقت۔ اس حدیث پر ابوداؤد اور منذی نے سکوت اختیار کیا ہے یعنی یہ حدیث ان کے نزدیک احتجاج کے قابل ہے کیونکہ ابوداؤد اور منذی نے صراحت کی ہے کہ ہم صرف اسی حدیث پر سکوت کریں گے جو حجت کے قابل ورنہ ہم اس کی حیثیت کو ضرور بیان کر دیں گے۔ اور اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے راوی حسن کے ماوی ہیں۔

اصلی سایہ ہر علاقہ میں مختلف ہوتا ہے کیونکہ جہاں شعاعیں سیدھی پڑیں گی وہاں اصلی سایہ کم ہوگا اور جہاں آڑی ترپھی پڑیں گی وہاں سایہ زیادہ ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس حدیث میں جس سایہ کا ذکر ہے وہ حریم شریفین کا ہے اور یہ جو ظہر اور عصر کا وقت بیان کیا گیا ہے یہ اصلی سایہ سمیت ہے اور قدم کی پیمائش آدمی کے قد کا ساتواں حصہ ہے اور یہاں قدم سے مراد پاؤں ہے نہ کہ وہ فاصلہ جو سفر کرتے وقت دو قدموں کے درمیان ہوتا ہے۔ سردیوں میں سات قدم سایہ ایک مثل ہوگا حالانکہ سردیوں میں ظہر کی نماز جلدی پڑھی جاتی ہے اور گرمیوں میں دیر سے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سردیوں میں اصلی سایہ بہت زیادہ لمبا ہو جاتا ہے اور گرمیوں میں کم ہوتا ہے۔



## بَابُ تَعْجِيلِ الصَّلَاةِ

نماز اسلام کے ارکان میں سے ہے نماز کے اوقات میں وسعت رکھی گئی ہے۔ اس کی ابتدا اسے اور انتہا بھی پہلے آخر درمیانی وقت میں نماز درست ہے۔ نیک کاموں میں تاخیر اور دیر پسندیدہ فعل نہیں۔ اس باب کا مطلب یہ ہے کہ نماز اول وقت میں ادا کی جائے۔ عصر کی نماز میں دیر کو آنحضرت نے خاص طور پر ناپسند فرمایا ہے۔ صبح کی نماز آپ اندھیرے میں پڑھتے۔ لیکن جمع کھل چکی ہوتی۔ ظہر کی گرمیوں میں کسی قدر دیر سے خصوصاً جہاں سایہ وغیرہ کا انتظام نہ ہوتا یا سفر کی صورت ہوتی۔ اسی کو اہماد سے تعبیر فرمایا ہے۔ البتہ عشاء کی نماز میں تاخیر پسند فرماتے۔ بلا ضرورت عشاء کے بعد گفتگو کو نہ پسند فرماتے۔ تاکہ عشاء کے بعد سو جائے اور جمع کی نماز میں صبح وقت پر شریک ہو سکے۔

نماز ضائع ہو جانے کی صورت میں بعض لوگوں نے ایک حیلہ تراشا ہے۔ وہ نماز کے بدل میں کچھ غلہ بطور صدقہ دیتے ہیں۔ یا قرآن مجید اور کچھ نقدی آپس میں ایک دوسرے کو ہبہ کرتے ہیں۔ آخر میں یہ ہبہ امام مسجد کو مل جاتا ہے۔ یہ حیلہ بالکل غلط ہے۔ میت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ مال ضائع ہو جاتا ہے اور یہ شریعت کے ساتھ ایک مذاق ہے۔  
العلم احفظنا۔



عَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى نِعْمَ مَجِدٍ فِيهِ فَرِيضَةٌ - وَأَنَّ لَيْسَ لِلنَّاسِ إِلَّا مَا سَحَىٰ - دیکھ انسان کو مرتد وہی پکڑے گا جو اس نے کمائی کی ہوگی، اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت مسلم نے فرمایا: إِذَا مَا تِ الْوَسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ دیکھ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں (قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ کسی آدمی کی عبادت کسی دوسرے آدمی کے کام نہیں آئے گی آپ اس سے مستثنیٰ وہی صورت پیدا ہو سکے گی جس کو شریعت بیان کرے اور کتاب و سنت پر نگاہ ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مالی عبادت میں تو دوسرے آدمی کی طرف سے نیابت ہو سکتی ہے۔ زبانی اور بدنی عبادت میں نیابت قطعاً نہیں ہے مثلاً کوئی آدمی کسی دوسرے کی طرف سے کلمہ توحید ادا نہیں کر سکتا اگر ایسا ہو سکتا تو تمام صحابہ اپنے کفار و اکتعین کی طرف سے کلمہ پڑھ کر ان کو مسلمان بنا دیتے حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور اسی طرح عبادت میں بھی نیابت نہیں۔ شریعت میں یہ ثابت نہیں کہ کسی آدمی نے کسی دوسرے کی طرف سے نماز فرض ادا کی ورنہ تمام بڑے لوگ چھوٹوں پر اپنی نمازیں ڈال دیتے ہاں مالی عبادت میں نیابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عہاس کی زکوٰۃ میں ادا کروں گا۔ شہر میں کی طرف سے اس کے بھائی نے حج کیا آنحضرت نے فرمایا پہلے اپنا حج کر پھر شہرہ کی طرف سے حج کر دیا ورنہ کھانا چاہئے حج مرکب عبادت ہے مالی اور بدنی۔

## الفصل الأول

۵۲۱۔ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَابْنِي عَلِيٌّ ابْنُ بَرْنَاءَةَ الْأَسْلَبِيِّ فَقَالَ لَهُ ابْنِي كَيْفَ كَانَ مَا سَأَلَكَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ الَّتِي تَدْعُوْنَهَا الْأَوْلَى حِينَ تَدْعُو حَضَّ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدَنَا إِلَى مَا حَلَّ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخَّرَ الْعِشَاءُ الَّتِي تَدْعُوْنَهَا الْعَمَّةُ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهُ وَيَقْرَأُ بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ وَفِي رِوَايَةٍ وَلَا يَبَالِي بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ إِلَى ثَلَاثِ اللَّيْلِ وَلَا يَجِبُ النَّوْمُ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

### پہلی فصل

۵۲۱۔ سیار بن سلام فرماتے ہیں۔ میں اور میرے والد ابو بزنہ اسلمی کے پاس گئے۔ میرے والد نے کہا۔ آنحضرت فرضی نماز کیسے ادا فرماتے تھے۔ فرمایا۔ دوپہر کی نماز جسے تم پہلی نماز کہتے ہو۔ اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔ اور عصر پڑھنے کے بعد ہم اپنے گھر واپس آتے (اور مکان) مدینہ کی دوسری جانب ہوتا۔ اور ابھی سورج صاف ہوتا۔ دھوپ کارنگ نہ بدلتا، اور مغرب کے متعلق انہوں نے جو کچھ فرمایا۔ مجھے بھول گیا۔ اور عشاء کی نماز جسے تم عتمة کہتے ہو۔ اسے دیر سے پڑھنا پسند فرماتے تھے اور اس سے پہلے سونا ناپسند فرماتے۔ اور عشاء کے بعد باتیں کرنا مکروہ سمجھتے۔ اور صبح کی نماز سے جب واپس آتے۔ تو آدمی اپنے ساتھی کو پہچان سکتا۔ اور صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیت تک کے درمیان پڑھتے۔ اور ایک وقت میں بے عشاء کی نماز میں تہائی رات تک دیر کی پرواہ نہ کرتے اور اس سے پیشتر سونا اور اس کے بعد باتیں کرنا ناپسند فرماتے (بخاری مسلم)

۱۔ حضرت اوشن کا وہ کالے کوکتے ہیں مشا کو کسی لیے عزت کہا گیا ہے (ام)

۲۔ ظہر اور عصر کا بہتر وقت ۱۔ اس کو ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے ظہر کو دوپہر کی نماز اس لیے کہا کہ دوپہر کے بالکل متصل سورج ڈھلتے ہی اس کا وقت شروع ہو جاتا ہے یعنی ہجیر۔ ادنی اور ظہر تینوں ظہر ہی کے نام ہیں یہاں جو فرمایا ہے کہ سورج ڈھلتے ہی نماز پڑھتے معلوم ہے کہ یہ سردیوں کے موسم ہیں ورنہ گرمیوں میں کچھ دیر کی جاتی ہے اور عصر کی نماز کے متعلق انس کی وہ حدیث جس کو ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے پتہ دیتی ہے کہ عصر کی نماز کے بعد کوئی جانے والا عوالی تک بھی چلا جاتا تو ابھی سورج صاف ہوتا اور عوالی کا زیادہ سے زیادہ تھما ٹھمیل ہے اور کم سے کم دو میل۔

۵۲۲: وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالنَّهْجِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيْثُ وَالْمَغْرِبُ إِذَا وَجِبَتْ وَالْعِشَاءُ إِذَا اكْتَشَرَ النَّاسُ عَجَلَ وَإِذَا أَقْلُوا أَحْرَ وَالصُّبْحُ بِغَلَسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۲۳: وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظُّهْرِ نَائِرٍ سَجَدْنَا عَلَى تِيَابِنَا إِتْقَانًا الْحَرِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ.

۵۲۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ قَبْرِ جَهَنَّمَ وَاشْتَدَّتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ أ كُلِّ بَعْضِي بَعْضًا فَإِنَّ لَهَا بِنَفْسَيْنِ نَفْسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفْسٍ فِي الصَّيْفِ أَشَدًّا مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدًّا مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهِرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ فَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ فَمِنْ سَمُومِهَا وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْبُرْدِ فَمِنْ نَمِّ مَهْرِيْرِهَا.

۵۲۲۔ محمد بن عمرو بن حسن بن علی نے فرمایا۔ ہم نے جابر بن عبد اللہ سے آنحضرت کی نماز کے متعلق دریافت کیا۔ فرمایا ظہر دوپہر کے وقت ادا فرماتے۔ اور عصر جب سورج پورے تابانی میں ہوتا۔ اور مغرب جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء کی نماز اگر لوگ زیادہ جمع ہو جاتے تو جلدی پڑھ لیتے۔ اگر کم ہوتے تو تاخیر فرماتے۔ اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے۔ (بخاری مسلم) ۵۲۳۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ جب آپ کے پیچھے نماز ادا کرتے۔ تو گرمی سے بچنے کے لیے کپڑے پر سجدہ کرتے۔ (بخاری مسلم) اور یہ لفظ بخاری کے ہیں۔

۵۲۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو۔ اور صبح بخاری میں ابو سعید سے مروی ہے۔ کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے۔ اور آگ نے اللہ کے پاس شکایت کی۔ کہ لے اللہ میرے بعض حصوں نے بعض کو کھالیا۔ اللہ نے اسے دوسانس لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ایک سردی میں۔ دوسرا گرمی میں گرمی اور سردی کی شدت اسی وجہ سے ہے (بخاری مسلم) صبح بخاری میں ہے۔ تم جس قدر زیادہ گرمی یا سردی محسوس کرتے ہو۔ سو اس کی گرمی اور سردی کی وجہ سے ہے۔

۱۔ اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ سورج کی زندگی کی تشریح بخیر کی حدیث میں یہ ہے کہ اس کی تپش محسوس ہو اس کو ابوداؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ حدیث کے معنی پہلے گند چکے ہیں۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۵۲۵۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيْثُ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِي مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوَهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۵۲۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يُجَلِسُ يَرْقُبُ الشَّسَّ حَتَّى إِذَا أَصْفَرَتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنِي الشَّيْطَانِ قَامَ فَتَنَفَّرَ أَرْبَعًا لَأَيُّكُمْ اللَّهُ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَا وَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۲۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَّذِي تَفَوَّتَ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَانَ تَمَازُؤُهُ لَهْ وَمَا لَهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۵۲۵۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ عصر کی نماز پڑھتے۔ اور سورج ابھی صاف اونچا ہوتا۔ اور جانے والہ مدینہ کی طرف بیتوں میں پہنچ جاتا۔ اور سورج ابھی اونچا ہوتا۔ اور (بعض عوالی لقمہ بستیاں) مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہوتیں۔ (بخاری مسلم)۔  
۵۲۶۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ یہ منافق کی نماز ہے۔ بیٹھ کر سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ زرد ہو جائے اور شیطان کے سیگوں میں چلا جائے۔ کھڑے ہو کر کوسے کی طرح چار چو پنجیں لگاتا ہے۔ اس میں اللہ کا ذکر تک نہیں ہوتا۔ (مسلم)  
۵۲۷۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جس شخص کی عصر کی نماز ضائع ہو گئی۔ یوں سمجھو کہ اس کا گھر باہر سب لٹ گیا۔ (بخاری مسلم)

۱۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس سے معلوم ہوا کہ نمازی اپنے کپڑے پر سجدہ کر سکتا ہے۔ جمود کا یہی مذہب ہے امام شافعی نے اس کا انکار کیا ہے۔  
۲۔ دنیا میں گرجی جہنم کی وجہ سے ہے۔۔ جہنم کے سانس سے مراد اس کی لوکی گرجی ہے مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اول وقت نماز پڑھنا افضل ہے لیکن گرجی کی شدت میں چونکہ پوری طرح خشوع حضور نہیں ہو سکتا اس لیے اسے خدا ٹھنڈا کر لینے کا حکم دیا۔ (حاشیہ صفحہ ۱۸۱)  
۳۔ منافق کی نماز:- اس حدیث کو ابن ماجہ اور بخاری کے علاوہ جماعت نے روایت کیا ہے۔ یہاں نماز سے مراد عصر کی نماز ہے اور اس کے عدا بلا غدر ویر سے پڑھنے والے کو آنحضرتؐ نے منافق کہا ہے یہ تغلیظ کے طور پر ہے یعنی یہ منافقوں کا سا کام ہے عصر کی نماز کو اس لیے خاص کیا کہ وہ کا دباری مشاغل کا وقت ہے۔

۴۔ اس حدیث کو مالک، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا۔ مطلب یہ ہے کہ عصر کی نماز میں کوتاہی کرنا اتنا ہی بڑا ذبی حادثہ ہے جتنا کہ دنیا میں یہ حادثہ ہے کہ کسی کا مال اور اولاد سب برباد ہو جائیں۔

۵۴۸ :- وَعَنْ بَرِيْدَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ أَحْطَطَ عَمَلَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۴۹ :- وَعَنْ مَرَاةٍ ابْنِ خَدَّاجٍ قَالَ كُنَّا نَصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ أَحَدَنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبَلِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۵۰ :- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانُوا يُصَلُّونَ الْعَمَةَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيْبَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۵۱ :- وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءَ مُتَلَفَعَاتٍ بِمُرُورِهِنَّ مَا يَعْرِفُنَّ مِنَ الْفَلَسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۴۸ - بریدہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جس نے عصر کی نماز ترک کر دی۔ اس کے اعمال برباد ہو گئے (بخاری)

۵۴۹ - رافع بن خدیج فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کرتے۔ پھر ہم واپس جاتے۔ تو اپنا تیز کرنے

کی جگہ دیکھ لیتے۔ (بخاری مسلم)

۵۵۰ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا۔ عشاء کی نماز سرخی غائب ہونے سے لیکر پہلی رات کی تہائی کے درمیان

تک پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری مسلم)

۵۵۱ - حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت صبح کی نماز پڑھتے۔ عزتیں کپڑا لپیٹ کر واپس ہوتیں۔ اندھیرے کی وجہ سے

پہچانی نہ جا سکتیں۔ (بخاری مسلم)

۱۔ نماز عصر چھوڑنے کا نقصان :- اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کے علل ضائع ہو گئے۔ کے دو معنی ہیں ایک تو جو جھٹلے یہ ہے کہ بالکل اس کو ختم کر دیا جائے جیسے کفر ایمان کو یا ایمان کو کفر بالکل ختم کر دیتا ہے اور ایک جو جھٹلے ہے کہ وہ عل وقت پر کام نہ آئے مثلاً نیکیاں تول میں ہلکی ہو گئیں تو اس وقت جنت کا داخلہ رک گیا پھر جنت میں جائے گا تو ان کا اجر اس وقت ملے گا۔

۲۔ نماز مغرب کا وقت :- اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مغرب کی نماز سورج غروب ہوتے ہی فوری طور پر پڑھ لینی چاہیے۔ شیبہ جو در سے پڑھتے ہیں اس کی اصل نہیں اور سرخی تک آنحضرت نے مغرب کی نماز پڑھی وہ صرف بیان وقت کے لیے تھی معمول بہ نہیں تھی۔

۳۔ اس باب میں احمد ابن ماجہ اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے حدیث بیان کی ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اور احمد مسلم اور نسائی نے جابر سے بیان کی ہے مطلب یہ ہے کہ عشاء کا وقت شفق غائب ہونے سے لے کر تہائی رات یا آدھی رات تک ہے۔ آدھی رات تک کی روایتیں بہت زیادہ ہیں۔ (باقی صفحہ آئندہ)

۵۵۱:- وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَبْدًا ابْنُ ثَابِتٍ سَحَرًا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سُحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى فَلَمَّا لَانَ كَرَمًا كَانَ بَيْنَ فَرَغِهِمَا مِنْ سُحُورِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلَاةِ قَالَ قَتَادَةُ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ حَسِينِ آيَةَ مَا دَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۵۲:- وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كُنْتَ عَلَيْكَ أَمْرًا يُكْسِبُونَ الصَّلَاةَ أَوْ يُؤَخِّرُونَهَا عَنْ وَقْتِهَا فَقُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ صَلِّ الصَّلَاةَ لَوْ قَرَّبَهَا فَإِنْ أَدْرَكَتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۵۳:- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصُّلُوبِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرِبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۵۲- قتادہ حضرت انس سے روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت اور زید بن ثابت جب سحری کے کھانے سے فارغ ہوئے آپ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اور نماز پڑھی۔ ہم نے حضرت انس سے دریافت کیا کہ سحری سے فراغت اور نماز کے درمیان کتنا فرق تھا۔ فرمایا اس قدر کہ انسان پچاس آیتیں پڑھ سکے۔ (بخاری)

۵۵۳- ابو ذر فرماتے ہیں مجھے آنحضرت نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب تم پر ایسے امیر ہوں گے۔ جو نماز ضائع کریں گے۔ یا اسے اپنے وقت سے موخر کر دیں گے۔ میں نے عرض کیا۔ جناب مجھے کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا تم نماز اپنی وقت پر پڑھو اگر تم ان کے ساتھ نماز پالو۔ تو پڑھ لو۔ یہ تمہارے لیے نفل نماز ہوگی۔ (مسلم)

۵۵۴- ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ جس نے آفتاب کے طلوع سے پہلے صبح کی ایک رکعت پالی۔ اس نے صبح کی نماز پالی اور جو عصر کی ایک رکعت آفتاب کے غروب سے پہلے پالے۔ اس نے عصر کی نماز پالی (بخاری مسلم)

دقیقہ ماشیر منور گزشتہ صفحہ فجر اول وقت پڑھنی چاہئے، اس حدیث کو جماعت نے اور اس کی حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے ان حدیثوں سے صبح کی نماز کا اول وقت پڑھنا عورتوں کا مسجد میں جانا اور چاروںوں سے پردہ کرنا ثابت ہوتا ہے طلوع فجر کے بعد دیر نہ چاہئے۔ (ماثیہ صفحہ ۱) اسے باجماعت نماز سے اول وقت پڑھنا بہتر ہے:- اس حدیث کو ترمذی نسائی ابن ماجہ اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے جماعت سے نماز پڑھنے کے اجر سے تلک وقت میں نماز پڑھنے کا گناہ زیادہ ہے۔ لہذا اگر ایسا ہو کہ کئی جماعت چھوڑو یا مکروہ وقت میں نماز پڑھو تو اس وقت جماعت کو چھوڑ دینا بہتر ہے۔ اکیلا نماز پڑھ لے اور افضل وقت میں پڑھ لے۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ نماز میں وقت کی پابندی جماعت کی پابندی سے افضل ہے جماعت کے لیے نماز کا وقت (باقی صفحہ ۴۲۵)

۵۵۵:- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَدْرَاكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرِبَ الشَّمْسُ فَلْيَتِمَّ صَلَاتَهُ وَإِذَا أَدْرَاكَ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلْيَتِمَّ صَلَاتَهُ مَا وَدَّ الْبُخَارِيُّ-

۵۵۶:- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكْفَارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا وَفِي رِوَايَةٍ لَأَكْفَارُهَا أَنْ يَخْلُوكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

۵۵۷:- وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِي التَّوْبِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقْظَةِ فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِيذَكُرُنِي رِوَاةٌ مُسَلَّمَةٌ-

۵۵۵- حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم سے کوئی ایک رکعت عمر کی آفتاب کے غروب سے پہلے پالے۔ تو باقی نماز پوری کرے۔ اور جب صبح کی نماز سے ایک رکعت آفتاب کے طلوع سے پہلے پالے۔ تو باقی نماز پوری کرے (بخاری)

۵۵۶- حضرت انس سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو شخص نماز بھول جائے یا سو جائے۔ اس کا کفارہ یہ ہے۔ کہ جب یاد آئے اسی وقت ادا کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں۔

۵۵۷- ابوقتادہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ سو جانے میں کوئی گناہ نہیں بیداری میں نماز صبح کرنا گناہ ہے۔ جب تم میں سے کوئی بھول جائے یا سو جائے۔ جب یاد آئے نماز پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اقم الصلوة لذکرى۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ خراب نہیں کرنا چاہیے اور پہلی نماز فرضی ہوگی اور دوسری نفل نیز اس صورت میں وقت اور جماعت دونوں کا اجراء جائیگا۔ (ام)

(حاشیہ صفحہ ۱۸۱) ۱۔ وقت میں ایک رکعت پالی تو نماز پالی۔ ۵۵۷ اور ۵۵۸ نمبر کی حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز وقت میں شروع ہو جائے اس کے بعد آفتاب نکل آئے یا غروب ہو جائے تو اس کا نماز پڑھ لے۔ صبح بھی ہو جائے گی اور عصر بھی امانت کا خیال ہے کہ عمر کی نماز تو پورا ہونے لگی لیکن صبح کی نماز نہیں ہوگی کیونکہ صبح کا آخری وقت مکروہ ہے یہ چونکہ محض قیاس ہے اس لیے یہ حدیث امانت کے خلاف جمت ہے۔ (ام)

۲۔ رسم استقاط صرف رسم ہے۔ نماز اگر کبھی بھول یا کسی خد سے ضائع ہو جائے تو جب یاد آئے ادا کر لینا چاہیے اس کا اجر وقتی نماز کی طرح ہوگا اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں بعض میت کی طرف سے فی نماز کچھ غلطی سے اس کے ساتھ دیتے ہیں اسے استقاط کہتے ہیں یعنی اس جیلہ سے نماز اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی یہ بالکل بے معنی ہے یہ حدیث صحیحہ اس کے خلاف ہے۔ (ام)

۳۔ نیند اور بھول سے نماز قضا ہو تو گناہ نہیں۔ اس کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اور نسائی اور ابن ماجہ نے (باقی برصو آئندہ)

## الفصل الثانی

- ۵۵۸: عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرُهَا الصَّلَاةُ إِذَا آتَتْ وَالْحِنَاةُ إِذَا أَحْضَرَتْ وَالْأَيْحُ إِذَا وَجَدَتْ لَهَا كُفُورًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.
- ۵۵۹: وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْوَقْتُ الْأَوَّلَ مِنَ الصَّلَاةِ رِضْوَانُ اللَّهِ وَالْوَقْتُ الْآخِرُ عَفْوُ اللَّهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.
- ۵۶۰: وَعَنْ أُمِّ قُرُوءَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْأَعْمَالَ أَفْضَلَ قَالَ الصَّلَاةُ لِأَوَّلِ وَقْتِهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ لَا يَرَوِي الْحَدِيثَ إِلَّا مِنَ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرَاءِ وَهُوَ كَيْسٌ بِالْفَرَقِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

## دوسری فصل

- ۵۵۸ - حضرت علی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اسے علمین کام ہیں۔ ان میں یرمت کرو۔ نماز کا جب وقت ہو جائے۔ اور جنازہ جب تیار ہو جائے۔ جو ان عورت کے لیے جب ہمسرہ خاوند مل جائے (ترمذی)
- ۵۵۹ - ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ نماز میں اول وقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے۔ آخری وقت معافی کا سبب ہے۔
- ۵۶۰ - ام فروہ سے مروی ہے۔ آنحضرت سے پوچھا گیا۔ کون سا عمل افضل ہے۔ فرمایا۔ نماز اول وقت میں (راحد۔ ترمذی۔

الہوداؤں) امام ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صرف عبداللہ بن عمر عری سے مروی ہے۔ اولیٰ حدیث کے نزدیک قوی نہیں۔  
 (دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس کا پھر حصہ بیان کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ فوت ہو جانے والی نماز جب یاد آجائے یا سوا ہوا جاگ اٹھے تو اسی وقت پڑھ لے اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا کہ اس وقت پڑھنے کا ملنا چاہئے تھا کیونکہ ان دونوں چیزوں میں اس کا کوئی تصور نہیں ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۱)

۹: اس حدیث کو ابن ماجہ، حاکم اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند متصل نہیں ہے علاوہ انہی صحیحین عبداللہ جنہی ممول بھی ہے۔ کھوکھے لیے اسلام۔ آزادی۔ شرافت۔ نسب اور ذریعہ معاش میں برابری لازم ہے۔ یہی عورت اور مرد ان چیزوں میں برابر کی حیثیت رکھتے ہوں۔

۱۰: بغیر عذر نماز میں تاخیر نہ کرنا چاہئے۔ ام فروہ اور ابن عمر کی حدیثوں میں عبداللہ بن عمر عری سے جس کے متعلق حدیث میں اختلاف ہے لیکن دوسری بہت سی حدیثوں سے اس کی تائید ہوتی ہے باقی وہ حدیثیں جن میں عشاء کی تاخیر اور صبح کا سفر اور ظہر کا ہماؤ مذکور ہے تو وہ اول وقت کے عموم سے تخصیص ہے اور خاص اور عام میں کوئی معارضہ نہیں ہوتا۔



۵۶۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً تَوْفِيقَهَا الْآخِرُ مَرَّتَيْنِ حَتَّى قَبِضَهُ اللَّهُ تَعَالَى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۵۶۲۔ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ أَوْ قَالَ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا الْمَغْرَابَ إِلَى أَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُومُ سَأَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَمَأْوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنِ الْعَبَّاسِ.

۵۶۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ شَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُكُمْ أَنْ يُؤَخَّرُوا الْعِشَاءَ إِلَى ثَلَاثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

۵۶۴۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْنِمُوا بِهَذِهِ الصَّلَاةِ فَإِنَّكُمْ قَدْ فَضَلْتُمْ بِهَا عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ وَلَكُمْ تَصَدَّقُهَا أُمَّةٌ قَبْلَكُمْ سَأَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۵۶۱۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے دو دفعہ کے سوا نماز کبھی آخر وقت میں نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ نے ان کو قبض فرمایا (ترمذی)

۵۶۲۔ ابو ایوبؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میری امت ہمیشہ میرے رہے گی۔ یا فرمایا فطرت پر قائم رہے گی جب تک مغرب کی نماز کو اس قدر دیر سے نہ پڑھیں گے۔ کہ ستارے کثرت سے نکل آئیں۔ (ابوداؤد)

۵۶۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اگر میں امت پر مشکل نہ جانتا تو میں ان کو حکم دیتا۔ کہ عشاء کی نماز کو تہائی یا نصف رات تک تاخیر کریں۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

۵۶۴۔ معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ عشاء کی نماز دیر سے پڑھو۔ تم کو اس کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔ اور کسی امت نے تم سے پہلے یہ نماز (اس وقت) نہیں پڑھی۔ (ابوداؤد)

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اول وقت میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور جب بھی تاخیر کی ہے تو بیان ہونے کے بعد ہی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر ہمیشہ اول وقت میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ (مراقہ)

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک ہمیشہ مغرب کی نماز اول وقت پڑھنے کی تھی یاں خدا تعالیٰ کے لیے ہر کی ہر ایک بات ہے۔  
۳۔ عشاء کا نماز اول وقت وہ ہے جبکہ تیسری رات کا چاند غروب ہو جائے تہائی یا آدھی رات تک اس کا وقت زیادہ فضیلت حاصل کرتا جاتا ہے اور جواز اور مجبوری کا وقت طلوع صبح تک ہے۔  
(باقی صفحہ صفحہ ۴۲۹)

۵۶۵. وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِوَقْتِ هَذِهِ الصَّلَاةِ صَلَوةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيَهَا لِسُتْقُوطِ الْقَبْرِ لِثَلَاثَةِ دَوَاكِ الْبُودَا وَدَوَاكِ الدَّارِمِيِّ.

۵۶۶. -: وَعَنْ مَا رَفَعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْفَرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَكْثَرُ لِلْأَجْرِ دَوَاكِ التَّوَمِنَاتِيِّ وَابُودَا وَدَوَاكِ الدَّارِمِيِّ وَلَيْسَ عِنْدَ النَّسَائِيِّ فَإِنَّهُ أَكْثَرُ لِلْأَجْرِ.

۵۶۵. نعمان بن بشیر فرماتے ہیں۔ میں نماز عشاء کا وقت تم سب سے بہتر جانتا ہوں۔ آنحضرت چاند کی تیسری تاریخ کو غروبِ قر کے وقت پڑھا کرتے تھے۔ (ابوداؤد، دارمی)

۵۶۶۔ رفیع بن خدیج فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ فجر کو کھلنے دو۔ اس میں بہت زیادہ اجر ہے۔ زترمندی، ابوداؤد دارمی۔ لیکن نسائی میں فاتحہ اعظم ہی نہیں ہے۔

یہ تیسرا صفحہ صومرا شریف کے نماز عشاء کی فضیلت ہے۔ اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا اور اس پر سکوت کیا اور اس باب میں عبداللہ بن عمر کی حدیث مسلم، نسائی اور ابوداؤد میں بھی ہے۔ یہ غلط پہلی حدیث پر فرض نہیں تھی البتہ پہلے انبیاء اس کو نفل کی حیثیت سے پڑھا کرتے تھے جیسے کہ آنحضرت پر تھم کی نماز ایک نہ اند نماز تھی لیکن احمد پر یہ نماز فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔ (عاشیہ صفحہ ۵۸۱)

۱۷۔ اس حدیث کو زترمندی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ تیسری روایت کا چاند سورج غروب ہونے کے دو گھنٹے بعد عام طور پر غروب ہوتا ہے یہ آنحضرت کا معمول بہ وقت تھا کہ اس میں تاریخ بھی پڑھ جاتی اور کبھی اس سے پہلے بھی پڑھ لیتے۔

۱۸۔ نماز فجر کا صبح وقت۔ زترمندی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس کو بہت سے لوگوں نے صحیح کہا ہے۔ امام طحاوی نے غلس کی حدیثوں میں اصحاب حدیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ ابتدا غلس میں کرے اور انتہا اسفار میں اور اس تطبیق کو بہت سے علماء نے پسند کیا ہے اور بعض نے اسفار سے متنبین صبح مراد لیا ہے۔ یعنی اتنی سویرے صبح کی نماز نہ پڑھی جائے کہ صبح ہونے ہی میں شک باقی رہ جائے۔ اسفار کے بعد پورا صفر ہے جب کہ سرخی ظاہر ہونے لگے آجکل عام طور پر لوگ سرخی پھیل جانے کے بعد نماز پڑھتے ہیں جو کسی طرح بھی صحیح نہیں مگر ان کے بعد میں ہے کہ آپ نے یہ حکم چاندنی راتوں میں دیا تھا کیونکہ چاند کی روشنی میں صبح جلدی ظاہر نہیں ہوتی تو آپ نے فرمایا صبح ظاہر ہونے سے پہلے پڑھ لیتے۔

۱۹۔ اسفار کے معنی یہ ہیں کہ صبح کے بعد کوئی گھل ہائے اور کوئی شہ نہ رہے اور یہ غلس کے خلاف نہیں اسفار کے باوجود غلس ہو سکتا ہے۔ ہمارے ملک میں اس وقت نماز پڑھتے ہیں جب مشرق کی طرف زردی پھیل جائے۔ یہ اصفاۃ بالاصاد کا مفہوم ہے اسفار بالبین کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ صبح صاف ہو جائے اس میں شہ نہ رہے۔ زترمندی کے وقت نماز بالکل کر وہ ہے۔ (اسم)

### الفصل الثالث

۵۶۷:- عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدَائِجٍ قَالَ كُنَّا نَصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَتَوَخَّرُ الْحِزْوَةَ فَتُفْسِرُ عَشْرَ فَيْسِرٍ ثُمَّ نَطْبُحُ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ مَغِيبِ الشَّمْسِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۵۶۸:- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَكُنَّا ذَاتَ يَوْمٍ نَسْتَضَرُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَسَلُّهُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْأَخْرَجَةَ فَخَرَّمَ الْبِنَائِحِينَ ذَهَبَ ثَلَاثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ فَلَا تَدْرِي أَسْمَى شَغَلَتْ فِي أَهْلِهَا أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ فَقَالَ حِينَ خَرَّمَ أَتَكْرَهُنَّ تَنْظُرُونَ صَلَاةً مَا يَنْتَظِرُهَا أَهْلُ دِينٍ غَيْرِكُمْ وَتَوَلَّوْنَا أَنْ يَثْقُلَ عَلَيَّ أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَدِّينَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۶۹:- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي

### تیسری فصل

۵۶۷:- رافع بن خدیج فرماتے ہیں ہم آنحضرت کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے۔ پھر اونٹ ذبح کر کے اس کے دس حصے کیے جاتے۔ پھر پکایا جاتا۔ اور سورج غروب ہونے سے پہلے پکا ہوا گوشت کھا لیتے۔ (بخاری مسلم)

۵۶۸:- عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں ہم ایک رات نماز عشاء کے لیے آنحضرت کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔ آپ تہائی رات گذرے یا اس سے کچھ دیر بعد تشریف لائے۔ یہ معلوم نہیں کہ گھر میں کوئی مشغلہ تھا۔ یا کوئی اور کام آپ جتن جتن لائے۔ تو فرمایا۔ تم اس نماز کے لیے انتظار کر رہے ہو۔ دوسرے مذہب کے لوگوں سے کوئی اس وقت اس کا انتظار نہیں کر رہا۔ اگر امت پر یہ وقت بھاری نہ ہوتا۔ تو میں ان کو اس وقت نماز پڑھاتا۔ پھر مؤذن کو حکم دیا۔ اس نے آقامت کی اور نماز پڑھی۔

۵۶۹:- جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات نماز عصر کا وقت :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثل کے بعد عصر کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ کیوں کہ اتنا زیادہ کام دولت کرتا ہے کہ آپ بہت سویرے عصر کی نماز پڑھتے ہوں گے آئمہ ثلاثہ اور صاحبین اور ایک روایت میں خود امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی روایت ہے کہ ایک مثل کے بعد عصر کی نماز پڑھ لینی چاہئے بعض نے اس کا اندازہ ربع نماز کیا ہے یعنی جب چوتھی صدقہ کا باقی رہ جائے تو عصر کی نماز پڑھ لینی چاہئے۔ (مرقاۃ المفاتیح علی القاری)

الصَّلَاةِ نَحْوًا مِّنْ صَلَاةِ كُمْ وَكَانَ يُوتِحِرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلَاةِ كُمْ شَيْئًا وَكَانَ يُخَفِّفُ  
الصَّلَاةَ مَا دَاةُ مُسَلِّمًا.

۵۷۰ :- وَعَنْ أَبِي سَبِيحَةَ قَالَ صَليْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ  
الْعَتَمَةِ فَلَمْ يُبْرِجْ حَتَّى مَضَى نَحْوَمِثْنِ شَطْرِ اللَّيْلِ فَقَالَ خُذُوا مَقَاعِدَكُمْ فَاخْذُوا  
مَقَاعِدَنَا فَقَالَ إِنِ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَأَخَذُوا مَقَاعِدَهُمْ وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي  
صَلَاةٍ مَا أَنْتَظِرْتُمْ الصَّلَاةَ وَتَوَلَّوْا ضِعْفَ الضَّعِيفِ وَسُقْمَ السَّقِيمِ لِأَخْرَجْتَ هَذَا  
الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ مَا دَاةُ أَبُو دَاةٍ وَدَاةُ النَّسَائِيِّ.

۵۷۱ :- وَعَنْ أُمِّ سَكِينَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِشْدًا تَعْجِيلًا  
لِلظُّهْرِ وَنُكْرًا وَأَنْتُمْ إِشْدًا تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

نمازیں تمہاری طرح پڑھتے تھے۔ اور عشا کی نماز تم سے فدا دیر میں ادا فرماتے۔ اور نماز ہلکی پڑھتے۔ (مسلم)

۵۷۰۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں ہم نے آنحضرت کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی۔ آپ نہ تشریف لائے۔ بیان نک کہ  
نصف شب گزر گئی۔ فرمایا اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ ہم اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے۔ فرمایا لوگ نماز پڑھ چکے۔ اور اپنے بستروں پر  
چلے گئے۔ اور تم نے جس قدر انتظار کیا۔ تم نماز میں رہے۔ اگر کمزوری اور بیماری کی بیماری کا خیال نہ ہوتا۔ تو میں اس نماز  
کو نصف رات تک دیر کر دیتا (ابوداؤد۔ نسائی)

۵۷۱۔ حضرت ام سلمہ سے مروی ہے۔ آنحضرت تم سے ظہر سویرے پڑھتے۔ اور تم حضرت سے عصر سویرے پڑھتے  
ہو۔ (احمد۔ ترمذی)

۱۷ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عشاء میں تاخیر مستحب ہے۔ البتہ اگر کوئی ضرورت ہو یا  
آدمی جلدی اٹھے ہو جائیں تو جلدی بھی پڑھ سکتے ہیں۔

۱۷ اس حدیث کو احمد، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نصف رات تک  
عشا کی تاخیر قولاً وفعلاً ثابت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی جب تک جماعت کے انتظار میں بیٹھا رہے وہ نمازی کے حکم میں اور ثواب بھی ایسا  
۱۷ ظہر اور عصر کا وقت۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث ترمذی میں ان الفاظ سے آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ  
جلدی ظہر کی نماز پڑھتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور اسی طرح ابوبکر اور عمر سے بھی ترمذی نے کہا حضرت عائشہ کی حدیث حسن ہے عصر  
کی نماز اول وقت پڑھنا آنحضرت کا معمول تھا۔ تاخیر کی جو ایک آدھ روایت آئی ہے وہ وقت بیان کرنے کے لیے ہے سو حج کی ترمذی کے بعد  
عدا نماز پڑھنے والا منافی ہے اور سوئے ہوئے اور بھولنے والے کے لیے سو حج غروب ہونے تک وقت ہے۔

۵۷۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْخَرَابَرْدُ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَلَّ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

۵۷۳۔ وَعَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِتْمَاهَا سَتَكُونَ عَلَيْكُمْ بَعْدِي أَمْرًا يُشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ عَنِ الصَّلَاةِ يَوْفِقُهَا حَتَّى يَذَاهِبَ وَقْتُهَا فَصَلُّوا الصَّلَاةَ يَوْفِقُهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَلِّيَ مَعَهُمْ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۵۷۴۔ وَعَنْ قَبِيصَةَ بْنِ وَقَاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ عَلَيْكُمْ أَمْرٌ مِنْ بَعْدِي يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ فَهِيَ لَكُمْ وَهِيَ عَلَيْكُمْ فَصَلُّوا مَعَهُمْ مَا صَلُّوا الْقِبْلَةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۵۷۲۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں حضرت نماز (ظہر) دیر سے پڑھتے۔ اور سردی کے موسم میں سیرے پڑھتے۔ (نسائی)

۵۷۳۔ حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے۔ آنحضرت نے مجھے فرمایا۔ میرے بعد تم پر ایسے بادشاہ ہوں گے۔ جنہیں کام کاج وقت پر نماز پڑھنے سے باز رکھے گا۔ یہاں تک کہ نماز کا وقت گزر جائے گا۔ تم نماز صبح وقت پر پڑھ لو۔ ایک شخص نے کہا۔ میں بھی ان کے ساتھ پڑھ لوں گا۔ فرمایا۔ ہاں۔ (ابوداؤد)

۵۷۴۔ قبیسہ بن وقاص روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میرے بعد تم پر ایسے امراء ہوں گے۔ جو نماز دیر سے پڑھیں گے۔ یہ تمہارے لیے مفید ہے۔ اور ان پر اس کا بوجھ ہے۔ پس جب تک قبلہ و نماز پڑھیں۔ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔ (ابوداؤد)

۱۷۔ گرمی میں ظہر کو ٹھنڈا کرنا۔۔ گرمی کے دنوں میں ظہر کو ٹھنڈا کرنے کا حکم استحباب کے لیے ہے۔ یہی جمہور کا قول ہے۔ کتنی دیر ٹھنڈا کرے؟ بعض نے جسم کا چوتھاں سایہ کہا۔ بعض نے تہائی اور بعض نے نصف لیکن اصلی سایہ کے سوا بعض نے تطبیق یوں دی ہے کہ ٹھنڈا کرنے کی رخصت ہے اور جلدی پڑھنا افضل ہے۔

۱۸۔ ایسی ہی ایک روایت حضرت ابوذر سے مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں بھی آئی ہے۔ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۱۹۔ دیر سے نماز پڑھنا بُرے امراء کی علامت ہے۔۔ آنحضرت کی یہ پیشگوئی صحیح نکلی خلفاء بنی امیہ کی عادت تھی کہ وہ نمازوں میں دیر کرتے تھے صحابہ کو یہ عادت ناپسند تھی وہ نماز اول وقت پڑھ لیتے اگر موتہ ملتا تو امراء کے ساتھ ادا کر لیتے دوسری نماز نفل سمجھ لیتے اب تک بنی امیہ کی سنت پر عمل ہو رہا ہے اکثر احناف نماز خراب کر دیتے ہیں عمر تو عموماً ایسے وقت میں پڑھی جاتی ہے جسے حضرت نے منافقوں کی نماز فرمایا ہے۔ (اسم)

۵۷۵ :- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ بْنِ الْخِيَارِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُمَانَ وَهُوَ مُحْصَرٌّ وَقَالَ إِنَّكَ إِمَامٌ عَامَّةٌ وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرَى وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامٌ فِتْنَةٌ وَنَتَخَرَّبُ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسَنُ مَعَهُمْ وَإِذَا أَسَاءُوا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۵۷۵۔ عبید اللہ بن عدی بن خیاریؓ کے دونوں میں حضرت عثمان کے پاس گئے فرمایا۔ تم عامۃ المسلمین کے امام ہو اور آپ پر جو مصیبت ہے وہ معلوم ہے۔ اور ہمیں فتنہ پرور امام نماز پڑھاتے ہیں اور ہم اسے ناپسند کرتے ہیں۔ فرمایا نماز لوگوں کے اعمال سے بہتر عمل ہے۔ جب لوگ اچھا کام کریں۔ تو اچھے میں ان کے شریک ہو جاؤ اور جب برائی کریں تو برائی سے الگ رہو۔ (بخاری)



۱۷۔ برے امام کے پیچھے وقتی نماز پڑھ لے۔۔ عبید اللہ بن عدی مشہور تابعی ہیں بعض نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے کیونکہ ان کی ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ حضرت عثمان عبید اللہ کے ماں کی طرف سے رشتہ دار تھے امام فتنہ کنانہ بن بشر مصری تھا اس سے معلوم ہوا کہ جماعت چھوڑنے سے یہ بہتر ہے کہ اس آدمی کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے جس کے پیچھے نماز پڑھنے کو دل نہ چاہتا ہو بشرطیکہ بد عقیدہ نہ ہو۔

## بَابُ فَضَائِلِ الصَّلَاةِ

قرآن عزیز نے اعمال خیر کو بہت اہمیت دی ہے۔ علماء حق نے اعمال کو ایمان کا جزو سمجھا ہے۔ نماز کا مرتبہ حسنات میں سب سے بڑا ہے۔ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدِّ هِبْنَ السَّيِّئَاتِ نِيكِيَاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ نماز اور اصل عبادات کا مجموعہ ہے۔ تلاوت ذکر و دعا۔ رکوع۔ سجود قومہ جلسہ یہ مختلف قسم کی عبادات نماز میں جمع کر دی گئی ہیں۔ یہ عبادت تمام انبیاء اور ان کی امتوں میں مروج تھی۔ اس میں جسم اور روح دونوں کی پاکیزگی اور نظافت رکھ دی گئی ہے۔ کپڑے اور جگہ کی طہارت اس میں ضروری ہے۔ اس قدر نظافتوں کا اثر فیثیاً روح کو نظیف اور پاک کر سکتا ہے۔ نماز کا مل اسلام کا بڑا اہم شعار ہے آنحضرت نے فرمایا۔ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالْحَبْدِ مِثْلُ الْكَلْبِ وَالْحَبْدِ كَلْبٌ كَافِرٌ اور انسان میں نماز کا فرق ہے مومن بے نماز نہیں ہو سکتا۔ کافر کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اتنی عظیم اشان عبادت جو مختلف قسم کی عبادات کا مجموعہ ہو۔ ہر قسم کی پاکیزگی جس میں ملحوظ رکھی گئی ہو۔ جس میں شانزدہ علامات جمع کر دیے گئے ہوں۔ جب اسے ترک کیا جائے تو اس کا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام ناپید ہو۔ پاکیزگی مفقود ہو۔ خیر و برکت ختم ہو جائے۔ یہی کفر کا بنیادی اثر ہے۔



عہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے علاوہ خود قرآن مجید کی کئی ایک آیتوں میں اس طرف اشارہ موجود ہے کہ توبے نماز کیلئے دنیوی امن ہے نہ اخروی۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں فرمایا۔ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ۔ (یعنی اگر وہ توبہ کریں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو پھر ان کو کچھ نہ کہو) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ نماز کی پابندی نہ کریں تو ان کے لیے پناہ نہیں ہے ان کو قتل کیا جائے گا اور سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے چند ایک نبیوں اور مریم صدیقہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا فَخَلَفَ مِنْ بَدْرٍ حَظْمٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غِيَابًا لَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا قَدْ كَانُوا الْغَنَّةَ وَلَا يَظْلَمُونَ شَيْئًا۔ (پھر ان کے بعد ان کے نالائق جانشین اٹھے ان لوگوں نے نمازوں کو ضائع کر دیا اور خواہشات کی پیروی کی سو یہ لوگ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے ہاں جو آدمی توبہ کر جائے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے توبہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کچھ ظلم نہ ہوگا، یہاں بے نماز کے توبہ اور ازہر نو ایمان لانے کی شرط لگائی گئی ہے اس آیت سے بہت سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ تارک نماز حقیقی کافر ہے کیونکہ اس پر ایمان لانے کی شرط لگائی ہے اگر وہ مومن رہتا تو پھر دوبارہ ایمان لانے کی ضرورت نہ تھی۔

## الفصل الأول

۵۷۶: عَنْ عُمَاةَ بْنِ مُرْوَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَنْ يَسْلِبَ النَّاسُ مَا أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۷۷: وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْبُرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

۵۷۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْمَعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ

## پہلی فصل

۵۷۶- عمارہ بن مرویبہ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ فرماتے تھے جو شخص آفتاب کے طلوع اور غروب سے پہلے نماز پڑھے وہ کبھی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ یعنی فجر اور عصر کی نماز (مسلم)

۵۷۷- ابو موسیٰ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی دو ٹھنڈی نمازیں ادا کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ بخاری (مسلم)

۵۷۸- حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ اور جن کے فرشتے فجر اور عصر کی نماز

۱۔ فجر اور عصر کی نمازوں کی فضیلت :- حدیث کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمر کی نماز شکل کی وجہ سے اور صبح کی نماز نیند اور آرام کی وجہ سے زیادہ مشکل معلوم ہوتی ہے جو شخص ان کو بروقت ادا کر سکتا ہے وہ باقی نمازیں بھی ضائع نہیں کرے گا اس لیے آنحضرت نے جنت کی بشارت دی اس کا یہ مطلب نہیں کہ دو ادا کرے تو باقی معاف ہو جاتی ہیں۔ (اسم)

۲۔ اس کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ان دو نمازوں کو اس لیے خاص کیا ہے کہ صبح کا وقت نیند کا وقت ہوتا ہے اور عصر کے وقت کام کا سچ کی مشغولیت بہت زیادہ ہوتی ہے اور پھر جو ان نمازوں پر بھی محافظت کرے گا وہ دوسری نمازوں پر تو بہت زیادہ غما کرے گا۔ اس لیے بھی ان وقتوں کو خاص کیا ہے کہ اس وقت فرشتے اپنی ڈیوٹی بدلتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ وہ آگ میں نہیں جائیگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کا دوزخی نہیں ہے ضرور کسی نہ کسی وقت جنت میں داخل ہو جائے گا۔

۳۔ فجر اور عصر کی نمازیں بڑی اہم ہیں۔ اس مضمون کی بہت سی حدیثیں بہت سے صحابہ سے مروی ہیں صحیحین میں بھی اور ان کے علاوہ اور کتابوں میں بھی۔ شرح السنہ میں کہا ہے کہ ٹھنڈی نمازوں سے مراد صبح اور عصر کی نمازیں ہیں اور بعض نے صبح اور عصر کی نمازیں مراد لی ہیں۔



ثُمَّ يَعْرِجُ الَّذِينَ بَانُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ سَأَلَهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي  
فَيَقُولُونَ تَرَكْنَا هُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَاتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -

۵۷۹۔ وَعَنْ جُنْدَبِ الْقَسْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى  
صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَلَا يَطْلُبُكَ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ شَيْءٌ فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبُكَ مِنْ  
ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدَارِكُهُ ثُمَّ يَكْتُبُهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ مَا وَاهُ مُسَلِّمٌ وَفِي بَعْضِ  
نُسُخِ الْمُصَابِيحِ الْقَشِيرِيِّ بَدَلَ الْقَسْرِيِّ -

۵۸۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَيَعَاكَ النَّاسُ  
مَا فِي التَّدَايِعِ وَالضَّعِيفِ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْكَ لَا يَسْتَهْمُوا وَكُو

ہیں۔ پھر جو تم میں رات رہے۔ وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے۔ حالانکہ اسے ان سے  
خود زیادہ علم ہے۔ تم نے میرے بندوں کو کیسے چھوڑا۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا ہے۔ اور جب ہم گئے  
تھے۔ اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری مسلم)

۵۷۹۔ جندب قسری سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو صبح کی نماز پڑھے۔ وہ اللہ کے ذمہ میں ہے۔ سوال اللہ اپنے  
ذمہ کی بابت کوئی چیز طلب نہ فرمائے اللہ تعالیٰ جس کو اپنے ذمہ کے لیے طلب کرے گا۔ پھر اسے منہ کے بل پنہم کی آگ میں  
ڈالا جائے گا (مسلم) مصابیح کے بعض نسخوں میں قسری کی بجائے قشیری ہے۔

۵۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اگر لوگ جان لیں کہ اذان اور پہلی صفت میں کس قدر اجہر  
ہے پھر وہ اسے قرعہ اندازی کے سوانہ پا سکیں۔ تو وہ قرعہ اندازی کریں گے۔

۱۔ صبح و شام کی نمازوں میں فرشتوں کی آمد۔ اس حدیث کو سنانی اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صبح میں روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں  
سے اس لیے پوچھتے ہیں کہ ان کو بندوں کے نیک اعمال کی شہادت بار بار دینی پڑے وہ شہادت جو عینی اور حقیقی ہے اور یہ تمام شہادتیں اس  
ایک شہادت کا جواب ہیں جو انہوں نے ایک بار شہادت دی تھی کہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویفسد اللہ ما۔ کہ وہ  
زمین میں فساد کرے گا اور خون گرائے گا اور یہ شہادت قیاسی اور بے اصل تھی۔

۲۔ صبح کی نماز کی فضیلت۔ اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں ابن ماجہ نے ابوبکر سے اور طبرانی نے کبیر  
اور اوسط میں ابوبکر اشجعی سے بھی روایت کی ہے۔ اس کا مطلب و طرح بیان کیا گیا ہے ایک تویہ کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ  
تعالیٰ کی مفاہلت میں ہے اس کو مت سناؤ نہ خداوند تعالیٰ نے جو اس سے عہد رکھا تھا اس کو تم نے توڑا ہے تو اللہ تعالیٰ تم کو اس کی سزا  
دے گا یا یہ مطلب ہے کہ تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عہد نماز کی وجہ سے ہے اگر نماز چھوڑ دو گے تو اللہ تم کو سزا دے گا۔

يَعْلَمُونَ مَا فِي اللَّهِ حَيْثُ لَا سَتَبَقُوا إِلَيْهِ وَكُوَيْعِلُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَا تَوْهَمًا  
وَكُوْحَبُوا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۵۸۱ :- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ صَلَاةٌ أَنْقَلُ عَلَى

السَّافِقِينَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَكُوَيْعِلُونَ مَا فِيهِمَا لَا تَوْهَمًا وَكُوْحَبُوا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۵۸۲ :- وَعَنْ عُمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ

فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى  
اللَّيْلَ كُلَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۸۳ :- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْبَدُ تَكْوِيلُ الْأَعْرَابِ

عَلَى إِسْرِ صَلَوَاتِكُمُ الْمُغْرِبِ قَالَ وَتَقُولُ الْأَعْرَابُ هِيَ الْعِشَاءُ وَقَالَ لَا يُعْبَدُ تَكْوِيلُ الْأَعْرَابِ

اور اگر وہ جان لیں کہ ظہر کی نماز سویرے پڑھنے میں کتنا اجر ہے تو اس کے لیے وہ دوڑیں۔ اور اگر وہ جانیں کہ عشاء کی  
نماز اور صبح میں کس قدر اجر ہے تو ان کے لیے گھٹنوں کے بل چل کر آئیں (بخاری مسلم)

۵۸۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ منافقین پر عشاء اور صبح سے کوئی نماز زیادہ بھاری نہیں۔

اور اگر وہ ان کے ثواب کو جان لیں۔ تو گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔ (بخاری مسلم)

۵۸۲۔ حضرت عثمانؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص عشاء کی نماز باجماعت ادا کرے۔ اسے نصف شب

قیام کا ثواب ملے گا۔ اور جو شخص صبح کی نماز باجماعت ادا کرے۔ گویا اس نے تمام رات قیام کیا۔ (مسلم)

۵۸۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر دو صبح مغرب کی نماز کے نام میں تم

پر غالب نہ آجائیں۔ کیونکہ وہ اسے عشاء کہتے ہیں۔ اور عشاء کی نماز کے نام میں بھی وہ تم پر غالب نہ آجائیں۔

۱۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔

۲۔ اس حدیث کو ابو داؤد۔ ترمذی اور مالک نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن خزیمہ نے بھی اس کو

روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی عشاء کی نماز باجماعت ادا کرے تو اس کو نصف شب کے قیام کا ثواب ملتا ہے اور اگر صبح کی نماز بھی جماعت

سے پڑھے تو ساری رات کے قیام کا ثواب اس کو ملے گا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ عشاء کی نماز باجماعت سے پڑھنے کا ثواب نصف رات کے قیام

کا ہے اور صبح کی نماز باجماعت سے پڑھنے کا ثواب ساری رات کے قیام کے برابر ہے۔

۳۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بول چال ہمیشہ فصیح زبان میں ہونی چاہئے گواروں کی زبان بولنا نصاحت کے منافی ہے اس لیے اس سے پرہیز

کے لیے فرمایا۔ (اسم)

عَلَىٰ إِسْرَافِكُمْ لِكُرِّ الْعِشَاءِ فَإِنَّهَا تُغْتَمِرُ بِحِلَابِ  
الْإِدْبِلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۸۴ :- وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخُنْدِ قِيَّ حَسُونَا  
عَنْ صَلَوةِ الْوَسْطَى صَلَوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللَّهُ بِيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَامًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

### الفصل الثاني

۵۸۵ :- عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَسَلُّوْا صَلَوةَ الْوَسْطَى صَلَوةَ الْعَصْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اس کا نام اللہ کی کتاب میں عشاء ہے۔ اسے اونٹوں کا دودھ نکالنے کے وقت تک دیر سے پڑھتے ہیں، بدو اسے اس  
یے عمدہ کہتے ہیں۔ (مسلم)

۵۸۶ :- حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے خندق کے دن فرمایا۔ کفار نے ہمیں وسطی یعنی عصر کی نماز سے روک دیا خدا  
ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دئے۔ (بخاری مسلم)

### دوسری فصل

۵۸۵ :- عبد اللہ بن مسعود اور سمرہ بن جندب سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ صلوة الوسطی سے مبرا عصر

کی نماز ہے (ترمذی)

۱۔ جذب ناموں کی ترغیب :- اس حدیث کو احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ بدو لوگ مغرب کی نماز کو عشاء کی نماز  
کہتے ہیں کیونکہ عشی کا لغوی معنی دن کا پچھلا حصہ ہے مغرب چونکہ دن کے پچھلے حصے کے آخر پر آتی ہے اس لیے اس کو عشاء کہہ دیتے اور عشاء کی  
نماز کو بدو عشاء کا لغوی معنی اندھیرا ہے وہ دودھ دوشنے اندھیرا کہہ دیتے تو اس نماز کا نام انہوں نے عمدہ رکھ لیا۔ آپ نے فرمایا تم ان نمازوں کے  
یہ نام نہ رکھ لینا بلکہ کتاب و سنت کے مطابق ان کے نام لیا کرنا۔

۲۔ نماز کی اہمیت :- اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے مستدرک امام احمد میں ہے کہ بعض صحابہ نے کہا صلوة صبح صلوة  
وسطی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں صلوة وسطی عصر کی نماز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اس طرح لعنت نہ کی تھی۔

حتیٰ کہ جب طاقت میں چند شریروں نے آپ پر پتھر بھی برسائے تو اس دن بھی بدعتا نہ دی تھی۔ لیکن جب نماز قضا ہو گئی تو اس رحمت مجسم  
کے منہ سے بھی بے اختیار بدعتا نکل گئی اس سے نماز کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہیئے۔

۳۔ صلوة وسطی عصر ہے :- درمیانی نماز کو کسی سے اس میں صحابہ کے آثار مختلف ہیں۔ زید بن ثابت اور حضرت عائشہ نے کہا  
ظہر کی نماز صلوة وسطی ہے۔ عبد اللہ بن عباس اور حضرت علیؑ نے کہا کہ جمع کی نماز صلوة وسطی ہے۔ اصل یہ ہے کہ یہ سب (باقی بر صفحہ آئندہ)

۵۸۶ :- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا قَالَ تَشْهَدُهُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَصَلَاتُكَ أَلَمْ تَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

### الفصل الثالث

۵۸۷ :- عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَائِشَةَ قَالَا الصَّلَاةُ الْوَسْطَى صَلَاةُ الظُّهْرِ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ تَمِيمٍ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَا الصَّلَاةُ الْوَسْطَى صَلَاةُ الظُّهْرِ رَوَاهُ مَالِكٌ

۵۸۸ :- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْحَاجِرَةِ وَلَوْ يَكُنْ يُصَلِّي صَلَاةً أُشَدَّ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا فَذَلَّتْ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالْوَسْطَى وَقَالَ إِنَّ قَبْلَهَا صَلَاةٌ تَيْنٌ وَبَعْدَهَا صَلَاةٌ تَيْنٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ

۵۸۶- ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا فرمایا اس میں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

### تیسری فصل

۵۸۷- زید بن ثابتؓ اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ صلوٰۃ الوسطی سے ظہر کی نماز مراد ہے۔ (مالک نے زید سے اور ترمذی نے دونوں سے تعلقاً روایت کیا ہے)

۵۸۸- زید بن ثابتؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت ظہر کی نماز سویرے پڑھا کرتے تھے۔ اور صحابہ پر کوئی نماز اس سے زیادہ

سخت نہ تھی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالْوَسْطَى (ساری نمازوں پر حفاظت کرو خاص کر درمیانی نماز پر اور زید بن ثابت نے کہا۔ اس سے پہلے بھی دو نمازیں ہیں۔ اور اس کے بعد بھی (احمد ابو داؤد)

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) آثار احادیث صحیحہ مرفوعہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ احادیث صحیحہ مرفوعہ میں نماز وسطی عصر کی نماز ہے۔ ابن مسعود کی حدیث مسلم میں ہے اور سمرہ کی حدیث کو ترمذی نے روایت کر کے حسن کہا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ زید بن ثابت کی حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ میں اور نسائی نے بھی تقدیر اولوں سے روایت کیا ہے۔ بحال اگر ان میں سے کوئی قول صحت کے ساتھ معلوم بھی ہو جائے تو وہ موقوف ہے جو صحیح حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور صحیح ہی ہے کہ صلوٰۃ وسطی عصر کی نماز ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۰ یہ صحابی کا اثر ہے اور اس سے پہلے ۵۸۸ میں مرفوعاً آنحضرت سے مذکور ہے کہ صلوٰۃ الوسطی سے عصر کی نماز مراد ہے اس میں حسن سمرہ سے روایت کرتے ہیں حسن کے سمرہ سے سماع میں اختلاف ہے علی بن مدینی کہتے ہیں کہ یہ سماع ثابت اور صحیح ہے اسلیے (باقی صفحہ آئندہ)

۵۸۹: وَعَنْ مَالِكٍ بَلَّغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ كَانَا يَقُولَانِ الصَّلَاةُ الْوَسْطَى صَلَاةُ الصُّبْحِ رَوَاهُ فِي الْمَوْطَأِ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ تَعْلِيْقًا.

۵۹۰: وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ غَدَا إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ غَدَاً بِرَأْيِهِ الْإِيمَانِ وَمَنْ غَدَا إِلَى الشُّوقِ غَدَاً بِرَأْيِهِ الْإِبْتِلَاسِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

۵۸۹۔ امام مالک کو حضرت علی اور ابن عباس کی بابت معلوم ہوا۔ کہ وہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے صبح کی نماز مراد لیتے تھے۔

موطا ترمذی نے ابن عباس اور ابن عمر سے نقل کیا روایت کیا،

۵۹۰۔ سلمان فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص صبح کی نماز کے لیے گیا۔ وہ ایمان کا بھنڈا اٹھا کر گیا۔ اور جو بازار

کی طرف گیا۔ وہ ابلیس کا بھنڈا لے کر گیا (ابن ماجہ)



(فقیر حاشیہ صفحہ گذشتہ) صبح حدیث کو ترجیح ہوگی۔ (اسم)

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۵۹۱ اور ۵۹۲۔ یہ بھی زید بن ثابت کا اثر ہے موقوف حدیث نہیں۔ (اسم)

۱۷ ابن ماجہ کی سند کے راوی حسن کے راوی ہیں اور جندب بن عبد اللہ کی مسلم والی حدیث جو پہلے ذکر ہو چکی ہے اس کی تائید کرتی ہے اس میں صبح کی نماز کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ جو آدمی صبح سویرے اٹھ کر نماز پڑھے اور پھر کاروبار میں مصروف ہو تو اس نے ایمان کا بھنڈا اٹھایا اور شیطان سے برسر پیکار ہوا اور جس نے نماز پڑھی اور سویرے سویرے بازار کو چلا گیا اس نے شیطان کا بھنڈا اٹھایا اور خدا کے لشکر سے نکل گیا۔

## بَابُ الْاِذَانِ

نماز صحیح قول کے مطابق ۳۲ نبوی میں معراج کی رات کو فرض ہوئی۔ اس کے بعد ۳۳ نبوت میں آنحضرت نے ہجرت فرمائی۔ مکہ معظمہ میں جماعت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ مخالفت زیادہ تھی۔ حرم میں آنحضرت آزادی سے نماز نہیں ادا کر سکتے تھے۔ نماز کی فرضیت کے بعد جبریل کی امامت کا ذکر تو آتا ہے۔ لیکن بیت اللہ میں باقاعدہ جماعت کا ذکر نہیں ملتا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس وقت اذان کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ضرورت ہوئی۔ کہ نماز اکٹھی پڑھی جاوے۔ یہاں آتے ہی مسجد کی تعمیر فرمائی تھی۔ مخالفت کے باوجود جماعت اور نماز میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ اس لیے یہاں اجتماع میں رکاوٹ نہ تھی۔ جگہ موجود تھی۔ وقت پر جمع ہونے کے لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی اطلاع کی صورت سوچی جائے۔

اس ضمن میں تین تجویزیں پیش ہوئیں۔ جو اس کی طرح آگ جلائی جائے یہود کی طرح سینک بھایا جائے عیسائیوں کی طرح ناقوس بجا یا جائے۔ اس میں قباحت یہ تھی۔ کہ یہ دوسری غیر مسلم قوموں کی نقالی تھی۔ جو ایک زندہ قوم کے لیے موت کے مراد ہے۔ آنحضرت اور خلفاء رحمہم اللہ ہمیشہ دوسری قوموں کی نقالی سے بچتے۔ فوجوں کو جو ہدایات بھیجی جاتی تھیں ان میں بھلائی اصول پیش نظر رہتا۔ اس لیے یہ سب چیزیں ناپسند کر دی گئیں۔ اور مجلس کسی فیصلہ کے بغیر ہی ختم ہو گئی۔

اس اثنا میں عبد اللہ بن زید نے خواب دیکھا۔ جس میں ایک شخص اذان اور اقامت کہہ رہا ہے۔ انہوں نے آنحضرت سے ذکر فرمایا۔ آپ نے اسے پسند فرمایا۔ اس قسم کے خواب حضرت عمر اور بعض دوسرے صحابہ نے دیکھے۔ ابن ہشام کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ آنحضرت کو بذریعہ وحی بھی اذان بتائی گئی۔ آنحضرت نے اسے منظور فرمایا۔ عبد اللہ بن زید کو حکم دیا۔ کہ وہ حضرت بلال کو یہ کلمات سکھا دیں۔

اسلام کے مزاج کے لحاظ سے یہ کلمات مناسب تھے۔ اللہ تعالیٰ کی برتری کا ذکر و حدانیت اور رسالہ پر ہو کہ شہادت اس کے بعد صلوٰۃ اور اس کے قبیلہ فلاح اور کامیابی کے لیے چار آوازیں دے کر اللہ کی توحید اور برتری پر اذان ختم کر دی گئی۔ گویا اسلام کے مقاصد کی تبلیغ اس میں پوری طرح آگئی تھی۔

اس لیے اذان کو اسلام کے شعائر سے شمار فرمایا۔ دار الحرب اور دار الاسلام میں یہی ماہ الامتیاز ہے۔ اگر نماز صبح میں کسی بستی سے اذان کی آواز نہ آتی تو اسلامی لشکر ایسی بستیوں پر حملہ کر دیتے اسے لوٹ لیتے۔

حضرت بلال دوسری اذان کہتے۔ شہادتوں کو چار دفعہ دہراتے۔ ایک دفعہ ذرا ہلکی آواز دوسری دفعہ اونچی اور اقامت میں شہادتیں ایک ایک دفعہ کہتے۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ واللذان طرقتی اصحاطہ بقیۃ بلال فکان الاذان علیٰ عهد رسول اللہ مرتین مرتین والاقامۃ مرتۃ مرتۃ۔ حجۃ اللہ صلاحہ!

اذان میں حضرت بلال کا طریقہ صحیح تھا۔ آنحضرت کے زمانہ میں اذان دو دفعہ ہوتی۔ اور اقامت ایک دفعہ ہوتی حضرت ابوہریرہؓ اذان اور اقامت دونوں یکساں کہتے۔ شرعاً دونوں امر جائز ہیں مصارع شریعہ کے ساتھ حضرت بلال کی اذان زیادہ موافق ہے۔ گو اذان سے مقصد بظاہر اطلاع اور اعلان ہی ہے لیکن اس کا مطلب اللہ کا خوف اور اس کی طرف آنے ہے۔ اسی لیے شیطان اس سے بھاگتا ہے۔ اسے طبعاً اس مقدس اعلان سے نفرت ہے اذان کا مزاج ابلینی مزاج کے خلاف ہے۔ جب اذان سنتا ہے تو اس کی پیٹھ سے عیدت کی وجہ سے غیر مالوس آوازیں نکلتی ہیں۔



۱۰ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں کہا ہے کہ لفظ اذان کے معنی ہیں اطلاع دینا اور خبر دلا کرنا اور شریعت کی اصطلاح میں اذان کا معنی ہے کہ لوگوں کو اطلاع کی جائے کہ نماز کا وقت آگیا ہے اور اس کے قصوص الفاظ کو بلند آواز سے کہے امام شوکانی نے نیل میں اسی طرح کہا ہے۔







أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ  
 ثُمَّ تَعُوذُ فَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ  
 أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ  
 حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

### الفصل الثاني

۵۹۳: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْأَذَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ  
 الصَّلَاةُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّيْسَانِيُّ وَالتَّيْمِيُّ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - (۲ دفعہ) پھر أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (۲ دفعہ) پھر  
 یعنی پھر دوبارہ یہ کلمات (شہادتین) دو دفعہ کہیں ہی علی الصلوة  
 نماز کے لیے آؤ۔ (۲ دفعہ) حسی علی الفلاح دو دفعہ کامیابی کے لئے آؤ، اللہ اکبر دو دفعہ لا الہ الا اللہ اللہ کے  
 سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ (مسلم)

### دوسری فصل

۵۹۳- ابن عمر فرماتے ہیں۔ اذان آنحضرت کے وقت دو دفعہ تھی۔ اور اقامت ایک ایک دفعہ لیکن قنن قَامَتِ الصَّلَاةُ  
 نماز تیار ہے۔ دو دفعہ فرمایا (ابوداؤد، نسائی، دارمی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کلمات میں یہ احتمال نہیں تھا کہ شاید ان کو بھول نہ جائیں اور پھر دوہرا کران کو یاد کر دیا جائے۔

اور پھر ابو عمرو نے خود بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پہلے بیس آدمیوں سے اذان کھلوائی یہ کیسویں  
 آدمی تھے۔ ان کا آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آگیا تو ان کو مؤذن مقرر کر دیا اس حدیث کو دارمی نے متصل سند سے روایت کیا ہے۔  
 کیا بیس آدمیوں کی افغان ہو جانے کے بعد بھی یہ احتمال باقی رہ جاتا ہے کہ ان کو شہادتین کے کلمات بھول نہ جائیں۔ پھر ابو عمرو کی دوسری  
 حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے ان کو اذان میں انیس کلمے بتائے اور اقامت کے سترہ اور یہ انیس کلمے ترجیح کے ساتھ ہی بنتے ہیں۔  
 یہ یاد رکھنا چاہئے کہ معاملہ کسی انسان کو خاموش کرانے کا نہیں معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے یہ سوچو کہ کیا خداوند کو یہ جواب دے کر مٹھتی کر  
 لوگے اور اگر ایسا نہ کر سکتا تو اپنی فکر کرو۔

(حاشیہ صفحہ ۵۹۴)

لے آکر ہی اور دوسری اذان :- اس حدیث کو ابن حبان۔ حاکم اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند میں ابو جعفر مؤذی ہے۔  
 ابن حبان نے کہا اس کا نام محمد بن مسلم بن مهران ہے باقی حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (باقی صفحہ ۵۹۴)



۵۹۶ :- وَعَنْ بِلَالٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَوَبَّنِي فِي شَيْءٍ مِمَّنِ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ أَبُو سَرَاتٍ يُثْبِتُ الزَّائِرِي لَيْسَ هُوَ بِذَلِكَ الْقَوِي عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

۵۹۷ :- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ إِذَا أَدَّيْتُمْ فَتَرَسَلْتُ كَذَا أَقَمْتُمْ فَأَحْمَدُ وَأَجْعَلُ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ قَدْرًا مَا يَفْرَعُ الْأَكِلُ مِنْ أَكْلِهِ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهِ وَالْمُعْتَصِرُ إِذَا دَخَلَ يَقْضِي حَاجَتِهِ وَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْفِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ وَجَبُولٍ.

۵۹۶- حضرت بلالؓ فرماتے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کسی نماز میں فجر کے سوا توبہ امت کو (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ترمذی) فرماتے ہیں اس حدیث میں ابو اسرائیل راوی اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔

۵۹۷- حضرت جابرؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے بلال کو حکم دیا۔ جب تم اذان کو تو ٹھہر ٹھہر کر کہو۔ اور اقامت جلدی کہو۔ اور اذان اور اقامت میں اتنا فرق ضرور رکھو کہ کھانے والا کھانے سے فارغ ہو جائے۔ اور پینے والا پنی جائے اور تھکنے جاتے لیے جانے والا اپنی ضرورت سے فارغ ہو جائے۔ اور جب تک مجھے دیکھو نہ لو۔ نماز کے لیے قیام مت کرو۔ (ترمذی) فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صرف عبد المنعم کے طریق سے مروی ہے۔ اور اس کی سند بھول ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے چار کلمے کم ہوئے اور دو کلمے قد قامت الصلوٰۃ کے اور بڑھ گئے اس طرح اذان کے امیں کلمے ہوئے اور تکبیر کے مترہ کلمے۔  
۲۔ الصلوٰۃ غیر من النوم، کا معنی یہ ہے کہ نماز سونے سے بہتر ہے یعنی نماز کی لذت تندرستی کی لذت سے بہتر ہے اس کو توبہ کہتے ہیں جس کی وضاحت اگلی حدیث میں آئی ہے۔  
(حاشیہ صفحہ ۴۲۷)

۳۔ توبہ بدعت ہے۔ توبہ الصلوٰۃ غیر من النوم کنا ہے۔ توبہ کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ضروری کلمات کے بعد ایک غیر ضروری کلمہ کہنا چونکہ اذان کے کلمات تو ختم ہو گئے۔ صبح کی اذان میں یہ ایک کلمہ دوم تہ زائد کہا گیا۔ غارہ ہے تَوْبًا اَلْمَصَلٰتِ۔ نماز نے فریضوں کے بعد نفل نماز ادا کی یہ کلمہ اور کوئی کلمہ صبح کی اذان کے علاوہ کسی اور وقت نہ کہا جائے۔ جیسا کہ آج کل رواج ہو رہا ہے کہ اگر نماز کی کچھ دیر کیوں تو الصلوٰۃ الصلوٰۃ بکارنے لگتے ہیں یا آج کل اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کے الفاظ بطور توبہ کہے جانے لگے ہیں یہ سب بدعت ہیں ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۴۔ اذان اور اقامت کہنے میں فرقی :- اس کی سند میں عمرو بن داؤد ہے۔ داؤد ظنی نے کہا وہ متروک ہے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ ضعیف ہے لیکن اس کے کچھ اور بھی شاہد ہیں۔ سنت یہ ہے کہ اذان کے کلمات بلند آواز سے ٹھہر ٹھہر کر ادا کیے جائیں کیونکہ ان سے مقصد لوگوں کو دعوت دینا ہے اور اقامت جلدی جلدی ادا آہستہ آہستہ آواز سے ہونی چاہیے کیونکہ مقصد نماز کا کھڑا کرنا ہے نہ کہ لوگوں کو بلانا۔

۵۹۸. وَعَنْ زَيْدِ بْنِ الْحَارِثِ الصَّدَاقِيِّ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُذِنَ لِي صَلَاةَ الْفَجْرِ فَادْنُتُ فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَاصِدًا إِعْرَاقًا قَدْ أَدَنَ وَمَنْ أَدَنَ فَهُوَ يُقِيمُ مَا وَاهُ التَّرْمِذِيُّ وَابُودَاؤُدُ ابْنُ مَاجَةَ.

### الفصل الثالث

۵۹۹. عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا السَّيْئَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَنْهَيَتُونَ لِلصَّلَاةِ وَيُتَدَاوَمُونَ بِهَا أَحَدًا فَتُكَلِّمُوا يَوْمَئِذٍ ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِتَخَذُوا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ فَقَالَ عُمَرُ أَوْلَاتِ بَعَثُونَ رَجُلًا يُتَدَاوَمُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَتَدَاوَمِ بِالصَّلَاةِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

۵۹۸۔ زیاد بن حارث صدائی فرماتے ہیں۔ مجھے آنحضرت نے حکم دیا۔ کہ فجر کی نماز کے لیے اذان کہو۔ میں نے اذان کہی اور حضرت بلال نے تکبیر کا ارادہ کیا۔ آنحضرت نے فرمایا قبیلہ صدا کے آدمی نے اذان کہی تھی۔ اور جو اذان کہے۔ اقامت بھی وہی کہے گا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

### تیسری فصل

۵۹۹۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ مسلمان جب مدینہ منورہ میں آئے۔ تو وہ جمع ہوتے اور نماز کے وقت کا انتظار کرتے۔ اور منادی کوئی نہیں کرتا تھا۔ ایک روز اس معاملہ میں سب نے گفتگو کی۔ بعض نے رائے دی۔ کہ نصاریٰ کی طرح ناقوس بجایا جائے۔ بعض نے کہا۔ یہودی کی طرح سینگ بجایا جائے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ کسی آدمی کو بھیج دو۔ کہ وہ اذان کہدے تو آنحضرت نے بلال کو حکم دیا۔ کہ اٹھ کر نماز کے لیے اذان کہہ دو۔ (بخاری مسلم)

۱۔ کیا اقامت مؤذن ہی کہے؟۔ اس کی سند میں عبدالرحمن بن زیاد و افریقہ ضعیف ہے اکثر اہل علم کے نزدیک عمل اسی پر ہے کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے لیکن علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی آدمی اذان کہے اور اقامت کوئی دوسرا آدمی کہدے تو یہ جائز ہے۔ بہتر کو نسا طرز عمل ہے؛ اس میں اختلاف ہے اکثریت اسی طرف ہے کہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ خواہ مؤذن اقامت کہے یا کوئی اور کہے برابر ہیں اور ان لوگوں کی دلیل عبداللہ بن زید کی حدیث ہے جس کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ بلال اقامت کہنے لگے تو میں نے کہا تکبیر کہنے کا ارادہ تو میں کر رہا تھا تو آنحضرت نے فرمایا تو ابھی اقامت کہہ لے تو پھر انہوں نے اقامت کہی اور بعض نے مؤذن کی اقامت کو ترجیح دی ہے۔ البتہ اگر امام خود اقامت کہدے تو اس کا حق مؤذن سے بھی زیادہ ہے کیونکہ آگے حدیث آئے گی کہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۰۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ مَنِيبَةَ قَالَ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوسِ يُعْمَلُ يُضْرَبُ بِهِ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ طَافَ فِي وَأَنَا نَائِبُهُمْ رَجُلٌ يَحْمِلُ النَّاقُوسَ فِي يَدَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّبِعِ النَّاقُوسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهِ قُلْتُ نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ فَقُلْتُ لَهُ يَا بَلَاءُ قَالَ فَقَالَ تَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ إِلَى أَحَدِهِ وَكَذَا الْإِقَامَةُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَرْتُهُ بِمَا آيْتُ فَقَالَ إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَأَلِيقَ عَلَيْهِ مَا مَرَّ آيَةُ فَيُؤَدِّنُ بِهِ فَإِنَّهُ أُنْدَى صَوْتًا مِنْكَ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ أَلِيقُهُ عَلَيْهِ وَيُؤَدِّنُ بِهِ فَقَالَ فَسَمِعَ بِذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ يُجَرِّمُ دَاعِيَةَ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أُرِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ الْإِقَامَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ لَكِنَّهُ لَمْ يُصَرِّحْ بِقِصَّةِ النَّاقُوسِ.

۶۰۰۔ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ فرماتے ہیں۔ جب آنحضرت نے باجماعت نماز کے لیے ناقوس کا حکم فرمایا۔ مجھے خواب میں ایک آدمی ملا۔ جو ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے تھا میں نے اسے کہا۔ اللہ کے بندے ناقوس بجاتے ہو۔ اس نے کہا تم اسے کر کیا کرو گے۔ میں نے کہا ہم اس کے ساتھ نماز کے لیے لوگوں کو بلائیں گے۔ اس نے کہا۔ میں تم کو اس سے بہتر طریقہ بتاتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں اس نے کہا۔ اذان کو۔ (اللہ اکبر آنتر تک) اور اقامت بھی اسی طرح میں صبح کے وقت آنحضرت کے پاس آیا۔ اور اپنی خواب کا ذکر کیا آپ نے فرمایا۔ انشاء اللہ یہ خواب صحیح ہے۔ تم اٹھو اور بلال کو بتاؤ وہ ان کلمات کے ساتھ اذان کہے۔ اس کی آواز تم سے اونچی ہے میں کھڑے ہو کر بلال کو بتانا گیا۔ اور وہ اذان کہتے گئے۔ حضرت عمر نے جب یہ سنا وہ گھر میں تھے۔ وہ اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے نکلے۔ اور فرمایا اسے اللہ کے رسول مجھے اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ میں نے بھی ایسے ہی دیکھا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ کے لئے حمد ہے (ابوداؤد۔ دارمی۔ ابن ماجہ نے اقامت کا ذکر نہیں کیا۔ ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ لیکن اس نے ناقوس کا ذکر نہیں فرمایا)

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ) مؤذن اذان کا زیادہ تھا اسے اور امام اقامت کا زیادہ تھا اسے

۱۷۔ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ (ما مشہور) لے اذان وحی الہی سے شروع ہوئی۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے محمد بن اسحق کے طریق سے روایت کیا (باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۰۱۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ خَدَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ إِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلَاةِ أَوْ حَذَرَهُ بِرَجُلِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۶۰۲۔ وَعَنْ مَالِكٍ بَلَّغَهُ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ عُمَرَ يُؤَذِّنُهُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَوَجَدَاهُ نَائِمًا فَقَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَجْعَلَهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ رَوَاهُ فِي الْمَوْطَأِ.

۶۰۱۔ ابو بکرؓ فرماتے ہیں۔ میں آنحضرت کے ساتھ صبح کی نماز کے لیے نکلا۔ آنحضرت جس شخص کے پاس سے گزرتے اسے آواز دیتے۔ یا اس کو اپنے پاؤں کے ساتھ ہلاتے۔ (ابوداؤد)

۶۰۲۔ امام مالک کو معلوم ہوا کہ مؤذن حضرت عمر کے پاس صبح کی نماز کے لئے آئے حضرت عمر سو رہے تھے۔ مؤذن نے کہا۔ (الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ) (نماز نیند سے بہتر ہے) حضرت عمر نے اسے حکم کیا۔ کہ اسے صبح کی نماز میں کہو۔ (موطأ)

(تقیہ حاشیہ ص ۱۰۰ سابقہ) ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اذان عبداللہ بن زید کے خواب سے شروع ہوئی اور غیر انبیاء کے خواب پر احکام شریعت کی بنیاد نہیں رکھی جاتی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی پہلے آچکی تھی۔ بعد ازاں عبداللہ بن زید نے اگر خواب بیان کیا اور بعد ازاں حضرت عمر بن خطاب آگئے۔ عبدالمنافق اور ابوداؤد نے اسرائیل میں عمید بن عمیر کیشی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے جب اذان کا خواب دیکھا تو حضرت عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینے کے لیے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ سے پہلے وحی آچکی ہے اذان مشروعیت پر تو سب کا اتفاق ہے و جب میں اختلاف ہے۔ اول اذان میں چار دفعہ تکبیر کرنا اور شہا زین میں توجیع کرنا یہ تقدیر الہی کی روایت ہے جو بالاتفاق مقبول ہے خصوصاً جبکہ وہ کسی صبح حدیث کے خلاف بھی نہیں۔ (حاشیہ صفحہ ۱۰۱)

۱۰۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور بیہقی نے باب الاضطجاع بعد رکعتی الفحیر میں روایت کیا ہے۔ حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ جاگنے والا سوئے ہوئے آدمی کو نماز کے لیے جگا دے اس کی تائید عبداللہ بن مسعود کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے کہ بلال اس لیے اذان دیتے ہیں کہ کھڑے لوگ جائیں اور سونے والے اٹھ بیٹھیں۔

۱۱۔ مسنون تشویب کیا ہے؟۔ اس حدیث کو داؤد ظنی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت بلال کی حدیث پہلے گزری چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا تھا کہ صبح کی اذان میں تشویب کیا کرو یعنی الصلوة خیر من النوم۔ کہہ کر اور اسی طرح ابو خزیمہ کو بھی تشویب کا حکم دیا تھا اور وہ کہہ کر میں مؤذن مقرر کیے گئے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ کلمہ حضرت عمر نے صبح کی اذان میں اضافہ کیا ہے بلکہ حضرت عمر نے مؤذن پر اعتراض کیا جبکہ وہ ان کے پاس آکر کہنے لگا کہ الصلوة خیر من النوم تو آپ نے فرمایا اس کو صبح کی اذان میں کہہ کر دیساں اذان سے خارج میرے پاس آکر تم نے یہ کلمہ کیوں کہا۔

۶۰۳۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ مُؤَدِّدِ رَسُولِ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي بَيَّيْرٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ أَمَرَ بِاللَّائِنِ أَنْ يُجْعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ قَالَ إِنَّهُ أَرْفَعُ بِصَوْتِكَ رِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ.

۶۰۳۔ عبد الرحمن بن سعد بن عمیر بن سعد جو کہ آنحضرت کے مؤذن تھے۔ فرمانے ہیں۔ مجھے میرے باپ نے اپنے باپ سے  
 اور اس نے اپنے دادا سے روایت کیا۔ آنحضرت نے بلال کو حکم دیا۔ کہ اپنی انگلیاں (اذان کے وقت) کانوں میں داخل کرے  
 فرمایا اس سے تمہاری اذان اونچی ہو جائے گی۔ (ابن ماجہ)



۱۔ اس حدیث کو ترمذی نے ابو یوسف سے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے اور اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔ اور ابو یوسف  
 کا نام وہب سوائی ہے۔



## بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ وَاجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ

ناز اسلام کا رکن ہے۔ اور نیک عمل اذان اس نیک کام کے لئے دعوت ہے۔ اور دعوت بھی ایسی جس میں اسلام کے بنیادی اصولوں کا اعلان ہے۔ توحید نبوت اور صفات کی منادی ہے۔ اس میں فضیلت ہونی چاہیے۔ آنحضرت نے فرمایا: قیامت کے دن مؤذنین کی گردنیں لمبی ہوں گی۔ یہ خوبصورتی کی طرف اشارہ ہے۔ بقدر وساب گردن کی لمبائی خوبصورتی کی دلیل ہے۔ ایک گدڑ یا جب اکیلا جنگل میں اذان دے کر نماز ادا کرتا ہے۔ تو اس کا آسمان پر تذکرہ فرمایا جاتا ہے۔ کہ اس نے یہ کام میرے خوف سے کیا میں نے اسے جنت میں مقام عنایت فرمایا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اذان اور اقامت کے درمیان دعا و دعاؤں وغیرہ کی جاتی۔

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ شیطان اذان کی آواز سن کر بھاگتا ہے۔ بعض میں ہے کہ شیطان کی بیٹھ سے بد بردار ہوائیں نکلتی ہیں مقصد یہ ہے کہ شیطان توحید کی آواز اور مسلمانوں کی اجتماعی عبادت سے گھبراتا ہے۔ اسی گھبراہٹ اور اضطراب سے یہ ہوائیں نکلتی ہیں اور یہ حقیقتاً ممکن ہے کیونکہ پیدائشی طور پر جن کھاتے پیتے ہیں ان کی بیٹھ سے ہوائیں نکلتا ممکن ہے اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے (اسم)

۱۔ اسی طرح دوسرے عوارضات بھی جو انسانوں کو لاحق ہوتے ہیں جنوں میں بھی مثل غمی، خوشی، رونا، ہنسنا وغیرہ حدیث میں ہے کہ جب مومن آدمی نماز ادا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے تو شیطان واویلہ کرتا ہے اور دوتا ہے کہ آدم کو سجدہ کا حکم ہوا تو اس نے سجدہ کیا اور خدا تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ہو گیا اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا تو میں نے انکار کر دیا اور مردود بارگاہ الہی ہو گیا۔ اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ شیطان اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے پھر اپنے لٹکر کو روانہ کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو گمراہ کریں پھر جب وہ واپس آتے ہیں تو ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا کیا اور تم نے کیا کیا جب وہ بتاتے ہیں کہ میں نے فلاں کام کیا میں نے فلاں کام کیا تو وہ کہتا ہے تم نے کچھ نہیں کیا۔

### شیطان طلاق ہونے پر بہت خوش ہوتا ہے

پھر ایک کتاب ہے کہ میں ایک میاں بیوی کے پاس گیا ادا ان میں لڑائی کروائی اور جب تک ان میں طلاق نہ ہو گئی میں نے ان کو نہ چھوڑا تو شیطان اس سے بڑا خوش ہوتا ہے اور اٹھ کر اس کو لگے لگائیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے واقعی بڑا کام کیا ہے اور تو میرا حقیقی فرزند ہے علیٰ ہذا القیاس دوسرے عوارضات بھی حدیث سے ثابت ہیں۔

## الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۶۰۴: عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمُؤَذِّنُونَ  
أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
۶۰۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نُوذِيَ  
لِلصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانَ كَمَا ضُرَّاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّائِذِينَ فَإِذَا قُضِيَ التَّائِذُ أَمَّا أَقْبَلَ  
حَتَّى إِذَا تَوَبَّ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَهُ حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّوْبُ أَمَّا أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ السَّمَاءِ  
وَنَفْسِهِ يَقُولُ أَذْكَرُ كَذَا أَذْكَرُ كَذَا لِمَا تَوَكَّرْتُ يَدَاكَ حَتَّى يَظُلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي  
كَمْ صَلَّى مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

## پہلی فصل

۶۰۴۔ حضرت معاویہ سے مروی ہے۔ میں نے آنحضرت سے سنا کہ قیامت کے دن مؤذنین کی گردنیں سب سے لمبی  
ہوں گی۔ (مسلم)

۶۰۵۔ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب نماز کے لیے اذان کہی جائے۔ تو شیطان بھاگ جاتا ہے۔ اور  
اس کی پیٹھ سے آواز نکلتی ہے۔ جب تک اذان سنتا رہے۔ جب اذان ختم ہو جائے تو آ جاتا ہے۔ جب اقامت کہی جائے تو  
پھر بھاگ جاتا ہے۔ جب اقامت ہو چکے تو آ جاتا ہے۔ اور انسان کے دل میں خطرات (دوسو سے) ڈالتا ہے۔ کتاب ہے یہ یاد کرو۔  
جو اسے یاد نہ تھا یہاں تک کہ آدمی نہیں جانتا ہے کہ اس نے کس قدر نماز پڑھی۔ (بخاری مسلم)

۱۔ مؤذنین کا مرتبہ کیا ہے؟ ۶۔ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں ابو ہریرہؓ اور ابن زبیر کی حدیثیں  
بھی مروی ہیں جن کو ابن حبان نے روایت کیا ہے ابو ہریرہؓ کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ مؤذن لوگ قیامت کے دن اپنی لمبی گردنوں کی وجہ  
سے پہچانے جائیں گے یہ عمل کی جزا بالمثل ہے مؤذن چونکہ خدا تعالیٰ کا نام بھرا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان کی گردنیں بلند فرمائیں گے بشرطیکہ انہوں  
نے اذنین خدا تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھی ہوں اور دنیاوی اجرت نہ لی ہو۔

۲۔ اذان سے شیطان بھاگتا ہے۔ اس کو مالک، ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جتنا ہو سکے  
اذان میں آواز بلند کرنا چاہئے تاکہ شیطان دور سے دور چلا جائے اور مسلم کی جاہر کی حدیث میں ہے کہ اتنی دور چلا جاتا ہے جتنا کہ  
مدینہ اور روم کے درمیان فاصلہ ہے اور ان کا درمیانی فاصلہ پچھتیس میل ہے اور یہاں تئویب سے مراد اقامت ہے جیسا کہ مسلم  
کی روایت میں اس کی مراد ہے۔

۶۰۶۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُمْ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جَنَّ وَلَا نَسْ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۰۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَبْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمْهُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَشْرًا ثَمَّ سَأَلُوا اللَّهَ لِي أَوْ سَيِّلَةً فَإِنَّهَا مَنزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِي أَوْ سَيِّلَةً حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۰۶۔ اے سید خدری سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مؤذن کی آواز کوئی بن انسان یا کوئی دوسری چیز نہیں سنتی مگر اس کے لیے قیامت کے دن شہادت دے گی۔ (بخاری)

۶۰۷۔ عبد اللہ بن عمر و فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم مؤذن کو سنو تو اسی طرح کہو جیسے مؤذن کہتا ہے۔ پھر پھر پر صلوٰۃ بھیجو۔ کیونکہ جو آدمی پھر ایک دفعہ صلوٰۃ پڑھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ صلوٰۃ بھیجے گا۔ پھر اللہ سے میرے لیے ویسے کا سوال کرو۔ یہ جنت میں ایک مقام ہے۔ جو اللہ کے بندوں سے صرف ایک ہی آدمی کو ملے گا۔ اور مجھے امید ہے۔ وہ میں ہی ہوں جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دعا کرے اس کے لیے شفاعت حلال ہو چکی (مسلم)

۱۔ مؤذن کی شہادت ہر چیز سے کی۔ اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں براہین عارضہ کی حدیث بھی ہے جس کو احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ شے سے مراد جامات۔ حیوانات اور نباتات ہیں۔ شرعاً اور عقلاً یہ ناممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں بھی ادراک دہوش رکھی ہوئی ہو اور قیامت کو اللہ تعالیٰ ان کو بولنے کی اجازت اور قوت عطا فرمادیں۔ حدیث میں دلالت ہے کہ اذان میں آواز بلند سے بلند ہونا چاہئے۔

۲۔ اذان کا جواب دینے کی فضیلت :- اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے ظاہر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مؤذن کی اذان کہتا ہو اور یکے اور اس کے کلمات نہ سن سکے دور ہونے کی وجہ سے یا بہرہ ہونے کی وجہ سے تو اس پر جواب دینا لازمی نہیں۔ جیعتین کا جواب جہود کے نزدیک لاجول ولا قوۃ الا باللہ ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کے بعد آ رہا ہے۔ وسیلہ جنت میں ایک نہایت ہی بلند مقام ہے جس میں خدا تعالیٰ کا قرب بہت زیادہ ہوگا اذان کے جواب دینے والے اور وسیلہ کی دعا کرنے والے کے لیے اگر شفاعت حلال ہوگی تو دوسرے جرم کہاں جائیں گے حالانکہ حدیث میں ہے کہ میری شفاعت گناہوں کے لیے ہوگی اور کبیرہ گناہوں کے منقطع ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ شفاعتیں بہت قسم کی ہیں بعض کے لیے شفاعت دخول جنت کے لیے ہوگی اور بعض کے لیے رفع درجات کے لیے۔

۶۰۸۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْمُؤْمِنُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ شَرَّفَ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ حَيٌّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَأَحُولُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ حَيٌّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَأَحُولُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ شَرَّفَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۶۰۹۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النَّبْدَ أَللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ السَّاعُوتِ السَّامَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ ابْنِ مُحَمَّدَانَ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَأُبْعَثَهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۶۰۸۔ حضرت عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب موزن اللہ اکبر کہے۔ اور تم بھی اللہ اکبر کہو۔ جب وہ آسٹھد ان لا الہ الا اللہ کہے۔ اور تم بھی آسٹھد ان لا الہ الا اللہ کہو۔ پھر وہ آسٹھد ان محمد رسول اللہ کہے۔ تم بھی آسٹھد ان محمد رسول اللہ کہو۔ اور موزن جب حتی علی الصلوٰۃ کے اور تم سے سننے والا لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے۔ (زندگی کی ہمت ہے نہ برائی سے بچنے کی طاقت ہے۔ مگر اللہ کی توفیق سے۔ پھر موزن حتی علی للفلاح کے (تم سے سننے والا لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے پھر اذان کہنے والا اللہ اکبر اللہ اکبر کہے۔ سننے والا بھی یہی کہے پھر دلی عقیدت سے موزن لا الہ الا اللہ کے (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) وہی جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم)

۶۰۹۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص اذان کے اور جو شخص اذان سے۔ اور یہ دعا پڑھے۔ اللہ رب ہذا الدعوة السامۃ والصلوٰۃ القاۃ ابنت محمدان الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاماً محموداً الذی وعدتہ والذی وعدتہ اسے اللہ اس کامل آواز اور قائم ہونے والی کے رب دیجئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلہ اور انہیں مقام محمود میں بھیجئے۔ جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ مگر میری شفاعت اس کیلئے واجب ہوگی۔

۱۔ اس حدیث کو نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت عمر جیسی حدیث بخاری نے امیر معاویہ سے بھی روایت کی ہے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا یہ معنی ہے کہ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔  
 ۲۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم میں مقام محمود کے لفظ نہیں ہیں اور اس حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۶۱۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفِيرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْإِذَانَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانَ أَمْسَكَ وَإِلَّا غَامًا فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْفُطْرَةِ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوا إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ مَا يَمْنَى وَمَعْرَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۱۱۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَمَا سَمِعْتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا عَفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۱۰۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت طلوع فجر کے وقت عمل کرتے تھے۔ اذان کی طرف کان لگاتے۔ اگر اذان کی آواز سنتے۔ تو عمل سے رک جاتے۔ ورنہ (بستی) پر عمل کر دیتے۔ ایک دفعہ حضرت نے سنا۔ ایک آدمی اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ یہ فطرت پر ہے۔ پھر فرمایا۔ اشہد ان لا اله الا الله آنحضرت نے فرمایا تم آگ سے نکل گئے۔ لوگوں نے دیکھا۔ تو وہ بکریوں کا ایک گلدیا تھا۔

۶۱۱۔ سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جو آدمی مومن کی آواز سنے اور یہ دعا پڑھے۔ اشہد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له وات محمدًا عبده ورسوله رضیت باللہ رباً وبمحمد نبیاً ورسولاً وہ عافرتا۔ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر خوش ہوں۔ اور آنحضرت کی رسالت اور اسلام کے دین ہونے پر خوش ہوں۔ اس سے اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (مسلم)

لہ اذان امن دینے کی علامت ہے :- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے بخون مانے کا ثبوت لیا ہے اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خون کے معاملات میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف اذان سننے سے عمل روک دیتے تھے۔ حالانکہ ممکن ہے کہ حقیقت اس کے برخلاف ہو یعنی انہوں نے اذان نمائشی طور پر کہی ہو اور وہ حقیقت میں مسلمان نہ ہوں۔ تکبیر کہنے پر فرمایا تو فطرت پر ہے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے سوا کوئی بھی تکبیر نہیں

کہتا۔ یہاں فطرت سے مراد اسلام ہے۔

۶۱۱۔ اس حدیث کو ترمذی بخاری ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اسکو ترمذی اور بخاری نے صحیح اور سنن کہا ہے اس (باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۱۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقِلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينٌ كُلُّ أَذَانٍ صَلَوَةٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَوَةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

### الفصل الثاني

۶۱۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ ضَامِنٌ وَالْمَوْذُنُ مَوْتَمَنٌ اللَّهُمَّ ارْشِدْنَا إِلَى الْإِيمَةِ وَالْغُفْرِ لِلْمُؤْمِنِينَ رِوَاةُ أَحْمَدَ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَفِي الْأُخْرَى لَهُ بِالْفِطْرِ الْمَصَابِيحُ -

۶۱۴۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَذَّنَ

۶۱۲۔ عبد اللہ بن معقل فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ دو اذانوں (اذان اور تکبیر) کے درمیان نماز ہے۔ دو اذانوں میں نماز ہے۔ تیسری دفعہ فرمایا جو شخص چاہے۔ (بخاری مسلم)

### دوسری فصل

۶۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ امام ضامن ہے۔ اور موذن امین ہے۔ اسے اللہ مانوں جو کبایت دے۔ اور موذن کو معاف فرما۔ (احمد۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ شافعی اور شافعی کی دوسری روایت میں وہی الفاظ ہیں۔ جو مصابیح میں ہیں)

۶۱۴۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص ثواب کی نیت سے سات سال اذان کے۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان اور تکبیر کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۲۵۷)

۱۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ یہاں دو اذانوں سے مراد اذان اور آقامت ہے کیونکہ آقامت کو بھی اذان کہ دیا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اذان اور تکبیر کے درمیان کچھ نقلی نماز پڑھنی چاہئے خواہ دو رکعت ہی ہو۔

۲۔ الامام ضامن کا مطلب کیا ہے۔ اس کو ابن حبان اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ امام کو نماز اچھی طرح پڑھانی چاہئے کیونکہ وہ لوگوں کی نماز کا ذمہ دار ہے اور موذن وقت کا مانند ہے اسے چاہئے کہ اذان وقت پر کہے اگر وقت کو ضائع کرے اذان کے گا تو اس کا گناہ اس کی گردن پر ہوگا۔

۳۔ امام کے ضامن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کی صحت اس کے فرائض و لواظیل اور سنن کی حفاظت امام کے ذمہ ہے اور ہر وقت اذان کننا یہ امانت موذن کے سپرد ہے عدا غلطی سے ان کو پرہیز کرنا چاہئے اور اگر انسانی فطرت کی بنا پر غلطی ہو جائے تو اس کے لیے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے۔ (اسم)

سَبَّهَ بَيْنَيْنِ مُحْتَسِبًا كَتَبَ لَهُ بَرَاءَةً مِّنَ النَّارِ سَأَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدَ  
وَأَبْنِ مَاجَةَ

۶۱۵۔ وَعَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْجَبُ  
رَبُّكَ مِنْ مَرَأَةٍ غَنِيَةٍ فِي رَأْسِ شَيْطَانَةٍ لِّلْجَبَلِ يُؤَدِّنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّيُ فَيَقُولُ اللَّهُ  
عَزَّ وَجَلَّ أَنْظِرُوا إِلَى عَبْدِي هَذَا أَيُؤَدِّنُ وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ يَخَافُ مِنِّي قَدْ عَفَرْتُ  
بِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

۶۱۶۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ عَلَى كُثْبَانِ  
الْمَسْكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدًا آدَى حَقَّ اللَّهُ وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَمَرَجَلٌ أَمَرَ قَوْمًا وَهُرِبَ  
مَرَاضُونَ وَمَرَجَلٌ يَتَادَى بِالصَّلَاةِ الْخَمْسِ كُلِّ يَوْمٍ وَكَيْلَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ  
وَقَالَ هَذَا أَحَدٌ مِّنْ عَرِيبٍ

اس کے لئے آگ سے نجات لکھی جاتی ہے۔ (ترمذی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

۶۱۵۔ عقبہ بن عامر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تیرا رب گڈریے سے خوش ہوتا ہے۔ جو پہاڑ کی چوٹی پر اذان دیتا  
ہے اور نماز ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے اس بندے کو دیکھو۔ اذان دیتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے مجھ سے ڈرتا ہے  
میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔ (ابو داؤد۔ نسائی)

۶۱۶۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا تین آدمی قیامت کے دن کستوری کے ڈھیروں پر ہوں گے۔ (غلام جو اللہ کا  
بھی حق ادا کرے۔ اور اپنے آقا کا حق بھی۔) جو آدمی کسی قوم کی امامت کرائے۔ اور وہ اس پر خوش ہوں (اس اور جو صبح شام  
پانچ نمازوں کے لیے اذان کہے۔) (ترمذی اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔)

۱۔ اللہ اذان دینے والا جلتی ہے۔ اس کی سند میں جاہر بن یزید جعفری ضعیف ہے لیکن اس کی تائید ابن ماجہ اور ماہم میں ابن عمر  
کی حدیث سے ہوتی ہے کہ جو آدمی بارہ سال تک اذان کے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور سات سال اور بارہ سال  
کے عدد کی حکمت اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بھرتا ہے۔

۲۔ نیکی سے محبت جنت کا سبب ہے۔ اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اسکے راوی ثقہ ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر  
اذان کہنا آواز کو اور زیادہ دور پہنچانے کا اور چونکہ وہاں اور آدمی تو ہے نہیں اس سے چر داپے کا شوق معلوم ہوتا ہے۔

۳۔ اس کی سند میں عثمان بن عیر رادی ضعیف ہے لیکن طبرانی نے اس کو واسطہ اور میسرین لسی سند سے روایت کیا ہے جس میں نقص نہیں  
ہے۔ امام کے علم تقویٰ اور پرہیزگاری پر خوش ہوں کیونکہ اس کی نماز کی درستی سے ہی ان کی نمازیں بھی درست ہوں گی۔

۶۱۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَوْزُونَ يَغْفِرُ لَهُمْ مَدَى صَوْبِهِ وَيَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ وَشَهِدَ الصَّلَاةَ يُكْتَبُ لَهُ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ صَلَاةً وَيُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَمَا دُمِيَ النَّسَائِيُّ إِلَى قَوْلِهِ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ وَقَالَ وَلَهُ مِثْلُ أَجْرٍ مَنْ صَلَّى.

۶۱۸۔ وَعَنْ عُمَانَ بْنِ أَبِي الْأَعْمَاسِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي قَالَ أَنْتَ إِمَامُهُمْ وَأَقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ وَأَتَّخِذْ مَوْذِنًا لَا يَأْخُذُ عَلَى إِذَا نَبِهَ أَجْدَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

۶۱۹۔ وَعَنْ أُقْرَسَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۶۱۷۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے کہا موزن کے لیے اس کی آواز کے موافق بخشش کی جاتی ہے۔ اور ہر خشک اور تر چیز اس کے لیے شہادت دیتی ہے۔ اور نماز کے لیے حاضر ہونے والے کے لیے پچیس نمازوں کا اجر لکھا جاتا ہے اور دو نمازوں کے درمیان اس نے جو گناہ کئے ہوں۔ معاف کئے جاتے ہیں۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ نسائی نے خشک رطب و یابس تک روایت کیا ہے اور فرمایا۔ موزن کو نمازیوں کے برابر اجر ملتا ہے۔

۶۱۸۔ عثمان بن ابی العاص فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے عرض کیا۔ مجھے اپنی قوم کا امام مقرر فرمادیں۔ فرمایا ان کے امام ہو اور ان میں کمزور کے مطابق اقتدا کر۔ اور ایسا موزن مقرر کرو جو اذان پر اجرت نہ لے (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۶۱۹۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ موزن کے لیے بخشش کا وعدہ :- اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض موزن کے اتنے گناہ ہوں کہ اس کے اذان کہنے کی جگہ سے لیکر جہاں تک اس کی اذان کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک ساری فضا اس کے گناہوں سے بھر جائے تو یہی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیں گے۔ جیسے چیزوں کی شہادت سے بعض لوگ دلیل ہوں گے تو اسی طرح بعض لوگ عزت بھی پائیں گے۔

۲۔ اذان پر اجرت لینا مکروہ ہے :- اس کو تہندی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔ خطابی نے کہا موزن کا اذان پر مزدوری لینا مکروہ ہے۔ اکثر علماء کا یہی مذہب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ابو مخذومہ کو اذان کہنے پر ایک تھیلہ دیا تھا جس میں کچھ چاندی تھی۔ علماء نے اس کی تطبیق یوں دی ہے اجرت نہ لینا مستحب ہے واجب نہیں یعنی اذان کی مزدوری لینا حرام نہیں مکروہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ابتداء اسلام میں اجازت تھی لیکن بعد میں اجرت لینے کی ممانعت کر دی گئی کیونکہ عثمان بن ابوالعاص کی حدیث بعد کی ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ جب ابو مخذومہ کو آنحضرت نے تھیل دی تھی اس وقت ابھی عثمان مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے۔



وَسَلُّوا نَاقُولُ عِنْدَ اِذَانِ الْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ هَذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ  
وَاصْوَاتُ دُعَاؤِكَ فَاغْفِرْ لِي رَوْاهُ اَبُو دَاوُدَ وَالبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرَةِ۔

۶۲۰۔ وَعَنْ اَبِيْ اِمَامَةَ اَوْبَعِصِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
اِنَّ يَدَا اَخِيْ فِي الْاِقَامَةِ فَمَا اَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى  
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا وَقَالَ فِي سَائِرِ الْاِقَامَةِ كُنْ حَوْحًا يٰث  
عَمَّ فِي الْاِذَانِ رَوْاهُ اَبُو دَاوُدَ۔

۶۲۱۔ وَعَنْ اَنَسِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّ السُّعَاءُ  
يَبِيْنَ الْاِذَانِ وَالْاِقَامَةِ رَوْاهُ اَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔  
۶۲۲۔ وَعَنْ سُهَيْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُنْتَانِ

نے سکھایا۔ کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھو۔ اللہم هذا اقبال ليلتك وادبار نهارك واصوات  
دعاك فاغفر لي۔ اے اللہ یہ تیری رات کے آنے کا وقت ہے۔ اور تیرے دن  
کی واپسی کا وقت اور تیرے لئے پکارنے والوں کی آوازیں سو مجھے معاف کر دے (ابوداؤد۔ دعوات کبیرہ بیہقی)۔

۶۲۰۔ ابوامامہ یا بعض صحابہ سے مروی ہے۔ فرمایا۔ بلال نے اقامت شروع کی۔ جب قدامت الصلوٰۃ  
(بے شک نماز تیار ہے) کہا آنحضرت نے فرمایا۔ اقامہا اللہ وادامہا۔ اللہ اسے قائم اور دائم رکھے۔ اور  
باقی اقامت میں اذان کی طرح فرماتے رہے۔ جیسے حضرت عمر کی روایت میں آیا ہے۔ (ابوداؤد)۔

۶۲۱۔ حضرت انس فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ اذان اور اقامت کے درمیان دعا ورنہیں کی جاتی۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)  
۶۲۲۔ سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو دعائیں

۱۔ اس حدیث کو ترمذی نے بھی دعوات میں ذکر کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں ایک طریق سے اسے روایت کیا ہے۔  
یہ دو دعوات مغرب کی اذان کے بعد پڑھنی چاہئے۔

۲۔ تکبیر (اقامت) کے کلمات کا جواب اسی طرح دینا چاہئے جس طرح اقامت کہنے والا کہے مگر قدامت الصلوٰۃ کے جواب میں  
اقامہا اللہ وادامہا۔ کے اس کا معنی ہے اللہ اس کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔

۳۔ اذان کے بعد دعا کی قبولیت۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی  
نے سنن کہا ہے۔ اذان اور اقامت کے درمیان دعا فرود قبول ہوتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ آدمی قطع رحمی اور ظلم اور گناہ کرنے  
کی دعا نہ کرے۔

لَا تَدْرَأَنَّ أَوْ قَلَّمَا تَدْرَأَنَّ الْمَاءُ عِنْدَ النَّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَاسِ حِينَ يُكْمَرُ بَعْضُهُمْ  
بَعْضًا وَفِي رَوَايَتٍ وَتَحْتَ الْمَطَرِ مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّارِ مِثْلُهَا إِلَّا أَنَّهُ لَمْ  
يَزْكُرْ وَتَحْتَ الْمَطَرِ.

۶۲۳: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ  
يُفْضِكُونَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ كَمَا يَقُولُونَ فَإِذَا  
انْتَهَيْتَ فَسَلِّ تُعْطِ مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

### الفصل الثالث

۶۲۴: عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا  
سَمِعَ النَّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتَّى يَكُونَ مَكَانَ التَّرْوَحَاءِ قَالَ الدَّرَاوُدِيُّ وَالتَّرْوَحَاءُ مِنَ  
الْمَدْيَنَةِ عَلَى سِتَّةِ وَثَلَاثِينَ مِثْلًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رو نہیں کی جاتیں۔ یا کم روکی جاتی ہیں۔ اذان کے وقت دعا اور لڑائی کے وقت جب دونوں لشکر مل رہے ہوں۔ اور ایک نوا  
میں ہے۔ اور بارش کے نیچے (الوداؤد۔ دارمی۔ لیکن دارمی نے تحت المطر کا ذکر نہیں کیا۔

۶۲۳۔ عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے۔ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول! مؤذن ہم سے بڑھ جاتے ہیں۔ آنحضرت  
نے فرمایا۔ تم بھی ویسے کہو۔ جیسے وہ کہتے ہیں۔ جب نغم کرو تو جو سوال کرو تمہیں دیا جائے گا (الوداؤد)

### پہلی فصل

۶۲۴۔ جابر فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ فرماتے تھے۔ شیطان جب اذان سنتا ہے۔ تو ردحاً تک بھاگ  
جاتا ہے۔ رادوی نے کہا۔ روحا مدینے سے ۳۶ میل پر ہے۔ (مسلم)

۱۶ بارش کے وقت دعا کی قبولیت۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور حاکم نے  
روایت کر کے صحیح کہا اور مالک نے اس کو موثقاً روایت کیا۔ ظاہر یہ ہے کہ بارش میں کھڑے ہو کر دعا کرے بعض نے کہا کہ بارش ہوتے  
وقت کی دعا بھی قبول ہوتی ہے کیونکہ وہ رحمت اور برکت اتارنے کا وقت ہے۔

۱۷ اس کو نسائی نے عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور الوداؤد نے اس پر سکوت کیا ہے یعنی  
مؤذن لوگ تو اہرمیں ہم سے بہت بڑھ گئے تو آپ نے فرمایا تم بھی اسی طرح کہتے جاؤ جطرح مؤذن کہتا ہے مگر علی الصلوٰۃ ادرعی علی الفلاح  
کے وقت لا حولی ولا قوۃ الا باللہ کہو تو تم کو بھی وہی اجر مل جائے گا جو مؤذن کو ملے گا۔

۱۸ اس حدیث کا تذکرہ فصل اول میں ہو چکا ہے جہاں کہ ابو ہریرہ کی حدیث پر بحث ہوئی ہے۔

۶۲۵۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ اتَى لِعِنْدَنَا مُعَاوِيَةَ إِذْ أَذَنَ مُؤَدِّنُهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَسَا قَالَ مُؤَدِّنُهُ حَتَّى إِذَا قَالَ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَأَحْوَلُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَلَمَّا قَالَ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَأَحْوَلُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَقَالَ بَعْدَ ذَلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَدِّنُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۶۲۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ بِلَالٌ يَتَأَذِّنُ فَلَمَّا سَكَتَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ مِثْلَ هَذَا يَقْبَلُ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۶۲۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَدِّنَ يَتَشَهَّدُ قَالَ وَأَنَا وَأَنَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۶۲۵۔ علقمہ بن وقاص فرماتے ہیں۔ میں امیر معاویہ کے پاس تھا۔ ان کے مؤذن نے اذان کہی۔ حضرت معاویہ بھی ایسے ہی کہتے رہے جس طرح مؤذن نے کہا۔ یہاں تک کہ اس نے حسی علی الصلوٰۃ حسی علی الفلاح کہا حضرت معاویہ نے لاحول و لا قوۃ الا باللہ کہا۔ اس کے بعد اسی طرح کہا جس طرح مؤذن نے کہا تھا۔ پھر فرمایا میں نے یہ آنحضرت سے سنا ہے (احمد)

۶۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کے ساتھ تھے۔ بلال اذان کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب وہ خاموش ہو گئے۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص اس کی طرح یقین سے کہے گا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (نسائی)

۶۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب مؤذن کو سنتے کہ شہادت کے کلمات کہہ رہا ہے۔ فرماتے انا۔ انا یعنی میں بھی شہادت دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

۱۷۔ اس کو نسائی اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور معاویہ کی حدیث کی اصل بخاری میں بھی ہے اور مسلم نے اس کو عمر بن خطاب کی روایت سے نقل کیا ہے جو پہلے فصل میں گذر چکا ہے۔

۱۸۔ اذان کے الفاظ پر یقین رکھنے والا جنتی ہے۔۔ اس کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اس میں مؤذن کے کمال فضل کا ثبوت ہے کیونکہ اس کے جواب دینے والے کو جنت کی شہادت ہے تو مؤذن کو تو بطریق اولیٰ جنت کی بشارت ہے۔ یہ لکھے گئے خواہ اذان میں خود کہے یا جواب میں کہے یا ویسے ہی خلوص دل سے کہے۔

۱۹۔ رسول اپنی رسالت کی خود بھی شہادت دے۔ یعنی جب مؤذن اذان میں شہادتین کے کلمے کہتا تو رسول اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہر طرف اشارت

۱۶۲۸. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَدَانَ تَنَتِيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَّتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ سِتُّونَ حَسَنَةً وَبِكُلِّ إِقَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً.

۱۶۲۹. وَقَعْنَاهُ قَالَ كُنَّا نُوَصِّرُ بِالدَّعَاءِ عِنْدَ آذَانِ الْعَرَبِ مَا دَاةُ الْبَيْهَقِيِّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ.

۱۶۲۸- ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص باہ سال اذان دے۔ اس کے لیے جنت واجب ہے اور اس کی اذان کے سبب اس کے لیے روزانہ ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور ہر اقامت کے سبب تیس نیکیاں۔  
۱۶۲۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں مغرب کی اذان کے وقت ہمیں دعا کا حکم دیا جاتا (دعوات کبیرہ تھی)



دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جیسے تو اللہ کی توحید کی شہادت دیتا ہے میں بھی دے رہا ہوں اور جیسے تو شہادت دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں میں بھی شہادت دیتا ہوں۔ امیر معاویہ کی حدیث میں گلد چکا ہے کہ آپ شہادتین کے جواب میں اسی طرح کلمے ادا فرماتے اور عائشہؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ جی۔ شاید کبھی اس طرح کہتے ہوں اور کبھی اس طرح اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ بھی اپنی رسالت کی گواہی دینے کے مکلف تھے۔  
(حاشیہ مفید)

۱۷۔ اس حدیث کا مطلب دوسری فصل میں گلد چکا ہے۔

۱۸۔ مغرب کی اذان کے بعد کی ایک دعا۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ہر اذان کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اور مغرب کی اذان کے بعد زیادہ تاکید ہے اور اس سے وہ دعا لڑ ہے جو ۴۱ سلک کی حدیث میں دوسری فصل میں گلد چکی ہے۔

## بَابُ فِيهِ فَضْلَانِ

### الفصل الأول

۶۳۰. یَعْنِ ابْنُ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِلَالَ لَا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَمَكَّنُوا وَأَشْرَكُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلًا أَعْمَى لَا يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ أَصْبَحْتَ أَمْ مَاتَ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

۶۳۱. وَعَنْ سَمْرَةَ بِنْتِ جُنْدَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيلُ وَلَكِنَّ الْفَجْرَ الْمُسْتَطِيلَ فِي الْأَفْقِ رَأَوَاهُ مُسَلِّمًا وَكَلَفْتُهُ لِمَ تَزِيدُنِي -

## اذان کے متعلق باب

### پہلی فصل

۶۳۰۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا بلال رات کو اذان کتا ہے۔ تم کھاؤ پیو یہاں تک کہ ام مکتوم اذان کے۔ اور ابن ام مکتوم ناپینا تھے۔ جب تک انہیں نہ بتائے کہ صبح ہو گئی۔ وہ اذان نہیں کہتے تھے۔ (بخاری مسلم)

۶۳۱۔ سمرہ بنت جندب سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ سحری کے کھانے سے تمہیں نہ تو بلال کی آواز سے رکنا چاہیے اور نہ ہی صبح کا ذب کی دہر سے بلکہ اس فجر صبح صادق کی دہر سے جو کناروں میں پھیل جاتی ہے۔ (صحیح صادق) مسلم لفظ ترمذی کے

۱۔ سحری کھانے کی اذان :- اس حدیث کو ترمذی۔ نسائی اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ دونوں اذانوں میں اتنا ہی فاصلہ ہوتا کہ حضرت بلال آرتے اور حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم اذان کہنے کے لیے چڑھ جاتے اور امام نودی نے اس کی شرح میں کہا ہے کہ علماء کا قول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت بلال صبح صادق سے پہلے اذان کہتے اور اذان کے بعد دعا پڑھتے پھر فجر کا انتظار کرتے جب فجر قریب ہوتی تو آواز کہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم کو خبر دیتے پیوہ وضو کرتے اور مینار پر چڑھ جاتے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ ایک ہی مسجد میں دو موذن رکھے جاسکتے ہیں بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ چار موذنوں سے زیادہ موذن رکھنا مکروہ ہے اور اس میں دلیل ہے کہ ناپینا کو موذن رکھنا جائز ہے جبکہ اس کے ساتھ کوئی ایسا آدمی ہو جو اس کو اذات کی اطلاع دے۔

۲۔ سحری کی ابتدا کیا ہے :- اس کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ صبح کا ذب میں تہجد کی نماز پڑھنا اور روزہ دار کو کھانا پینا جائز ہے اور صبح کی نماز پڑھنا منع ہے اور صبح صادق کے بعد فجر کی نماز پڑھنا جائز ہے اور تہجد کی نماز اور روزہ دار کو کھانا پینا منع ہے۔

۶۳۲: وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَابْنُ عَمْرٍو فَقَالَ إِذَا سَافَرْتُمَا فَادِّنَا وَاقِيمَا وَلْيَوْمَكُمَا أَكْبَرُكُمْ وَأَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۳۳: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا كَمَا مَا أَتَيْتُمُونِي أَصَلِّي وَإِذَا أَحْضَرْتِ الصَّلَاةَ فليؤدِّنْ لَكُمْ أَحَدًا كُمْ ثُمَّ لِيَوْمَكُمَا أَكْبَرُكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۳۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِنْ مَا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَقْلُدُ مِنْ عَزْوَةِ خَيْبَرَ سَارِيئَةَ حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكُرَى عَدَسٌ وَقَالَ يَبْلَلُ إِكْلَاءَ لَنَا اللَّيْلُ فَصَلِّي بِلَالٌ مَا قَبَّلَهُ وَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ إِلَى رَأْسِهِ مَوْجِبَهُ الْفَجْرُ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنًا وَهُوَ مُسْتَبَدٌّ إِلَى رَأْسِهِ فَكَوَسْتَيْقِظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَ

۶۳۲۔ مالک بن حویرث فرماتے ہیں۔ میں اور میرا چچا زاد بھائی آنحضرت کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا۔ جب تم سفر کرو۔ تو اذان اور اقامت کو تم سے بڑا اور عمر آدمی امامت کرائے۔ (بخاری مسلم)

۶۳۳۔ مالک بن حویرث فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ہم کو فرمایا۔ اس طرح نماز پڑھو۔ جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ جب نماز میں حاضر ہو تو تم میں سے ایک آدمی اذان کہے۔ اور تم میں سے بڑا آدمی امامت کرائے۔ (بخاری مسلم)

۶۳۴۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب خیبر کی لڑائی سے واپس آئے۔ تو تمام رات چلتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کینند اگئی۔ آپ منزل پر اتارے۔ اور حضرت بلال سے فرمایا۔ آج رات تم پہرہ دو۔ بلال جہاں تک ہو سکا نماز پڑھتے رہے۔ آنحضرت اور باقی صحابہ سو گئے۔ جب صبح قریب ہوئی۔ تو بلال رضی اللہ عنہ اپنے کچادے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اور آپ کا منہ فجر کی طرف تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر نیند غالب آگئی۔ اور وہ کچادہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے نہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور باقی

لہ دو آدمی بھی جمعہ جماعت ادا کریں:۔ مالک بن حویرث کی پہل حدیث کو جماعت نے روایت کیا ہے اور دوسری کو بخاری نے اور

مسلم میں صَلُّوا كَمَا مَا أَتَيْتُمُونِي أَصَلِّي کے الفاظ نہیں ہیں۔ اذان میں بڑے کی یا زیادہ عالم کی یا بڑے قاری کی شرط نہیں ہے بلکہ اس میں آزاد ہی ہے جو چاہے اذان کہ دے اور مستحب ہے کہ بلند آواز اور خوش آواز آدمی اذان کہے اور دوسرے اس کا جواب دیں اور اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ دو آدمیوں کی جماعت ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر یہی باب باندھا ہے۔

لَا أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَقْلَهُمُ اسْتِيفَاظًا فَفَزِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّ بِلَالٍ فَقَالَ  
بِلَالٌ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ قَالَ اقْتَادُوا فَاقْتَادُوا وَارْجِعْ لَهُمْ شَيْئًا  
ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْجِعْ لَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ مَنْ تَسَى الصَّلَاةَ فَلْيَصِلْهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ وَ  
أَقِمِ الصَّلَاةَ لِيذَكُرُنِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۳۵: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقِمْتِ الصَّلَاةَ  
فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي قَدْ خَرَجْتُ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -

صحابہ یہاں تک کہ دھوپ نکل آئی آنحضرت سب سے پہلے جاگے۔ اور گھرائے۔ اور فرمایا۔ اسے بلال حضرت بلال نے فرمایا۔  
مجھے بھی اس چیز نے پکڑ لیا۔ جس نے آپ پر گرفت کی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ چلو۔ لوگوں نے اپنی ساریوں کو تھوڑی دور تک  
چلایا۔ پھر آپ نے وضو فرمایا اور بلال کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کی آپ نے ان کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب نماز ہو چکی۔  
فرمایا جو شخص نماز بھول جائے اسے جب یاد آئے پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اقم الصلوة لذکرى میری  
یاد کے لیے نماز قائم کرو۔ (مسلم)

۴۳۵- ابو قتادہ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب نماز تیار ہو جائے۔ تو مت کھڑے رہو۔ یہاں تک کہ

مجھے دیکھ لو کہ میں آگیا ہوں۔ (بخاری مسلم)

۱۰ فَوْتِ شَدِّهِ نَمَازِ كَيْ لِيَةِ اذَانِ وَاقَامَتِ: اس حدیث کو ابو داؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں یہ  
بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز نہیں پڑھی جہاں گئے کے بعد اپنی ساریوں کو ہانکا پھر وضو کیا پھر حضرت بلال نے اقامت کی اور  
آپ نے نماز پڑھائی۔ علماء نے اس کی تاویل میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا تاکہ سورج اچھی طرح بلند ہو جائے اور کہ وہ وقت نکل  
جائے اس لیے کہ فوت شدہ نمازیں اوقات مکروہہ میں ادا نہیں کی جاتیں اور بعض نے کہا یہ صبح نہیں ہے سونے والے اور بھولنے  
والے کی نماز فوت نہیں ہوتی بلکہ اس کا وہی وقت ہے جبکہ وہ جاگے یا یاد کرے اور پھر اسی دن کی نماز تو اوقات مکروہہ میں بھی پڑھی جاتی  
ہے اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ اس جگہ پر غفلت طاری ہوئی یعنی اس علاقہ پر شیطانی تصرف ہوا تو اس سے آگے جا کر نماز پڑھی۔ بظاہر اس حدیث  
سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اذان نہیں کھلائی لیکن صاحب ہدایہ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت مسلم نے لیلۃ القدر میں اذان اور اقامت  
سے نماز پڑھی۔ ابن تیمیہ نے فوت شدہ نماز کے لیے مستثنیٰ میں اذان اور اقامت کتنے کا باب باندھا ہے اور ابو داؤد کی روایت لائے ہیں جس  
میں اذان اور اقامت کا ذکر ہے امام شوکانی نے کہا فوت شدہ نماز میں اذان اور اقامت کتنا مستحب ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۳۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقِمْتَ الصَّلَاةَ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعُونَ وَآتُوهَا تَتَسَوَّنَ وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ فَمَا أَذْمَأْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَيْتُوا مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَإِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا كَانَ يَعْبُدُ إِلَى الصَّلَاةِ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ وَهَذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي.

### الفصل الثالث

۶۳۷۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْكَافَلِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ بَطْرَيْنِ مَكَّةَ وَوَكَلَ بِلَالًا أَنْ يُوقِظَهُمْ لِلصَّلَاةِ فَرَقَدَا بِلَالٌ وَمَرَقَدَا وَحَتَّى اسْتَبْقَطُوا وَقَدْ طَلَعَتْ عَيْنُهَا الشَّمْسُ فَاسْتَبْقَطَ الْقَوْمُ فَقَدَا فَنَزَعُوا فَأَصْرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْكَبُوا حَتَّى يَخْرُجُوا مِنْ ذَلِكَ أَوْادِي وَقَالَ

۶۳۶۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب نماز کھڑی ہو جائے تو دوڑ کر مت آؤ۔ آرام سے چل کر آؤ۔ اور تسکین اور اطمینان کی پابندی کرو۔ جس قدر نازل جائے۔ اسے پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اسے پورا کرو۔ (بخاری مسلم مسلم کی رعایت میں ہے۔ تم جب نماز کی انتظار کرتے ہو تو تم نمازی میں ہو۔ اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

### تیسری فصل

۶۳۷۔ زید بن اسلم فرماتے ہیں۔ آنحضرت مکہ مکرمہ کی راہ میں ایک رات اترے۔ اور بلال کے سپرد کیا۔ کہ انہیں نماز کے لیے بیدار کرے۔ بلال اور سب ساتھی سو گئے۔ جب بیدار ہوئے۔ تو سورج طلوع ہو چکا تھا لوگ گھبرائے ہوئے جاگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو سوار ہونے کا حکم دیا۔ کہ اس میدان سے نکل جائیں کیوں کہ

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲۔ ققامت الصلوٰۃ کہنے سے پہلے کھڑا ہونا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا تمام اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مقتدی نماز کیلئے اس وقت اٹھیں جبکہ امام کو دیکھ لیں اور اس میں دلیل ہے کہ جب امام اپنے گھر میں اقامت کی آواز سن رہا ہو تو اس کے باہر نکلنے سے پہلے بھی اقامت شروع کی جا سکتی ہے اور جابر بن عمرو کی حدیث میں ہے کہ بلال نبی صلعم کے نکلنے کے بعد اقامت کہا کرتے تھے اور تطبیق یہ ہے کہ آپ دیکھتے رہتے جب نبی صلعم عمرہ سے برآمد ہوتے اسی وقت اقامت کہہ دیتے۔ (حاشیہ صفحہ ۶۷۸) ۳۔ نماز جتنی طے پڑھو باقی بعد میں پڑھ لو۔ اس حدیث کو ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے علماء نے لکھا ہے کہ آدمی کی بیوقوفی کی علامت یہ ہے کہ وہ نماز میں شامل ہو اگر جماعت میں شامل ہونے کی اتنی ہی خواہش ہے تو پہلے سے تیاری کر کے آئے کہ اس کی کوئی رکعت ضائع نہ ہو۔



إِنَّ هَذَا أَوَادِيهِ شَيْطَانٌ فَزَكِبُوا حَتَّى خَرَجُوا مِنْ ذَلِكَ الْوَادِي ثُمَّ أَمَرَهُمْ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْزِلُوا وَأَنْ يَتَوَضَّأُوا وَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَنْادِيَ  
لِلصَّلَاةِ أَوْ يُقِيمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ ثُمَّ انصَرَفَ  
وَقَدْ نَمَى مِنْ فَرْعِهِمْ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَمْرًا وَاحِدًا وَكُوِّشَاءَ  
لَرَدِّهَا إِلَيْنَا فِي حِينٍ غَيْرِ هَذَا إِذَا ذُرِقْنَا أَحَدًا كُمْ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا ثُمَّ فَرِعَ  
إِلَيْهَا فَلْيُضَلِّهَا كَمَا كَانَ يُضَلِّينَهَا فِي وَقْتِهَا ثُمَّ التَفَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ أَتَى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَأَضْمَعَهُ  
ثُمَّ نَزَلَ بِهُدَايَتِهِ كَمَا يُهْدَاءُ الصَّبِيُّ حَتَّى نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ  
رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا.

اس وادی میں شیطان ہے۔ لوگ سوار ہو کر اس وادی سے نکل گئے پھر آنحضرت نے انہیں اترنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا وضو  
کر لیں۔ اور بلال کو حکم دیا۔ کہ نماز کے لیے اذان یا اقامت کہیں۔ آنحضرت نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر آپ لوٹے اور لوگوں میں  
گجراہٹ محسوس فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ اسے لوگو۔ اللہ نے ہماری روجوں کو قبض فرمایا۔ اور اگر وہ چاہتا۔ تو کسی دوسرے وقت انہیں  
رد فرماتا۔ جب کوئی تم میں سے سو جائے یا اسے نماز بھول جائے۔ پھر بیدار ہو تو اسی طرح اسے ادا کرے۔ جس طرح وقت  
میں ادا کرتا تھا۔ پھر آنحضرت نے حضرت ابوبکر کی طرف توجہ فرمائی۔ اور فرمایا۔ بلال نماز پڑھ رہے تھے۔ شیطان ان کے پاس آیا۔  
انہیں لٹا دیا۔ پھر اسے تھپکی دیتا رہا۔ جس طرح بچے کو تھپکی دے کر سلایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سو گیا۔ پھر حضرت نے بلال کو  
بلایا۔ بلال نے اسی طرح خیر دی جس طرح آپ نے حضرت ابوبکر کو بتلایا تھا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا میں گواہ ہوں۔ آپ اللہ کے  
رسول ہیں (مالک نے مرسل روایت فرمایا)

۱۷ یہ حدیث فصل اول میں ابو ہریرہ کی روایت سے گند چکی ہے۔ چند نقلات میں اختلاف روایت ہے۔ زید بن اسلم کی اس حدیث میں ہے کہ  
ہم مکہ کے راستہ میں تھے اور ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے کہ ہم خیبر کی جنگ سے واپس مدینہ کو آ رہے تھے۔ یہ مکہ کے راستہ میں تھے۔ یہ وادی کا وہ ہم ہے۔  
صحیح بھی ہے کہ آپ خیبر سے آ رہے تھے خیبر مدینہ منورہ سے نین منزل کے فاصلہ پر ہے۔ شہر خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو  
دس دن سے زیادہ عاصرو کر کے فتح کیا۔ زید بن اسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت بلال نے نماز کے لیے اذان کی اور ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے کہ  
اقامت کی اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ اذان اور اقامت دونوں کہیں اور یہی صحیح ہے اور یہ معلوم ہے کہ عدم ذکر سے شے لازم آتی ہو (معاذ)

۶۳۸۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصَلَتَانِ مَعْلَقَتَانِ فِي أَعْنَاقِ الْمُؤَدِّينَ لِلْمُسْلِمِينَ صِيَامُهُمْ وَصَلَاتُهُمْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۶۳۸۔ ابن عمر نے فرمایا۔ دو خصلتیں مؤذنوں کی گردنوں میں لٹکی ہوئی ہیں۔ مسلمانوں کی نماز ادا کرنے کے روزے سے۔ (ابن ماجہ)



(حاشیہ صفحہ ۶۳۸)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ نہیں آتا۔ باقی حدیث کے معنی پہلی فصل میں گذر چکے ہیں۔

۱۔ مؤذن کی ذمہ داری، ابن ماجہ کی سند میں ضعف ہے۔ لیکن اس کے کچھ شواہد ہیں جن سے اس کو تقویت پہنچتی ہے۔ بعض نے اس کو حسن بغیرہ کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مؤذنوں کو ہوشیار رہنا چاہئے کہ وہ مسلمانوں کے روزہ اور نماز کے ذمہ دار ہیں۔ جب صبح کی اذان دیر سے کسی تو روزہ میں نقص ہو گیا اور اگر صبح ہونے سے پہلے اذان کہہ دے اور کوئی آدمی صبح کی نماز پڑھ لے تو اس کی نماز نہیں ہوگی اور ان دونوں چیزوں کی ذمہ داری مؤذن پر ہوگی اور اسی طرح اگر سورج غروب ہونے سے پہلے اذان کہہ دے گا تو روزہ دار کا روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس کی ذمہ داری مؤذن پر ہوگی اور اگر دیر سے اذان کہے گا تو روزہ مکروہ ہوگا اور اس کی ذمہ داری بھی اس پر ہوگی۔

## بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ

مسجد اسلام کے نشانات سے ہے۔ آنحضرت جب سرحدی علاقوں کا دورہ فرماتے یا سرحدوں کی حفاظت کے لئے فوجی دستے روانہ فرماتے تو جس گاؤں سے اذان کی آواز آتی یا مسجد موجود ہوتی۔ اس پر یورش نہیں فرماتے تھے حضرت فرماتے تھے۔ جہاں تم مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو تو کسی کو قتل مت کرو۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جس شخص کا دل مسجد کے ساتھ وابستہ ہو اس کے لیے جنت کی شہادت دو۔ نیز فرمایا جو شخص مسجد بنائے۔ اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنا تا ہے۔ نیز فرمایا جو شخص صبح و شام مسجد میں جائے اللہ تعالیٰ صبح شام جنت میں اس کی ہمائی فرماتے ہیں۔

عبادت اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ جو جگہ عبادت کے لیے مقرر کی جائے۔ وہ یقیناً افضل ہوگی۔ وہ بھی قرب الہی کا ذریعہ ہوگی۔ آنحضرت نے مساجد کو جنت کے باغوں سے تعبیر فرمایا ہے۔ فرمایا جب تم جنت کے باغوں سے گزرو۔ تو اس میں چرو پورنے کا مطلب عبادت ہے۔ یعنی جب مسجد میں آؤ تو اللہ کا ذکر کرو۔

مسجد میں شور کرنا۔ بلا ضرورت دنیا کی باتیں کرنا۔ ممنوع ہے۔ سودا سلف کی باتیں گندے شعر پڑھنا منع ہے آنحضرت نے فرمایا۔ انماھی لذكر اللہ والصلوة (یہ مساجد اللہ کے ذکر اور نماز کے لیے بنائی گئی ہیں۔) ایک حدیث میں ہے۔ جب کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو اسے دو رکعت نوافل اداء کرنے چاہئیں یہ نوافل تحیتہ المسجد ہیں۔ اس سے مسجد کا احترام بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور عبادت اور ذکر الہی کی طرف رغبت بھی۔

آنحضرت نے فرمایا۔ اسلام میں ساری زمین مسجد ہے۔ ہر جگہ نماز درست ہے۔ لیکن جہاں گندگی ڈالی جائے سق قبرستان اور سق ذریعہ خانہ سقا راستہ کے درمیان سق حمام میں سقا اور جہاں اونٹ بیٹھتے ہوں سقا اور بیت اللہ کی چھت پر اور عذاب کی سرزمین جہاں کوئی قوم عذاب الہی سے تباہ ہو جائے نماز درست نہیں۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ بعض مقامات گند سے ہوتے ہیں۔ نماز پاک جگہ پر ہونی چاہیئے۔ بعض جگہ خیالات منتشر ہونے کا کھٹکا ہوتا ہے بعض شرک کے مواقع ہیں مثلاً اگر قبرستان میں قبریں موجود ہوں تو قبر پرستی سے مشابہت ہوگی جو اسلام میں اسی طرح ممنوع ہے۔ جیسے بت پرستی اگر قبروں کا نشان موجود نہ ہو تو نماز درست ہے۔ کیونکہ وہ مقبرہ نہیں۔ بیت اللہ کی چھت پر نماز بیت اللہ کے احترام کے منافی ہے۔ عذاب کی سرزمین اللہ کے غضب کا مقام ہے۔

### تین مسجدیں

آنحضرت کا ارشاد ہے تین مسجدوں کے سوا زیارت گاہ کے طوط پر اور کہیں سفر نہ کیا جائے۔ میر و سیاحت درست ہے۔ تجارت جہاد و ہجرت کے لیے سفر درست ہے لیکن اجر و ثواب کے ارادہ سے ان مساجد کے علاوہ نہ کسی قبر کی زیارت کے لیے جانا چاہئے نہ کسی پہاڑ اور درخت کی زیارت کے لیے یہ سفر حج کے مشابہ ہے۔ یہ صرف تین مسجدوں کے لیے اجازت دی

گئی ہے۔ مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ، مسجد حرام آل اسمعیل کی مرکزی عبادت گاہ ہے۔ مسجد نبوی کو آنحضرتؐ کی وجہ سے مرکزیت اور شرف حاصل ہوا۔ مسجد اقصیٰ انبیاء بنی اسرائیل کا مرکز ہے۔ اس کے علاوہ دوسری کوئی جگہ ایسی نہیں جیسے ان مساجد کے برابر شرف اور مرکزیت حاصل ہو۔ اس لیے ان کے علاوہ تعہدی سفر کو روک دیا گیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اہل کفر جاہلیت کے زمانہ میں زیارت گاہوں پر برکت حاصل کرنے کے لیے جایا کرتے تھے اور اسی میں بہت سی خرابیاں ہیں اور احکام الہیہ کی تحریف۔ آنحضرتؐ نے اس سے اس لیے روک دیا کہ دین کے شکار میں خبط اور خلط واقع نہ ہو جائے اور یہی طریقہ اللہ کے سوا غیر کی عبادت کا ذریعہ نہ بن جائیں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک قبر اور کسی بزرگ کی عبادت گاہ اور طوطہ پہاڑ وغیرہ سب اسی نوعی میں داخل ہیں اھ (حجۃ اللہ الباقیہ ص ۱۵۷ جلد ۱)۔ یہ فضیلت ان مسجدوں کے لیے خاص ہے کیونکہ جو حیثیت ان مساجد کو حاصل ہے باقی مساجد کو حاصل نہیں۔

آداب مساجد: مسجد کو پاک رکھنا چاہئے نہ اس میں گندگی ڈالی جائے نہ کوڑا کرکٹ بلکہ اسے صاف کرتے رہنا چاہئے۔ مسجد میں بدبودار چیزیں نہ رکھی جائیں۔ بدبودار چیز استعمال کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے۔ پیاز لہسن مولیٰ وغیرہ جن کے استعمال سے منہ سے بو آتی ہے مسجد کے آداب کے منافی ہیں۔ تھکی لوان سب چیزوں سے زیادہ ہوتی ہے اس لیے حقہ استعمال کرنے کے بعد جب تک بدبودار نہ ہو جائے مسجد میں آنا منع ہے۔

مسجد کی آبادی عمارت کی خوبصورتی سے نہیں مسجد کی آبادی نمازیوں کی کثرت اور مسجد کو مستقر رکھنے سے ہوتی ہے زیادہ ٹیپ ٹاپ پر مزدور دینا اور نماز سے گریز کرنا اچھا فعل نہیں۔



## الفصل الأول

۶۳۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاجِيهِ كُلِّهَا وَكُمُ يُصَلِّي حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ مَا كَمَرَ كَعْتَيْنِ فِي قَبْلِ الْكُعْبَةِ وَقَالَ هَذَا الْقِبْلَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ -  
 ۱۶۲۰- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكُعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْجَحْفِيُّ وَبِلَالُ بْنُ رِبَاحٍ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَكَثَّتْ فِيهَا فَسَأَلَتْ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ مَاذَا اصْنَعُ مَا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَعَلَ عُمُودًا عَنِ كَيْسَارِهِ وَعُمُودَيْنِ عَنِ تَيْمِينِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَمَاءُهَا وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتِّهِ أَعْمِدَةٌ لَمْ صَلَّى مُتَّفَقًا عَلَيْهِ -

## پہلی فصل

۶۳۹- ابن عباس فرماتے ہیں۔ جب آنحضرت بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس کے تمام کناروں میں دعا فرمائی۔ اور نماز نہیں پڑھی۔ جب باہر نکلے تو دو رکعت نماز قبلہ کے سامنے پڑھی۔ اور فرمایا یہ قبلہ ہے۔ بخاری مسلم نے بواسطہ ابن عباس اسامہ بن زید سے روایت کیا ہے۔

۶۴۰- عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ مجھی اور حضرت بلال کعبہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر دیا۔ اور اندر ٹھہرے جب حضرت باہر نکلے۔ تو میں نے حضرت بلال سے دریافت کیا۔ کہ آنحضرت نے کیا کیا۔ بلال نے کہا۔ آپ نے ایک ستون بائیں جانب کیا۔ اور دو عمود اُنیں جانب کئے اور تین ستون پیٹھ کی طرف ان ایام میں بیت اللہ کے چار ستون تھے۔ پھر آپ نے نماز پڑھی۔ (بخاری مسلم)

۱۷ خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خانہ کعبہ کے چار ستون تھے لیکن آج کل تین ہیں علماء کرام کا اتفاق ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر نفل پڑھنا جائز ہے اور فرضوں میں اختلاف ہے۔ جموں کا نہ سب یہ ہے کہ فرض پڑھنے ہی جائز ہیں لیکن امام مالک اور احمد اس کے قائل نہیں۔ بلال کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی ہے اور ابن عباس اور اسامہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی۔ ابن عباس تو اس وقت موجود ہی نہ تھے اور اسامہ رضی اللہ عنہم اس لیے ان کو پتہ نہ چلا لیکن حضرت بلال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لہذا انہی کی روایت کو ترجیح ہے اور بلالی نے حضرت اسامہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا نقل کیا ہے انہوں نے جب اور صحابہ سے سنا کہ آپ نے اندر نماز پڑھی ہے تو آپ نے بھی پھر یہی بیان کیا۔ (باقی برصطہ آمدہ)

۶۲۱ :- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِي سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

۶۲۲ :- وَعَنْ أَبِي لُحْدَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَشَاءُ الْبَرَّجَالَ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَمَسْجِدِي هَذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

۶۲۱- حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میری اس مسجد میں نماز ہزار نماز سے بہتر ہے۔ باقی مساجد میں مسجد حرام کے سوا (بخاری مسلم)

۶۲۲- ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تین مساجد کے سوا زیارت کے لیے سفر نہ کیا جائے۔ مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری مسجد (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سلسلہ حدیث نمبر ۶۲۲ اور ۶۲۳ میں اختلاف ہے ابن عباس فرماتے ہیں حضرت نے بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھی حضرت بلال فرماتے ہیں آپ نے نماز پڑھی اس میں ترویج حضرت بلال کی روایت کو ہے کیونکہ حضرت بلال آپ کے ساتھ اندر گئے ان کو واقعہ کا صحیح علم ہے دوم حضرت ابن عباس آپ کے ساتھ اندر نہیں گئے ان کا خیال سماعی ہے سوم ابن عباس اس وقت بیت چھوٹے تھے معلوم ہوتا ہے کہ دروازہ بند کرنے کے بعد اندر اندر میرا ہو گیا اسامہ کسی دوسرے کونے کے ساتھ لگ گئے بلال غلام تھے ان کو حضرت کے ساتھ رہنا تھا ان کو توجہ لازمی تھی اس لیے ان کی روایت کو ترجیح ہوگی۔ (اسم میرا خیال ہے کہ دروازہ تھا پھر فتح مکہ میں بیت اللہ کے اندر نماز نہیں پڑھی اور حجۃ الوداع میں پڑھی لے اضافہ صرف اجر و ثواب میں ہوتا ہے۔ ادوار فرائض میں نہیں :- اس حدیث کو ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم سے یہ حدیث ابن عمر سے نقل کی ہے مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنے کا اجر ایک لاکھ نماز کے برابر ملتا ہے اور مسجد اقصیٰ میں پانچ سو نمازوں کا اجر ملتا ہے اور مسجد نبوی میں ایک ہزار نماز کا اجر ملتا ہے یعنی مسجد اقصیٰ سے ایک ہزار درجہ زیادہ یعنی پچاس ہزار نماز کا اجر جیسا کہ ایک آیت میں اس کی مراد بھی ہے۔ لیکن یہ اجر کے لحاظ سے ہے ورنہ نماز ایک ہی ادا ہوگی یہ نہیں کہ آدمی اس کے بعد ایک لاکھ نماز چھوڑ دینے کا جواز ہو جائے گا اور یہ صرف نماز تک ہی محدود نہیں بلکہ وہاں ہر نیکی کا اجر اسی حساب سے بڑھے گا اور بعض علماء نے کہا ہے کہ وہاں گناہ کرنے کی سزا بھی اسی حساب سے بڑھ جاتی ہے۔

سلسلہ قبروں کی طرف سفر کرنا ممنوع ہے :- اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی مقام کو متبرک سمجھ کر اس کی طرف سفر کرنا منع ہے۔ چنانچہ اصحاب سنن نے روایت کیا ہے کہ ابو ہریرہؓ کو طوق کی زیارت کو گئے جب ابو نضرہ غفاری کو اس کا پتہ چلا تو آپ نے ان پر شدید انکار کیا اور کہا کہ اگر مجھے پہلے پتہ چل جاتا تو تم کبھی (باقی برصغور آئندہ)

- ۶۴۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
- ۶۴۴۔ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدًا مَّبَاءً كُلَّ سَبْتٍ مَا شِئْنَا وَمَا أَكْبَأُ وَيُصَلِّي فِيهِ رَكَعَتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
- ۶۴۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْعَدُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
- ۶۴۶۔ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهَا بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۴۳۔ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے میرا منبر حوض پر ہوگا۔ (بخاری مسلم)

۶۴۴۔ عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ مسجد قبا میں تشریف لاتے۔ کبھی پیدل کبھی سواہر ہو کر اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ (بخاری مسلم)

۶۴۵۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ شہروں میں سے مسجدیں اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہیں۔ اور بازار بہت زیادہ ناپسند (مسلم)

۶۴۶۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جو شخص اللہ کیلئے مسجد بنائے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔ (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کوہ طود پر نہ جاتے ویسے کسی کلام کے لیے کہیں جانا منع نہیں ہے مثلاً تجارت کے لیے یا علم حاصل کرنے کے لیے یا اور کسی کام کے لیے آج کل جو عرسوں اور قروں پر سفر کر کے جاتے ہیں وہ اس حدیث کو خود سے دیکھیں۔ (حاشیہ صفحہ ۶۴۱)

۱۔ مسجد نبویؐ میں جنت کا باغیچہ ہے۔ علمائے کرام نے کہا ہے کہ منبر اور قبر شریف کے درمیان کا ٹکڑا قیامت کے دن اسی طرح فردوس اعلیٰ میں اٹھایا جائے گا اور دوسرے ٹکڑوں کی طرح یہ ٹکڑا معدوم نہیں ہوگا۔

۲۔ آنحضرتؐ کی پہلی مسجد مسجد قبا ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ قیامتہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے یہی پہلی مسجد ہے جس کو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر کیا تھا۔ اس کی فضیلت قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے آپ انصار کے حالات کا پتہ لیتے اور حسب دستور پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور یہ مسجد بنی عمرو بن عوفؓ اور مدینہ کی مسجد ہے اس میں جانا پہلی حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ یہاں سفر نہ تھا۔

۳۔ اس کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ مسجدیں اس لیے بنیادی ہیں کہ یہاں نماز تلاوت، درود، ذکر الہی ہوتا ہے (باقی صفحہ ۴۷۵)

۶۴۷۔ وَعَنْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ نَزْلَةً مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ مُتَّقِنٌ عَلَيْهِ۔

۶۴۸۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أْبَعَدُهُمْ فَأَبْعَدُهُمْ مَشَى وَالْيَدَايُ يُنْتَظَرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الْيَدَايُ يُصَلِّي تَمَّ بَيْنَاهُمْ مُتَّقِنٌ عَلَيْهِ۔

۶۴۹۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَلَّتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَمَّا ابْنُ سَيَامَةَ أَنَّ النَّاسَ يَنْتَقِلُونَ قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ بَلِّغْنِي إِنْ كُنْتُمْ تَرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَرَدْنَا ذَلِكَ فَقَالَ يَا بَنِي سَلِيمَةَ دِيَارَكُمْ تَنْتَبِ أُنْشَارَكُمْ دِيَارَكُمْ تَنْتَبِ ثَارَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۴۷۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ جو شخص صبح اور شام مسجد میں جائے ہر صبح اور شام اللہ اس کی حقانی کا سامان جنت میں تیار فرماتے ہیں۔ (بخاری مسلم)

۶۴۸۔ ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جتنی دور مسافت سے انسان مسجد میں آئے اسی قدر زیادہ اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ اور جو آدمی نماز کا انتظار کرے۔ اور امام کے ساتھ پڑھے اس کا اجر اس سے کہیں زیادہ ہے۔ کہ اکیلے پڑھ کر سو جائے۔ (بخاری مسلم)

۶۴۹۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ مسجد کے قریب کچھ گھر خالی ہو گئے۔ قبیلہ بنو سلیمہ نے ارادہ کیا۔ کہ مسجد کے قریب تبدیل ہو جائیں۔ آنحضرت کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ حضرات مسجد کے قریب آنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ خیال تو یہی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اسے بنو سلیمہ اپنے گھروں میں ٹھہرو۔ تمہارے قدم لکھے جائیں گے۔ اپنے گھروں میں قیام کیا کرو۔ تمہارے قدم شمار ہوں گے۔ تمہیں تمہارے چلنے کا اجر ملے گا (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اور بازار اس لیے برے ہیں کہ وہاں بھوٹ، بکواس، باپ تول میں کمی بیشی، بددیانتی وغیرہ سب کچھ ہی ہوتا ہے۔)

۱۷۔ اس مضمون کی ایک حدیث ابن ماجہ میں جابر سے ابن جبان میں عمرو بن خطاب سے۔ ترمذی میں انس سے مروی ہے مسجد چھوٹی ہو یا بڑی یہ بات (حاشیہ صفحہ ۱۷) لہ نمازی اللہ تعالیٰ کا عہمان ہونا ہے۔ یہ حدیث احمد اور ابوداؤد میں کعب بن عجرہ سے بھی مروی ہے مطلب یہ ہے کہ مسجد خاتمہ خدا ہے۔ کوئی کسی کے گھر جانے تو وہ نعمان کی ضیافت کرتا ہے اسی طرح جو خدا کے گھر جاتے ہیں وہ بھی نعمانوں کی ضیافت کرتے ہیں۔

۱۸۔ دور کی مسجد میں بھی جانا چاہئے، اس باب میں ابو ہریرہؓ کی حدیث احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم میں اور (باقی بر صفحہ ۱۷)



۶۵۰۔ وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَرَأُجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ وَرَأُجُلَانِ تَحَابَّانِ فِي اللَّهِ جُمِعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَأُجُلٌ ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى فَاضْتَعَبَتْ عِبْنَتَاهُ وَرَأُجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالَ فَقَالَ ابْنِي أَخَافُ اللَّهَ وَرَأُجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمُوا شِمَالَهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْه.

۶۵۱۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوْقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَخْرِجُهُ إِلَّا صَلَاةٌ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً

۶۵۰۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ سات آدمیوں کو اللہ اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ جب کہ اس کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا (۱) انصاف پسند بادشاہ اور جوان آدمی جسے اللہ کی عبادت کا خیال ہے۔ (۳) جس آدمی کا دل مسجد سے وابستہ ہے جب نکلے پھر واپس آجائے وہ آدمی جو اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں۔ اسی پر جمع ہوتے اور اسی پر الگ ہوتے ہیں۔ اور جس آدمی نے اللہ کو غلوت میں یاد کیا۔ اور اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ (۶) اور جس آدمی کو کسی خوبصورت اور خاندانی عورت نے برائی کے لیے بلایا۔ اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے اللہ کا ڈر ہے (۷) اور جس آدمی نے پوشیدہ صدقہ کیا۔ بائیں ہاتھ کو معلوم نہیں۔ دائیں نے کیا خرچ کیا (بخاری مسلم)

۶۵۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باجماعت نماز کا اجر گھر کی نماز اور بازار کی نماز سے پچیس گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اور یہ اس طرح کہ جب انسان وضو کرے۔ اور اچھی طرح وضو کرے۔ اور مسجد میں صرف نماز کی نیت سے جائے وہ جو

دقیقہ ماشیہ صفحہ گذشتہ) جاہری مسلم میں بھی ہے اور ابن ماجہ میں اس اور ابن عباس کی حدیث کا بھی مضمون ہے۔ قرآن مجید میں بھی ہے کی تکلفاً مَا قَدَّمَ مَوْجَا تَارَ هَمَّ بَعْضُ عِلْمَانِ كَمَا هِيَ كَقَرِيبِ كِي مَسْجِدٍ جَوَّزَ كَرَدْرِكِي مَسْجِدِيْنَ جَانَا اَفْضَلُ سَيِّئِيْ كِيْنِ يَبْتَسِيْ كَرُوْهُ مَسْجِدِيْ رَانَ ذَهَبُوْرُوْ دَعْلِكِي مَسْجِدًا كَا يَزِيْدَةُ حَتَّى هِيَ هَا اِنْ كَرْتُوْبِي مَسْجِدًا كَامَامٍ بَرَقَتِي هُوَ تُوْجُوْرُوْ دَعْلَا جَانِيْ۔ دَرِكِي مَسْجِدِيْنَ اِبْرَامِيْ لِيْ زِيَادَةُ مَلِكِيْ كِيْنِ كَرُوْرُوْ دَعْلَانِيْ كُوْ مَشَقَّتُ زِيَادَةُ هُوْتِيْ كِيْ۔ (ماشیہ صفحہ ۶۵۱)

۱۔ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کئی جگہ بیان کیا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث ترمذی میں ابو سعید خدری سے بھی مروی ہے اور ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی اس کو (باقی پر صفحہ آئندہ)

الْمَأْمُوعَاتُ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ فَإِذَا صَلَّى لَكَ تَزَلَّ السَّلَاةُ  
تَصَلَّى عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَاةِ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ اللَّهُمَّ ارْحَمْسُهُ وَلَا يَزَالُ  
أَحْسَنُكَ فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَتْ  
الصَّلَاةُ تَحِيَّسُهُ وَمَا دَامَ فِي دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ اللَّهُمَّ ارْعِفْ لَهُ اللَّهُمَّ تَبَّ عَلَيْهِ  
مَا كَرِهُوا فِيهِ مَا كَرِهُوا يَحْدِثُ فِيهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۶۵۲۔ وَعَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ  
أَحْسَنُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

قدم اٹھائے گا۔ اس کے عوض اس کا درجہ بلند ہوگا۔ اور گناہ معاف ہوگا۔ اور جب نماز پڑھے تو جب تک نماز کی جگہ میں  
بیٹھا رہے۔ فرشتے اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔ اسے اللہ اس پر رحمت کرے۔ اس کو معاف فرمادے۔ اور جب تک  
تم نماز کا انتظار کرتے ہو۔ تو تم نمازی میں ہوتے ہو۔ ایک روایت میں ہے۔ جب مسجد میں آئے۔ تو نماز ہی اسے روکے  
ہوئے ہو۔ اور فرشتوں کی دعائیں یہ نظر زیادہ فرمائے۔ اسے اللہ اسے معاف فرما۔ اسے اللہ اس کی توبہ قبول فرما۔ جب  
تک کسی کو دکھ نہ دے۔ اور بے وضو نہ ہو۔ (بخاری مسلم)

۶۵۳۔ ابُو أُسَيْدٍ قَوْلُهُ هِيَ - أَخْبَرْتَنِي أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ  
الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ ارْحَمْسُهُ وَلَا يَزَالُ أَحْسَنُكَ فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِذَا دَخَلَ  
الْمَسْجِدَ كَانَتْ الصَّلَاةُ تَحِيَّسُهُ وَمَا دَامَ فِي دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ اللَّهُمَّ ارْعِفْ لَهُ اللَّهُمَّ تَبَّ عَلَيْهِ  
مَا كَرِهُوا فِيهِ مَا كَرِهُوا يَحْدِثُ فِيهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور یہاں اسے سے مراد عرض کا سایہ ہے جیسا کہ سعید بن منصور نے  
مسلمان فارسی سے روایت کیا ہے باقی حدیث کا مطلب بالکل واضح ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۶۵۲)

۱۔ باجماعت نماز کا ستائیس گنا ثواب ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس مضمون کی  
ایک حدیث امام مالک نے ابن عمر سے روایت کی ہے اور اسی طرح بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی نے بھی ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ جماعت  
کی نماز دوسری نماز پر ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ جہری نمازوں میں ستائیس حصے اجزایہ زیادہ ملتا ہے اور سری میں پچیس حصے۔  
۲۔ مسجد میں جانے اور آنے کی دعاء۔ اس کو احمد، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ منائی کو چاہئے کہ مسجد  
جاتے وقت اور مسجد سے نکلنے وقت دعا کے ساتھ نبی صلعم پر درود اور سلام بھی پڑھے جیسا کہ ابواسید کی ابوداؤد کی روایت میں ہے اور  
فاطمة الزہراء کی حدیث میں بسم اللہ بھی آئی ہے جس کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے وہ حدیث منقطع ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۶۵۳۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدَكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكِعْ رُكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ مُتَمَتِّعًا عَلَيْهِ -

۱۶۵۴۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَّأَهَا رَأْفِي الصُّحَىٰ فَإِذَا قَدِمَ بَدَأُ بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّىٰ فِيهِ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ مُتَمَتِّعًا عَلَيْهِ -

۱۶۵۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا مَادَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ كُنُوزٌ يَهْدِيهَا مَرَاوَاهُ مُسَدِّرٌ -

۱۶۵۳۔ اوقاتہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔ (بخاری مسلم)

۱۶۵۴۔ کعب بن مالک سے مروی ہے۔ آنحضرت سفر سے ہمیشہ دن کو چاشت کے وقت واپس آتے۔ اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے۔ اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ اور بیٹھ جاتے۔ (بخاری مسلم)

۱۶۵۵۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جب تم کسی کو سنو کہ وہ کوئی گم شدہ چیز مسجد میں تلاش کر رہا ہے تو اسے کہو خدا تمہیں یہ چیز واپس نہ دے۔ مسجدیں اس کام کے لیے نہیں بنائی گئیں۔ (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کیونکہ فاطمہ بنت حسین نے حضرت فاطمہ الزہراء کو نہیں پایا اور اس کی سند میں لیث بن سلیم ہے جس کے متعلق محدثین میں مشہور گفتگو ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۴۷۸)

۱۔ تحیۃ المسجد اوقات مکروہہ میں نہ پڑھے۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تحیۃ المسجد کی دو رکعت سنت ہیں اور قاضی عیاض نے داؤد ظاہری اہل ان کے اصحاب سے وجوب نقل کیا ہے۔ حدیث میں دلالت ہے کہ جب بھی آئے تو دو رکعت پڑھے خواہ اوقات مکروہہ ہوں یا نہ ہوں اہل اس میں اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ اوقات مکروہہ میں مسجد میں نہ آئے۔ ۲۔ اس کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ نووی نے کہا یہ نقل سفر سے آنے کے ہیں تحیۃ المسجد نہیں لیکن تحیۃ المسجد انہی دو رکعتوں میں ادا ہو جائیں گے۔

۳۔ گم شدہ اشیاء مسجد میں تلاش کرنا ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسجد میں آکر گم شدہ جانور یا کسی اور چیز کے متعلق پوچھنا منع ہے کیونکہ اس سے لوگوں کی توجہ ذکر الہی سے ہٹ جائے گی اور آہستہ آہستہ باتوں کا میل زیادہ وسیع ہوتا جائے گا۔

۴۷۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتَنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَذْيُكَةَ تَتَذَى مِمَّا يَتَذَى مِنْهُ الْإِنْسُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۵۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبُرَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهُادْفَوْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۷۶۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جو شخص ان بدبودار سبز پلوں کو استعمال کرے۔ وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔ جس چیز سے انسانوں کو تکلیف پہنچے۔ فرشتے بھی اس سے ایذا محسوس کرتے ہیں۔ (بخاری مسلم)

۶۵۷۔ انسؓ فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا مسجد میں تھوکنے کا گناہ ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو اس کا کفار یہ ہے کہ اسے دفن کر دے۔ (بخاری مسلم)

۱۔ ہدیہ لکھا کہ مسجد میں نہ جانا۔ اس باب میں بہت سے صحابہ کرام سے احادیث مروی ہیں صحیحین میں بھی اور حدیث کی دیگر کتابوں میں بھی۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ پیانا اور لہسن کھانا جائز ہے پکا کر بھی اور کچا بھی بشرطیکہ اس کا مسجد میں جانے کا ارادہ نہ ہو۔ مسجدوں میں جانے کے وقت ان کو کچا نہ کھانا چاہئے کیونکہ ان کی بدبو سے لوگوں اور فرشتوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ علماء نے مسجد پر قیاس کر کے جنازہ گاہ اور عید گاہ کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔

۲۔ اگر چیز کسی دوسری جگہ گم ہوئی ہو تو اس کی تلاش کے لیے مسجد میں ہنگامہ کرنا منع ہے یہ بے ضرورت گفتگو ہے مساجد کا ادب اس کے منافی ہے اگر چیز مسجد میں ہی گم ہوئی ہو یا ممکن ہو کہ مسجد میں تذکرہ کرنے سے چیز مل جائے گی تو ایسی صورت میں مسجد میں یہ تذکرہ ممنوع نہیں۔ (۱۳)

۳۔ کیا مسجد میں تھوکنے کا گناہ ہے؟ اس حدیث کو ابوداؤد۔ ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مسجد میں تھوکنے کا گناہ ہے جبکہ اس کو دفن نہ کیا جائے اور اگر دفن کر دیا جائے تو گناہ نہیں ہے اور اسی مضمون کی ایک حدیث احمد اور طبرانی میں حسن سند سے مروی ہے اور یہی مضمون ابودردی کی حدیث میں بھی ہے جس کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور ابویوسف نے بھی اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور اس مضمون میں بھی ہے اور اس باب میں انس کی حدیث شیعین نے اور جابر کی حدیث ابوداؤد میں بھی آئی ہے۔ تہذیب الخصال میں بھی لکھا ہے خواہ آدمی نمازیں ہو یا نہ ہو اور پھر خواہ مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر اور اسی طرح نمازی کو اپنے سامنے نہیں تھوکنے چاہئے کیونکہ ایک تو وہ قبلہ رخ ہوگا اور دوسرا وہ خدا تعالیٰ سے مناجات کر رہا ہے اور اللہ کی رحمت اس کے سامنے کھڑی ہے دائیں طرف نیکیاں لکھنے والا فرشتہ ہے لہذا اس کی عزت کی جائے۔ مسجد میں تھوکنے کا اس وقت ہے کہ مسجد کا فرش کچا ہو اور بیت وغیرہ ہو جیسا کہ عام طور پر عرب میں ہے اس صورت میں وہ دفن ہو جائے گی اور اگر مسجد کا فرش پختہ ہو تو ہرگز نہ تھو کے بلکہ کپڑے میں لے لے۔

۱۶۵۸۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرَّ بِرَسُولِ اللَّهِ عَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الَّذِي يُمَاطِعِنَ الطَّرِيقَ وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا التَّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تَدْفَنُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۵۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقُ أَمَامَهُ فَإِنَّهُ يَنَاجِي اللَّهَ مَا ذَا أَمْرٍ فِي مُصَلَّاهُ وَلَا عَن يَمِينِهِ فَإِنَّ عَن يَمِينِهِ مَلَكٌ وَلَيَبْصُقُ عَن يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ أَلَيْسَ مَرِي مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۶۶۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الْبَدَنِيِّ لَرَبِّ قَوْمِهِ لَعَنَّ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى إِتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۶۵۸ ابو ذر فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ پر امت کے اچھے اور برے عمل پیش کئے گئے۔ دکھ دینے والی چیز راستہ سے ہٹا دینا میں نے اس کے اچھے عملوں میں دیکھا۔ اور اس کے برے اعمال میں یہ بھی تھا کہ مسجد میں تھوک کر دینے نہ کیا جائے۔ (مسلم)

۶۵۹۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں کھڑا ہو تو منہ کے سامنے نہ تھو کے۔ کیونکہ وہ جب تک نماز میں ہو۔ اللہ سے باتیں کرتا ہے۔ اور دائیں طرف بھی نہ تھو کے۔ کیونکہ دائیں طرف فرشتے ہوتے ہیں۔ بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک کر دینے کی روایت میں ہے بائیں قدم کے نیچے تھو کے۔ (بخاری مسلم)

۶۶۰۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے ان لوگوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ (بخاری مسلم)

۱۔ قبروں کو مسجد گاہ بنانا حرام ہے۔ مسجدیں بنانے کا یہ مطلب ہے کہ قبر کی طرف سجدہ کیا جائے یہ حرام اور شرک ہے بعض جگہ ایسا دیکھا گیا ہے کہ مسجد اس طرح بنائی گئی کہ قبر سامنے ہے مسجد کے دروازے کھلیں تو قبر سامنے ہو یہ بھی ناجائز ہے بلکہ بعض حنا بلہ تو قبرستان کی مسجد میں نماز ہی درست نہیں سمجھتے۔ (اسم)

۲۔ اس باب میں ابن عباس کی حدیث الوداؤد، ترمذی، نسائی اور مسلم میں بھی ہے اور اس میں اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ قبروں کی نیابت کرنے والی عورتوں پر لعنت کرے ان پر چراغ جلائے والوں پر خدا لعنت کرے۔ یہود و نصاریٰ انبیاء اور نیک لوگوں کی (باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۶۱:- وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
الْأَوَّلُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ  
الْآخِلَةِ تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ إِنِّي أَنهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۶۲:- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ  
مِنْ صَلَواتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا هَآؤُلَآءِ قُبُورًا مُتَّفِقَةً عَلَيْهِ۔

### الفصل الثانی

۶۶۳:- عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ  
وَالْمَغْرِبِ قَبْلَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۶۶۱- حضرت جندب فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ یقین جانو کہ تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیتے تھے۔ تم قبروں کو مسجدیں مت بنانا۔ تمہیں اس سے روکتا ہوں۔ (مسلم)

۶۶۲- ابن عمر فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو۔ اور انہیں قبروں میں مت بناؤ۔ (بخاری مسلم)

### دوسری فصل

۶۶۳- ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ (ترمذی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) قبروں کو مسجد کیا کرتے تھے اور یہ شرک جلی ہے اور بعض نیک لوگوں اور نبیوں کی قبروں کے پاس نماز پڑھنے کو زیادہ پسند کرتے تھے کہ اس میں دونوں چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور انبیاء اور صلحاء کی تعظیم اور اس میں بھی شرک کا بو پائی جاتی ہے اسی لیے علماء نے کہا ہے کہ نہ تو قبر کے سامنے نماز پڑھی جائے اور نہ اس کے پاس مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ام سلمہ اور ام حبیبہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہنم کے ایک گرجا گھر کا ذکر کیا جس میں تصویریں تھیں تو آپ نے فرمایا ان لوگوں کا دستور تھا کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور اس میں ان کی تصویریں بناتے اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ تم قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ مسجدیں بنانے کا مطلب یہی ہے کہ جو کام مسجد میں کرنے چاہئیں وہ ان کی قبروں پر کرتے تھے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۶۱)

۱۶ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ گھروں کو قبریں بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح قبروں میں نماز اور عبادت منع ہے اسی طرح گھروں کو بھی نماز اور عبادت سے محروم نہ رکھو بلکہ فرض نماز کے علاوہ باقی نمازیں گھر میں پڑھنا بہتر ہے ایک تو بربا کا خطرہ نہیں رہتا۔ دوسرا گھروں میں رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے۔ فرشتے اترتے ہیں۔ شیطان بھاگتا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی، نسائی، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

۱۷ قبلہ کے لیے بالکل صحیح سمت ہونا ضروری نہیں۔ اس کو حاکم نے مستدرک میں اور ابن ماجہ نے بھی (باقی صفحہ ۱۶۲)

۶۶۴۔ وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجْنَا وَفَدَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَاخْتَرْتَاهُ أَنْ يَأْمُرَ ضَنَا بِبَيْعَةِ لَنَا فَأَسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طَهُورِيهِمَا فَدَا عَابَاءً فَتَوَضَّأَ وَتَمَضَّضَ ثُمَّ صَبَّهَ لَنَا فِي إِدَاوَةٍ وَأَمَرَنَا فَقَالَ اخْرُجُوا فَإِذَا آتَيْتُمْ أَرْضَكُمْ فَارْكَبُوا كَسْرًا وَيُبْعَثَكُمْ وَأَنْضَحُوا مَا كَانَ هَاهُنَا السَّاءِ وَإِتَّخَذُوا هَاهُمُ مَسْجِدًا قُلْتُمْ إِنَّ الْبَدَدَ بَعِيدٌ وَالْحَرْشُ شَدِيدٌ وَالسَّائِئُ شَيْفٌ فَقَالَ مُدَادَةٌ مِنَ الْمَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَزِيدُكَ إِلَّا طَيْبًا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

۶۶۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا الْمَسْجِدَ فِي الْمَدِينَةِ وَأَنْ يُنْضَفَ وَيُطَيَّبَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

۶۶۴۔ طلق بن علی فرماتے ہیں۔ ہم ایک وفد کی صورت میں آنحضرت کے پاس گئے ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور ہم نے آپ کو بتایا کہ ہمارے وطن میں ہمارا ایک گرجا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ آپ اپنے وضو سے بچا ہوا پانی دے دیں۔ آپ نے پانی منگایا۔ اور وضو کیا۔ اور کھلی کی۔ پھر اسے ہمارے برتن میں ڈال دیا۔ اور ہمیں جانے کی اجازت دی۔ اور فرمایا جب اپنے وطن میں پہنچو۔ تو گرجا توڑ دو۔ اور اس کی زمین پر یہ پانی بہا دو۔ اور اسے مسجد بنا لو۔ ہم نے عرض کیا۔ ہمارا شہر بہت دور ہے۔ اور موسم سخت گرم ہے۔ پانی خشک ہو جائے گا۔ فرمایا۔ اس میں اور پانی ملا لینا پانی کی طہارت میں اس سے اضافہ ہوگا (نسائی)

۶۶۵۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا۔ اور فرمایا انہیں پاک اور صاف رکھو۔

(ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) روایت کیا ہے۔ ذہبی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مدینہ منورہ والوں کو فرمایا کیونکہ ان کا قبلہ جنوب کو پڑتا ہے تو مشرق اور مغرب کے درمیان جنوب ہوگا۔ اسی طرح ہمارا قبلہ مغرب کی طرف ہے تو یہ شمال اور جنوب کے درمیان پڑے گا۔ مطلب یہ ہے کہ خاص نماز کعبہ کی طرف نماز میں منہ کرنا چونکہ ناممکن ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس میں فراخی کر کے ساری سمت کو قبلہ بنا دیا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۶۸۱)

۱۷ غیر مسلم کے عبادت خانوں کو مسجد بنانا۔ ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اس کو روایت کیا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ غیر مسلم لوگوں کے عبادت خانوں کو گرجا اور ہاں مسجد بنائی جاسکتی ہے۔ طلق بن علی کا وفد ۱۷ھ میں حضور کی خدمت میں پہنچا یعنی عام الوفود میں اس میں یہ بھی ہے کہ بزرگوں کے وضو کبابی برکت کے لیے لینا جائز ہے۔

۱۸ محلے کی مسجد بنانا۔ اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے مرسل روایت اور کہا ہے (باقی بر صفحہ ۶۸۵)

۱۶۶۶۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِمُنْخَرَفَتُهَا كَمَا رُخِرَتْ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۶۶۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَنْتَابَهُ النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالذَّهَبِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۶۶۸۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُوسٌ أُمَّتِي حَتَّى الْقَدَاةِ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبٌ أُمَّتِي فَلَمْ أَرَدْ نَبَأَ عَظِيمٍ مِنْ سُوءِ مَا مَنَّ الْقُرْآنُ أَوْ آيَةٍ أَوْ يَهَارِجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا مَرَّوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ۔

۶۶۶۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا مجھے مسجدیں جو بننے لگیں گے کاحکم نہیں فرمایا گیا۔ ابن عباس فرماتے ہیں تم یہود اور نصاریٰ کی طرح مسجدوں کو خوبصورت بناؤ گے۔ (ابوداؤد)

۶۶۷۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا یہ قیامت کے نشانات سے ہے۔ لوگ مسجدوں کی تعمیر میں فخر کریں گے۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی۔ ابن ماجہ)

۶۶۸۔ حضرت انس سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھ پر میری امت کے اہم پیش کئے گئے۔ یہاں تک کہ مسجد سے کوڑا کرکٹ نکالنا۔ ان میں موجود تھلا اور امت کے گناہ بھی میرے سامنے پیش کئے گئے۔ ان میں سب سے بڑا گناہ یہ تھا۔ کہ انسان قرآن کی کوئی آیت یاد کر کے بھول جائے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

(تقریباً شبہ صفحہ گزشتہ) کہ یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ محلہ میں ایک مسجد بنالیا کہ اس میں سب مل کر نماز پڑھ لیا کریں اور جماعت کا ثواب حاصل کر سکیں کیونکہ جامع مسجد میں جو درہوگی وہاں ہر ایک کا ہر طرف سے پہنچنا مشکل ہوتا ہے اور ان کو پاک رکھنا اور خوشبو کرنا اس لیے ہے کہ لوگوں اور فرشتوں کو تکلیف نہ ہو۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ قرب قیامت کی نشانی۔ اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے ابن عباس نے کہا ہے کہ اس کے روای صحیح ہیں حدیث میں دلالت ہے کہ مسجدوں کو صاف و سادہ رکھنا چاہئے ان کی عمارت پر زیادہ خرچ نہ کیا جائے اور ابن عباس کے قول کو جو اس حدیث کے آخر میں ہے ابن عباس نے بھی موقوفاً روایت کیا ہے معنی یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ جب عمل سے فرود ہو گئے تو مسجدیں بڑی شاندار بنانے لگے اسی طرح تم جب بیب اخلاص اور عمل خیر سے فرود ہو جاؤ گے تو تم (باقی صفحہ آئندہ)



۶۶۹۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِيرُ الْمَشَائِئِ فِي الظُّلْمِ إِلَى السَّاجِدِ بِالنُّومِ الشَّارِقِ يُؤَمِّرُ الْقِيَمَةَ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَأَبُو دَاوُدَ وَرِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَأَنْسٍ -

۶۷۰۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ السَّجْدًا فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مِنْ أُمَّنٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ -

۶۶۹۔ حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن پورے نور کی بشارت دو۔ (ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے سهل بن سعد اور حضرت انس سے روایت فرمایا۔

۶۷۰۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ مسجد پہنچنے کی بہت فکر کرتا ہے تو شہاد دو کہ یہ مومن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مسجد کی آبادی کی فکر صرف مومن ہی کرتے ہیں۔ جن کا آخرت پر ایمان ہے (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

(تبیحہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بھی شاندار مسجدیں بناؤ گے۔

۱۵ اس کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے اور بخاری نے اس کو انس سے تعلقاً قائل کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسجدیں بڑی شاندار بنائیں گے اور ان کو آباد نہیں کریں گے۔ نمازی تھوڑے ہوں گے اور نقش و نگار زیادہ۔

۱۶ مسجدوں کو صاف رکھنے کا ثواب۔ یہ بھی ایک نیک ہے کہ آدمی مسجد سے ایک تنکا پکڑ کر باہر پھینک دے گویا اس نے اللہ کے گھر کو گندگی سے صاف کیا اور جس نے ایک تنکا لاکر پھینک دیا تو گویا اس نے اللہ کے گھر میں گندگی پھیلانی۔ قرآن مجید کی سورت یا آیت کو جلا دینا کبیرہ گناہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک نعمت دی تھی اس نے اس نعمت کی ناشکری کی۔

دعائے حاشیہ صفحہ ۱۵

۱۷ مسجد کی طرف جانے کا ثواب۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اس میں اسمعیل بن سلیمان مفرد ہے اور حاکم نے اس حدیث کو سهل سے شیخین کی فرود پر روایت کیا ہے اور اس مضمون میں ایک حدیث ابوالدرداء کی ابن حبان میں بھی ہے اور طبرانی نے بھی کبیرہ میں روایت کی ہے۔ پورے نور کی خوشخبری یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یَسْتَحْيٰ خُوْرَهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَاِيْمَانِيْهِمْ يَصُوْمُوْنَ رَبَّنَا اَتْمِرْنَا نُوْرًا - (یعنی جب مومن آدمی دنیا میں نماز کے لیے اندھروں میں پلٹے تھے تو اس کا بدلہ قیامت کو ان کو پورے نور عطا ہوگا۔

۱۸ مسجد کو بارونق کرنے کا ثواب۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو مستدرک میں روایت کر کے صحیح کہا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ جو آدمی مسجد (باقی بر صفحہ ۳۸۵)

۶۷۱۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْتَدَانُ لَنَا فِي الْاِحْتِصَاءِ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَصَى وَلَا اِحْتَصَى اِنْ حِصَاةً  
أُمَّتِي الصِّيَامُ فَقَالَ ائْتَدَانُ لَنَا فِي السِّيَاحَةِ قَالَ اِنْ سِيَاحَةٌ أُمَّتِي اِلَى حِمَاةٍ  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ ائْتَدَانُ لَنَا فِي التَّرَهُّبِ فَقَالَ اِنْ تَرَهَّبَ أُمَّتِي الْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ  
اِنْ تَطَارَ الصَّلَاةُ رَوَاهُ فِي تَرْجِمَةِ التُّسْتَنَةِ -

۶۷۲۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَأَيْتُ مَرَاتِي عَزَّ وَجَلَّ فِي أَحْسَنِ صَوْمَاءٍ قَالَ فِيمَا يَحْتَصِلُكَ الْمَلَائِكَةُ الْأَعْلَى قُلْتُ أَنْتَ  
أَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيْ فَوَجَدَتْ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدَائِي فَعَلِمْتُ مَا فِي  
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَتَلَا وَكَذَلِكَ نُرَى إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ

۶۷۱۔ عثمان بن مظعون فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے غصی ہوئے کی اجازت طلب فرمائی۔ آنحضرت نے فرمایا جو  
کسی کو غصی کرے یا خود غصی ہو۔ وہ ہم سے نہیں۔ میری امت میں روزے رکھنے سے غصی ہونے کا مقصد پورا ہو جاتا ہے  
میں نے عرض کیا۔ مجھے سیاحت کی اجازت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا میری امت کے لیے سیاحت ہے  
میں نے عرض کیا۔ مجھے راہب بننے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا۔ مسجد میں بیٹھ کر انتظار میری امت کی رہنمائی  
ہے۔ (شرح السنہ)

۶۷۲۔ عبدالرحمن بن عائش فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں نے (خواب) میں اللہ تعالیٰ کو بہترین صورت میں دیکھا  
پس فرمایا۔ اوپر کی جماعتیں (فرشتے) کس چیز میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اور آپ خوب جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے  
اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ مجھے اپنی چھاتی میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی جو کچھ آسمان اور زمین میں تھا۔ میں  
نے جان لیا۔ آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اسی طرح دکھائی ہم نے حضرت ابراہیم السلام کو بادشاہت آسمان اور زمین  
(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں بیٹھا رہے وہاں علم حاصل کرے۔ مسجد کو پاک صاف کرے۔ جہاد دے تو اس کے ایمان کی شہادت دینی چاہیے

کہ وہ مومن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ۔ اِنَّمَا يَحْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مِنْ كَانَ يَدْعُو بِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ -  
(حاشیہ صفحہ ۲۸۱) اسے اسلام میں رہنا نیت نہیں ہے۔ غصی ہونے سے اس لیے روکا کہ یہ نسل کو ختم کرنا ہے اور گوشہ نشینی اس  
لیے منع ہے کہ اس سے دنیا کا روباہر بالکل معطل ہو جاتا ہے اور سیاحت سے اس لیے منع فرمایا کہ یہ ایک بیکار چیز ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں  
مصنف نے شرح السنہ میں اس حدیث کی جو سند بیان کی ہے اس میں گفتار ہے البتہ جن حدیثوں میں نماز کے انتظار کی فضیلت بیان کی گئی ہے  
وہ اس کی موید ہیں اور حدیث کا مطلب بقدر ضرورت اس سے پہلی حدیث کے تحت بیان ہو چکا ہے۔ عہ غصی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قوت  
مردمی کو بالکل فنا کر دے اسکی اجازت ہمیں اسلام کا مطلب یہ ہے کہ انسان قانون کے مطابق چلنے کی عادت سے کھلے فطری قوت کو فنا کر دینا کوئی خوبی نہیں ہے۔

اسلام

يَكُونُ مِنَ الْمُؤَقِنِينَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا وَالسِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَعَنِ ابْنِ  
عَبَّاسٍ وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَنَادٍ فِيهِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيْمَهُ يَخْتَصِمُ الْمَسْلُومُ  
الْأَعْمَى قُلْتُ نَعَمْ فِي الْكَفَّامَاتِ وَالْكَفَّامَاتُ الْمَكْتُبَةُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ  
وَالسُّبْحِ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَابْلَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَامِهِ وَمَنْ فَعَلَ  
ذَلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ كَيَوْمَ وَوَدَّتُ أُمَّهُ وَقَالَ يَا  
مُحَمَّدُ إِذَا مَسَّكَتُ فَقُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ  
وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ فَإِذَا أَمَرْتُ بِعِبَادِكَ فَتَنَّتْ فَأَقْبِضِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ قَالَ  
وَالدَّمَاجَاتُ إِفْتَاءُ السَّلَامِ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلَاتُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامُ  
وَلَقَطُ هَذَا الْعَدِيثِ كَمَا فِي الْمَصَابِيحِ لَمَّا جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ إِلَّا فِي  
شَرْحِ السُّنَّةِ

کی تاکہ اسے یقین آجائے۔ (دارمی مرسل) لیکن ترمذی نے اسی طرح ابن عباس معاذ بن جبل سے روایت کیا۔ اور زیادہ کہا۔ اللہ نے فرمایا۔ اے محمد تم جانتے ہو۔ اور یہی جماعت کس بات میں بھگڑ رہی ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں کفارات میں (ایسے اعمال جن سے گناہ معاف ہوتے ہیں) اور کفارات (کیا ہیں) مسجدوں میں نماز کے لیے ٹھہرنا۔ اور جماعت کے لیے جہل کر جانا۔ اور تکلیف کے وقت پوری طرح وضو کرنا۔ اور جو ایسا کرے۔ اس کی زندگی بھی بہتر ہے۔ اور موت بھی بہتر اور گناہوں سے اسی طرح پاک ہوتا ہے۔ جیسے آج اسے ماں نے جنا۔ اور فرمایا۔ اے محمد جب تم نماز ادا کرو تو یہ دعا پڑھو اللَّهُمَّ اسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ فَإِذَا أَمَرْتُ بِعِبَادِكَ فَتَنَّتْ فَأَقْبِضِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ اسے اللہ میں سوال کرتا ہوں۔ اچھے کام کرنے کا اور برے کاموں کو ترک کرنے کا اور مسکینوں سے محبت کا اور جب تو اپنے بندوں کو کسی آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے آزمائش کے بغیر اپنی طرف قبض فرمائے۔ اور درجات یہ ہیں سلام کو عام کرنا اور کھانا کھلانا اور جب لوگ سو رہے ہوں تو رات کو نماز ادا کرنا اور حدیث کے یہ لفظ عبد الرحمن سے شرح السنہ کے سوا مجھے کسی کتاب میں نہیں ملے۔

لہ صفات الہی کو بے کیف ماننا چاہیے۔۔ اس حدیث کو مصنف نے شرح السنہ میں اپنی سند سے عبد الرحمن بن عائش سے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو روایت کر کے کہا ہے کہ معاذ کی حدیث اس سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ عبد الرحمن بن عائش صحابی نہیں ہیں۔ تو اس صورت میں یہ حدیث مرسل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے اس حدیث میں صحت اور باتھ کا لفظ استعمال ہوا ہے اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ ان صفات کو بلاچوں وچرا تسلیم کیا جائے نہ تو انکار کیا جائے اور نہ تاویل اور نہ صفت کی کیفیت کو (باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۷۳۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ كُلُّهُنَّ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ رَجُلٌ خَرَجَ غَائِبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ فَيَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يُرَدَّهُ بِمَانَالٍ مِنْ أَحْرٍ أَوْ غَيْمَةٍ وَمَا جَلَّ مَا أَحْرٌ إِلَى السَّجْدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ وَمَا جَلَّ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ مَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۶۷۴۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُطَهَّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْلِيمِ الضَّمْحَى لَا يُنْصَبُ إِلَّا بِأَيَّاهُ فَأَجْرُ كَأَجْرِ الْمُغْتَسِمِ وَصَلَاةٌ عَلَى أَثَرِ صَلَاةٍ لَا تَلْفُؤُ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِي عَيْتَيْنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ۔

۶۷۳۔ ابوامامہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تین آدمیوں کے متعلق اللہ ضامن ہے۔ جو آدمی اللہ کی راہ میں غزاکے لیے نکلے۔ اللہ ضامن ہے۔ کہ اسے موت کے بعد جنت میں داخل فرمائے یا ثواب اور غنیمت سمیت اپنے گھر واپس کرے۔ (۲) اور جو آدمی مسجد کی طرف جائے۔ اللہ اس کا ضامن ہے۔ (۳) جو شخص اپنے گھر میں سلام کہہ کر داخل ہو۔ اللہ اس کی سلامتی کا ضامن ہے۔ (ابوداؤد)

۶۷۴۔ ابوامامہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے فرضی نماز کے لیے نکلے اس کو اس قدر اجر ہے۔ جیسے احرام سے حج کے لیے جاتا ہے۔ جو شخص چاشت کے لیے گھر سے نکلے۔ اس کے سواولے کوئی مطلب نہ ہو اسے عمرہ کرنے کا اجر ملے گا۔ اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز دونوں کے درمیان فتویٰ باتیں نہ کرے۔ یہ عمل علیین میں لکھا جاتا ہے۔ (احمد ابوداؤد)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے کہ جس طرح اس کی ذات پاک کے لائق ہے اسی طرح اس کی صورت ہے جس طرح اس کی شان کے لائق ہے اسی طرح اس کے ہاتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بے کیف اور بے مثل ہاتھ رکھنے سے زمین و آسمان کی جو چیز سامنے آگئی یہ اس کے ہاتھ کی برکت تھی اور یہ کیفیت ہمیشہ کے لیے نہیں وہی بلکہ وقتی تھی کیونکہ اس کے بعد صد ہا واقعات ایسے آئے کہ آنحضرت کو ان کا خود بخود علم نہ ہو سکا۔ باقی حدیث کا مضمون واضح ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ سلامتی کے طلبگار کا اللہ ضامن ہے۔ اس حدیث کو بخاری، مسلم اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تینوں آدمیوں کے اجر کو اللہ تعالیٰ کسی حال میں بھی ضائع نہیں کرے گا۔ راجل داخل بیتہ بسلاہر کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے گھر والوں کو اسلام علیکم کہہ کر گھر میں داخل ہو اور دوسرا یہ کہ گھر میں سلامت رہنے کی (باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۷۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِدِيَارِ الْجَنَّةِ فَأَذِّنُوا قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا يَا بَنِي الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِيلَ وَمَا الرَّقْمُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

۶۷۶: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى الْمَسْجِدَ لِشَيْءٍ فَهُوَ حَظُّهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

۶۷۵۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جب تم جنت کے باغوں میں گزرو۔ تو ان میں ہر وہ پوچھا گیا۔ جنت کے باغ کیا ہیں۔ فرمایا مسجدیں پوچھا گیا۔ چرنے کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا سبحان اللہ و الحمد للہ ولا اللہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ پاک ہے۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ سب سے بڑا ہے۔ (ترمذی)

۶۷۶۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جس کام کے لیے کوئی شخص مسجد میں آئے۔ (آخرت میں) اسے وہی کچھ ملے گا۔

(بہر حاشیہ صفحہ گذشتہ) نیت سے داخل ہو جائے یعنی بدعات اور فتن وغیرہ سے اپنے دین کو بچانے کے لیے لوگوں سے علیحدہ ہو جائے۔

۱۷ گھر سے وضو کر کے جانے کی فضیلت:۔ اس کی سند میں قاسم ابو عبد الرحمن ضعیف ہے اور طبرانی نے کبیر میں حضرت سلمان سے ایک حدیث دو سندوں سے روایت کی ہے وہ اس کی تائید کرتی ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں اپنی طرح وضو کرے پھر مسجد میں آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والا ہے اور صاحب خانہ کا حق ہے کہ اپنے ذاتی عزت کرے اس کو بیعتی نے بھی صحیح سند سے موقوف روایت کیا ہے جس طرح حرم حجابی کا ہر کسی صورت میں بھی کم نہیں ہوتا اسی طرح اس کے اجز میں بھی کمی نہیں ہوتی اور ضعیف کو تسبیح سے تعبیر کیا کہ جیسے ذکر اذکار فرض نہیں ہے ویسے ہی یہ نماز بھی فرض واجب نہیں ہے۔ علیین ایک دفتر ہے جس میں اعلیٰ درجہ کے مومنین کے اعمال کا اندازہ ہوتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۸ مسجدیں جنت کے باغ ہیں:۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے لیکن اس کی تائید ابو ہریرہؓ اور ابو سعید کی روایت کرتی ہے جس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور مسجدوں کو جنت کے باغ اس لیے کہا کہ انشاء اللہ مسجدوں ہی سے جنت کے باغ ملیں گے اور تسبیح۔ تحمید۔ تہلیل اور تکبیر جنت کے پھل ہیں کہ انشاء اللہ وہاں انہی کی برکت سے جنت کے پھل ملیں گے۔

۱۹ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے:۔ اس کی سند میں عثمان بن ابوالعاصکہ دمشقی ہے۔ بیہی۔ نسائی نے تو اس کو ضعیف کہا ہے امام احمد نے اس کی توثیق کی ہے اور اس کی تائید انشاء الاحمال بالنیات والی حدیث سے بھی ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ مسجد میں آنے سے پہلے نیت ٹھیک کر لینا چاہئے۔ اگر نیک کام کی نیت کرے گا تو اسی کا اجر اس کو ملے گا مثلاً کوئی نماز کے لیے آیا (باقی صفحہ ۴۸۹)

۱۶۷۷۔ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ جَدِّهَا فَاطِمَةَ الْكُبْرَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلَّى عَلَيَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا أَخَذَ بِي صَلَّى عَلَيَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِي رِوَايَتِهِمَا قَالَتْ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ إِذَا كُنْتُ إِذَا أَخَذَ بِي قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامَ عَلَيَّ مَا سَأَلَ اللَّهُ بَدَلَ صَلَّى عَلَيَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ لَمْ تُدْرِكْ فَاطِمَةَ الْكُبْرَى۔

۱۶۷۸۔ وَعَنْ عُمَرَ وَبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَسَابُحِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالِإِسْتِزَارِ فِيهِ وَأَنَّ يَتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۶۷۷۔ فاطمہ بنت حسین حضرت فاطمہ الکبریٰ سے روایت فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت مسجد میں تشریف لاتے تو درود شریف سلام پڑھتے اور فرماتے رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اے اللہ مجھے بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور جب مسجد سے نکلے تو صلوٰۃ اور سلام کہتے اور فرماتے رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ اے اللہ میرے گناہ معاف کر اور اپنے فضل کے دروازے مجھ پر کھول دے۔ (ترمذی۔ احمد ابن ماجہ امدان دونوں میں مروی ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوتے یا نکلتے فرماتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ میں اللہ کے نام کی برکت سے (مسجد میں آیا ہوں) اور اللہ کے رسول پر سلام ہو) یہ دعا درود اور سلام کی جگہ فرماتے (ترمذی فرماتے ہیں۔ اس کی سند متصل نہیں۔ فاطمہ بنت حسین نے حضرت فاطمہ کبریٰ کا زمانہ نہیں پایا۔

۶۷۸۔ عمر بن شعیب اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے مسجد میں شعر پڑھنے سے منع فرمایا اور اس میں خرید و فروخت کرنے سے اور جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقے بنا کر بیٹھنے سے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کوئی اشکاف کی نیت سے آیا کوئی پڑھنے کے لیے آیا کوئی پڑھانے کیلئے آیا اور بعض ایسے بد نیت ہوتے ہیں جو بد نیت لیکر مسجد میں آتے ہیں مثلاً کوئی جو تاجر نے کیلئے آجائے یا کوئی ڈاکری نويس آجائے یا طہارت خانوں میں ٹہنی کرنے آئے تو ان کو مسجد کی طرف چل کر گئے کا جو نہیں ملے گا بلکہ اٹھا گناہ ہوگا۔ (حاشیہ صفحہ ۱۸۱) اس حدیث کا مطلب ابو اسید کی حدیث کے تحت گند چکاپ ہے۔ (باقی صفحہ آئندہ)

۱۶۷۹- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَا آيْتُمْ مَنْ  
 مِنْ يَتِيمٍ أَوْ يَتِيمَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا لَا آمَنَّا بِحِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَإِذَا مَا آيْتُمْ مَنْ  
 يَنْشُدُ فِيهِ مَسْأَلَةً فَقُولُوا لَا مَدَّ اللَّهُ عَلَيْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْإِسْرَائِيلِيُّ  
 ۱۶۸۰- وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزْرَمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ  
 يُسْتَفَادُ فِي الْمَسْجِدِ وَإِنْ يَنْشُدُ فِيهِ الْأَشْعَارُ وَأَنْ تَقَامَ فِيهِ الْحَمْدُ وَسَأَلَهُ أَبُو  
 دَاوُدَ فِي سُنَنِهِ وَمَا جَاءَ جَامِعِ الْأَصُولِ فِيهِ عَنْ حَكِيمٍ وَفِي الْمَصَابِيحِ عَنْ جَابِرٍ -  
 ۱۶۸۱- وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى  
 عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ بَعْنِي الْبُصْلِ وَالثَّوْمِ وَقَالَ مَنْ أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَأَنَّ مَسْجِدَنَا  
 وَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ لَكُمْ فِيهِمَا فَامْتَنُوا طَبْخًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۶۷۹- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتا دیکھو تو اسے کہو اللہ تیری تجارت  
 میں فائدہ نہ کرے۔ اور جب دیکھو کہ مسجد میں کوئی گمشدہ چیز تلاش کر رہا ہے۔ تو اسے کہہ دو۔ کہ خدا کرے تجھے نہ ملے۔ (ترمذی)  
 ۶۸۰- حکیم بن حزام فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے مسجد میں قصاص لینے اور شعر پڑھنے اور حدیں قائم کرنے سے منع فرمایا  
 (ابوداؤد۔ جامع الاصول) حکیم بن حزام سے اور مصابیح میں جابر سے۔

۶۸۱- معاویہ بن قُرہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان دو درختوں (بیاز اور تھوم) سے منع فرمایا۔ اور  
 فرمایا جو ان دونوں کو کھاٹے۔ وہ ہماری مسجد کے قریب نہ جائے۔ اور اگر ان کا کھانا ضروری ہو تو پکا کر انکی بدبو کو ماریا جائے۔ (ابوداؤد)  
 (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۔ آداب مساجد کیا کیا ہیں؟ ۲۔ اس مضمون کی ایک حدیث تجزیہ سے مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی اور  
 ابوہریرہ کی مسلم میں ہے۔ مسجد میں اچھے اشعار پڑھنے کی اجازت ہے اور برے اشعار پڑھنے کی ممانعت ہے۔ جہور کا مذہب یہ ہے کہ مسجد میں خرید و  
 فروخت ہے لیکن اگر کوئی کرے تو وہ بیع صحیح ہوگی اس کا توڑنا جائز نہیں ہے اور مسجد میں نماز سے پہلے جمعہ کے روز حلقے بنا کر بیٹھا جموں کے نزدیک  
 مکروہ ہے کیونکہ اس سے صفوں میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۶۸)

۱۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی علی، ابیہم واللیلہ میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور  
 حدیث کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

۲۔ حد مسجد سے باہر لگانا چاہیے۔ اس حدیث کو احمد، حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں عبد اللہ بن مبارک ضعیف ہے۔  
 لیکن کثرت طرق کی بنا پر حافظ ابن حجر نے اس کو تلخیص میں لایا اس پر فرمایا۔ حدیث میں دلیل ہے کہ مسجد میں حدیں قائم کرنا مثلاً زنا، شراب، چوری  
 اور قذف کی حد لگانا حرام ہے اور اسی طرح کسی سے مسجد میں قصاص لینا مثلاً قتل کے بدلے قتل کرنا منع ہے کیونکہ مسجد میں ان کاموں (باقی صفحہ ۱۶۸)

۶۸۲: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَمْرُ مِنْ كُلِّهَا مَسْجِدًا إِلَّا الْمَقْبُرَةَ وَالْحَمَامَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالسَّائِرِيُّ.  
 ۶۸۳: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلَّى فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِي الْمَرْيَكَةِ وَالْمَجْزَمَةِ وَالْمَقْبُرَةِ وَقَارِعَةَ الطَّرِيقِ وَبَنِي الْحَمَامِ وَفِي مَعَاظِنِ الْإِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللَّهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.  
 ۶۸۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا فِي مِائَةِ الْغَنِيِّ وَلَا تَصَلُّوا فِي أَعْمَاطِ الْإِبِلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۶۸۲- ابو سعید خدری سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قبرستان اور حمام کے سوا ساری زمینیں مسجد ہے۔ (ابو داؤد ترمذی)  
 ۶۸۳- ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے سات مقامات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ (۱) لید پھینکنے کی جگہ (۲) ذبح خانہ (۳) قبرستان (۴) شاہراہ کے درمیان (۵) حمام (۶) اونٹ بیٹھنے کی جگہ (۷) بیت اللہ کی چھت پر (ترمذی۔ ابن ماجہ)  
 ۶۸۴- حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھو۔ اور اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز مت پڑھو۔ (ترمذی)

(فقیر حاشیہ صفحہ گزشتہ کے لیے نہیں بنائی جاتیں۔)

۱۔ بدلو دار چیز کھا کر مسجد میں نہ آئے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ابو داؤد مندہی نے اس پر سکوت کیا ہے یعنی یہ حدیث استدلال کے قابل ہے اور اس کی تائید جامدہ کی حدیث سے ہوتی ہے جو پہلی فصل میں گذر چکی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی بدلو دار چیز کھانی کر مسجد میں نہیں آنا چاہئے خواہ پیاز، لہسن ہو یا حقہ سگرٹ یا اور کوئی بدلو دار چیز اور یا پھر ان کی بدلو کو دور کر دیا جائے پکا کر یا کھل وغیرہ کر کے۔  
 (حاشیہ صفحہ ۲۸۱)

۲۔ کن جگہوں میں نماز پڑھنا منع ہے؛ اس حدیث کے وصل اور ارسال میں اختلاف ہے۔ دارقطنی اور بیہقی نے اس کو مرسل کہا ہے۔ دوسرے فریق نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ واصل اگر ثقہ ہو تو وہ مقبول ہے بہر حال مقبرہ اور کام دوسری تمام زمینوں سے مستثنیٰ ہیں قبرستان میں تو حکم یہ ہے کہ نماز منع ہے خواہ قبر کے اوپر ہو یا قبروں کے درمیان اور پھر قبرستان خواہ مسلمانوں کا ہو خواہ کافروں کا کیوں کہ اس میں کم از کم غیر اللہ کی تعظیم کا امکان تو ضرور ہے اور حمام میں اس لیے منع ہے کہ وہاں گندگی ہوتی ہے اور امام احمد بن حنبل نے عموم حدیث سے دلیل دیکر فرمایا ہے کہ اگر حمام میں گندگی نہ ہو تو بھی وہاں نماز منع ہے اور اسی طرح بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھنا بھی منع ہے۔ ابن عمر کی حدیث کو ابن سکون اور امام الحرمین نے صحیح کہا ہے لیکن اسکی سند میں بہر حال گنگلو ہے اگر یہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو یہ حدیث بھی مقصود ہوگی اس عام کی جو آپ نے فرمایا ہے کہ قبر سے لیے روئے زمین مسجد بنا دی گئی ہے مگر یہ مذکورہ جگہیں اس مستثنیٰ ہیں ان میں نماز پڑھنی چاہئے۔



۱۶۸۵۔ وَعَنْ أَبِي عَمَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَاطَ الْقُبُورِ وَالْمُتَّحِدِينَ عَلَيْهَا السَّاجِدًا وَالسَّرْحَ مَرَاةً أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالتَّسَاتِيُّ.

۱۶۸۶۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ إِنَّ جُبْرَائِيلَ مِنَ الْيَهُودِ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا الْبَقَاعُ خَيْرٌ فَسَكَتَ عَنْهُ وَقَالَ أَسْكُتْ حَتَّى يَخْبِي جِبْرِيْلُ فَسَكَتَ فَبَأَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَ فَقَالَ مَا السُّئُولُ عَنْهَا بَأَ عِلْمٍ مِنَ السَّائِلِ وَكَيْنَ أَسْأَلُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى ثُمَّ قَالَ جِبْرَائِيْلُ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي ذَكَرْتُ مِنَ اللَّهِ ذُنُوبًا مَا ذُنُوبٌ مِنْهُ تَطَّأَلُ وَكَيْفَ كَانَ يَا جِبْرَائِيْلُ قَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ حِجَابٍ وَمِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ شَرُّ الْبَقَاعِ أَسْرَافُهَا وَخَيْرُ الْبَقَاعِ مَسَاجِدُهَا رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ.

۶۸۵۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی۔ جو قبروں کی زیارت کے لیے جائیں۔ اور ان لوگوں پر جو ان پر مسجدیں بنائیں۔ اور چراغ جلا لیں (ابوداؤد ترمذی)

۶۸۶۔ ابوامامہ فرماتے ہیں۔ ایک یہودی عالم نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ کونسی جگہ بہتر ہے۔ آنحضرت خاموش ہو گئے اور فرمایا جب تک جبرائیل نہ آجائے میں خاموش رہوں گا وہ خاموش ہو گیا۔ جبرائیل آگے آنحضرت نے ان سے دریافت فرمایا جبرائیل نے کہا۔ مجھے سائل سے زیادہ علم نہیں۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ سے دریافت کروں گا۔ جبرائیل نے کہا۔ آج اللہ تعالیٰ سے اس قدر قریب ہوا۔ جس قدر آگے کبھی نہیں گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرائیل کیسے ہوا۔ فرمایا میرے ادا اللہ تعالیٰ کے درمیان نور کے ستر ہزار پردے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بدترین جگہ بازار ہے۔ اور بہترین جگہ مسجد ہے۔ (ابن حبان)

۱۶ عورتوں کو قبروں کی زیارت ممنوع ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اہل علم کی ایک جماعت اس طرف لگی ہے کہ عورتوں کا اب بھی قبروں کی زیارت کو جانا مکروہ ہے اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ جب آنحضرت نے زیارت قبور کی اجازت فرمائی تو اس عزم میں عورتیں بھی آئیں بہر حال اگر ان کے رونے پینے اور ہرج مزع کرنے کا خطرہ نہ ہو تو ان کو اجازت ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیروی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مٹلہ شدہ لاش پر آنے سے روک دیا لیکن جب انہوں نے آنحضرت کو یقین دلا دیا کہ میں صبر سے کام لوں گی اور مزع مزع نہ کروں گی تو پھر آپ نے ان کو اجازت دیدی اور اگر ان کی بے صبری اور رونے پینے کا خطرہ ہو تو ان کو قبروں پر نہ جانا چاہیے اور نہ ہی ان کو جانے کی اجازت ہونی چاہیے۔

۱۷ عرج مسلک یہ ہے کہ اب بھی عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں کیونکہ ان کا ایمان کمزور ہوتا ہے اور اگر دل بھی کمزور ہو تو پھر میت پر جانے کی بھی اجازت نہ ہوگی اور اگر دل کمزور نہ ہو تو پھر میت پر جانے کی اجازت ہوگی۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

### الفصل الثالث

۶۸۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ جَاءَ مَسْجِدِي هَذَا الْخَيْرِ يَتَعَلَّمُهُ أَوْ يُعَلِّمُهُ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَنْ جَاءَ لِغَيْرِ ذَلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ إِلَى مَتَاعٍ غَيْرِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ -

۶۸۸: وَعَنِ الْحُسَيْنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا قَوْمِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ حَدٌّ يَنْهَرُ فِي مَسَاجِدِهِمْ فِي أَمْرٍ دُنِيَاهُمْ فَلَا تَجَالِسُوهُمْ فَيَبْسُ اللَّهُ فِيهِمْ حَاجَةً رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ -

### دوسری فصل

۶۸۷- ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرتؐ سے سنا فرماتے تھے۔ جو میری اس مسجد میں آئے اور اس کا مقصد علم لینے اور سکھانے کے سوا کچھ نہ ہو۔ اس کا مرتبہ مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ہے۔ اور جو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے آئے۔ وہ اس آدمی کی طرح ہے۔ جو دوسرے کے سامان کو ناک رہا ہو۔ (ابن ماجہ شعب الایمان بیہقی)

۶۸۸- حسنیٰ سے مرسل مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ لوگوں پر ایسا وقت آئے گا۔ مسجد میں ان کی گفتگو دنیا ہی کے کاموں میں ہوگی۔ تم ان کے پاس مت بیٹھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں سے کوئی سردکار نہیں ملے گا۔ (شعب الایمان بیہقی)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۷ حدیث وحی الہی ہے۔ اس مضمون کی تجریر بن مظہم کی ایک حدیث احمد، بزار، ابویعلیٰ اور حاکم میں بھی ہے۔ امام نووی نے مسلم کی شرح میں فرمایا ہے کہ عجیب (برہ) عموماً اجسام کے لیے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہیں اور یہاں مراد اس کی روایت سے مانع ہے اور یہ آگ اور نور دونوں چیزیں ہیں جو بوجہ اپنی شاعوں کے نظر کو نیرو کر دیتی ہیں باقی حدیث کا مضمون پہلی فصل میں ابو ہریرہؓ کی حدیث میں گذر چکا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۷)

۱۷ بے عملی قیامت کو پشیمانی کا باعث ہوگی۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی اگر مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور دوسرا بالکل چپ چاپ آکر بیٹھ جائے تو قیامت کے دن جب نمازی کو اس کا اجر ملے گا تو یہ بیٹھ رہنے والا اس کے ثواب کو اس طرح حسرت سے دیکھے گا جیسے کوئی غریب آدمی کسی دولت مند کی دولت کو حسرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ ۱۷ مسجد میں بیہودہ گوئی نہ ہونی چاہئے۔ یہ حدیث مرسل اور موصول دونوں طریقوں سے آئی ہے مطلب یہ ہے کہ مسجد میں بیہودہ گفتگو کرنی منع ہے ورنہ آنحضرتؐ کی اکثر مجلس مسجد ہی میں ہو کر تھی۔ ابویعلیٰ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ آنحضرتؐ سے مسجد میں اشعار پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا شعر ہی کلام ہے جو اچھے ہیں ان کے پڑھنے میں کوئی (باقی بر صفحہ ۱۷)

۶۸۹۔ وَعَنِ السَّارِبِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَّبَنِي رَجُلٌ  
فَنظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَذْهَبَ فَأَمْتِنِي بِهَذَا بِنِعْمَتِكَ  
يَهْمًا فَقَالَ مَسَّنَ أَتَمًّا أَوْ مِزْنَ آيِنَ أَنْشَأَ قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ  
أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ ذَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۹۰۔ وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَنَى عُمَرُ رَجِيئَةً فِي نَائِجِيَةِ الْمَسْجِدِ تَسْمَى الْبُطَيْحَاءُ وَقَالَ  
مَنْ كَانَ يَرِيئَكَ أَنْ يَلْغُظَ أَوْ يَنْشِدَ شِعْرًا أَوْ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَيُخْرِجُ إِلَى هَذِهِ الرَّجِيئَةِ  
رَوَاهُ فِي الْمَوْطَأِ.

۶۹۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَامَةٌ فِي الْقِبْلَةِ  
فَسَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ حَتَّى مُرِّئِي فِي وَجْهِهِ فَقَامَ فَحَكَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ إِنْ أَحَدًا كَرِهَ إِذَا قَامَ

۶۸۹۔ سائب بن یزید فرماتے ہیں۔ میں مسجد میں سو رہا تھا۔ ایک آدمی نے نکر مارا۔ میں نے جب دیکھا تو حضرت  
عمرؓ تھے۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ ان دو آدمیوں کو لے آؤ۔ میں ان کو آپ کے پاس لے آیا۔ حضرت عمر نے دریافت فرمایا۔ تم  
کون ہو تم کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا۔ اگر تمہارا قیام مدینہ میں ہوتا۔ تو میں  
تمہیں فرود مزا دیتا۔ تم آنحضرت کی مسجد میں شور کر رہے ہو۔ (بخاری)

۶۹۰۔ امام مالک فرماتے ہیں۔ حضرت عمر نے مسجد کے ایک کونے میں ایک میدان بنایا۔ جسے بٹیکھا کہتے تھے۔ فرمایا جو شخص شور  
کرنا چاہے۔ یا شعر پڑھنا چاہے۔ یا اونچی آواز کرنا چاہے۔ وہ اس میدان کے اندر چلا جائے۔ (موطا)

۶۹۱۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے قبلہ کی طرف تھوک دیکھا۔ آپ کو سخت ناگوار گذرا۔ اس لیے ناگواری کا اثر  
آپ کے چہرہ مبارک پر دیکھا گیا۔ آپ نے کھڑے ہو کر اسے اپنے ہاتھ سے کھری دیا۔ فرمایا جب تم نماز میں کھڑے ہوتے

(حاشیہ صفحہ ۶۸۱)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ مضائقہ نہیں اور جو بڑے ہوں ان کو نہ پڑھنا چاہیے۔

۱۔ مسجدوں میں شور کرنا منع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہی ہوتا تھا کہ مسجد میں سکوت ہوتا تھا نہایت خاموشی  
سے صحابہ بیٹھتے تھے لیکن کہیں کہیں کوئی اونچی آواز سے گفتگو بھی ہوجاتی کہ رسول اللہ صلعم بھی اس کو سن لیتے اور اس پر بھی آپ ان کو منع نہ فرماتے۔  
۲۔ مسجد میں عام باتیں منع ہیں۔ ابن عبد البر نے ایک علیحدہ کتاب اس مضمون میں تصنیف کی کہ مسجد میں عام دنیاوی باتیں نہیں ہونی  
چاہئیں خصوصاً جبکہ لوگ نماز بھی پڑھ رہے ہوں اور اس میں انہوں نے مرسل۔ منقطع۔ معضل ہر قسم کی حدیثیں جمع کیں جن کی تعداد اکتھویک  
پہنچتی ہے بہر حال مسجد میں بے ضرورت باتیں نہ کرنا چاہئے۔

فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَسْأَلُ رَبَّهُ وَإِن رَّبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَتَزَوَّنُ أَحَدُكُمْ قَبْلَ قِبْلَتِهِ وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَامِهِ ثُمَّ أَخَذَ حَرْفُ رِدَائِهِ فَبَصَّقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ أَوْ يَفْعَلُ هَكَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۹۲۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَدٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا مَرَّ قَوْمًا فَبَصَّقَ فِي الْقِبْلَةِ وَمَا سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْمِهِ حِينَ فَرَعَا لَا يُصَلُّوا لَكُمْ فَأَمَّا إِذَا بَعْدَ

ہو تو اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کرتے ہو۔ اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے سو تم میں سے کوئی قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔ لیکن بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ پھر چادر کے ایک کونے میں تھوک کراتے آپس میں مل دیا کرے اور فرمایا۔ یا پھر اسی طرح کر دے (بخاری)

۶۹۲۔ سائب بن خالد فرماتے ہیں۔ ایک آدمی ایک قوم کا امام تھا۔ اس نے قبلہ کی طرف تھوکا۔ اور آنحضرت دیکھ رہے تھے۔ بس یہ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس قوم سے کہا۔ آئیے یہ امامت نہ کر لے۔ اس کے بعد اس نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا لے نمازی کو قبلہ کی طرف تھوکنا منع ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ بخاری کی سند میں حمید عن انس کے الفاظ ہیں۔

یعنی حمید کے جوتدیس ہے عنعنہ کے ساتھ روایت کی ہے۔ جو قابل اعتبار نہیں ہوتی لیکن عبدالرحمن نے حمید کے انس سے سماع کی تصریح کر دی ہے جس سے حدیث کی علت رفع ہو گئی۔ قبلہ میں تھوک دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس دیوار پر آپ نے تھوک دیکھی جو قبلہ کی جانب تھی تو آپ کے پہرہ پر غضب کے آثار ظاہر ہوئے۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ اس قدر ناراض ہوئے کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ بخاری کے ادب المفرد میں ہے کہ آپ نے تمام مسجد والوں کو ٹانٹ پلائی۔ رب سے مناجات کا مطلب یہ ہے کہ بندہ تو حقیقی معنی میں رب سے مناجات کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مناجات کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کی اصل توجہ تو رب کی طرف ہوتی ہے اور بائیں جانب تھوکنے کا یہ مطلب ہے کہ اگر مسجد میں نماز نہیں پڑھ رہا ہے بلکہ کسی اور جگہ میں نماز پڑھ رہا ہے تو اپنی بائیں جانب تھوک لے اور اگر مسجد میں نماز ادا کر رہا ہو تو پھر کپڑے میں تھوک کر مل دے اور کوئی صورت نہیں۔

۱۔ قبلہ رخ تھوکنے والا امامت کے لائق نہیں۔ اس کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس کا ایک شاہد عبد اللہ بن عمر کی حدیث ہے جس کو طبرانی نے حسن سند سے روایت کیا ہے۔ جب وہ آدمی نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے اتنی ناراضگی فرمائی کہ اس سے کلام کرنا بھی آپ نے گوارا نہ کیا بلکہ لوگوں کو فہمایا کہ اس کو اپنا امام نہ رکھو۔ خد اور اس کے رسول کو تکلیف دینے کا یہ مطلب ہے کہ تو نے ایسا کام کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول پسند نہیں کرتے۔

ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ فَمَعُوذَةٌ فَأَخْبَرُوهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ  
ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ وَحَسِبْتُ أَنَّكَ قَدْ  
أَذَيْتَ اللَّهَ وَمَا سُئِلَ رَوَاهُ الْبُؤَدَاؤُ-

۶۹۳۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ أَحْبَبْتُ عِنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
ذَاتَ عَمَلٍ إِذْ عَن صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى كَيْدًا نَأْتِي أَيَّ عَيْنِ الشَّمْسِ فَنُخْرِجُ سَرِيعًا  
فَتُؤَبِّ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجَوَّزْنَا فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا  
سَكَرَ دَعَا بِصُورِهِ فَقَالَ لَنَا عَلَى مَصَافِكُمْ كَمَا أَنْتُمْ تَمْرًا نَفْتَلُ إِلَيْنَا شَرًّا قَالَ أَمَا  
إِنِّي سَأَحَدُكُمْ مَا حَسَبْتَنِي عَنْكُمْ الْخَدَاةُ إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ  
مَا قَدَّرْتُ لِي فَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي حَتَّى اسْتَشَقَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ  
صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ كَأُذِرِّي  
قَالَ هَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَأَيْتَهُ وَضَعُ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيْ حَتَّى وَجَدْتَ بُرْدًا أَنَا مِلْهُ بَيْنَ ثَنَائِي  
فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَدَرْتُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ

ان لوگوں نے اسے روکا۔ اور آنحضرت کے فرمان کی اطلاع دی۔ اس نے آنحضرت سے دریافت کیا آنحضرت نے اثبات میں جواب  
دیا اور صحابی نے کہا میرا خیال ہے آپ نے فرمایا تم نے اللہ اور اس کے رسول کو ایسا ہی ہے۔ (ابوداؤد)

۶۹۳۔ معاذ بن جبل فرماتے ہیں آنحضرت ایک دن صبح کی نماز سے رک گئے۔ یہاں تک کہ طلوع آفتاب کے آثار نظر آنے  
لگے آپ جلدی سے نکلے۔ اقامت کو گئی آپ نے منقرسی نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو بلند آواز سے فرمایا اپنی اپنی نشستگاہوں  
پر بیٹھے رہو۔ پھر ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ آج صبح کی نماز سے کیوں رک گیا۔ میں رات کو اٹھا۔  
میں نے وضو کیا جس قدر متقدر تھا میں نے نماز پڑھی۔ پھر میں نماز میں سو گیا۔ یہاں تک کہ میرا جسم بوجھل ہو گیا۔ اچانک حق تعالیٰ  
وہاں بہترین صورت میں موجود تھے۔ اللہ نے فرمایا اس عہد میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں فرمایا اوپر کے لوگ کیا گفتگو کر رہے ہیں  
میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں تین دفعہ یہی فرمایا حضرت نے فرمایا میں نے دیکھا کہ حق تعالیٰ نے اپنا مبارک ہاتھ  
میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی بھاتی میں محسوس کی میرے سامنے ہر چیز روشن ہو گئی اور  
میں نے پہچان لی پھر فرمایا اسے مہر میں نے عرض کیا اسے میرے رب میں حاضر ہوں فرمایا فرشتے

۱۔ اقامت اصلی تشویب ہے۔ دوسری فصل میں عبدالرحمن بن عائش کی حدیث کے تحت معاذ بن جبل کی حدیث کا تذکرہ ہو چکا ہے  
اور یہ صبح حدیث دلالت کرتی ہے کہ واقعہ خواب کا تھا۔ بیداری کا نہ تھا جیسا کہ بعض لوگوں نے خیال کیا ہے اور (باقی صفحہ آئندہ)

الْأَعْلَى قُلْتُ فِي الْكَفَّاتِ قَالَ وَمَا هُنَّ قُلْتُ مَثْنَى الْإِقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ  
وَالْجُلُوسِ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَرُسْبَاعِ الْوَضُوءِ حِينَ الْكُرْبِيَّاتِ قَالَ  
ثُمَّ فِيمَا قُلْتُ فِي التَّارِجَاتِ قَالَ وَمَا هُنَّ قُلْتُ إِطْعَامَ الطَّعَامِ وَلَيْسَ الْكَلَامُ وَ  
الصَّلَاةُ وَالتَّاسُ نِيَامًا قَالَ سَلُّ قَالَ قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ  
الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَإِنْ تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي وَرِزْقًا أَرَدْتُ فِئْتَةً فِي قَبْرِ فِتْوَفِي  
غَيْرَ مَقْتُوبٍ وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ فَقَالَ  
مُرْسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا حَقٌّ فَأَدْرَسُوهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوها رَوَاكَ أَحْسَدُ وَ  
السَّرْمِيدِيُّ وَقَالَ هَذِهِ أَحَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ  
فَقَالَ هَذَا أَحَدِيثٌ صَحِيحٌ.

کس معاملہ میں گفتگو کر رہے ہیں میں نے عرض کیا کفارات میں دو عمل گناہ کو مٹا دیتے ہیں (حق تعالیٰ نے فرمایا وہ کیا ہیں میں نے عرض کیا مسجودوں کی طرف پیدل جانا اور نماز کے بعد مسجودوں میں بیٹھنا۔ اور تکلیف کے وقتوں میں پوری طرح وضوء کرنا فرمایا پھر فرمایا کس چیز میں گفتگو کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا درجات میں فرمایا وہ کیا ہیں میں نے عرض کیا، کھانا کھلانا، اور زہمی سے گفتگو کرنا (۳) اور دعات کو نماز پڑھنا۔ جب لوگ سو رہے ہوں۔ فرمایا حق تعالیٰ نے آپ کو پکارتیں میں نے عرض کیا۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَإِذَا أَرَدْتُ فِئْتَةً فِي قَبْرِ فِتْوَفِي غَيْرَ مَقْتُوبٍ وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ اے اللہ میں توفیق چاہتا ہوں آپ سے نیک کام کرنے کی برے کاموں سے بچنے کی مسکینوں سے محبت کی۔ اور آپ مجھے بخش دیں اور پھر برہم فرمائیں اور جب آپ کسی کو آزمانا چاہیں تو مجھے آزمانے کے بغیر موت دیدے۔ اے اللہ میں تیری محبت چاہتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے محبت کریں اور ایسے اعمال سے محبت جو تجھے تیری محبت کے قریب کر دیں۔ آنحضرت نے فرمایا یہ صحیح ہے اسے یاد کرو اور پڑھاؤ احمد ترمذی اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور میں نے محمد بن اسماعیل امام بخاری سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

دقیقہ حاشیہ ص ۱۰۸ گزشتہ تشویب کا معنی اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ اقامت کا نام تشویب ہے (دوسرے جوازاں سے پہلے درود پڑھتے ہیں وہ تشویب نہیں۔ ۱۰۸) جو ہر چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوئی تھی یہ وقتی تھی۔ جب خداوند تعالیٰ نے اپنا بے کیف باطن اٹھایا تو وہ کیفیت بھی نہ رہی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد بھی بہت سے واقعات ایسے ظہور پذیر ہوئے جن میں آنحضرت کو اس کا انجام معلوم نہ ہو سکا ان میں سے بعض کی تصریح قرآن مجید میں ہے اور بعض کی حدیث شریف میں اگر یہ چیز ہمیشہ رہتی تو ہرگز ایسا نہ ہوتا۔

۶۹۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ أَحْمَدُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبَوَّجَهُ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانَ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ قَالَ فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ حَفِظْتُمَنِي سَائِرَ أَيَّامِكُمْ وَأَهْ أَبُودَاؤُدَ۔  
 ۶۹۵۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ إِشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَيَّ قَوْمًا تَخَذُوا أَيَّامًا مِنْهُمْ مَسَاجِدًا رَوَاهُ مَالِكٌ مَرْسَلًا۔

۶۹۴۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا آنحضرت جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے اعدو ذ باللہ العظیم و بوجہ الکریم و سلطان القدیم من الشیطان الرجیم۔ (میں اللہ کی عظمت سے پناہ لیتا ہوں اور اس کی ذات کی کرامت سے پناہ چاہتا ہوں اس کی قدیم سلطنت سے پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے) آنحضرت نے فرمایا جب یہ دعا کے تو شیطان کتاب ہے دن کا باقی حصہ مجھ سے محفوظ رہا۔ (ابوداؤد)  
 ۶۹۵۔ عطاء بن یسار فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا نا کہ لوگ اسے پوجیں۔ ان لوگوں پر اللہ کا بہت غضب ہوا جن لوگوں نے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ (مالک مرسل)

۱۔ ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث احتجاج اور استدلال کے قابل ہے اور اس حدیث کو جامع مغیر کے شارح نے حسن کہا ہے اور مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے نکلنے کی دعا پہلے ذکر ہو چکی ہے۔ اس دعا کے ساتھ اس دعا کو بھی شامل کر لینا چاہیے اور حاکم نے مستدرک میں شرط شینین پر یہ الفاظ بھی روایت کئے ہیں کہ جب تو مسجد میں داخل ہو تو کہو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ اور تمام دن کا مطلب یہ ہے کہ باقی دن اور اس پر رات کو بھی قیاس کر لینا چاہیے اور یا پھر یوم سے مطلق وقت مراد لیا جاوے۔

۲۔ ابن عبد البر نے کہا کہ اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ امام مالک نے اس کو مرسل روایت کیا ہے۔ لیکن بزار نے اس کو اوسعید نجدی سے منسند روایت کیا ہے۔ اور اس باب میں ابوداؤد نے یہ کہ ایک حدیث احمد ابوالرحمنی میں بھی ہے۔ حضور نے دعا مانگی کہ یا اللہ میری قبر میری میر سے بد بت نہ بن جائے۔ جس کی لوگ پوجا کرنے لگیں۔ یعنی جیسے اور شرک کے اڑے بنے ہوئے ہیں کہ لوگ وہاں بیٹے لگاتے ہیں۔ عرس کرتے ہیں منتیں مانتے ہیں پڑھاوے پڑھاتے ہیں سجدے کرتے ہیں اور وہ عا میں مانگتے ہیں۔ ایسا میری قبر کو نہ بنا نا آنحضرت نے یہ دعا اپنی امت پر شفقت کے سبب سے فرمائی اور پھر اس کی وجہ بھی بیان کر دی کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے نبیوں کی قبروں پر ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوا خدا تعالیٰ نے آنحضرت کی دعا کو قبول فرمایا کہ آپ کی قبر مبارک پر آج تک سجدہ نہیں ہوا پڑھاوے نہیں پڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمایا کہ ہر زمانہ کی حکومت کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ آپ کی قبر مبارک پر سجدہ نہ ہو۔ آپ کی قبر مبارک پر ہمیشہ پو لیس کا پہرہ رکھا ہو لوگوں کو سجدہ سے روکتی رہی۔

۲۹۶۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ حَبَلٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الصَّلَاةَ فِي حَيْطَانٍ قَالَ بَعْضُ رُؤَاتِهِ بَعْضُ الْبَسَاتِينِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدٌ مِنْ حَدِيثِ عَرِيْبٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَدْ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ.

۲۹۷۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ وَصَلَاةُ فِي مَسْجِدِ الْقُبَايِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلَاةً وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْكَبِيِّ يُجْتَمَعُ فِيهَا بِخَمْسِمِائَةٍ صَلَاةً وَصَلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَاةً وَصَلَاةُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَاةً وَصَلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَاةً رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

۲۹۶۔ معاذ بن جبل سے مروی ہے آنحضرت باغوں میں نماز پسند فرماتے تھے بعض راویوں نے فرمایا حیطان کا مطلب بتا ہے۔ (احمد۔ ترمذی۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے صوف حسن بن ابوجعفر سے مروی ہے ان کو یحییٰ بن سعید وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔

۲۹۷۔ حضرت انس فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اپنے گھر میں نماز کا اجر ایک نماز کا تھا اور مسجد کی مسجد میں نماز کا اجر بیس نماز کا اجر ہوگا اور جامع مسجد میں نماز کا اجر پانچ صد نماز کا اجر ہوگا اور مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار نماز کا اجر ہوگا اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نماز کا اجر ملے گا۔ (ابن ماجہ)

۱۔ اس کو احمد اور نسائی نے بھی کبھی ذکر کیا ہے۔ بخاری نے کہا حسن منکر الحدیث ہے۔ ابوحاتم نے کہا حدیث کے متن سے نا آشنا ہے اگر حیطان اس کے معنی باغ کیا جائے تو اس صورت میں یہ حدیث مانگنے سے اصل ہے اور اگر حیطان کا ترجمہ دیوار کیا جائے کہ آپ لوگوں میں نماز پڑھنے کو پسند کرتے تھے تاکہ کوئی آگے سے نہ گدھے تو اس صورت میں یہ حدیث سترہ کی حدیثوں کی موید ثابت ہوگی۔

۲۔ اس کے تمام راہی ثقہ ہیں سوائے اس کے کہ ابوالخطاب دمشقی جمول ہے ابن ماجہ کے سوا صحاح ستہ فالوں میں سے کسی نے بھی اس سے روایت نہیں کی ہے بعض نے اس حدیث کو منکر کہا ہے۔ کہ یہ ثقافت کی روایت کے خلاف ہے اور بغرض صحت اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ پہلے ہی حکم تھا جو صحیحین کی حدیث میں ہے۔ پھر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نمازوں کا اجر بڑھا دیا جامع مسجد کی نمازوں کا اجر پانچ سو گنا تک کر دیا گیا اور مسجد اقصیٰ کی نمازوں کا اجر پچاس ہزار نمازوں کا کر دیا گیا۔ اور خانہ کعبہ کی نمازوں کا اجر مسجد نبوی کی نمازوں کے اجر سے لاکھ گنا بڑھا دیا گیا ظاہر کلام اس کی تائید کرتی ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے خانہ کعبہ کی نماز کا ایک لاکھ گنا اجر گھر کی اکیلے آدمی کی نماز سے شمار کیا ہے۔ یہ ترجمہ بھی ویسے حدیث کے الفاظ کے منافی معلوم نہیں ہوتا البتہ پہلی صورت زیادہ قرین قیاس ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ کوئی بعید نہیں ہے۔



۶۹۸۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وَضِعَ فِي الْأَمْصِرِ أَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ  
الْحَدَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْقَضِي قُلْتُ كَمْ يَبْنِيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ عَامًا ثُمَّ  
الْأَمْصِرُ لَكَ مَسْجِدًا فَيُحْتَمَى مَا أَدْرَكَتَكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -

۶۹۸۔ حضرت ابو ذر فرماتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول سب سے پہلے کونسی مسجد رکھی گئی فرمایا مسجد حرام میں نے  
دریافت کیا پھر کونسی فرمایا مسجد اقصیٰ۔ میں نے پوچھا ان دونوں میں کس قدر فرق ہے فرمایا چالیس سال۔ پھر زمین تمہارے  
لیے مسجد ہے جہاں نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھ لو (بخاری مسلم)



۱۵ اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ابراہیم نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا اور بعد ازاں حضرت اسحاقؑ کے لیے ایک مسجد شام کے علاقہ میں تعمیر کی اور  
ان میں چالیس سال کا فاصلہ تھا۔ بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا۔ اور بیت المقدس کو حضرت  
سیمانؑ نے اور ان میں قریباً ایک ہزار برس کا فاصلہ ہے تو یہ چالیس برس کیسے صحیح ہو سکتے ہیں یہ معنی لینا غلط ہے۔ حضرت ابراہیمؑ  
نے ہی دونوں مسجدوں کو بنایا اور ان میں چالیس برس کا فاصلہ تھا۔

# بَابُ السَّنَدِ

## نماز میں ستر کا بیان

انسان کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ یہ لباس پہنتا ہے باقی مخلوق میں لباس رائج نہیں۔ حیوانات میں ایک طبعی سی صورت بنا دی گئی ہے۔ اس سے زیادہ کی اُن کو ضرورت نہیں ہوتی۔ لباس میں انسان کے لیے دو مقصد رکھے گئے ہیں۔ (۱) زینت (۲) پردہ۔ پردہ کرنا نماز میں فرض ہے۔ نماز کے لیے شرط ممکن ہوتے بھی اگر ستر نہ ڈھانپا جائے تو نماز فاسد ہوگی۔ لباس میں ایک گونہ طہارت بھی ہے نماز کی عظمت اور احترام بھی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ مناجات کا روپ بھر لباس میں طوط ہے۔ یہ مسئلہ جس قدر شرعی ہے اسی قدر عقلی بھی ہے کہ عقلمند آدمی ننگا ہونا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ حسب ضرورت حسب حالات اچھے لباس کی خواہش کرتا ہے اور کوشش بھی۔ اس سے یہ امر شرعاً غفلتاً ظاہر ہے کہ عبادت کے وقت اچھا لباس ہونا چاہئے جس سے آبرو مندی اور عزت نفس ظاہر ہو۔ صرف وہ عبادات مستثنیٰ ہوں گی جن میں بعض مصالح کی بنا پر لباس کی بعض اوضاع معین فرمادی گئی ہیں (مثلاً احرام)

استطاعت۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا اگر ایک کپڑے میں نماز ادا کی جائے تو کندھوں پر ضرور کپڑا ہونا چاہیے۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ آیا ایک کپڑے میں نماز درست ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کیا تمام لوگوں کو دو کپڑے میسر آجاتے ہیں۔ حضرت عمر سے نماز میں لباس کی بابت دریافت کیا گیا تو فرمایا۔ اذا وسع الله فوسعوا۔ جب اللہ تعالیٰ وسعت دے تو تم اس وسعت سے فائدہ اٹھاؤ۔ آنحضرت اور حضرت عمرؓ کے ارشاد سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ لباس کے معاملہ میں توفیق اور وسعت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ امام بخاری نے تعلیقاً ذکر فرمایا۔ كلوا واشربوا ولبسوا وتصدقوا في غير اسراف ولا مخيلة قال ابن عباس كل ما شئت ولبس ما شئت ما اخطأك اثنتين اسراف وغيبة فلا تهاؤن ۲ کھاؤ پیو پھنو صدقہ کرو جب تک اسراف اور تکبر نہ ہو۔ حضرت ابن عباس کے اثر کا بھی یہی مطلب ہے۔

آنحضرت کا لباس۔ آنحضرت کے لباس پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ اس وقت کے لباس میں جبر، قبائ، وٹو کا جبر، قبض، ازار اور حبل برس برنجرانی، جبر، شکرہ، خمیسہ کساء، انجانہ، سر اوہل (پاجامہ)، عامرہ (گڈی)، فلسوہ (ٹوپی) وغیرہ یہ لباس ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کے رفقاء نے عموماً جناب کے سامنے پہنے۔ ان میں بعض درزاں ہیں سے بعض کافی قیمتی ایک خاص حد تک لباس میں ریشم کے استعمال کی بھی اجازت دی گئی۔ عورتوں کے لباس میں خوبصورتی کے لحاظ سے اور بھی وسعت فرمائی۔ اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ لباس کے معاملہ میں کچھ پابندی نہیں فرمائی کہ کیسا لباس پہنے۔ لیکن یہ درست ہے کہ اچھا لباس

ہونے کی صورت میں ننگ ڈھرنگ ہونا پسندیدہ فعل نہیں۔ بلکہ اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے۔ نماز غیر نماز کسی حالت میں کچھ فرق نہیں بعض لوگوں کی عجیب حالت ہے۔ عام حالات میں اچھا لباس پہنتے ہیں مگر نماز کے وقت ننگے سر کھڑے ہو جاتے ہیں یہ عجیب مفحکہ نیز پوزیشن ہے۔ بعض جاہل اسے سنت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ زیادہ سے زیادہ جواز کہا جاسکتا ہے۔ فضیلت اسی میں ہے کہ نماز میں اچھی وضع اختیار کی جائے آنحضرت کے لباس کی عمومی صورت سے یہ قیاس نکلتا ہے عام انسانوں میں لباس کے متعلق فطری جذبات کا یہی تقاضا ہے۔ ایک سنجیدہ اور صحیح الدماغ آدمی اس تفریق کو کبھی پسند نہیں کرے گا۔

کم از کم لباس :- نماز کے متعلق کم از کم لباس کے متعلق اس حد تک اتفاق ہے کہ ستر کا ڈھانپنا ضروری ہے اس کے علاوہ کچھ حصہ بدن کا ننگا ہو نماز ہو جائے گی۔ ستر کے بعد کندھے ڈھانپنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔ لا یصلین احد کمر فی الثوب الواحد لیس علی عاتقہ منہ شیء۔ کوئی آدمی ننگے کندھوں سے کوئی نماز نہ پڑھے۔ (بخاری مسلم)

ستر کی حد :- اس امر میں اختلاف ہے کہ ستر کی حد کیا ہے۔ احناف رحمہم اللہ سے ناف تک فرماتے ہیں شوافع موٹی ران سے ناف تک ستر سمجھتے ہیں امام احمد اور امام مالک صرف قبل سے ڈبر تک کو ستر سمجھتے ہیں۔ جمہور اہل علم کا یہی خیال ہے کہ ران ستر میں شامل ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں حدیث انس جس کا مضمون یہ ہے کہ ران ستر نہیں اسناد و حدیث جبرہد احوط حتی نخرج من اختلافہ۔ صحیح بخاری ص ۵۵ ج ۱ حضرت انس کی روایت سند کے لحاظ سے مضبوط ہے اور جبرہد کی روایت جس میں ران کا ستر ہونا معلوم ہوتا ہے اس میں احتیاط ہے صحابہ کے اختلاف میں یہ ایک تطبیق کی صورت ہے۔

اور شوکانی فرماتے ہیں۔ و الحق ان الفخذ من العورة۔۔۔ صحیح یہ ہے کہ ران ستر میں شامل ہے۔ ص ۴۹ ج ۲ اس اختلاف کے باوجود اس پر اتفاق ہے کہ ستر (اس کی جو بھی حد کسی کے نزدیک ہو) ڈھانپنا ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ اس کے سوا کوئی اعضا ننگا ہو جائے تو نماز ہو جائے گی ستر کے بعد کندھوں کا مرتبہ ہے۔ یہ کم از کم حد ہے جسے ڈھانپنا نماز میں ضروری ہے۔

اگر لباس میسر آسکے تو پھر ایک کپڑا پہن کر پڑھنا یا دو کپڑوں میں ادا کرنا بہتر اور افضل ہے صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ ایک آدمی نے آنحضرت سے سوال کیا کہ آیا ایک کپڑے میں نماز درست ہے۔ آپ نے فرمایا کیا سب لوگوں کو دو دو کپڑے میسر ہو سکتے ہیں پھر کسی نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا جب اللہ نے وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت سے کام لو۔ آدمی کو اپنے بدن پر کپڑے استعمال کرنے چاہئیں۔ تہبند اور چادر میں مانا پڑھے تہبند اور قمیص میں تہبند اور قبا میں باجامہ اور چادر میں باجامہ و قمیص میں باجامہ و قبا میں جاگلیہ اور قبا میں جاگلیہ اور قمیص میں۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ حضرت عمر نے جاگلیہ اور چادر کا بھی ذکر فرمایا۔ ص ۵۳ ج ۱ آنحضرت کے ارشاد اور حضرت عمر کے اثر کا مقصد ایک ہے حضرت نے ایک کپڑے کی اجازت دیتے وقت یہی وجہ ظاہر فرمائی کہ سب لوگوں کو دو دو کپڑے میسر نہیں آسکتے۔ حضرت عمر نے اسی وجہ کی بنیاد پر فرمایا جب وسعت ہو جائے تو وسعت کے مطابق کام کرو۔ اسی اصل کے مطابق مختلف قسموں کا ذکر فرمایا۔ جس میں ایک سے

زیادہ کپڑے استعمال کئے گئے ہیں۔ ان احادیث اور آثار سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وسعت ہوتے ہوئے ننگے بدن نماز ادا کرنا مصالح شرعیہ کے منافی ہے اسے سنت سمجھنا تو بڑی بات ہے اسے پسندیدہ اور مناسب کہنا بھی مشکل ہے۔ البتہ اگر عوام میں یہ شبہ ہو جائے کہ ننگے سر یا ننگے پیٹ نماز نہیں ہوتی تو اظہارِ جواز کے لیے کبھی ایسا کرنا درست ہے بلکہ مسنون۔

غلطی کی وجہ:- غلطی کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ بعض احادیث میں آیا کہ آنحضرت نے ایک کپڑے میں نماز ادا فرمائی۔ اس مفہوم میں احادیثِ عمرو بن سلمہ، ابو ہریرہ، ابو سعید، جابر بن ابی بن کعب سے مروی ہے۔ اس سے سمجھ لیا گیا کہ سر ننگا ہوگا۔ حالانکہ ایک کپڑے سے بھی سر ڈھانپا جاسکتا ہے۔ بلکہ عمر بن منکد کی حدیث بواسطہ جابر بن عبد اللہ جس میں گردن پر کپڑا باندھنے کا ذکر ہے۔ اس کی صورت یہی ہوتی ہے۔ کہ سر پر لپیٹ کر گردن میں دیا جاتا ہے۔ میری نظر میں کچھ ایسی صورت نہیں گندی جس میں سر ننگا رکھنے کی صراحت ہو بعض جگہ سے اشارۃً سمجھا جاتا ہے۔ وہ اظہارِ جواز کے لیے مفید ہو سکتا ہے۔ صحیح لباس کے ساتھ مسادات یا سنت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس غلطی سے بچنا چاہیے اور خواہ مخواہ نماز میں پاگلوں کی وضع نہیں بنانی چاہیے۔

عورتوں کا پردہ:- عورتوں کا بدن نماز میں سر سے پاؤں تک ڈھکا ہونا ضروری ہے۔ اگر کپڑا کھلا ہو جس میں ننگا ہونے کا خطرہ ہو تو اس میں ہٹن یا کانٹے لگائے اسباب سے آنحضرت نے منع فرمایا ہے اسباب کا مطلب یہ ہے کہ سر سے کپڑا اس طرح لٹکا رہے کہ بدن کے مستور حصے کھلے رہیں اسے بند کر لیا جائے تو نماز درست ہو جائے گی۔

حضرت جوتوں سے بھی نماز پڑھ لیتے تھے اور جوتوں کے بغیر بھی۔ اس وقت مساجد کا نظم ہمارے مساجد کی طرح نہیں تھا۔ عام طور پر مساجد میں فرش تھا نہ چٹائیاں۔ ایسی مساجد میں جوتوں سمیت نماز سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ دیسے بھی خشک ممالک کے بازار کچھ جوں میں گندگی کم ہوتی ہے۔ غرض اگر جوتا پاک اور صاف ہو تو جو تے سمیت مسجد میں آنا نماز ادا کرنا درست ہے۔



## الفصل الأول

- ۴۰۲ - عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاصْطَاعَ طَرْفِيهِ عَلَى عَاتِقِيهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -
- ۴۰۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِيهِ مِنْهُ شَيْءٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -
- ۴۰۴ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيَخَالَفْ بَيْنَ طَرْفَيْهِ رَدَاةَ الْبِخَارِيِّ -

### پہلی فصل

- ۴۰۲ - عمر بن ابی سلمہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرتؐ کو ام سلمہ کے گھر دیکھا ایک کپڑا پیٹھے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے۔ کپڑے کے دونوں کنارے آپ کے دونوں کندھوں پر رکھے تھے۔ (بخاری - مسلم)
- ۴۰۳ - ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا کوئی آدمی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے (جب تک اس کے کندھوں پر اس کا کچھ حصہ نہ ہو) (بخاری - مسلم)
- ۴۰۴ - ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرتؐ سے سنا جو آدمی ایک کپڑے میں نماز ادا کرے اس کے دونوں کناروں کو ایک دوسرے کے خلاف کندھوں پر ڈال لے۔ (بخاری)

۱۔ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا طریقہ ۱۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ اور ابو ہریرہ کی دونوں حدیثوں میں صرف ایک کپڑا ہونے کی صورت بیان کی گئی ہے کہ نماز میں اس ایک کپڑے کو اس طرح اپنے جسم پیٹھے کہ زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر طور پر بدن ڈھانپا جائے۔ اس حدیث کو احمد اور ابی سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ شرمگاہ کو ڈھانپنا نماز کی شرائط سے ہے اس کے بغیر نماز نہیں اور اس کی حد شریعت نے ناف سے لے کر گھٹنے تک رکھی ہے اگر کپڑا اس سے بڑا ہو تو تہ بند بنا کر باندھ لے پھر اگر دو کپڑے مل جائیں تو بہت بہتر ہے ایک اوپر اوڑھ لے اور ایک تہ بند بنا کر اوڑھ لے اگر ایک کپڑا ہی ہے اور اچھا بڑا ہو تو اس کے اوپر کے کنارے آہٹیں میں باندھ لے۔ اس صورت سے کہ دائیں کنارے کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے کے اوپر لے آئے اور اسی طرح بائیں کنارہ کو بائیں بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے کے اوپر لے آئے اور گردن کے پیچھے گره لگا دے۔ اس کو اشتمال کہتے ہیں۔ جس کا حدیث میں ذکر ہے اور کپڑے کے کناروں کو کندھوں پر پھیلائے۔

۴۰۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خُمَيْصَةٍ لَهَا  
 أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ أَذْهَبُوا بِخُمَيْصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي  
 جَهْمٍ فَإِنَّهَا لَهْتَنِي انْفَاعًا عَنْ صَلَاتِي مُتَّقِنٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ كُنْتُ  
 أَنْظُرُ إِلَى عَلَيْهَا وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأَخَافُ أَنْ يَفْتِنَنِي۔

۴۰۶۔ وَعَنْ أَنَسِ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكَ هَذَا فَإِنَّهُ لَا يَزَالُ تُصَاوِرُكَ تُعَرِّضُ لِي  
 فِي صَلَاتِي دَوَاةَ الْبُخَارِيِّ۔

۴۰۵۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت نے چادر میں ایک نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے آپ نے اس کے  
 نقش و نگار کو دیکھا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ چادر لے جاؤ اور ابو جہم سے اس کی انجانہ لے آؤ اس چادر  
 نے مجھے نماز سے ناغل کر دیا۔ (بخاری مسلم) بخاری کی روایت میں ہے اس کے نقش و نگار کو نماز میں دیکھتا رہا میں ڈرا کہ  
 مجھے فتنہ میں نہ ڈالے (یعنی نماز خراب نہ کرے)

۴۰۶۔ حضرت انس فرماتے ہیں حضرت عائشہ نے ایک پردہ سے گھر کے ایک پہلو کو ڈھانپ رکھا تھا آنحضرت نے فرمایا  
 یہ پردہ ہٹا دو اس کی تصویریں نماز میں ہمیشہ میرے سامنے آتی رہیں (بخاری)

۱۔ ٹوٹا میں ہے کہ ابو جہم بن حذیفہ نے جو ایک بڑا تھا آنحضرت کو ایک دھاری دار چادر بھر یہ بھیجی آپ کی نظر دھاریوں کی طرف گئی تو بعد نماز فرمایا ابو جہم  
 سے یہ چادر بدل لاؤ۔ انجانہ سفید رونی کا کپڑا تھا جس میں دھاریاں نہ ہوتی تھیں بدل لانے کا حکم اس لیے دیا کہ ابو جہم کو یہ خیال نہ گزرے کہ آپ نے  
 میز پر یہ قبول نہیں کیا معلوم ہوا کہ اگر نمازی کے آگے یا اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں نگاہ کے الجھ جانے کا خطرہ ہو تو نماز سے پہلے اس کو دور کر  
 دینا چاہیے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدوں میں میل بوتلے نہیں ہونے چاہئیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ کے پردے کی بھی یہ کیفیت تھی جس کو  
 آپ نے تارنے کا حکم دیا۔ باقی رہا یہ اشکال کہ آنحضرت اس گھر میں نہیں جاتے تھے جس گھر میں تصویر ہوں۔ حضرت عائشہ کے پردے کے  
 سامنے تصویروں کے ہوتے ہوئے آپ نے نماز کیسے پڑھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جاندار تصویروں والے گھر میں آپ نہیں جاتے تھے۔  
 حضرت عائشہ کے پردے پر جاندار چیزوں کی تصویریں نہ تھیں۔ بلکہ درختوں کی تھیں۔

۲۔ نماز میں نقش و نگار سامنے نہ ہو ابو جہم صحابی تھے ان کا نام عامر بن حذیفہ ہے یہ دو چادریں لائے آنحضرت کو انہوں نے ایک خوب صورت چادر  
 پدینہ پیش کی اس میں نقش و نگار تھے۔ جب نماز میں آنحضرت کی نگاہ اس کے نقش و نگار پر گئی تو آنحضرت نے ابو جہم سے دوسری سادہ چادر بدل لی جو  
 انج (شہر کا نام) کی بنی ہوئی تھی مطالبہ اس لیے فرمایا کہ ابو جہم یہ نہ بھیجیں کہ حضرت نے چادر ناراض ہو کر واپس فرمائی ہے۔ (اسم)

۷۰۷ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذُوَّجَ حَبِيبٌ فَلَيْسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَرَعَهُ لَوْعًا شَدِيدًا أَكَلْكَارِهِ ثُمَّ قَالَ لَا يَبْغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

### الفصل الثاني

۷۰۸ - عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ أَصِيدُ أَفَأُصَلِّي فِي الْقَبِيصِ الْوَّاحِدِ قَالَ نَعَمْ وَأَزْرُدُهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ -

۷۰۷ - عقبہ بن عامر فرماتے ہیں آنحضرت کو ایک ریشمی قبائتھ کے طور پر دی گئی۔ آنحضرت نے اسے پہن کر نماز پڑھی پھر لوٹے اور اسے ناپ بند فرماتے ہوئے ٹیکھ کر اتار دیا پھر فرمایا یہ اہل تقویٰ کا لباس نہیں۔ (بخاری مسلم)

### دوسری فصل

۷۰۸ - سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے عرض کیا۔ میں شکار کرتا ہوں کیا میں ایک قمیص میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا ہاں! اسے ٹن لگا دو۔ گو وہ کانٹوں کے ہوں (ابوداؤد نسائی)

۱۷ - آنحضرتؐ ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ لوگوں کے ہدیے اور تحائف قبول کر لیا کرتے تھے اور اس کی وجہ محض یہ ہوتی کہ ہدیہ لانے والے کی دل شکنی نہ ہو ورنہ اللہ تعالیٰ نے طبیعت میں استغنا اس قسم کا رکھا تھا کہ آپ کے پاس جب لاکھوں روپے آئے تب بھی ان میں سے خود ایک پیسہ نہ لیا بلکہ سب کچھ لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ جنگ خین میں بے انداز دولت آئی لیکن کاشانہ نبوت میں کوئی چیز نہ پہنچی اور پھر جو ہدیہ آپ قبول کرتے اس کا بہتر معاوضہ دے دیتے۔ اس کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلے پہن کر نماز پڑھ لی بعد ازاں جبرائیل نے آکر بتایا کہ ریشمی کپڑا پہننا مردوں کے لیے جائز نہیں تو آپ نے اس کو اتار چھینا مسلم میں جابر کی حدیث میں اس کی تصریح ہے

۱۸ - اس کو احمد ابن حزمیہ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس میں دلیل ہے کہ ایک ہی کپڑے میں نماز جائز ہے بشرطیکہ قمیص کو ٹن لگے ہوئے ہوں۔ ٹن اس لیے ضروری ہیں کہ روکا اور سجدے میں اپنی شرکاء نظر نہ آئے۔ اسلام نے جس طرح یہ پسند کیا ہے کہ آدمی دوسرے لوگوں سے اپنی شرم گاہ چھپانے اسی طرح یہ بھی پسند کیا ہے کہ آدمی اپنی شرم گاہ کو آپ خود بھی حتی الامکان نہ دیکھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی حیا دارسی جو مشہور ہے وہ بھی تھی۔ خود آنحضرت کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث اسی معنی میں موجود ہے۔





- ۶۱۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَّى عَنِ التَّنْذِيلِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَّ يُعْطَى الرَّجُلُ فَأَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ -
- ۶۱۳۔ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِعُوا لِمَوْلَاكُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يَصِلُونَ فِي بَعَالِهِمْ وَكَأَخِفْنَا فِيهِمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -
- ۶۱۴۔ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْخَمَرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلِّي بِأَصْحَابِهِ إِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهِ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الْقَوْمُ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى الْفَعَاكُمْ نِعَالَكُمْ قَالُوا رَأَيْنَاكَ الْقَيْتَ

- ۶۱۲۔ البوریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے نماز میں سدل سے منع فرمایا اور منہ ڈھانپنے سے (البوداؤد۔ ترمذی) <sup>تھے</sup>
- ۶۱۳۔ شداد بن اوس فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا بیوروں کی مخالفت کرو۔ وہ اپنے جوتوں اور جوتوں میں نماز میں پڑھتے (البوداؤد)
- ۶۱۴۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں آنحضرت صحابہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ اچانک اپنے جوتے اتار دیئے اور انہیں اپنی بائیں طرف رکھ دیا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو انہوں نے بھی جوتے اتار دیئے۔ جب آنحضرت نے نماز ختم فرمائی تو وہ یافت فرمایا کہ تم نے ایسے کیوں کیا کہ تم نے جوتے اتار دیئے۔ صحابہ نے فرمایا ہم نے آپ کو جوتے اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی اتار دیئے۔ آپ نے

سدل کیا ہے؟ اور اس کے اقسام کیا ہیں؟ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے سدل کی دو تعریفیں ہیں اور دونوں ہی نماز میں منع ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی کندھوں پر کپڑا ڈالے اور کھلا چھوڑ دے یعنی جگن نہ مارنے یعنی دائیں کندھے پر نہ ڈالے۔ یہ منع ہے کیونکہ تکبرین کی عادت ہے اور دوسری تعریف یہ ہے کہ آدمی اپنے گرد کپڑا اس طرح لپیٹ لے کہ ہاتھ وغیرہ اس سے باہر نہ نکل سکیں۔ یہ بھی منع ہے کیونکہ اس سے رکوع اور سجدہ پوری طرح نہ ہو گا۔

جوتے سمیت نماز پڑھنا درست ہے؛ ۱۵۔ اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور اس کی سند میں کوئی نقص نہیں ہے اور اس کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں ابوداؤد نے ابوسعید سے اور طبرانی نے عائشہ سے اور بیہقی نے انس سے احادیث روایت کی ہیں یہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ جوتے میں نماز پڑھنا جائز ہے اور یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ امر وجوب کے لیے ہے یا استحباب کے لیے؟ اس میں صحابہ اور تابعین کا اختلاف تھا لیکن اقل معنی استحباب ہے اور یہ مستحب صرف اس لیے ہے کہ یہود کی مخالفت ہو۔ اگر کہیں اہل کتاب سے اس مخالفت کی صورت نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ جوتے اتار کر نماز پڑھی جائے اور آج کل جیسی مسجدیں تعمیر ہوئی ہیں ان میں تو جوتے سمیت نماز پڑھنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے ہاں جنگل میں یا فوجی ضروریات کے لیے اب بھی جوتے سمیت نماز پڑھنا درست ہے۔

نَعْيِكَ فَالْقَيْنَانِغَا لَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جِبْرِيْلَ آتَانِي فَأُخْبِرُنِي أَنَّ فِيهِمَا قَدْرًا إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ رَأَى فِي نَعْيِهِ قَدْرًا فَلْيَمْسُحْهُ وَ لِيَصِلْ فِيهِمَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ الدَّارِمِيُّ -

۷۱۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتَ أَحَدًا كُمْ فَلَا يَضَعُ نَعْيَهُ عَنْ يَمِينِهِ وَلَا عَنْ يَسَارِهِ فَتَكُونُ عَنْ يَمِينٍ غَيْرِهِ إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ عَلَى يَسَارِهِ أَحَدًا وَ لِيَضَعَهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَ فِي رِوَايَةٍ أُورِلِيصِلُ فِيهِمَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ رَوَى ابْنُ مَاجَةَ مَعْنَاهُ

### الفصل الثالث

۷۱۶۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يَصِلُّ

فرمایا جبرائیل نے مجھے بتایا کہ ان میں گندگی ہے جب تم نماز کے لیے آؤ تو دیکھو اگر ان میں گندگی ہو تو ان کو صاف کر کے نماز پڑھو۔ (ابوداؤد، دارمی)

۷۱۵۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جب تم نماز پڑھو تو جو تے دائیں طرف مت رکھو اور نہ ہی بائیں طرف کیونکہ وہ دوسرے کی دائیں طرف ہوں گے۔ اگر بائیں کوئی آدمی نہ ہوں تو اس طرف رکھ لو ورنہ پاؤں کے درمیان رکھو۔ ایک روایت میں ہے ورنہ جو توں سے ہی پڑھو۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ)

### تیسری فصل

۷۱۶۔ ابوسعید فرماتے ہیں میں آنحضرت پر داخل ہوا۔ میں نے دیکھا حضرت ایک چٹائی پر نماز پڑھ رہے تھے اور اس پر

جو تازمین پر گر گرنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس پر ابوداؤد اور منذری نے خاموشی اختیار کی گئی ہے۔ ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا ہے اور احمد نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور اس ایک شاہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث ہے جس کو عاکم نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر جو تے میں گندگی لگی ہوئی ہو خواہ وہ خشک ہو یا تر تو گر گرنے سے جو تاپاک ہو جاتا ہے اس میں بھی دلیل ہے کہ جو تے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

جو تے آنا کر بائیں طرف رکھے جائیں اس حدیث کی سند اچھی نہیں لیکن باب کی حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں اور یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے جس سے سند جوازلی جاسکتی ہے اور حسن لغیرہ کی چاروں شرطیں اس میں موجود ہیں۔

۴۱۷۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي حَافِيًا وَ مُتَعَلًّا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۴۱۸۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الشُّكَيْدِ قَالَ صَلَّى جَائِدٌ فِي إِذَا مَرَّ قَدْ عَقَدَ كَامِنٌ قَبْلَ قَفَاءٍ وَثِيَابَهُ مَوْضُوعَةً عَلَى الْمِشْحَبِ فَقَالَ لَهَا قَائِلٌ نُصِيتُ فِي إِذَا مَرَّ وَ أَحَدٌ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذَلِكَ لِإِنِّي أَحْمَقُ مِنْكَ وَ آيُنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

سجدہ فرماتے اور میں نے دیکھا کہ آپ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ اسے لپیٹتے ہوئے بھی تھے (مسلم) (ابوداؤد)  
 ۴۱۷۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو ننگے پاؤں اور جوتے سمیت نماز پڑھتے دیکھا۔  
 ۴۱۸۔ محمد بن شکر فرماتے ہیں، ہم کو حضرت جابر نے ایک چادر میں نماز پڑھائی جسے انہوں نے گردن کے پیچھے باندھ رکھا تھا۔ اور آپ نے کپڑے سر پائی پر رکھے ہوئے تھے کسی آدمی نے ان سے کہا کہ آپ ایک چادر میں کیوں نماز پڑھتے ہیں فرمایا میں نے ایسا اس لیے کیا ہے کہ مجھے تم سے کم فہم انجان دیکھ لیں آنحضرت کے وقت دو کپڑے کس کے پاس تھے۔ (بخاری)

جوتے اتار کر یا جوتے سمیت نماز پڑھنا برابر ہے ۱۔ اس پر ابوداؤد اور منذری نے نکوت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ حدیث حجت کے قابل ہے اور اس کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ عمید الرحمن بن ابی یعلیٰ کی حدیث جس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے میں صاف مراد ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو چاہے جوتے میں نماز پڑھے اور جوتے اتار کر نماز پڑھے۔ عراقی نے کہا یہ حدیث مرسل صحیح ہے۔ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے، ۲۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے پر جب صحابہ کا اتفاق تھا۔ سوائے عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر کے کوئی بھی اس کا مخالف نہ تھا۔ بعد ازاں ان دونوں نے بھی اپنے قول سے رجوع کر لیا اور ابی بن کعب کے انہ کو ابو نصر نے ابی بن کعب اور ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ باب کی حدیثی دلائل کرتی ہیں کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے نووی نے کہا کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ دو کپڑوں میں نماز زیادہ بہتر ہے اور دو کپڑوں کے بعد سر ڈھانپنے کے لیے سر پر کچھ رکھنا۔ کپڑا ٹوٹی یا کپڑی۔ سومردوں کے لیے یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ خود نبی نے کئی دفعہ ننگے سر نماز پڑھی بھی اور پڑھائی بھی اور کئی بار آپ نے سر پر کپڑی رکھ رکھی نماز پڑھی اور پڑھائی دونوں طرح جائز ہے۔ ننگے سر نماز پڑھنا مرد کے لیے کوئی عیب ہے بلکہ احرام کی حالت میں لازماً نماز ننگے سر واجب ہے اور نہ کہیں سے سر پر کپڑی رکھ کر نماز پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ البتہ عورت کے لیے ضروری ہے کہ سر پر کپڑا رکھے۔

۱۹۔ وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ الصَّلَاةُ فِي الشَّوْبِ الْوَاحِدِ سُنَّةٌ كَمَا نَفَعَلُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَغَابُ عَلَيْكَ فَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ إِذَا كَانَ ذَلِكَ إِذَا كَانَتْ فِي الْقِيَابِ قَلَّةٌ فَأَمَّا إِذَا وَسَّعَ اللَّهُ فَالصَّلَاةُ فِي الْقَوِيَيْنِ آذَى كَمَا رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۹۔ حضرت ابی بن کعب نے فرمایا۔ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے ہم آنحضرت کے ساتھ اس سنت پر عمل کرتے تو محیوب نہ سمجھا جاتا حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔ یہ کپڑوں میں کمی کی وجہ سے تھا جب اللہ تعالیٰ نے فرامادی تو درد کپڑوں میں نماز بہتر ہے۔ (احمد)

## بَابُ السُّتْرَةِ

### سُتْرَةُ كَابِيَانٍ

نماز میں کسی دوسری طرف توجہ مناسب نہیں کسی وجہ سے نمازی کے سامنے سے گزرنا منع ہے۔ مکانات اور مساجد میں ستون اور دیوار میں توجہ کو روکنے کا کام دیتی ہے۔ لیکن میدان میں نظر کی تحدید کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی ایسی جگہ آنحضرت صریحاً (چھوٹا نیزہ) یا کجاہ یا کچھ بکڑی جس کی لمبائی کم از کم ڈیڑھ دو فٹ ہوتی سامنے کھڑی فرمائی لیتے اسے شارع کی زبان میں سترہ فرمایا گیا ہے۔ مٹی کے ڈھیر سے بھی نانہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

سترہ نہ ہونے کی صورت میں اگر کوئی چیز سامنے سے گزر جائے تو صحیح مذہب یہ ہے کہ نماز نہیں ٹوٹی۔ صحیح احادیث میں تین چیزوں سے نماز ٹوٹنے کا ذکر ہے۔ گدھا اور کتا اور عورت۔ گدھا اور کتا تو ایسے ہی شرارتی جانور ہیں ان سے نماز میں خلل کا واقع ہونا لازمی ہے اور عورت کے ساتھ تخصیص فرمائی کہ جوان ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی عورت جوان نمازی کے قریب بالکل سامنے آجائے تو نماز گھبراہتی ہے۔ (خالق)

جن احادیث میں ٹوٹنے کا ذکر آیا ہے اسے مراد خستہ اور توجہ میں خلل واقع ہونا معلوم ہوتا ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری کی ایک صورت ہے۔ غلام آقا کے سامنے سے گزرنے سے سختی سے روکا گیا ہے۔ سترہ سامنے قریب گاڑنا چاہیے اس کی دوسری جانب اگر کوئی گزرے تو کوئی حرج نہیں۔

## الفصل الأول

۷۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْدُو إِلَى الْمُصَلَّى وَالْعَتَمَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ تَحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلَّى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

۷۳۔ وَعَنْ أَبِي جَحِيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَتْفِهِ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةِ حَمَاءٍ مِنْ أَدْمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ صُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُونَ ذَلِكَ الْوَضْعَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّهُ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ أَخَذَ مِنْ بَلَى يَدِ صَاحِبِهِ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ عُنُقَهُ فَكَرَّهَا وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُلَّةِ حَمَاءٍ مُشْمِرًا أَصَلَّى إِلَى الْعَتَمَةِ بِالنَّاسِ رُكْعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَاللَّوَابِيَةَ وَابْتِغَاءً وَنَبِيَّ بَيْنَ يَدَيْ الْعَتَمَةِ مُتَمَقِّقًا عَلَيْهِ .

### پہلی فصل

۷۲۔ ابن عمر نے فرمایا آنحضرت صبح عید گاہ میں تشریف لے جاتے چھوٹا نیزہ آپ کے سامنے نماز گاہ میں نصب کر دیا

جاتا آپ اس کی طرف سنا زنا فرماتے تھے (بخاری)

۷۳۔ ابو جحیفہ نے فرمایا میں نے آنحضرت کو مکہ مکرمہ میں دیکھا آپ مقام ابطح میں ایک چمڑے کے سرخ خمیر میں قیام فرما تھے اور میں نے حضرت بلال کو دیکھا۔ حضرت کے لیے وضو کا پانی لینے کے لیے کھڑے تھے۔ اور لوگ وضو کا پانی لینے کے لیے بلدی کر رہے تھے جس کو کچھ پانی مل جاتا وہ اسے منہ پر لیتا اور جس کو نہ ملتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھوں کے منہ سے لیتا پھر میں نے حضرت بلال کو دیکھا اس نے غزہ (چھوٹا نیزہ) اٹھا لیا۔ اور اسے گاڑ دیا۔ آنحضرت سرخ حلیہ لپیٹ کر نکلے نیزہ کے طرف رخ فرما کر دو رکعت نماز پڑھی میں نے دیکھا آدمی اور بچا پائے نمبر نہ کے دوسری طرف سے گزر رہے تھے (بخاری مسلم)

نمازی اپنے سامنے سترہ ضرور کھڑا کرے۔ ۱۔ اس کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے مستحب ہے کہ نمازی اپنے سامنے کوئی چیز مثلاً دیوار یا ستون یا کوئی لکڑی یا کوئی چیز اپنے سامنے رکھے تاکہ اس کی نماز کے خشوع و خضوع میں فرق نہ آئے اور کوئی چیز بھی نہ مل سکے تو چاند کی شکل کا نصف دائرہ لکیر کھینچنے سے نمازی کو اپنے سامنے سترہ رکھنا مستحب ہے اور نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ کبیرہ ہے۔

نیک لوگوں کی چھوٹی ہوئی چیز سے برکت لینا۔ ۲۔ اس کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے کئی مسئلے معلوم ہوئے نیک لوگوں کی چھوٹی ہوئی چیزوں سے برکت حاصل کرنا۔ جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو وہاں نمازی اپنے سامنے سترہ رکھے اور یہ کہ سترہ بچھے جتنی ہوئی چیز سے بھی درست ہے۔ اور سرخ کپڑے پہننا (ان میں سرخ دھاریاں تھیں ورنہ خالص سرخ رنگ مردوں کو منع ہے) (باقی اگلے صفحہ پر)

۶۲۲۔ وَعَنْ تَائِفِ بْنِ أَبِي عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْزُضُ رَأْسَهُ  
فِيصَلِّيَ إِلَيْهَا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ وَرَأَى الْبُعَارِيَّ مُكَلَّتْ أَفْرَأَيْتَ إِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ يَأْخُذُ الرَّحْلَ  
فَيَعِدُّ لَهَا فَيَصَلِّيَ إِلَى أَحَدِيَّتِهِ -

۶۲۳۔ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْنٍ أَنَّ اللَّهَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعْتَ أَحَدَكُمْ بَيْنَ  
يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخَّرِ الرَّحْلِ فَلْيَصِلْ وَلَا يَبْأَلْ مِنْ كَمَرٍ وَرَأَى ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۶۲۴۔ وَعَنْ أَبِي جَهْمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَأْرُومُ بَيْنَ يَدَيْ  
الْمُصَلِّيِّ مَا ذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لِمَنْ مِنْ أَنْ يَتَمَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ

۶۲۲۔ نافع بن عبد اللہ بن عمر سے روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت اپنی سواری سامنے بٹھالینے اور اس کی طرف نماز پڑھتے (بخاری،  
مسلم نے زیادہ کہا میں نے کہا جب اونٹ چرنے کے لیے چلے جاتے فرمایا کجاوہ اٹھا کر سامنے رکھ لیتے اور اس کے آخری حصہ  
کی طرف نماز پڑھ لیتے۔

۶۲۳۔ طلحہ بن عبید اللہ نے کہا آنحضرت نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنے کجاوہ کی پھلی لکڑی کے برابر رکھے اور نماز پڑھے  
اس کے پیچھے جو کچھ گزرے اس کی پرواہ نہ کرے۔ (مسلم)

۶۲۴۔ ابو جہم نے فرمایا آنحضرت کا ارشاد ہے نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر یہ جان لے کہ اس پر کس قدر گناہ ہے تو اس کے لیے  
چالیس سال ٹھہرنا آگے گزرنے سے بہتر ہے ابو النضر فرماتے ہیں مجھے یہ معلوم نہیں آپ نے چالیس دن فرمایا یا مینے یا سال (بخاری مسلم)

(حاشیہ بقیہ صفحہ)

اور یہ کہ سفر میں دو گنا پڑھنا بہتر ہے پوری نماز پڑھنے سے اور دو گنا سفر شروع کرتے ہی شروع ہو جائے گا۔  
(حاشیہ صفحہ ۵۱۲) کوئی چیز نہ ہو تو جانور کو سترہ بنا لے۔ ۱۷۔ اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے عبد الرزاق نے ابن عمر سے روایت  
کیا ہے کہ اونٹ کو سامنے بیٹھا اس کی اونٹ میں نماز پڑھنا اس وقت جائز ہے جب اس پر پلان کسا ہو ورنہ نہیں۔  
مقتدی کو علیحدہ سترہ رکھنا ضروری نہیں؛ ۱۸۔ اس کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے کجاوہ سے کاجھلا حصہ ایک ہاتھ کا اندازہ  
بند ہوتا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ اگر جماعت ہو تو امام اور مقتدی ہر ایک کو اپنے سامنے سترہ رکھنا چاہیے یا امام کا سترہ رکھ لینا ہی  
مقتدوں کو کافی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ امام اپنے سامنے سترہ رکھے اور مقتدوں کا سترہ خود امام ہے۔

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ گناہ ہے۔ ۱۹۔ اس حدیث کو احمد اور ابن سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ بزار نے سیرین بن سعید سے  
چالیس سال نفل کئے ہیں۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہو کہ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ گناہ ہے۔ اس میں فرض اور نفل نماز کا کوئی فرق نہیں  
اور اسی طرح منفر و امام اور مقتدی کی نماز کا بھی کوئی فرق نہیں گزرنے والے کیلئے صوب کا گناہ یکساں ہے۔ البتہ اگر امام کے پیچھے نماز پڑھے یا ہو تو مقتدی کی نماز میں گناہ

لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۴۵۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتَ أَحَدًا كَرَاهِيَةً يُسْتُرُكَ مِنَ النَّاسِ فَأَمَّا أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيَقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَ لِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ -

۴۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَطَّعَ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ وَيَقْبِي ذَلِكَ مِثْلُ مَوْخَرَةِ الرَّحْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۴۵۔ ابو سعید فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جب تم کسی ایسی چیز کی طرف نماز پڑھو جو تم کو لوگوں سے چھپا دے اور کوئی آدمی اس سے آگے سے گزرنا چاہیے تو اسے روکنا چاہیے اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑنا چاہیے کیونکہ وہ شیطان ہے (بخاری، مسلم میں اس کے معنی موجود ہیں)

۴۶۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا عورت، گدھا اور کتا نماز توڑ دیتے ہیں کجاوہ کی کڑی یا اس کی مثل اس سے بچاتی ہے (مسلم)

۱۔ نمازی کے آگے سے گزرنے والا شیطان ہے۔ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو شیطان اس لیے کہا ہے کہ شیطان کا کام یہ ہے کہ نمازی کی توجہ نماز سے ہٹا کر دوسری طرف کر دیتا ہے اور اس کو یاد خدا سے غافل کر دیتا ہے اور نمازی کے آگے سے گزرنے والا بھی نمازی کی توجہ آگے سے گزر کر اپنی طرف کر لیتا ہے گویا یہ دونوں ایک ہی کام کر رہے ہیں تو وہ بھی شیطان ہے اور یہ بھی شیطان اور پھر یہ بھی تو اس کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے نمازی کے آگے سے گزرنے کو منع کیا ہے پھر جو عداً اس حکم کی خلاف ورزی کرے وہ شیطان نہیں تو اور کیا ہے اس کو احمد، ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم میں اس کا مضمون ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ اس سے مراد ہتھیاروں کی لڑائی نہیں بلکہ صرف روکنا مراد ہے اور وہ بھی اس انداز سے جو نماز کے سنانہ ہو۔ احمد اور مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اس کے ساتھ شیطان ہے جو اس کو آگے سے گزرنے پر گھبراہٹ ہے۔

۲۔ نماز کا مقصد خشوع و خضوع ہے۔ اس کو احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے جہاں چاہیے کہ حقیقتاً نماز کسی چیز کے یا کسی آدمی یا عورت کے گزرنے سے نہیں ٹوٹی، البتہ خشوع اور خضوع میں مفرور فرق آجاتا ہے جو کہ نماز کی روح ہے۔ جب وہ نہ رہی تو گویا نماز ٹوٹ گئی، اور کسی سے نفرت کی بنا پر اس کی طرف توجہ زیادہ ہو جاتی ہے اور عورت کی طرف رغبت کی وجہ سے اس کی مثل ایسی ہے کہ کوئی کہے کہ کتا بھی حرام اور انسان بھی تو اس کے وجوہات بالکل الگ ہیں۔ کتا اپنی نجاست کی وجہ سے حرام ہے اور انسان اپنی حرمت اور شرافت کی وجہ سے حرام ہے۔ اسی مضمون کو حضرت عائشہ صدیقہ نے اس طرح بیان فرمایا کہ کیا تم نے عورت، کتے اور گدھے کو ایک جیسا سمجھ لیا ہے۔

۷۲۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَأَعْيُرِ اضِّ الْجَنَازَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -  
 ۷۲۸۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَأْبِيًّا عَلِيَّ بْنَ أَبِي تَالِحٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ تَاهَرْتُ بِالْإِحْتِلَامِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ بَيْنِي إِلَى غَيْرِ جَدَارٍ فَمَدَدْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَأُرْسَلْتُ الْإِثْنَانِ تَرْتَعٌ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرُوا ذَلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

## الفصل الثاني

۷۲۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُ أَحَدَكُمْ

۷۲۸۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت رات کو نماز پڑھتے ہیں آپ کے کہنے کے جنازہ کی طرح لیٹی رہتی۔ (بخاری، مسلم)  
 ۷۲۹۔ ابن عباس فرماتے ہیں میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور میں ان ایام میں ترمیماً بالغ تھا۔ آنحضرت منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے سامنے کوئی دیوار نہ تھی۔ میں صف کے بعض حصے کو آگے گزرا۔ اور گدھی کو چپنے کے لیے چھوڑ دیا۔ اور خود صف میں شامل ہو گیا۔ کسی نے برا نہ منایا (بخاری، مسلم)

## دوسری فصل

۷۳۰۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا جب کوئی تم سے نماز پڑھے تو اپنی سامنے کوئی چیز رکھ لے اگر نہ ملے تو سوئی کھڑی کرے سوئی نہ ہو تو غوطہ کھینچ لے۔ پھر جو چیز آگے گزرے اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

عورت سامنے ہو تو بھی حقیقتاً نماز نہیں ٹوٹی سہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث کا جواب دیتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم کو کہتے ہو کہ عورت کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے میں خود نماز کے سامنے پڑھی ہوتی اور آپ نماز پڑھتے رہتے ان کی نماز ٹوٹتی۔ گھاسا سامنے ہو تو بھی حقیقتاً نماز نہیں ٹوٹی سہ حضرت ابن عباس کی حدیث سے معلوم ہوا کہ گدھے کے آگے آنے سے نماز نہیں ٹوٹی۔

عصا کو بھی سترہ بنایا جا سکتا ہے۔ سہ اس کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور بیہقی احمد۔ ابن مدینی نے اس کو صحیح کہا۔ عصا خواہ باریک ہو یا موٹا بلکہ سبزہ بن معبد جینی کی حدیث میں تیر کے الفاظ آئے ہیں اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور اگر کوئی بھی چیز نہ ملے تو پھر گدھی کھینچ لے۔



فَلْيَجْعَلْ تَلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصَاً فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصَاً  
فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضْرُكْ مَا مَدَّ أَمَامَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ -  
۴۰۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَنَّمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى  
أَحَدُكُمْ إِلَى سِتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَوَتَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -  
۴۱۔ وَعَنِ الْمُقَدَّرِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُصَلِّي إِلَى عُوْدٍ وَلَا عَمُوْدٍ وَلَا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلَى حَاجِيَتِهِ الْأَيْمَنِ أَوْ الْأَيْسَرِ  
وَلَا يَضُمُّ لَهُ صَمَدًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -  
۴۲۔ وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَبَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي بَادِيَةِ

۴۱۔ سہل بن ابی حنمہ سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی سترہ کی طرف نماز پڑھے تو  
اس کے قریب کھڑا ہو تاکہ شیطان اس کی نماز قطع نہ کرے۔ (ابوداؤد)  
۴۲۔ مقدار بن اسود کہتے ہیں میں نے آنحضرت کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کٹڑی یا ستون یا درخت کی  
طرف نماز پڑھتے ہوں تو اسے دائیں طرف کرتے یا بائیں طرف سیدھے نہ کھڑے ہوتے۔  
(ابوداؤد)  
۴۳۔ فضل بن عباس نے فرمایا آنحضرت ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم جنگل میں تھے اور عباس بھی آپ کے ہمراہ

۱۵ سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہیے۔ سترہ اگر چھڑی یا عصا وغیرہ ہو یا خط ہو تو اس سے آگے گزرنے والا آدمی نظر تو آتا ہے  
لیکن یہ خیال کہ میں نے سترہ رکھا ہے نفرت نہیں پیدا ہونے دیتا۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے نمازی کو چاہیے کہ سترہ کے اتنا  
قریب کھڑا ہو کہ سجدہ میں اس کا سترہ کے پاس چلا جاوے۔ احمد اور نسائی نے حضرت بلال سے روایت کیا ہے کہ سترہ سے تین ہاتھ کے  
اندازہ پر کھڑا ہو جائے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو شیطان کہا ہے کہ وہ خدا اور رسول کے حکم کی پرواہ نہ کر کے نمازی کے آگے  
سے گزرنا چاہتا ہے شیطان کا سا کام کر رہا ہے۔

۱۶ سترہ کے ایک جانب کھڑا ہونا چاہیے۔ اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ بت پوجنے والے چونکہ بتوں کے سامنے کھڑا ہو  
کر بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ آپ نے ان کی مشابہت سے پرہیز کی کہ کوئی ایسا نہ سمجھے کہ اس کو سجدہ ہو رہا ہے۔ اور اسی توجیہ پر شریعت  
نے کئی ایک حکم جاری کیے ہیں۔

لَنَا وَمَعَ عَبَّاسٍ فَصَلَّى فِي صَحْرَاءٍ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُرَّةٌ وَحِمَارَةٌ لَنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالِي بِذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ سَائِيٍّ نَحْوَهُ -

۷۳۳ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ وَأَدْرَأُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّهَا هُوَ شَيْطَانٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

### الفصل الثالث

۷۳۴ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا مُمْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَا غَمَرَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلِي وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوتُ يُؤْمِنُنِي

تھے آپ نے محلے میدان میں نماز پڑھی۔ آپ کے سامنے کوئی سترہ نہ تھا۔ ہماری گدھی اور کتیا آپ کے آگے کھیلتی تھیں آپ نے اس کی کچھ پر واہ نہ کی (ابوداؤد۔ نسائی)

۷۳۴ - ابوسعید فرماتے ہیں آنحضرت نے نماز پڑھنے کے لیے میری ہاتھیں لے لی تھیں۔ لیکن جہاں تک ہوسکے گزرنے سے روکو جو گزرسے وہ شیطان ہے۔ (ابوداؤد)

### تیسری فصل

۷۳۵ - حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں آپ کے سامنے سوجاتی اور میرے پاؤں آپ کے قید میں ہوتے جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے دبا دیتے میں پاؤں سمیٹ لیتی جب آپ کھڑے ہو جاتے تو پھیلا دیتی اور گھروں میں اس وقت چراغ نہیں تھے۔

۱۷ سترہ ہو تو بہتر ہے ورنہ نماز نہیں ٹوٹی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتے اور گدھے سے بھی حقیقاً نماز نہیں ٹوٹی اور عورت کے متعلق حضرت عائشہ کی حدیث موجود ہے کہ آنحضرت نماز پڑھتے اور میں آپ کے آگے لیٹی ہوتی جب سجدہ کرتے تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب سجدہ کر لیتے تو میں پاؤں پھیلا لیتی۔ عربی لوگ مال میں سے کچھ دن جنگل میں جا کر لے کر آتے تھے تاکہ کھلی آب و ہوا میں صحت اچھی رہے اور سرخاندان کا الگ جنگل ہوتا۔ جیب ہاشمی باہر گئے ہوئے تھے تو آنحضرت بھی گئے اس حدیث کو احمد اور ابویعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے۔ ان کی سند میں حجاج بن ارطاة ضعیف ہے اور اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ان کی سند صحیح ہے کیونکہ وہاں کوئی ضعیف راوی نہیں۔

۱۸ اگر سامنے آدمی لیٹا ہو تو بھی نماز ہو جائے گی اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے آگے آنے سے نماز نہیں ٹوٹی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ حدیث میں ہے کہ کوسٹے ہونے آدمی کے سامنے نماز پڑھی جائے۔ اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ وہ حدیث ضعیف ہے ابوداؤد نے کہا کہ اس کے تمام طرق ضعیف ہیں۔ اعتراض پیدا ہوتا تھا

لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۴۳۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ قِتْلَةَ فِي أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَحْيِيهِ مُعْتَرِضًا فِي الصَّلَاةِ كَانَ لَأَنْ يَقِيمَ مِائَةَ عَامٍ خَيْرًا لَهُ مِنْ الْخَطْوَةِ الَّتِي خَطَا رِوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ -

۴۳۶ - وَعَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي مَا دَأَّ عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يُخَسَفَ بِهِ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ آخَرُونَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مَا يَكُ -

۴۳۷ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى غَيْرِ السُّتْرَةِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْجَمَارُ وَالْخَنْزِيرُ وَالْيَهُودِيُّ وَالْمَجُوسِيُّ وَالْمَدَائِهُ وَتُجْزَى عَنْهُ إِذَا مَرَّ دُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى قَدْفَةٍ بِحَجَبٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

(بخاری، مسلم)

۴۳۶۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا نماز کی کے سامنے گزرنے والے اگر جان لین ان پر کس قدر جرم ہے۔ وہ

اس قدم کی بجائے سٹال ٹھہرا لینا پند کر لے (ابن ماجہ)

۴۳۷۔ کعب احبار کہتے ہیں نماز کی کے آگے گزرنے والے اس جرم کی اہمیت کو سمجھ لیں تو زمین میں دھنس جا یا

انہیں اس سے آسان معلوم ہوئے۔ (مالک)

۴۳۸۔ ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جب کوئی سترہ کے بغیر نماز پڑھے تو اس کی نماز گدھے، خنزیر، یہود یا مجوسی

کے گزرنے سے ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر ستر پھینکنے کی مسافت کے برابر وہ گزرے تو کوئی حرج نہیں ہے (ابوداؤد)

(بقیہ ماثیہ صفحہ سابقہ) کہ حضرت عائشہ آنحضرت کے سجدہ کی جگہ پاؤں کیوں رکھ دیتی تھیں تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ چراغ ان دنوں گھروں میں نہیں ہوتے تھے۔ نیند کے غلبہ سے پاؤں میدھے کر لیتیں اور وہ آنحضرت کے سجدہ کی جگہ میں آجاتے۔ (حاشیہ صفحہ ۵۱۸)

۱۷۔ اس حدیث کی بحث فصل اول میں چالیس سال والی حدیث کے تحت گزر چکی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مقصود تمدن پر ہے۔ حد معین مقصود نہیں ہے۔ یہ حدیث منقطع ہے۔ ابن عبد البر نے صوطی کی مراسیل کو وصل کرتے ہوئے اس حدیث کو بھی وصل کیا ہے۔ زرقانی نے کہا ہے کہ کعب احبار نے یہ مضمون کتب ساویہ سابقہ سے نقل کیا ہے

کیونکہ یہ ان کے بہت بڑے ماہر بھی تھے۔ اور ان کو بیان بھی کرتے تھے۔ ۱۷۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کر کے کہا ہے کہ میں نے محمد بن اسماعیل

بصری سے اس حدیث کو نہیں سنا میرا خیال ہے کہ اس کو وہم ہوا ہے اور یہ حدیث بدرجہ کی مسک ہے اور ذہبی نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور اس

روایت میں جو پتھر پھینکنے کا قدر کہا گیا ہے اس سے مراد وہی جہاد ہے یعنی حق دہ کر کے جو کجرات کو نکلانا مارتے ہیں اور وہ تین ماہ تک کا اندازہ ہے اور زور سے دور پتھر پھینکانا مراد نہیں ہے۔

اور اس حدیث

# بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ

## باب نماز کا طریق

نماز اسلام کا رکن ہے۔ آنحضرت نے اسے کفر اور اسلام میں فارق فرمایا ہے۔ یہی ایک ایسا عمل ہے جس کی تزیین اور تاکید بلوغت سے پہلے فرمائی گئی۔ قرآن نے اس کا ذکر ایک معلوم اور متعارف چیز کی طرح فرمایا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ نماز ہی وہ فرض ہے جو نبی اور ملت اسمعیل میں معلوم اور مسلم تھی۔ اوقات میں ممکن ہے کچھ فرق ہو لیکن اس نام کی عبادت پہلے بھی موجود تھی۔ اس وقت مرد و عورت اور انجیل میں بھی نماز کا ذکر ملتا ہے۔ اس لیے قرآن عزیز نے اس کے اوضاع کی تعین نہیں فرمائی۔ جس طرح اعلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح صلوة، زکوٰۃ، حج، صوم کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شخص اور اس کی وضع عرب میں معلوم تھی۔ سجدہ رکوع قیام وغیرہ ضروریات معلوم تھیں۔ اور اولاد و خلف میں جو کچھ بدلتا مقصود تھا اس کی ذمہ داری آنحضرت پر ڈال دی۔ معلوم ہے کہ عملی چیزیں صنعتی اعمال معض زبانی بتانے نہیں سیکھے جاسکتے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ عمل کر کے بتایا جائے چنانچہ ایسا ہوا۔ خود آنحضرت کو بھی جبرائیل نے نماز سامنے ادا کر کے بتائی۔ آنحضرت نے بھی صحابہ کو اسی طرح عمل فرما کر سکھائی۔ یہی حال نماز کے اوقات میں رہا۔

بعض لوگوں نے سنت پر بدگمان ہو کر متعارف نماز کے پس پیش نماز بنانے کی کوشش کی اور اس کے لیے قرآن مجید کو قطع و برید کر کے اس سے نماز کشید کرنے کی سعی کی۔ مگر اوقات بتانے میں کہ یہ حضرات اس میں ناکام رہے اس میں اس قدر اختلاف ہو کر ان بیچاروں کو باقی ارکان اسلام کی طرف نظر اٹھانے کا حوصلہ ہی نہیں ہوا حقیقت یہ ہے کہ جس تواتر عملی سے یہ ارکان ثابت تھے۔ اس کے خلاف لب کشائی کرنا یا کوئی نئی وضع گھڑنے کی سعی کرنا نہ علم ہے۔ نہ دانشمندی تواتر قوی کو قطعی دلیل سمجھنا اور عملی تواتر کو مسترد کرنا بے اصول ہے۔

اگر سنت میں نماز کی بعض اوضاع میں اختلاف ہے لیکن یہ اختلاف کفر و اسلام کا نہیں۔ اگر حدیث اور بعض دوسرے امام رکوع کے وقت دو رکعتوں سے اٹھتے وقت ربيع البیدین کرتے ہیں۔ احناف میں اس کا رواج نہیں۔ بعض فاتحہ کے بعد آمین کا لفظ اونچی آواز سے کہتے ہیں۔ لیکن یہ بحث اولویت اور بہتری کی حد تک ہے۔ جو لوگ اس سے زیادہ غلو کرتے ہیں وہ حد سے تجاوز کرتے ہیں۔ یہ شرعاً درست نہیں جو تحقیق ہو اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ دوسرے کو صحیح اور بہتر بات سمجھانے کی کوشش کرنا چاہیے مگر اسے جھگڑے کی بنیاد قرار دینا دین کی خدمت نہیں تخریب ہے۔ فاتحہ کی فرضیت کے متعلق امام شافعی کی روش سخت ہے و لائل اس کے مؤید ہیں لیکن ایک آدمی کی سمجھ میں مثل آیا ہی نہیں اور یہ مسئلہ اعتقادی بھی نہیں اس پر تند اور تیز فتویٰ کیسے لگایا جاسکتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو

فاتحہ پڑھنے والے کے منہ میں آگ ڈالتے ہیں۔ غلو اور تعدی کی باتیں ان اللہ لایحب المعتدین۔ یہ اختلافات آئمہ کے طلاق فکر سے پیدا ہوئے ہیں وہ لوگ ان اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کو مسلمان جانتے تھے امتداد کرتے تھے بوقت ضرورت ایک دوسرے کی اقتدا جائز سمجھتے ہیں۔

اس باب میں نماز کے فرائض سنتیں اور مستجاب ذکر فرمائے گئے ہیں۔ طالب علم کو تحقیق سے کام لے کر جو صحیح معلوم ہو اس پر کار بند ہو جانا چاہیے۔ کامل نماز وہ ہے جو اطمینان اور سکون سے ادا کی جائے فرائض سنتیں مستجاب اپنے مقام پر سب ادا ہوں۔ اقامۃ الصلوٰۃ اسی چیز کا نام ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔

## الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۴۳۸ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعْ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِي الثَّلَاثَةِ أَوْ فِي الْبَتِّ بَعْدَهَا عَلِمْتَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاسْبِغِ الوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكُعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ جَالِسًا وَ فِي رَوَايَةٍ ثَمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

## پہلی فصل

۴۳۸ - حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا ایک آدمی مسجد میں آیا آنحضرت مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے اس آدمی نے نماز پڑھی اور حضرت سے اگر سلام کہا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا نماز پھر پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے جا کر پھر نماز پڑھی اگر سلام کہا حضرت نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا پھر نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے تیسری یا چوتھی بار کہا۔ حضرت مجھے نماز سکھائی جائے۔ فرمایا جب نماز کا ارادہ کرو تو پوری طرح وضو کرو پھر قبلہ رخ ہو کر تکبیر کو پھر جس قدر قرآن مجید یاد ہو پڑھو پھر اطمینان سے رکوع پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اطمینان سے سجدہ کرو پھر سر اٹھاؤ اور تسلی سے بیٹھ جاؤ پھر اطمینان سے سجدہ کرو پھر سر اٹھا کر تسلی سے بیٹھ جاؤ اور ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اسی طرح کرتے جاؤ (بخاری مسلم)

۱۵ اس حدیث کو احمد اور ابی سنن نے بھی قریب قریب الفاظ سے روایت کیا ہے۔ ابو داؤد، ترمذی، اور نسائی میں یہ حدیث رافع بن رافع کی روایت سے ہے اور عمار بن یاسر نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔ یہ حدیث "سیسی الصلوٰۃ کی حدیث" کے نام سے مشہور ہے اور یہ آدمی خالد بن رافع تھے اور تھے۔ اور یہ نماز توحید المسجد کی دو رکعتیں تھیں۔ اس حدیث میں جتنے ارکان کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ سب فرض ہیں اور ان میں اطمینان بھی فرض ہے مثلاً قیام تکبیر تحریر۔ قرأت رکوع۔ سجدہ اور جلسہ وغیرہ لیکن اس میں تمام واجبات کا ذکر نہیں ہوا۔ مثلاً نیت ورمیانی تشہد آخری تشہد۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور سلام کے لفظ سے نماز سے فارغ ہونا۔ بعض نے اس حدیث سے عدم وجوب قرأت فاتحہ کا استدلال بھی کیا ہے وواقعی "ان کو بہت دور کی سمجھی" ہے لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ احمد، ابو داؤد اور ابن حبان میں "ماتیسر" کی بجائے تم اقراء بام القرآن کے الفاظ ہیں کہ پھر الحمد پڑھو اور ابو داؤد کے الفاظ یہ ہیں تم اقراء بام الکتاب پھر الحمد پڑھو باقی امور کی بسمت آگے آگے انشاء اللہ۔

۹۳۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِيهِ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ كَرَّمَ شَيْخُصُ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبَهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ كَرَّمَ يَسْجُدَ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ ثَمَّ يَسْجُدُ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رُكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَكَانَ يَنْهَى عَنِ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهَى أَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبْعِ وَكَانَ يُحْتَمُّ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۰۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے آنحضرت کبیر اور سورۃ فاتحہ سے نماز شروع فرماتے تھے۔ اور جب رکوع جاتے نہ سر کھڑا رکھتے نہ ہی سر نیچا کر دیتے بلکہ اس کے درمیان رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جانے سجدہ نہ فرماتے اور جب سجدہ سے اٹھے جب تک اطمینان سے بیٹھ نہ جاتے دوسرا سجدہ نہ کرتے اور ہر دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے اور التحیات کہتے اور بائیں پاؤں بچھا دیتے اور دایاں کھڑا رکھتے اور شیطان کے عقبہ سے منع فرماتے اور دونوں کی طرح سے بازو پھیلانے سے منع فرماتے اور سلام کہہ کر نماز ختم فرما دیتے۔ (مسلم)

نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ بلکہ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کو بعض نے معلول کہا ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ سے روایت کرنے والا ابوالجوزاء ہے اور اس کا نام اوس بن عبداللہ ہے اوس کی حضرت عائشہ سے ملاقات نہیں ہے لیکن صاحب جامع الاصول نے ابوالجوزاء کی حضرت عائشہ سے ملاقات ثابت کی ہے بعض نے اس حدیث سے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھنے کا استدلال کیا ہے۔ لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ مطلب نہیں وہ صرف یہ بیان کرنا چاہتی ہیں کہ کبیر اور الحمد بلند آواز سے پڑھے اور جو ان کے درمیان دعا تھی وہ آہستہ آواز سے پڑھی ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اکثر کے نزدیک سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے۔ اور حضرت عائشہ کا یہی مذہب ہے اس کی بحث آگے آئے گی اصل حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بسم اللہ کا بلند آواز سے پڑھنا بھی ثابت ہے اور آہستہ پڑھنا بھی ثابت ہے۔ اگر انصاف سے دونوں چیزوں کو تسلیم کر لیا جائے تو جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ تشہد میں جو پاؤں بچھا کر اوپر بیٹھنے کا ذکر ہے یہ صرف درمیانی تشہد کی صورت ہے ورنہ آخری تشہد میں سنت یہ ہے کہ آدمی دونوں پاؤں دائیں جانب باہر نکال دے اور بائیں چوڑا پر بیٹھ جائے اور عقبہ الشیطان یہ ہے کہ آدمی اپنی پیٹھ پر بیٹھ جائے اور اپنی پینڈھیاں کھڑی کر لے اور ہاتھوں کو زمین پر پھیلا دے۔ اس کو انقاد بھی کہتے ہیں اور انقاد کی ایک دوسری صورت بھی ہے جو اگر چہ جائز تو ہے لیکن پسندیدہ نہیں اور وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے پاؤں کھڑے کر کے ان پر بیٹھ جائے اور سلام کا لفظ کہہ کر نماز ختم کرنے کے الفاظ میں ان لوگوں کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کوئی خلاف نماز حرکت کرنے سے بھی آدمی اپنی نماز ختم کر سکتا ہے۔ مثلاً زور سے ہوا خارج کر دے یا بیچ اٹھے۔

۴۰۔ - وَعَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ السَّاعِدِيِّ قَالَ فِي نَعْرِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَحْفَظُكُمْ لِبَلْوَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا الْبُرْجَعَلَ يَدَيْهِ حَذَاءً مُنْكَبِيَةً وَإِذَا رَكَعَ أَمَكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَضَرَ ظَهْرَهُ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ قِفَائِرٍ مَكَانَهُ فَإِذَا اسْبَجَدَ وَطَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُقْتَرِشٍ وَلَا قَابِضَهُمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَإِذَا اجْتَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُسْرَى فَإِذَا اجْتَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ فَكَمَّ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْآخِرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَيْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۴۱۔ حضرت ابو حنیفہ راضی نے صحابہ کی ایک جماعت سے کہا۔ مجھے آنحضرت کی نماز سے زیادہ اچھے میں نے حضرت کو دیکھا جب آپ تکبیر کہتے تو ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھالیتے اور جب رکوع کرتے تو ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور پشت سوار کر لیتے اور جب سر اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہوتے کہ سر بڑی اپنے ٹھکانے پر چلی جاتی اور جب سجدہ کرتے تو ہاتھ زمین پر رکھ دیتے نہ پھیلتے اور نہ ہی کھولتے اور پاؤں کی انگلیاں رو قبیلہ کرتے اور جب دو رکعتوں میں بیٹھتے اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں کھڑا کر لیتے اور جب آخری رکعت میں قنجد بیٹھتے تو بائیں پاؤں آگے کر لیتے اور مقعد کے سہارے بیٹھ جاتے (بخاری)

نماز کی تفصیلی کیفیت :- اس حدیث کو بخاری نے مختصر روایت کیا ہے اور نسائی کے سوا باقی یاجوں نے اس کو مفصل بیان کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اس حدیث میں کئی ایک باتیں ایسی ہیں جو بعض دستوں کو نہایت ناگوار کرتی ہیں، اس لیے انہوں نے اس حدیث کو معلول ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ طحاوی نے کہا کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ محمد بن عمرو، محمد بن عمر بن ملقہ سے روایت کرتے ہیں اور ان کی آپس میں ملاقات نہیں ہے مگر امام طحاوی نے خود اس میں ٹوک رکھا ہے۔ یہ محمد بن عمر بن ملقہ نہیں بلکہ محمد بن عمرو بن عطاء ہیں جن کو وہ غلطی سے وہ سمجھ کر انقطاع ثابت کر رہے ہیں یہ صحیح خیال نہ کیا کہ امام بخاری منقطع حدیث لانے والے نہیں تھے مگر کتب میں عائشہ قَوْلًا صَحِيحًا. وَاقْتَنَاءً مِنَ الْفَقْهَةِ السَّقِينِيَّةِ. ابو سعید سے آنحضرت کی نماز کی حکایت قولا بھی مروی ہے اور فقہاء بھی اس میں آخری تشہد کو پہلے تشہد سے علیحدہ صورت میں بیان کیا ہے اسے تورک کہتے ہیں امام مالک اور شافعی اور اہل علم کی اکثریت اس کے مسنون ہونے کے قائل ہیں۔ حضرت عائشہ کی حدیث میں عقبۃ الشیطان سے منع کیا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے سرین زمین پر رکھ کر اور پینڈ لیموں کو کھڑا کرے اور ہاتھ زمین پر رکھ دے جیسے کہ کتاب بیٹھتا ہے۔ ابو سعید نے نہ کہ یہی تعبیر کی ہے۔ اور درندے کی طرح بیٹھنے سے بھی منع فرمایا کہ سجدے میں اپنے بازوؤں کو زمین پر لگا دے۔ ابو سعید راضی کی مفصل حدیث میں جملہ مترجمت کا ذکر بھی آیا ہے جس کے بعض دست منکر ہیں اور اس کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ آنحضرت جب بوزے ہو گئے تو بیکارگی نہ اٹھ سکتے تھے اس لیے بیٹھ کر دم لیتے اور پھر اٹھتے۔ اور یہ توجیہ بالکل غلط ہے حدیث مسمی الصلوٰۃ میں بھی علیہ مترجمت کا ذکر ہے اور حدیث صلوٰۃ تسبیح میں بھی حالانکہ وہاں آپ دوسرے لوگوں کو نماز سکھلا رہے ہیں۔



۷۴۱ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرَفَعُ يَدَيْهِ حَذَّ وَثَنَيْهِ إِذَا أَقْتَتَعَ الصَّلَاةَ وَإِذَا أَكْبَرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ وَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ كَأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

۷۴۲ - ابن عمر فرماتے ہیں آنحضرت جب نماز شروع فرماتے تو کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع جانے کے لیے تکبیر کہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح ہاتھ اٹھاتے اور صمغ اللہ من حمدہ (جس نے اللہ کی تعریف کی اس نے اس کی سن لی) اس بنا لک الحمد (اے اللہ سب حمد تیرے ہی لیے ہے) کہتے اور سجود میں ایسا نہیں کرتے تھے (بخاری و مسلم)

رکوع کے وقت رفیع الیدین کرنا سنت ہے سلف تکبیر تحریر کے وقت ہاتھوں کو اٹھانے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور رکوع کو جانے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے وقت رفیع الیدین ثابت ہے۔ بعض لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے لیکن جب اللہ کرتے نہ بنی تو ارشاد ہوا پہلے تم ہی اب فسوخ ہو گئی ہے۔ لیکن نسخ کی دلیل کہاں سے ملے؟ رفیع الیدین کرنے کے بعض راوی آخری وقت میں مسلمان ہوئے۔ حضرت ابو ہریرہ، مالک بن حویرث، وائل بن حجر یہ سب ۹ھ کے بعد مسلمان ہونے والے ہیں۔ سنن کبریٰ بیہقی میں صاف

ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر تک رفیع الیدین سے نماز پڑھتے رہے۔ سنن کبریٰ بیہقی کے مصری اور شاہی نسخوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ لیکن مقام انوس ہے کہ حیدرآباد کے برادران احسان نے جب اس کو ۱۲۶۶ھ میں طبع کرایا تو اس سے اس حدیث کو خارج کر دیا پھر جابر بن سمرہ کی مسلم کی حدیث کی طرف رجوع فرمایا کہ اس سے مطلب نکل کے لیکن وہاں عند السلام کے الفاظ کچھ نہیں

دیتے۔ عرض "نہ جائے نماند نہ ہائے رفتن" والا معاملہ ہے۔ عبداللہ بن عمر کی حدیث کو امام بخاری نے منعقد و ابھی روایت کیا ہے اور رفیع الیدین کے باب میں مالک بن حویرث کی حدیث کو شیخین اور دوسری جماعت نے بھی روایت کیا ہے۔ اور رفیع الیدین کی حدیثیں بہت سے صحابہ سے مروی ہیں حتیٰ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جتنے صحابہ رفیع الیدین کی حدیث کو روایت کرنے والے ہیں اتنے صحابہ کسی روایت کو بیان کرنے والے نہیں ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرائط کے مطابق انہیں صحابہ سے جز رفیع الیدین

میں روایت کی ہے۔ اور امام بیہقی نے سنن اور خلاقیات میں تیس صحابہ کو امام سے رفیع الیدین کی حدیث روایت کی ہے۔ ابو سعید خدری کی مفصل حدیث فصل دوم میں آ رہی ہے۔ اس کے علاوہ نافع بن ابی عامر اور مالک بن حویرث کی حدیثیں بھی آگے آ رہی ہیں۔ یہ سب حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ رکوع کو جانے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے وقت رفیع الیدین کرنا سنت ہے اور اسی طرح تیسری رکعت کو اٹھتے وقت بھی رفیع الیدین ثابت ہے انہی حدیثوں کو پیش نظر رکھ کر محققین منصفیہ نے بھی رفیع الیدین کو پسند کیا ہے اور اس کے قائل اور قائل ہیں چنانچہ امام صاحب کے بلا واسطہ شاگرد حضرت عبداللہ بن مبارک، علامہ سبکی، علامہ محمد الدین فیروز آبادی، ابوطالب

کلی، ملا علی قاری، مجدد الف ثانی، شیخ عبدالحی محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ، قاضی نثار اللہ پانی پتی، مولانا عبدالحی لکھنوی، عصام بن یوسف، ترمذی، ابو جعفر احمد بن اسحاق، شیخ حمی الدین ابن عربی، محمد بن احمد بن مسعود قزوینی، مرزا مظہر جانجاناں، علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب لوگ صنفی ہونے کے باوجود رفیع الیدین کیا کرتے تھے۔ اور یہ چند صحابہ بطور خود پیش گئے ہیں۔

۴۲۲ - وَعَنْ تَائِفِ بْنِ أَبِي عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَثُرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ سَمِعَ اللَّهَ لِمَنْ حَمِدَهُ كَأَنَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۴۲۲ - نافع کہتے ہیں عبداللہ بن عمر جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر فرماتے ہوئے ہاتھ اٹھاتے جب رکوع فرماتے ہاتھ اٹھاتے اور جب سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو ہاتھ اٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو ہاتھ اٹھاتے ابن عمر نے یہ حدیث آنحضرت سے بیان کی۔ (بخاری)

(ماشیہ بقیہ صفحہ) استقصا نہیں کیا گیا ہے ورنہ ایسے لوگ بے شمار ہیں جو غرضی ہونے کے باوجود قائل اور نازل تھے اور مسجدوں میں رفع یدین نہ کرتے بعض نے کہا کہ پہلے مسجدوں میں بھی رفع یدین تھی لیکن منسوخ ہو گئی۔ بعض نے سجدہ کی رفع یدین کو مطلق رفع پر محمول کیا ہے۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ کو جلتے ہوئے یا سجدہ سے اٹھتے ہوئے ہاتھوں کو گھسیٹ کر نہ لے جاتے بلکہ ہاتھوں کو اٹھا کر لاتے ورنہ وہ اصطلاحی رفع یدین یعنی ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کر کے کندھوں یا کانوں تک اٹھانا مراد نہیں ہے۔

یہ تیسرے سفر بذا ادعاٹے قنوت کے وقت رفع یدین ثابت نہیں ہے اس حدیث میں بھی رفع یدین کا ذکر ہے۔ اصولی طور پر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ حدیث شریف کی تمام کتابوں میں سے صحاح ستہ اپنی صحت کے لحاظ سے دنیا میں مشہور ہے۔ یہ چھ کتابیں بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ یا موطا امام مالک ہیں۔ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ کتابیں باقی تمام کتابوں سے زیادہ معتبر ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اہل حدیث سب ان کو مانتے ہیں اور انہی کو صحاح ستہ کہتے ہیں۔ پورے صحاح ستہ میں ایک بھی مرفوع اور صحیح حدیث ایسی نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی صحابی نے کسی وقت رکوع کو جاتے ہوئے یا رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین نہیں کی تھی۔ اور پورے صحاح ستہ میں ایک بھی ایسی مرفوع اور صحیح حدیث ایسی نہیں جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی نے جہری نمازوں میں آمین بلند آواز سے نہیں کی تھی اور اس کے برخلاف صحاح ستہ کی ہر ایک کتاب میں رفع یدین کرنے کی چار پانچ جہرات آٹھ حدیثیں موجود ہیں۔ اسی طرح آمین بالجہر کہنے کے متعلق پورے صحاح ستہ کی ہر کتاب میں آمین بلند کہنے کی حدیثیں موجود ہیں۔ خواہ صراحتاً ہوں یا استنباطاً۔ تعجب کا مقام ہے کہ جہاں رفع یدین کرنا صحاح ستہ کی حدیثوں سے ثابت ہے وہاں تو رفع یدین نہیں کی جاتی اور آیات و روایات دیکھ کر اس کا انکار کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً عبداللہ بن مسعود کی حدیث کو پیش کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا کیا میں تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں اور پھر آپ نے تکبیر تحریر کیہ کے وقت ایک ہی مرتبہ رفع یدین کی لہذا ثابت ہوا کہ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں ہے حالانکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت نے نماز شروع کرتے وقت ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھائے نماز عیدین کی طرح بار بار ہاتھ نہیں اٹھائے۔ رکوع کی رفع یدین کی یہاں کوئی بحث نہیں ہے اسی طرح جابر بن سمرہ کی حدیث کو رفع یدین نہ کرنے کے لیے پیش کیا جاتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تمہیں سرکش گھوڑوں کی دمول کی طرح ہاتھ ہلاتے دیکھتا ہوں؟ اس حدیث کو امام مسلم سلام کے باب میں لائے ہیں اور رکوع کی رفع یدین کی حدیثیں اس سے پہلے رکوع کے باب میں بیان کر چکے ہیں۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۴۳۳۔ وَعَنْ مَالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْبُرِّقَ يَدَايِهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا أَذُنَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الْوُكُوعِ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لَيْتَنَ حَمْدَكَ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ وَفِي رِوَايَةٍ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا قُرُونَهُ أَذُنَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۳۴۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيَ وَإِذَا كَانَ فِي وَتَرٍ مِنْ صَلَواتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۴۳۳۔ مالک بن حویرث نے فرمایا آنحضرتؐ جب تکیر کہتے تو کانوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سبم اللہ لمن حمدہ کہتے تو اسی طرح کرتے اور ایک روایت میں ہے کہ ہاتھ کانوں کی اوپر کی جانب برابر ہوتے۔

۴۳۴۔ مالک بن حویرث نے فرمایا میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا جب طاق رکعت سے اٹھتے تو سیدھے بیٹھ کر کھڑے ہوتے (بخاری) (بقیہ ماشیہ ص ۵۵۵) حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ ہم جب تشریف میں بیٹھے تو سبم کے وقت اپنے ہاتھ سے بھی اشارہ کرتے جیسے کسی سے مصافحہ کیا جاتا ہے دائیں طرف بھی اور بائیں طرف بھی تو اس سے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا کہ صرف منہ سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا کہو۔ ہاتھ سے اشارہ نہ کیا کرو۔ تو اس حدیث کو رکوع کی رفع یدین کے لیے پیش کرنے لگے حالانکہ اس حدیث کا اس رفع یدین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور دونوں میں دعائے تموات کے وقت ہاتھ اٹھانے یعنی رفع یدین کرنے کا کسی صحیح حدیث میں کوئی تذکرہ نہیں ہے صرف ایک صحابی کا قول اردوہ بھی ضعیف سند سے مروی ہے اسے قبول کر لیا گیا اور اس کی بنا پر رفع یدین کو ثابت کیا گیا۔ کجا ایک طرف ایک صحابی کا کہو در سند سے قول جس کو قبول کیا گیا اور کجا دوسری طرف صحاح ستہ کی صحیح اور مرفوع اور متواتر احادیث نہیں روک دیا گیا یہ میں تغاوت راہ از کجاست تا کجا۔ یہاں اصل بحث احادیث کے ثبوت اور عدم ثبوت کی نہیں بلکہ اصل سبب تقلید ہے۔ چونکہ فقہ میں آگیا ہے کہ ترووں میں رفع یدین کرو وہاں کر لیا جاتا ہے اور فقہ میں آیا ہے کہ رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرو وہاں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سبھو عطا فرمادیں۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

رفع یدین میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں گے تطبیق یوں ہے کہ رفع یدین میں ہاتھوں کی ہتھیلیاں تو کندھوں کے برابر ہوں اور انگلیاں کانوں کی ٹوٹوں تک پہنچیں۔

جلسہ استراحت سنت ثابتہ ہے؛ ۱۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد، ترمذی، نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جلسہ استراحت مشروع ہے۔ امام شافعی اور امام احمد اور اہل حدیث اس کو مستحب سمجھتے ہیں۔ احادیث صحیحہ اس کی تائید کرتی ہیں۔ لیکن کچھ لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ قل ہا لواء برہانکم ان کنتم صدقین۔ جلسہ استراحت کے متعلق کئی ایک صحیح احادیث موجود ہیں ان احادیث کا انکار کرنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے منافی ہے۔

۴۲۵ - وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ دَاوُدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَثْرَتُهُمُ التَّحَفَ بِخَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَهُمَا عَلَى الْيَمِينِ عَلَى الْيُسْرَى فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَهُ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثُّوبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا وَكَثَرَ فَرَكَعَهُ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۴۲۶ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤَمُّونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَيْنِ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۴۲۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ مِنَ الرَّكْعَةِ

۴۲۵ - دلائل بن حجر کہتے ہیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو در کجا جب نماز میں داخل ہوئے تو ہاتھ اٹھاتے تکبیر کی اور کبھی الٹ لیا پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے ہاتھ کپڑے سے نکالے اور رفع الیدین کی اور تکبیر کے رکوع چلے گئے۔ جب سمع اللہ لمن حمد کہا تو دونوں ہاتھ اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ کیا۔ (مسلم)

۴۲۶ - سہل بن سعد فرماتے ہیں لوگوں کو حکم کیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھیں۔ (بخاری)

۴۲۷ - ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے جب رکوع جاتے تو تکبیر کہتے جب رکوع سے پشت سیدھی کرتے تو سمع اللہ لمن حمد کہتے پھر جب جھکے تو تکبیر کہتے پھر سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر سجدہ میں جاتے

۱۷ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن حبان، خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اس باب میں سہل بن سعد کی حدیث بھی ہے جو آگے آ رہی ہے اور احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے ہب سے بھی روایت کیا ہے یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی طرف رکھ کر رکوع اور سجدہ کا یہی مذہب ہے باقی رہا کہ ہاتھوں کو کہاں باندھے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں دلائل بن حجر سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لیا۔ علامہ ابن حجر نے کہا کہ اس باب میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے۔

نماز میں سر رکن کی تبدیلی پر تکبیر کہا جائے ۱۷ اس باب میں کئی ایک احادیث بہت سے صحابہ سے مروی ہیں جن کو شیخین نے بھی روایت کیا ہے اور دوسروں نے بھی یہ سب احادیث دلالت کرتی ہیں کہ جب بھی آدمی نیچے جائے یا اور اٹھے قائم کرے یا بیٹھے تو تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر کہے مگر جب رکوع سے سر اٹھائے تو اس وقت تکبیر کی بجائے سمع اللہ لمن حمد کہے امام نووی نے کہا کہ اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ  
يُكَبِّرُ حِينَ يَسْعُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى يَقْضِيَهَا  
وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الثَّلَاثِينَ بَعْدَ الْجُلُوسِ مُتَّقٍ عَلَيْكَ -  
۶۴۸ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ  
طُولُ الْقَنُوتِ ذَوَا أَلَا مُسَلِّمٌ -

اس سے سرائٹھاتے تو تکبیر کہتے ہوئے پوری نماز میں اسی طرح کرتے اور دو رکعتوں سے اٹھتے تو تکبیر کہتے -

(بخاری، مسلم)  
۶۴۸ - حضرت جابر نے کہا آنحضرتؐ نے فرمایا وہ نماز افضل ہے جس میں قیام لمبا ہو۔

لمبا قیام زیادہ رکعات پڑھنے سے بہتر ہے۔ اس کو احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔  
اس باب میں عبد اللہ بن حبشی کی حدیث ابوداؤد اور نسائی میں بھی ہے اور ابو ذر کی حدیث احمد، ابن حبان اور عاکم نے بھی روایت کی  
ہے۔ امام نووی نے کہا کہ یہاں قنوت سے مراد باتفاق علما قیام سے اور اس کی تائید عبد اللہ بن حبشی کی حدیث کے الفاظ کرتے  
ہیں جہاں طول القنوت کی بجائے طول القیام کے الفاظ ہیں، یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ لمبا قیام زیادہ رکوع اور زیادہ سجدے کرنے  
سے بہتر ہے اور وہ حدیثیں اس کی معارض نہیں ہو سکتیں۔ جن میں سجدہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے اس لیے کہ افضل کا معنی زیادہ فضیلت پر دلالت  
کرتا ہے جو کہ قیام کے حق میں وارد ہوا ہے اور افضلیت اور فضیلت میں کوئی تقاض نہیں ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ لمبے قیام کی افضلیت  
نوافل میں ہے یا سفر و کی نماز میں امام کو تخفیف ہی کا حکم دیا گیا ہے ہاں اگر اسے مقتدیوں کے حال کا علم ہو کہ وہ متفقہ طور پر لمبا قیام  
چاہتے ہیں تو پھر لمبا قیام کر سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ جتنی نماز پڑھے اچھی طرح پڑھے و کوع سجدہ قومہ حسبہ ٹھیک طرح  
ادا کرے خواہ رکعتیں تھوڑی پڑھ لے اور اگر ہر رکعت کو خراب کر کے بہت سی رکعتیں پڑھے تو ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعض نمازی ایسے ہوں گے جن کو قیامت کے روز سوائے تھکاوٹ اور شب بیداری کے اور کچھ نصیب  
نہ ہوگا۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ بعض آدمی نماز پڑھتے ہیں اور اس کے ارکان صحیح طور پر ادا نہیں کرتے ان کی نماز لپیٹ کر فرشتہ اس کے منہ  
پر دے مارتا ہے کہ اپنی نماز اپنے پاس رکھ خدا تعالیٰ کو اس نماز کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعض آدمی نماز  
خراب کر کے پڑھتے ہیں تو ان کی نماز ایک بانٹت بھر بھی اور پھینس جاتی۔ مقصد یہ ہے کہ نماز جتنی بھی پڑھی جائے صحیح طریقہ پر پڑھی جائے  
تاکہ وہ بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت حاصل کر لے اور جو ایسی نماز پڑھنے کے نتائج میں وہ حاصل ہو سکیں ورنہ حمدی کے سوا اور کیا حاصل  
ہوگا ہاں اگر کسی کو خداوند تعالیٰ اچھی نماز پڑھنے کی بھی توفیق بخشنیں اور زیادہ نماز کی توفیق بھی ملے تو یہ خدا تعالیٰ کا خاص احسان ہے۔ آدمی  
کوشش یہ کرے کہ سب سے پہلے فرض اچھی طرح پڑھے اس کے بعد عموماً سنتیں اور پھر اس کے نوافل کی کوشش کرے۔

## الفصل الثانی

۷۴۹۔ عَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ فِي عَشْمَتِهِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَا عَرِضُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهَمَا مَتَكِبَيْهِ ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يَكْبُرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهَمَا مَتَكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَأْسَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا يَصِيبُ رَأْسَهُ وَلَا يَقْنَعُ ثُمَّ يَرْكَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهَمَا مَتَكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ سَاجِدًا فَيَجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيُثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَعْتَدِلُ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَيَرْفَعُ وَيُثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَعْتَدِلُ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَنْهَضُ ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهَمَا مَتَكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

## دوسری فصل

۷۴۹۔ ابو حمید سعیدی نے دس صحابہ میں فرمایا میں آنحضرت کی سزا کو آپ حضرات سے زیادہ جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا اسے بیان کرو فرمایا جب آپ نماز کے لیے قیام فرماتے تو کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے کبیر کتے قرأت پڑھتے پھر کبیر کہہ کر کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے پھر رکوع کرتے اور ہاتھ کندھوں پر رکھ دیتے۔ پھر پشت ہموار کر لیتے نہ سر نیچے کرتے نہ اونچا کرتے پھر سر اٹھاتے سمع اللہ لمن حمد کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے پھر اللہ اکبر کہہ کر زمین کی طرف جھکتے اور سجدہ فرماتے اور ہاتھوں کو دونوں پلوؤں سے الگ رکھتے اور پاؤں کی انگلیاں کھول دیتے پھر سر اٹھاتے اور بائیں پاؤں دوسرا کر کے اس پر بیٹھ جاتے۔ پھر سیدھے ہو جاتے سر بڑی اپنی جگہ پر آجاتی۔ پھر سجدہ کرتے پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھاتے اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے پھر سیدھے ہو جاتے یہاں تک کہ سر بڑی اپنی جگہ پر آجاتی پھر اٹھ کر دوسری رکعت اسی طرح اور فرماتے پھر جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو کبیر کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے جس طرف شروع نماز میں کیا تھا پھر باقی نماز میں بھی اسی طرح کرتے۔ یہاں تک کہ جب آخری سجدہ فرماتے تو بائیں پاؤں دوسرا کر لیتے اور دائیں جانب بیچھ کے بل بیٹھ جاتے پھر سلام کہتے۔ تم صحابہ نے فرمایا تم نے صحیح فرمایا واقعی آپ اسی طرح نماز ادا فرماتے تھے۔ ابو برداد دارمی، ترمذی، ابن ماریہ میں اس کا مفہوم موجود ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو برداد کی روایت میں ہے جو ابو حمید سے مروی ہے پھر رکوع کیا اور کندھوں

ثُمَّ يَصْنَعُ فِي بَقِيَّةِ صَلَوَتِهِ حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ آخِرَ رَجُلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالُوا صَدَقْتَ هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْدَّارِمِيُّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ مَعْنَاهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ دَاوُدَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي حُمَيْدٍ ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَقَفَ يَدَايِهِ فَتَحَا هُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ وَقَالَ ثُمَّ سَجَدًا فَأَمَّنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ الْأَرْضَ وَتَخَى يَدَيْهِ عَنِ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حُدَّ وَمِنْ كِبَيْهِ وَفَرَجَ بَيْنَ فَعَدَيْهِ غَيْرَ حَاصِلِ بَطْنَتِهِ عَلَى شَيْءٍ مِنْ فِتْحَانِيهِ حَتَّى فَرَعَهُ ثُمَّ جَلَسَ فَأَقْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ الْيُمْنَى وَكَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ يَمِينِ السَّبَابَةِ وَفِي الْآخِرَى لَهُ وَإِذَا قَعَدَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى وَإِذَا كَانَ فِي الرَّابِعَةِ أَفْضَى يَدَيْهِ الْيُسْرَى إِلَى الْأَرْضِ وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ تَأْخِيْمِهِ وَإِذَا

پرتقبضہ کئے رہے ہے اور ہاتھوں کو تن کر رکھا اور دونوں پہلوؤں سے الگ رکھا اور فرمایا پھر سجدہ کیا اور اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھا اور ہاتھ دونوں پہلوؤں سے الگ رکھے اور دونوں کتھوں کے برابر رکھے۔ دونوں رانوں کو کھلا رکھا ان پر پیٹ کا بوجھ نہ ڈالا پھر فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور بائیں پاؤں پھیلا دیا اور دائیں پاؤں کو قبل رخ کر دیا اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھا۔ اور بائیں ہاتھ گھٹنے پر رکھا اور سبابہ انگلی سے اشارہ فرمایا اور ایک دوسری روایت اسی سے مروی ہے جب دو رکعتوں میں بیٹھے تو بائیں قدم پر بیٹھے اور دایاں کمر اٹکتے۔ جب چوتھی رکعت پڑھتے تو رانیں زمین پر ٹیک دیتے اور دونوں پاؤں ایک طرف نکال دیتے۔

الوجہ یہ ہے کہ حدیث نماز کے لیے کافی ہے۔ اس حدیث میں نماز کی پوری کیفیت بیان کر دی گئی ہے نماز کو چاہیے کہ اس حدیث پر اپنی نماز کی بنیاد رکھے اور حق تو یہ ہے کہ اگر نماز کی کیفیت میں اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ بھی ہوتی تو یہ کافی تھی۔ اس حدیث میں چونکہ بعض چیزیں بعض جہانوں کے لیے ناگوار تھیں اس لیے انہوں نے اس حدیث کو معلول ثابت کرنے کی کوشش کی اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اگر یہ حدیث معلول ہوتی تو امام ہجری رحمۃ اللہ علیہ اس کو صحیح ہجری میں نہ لاتے حدیث کے باب میں وہ بے مثال امام ہیں۔

۷۵۔ وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتْ آبِجِيَالٍ مَنكَبِيَّةٍ وَحَاذِي إِبْهَامِيَّةٍ أُذُنِيَّةٍ ..... ثُمَّ كَبَّرَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةٍ لَمْ يَرَفَعْ إِبْهَامِيَّةً إِلَى شَحْمَةِ أُذُنِيَّةٍ -

۷۵۱۔ وَعَنْ قَبِيصَةَ بِنِ هَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ مَنَافِيًا خَدُّ شِمَالَهُ بِبَيْتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۷۵۱۔ وائل بن حجر نے آنحضرت کو دیکھا جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے، تو دونوں ہاتھ کندھے کے برابر اٹھائے اور انگشت کو کانوں کے برابر کر دیا اور تکبیر کی (ابوداؤد) ایک روایت میں ہے دونوں انگشت کو کانوں کی لوت تک اٹھایا۔

۷۵۱۔ قبیسہ بن ہلب اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں آنحضرت ہمیں نماز پڑھاتے اور دائیں ہاتھ کو بائیں سے پکڑ لیتے تھے (ترمذی - ابن ماجہ)

رفع یدین میں ہاتھ کب اٹھائے جائیں؟ ۷۵ اس کی سند میں عبد الجبار بن وائل اپنے باپ وائل سے روایت کرتے ہیں ترمذی نے کہا ہے کہ عبد الجبار کا اپنے باپ سے سماع نہیں ہے اس لحاظ سے یہ حدیث مرسل ہوگی اور اس باب میں ابن عمر کی حدیث شیخین سے مرفوعاً مروی ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے تو اس مرسل کی موصول نے تائید کر دی اس بارہ میں احادیث مختلف ہیں کہ ہاتھوں کو کب اٹھائے۔ ایک تکبیر تحریر سے پہلے اٹھائے یا بعد اور یا پھر تکبیر تحریر کے ساتھ ہی ہاتھوں کو بھی اٹھائے۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ تمام حدیثوں کو دیکھنے کے بعد ترجیح اسی مذہب کو دی جا سکتی ہے کہ تکبیر تحریر کے ساتھ ہی ہاتھوں کو اٹھایا جائے کیونکہ وائل کی حدیث کے بعض طرق میں اس کی صراحت ہے۔

نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ ۷۵ اس حدیث کو احمد ابن حبان اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس باب میں عبد اللہ بن مسعود کی حدیث بھی ہے جس کو ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے سن سند سے روایت کیا ہے اور ہلب کا نام زیاد ہے۔ ابن عدینی اور نسائی نے کہا کہ ہلب مجہول ہے لیکن عملی نے اس کی توثیق کی ہے اور اس کی حدیث کو ترمذی نے سن کہا اور ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ تینوں نے اس کی روایت کو اپنے سنن میں روایت کیا ہے اور ید رفع جہالت کے لیے کافی ہے اس حدیث میں مجاہد لیل ہے کہ نماز کے قیام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ کو پکڑ رکھتے تھے۔ یہ احادیث صحت کو پہنچ چکی ہیں اور ان لوگوں کے خلاف مجتہد ہیں جو نماز میں ہاتھوں کو کھلا چھوڑ دیتے ہیں۔ زیادہ تعجب تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ مدینہ منورہ میں رہ کر جہاں صحابہ اور تابعین کی کثیر تعداد موجود رہی ان کو ہاتھ باندھنے کی حدیثیں نزل سکیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مقام بڑا بلند ہے لیکن پھر بھی وہ ہر حال ایک امام ہیں کسی حدیث کا ان تک نہ پہنچنا ناممکن نہیں ہے۔



۵۲۔ وَعَنْ دَفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيَّ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ وَسَلَّمَ أَعِدْ صَلَوَتَكَ وَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ  
 عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أُصَلِّي قَالَ إِذَا تَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأَمْرِ الْقُرْآنِ وَمَا شَاءَ  
 اللَّهُ أَنْ تَقْرَأَ إِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَأْسِيكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَمَكِّنْ رُكُوعَكَ وَأَمِدْ ذَهْرَكَ فَإِذَا  
 رَفَعْتَ فَأَقِمْ صُلْبَكَ وَارْفَعْ رَأْسَكَ حَتَّى تَرْجِعَ الْعِظَامَ إِلَى مَفَاصِلِهَا فَإِذَا سَجَدْتَ فَامْكِنِ  
 لِلسُّجُودِ فَإِذَا رَفَعْتَ فَاجْلِسْ عَلَى قَعْدِكَ الْبُسْرَى ثُمَّ اصْنَعْ ذَلِكَ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ وَسَجْدَةٍ حَتَّى  
 تَطْمِئِنَّ هَذَا لَفْظُ الْمَصَابِيحِ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مَعَ تَغْيِيرِ يُسْبِرُ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ  
 وَفِي رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ قَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَوَضَّأْ كَمَا أَمَرَكَ اللَّهُ بِهِ ثُمَّ كَتَمَهُ  
 قَائِمًا فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ وَإِلَّا فَاحْمِدِ اللَّهَ وَكَبِّرْهُ وَهَيِّلْهُ ثُمَّ ارْكَعْ.

۵۳۔ رفاعہ بن رافع فرماتے ہیں ایک آدمی نے مسجد میں نماز پڑھی اور آنحضرت سے سلام عرض کیا۔ آنحضرت نے  
 فرمایا نماز لوٹاؤ تم نے نماز نہیں پڑھی اس نے کہا حضرت مجھے دکھائے میں کیسے پڑھوں فرمایا جب تیلہ کی طرف تو سجدہ کرو تو بگیر کہو  
 پھر سرورہ فاتحہ پڑھو اور جو اللہ چاہے اور جب رکوع کرو تو دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھ لو اور رکوع اطمینان سے کرو اور  
 پیٹھ سیدھی کرو جب اٹھو تو پیٹھ سیدھی رکھو اور سر کو اٹھاؤ یہاں تک کہ ہڈیاں جوڑوں سے مل جائیں اور جب سجدہ کرو تو اطمینان  
 سے کرو اور جب اٹھو تو بائیں ران پر پیٹھ جاد پھر رکوع اور سجدہ میں اسی طرح کرو یہاں تک کہ تمہیں اطمینان ہو جائے یہ معایج کے  
 لفظ ہیں ابو داؤد نے کسی قدر لفظوں کے تغیر سے بیان کیا۔

ترمذی اور نسائی میں اس کا مفہوم مذکور ہے ترمذی کی روایت میں ہے جب نماز کے لیے ارادہ کرو تو اللہ کے حکم  
 کے مطابق وضو کرو اور کلمہ شہادۃ پڑھو اور قیام کرو اور کلمہ شہادۃ پڑھو اور قیام کرو اگر قرآن یاد ہو تو پڑھو ورنہ اللہ کی  
 حمد کرو اللہ اکبر کہو۔ اور لا الہ الا اللہ پڑھو اور رکوع کرو۔

نماز میں توترک سنت سے ثابت ہے۔ اس سے پہلے حضرت ابو ہریرہ کی حدیث شیعین کی روایت سے گزری چکی  
 ہے اور رفاعہ کی اس حدیث کو ترمذی نے سن کہا ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ پہلے تشہد میں بائیں پاؤں کو بچھانا سنت ہے بعد  
 کا ہی مذہب ہے لیکن امام مالک دونوں تشہدوں میں توترک کے قائل ہیں یعنی نماز میں بائیں پاؤں کو آگے نکال کر جوڑ پر بیٹھے بعض  
 نے کہا کہ مسی الصلوٰۃ و اسے نے جو نماز سے غراب کیا تھا اس کی صراحت اس حدیث میں نہیں ہے لیکن ابن ابی شیبہ نے اسی رفاعہ کی  
 حدیث میں وضاحت کی ہے کہ اس نے رکوع اور سجدہ کو پورا نہیں کیا تھا۔

۵۳ - وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى تَشْهَدُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَخْشَعُ وَتَضَرَّعُ وَتَسْكُنُ ثُمَّ تَقْنَعُ يَدَيْكَ يَقُولُ قَدْ فَعِهْمَا إِلَى رَيْكَ مُسْتَقْبِلًا يَبْطُونَهُمَا وَجْهَكَ وَتَقُولُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا وَفِي رِوَايَةٍ فَهَرَّخِدَا بَعْجًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

۵۳ - فضل بن عباس سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز دو دو رکعت کے بعد تشهد ہے۔ خشوع، عجز اور مسکنت کا اظہار کرنا چاہیے پھر ہاتھ اٹھاؤ اور ہتھیلیاں منہ کی طرف کرو اور یارب یارب کہتے ہوئے دعا کرو جو ایسا نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے۔ (ترمذی)

نفل نماز دو دو رکعت کر کے پڑھی جائے۔ ۱۷ اس باب میں ابن عمر کی حدیث بھی ہے جس کو جماعت نے روایت کیا ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ ابن عمر سے سوال کیا گیا کہ دو دو رکعت کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا دو رکعت کے بعد سلام پھیرے امام مالک نے امامیث کے ظاہر پر نظر رکھتے ہوئے کہا ہے کہ نفل نماز دو دو رکعت سے زیادہ پڑھنا صحیح ہے یعنی دو دو رکعت کر کے خواہ کتنی پڑھے لیکن اکٹھی چار نہ پڑھے لیکن مہور نے اس کو افضلیت پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ آنحضرت سے دوسرے زیادہ ایک ہی سلام سے پڑھنا ثابت ہے۔ اس حدیث میں نماز کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ ایک تو نماز کی ظاہری شکل ہے اس میں ارکان اور شرائط کو پورا کرنا لازمی ہے اگر ان میں کمی رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی چنانچہ کئی ایک امامیث پہلے گورچکی میں اور دوسری چیز نماز کی روح ہے وہ ہے خضوع اور خشوع عاجزی اور زاری بندے کا اپنی کمزوری کیلگی اور مسکنت کا اعتراف اور خداوند تعالیٰ کی عظمت، ہیبت اور مالال کا تصور و اقرار۔ حدیث ایک لفظ میں اس تصور کا ایسا نقشہ پیش کر رہی ہے جس کی مثال شاید دنیا میں نہ مل سکے اور وہ لفظ ہے تضرع۔ تضرع کا مادہ تضرع ہے اس کا ترجمہ ہے گائے بیٹھیں بکری وغیرہ کا خیر دانی سے پنجابی میں تھمن یا حوانہ کہا جاتا ہے۔ اور تضرع گائے بیٹھیں وغیرہ کہنے کی اس کیفیت کا نام ہے جو درد و درہنہ کے وقت اس پر طاری ہوتی ہے۔ جب اس کو کھوٹے سے کھولنے کا ارادہ کیا جاتا ہے تو وہ بے قرار ہو کر رتہ کو کھینچنے لگتا ہے بار بار یہی عمل ہوتا ہے اور پھر جب کھل جاتا ہے تو بے قرار ہو کر اتنا تیز دوڑتا ہے کہ بعض اوقات منہ کے بل گر پڑتا ہے یہی تضرع ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور بندے کی یہی کیفیت ہونی چاہیے کہ بندہ یہ سمجھے کہ میری زندگی میری خوداک مادی و روحانی اور میری تمام حاجات صرف اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ ہیں اور صرف یہ عقیدہ رکھ کر خدا کی بارگاہ میں جھک جائے اور گڑا کر اس سے مانگے یہی چیز نماز کی روح ہے اور نماز کا مقصد بھی یہی ہے۔

### الفصل الثالث

۷۴ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ صَلَّى نَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَجَعَلَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَحِينَ سَبَّحَ وَحِينَ رَفَعَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ وَقَالَ هَكَذَا آيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۷۵ - وَعَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ نَبِيِّكُمْ فَكَبَّرْتُ ثَلَاثِينَ وَعِشْرِينَ تَكْبِيرًا فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّكَ أَحَقُّ نَفَالًا تَكَلَّمَكَ أُمَّتُكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

### تیسری فصل

۷۴ - سعید بن حارث بن معطل نے فرمایا ہم کو ابو سعید خدری نے نماز پڑھائی تو سجدوں سے سر اٹھاتے اور سجدوں کے وقت اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت بلند آواز سے تکبیر کہی اور فرمایا میں نے اسی طرح آنحضرت کو دیکھا۔ (بخاری)

۷۵ - عکرمہ فرماتے ہیں میں نے مکہ میں ایک بزرگ کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے نماز میں بائیس تکبیرات کیں۔ میں نے ابن عباس سے کہا یہ پاگل ہے۔ آپ نے فرمایا تمہاری ماں مرے یہ آنحضرت کی سنت ہے۔ (بخاری)

نماز میں تکبیرات باواز بلند کی جائیں :- اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اصل بات یہ تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تکبیریں بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے لیکن مروان اور دوسرے نبی امیر نے تکبیروں کو آہستہ پڑھنا شروع کر دیا۔ ابو سعید نے جب نماز پڑھائی تو ایک ہنگامہ بنا ہو گیا کہ اس نے طریقہ کے خلاف نماز پڑھائی ہے وہ منبر پر چڑھے اور خطبہ میں کہا کہ مجھ کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ میری نماز تمہاری نمازوں کے موافق ہے یا نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح بلند آواز سے تکبیرات کتے سنا ہے تین تکبیروں کا ذکر اختصاری کی وجہ سے کر دیا ہے ورنہ باقی تکبیریں بھی آپ نے بلند آواز سے کہیں جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح ہے

۷۶ - اموی حکومت میں خلفائے بلند آواز سے تکبیریں کہنا جھوٹا دیا تھا اس لیے لوگ اسے بھول گئے شیخ نے اس سنت پر عمل کیا تو عکرمہ نے اسے پاگل سمجھا۔ اس قدر لوگ سنت فراموش کر چکے تھے یہ بزرگ حضرت ابو ہریرہ تھے جو کچھ عرصہ کے بعد مدینہ آئے تھے۔ عکرمہ حضرت ابن عباس کے شاگرد ہیں۔ ابن عباس نے سمجھایا کہ یہ مسنون طریق ہے جسے تم پاگل سمجھ رہے ہو۔ (اسم)

بنو امیہ تکبیریں آہستہ آواز سے کہنے لگے۔ ۷۷ - اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے یہ بوڑھے آدمی حضرت ابو ہریرہ تھے چونکہ بنو امیہ تکبیروں کو آہستہ پڑھتے تھے۔ بعض لوگوں کو یہ بھی پتہ نہ رہا کہ نماز میں کتنی تکبیریں تھیں چنانچہ ابن عباس نے اس کی وضاحت کر دی۔ نماز کی تکبیریں بائیس بنتی ہیں۔

۵۶۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ مُرْسَلًا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَبُ فِي الصَّلَاةِ كُلَّمَا خَفِضَ وَرَفَعَ فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلَوَاتُهَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَقِيَ اللَّهُ تَعَالَى رَوَاهُ مَالِكٌ۔  
 ۵۷۔ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ إِلَّا أُصَلِّيَ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلِّيْ وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً مَعَ تَكْبِيرِهِ الْإِفْتِاحِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدَ وَالتَّسَائِيُّ وَقَالَ ابُودَاوُدَ وَكَانَ لَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلَيَّ هَذَا الْمَعْنَى۔

۵۶۔ علی بن حسین نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جھکتے یا اٹھتے تکبیر کرتے۔ آپ اسی طرح نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ اللہ کو جاملے صلے (مالک نے مرسل کہا)  
 ۵۷۔ علقمہ فرماتے ہیں ہمیں عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کیا میں تم کو آنحضرت کی نماز نہ پڑھاؤں۔ پس نماز پڑھائی پہلی دفعہ تکبیر افتتاح کے سوا کہیں ہاتھ نہ اٹھائے۔ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابوداؤد نے کہا۔ یہ حدیث اس معنی سے صحیح نہیں ہے۔

ہر انتقال پر تکبیرات مشروع ہے، لہذا یہ حدیث مرسل ہے، لیکن اس کی تائید دوسری معمول حدیثوں سے ہوتی ہے یہ بھی دلائل کرتی ہے کہ انتقال میں تکبیرات مشروع ہیں۔  
 رفع یدین نہ کرنے کی حدیث صحیح نہیں، لہذا اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند یہ ہے عامر بن کلیب عن الرحمن بن اسود عن علقمہ۔ اس حدیث کو ابن عدی دارقطنی اور بیہقی نے محمد بن جابر عن حماد عن ابراہیم عن علقمہ سے بھی روایت کیا ہے ابن مبارک نے کہا یہ حدیث میرے نزدیک ثابت نہیں ہے ابن ابی حاتم نے کہا یہ حدیث خطا ہے۔ امام احمد اور ان کے استاد یحییٰ بن آدم نے اس کو ضعیف کہا۔ ابوداؤد نے کہا یہ صحیح نہیں ہے دارقطنی نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ رفع یدین کی نفعی کی حدیثوں میں سے سب سے زیادہ صحیح حدیث یہی ہے اور یہ بھی ضعیف ترین حدیث ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ عاری جرح قدح عامر بن کلیب کے طریق پر ہے۔ باقی راہ محمد بن جابر کا طریق تو وہ موضوع ہے ابن جوزی نے بھی اس کو موضوعات میں ذکر کیا ہے اگر فرض حال اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ رفع یدین کی حدیثوں کی معارض نہیں ہو سکتیں کیونکہ ثقہ کی زیادتی ہمیشہ سے مقبول چلی آتی ہے اور اصول کی بات ہے کہ نفعی سے اثبات مقدم ہے اس لیے رفع یدین کی حدیثوں کا اگر حقیقتاً معارض بھی ہوتا تو بھی ترجیح رفع یدین کی حدیثوں کو ہوتی چر جائے کہ ان کے معارض کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ امام ابوداؤد نے اپنے ان الفاظ سے کہ یہ حدیث اس معنی سے ثابت نہیں ہے۔ اس طرف اشارہ کیا ہے کہ جو معنی اس حدیث سے نکالنے کی کوشش کی گئی وہ معنی اس سے اس حدیث میں ہے ہی نہیں اور ”وہ معنی“ یہ ہے کہ بعض اصحاب نے اس حدیث کو رفع یدین عند الركوع کے خلاف (باقی برصغیر آئندہ)

۵۸ - وَعَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَوَالَهُ ابْنُ مَاجَةَ -

۵۸ - ابو حمید ساعدی نے فرمایا آنحضرت جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رخ ہو کر ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے تھے۔ (ابن ماجہ)

### بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

بطور دلیل پیش کیا ہے کہ دیکھو حضرت عبداللہ بن مسعود نے ایک مرتبہ رفع یدین کی بے اوردہ تکبیر تحریر کے وقت کی ہے تو ثابت ہوا کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں۔ اب امام ابو داؤد فرماتے کہ اس ضعیف ترین حدیث کا مطلب بھی وہ نہیں ہے جو اس سے کشید کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بلکہ حدیث کا نفس مضمون یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے نماز شروع کرتے وقت صرف ایک بار ہاتھ اٹھائے ہیں بار بار ہاتھ نہیں اٹھائے جیسا کہ عیدین کی نماز میں نماز شروع کرتے وقت بار بار ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے وقت کی رفع یدین کا اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں کا مقام ہے کہ بعض آدمیوں کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا کیا ہے انہیں بہر حال اپنے مسلک کی تائید منظور ہوتی ہے خواہ وہ صحیح ہو یا غلط حالانکہ خود ائمہ کرام نے فرمایا ہے کہ وہ جب صحیح حدیث مل جائے تو ہمارا وہی مذہب ہے۔ اور یہ بھی فرمادیا کہ ”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مل جائے تو ہمارا قول چھوڑ دو۔“ صحیح مسلک تو یہی تھا کہ ہر مسئلہ میں حدیث شریف کو مقدم رکھا جاتا اور پورے چار سو سال تک اسی پر عمل رہا اس کے بعد ایک معین شخص کی تقلید شروع ہوئی اور تقلید بھی ایسی کہ کسی مسئلہ میں دلیل سے کوئی سروکار ہی نہ رکھا جائے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب حجتہ اللہ البالغہ میں اس کی تصریح کر دی ہے۔

### حاشیہ صفحہ ہذا

نماز میں قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے، لہذا اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک تو نماز پڑھتے وقت منہ قبلہ کی طرف کرنا اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے ہاں اگر خوف کی حالت ہو یا بیماری کی معذوری کی وجہ سے منہ قبلہ کی طرف نہ کر سکے تو عیحدہ بات ہے اور دوسرا یہ کہ نماز کو تکبیر کے الفاظ سے شروع کرنا چاہیے اور کسی ذکر سے شروع نہیں کرنا چاہیے جیسے کہ اللہ اجل یا اللہ اعظم یا خدا بزرگ ترست وغیرہ وغیرہ یہ سب بے ہودہ چیزیں ہیں۔

۷۵۹ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَفِي مَوْجِرِ الصُّفُوفِ رَجُلٌ فَاسَاءَ الصَّلَاةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ أَلَا تَرَى كَيْفَ تَصَلِّيُ إِنَّكَ تَرُدُّونَ اللَّهَ يَخْفَى عَلَيْكَ شَيْءٌ وَمَتَانُ تَضَعُونَ وَاللَّهُ إِنِّي لَأَرَى مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَى مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ .

۷۵۹ - حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا آنحضرت نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی یہ بچھن صفوں میں ایک آدمی کھڑا تھا۔ اس نے نماز خراب کی جب اس نے سلام کہا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا اے فلاں کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ تم نے غور نہیں کیا کہ کیسی نماز پڑھی ہے۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہاری یہ سب چیزیں مجھ پر مخفی رہتی ہیں۔ خدا کی قسم میں جس طرح سامنے دیکھتا ہوں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (احمد)

نماز میں آنحضرت کو بعض چیزیں معلوم ہو جاتیں۔ اس حدیث کو عالم اور بزار نے بھی روایت کیا۔ اور آپ کا پیچھے کی طرف سے بھی دیکھنا یہ نماز کی حالت میں ہوتا تھا۔ جب مقام قرب میں آپ پر تجلیات کا درود ہوتا تو آپ کو بعض نادریدہ حقیقتیں بھی معلوم ہو جاتیں ورنہ ہر وقت یہ کیفیت نہ ہوتی جیسے کہ دوسرے کئی ایک واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں۔ ایسی روایت سے بعض آدمیوں نے اپنا یہ عقیدہ بنا لیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا اور ہر چیز ہر وقت آپ کے سامنے موجود رہتی اور آپ کو ان چیزوں کا علم بھی تھا جو ہونگی ہیں اور وہ بھی جانتے تھے جو ہونے والی ہیں اور وہ سب کچھ بھی معلوم تھا جو ہوا ہے اور یہ عقیدہ قرآن و حدیث و فقہ سب کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: "آپ کہہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا نہ کوئی آسمانوں میں اور نہ زمین میں (پارہ نمبر ۲۰ رکوع ۱) بیرونہ کا واقعہ اس کا شاہد ہے کہ آنحضرت کو آئندہ کے واقعات مارے کے سامنے معلوم نہ تھے ورنہ وہ مترقاری دھوکہ سے لے جا کر شہید نہ کر دیتے جاتے۔ بشر بن براء بن معرورؓ بے خبری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زہر دے کر شہید نہ کر دیئے جاتے۔ زید بن وثنہ اور حبیب بن عدی کا مبلغ و فدیوں بے خبری میں نہ مارا جاتا۔ فقہ کی کتابوں میں ہے کہ اگر کوئی نکاح کرے اور یہ کہے کہ میں نے خدا اور اس کے رسول کو گواہ کیا تو وہ کا تر ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اپنا عقیدہ یہ رکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں۔ حالانکہ آپ اپنی زندگی میں بھی عالم الغیب نہ تھے پھر وفات کے بعد کیسے عالم الغیب بن گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ جتنا اللہ تعالیٰ بتائیں اتنا پتہ چلتا ہے باقی کا علم نہیں ہوتا۔

# بَابُ مَا يَقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ

## باب جو کچھ تکبیر (تحریمہ) کے بعد پڑھا جائے

نماز میں کچھ ارکان ہیں کچھ ذکر اور پھر دل کی توجیہ۔ ارکان اور اذکار میں آنحضرت کی رہنمائی اصل چیز ہے۔ سنت کے خلاف نہ کوئی رکن نماز سے کم کیا جاسکتا ہے نہ زیادہ۔ اذکار میں ادعیر وغیرہ آنحضرت نے معین فرمادی ہیں۔ بعض مقامات کے لیے متعدد دعائیں آنحضرت نے فرمائیں۔ ان سے جو پڑھ لی جائیں نماز ہو جائے گی۔ سجدہ میں تسبیح اور دعاؤں اور امر جائزہ میں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم پوری طرح آنحضرت کی اطاعت کریں

## الفصل الأول

۷۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ اسْكَاتًا فَقُلْتُ يَا أَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالتَّلْحِيقِ وَالتَّبَرُّدِ مُتَّفِقٌ عَلَيْكَ.

۷۶۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا آنحضرت تکبیر اور قرأت کے درمیان سکوت فرماتے تھے۔ میں نے عرض کیا حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموشی میں کیا کہتے ہیں فرمایا یہ دعا پڑھنا ہوں۔  
اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالتَّلْحِيقِ وَالتَّبَرُّدِ.  
اے اللہ مجھے گناہوں سے اس قدر دور رکھ کہ جس قدر مشرق اور مغرب میں دوری ہے۔ اے اللہ مجھے گناہوں سے اس طرح صاف فرما جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو دے۔ (بخاری - مسلم)

نماز میں قرآن کے سوا دعائیں بھی جائز ہیں۔ لہذا اس حدیث کو ترمذی کے سوا تمام اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے حدیث دلالت کرتی ہے مشروع عیت و دعا پر تکبیر اور قرأت کے درمیان امام مالک اس دعا کے قائل نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں ایسی دعا بھی جائز ہے جو قرآن سے نہ ہو۔ اس میں ضغیفہ کا اختلاف ہے۔ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے گا مطلب یہ ہے کہ ان کو معاف کر دے اور دھو دینا گناہ مٹانے سے مجاز ہے برف پانی اور ازلے تینوں چیزوں کا نام مبالغہ کے لیے لیا جیسا کہ ابن دوقین العید نے کہا کہ جس پیرے کو تین مختلف طریقوں سے صاف کیا جائے وہ نہایت اعلیٰ صاف ہو جائے گا۔ یہی مطلب ہے کہ مجھ کو نہایت اچھی طرح گناہوں سے پاک صاف کر دے اور تمام ٹھنڈی چیزوں کا نام لیا کپڑا بھٹی میں گرم کر کے بھی صاف کیا جاتا ہے اس میں اشارہ ہے کہ رحمت کے ٹھنڈے پانی میں صاف کر دے جہنم کی بھٹی میں ڈال کر میرے گناہوں کو صاف نہ کر بلکہ اس سے پہلے پہلے معافی اور رحمت سے صاف کر دے اور نام سفید کپڑے کا لیا جو یک سو سفید کپڑے پر اگر بالکل معمولی سا داغ بھی ہو تو وہ بھی بہت نمایاں معلوم ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ کوئی داغ دھبہ گناہ کا نہ رہ جائے لے اس طرح ختم کر دے جیسے کچھ جڑا بھی نہ تھا۔



۷۱۔ وَعَنْ عَلِيٍّ وَصِيِّ اللَّهِ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا ائْتَمَّ الصَّلَاةَ كَبَّرْتُمْ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلذِّئْبِ فَطَرَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَيِّفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَأَعْفُرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يُعْفَرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَأَصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ

۷۱۔ حضرت علی نے فرمایا جب آنحضرت نماز کا ارادہ فرماتے۔ ایک روایت میں ہے آپ جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلذِّئْبِ فَطَرَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَيِّفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يُعْفَرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَأَصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ

کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا کیسو ہو کر اور میں مشرک نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز اور قربانی زندگی اور موت اللہ کے لیے ہے جو تمام عالم کی تربیت کرنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے ہی حکم کیا گیا ہے اور میں اولین مسلمان ہوں۔ اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے بغیر کوئی معبود نہیں تو ہی میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنی غلطی کا اقرار کرتا ہوں میری ساری غلطیاں معاف فرما دے تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا مجھے اخلاق کی ہدایت فرما تیرے سوا کوئی بھی اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی نہیں کر سکتا اور

سہ خدا تعالیٰ معاف کرنا پسند کرتے ہیں، اپنی غلطی کا اعتراف کر لینا اور پھر اس کی معافی مانگ لینا یہ سب سے بڑی نیکی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا ہی عبادت ہے، ایک حدیث میں ہے کہ دعا مانگنا عبادت کا مغز ہے۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں معاف کر دیتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کو جو فرضی معاف کر دینے میں ہوتی ہے وہ سزا دینے میں نہیں ہوتی ہے میرے غفور رحیم مالک مجھنا بکار کو اپنی رحمت سے معاف کر دے آمین یا رب العالمین۔

وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اسْتَغْفِرُكَ وَإِذَا رَكَعَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ  
 وَبِكَ أَمَنْتُ وَلَكَ اسَلَّمْتُ خَشَعْتُ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُحْيِي وَعَظْمِي فَإِذَا  
 رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَّا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِثْلَ مَا  
 شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَإِذَا سَجَدَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَلَكَ اسَلَّمْتُ سَبَّحْتُ  
 وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَكَ تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ لَمْ يَكُنْ مِنْ  
 أَحَدٍ مَا يَقُولُ بَيْنَ الشَّهَدِ وَالنَّسْلِيمِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ

مجھے بڑے افلاق سے روک دے تیرے سوا اس سے کوئی نہیں روک سکتا۔ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اور ساری  
 جھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں اور برائی کی نسبت تیرے طرف نہیں میں تیرے سہارے پر ہوں اور تیری ہی طرف جلتے  
 والا ہوں تو اے میرے رب بڑا بابرکت ہے اور بہت بلند تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیرے ہی سامنے توبر  
 کرتا ہوں اور جب رکوع کرتے تو فرماتے۔ اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَلَكَ اسَلَّمْتُ خَشَعْتُ لَكَ سَمْعِي  
 وَبَصَرِي وَمُحْيِي وَعَظْمِي وَتَعَالَيْتَ اسْتَغْفِرُكَ اسے اللہ میں نے تیرے لیے رکوع کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیری ہی اطاعت کی  
 میرے کان آنکھیں دماغ ہڈیاں اور اعصاب تیرے سامنے عاجز ہیں جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے اللَّهُمَّ  
 رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَّا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِثْلَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اے اللہ تیری اس قدر  
 تعریف ہے جس سے آسمان زمین اور ان کے درمیان خلا بھر پور ہو جائے اور اس کے بعد جو چہ تو چاہے وہ بھی بھر جائے  
 اور جب سجدہ کرتے تو کہتے اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَلَكَ اسَلَّمْتُ سَبَّحْتُ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ  
 وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَكَ تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ اے اللہ میں نے تجھے سجدہ کیا اور تجھ پر ایمان لایا تیری ہی  
 اطاعت کی میرے منہ نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا فرمایا اسے صورت دی اس کے کان آنکھیں بنا دیں  
 اللہ بابرکت بہتر پیدا کرنے والا ہے پھر آخر میں تہجد اور سلام کے درمیان فرماتے تو کہتے۔ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا

سے اللہ کی حمد لاگتا ہی ہے؛ خداوند تعالیٰ کا یہ وسیع تر کائنات جس میں یہ سارے آسمان اور ماری زمینیں ایک ذرہ  
 بے مقدار ہیں خدا تعالیٰ کی حمد ان میں کیسے ساکتی ہے زمین اور آسمانوں کا نام اس لیے مایا گیا کہ انسانی مشاہدہ میں یہ سب سے بڑی  
 مخلوق میں اور خداوند تعالیٰ کی حمد کے مقابل میں ایک نابود ذرہ ہیں لہذا ان کے تذکرہ کے بعد فرمایا یا الہی ان کے بعد جتنے جہان تو  
 چاہے وہ بھی تیری حمد سے بھر جائیں اے اللہ تو بے اندازہ تعریفوں کا مالک ہے تیری صفات کی کوئی انتہا نہیں تیرے رحم و کرم کا کوئی  
 مدار نہیں یا اللہ مجھ ذلیل اور عامی کو محض اپنے رحم سے معاف کر دے۔

وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَوَاكُمُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لِلشَّافِعِيِّ وَالشَّرْكَ لَيْسَ إِلَيْكَ وَالْمُهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ لَا مَنجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ تَبَارَكْتَ -

تَدَمُّتُ وَمَا أَخْرَجْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اے اللہ میرے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور ظاہر اور پوشیدہ اور جو میں نے اسراف کیا جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں مسلم اور شافعی کی روایت میں ہے وَالشَّرْكَ لَيْسَ إِلَيْكَ وَالْمُهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ وَلَا مَنجَا مِنْكَ وَلَا مَلِيءًا إِلَّا إِلَيْكَ - تَبَارَكْتَ برائی کی نسبت تیری طرف نہیں ہدایت والا وہ ہے جسے تو ہدایت دے میں تیرے سوا ہوں اور تیری طرف ہی مجھے لوٹنا ہے تیرے بغیر نہ نجات کی جگہ ہے نہ پناہ کی تو بہت برکت والا ہے -

سلام سے پہلے کی مسنون دعا، اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اسی طرح ابن مبان نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں یہ لفظ زیادہ ہیں کہ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے اور مسلم نے اس کو رات کی نماز کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رکوع اور سجدے میں بھی ذکر مستحب ہے اور اسی طرح اعتدال ارکان بھی اور سلام سے پہلے دعا بھی مذہب صلیف عربوں کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب ہے اور برائی تیری طرف نہیں ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ برائی کا خالق..... کوئی اور ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ برائی ہمارے اپنے اعمال کی وجہ سے پہنچتی ہے اس کے اسباب ہم خود سمیٹا کرتے ہیں اور بعض نے یہ مطلب لیا ہے کہ برائی تیرے نزدیک کرنے والی نہیں ہے بعض نے کہا کہ برائی تیری طرف نہیں جا سکتی صرف نیکی تیری بارگاہ تک پہنچتی ہے آسمان اور زمین کے مہر جانے کا مطلب صرف تکبیر حمد ہے۔ دعا کا آخری حصہ یہ ہے کہ تیرے عذاب سے پناہ صرف تجھ ہی سے مل سکتی ہے اور کوئی تیری گرفت سے نہیں بچا سکتا۔ اے ستارا العیوب اے غفار الذنوب اے قابل التوب اے غافر الذنوب اے رحم الراحمین تو اپنے اس لایعقل وجہ تمیز غلام کو معاف کر دے اور میرے ساتھ وہ معاملہ کہ جو تیری شان کے لائق ہے اور مجھ سے وہ ملوک نہ فرما جس کا میں مستحق ہوں اے اللہ میں ایک گنہگار مسکین تیرے رحم و کرم کے دروازے پر صدائے رب اغفر لی لگا رہا ہوں یقیناً تو میری اس آواز کو سن رہا ہے اسے معص اپنے رحم و کرم سے شرف قبولیت عطا فرما اس سے تیری شان میں کمی نہ ہوگی اور ایک مسکین کا کام بن جائے گا۔ آمین یا رب العالمین -

۷۶۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَفَرَ ۗ النَّفْسُ فَقَالَ اللَّهُ الْكِبْرُ الْمَحْدُ  
 لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا قَضَى دَسُّوهُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوَاتَهُ قَالَ  
 أَيُّكُمْ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَأَرَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ أَيُّكُمْ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَأَرَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ  
 أَيُّكُمْ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا فَإِنَّهُ لَمْ يَقْبَلْ بِأَسْفًا فَقَالَ رَجُلٌ وَجِئْتُ وَقَدْ حَفَرَ فِي النَّفْسِ فَقُلْتُهَا  
 فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ آيَتِي إِثْنِي عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

### الفصل الثانی

۷۶۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ دَسُّوهُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ

۷۶۲۔ حضرت انس سے روایت ہے ایک آدمی آیا اور صف میں شامل ہو گیا اور اس نے اللہ اکبر کہا اور  
 یہ دعا پڑھی الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ اللَّهُ تَعَالَى كَيْ يَلِيَهُ سَبَّ تَعْرِيفٌ بَسْمًا زِيَادَةً حَمْدًا حَسْبُهَا  
 پابندگی اور برکت ہو۔ جب آپ نے نماز ختم فرمائی تو فرمایا یہ کلمات تم میں سے کس نے کہے ہیں لوگ خاموش رہے  
 تو آپ نے فرمایا تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے ہیں لوگ چپ رہے آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ یہ کلمات کس  
 نے کوئی بڑی بات نہیں کہی۔ ایک آدمی نے عرض کیا میں آیا تھا اور میرا من بھول رہا تھا تو میں نے یہ کلمات کہہ ڈالے  
 آپ نے فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا وہ جلدی کر رہے تھے کہ کون ان کلمات کو آسمان پر  
 لے جائے۔ (مسلم)

### دوسری فصل

۷۶۳۔ حضرت عائشہ نے فرمایا جب آنحضرت نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَ  
 بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ اے اللہ تو اپنی ذات کے ساتھ پاک ہے  
 تیرا نام بابرکت ہے اور تیرا مرتبہ بہت اونچا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

تومہ کی دعا کی فضیلت بہت ہے؛۔۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔  
 امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رافعہ سے ان کلمات کی فضیلت تو بیان کی ہے لیکن انس کی حدیث کو روایت نہیں کیا  
 یہ حدیث آگے باب الکرع میں آئے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوال کرنے کی حکمت یہ تھی کہ لوگ بڑی توبہ  
 سے بات سن لیں اور ان کلمات کو یاد کر لیں اس سے معلوم ہوا کہ بعض مخصوص نیک اعمال کو کراماتین کے علاوہ اور  
 فرشتے بھی لکھتے ہیں۔

الصَّلَاةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ  
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدِيثٌ  
لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَارِثَةَ وَقَدْ تُكَلِّمُ فِيهِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ -

۷۶۳ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّهُ دَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ  
قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا أَوْ الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَالْحَمْدُ  
لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ثَلَاثًا أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْسِهِ وَنَفْسِهِ  
وَهَمَزِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا أَوْ ذَكَرْ فِي آخِرِهِ  
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَفَخَهُ الْكَبِيرُ وَنَفَثَهُ الشَّعْرُ وَهَمَزَ الْهَوْتَةَ -

ترمذی - ابو داؤد - ابن ماجہ ابو سعید سے ترمذی فرماتے ہیں - یہ حدیث صرف عارثہ نے بیان کی ہے - اس کے حافظہ پر  
اس حدیث نے گفتگو کی ہے -

۷۶۴ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ نَفَخَهُ نَفَخَهُ نَفَخَهُ نَفَخَهُ نَفَخَهُ نَفَخَهُ نَفَخَهُ نَفَخَهُ نَفَخَهُ نَفَخَهُ نَفَخَهُ  
اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا  
نَفَثَهُ وَهَمَزَهُ اللَّهُ بَسْمٌ (تین دفعہ) اللہ کی بہت زیادہ حمد ہے (تین دفعہ) اللہ کے لیے پاکیزگی ہے (سبح اور خنام  
(تین دفعہ) میں شیطان کی پھونک - تھوک اور اس کی چھپڑ سے پناہ چاہتا ہوں ابو داؤد - ابن ماجہ کہتے ہیں اس نے  
الحمد لله كثيرا کا ذکر نہیں کیا فرمایا اور آخر میں اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ کا ذکر فرمایا حضرت عمر نے فرمایا شیطان کی  
پھونک تکبر ہے اس کی تھوک شعر ہے اور اس کی چھپڑ سے مراد جنون ہے

ایک ضعیف حدیث کی وضاحت اس حدیث کو دارقطنی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند میں عارثہ بن  
ابن الرجال ضعیف ہے اور ابو سعید کی حدیث کو ترمذی - ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں علی بن علی بن نجار بن رواد  
ہے جس کی کثرت البواضعیل ہے - اس میں مہتمین کا اختلاف ہے البتہ نے ابن ابی لیاہ عبد عبدہ سے اسی طرح روایت کی ہے لیکن  
وہ موقوف ہے اور عبدہ کا مرے سماع ثابت نہیں ہے - امام احمد نے کہا کہ بہترین دوسرا سند کے لحاظ سے ابو ہریرہ کی حدیث  
ہے پھر حضرت علی کی پھر عائشہ اور ابو سعید کی -

تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اس حدیث کی طریقوں سے مروی ہے جو ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں - اسی لیے ابو داؤد  
اور ترمذی نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ شیطان سے پناہ لینا (تعوذ)  
صرف پہلی رکعت میں ہے پھر نہیں جیسا کہ بعض نے خیال کیا ہے کہ ہر رکعت میں تعوذ ہے -

۴۶۵۔ وَعَنْ سُرَّةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَّتَيْنِ سَكَّتَهُ إِذَا كَبَّرَ ..... وَسَكَّتَهُ إِذَا أَعْرَضَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمُقْرَأِ عَلَيْهِمْ وَلَا الصَّالِينَ فَصَدَّقَهُ أَبُو بِنِ كَعْبٍ دَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَالتَّارِخِيُّ وَخَوَّكَ -

۴۶۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَهَضَمَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَمْ يَسْكُتْ هَكَذَا فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ وَذِكْرَةَ الْحَمِيدِيِّ فِي أَفْرَادِهِ وَكَذَا صَاحِبِ الْجَامِعِ عَنْ مُسْلِمٍ وَخَدَّاهُ -

### الفصل الثالث

۴۶۷۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَهُمْ... قَالَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْبَابِي وَمَعَاقِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ اهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَعْمَالِ وَأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَقِيئِي

۴۶۵۔ سمرہ بن جندب نے فرمایا مجھے آنحضرت کی نماز میں دو رکعتیں ہیں ایک سکتہ بکبیر کے بعد اور ایک سکتہ جب فاتحہ سے فارغ ہوتے۔ ابی بن کعب نے ان کی تصدیق فرمائی (ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

۴۶۶۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت جب دوسری رکعت سے اٹھتے تھے تو قرأت الحمد لله رب العالمین سے شروع کرتے تھے اور سکتہ نہ فرماتے (مسلم۔ حمیدی اور جامع الاصول نے اسے صرف مسلم کی روایت فرمایا ہے۔

### تیسری فصل

۴۶۷۔ جابر فرماتے ہیں آنحضرت جب نماز شروع فرماتے تو بکبیر کہتے پھر فرماتے ان صلواتی و نُسُکِی و محبای و معاقی لله رب العالمین لا شریک له و بذلک امرت و انا اول المسلمین اللهم اهْدِنِی لِأَحْسَنِ الْأَعْمَالِ وَ سِیِّئِ الْأَخْلَاقِ لَا یَهْدِی لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَ قِیِّئِی

نماز میں تین سکتے ہیں؛ پہلے اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے من کہا ہے آنحضرت کے تین سکتے ہوا کرتے تھے ایک سکتہ بکبیر تحریر کے بعد اور دوسرا سکتہ قرأت فاتحہ کے بعد اور تیسرا سکتہ سورۃ ختم کرنے کے بعد ابی بن کعب کی تصدیق کا واقعہ یہ ہے کہ سمرہ بن جندب امامت کراتے تھے۔ ان کے سکتات پر لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے ابی بن کعب سے اس کی تصدیق کروائی۔ تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔

سکتات صرف پہلی رکعت میں ہیں؛ پہلے یہ حدیث مسلم، ابوداؤد، نسائی اور حاکم میں بھی ہے اور کہا شرط شیخین پر ہے۔ ذہبی نے کہا صحیح ہے، حدیث میں دلیل ہے کہ دوسری رکعت میں نہ آپ سکتہ کرتے اور نہ تو خود کر کے اور باقی رکعتیں دوسری رکعت کی طرح ہیں یعنی سکتہ اور تو خود صرف پہلی رکعت کے ساتھ خاص ہے۔

سَيِّئِ الْأَعْمَالِ وَسَيِّئِ الْأَخْلَاقِ لَا يَبْقَى سَيِّئُهَا إِلَّا أَنْتَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

۷۶۸۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي تَطَوُّعًا قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَجَهَّتْ وَجْهِي لِلذَّمَى فَطَرَوُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَذَكَرَ الْحَدِيثُ مِثْلَ حَدِيثِ جَابِرٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ اللَّهُ أَنْتَ الْعَبْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مُبْعَاثُكَ وَبِحَمْدِكَ تُعْرَفُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

رب العالمین کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم کیا گیا ہے میں پہلا مسلم ہوں۔ اے اللہ مجھے نیک اعمال اور اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی فرما تیرے سوا کوئی ان کی رہنمائی نہیں فرما سکتا مجھے برے اعمال اور برے اخلاق سے بچان کی برائی سے تیرے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔ (نسائی)

۷۶۸۔ محمد بن مسلم نے کہا کہ آنحضرت جب اپنی نماز کے لیے قیام فرماتے یہ دعا فرماتے اللہ اکبر و جہت وجہی للذی فطر السموات حنیفا وما انا من المشرکین اپنا چہرہ اس اللہ کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا کیسو ہو کر اور میں مشرک نہیں ہوں باقی حدیث حضرت جابر کی طرح بیان کی لیکن آخر میں ”انا من المسلمین“ ذکر فرمایا پھر فرمایا اللهم انت الملك لا اله الا انت سبحانك و بحمدك اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی بادشاہ نہیں تو اپنی تمام مدحیں پاک ہے پھر قرأت فرماتے۔ (نسائی)

۱۷۔ اسی طرح کی ایک حدیث فصل اول میں حضرت علی سے گند چکی ہے امام مسلم نے کہا کہ یہ دعوات کی نماز کے ساتھ

خاص ہے۔  
۱۷۔ یعنی اس دعا کے بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر پھر قرأت شروع کرتے۔

## بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ

نماز ایسی عبادت ہے جس میں بہتر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس کے ذکر سے برکت حاصل کرتا ہے سب سے اہم اور ضروری ذکر قرآن مجید ہے آنحضرت قرآن مجید مختلف مقامات سے پڑھتے اور سورہ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھتے فاتحہ میں چونکہ قرآن کے اہم مضامین آگئے ہیں۔ تو عید معنات باری محترم و نشر سزا جزا عبادت استغانت کی تفصیص تاریخ کے مختلف ادوار کا ذکر اجمالاً آ گیا ہے۔ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ اور جو لوگ گمراہی کی وجہ سے اس کے غضب کے مستحق بنے سب کا ذکر فرمایا۔ فاتحہ کو مختصر اور قرآن سمجھنا چاہیے اس لیے آنحضرت نے اس کی قرآء کو لازمی اور فرض قرار دیا ہے۔ احادیث میں ہے فاتحہ کے سوا نماز نہیں ہوتی جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز ناقص ہے نماز بلا فاتحہ ناقص ہوگی۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے حجۃ اللہ میں فرمایا کہ مقتدی کو خاموشی سے امام کی قرآء سننا چاہیے اگر امام آواز سے پڑھ رہا ہو۔ تو مقتدی کو امام کے سکتوں میں فاتحہ پڑھنا چاہیے۔ اور جب امام آہستہ پڑھ رہا ہو۔ تو مقتدی کو اختیار ہے جس طرح چاہے پڑھے لیکن اس طرح نہ پڑھے کہ امام کی قرآء میں غلبان اور تشویش پیدا ہو شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

هَذَا الَّذِي الْاَقْوَالِ عِنْدِي فِيهِ يُجْمَعُ مَعَهُ اَحَادِيثُ النَّبَاِ . یعنی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا میرے نزدیک بہتر ہے۔ اس مضمون کی مختلف احادیث اس طرح جمع ہو جاتی ہیں حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۷۷۲ یعنی جن احادیث میں امام کے پیچھے قرآء سے روکا گیا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ آواز سے نہ پڑھے مگر پڑھے ضرور۔

قرآء آرام سے اور ترتیل سے پڑھے۔ اوقات پر ٹھہرتا جائے۔ معانی پر نظر رکھے۔ مقاصد سمجھتا جائے۔ نظر اور عصر کی نماز میں امام بھی آہستہ پڑھے۔ دن کا وقت کاروبار شور اور ہنگامہ کا ہے اس میں قرآء کے ساتھ مزید ہنگامہ نہ کیا جائے۔ رات کی نماز میں شور اور ہنگامہ کم ہوتا ہے آرام کے اوقات میں آواز سے پڑھنے کا حکم دیا۔ اس میں توجہ اور حفظ حاصل ہوتا ہے۔ آخری رکعات میں یہاں بھی آہستہ پڑھنے کا حکم ہے تاکہ ذہن۔ سر اور جرد و نزل سے مستفیض اور مستفید ہو سکے۔ بعض طبائع میں جہر سے توجہ ہوتی ہے۔ بعض میں آہستگی سے یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔ نمازی کو موقع دیا گیا ہے کہ دونوں سے فائدہ اٹھائے۔



## الفصل الأول

۷۶۹ - عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لَيْسَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأَيِّمِ الْقُرْآنِ فَصَاعِدًا -

### پہلی فصل

۷۶۹ - عبادہ بن صامت فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جو آدمی سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی (بخاری مسلم) مسلم میں یہ لفظ نہیں۔ جو ام القرآن اور کچھ زیادہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اسلئے اس حدیث کو احمد اور اہل سنن اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور بیہقی میں یہ لفظ زیادہ ہیں امام کے پیچھے یعنی جو آدمی امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہے بیہقی نے کہا اس کی سند صحیح ہے اور امام کے پیچھے کی زیادت مشورہ ہے اور کئی طریقوں سے صحت کو پہنچی ہے طبرانی نے کبیر میں عبادہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے وہ الحمد بھی پڑھے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ دارقطنی کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ نماز کافی نہیں جس میں الحمد نہ پڑھی جائے اور کہا اس کی سند صحیح ہے اور ابن قطن نے بھی اس کو صحیح کہا ہے مسلم ابو داؤد اور ابن حبان نے فصحاء کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ یعنی وہ نماز کافی نہیں جس میں الحمد یا کچھ زیادہ نہ پڑھا جائے (ابن حبان اعانت نے اس سے یہ سوال کیا ہے کہ الحمد کے سوا دوسری قرأت تیسری جو تھی رکعت میں تو ہوتی ہی نہیں معلوم ہوا کہ جو حیثیت دوسری قرأت کی ہے۔ وہی الحمد کی بھی ہے یعنی یہ بھی واجب نہیں) تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حبان نے کہا ہے کہ معزز ہی سے منع ہے اور امام بخاری نے ان الفاظ کو جزو القراءت میں نقل کیا ہے ابن حبان اور ابن فریحہ نے صحیح سند سے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نماز کافی نہیں جس میں فاتحہ کتاب نہ پڑھی جائے اور اس باب کی تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ الحمد کی قرأت نماز میں متعین ہے اور واجب ہے اور الحمد کے بغیر پڑھی ہوئی نماز کافی نہیں۔ امام مالک شافعی۔ احمد اور جمہور علماء کا صحابہ اور تابعین سے یہی مذہب ہے اور کہا ہے کہ حدیث میں جو نماز کی نفی آئی ہے۔ یہ نفی ذات کی طرف راجع ہے نہ کہ کمال کی طرف (یعنی یہ لوگ کہتے ہیں کہ الحمد کے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی بلکہ نماز سے ہوتی ہی نہیں کامل اور غیر کامل کا کیا سوال) اور لا تجزأ والی روایت نفی ذات کی تاکید کرتی ہے اس لیے کہ نماز سے مراد اس کے شرعی معنی میں لغوی نہیں۔ جب یہ اصول ہے کہ شارع کے الفاظ اس کے حروف پر محمول ہیں۔ اس لیے کہ آپ شریعت کی تعریفات کے لیے تشریف لائے ہیں نہ کہ موضوعات لغویہ کے لیے اور جب منفی صلوات شرعیہ جو توفیقی ذات ثابت ہوئی۔ اس لیے کہ مرکب جیسے اپنے تمام اجزاء کی نفی سے مستثنی ہو جاتا ہے اپنے بعض اجزاء کی نفی سے بھی مستثنی ہو جاتا ہے تو نفی ذات کے بعد نفی کمال کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

عہدہ حالانکہ یہ بھی غلط ہے لیکن وہ اس کی تفسیر میں غلطی کو قرأت سے روکنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ (خالد)

۷۷۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَدْرًا كَمَا  
يَقْرَأُ فِيهَا بِأَقْرَبِ الْقُرْآنِ فِيهِ خِدَاجٌ فَلَهَا غَيْرُ صَمَامٍ فَيَقِيلُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ  
قَالَ أَقْرَأُ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ قَسَمْتُ  
الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نَضْمَيْنِ وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

۷۷۰. ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ام القرآن نہ پڑھے۔ اس کی نماز ناقص ہے

آپ نے یہ کلمہ تمین دفع فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ سے کہا گیا کہ بعض اوقات ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں، فرمایا دل میں پڑھو میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے اللہ نے فرمایا۔ میں نے اپنے بندوں میں نماز تقسیم کر دی ہے یہاں سورت فاتحہ

فاتحہ خلف الامام ضروری ہے اسلئے ابن ماجہ کے سوا اس حدیث کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے  
یہ حدیث وجوب قرآۃ فاتحہ خلف الامام کی دلیل ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا استدلال یہ ہے کہ نماز ہر مسلمان پر فرض  
ہے۔ خواہ وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ فاتحہ ہی کا نام نماز رکھ دیا بلکہ خداوند  
تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کا نام نماز رکھا تو اب اگر مقتدی احمد نہ پڑھے گا تو اس کی نماز کیوں کہ ہوگی۔ اس لیے مقتدی بھی ضرور الحمد  
پڑھے۔ اس حدیث میں فاتحہ کا نام نماز رکھا گیا ہے اور اس کی تقسیم بحیثیت معنی ہے اس لیے کہ اس کا نصف اول تحمید مجید  
اور ثناء ہے اور نصف ثانی سوال اور افتقار اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آیا بسم اللہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں یہ حدیث  
ان لوگوں کی دلیل ہے جو بسم اللہ کو فاتحہ کی آیت نہیں سمجھتے اس لیے کہ اگر فاتحہ بسم اللہ کا جزو ہوتی تو اس کا تذکرہ بھی  
ہوتا اور جب الحمد للہ سے شروع ہوتی تو معلوم ہوا کہ یہ پہلی آیت ہے۔ اس بلکہ مسلسل حدیث میں فاتحہ خلف الامام کا ہے ما عدا  
مجید مرفوعہ جو وجوب فاتحہ خلف الامام پر دلالت کرتی ہے دیکھ کر محققین احسان نے بھی فاتحہ خلف الامام کا ہر قرار کیا بطور ثبوت  
چند ایک کے اساتذہ گرامی پیش کئے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے یہ جانا چاہیے کہ مشہور یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فاتحہ  
خلف الامام سے منع فرماتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں امام ابن حبان نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ امام محمد اور امام ابو یوسف نے فاتحہ خلف الامام  
نہ پڑھے کو پسند تو کیا ہے لیکن پڑھنے کو نہ نواہر کم کہا ہے نہ کمرہ امام شمرانی نے بھی میزان شمرانی میں اسی طرح لکھا ہے۔ مولانا عبدالحی کھنوی  
امام الکلام میں فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا یہی مذہب معلوم ہوتا ہے اور کمرہ باحرام بتانا بعد کے لوگوں کی تحریکات ہیں  
علامہ عینی حنفی نے شرح بخاری میں صحت لکھا ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا مستحسن ہے اور یہی مذہب ہے۔ مولانا عبدالحی کھنوی  
کا اسی طرف گئے ہیں۔ شاہ عبدالرحیم اور ملا جیوں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ و الف ثانی۔ امام غزالی مخدوم جوہانیاں  
جہاں گشت۔ شاہ نظام الدین اور ابو ذریعہ رحمہم اللہ اجمعین۔ اس کے علاوہ بے شمار حضرات ہیں جو حنفی ہونے کے باوجود قرآۃ فاتحہ  
خلف الامام کے قائل ہیں۔ یہاں تفصیل کا موقع نہیں صرف چند ایک اشارات دیئے گئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

الْعَالَمِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى حَتَّى فِي عَبْدِي وَإِذَا قَالَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
أَشْفَى عَلَى عَبْدِي وَإِذَا قَالَ مُلِكُ يَوْمِ الدِّينِ قَالَ مَجْدِي وَإِذَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ نَعْبُدُ  
وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ قَالَ هَذَا ابْنِي وَبَيْنَ عَيْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ إِهْدِنَا  
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ  
قَالَ هَذَا الْعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کونماز فرمایا ہے اور میرا بندہ جو مانگے میں اسے دوں گا۔ جب آدمی الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب وہ الرحمن الرحیم کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری ثنا کی۔ جب مالک یوم الدین کہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے بندے نے میری عظمت کا اقرار کیا۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے۔ تو اللہ فرماتے ہیں یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان نصف نصف ہے۔ اور بندہ جو مانگے میں اسے دوں گا۔ جب اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ بندے کے لیے ہے اور جو اس نے مانگا اسے مل گیا۔ (مسلم)

۱۔ محققین حنفیہ اور قرأت مقتدری۔ ابن مایہ کے سوا اس کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے یہ حدیث  
و جب قرأت فاتحہ خلف الامام کی دلیل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ کا استدلال یہ ہے کہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے اور آنحضرت نے بقول خدا  
وند تعالیٰ سورہ فاتحہ کا نام نماز رکھا ہے تو پھر اگر فاتحہ نہ پڑھی گئی تو نماز کیسے ادا ہو گئی اور سورۃ فاتحہ کی تقسیم بحیثیت معنی ہے اس  
کا نصف اول تجمید اور ثناب ہے اور نصف ثانی سوال اور افتخار اور یہاں بسم اللہ کو سورۃ فاتحہ کی آیت شمار نہیں کیا گیا۔ اس کی  
بحث آگے آئے گی۔ اصل مسئلہ بیان فاتحہ خلف الامام کا ہے احادیث صحیحہ فروعہ جو وجود فاتحہ خلف الامام پر  
دلالت کرتی ہیں دیکھ کر محققین احناف بھی فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں پہلے یہ جانا چاہیے کہ مشہور یہ ہے کہ امام  
ابو حنیفہ فاتحہ خلف الامام سے منع فرماتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ، امام محمد امام ابو  
یوسف نے امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کو پسند تو کیا ہے لیکن پڑھنے کو حرام یا مکروہ نہیں کہا۔ امام شرفی نے بھی میزان میں ایسا ہی  
کہا ہے اور مولانا عبدالحی مکنوی نے بھی امام الکلام میں اسی طرح کہا ہے اور کہا کہ مکروہ یا حرام کنا بعد کے لوگوں کی توجیحات  
ہیں۔ علامہ عینی حنفی نے فخر بخاری میں صاف لکھا ہے کہ فاتحہ خلف الامام مستحسن ہے اور یہی مذہب ہے مولانا  
عبدالحی مکنوی۔ شاہ عبدالرحیم دہلوی۔ ملا جیون۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ شاہ عبدالعزیز۔ مجد الف ثانی۔ امام غزالی۔  
مخدوم جہانیاں جہاں گشت۔ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہم اللہ اجمعین کا۔ اس کے علاوہ بے شمار حضرات ہیں جو ضعیف چوتھے  
کے باوجود فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں۔ یہاں تفصیل کا موقع نہیں صرف چند ایک اشارات کئے گئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۷۷۱ - وَعَنْ أَنَسِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
كَانُوا يَقْتَنِعُونَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ دَوَاءً مُسْلِمًا .  
۷۷۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آمَنَ الْإِمَامُ  
فَاتَمَّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينَهُ تَأْمِينَ السَّلَاةِ كَعَفْرَ لَهُ مَا لَقَدَّاهُ مِنْ ذَنْبِهِ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ

۷۷۱ - حضرت انس نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے شروع فرماتے تھے بلکہ (مسلم)

۷۷۲ - حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام آمین ہے۔ تو تم بھی آمین کہو۔ جس کی آمین ملائکہ کی آمین سے موافق ہوگئی۔ اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے (بخاری - مسلم)

۱۰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء المحمدیہ سے قرأت شروع کرتے اس حدیث کے الفاظ اور طرق مختلف ہیں جو بخاری - مسلم - نسائی - ترمذی - ابن ماجہ میں مذکور ہیں۔ یہ بنیادی کے الفاظ ہیں مسلم میں اس کا مضمون ہے۔ شعبہ سے راویوں کے الفاظ مختلف ہیں کسی نے کہا قرأت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے اور کسی نے کہا میں نے کسی کو بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا اور کسی نے دونوں الفاظ نقل کئے ہیں اور یہ لوگ شعبہ کے ثابت ترین راوی ہیں ابن خزیمہ کی انس کی حدیث میں ہے کہ وہ بسم اللہ آہستہ پڑھتے تھے۔ علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب "المدهی" میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے اور کبھی آہستہ۔ حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ پڑھتے ہی نہ تھے لیکن ایسا نہیں بسم اللہ کے پڑھنے پر سب کا اتفاق ہے اختلاف صرف جہر اور ستر میں ہے اور اصل بات یہی ہے کہ دونوں طرح جائز ہے جیسا کہ حافظ ابن قیم نے لکھا ہے اگرچہ محدثین نے اس سے عدم جہر بسم اللہ ثابت کیا ہے حالانکہ اصل میں اس سے بیثبات ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے ہمیشہ قرأت کو سورہ فاتحہ سے شروع کیا اور فاتحہ کے علاوہ کسی اور جگہ سے قرأت شروع نہیں کی ہے جیسا کہ امام بخاری نے جہز میں اور امام بیہقی نے بیان کیا ہے اور الحمد للہ رب العالمین تو یہ سورہ فاتحہ کے ناموں میں سے ہے جیسا کہ احادیث میں سورہ سجدہ کا نام الم تشریل سجدہ آیا ہے اس کی تصریح امام ترمذی نے بھی اپنی سنن میں کی ہے محدثین نے سورہ کو فاتحہ القرآن کی طرح فاتحہ القرات اس لیے بیان کیا ہے کہ ہر نمازی کے لیے قرأت فرض ہونا قرآنی متفق علیہ مسئلہ ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قرآن کی کوئی سی آیت پڑھ لے تو اس فرض سے سبکدوش ہو سکتا حالانکہ یہ اس حدیث کے خلاف ہے جس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ قرأت کا افتتاح سورہ فاتحہ سے ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ قَالِ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرَ الْمَقْصُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ  
مَنْ وَاقَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ عُفِّرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَاسْتَلِمَ  
نَحْوَهُ وَفِي أُخْرَى لِلْبُخَارِيِّ قَالِ إِذَا مَنَّ الْقَارِئُ فَأَمِنُوا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُوَمِّنُ مَنْ  
وَاقَقَ تَأْمِينَهُ تَأْمِينِ الْمَلَائِكَةِ عُفِّرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ -

ایک روایت میں ہے۔ جب امام دلائل الضالین کے۔ تو تم آمین کہو جس کا قول ملائکہ کے قول کے موافق ہو گیا۔ اس کے سابقہ  
گناہ معاف ہو گئے۔ (بخاری مسلم) بخاری کی دوسری روایت میں ہے۔ جب قاری آمین کے تو تم بھی آمین  
کہو۔ کیونکہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ جس کی آمین فرشتوں سے موافق ہو گئی۔ اس کے پہلے  
گناہ سب معاف ہو گئے۔

۱۔ امام ادرمقندی جہر سے آمین کہیں؛ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی بیان کیا ہے۔ ایک روایت کے یہ  
الفاظ ہیں کہ جب امام غیر المقضوب علیہم ولا الضالین کے تو تم آمین کہو اس کو بھی احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے اور  
بخاری کی روایت میں ہے کہ جب قاری آمین کے ادربی لفظ احمد میں بھی ہیں اور قاری سے مراد امام ہے مشہور روایات میں  
آمین مذکور و تخفیف کے ساتھ ہے یعنی آمین اور یہ اساء افعال سے ہے اس کے معنی ہیں اسے اللہ سزا دے گا قبول فرما۔ باب کی حدیثیں دلائل  
کرتی ہیں کہ آمین کہی جائے اور یہ امر مجہور کے نزدیک استجاب کے لیے ہے اور آمین سب کے نزدیک کہی جاتی ہے اختلاف  
میں ہے کہ آہستہ آواز سے کہی جائے یا بلند آواز سے مجہور کا مذہب یہ ہے کہ امام جہری قرأت میں جہر سے آمین کے اس لیے کہ  
اگر امام کی آواز مقتدی کو نہ سنی جائے گی تو وہ کیسے امام کی آمین کے بعد آمین کہے گا۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ میں البوسریہ سے مروی ہے کہ  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب دلائل الضالین کہتے تو اتنی آواز سے آمین کہتے کہ پہلی صف والے سن لیتے اور ابن ماجہ میں ہے کہ پہلی صف  
والے سن لیتے پھر صحابہ کی آواز سے مسجد گونج جاتی۔ البوسریہ کے الفاظ یہ ہیں کہ آنحضرت سورۃ فاتحہ کے بعد بلند آواز سے آمین کہتے  
روایت دارقطنی اور حاکم میں ہے وائل بن حجر کہتے ہیں کہ آپ نے بلند آواز سے آمین کہی یہ روایت ترمذی میں ہے۔ ابن عمر نے  
کہا جب آپ آمین کہتے تو آواز بلند کرتے (دارقطنی) ام حبیب نے کہا کہ آنحضرت نے آمین کہی تو میں نے عورتوں کی صف میں آپ کی  
آواز سنی۔ مطار تابعی کہتے ہیں کہ میں نے دو صحابہ کو دیکھا کہ جب امام دلائل الضالین کہتا تھا تو وہ بلند آواز سے آمین کہتے  
تھے (بیہقی۔ ابن حبان) عطاء کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں اس زور سے آمین ہوتی تھی کہ زلزلہ مآجباتھا (بیہقی) یہ  
چند ایک احادیث اور آثار ہیں ورنہ ان کو اگر لہی طرح بیان کیا جائے تو ایک کتاب بن جائے۔ واللہ اعلم۔

۷۷۳۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لَبُّوْكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَثُرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَلَّ غَيْرُ الْمُغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا أَمِينَ يُحِبُّكُمْ اللَّهُ فَإِذَا كَثُرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَرَكَعُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَزُكُّ قَبْلَكُمْ وَيَزْفَعُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِتْلِكَ بِتِلْكَ قَالَ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللَّهُ

۷۷۳۔ ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم نماز پڑھو تو صفیں سیدھی کرو پھر تم میں سے ایک امام بنے۔ جب وہ کبیر کہے۔ تو تم بھی کبیر کہو۔ جب وہ دلائض الین کہے۔ تو آمین کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا۔ جب امام کبیر کہے کہ رکوع کہے۔ تو تم بھی کبیر کہو۔ اور رکوع کرو۔ امام رکوع بھی تم سے پہلے کرے گا۔ اللہ پہلے ہی سراٹھائے گا یہ پہلے سراٹھانا پہلے رکوع جانے کا بدلہ ہے جب امام سمع اللہ لمن حمدہ (کہے جس نے اللہ کی تعریف کی۔ اللہ نے اس کی سن لی۔ تو تم رہنا لک الحمد کہو۔ اسے اللہ سب تعریف تیرے لیے ہے۔ اللہ تمہاری

۱۷۔ اس حدیث میں جو زیادت حضرت ابو ہریرہ اور قتادہ کی ذکر کی ہے وہ ضعیف ہے امام زہری کے باقی شاگردوں نے اس زیادت کا ذکر نہیں فرمایا یہ زیادت ابو سعید خدری سے بھی منقول ہے وہ بھی خاذ ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو انصاف اور خاموشی سے مراد مقدم ہر جگہ یعنی اس طرح نہ پڑھا جائے کہ امام کی قرأت میں غلبان واقع ہو۔ (اسم)

۱۷۔ اذ اقر آفاقنا فتوا کی حالت پر حضرت ابو ہریرہ کی یہ حدیث فصل ثانی میں بھی آئے گی۔ امام مسلم نے کہا ہے کہ سلیمان تمہی کی یہ زیادت صحیح ہے لیکن امام مسلم کے اس کلام پر محدثین نے شدید انکار کیا ہے امام زہری نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے کہ اذا قرأنا فتوا کی زیادت پر حفاظ حدیث نے امام مسلم سے اختلاف کیا ہے۔ یہی سنی کبیر میں ابو داؤد سجستانی سے نقل کیا ہے کہ یہ الفاظ محفوظ نہیں ہیں اور اسی طرح یحییٰ بن سعید۔ ابو عاتم رازی۔ دارقطنی۔ حافظ ابو علی نیشاپوری شیخ مالک ابو عبد اللہ نے بھی اس زیادت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ زیادت صحیح نہیں۔ یہی سنی کہ امام ابو علی حافظ نے کہا کہ یہ لفظ غیر محفوظ ہیں اور سلیمان تمہی نے ان الفاظ کی روایت میں قتادہ کے تمام شاگردوں سے اختلاف کیا ہے کسی نے بھی یہ الفاظ نقل نہیں کئے اور ان الفاظ کے ضعف پر حفاظ حدیث کا اجماع ہے اور یہ اجماع بر حال امام مسلم کی تصحیح پر مقدم ہے خصوصاً جبکہ خود امام مسلم کو یہ اقرار ہے کہ ان الفاظ پر محدثین متفق نہیں ہیں اور امام مسلم نے ان کو اپنے نزدیک صحیح مہجے جلتے ہوئے بھی اپنی تصحیح میں درج نہیں کیا مثلاً اگر تلبہ کو صحیح مسلم میں تو یہ الفاظ موجود ہیں پھر یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ امام مسلم نے اس کو اپنی تصحیح میں درج نہیں کیا۔ اصل یہ ہے کہ صحیح مسلم کا جو نسخہ ہمالے ملک میں راجع ہے یہ ان کے شاگرد البراسمی کا نسخہ ہے اس میں البراسمی کا یہ ملاحظہ درج ہے کہ میں (ابو اسحق) نے (باقی پر صفحہ آئندہ)



۴۴۴۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأَمْرِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأَمْرِ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَيَطْوِلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهَكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهَكَذَا فِي الصُّبْحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْكَ۔

۴۴۴۔ ابو قتادہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ اور دوسری اور دوسری رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے۔ اور کبھی کوئی آیت آواز سے پڑھتے جسے ہم سن لیتے۔ اور پہلی رکعت جس قدر لمبی کرتے دوسری اس قدر لمبی نہیں کرتے تھے اور عصر اور صبح میں اسی طرح کرتے۔ (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کس اصول سے دی جاتی ہے جس کی اجازت فقہ کی کتابوں میں دی گئی ہے اس وقت و اذا فرغ من القرآن کی آیت کیوں سامنے نہیں آتی اور اسی طرح مکتب میں جب بہت سے بچے قرآن پاک پڑھتے ہیں اور شور مچا رہتا ہے اس وقت دنیا قمری القرآن کی شرط کماں جاتی ہے۔ آپ کہیں گے کہ ضرورت اور تاکید نے ان دونوں چیز کو مستثنیٰ کیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ کی چونکہ حدیث میں راحت ہو چکی ہے کہ ضرور پڑھی جائے لہذا اس کو بھی مستثنیٰ مان لیا جائے گا۔ پھر اگر اس آیت کو نماز کے متعلق مان لیا گیا ہے تو اس سے اگلی آیت کو بھی اس کے ساتھ ملا دو جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اپنے رب کو اپنے دل میں ساتھ ساتھ یاد کرتا جا عاجزی سے اور آہستگی سے صبح بھی اور شام بھی (جبکہ قرأت جبر سے ہو رہی ہو) اور غافل ہو کر نہ کھڑا رہ۔ دونوں آیتوں کو اکٹھا لانے سے معنوں صاف ہوجاتا ہے کہ امام کے پیچھے الحمد اور نچی آواز سے نہ پڑھنا بلکہ آہستہ آواز سے پڑھنا۔ یہ "الاتقوا الصلوٰۃ" والی پالیسی جو بڑی ہی چاہیے اس سے اگلی عبارت کو بھی ساتھ ملا دو و انتم سکاری۔ والتفصیل لایسع فی هذا المختصر۔ (حاشیہ منعلقہ صفحہ ہذا)

۱۷۔ مقتدی جہر سے آیت پڑھے تو سجدہ مسنون نہیں، اس حدیث کو ابوراد نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلی رکعت کی قرأت کو اس لیے لمبا کرتے کہ کوئی اور آدمی بھی اگر جماعت میں شامل ہو جائے گا۔ اس کو توجیہ کو ابن خزیمہ اور ابن مبان نے مراۃ ذکر کیا ہے۔ دو رکعتوں میں پڑھا کرتے تھے یعنی ایک رکعت میں ایک سورت اور الحمد ہر رکعت میں پڑھتے تھے جو آدمی ستری نمازوں میں ایک سام آیت بلند آواز سے پڑھ لینے پر سجدہ سہو کے قائل ہیں یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔ اس سے اگلی حدیث میں ہے کہ آپ کی پہلی دو رکعتوں کی قرأت برابر ہوتی تھی یہ حدیث بظاہر اس کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ بعض نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ اگر کوئی وضو کر رہا ہو تو پہلی رکعت کی قرأت کو لمبا کر دینا چاہیے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر دونوں رکعتوں کو قرأت میں برابر رکھنا چاہیے۔



۷۷۵ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نَحْزِرُ قِيَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ قِرَاءَةِ السُّورَةِ تَنْزِيلَ الشَّجْدَةِ وَفِي رِوَايَةٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي

۷۷۵ - ابو سعید خدری سے مروی ہے ہم ظہر اور عصر کی نماز میں آنحضرت کے قیام کا اندازہ کیا کرتے تھے۔ ہم نے اندازہ کیا ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تخمیناً آپ کی قرأت الم تنزیل سجدہ کے برابر تھی۔ دوسری روایت میں ہے۔ اس کا اندازہ تیس آیات تھا۔ اور آخری دو رکعتوں میں آپ کی قرأت اس سے نصف تھی اور عصر کی پہلی دو رکعتیں ظہر کی پہلی دو کے

۱۷ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظہر اور عصر کی پہلی رکعتوں میں فاتحہ کے علاوہ اور قرآن پڑھنا بھی درست ہے اور ضروری صرف سورہ فاتحہ ہے۔ (ام)

۱۸ ظہر کی پہلی رکعتوں میں بھی قرأت جہانز ہے۔ یہ حدیث مختلف الفاظ اور مختلف سندوں سے مسلم۔ ابوداؤد و نسائی اور احمد میں بھی آئی ہے۔ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ظہر کی نماز بہ نسبت عصر کے لمبی پڑھی جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوپہر بھی سونے کا اور غفلت کا وقت ہے اس کو لمبا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ جماعت میں زیادہ سے زیادہ شامل ہو سکیں اور عصر کی نماز میں یہ کیفیت نہیں ہوتی بلکہ کاروباری مصروفیتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اور اسی طرح پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ نماز میں شامل ہو سکیں اور صبح کی نماز سب سے لمبی ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو اس کی رکعتیں بہت کم ہے اور پھر وہ بھی غفلت کا وقت ہے ان کو لمبا کرنے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ کچھ اور لوگ بھی اگر جماعت میں شامل ہو جائیں اور تیسری وجہ یہ ہے کہ وہ وقت دماغی آسودگی کا ہے طبیعت ہشاش بشاش ہوتی ہے رات آرام کر لینے کے بعد طبیعت میں تھکاوٹ نہیں ہوتی اور کاروبار کی مشغولیت ابھی شروع نہیں ہوتی ایسے پُر سکون اور خوشگوار ماحول میں کچھ زیادہ عبادت ہو تو بہتر ہے بقنا وقت یاد الہی میں صرف ہو جائے وہ خود علی شہور ہے۔

لیکن یہ اندازہ عام حالات کے مطابق ہے ورنہ کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا کہ صبح کی نماز میں نہایت چھوٹی سورتیں پڑھی جاتی ہیں اور کبھی مغرب کی نماز میں لمبی سورتیں ہو جاتی ہیں۔ مثلاً ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں مؤخوذین پڑھی ہیں اور ایک دفعہ مغرب کی نماز میں سورہ مرسلات پڑھی ہے اور عام دستور یہ تھا کہ صبح کی نماز میں طویل مفصل (سورہ ہجرت سے لے کر سورہ بروج تک) ظہر۔ عصر اور عشاء کی نمازوں میں اوساط مفصل (سورہ بروج سے لے کر سورہ لم یکن الذین تک) اور مغرب کی نماز میں تقصار مفصل (سورہ لم یکن الذین سے سورہ والناس تک) پڑھی جاتی تھیں۔

الْأَحْرَبَيْنِ قَدْ نَاصَبَ النَّصْفَ مِنْ ذَلِكَ وَحَدَّثَنَا فِي الرَّكَعَتَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ قِيَامِهِ فِي الْأَحْرَبَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَفِي الْأَحْرَبَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النَّصْفِ مِنْ ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -  
 ۷۷۶ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِاللَّيْلِ إِذَا غَشِيَ وَفِي رِوَايَةٍ بِسَبِّحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذَلِكَ وَفِي الصُّبْحِ أَطْوَلَ مِنْ ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۷۷۷ - وَعَنْ جَبْرِابِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -  
 ۷۷۸ - وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلِ عَزْفًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

پارہ تیس - اور عصر کی آخری دو رکعتیں پہلی دو رکعتوں سے نصف تھیں۔ (مسلم)

۷۷۶ - جابر بن سمرہ نے فرمایا۔ آنحضرت ظہر میں واللہ اذاعشیٰ اور ایک روایت میں ہے سبح اسم ربك الاعلیٰ پڑھتے اور عصر میں بھی اسی قدر پڑھتے اور صبح میں بہت لمبی قرأت پڑھتے (مسلم)  
 ۷۷۷ - جبرین مطعم فرماتے ہیں۔ آنحضرت کو میں نے سنا آپ نے مغرب میں والطور پڑھی (بخاری مسلم)  
 ۷۷۸ - ام الفضل (بنت حارث) نے فرمایا میں نے آنحضرت کو مغرب کی نماز میں سورۃ مرسلات پڑھتے سنا۔ (بخاری مسلم)

۱۔ صبح نماز میں یعنی چاہے قرأت کرے۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب سورۃ ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھتے تو واللہ اذاعشیٰ جیسی سورتیں پڑھتے اور عصر میں بھی اسی طرح کی مگر صبح کی قرأت کو لمبا کرتے اس کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ جبرین مطعم کی حدیث کو ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے۔ ام فضل کی حدیث میں ہے کہ آپ نے مغرب کی نماز میں سورت مرسلات پڑھی اور جبرین مطعم کی روایت میں ہے کہ مغرب میں سورۃ طور پڑھی اور ابن عمر کی حدیث میں ہے کہ آپ نے مغرب کی نماز میں سورۃ قیل یا ایہا الکافرون اور قل هو اللہ احد پڑھی روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ اختلاف حالات و اوقات کے مطابق کبھی لمبی سورتیں پڑھ لیتے اور کبھی چھوٹی اور یہی حال روز کی نمازوں کا ہے کہ کبھی ان میں لمبی سورتیں پڑھ لیتے اور کبھی چھوٹی اصول یہ ہے کہ صبح کی نماز میں طویل مفصل پڑھی جائیں اور مغرب میں تقصیر مفصل اور باقی نمازوں میں اوساط مفصل اور کبھی کبھی جو اس کے خلاف ہو وہ اصول نہیں اتفاقاً امر ہے

۷۹۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّيُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي فَيُؤَمُّ قَوْمَهُ فَصَلَّى لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَأَمَّهُمْ فَأَفْتَتَهُمْ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَأَنْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ لَكُمْ صَلَّى وَحْدَهُ وَأَنْصَرَفَ فَقَالُوا لِمَ آتَاكَ يَا فُلَانُ قَالَ لَا وَاللَّهِ وَلَا تَبِينَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تُخْبِرُنَّ مَا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاحِيهِمْ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَإِنَّ مَعَاذًا أَصَلَّى مَعَكَ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَأَفْتَتَهُمْ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَعَاذٍ فَقَالَ يَا مَعَاذُ أَفْتَانُ أَنْتَ إِقْرَأْ وَالشَّمْسُ وَالصُّحُبُ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى وَسَيِّمِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۷۸۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ وَاللَّيْلِ وَاللَّيْلِ إِذَا

۷۹۔ حضرت جابر فرماتے ہیں معاذ بن جبل آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھ کر اپنی قوم کی امامت فرماتے ایک دن انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشا کی نماز ادا فرمائی پھر اپنی قوم کی امامت فرمائی اور سورہ بقرہ کی تلاوت کرنا شروع کی۔ ایک آدمی جماعت سے الگ ہو گیا اور سلام کر کر اپنی نماز الگ پڑھ لی اور چلا گیا۔ لوگوں نے اسے کہا کیا تم منافق ہو گئے۔ اس نے کہا واللہ میں منافق نہیں۔ بلکہ میں آنحضرت کے پاس جا کر ضرور شکایت کروں گا پھر وہ آنحضرت کے پاس آیا اور کہا حضرت ہم اونٹوں پر پانی لاتے ہیں اور معاذ نے آپ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر اپنی قوم میں اگر سورہ بقرہ شروع کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا معاذ نے تم فتنہ بپا کرتے ہو سورہ والشمس۔ والضحیٰ واللیل اور سورہ اعلیٰ پڑھا کر۔ (بخاری مسلم)

۷۸۔ براء بن عازب فرماتے ہیں میں نے آنحضرت کو سنا عشا کی نماز میں سورہ والبتین پڑھتے تھے۔ میں نے

۱۷۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت معاذ کی یہ نماز نفل ہوتی تھی اور قوم کے فرض ہوتے تھے معلوم ہوا کہ نفل پڑھنے والے کی اقتدا فرض پڑھنے والا کر سکتا ہے امام شافعی اور احمد کا یہی مذہب ہے بعض نے اس حدیث کو منسوخ کہا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے اول تو نسخ کی کوئی دلیل نہیں اور جو حدیث پیش کی جاتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دن میں ایک ہی نماز کے فرض دو دفعہ نہیں پڑھنے چاہئیں اور یہاں یہ صورت نہیں ہے۔ بلکہ حضرت معاذ پہلی نماز کے لیے فرض کی نیت کرتے اور عمل میں اگر جب امامت کراتے تو اس وقت نفل نماز کی نیت کرتے۔

الذَّيْتُونَ وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنِّي مُتَّفِقًا عَلَيْهِ .

۷۸۱۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِقِ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَتَحْوِهَا وَكَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ تَخْفِيفًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۷۸۲۔ وَعَنْ عُمَرَ وَبْنِ حُرَيْثٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا اعْتَسَسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۷۸۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ عِيسَى أَخَذَتْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْلَةً فَرَكَعَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

آنحضرت سے زیادہ خوش الحان کسی کو نہیں سنا۔ (بخاری مسلم)

۷۸۱۔ جابر بن سمرة فرماتے ہیں آنحضرت صبح کی نماز میں سورۃ ق اور اسی انداز کی سورتیں پڑھا کرتے تھے اس کے

پیر آپ نے نماز میں تخفیف فرمادی (مسلم)

۷۸۲۔ عمرو بن حرث نے آنحضرت سے سنا آپ صبح کی نماز میں والیل اذا عسس پڑھ رہے تھے۔ (مسلم)

۷۸۳۔ عبداللہ بن سائب فرماتے ہیں آنحضرت نے مکر میں ہیں صبح کی نماز پڑھائی اور سورہ مؤمنون شروع فرمائی

جب موسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو آنحضرت کو کھانسی شروع ہوئی تو آپ نے رکوع کر دیا۔

نمازوں میں سادگی کی اہمیت اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سفر میں تھے جیسا کہ بخاری کا روایات سے پتہ چلتا ہے اس لیے نماز میں کچھ تخفیف کر دی ورنہ عام دستور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ فجر اور ظہر میں طویل مفصل پڑھتے تھے لیکن فجر میں غلہ کی نسبت زیادہ لمبی صحتیں پڑھتے اور عصر اور عشاء میں اوسط مفصل پڑھتے اور مغرب میں قصار مفصل۔ لیکن کبھی کبھی اس کے خلاف صبح کی نماز میں بھی چھوٹی سورتیں پڑھ لیتے اور کبھی مغرب کی نماز میں بھی لمبی سورتیں پڑھ جاتے۔ سورہ حجرات سے لے کر بروج تک کبھی کبھی طویل مفصل ہیں اور بروج سے لے کر لمکن الذین تک اوسط مفصل اور سورہ لمکن الذین سے لے کر آخر تک قصار مفصل کہلاتی ہیں ان کو مفصل اس لیے کہتے ہیں کہ ان سورتوں میں بسم اللہ کا فاصلہ بہت زیادہ آتا ہے مطلب یہ ہے کہ سورتیں چھوٹی چھوٹی ہیں۔

بوقت ضرورت قرأت میں کمی بیشی جائز ہے۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ عمرو بن حرث کی حدیث میں سورہ کو یاد دہانی ہے اور اس کو ترجمہ اور نسیانی نے بھی روایت کیا ہے۔ وجہ تطبیق یہ ہے کہ کھانسی کے حالات کے اختلاف کے مطابق آپ قرأت میں کمی بیشی کر لیا کرتے تھے۔

کھانسی وغیرہ سے نماز نہیں ٹوٹی۔ اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ واقعہ فتح مکہ کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کھانسی سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ جبکہ وہ بے اختیار آ رہی ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں قرأت میں تخفیف کر لینا زیادہ بہتر ہے۔ یہ نسبت لمبا کرنے کے جبکہ کھانسی تنگ کر رہی ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سورہ کا بعض حصہ نماز میں پڑھ لینا اور بعض کو چھوڑ دینا بھی جائز ہے۔

۷۸۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ نِوَامِ الْجُمُعَةِ بِالسُّجْدَةِ فَتُنزِلُ فِي الْأُولَىٰ وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنْسَانِ مَتَّقٍ عَلَيْهِ -  
 ۷۸۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى لَنَا أَجْرَ عَسْرِيَّةٍ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْجُمُعَةِ فِي السُّجْدَةِ الْأُولَىٰ وَفِي الْأُخْرَىٰ إِذَا جَاءَكَ الْمَتَافِقُونَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ ذَوَا أَسْمَاءٍ -

۷۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا آنحضرت جمعہ کے دن پہلی رکعت میں آتم تنزیل سجدہ اور دوسری رکعت میں دہر تلاوت فرماتے تھے (بخاری مسلم)

۷۸۵۔ عبید اللہ بن ابی رافع فرماتے ہیں مردان نے حضرت ابو ہریرہ کو مدینہ میں خلیفہ فرمایا حضرت ابو ہریرہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورہ جمعہ پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ منافقین اور فرمایا میں نے آنحضرت کو نماز جمعہ کی نماز میں یہ دونوں سورتیں تلاوت فرماتے تھے۔ (مسلم)

جمعہ کے دن فجر کی نماز میں کیا پڑھا جائے؟ ترمذی اور ابوداؤد کے سوا اس کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی اور ابوداؤد میں یہ حدیث ابن عباس کی روایت سے آئی ہے۔ صبح کی نماز میں یہ سورتیں پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو یا کہ انسان کی ابتدا اس دن ہوئی اور ان دونوں سورتوں میں بھی انسان کی ابتدا اور انتہا کا ذکر ہے فرق صرف یہ ہے کہ سورہ جمعہ میں انسان کی ابتدا تفصیل سے ذکر ہوئی ہے اور انتہا اجمال سے اور سورہ دہر میں ابتدا اجمال سے اور انتہا تفصیل سے۔ ان سورتوں کو اس لیے پڑھنے کہ اپنی پیدائش کے دن اپنی پیدائش کی غرض اور اپنے معاد کو انسان یاد کر کے عبادت الہی کی طرف متوجہ ہو۔

جمعہ کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھی جائیں؟ اس کو احمد اور تمام اہل سنن نے سوائے نسائی کے روایت کیا ہے اور نعمان بن بشیر کی حدیث کو ابن ماجہ کے سوا تمام اہل سنن احمد نے بھی روایت کیا ہے یعنی جمعہ کی نماز میں کبھی تو آپ پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون پڑھ دیتے۔ اور کبھی پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ اور دوسری میں غاشیہ پڑھ لیتے اور کبھی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں دہر پڑھ لیتے ان کے پڑھنے کی وجوہات واضح ہیں سورہ جمعہ اس لیے پڑھتے تاکہ لوگوں کو جمعہ کی ترغیب ہو اور منافقون اس لیے پڑھتے کہ منافقون کا زیادہ اجتماع جمعہ ہی کو ہوتا تھا تاکہ ان کو توبیح ہو اور سورہ اعلیٰ اور غاشیہ میں تذکرہ اچھے انداز سے بیان کیا گیا ہے اور یہی جمعہ کا مقصد ہے اور سورہ دہر میں انسان کو آخرت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ جنم سے خوف دلایا گیا ہے اور جنت کی ترغیب دی گئی ہے۔

- ۷۸۶۔ وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أُنْتُكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ قَرَأَ بِهِمَا فِي الصَّلَوَتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .
- ۷۸۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحَى وَالنَّطْرِ فَقَالَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِتِي وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .
- ۷۸۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي رُغَيْبِ الْفَجْرِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

- ۷۸۶۔ نعمان بن بشیر فرماتے ہیں آنحضرت دونوں عید اور جمعہ میں سورہ اعلیٰ اور ناشیر پڑھتے تھے اور اگر عید اور جمعہ دونوں جمع ہو جائیں تو دونوں میں ہی سورتیں پڑھتے۔ (مسلم)
- ۷۸۷۔ حضرت عبید اللہ سے مروی ہے حضرت عمر نے ابو واقد لثبی سے دریافت فرمایا۔ آنحضرت عید الاضحیٰ اور نطریں کون سی سورتیں پڑھا کرتے تھے فرمایا سورہ "ق" اور سورہ "قر" (مسلم)
- ۷۸۸۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت صبح کی دو رکعتوں (سننہ) میں سورہ الکافرون اور سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

عیدین کی نمازوں میں کون سی سورتیں پڑھے لے اس کو احمد اور ابن نمین نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے پہلے نعمان بن بشیر کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ آپ عیدین میں سورہ اعلیٰ اور ناشیر پڑھا کرتے تھے۔ احمد بن حنبل اسی کے قائل ہیں اور امام شافعی "ق" اور اقتربت الساعة کو افضل جانتے ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کبھی وہ پڑھ لیتے تھے اور کبھی یہ مناسبت کی وجہ سے جس طرح عید کے روز لوگ باہر نکل کر اکٹھے ہو جاتے ہیں اسی طرح قیامت کو بھی ہوں گے۔ ادرق اور اقتربت الساعة میں قیامت کا بیان ہے۔

صبح کی سنتوں کی قرأت لے اس حدیث کو ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن عباس کی حدیث کو بھی نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے صبح کی سنتیں آپ بہت ہلکی پڑھتے تھے مستحب یہ ہے کہ ان میں ہی سورتیں یا آیتیں پڑھی جائیں۔ امام مالک کہتے ہیں کہ ان میں صرف الحمد پڑھے کوئی سورت نہ ملائے اور بعض نے کہا کہ ان میں سورہ فاتحہ بھی نہ پڑھے لیکن یہ دونوں قول خلاف سنت ہیں۔

۷۸۹۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي رُكْعَتَيْ  
الْفَجْرِ قَوْلًا امْتًا بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْنَا وَالَّتِي فِي أَلِي عِمْرَانَ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ  
تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

### الفصل الثانی

۷۹۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ  
بِاسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَلِكَ۔  
۷۹۱۔ وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرَ  
الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ أَمِينٌ مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ

۷۸۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں  
قَوْلًا امْتًا بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْنَا اور سورہ آل عمران سے قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ  
تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ فرماتے۔ (مسلم)

### دوسری فصل

۷۹۰۔ ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع فرماتے تھے  
(ترمذی نے کہا اس کی سند اچھی نہیں)

۷۹۱۔ داؤد بن حجر فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں آپ غیر المغضوب علیہم

### بسم اللہ آہستہ اور بلند آواز سے پڑھنا۔

۱۷۔ اس کی سند میں اسماعیل بن عماد مختلف فیہ ہے اور ابو خالد راوی مہول ہے صحیح یہ ہے کہ حدیث ابن عباس پر  
موقوف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کا رفع صحیح نہیں ہے۔ ویسے بعض احادیث سے بسم اللہ کو  
جہر سے پڑھنا بھی ثابت ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ جہاں یہ ذکر ہے کہ آپ بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔ وہاں عدم جہر مراد  
ہے اور جہاں اثبات قرأت آیا ہے وہاں دونوں احتمال ہیں جہر بھی اور سہمی در صحیح یہ ہے کہ سر کی حدیثیں زیادہ  
صحیح ہیں۔

## وَالدَّارِجِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ .

ولاد الضالین کہتے تو آمین کہتے اور آواز لمبی کرتے تھے ترمذی۔ ابو داؤد۔ داریم۔ ابن ماجہ۔

لہ آئین بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ آمین اونچی کہنے کے متعلق حضرت علی اور ابوہریرہ سے بھی روایات آئی ہیں۔ اور پھر امام ترمذی نے کہا کہ وائل بن حجر کی یہ حدیث حسن ہے اور صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے اہل علم کی اکثریت اس طرف گئی ہے کہ آمین بلند آواز سے کہنی چاہیے۔ اور آہستہ آواز سے نہیں کہنی چاہیے اور امام شافعی اور احمد اور اسحاق کا یہی مذہب ہے۔ اس کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں کہ وائل بن حجر کی اسی حدیث کو شعبہ نے بھی سلمہ بن کہیل عن جہرابی العنسی من علقمہ بن وائل کی سند سے روایت کیا ہے کہ وائل بن حجر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا تو آمین کہی اور اپنی آواز کو پست کیا یعنی آہستہ آمین کہی۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے۔ کہ سفیان کی حدیث شعبہ کی اس حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور شعبہ نے اس حدیث میں کئی جگہ پر غلطی کی ہے ایک تو وہ کتاب ہے کہ جہرابی العنسی ہے یعنی جہر عنسی کا باپ ہے ملائکہ جہر عنسی کا بیٹا ہے باپ نہیں ہے اور اس کی کنیت ابو سکن ہے۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ شعبہ نے اس سند میں خواہ مخواہ علقمہ کو لاکھٹرا ہے ملائکہ اس سند میں علقمہ سرے سے ہے ہی نہیں تیسری غلطی اس نے یہ کی ہے کہ "بہا صوتہ کی بجائے" "خفص بہا صوتہ" کتاب ہے یعنی اصل یہ ہے کہ نبی نے آمین بلند آواز سے کہی ہے اور وہ کہتا ہے کہ آمین آہستہ آواز سے کہی ہے پھر امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے ابو زرہ سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا سفیان کی حدیث زیادہ صحیح ہے اور پھر ابو زرہ نے کہا کہ علاء بن صالح امدی نے سلمہ بن کہیل سے سفیان کی حدیث کی طرح روایت کی ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں علاء بن صالح والی حدیث کی سند اس طرح ہے کہ ابوبکر محمد بن ابان نے حدیث سنائی۔ اس نے کہا ہم کہ عبد اللہ بن غیر نے خبر دی اس نے علاء بن صالح امدی سے حدیث سنی۔ اس سلمہ بن کہیل سے اس نے جہر بن عنسی سے اس نے وائل بن حجر سے اس نے نبی سے جس طرح کہ سفیان کی سلمہ بن کہیل سے روایت ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ وائل بن حجر کی حدیث جس کا نمبر ۸۶ ہے برادران اصناف برابر اس کو استلالی میں پیش کئے جا رہے ہیں کہ ترمذی میں روایت ہے کہ نبی نے آمین کہی ہے۔ یہ دیکھنا آپ کا کام ہے مزید برآں ایک بات اور بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو بھی اس میں آہستہ آواز سے کہنے کے کون سے لفظ ہیں۔ خفص کے معنی دل میں آمین کہنے کے نہیں ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جیسے وہ بلند آواز سے قرآن کر رہے تھے اتنے آواز سے آمین نہیں کہی بلکہ اس سے کچھ آواز کم تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ترجیح کی آذان میں خود آنحضرت نے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمد رسول اللہ دو مرتبہ ذرا اونچی آواز سے کہو "تخفص بہا" کے لفظ ہیں اور پھر ان الفاظ کو دو دو مرتبہ بلند آواز سے کہو۔ کیا ان الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ پہلے ان کلمات کو دل میں کہو اور پھر بلند کہو۔ فاعقانی اتباع سنت کی توفیق بخشے آمین!



- ۴۹۲۔ وَعَنْ أَبِي زُهَيْرٍ النَّمِيرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَلَمَّ فِي الْمَسْئَلَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْجِبَ إِنْ خَتَمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ بِأَيِّ شَيْءٍ يَخْتَمُ قَالَ يَا مَيِّنَ رَوَاهُ الْبُؤَدُودُ۔
- ۴۹۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِسُورَةِ الْأَعْرَافِ فَوَقَّهَا فِي رَكَعَتَيْنِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔
- ۴۹۴۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كُنْتُ أَقْوَدُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةً فِي السَّفَرِ فَقَالَ لِي يَا عُقْبَةُ إِلَّا أَعْلَمَكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرِئَتَا فَعَلِمْتَنِي قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ

- ۴۹۲۔ ابو زہیر نمیری نے فرمایا ہم ایک رات آنحضرت کے ساتھ نکلے اور ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو بڑی عجاوبی سے دعا کر رہا تھا آنحضرت نے فرمایا اگر اس نے دعا صحیح طریق سے ختم کر دی تو اس کی دعا مقبول ہوگی۔ ایک آدمی نے دریافت کیا کہ حضرت کیسے ختم کرے فرمایا آمین کہئے۔ (ابوداؤد)
- ۴۹۳۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے آنحضرت نے سورہ اعراف مغرب کی دو رکعتوں میں بانٹ کر پڑھی (نسائی)
- ۴۹۴۔ عقبہ بن عامر فرماتے ہیں میں سفر میں آنحضرت کی اونٹنی کو چلایا کرتا تھا۔ آنحضرت نے ایک دفعہ فرمایا عقبہ میں تجھ کو دو بہترین سورتیں سکھلاؤں آپ نے سورہ فلق اور سورہ والناس پڑھی آپ نے محسوس فرمایا کہ میں ان سے کچھ زیادہ خوش

آمین کہنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ اس حدیث کو ابن عبد البر نے ضعیف کہا ہے لیکن اس کے بہت سے شواہد ہیں جن سے ان کو تقویت پہنچتی ہے مطلب یہ ہے کہ دعا کو اگر آمین سے ختم کیا جائے تو اس سے دعا قبول ہوتی ہے برابر ہے کہ خود مومن دعا کرنے والا ہو یا کوئی اور اس کے لیے دعا کرنے والا ہے طبرانی اور حاکم نے حبیب بن مسلمہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس جمع میں بہت سے آدمی ہوں کچھ دعا کریں اور کچھ آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ سب کے حق میں دعا کو قبول فرماتے ہیں۔

مغرب کی نماز میں لمبی قرأت۔ اس کی سند میں بقیرہ راوی ضعیف ہے لیکن ابو حنیفہ نے اس کی متابعت کی ہے اور وہ ثقہ ہے بخاری۔ ابوداؤد۔ ترمذی نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں دو لمبی سورتیں پڑھیں۔ ابن ابی بلیکہ نے کہا میں نے عروہ سے پوچھا کون سی لمبی سورتیں پڑھیں تو کہنے لگے سورہ اعراف اور النعام۔ اس سے معلوم ہوا کہ مغرب میں لمبی سورتیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں اور ہمیشہ قصار مفصل پر پابند ہو جانا اور اس کے سوا دوسری صورتوں کو مغرب کی نماز میں پڑھنا جائز نہ سمجھنا صحیح نہیں ہے۔

الْفَلَقِ وَقَدْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ قَالَ فَلَمْ يَدْرِ فِي سُورَتِ بِهَمَا جَدًّا فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى بِهَمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ اتَّفَقَتْ إِلَيْ فَقَالَ يَا عَقِبَةَ كَيْفَ رَأَيْتَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُودَاوُدَ وَالتَّسَاتِيءُ.

۷۹۵۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ كَلِمَةَ الْجُمُعَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ رَوَاهُ فِي شَرْحِ الْمُسْنَدِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَدْنِيِّ كَرَلَيْكَةَ الْجُمُعَةِ.

۷۹۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَا أَحْصَيْتُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعَجْرِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا

نہیں ہوا۔ جب آپ صبح کی نماز کے لیے تشریف لائے تو صبح کی نماز ان دو سورتوں سے پڑھائی فرمائی فرغت کے بعد میری طرف تو صبح فرمائی اور فرمایا عقیدہ کیسا دیکھا (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۷۹۵۔ جابر بن سمرہ سے مروی ہے آنحضرت جمعہ کی رات مغرب کی نماز میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص تلاوت فرماتے (شرح السنہ ابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کیا اور جمعہ کی رات کا ذکر نہیں کیا۔)

۷۹۶۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا میں نے آنحضرت کو بے شمار دفعہ سنا آپ مغرب کے بعد کی دو رکعتوں میں فجر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھتے (ترمذی۔ ابن ماجہ نے اسے ابویہ سے روایت کیا اور

معوذتین کی فضیلت ہے۔ ان دونوں سورتوں کی بڑی فضیلت آئی ہے چھوٹی ہونے کے باوجود بڑی سورتوں کے برابر ہیں۔ ابن حبان نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اسے عقبہ ان کو نماز میں پڑھنا کبھی نہ چھوڑو۔ امام احمد نے ابوالعلاء بن شعیب سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو معوذتین پڑھائیں اور فرمایا جب تو نماز پڑھے تو ان کو پڑھا کر۔ عقبہ بن عامر کا شاید یہ خیال تھا کہ سورتوں کی فضیلت لمبی اور چھوٹی ہونے کی صورت میں ہے۔ آنحضرت نے اس غلط فہمی کو رفع کر دیا۔

جمعہ کی رات کو مغرب کی نماز میں قرأت: ۱۰ جابر بن سمرہ کی حدیث میں سعید بن مساک متروک ہے اور ابن عمر کی وہ حدیث جس کی طرف مصنف نے اشارہ کیا ہے وہ معلول ہے اور ابن مسعود کی حدیث میں عبدالملک بن معد ان ضعیف ہے بہر حال قصار مفصل بلکہ رکعتوں میں زیادہ پڑھی جاتی تھیں۔ ان کا پڑھنا بھی جائز ہے اور دوسری سورتوں کا پڑھنا بھی جائز ہے۔

الْبَاكُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ بَعْدَ الْمَغْرِبِ .

۷۹۷۔ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَأَى أَحَدًا اسْتَبِيَهُ صَلَاةً بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فُلَانٍ قَالَ سُلَيْمَانُ صَلَّيْتُ خَلْفَهُ فَكَانَ يُطِيلُ الرُّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَيُخَفِّفُ الْأُخْرَيَيْنِ وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ وَيُقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِوَسْطِ الْمُفْصَلِ وَيُقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِطَوَالِ الْمُفْصَلِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ إِلَى يُخَفِّفُ الْعَصْرَ .

۷۹۸۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْغَدِيقِ فَفَرَأْتُ فَتَقَلَّتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَعَلَّكُمْ تَقْرءُونَ خَلْفَ

بعد المغرب کا لفظ ذکر نہیں فرمایا۔

۷۹۷۔ سلیمان بن یسار فرماتے ہیں ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں نے خلف شخص کے سوا کسی کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو آنحضرت سے بہت مشابہ ہو۔ سلیمان کہتے ہیں میں نے خود ان کے پیچھے نماز پڑھی وہ ظہر کی پہلی دو رکعتیں لمبی فرماتے تھے اور آخری دو رکعتیں ہلکی فرماتے عمر کی نماز میں تخفیف فرماتے اور مغرب کی نماز میں تقصار مفصل (لم یمن سے آخر قرآن تک) پڑھتے اور عشاء کی نماز میں اوساط مفصل (بروج سے لم یمن الذین کفرو تک) اور صبح کی نماز میں طوال مفصل (حجرات سے سورہ بروج تک) قرأت فرماتے (نسائی ابن ماجہ نے تخفیف العصر تک روایت فرمایا۔

۷۹۸۔ عبادہ بن صامت نے فرمایا ہم صبح کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں پڑھ رہے تھے قرأت پڑھنا آپ پر مشکل ہو گیا جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا شاید تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو ہم نے عرض کیا کہ حضرت واقعی پڑھتے ہیں فرمایا سورہ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھو کیونکہ اس کے سوا نماز نہیں ہوتی۔

مغرب کی نماز میں تقصار مفصل پڑھے۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے پہلے گزر چکا ہے کہ کبھی کبھی آپ مغرب کی نماز میں لمبی سورتیں بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔ لیکن عام معمول یہی تھا کہ مغرب کی نماز میں تقصار مفصل پڑھتے تھے البوداؤد نے مغرب کی نماز میں لمبی سورتیں پڑھنے کے نسخہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ ام الفضل کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز جو مغرب کی پڑھائی تو اس میں آپ نے سورہ مرسلات پڑھی تھی اور پھر اس کے بعد آپ نے ہمیں کوئی نماز نہیں پڑھائی۔

إِنَّمَا مَكَّمُ قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا تَقْعَلُوا إِلَّا بِمَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الْكِتَابِ فَإِنَّمَا لِأَصْلُوهُ لَيْسَ لَكُمْ  
يَقْرَأُ بِهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّبْرُ مِذْبَحُ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ دَاوُدَ قَالَ وَأَنَا أَقُولُ  
مَا لِي يَبْنِي عَنِّي الْقُرْآنُ فَلَا تَقْرَأُوا بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُمْ إِلَّا بِمَا فِي الْقُرْآنِ

۷۹۹۔ وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا  
فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ إِنْعَاءً فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أَنَا ذَعُ  
الْقُرْآنُ قَالَ كَانَتْ هِيَ النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا جَهْرٌ

ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی بالمعنی ابوداؤد میں ہے میں کہہ رہا تھا میری نماز میں نزاع اور ظلمان کیوں ہو رہا ہے میں جب  
جہر کر دوں تو سورہ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھوں

۷۹۹۔ حضرت ابوبریرہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جہری نماز سے فارغ ہوئے فرمایا کیا  
تم میں سے کسی نے اب میرے ساتھ پڑھا ہے ایک آدمی نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول۔ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا میں کہہ رہا تھا کہ میری نماز میں نزاع اور ظلمان کیوں پیدا ہو رہا ہے۔ اس کے بعد لوگوں نے آنحضرت

سورہ فاتحہ کی قرأت نہایت لازمی ہے۔ لہٰذا اس کو امام بخاری نے جزء القرآن میں روایت کیا اور دارقطنی نے اس کو  
روایت کر کے کہا کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور طبرانی نے بھی اس کو روایت کیا اور اس کے الفاظ اس طرح ہیں کہ کیا تم سے  
پچھے کچھ قرآن پڑھا کرتے ہو۔ ایسا نہ کرو البتہ ام القرآن (الحمد) آہستہ آہستہ پڑھ لیا کرو اور طبرانی نے اس میں حضرت  
انس سے بھی روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ نے اس کو روایت کر کے کہا ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور ابن حبان اور بیہقی نے  
اس کو مرفوعاً ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ تم اپنی نماز میں قرأت کرتے ہو جبکہ امام پڑھ رہا ہو تم ایسا نہ کرو۔ صرف فاتحہ  
الکتاب (الحمد) اپنے دل میں پڑھ لیا کرو اور عبدالرزاق اور ابن حبان اور بیہقی نے البتہ سب سے اور ایک اور صحابی سے اس کو  
مرفوعاً روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تا یدیم امام کے قرأت کرتے وقت قرأت کرتے  
ہو۔ آپ نے ان الفاظ کو تین مرتبہ دہرایا۔ ہم نے عرض کیا ہاں پڑھتے تو میں آپ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرواں فاتحہ الکتاب (الحمد) اپنے  
دل میں پڑھ لیا کرو۔ اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے راوی سب صحیح کے راوی ہیں اور بیہقی نے اس کو جزء القرآن  
میں روایت کیا ہے اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے۔ جو امام کے پیچھے الحمد کا پڑھنا واجب سمجھتے ہیں خطابی  
نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس مضمون میں بالکل صریح ہے کہ الحمد کی قرأت مقتدی پر واجب ہے خواہ امام جہر سے قرأت کر رہا ہو  
یا آہستہ پڑھ رہا ہو اور اس کی سند ہر لحاظ سے امی ہے۔ اس میں کوئی کسی قسم کا طعن نہیں ہے اور ابوداؤد کی روایت کے جو  
الفاظ ہیں اور اس میں نقل کئے گئے ہیں۔ یہ الفاظ نسائی میں بھی ہیں۔

فِيهِ بِإِذْنِ اللَّهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 دَوَاهُ مَالِكٍ وَأَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالتَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ .  
 ۸۰۰ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ أَبِي حَتْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَصْلِيَّ  
 يُنَابِحِي رَبِّهَ فَيَكُنْظَرُ مَا يَنَابِحِيهِ بِهِ وَلَا يَجْهَرُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ دَوَاهُ أَحْمَدُ .

کے ساتھ جہری نمازوں میں پڑھنا چھوڑ ڈالیا۔ جب حضرت کا یہ ارشاد سنا۔ (مالک - ابوداؤد - ترمذی - نسائی - اسی طرح ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔

۸۰۰ ابن عمر اور بیاضی دونوں سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا نمازی خدا تعالیٰ سے گفتگو کرتا ہے غور کرو کس سے گفتگو کر رہے ہو قرآن پڑھتے وقت ایک دوسرے سے آواز اونچی نہ کرو (احمد)

فانتہی الناس کی بحث اسے اس حدیث کو امام ترمذی نے من کہا ہے اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے امام نووی نے کہا ہے کہ انہ حدیث کو من کئے میں ترمذی پر شدید انکار کیا ہے اور اس حدیث کے ضعف پر ائمہ حدیث کا اتفاق ہے۔ اس لیے کہ ابن اکبیر مجہول ہے اور یہ جلد کو لوگ قرأت کرنے سے باز آگئے آخر تک حدیث کے یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ زہری کا کلام ہے جو حدیث میں درج ہو گیا ہے اور اس پر تمام محدثین کا اتفاق ہے پہلوں کا بھی اور بچپلوں کا بھی کہ یہ الفاظ زہری کے ہیں حدیث کے نہیں اور بعض نے ان میں سے اس کی مراد بھی کر دی ہے۔ مثلاً ادزاعی۔ محمد بن یحییٰ ذیلی۔ امام بخاری ابوداؤد اور خطابی اور بیہقی اس حدیث سے مانعین قرأت فاتحہ خلف الامام نے اسند لال کیا ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے الحمد کی قرأت نہ کرے اسے کہتے ہیں ماروں گھٹنا چھوٹے آنکھ۔ بات تو جو رہی ہے کہ امام کے پیچھے بلند آواز سے قرأت نہ کیا کرو کیونکہ اس سے قرآن مجید میں سزا مت واقع ہوتی ہے نہ کہ آہستہ پڑھنے سے۔ ذہن میں اشتباہ یا الجھن تب ہی واقع ہوگی جبکہ کوئی جہر سے پڑھے گا۔ اور دل میں آہستہ پڑھنے سے تو نزاع نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس سے پہلی حدیث میں نبی کے یہ الفاظ کہ الحمد آہستہ آہستہ دل میں پڑھتے جایا کرو کئی سندوں سے مرفوعاً ثابت ہو چکے ہیں پھر آنحضرت نے الحمد کو ہر مقام پر مستثنیٰ کیا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اگر قرأت آہستہ ہی ہوتی تھی تو آنحضرت نے استفہام کیوں فرمایا۔ پھر تو آپ نے اپنے کافوں سے من لیا تھا پوچھنے کی ضرورت ہی کیا تھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دل میں پڑھتے تھے اور دل میں پڑھنے سے بھی سزا مت ہوتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ استفہام جو حدیث میں ہے انکار عام کے لیے ہے یعنی تمام قرآن کے لیے اور عبادہ کی حدیث سورہ فاتحہ کی تخصیص ہے اور یہ اصول اپنی جگہ قائم ہے کہ عام کی بنا خاص پر واجب ہے اس بحث کے علاوہ یہ چیز بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ فانتہی الناس یعنی لوگ قرأت کرنے سے باز آگئے۔ اور اس کے بعد کے الفاظ یہ سب درج ہیں۔ زہری کا کلام یہ ہے حدیث نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ پھر یاد کر لینا چاہیے کہ اس حدیث کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے۔

امام مقتدی کی قرأت کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اسے احمد کی سند کے راوی سب اچھے ہیں اور اس کو امام مالک نے بھی (باقی بر صفحہ آئندہ)

- ۸۰۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَثُرَ فَكَيْفَرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا وَإِذَا أَدَاهُ ابْتَدَأُوا وَالتَّسَابُحُ وَالْإِبْنُ مَا جَاءَ.
- ۸۰۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَخُذَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا فَعَلِمَنِي مَا يُجْزِيَنِي قَالَ قُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا

۸۰۱۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ جب وہ بکیر کے تو تم بکیر کہو اور جب وہ پڑھے تو تم چپ رہو۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔

۸۰۲۔ عبد اللہ بن ابی اوفی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت کے پاس آیا اور کہا میں قرآن یاد نہیں کر سکتا آپ مجھے کوئی دعا سکھادیں جو اس سے کفایت کرے۔ آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھو سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) موطا بھی روایت کیا ہے اور ابو سعید کی ایک حدیث نسائی میں اس کا شاہد ہے۔ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ بیاضی اور ابو سعید کی حدیثیں صحیح ہیں اور ثابت ہیں اور ان کا ایک شاہد ابن عمر کی طبرانی کی حدیث بھی ہے اس حدیث سے مجھار اس حدیث سے بھی کہ جس کا امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ امام مقتدی کی قرأت کا مکمل ہے جہرہ میں امام ہیتمی نے ان حدیث کو فاتحہ کے سوا سب پر محمول کیا ہے۔ اور اپنی اس بات کی دلیل میں اس نے مبادہ کی حدیث کو پیش کیا کہ وہ عام قرأت سے خاص ہے اور اس طرح قرأت مطلق اور قرأت فاتحہ میں امتیاز کر لیتے سے فریقین کے دلائل جمع ہو سکتے ہیں اور امام بخاری نے جز العزاة میں کہا ہے کہ من کان لہ امام فقراة الامام قراة لہ جتنے بھی طریقوں سے مروی ہے وہ سب کے سب یا تو مرسل ہیں اور یا ضعیف ہیں جو مرفوع ہیں وہ ویسے ضعیف ہیں اور جو صحیح ہیں وہ مرفوع نہیں ہیں مرسل ہیں۔

واذا قرأ فانصتوا کی بحث اسلہ اس سے پہلے ابو موسیٰ اشعری کی اسی مضمون کی حدیث پہلی فصل میں گزر چکی ہے اصناف نے اس حدیث سے جہر نمازوں میں قرأت فاتحہ کے عدم وجوب کا استدلال کیا ہے اور ان الفاظ کی حقیقت امام نووی کے حوالہ سے پہلے گزر چکی ہے اور اس کے علاوہ یہ دیانت کے خلاف ہے کہ دعویٰ عام ہو تو دلیل خاص پیش کر دی جائے یا دعویٰ خاص ہو تو دلیل عام ہو تو دلیل خاص پیش کر دی جائے جس کی تائید کئی حدیثوں سے ہو چکی ہے جس کی ملاحظہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جس کو نبیؐ نے عام قرأت سے مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ امام کے پیچھے قرأت کرتی منع ہے جو کہ عام ہے اور پھر اپنے مسئلہ اصول کو بھی بالائے طاق رکھ دیا جائے کہ بنا عام کی خاص پر واجب ہے۔

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا اللَّهُ كَمَا ذَا ابْنِي قُلْ  
 اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَأُرْسُقْنِي فَقَالَ هَكَذَا ابْيَدِيهِ وَقَبِضْهُمَا فَقَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا هَذَا فَقَدْ مَلَكَ يَدَايَاكَ مِنَ الْخَيْرِ وَأَهْ أَبُو دَاوُدَ وَأَنْتَهَتْ  
 رِوَايَةُ النَّسَائِيِّ عِنْدَ قَوْلِهِ إِلَّا بِاللَّهِ -

اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پاك ہے سب خوبیاں اسی کے لیے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ بہت بڑا ہے نہ میں کی قوت ہے اور نہ برائی سے بچنے کی ہمت گمراہی کی توفیق سے اس آدمی نے کہا حضرت یہ اللہ کے لیے ہوا میرے لیے کیا ہوا فرمایا یہ دعا پڑھو۔ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَأُرْسُقْنِي (اے اللہ مجھ پر رحم فرمائے صحت عطا کر مجھے ہدایت کر مجھے رزق دے اس نے ہاتھوں کو بند کر لیا۔ آپ نے فرمایا اس آدمی نے خیر سے اپنے ہاتھ بھر لیے۔ ابو داؤد۔ نسائی نے صرف إِلَّا بِاللَّهِ تک ذکر کیا۔

مانعین فاتحہ خلف الامام کی ایک دلیل ہے اس حدیث کو دارقطنی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا سنہ میں ابویہ بن اسماعیل ملکی ہے اس کو نسائی نے ضعیف کہا لیکن دوسرے محدثین نے اس کا تشریح بھی کی ہے اور اس حدیث کا ایک شاہد رفاعہ بن رافع کی حدیث بھی ہے جس کو ابوداؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور من کہا ہے کہ نبی نے ایک آدمی کو نماز سکھائی اور فرمایا اگر تجھے قرآن یاد ہو تو پڑھ ورنہ اللہ تعالیٰ کا حمد بیان کر اور لا الہ الا اللہ کہہ پھر رکوع کر اور یہ مسی الصلوٰۃ کی حدیث کا ٹکڑا ہے۔ اس حدیث سے بھی مانعین فاتحہ خلف الامام نے دلیل لی ہے کہ اگر الحمد کا پڑھنا ضروری ہوتا تو آنحضرت فرماتے کہ کوئی اور چیز نماز میں قرآن کے سوا کھات نہیں کر سکتی۔ پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ شخص ابھی ابھی مسلمان ہوا تھا قرآن مجید اتنی دیر میں یاد نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نماز کا وقت آچکا تھا اس وقت نماز کے لیے آنحضرت نے اس کو یہ کلمات فرمائیے۔ اس چیز کی حراست شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اشعة اللغات میں کی ہے اور صاحب رحمة الممدۃ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر فاتحہ کا پڑھنا واجب نہ تھا تو آنحضرت اس کو ہی فرما دیتے کہ بھائی نہ تو مقتدی ہو گئے اور مقتدی پر تو قرآن فاتحہ ہے ہی نہیں اور نہ ہی۔ اور دوسرا قرآن تم پڑھتا کوئی واجب ہے غاموش ہو کر کھڑے رہنا تیسرا جواب یہ ہے کہ مطلق قرآن قرآن تو آپ کے نزدیک بھی فرض ہے امام یہ بھی اور منفرود پر بھی اور مقتدی پر بھی۔ یہ علیہ بات ہے کہ مانعین نے اپنا سب معللہ دلیل کے سپرد کر دیے کہ وہ قرأت کرے اور ان کی قرآن ہوتی جائے۔ سب حال پھر بھی اس کو یہ سمجھنا چاہیے تھا کہ قرآن ضرور سیکھنا پڑے گا باقی رہا یہ شبہ کہ ایک عربی بولنے والا آدمی قرآن مجید کی آیت تو یاد نہیں کر سکتا اور یہ دعائیں یاد کر لیتا ہے اس کی کیا وجہ ہے اصل یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ بعینہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ان میں تقدیم تاخیر یا رد و بدل نہیں کیا جاسکتا۔ اور دوسری دعاؤں کا یا کلمات میں یہ پابندی نہیں۔

اس حدیث میں ابویہ بن اسماعیل ملکی کی روایت ہے جس کو ابوداؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور من کہا ہے کہ نبی نے ایک آدمی کو نماز سکھائی اور فرمایا اگر تجھے قرآن یاد ہو تو پڑھ ورنہ اللہ تعالیٰ کا حمد بیان کر اور لا الہ الا اللہ کہہ پھر رکوع کر اور یہ مسی الصلوٰۃ کی حدیث کا ٹکڑا ہے۔ اس حدیث سے بھی مانعین فاتحہ خلف الامام نے دلیل لی ہے کہ اگر الحمد کا پڑھنا ضروری ہوتا تو آنحضرت فرماتے کہ کوئی اور چیز نماز میں قرآن کے سوا کھات نہیں کر سکتی۔ پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ شخص ابھی ابھی مسلمان ہوا تھا قرآن مجید اتنی دیر میں یاد نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نماز کا وقت آچکا تھا اس وقت نماز کے لیے آنحضرت نے اس کو یہ کلمات فرمائیے۔ اس چیز کی حراست شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اشعة اللغات میں کی ہے اور صاحب رحمة الممدۃ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر فاتحہ کا پڑھنا واجب نہ تھا تو آنحضرت اس کو ہی فرما دیتے کہ بھائی نہ تو مقتدی ہو گئے اور مقتدی پر تو قرآن فاتحہ ہے ہی نہیں اور نہ ہی۔ اور دوسرا قرآن تم پڑھتا کوئی واجب ہے غاموش ہو کر کھڑے رہنا تیسرا جواب یہ ہے کہ مطلق قرآن قرآن تو آپ کے نزدیک بھی فرض ہے امام یہ بھی اور منفرود پر بھی اور مقتدی پر بھی۔ یہ علیہ بات ہے کہ مانعین نے اپنا سب معللہ دلیل کے سپرد کر دیے کہ وہ قرأت کرے اور ان کی قرآن ہوتی جائے۔ سب حال پھر بھی اس کو یہ سمجھنا چاہیے تھا کہ قرآن ضرور سیکھنا پڑے گا باقی رہا یہ شبہ کہ ایک عربی بولنے والا آدمی قرآن مجید کی آیت تو یاد نہیں کر سکتا اور یہ دعائیں یاد کر لیتا ہے اس کی کیا وجہ ہے اصل یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ بعینہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ان میں تقدیم تاخیر یا رد و بدل نہیں کیا جاسکتا۔ اور دوسری دعاؤں کا یا کلمات میں یہ پابندی نہیں۔

۸۰۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَرَأَ سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ۔  
 ۸۰۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ بِالتَّائِبِينَ وَالزَّائِمِينَ فَانْتَهَى إِلَى الْكَيْسِ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ فَلْيَقُلْ بَلَى وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ وَمَنْ قَرَأَ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَاَنْتَهَى إِلَى الْكَيْسِ ذَلِكَ بِعَادِرِ عَلِيٍّ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى فَلْيَقُلْ بَلَى وَمَنْ قَرَأَ وَالْمُرْسَلَتِ فَيَلْعَقُ فَيَأْتِي حَدِيثٌ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ فَلْيَقُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتُّمَيْذِيُّ إِلَى قَوْلِهِ وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔

۸۰۲۔ ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھتے تو سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى پڑھتے (احمد ابوداؤد)

۸۰۳۔ ابوسہریہ کہتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جو شخص زَائِمِينَ وَالزَّائِمِينَ پڑھے اور الْكَيْسِ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ تک پہنچے تو اسے کہنا چاہیے۔ بلی وانا علی ذلك من الشاہدین (کیوں نہیں اس پر میں شاہد ہوں) اور جب سورہ قیامت پڑھے اور الْكَيْسِ اللَّهُ بِأَعَادِرِ عَلِيٍّ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى (کیا اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں) تک پہنچے تو بلی (کیوں نہیں) کہے اور جب سورہ مرسلات پڑھے اور يُؤْمِنُونَ تک پہنچے تو اسے آمَنَّا بِاللَّهِ کہنا چاہیے (ہم اللہ پر ایمان لائے) ابوداؤد۔ ترجمہ نے الشاہدین تک ذکر کیا۔

۱۔ یہ روایت ابن عباس سے مرفوعاً بھی ثابت ہے اور مرفوعاً بھی اور جو طریق موقوف ہے وہ بھی حکماً مرفوع ہے کیونکہ اس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور اس صورت میں ان الفاظ کا رفع ایک زیادت ہوگی جو مقبول ہے اور اس طرح کے کلمات جو حضرت ابوسہریہ کی اگلی حدیث میں بھی آئے ہیں یہی امام شافعی اور اہل حدیث کے نزدیک جائز ہیں اور امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ ان آیتوں کا جواب نہ کہے ہاں اگر نماز سے خارج ہو تو پھر جواب دے اور امام مالک نے نقلوں میں جواب دینا جائز رکھا ہے اور فرضوں میں انکار کیا ہے اور اس حدیث کی طرح مسلم میں بھی حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ حذیفہ نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب آپ کوئی تسبیح کی آیت پڑھتے تو تسبیح پڑھتے اور اذا قرأ کے الفاظ عام میں جو فعل کو بھی شامل ہیں اور فرض کو بھی اور حذیفہ کی حدیث رات کی نماز کے ساتھ خاص ہے۔

آیات الہی کا جواب دینا ثابت ہے۔ ۱۔ اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس کی سند میں ایک آدمی مجہول ہے اور وہ اسمعیل بن علیہ کا استاد ہے شعبہ نے کہا کہ میں نے اسمعیل سے پوچھا تم کو یہ حدیث کس نے سنائی ہے تو اس نے کہا ایک بڑے سچے آدمی نے حضرت ابوسہریہ سے روایت کی ہے اور اسمعیل بن علیہ بہت ثقہ ہے تو اس سے سند کی جہالت رفع ہوگی حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی ان آیات کو پڑھے وہ جواب بھی دے خواہ نماز سے باہر ہو یا نمازی ہو خواہ فعل نماز ہو یا فرض اور خواہ نمازات کی ہو یا دن کی۔



۸۰۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى اصْحَابِهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُورَةَ الرَّحْمَنِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا فَسَكَتُوا فَقَالَ لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ كَيْدَةَ الْجِنِّ فَكَانُوا أَحْسَنَ مَرْدُودًا مِنْكُمْ كُنْتُ كُلَّمَا اتَّيْتُ عَلَى قَوْلِهِ قِيَامِي الْأَعْرَابِ تَكْمًا تَكْدُ بْنُ قَالُوا لَا يَنْتَعِي مَنْ يَعْبُكَ رَبَّنَا نَكْذِبُ فَلَكَ الْحَمْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

### الفصل الثالث

۸۰۶ - عَنْ مَعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيِّ قَالَ إِنْ رَجَلًا مِّنْ جِهَنَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الصُّبْحِ إِذَا دُنِيتُ فِي الْوَلَعَتَيْنِ كُلْتَيْهِمَا فَلَا أَدْرِي أَسْمَى أَمْ قَرَأَ ذَلِكَ عَمْدًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۸۰۵۔ حضرت جابر فرماتے ہیں آنحضرت صحابہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس پوری سورہ الرحمن پڑھی وہ خاموش رہے حضرت نے فرمایا ایلیۃ الجن کو میں نے یہ سورہ جنوں کے سامنے پڑھی انہوں نے تم سے بہتر جواب دیا جب میں قیامی الاء ربکمما تکذبان پڑھتا تو وہ کہتے اے اللہ ہم تیری نعمتوں سے کسی چیز کا انکار نہیں کرتے تیرے لیے حمد ہے ترسی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

### تیسری فصل

۸۰۶۔ معاذ بن عبد اللہ جہنی فرماتے ہیں قبیلہ جہینہ (ایک آدمی نے انہیں پتہ دیا۔ اس نے آنحضرت سے سنا آپ نے سورہ اذا ذلزلت صبح کی دونوں رکعتوں میں تلاوت فرمائی۔ میں نہیں جانتا کہ آپ بھول گئے یا جان بوجھ کر آیا کیا۔ (ابوداؤد)

آیات کا جواب دینا سنت ہے۔ اس کو بزار نے اپنی مسند میں اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں بھی روایت کیا ہے۔ باقی حدیث کا مطلب وہی ہے کہ سوالیہ آیتوں کے جواب دینے چاہئیں یا اگر حکم ہو تو اس حکم کی تعمیل کرنی چاہیے۔

ایک ہی سورت کئی رکعتوں میں پڑھنا۔ ۱۲ اس حدیث پر بھی ابوداؤد اور منذری نے مکتوت کیا ہے اس کی سند میں کوئی طعن نہیں ہے اور صحابی کی حالت مقرر نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام عادت یہی تھی کہ ہر رکعت میں علیحدہ علیحدہ سورت پڑھتے لیکن آپ نے تعلیم کے لیے ایسا کیا کہ ایک سورہ کو متعدد رکعتوں میں بار بار پڑھ لینا جائز ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی صبح کی نماز میں بھی قصار مفصل پڑھ لینا جائز ہے ویسے عام طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طویل مفصل ہی پڑھتے تھے۔

- ۸۰۷۔ وَعَنْ عُمَرَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِيهِمَا بِسُورَةِ  
الْبَقَرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا رَوَاهُ مَالِكٌ۔
- ۸۰۸۔ وَعَنِ الْفَرَاخِيِّ بْنِ عُمَيْرِ الْحَنْفِيِّ قَالَ مَا أَخَذْتُ سُورَةَ يُوسُفَ إِلَّا مِنْ  
قِرَاءَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ إِيَّاهَا فِي الصُّبْحِ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يَرِدُ دُهَا رَوَاهُ مَالِكٌ۔
- ۸۰۹۔ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ صَلَّى وَأَرَاءَ عَمَّارَ بْنَ الْخَطَّابِ الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِيهِمَا  
بِسُورَةِ يُوسُفَ وَسُورَةِ الْحَجِّ قِرَاءَةً بَطِيئَةً قِيلَ لَهُ إِذَا الْقَدَّ كَانَ يَقُومُ حِينَ يَطْلُعُ  
الْفَجْرُ قَالَ أَجَلَ رَوَاهُ مَالِكٌ۔
- ۸۱۰۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ مَا مِنْ الْمُفْضَلِ سُورَةَ صَغِيرَةً

- ۸۰۷۔ عودہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر نے صبح کی نماز پڑھی اور دونوں رکعتوں میں سورہ بقرہ تلاوت فرمائی (مالک)
- ۸۰۸۔ فرافض بن عمیر حنفی فرماتے ہیں میں نے سورہ یوسف حضرت عثمان کی قراءت سے حفظ کی وہ صبح کی نماز میں اسے  
اکثر اور بار بار پڑھا کرتے تھے (مالک)
- ۸۰۹۔ عامر بن ربیع نے کہا ہم نے حضرت عمر کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تو آپ نے دونوں رکعتوں میں سورہ یوسف  
اور سورہ حج ترتیل سے تلاوت فرمائی ان (یعنی عامر) سے کہا گیا پھر تو صبح ہوتے ہی کھڑے ہو جاتے ہوں گے فرمایا  
ہاں (مالک)

۸۱۰۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت فرماتے ہیں مفصل سورتوں میں چھوٹی یا بڑی  
ایک سورت کو کئی رکعتوں میں تقسیم کرتا۔ ۱۔ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ عودہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے  
کئی سال بعد پیدا ہوئے۔ ایسا ہی حضرت انس سے بھی مروی ہے۔ ممکن ہے عودہ نے بھی حضرت انس ہی سے سنا ہو اس سے  
پیلے حضرت عائشہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ اعراف کو دو رکعتوں میں تقسیم کر کے پڑھا۔  
سورہ یوسف کو حضرت عثمان زیادہ پڑھتے۔ ۲۔ حضرت عثمان کو آنحضرت نے بلوئی کی اطلاع دی تھی۔ اس سورت  
میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بلوئی (آزمائش کا) تذکرہ ہے۔ اس لحاظ سے حضرت عثمان اس کو کثرت پڑھا کرتے تھے ان کو  
اس سے دل کی تسکین ہوتی تھی۔

صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی جائے۔ ۳۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کا معمول یہی تھا کہ صبح کی نماز اندھیرے  
میں ہی پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ابوسعود کی روایت میں ہے کہ آنحضرت نے صرف ایک دفعہ تعلیم کے لیے اسفار میں پڑھی  
پھر غلٹس میں پڑھتے رہے۔

وَلَا كِبِيرَةً إِلَّا قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَمِّرُ بِهَا النَّاسَ فِي  
 الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ رَوَاهُ مَا لِكُ -  
 ۸۱۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتَبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِحَمْدِ الدُّخَانِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ مُرْسَلًا -

کوئی سورہ نہیں مگر میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے لوگوں کو فرضی نماز پڑھاتے تھے۔ (ہاک،  
 ۸۱۱۔ عبد بن عتبہ بن مسعود نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں حم۔ دغان پڑھی۔  
 (نسائی مرسلًا)

حسب موقع قرأت لمسی چھوٹی کر لینا۔ ۱۷ اس کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا اور اس پر سکوت کیا۔ منذری نے  
 اس کو صحیح کہا اختلاف احوال میں ہر ایک سورہ حسب موقع آپ نے پڑھی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔  
 مغرب کی نماز میں لمسی قرأت کرنا۔ ۱۸ یہ روایت مرسل ہے کیونکہ راوی تابعی ہے اور صحابی کو حذف کر دیا گیا  
 ہے پہلے گزر چکا ہے کہ آپ نے مغرب کی نماز میں طور اور انصافات بھی پڑھی ہیں اور سورہ تین۔ معوذتین اور اعلیٰ بھی پڑھی ہیں  
 حسب موقع جس طرح کے حالات ہوئے قرأت کرنی جلدی میں ہوتے تو چھوٹی سورتیں پڑھ لیتے اور فراغت ہوتی تو لمبی سورتیں پڑھ  
 لیتے ممکن ہے سورہ دغان کو ایک ہی رکعت میں پڑھا ہو یا دو رکعتوں میں تقسیم کر لیا ہو۔

## بَابُ الرُّكُوعِ

### الفصل الأول

۸۱۲۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِي مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ

۸۱۳۔ وَعَيْنُ الْبِرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُودًا وَبَيْنَ السُّجُودَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ .

۸۱۲۔ حضرت انس سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا سجدے اور رکوع کو پوری طرح قائم کرو خدا کی قسم میں تمہیں پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری مسلم)

۸۱۳۔ بلابن عازب سے مروی ہے آنحضرت کا رکوع سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان کا وقفہ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے قیام اور قعود کے علاوہ سب برابر ہوتے (بخاری مسلم)

نماز میں تجلیات کا ورود، اس کو سنانی نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ یہ حالت آپ کی نماز میں ہوتی تھی۔ ہر وقت یہ کیفیت نہیں ہوتی تھی۔

ارکان نماز میں تعدیل ضروری ہے؛ لہذا قیام میں چونکہ قرأت ہوتی تھی وہ لمبا ہو جاتا تھا اور قعود سے مراد آخری تشہد ہے وہ بھی لمبا ہو جاتا تھا اور باقی ارکان سب برابر ہوتے تھے اگر نماز لمبی کرتے تو اسی حساب سے ان سب کو بھی لمبا کیلتے اور اگر نماز چھوٹی کرتے تو بھی اسی حساب سے ارکان کو مختصر کر دیتے۔

رکوع، قیام اور سجدہ کی درمیان حالت کا نام ہے جس میں بیٹھ ختم ہو جاتی ہے یہ نماز کا جز ہے اور رکن ہے اس سے مقصد بجز کا اظہار ہے آنحضرت اس میں اللہ کا ذکر فرماتے تسبیحات کہتے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور برتری کا تذکرہ فرماتے۔ احادیث میں رکوع کے لیے آنحضرت سے خاص دعائیں منقول ہیں وہ پڑھنا مسنون ہے۔ آنحضرت رکوع میں اطمینان فرماتے بیٹھ ہوا ہو جاتی۔ رشیت کے برابر ہوتا رکوع جاتے اور اٹھتے وقت آپ دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ یہ اکثر آپ کا معمول تھا۔ اور یہ سنت ہے علام نے یہ سنت ترک کر دی ہے اس لیے اسے التزام سے کرنا چاہیے تاکہ لوگ اس سے مانوس ہوں۔ اور فروغی مسائل میں باجمہ نفرت کم ہوا اس موقع پر آنحضرت سے مختلف دعائیں منقول ہیں جو پڑھ لی جائے درست ہے۔

۸۱۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَامَ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَهُ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۱۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يَا أَوْلَ الْفِرَاقِ مَتَّقِيْ عَلَيْهِ۔

۸۱۶۔ وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبُوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۱۷۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنِّي نَهَيْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِيمٌ وَأَمَّا السُّجُودُ

۸۱۳۔ حضرت انس فرماتے ہیں آنحضرت جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اتنی دیر کھڑے ہوتے ہیں خیال ہوتا آپ رکعت پوری کرتا بھول گئے پھر سجدہ کر کے اس قدر بیٹھے کہ ہم سمجھتے کہ آپ بھول گئے۔ (مسلم)

۸۱۵۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے آنحضرت رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھتے (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي) اے ہمارے رب تو اپنی ذات سمیت پاک ہے اے اللہ مجھے بخش دے۔ قرآن کے حکم کی تعمیل فرماتے تھے قرآن میں حکم ہے تم اللہ کے لیے تسبیح کرو۔ (بخاری - مسلم)

۸۱۶۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے آنحضرت رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھتے تھے۔ (سُبُوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ) اللہ کے لیے پاکیزگی ہے وہ فرشتوں اور روح کا رب ہے۔ (مسلم)

۸۱۷۔ ابن عباس سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا مجھے رکوع میں قرآن پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ رکوع میں اللہ کی

۱۷۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ قمر اور علیہ اچھا خاصا مالبا کرتے تھے بعض لوگ نہ تو رکوع سے سر اٹھا کر پیٹھ سیدھی کرتے ہیں اور نہ ہی سجدہ سے سر اٹھا کر سیدھا بیٹھتے ہیں۔

۱۸۔ اس کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا۔ مراد اذاجا نضر اللہ میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنے رب کے نام کی تسبیح بیان کرو اور اس سے بخشش مانگو۔ اس حکم کی تعمیل آپ رکوع اور سجود میں کرتے تھے۔

۱۹۔ اس کو احمد، ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔

فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقِيمُوا أَنْ يَسْتَجَابَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۸۱۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مِنْ دَافِقِ قَوْلِهِ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفْرًا لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَتَتَّقُ عَلَيْهِ -

۸۱۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ ظَهْرَهُ مِنَ التَّوَكُّؤِ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَاءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلَاءَ الْأَرْضِ وَمِلَاءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

علم سے بیان کرو اور سجدے میں دعا کی کوشش کرو بہت ممکن ہے تمہاری دعا قبول کر لی جائے (مسلم)

۸۱۸ - حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم دُيْنَاكَ اللَّهُمَّ اے ہمارے رب سب تعریف تیرے ہی لیے ہے کہو جس کا قول فرشتوں کے قول سے ملا ہو سکتا ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں (بخاری - مسلم)

۸۱۹ - عبد اللہ بن ابی اوفی نے فرمایا آنحضرت جب اپنی پیٹھ رکوع سے اٹھاتے (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) اور اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلَاءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلَاءَ الْأَرْضِ وَمِلَاءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ) اے میرے رب تیرے لیے اس قدر کہ جس سے آسمان اور زمین اور ان کے علاوہ جو چیز تو چاہے پھر پور ہو جائے۔

۱۰ اس کو احمد - ابوداؤد - نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت ہے بالاتفاق رکوع اور سجدہ میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے اور اگر پڑھا جائے تو نماز باطل ہوتی ہے۔

۱۱ امام بھی ربنا لک الحمد کہے، اس حدیث کو ابوداؤد - ترمذی - نسائی نے بھی روایت کیا ہے صحیح الحدیث میں صحیح الحدیث کہنے کے بعد امام ربنا لک الحمد بھی پڑھے امام شافعی اور مالک اور اہل حدیث کا یہی مسلک ہے۔

۱۲ قوسہ کی ایک طول دعا ہے۔ عبد اللہ بن ابی اوفی کی حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابوسعید کی حدیث کو نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں دیں ہے کہ آنحضرت قوسہ میں کافی دیر تک کھڑے رہتے ملائکات والارض جس سے زمین اور آسمان بھر جائیں اور جو تو چاہے وہ چیزیں مراد ہیں جن کا نام نہیں دیا گیا۔ مثلاً کرسی - عرش - تخت النبی اور غیر معلوم جہان جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ ذالحد سے مراد دولت مند ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے دوبارہ کی دولت کام نہیں آسکتی خواہ وہ دولت اتنی ہو کہ اس سے زمین اور آسمان بھر جائیں۔ وہاں صرف عمل کام آئیں گے۔

۸۲۰۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ التَّكْوِيمِ قَالَ اللَّهُمَّ وَبَنَّا لَكَ الْحَمْدُ مِثْلًا السَّمَوَاتِ وَمِثْلًا الْأَرْضِ وَمِثْلًا مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ أَهْلِ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُنَّا لَكَ عَبْدًا اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۲۱۔ وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا نَصَلِّيُ وَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَفَقَالَ رَجُلٌ وَرَأَى كَرَبْتَنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا أَكْثِيرًا أَطْيَبًا مُبَارَكًا كَافِيًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مِنَ التَّسْبِيحِ انْفِاقًا قَالَ أَنَا قُلْتُ رَأَيْتُ بِضْعَةَ ٧ وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَتَبَدَّرُونَ نَهَايَهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۸۲۰۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے جب حضرت رکوع سے سر اٹھاتے فرماتے (اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِثْلًا السَّمَوَاتِ وَمِثْلًا الْأَرْضِ وَمِثْلًا مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ أَهْلِ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُنَّا لَكَ عَبْدًا اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ) اے میرے رب تیری اس قدر حمد ہے جس سے آسمان زمین اور اس کے علاوہ جو تو چاہے بھر جائے۔ اے تعریف اور بزرگی کے مالک جو کچھ کسی بندے نے کہا تو اس کا مستحق ہے اور سب تیرے بندے ہیں اے اللہ تو نے جو دیا ہے کوئی بندک نہیں سکتا اور جو چیز تو روک لے کوئی دے نہیں سکتا اور دولت مند کی دولت تیرے پاس مفید نہیں ہو سکتی۔ (مسلم)

۸۲۱۔ رفاعہ بن رافع نے کہا ہے ہم آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَفَقَالَ رَجُلٌ وَرَأَى كَرَبْتَنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا أَكْثِيرًا أَطْيَبًا مُبَارَكًا كَافِيًا اے اللہ تیرے لیے بہت زیادہ تعریف ہے جس میں برکت اور پاکیزگی رکھی گئی ہے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے فرمایا یہ کلمات ابھی کس نے کہے اس آدمی نے کہا میں نے آپ نے فرمایا تھے ہمیں سے کچھ اور فرشتوں کو دیکھا جو ان کلمات کا پہلے اجر لکھنے کے لیے جلد کر رہے تھے (بخاری)

تومہ اور جلسہ میں طمانیت ضروری ہے۔ اے عام طور پر نمازی رکوع سے پیچھے ہی سیدھی نہیں کرتے کچھ پڑھنا تو دوکنا اور اگر کچھ پڑھا بھی تو صرف اتنا ہی کہ ربنا الحمد اور وہ بھی سجدہ ہی جاتے جاتے۔ یہ دعائیں جو مذکور ہیں ان کو پڑھنے کی فرصت کس کو

## الفصل الثانی

۸۲۲۔ عَنْ أَبِي سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْرُحُنِي صَلَوةُ الرَّجُلِ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَرَأَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتَّارِخِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

۸۲۳۔ وَعَنْ عَقِبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَمَّا تَزَلْتُ فَسَيْحًا بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ فَلَمَّا تَزَلْتُ سَمِعْتُ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ وَرَأَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتَّارِخِيُّ

۸۲۲۔ ابو سعید انصاری فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رکوع، سجدہ میں پشت سیدھی نہ ہو تو نماز درست نہیں ہوتی۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۸۲۳۔ عقبہ بن عامر فرماتے ہیں جب آیت سَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ اتری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے رکوع میں کرو اور جب سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى نازل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے سجدے میں پڑھو۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔

تومرہ اور جلسہ میں اعتدال واجب ہے، اس باب میں حضرت انس سے بیخین نے بھی روایت کیا ہے اور دوسری کتابوں میں تو صحابہ کی ایک جماعت سے روایتیں موجود ہیں، ان حدیثوں میں دلیل ہے کہ تومرہ اور جلسہ میں اعتدال واجب ہے امام شافعی اور امام احمد کا بھی مذہب ہے اور حدیث مسیئۃ العلوٰۃ اس کا تاثر کرتی ہے۔

رکوع اور سجدہ کی تسبیحات: اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے امام نووی نے کہا ہے اس کی سند صحیح ہے اور ماہم نے بھی اس کو مستدرک میں روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے امام احمد بن حنبل کے نزدیک رکوع اور سجدہ میں تسبیحیں پڑھنا واجب ہے اور ان کے چھوٹنے سے ان کے نزدیک سجدہ سمور پڑھنا باقی ائمہ نے ان کو سنت کہا ہے فسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ۔ سورہ مائدہ اور واقعہ میں ہے اور سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى۔ سورہ اعلیٰ میں ہے اس کا جواب سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ۔ آپ نے فرمایا ان کو رکوع اور سجدے میں رکھ دو۔ یعنی سجدے اور رکوع میں ان کا جواب دو۔



۸۲۳- وَعَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ وَذَلِكَ أَذْنَاكَ إِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ وَذَلِكَ أَذْنَاكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ أَبِي وَدَّانٍ وَمَا جَاءَ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ لَيْسَ اسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ لِأَنَّ عَوْنًا لَمْ يَلِقَ ابْنَ مَسْعُودٍ -

۸۲۵- وَعَنْ حَدِيثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَفِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَمَا أَتَى عَلَى

۸۲۴- عون بن عبد اللہ حضرت ابن مسعود سے روایت فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ (میرا رب عظیم پاک ہے) تین دفعہ کہے تو اس کا رکوع مکمل ہو گیا اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے اور جب سجدہ کرے اور سجود میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کے (میرا برتر رب پاک ہے) تین دفعہ کہے تو اس کا سجود مکمل ہو گیا اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ ترمذی نے کہا اس کی سند متصل نہیں کیونکہ عون ابن مسعود سے نہیں لایا۔

۸۲۵- حضرت حذیفہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہتے اور عذاب کی آیتوں پر ٹھہر کر تقویٰ فرماتے تھے (ترمذی، ابوداؤد، حاری رکوع اور سجدہ کی تسبیحات)۔ اس حدیث کو بزار طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے کئی ایک طرق ہیں لیکن سب کے سب ضعیف ہیں البتہ کثرت طرق کی وجہ سے اس کو کچھ تقویت ہو جاتی ہے۔ رکوع اور سجدے میں پانچ سات نو اور گیارہ تک تسبیحیں آئی ہیں پھر بعض تسبیحیں بہت لمبی بھی ہیں اور بعض جھوٹی مثلاً سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ اور سبحان قدوس رب الملئکة والروح رکوع اور سجود اور اس طرح سبحانک اللهم ربنا وبحمدک اللهم اغفر لی اور بعض روایتوں میں تسبیح اس طرح ہے سبحان ربی العظیم وبحمدہ اور سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ اور رکوع اور سجدہ میں اور دعائیں بھی آئی ہیں۔ قرأت میں رحمت کا سوال کرنا۔ اس حدیث کو احمد اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام اور قاری کے لیے مستحب ہیں کہ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی آیتیں آئیں وہاں قرأت کو ملتوی کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سوال کرتا جائے اور جہاں عذاب الہی کی آیات کی تلاوت کرے وہاں تلاوت سے رک جائے اور خدا تعالیٰ سے اس کے عذاب کی پناہ مانگے اور اس میں تباری اور سابع دونوں برابر ہیں اور پھر اس میں امام۔ مقتدی اور سفویں بھی کوئی فرق نہیں ہے اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ نماز میں میرا نماز سے باہر شوافع اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے البتہ بعض ائمہ نے اس میں اختلاف کیا ہے۔

أَيْ تَرَعَدَابِ الْأَوْقَفِ وَتَعَوَّذَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالذَّارِقِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ  
وَأَبْنُ مَاجَةَ إِلَى قَوْلِهِ الْأَعْلَى وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي هَذَا أَحَادِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

### الفصل الثالث

۸۲۶۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُمْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا  
وَكُنَّا مَكْنُتًا قَدْرًا سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَيَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ  
وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

۸۲۷۔ وَعَنْ ابْنِ جَبْرِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ مَا صَلَّيْتُ  
وَدَأَى أَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْبَهَ صَلَاةً بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هَذَا الْفَتَى يَعْنِي عُمَرَ ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ قَالَ فَحَزَرْنَا

نسائی اور ابن ماجہ نے صرف الاعلیٰ تک ذکر فرمایا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث سن صحیح ہے۔

### تیسری فصل

۸۲۶۔ عوف بن مالک نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (نماز میں) قیام کیا۔  
جب آپ نے رکوع فرمایا تو سورہ بقرہ کے برابر پڑھنے اور رکوع میں یہ دعا پڑھنے رہے سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ  
وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ (اللہ طاقتور بادشاہت، برتری اور عظمت کا مالک پاک  
ہے) (نسائی)

۸۲۷۔ ابن جبیر حضرت انس سے روایت فرماتے ہیں۔ میں نے اس نوجوان عمر بن عبدالعزیز کے سوا کسی کو  
نہیں دیکھا جس کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملتی جلتی ہو۔ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ  
کہتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے ان کے رکوع اور سجود کا اندازہ کیا ہر ایک میں دس

۱۰ ایک طویل ترین رکوع کی تسبیح۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم قیام مبارک سے تو رکوع اور سجود کے اذکار بھی ایسے کر دیتے تھے اور اس دعا کے علاوہ اور بھی کئی ایک دعائیں آنحضرت سے رکوع اور سجود  
میں منقول ہیں جیسے اللہم اغفر لی ذنوبی کلہ دقہ وجلہ تمام دعائیں اور اللہم انی اعوذ بربک من سخطک آخر تک۔

كُوْعَهُ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ وَسُجُودًا عَشْرًا تَسْبِيحَاتٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ  
 ۸۲۸۔ وَعَنْ شَيْبَانَ قَالَ إِنَّ حَدِيثَهُ رَأَى رَجُلًا لَا يُتَمُّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَلَمَّا قَضَى  
 صَلَاتَهُ دَعَا مَا فَتَالَ لَهُ حَدِيثَهُ مَا صَلَّيْتُ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَكُومْتُ مَتَّى عَلَى غَيْرِ  
 غَيْرِ الْفِطْرِ تَعَلَّقَى فَطَرَ اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ  
 ۸۲۹۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَأُ النَّاسِ  
 سَرَقَةً لَدُنِّي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ  
 قَالَ لَا يَدُهُ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ

دس تسبیحات پڑھنے سے (ابوداؤد انسائی)۔

۸۲۸۔ سبق فرماتے ہیں حضرت حذیفہ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا تھا۔ جب وہ نماز  
 سے فارغ ہوا تو سے بلایا اور فرمایا تم نے نماز نہیں پڑھی اور میرا خیال ہے یہ بھی فرمایا اگر اس حالت میں تمہاری موت  
 ہو جاتی تو تم دین فطرت پر نہ مرتے جو آنحضرت کو دے کر بھیجا گیا (بخاری)

۸۲۹۔ حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بدترین چوری نماز  
 کی چوری ہے۔ ہم نے عرض کیا یا حضرت! نماز میں کیسے چوری ہوتی ہے فرمایا جو شخص رکوع اور سجدہ کو پورا نہ کرے (اس نے نماز میں چوری کی) (احمد)

۱۰۔ تین سے گیارہ تک تسبیحات۔ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اصل یہ ہے کہ سجدہ اور رکوع کی تسبیحات میں کوئی عدد  
 معین نہیں ہے۔ منفرد جتنی دیر تک چاہے پڑھتا رہے۔ آنحضرت سے سورہ بقرہ میں الیاء رکوع کرنا ثابت ہے۔ اکثر احادیث میں تین  
 سے لے کر گیارہ تک تسبیحات آئی ہیں۔ اور پھر تسبیحات بھی بعض چوٹی ہیں بعض بڑی اور بعض بہت بڑی آنحضرت کبھی بڑی تسبیحات گیارہ تک  
 پڑھتے اور آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے۔ چنانچہ یہ ثابت ہے کہ نظر اور عمر کی نمازوں میں آپ کا نایم رکوع سجدہ، تو سجدہ اور سجدہ سب  
 برابر ہو جاتے۔ البتہ جماعت کی نماز میں اگر مقتدیوں کے اکتا جانے کا خیال ہو تو پھر اتنا الیاء رکوع اور سجدہ نہ کرے۔

۱۱۔ رکوع اور سجدہ میں طمانیت ضروری ہے۔ اس کو احمد اور انسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ رکوع اور  
 سجدہ میں طمانیت واجب ہے اور اگر اس میں غلغلہ واقع ہو تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۱۲۔ نماز کا چور بدترین چور ہے۔ حضرت ابوقادہ کی حدیث کو طبرانی اور ابن خزیمہ اور عاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا  
 ہے۔ مجمع الزوائد میں ہے کہ اس راوی صحیح کے راوی ہیں اور اس مضمون کی ایک حدیث عبد اللہ بن مغفل سے بھی طبرانی میں مذکور ہے  
 اور اس کی سند بھی اچھی ہے اور نعمان بن مرہ کی حدیث جو اس سے آگے آرہی ہے مرسل حدیث ہے کیونکہ نعمان بن مرہ تابعی ہے صحابی  
 نہیں لیکن ثقہ ہے اور اوپر کی حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے ارکان صحیح طور پر ادا (باقی اگلے صفحہ پر)

۸۳۰ - وَعَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالزَّائِنِ وَالسَّارِقِ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تَنْزَلَ فِيهِمُ الْحُدُودُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ هُنَّ قَوَاحِشٌ وَفِيهِنَّ عِقُوبَةٌ وَأَسْوَعُ الشَّرَاقَةِ الَّذِي يَسْرِقُ صَلَاتَهُ قَالُوا وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلَاتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا يَتِمُّ دُكُوعُهَا وَلَا سُجُودُهَا دَوَاهُ مَا لَيْكُ وَأَحْمَدُ وَالذَّارِي حُيُّ نَحْوُكَ -

۸۳۰ - نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ زمانے میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شراب خورد، زانی اور چور کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے اور یہ گفتگو حدوں کے نزول سے پہلے ہوئی۔ لوگوں نے عرض کیا اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ گناہ ہیں اور ان پر سزا ہے اور بدترین چوری وہ ہے جو نماز میں کی جائے۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت نماز میں چوری کیسے ہوتی ہے فرمایا جو رکوع اور سجود پورا نہ کرے (مالک، احمد، دارمی)

حاشیہ صفحہ ۱۱۲) کرنے چاہئیں اور جو ان ارکان میں کی کرتا ہے وہ بدترین قوم کا چور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اقوال اس مضمون میں بہت زیادہ ہیں۔ حضرت مدینہ نے جب ایک ایسے نمازی کو دیکھا جو رکوع اور سجود اچھی طرح ادا نہیں کر رہا تھا تو آپ نے اس سے کہا مَا صَلَّيْتُ تُوْنَةَ نَازِئِيْنَ پڑھی اور اگر تیری موت اسی حالت پر ہوئی تو تو اسلام پر نہیں مرے گا۔ اور یہی کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مسعی الصلوٰۃ میں فرمایا جو پہلے اس کتاب کے باب کیفیت الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا تو نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی اور پھر جب آپ نے اس کو نماز کی ترکیب بتائی تو رکوع، قنوم، سجدہ، جلسہ سب میں اطمینان کو شرط قرار دیا۔ حتیٰ کہ جلسہ استراحت میں بھی اطمینان کو لازمی قرار دیا جسے آج کل سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح طریقہ پر نماز پڑھے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

حاشیہ صفحہ ۱۱۲

۱۔ نماز خراب کرنے والے کو سزا۔ اس حدیث سے بطور اشارہ بعض بیانات ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں رکوع و سجود میں طہارت کو ملحوظ رکھے تو حکومت ایسے آدمی کو سزا دے سکتی ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی بھی چیزیں شمار کی ہیں ان سب میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے سزائیں مقرر ہیں۔ اور نماز میں چوری کرنے والے پر اگرچہ حد مقرر نہیں ہے۔ لیکن تعزیر لگانے میں کوئی چیز بھی مانع نہیں۔ تعزیر ایک بیت یا درہ سے لے کر دس بیت یا درہ تک ہوتی ہے تعزیر میں اس سے زیادہ سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ اس سے زیادہ سزا صرف ان جرائم پر دی جاسکتی ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے یا اللہ کے رسول نے حد مقرر کی ہے۔

# بَابُ السُّجُودِ وَفَضْلِهِ

## سجدہ اور اس کی فضیلت

سجدہ بھی رکوع کی طرح نماز کا رکن ہے۔ اس کے ترک سے نماز نہیں ہوگی۔ اس میں المینان ہونا چاہیے۔ سجدہ میں سات اعضاء کا استعمال ہونا چاہیے۔ دو ہاتھ دو پاؤں دو گھٹنے اور پیشانی۔ سجدہ میں ہاتھ کھلے رکھے۔ پیٹ کا بوجھ رانوں پر نہ ڈالا جائے۔ سجدہ میں درندوں کی طرح ہاتھ زمین پر نہ پھیلائے۔ سجدہ میں تکیع بھی درست ہے اور دعا کے لیے بھی یہ وقت مناسب ہے۔ سجدہ جانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ اور اٹھتے وقت پہلے ہاتھ اٹھائے پھر گھٹنے

عقبۃ الشیطان۔ سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ زمین پر ٹیک دے اور پیٹھ پاؤں کی ایڑیوں پر رکھے۔ اور پاؤں کھڑے رکھے اسے عقبۃ الشیطان کہتے ہیں۔ اس طرح بیٹھنا منع ہے۔ اگر کوئی عذر ہو تو درست ہے۔

## الفصل الأول

۸۳۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظَمَ عَلَى الْجِبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا تَكُنْتَ الشِّيَابَ وَالشَّعْرَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔

۸۳۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَدِ لَوْ أَنَّ فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطُ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ إِنْ سَاطَ الْقَلْبُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔

### پہلی فصل

۸۳۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا ہے کہ میں سات اعضا (ہڈیوں) پر سجدہ کروں۔ چشمانی، دو ہاتھ، دو گھٹنے اور دونوں قدموں کے کنارے اور نہ کپڑے سیٹھے جائیں نہ سر کے بال (بخاری مسلم)

۸۳۲۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا سجدہ میں استدال رکھو (پشت ہموار رکھو) اور کوئی آدمی اپنے ہاتھ زمین پر کتے کی طرح نہ پھیلائے (بخاری مسلم)

۷۔ نماز میں تکلفات سے پرہیز کرو۔ اس حدیث کے الفاظ مختلف ہیں۔ ہاتھوں سے مراد صرف ہتھیلیاں ہیں کنہیاں اس میں شامل نہیں ہیں۔ کپڑوں اور بالوں کو سیٹھنے سے جو رد کا ہے اس کی دو وجہیں ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ سنگبرین کی عادت ہے مومن کو چاہیے کہ ان کو بھی زمین پر لگنے دے تاکہ ان کا بھی سجدہ ہو جائے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس طرح نماز میں پوری طرح توجہ نہیں رہ سکتی۔

۸۔ سجدہ کی صحیح کیفیت ہے۔ اس حدیث کو احمد اور ابی سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ میں اپنے بازوؤں کو زمین پر نہ لگائے مگر زمین پر اپنے بازو بچھا لینا ہے البتہ عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے کیونکہ ابو داؤد نے فراسیل میں زید بن ابی حبیب سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتوں کو نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا اپنے بازوؤں کو زمین پر لگاؤ اور اس مسئلہ میں عورت مرد کی طرح نہیں ہے۔ بیہوشی نے کہا کہ مرسل بہت اچھی ہے یاد رکھنا چاہیے کہ مرسل کا حکم جمہور کے نزدیک توقف ہے امام مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہ مقبول ہے امام احمد کے اس میں دو قول ہیں ایک توقف کا اور دوسرا مقبول کا۔ مرسل یہ ہے کہ تابعی کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا یا فرمایا۔

۸۳۳۔ وَعَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدْتَ فَضَعَّ وَارْفَعْ مِرْقَعَيْكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۳۴۔ وَعَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ جَافِي بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى كَوَّأَتْ بِهَمَّةٍ أَمَا دَتُّ أَنْ كَمَرَتْ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ هَذَا الْفُطْرَانِي دَاوُدُ كَمَا صَرَّحَ فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ بِإِسْنَادِهِ وَلَيْسَ لِمُسْلِمٍ بِمَعْنَاهُ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ كَوَّشَاءَتْ بِهَمَّةٍ أَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ۔

۸۳۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بَحْيَنَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ فَتَرَجَّ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بِيَاضَ إِبْطِئِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۳۳۔ براہین عازب نے کہا آنحضرت نے نماز یا واجب تم سجدہ کرو تو ہتھیلیاں زمین پر رکھو اور دونوں کھنیاں زمین سے اونچی رکھو (مسلم)

۸۳۴۔ حضرت میمونہ فرماتی ہیں آنحضرت جب سجدہ کرتے اپنے ہاتھ دونوں پہلوؤں سے جبار کھتے۔ اگر کبریٰ کا ہاتھ ہاتھوں کے نیچے سے گزرنے چاہتا تو گزر جاتا۔ (ابوداؤد) شرح السنۃ نے اس کی صراحت کی ہے اور مسلم میں اس معنی میں مروی ہے کہ آنحضرت جب سجدہ فرماتے اگر کبریٰ آپ کے آگے سے گزرنے چاہتی تو گزر جاتی۔

۸۳۵۔ عبداللہ بن مالک بحینہ کے بیٹے فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ کھلے رکھتے یہاں تک کہ بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی (بخاری، مسلم)

۱۵۔ حضرت برادر بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت میمونہ اور حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہم کی تینوں احادیث کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ کی حالت میں بازوؤں کو پہلوؤں سے علیحدہ رکھنا چاہیے اور اسی طرح رانیں پیٹ سے الگ رہیں اور بازو زمین پر نہ لگیں حضرت میمونہ کی حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور عبداللہ بن مالک بن بحینہ کی حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت میمونہ کی حدیث سے سجدہ کی جو کیفیت معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ سجدہ میں پیٹ زمین سے کافی اونچا رہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ سجدہ میں رانیں بالکل سیدھی ہو جائیں اور سجدہ میں بازوؤں کا پہلو سے الگ رہنا ضروری ہے۔ حدیث میں ہے کہ سجدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنا بازو الگ رکھتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔ لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ آدمی اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔ اگر جماعت کے ساتھ پڑھے تو اتنے بازو نہ پھیلائے کہ ساتھ واسے آدمی کو تکلیف ہو۔

۸۳۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي تَسْبُوحِهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي كُلَّهُ دِقَّتَهُ وَجَلَّتْ وَأَذَلَّتْ وَأَخْرَجَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَمِعْرَاهُ ذَوَاهُ مُسَلِّمًا۔  
 ۸۳۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ الْفَرَّاشِ فَأَلْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَتَصُرُّ بَتَانٍ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَالِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمَعَانِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي ثَنَاءً

۸۳۶۔ البرہرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي كُلَّهُ دِقَّتَهُ وَجَلَّتْ وَأَذَلَّتْ وَأَخْرَجَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَمِعْرَاهُ ذَوَاهُ مُسَلِّمًا۔ (اے اللہ میرے چھوٹے، بڑے، پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ سب گناہ معاف فرما دے) (مسلم)

۸۳۷۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر سے گم پاپا میں نے تلاش کی تو میرے ہاتھ آپ کے قدموں پر لگے۔ آپ مسجد میں سجدہ فرما رہے تھے۔ آپ کے پاؤں کھڑے تھے آپ فرما رہے تھے۔ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَالِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمَعَانِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَتْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ (اے اللہ میں تیرے غصے سے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری ثناء کا شمار نہیں کر سکتا اور تو ایسا ہی

سہ سجدہ میں دعا کرنا بھی درست ہے۔ پہلے عون بن مالک کی حدیث کے تحت حضرت البرہرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما دونوں کی حدیثوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں صرف تسبیحات ہی نہ پڑھا کرتے تھے بلکہ اور دعائیں بھی پڑھا کرتے اور سجدہ میں یہ دو فعل جہیزیں درست ہیں۔ تسبیحات بھی صحیح ہیں اور سجدہ عمل قبولیت دعا بھی ہے۔ سجدہ میں دعا کو فقہیت سمجھنا چاہیے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ نے سورہ بقرہ جتنا لیا سجدہ کیا۔ آپ بے سجدوں میں اسی طرح کی دعائیں کیا کرتے تھے۔ یہاں یہ دعایاں فرمائی ہیں کبھی آپ نے یہ دعا پڑھی اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي (آخر تک) یعنی اے اللہ میرے گناہ معاف کر دے جو میں نے چھپ کر کئے اور وہ گناہ بھی جو اب میری یاد سے سرزد ہوں اور وہ گناہ بھی جو مجھ سے علانیہ سرزد ہوئے اور وہ بھی جو میں نے چھپ کر کئے اور وہ گناہ بھی جو اب میری یاد سے نکل چکے ہیں جن کو میں سمجھوں چکا ہوں اور تو ان کو جانتا ہے اور کبھی آپ نے یہ دعا پڑھی اللَّهُمَّ لَا تَلْعَبْنِي ثَنَاءً عَلَيْكَ كَمَا أَتْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَوِّ مِنْكَ الْجَزَاءُ

پوری دعا پڑھتے



عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَتَّيَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ دَوَاةً مُسْلِمًا -  
 ۸۳۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَبُ  
 مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَكَتَبْتُ دَا الدَّعَاءَ دَوَاةً مُسْلِمًا -  
 ۸۳۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ  
 السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَمَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ يَوْمَئِذٍ أَمْرَبُ ابْنِ آدَمَ بِالسُّجُودِ

ہے جیسے تو اپنی ثنا کرے (مسلم)

۸۳۸ - حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا کہ انسان سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب

ہوتا ہے۔ سجدہ میں کثرت سے دعا کرو۔ (مسلم)

۸۳۹ - حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابن آدم سجدہ کی آیت پڑھ کر

سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہو کر روناشروع کر دیتا ہے کتابے انفسوں ہے کہ انسان کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے

۱۰ گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم ۱۔ اس حدیث میں جو مسجد کا تذکرہ ہے اس سے مراد مسجد نبوی نہیں بلکہ  
 گھر کی مسجد مراد ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی نماز پڑھنے کے لیے گھر میں بنا رکھی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم گھروں میں ایسی مسجدیں بنانے کی ترغیب دیتے اور فرماتے کہ فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں گھر میں پڑھنا میری مسجد  
 میں نماز پڑھنے سے بھی بہتر ہے آپ نے حکم دیا کہ گھروں کی مسجدوں کی صفائی کی جائے وہاں خوشبو لگائی جائے اور مسجد کے  
 باقی آداب بھی ملحوظ رکھے جائیں۔ اس حدیث میں آنحضرت کی نماز تہجد کا ذکر ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں کبھی تہجد کی نماز نہ چھوڑی۔ سفر  
 میں سواری پر بھی پڑھ لیتے۔ سفر میں تہجد کی نماز میں اتنا قیام فرماتے کہ پاؤں پر دروم ہو جاتا۔ اگر کوئی کہتا کہ آپ اتنی تکلیف کیوں  
 اٹھاتے ہیں آپ کے ذمہ تو کوئی گناہ نہیں ہے اور آپ کو خدا تعالیٰ نے ہر طرح کی لغزشیں معاف کر دی ہیں تو آپ فرماتے کہ اگر اللہ  
 تعالیٰ نے تہجد پر یہ احسان فرمایا ہے تو کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

۱۱ عبد اللہ بن عباس کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ سجدہ میں دعا کی کوشش کرو کہ سجدہ کی حالت میں خدا تعالیٰ کی رحمت اور  
 فضل بندے کے بہت نزدیک ہوتا ہے اور دعا جلد قبول ہونے کا امکان ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے  
 جو کہتے ہیں کہ سجدہ نماز کے تمام ارکان سے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ قیام سے مجاہز تر کہتے ہیں۔ بلاشبہ سجدہ کی توفیق مٹا بندے پر  
 اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے۔ جیسے قیام سے مطلب یہ ہے کہ زیادہ سجدے کرنے کے لیے اور زیادہ رکعات پڑھنے کے لیے نماز کو خراب نہ  
 کرے۔ رکعتوں کی تعداد کو کم ہو جائے لیکن قیام اور سجدہ اچھا خاصہ لیا ہو جائے صحیح نہیں ہے۔

فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ دَوَاهُ مُسْلِمٌ - ۸۴۰ - وَعَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ آيِبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوءِهِ وَحَاجَّتِهِ فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مِمَّا أَفْقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ عَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَلِكَ قَالَ فَأَعَيْتِي عَلَى نَفْسِكَ بِكَفَرَةٍ السُّجُودِ دَوَاهُ مُسْلِمٌ

سجدہ کیا اسے جنت مل گئی۔ مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے انکار کیا مجھے آگ میں جلا پڑا (مسلم)۔  
۸۴۰۔ ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کو سوتا اور آپ کے وضو کے لیے پانی اور دوسری ضروریات مہیا کرتا۔ آپ نے فرمایا کچھ مانگو۔ میں نے عرض کیا میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ فرمایا اور کچھ اس کے سوا میں نے عرض کیا میں یہی ضرورت ہے۔ فرمایا نوافل کثرت سے پڑھو اور میری دعا کی مدد کرو (مسلم)

۱۔ اصلی گناہ کون سا ہے۔ ایک غلطی شیطان نے کی اور ایک غلطی آدم علیہ السلام سے بھی ہو گئی۔ لیکن آدم علیہ السلام نے پچھتاہی کیا اور خدا تعالیٰ نے اسے معافی مانگی تو یہ اور استغفار کی اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی معاف کر دی اور شیطان نے غلطی کے بعد غلطی تسلیم نہ کی اور اپنی بات پر اڑ گیا تو وہ دائرہ بارگاہ الہی ہو گیا تو اصل میں گناہ ہو جانا اتنا بڑا جرم نہیں جتنا کہ گناہ پڑا جانا اور تکبر کرنا ہے۔

۲۔ فضل نماز کی فضیلت ۳۔ ربیعہ بن کعب کی حدیث کو احمد اور ابی سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اس سے اگلی حدیث ابن طلحہ کی حدیث کو ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ دونوں حدیثوں سے کثرت سجدہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ یہاں کثرت سجدہ سے مراد نقلی نماز کی کثرت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تہجد کی نماز پڑھا کرو یہ تم پر ایک نادمہ نماز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقام عمود پر پہنچانا چاہتا ہے۔ جتنا بلند مرتبہ آپ کو ملنے والا ہے اتنا ہی نقل نماز زیادہ پڑھو۔ معراج کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آگے حضرت بلال کی جو تپوں کی آواز سنی۔ تو آپ نے معراج سے واپسی کے بعد حضرت بلال سے دریافت کیا کہ تیرے جنت میں پہنچنے کا کیا سبب ہے، تو حضرت بلال نے کہا کہ جب میرا منوٹوٹا ہوا ہے میں اسی وقت نیا وضو کر لیتا ہوں اور جب نیا وضو کرتا ہوں تو اس سے دو رکعت نقل بھی پڑھ لیتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے جنت میں جانے کا یہی سبب ہے۔ اور اس حدیث میں ربیعہ بن کعب کے حتیٰ میں آپ نے دعا تو فرمائی لیکن ماہر تہی اسے یہ بھی کہا کہ تم نوافل بہت زیادہ پڑھو کہ میری دعا کو تمہاری نقل نماز سے تقویت پہنچے گی ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ نقلی نماز سے خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتا جتنا ہے یہاں تک کہ اس کے ہفتاؤں آگے کان زبان سب اس طرح خدا تعالیٰ کے مطیع ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی فشا اور مرضی کے بغیر کوئی حرکت نہیں کر سکتے اور اس وقت بندہ گناہ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۸۴۱۔ وَعَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ لَعْنَيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلْنِي اللَّهُ بِهِ الْجَنَّةَ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ سَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَظَّ عَنكَ بِهَا حَظِيئَةً. قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَعْنَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ لِي ثَوْبَانُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

### الفصل الثاني

۸۴۲۔ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ

۸۴۱۔ معدان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے ان سے کہا کوئی ایسا عمل بتاؤ جس سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمادے وہ چپ رہے۔ میں نے پھر عرض کیا وہ پھر بھی خاموش رہے۔ میں نے تیسری دفعہ عرض کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی بابت عرض کیا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے نفل نماز زیادہ پڑھا کرو۔ جب بھی تم سجدہ کرو گے اللہ تمہارے درجے بلند کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔ معدان کہتے ہیں اس کے بعد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملا اور یہی سوال کیا انہوں نے بھی وہی فرمایا جو حضرت ثوبان نے فرمایا تھا۔ (مسلم)

### دوسری فصل

۸۴۲۔ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ

۱۔ نماز کے وقت ناک کے دو گوشہ فوند ہیں ایک اس سے درجات بلند ہوتے جاتے ہیں اور دوسری طرف سے گناہ ختم ہوتے جاتے ہیں۔ اس مضمون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اس طرح بیان فرمایا کہ صحابی سے سوال کیا بتاؤ اگر کسی آدمی کے دروازے پر پتھر پتی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہ جاتی ہے صحابہ نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اس سے انسان کے گناہ کچیل ہوتے رہتے ہیں۔ اور پھر وضو کے متعلق فرمایا کہ جب بندہ وضو کی نیت سے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے معاف گناہ ہو جاتے ہیں اور جب کھڑتا ہے تو زبان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور پاؤں دھونے سے پاؤں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جب منہ دھوتا ہے تو چہرے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور سر کے مسح سے داغ کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور پاؤں دھونے سے پاؤں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ لیکن کبیرہ گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا۔

وَصَعَّ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا انْتَهَى رَفَعَ يَدَيْهِمَا قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ  
وَالْتِّرَمِذِيُّ وَالتَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ -  
۸۲۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ  
فَلَا يَبْرُكُ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَكَيْصَعُ يَدَيْهِمَا قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَائِيُّ  
وَالدَّارِمِيُّ - قَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ النُّخَطِيُّ حَدِيثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ثَبَتَ مِنْ هَذَا وَ  
قِيلَ هَذَا مَنْسُوخٌ -

سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب کھڑے ہوتے تو ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے (ابوداؤد، نسائی، ترمذی،  
ابن ماجہ، دارمی)

۸۲۳ - حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اونٹ کی طرح مت بیٹھو۔ ہاتھ گھٹنوں  
سے پہلے رکھو (ابوداؤد، نسائی، دارمی) امام ابوسلمان خطابی نے فرمایا وائل بن حجر کی حدیث (نمبر ۸۲۳) زیادہ صحیح  
ہے اور بعض ائمہ نے فرمایا یہ حدیث (نمبر ۸۲۳) منسوخ ہے۔

۱۔ وائل بن حجر کی حدیث اور ابو ہریرہ کی حدیث آپس میں مخالف ہیں۔ وائل بن حجر کی حدیث کو ترمذی نے  
حسن غریب کہا ہے کیونکہ اس کو تشریح کے سوا کسی نے بھی روایت نہیں کیا اور تشریح قوی نہیں کیا۔ ..... اور یہی حدیث  
عاصم سے بھی مرسل مروی ہے اس میں وائل بن حجر کا ذکر نہیں ہے۔ البتہ دارقطنی اور عاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور اس کی تائید حضرت  
انس کی حدیث بھی کرتی ہے جو صحیحی، دارقطنی اور عاکم میں ہے اور عاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث شخصین کی شرائط پر ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث  
کو ترمذی نے غریب کہا ہے کیونکہ ابوالزنناد سے یہ صرف اسی طریق سے مروی ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں سے ترجیح کس کو ہے اس میں اختلاف  
ہے خطابی نے کہا کہ وائل بن حجر کی حدیث زیادہ راجح ہے کیونکہ یہ فطرت کے مطابق ہے پہلے گھٹنے زمین پر رکھے کہ وہ زمین سے زیادہ قریب  
میں اور اس کے بعد ہاتھوں کو رکھے کہ وہ گھٹنوں کی نسبت زمین سے زیادہ دور ہیں لیکن ابو ہریرہ کی حدیث کے کچھ اور بھی شاہد ہیں۔ چنانچہ ابن عمر سے  
اس کی تائید ابن خزیمہ، دارقطنی اور عاکم نے مرفوعاً روایت کی ہے اور کہا ہے کہ مسلم کی شرط پر ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ابن عمر اور ابو ہریرہ  
کی حدیثیں منسوخ ہیں۔ کیونکہ ابن خزیمہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ ہم زمین پر ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے  
تھے پھر ہم کو حکم دیا کہ گھٹنوں کو زمین پر پہلے رکھا کرو لیکن اس کی سند میں گفتگو ہے۔ تمام چیزوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اکثر نے وائل بن حجر کی حدیث کو ترجیح دیا  
ہے اور جمہور نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ۱۔ حدیث نمبر ۸۲۲ اور ۸۲۳ بظاہر متعارض ہیں۔ جمہور ائمہ اسلام امام ابوینیفہ امام شافعی اور امام احمد کا عمل وائل  
بن حجر کی حدیث (۸۲۳) پر ہے اور امام مالک اور اوزاعی کا عمل نمبر ۸۲۲ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث پر ہے۔ بعض ائمہ نے اس طرح تطبیق دی ہے  
کہ اونٹ کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہیں اس کے گھٹنے رکھنا ہاتھ رکھنے کے مترادف ہوگا لہذا اونٹ کو اس لیے روکا کہ انسان کے گھٹنے اس کے پاؤں میں  
ہیں اسے سجدہ کرتے وقت گھٹنے پہلے رکھنے چاہئیں۔ ویسے دونوں طرح درست ہے۔ وجوب یا فرضیت دونوں میں نہیں۔

۸۳۴- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ  
 اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارزُقْنِي ذَوَاةَ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ  
 ۸۳۵- وَعَنْ حَدَائِقَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ  
 رَبِّتِ اغْفِرْ لِي ذَوَاةَ النَّسَائِيِّ وَالدَّارِمِيِّ -

### الفصل الثالث

۸۳۶- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شُبَلٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ  
 نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ الشَّجَرِ وَأَنْ يُؤْتِنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا  
 يُؤْتِنُ الْبَعِيدُ ذَوَاةَ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّنَائِي وَالدَّارِمِيِّ -

۸۳۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے  
 تھے اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارزُقْنِي ذَوَاةَ النَّبِيِّ ذَوَاةَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالتِّرْمِذِيُّ  
 مجھے عافیت دے اور مجھے رزق دے (ابوداؤد۔ ترمذی)

۸۳۵- حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان فرماتے تھے اللَّهُمَّ  
 اغْفِرْ لِي (اے اللہ مجھے بخش دے) (نسائی، دارمی)

### تفسیر فی فصل

۸۳۶- عبد الرحمن بن شبل نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوسے کی طرح ٹھنڈے لگانے اور دندوں کی طرح ہاتھ پھیلانے  
 سے منع فرمایا۔ اور فرمایا مسجد میں اونٹ کی طرح ایک جگہ معین نہ کرنی چاہیے۔ (ابوداؤد، نسائی، دارمی)

۱۵ جلسہ میں دعا کرنا چاہیے: حضرت ابن عباس کی حدیث کو ابن ماجہ اور عاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور خلیفہ  
 کی حدیث کا اصل مسلم میں بھی ہے۔ بہر حال دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سجدوں کے درمیانی جلسہ میں اللہ تعالیٰ سے بخشش  
 کی دعا کرنا چاہیے اور یہ ہر نماز میں عام ہے خواہ فرض ہوں یا سنت یا نقل۔

۱۶ نماز خراب نہ کی جائے: اس حدیث کو ابن ماجہ، احمد، ابن خزیمہ اور ابن عثمان نے بھی روایت کیا ہے ابوداؤد اور سنذری  
 نے اس پر کثرت کیا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث حضرت ابوبریرہ سے احمد نے بھی روایت کی ہے۔ کوسے کی طرح ٹھنڈی  
 مارنے یہ مطلب ہے کہ سجدہ میں تسبیحات نہ پڑھے بلکہ جلدی جلدی سجدے کرتا جائے جیسا کہ کوا زمین سے کوئی چیز اٹھانے  
 کے لیے اپنی چونچ زمین پر نہایت ہی تھوڑی دیر رکھتا ہے۔ دندوں کی طرح بازو پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ میں آدمی اپنے بازو  
 زمین پر پھیلائے بیٹھے کہ کوا اور بھڑیا بچھا لیتا ہے۔ جگہ مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے لیے کوئی خاص جگہ نہ بنائے کہ صرف اسی جگہ ہی نماز  
 پڑھے جیسے کوا اونٹ باڑہ میں اپنی ایک جگہ مخصوص بنا لیتا ہے کہ اسی جگہ ہی آکر بیٹھتا ہے۔

۸۳۷- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ  
إِنِّي أَحِبُّ لَكَ مَا أَحَبَّ لِنَفْسِي وَأَكْرَهُ لَكَ مَا كَرِهَ لِنَفْسِي لَا تَقْعُرْ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ  
۸۳۸- وَعَنْ طَلْحِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَقِيقِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ  
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى صَلَاةِ عَبْدٍ إِلَّا يُقَيِّمُ فِيهَا صُلْبَهُ بَيْنَ خُشُوعِهَا وَسُجُودِهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ -  
۸۳۹- وَعَنْ تَائِفِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو كَانَ يَقُولُ مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْأَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ  
عَلَى الْأَرْضِ وَضَعَ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ ثُمَّ إِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرَفَعْهُمَا فَإِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا  
يَسْجُدُ الْوَجْهُ رَوَاهُ مَا لِيكُ

۸۳۷- حضرت علی فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے علی میں تیرے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے  
لیے پسند کرتا ہوں اور جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں وہ تیرے لیے بھی ناپسند کرتا ہوں۔ دونوں سجدوں میں اتعامت کرو۔ (ترمذی)  
۸۳۸- طلح بن علی منقہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس انسان کی نماز کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے  
جو رکوع اور سجدہ کے درمیان پشت سیدھی نہ کرے۔ (احمد)

۸۳۹- نافع نے فرمایا ابن عمر فرماتے تھے جو آدمی اپنی پیشانی زمین پر رکھے تو اپنے ہاتھ بھی پیشانی کے ساتھ ہی رکھے جب  
پیشانی اٹھائے تو ہاتھ بھی اٹھائے کیونکہ ہاتھ بھی پیشانی کی طرح سجدہ کرتے ہیں۔ (ماک)

نماز میں اقعاء نہ کیا جائے ۱۵ اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث احمد  
نے ابوہریرہ سے اور ابن ماجہ نے انس سے اور بیہقی نے عمرہ اور انس سے روایت کی ہے اور ہر ایک کی سند کمزور ہے لیکن ایک  
دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ احمد نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے کی طرح اقعاء  
کرنے سے منع کیا ہے اقعاء کی دو صورتیں ہیں اور دونوں منع ہیں ایک یہ کہ اپنے چوڑوں کو زمین پر رکھے اور پینڈوں کو کھرا کرے  
اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ دے جیسے کہ کتا بیٹھتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ سجدہ سے اٹھ کر بائیں پاؤں کو زمین پر نہ بچھائے  
بلکہ دونوں پاؤں کی ایڑیوں پر اپنے چوڑے رکھ دے

۱۶ قومہ اور جلسہ میں اعتدال لازمی ہے اس کو طرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس باب  
میں شیخین نے بھی انس سے حدیث بیان کی ہے یعنی رکوع اور سجدہ سے اٹھ کر یعنی قومہ اور جلسہ میں جو اپنی پیٹھی سیدھی نہ کرے اس  
کی نماز قبول نہیں ہوتی مطلب یہ ہے کہ ان میں اعتدال واجب ہے۔

۱۷ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ سجدہ سات اعضاء پر ہے اور ہاتھ بھی انہیں میں  
سے ہیں۔ سجدہ میں اصل یہ ہے کہ سب اعضاء ایک ہی سطح پر ہوں اگر غدر ہو تو سجدہ اشارے سے کیا جا سکتا ہے سجدہ کی سطح کو اونچا  
کرنے کے لیے آگے کوئی چیز نہ رکھنا چاہیے۔

# بَابُ التَّشَهُّدِ

## تشہد کا باب

تشہد نماز کا ایک جزء ہے چار رکعت کی نماز میں دو تشہد ہوں گے۔ آخری تشہد واجب ہے۔ درمیان کے تشہد کو عوام واجب کہتے ہیں۔ اس کی کوئی دلیل سنت صحیح سے ثابت نہیں ہوئی۔ تشہد کے مختلف صیغے آنحضرت سے منقول ہیں الفاظ جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ ان سے نماز درست ہوگی۔ ابن مسعود سے جو تشہد منقول ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔ یہ دبی ہے جو عام طور پر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں صحابہ السلام علیک ایہا النبی پڑھا کرتے تھے۔ آنحضرت کے وصال کے بعد عموماً صحابہ السلام علی النبی پڑھنے لگے (بخاری) وخطائے میں بہتر یہی ہے۔ کہ شائع علیہ السلام کے الفاظ نہ بدلے جائیں۔ نماز دونوں طرح جائز ہو جائے گی۔ السلام علی النبی کہنے سے صحابہ کا مطلب یہ تھا کہ آنحضرت کا انتقال ہو چکا ہے۔ یہ دنیاوی زندگی کا دور ختم ہو چکا اب برزخ کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ اور وہی برزخی زندگی آپ کو حاصل ہے۔ جو اس دنیا سے انتقال کے بعد اپنے حالات کے مطابق تمام لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ انبیاء۔ صلحاء۔ شہداء۔ اپنے اپنے مراتب کے مطابق اس زندگی سے فائدہ حاصل کرتے ہیں یہ زندگی دنیا سے مختلف ہے۔ قرآن عزیز نے اس زندگی کے متعلق عامۃ الناس کو فرمایا تم اس کا شعور نہیں رکھتے شہداء کے ذکر میں فرمایا۔ احیاء عند ربہم یہ عند اللہ زندہ ہیں عند الناس اس زندگی کے شعور کا کوئی طریقہ نہیں۔ خطاب کے الفاظ سے جو غلطی عام جہلا میں پیدا ہو وہ نہیں رہنی چاہیے۔ اس قسم کا خطاب قرآن عزیز میں کفار فرعون۔ ہامان سے بھی فرمایا گیا ہے۔ لیکن معلوم ہے کہ نہ وہ زندہ ہیں۔ نہ ہمارے سامنے موجود ہیں۔ برزخ کی غیر شعوری زندگی قبر میں حسب مراتب سب کو دی گئی۔ اس کا کوئی منکر نہیں۔ پہلے تشہد میں احناف کلام درود کی ایمازت میں دیتے شوافع پسند کرتے ہیں ضروری نہیں سمجھتے۔ آخری تشہد میں احناف کے نزدیک درود سنت ہے۔ اسے نہ پڑھا جائے تو نماز ہو جائے گی اور شوافع اور حنابلہ درود کو یہاں واجب سمجھتے ہیں مفصل بحث مع دلائل فریقین جلاء الافہام لابن قیم میں ملے گی۔ صلوٰۃ کے مختلف صیغے احادیث میں مروی ہیں جو الفاظ صحت کی حد تک پہنچ جائیں۔ انہیں پڑھنا درست ہے۔ نماز ہو جائے گی۔ بعض درود عوام نے خود گھڑے ہیں۔ عوامان کی عبادت غلط ہے۔ بعض صرف گانے کے لیے بنائے تاکہ خوش آوازی کے جوہر دکھائے جاسکیں یہ دراصل صلوٰۃ نہیں۔ ایسی صلوٰۃ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ان مسائل کی تفصیل کے لیے الردۃ الندیۃ۔ ذاد المعاد۔ نیل الادھاد کتب فقہ الحدیث کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

صلوٰۃ کا معنی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جناب خداوندی سے رحمت کی دعا کرنا ہے اور ان مرد و عورتوں

میں چونکہ دعائیہ کلمہ کوئی نہیں ہوتا اس لیے یہ درود کملانے کے مستحق نہیں ہیں۔ اب درود کا اصل سمجھ لیجئے۔ جب کوئی آدمی کسی آدمی کا بھلا کرے تو اس پر لازم ہوتا ہے کہ اس کا معاوضہ دے یا نکر یہ ادا کرے اور معاوضہ بھی دے تو چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کو راہ نجات دکھا کر ان کے ساتھ بہت بھلائی کی ہے تو ایمانداروں پر ضروری تھا کہ ان کا معاوضہ ادا کرتے تو اب مومنوں نے دیکھا کہ ہم کس شمار قطار میں ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا معاوضہ دے سکیں سو وہ مجبور ہو کر بارگاہ خداوندی میں ملجھتی ہوئے کہ اے اللہ تو ان کی ذات گرامی پر رحمت نازل فرما تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے لئے ازراہ شفقت مومنوں کی اس رحمت کی دعا کو مومنوں کی طرف سے رحمت شمار کر لیا اور خود آنحضرت پر بھی اور دعا کرنے والے پر بھی رحمت کی بارش کر دی۔ اب غور فرمائیں کہ جس درود میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا نہ ہوگی وہ درود کیسے شمار ہوگا اور پھر اس کی کوئی وجہ بھی تو معلوم نہیں کہ جو درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سکھلایا اس میں ان حضرات نے کیا خرابی دیکھی جو اس کو چھوڑ کر اس نئے خود ساختہ درود کی ضرورت پیش آئی۔



## الفصل الأول

۸۴۹. عَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى كُتْبَتَيْهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى كُتْبَتَيْهِ الْيُمْنَى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَفِي رِوَايَةٍ كَانَتْ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى كُتْبَتَيْهِ وَرَفَعَهُ اصْبِعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ يَدَعُوبَهَا وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى كُتْبَتَيْهِ بِأَسْطِهَا عَلَيْهَا رِوَاةٌ مُسْلِمٌ.

### پہلی فصل

۸۴۹. حضرت ابن عمر نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد کے لیے بیٹھے تو بائیں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دایاں دائیں گھٹنے پر رکھتے اور دائیں انگلی کو جو نرنا انگشت سے ملتی ہے اٹھاتے اور اشارہ فرماتے اور بائیں ہاتھ گھٹنے پر پھیلایا ہوا ہوتا۔ (مسلم)

۱۔ رفع سبابہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ ابن عمر کی اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ابوالحی عبداللہ بن زبیر کی حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی کا عدویہ ہے کہ انگوٹھے کو ساتھ والی انگلی سبابہ کی جڑ پر رکھے اور باقی تینوں انگلیوں کو بند رکھے۔ انگلی سے تشہد کے وقت اشارہ کرنا سنت ہے۔ تمام اہل حدیث کا اسی پر عمل ہے امام محمد نے مؤطا میں کہا ہے کہ ہمارا عمل اسی پر ہے اور ابوحنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے ملا علی قاری نے کہا ہے کہ امام مالک، شافعی اور احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے اور سلف صالحین میں سے کسی سے بھی اس کا اختلاف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اشارہ الا اللہ کہتے وقت کرنا چاہئے اور پھر تشہد کے بعد آخر دما تک اسی طرح انگلی کو کھڑا رکھنا چاہیے اور صرف دائیں ہاتھ کی انگلی سے اشارہ کرے اور سنت یہ ہے کہ اشارہ کرتے وقت اپنی نظر انگلی پر رکھے اس کے متعلق سنن ابوداؤد اور نسائی میں صحیح حدیث بھی آئی ہے اور انگلی کے سر کو قبلہ کی طرف رکھے اور ترمذی اور احمدی کی طرف اشارہ کرے تمام امت میں سے صرف خلاصہ کیدانی والے نے رفع سبابہ (انگلی اٹھانے) کا انکار کیا ہے لیکن خلاصہ کیدانی کے حاشیہ پر جس طرح اس کا تردید کی گئی ہے وہ دیکھنے سننے کے لائق ہے اس منظر حاشیہ میں اس کی گنجائش نہیں۔ ملا علی قاری نے کہا ہے کہ جس انداز سے خلاصہ کیدانی والے نے اس سنت کا انکار کیا ہے اور جس طرح صحیح احادیث کی توہین کی ہے مجھے اس کے کفر کا غطرہ ہے اور کیدانی کے حاشیہ پر احادیث اور قول فقہاء اور کتب کی عبادتیں درج کر کے اس کا خوب رد کر دیا گیا ہے۔

۸۵۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدَ عَوْ وَصَعَّ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ السَّبَابَةِ وَوَصَعَّ لِبَهِامَةٍ عَلَى إِصْبَعِهِ الْوَسْطَى وَيُلْقِمُهُ كَفَّهُ الْيُسْرَى رُكْبَتَهُ دَوَاكَا مُسْلِمٍ۔

۸۵۱۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامَ مُرَّ عَلَى جَبْرِئِيلَ السَّلَامَ مُرَّ عَلَى مِيكَائِيلَ السَّلَامَ مُرَّ عَلَى فَلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ لَا تَقُولُوا السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا اجْلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ أَصَابَ كُلُّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

۸۵۰۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا کے لیے بیٹھتے۔  
دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھ لیتے اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر اور سبابہ انگلی سے اشارہ فرماتے۔ اور زناگشت  
کو درمیانی انگلی سے ملا دیتے۔ اور بائیں ہاتھ سے گھٹنے کا تقرب بنا لیتے۔ (مسلم)

۸۵۱۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا۔ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے  
تھے۔ ہم کہتے اللہ پر سلام ہو۔ اس کے بندوں سے جبرائیل علیہ السلام پر سلام ہو۔ میکائیل پر سلام ہو۔ اور فلاں  
پر سلام ہو۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اللہ پر سلام مت کہا کرو۔  
سلام اللہ کی صفت ہے۔ جب نماز میں تم بیٹھو تو کہو التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ  
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ تمام زبانی بدنی مالی عبادتیں  
اللہ کے لیے خاص ہیں۔ اے نبی تم پر اللہ کا سلام اس کی رحمت اور برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں  
پر سلام ہو۔ جب وہ یہ کہے تو سلام ہر ایک نیک آدمی کو پہنچ جاتا ہے۔ آسمان پر جو یا زمین میں  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (میں شہادت دیتا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود  
تھیں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس کے بعد

وَرَسُولُهُ ثُمَّ لِيَتَّخِذَ مِنَ الدُّعَاِ اُحْبَبَةَ اِلَيْهِ فَيَدْعُوهُ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -  
 ۸۵۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يُعَلِّمُنَا التَّشَهُدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُولُ اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ  
 الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ  
 عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا  
 رَّسُولُ اللَّهِ وَرَاةٌ مُسْلِمٌ وَكَلِمَةٌ اَحَدٌ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَلَا فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيحَيْنِ

جو پسند کرے دعا کرے۔ (بخاری مسلم)

۸۵۶۔ عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں، آنحضرتؐ میں تشهد اس طرح سکھاتے۔ جیسے قرآن کی سورت پڑھتے فرماتے  
 تھے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَ  
 بَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا  
 رَّسُولُ اللَّهِ۔

(ابابریک دعا میں نمازیں اور صدقے سب اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی تم پر سلام ہو۔ اللہ کے نیک بندوں پر اور ہم سب  
 اللہ میں اللہ علی النبی پڑھنا؛ اس روایت کو احمد اور ابی سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ  
 عبد اللہ بن مسعود کی حدیث تشهد کے اب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے اور بزار نے بھی اسی طرح کہا ہے اور کہا کہ اس  
 کے میں سے اوپر کچھ طرق ہیں اور ابن مسعود کے علاوہ اور بھی کئی صحابہ نے آنحضرتؐ سے تشهد نقل کیا ہے۔ ابو یوسف۔ احمد اور  
 جوہر فقہاء درمہم ائمہ نے کہا ہے کہ ابن مسعود کا تشهد افضل ہے کیونکہ ایک تو یہ بخاری مسلم میں آیا ہے اور دوسری وہ  
 یہ ہے کہ اس کے جتنے بھی راوی ہیں وہ سب ایک جیسے ہی الفاظ نقل کرتے ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ تشهد میں بیٹھنا فرض  
 ہے اور تشهد کے الفاظ پڑھنا امام شافعی اور مالک کے نزدیک واجب ہے اور امام ابو یوسف اور احمد کے نزدیک سنت اور اسی طرح  
 جوہر علماء کا یہ مذہب ہے کہ تشهد کے بعد دعا کرنی چاہیے جس میں آدمی اپنے لیے خدا تعالیٰ سے دین و دنیا کی بھلائی مانگے۔ تشهد  
 کے یہ الفاظ اسی طرح پڑھے کیونکہ الفاظ کو تبدیل کرنا جائز نہیں البتہ السلام علیک ایہا النبی کے الفاظ (سلام) جو تہجد پر پڑھے  
 صحابہ کرام نے آپ کی دنیاوی زندگی تک تو پڑھے اور آپ کے انتقال کے بعد یہ الفاظ اس لیے چھوڑ دیئے کہ کسی کے دل  
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ خیال نہ آجائے کہ وہ یہاں حاضر ہیں اور ان کو مخاطب کر کے یہ الفاظ کہہ رہا ہوں۔  
 ان کی بجائے صحابہ کرام نے السلام علی النبی (نبی پر سلام ہو) کے الفاظ پڑھنے شروع کر دیئے تھے۔ اور اس کے متعلق کئی  
 حدیثیں آئی ہیں یہاں اس مختصر میں ان کی گنجائش نہیں ہے۔

سَلَامٌ وَعَلَيْكَ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا بَعِيرًا لِمَنْ وَلَا مِرٌّ وَلَكِنْ سَأَوَاكَ صَاحِبُ الْجَامِعِ  
عَنِ التَّمِيمِ ذِي -

## الفصل الثاني

۸۵۳- عَنْ وَائِلِ بْنِ حُبَيْرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَمَّ جَلَسَ  
فَأَفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى خَدِّهِ الْيُسْرَى وَمَدَّ يَدَ يَمَانِهِ  
الْيُسْرَى عَلَى فَخِيزِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْفَةً ثُمَّ رَفَعَ أَصْبَعَهُ قَرَأْتَهُ  
يُحَرِّكُهَا يَدَ عُنُقِهَا وَوَالِدُ أَبُو دَاوُدَ وَالذَّارِقِيُّ -

۸۵۴- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ  
بِأَصْبَعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا وَوَالِدُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ أَبُو دَاوُدَ وَلَا يُجَاوِزُ  
بَصَرَكَ إِشَارَتَهُ -

پر میں غنا بدہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور آنحضرت اس کے رسول ہیں۔ (مسلم)

## دوسری فصل

۸۵۲- وائل بن حجر آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں۔ فرمایا۔ پھر آپ بیٹھے اور بائیں پاؤں پھیلا دیا۔ اور بائیں ہاتھ اپنی  
ران پر رکھا اور دائیں کہنی کا کنارہ دائیں ران پر دو انگلیوں کو قبض کر لیا۔ اور میری انگلی سے حلقہ بنایا۔ پھر انگلی اٹھائی۔ میں نے  
دیکھا آپ اسے ہلاتے اور اشارہ کرتے۔ (ابوداؤد۔ دارمی)

۸۵۳- عبد اللہ بن زبیر نے فرمایا۔ آنحضرت جب دعا فرماتے تو اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے۔ اور ہلاتے  
نہیں تھے۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابوداؤد نے زیادہ کہا۔ آپ کی نظر اشارہ سے آگے نہ گزرتی)

۱- تشہد کے صحیح تر الفاظ اور اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مسلم، ابوداؤد اور  
ابن ماجہ میں اللہ نام کے لفظ میں اور ترمذی اور نسائی میں سلام کے لفظ میں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس کے تشہد کو ترجیح دی  
ہے۔ زیادہ کھنا چاہیے کہ وہ تمام تشہد جو صحیح روایتوں سے ثابت ہیں ان کا پڑھ لینا سب کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے۔ فرق اگر ہے تو افضلیت  
میں ہے۔ اصناف نے عبد اللہ بن مسعود کے تشہد کو پسند کیا ہے اور شوافع نے عبد اللہ بن عباس کے تشہد کو۔

۲- کیا انگلی کو حرکت دے؟ وائل بن حجر کی حدیث کو احمد، نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اگلی حدیث جو عبد اللہ  
بن زبیر کی ہے اس کو بھی احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے فودی نے کہا اس کی سند صحیح ہے اور اس کا اصل مسلم میں بھی ہے یہی حدیث میں  
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کرتے وقت انگلی کو حرکت دیتے تھے اور عبد اللہ بن زبیر کی حدیث میں ہے کہ حرکت نہیں دیتے تھے اس کا  
جواب یہ ہے کہ علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ شہادت کی انگلی کا ہلانا ثابت ہے اور ابن زبیر کی روایت (باقی اگلے صفحہ پر)

۸۵۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ نَجْلًا كَانَ يَدْعُو بِأَصْبَعِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا أَحَدًا وَآهَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكُبْرَى -

۸۵۶۔ وَعَنْ ابْنِ عَمَرَ قَالَ تَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى يَدِهِ وَآهَ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ تَهَى أَنْ يُعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدَيْهِ إِذَا نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ -

۸۵۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَى كَأَنَّهُ عَلَى الرَّصْفِ حَتَّى يَقُومَ وَآهَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ -

۸۵۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ ایک آدمی دو انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا۔ آنحضرت نے دو دفعہ فرمایا۔ ایک انگلی سے اشارہ کرو۔ (ترمذی۔ نسائی۔ دعوات کبیرہتی)

۸۵۶۔ ابن عمرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے نماز میں ہاتھ پر ٹیک لگا کر بیٹھنے سے منع فرمایا (احمد۔ ابوداؤد۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے۔ ہاتھوں پر ٹیک لگا کر بیٹھنے سے منع فرمایا)

۸۵۷۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ آنحضرت پہلی دو رکعتوں میں اس طرح بیٹھتے جیسے کوئی گرم لنگڑوں پر بیٹھے۔ یعنی کمر بیٹھتے پھر کھڑے ہو جاتے (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

(حاشیہ صفحہ سابقہ) میں جو یہ زیادت ہے کہ آپ انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے اس زیادت کی صحت میں محدثین کو تامل ہے اور صحیح مسلم میں یہ زیادت بالکل مذکور نہیں ہے اور پھر اس حدیث میں یہ ذکر بھی نہیں ہے کہ نماز میں ایسا کرتے تھے یا غارخ نماز سے اور اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اصول کا سہ ہے کہ مثبت نافی پر مقدم ہے لہذا وائل بن حجر کی حدیث کو ابن زبیر کی حدیث پر ترجیح ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) اسے صرف ایک انگلی کو حرکت دے۔ یہ آدمی حضرت سعد بن ابی وقاص تھے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک ہی انگلی سے اشارہ کرنا چاہیے دو انگلیوں سے نہیں۔

۳۔ نماز میں ٹیک لگانا منع ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تشدد میں اپنے ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے زمین پر نہ ٹکادے اور اسی طرح جب سجدے یا تشدد سے اوپر اٹھنے لگے تو ہاتھوں کے سہارے نہ اٹھے۔  
۴۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درمیان تشدد میں زیادہ دیر نہیں بیٹھنا چاہیے یعنی اس میں درود اور دعا نہ کرنی چاہیے صرف تشدد کے الفاظ پڑھ کر اٹھ بیٹھے۔ بعض نے کہا ہے کہ اگر تشدد سے زیادہ پڑھے تو مجبور ہو کرے۔

## الفصل الثالث

۸۵۸۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَعْلَمُنَا التَّشَهُدَ كَمَا يَعْلَمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ بِسْمِ اللَّهِ وَيَا اللَّهُ التَّحِيَّاتُ بِهِ وَالصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۸۵۹۔ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَصَعَّ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ وَاتَّبَعَهَا بَصْرَهُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

### تیسری فصل

۸۵۸۔ حضرت جابر نے فرمایا: آنحضرتؐ ہیں تشهد اس طرح سمجھتے ہیں جس طرح قرآن کی کوئی سورتِ بسمِ اللہِ بِسْمِ اللَّهِ وَيَا اللَّهُ التَّحِيَّاتُ بِهِ وَالصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور اس کے نام کی برکت سے تمام زبانی بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبیؐ تجھ پر اللہ کی طرف سے سلام ہو۔ رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ سے جنت مانگتا ہوں۔ اور آگ سے پناہ چاہتا ہوں۔ (نسائی)

۸۵۹۔ نافع فرماتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں جب تشهد بیٹھے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیتے اور انگلی سے اشارہ فرماتے اور اپنی نظر وہیں تک محدود فرما لیتے۔ پھر کہا آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ التحیات سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی حلال میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ لیکن بخاری۔ ترمذی۔ نسائی اور بیہقی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ قصہ منقہ التحیات سے پہلے بسم اللہ کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ چنانچہ امام نووی نے کہا کہ امام بخاری اور نسائی نے بھی بسم اللہ کی زیادت کو صحیح نہیں کہا ہے۔

لَهَا أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيدِ يَعْنِي السَّبَابَةَ رَوَاهُ أَحْمَدُ -  
 ۸۶۰ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ مِنَ الشُّنْتَةِ إِحْقَاءُ الشَّهَادَةِ وَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ  
 التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ -

یہ انگلی مسبوۃ شیطان کو لوہے سے سخت محسوس ہوتی ہے۔ (احمد)

۸۶۰ - عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ شہد آہستہ آواز سے پڑھا سنت ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی اور فرمایا  
 یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱۷ سببہ انگلی شیطان کو چبھتی ہے۔ اس حدیث کو بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کے ایک راوی کثیر بن زید کے تعلق  
 محدثین کا اختلاف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تشہد میں انگلی کے اشارہ سے توحید کی شہادت کی تائید اور تصدیق کرنا شیطان کو برپے سے بھی  
 زیادہ تکلیف پہنچاتا ہے کیونکہ مومن دل سے تو پتے ہی توحید کا یقین رکھتا ہے اور اب زبان اور انگلی کے اشارہ سے اس کی تائید بھی  
 کر رہے تو اس دہشت شیطان اس سے بالکل مایوس ہو جاتا ہے کہ اب یہ میرے قابو میں نہیں آئے گا۔ اور اس کی اس کو اتنی تکلیف  
 ہوتی ہے کہ اگر اس کو برپھا بھی لگ جاتا تو اس کو اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ مومنوں کو چاہیے کہ تشہد میں انگلی منور اٹھایا کریں تاکہ شیطان  
 کو تکلیف ہو۔

۱۸ سنت سے مراد آنحضرت کی سنت ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ جب صحابی  
 یہ کہے کہ سنت اس طرح ہے تو گو زیادہ یہ کہہ رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے کیونکہ سنت سے مراد صرف  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

## بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَضْلِهَا

### آنحضرت پر صلوٰۃ اور اس کی فضیلت

آنحضرت پر صلوٰۃ کی فضیلت قرآن عزیز میں ہے۔ احادیث میں بھی اس کی فضیلت آئی ہے۔ نماز میں صلوٰۃ کا مقام کیا ہے۔ آئمہ کے مذاہب اس میں مختلف احناف کے نزدیک نماز میں صلوٰۃ فرض نہیں۔ پڑھ لینا بہتر ہے نہ پڑھے نماز جو بائٹے گی۔ جمہور ائمہ کا یہی خیال ہے۔ امام احمد سے ایک روایت وجوب کے متعلق آئی ہے۔ ابن تیم نے جلاء الافہام میں اسے ترجیح دی ہے۔ اہل حدیث کا مسلک بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

منکرین حدیث کی تحریک نے صلوٰۃ کے متعلق ایک اور ذہن پیدا کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ نماز میں صلوٰۃ کی ضرورت ہی نہیں۔ اس کا مطلب پیغمبر کی پرستش ہے۔ آنحضرت کی خود ستائی ہے۔ ناممکن ہے۔ کہ حضرت مبارک میں اپنا حصہ رکھ لیں۔ اس قسم کے اور بھی شہادت ہیں جو عوام میں بھی پیدا کئے جاتے ہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے صلوٰۃ کے معنی کی وضاحت مناسب ہے۔ آنحضرت سے صلوٰۃ کے جو معنی منقول ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل الفاظ کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے صلوٰۃ۔ برکت۔ ال۔ تشبیہ فی الصلوٰۃ عام طور پر شہادت بعض الفاظ کے لفظ معانی کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔

صلوٰۃ کے معنی اعزاز کریم شہادت طلب کرنا۔ ابن تیم پر فرماتے ہیں۔ **فَصَلَاةُ اللَّهِ عَلَيْهِ تَسَاءُؤٌ وَإِرَادَةٌ لِرَفْعِهِ ذِكْرُهُ وَتَقْرِيبِهِ وَصَلَوْتُنَا نَحْنُ عَلَيْهِ سَوَّالُنَا اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَقْعَلَ ذَلِكَ بِهِ (رَافِعُ أَخُوهُ) جِلَاءُ الْأَفْهَامِ۔** لَنَا اللَّهُ تَعَالَى الْآنحُزْرَتِ كَانَا فَرَادِے۔ ان کے مقام کو بلند فرمائے اور انہیں اپنا قرب عطا فرمادے اور ہماری صلوٰۃ کا یہ مطلب ہے کہ ہم اللہ سے سوال کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت سے اس طرح معاملہ فرمادے۔ انسان کی صلوٰۃ میں یہ ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے دعا کرے یہ دعا انسانی صلوٰۃ کے مفہوم کا لازمی جز ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ **فَإِذَا كَانَ مَعْنَى الصَّلَاةِ هُوَ التَّسَاءُؤُ عَلَى الرَّسُولِ وَالْإِعْتَابَاتُ بِهِ وَظَاهَرُ شَرْفِهَا وَفَضْلِهَا وَحُرْمَتِهَا كَمَا هُوَ السَّعْرُ وَفَتْ مِنْ هَذِهِ النَّظْمَةِ لَمْ يَكُنِ الصَّلَاةُ فِي الْآيَةِ مُشْتَرِكًا مَحْمُولًا عَلَى مَعْنِيهِ بَلْ يَكُونُ مُسْتَعْمِلًا فِي مَعْنَى وَاحِدٍ صِلَا جِلَاءُ الْأَفْهَامِ۔** مطبوعہ ہند جب صلوٰۃ کے معنی آنحضرت کی شہادت آپ پر اللہ کی عنایت اور مہربانی آپ کے شرف آپ کی فضیلت اور بزرگی کا اظہار ہوا۔ جیسے اس لفظ کا لغوی معنی اور مفہوم مشہور ہے۔ تو یہ لفظ مشترک نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک معنی میں استعمال ہوگا شوکانی رحمۃ اللہ علیہ الاوطار میں فرماتے ہیں۔



قَالَ فِي شَرْحِ الْبَيْتِ هَاجِرًا مَعْنَى قَوْلِنَا اللَّهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ عَظْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا بِأَعْلَى ذِكْرِهِ وَ  
 إِظْهَارًا دَعْوَتِهِمَا وَلَا بُعْدَ بِشَرِيْعَتِهِمْ وَ فِي الْآخِرَةِ بِتَشْفِيْعِهِمْ فِي أُمَّتِهِ وَ تَضْعِيْفِ أَجْرِهِ وَ  
 مَشْوَبَتِهِ۔ اس سے ظاہر ہے کہ درود کا شرعی مطلب جب اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوا۔ اعزاز اکرام اور شرفِ عزت  
 ہے جب اس کا تعلق اللہ کے سوا مخلوق سے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ انسان اللہ تعالیٰ سے ان چیزوں کا سوال اور دعا  
 کرے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت کو شرف و بزرگی عنایت فرمادے۔ جس صلوة میں سوال نہ ہو دعا کے طور پر اللہ تعالیٰ سے  
 آنحضرت کے لیے شرف و کرامت اور اعزاز کی دعا نہ کی جائے وہ صلوة اور درود نہیں کہلا سکے گا۔ عوام میں جو کلمات  
 درود کے نام سے مشہور ہیں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یہ درود نہیں کہلا سکتا۔ اس میں اللہ سے کوئی  
 دعا نہیں کی گئی۔ البتہ آنحضرت کو اطلاع دی گئی ہے کہ آپ پر درود ہو چکا۔ صلوة کے لیے نماز میں وہی لفظ استعمال ہوں گے  
 جو آنحضرت سے منقول ہیں۔ عام درود میں اور لفظ پڑھے جاسکتے ہیں۔ لیکن ان میں دو شرطیں ہیں۔ (۱) الفاظ شریفہ  
 ہوں (۲) اور اللہ تعالیٰ سے آنحضرت کے لیے شرف و کرامت کی دعا کر لی جائے۔

برکت، عظمت، ازدم۔ استقرار۔ اثبات اس ماہہ میں یہ معانی ضرور پائے جاتے ہیں اونٹ کے بیٹھنے کی  
 جگہ کو مبارک کہتے ہیں۔ حوض جس میں ہمیشہ پانی جمع رہے اسے برک کہتے ہیں۔ "برک نیور" اس وقت بولتے ہیں۔ جب  
 اونٹ اطمینان سے دیر تک بیٹھ جائے۔ زیادت اور نمک کے معنی میں بھی یہ ماہہ استعمال ہوا ہے تبارک تفاعل سے ماضی تہ  
 استعمال کرتے ہیں۔ اس کا مضارع امر و میو یعنی مستعمل نہیں۔ کیونکہ ذات حق کے اوصاف قدیم ازلی میں وہ حال و  
 استقبال کی پابندیوں سے آزاد ہیں۔

بارک یا تبریک کا مقصد برکت کے لیے دعا کرنا برکت طلب کرنا مستعمل ہے۔ صلوة یا درود کے اس حصہ  
 کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت کو دائمی عظمت عنایت فرمائے۔ جو ہمیشہ لازم اور قائم رہے اسی طرح آنحضرت  
 کی عزت میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہے۔ آپ کی کامیابیوں میں اس قدر اضافہ ہو اس قدر بڑھے کہ اس سے بحر و بر معمور  
 ہو جائیں۔ انسان پر ضروری ہے کہ آنحضرت کے مقاصد کی کامیابی کے لیے خاتمہ نماز کے وقت دعا کرے۔ یہی درود  
 کا مقصد ہے اور اس کی آنحضرت کو بھی ضرورت ہے۔ اسلام کو بھی مسلمانوں کو بھی اللہ کی اس برکت کے بغیر ایک لمحہ زندگی  
 گزارنا ناممکن ہے۔ اس برکت کی ضرورت بسند رخ میں بجا ہے اور آخرت میں بھی۔

گوارانا ناممکن ہے۔ اس برکت کی ضرورت بسند رخ میں بجا ہے اور آخرت میں بھی۔  
 آنحضرت نے فرمایا جو شخص ایک بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا عظمت و اکرام عنایت فرماتا ہے۔

اس ضرورت سے آنحضرت اس مرتبہ کے باوجود آپ کو مرحمت فرمایا گیا مستغنی نہیں ہیں۔  
 نماز کے آخر صلوة کے تعین کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ساری عظمتوں کے باوجود پیغمبران چیزوں میں اللہ تعالیٰ  
 کا محتاج ہے اور یہ عظمت اور اکرام یہ دائمی اعزاز اور برتری اللہ ہی عنایت فرما سکتا ہے۔

گویا درود کا مفاد آنحضرت کے لیے دائمی عزت آپ کے مقاصد میں ہمیشہ کامیابی آپ کے مشن کی کل کائنات میں اشاعت درود کا اصل مقصد ہے۔ آج بھی ہمیں درود سلام اسی مقصد سے پڑھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عبادت پر کئی گنا مزید اجر کا وعدہ اس لیے فرمایا ہے کہ دراصل یہ اسلام کے دوام اور کائنات میں اس کی فتح مندلیوں کی دعا ہے بعض لوگوں نے صلوة کا معنی رحمت سمجھا۔ اس غلطی کی وجہ سے وہ مختلف شہادت میں مبتلا ہو گئے۔ کسی نے کہا آنحضرت کو ہماری دعا کی کیا ضرورت ہے۔ وہ خود رحمت اللعالمین ہیں۔ ان کے لیے مزید رحمت کی کیا ضرورت ہے۔ صلوة کے معنی رحمت ہوتے تو قرآن عزیز میں اسے عطف و تقاریر سے ذکر نہ فرمایا جاتا۔ اولئک علیکم صلوات من ربہم ورحمۃ یہاں صلوة ورحمۃ کا الگ الگ ذکر فرمایا گیا ہے

صلوة پڑھتے وقت نماز میں آنحضرت کا خیال ذہن میں آئے گا ورنہ صلوة کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن یہ تصور خالق یا معبود کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک فرمانبردار خادم کی حیثیت سے ہے۔ ایک تابع و خادم کی حیثیت سے جسے اپنے معبود کی غلامی پر اتنا ناز ہے کہ وہ پوری امت سے آرزو اور توقع رکھتے ہیں کہ ان خدمت گزاروں میں کامیابی کے لیے یہ ہمیشہ دست بدعا، اہل اور نماز سے فراغت سے پہلے وہ خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ مقام عبدیت کی یہ کامیابیاں آنحضرت کو عنایت فرمائی جائیں۔ اس حیثیت میں یہ تصور عبادت میں قطعاً نقصان کا موجب نہیں بلکہ عبارات کے مقاصد میں موید ہے۔

آل کے معنی میں چار مشہور اقوال ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے صدقہ حرام فرمایا۔ امام شافعی کے نزدیک بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب دونوں پر صدقہ حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ صرف بنو ہاشم پر صدقہ حرام سمجھتے ہیں ممالک میں سے اہلبیت کا قول ہے کہ بنو ہاشم بنو عبد المطلب۔ بنو امیہ۔ بنو زہری اس کے ادھر بنو غالب سب پر صدقہ حرام ہے حرمت صدقہ میں کون کون قبائل شامل ہیں۔ اس میں اختلاف ہے۔ لیکن امام شافعی امام احمد جمہور شوافع اور حنابلہ کا یہی قول ہے کہ آل سے مراد وہی لوگ ہیں۔ جن پر صدقہ حرام ہے۔

(۲) آل سے مراد آپ کی اولاد اور بیویاں ہیں۔ ظاہر قرآن سے بھی سمجھ می آتا ہے کہ سورہ الزہاب کی آیت تطہیر میں ازواج صحابہ شامل ہیں۔ اور آنحضرت کی دعا سے حضرت علیؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور فاطمہؓ اس میں شامل ہو گئے۔ صلوة کے بعض صیغوں میں اس کی صراحت بھی پائی گئی ہے۔ ابو حمید ماعدی سے مروی ہے اللہم صل علی محمد وانداجد وذریتہ (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد)

(۳) آل سے مراد آپ کے اتباع ہیں۔ یہ قول امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل فرمایا ہے۔

(۴) آل سے مراد اقیار اور پاکباز لوگ ہیں۔

صحیح پہلا اور دوسرا قول ہے۔ یعنی قریش کے جن قبائل پر صدقہ حرام ہے۔ اور آنحضرت کی ازواج مطہرات

تفصیل کے لیے جلاہ الا نہماہ فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الامم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

آئمہ سنت متفق ہیں کہ صلوٰۃ آنحضرت کا امت پر حق ہے۔ اس لیے نماز میں اور اس کے علاوہ صلوٰۃ کا ورد اجر کا موجب ہے۔ صلوٰۃ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کس قدر بھی بلند ہو جائے، علم و فضل مال و دولت زہد و تقویٰ میں انسان کا مقام کتنا بڑا کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کی اہمیت سے وہ مستغنی نہیں ہوتا۔ نبوت اللہ تعالیٰ کی مہبت سے اور یہ مقام اتنا اونچا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطیے اور اس کی عنایات کے تمام مقام اس سے فروتر ہیں اس مقام پر فائز ہونے کے بعد بھی خدا تعالیٰ کا انسان محتاج رہتا ہے اور اس عزیز و کرامت کو قائم رکھنے کے لیے خدا تعالیٰ کی مدد اور اعانت فرورکنا ہے۔ یہ خود ستائی نہیں بلکہ اللہ کی بڑی کا اعتراف ہے۔ اس سے جہاں احترام ظاہر ہوتا ہے۔ وہاں آپ کے اعتراف و اقدار کا احترام بھی معلوم ہوتا ہے۔ آل کے مفہوم میں اگر تنگ لڑائی سے کام نہ لیا جائے تو صحابہ اور آنحضرت کے اتباع کا اس میں خیال نہ ہو سکتا ہے۔ انبیاء کی آل و ذریت میں نسب اور تقویٰ دونوں امر ملحوظ رکھے گئے ہیں۔

امیر و بدعت اور منکرین سنت نے صلوٰۃ سے انکار کیا ہے۔ بعض نے اس لیے کہ یہ قرآن میں نہیں بعض نے اس لیے کہ یہ بدعت اور منکرین سنت نے صلوٰۃ سے انکار کیا ہے۔ بعض نے یہ سمجھا کہ پیغمبر کی خود ستائی اس سے کہ یہ شرک ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کا بھی نماز میں حصہ ہے۔ بعض نے یہ سمجھا کہ پیغمبر کی خود ستائی اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ بعض نے صلوٰۃ کے مفہوم ہی کو بدلنے کی کوشش کی ہے۔ یہ سب کچھ کم علمی اور جہالت کے کرشمے ہیں۔ صلوٰۃ کا مزہ جب بالا مفہوم نگاہ میں رکھنے سے یہ تمام وساوس خود بخود رفع ہو جاتے ہیں۔

۱۰۔ یہ صحیح ہے کہ وہ صلحاء و اتقاویہ میں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نبی تعلق بھی ہے وہ نور علی نور ہیں ان کو خداوند تعالیٰ نے وہی بزرگی عطا فرمائی ہے اور ان پر صدقہ و زکوٰۃ حرام فرمائی ہے لیکن وہ نیک لوگ جن کا آپ سے نبی تعلق نہیں وہ بھی آل سے خارج نہیں ہیں۔ تبیین کو خداوند تعالیٰ نے خود آل میں شامل فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ **وَإِذْ بَجَّيْنَا كُنُوزَ آلِ فِرْعَوْنَ لَا يَسْمَوْنَ فِرْعَوْنَ سُوًى الْعَبْدَ ابِ** اور فرمایا **أَدْخَلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ**۔ یاں دونوں جگہ تبیین مراد ہیں۔ کیونکہ یہ سب وہ لوگ تھے جو فرعون کے ہمنوا تھے۔ قبیح اور فرمانبردار تھے۔ اور اسی طرح نافرمان لوگوں کو نبی تعلق ہونے کے باوجود آل سے خارج کر دیا گیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا **إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي** (کہ میرا بیٹا میرے اہل سے ہے) تو خداوند تعالیٰ نے فرمایا **كَيْسَى مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ** (وہ تیرے اہل سے نہیں ہے اس کے عمل اچھے نہیں ہیں) تو یہاں نبی تعلق ہونے کے باوجود اہل ہونے سے اسے خارج کر دیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ قبیح لوگ آل میں شامل ہیں آل اور اہل کا لفظ دونوں ایک ہی لفظ ہیں۔

## الفصل الأول

۸۶۲۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ لَقِيتُ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هِدَايَةً سَمِعْتُمْهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلَى فَأَهْدِهَا لِي فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ مُسْلِمًا لَوْ يَدَّ كُرَّ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْمَوْضِعَيْنِ.

۸۶۳۔ وَعَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نَصَلِّ عَلَيْكَ فَقَالَ

۸۶۲۔ عبدالرحمان بن ابی لیلی فرماتے ہیں۔ مجھے کعب بن عجرہ نے فرمایا میں تمہیں تحفہ دوں جو میں نے آنحضرت سے سنا۔ میں نے عرض کیا۔ مزرود دیجئے۔ فرمایا ہم نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ اے اللہ کے رسول آپ اور آپ کے اہل بیت پر صلوات کیسے پڑھی جائے۔ سلام کا طریق تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے۔ فرمایا کہ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اللہم باریک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اے اللہ عزت بخش محمد صلعم اور ان کی آل کو جس طرح تو نے عزت بخشی حضرت ابراہیم اور ان کی آل کو تو تعریف اور برتری کا حق دار ہے اے اللہ برکت عطا فرما۔ آنحضرت اور ان کی آل کو جس طرح تو نے برکت فرمائی۔ حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر بیشک تو ستائش اور برتری کا مستحق ہے۔ (بخاری مسلم) لیکن مسلم نے دونوں جگہ ابراہیم کا ذکر نہیں کیا۔

۸۶۳۔ ابو حمید ساعدی نے فرمایا۔ لوگوں نے کہا۔ حضرت ہم آپ پر صلوات کیسے پڑھیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اس

لحہ نازیں درد و واجب ہے۔ اس حدیث کو امام احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اس میں امر کے جو لفظ ہیں ان سے بعض نے درد کو نازیں واجب کہا ہے امام احمد و ثانی کا یہی مذہب ہے اور محمود نے درد پڑھنے کو سنت کہا ہے۔ آل ابراہیم سے مراد حضرت اسمعیل اور اسحق ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے رحمت اور برکت کو اکٹھا کیا اور فرمایا رحمۃ اللہ و بکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی چونکہ حضرت ابراہیم کی اولاد ہیں اور انہی کے دین پر ہیں اس لیے اسی طرح کی رحمت کا سوال کیا کہ رحمت بھی ہے اور برکت بھی۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

۸۶۴ :- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاجِدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

طرح پر صواللہم صل علی محمد وازواجہ وذریتہ کما صلیت علی ال ابراہیم وبارک علی محمد وازواجہ وذریتہ کما بارکت علی ابراہیم انک حمید مجید۔ اسے اللہ آبرو مند فرما۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج اور ان کی اولاد کو جس طرح تو نے آبرو مند فرمایا۔ حضرت ابراہیم کی آل کو اور برکت عطا فرما۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج اور ان کی اولاد کو جس طرح تو نے برکت عطا فرمائی۔ حضرت ابراہیم کی آل کو بے شک تو حمد و ستائش کا عقدا رہے۔ (متفق علیہ)

۸۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک دفعہ صلوات کہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دس گنا اجر عطا فرماتا ہے۔ (مسلم)

۱۔ بیویاں آل میں شامل ہیں۔ اس حدیث کو احمد اور ابی سنن نے بھی نفاذ کے درود میں روایت کیا ہے لیکن امام بخاری نے اس کو انبیاء کی دعاؤں میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے علما کی ایک جماعت نے استدلال کیا ہے کہ آل محمد میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں اور اولاد بھی شامل ہے کیونکہ اس درود میں آل محمد کی جگہ ازواج اور اولاد کو رکھا ہے۔ الفاظ سے گواہی دیتی ہے کہ اس میں شامل نہ ہوں۔ لیکن قرآن مجید کی اصطلاح کے مطابق ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل میں شامل ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ اگر فرعون کے فرماؤں دار اس کی آل میں شامل ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسیوں اور ان کی آل میں شامل نہ ہوں گے جو میرے ذریتہ کا لفظ بیٹوں اور ان کی اولاد کے لیے ہے اور آل میں پوتے دہتے سب شامل ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آل علی۔ آل جعفر آل عقیل آل عباس سب کو اپنی آل کہا ہے۔

۲۔ اس حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض کو یہ شبہ ہوا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ درود صحیحین والے کو تو دس رحمتیں ملیں اور آنحضرت کو ایک اس کا مطلب نہیں ہے بلکہ جس طرح درود پڑھنے والے کی رحمتیں دس گنا بڑھ جاتی ہیں اسی طرح آنحضرت کے لیے بھی رحمتیں کئی گنا بڑھادی جاتی ہیں۔



۸۶۸ :- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَسْتَوِي عَلَى الْأَرْضِ اللَّهُ عَلَى رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَدَوَّالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ -  
 ۸۶۹ :- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا وَلَا تَجْعَلُوا قُبُورِي عِمَدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَكُونُ لِي حَيْثُ كُنْتُمْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ -  
 ۸۷۰ :- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غَمَّرَ نَفْسَ رَجُلٍ ذَكَرْتُ عِنْدَهُ فَأَكْرَمْتُ عَلَيْهِ عَلَيَّ وَرَغِمَ نَفْسُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ أَسْلَخَهُ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ وَرَغِمَ

۸۶۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی مجھ پر سلام کے لئے اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس فرماتے ہیں میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد حاکم ترمذی بیہقی)۔  
 ۸۶۹ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھروں کو قبریں مت بناؤ اور میری قبر کو عید مت بنانا۔ (یعنی میلہ یا عرس کی صورت نہ بنانا) اور مجھ پر سلام بھیجو۔ اور تم جہاں بھی ہو۔ تمہاری صلوات مجھے پہنچ جاتی ہے۔ (نسائی)

۸۷۰ - ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جس آدمی کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر صلوات نہ کرے۔ وہ ذلیل ہو۔  
 ۱۔ روح کی واپسی کا مطلب کیا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رزخی زندگی بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی آدمی سویا ہوا ہو۔ سونے والا نہ تو کچھ بولتا ہے نہ سنتا ہے مگر جب بیدار ہو جاتا ہے تو سب کچھ کہتا ہے بالکل اسی طرح جب فرشتے درود کی خبر آنحضرت کے گوش گزار کرتے ہیں تو آپ اسی طرح بیدار ہو جاتے ہیں جیسے سونے والا بیدار ہو جاتا ہے اور اسی انتباہ کو یہاں روح لوٹانے سے تعبیر کیا ہے ورنہ ایسا نہیں ہے کہ آپ کی روح مبارک کو جسم سے بار بار کھینچنا اور بار بار لوٹایا جاتا ہے۔  
 ۲۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود نہیں ہوتے جیسے آج کل علوم اور جہاد کا خیال ہے بلکہ روضہ اطہر میں تمام امت کے صلوات اور سلام آپ کے پہنچ جاتے ہیں۔ (۱)

۳۔ آنحضرت تشریف نہیں لاتے درود پہنچتا ہے۔ اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور احمد بن حنبلہ اور طبرانی نے بھی کہیں روایت کیا ہے کہ زید بن خالد جونی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور ان کو قربتان نہ بناؤ اور احمد نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور ان کو قبروں کی طرح نہ بنا رکھو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا درود تو مجھے ہر جگہ سے پہنچ جاتا ہے اس خیال سے میری قبر پر نہ آؤ کہ وہاں جا کر درود اور سلام پڑھیں گے وہ تو ہر جگہ سے پہنچ جاتا ہے باقی رہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت تو اس نیت سے سفر نہ کرے بلکہ مدینہ منورہ مسجد نبوی کی زیارت کا قصد کر کے جائے اور آنحضرت کی قبر پر حاضر ہونا کہ لاتعداد احوال والی حدیث کے خلاف نہ ہو جو پہلے گزر چکی ہے۔

أَنْفٍ مَّجِيلٍ أَدْرَاةً وَعِنْدَاكَ أَبَوَاهُ الْكِبِيرَاؤُ أَحَدَاهُمَا فَكُوَيْدًا خِلَاةً الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - ۸۷۱  
 وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْإِسْثَرُ  
 فِي وَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّهُ جَاءَنِي جِبْرَائِيلُ فَقَالَ إِنَّ مَاتَكَ يَقُولُ أَمَا يُرْضِيكَ يَا مُحَمَّدًا أَنْ  
 لَا يَكْفِيكَ عَلَيْكَ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَبَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدًا مِنْ  
 أُمَّتِكَ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالِدَارِمِيُّ -

۸۷۲ - وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَكْثَرُ الصَّلَاةِ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ  
 لَكَ مِنْ صَلَوَاتِي فَقَالَ مَا سَأَلْتُ قُلْتُ الدُّبْعُ قَالَ مَا سَأَلْتُ فَإِنْ زِدْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ

اور جس آدمی پر رمضان المبارک آئے اور گزر جائے اور اس کی مغفرت کا موجب نہ بن سکے وہ بھی ذیل ہو اور جس کے ماں باپ  
 دونوں یا ان میں سے ایک بوڑھا ہو جائے اور وہ اس کے لیے جنت کا سبب نہ بن سکیں۔ وہ بھی ذیل ہو۔ (یعنی ماں  
 باپ کی خدمت سے وہ جنت کا مستحق نہ ہو جائے) (ترمذی)

۸۷۱ - ابو طلحہ نے فرمایا۔ آنحضرت ایک دن تشریف لائے۔ آپ کے چہرہ مبارک سے خوشی کے آثار ظاہر تھے آپ  
 نے فرمایا۔ جبرائیل میرے پاس آئے اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے محمد کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ آپ کی امت سے اگر  
 کوئی ایک دفعہ آپ پر درود پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اسے دس گنا اجر مرحمت فرمائے اور اگر آپ پر کوئی ایک دفعہ بھی سلام کے  
 تو اللہ تعالیٰ دس گنا سلامتی نازل فرمائے۔ (نسائی دارمی)

۸۷۲ - ابی بن کعب فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت سے عرض کیا۔ میں آپ پر بہت صلوة پڑھتا ہوں۔ میں  
 وزو کا کس قدر حصہ صلوة کے لیے وقف کروں۔ آپ نے فرمایا جس قدر تم پسند کرو۔ میں نے عرض کیا۔ ایک چوتھائی  
 فرمایا جیسے تم پسند کرو اور زیادہ کرو تو بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ نصف فرمایا جیسے تم پسند کرو۔ لیکن زیادہ ہو

۱۔ درود نہ بھیجنے والا بخیل ہے :- ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے اور اس کی تائید حضرت علی کی وہ روایت کرتی  
 ہے جس کو حاکم اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس آنحضرت کا تذکرہ ہو اور پھر وہ آپ پر درود نہ بھیجے مطلب  
 یہ ہے کہ عقل مند آدمی کو ایسے اچھے موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان میں اپنی بخشش کا سامان کر لینا چاہیے۔

۲۔ ایک درود کے بدلے دس رحمتیں۔ اس کو ابن حبان اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں  
 اور اس باب میں حضرت انس کی حدیث بھی ہے جس کو احمد۔ نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ جب تم اذان سنو تو مومن کی طرح  
 تم بھی کتے جاؤ پھر مجھ پر درود بھیجو جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔



قُلْتُ النَّصَفَ قَالَ مَا سِئْتُ فَإِنْ نَادَتْ فَهِيَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَالثَّلَاثِينَ قَالَ مَا سِئْتُ  
فَإِنْ نَادَتْ فَهِيَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا قَالَ إِذَا تَكْفَى هَمَّكَ وَيَكْفُرُ لَكَ  
ذَنْبَكَ مَا وَاهُ السُّرْمِيذِيُّ.

۸۴۳۔ وَعَنْ فَصَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعًا  
إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَإِمْرَأَتِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ عَجَلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي إِذَا صَلَّيْتَ فَتَعَدَّتْ فَاحْمَدِ اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلِّ عَلَيَّ  
ثُمَّ ادْعُهُ قَالَ ثُمَّ صَلَّى رَجُلٌ آخَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَصَلَّى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي ادْعُ نَجِيبَ مَا وَاهُ السُّرْمِيذِيُّ وَرَوَى

تو تمہارے لیے اور اچھا ہے میں نے عرض کیا۔ دو تہائی فرمایا جتنا تم جاہو تو زیادہ کرو۔ تو تمہارے لیے اور اچھا ہے  
میں نے عرض کیا۔ پورا وظیفہ صلوة ہی کروں۔ فرمایا یہ تمہارے غموں۔ کے لیے کافی ہوگا اور تمہارے گناہ معاف  
ہوں گے۔ (ترمذی)

۸۴۴۔ فضالہ بن عبید نے فرمایا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی آیا۔ اس  
نے نماز پڑھی اور دعا کی اسے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے  
نمازی تم نے جلدی کی۔ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ۔ تو اللہ کی حمد کرو۔ جیسے اس کا حق ہے اور مجھ پر  
صلوة پڑھو۔ پھر دعا کرو۔ فضالہ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے کسی آدمی نے نماز پڑھی۔ اس  
نے اللہ کی حمد کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۱۔ درود کے برکات اور اس کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے صحیح کہا۔  
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنی دعا اور درود کے لیے ایک خاص وقت مقرر کر رکھا تھا پوچھنے لگے کہ اس وقت  
میں اپنی دعا کے لیے کتنا وقت رکھوں اور درود کے لیے کتنا وقت تو آپ نے فرمایا جتنا وقت بھی درود کے لیے بڑھاتے  
جاؤ گے وہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ یہاں تک کہ ابی نے سارا وقت درود کے لیے وقف کر دیا تو آنحضرت نے فرمایا تیرے  
سارے غم اور فکر ختم ہو جائیں گے دنیا اور آخرت کا کوئی ٹکڑا باقی نہ رہے گا۔ درود شریف کے فضائل بے شمار ہیں۔  
سیوطی نے کہا ہے کہ کثرت درود سے رزق کی کثرت اور برکت کا نزول اور قضاے حوائج اور مہموم اور غموم کا کھل جانا  
یہ اسنے درجے کی نعمتیں ہیں۔

ابوداؤد والنسائی نحوہ۔

۸۷۴: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالشَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى ثَمَّ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَهُ سَلْ تُعْطَهُ سَلْ تُعْطَهُ دَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

### الفصل الثالث

۸۷۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهَ أَنْ يُكْتَالَ بِالْيَمِينِ الْأُولَى إِذَا صَلَّى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ أَبِيهِ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ

اے نازی دعا کرو تمہاری دعا قبول بھی جائے گی (ترمذی ابو داؤد۔ نسائی)

۸۷۴ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ میں آنحضرت کی موجودگی میں نماز پڑھتا اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر بھی موجود ہوتے جب فارغ ہوتا۔ پہلے اللہ کی تعریف کرتا۔ پھر آنحضرت پر درود کرتا۔ پھر اپنے لیے دعا کرتا آنحضرت فرماتے مالکوت میں دیا جائے گا۔ (ترمذی)

### تیسری فصل

۸۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جسے یہ پسند ہو کہ اسے ابوہریرہ پاپ کر دیا جائے تو ہم اہل بیت پر اس طرح صلوات پڑھے اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ أَبِيهِ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِتْلُكَ حَمِيدًا مَجِيدًا اے اللہ عزت اور کامیابی عطا کرو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی امی اور ان کی ازواج کو جو تمام اہل ایمان کی مائیں ہیں۔ ان کی اولاد اور ان کے گھرانوں

۱۷ دعا کے آداب کیا ہیں؟ :- اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ دعا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور بعد میں دعا کرے اور آداب دعائیں یہ ہیں کہ گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور اپنی مدد سے بڑھ کر دعا نہ کرے مثلاً کوئی کہے یا اللہ مجھے نبی بنا دے یا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر جنت میں مقام دے دے ایسی دعائیں کرنا منع ہے اور شرائط دعائیں ہیں کہ حلال روزی کھائے روز اللہ تعالیٰ کی فرمائش درزی اختیار کرے اس طریقہ سے دعا کی جائے تو یقیناً قبول ہوگی اور اگر میں آمین کے لفظ پر ختم کرے۔

۱۷ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہی ہے کہ حمد اور درود کے بعد دعا پڑھنی ہوتی ہے۔

المؤمنين وذرياتهم وأهل بيته كما صليت على آل إبراهيم إنك حميد مجيد رواه أبو داود -  
 ۱۸۷۶ - وعن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أبعيل الندي  
 من ذكرت عنده فلم يبخل علي رواه الترمذي ورواه أحمد عن الحسين بن علي وقال  
 الترمذي هذا حديث حسن صحيح غريب -

۱۸۷۷ - وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى علي عند  
 قبري سمعته ومن صلى علي نائبا أبلغته رواه البيهقي في شعب الإيمان -

کوجس طرح تو نے عزت بخشی۔ آل ابراہیم کو تو ہی تمجید اور برتری کا مستحق ہے۔ (ابوداؤد)  
 ۸۷۶۔ حضرت علی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر صلوات نہ پڑھے۔ وہ  
 بخیل ہے۔ احمد نے یہ حدیث حسین بن علی سے بیان فرمائی۔ ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔  
 ۸۷۷۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی میری قبر کے پاس درود پڑھے میں اسے  
 سنا ہوں جو کسی دور مقام پر درود پڑھے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ (شعب الایمان)

۱۷۔ ازواج مطہرات اہل بیت سے ہیں۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس  
 پر کثرت کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث حجت کے قابل ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات آل میں شامل ہیں بلکہ اصل  
 اہل بیت ہی میں قرآن اور حدیث اسی کی تائید کرتے ہیں۔

۱۸۔ درود فرشتے پہنچا دیتے ہیں۔ یہ حدیث ضعیف ہے اس حدیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی اپنی مصنف میں روایت  
 کیا ہے اور ابن مسعود کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ سیر کرنے والے فرشتے ہیں وہ مجھ کو میری امت کا سلام پہنچاتے  
 ہیں اور یہ حدیث فصل دوم میں پہلے گزر چکی ہے اور اس باب میں حضرت حسن بن علی کی حدیث بھی ہے جو حسن سند سے بیان کی گئی  
 ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ درود بھیجو تمہارا درود مجھ کو پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ درود بہ صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر پڑھا جائے تو آپ خود اس کو سن لیتے ہیں اور  
 اگر دروسے پڑھا جائے تو فرشتے پہنچا دیتے ہیں اور سلام کا جواب بر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیتے ہیں۔ امت کی کیا  
 خوش قسمتی ہے کہ آج بھی آپ کے سلام سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ اگر ساری عمر کے مسلمانوں کا جواب ایک دفعہ بھی مل جائے  
 تو اس پر ساری دنیا قربان کی جاسکتی ہے۔ پھر جائیکہ آپ ہر سلام کا جواب علیحدہ علیحدہ فرمائیں۔ فداہ الی وافی وصلى الله  
 عليه وسلم -

۸۷۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَلَئْتُكَ سَبْعِينَ صَلَاةً رَوَاهُ أَحْمَدُ .

۸۷۹۔ وَعَنْ رُوَيْفِعٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَبَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي رَوَاهُ أَحْمَدُ .

۸۸۰۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَزْبٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلَ نَحْلًا فَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ تَعَالَى قَدْ تَوَفَّاهُ فَتَلَّ فَنَجَّيْتُ أَنْظُرُ فَرَفَعَهُ مَا أَسَّهَ فَقَالَ مَالِكٌ فَمَا كَرُمْتُ لَهُ ذَلِكَ قَالَ فَقَالَ إِنْ جَاءَ بَرَأِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي أَلَا أُبَشِّرُكَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لَكَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّيْتُ

۸۷۸۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ جو شخص آنحضرت پر ایک دفعہ درود پڑھے۔ اللہ اور اس کے فرشتے اس پر توفیق

صلوات بھیجتے ہیں۔ (احمد)

۸۷۹۔ رُوَيْفِعُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور دعا کرے کہ اے اللہ! تار آپ کو اپنی قرب کی جگہ میں قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی (احمد)

۸۸۰۔ عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں۔ آنحضرت (ؐ) سے نکلے اور کھجوروں میں داخل ہوئے اور بہت لمبا سجدہ کیا مجھے خطر ہوا کہ شاید آپ تمنا فرمائیں گے ہوں میں حضرت کو دیکھنے کیلئے آیا۔ آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا۔ کیا دیکھتے ہو میں نے اپنے خیال کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بشارت دی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص تم پر درود پڑھے

۱۔ ہر نیکی کا اجر کم از کم دس گنا ہے۔۔ احمد کی سند کے راوی ہیں پہلے بیان ہوا تھا کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ یہ تو اس قاعدہ کے مطابق ہے کہ جو نیکی کرے گا اس کو دس گنا اجر دیا جائے گا یہ کم از کم معیار ہے زیادہ کی کوئی حد نہیں اور اس کے علاوہ فرشتوں کی رحمت کی دعا بھی ہوتی ہے وہ اس حساب سے الگ ہے اور یہ فرشتوں پر ہی کیا موقوف ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائی تو اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اس کے لیے دست بردار ہو جاتی ہے نہ نصیب درود پڑھنے والوں کے۔

۲۔ آنحضرت کی شفاعت کا ایک سبب۔ اس حدیث کو زیادہ اور بطرانی نے بھی کبیر اور وسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ قرب کی جگہ سے یہاں مقام محمود مراد ہے جس کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے آپ کی شفاعت سے ہر مومن کو فائدہ پہنچے گا لیکن ایسے لوگ جو آپ کے لیے یہ دعا کریں آپ کی خصوصی شفاعت کے مستحق ہوں گے۔

عَلَيْهِ وَمَنْ سَأَلَ عَيْدَكَ سَلَّمَتْ عَلَيْهِ رِزْقًا أَحْمَدًا -  
 ۸۸۱: . وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ  
 لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تَصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ -

میں اس پر برکت نازل کر دیں گا۔ جو تم پر سلام کہے۔ میں اسے سلامتی دوں گا۔ (احمد)  
 ۸۸۱۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ دعا، آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔ آسمان کی طرف نہیں جاتی بیان تک  
 کہ تم آنحضرتؐ پر صلوٰۃ پڑھو۔ (ترمذی)

۱۔ اس حدیث کو عالم نے بھی صحیح سند سے روایت کیا ہے مضمون وہی ہے جو اوپر کی حدیثوں میں آ رہا ہے یعنی آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام کی فضیلت۔  
 ۲۔ دعا کی مقبولیت درود سے ہے؛ بظاہر یہ حدیث موقوف معلوم ہوتی ہے لیکن اس کی نظیر ہی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 مرفوعاً بھی ثابت ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو فرمایا اپنے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر پھر مجھ پر درود بھیج پھر دعا کر  
 یہ الفاظ فضالہ بن عبید کی حدیث میں دوسری فصل میں گور چکے ہیں تو حقیقت میں یہ حدیث بھی مرفوعاً ہے نیز یہ اصول ہے کہ وہ موقوف  
 حدیث مرفوعاً ہوتی ہے جس میں قیاس کو دخل نہ ہو۔

## بَابُ الدَّعَاءِ فِي التَّنْهَدِ

### الفصل الأول

۸۸۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوَنِي فِي الصَّلَاةِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَمِنَ الْمُغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرُ مَا تَسْتَعِينُ مِنَ الْمُغْرَمِ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۸۸۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ أَحَدُكُمْ مِّنَ التَّنْهَدِ الْآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ مِّنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ رَوَاهُ مُسْنَدٌ -

## تَشَهَّدُ كِي دَعَا

### پہلی فصل

۸۸۲۔ عائشہ رضی نے فرمایا: آنحضرت نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمُغْرَمِ دَا عَنِ ابْنِ مَرْجَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ أَحَدُكُمْ مِّنَ التَّنْهَدِ الْآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ مِّنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ رَوَاهُ مُسْنَدٌ -

۸۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: آنحضرت فرماتے ہیں جب تم آخری تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہو۔ جہنم کے عذاب، قبر کے عذاب، زندگی اور موت کے عذاب سے اور مسیح دجال کی شرارت سے (مسلم)

۱۔ تشہد میں دعاء استعاذہ :- حضرت عائشہ کی حدیث کو ابن ماجہ کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے اور اس کے بعد ابو ہریرہ کی حدیث کو بخاری اور ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے۔ اسی دعا کا عمل سلام سے پہلے اور تشہد اور درود کے بعد ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ پہلے تشہد میں بھی ان چیزوں سے استعاذہ کرے۔ بعض نے نماز میں اس دعا کا پڑھنا واجب کہا ہے اور بالاتفاق مستحب ہے۔ ان چار چیزوں کے علاوہ قرض گناہ اور عذاب قبر سے بھی خدا تعالیٰ سے پناہ مانگے۔

۱۸۸۴۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْلَمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ قُولُوا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۸۵۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفُرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۸۶۔ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ أَمْرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۸۸۴۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورہ سکھاتے اور اس دعا کے لیے حکم فرماتے۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔ اسے اللہ میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ پاہننا ہوں۔ میں عذابِ قبر سے تیری پناہ پاہننا ہوں۔ میں مسیحِ دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگنا ہوں۔ میں زندگی اور موت کے فتنوں سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ (مسلم)

۸۸۵۔ حضرت ابو بکر فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے عرض کیا۔ آپ مجھے دعا سکھائیں میں نمازیں وہ دعا کروں آپ نے فرمایا۔ یہ دعا پڑھو۔ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفُرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ۔ اسے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا تو مجھے معاف فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ تو ہی بخشنے والا رحیم اور رحم کرنے والا ہے۔ (بخاری مسلم)

۸۸۶۔ عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں میں دیکھتا تھا کہ آنحضرت اپنی دائیں اور بائیں طرف اشارہ کرتے تھے

۱۔ اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۲۔ تشہد میں پڑھنے کی ایک دعا، اس کو احمد اور اہل سنت نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دعا بھی نماز میں پڑھنی ٹھیک ہے۔ حدیث میں اس کے عمل کا تذکرہ نہیں ہے کہ کس وقت اس کو پڑھے لیکن امام بخاری نے اس کو درود کے بعد اور سلام سے پہلے ذکر کیا ہے نیز اس دعا کو اس وقت پڑھنا چاہیے بعض روایتوں میں ظلم کثیر کی بجائے ظلم کبیر لکھا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہ درود لفظ پڑھ لے۔

يَسْلُو عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّىٰ أَمَّا يَبِيضَ خَدَّاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۱۸۸۷۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بِنْتِ جُنْدُبٍ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

۱۸۸۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصُرِفُ عَنْ يَمِينِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

یہاں تک کہ میں آپ کے رخساروں کی سپیدی دیکھتا ہے (مسلم)

۸۸۷۔ سمرة بنت جندب سے مروی ہے۔ آنحضرت جب نماز سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف توہمہ فرماتے (بخاری)

۸۸۸۔ حضرت انس فرماتے ہیں آنحضرت (نماز سے فارغ ہو کر) دائیں طرف سے رخ بدلتے۔ (مسلم)

۱۔ سلام پر نماز کا اختتام: اس حدیث کو سائے ابن ماجہ، بزار، دارقطنی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے بندے نے کہا اس کے کئی ایک طریق ہیں، اس باب میں صحابہ کی ایک جماعت سے حدیثیں مروی ہیں، عقلی نے کہا کہ دونوں طرف سلام پھیرنے کی بہت سی صحیح حدیثیں ہیں لیکن ایک طرف سلام پھیرنے کی ایک بھی حدیث نہیں ہے۔ اس باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز سلام کے لفظ سے ختم کرتے تھے اور یہ بھی آیا ہے کہ جیسے تم مجھ کو نماز پڑھتے دیکھتے ہو ویسے ہی تم بھی پڑھو تو اس بنا پر بعض نے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کے لفظ سے نماز کو ختم کرنا واجب کہا ہے شافعیہ اسی کے قائل ہیں باقی اس کو سنت کہتے ہیں۔

۲۔ سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کرنا۔ امام بخاری اس حدیث کو مختلف مقامات پر دو مرتبہ لائے ہیں اور اس کو مسلم اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام کو مقتدیوں کی طرف منہ کر لینا چاہیے کیونکہ بلاوجہ لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا تمیز کے خلاف ہے۔

۳۔ دائیں طرف سے منہ پھیرے یا بائیں طرف سے۔ حضرت انس اور عبداللہ بن مسعود کی حدیثوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ حضرت انس منہ پھیرنے کا کیفیت بیان کر رہے ہیں یہ نہیں کہنے کہ آپ بائیں یا دائیں طرف منہ کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود یہ فرما رہے ہیں کہ آپ بہت دفعہ بائیں طرف سے بھی منہ پھیرا کرتے تھے، یہ نہیں کہنے کہ آپ دائیں جانب سے نہیں پھیرتے تھے اور دونوں طرح درست ہے۔ حضرت انس کی حدیث کو سائے نے بھی روایت کیا ہے اور عبداللہ بن مسعود کی حدیث کو ترمذی کے جماعت نے روایت کیا ہے اور براء بن عازب کی حدیث جو ان دونوں کے بعد ہے۔ اس کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ تیسرا منہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بر حال پر نہ تھا آپ اکثر دائیں جانب ہی پھیرتے، لیکن علمائے کہا ہے کہ جائز چیزوں کو جب ان کے مرتبہ سے بڑھا دیا جائے تو وہ مکروہ ہو جاتی ہیں اسی طرح جب حضرت عبداللہ بن مسعود کو یہ خوف معلوم ہوا کہ لوگ دائیں جانب منہ کرنے کو واجب نہ سمجھ لیں تو آپ نے اس کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل بیان کر دیا۔



۸۸۷. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ لِشَيْطَانٍ شَيْئًا مِمَّنْ صَلَوَاتِهِ يَرَى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنِ تَيْمِينِهِ لَقَدْ مَا آيَتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

۸۸۹. وَعَنِ السَّبْرَاءِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ رَبِّ زَيِّنِّي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۹۱. وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ قُمْنَ وَثَبَّتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلَّى مِنْ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللَّهُ فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَسَنَدًا كَثْرًا حَدِيثًا جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ فِي بَابِ الْبُضْحِكِ إِنشَاءً لِلَّهِ تَعَالَى.

۸۸۹۔ ابن مسعود فرماتے ہیں تم سے کوئی بھی نماز میں شیطان کا حصہ نہ بنا لے (یعنی) وہ یہ خیال کرے کہ اسے ضرور دائیں طرف سے لوٹنا پلینے میں نے آنحضرت کو بار بار دیکھا۔ آپ بائیں طرف سے لوٹتے تھے۔ (بخاری مسلم)

۸۹۰۔ حضرت برائے مردی ہے جب ہم آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھتے ہم پسند کرتے کہ ہم آپ کی دائیں جانب ہوں

"تاکہ آپ ہماری طرف توہیر فرمادیں۔ میں نے آپ کو سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ رب! حق ہے ذابک یومہ تبعث اوجممع عبادک (اے رب مجھے اپنے عذاب سے بچا دینے۔ جب آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے یا جمع کریں گے) ۸۹۱۔ ام سلمہ فرماتی ہیں رسول اللہ آنحضرت کے وقت میں جب فرض نماز سے سلام کہتیں تو کھڑی ہو جاتیں۔ آنحضرت اور صحابہ جنہوں نے آپ کے ہمراہ نماز پڑھی تھی پھر سے رہتے تلخ جیت تک اٹھ چاہتا جب آنحضرت کھڑے ہوتے تو مرد بھی کھڑے ہو جاتے (بخاری) اور جابر بن سمورہ کی حدیث ہم کتاب الضحک میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۸۹۱۔ اس حدیث میں جریہ الفاظ ہیں کہ "جب آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے یا جمع کریں گے" یہ نیک حضرت براد کو ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی لفظ کہا تھا "اٹھانے کا یا جمع کرنے کا اب حضرت براد کو چونکہ یاد نہ رہا تھا کہ یہ جمع کے لفظ تھے یا "اٹھانے" کے تو احتیاطاً دونوں لفظ بیان کر دیئے۔

۸۹۲۔ امام مقتدی عورتوں کا خیال رکھے۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیلئے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام کو چاہیے کہ مقتدیوں کی حالت کا خیال رکھے اگر عورتیں بھی مسجد میں آتی ہوئی ہوں تو ان کو پہلے نکل جانے دے تاکہ راستہ میں ان کی مردوں سے ٹکھڑ نہ ہو اور اگر انظار کے بعد بھی کوئی عورت راہ میں ہو تو پھر اس کو بازار یا گلی کے ایک طرف ہو جانا چاہئے تاکہ مرد گزر جائیں اور اگر عورتیں نہ ہوں تو پھر مقتدیوں کو خواہ مخواہ نہیں روک رکھنا چاہئے کہ یہ ہے جا تکلیف ہے۔ امام خود بھی اٹھ جاتے تاکہ مقتدی بھی اٹھ بیٹھیں۔

## الفصل الثانی

۸۹۲۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ أَخَذَ بِيَدِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي لَأُحِبُّكَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ وَأَنَا أُحِبُّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَلَا تَدْعُ أَنْ تَقُولَ فِي دُبُرِكِ صَلَوةَ رَبِّ أَعْنَى عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحَسْبُ عِبَادَتِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ إِلَّا أَنَّ أَبَا دَاوُدَ لَمْ يَذْكُرْ قَالَ وَأَنَا أُحِبُّكَ -

۸۹۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّطُ عَنِّي يَمِينَهُ السَّلَامَ عَلَيَّ كَمَا وَسَّخَتْهُ اللَّهُ حَتَّى يَرَى بَيَاضَ خَدَّيْهِ الْأَيْمَنِ وَعَنْ تِسَارِةَ

### دوسری فصل

۸۹۲۔ معاذ بن جبل فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا معاذ میں تم سے محبت کرتا ہوں میں نے عرض کیا حضرت میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا نماز کے بعد کہیں یہ دعا ترک نہ کرنا۔ دُبُورِکِ یعنی ذکر کے <sup>شکوہ</sup> و حسن عبادت کے اسے اللہ اپنے ذکر شکر اور بہترین عبادت پر میری مدد فرما رہا ہے۔ ابوداؤد و نسائی۔ ابوداؤد نے قال معاذ انا احبک یہ لفظ ذکر نہیں کیا۔

۸۹۳۔ ابن مسعود فرماتے ہیں آنحضرت دائیں طرف سلام کہتے۔ السلام و علیکم ورحمۃ اللہ اور آپ کے دائیں رخسار کی پسیدی نظر آجاتی اور بائیں جانب السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے۔ آپ کے بائیں رخسار کی پسیدی نظر آجاتی۔ (ابوداؤد)۔

۱۔ محبت کا تقاضا خیر خواہی ہے۔ امام نووی نے کہا اس کی سند صحیح ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا اس کی سند قوی ہے۔ اس حدیث میں عجیب مناسبت رکھی گئی ہے۔ ذکر زبان کا کام ہے اور شکر دل کا اور اچھی عبادت ہاتھ پاؤں کا فعل ہے اور انہی تین چیزوں سے ایمان اور اسلام مکمل ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی دوسرے کو اچھے کلمات یا اچھے کام کی نصیحت کرے تاکہ دنیا میں بھی اس کا بھلا ہوا اور آخرت بھی درست ہو جائے اور یہ سمان آدمی کی سب سے بڑی خیر خواہی اور محبت کا سب سے اچھا طریقہ ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کیا جائے۔

۲۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور عمار بن یاسر کی حدیث جس کی طرف سے اشارہ ہے کہ ابن ماجہ میں ہے اس کی سند حسن ہے اور اس باب میں وائل بن حجر کی ایک حدیث ابوداؤد میں بھی ہے۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کے لفظ سے نماز کو ختم کرنا چاہیے۔ کسی اور لفظ یا صحافت آداب نماز کوئی حرکت کرنے یا ہوا زور سے خارج کو دینے سے نماز کو ختم نہ کرنا چاہیے جیسے کہ بعض فقہاء کا خیال ہے۔

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَمَرَحْمَةُ اللَّهِ حَتَّى يَرَى بَيَاضَ خَدَّيْهِ الْأَيْسَرِ مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَ  
التِّرْمِذِيُّ وَلَمْ يَذْكُرِ التِّرْمِذِيُّ حَتَّى يَرَى بَيَاضَ خَدَّيْهِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ -  
۸۹۴: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ أَكْثَرَ نَهْرَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
صَلَوْتَهُ إِلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ إِلَى حُجْرَتِهِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ الشُّنْبَرَةِ -

۸۹۵: وَعَنْ عَطَاءِ الْخُرَّاسِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا يُصَلِّيُ الْإِمَامُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ حَتَّى يَتَحَوَّلَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ عَطَاءُ الْخُرَّاسِيُّ  
كَهَيْدَارٍ لِذِي الْمُغِيرَةِ -  
۸۹۶: وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَضَّهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ وَنَهَاهُمْ أَنْ

ترمذی، نسائی، ترمذی نے رخسار کی سپیدی نظر آنے کا ذکر نہیں کیا۔ ابن ماجہ نے عمار بن یاسر سے روایت فرمایا۔  
۸۹۴۔ ابن مسعود فرماتے ہیں۔ آنحضرت زیادہ تر نماز سے بائیں طرف لوٹتے اپنے منہ کی طرف (شرح السنہ)  
۸۹۵۔ عطاء خراسانی حضرت مغیرہ سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ امام نے جہاں نماز پڑھی ہے۔  
(نوافل) وہاں نہ پڑھے۔ بلکہ جگہ بدل لے (ابوداؤد۔ عطاء خراسانی حضرت مغیرہ کو نہیں ملے۔)  
۸۹۶۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان کو نماز کی ترغیب دلائی۔ اور انہیں منع فرمایا۔ کہ وہ آنحضرت

سے ایک جانب ہی سے نہ پھرے۔۔۔ عبد اللہ بن مسعود کی یہ حدیث ان الفاظ سے صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں پائی گئی۔  
لیکن اس سے پہلے ان کی حدیث گزر چکی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر دیکھا ہے کہ بائیں طرف پھر جاتے تھے اس  
حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود کا مقصد یہ ہے کہ صرف ایک ہی جانب کو منہ پھرنے کے لیے خاص  
نہیں کر لینا چاہیے بلکہ کیفیت، اتفاق، جہر سے بھی منہ پھر جائے وہاں بائیں سے کچھ حرج نہیں ہے۔  
۲۔ جگہ بدل کر دوسری نماز پڑھنا۔ ابوداؤد نے جو کہا ہے کہ عطاء خراسانی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو نہیں پایا یہ اس لیے  
کہا کہ عطاء خراسانی کی ولادت ۵۰ھ میں ہوئی اور اسی سال حضرت مغیرہ کی وفات ہو گئی اور اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت  
کیا ہے اور دوسرے محدثین نے بھی اس حدیث کی تضعیف کی ہے لیکن اس کے کچھ اور بھی طرق اور شواہد ہیں جن سے  
اس کو تقویت ہو جاتی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جہاں پہلے نماز پڑھی ہو وہاں دوسری نماز پڑھے تاکہ قیامت کو اس کی  
گواہیاں زیادہ ہوں جو سکیں کیونکہ جہاں جہاں نماز پڑھے گا وہ جگہ اس کی گواہی دے گی اور اس میں امام کی تخصیص نہیں دوسرے لوگوں کو  
بھی جگہ بدل لینا چاہیے۔

يَتَعَهَّرُونَ قَبْلَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

### الْفَصْلُ الثَّلَاثُ

۸۹۷ :- عَنْ سَدَّادِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ التَّيَّبَاتِ فِي الْأَهْرِ وَالْعَزِيمَةَ عَلَى الرَّشْدِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ  
عِبَادَتِكَ وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا وَلِسَانًا صَادِقًا وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا  
تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوَى أَحْمَدُ نَحْوَهُ .

۸۹۸ :- وَعَنْ جَابِرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ بَعْدَ  
التَّشَهُدِ أَحْسَنَ الْكَلَامِ كَلَامُ اللَّهِ وَأَحْسَنَ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ .

سے پہلے نماز سے رکوعوں (الورد اور)

### تفسیری فصل

۸۹۷ - سداد بن اوس فرماتے ہیں۔ آنحضرت اپنی نماز میں فرمایا کرتے تھے اللہم انی اسئلك التیات فی الایمہ العزیمہ علی الرشید و  
نشکک شکر نعمتک و حسن عبادتک و اسئلك قلبا سلیمًا ولسانًا صادقًا و اسئلك من خیر ما تعلم و اعوذ بک من شر ما تعلم و استغفرک  
لما تعلم اے اللہ میں سوال کرتا ہوں رنابت قدمی کا اپنے کاموں میں اور نیکی میں پیشگی اور تیری نعمتوں کے شکر کی توفیق چاہتا ہوں  
اور بہترین عبادت کی توفیق میں سلیم دل چاہتا ہوں۔ اور زبان صادق میں ان جملہ نیوں کی خواہش کرتا ہوں جن کو تو جانتا ہے۔ اور  
ان برائیوں سے پناہ چاہتا ہوں۔ جن کا تجھے علم ہے اور جو چیزیں تو جانتا ہے۔ میں تیری مغفرت چاہتا ہوں۔ (نسائی احمد)  
۸۹۸ - حضرت جابر سے مروی ہے۔ آنحضرت تشہد کے بعد کہا کرتے تھے۔ احسن الکلام کلام اللہ و احسن الہدی  
ہدی محمد صلعم رب سے بہتر اللہ کا کلام ہے، اور سب سے بہتر آنحضرت کا طریقہ ہے۔ (نسائی)

۱۵ جماعت سے فوراً اٹھ جانا چاہیے۔ (ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے یہاں سلام پھیرنے سے مراد منہ  
دوسری طرف کرنا ہے۔ آنحضرت خود بھی سلام پھیرنے کے بعد کچھ دیر تک منہ قبضہ ہی کی طرف کر کے بیٹھے رہتے اور صحابہ کو بھی حکم فرمایا  
اس کی وجہ یہ تھی کہ عورتیں اتنی دیر میں مسجد سے نکل جائیں۔

۱۶ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ "اپنی نماز میں کہا کرتے تھے" اس  
کا مطلب یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد متصل ہی کہا کرتے تھے یا یہ مطلب ہے کہ تشہد کے بعد اور سلام سے پہلے یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

۱۷ نسائی کی سند کے راوی سب ثقہ ہیں اور اس کی تائید جابر کی حدیث کرتی ہے جو مسلم اور ابن ماجہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم جب غلبہ دینے تو فرماتے اما بعد فان غیر الحدیث آخر تک اور یہاں نماز میں آپ یہ دعا تشہد کے بعد اور سلام سے  
پہلے پڑھتے۔



## بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

### نماز کے بعد ذکر کا بیان

اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کا تذکرہ روح کی غذا ہے۔ آنحضرت ذکر کی تلقین فرماتے تھے۔ دل کے اضطراب بیقرااری و نبوی تفکرات کا یہ بہترین علاج ہے۔ قرآن مجید نے فرمایا: الاذکر اللہ تطمئن القلوب (دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر سے ہے۔ قرآن مجید سارا ہی ذکر ہے لیکن اس سے ادعیہ کو خاص کر ذکر کے لیے متعین کیا گیا ہے۔ احادیث میں آنحضرت سے جو دعائیں منقول ہیں وہ بھی مسنون ذکر ہے، ان میں بعض مواقع کے بعض دعائیں خاص ہیں۔ بعض عام طور پر پڑھی جاتی تھیں۔ یہ تمام دعائیں ذکر کی ہیں۔ طمانیت کے علاوہ اس سے دل پر اثر پڑتا ہے۔ اللہ سے محبت ہوتی ہے۔ کسی چیز کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔ اس سے قلب کو وابستگی پیدا ہوتی ہے۔ ان اذکار اور ادعیہ کا بہت بڑا فائدہ ہے۔ اس باب میں جو ادعیہ مرقوم ہیں۔ یہ نماز سے فراغت کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ اب بھی جہاں تک ممکن ہو مسنون دعائیں پڑھنا۔ برکت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب ہے۔

اپنی زبان میں دعا کی جائے تو شرعاً درست ہے۔ لیکن آنحضرت کے الفاظ میں جو برکت ہے وہ ہمارے الفاظ میں نہیں ہو سکتی جن آداب و مصالح کو آنحضرت نے ملحوظ رکھا۔ وہاں تک ہمارے عقول کی رسائی نہیں۔ اس لیے مسنون دعاؤں کے متعلق بہتر ہے کہ اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہ کیا جائے۔ نہ ہی آنحضرت کے الفاظ کو بدلنے کی کوشش کی جائے۔ البتہ اپنے مطلب کی دعائیں اپنی زبان میں کی جائیں۔ یہ درست ہے۔



## الفصل الأول

- ۹۰۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
- ۹۰۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَأَلَكَ يَقَعُدُ إِلَّا مَقْدَامًا يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ مَا وَاهُ مُسَلِّمًا.

### پہلی فصل

- ۹۰۰۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ میں آنحضرتؐ کی نماز کا خاتمہ تکبیر کی آواز سے سمجھ لیتا تھا۔ آنحضرتؐ سلام کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے۔ (بخاری مسلم)
- ۹۰۱۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرتؐ سلام کے بعد صرف اتنی دیر ٹھہرتے کہ یہ دعا پڑھ لیں۔ اللہم أنت السلام ومنك السلام تبارکت يا ذا الجلال والاکرام ط میرے اشد تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔ اے بزرگوار اور اکرام کے مالک تو بڑی ہی بابرکت ہے۔ (مسلم)

۱۔ نماز کے بعد با آواز بلند تکبیر کہنا۔ ایک روایت کے یہ لفظ ہیں کہ جب لوگ فرض نماز سے فارغ ہوتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ذکر کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے تھے اس کو ترمذی اور ابن ماجہ کے سوا باقی جماعت نے روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلام کے بعد پہلے اللہ اکبر، بلند آواز سے کہنا چاہیے اور اس کے بعد تین دفعہ استغفار پڑھے اور اس کے بعد دوسرے اذکار شروع کرے۔

۲۔ دعائیں اصناف نہ کرنا چاہیے۔ حضرت عائشہ کی حدیث کو ابن ماجہ ترمذی اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ثویان کی حدیث کو جو اس کے بعد ہے بخاری کے سوا باقی جماعت نے روایت کیا ہے۔ حدیث میں اس دعا کے یہی کلمے آئے ہیں اور آج کل اس میں جو نئے کلمے شامل کئے گئے ہیں وہ سنوں دعا سمجھ کر نہیں پڑھتے چاہئیں مثلاً ایک یرجع السلام عینا ربنا بالسلام گویا الفاظ اپنے معنی کے لحاظ سے اچھے ہیں۔ لیکن حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔ اس لیے پرہیز رکنی ہے۔

۳۔ آنحضرتؐ سے نماز کے بعد کئی دعائیں ثابت ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا صرف یہی دعا پڑھتے جس طرح دوسری احادیث میں وارد ہے۔ (مجموعہ)

۹۰۲۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْتَهَرَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَخْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ سَأُوَاهُ مُسَلِّمٌ۔

۹۰۳۔ وَعَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجِدِّ مِنْكَ الْجِدُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۰۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَمَّ مِنْ صَلَاتِهِ يَقُولُ بِصَلَاتِهِ الْأَعْلَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

۹۰۲۔ ثوبان فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ استغفار کرتے اور فرماتے اللہم انت السلام ومنك السلام تبارکت يا ذا الجلال والاکرام (مسلم)

۹۰۳۔ مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نماز کے بعد یہ دعا فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدیر اللہ لا مانع لہما اعطیت ولا معطى لہما منعت ولا ینفع ذالجد منک الجدد (مسلم)

۹۰۴۔ عبد اللہ بن زبیر فرماتے ہیں آنحضرت جب نماز سے سلام پھیرتے تو اونچی آواز سے فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا یتا لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرة الکافرون (مسلم)

۹۰۴۔ عبد اللہ بن زبیر فرماتے ہیں آنحضرت جب نماز سے سلام پھیرتے تو اونچی آواز سے فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا یتا لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرة الکافرون (مسلم)

۹۰۴۔ عبد اللہ بن زبیر فرماتے ہیں آنحضرت جب نماز سے سلام پھیرتے تو اونچی آواز سے فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا یتا لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرة الکافرون (مسلم)

۹۰۴۔ عبد اللہ بن زبیر فرماتے ہیں آنحضرت جب نماز سے سلام پھیرتے تو اونچی آواز سے فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا یتا لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرة الکافرون (مسلم)

۹۰۴۔ عبد اللہ بن زبیر فرماتے ہیں آنحضرت جب نماز سے سلام پھیرتے تو اونچی آواز سے فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا یتا لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرة الکافرون (مسلم)



وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَّا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ كَالْمَاءِ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ كَمَا نَتَّعِمُهُ  
وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الشُّعْرَاءُ الْحَسَنُ كَالْمَاءِ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَتُوكِرُهُ الْكَافِرُونَ  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۹۰۵. وَعَنْ سَعْدِ أَنَّهُ كَانَ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ ذُبْرَ الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ  
الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْذَلِ الْعَمَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ نیکی کرنے برائی سے بچنے کی طاقت اسی کی طرف سے ہے۔ ہم صرف اسی کی  
عبادت کرتے ہیں۔ سب نعمتیں اسی کی ہیں۔ اسی کے لیے بہترین تعریفیں ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود  
نہیں۔ ہم صرف اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اگرچہ کافر اسے ناپسند کریں۔ (مسلم)

۹۰۵۔ حضرت سعد اپنے بیٹوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے۔ اور فرماتے آنحضرت ہر نماز کے بعد ان کلمات  
کے ساتھ تَعَوَّذُ فَرَمَاتے اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ  
مِنْ أَرْذَلِ الْعَمَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ (اے اللہ میں بُزدلی اور بخل سے تیری پناہ  
چاہتا ہوں۔ اور بیکار عمر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا  
ہوں)۔ (بخاری)

(بقیہ حاشیہ) دھوجی لایموت بید الخیر۔ (ذو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور خود زندہ ہے کبھی نہ مرے گا اسی کے ہاتھ  
میں بھلائی ہے) ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دعا کو ایک مرتبہ پڑھے۔ احمد اور نسائی اور ابن خزیمہ کی روایت  
میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ان کو تین بار پڑھے اور صبح اور مغرب کی نمازوں کے بعد ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھے۔  
۱۔ ذکر حقی و حلی و ولوں درست ہیں۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس دعا  
کو نماز کے متصل ایک ہی بار پڑھے۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ ذکر ہر وقت حقی ہی نہیں بلکہ اس کے مختلف  
مقام ہیں جہاں کوئی ذکر بلند آواز سے کیا ہے وہ بلند آواز ہی سے ہونا چاہیے اور جہاں آہستہ آیا ہے وہاں آہستہ کہنا  
چاہیے اور یہ اعتراض بالکل فصول ہے کہ کیا خدا معاذ اللہ بہرہ ہے اس کو آہستہ سنائی تین دینا وغیرہ ذلک من المخافات۔  
۲۔ ذیل عمر سے پناہ۔ یہ حضرت سعد بن ابی وقاص ہیں اور یہ ہمیشہ کے لیے یاد رکھنا چاہیے کہ جہاں جہاں صرف  
سعد کا لفظ ہے وہاں مراد حضرت سعد بن ابی وقاص ہوتے ہیں اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے

۹۰۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ فُقْرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ اتَّوَارَسُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا قَدْ ذَهَبَ أَهْلُ الْكَاثُرِ بِالرَّجَاتِ الْعُلَى وَالْتَعْيِيرِ الْمُقْبِنِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيُصُومُونَ كَمَا نُصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا تَتَصَدَّقُونَ وَلَا يُعْتَقُونَ وَلَا نُعْتَقُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّ أَعْلَمُكُمْ شَيْئًا تَدَارَكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُونُ أَحَدًا أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَسْبِحُونَ وَتُكَبِّرُونَ وَتُحَمِّدُونَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً قَالَ أَبُو صَالِحٍ فَرَجَعَ فَقَرَأَ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلَ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَعْنَا فَفَعَلُوا مِثْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَيْسَ قَوْلُ أَبِي صَالِحٍ إِلَى إِخْوَانِهِ إِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ وَفِي رِوَايَةِ لِبِخَارِيِّ تَسْبِحُونَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَتُحَمِّدُونَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُونَ عَشْرًا بَدَلِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ -

۹۰۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فقیر مہاجر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا دو لہنتہ اعلیٰ نعینیں اور بلند ترین مراتب لے گئے حضرت نے دریافت فرمایا یہ کیسے فقرا نے کہا وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں لیکن وہ صدقہ کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔ وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔ آنحضرت نے فرمایا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جس کی وجہ سے تم آگے جاؤ اور لوگوں کو پیالو گے اور پچھلوں سے آگے نکل جاؤ گے۔ تم سے وہی افضل ہو سکے گا جو تمہاری طرح عمل کرے۔ مہاجرین نے عرض کیا حضرت فرمائیے فرمایا ہر نماز کے بعد ۳۳، ۳۳ دفعہ الحمد للہ سبحان اللہ، اللہ اکبر، کہا کرو۔ ابو صالح فرما ہیں فقرا مہاجرین پھر آنحضرت کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے دو لہنتہ بھائیوں نے بھی جو ہم کرتے ہیں سن لیا اور وہ بھی اسی طرح کرنے لگے۔ آنحضرت نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جیسے چاہے دیدے (بخاری و مسلم) ابو صالح کا قول صرف مسلم میں ہے۔ اور صحیح بخاری میں ۳۳ کی جگہ صرف دس دس دفعہ تسبیح حمد اور تکبیر کا ذکر آیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ) اور صحیح کہا ہے اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ایسی عمر و طرح کی ہے ایک تو وہ ہے جس میں ہوش و حواس جاتے رہیں اور عبادات میں خلل واقع ہونے لگے اس زندگی سے آپ نے پناہ مانگی ہے اور ایک وہ ایسی زندگی ہے جس میں ہوش و حواس کا بحال ہوں اور عبادت الہی اور ذکر برابر جاری رکھوں۔ طرح کی ایسی زندگی خدا کا مومن پر حسان عظیم ہے۔ لہٰذا بحال نیکی کا باعث ہو وہ خدا کا فضل ہے۔ اس حدیث کو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون

۹۰۷۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْقِبَاتٌ لَا تَخِيبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرُ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَحْمِيدَةً وَارْبَعٌ وَثَلَاثُونَ تَكْبِيرَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ سَبَّحَ اللَّهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ وَقَالَ تَمَامُ الْمِائَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غَفِرَتْ

۹۰۷۔ کعب بن عجرہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (چند کلمات) نماز کے بعد کہے جاتے ہیں ہر فرض نماز کے بعد یہ کہنے والا نقصان نہیں اٹھاتا ۳۳ دفعہ تیسلیات ۳۳ دفعہ الحمد للہ ۳۳ دفعہ اللہ اکبر کہنا۔ (مسلم)

۹۰۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے جو آدمی ہر نماز کے بعد ۳۳ دفعہ تیسلیح کے ۳۳ دفعہ الحمد للہ ۳۳ دفعہ اللہ اکبر کہے۔ یہ کل ۹۹ ہوئیں اور لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علیٰ کل شیء قدير اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بلکہ اسی کا ہے حمد اسی کے لیے ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس سے سو پورا کر لے۔ اس کے گناہ معاف ہو جاتے

(بقیہ حاشیہ) کی ایک حدیث ترمذی اور نسائی میں ابن عباس سے بھی مروی ہے۔ اور اس حدیث کے الفاظ بخاری کے ہیں۔ تعجب ہے کہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں بخاری کے لفظ ذکر نہیں کیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امیر اور فقیر مومن کے اگر اعمال حسنہ برابر ہوں تو پھر امیر غریب سے بہتر ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ فقراء مسلمین مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ وہ اور چیز ہے جنت میں پہلے جانے کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ امیر سے درجے میں بھی بلند ہوں گے۔ درجات تو خدا تعالیٰ کی رحمت اور اعمال کے حساب سے ہوں گے۔ اور اگر آدمی مومن ہو تو اعمال پھر مالدار ہی کے زیادہ ہوں گے۔ مثلاً حج، زکوٰۃ، قربانی، صدقہ فطر۔ نفلی صدقہ، رفاہ عامہ کے کام یہ سب مالدار سے تعلق رکھتے ہیں غریب سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا تیسری، تمجید اور تکبیر کی فضیلت۔ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ دارقطنی نے اسناد رکات میں کعب کی اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث موقوف ہے امام نووی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ کعب کی یہ حدیث صحیح مسلم میں کتنی ہی مرتبہ مرفوع ذکر ہوئی ہے۔ اور صرف دو دفعہ موقوف ہوئی ہے اور جب کوئی حدیث مرفوع بھی آئی ہو اور موقوف بھی تو اس کا حکم مرفوع کا ہوتا ہے نہ کہ موقوف کا۔

خَطَايَاہُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَابِ الْبَحْرِ وَوَاهُ مُسْلِمًا۔

### الفصل الثانی

۹۰۹۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَبِلَ رَسُولُ اللَّهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ  
وَدُبُرُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوباتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۹۱۰۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمَعْرُوفَاتِ  
فِي دُبُرِكُلِّ صَلَاةٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُودَاؤُدُ وَالتَّنْسَانِيُّ وَبِيهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ۔

ہیں۔ گو سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (مسلم)

### دوسری فصل

۹۰۹۔ ابوامامہ فرماتے ہیں، آنحضرت سے پوچھا گیا۔ کون سی دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ فرمایا آخری  
رات کے درمیان اور فرض نماز دن کے بعد۔ (ترمذی)

۹۱۰۔ عقبہ بن عامر فرماتے ہیں۔ مجھے آنحضرت نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد معوذتین یعنی سورہ فلق  
اور سورہ الناس پڑھا کر۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی، دعوات کبیر بیہقی)

(بقیہ جاشیبہ) نقصان نہ اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اتنا کر لے تو پھر پورا حق ادا ہو گیا۔

لے اس حدیث کی مالک اور ابن خزمیر نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری نے ان کو ان الفاظ سے روایت  
نہیں کیا۔ اس حدیث میں بھی نماز کے بعد ذکر کا تذکرہ ہے۔

۱۰ قبولیت دعا کے اوقات۔ امام نسائی نے اس کو دن اور رات کے اعمال میں ذکر کیا ہے اور ترمذی  
نے اس کو حسن کہا ہے۔ اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آخری نصف رات کا نصف یعنی

جب کہ رات چوتھائی حصہ باقی رہ جائے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ ہمارے رب تبارک و تعالیٰ  
ہر رات جب کہ تیسرا حصہ رات کا گزر جاتا ہے تو آسمان دنیا کی طرف آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کون ہے مجھ کو پکارتے

والا کہ میں اس کی فریاد کو سنوں اس حدیث کو جماعت نے روایت کیا ہے۔ دوسرا وقت فرض نمازوں کے  
بعد بھی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ جس طرح آج کل دستور ہے کہ سب مقتدی اور امام اس وقت تک بیٹھے رہتے

ہیں جب تک کہ دعا مانگی جائے اس طرح کا التزام نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے عہد میں نہیں تھا۔ کبھی دعا  
مانگی جاتی کبھی نہ مانگی جاتی۔ پھر کبھی جماعت سے مل کر مانگی جاتی اور کبھی اکیلے یعنی فرضوں کے بعد دعا مانگی

۹۱۱ :- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ أَقْعَدًا مَعَ قَوْمٍ يَذُكُرُونَ اللَّهَ مِنْ صَلَوةِ الْعَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةَ مِثْرِينَ وَلَيْلًا أَسْتَعْبِلُ وَلَا أَنْ أَقْعَدًا مَعَ قَوْمٍ يَذُكُرُونَ اللَّهَ مِنْ صَلَوةِ الْعَصْرِ إِلَى تَغْرِبِ الشَّمْسِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةَ رَوَاةُ الْبُودَاوَدِ -  
 ۹۱۲ :- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ شَدَّ

۹۱۱ - حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ صبح کی نماز سے سورج کے طلوع تک ذکر کرنے والوں میں بیٹھنا مجھے حضرت اسماعیل کی اولاد سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ مرغوب ہے اور عصر سے مغرب تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں میں بیٹھنا مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (البوداؤد)  
 ۹۱۲ - حضرت انسؓ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز باجماعت ادا کرے پھر

دقیقہ حاشیہ) فرض واجب نہیں بنا لینا چاہیے اور ویسے جہاں تک ہو سکے اس وقت دعا کرے کہ قبولیت کا وقت ہے۔  
 ترمذی نے اس کو فضائل القرآن میں روایت کیا ہے اور کہا حسن غریب ہے بلکہ معوق ترین کی فضیلت۔ ترمذی نے فرمایا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ آج رات کچھ آیتیں اتری ہیں جن کی مثال اور اس کا اصل مسلم میں بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ آج رات کچھ آیتیں اتری ہیں جن کی مثال نہیں ملتی یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بعض نے ان میں سورۃ اخلاص اور سورۃ قل یا ایہا الکافرون کو بھی شامل کیا ہے۔  
 (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ ذکر وادکار کا ثواب۔ حضرت انسؓ کی اس حدیث میں موسیٰ بن خلف کے متعلق محدثین کا اختلاف ہے اور حضرت انسؓ کی آئینہ حدیث میں ابو ظلال بن ابی ہلال مختلف فیہ ہے۔ پہلی حدیث کا شاہد احمد میں ابوامامہ کی حدیث ہے۔ اور دوسری حدیث کا شاہد طبرانی میں ہے پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر صدقہ اور غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور ذکر میں قرآن مجید، تسبیح، تہلیل، تحمید، تکبیر اور درس علم یہ سب شامل ہیں اور دوسری حدیث میں جو دور کتوں کا ذکر آیا ہے یہ دور کعتیں اشراق کی ہیں جس کو صبح کی نماز بھی کہا جاتا ہے اس حدیث کے کچھ اور بھی شواہد ہیں۔ اس سے اشراق کی نماز کی فضیلت ثابت ہوئی اور اسمعیل کی اولاد سے غلام آزاد کرنا اس لیے فرمایا کہ عربوں کے نزدیک اسمعیل کی اولاد کے غلام منگے ہوتے تھے۔

قَعْدًا يَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَبَّةٍ وَعُمَرَاءُ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَامَةً تَامَةً تَامَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

### الفصل الثالث

۹۱۳۔ عَنِ الْأَسَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ صَلَّى بِنَا إِمَامِنَا لَيْكُنِي أَبَا رَمْثَةَ قَالَ صَلَّيْتُ هَذِهِ  
الصَّلَاةَ أَوْ مِثْلَ هَذِهِ الصَّلَاةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ  
وَعُمَرُ يَقُومَانِ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ عَنْ يَمِينِهِ وَكَانَ رَجُلٌ قَدْ شَهِدَا التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى مِنَ  
الصَّلَاةِ فَصَلَّى نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى  
رَأَيْنَا بَيَاضَ خَدَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ كَمَا نَفَثَ أَبُو رَمْثَةَ يَعْنِي نَفْسَهُ فَقَامَ الرَّجُلُ الَّذِي أَدْرَكَ  
مَعَهُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ يَشْفَعُ فَوَثَبَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِمَنْكِبَيْهِ فَهَزَّاهُ ثُمَّ قَالَ اجْلِسْ  
فَإِنَّ لَكَ يَهْلِكَ أَهْلُ الْكِتَابِ إِلَّا أَنْتَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ صَلَاتِهِمْ فَصَلَّ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصْرَهُ فَقَالَ أَصَابَ اللَّهُ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

سورج کے طلوع تک اللہ کا ذکر کرے۔ پھر دو رکعت نماز ادا کرے۔ اسے حج اور عمرہ کا اجر ہوگا  
پورا حج اور عمرہ آنحضرت نے تین دفعہ فرمایا۔ (ترمذی)

### تیسری فصل

۹۱۳۔ ارزق بن قیس نے فرمایا ہمارے امام نے ہمیں نماز پڑھائی جن کی کیفیت ابو رمثہ بھی انہوں نے  
فرمایا میں نے یہی اس طرح کی نماز آنحضرت کے ساتھ پڑھی۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر پہلی صف میں آنحضرت  
کی دائیں طرف کھڑے ہوتے تھے ایک آدمی تکبیر اولیٰ میں گملا آپ نے نماز پڑھی۔ پھر دائیں طرف سلام پھیرا۔ ہم  
نے آپ کے یا بרכת رخساروں کی سفیدی دیکھی۔ پھر آپ ابو رمثہ یعنی میری طرح لوٹے جو آپ کے ساتھ  
تکبیر اولیٰ میں ملا تھا۔ اس نے اٹھ کر دو رکعت نماز شروع کر دی۔ حضرت عمر فوراً اٹھے اسے کندھوں سے  
پکڑ کر ہلایا اور فرمایا بیٹھ جاؤ اہل کتاب اسی لیے تباہ ہوئے کہ وہ فرضی اور نفلی نماز میں فرق نہیں کرتے  
تھے۔ آنحضرت نے نگاہ اٹھائی اور فرمایا۔ اے عمر اللہ نے تمہاری وجہ سے حق کو قائم فرمایا۔ (ابوداؤد)

۱۔ فرضوں اور نفلوں میں فاصلہ کرنا چاہیے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ فرضوں کے بعد سنت یا  
نفلی اسی جگہ پر بغیر کسی فاصلہ کے نہیں پڑھنے چاہئیں۔ یعنی فرضوں اور نفلوں کو ملا نہیں دینا چاہیے اور یہ

۹۱۴۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ نُسَبِّحَ فِي دُبُرِكُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنُحْتَدَّ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنُكَبَّرَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَأَتَى رَجُلٌ فِي الْمَسَامِيرِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقِيلَ لَهَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُسَبِّحُوا فِي دُبُرِكُلِّ صَلَاةٍ كَذَا أَوْ كَذَا قَالَتْ أَنْصَارِي فِي مَنَامِهِ نَعَمْ قَالَ فَاجْعَلُوهَا خَمْسًا وَعِشْرِينَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ وَاجْعَلُوا فِيهَا التَّهْمِيلَ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْعَلُوا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّسَائِيُّ وَاللَّهَ اِبْرَاهِيمُ۔

۹۱۵۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَعْوَادِ هَذَا الْيَمَنِيِّ يَقُولُ مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِكُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَنْعَهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَرْتُ وَمَنْ

۹۱۴۔ زید بن ثابت نے فرمایا ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم ہر نماز کے بعد ۳۳ دفعہ تسبیح پڑھیں ۳۳ دفعہ الحمد للہ کہیں اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر کہیں۔ انصار سے ایک آدمی کو خواب میں کوئی آدمی ملا۔ اس نے کہا آپ کو حضرت نے حکم فرمایا ہے کہ نماز میں اتنی اتنی دفعہ تسبیح کہا کرو۔ اس نے کہا ہاں فرمایا۔ اسے پچیس پچیس دفعہ کر دو۔ اور اس میں لا الہ الا اللہ پڑھا دو۔ صبح کے وقت وہ انصاری آنحضرت کے پاس آیا۔ اور آپ کو خواب کا پتہ دیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اسی طرح کر لو۔ (احمد۔ نسائی۔ دارمی)

۹۱۵۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے آنحضرت سے سنا۔ وہ اس منبر کی سیڑھیوں پر فرماتے تھے جو آدمی ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اسے جنت کے داخل ہونے میں موت کے سوا کوئی مانع

دقیقہ حاشیہ) فصل تین طرح سے ہو سکتا ہے یا تو زیادہ دیگر گزار جانے سے جیسا کہ ابو یعلیٰ اور احمد میں ہے کہ حضرت عمر نے اس کو کہا کہ ابھی بلیٹھا جا۔ دوسری قسم کا فصل یہ ہے کہ آدمی جگہ بدل دے آگے یا پیچھے ہو جائے یا دائیں بائیں ہو جائے جیسا کہ باب الدعاء فی التشمہ کی دوسری فصل میں گزر چکا ہے اور فصل کی تیسری صورت یہ ہے کہ کلام کر کے دونوں نمازوں میں فاصلہ کر دے اور یہاں یہی مقصود ہے حضرت عمر کا منشا یہی ہے کہ بلیٹھا کر کچھ ذکر اذکار کرے جیسا کہ مسلم میں حضرت معاویہ کی حدیث میں آیا ہے۔

لہ اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث صحیح ہے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ ذکر مختلف اوقات میں آنحضرت سے منقول ہے کبھی آپ نے دس دس مرتبہ فرمایا کبھی گیارہ مرتبہ کبھی پچیس مرتبہ اور کبھی تینتیس مرتبہ۔

قَدْ أَهَاجَيْنَ يَا خُدَا مُصْبِحَهُ أَمَنَهُ اللهُ عَلَى دَارِهِ وَكَدَارِ جَارِهِ وَأَهْلِ دُوَيْرَاتِ حَوْلَمَا  
رَأَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ إِسْتَاذُهُ ضَعِيفٌ.

۹۱۶۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ قَبْلَ  
أَنَّا يَنْصَرِفَ وَيَتَنَبَّأُ رَجُلِيهِ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَالصُّبْحِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
لَهُ الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يَجِي وَيُيْتِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَ  
لَهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَوُحِّتَ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَمُرْفَعٌ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَأَنَّ

نہیں۔ اور جو اسے سوتے وقت بستر پر پڑھے اسے اور ہمسایوں اور قریبی گروں کو اللہ مصائب سے  
امن عطا فرماتا ہے۔ (شعب الایمان بیہقی اس کی سند ضعیف ہے)

۹۱۶۔ عبدالرحمن بن غنم آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں آپ نے فرمایا جو آدمی صبح اور مغرب  
کی نماز کے بعد منہ پھیرنے سے پہلے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد بیدہ  
الخیریجی ویئیت وهو علی کل شیء قادیر اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی  
کوئی شریک نہیں ہے ملک اسی کا ہے حمد اسی کی ہے، تمام خیر اس کے قبضہ میں ہے وہی زندہ کرتا

۱۔ قرآن کی سب سے بڑی آیت۔ اس حدیث کو دارقطنی اور ابن جبان نے بھی روایت کیا ہے اس کا  
ایک شاہد طبرانی میں حسن بن علی حدیث بھی ہے۔ اس حدیث میں آیتہ الکرسی کی بڑی نصیحت آئی ہے اور طبرانی نے  
اپنے بعض طرق میں آیتہ الکرسی کے ساتھ سورۃ قلن ہو اللہ احد کو بھی بیان کیا۔ ہے اور قلن ہو اللہ احد کی زیادتی  
والی حدیثوں کی سندیں صحیح ہیں حضرت ابی بن کعب کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے  
دریا فنت فرمایا کہ کیا جانتے ہو کہ قرآن کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے تو انہوں نے کہا آیتہ الکرسی تو آپ نے  
ابی کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا تجھ کو علم مبارک ہو۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب کو درست  
تسلیم کیا اور پسند فرمایا۔ یہ آیت اپنے درجے کے لحاظ سے قرآن کی سب سے بڑی آیت ہے ورنہ الفاظ کی کثرت  
کے لحاظ سے سورۃ بقرہ کی آیت دین سب سے بڑی آیت ہے۔ اور درجے کے لحاظ سے قرآن کی سب  
سے بڑی سورت سورۃ اخلاص ہے اور الفاظ کی تعداد کے لحاظ سے قرآن کی سب سے بڑی سورت  
سورۃ بقرہ ہے اور الفاظ کے لحاظ سے حروف مقطعات کو چھوڑ کر سب سے چھوٹی آیت سورۃ مدثر  
کی تم نظر ہے۔



لَهُ جِدْرًا آمِنًا كُلِّ مَكْرُوبٍ وَجِدْرًا آمِنًا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَلَمْ يَجَلْ لِذَنْبٍ أَنْ يُدَارِكَهُ  
إِلَّا الشِّرْكَ وَكَانَ مِنْ أَفْضَلِ النَّاسِ عَمَلًا إِلَّا مَا جَلَّ بِفَضْلِهِ يَقُولُ أَفْضَلُ مَا قَالَ رَوَاهُ  
أَحْمَدُ ذَمَّوْا وَيَ التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ إِلَى قَوْلِهِ إِلَّا الشِّرْكَ وَلَمْ يَدْكُرْ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ  
وَلَا بَيْدَاهُ الْخَيْرَ وَقَالَ هَذَا أَحَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ .

۹۱۷ . وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ  
بَعْثًا قَبْلَ نَجْدٍ فَغَضِبُوا غَضَبًا كَثِيرًا وَأَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ لَمْ يَخْرُجْ مَا  
مَا أَيْنَا بَعَثْنَا أَسْرَعُ رَجْعَةً وَلَا أَفْضَلُ غَنِيمَةً مِنْ هَذَا الْبَعْثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى قَوْمٍ أَفْضَلُ غَنِيمَةً وَأَفْضَلُ رَجْعَةً شَرِهْدًا وَاصِلَةً الصُّبْحِ ثُمَّ جَلَسُوا

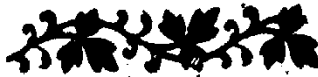
ہے۔ وہی مارتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے، ایہ دماغ دفعہ کئے، ہر دفعہ کے عوض اسے دس نیکیاں دی  
جاتی ہیں۔ دس برائیاں معاف کی جاتی ہیں۔ دس گورے بند کئے جاتے ہیں۔ ہر برائی سے اس کے لیے  
بچاؤ ہو جاتا ہے۔ اور شیطان سے بھی بچاؤ کا سبب بن جاتا ہے۔ اور شرک کے سوا کوئی گناہ اسے  
ہلاک نہیں کر سکتے۔ اور اس کا یہ عمل سب سے افضل ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ فضیلت اسی کو ہوتی ہے  
جو اس سے بہتر کلمات کہے (احمد ترمذی) ابو ذر سے لاشریک کہ تک اس میں مغرب کی نماز اور سیدہ الخیر  
کا ذکر نہیں ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۹۱۷۔ حضرت عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے نجد کی طرف لشکر بھیجا۔ وہ لوگ بہت غنیمت لائے۔  
اور بہت جلدی واپس آ گئے۔ ایک نے کہا جو لشکر کے ساتھ تھیں گیا تھا۔ ہم سے کوئی لشکر اتنی غنیمت  
لے کر اتنی جلدی واپس۔ ہم نے نہیں دیکھا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں تم کو ایسی قوم کا پتہ دوں جو غنیمت  
اور واپسی میں بہت افضل ہیں۔ جو لوگ صبح کی نماز میں حاضر ہوئے۔ پھر طلوع آفتاب تک بیٹھ کر

۱۷۔ احمد کی حدیث کے راوی ثقہ ہیں سوائے شہر بن حوشب کے کہ وہ مختلف فیہ ہے۔ یہ مطلب ہے کہ تشہد کی  
حالت ہی میں بیٹھے بیٹھے یہ کلمات کہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر عدد مذکورہ سے زیادہ تعداد  
میں یہ کلمات کہے تو اس کا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں لوگوں نے کہا ہے کہ یہ ثواب عدد مذکور ہی  
سے ملتا ہے کسی بیشی کر لینے سے یہ ثواب نہیں ملتا۔ لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ اگر زیادہ کہے گا تو ثواب زیادہ ہو  
جائے گا۔

يَا كُرَاجُ وَاللَّهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَأُولَئِكَ أَسْرَعُ رَجْعَةً وَأَفْضَلُ غَنِيمَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ  
وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَحَمَادُ بْنُ أَبِي حَمِيدٍ الرَّائِي هُوَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ

اللہ کا ذکر کرتے رہے۔ یہ لوگ واپسی اور غنیمت میں بہت بہتر ہیں۔ (ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے  
حماد بن ابی حمید راوی ضعیف ہے)



۱۷۔ صبح کے بعد ذکر کی فضیلت۔ اس کا ایک شاہد ابو ہریرہ کی حدیث ہے جس کو ابن حبان۔ بزار اور  
ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے۔ اور اس مضمون کی حدیثیں مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور طبرانی میں بھی ہیں  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک وہیں بیٹھے رہتے اور ذکر میں مشغول رہتے۔ اس  
سے صبح کی نماز کے بعد ذکر کی فضیلت ثابت ہوئی۔ ایک آدمی نے بڑی حسرت سے کلمات کہے کیونکہ وہ اس  
لشکرہ میں نہیں گیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تنبیہ کی کہ آخرت کا ثواب اس سے بدرجہا بڑھ کر ہے  
انسان کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ جس حساب سے اللہ تعالیٰ انیکوں کا اجر عطا فرماتے ہیں۔ واقعی دنیا  
کی پوری زندگی مومن کے لیے بے اندازہ غنیمت اکٹھی کرنے کا وقت ہے اور اس کا اندازہ آج نہیں ہو سکتا  
کل قیامت کو پتہ چلے گا جب مومنوں کو نیک اعمال کا اجر ملے گا۔ اور حماد بن ابی حمید کا نام محمد بن حمید ہے  
انصاری مدنی ہے۔ ثقافت سے منکر روایتیں بیان کرتا ہے۔

## بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ وَمَا يَبَاحُ مِنْهُ

### نماز میں جو عمل ناجائز ہیں اور جو مباح ہیں

نماز ایسا عمل ہے جس کے تمام اجزاء کے تعیین ادا کا طریقہ اذکار فرائض سنن و نوافل مباهات منہیات سب اللہ کی طرف سے متعین ہیں۔ اس میں کوئی چیز اپنی طرف سے اصافہ کرنا درست نہیں اس لیے ضروری تھا کہ جو عمل درست ہوں ان کا ذکر فرما دیا جائے جو نادرست ہیں۔ ان کا اظہار بھی کر دیا جائے۔ اس باب

میں بھی تذکرہ مطلوب ہے۔ پسند بجز ذیل ہدایات اس باب کی احادیث سے سمجھ میں آتی ہیں۔

۱۔ تسبیح کی تکبیر قراءت قرآن نماز کے اہم اجزاء ہیں جو نقل و حرکت ان کے خلاف ہو۔ وہ اگر اس قدر معمولی ہو کہ وہ ان وظائف میں خلل نہ ڈال سکے تو مباح ہوگی۔ ورنہ نماز کے منافی ہوگی۔

۲۔ جو حرکت نماز کی تکمیل کے لیے کی جائے جیسے صف ملانا۔ پاؤں ہموار کرنا۔ کندھے ملانا۔ یہ حرکات نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہیں۔ نماز میں صف درست کرنے کے لیے اگر کوئی شخص اپنے ساتھی کو

اشارہ کرے تو اس کی تعمیل کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہیے۔

۳۔ نماز میں چھینک، جھانک وغیرہ آتی ہیں جو چیزیں سکے روکنے کی کوشش کرنا چاہیے نہ رک سکے تو اس سے نماز میں خلل نہیں ہوتا۔

۴۔ نماز میں رقت قلب مطلوب ہے۔ اگر رونا سینے تک رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ منہ تک آ جائے تو نماز میں خلل ہوگا۔ اگر گھبراتا گھبراتا سینہ تک محدود ہوتا تھا۔ حدیث فی صدرہ ازیز کا زیر المرجل (آپ کے سینے سے رونے کی آواز بانڈی کے ابلنے کی طرح آتی تھی) اگر ایک تنہائی میں نماز پڑھ رہا ہو اور زیادہ خشیت طاری ہو جائے اور بے خودی میں گڑ گڑا کر رونا آجائے تو کوئی حرج نہیں اور محدثین کے نزدیک نماز میں ٹوٹتی۔



## الفصل الأول

۹۱۸. عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكِيمِ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ بِرَحْمَتِكَ اللَّهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِالْبَصَاءِ هُمْ فَقُلْتُ وَأَتَكَلَّمُ أَصِيَاهُ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ فَجَعَلُوا يَبْضُرُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَيَّ أَفْخَاذِ هِرٍ فَلَمَّا مَا أَيَّدْتُهُمْ تَصَيَّبَتْ مِنِّي الْكِنْيُ سَكَتٌ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبَأَنِي هُوَ وَأُحْيَى مَا مَا أَبَتْ مَعَلِمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعَلِيمًا مَتَّهُ فَوَاللَّهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَنَنِي قَالَ إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةُ لَا يَصْلِحُ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ

۹۱۸۔ معاویہ بن حکم فرماتے ہیں میں کسی وقت آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کسی آدمی نے لوگوں میں سے پھینک ماری میں نے اس کے جواب میں یہ حکم اللہ اللہ تم پر رحم فرماوے کہا لوگوں نے آنکھوں کے اشاروں سے چیپ کرانے کی کوشش کی۔ میں نے تعجب سے کہا میری ماں مجھے گم کرے تمہیں کیا ہو گیا۔ تم مجھے تاکتے ہو۔ لوگ اپنے ہاتھ انوں پر مارنے لگے۔ جب میں نے معلوم کیا۔ وہ مجھے چیپ کرانا چاہتے ہیں۔ میں چیپ ہو گیا۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ میں نے آپ سے بہتر معلوم نہیں دیکھا۔ نہ مجھے ڈانٹا۔ نہ مارا۔ نہ گالیاں دیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا نماز میں لوگوں کی سی بانیں کرنا مناسب نہیں۔ اس میں صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن پڑھنا چاہئے یا جس طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے

لہ نماز میں یا میں کرنا منع ہے۔ اس حدیث کو احمد، نسائی اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ کسی نے مختصر اور کسی نے مطول۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے کہ ابھی بھول چوک پر سبحان اللہ کہنے کا حکم نہیں آیا تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جاہلی یا ناواقف آدمی اگر نماز میں کوئی کلام کرے تو اس کی جہالت کے عذر کی وجہ سے اس کو شریعت دو بارہ نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیتی۔ اور یہ جو فرمایا کہ نماز میں باتیں کرنے کے لیے نہیں ہیں۔ اس سے جھٹھورنے استدلال کیا ہے کہ نماز میں کلام کرنا حرام ہے عواہ ضرورت سے ہو یا بے ضرورت اور عواہ نماز کی مصلحت سے ہو یا اس کے علاوہ اور کسی عرض سے۔

اللّٰهُ اِنِّيْ حَدِيْثٌ عُمْدِيْ بَجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ وَاِنَّ مِثَارَ جَالَا تِيَّا تُوْنَ  
 الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَاْتِيْهِمْ قُلْتُ وَمِثَارَ جَالٍ يَنْطَبِرُوْنَ قَالَ ذَاكَ شَيْءٌ يُّجَادُوْنَ فِيْ  
 صُدُوْا وَمِثَارُهمْ فَلَا يَصُدُّوْنَ فَهَمُّ قَالَ قُلْتُ وَمِثَارَ جَالٍ يَنْحَطُوْنَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ  
 يَنْحَطُ فَمَنْ وَّافَقَ حَطَّهُ فَاذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَوْلُهُ لِكَيْ سَكَتَ هَكَذَا وَحَدَّثَتْ فِيْ  
 صَعِيْبٍ مُّسْلِمٍ وَكِتَابِ الْحَمِيْدِيّ وَصَحَّحَ فِيْ جَامِعِ الْاَصُوْلِ بِلَفْظَةٍ كَذَا قَوْلُهُ لِكَيْ -

رسول میں تو مسلم ہوں۔ ہمیں اللہ نے اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے۔ ہم میں سے کچھ لوگ کابھوں  
 کے پاس جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا، تم ان کے پاس مت جانا۔ میں نے عرض کیا۔ ہم میں سے  
 بعض لوگ فال لیتے ہیں۔ فرمایا یہ صرف دل کا کھٹکا ہے۔ جو وہ دل میں محسوس کرتے ہیں۔ ان کو  
 کاروبار سے رکتا نہیں چاہیے۔ میں نے عرض کیا ہم میں سے بعض لوگ خط کھینچتے ہیں۔ فرمایا بعض  
 نبی خط کھینچا کرتے تھے۔ جس کا علم اس کے موافق ہو۔ وہ درست ہے۔ (ورنہ نہیں) مسلم) لکنی  
 سکت کا لفظ صحیح مسلم اور جمع بن الصیغین حمیدی میں اسی طرح ہے۔ اور جامع الاصول میں اس  
 کے ساتھ کذا کا لفظ صحیح کے طور پر اضافہ کیا گیا ہے۔

لہ جاہلیت والے جانوروں سے فال اس طرح لیا کرتے تھے کہ جانور اگر بائیں طرف سے دائیں طرف کو  
 نکلی جائے تو اس کو برکت والا سمجھتے تھے۔ اور اگر جانور آدمی کی دائیں جانب کو چلا جائے تو اس کو  
 منحوس خیال کیا کرتے تھے۔ آپ نے اس سے منع فرمادیا اور لیکرین کھینچنے کی یہ صودت ہوتی تھی کہ جب  
 کوئی آدمی رمال کے پاس جاتا تو وہ کسی چھوٹے بچے کو کہتا کہ یہاں بہت سی لیکرین کھینچو وہ کھینچ دیتا۔ پھر  
 رمال اس آدمی کو کہتا کہ دو دو کر کے ان لیکروں میں سے لیکرین مٹاتے جاؤ۔ آخری لیکر اگر ایک رہ جاتی تو  
 اس کو بہت برا خیال کرتے اور اگر جوڑا یعنی دو لیکرین رہ جاتیں تو اس کو مبارک سمجھتے ایک نبی جو خط  
 کھینچتے تھے وہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ اور بعض نے دانیال علیہ السلام کا نام لیا ہے۔ یعنی طوطی پر کبھی نہیں کہا  
 جاسکتا کہ یہ خط اس نبی کے خط کے موافق ہے۔ پھر خط کھینچنا فضول اور بے کار ہے۔ ہاں قرآن مجید  
 یا حدیث شریف کے الفاظ سنت کے مطابق اگر پڑھے ..... تو ان شاء اللہ اس سے  
 نفع یقینی ہے۔ اگر دل کی تسلی کے لیے کچھ کرنا ہو تو اس  
 طرح کر لے۔

۹۱۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَسْأَلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيُرَدُّ عَلَيْنَا فَنُكَلِّمُ مَا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنَّا نَسْأَلُ عَلَيْكَ فِي الصَّلَاةِ فَتُرَدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ إِنْ فِي الصَّلَاةِ لَشَغْلًا مُتَنَفِّئًا عَلَيْهِ.

۹۲۰۔ وَعَنْ مَعْقِبِ بْنِ عَيْنٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدَّجْلِ يُسَوِّئُ التُّرَابَ حَيْثُ يُسَجِّدُ قَالَ إِنْ كُنْتُ قَاعِلًا قَوَّادَةً مُتَنَفِّئًا عَلَيْهِ.

۹۲۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَضِرِ فِي الصَّلَاةِ مُتَنَفِّئًا عَلَيْهِ.

۹۱۹۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ جب حضرت نماز میں ہوتے ہیں آپ پر سلام کہتے ہیں آپ جواب دیتے ہیں ہم نجاشی کے پاس سے واپس آئے ہم نے سلام کہا۔ حضرت نے اس کا جواب نہ دیا۔ ہم نے عرض کیا۔ پہلے جناب سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ فرمایا نماز میں ایک طرح کی مشغولیت ہوتی ہے۔ (بخاری مسلم) ۹۲۰۔ معقیب بن عین نے حضرت سے روایت کرتے ہیں۔ اس آدمی کے متعلق جو اپنی سجدہ گاہ کی مٹی در کرے۔ فرمایا اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو ایک دفعہ کر سکتے ہو (بخاری مسلم) ۹۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری مسلم)

۱۔ پہلے نماز میں باتیں کر لیتے تھے۔ ابتداءً اسلام میں نماز میں چھوٹی موٹی باتیں کر لیا کرتے تھے۔ جب بیاسی صحابہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اس وقت ابھی باتیں نماز میں کر لیا کرتے تھے۔ سلسلہ میں حبشہ کے مہاجرین مدینہ منورہ واپس آگئے اس وقت آنحضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ عبد اللہ بن مسعود نے سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا وہ سمجھے کہ حضور ہمارے حبشہ سے واپس آجانے سے شاید ناراض ہو گئے ہیں اس لیے جواب نہیں دیا۔ آنحضرت نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ نماز میں کلام کرنا منع ہو گیا ہے اور پھر سلام کا جواب بھی دیا۔ اگر کوئی نماز میں ہوا اور کوئی اگر سلام کہے تو حقیقہ کہتے ہیں کہ بعد نماز اس کا جواب دے اور شافیہ اور دوسرے تمام جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ہاتھ کے اشارہ سے جواب دید گنہ سے نہ بولے۔ ۲۔ اس حدیث کو احمد اور ابن سنن نے بھی روایت کیا ہے۔

۳۔ اس حدیث کو نسائی، ترمذی اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ معنی بالکل واضح ہیں۔

۹۲۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ إِخْتِلَافٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۲۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَتَّهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ رُفْعِهِمْ أَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لَنْ تُخْفَقَنَّ أَبْصَارُهُمْ دَوَاهُ مُسَلِّمٍ۔  
 ۹۲۴۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّاسِ وَأُمَامَةَ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَائِقِهِمْ فَإِذَا رَكْعَةٌ وَضَعَهَا وَإِذَا رَفَعَهَا مِنَ السُّجُودِ أَعَادَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آنحضرت سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے متعلق دریافت کیا۔ فرمایا اس طرح شیطان انسان کی نماز کو اچک لیتا ہے۔ (بخاری۔ مسلم)  
 ۹۲۳۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ لوگوں کو نماز میں دُعا کے وقت آسمان کی طرف آنکھ اٹھانے سے رک جانا چاہیے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں کو اچک لے گا۔ (مسلم)  
 ۹۲۴۔ ابو قتادہ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت کو دیکھا وہ امامہ بنت ابی العاص کو کندھے پر اٹھا رہے تھے اور آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ رکوع فرماتے تو اسے رکھ دیتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اسے پھر سے اٹھا لیتے۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ نماز میں جھانکنا منع ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد، نسائی، ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ ادھر ادھر دیکھنے کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ آدمی پوری طرح پھر کر دیکھے یہ قطعاً حرام ہے دوسری یہ کہ سینہ تو قبلہ کی طرف ہی رہے لیکن منہ ادھر ادھر کر کے دیکھ لے یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اور تیسری یہ کہ منہ بھی قبلہ ہی کی طرف رہے صرف آنکھوں کی گردش سے کسی طرف دیکھے یہ مکروہ تنزیہی ہے بہر حال ان تمام صورتوں سے بچنا چاہیے اور نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھنی چاہیے۔

۲۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں بہت بڑی وعید ہے اس آدمی کے لیے جو آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے کہ یا تو بازا آجا ورنہ خدا تعالیٰ تم کو اندھا کر دیں گے۔  
 ۳۔ بچے والیوں کے لیے نمونہ کی نماز۔ اس کو احمد اور ابو داؤد نے اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ امامہ آنحضرت کی نوامی حضرت زینب کی بیٹی تھیں جو حضرت فاطمہ کے انتقال کے بعد حضرت علی کے

۹۲۵۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَشَابَحَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُلْ هَافَاتَ الشَّيْطَانِ يَدْخُلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ تَأْوِذًا تَشَابَهَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُلْ هَافًا تَمَّازِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ مِنْهُ.

۹۲۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ عَفِرَ يَتًا مِّنَ الْجِنِّ تَلَعْتَ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ صَلَاتِي فَأَمَكَّنَنِي اللَّهُ مِنْهُ فَأَخَذَتْهُ فَأَرَدَتْ أَنْ أَرْبِطَهُ عَلَى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِمِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تَنْظُرُوا وَإِلَيْهِ كَلِمَةٌ كَرِهْتُ دَعْوَةَ النَّجْمِ سَلِيمَانَ رَبِّ هَبْ لِي مَلَكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي فَرَدَدْتُهُ خَاسِمًا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

۹۲۵۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں جمانے لے تو جہاں تک ہو سکے اسے اپنا منہ بند کر لینا چاہیے۔ اور ہاکی آواز کی نہ نکالے۔ کیونکہ شیطان اس طرح منہ میں گھس جاتا ہے (مسلم) بخاری میں حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں جمانے لے۔ جہاں تک ممکن ہو منہ کو بند کرے۔ اور منہ سے آواز نہ نکالے۔ کیونکہ اس سے شیطان ہنستا ہے۔

۹۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا ایک شہریہ جن گزشتہ رات میری طرف بھاگ آیا تھا کہ وہ میری نماز کو توڑے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا میرا راہ ہوا کہ میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں تاکہ تم سب اسے دیکھو مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دیباچہ آگئی۔ اے میرے رب مجھے ایسی حکومت مرحمت فرما جو کسی دوسرے کے لیے مناسب نہ ہو (اس وقت میں نے اسے ذلیل کر کے روک دیا۔) (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ) تکاح میں آئیں۔ اس سے کئی مسئلے ثابت ہوئے۔ یہ فرضوں کی جماعت تھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ ظہر کی نماز تھی۔ معلوم ہوا کہ بچوں کے کپڑے اور بدن پاک سمجھے جائیں گے جب تک کہ ان پر پلیدی کا علم نہ ہو جائے۔ حضورؐ نے علی سے نماز باطل نہیں ہوتی اور مذابوہ علی اگر متفرق ظہر پر ہو تو بھی نماز باطل نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔

۳۔ نماز میں موذی کو دفع کرنا جائز ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنوں کا وجود ہے۔ جو کتاب و سنت سے ثابت ہے اور ان کا نظر آجانا بھی ممکن ہے۔ گو اکثر



۱۹۲۷۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسِّمْ فَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

### الفصل الثاني

۱۹۲۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَسْبُحُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ نَأْتِيَ أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَيُرَدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ أَتَيْتُهُ فَوَجَدَاتُهُ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَئِمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ حَتَّى إِذَا أَقْضَى صَلَاتَهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُحَدِّثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنْ مِمَّا أَحَدَثَ أَنْ لَأَتَنَّكُمْ رَأْيِي الصَّلَاةَ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ وَقَالَ إِنَّمَا الصَّلَاةُ لِقِرْآةِ الْقُرْآنِ وَذَكَرَ اللَّهُ فَإِذَا كُنْتَ فِيهَا فَلْيَكُنْ ذَلِكَ شَأْنَكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

۱۹۲۷۔ سہل بن سعد سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا جسے نماز میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو اسے تسبیح کہنا چاہیے کیونکہ دستک دینا عورتوں کے لیے ہے۔ ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا تسبیح مردوں کے لیے ہے اور دستک بجانا عورتوں کے لیے۔ (بخاری مسلم)

### دوسری فصل

۱۹۲۸۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ ہجرتِ حبشہ سے پہلے ہم نماز میں آنحضرت کو سلام کہا کرتے تھے۔ اور آپ اس کا جواب دے دیا کرتے تھے جب ہم حبشہ سے واپس آئے تو یوں آپ کے پاس آیا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے میں نے سلام عرض کیا آپ نے نماز پوری کرنے سے پہلے جواب دیا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے احکام بھیجتا ہے۔ اب یہ نیا حکم ہے کہ نماز میں کلامِ ملت کرو۔ پھر آپ نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا نماز صرف قرآن پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے ہے۔ جب تک نماز میں ہو تمہیں یہی کچھ کہنا چاہیے۔ (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ) حالات میں تہہ ہو سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ مجھے ایسی حکومت عطا کی جائے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے تو ان گنہگاروں پر حکومت عطا کی گئی میں نے جن کو بیکرد کر اس لیے آزاد کر دیا کہ اس سے ثابت ہوتا تھا کہ جنوں کو ان کے بعد بھی کوئی تابو کرنے والا آگیا اور ان کی دعا قبول نہیں ہوتی تو پھر میں نے اس جن کو چھوڑ دیا۔ یہاں اس حدیث کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ اتنا کام آنحضرت نے نماز میں کر لیا اور پھر بھی آپ کی نماز نہیں ٹوٹی۔

۹۲۹: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِبِلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ نَحْوُكَ وَعَرِضُ بِلَالٍ صَهْبِيٌّ.

۹۳۰: وَعَنْ رِفَاعَةَ ابْنِ مَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَطَّسْتُ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فِيهِ مَبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبَّنَا وَيَرْضَى فَلَمَّا صَلَّى مَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْصَرَفَ فَقَالَ مَنِ التَّتَكَّلَ فِي الصَّلَاةِ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدًا تَمَرَّ قَالَهَا الشَّيْئَةَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدًا تَمَرَّ قَالَهَا الثَّلَاثَةَ فَقَالَ

۹۲۹- ابن عمر فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت بلال سے کہا۔ آنحضرت نماز میں لوگوں کے سلام کا جواب کس طرح دیتے تھے فرمایا۔ آپ ہاتھ سے اشارہ کر دیا کرتے تھے۔ ترمذی نسائی میں اسی طرح ہے البتہ بلال کی جگہ صیب کا ذکر فرمایا ہے۔

۹۳۰- رفاعہ بن مافع فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے پھینک مادی اور کہا الحمد للہ حمدا کثیرا طیباً مبارکاً مبارکاً علیہ کما یحب ربنا ویرضی اور پسند فرمائے۔ جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے۔ اور لوٹے فرمایا یہ کلام نماز میں کس نے کی ہے۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ آنحضرت نے پھر دریافت فرمایا۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر تیسری دفعہ دریافت فرمایا۔

رقیبہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۔ بھول پر سبحان اللہ کہنا۔ اس کو نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اگر نمازی کو کوئی آدمی بلائے اور اسے علم نہ ہو کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور وہ برابر آوازیں دیتا جائے یا امام کسی جگہ بھول جائے کسی رکعت کو آگے پیچھے کرنے لگے یا کئی پیشی کرنے لگے تو مردوں کو چاہیے کہ سبحان اللہ کہیں اور عورت منہ سے نہ بولے وہیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے کہ اس کو پتہ چل جائے کہ نماز میں ہے یا امام کو پتہ لگ جائے کہ کوئی غلطی ہو رہی ہے۔ آج کل لوگوں نے یہ دستور بنا رکھا ہے کہ اگر امام کو بٹھانا مقصود ہو تو سبحان اللہ کہتے ہیں اور اگر اٹھانا مقصود ہو تو اللہ اکبر کہتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ صرف سبحان اللہ ہی کہنا چاہیے۔

۱۔ نماز میں سلام کا جواب نہ دے۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ جن لوگوں کا مذہب ہے کہ نماز میں سلام کا جواب بالکل نہ دے انہوں نے اس حدیث سے دلیل لی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہاتھ سے اشارہ کر دے اور منہ سے نہ بولے تاکہ سب حیثیتوں پر عمل ہو جائے (حاشیہ صفحہ ۶۴۵) حضرت بلال کی حدیث کے دہائی سب ثقہ ہیں اور صیب کی حدیث کے راویوں میں نائل صاحب العباد ہے اس کو در اعلیٰ نے ضعیف کہا ہے اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور اس باب میں صحابہ کی ایک جماعت سے حدیثیں مروی ہیں جو ولادت کرتی ہیں کہ نماز میں سلام سے سلام کا جواب دیا جاسکتا ہے۔

رِفَاعَةُ أَنْبَا مَا سَوَّلَ اللَّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّيْلُ نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ  
 ابْتَدَأَهَا بِضَعْفَةٍ وَتَلَا تُونَ مِنْكَ أَيُّهُمْ يَصْعَدُ هَارِوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُودَاؤُدُ وَالنَّسَائِيُّ -  
 ۹۳۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَاؤُبُ  
 فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا اتَّشَأَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ دَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي  
 أُخْرَى لَهُ وَابْنُ مَاجَةَ فَلْيَضَعْ يَدَاكَ عَلَى فِئِهِ -

۹۳۲۔ وَعَنْ كَتَبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ  
 فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَسْتَبِئُكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَإِنَّهُ فِي الصَّلَاةِ دَوَاهُ  
 أَحْمَدًا وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُودَاؤُدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ -

رفاعہ نے عرض کیا۔ حضرت یہ میں نے کلمہ کہا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔  
 تیس سے کچھ زیادہ فرشتے جلدی کر رہے تھے۔ کہ ان کلمات کو اوپر لے جائیں۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)  
 ۹۳۱۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ نماز میں جمائی لینا شیطان کی حرکت ہے جب تم میں سے کوئی جمائی  
 لے تو جہاں تک ہو سکے وہ اپنا منہ بند کر لے۔ (ترمذی، ترمذی اور ابن ماجہ سے دوسری روایت میں آیا ہے۔ چاہیے  
 کہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھے۔

۹۳۲۔ کعب بن عجرہ سے آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی وضو کرے۔ اور اچھی طرح وضو کرے۔ پھر نماز  
 کے ارادہ سے مسجد کی طرف نکلے تو اپنی انگلیوں میں تشبیک (ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا) نہ کرے  
 کیونکہ وہ نماز ہی میں ہے (احمد ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی)

۱۰۔ مقتدی کا اونچی آواز سے کچھ الفاظ کہنا۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے سن کہا  
 ہے۔ بخاری کے لفظ یہ ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو ایک آدمی  
 نے آپ کے پیچھے سے کہا دینا و لک الحمد حمدا کثیرا طیبیا مبارکاً فیہ۔ بخاری میں چھینک کے لفظ نہیں ہیں  
 اور نہ کما یجب دینا و یرضی۔ کے لفظ ہیں اور اتنا زیادہ بیان کیا ہے کہ یہ الفاظ اس نے رکوع سے سر اٹھانے کے  
 بعد کہے۔ ان حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ بخاری میں جو آدمی عمول ہے وہ رفاع بن رافع ہے اور چھینک اس کو رکوع  
 کے بعد آئی۔

۱۱۔ ابن ماجہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ابن ماجہ کی سند کے آدمی صحیحین کے آدمی  
 ۱۲۔ نماز میں تشبیک نہ کرے۔ انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر ان کے کڑا کے ٹکانا تشبیک کہلاتا ہے یہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۹۳۳۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَذَالُ اللَّهُ عَذْرَ وَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ فَإِذَا رَلْتَفَتِ انْصَرَفَ عَنْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُرْدَاؤُذُ وَالتَّنْسَائِيُّ وَاللَّيْثِيُّ.

۹۳۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أُنْسُ اجْعَلْ بَصْرَكَ حَيْثُ تَسْجُدُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِ الْكَبِيرِ مِنْ طَرِيقِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسٍ يَرْفَعُهُ.

۹۳۵۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ يَا لَيْلُ وَالْإِلْتِفَاتُ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ الْإِلْتِفَاتُ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيضَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۹۳۳۔ ابو ذرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جب انسان نماز ادا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کی توجہ ہمیشہ اس کی طرف ہوتی ہے۔ جب تک وہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔ جب وہ ادھر ادھر دیکھنا شروع کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی)

۹۳۴۔ حضرت انسؓ نے کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے انس اپنی نظر سجدہ کی جگہ پر رکھ رکھ رکھ سنن کبیرہ یعنی بواسطہ حسن حضرت انس سے مرفوع۔

۹۳۵۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے مجھے فرمایا۔ اے بیٹا نماز میں التفات (ادھر ادھر دیکھنا) سے پرہیز کرو۔ ایسا کرنا مبادی ہے۔ اگر دیکھنا ناگزیر ہو تو نوافل میں کر سکتے ہو۔ (فرائض میں نہیں) (ترمذی)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ نماز میں منع ہے اور اسی طرح جو نماز کے ارادہ سے جاہا ہو اس کو بھی منع ہے۔ ویسے عام حالات میں یہ جائز ہے کیونکہ ذوالبیدین کی حدیث میں ہے جو سجدہ سو کے باب میں ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اپنے ہاتھوں میں تشبیک کر رکھی تھی۔ (حاشیہ صفحہ ۱۱) اگر سینہ اور منہ بھی قبلہ سے پھر جائے تو اس طرح کا التفات نماز میں حرام ہے اور اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اگر منہ اور سینہ قبلہ ہی کی طرف رہیں تو جمہور کے نزدیک یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے اس سے نماز تو نہیں ٹوٹی لیکن ناقص ضرور ہو جاتی ہے۔ **۱۱** یہ حکم استحباباً ہے اور قیام کی حالت میں ہے ورنہ رکوع اور سجدہ کی حالت میں ظاہر ہے کہ نظر وہاں نہیں رہ سکے گی بہر حال نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی یہ صورت کہ منہ بھی دوسری طرف کر لے حرام ہے۔

**۱۱** اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے۔ التفات کو ہلاکت اس لیے کہا ہے کہ نماز کے اجر کے نقصان کا سبب ہے۔ التفات حرام وہ ہے جس میں منہ بھی قبلہ سے پھر جائے اگر منہ قبلہ ہی کی طرف رہے تو کراہت تنزیہی ہے جیسا کہ اگلی حدیث سے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل واضح کر رہا ہے اور ابن عباس کی حدیث کے راوی صحیح ہیں۔

۹۳۶۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ يَمِينَنَا وَشِمَالَنَا وَلَا يَلْوِي عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ  
 ۹۳۷۔ وَعَنْ عِدَاةِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَفَعَهُ قَالَ الْعَطَّاسُ وَالنَّعَّاسُ وَالنَّشَّابُ فِي الصَّلَاةِ وَالْحَيْضُ وَالنَّعْيُ وَالرَّعَافُ مِنَ الشَّيْطَانِ مَا وَكَاهُ التِّرْمِذِيُّ  
 ۹۳۸۔ وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي وَيَجُوفُهُ أَرِيْزُكَاتٍ أَرِيْزُكَاتٍ يُعْرَبُ يَنْكِي وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ مَا أَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَرِيْزُكَاتٍ أَرِيْزُكَاتٍ مِنْ أَلْبُكَاءٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَى النَّسَائِيُّ الرِّوَايَةَ الْأُولَى وَأَبُو دَاوُدَ الثَّانِيَةَ

۹۳۶- ابن عباس فرماتے ہیں، آنحضرت نماز میں ادھر ادھر دیکھتے تھے لیکن گردن پیٹھ کی طرف نہیں پھرتے تھے۔

(ترمذی - نسائی)  
 ۹۳۷۔ عدی بن ثابت اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے مرفوعاً روایت فرماتے ہیں۔ چھینک اور گھبراہٹ لینا نماز میں اور جیض تے اور نکسیر شیطانی حرکتیں ہیں۔ (کیونکہ انسان عبادت سے رک جاتا ہے) (ترمذی)

۹۳۸۔ مطرف بن عبد اللہ بن شخیر اپنے باپ سے بیان فرماتے ہیں۔ میں آنحضرت کے پاس آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینے سے بچکی کی آواز آ رہی تھی۔ (روئے کی آواز) (احمد پہلی روایت نسائی میں ہے۔ اور دوسری ابوداؤد میں)

۱۔ شیطان غفلت کے کاموں سے خوش ہوتا ہے، اس حدیث کی سبباً نکل کر زور ہے اور یہ بھی سوچنا چاہئے کہ یہ سب طبعی امور ہیں ان میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اور شیطان کی طرف ان کی نسبت اس لیے کی گئی ہے کہ شیطان ان پر خوش ہوتا ہے اور اس کی خوشی کا وہیر یہ ہوتی ہے کہ ان چیزوں کے سبب سے نمازی کی نماز میں کچھ خلل سا واقع ہو جاتا ہے اور شیطان کو دوسرے ڈالنے کا موقع مل جاتا ہے۔

۲۔ نماز میں رونا خوش نصیبی ہے، اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن حبان اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں اگر خوف الہی سے رونا آجائے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی بلکہ وہ نہایت محمود ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کی توفیق مانگنا چاہیے کہ نماز میں رونا نصیب ہو۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ آواز بلند نہ ہو بلکہ گریہ و زاری آنکھوں کے آنسوؤں اور سینہ کی جنبش تک محدود رہنی چاہئے۔ اور اگر آواز بلند ہو جائے تو اس کو آہستہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اور اس کے سبب سے نماز میں کھانسی کی آواز آتی ہے اور اس سے نماز میں خلل آتا ہے اور اس کو بھی روکنا چاہئے۔

۴۳۹ :- وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسُحُ الْخِصْلِي فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَوَاجِهَةٌ سَأَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ .

۴۴۰ :- وَعَنْ أُورَسَلَمَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا لَنَا يُقَالُ لَهُ أَفْلَحُ إِذَا سَجَدَ لَفَخَ فَقَالَ يَا أَفْلَحُ تَرَبِّ وَجْهَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

۴۴۱ :- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِحْتِصَامُ فِي الصَّلَاةِ مَا أَحَدُ أَهْلِ النَّسَاءِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ .

۴۴۲ :- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْتُلُوا الْأَسْوَدِينَ فِي الصَّلَاةِ الْحَيْثُ وَالْعَقْرَبَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ .

۴۴۹ . حضرت ابو ذر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے نماز کا ارادہ کرے تو سامنے سے نکرتے اٹھائے کیونکہ اللہ کی رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے (احمد ترمذی ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)۔  
۴۵۰ . حضرت ام سلمہ نے فرمایا۔ آنحضرت نے ہمارے غلام کو دیکھا جس کا نام افلح تھا وہ جب سجدہ کرتا تو بھونکیں مارتا آپ نے فرمایا۔ افلح منہ کو مٹی لگنے دو (ترمذی)۔  
۴۵۱ . ابن عمر نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے نمازیں پہلو پر ہاتھ رکھنا منع ہے کیونکہ یہ اہل جہنم کے لیے آرام کی صورت

ہوگی۔ (شرح السنہ)

۴۴۲ . ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ نمازیں دو سیاہ یعنی سانپ اور بچھو کو قتل کر دو۔ (احمد۔ ابو داؤد۔ ترمذی)

نسائی معنی

۱۔ اس حدیث کو ترمذی نے سنن کہا ہے کنکریوں کو نہ چھونے کی حکمت بھی بتا دی ہے کہ چونکہ نمازیں رحمت خداوندی نمازی کے سامنے ہوتی ہے نمازی کو چاہئے کہ رحمت خداوندی کو چھو کر او طرف تو جہنم نہ کرے۔

۲۔ نیکی میں غبار بھی اجر کا باعث ہے۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن اس کی تائید اوپر کی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ کنکریوں اور مٹی وغیرہ کو دود کرنے کی طرف تو جہنم نہیں ہوتی چاہیے اور پھر نمازیں خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے چہرہ کو خاک آلود کرنے کا اجر بھی تو بہت زیادہ ملے گا کہ قیامت کو اس کا چہرہ نور سے چمکتا ہوگا۔

۳۔ جنمیوں کی سی شکل و صورت ہے۔ اس باب میں بیہقی نے ابو ہریرہ سے بھی روایت کی ہے اور طبرانی میں بھی ابو ہریرہ سے مروی ہے یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ دو چیزوں کو راحت ہوگی کہاں؟ جواب یہ ہے کہ آگ میں جلنے کے علاوہ ان کو مد تھائے (باقی بر صفحہ آئندہ)

۹۴۳:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلِّيُ قَطْوَعًا وَالْبَابُ عَلَيْهِ  
مُغْلَقٌ فَبَحَّتْ فَاسْتَفْتَحَتْ فَمَشَى فَمَشَى فَمَشَى ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُصَلَّاهُ وَذَكَرَتْ أَنَّ الْبَابَ كَانَ فِي  
الْقِبْلَةِ رِوَاةُ أَحْمَدَ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَسَوَى التَّنَائِي نَحْوَهُ۔

۹۴۴:۔ وَعَنْ طَلْحِ بْنِ عَاتِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ  
فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِّ الصَّلَاةَ سِوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مَعَ  
زِيَادَةَ وَتَقْصَانِ۔

۹۴۳۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نفل ادا فرماتے۔ اور دروازہ بند ہونا۔ میں آکر دروازہ کھٹکھٹاتی آپ دروازہ  
کھول کر نمازگاہ میں چلے جاتے۔ اور فرمایا یہ دروازہ قبلہ کی طرف تھا۔ (ابوداؤد۔ ترمذی نسائی)  
۹۴۴۔ طلق بن علی سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب نماز میں تم میں سے کسی کی آہستگی سے ہوا نکل جائے تو  
وہ لوٹ کر وضو کرے اور نماز کا اعادہ کرے (ابوداؤد۔ ترمذی نے الفاظ کی کمی بیشی سے)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) درازنگ کھڑا بھی رہنا پڑے گا اور تنگ جائیں گے تو اپنے ہاتھوں کو پھوپھو کر رکھ کر سیدھا کرنے کی کوشش کریں گے۔  
سے نماز میں موزی کو قتل کرنا جائز ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور اس کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے  
اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔ عرب میں عموماً سانپ اور بچھو سیاہ رنگ کے زیادہ ہوتے تھے اس لیے عربی ان کو کالا (اسود) کہہ دیا کرتے تھے۔  
جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں سانپ اور بچھو کو مانا کر وہ نہیں ہے۔ بعض نے تین ضرب تک کی شرط لگائی ہے۔ لیکن حدیث میں کوئی شرط  
نہیں ہے یہ تو ظاہر ہے کہ ان کے مارنے میں توجہ بھی دوسری طرف ہوگی۔ چلنا بھرنی پڑے گا لیکن چونکہ انسانی جان کا معاملہ ہے اس لیے  
ان کو مارنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۶۵۱)

۱۰۔ نفل نماز میں حرکت کرنا۔ یعنی اتنا چلنے سے نماز نہیں ٹوٹتی بلکہ اگر دروازہ قبلہ رخ ہو تو بند کر لینا چاہیے تاکہ کوئی آگے سے نہ گزرے  
اور یہ جو فرمایا کہ دروازہ قبلہ رخ تھا۔ اس لیے فرمایا کہ کسی کو یہ شک نہ پڑے کہ دروازہ کھولتے وقت تو آپ کا سینہ قبلہ سے پھر گیا ہو گا اس شبہ  
کو دور کرنے کے لیے اس کی وضاحت کر دی کہ دروازہ چونکہ قبلہ رخ تھا اس لیے آپ کا سینہ قبلہ سے نہیں پھرا اور آپ کی نماز نہیں ٹوٹی۔  
۱۱۔ نماز میں وضو ٹوٹے تو کیا کرے؟ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا اور صحیح کہا اور ترمذی نے حسن کہا۔ دوسرے ہوا خارج ہو تو  
اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ آواز آئے یا نہ آئے اگر آواز ہو تو اس کو مضرط کہتے ہیں اور آواز نہ ہو تو ضا کہتے ہیں۔ اس حدیث سے  
معلوم ہوا کہ پہلی نماز پر بانہ کرے اور جو حضرت عائشہ کی حدیث سے بنا کرنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے تو حضرت عائشہ کی حدیث مرسل بھی  
ہے اور ضعیف بھی۔ امام ابوحنیفہ اور مالک بنا کرنے کے قائل ہیں اور امام شافعی اور احمد لوٹانے کا حکم دیتے ہیں۔ بنایا ہے کہ اگر مقتدی یا سفرد  
کا وضو ٹوٹ جائے تو جاکر وضو کر لے اور پھر وہیں سے نماز شروع کرے جہاں سے چھوڑی تھی بشرطیکہ اور کوئی کام نماز (باقی بر صفحہ ۶۵۱)

۹۲۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحَدٌ أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ  
 ۹۲۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحَدٌ أَحَدَكُمْ وَقَدْ جَلَسَ فِي أَحْرِ صَلَاتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَقَدْ جَاءَتْ صَلَاتُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْفَوِيٍّ وَقَدْ اصْطَرَّ بُوَانِي إِسْنَادَهُ۔

### الفصل الثالث

۹۲۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا كَبَّرَ لِنُصْرَتٍ دَاوَمَى إِلَيْهِمْ أَنْ كَمَا كُنْتُمْ تُخْرَجُونَ فَاغْتَسَلْتُمْ جَاءَ وَمَا سَهٌ يَقْطُرُ فَصَلَى بِهِمْ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ إِنِّي كُنْتُ جُنْبًا فَتَسَيَّتُ أَنْ أَغْتَسِلَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَى مَالِكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسْرِ مَرْسَلًا۔

۹۲۵۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب نماز میں تمہارا وضو ٹوٹ جائے تو اپنی ناک پر کڑک باہر چلا جائے۔ (الوداؤد)  
 ۹۲۶۔ عبد اللہ بن عمرو نے کہا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی بے وضو ہو جائے۔ اور وہ نماز میں سلام سے پہلے تشہد پورا کر چکا ہو تو اس کی نماز ہو گئی۔ (یعنی صرف سلام باقی ہو) ترمذی اور کما اس کی سند قوی نہیں محدثین نے اس کی سند کو مضطرب کہا ہے۔

### تیسری فصل

۹۲۷۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نماز کے لیے نکلے تکبیر (تحریم) کہنے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ یہیں پر ٹھہرنا۔ پھر نکلے غسل کیا۔ پھر تشریف لائے۔ اور سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد فرمایا۔ میں جنبی تھا۔ غسل کرنا بھولی گیا۔ (احمد مالک نے عطاء بن یسار سے اسے مرسل روایت کیا۔)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے منافی نہ کرے اور مقتدی کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ نماز کے اسی رکن میں اگر امام کے ساتھ شامل ہو جائے جس رکن میں چوڑ کر گیا تھا مثلاً قیام میں گیا تھا اور اسی قیام میں اگر مل گیا تو پچھلی نماز کو نہ ٹوٹائے تو یہ بنا ہے اور صحیح یہ ہے کہ نماز سے سر سے شروع کرے۔  
 (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ نماز میں وضو ٹوٹنے کی صورت میں۔ اس کو اس حیا اور حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز میں ہوا خارج ہو تو ناک کو پکڑ کر واپس آئے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ شاید نکسیر پھوٹی ہے اور لوگ اس پر متعز نہ کریں کیونکہ عموماً ایس میں ہوا نکل جانے کو معیوب سمجھتے ہیں۔ بعض نے اس سے نکسیر بھی مراد لی ہے وہ نکسیر کو بھی ناقص وضو سمجھتے ہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)



۹۴۸۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي الظُّهْرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ قَبْضَهُ مِنَ الْحَصِيِّ لِيَتَبَرَّدَ فِي كَفِّي أَوْضَعَهَا الْجَبْهَتِي أَسْجُدًا عَلَيْهَا الْبِشَادَةَ الْحَرِمًا وَابَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَمَا وَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ.

۹۴۹۔ وَعَنْ أَبِي الدُّمَادِ عٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصَلِّي فَمِمْعَنَاهُ يَقُولُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ ثُمَّ قَالَ أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللَّهِ ثَلَاثًا وَبَسَطَ يَدَاهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ

۹۴۸۔ جابرؓ فرماتے ہیں۔ میں ظہر کی نماز آنحضرت کے ساتھ پڑھتا تھا۔ اور کنکر ٹھنسی میں لے لیتا۔ تاکہ ٹھنڈے ہو جائیں تو میں انہیں پیشانی کے نیچے رکھ لوں۔ اور ان پر سجدہ کروں۔ ان دنوں گرمی بہت تھی (ابوداؤد۔ نسائی)

۹۴۹۔ حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ ہم نے سنا۔ آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ میں تم سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ تم پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں۔ اور اس طرح ہاتھ پھیلائے جیسے کوئی چیز پکڑ رہے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے ہم نے عرض کیا۔ ہم نے جناب سے ایسے کلمات سنے جو پہلے کہی نہیں سنے تھے۔ اور ہم نے دیکھا (فقیر حاشیہ صفحہ گذشتہ) لیکن پہلے گزرا ہے کہ کنکر والی حدیث مرسل بھی ہے اور ضعیف بھی۔

۳۱۔ نماز کی تکمیل کب ہوتی ہے؟۔ اس حدیث کی سند میں عبدالرحمن بن زیاد افریقی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ویسے نماز پوری ہوگئی ہو اور صرف سلام پھرنا باقی رہ گیا ہو تو اب وضو کے ٹوٹ جانے سے اسے نماز دوبارہ نہیں پڑھنی پڑے گی۔ نماز پوری کب ہوتی ہے؟ اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ جب عہدہ در سولہ تک پڑھ جائے تو نماز پوری ہو جاتی ہے اور بعض نے کہا دو دو ختم کرنے کے بعد نماز مکمل ہوتی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ نماز سلام پھیرنے کے بعد مکمل ہوتی ہے۔

۳۲۔ انبیاء سے بھی بھول ہو جاتی ہے۔ اس حدیث کے کئی ایک طرق ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں پہلی یہ کہ نماز اور اقامت میں اگر کافی دیر بھی ہو جائے تو اقامت دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں اور دوسری یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی سہو ہو جاتا ہے اور نسیان بھی۔ یہ صحیح کی نماز کا واقعہ ہے یہاں آپ غسل کرنا بھول گئے۔ سجدہ سو کے باب میں ذوالیہدین کی حدیث سے معلوم ہوا کہ وہاں آپ رکعات کی تعداد بھول گئے۔ آدم علیہ السلام کی بھول قرآن مجید میں آئی ہے اور اسی طرح یوشع بن نون علیہ السلام بھول کا تکرار کرنا بھول گئے۔ (حاشیہ صفحہ ۶۱) لہ نماز میں جائز حرکت۔ اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث باکلی صحیح ہے۔ اس حدیث سے چند ایک باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ پہلی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھی تو سیر سے پڑھا کرتے تھے۔ یہ گرمیوں کا موسم تھا اور جب نماز پڑھی جاتی اس وقت کنکریاں خوب گرم ہوتیں اور گرمیوں میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرنے کا مطلب صرف اتنا تھا کہ دیواروں کا سایہ گرمیوں میں اتنا ہو جائے کہ آدمی سایہ میں آسکیں یہ مطلب نہیں کہ سجدہ کی شدت ختم ہو جائے (باقی صفحہ ۶۱)

ذَلِكَ وَمَا أَيْتَاكَ بَسَطْتَ يَدَاكَ قَالَ إِنَّ عَدُوَّ اللَّهِ ابْلِيسَ جَاءَ بِشَهَابٍ مِنْ تَائِبٍ لِيَجْعَلَكَ فِي وَجْهِ فَقُلْتُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ أَلْعَنُكَ يَا لَعْنَةَ اللَّهِ الثَّامَةَ فَكُرِّسَتْ حُرٌّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَمَّادَتْ أَنَّ أَخَذَا وَاللَّهِ لَوْلَا دَعْوَةُ إِخِينَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحُ مَوْثِقًا يُلْعَبُ بِهِ وَلَدَانِ أَهْلِ الْمَدْيَنَةِ مَا وَآهٌ مُسَلِّمًا

۹۵۰۔ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ إِنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍَا مَرَّ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّوْا عَلَيْهِ فَرَدَّ الرَّجُلُ كَلَامًا فَرَجَّعَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍَا فَقَالَ لَهُ إِذَا سَلَّوْا عَلَى أَحَدِكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَا يَتَكَلَّمُ وَيُشِيرُ بِيَدِهِ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

آپ نے ہاتھ پھیلائے۔ فرمایا ابلیس خدا کا دشمن انکار لے کر آیا تاکہ میرے منہ پر پھینکے۔ میں نے تین دفعہ کہا۔ میں تم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر میں نے کہا میں تم پر مکمل لعنت بھیجتا ہوں۔ وہ تیچھے نہیں ہٹا۔ پھر میں نے ارادہ کیا۔ اسے پکڑ لوں۔ اگر حضرت سلیمان کی دعائے ہوتی۔ تو دیند کے بچے صبح کے وقت اس سے کھیلتے۔ (مسلم)

۹۵۱۔ نافع نے فرمایا۔ عبد اللہ بن عمر ایک آدمی کے پاس سے گذرے۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اسے سلام کہا اس نے جواب دیا۔ حضرت عبد اللہ نے اسے لوٹ کر کہا۔ جب تم کو سلام کہا جائے اور تم نماز پڑھ رہے ہو۔ تو منہ سے بات نہ کرو۔ ہاتھ سے اشارہ کرو۔ (مالک)



د بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جیسا کہ آجکل لوگ سمجھتے ہیں اس وقت تو قریباً عصر کا وقت بھی تنگ ہونے لگا ہے۔ اور سجدہ میں اصل یہ ہے کہ چہرہ زمین پر رکھا جائے لیکن اگر گرمی یا خاک سے بچنے کے لیے پیشانی اور زمین میں کوئی چیز حائل ہو تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ آجکل مسجدوں میں چٹائیاں اور دریاں وغیرہ بھی ہوتی ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ یہ حدیث پہلی فصل میں حضرت ابوہریرہ کی روایت سے گذر چکی ہے وہیں اس کا مطلب بیان ہو چکا ہے۔

۲۔ یہ حدیث بظاہر موقوف معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ابن عمر کی حدیث فصل ثانی میں پہلے گذر چکی ہے کہ میں نے حضرت بلال سے پوچھا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی آدمی سلام کہتا اور آپ نماز میں ہوتے تو کس طرح جواب دیتے تھے کہنے لگے کہ ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے تو اس موقوف کی اس مرفوع نے تائید کر دی۔

## بَابُ السَّهْوِ

### بھول جانے کا بیان

بھول کر یا غلطی سے اگر نماز میں نقص رہ جائے۔ یا کچھ زیادہ ہو جائے دونوں صورتوں میں دو سجدے کرنے چاہئیں یہ فقہاء یا کفاح سے ملتا جلتا حکم ہے۔ فقہائے حنفیہ کا خیال ہے۔ کہ واجب کے ترک پر سجدہ کرنا چاہیے۔ لیکن یہ قاعدہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کے متعلق چار صورتیں مروی ہیں۔ (۱) جب نماز میں تنگ ہو یا دنہ ہو۔ کہ رکعات تین پڑھی ہیں یا چار یا زیادہ پہلے سوچ کر شک کی صورت کو رفع کرے۔ اگر کمی ہو تو اس سے پورا کرے اگر زیادہ پڑھی ہو تو دو سجدے رکعت کے قائم مقام ہوں گے۔ اس طرح اگر کوع یا سجود میں شبہ ہو تو دو سجدے کافی ہوں گے۔ (۲) آنحضرت نے ایک دفعہ ظہر کی نماز پانچ رکعت ادا فرمائی۔ سلام کے بعد دو سجدے فرمائے۔ اگر کوئی رکعت زیادہ ہو جائے تو اس کا بھی حکم ہے۔

(۳) آنحضرت نے ایک دفعہ دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ دو رکعتیں یا ایک رکعتیں باقی نماز پوری کر کے آپ نے سجدہ سو فرمایا۔ (۴) آنحضرت ایک دفعہ دو رکعت پر کھڑے ہو گئے۔ درمیان کا تشہد بھول گئے۔ نماز کے بعد سجدہ سو فرمایا۔ اس صورت میں کمر سیدھی ہونے سے تشہد پڑھ لے ورنہ آخر میں سجدہ سو کرے۔ تفصیلی احکام فقہ الحدیث اور شرح حدیث کا کلاں میں ہیں گے۔

## الفصل الأول

۹۵۱. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِي أَيُّكُمْ صَلَّى فَإِذَا وَجَدَا ذَلِكَ أَحَدَكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

۹۵۲. وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَوْ رُبْعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ لْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعَنَ لَهُ صَلَاتُهُ وَإِنْ كَانَ صَلَّى إِتْمَامًا لِأَمْرٍ بَعِ كَانَتْ تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَمَوَاهِ مَالِكٍ عَنْ عَطَاءِ مَوْلَا وَفِي رِوَايَتِهِ شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ -

## پہلی فصل

۹۵۱- ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ تم میں سے جب کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو تو شیطان اسے شکر میں ڈالتا ہے وہ نہیں جانتا۔ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔ جب تم میں سے کوئی شخص اس طرح (بھول) محسوس کرے تو بیٹھ کر دو سجدے کرے (بخاری مسلم)

۹۵۲- عطاء بن یسار ابو سعیدؓ سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں شک کرے۔ اسے یاد نہ رہے۔ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ تین یا چار تو اسے چاہیے کہ شک کو دور کرے اور یقین پر بنیاد رکھے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں تو یہ دو سجدے اسے شفیق بنا دیں گے۔ اگر اس نے پوری چار پڑھی ہیں۔ تو یہ سجدہ شیطان کے لیے ذلت کا موجب ہوگا۔ (مسلم) مالک نے اسے عطاء سے مرسل ذکر فرمایا۔ ایک روایت میں ہے پانچ رکعت کو ان دو سجدوں سے شفیق کر دے۔

۱۰ سہو کے سجدے سلام سے پہلے اور بعد :- اس کو احمد اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ سہو کے بعد سلام کے بعد کرے یا سلام سے پہلے تو اس میں احسن صحیح یہ ہے کہ جہاں حدیث میں سلام سے پہلے سجدہ کا ذکر ہے وہاں پہلے کرے اور جہاں سلام کے بعد ذکر ہے وہاں بعد کرے۔ احتاف عمومات سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کے قائل ہیں اور اہل حدیث اور شوافع سلام سے پہلے سجدہ سہو کرتے ہیں۔

۱۱ شک پر نماز کا شمار کیسے کرے :- اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ابو داؤد۔ ابن حبان۔ حاکم اور بیہقی نے متقارب الفاظ سے روایت کیا ہے۔ سجدہ سہو کے متعلق پہلا اصول یہ ہے کہ شک کرنے والا سوچے اور خود کرے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اگر (باقی برصفا آئندہ)

۹۵۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّمْرَ حَمْسًا فَقِيلَ لَهُ أَرَيْدَا فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ وَمَا ذَلِكَ قَالُوا صَلَّيْتَ نَحْمَسًا فَسَجَدًا سَجَدَاتَيْنِ بَعْدًا مَا سَأَلُوا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنَسَى كَمَا تَنْسُونَ فَإِذَا نَسِيتُ فَمَا كَرِهْتُ فِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فَلْيَتَعَدَّ الصَّوَابَ فَلَيْتَمَّ عَلَيْهِ تَمَّ لَيْسَلَمْ ثُمَّ سَجَدَ سَجَدَاتَيْنِ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ.

۹۵۴۔ وَعَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلَاتِي الْعَشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ قَدْ سَمَّاهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَلَكِنْ نَسِيتُ أَنَا قَالَ فَصَلِّي بِنَا كَعَتَيْنِ

۹۵۳۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ایک دفعہ ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھی۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ کیا نماز کچھ زیادہ ہو گئی ہے؟ آپ نے سلام کے بعد دو سجدے فرمائے۔ ایک روایت میں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں تمہاری طرح ہی انسان ہوں۔ جس طرح تم بھولتے ہو۔ میں بھی بھول جاتا ہوں۔ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔ جب تم میں سے کوئی نماز میں شک کرے تو پہلے یقین پر بنیاد رکھے اور اس کے مطابق نماز کی تکمیل کرے۔ پھر سلام کے بعد دو سجدے کرے (بخاری مسلم)

۹۵۴۔ ابن سیرین حضرت ابو ہریرہ سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے پہلے پہر کی کوئی نماز پڑھائی۔ ابن سیرین فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ نے نام لیا تھا۔ لیکن میں بھول گیا۔ آپ نے دو رکعت پڑھا کر دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یاد آجائے اور یقین ہو جائے تو اسی پر بنا کرے خواہ وہ زیادہ ہوں یا کم اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر غلبہ ظن یہ فیصلہ کرے جس طرف ظن غالب ہو اس پر فیصلہ کرے اگر ایسا بھی نہ ہو تو پھر احتیاطاً کم پر بنا کرے مثلاً اگر تین یا چار میں شک ہے تو ان کو تین ہی سمجھ کر ایک رکعت اور پڑھ لے اور اگر صبح کی نماز میں پہلی اور دوسری رکعت میں شک ہو جائے اور حافظ کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو اس کو ایک ہی سمجھ کر دوسری اس کے ساتھ تلائے۔

(حاشیہ صفحہ ۱)

۱۔ بھولنے سے نماز باطل نہیں ہوتی :- اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو آدمی بھول کر پانچ رکعتیں پڑھ لے اور چوتھی رکعت میں تشہد نہ بیٹھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی اور دوسری روایت میں جو یہ لفظ ہیں کہ میں بھی تمہارے جیسا آدمی ہوں میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو اس روایت کو ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ تلاش کرے کہ زیادہ صحیح کیا چیز ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ نسیان اور سہو میں یہ فرق ہے کہ نسیان کا تعلق حقیقی معنی میں علم سے ہے اور سہو کا تعلق عمل سے انبیاء کو نسیان نہیں ہوتا اور سہو ہو جاتا ہے۔

سنقرتک فلا تنسئی اور پھر مجازاً نسیان کا لفظ سہو کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس مجازی معنی سے انبیاء پر یہ لفظ بولا جانا ہے یعنی ان کو عمل میں بھول ہو سکتی علم میں بھول نہیں ہوتی۔

سُرَّوْفًا إِلَى خَشْبَةِ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَأَتَا عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضَبَانٌ وَوَضَعَ يَدَهُ  
 الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَوَضَعَ حَدَاهُ الْأَيْمَنَ عَلَى ظَهْرِهِ كَقَبْرِ الْيُسْرَى وَ  
 خَرَجَتْ سُرْعَانُ الْقَوْمِ مِنَ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوا قَصِرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَ  
 عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ سُرَّوْفٌ فِي يَدَيْهِ طَوَّلَ يَقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ  
 قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْسَيْتَ أَمْ قَصِرَتِ الصَّلَاةُ فَقَالَ كَرَأْسٌ وَلَمْ تَقْصُرْ فَقَالَ كَمَا يَقُولُ  
 ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَحْمُ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَكَرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ  
 أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ  
 فَرُبَّمَا سَأَلُوهُ ثُمَّ سَكَرَ فَيَقُولُ نُبِّئْتُ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ ثُمَّ سَكَرَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَ  
 لَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ وَفِي أُخْرَى لَهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَلْ لَهُ  
 أَنْسٌ وَلَمْ يَقْصُرْ كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ فَمَا كَانَ بَعْضُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ -

سلام پیر دیا، اور ایک لکڑی کے پاس کھڑے ہو گئے جو مسجد میں رکھی تھی۔ اسی پر ٹیک لگائی ایسا خیال ہوتا تھا۔ کہ حضرت ناراض  
 ہیں۔ آپ نے دونوں ہاتھ میں تشبیک فرما کر اپنے داہنے رخسار کو دائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا۔ اور عجلت پسند لوگ کہتے  
 ہوئے مسجد کے دروازوں سے نکل گئے۔ کہ نماز کم ہو گئی۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عروم میں تشریف رکھتے تھے لیکن ہیبت  
 کی وجہ سے کسی نے کوئی بات نہ کی۔ وہاں ایک بزرگ تھے۔ جن کے ہاتھ لمبے تھے۔ ان کا نام ذوالیبدین تھا۔ انہوں نے  
 عرض کیا۔ حضرت جناب بھول گئے یا نماز کم ہو گئی آپ نے فرمایا۔ نہ میں بھولا ہوں نہ نماز کم ہوئی ہے۔ پھر دریافت فرمایا۔  
 کیا ذوالیبدین نے تشبیک کہا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت آپ ہاں۔ آگے بڑھے جس قدر نماز باقی تھی بڑھائی پھر سلام پیرا۔ اور  
 سجدہ کیا۔ پہلے کی طرح یا اس سے لمبا پھر سر اٹھایا۔ اور پھر سجدہ کیا پہلے کی طرح یا بہت لمبا پھر سر اٹھایا کھیر کی۔ لوگوں نے دریافت  
 کیا۔ آنحضرت نے پھر سلام پیرا تھا۔ ابن سیرین نے فرمایا مجھے عمران بن حصین نے فرمایا۔ پھر آپ نے سلام پیرا (بخاری مسلم)  
 یہ بخاری کے لفظ ہیں۔ اور دونوں نے ایک اور روایت میں فرمایا۔ کہ آپ نے فرمایا۔ نہ میں بھولا ہوں نہ نماز کم ہوئی ہے۔  
 اور آپ نے فرمایا کچھ بھی نہیں ہوا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ حضرت کچھ تو ضرور ہوا ہے۔ اسے اللہ کے رسول!

لہ بھول کی وجہ سے نماز کے درمیان باتیں کرتا ہ۔ اس حدیث کو امام احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ذوالیبدین کا نام  
 نضباتی تھا اور ایک اور صحابی ہیں ان کا لقب ذوالشالین تھا اور ان کا نام عمیر بن عمرو تھا۔ بعض نے غلطی سے دونوں کو ایک سمجھ لیا ہے۔ مسلم  
 کی روایت میں بغیر شک کے آیا ہے کہ یہ عمر کی نماز تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی اپنی نماز کو پورا سمجھ کر یا یہ گمان غالب پوری  
 نماز سمجھ کر سلام پیر دے اور عمل کثیر بھی کر لے اور پھر یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ نماز میں کمی نہ گئی ہے تو پھر پہلی نماز (باقی صفحہ ۶۵۸)

۹۵۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَجِينَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي التَّرْكَعَيْنِ الْأُولَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا أَقْضَى الصَّلَاةَ وَأَنْتَطَرُ النَّاسُ تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَا سَجْدَاتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

### الفصل الثاني

۹۵۶۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَى فَسَجَدَا سَجْدَاتَيْنِ لَمْ تَشْهَدَا ثُمَّ سَأَرَتْ رَأْيَ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ هَذَا أَحَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

۹۵۵۔ عبد اللہ بن بجنینہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ آپ پہلی دو رکعتوں میں کھڑے ہو گئے۔ اور تشہد نہ فرمایا۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب نماز پوری ہو گئی۔ اور لوگ سلام کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ نے بیٹھے بیٹھے تکیہ کی۔ اور سلام سے پہلے دو سجدے کئے۔ پھر سلام پھیرا۔ (بخاری مسلم)

### دوسری فصل

۹۵۶۔ عمران بن حصین فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان کو نماز پڑھائی۔ اور بھول گئے۔ آپ نے دو سجدے فرمائے اور تشہد فرمایا۔ اور سلام پھیرا۔ (ترمذی اور کہا بہ حدیث حسن غریب ہے)

رقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ پر بنا کر سکتا ہے اور اتنے کام کرنے سے اور باتیں کرنے سے بھی نماز از سر نو نہیں پڑھنی پڑے گی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ پہلے سلام پھیرے پھر سجدہ سو کرے اور پھر سلام پھیرے اور دوبارہ التعمیات تہ پڑھے۔ کیونکہ دعا بہ التعمیات پڑھنے کی دونوں چیزیں یعنی عبد اللہ بن مسعود اور مغیرہ بن شعبہ کی بہت ضعیف ہیں۔

اس حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ گویا آپ غصے میں ہیں، یہ نماز میں بھول ہو جانے کا طبیعت بر اثر تھا۔ گو آپ کو بھول کا علم نہ ہوا لیکن چونکہ آپ کی طبیعت بالکل آئینہ کی طرح صاف تھی اس پر اس کا اثر ضرور ہو گا گو آپ اس کی وجہ نہ جانتے تھے انبیاء علیہم السلام کی عموماً یہی کیفیت ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب فرشتے آئے تو گواہی آپ کو قوم لوط پر عذاب نازل ہونے کی اطلاع نہیں ہوئی تھی۔ لیکن چونکہ وہ عذاب لے کر آئے تھے آپ کی طبیعت اس سے متاثر ہوئی اور انہوں نے خوف سا محسوس کیا اور پھر ایسی ہی کیفیت حضرت لوط علیہ السلام کی ہو گئی۔ (حاشیہ صفحہ ۶۵۸)

۱۰ سجدہ سموکس کمی پر ہے ۹۔ اس حدیث کو احمد اور ابی سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی میں اتنا زیادہ ہے کہ مقتدیوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ اگر امام کو سمو ہو جائے تو مقتدی بھی امام کی سمو کے سجدے کریں گے حنفیہ اور شافعیہ کا یہی مذہب ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت نے جلوس نہیں کیا تھا یعنی درمیانہ التعمیات نہیں بیٹھے تھے۔ اس کے قائم مقام یہ دو سجدے ہو گئے۔ حنفیہ کے نزدیک تشہد اولیٰ میں بیٹھنا تو واجب ہے لیکن تشہد پڑھنا سنت ہے اور شافعیہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۹۵۷۔ وَعَنِ الْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِذَا أَقَامَ الْإِمَامُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ فَإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ وَإِنْ اسْتَوَى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ وَ يَسْجُدًا سَجْدًا تَمَامًا وَابْوَدَّ ابْوَدَّ وَابْنُ مَاجَةَ -

### الفصل الثالث

۹۵۸۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُمَا فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْيَانِيُّ وَكَانَ فِي يَدَيْهِ طَوْلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَذَكَرَ لَهَا صَنِيعَهُ فَخَرَجَ غَضَبَانِ يَجْرُ سِرَادِعَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَحَدَانِ هَذَا أَقَالُوا نَعَمْ فَصَلَّى رُكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدًا سَجْدًا تَمَامًا ثُمَّ سَلَّمَ مَا وَابْوَدَّ مَسْلُورٌ -

۹۵۷۔ میغرہ بن شعبہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اگر امام دو رکعتوں سے کھڑا ہو جائے اور سیدھا ہونے سے پہلے اسے یاد آجائے تو وہیں بیٹھ جائے اور سیدھا کھڑا ہو جائے تو پھر نہ بیٹھے اور آخر میں بھول کے دو سجدے کرے (ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

### تیسری فصل

۹۵۸۔ عمران بن حصین نے فرمایا۔ آنحضرت نے ایک دفعہ عصر کی نماز پڑھی۔ اور تین رکعت پر سلام پیر دیا۔ اور گھر تشریف لے جانے لگے۔ ایک آدمی آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جس کا نام خریبان تھا۔ اس کے ہاتھ کسی قدر لیے تھے۔ اس نے آنحضرت سے نماز میں غلطی کا ذکر فرمایا۔ حضرت غصے میں چادر کھینچتے تشریف لے آئے اور فرمایا کیا یہ صبح کتا ہے لوگوں نے کہا۔ ہاں آپ نے ایک رکعت پڑھی۔ سلام کیا۔ پھر دو سجدے کئے اور سلام کیا (مسلم)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے نزدیک دونوں واجب ہیں اور جن لوگوں نے تشہد اولیٰ کو واجب نہیں کہا وہ کہتے ہیں کہ اگر تشہد اولیٰ واجب ہوتا تو سہو کے سجدے اس کی کوپورا کر سکتے لیکن یہ اس صورت میں صبح ہو سکتا ہے کہ جب شریعت سے اس امر کی کوئی دلیل مل جائے کہ واجب کی کمی کو سجدہ سوپورا نہیں کر سکتا۔

۱۵۔ اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حازمی نے کہا ہے کہ انصاف یہ ہے کہ سجدہ سو سلام سے پہلے بھی اور بعد بھی دونوں طرح صبح ہے اور دونوں طرف دلائل اس قابل ہیں کہ ان پر اکتفا کیا جاسکے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۵)

۱۶۔ اس کو دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث کا ادوار مجاہد جعفری پر ہے اور وہ مشہور کتاب ہے اور باتفاق محدثین ضعیف ہے۔ (باقی بر صفحہ ۱۶)



۵۹۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى صَلَاةً يُشْكِي فِي النُّقْصَانِ فَلْيُصَلِّ حَتَّى يَشْتَكِيَ فِي الزِّيَادَةِ دَوَاءَ أَحْمَدُ.

۵۹۔ عبد الرحمن بن عروفت سے مروی ہے میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے جو آدمی نماز پڑھے اور اسے شبہ ہو کہ نماز کم پڑھی ہے وہ نماز پڑھے یہاں تک کہ اسے زیادتی کا شبہ ہو جائے۔ (احمد)

(تفسیر حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۱۷۔ اس کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ عمران بن حصین کی یہ حدیث اور ابو ہریرہ کی حدیث جو فصل اول میں گذری چکی ہے یہ دو علیحدہ علیحدہ واقعہ ہیں اور اس کی تفسیر کتب احادیث میں موجود ہے اور سوال کرنے والا دونوں جگہ ذوالبیدین (خریاق) ہے۔ اس حدیث میں سجدہ سہو کے بعد تشہد کا ذکر نہیں ہے اور یہی صحیح ہے۔ احادیث صحیحہ کی تائید کرتی ہیں اور دوسری روایات اس درجہ کی نہیں ہیں۔

(ما شہد صفحہ ۱۷) اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث معلول ہے۔ لیکن اس کی تائید اور حدیثوں سے بھی ہو جاتی ہے لہذا اس کا مضمون صحیح ہے۔ چاہیے کہ پہلے سوچے اور غور کرے اگر شک نکل جائے تو وہ یقین سے اور خواہ گمان غالب سے نبھاو نہ احتیاطاً کم پر بنا کرے۔

## بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ

### سجدہ تلاوت

قرآن عزیز کی جن آیات میں اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کا حکم ہے۔ یا سجدہ کے ثواب کا ذکر ہے یا تارک سجدہ کی سزا کا تذکرہ ہے۔ آنحضرت وہاں سجدہ فرمایا کرتے تھے۔ بعض اہل علم سجدہ تلاوت واجب سمجھتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ سجدہ تلاوت ممنون ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم کے لیے استیجاباً سجدہ کرنا چاہیے۔ یہ سجدے قرآن مجید میں چودہ یا پندرہ ہیں۔ حضرت عمر نے سر مبارک فرمایا۔ کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں۔ حاضرین نے تسلیم فرمایا۔

سجدہ تلاوت کی دعا یہ ہے۔ سَجَدًا وَجَعِي لِدَبَابِ خَلْقِكَ وَشَقِّ سَمْعِكَ وَبَصَرِكَ بِحَوْلِي وَفُؤَاتِي (میر کی پیشانی نے اللہ کے لیے سجدہ کیا۔ جس نے اسے پیدا کیا۔ اور اس کے کان اور آنکھیں اپنی قوت سے بنائیں۔)

دوسری دعا اللہم اكتب لي بها عندك اجداً او صنع بها عبي ورسداً واجعلها لي عندك ذخراً وتقبلها مني كما تقبلها من عبدك اذ ذرا سے اللہ مجھے اس سجدہ کا اپنی طرف سے اجر عطا فرما۔ اور میرے گناہ معاف فرما۔ اور اسے اپنے پاس ذخیرہ رکھ اور اسے قبول فرما۔ جیسے تو نے اپنے بندے داؤد سے قبول فرمایا تھا۔

### الفصل الأول

۹۶۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْتَّجْمُرِ وَسَجَدًا مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمَشْرُكُونَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

۹۶۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ وَأَقْرَبَ بِأَسْمَارِ رَبِّكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۹۶۲۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ فَتُزَادُ هُمُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدًا نَالِجِبْهَتِهِ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ مِنْنَ عَلَيْهِ

### پہلی فصل

۹۶۰۔ ابن عباس سے مروی ہے۔ آنحضرت نے سورہ نجم میں سجدہ فرمایا۔ اور آپ کے ساتھ اہل اسلام اور مشرکوں اور جن اور انسانوں نے سجدہ کیا۔ (بخاری)

۹۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا۔ ہم نے آنحضرت کے ساتھ سورہ اذا السماء انشقت (انفطار) اور سورہ اقرأ باسم ربك (سورہ علق) میں سجدہ کیا۔ (مسلم)

۹۶۲۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا۔ آنحضرت سجدہ کی آیت تلاوت فرماتے۔ اور ہم آپ کے پاس ہوتے۔ آپ بھی سجدہ فرماتے اور ہم بھی سجدہ کرتے اس قدر بیٹھ ہو جاتی کہ ہم لوگوں کو سجدہ کے لیے جگہ نہ ملتی۔ (بخاری مسلم)

۱۔ سورہ نجم کا سجدہ ۱۔ اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا اور صحیح کہا اور طبرانی نے اوسط میں کہا کہ یہ واقعہ مکہ کا ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک سجدہ تلاوت واجب ہے اور باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے۔ کافروں نے یہ سجدہ اس لیے کیا کہ یہ پہلا سجدہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ اللہ کو سجدہ کرو اور وہ جو بعض مفسرین نے تذلک الغرانیق العلی والافصح بیان کیا ہے وہ بالکل بے اصل ہے ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا اس کے تمام طرق مرسل ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مفصلات میں بھی تلاوت کے سجدے ہیں۔ ۲۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری میں صرف اذا السماء انشقت کا تذکرہ ہے۔

۳۔ بیٹھ میں سجدہ کیلئے کسے کسے ۹۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث میں دلیل ہے کہ سجدہ کی آیت سننے والا بھی سجدہ کرے۔ نووی نے کہا کہ پڑھنے والا بھی سجدہ کرے اور سننے والا بھی اور اگر پڑھنے والا نہ بھی سجدہ کرے تو بھی سننے والا سجدہ کرے۔ بیہقی نے کہا صحیح سند سے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا گیا ہے کہ اگر بیٹھ ہو اور سجدہ تلاوت کرنے کے لیے جگہ نہ مل سکے تو اپنے بھائی کی پوٹھ پر بھی سجدہ کرے۔

۹۶۳۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْتَجَهُوا فَكَمْ يَسْجُدُ فِيهَا مُتَّفَقًا عَلَيْهِ -

۹۶۴۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجَدَ صَ لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ وَقَدْ نَامَتْ آيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ السُّجُودُ فِي صَ فَقَرَأَ وَمِنْ ذِمَّاتِهِمْ دَوَادُ وَسُلَيْمَانَ حَتَّى أَتَى فِيهَا هُمَا قَتَدَهُ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أَمْرًا تَقْتَدِي بِهِمْ دَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

### الفصل الثاني

۹۶۵۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ قَالَ أَقْرَأَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمَفْصَلِ وَفِي سُورَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۹۶۳۔ زید بن ثابت فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت کے پاس سورہ نجم پڑھی آپ نے اس میں سجدہ نہ فرمایا۔ (بخاری مسلم)  
 ۹۶۴۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ سورہ ص کا سجدہ موکد نہیں۔ لیکن میں نے آنحضرت کو اس میں سجدہ فرماتے دیکھا ایک روایت میں مجاہد نے کہا۔ میں نے ابن عباس عرض کیا۔ کیا میں سورہ ص میں سجدہ کروں آپ نے یہ آیت پڑھی دَمِنَ ذَرِيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ (الی) فبہذا ہما قتدہ - تک پڑھا اور فرمایا آپ کے نبی کو حکم ہوا ہے۔ کہ ان نبیوں کی اقتداء کریں۔ (بخاری)

### دوسری فصل

۹۶۵۔ عمرو بن عاص نے فرمایا۔ مجھے آنحضرت نے قرآن میں پندرہ سجدے پڑھائے ان سے تین مفصل میں ہیں۔ دو سورہ حج میں (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

۱۔ سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے۔ اس کو ابن ماجہ کے سوا اہل سنن اور احمد اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں دلیل ہے کہ سورہ نجم کا سجدہ واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے آپ نے بعض دفعہ کیا اور بعض دفعہ نہیں کیا۔ بنیاد نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم میں سجدہ کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور یہ آخری زمانہ کی بات ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہ صحیح میں مسلمان ہوئے۔

۲۔ سورہ ص کا سجدہ ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے حدیث کے علاوہ قرآن مجید کی آیت سے بھی استنباط کر کے سجدہ کی ترغیب دی کہ سجدہ کرو فردی سجدہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ داؤد علیہ السلام کے رکوع کا ذکر کیا ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (باقی صفحہ آئندہ)

۹۶۱۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضِّلْتُ سُورَةَ الْحَجِّ بَاتٍ فِيهَا  
سَجْدَاتَيْنِ قَالَ نَعَمْ وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَأْهُمَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَدَوَّدُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا  
حَدِيثٌ كَثِيرٌ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيٍّ وَفِي الْمَصَابِيحِ فَلَا يَقْرَأُهَا كَمَا فِي شَرْحِ السُّنَنِ -  
۹۶۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ ثَلَاثًا فَكَّرَ  
فَرَأَى أَنَّهُ قَدْرَتْ نَزِيلَ السَّجْدَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۹۶۱۔ عقبہ بن عامر نے فرمایا میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول سوره حج کو دو سجدوں میں فضیلت دی گئی  
ہے فرمایا ہاں جو یہ سجدے نہ کرنا چاہے وہ یہ دو آیتیں نہ پڑھے (ابوداؤد، ترمذی اور کہا اس حدیث کی سند قوی نہیں  
اور مصابیح میں ہے فلا یقرءھا (اس سورت کو نہ پڑھے) شرح السنن میں بھی اسی طرح ہے۔

۹۶۲۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ظہر کی نماز میں سجدہ کیا۔ پھر اٹھے اور رکوع کیا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ آپ نے  
تین سجدہ پڑھی ہے۔ (ابوداؤد)

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) نے سجدہ کر لیا تاکہ داؤد علیہ السلام سے بھی بڑھ کر بارگاہ خداوندی میں اپنی مسکنت اور تواضع کا اظہار کریں۔  
ﷺ قرآن کے پندرہ سجدے :- اس حدیث کو دارقطنی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ مفصلات کے تین سجدے سوره  
نجم۔ سوره الشقاق اور سوره اقرا میں ہیں۔ جن لوگوں نے کہا کہ مفصلات کے سجدے منسوخ ہیں یہ حدیث ان کے خلاف حجت  
ہے۔ اس سے پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے کہ سوره نجم میں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
سجدہ کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جس حدیث سے مفصلات کے سجدوں کو منسوخ کہا جاتا ہے وہ حدیث خود ضعیف ہے۔ چاہئے  
تو یہ تھا کہ اس حدیث کو ضعیف سمجھا جاتا۔ اور کہ یہ لیا کہ صحیح حدیث کو چھوڑ دیا اور ضعیف کو قبول کر لیا۔ (حاشیہ صفحہ ۶۵۸)

لے سورہ حج میں دو سجدے ہیں :- یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو سورہ حج کے دونوں سجدوں کو ضروری سمجھتے ہیں گو اس حدیث  
کی سند تو ضعیف ہے لیکن اس کے شواہدات بہت زیادہ ہیں جن سے اس کو کافی تقویت ملتی ہے اور صحیح یہی ہے کہ سورہ حج کے  
دونوں سجدے ضروری ہیں۔

ﷺ رتیری نمازوں میں سجدہ تلاوت :- اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے اس کو صحیح کہا ہے  
اس سے معلوم ہوا کہ سری نمازوں میں بھی اگر سجدے والی کوئی سورت پڑھی جائے تو ان میں بھی سجدہ کرنا چاہئے۔ آنحضرت سری قرأت میں  
بھی بعض دفعہ کوئی آیت بلند آواز سے پڑھ دیا کرتے تھے تاکہ صحابہ کو معلوم ہو جائے کہ فلاں سورت پڑھی جا رہی ہے۔ بخاندہ کی دعائیں بھی بعض اوقات  
آپ بلند آواز سے پڑھ دیتے تھے تاکہ صحابہ کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں فلاں دعا آپ نے پڑھی ہے اور پھر اس کو یاد کر سکیں۔



۹۷۶۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا رَوَى اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَنَا مَا جَلَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَيْدِي اللَّيْلَةِ وَأَنَا نَائِمٌ كَأَنِّي أَصَلْتُ خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي فَسَمِعَتْهَا تَقُولُ اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وَثْرًا وَأَجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدًا فَسَمِعْتُهُ وَهوَ يَقُولُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِذْ آتَاهُ لَوْ يَدُكُورُ وَتَقَبَّلْتَهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

### الفصل الثالث

۹۷۳۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَالتَّجْوِ فَسَجَدًا فِيهَا وَسَجَدًا

۹۷۴۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا میں نے آج خواب دیکھا ہے۔ کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے سجدہ کیا۔ اور میری وہ سر سے درخت نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے اسے یہ دعا پڑھتے سنا اَللّٰهُمَّ اَكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وَثْرًا وَاَجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے اس کے بعد سجدہ کی آیت پڑھی۔ پھر سجدہ کیا۔ میں نے سنا آپ وہی دعا پڑھتے تھے۔ جو اس آدمی نے درخت سے سنی تھی۔ (ترمذی) ابن ماجہ لیکن اس نے تقبلتھا منی کما تقبلتھا من عبدک دَاوُدَ کے لفظ نہیں کہا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

### تیسری فصل

۹۷۳۔ عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ آنحضرت نے سورہ نجم پڑھی۔ اور آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے سجدہ کیا۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اثبات کی حدیثیں فقہی مقدم ہوتی ہیں۔ لیکن یہ جب ہو کہ وہ کسی اصول کے پابند ہوں۔

۱۵۔ اس حدیث کو احمد۔ دارقطنی۔ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن سکین نے اس کو صحیح کہا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو کہ یہ دعوات کے سجدہ میں سنی اس لیے رات کا تذکرہ کر دیا ورنہ دن ہو یا رات یہ دعا پڑھی جاسکتی ہے یعنی اس میں رات کی قید اتفاقی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۵)

۱۶۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ یہ خواب دیکھنے والے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تھے جیسا کہ دارقطنی اور بیہقی میں اس کی مراد موجود ہے۔ معلوم ہوا کہ سجدہ میں یہ دعا پڑھنی بھی جائز ہے۔ یہ نہیں کہ نبی صلعم نے یہ دعا درخت سے سیکھی بلکہ آنحضرت کو وحی ہوئی اور ابوسعید کو اس کے مطابق خواب میں نظر آگیا۔

مَنْ كَانَ مَعَهُ غَيْرَاتٌ شَيْخًا مِنْ قَرِيْبٍ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصَا أَوْ تَرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ وَقَالَ يَكْفِيْنِي هَذَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَقَدْ مَا آيَةٌ بَعْدَ قِتْلِ كَافِرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَرَادُ الْبُخَارِيِّ فِي رِوَايَةٍ وَهِيَ آيَةٌ مِنْ خَلِيفٍ -

۹۷۲۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي حِصٍّ وَقَالَ سَجَدًا هَادًا وَدُتُوبَةً وَسَجَدًا هَاشِكًا أَمَا وَكَانَ النَّسَائِيُّ

لیکن ایک بڑے قریبی نے مٹی کی ایک مٹھی یا لٹکروں کی مٹھی پیشانی کی طرف اٹھائی۔ اور کہا۔ مجھے یہی کافی ہے عبد اللہ فرماتے ہیں۔ میں نے اسے اس کے بعد دیکھا وہ کفر کی حالت میں مر گیا۔ بخاری مسلم بخاری نے ایک روایت میں فرمایا۔ وہ امیر بن خلف تھا۔ ۹۷۴۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے سورہ من میں سجدہ کیا۔ اور فرمایا۔ داؤد علیہ السلام نے توبہ کے لیے سجدہ کیا۔ اور ہم شکر کے لیے کرتے ہیں۔ (نسائی)



۱۔ ہتکبر کی سزا۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے مختصر روایت کیا ہے۔ یہ بڑھا امیر بن خلف تھا جو حضرت بلال کو تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ بدر کے دن یہ کفر کی حالت میں مارا گیا تھا۔ کافروں کے بڑے سرداروں میں سے تھا اس کا دوسرا بھائی ابی بن خلف وہ بد بخت ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن اپنے ہاتھ سے قتل کیا اللہ ان دونوں بھائیوں پر لعنت کرے۔

۲۔ شکر اٹانے کا سجدہ :- اس کو ابن جوزی نے معلول کہا ہے لیکن اس کا تابع پایا گیا ہے ساسی لیے ابی سکن نے اس کو صحیح کہا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے یہ سجدہ یعنی سورہ من کا توبہ کے لیے کیا اور ہم اس شکرانہ کے لیے کرتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ امام شافعیؒ اس سجدہ کے قائل نہیں ہیں کیونکہ وہ سجدہ شکر کے مشروع ہونے ہی کے قائل نہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

# بَابُ أَوْقَاتِ النَّهْيِ

جن وقتوں میں نماز ناجائز ہے

یعنی مصالح کا جس طرح تقاضا ہے۔ کہ عبادت کے لیے وقت معین کئے جائیں۔ پھر ان اوقات میں پابندی کے ساتھ عبادت کی جائے۔ اسی طرح بعض اوقات عبادت کے لیے نامناسب ہیں۔ ان میں عبادت منع ہے۔ ان اوقات میں عبادت اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب نہیں ہوتی۔ طلوع آفتاب اور غروب کے وقت اہل شرک اپنے مصنوعی مجسموں کی عبادت کرتے ہیں۔ اسلام نے ان غلط کارگوں کے ساتھ معمولی مشابہت کو بھی ناپسند فرمایا۔ دوپہر جب سورج ٹھیک نصف النہار پر ہو۔ گرمی کی شدت اور جہنم کی تیزی کا وقت ہے۔ ایسے اوقات عبادت کے لیے مناسب نہیں۔ آنحضرت نے ان اوقات میں عبادت سے منع فرمایا۔ اور عصر کی نماز کے بعد نوافل کی اجازت نہیں۔ اسلام کے نظام اوقات کے مطابق رات کو بیدار ہونے والا آدمی صبح کی نماز کے بعد نوافل نہیں پڑھ سکتا۔ ہم لوگ اپنی بے عملی کی وجہ سے شائد اس نئی کی وجہ نہ سمجھ سکیں۔ تہجد گزار اور اس کا پابند اس نئی کو بالکل برعزل سمجھے گا۔ عصر کی نماز کے بعد کا دوباری آدمی عموماً کاروبار ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ فارغ ہو کر وہ رات کے پروگرام کو پوری طرح مکمل کر سکے۔ اس لیے فریضہ معاش کے لیے بھی ضرورت ہے۔ کہ یہ وقت عبادت سے خالی رہے۔ بعض صحابہ نے عصر کے بعد نوافل کی اجازت دی ہے۔ بعض آثار بھی جواز کے متعلق آئے ہیں۔ لیکن جمہورائمہ کلاسی خیال ہے۔ کہ عصر کے بعد نوافل درست نہیں اور یہی مصالح شرعیہ کے ساتھ زیادہ مناسب ہے۔

بیت اللہ شریف اسی نہی سے مستثنیٰ ہے آنحضرت نے حرم مکہ کے منتظمین کو فرمایا۔ کہ حرم میں کسی وقت بھی نماز سے کسی کو نہ روکا جائے۔ بعض آثار میں یوم الجمعہ کو بھی مستثنیٰ فرمایا گیا ہے اس دن دوپہر کو نوافل پڑھ سکتا ہے شوافع کا یہی مسلک ہے احناف سے ناپسند فرماتے ہیں۔ جس حدیث میں حضرت نے اس کی اجازت فرمائی ہے سند کے لحاظ سے حسن ہے یہ اس لیے ان احادیث کے لیے مخصوص ہوگی۔ جن میں اس وقت عبادت سے روکا گیا ہے اس لیے شوافع کا مسلک راجح اور صحیح معلوم ہوتا ہے۔





## الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۹۷۵. عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَحَرَّفُ أَحَدُكُمْ فَيَصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا فِي رِوَايَةٍ قَالَ إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَادْعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُزَ وَلَا تَأْخُذُ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَادْعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ وَلَا تَحِينُوا الصَّلَاةَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبِهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ مُصَفَّقٌ عَلَيْهِ.

۹۷۶. وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نَصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْرُبَ فِيهِنَّ مَوْتًا نَاجِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَانِيَةً حَتَّى تَنْتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضِيغُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَخْرُبَ مَا وَكَاهُ مُسْلِمٌ.

## پہلی فصل

۹۷۵۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ تم میں سے کوئی آدمی آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت نماز کا ارادہ نہ کرے۔ اور ایک وقت میں ہے۔ جب سورج کا کنارہ نکل آئے تو اس وقت تک نماز چھوڑ دو جب تک کہ وہ ظاہر ہو جائے۔ اور جب غروب ہو تو اس وقت تک نماز نہ پڑھو۔ جب تک غروب نہ ہو جائے اور سورج کے طلوع اور غروب کے وقت کو نماز کے لیے متین نہ کرو۔ کیونکہ اس کا طلوع شیطان کے سر کے دونوں کناروں میں ہوتا ہے۔ (بخاری مسلم)

۹۷۶۔ عقبہ بن عامر نے فرمایا۔ آنحضرت نے تین وقتوں میں ہمیں نماز سے روکتے تھے۔ اور مردوں کو دفن کرنے سے روکتے تھے۔ جب سورج طلوع ہو یہاں تک کہ اونچا ہو جائے اور جب دوپہر کے وقت سورج کھڑا ہو تو یہاں تک کہ وہ بھک جائے۔ اور جب سورج غروب کے لیے مائل ہو جائے غروب تک (مسلم)

۱۔ طلوع و غروب کے وقت نماز نہ پڑھے۔ ان اوقات میں نماز پڑھنے کی وجہ بیان فرمادی کہ ان اوقات میں چونکہ سورج پوہنے والے اس کی پوجا کرتے ہیں لہذا خدا پرستوں کو ان کی مشابہت سے بچنا چاہیے اور شیطان کے سینگوں کے درمیان کا یہ مطلب ہے کہ شیطان بعین ان اوقات میں سورج کے بالکل قریب ہو جاتا ہے تاکہ اس کو پوہنے والے ایسے معلوم ہوں کہ شیطان کو پوج رہے ہیں اور سجدہ کر رہے ہیں۔ اگر کوئی جانتے بوجھتے ان وقتوں تک اپنی نماز کو متاخر کر دے تو یہ بہت برا ہے اور اگر بھولنے والا یا سونے والا ایسے وقت میں بیدار ہو یا اس کو یاد آجائے تو اگر سورج نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے ایک رکعت پڑھ سکتا ہو تو نماز مشروع کر دے ورنہ پھر سورج کو طلوع یا غروب ہونے سے پہلے کہ عین سورج کے طلوع یا غروب کے وقت نماز پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہے۔

۲۔ اوقات ممنوعہ میں جنازہ بھی منع ہے۔ اس حدیث کو احمد اور ابی سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض نے (باقی برصغیر آئندہ)

۹۷۷۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْكِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَجِدِبَ الشَّمْسُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -  
 ۹۷۸۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْسَةَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَقَدِمَتْ الْمَدِينَةَ فَمَا حَلَّتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصَرَ عَنِ الصَّلَاةِ حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْكِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَدْرِي

۹۷۷۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ صبح کی نماز کے بعد نماز (نوافل) درست نہیں۔ یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے۔ اور نہ ہی عصر کے بعد نماز درست ہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے (بخاری مسلم)۔  
 ۹۷۸۔ عمرو بن عبسہ فرماتے ہیں۔ جب آنحضرت صلعم مدینہ منورہ تشریف لائے میں بھی آیا۔ اور مسجد میں آنحضرت کے پاس پہنچا۔ میں نے عرض کیا۔ مجھے نماز کے اوقات کے متعلق بتائیں۔ حضرت نے فرمایا۔ صبح کی نماز کے بعد نماز سے رک جاؤ۔ جب تک سورج طلوع ہو کر اونچا نہ ہو جائے۔ اس لیے کہ وہ

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کا کہہ رہی ہیں۔ دفع کرنے سے مراد نماز جنازہ پڑھنا ہے کیونکہ وہ بھی نماز کی ایک قسم ہے تو چونکہ دوسری نمازیں بھی اس وقت میں پڑھنا منع ہے لہذا یہ نماز پڑھنا بھی منع ہے لیکن اس کی یہ توجیہ کرنا صحیح نہیں ہے جس طرح اس وقت میں فرض نماز پڑھنا اور جنازہ کی نماز پڑھنا منع ہے اسی طرح قبر پر، مردہ کو دفن کرنا بھی ناجائز ہے لیکن یہ جب ہے کہ جان بوجھ کر ایسا کیا جائے اگر اتفاقی طور پر ایسا ہو جائے یا کسی جمہوری کی وجہ سے ایسا کرنا پڑے تو بالافتقار مکروہ نہیں ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۰۔ غدر سے مکروہ وقت میں فرض پڑھ لے۔ اس حدیث کو احمد اور بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ صبح یا عصر کی نماز کے بعد اس آدمی کی نماز تو مکروہ ہے جو نفل پڑھے یا قضا نماز پڑھے لیکن جو آدمی اسی دن کی نماز ادا پڑھے وہ قطعاً مکروہ نہیں ہے اور نوافل بھی عصر کے بعد ایسے وقت میں مکروہ ہیں کہ جب سورج زرد ہو چکا ہو اور اگر ایک مثل کے بعد عصر پڑھی گئی ہو تو اس کے بعد سورج نرد ہونے تک بے گھٹکے نماز پڑھ سکتا ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔

۱۱۔ طلوع اور نصف النہار کا وقت کونسا ہے۔ اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ صبح کی نماز کے بعد صرت سورج طلوع ہو جانے ہی سے نماز جائز نہیں ہو جاتی بلکہ ایک نیزہ کا اندازہ سورج بلند ہو جائے تب نماز جائز ہوگی۔ اب یہ ضعیفی کی نماز ہوگی۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور قیامت کو اس کی گواہی دیں گے۔ نیزہ کا سایہ ٹھہر جانے کا مطلب یہ ہے کہ دوپہر اور ایسا سال کے چند دنوں میں ہوتا ہے کہ سایہ دوپہر کے وقت ختم ہو جاتا ہے جبکہ سورج خطا استوا پر ہو اور دوپہر کا وقت ہو تو اس وقت سایہ بالکل نہیں ہوگا۔ پھر اسی وقت پر قیاس کر کے سال کے دوسرے ایام میں بھی اس وقت نماز مکروہ ہوگی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ حدیث میں قمے اور ظل کے الفاظ کثرت سے استعمال ہوں گے اس لیے ان کے مخصوص معانی ذہن میں رکھ لیں۔ (باقی صفحہ آئندہ)

الشَّيْطَانِ وَجَنِّيذًا يُسْجِدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلَّى فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى  
يَسْتَقْبَلَ الطَّلَّ بِالرَّمِيحِ ثُمَّ أَقْبَرَ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ جَنِّيذًا يُسْجِرُ جَهَنَّمَ فَإِذَا أَقْبَلَ النَّفْسُ  
فَصَلَّى فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْبَرَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى  
تَغْرِبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرِبُ بَيْنَ قَرْيَتِي الشَّيْطَانِ وَجَنِّيذًا يُسْجِدُ لَهَا الْكُفَّارُ قَالَ قُلْتُ  
يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَالْوُضُوءُ حَتَّى نَبِيٌّ عَنْهُ قَالَ مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقْرَأُ بِوُضُوءِهِ فَيَمْضِي وَرِ  
وَيَسْتَنْشِقُ فَيَسْتَنْشِقُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيهِ وَحَيَا سِتْمِهِ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا

شیطان کے دو سینگوں میں طلوع ہوتا ہے اس وقت اہل کفر اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر نماز پڑھو۔ کیونکہ نماز (کے وقت) فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ سایہ نیرے کے سر پر ہو۔ اس وقت نماز سے رک جاؤ۔ اس وقت جہنم گرم کی جاتی ہے۔ جب سایہ نمودار ہو جائے۔ تو نماز پڑھو۔ نماز کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو جائے۔ پھر آفتاب کے غروب تک نماز سے رک جاؤ کیونکہ وہ شیطان کے سینگوں میں غروب ہوتا ہے۔ اور اہل کفر اسے سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت مجھے وضوء کے متعلق بتائیں۔ فرمایا جب تم میں سے کوئی وضوء کا پانی اپنے قریب کرے۔ اور منہ میں پانی ڈالے۔ اور ناک میں پانی ڈال کر اسے بھاڑے۔ تو اس کے چہرے منہ اور ناک کے سوراخوں سے گندم گر جاتے ہیں۔ پھر جب اللہ کے حکم کے مطابق چہرہ دھو تا ہے۔ تو پانی سے اس کے چہرے اور

دیکھنا ماشیہ صفحہ گذشتہ) جو سایہ زوال سے پہلے پہلے ہو یعنی دوپہر سے پہلے اس کو ظن کہتے ہیں اور جو سایہ دوپہر کے بعد ہوا اس کو ظن کہتے ہیں اور عصر کے بعد نفلوں کی کہا بہت محض عصر کا وقت شروع ہو جانے سے نہیں ہوگی بلکہ ہر آدمی کے لیے اس کی اپنی عمر کی نماز کے بعد نفل مکروہ ہوں گے حتیٰ کہ اگر وہ نماز کو اول وقت سے پیچھے کر دے تو وہ بلا کھٹکے نفل پڑھ سکتا ہے جب تک کہ وہ اپنی عمر کی نماز نہ پڑھ لے خواہ دوسرے اس وقت عمر کی نماز پڑھ چکے ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کم از کم سو راج زند ہونے سے پہلے اپنی عمر کی نماز پڑھ لے۔

یہاں جو وضوء سے گناہوں کا پاک و صاف ہونا لکھا ہے۔ یہ مرفوع معنی گناہوں سے ہے ورنہ کبیرہ گناہ غیر توبہ اور رحمت خداوندی کے صاف نہیں ہو سکتے اور اسی طرح حقوق العباد بھی نماز اور وضوء سے معاف نہیں ہو جاتے وہ بہر حال ادا کرنے لازمی اور فرضی ہیں۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک آدمی بندوں کے حقوق صاف نہیں کروا لیتا یا ان کو ادا نہیں کر لیتا اللہ تعالیٰ وہ جرم معاف نہ کریں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ اگر آدمی کے معنی کے گناہ پہلے ہی سے کسی سبب سے خواہ نیکی سے یا توبہ سے معاف ہو چکے ہوں تو پھر کبیرہ گناہوں میں کچھ تخفیف ہو جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور حقوق العباد میں تخفیف بھی نہیں ہوتی لہذا ان گناہوں سے بہت پرہیز کرنا چاہیے تاکہ نجات کی صورت پیدا ہو جائے۔

أَمْرَةَ اللَّهِ الْأَخْرَجْتَ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى أَرْتَمِ قَدَيْهِ  
 بِالْأَخْرَجْتَ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنْامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَسْمُرُ مَا أَسْرَهُ الْأَخْرَجْتَ خَطَايَا مَا أَمِيَهُ مِنْ  
 أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَامَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ الْأَخْرَجْتَ خَطَايَا مَا حَبَبْتِهِ مِنْ  
 أَنْامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ فَإِنَّهُ هُوَ قَامَ فَصَلَّى تَحْمِيدًا لِلَّهِ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَتَجَدَّاهُ بِالْيَدَايِ هُوَ لَمْ أَهْلُ وَقَرَعَ  
 قَبْلَهُ لِلَّهِ إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ حَيْطَتَيْهِ كَهَيْئَتَيْهِ يَوْمَ وَلَدَاتِهِ أُمَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۹۷۹۔ وَعَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمُسَوِّمَ بْنَ مَحْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَنْمَاهِرِ  
 أَمْرَ سُلُوءٍ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالُوا قَدْ أَعْيَبْنَا السَّلَامَةَ وَسَلَّهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ فَدَخَلْتُ  
 عَلَى عَائِشَةَ فَبَلَغْتُهُمَا مَا أَمْرُ سُلُوءِي فَقَالَتْ سَلِّ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَرَدُّوَنِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ  
 فَقَالَتْ أُمَّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَّ عَزْمًا ثُمَّ مَا آيَةٌ يُصَلِّيهِمَا ثُمَّ دَخَلَ فَأَمْرُ سَلَمَةَ  
 إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ كَوْنِي لِمَا تَقُولُ أُمَّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنِ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ  
 وَادَّلَكَ تُصَلِّيَهُمَا قَالَ يَا بِنْتُ أَيْ أُمَّتِي سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّهُ أَنَا فِي  
 أَنَا شَيْءٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلَنِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهَمَا هَاتَانِ مُتَنَقِّئُ عَلَيْكَ

دراہی کے کناروں تک سے گناہ گرجاتے ہیں۔ پھر انسان اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے۔ تو پانی کے ساتھ اس کے ہاتھوں کے  
 پوروں تک کے گناہ گرجاتے ہیں۔ جب سر پر مسح کرتا ہے۔ تو پانی سے اس کے سر اور بالوں کے کناروں تک کے گناہ گرجاتے ہیں۔ پھر  
 وہ گھٹوں تک پاؤں دھوتا ہے۔ تو اس کے پاؤں کے پوروں تک کے گناہ گرجاتے ہیں۔ اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اللہ کی حمد ثنا اور  
 برتری بیان کرے۔ جس کا وہ اہل ہے۔ اور اس کا دل اللہ کی طرف یکسو ہو جائے۔ تو وہ گناہوں سے اس طرح فارغ ہو جاتا ہے  
 جس طرح اس کی والدہ نے اسے جتا۔ (مسلم)

۹۷۹۔ کربیب فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عباس۔ مسور بن خزیمہ اور عبد الرحمن بن ابیہر نے اسے حضرت عائشہ کے پاس بھیجا۔ اور فرمایا۔  
 حضرت عائشہ سے سلام کہنا۔ اور دریافت کرنا کہ عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق کیا حکم ہے۔ میں حضرت عائشہ کے پاس گیا۔ میں نے  
 ان کو وہ پیغام پہنچایا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ حضرت ام سلمہ سے پوچھو۔ میں ان کے پاس گیا۔ ام سلمہ نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے  
 سنا تھا۔ وہ ان دو رکعتوں سے منع فرماتے تھے۔ پھر میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ جب آپ گھر تشریف لائے۔ تو  
 میں نے ایک لونڈی کو ان کے پاس بھیجا۔ اور کہا کہ حضرت سے میری زبان سے کہنا کہ آپ ان دونوں سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اب  
 میں نے آپ کو پڑھتے دیکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے امیبکی بیٹی تم نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق دریافت کیا ہے (واقصہ یہ  
 ہے) کہ میرے پاس قبیلہ عبد القیس کا ایک وفد آیا۔ انکی وجہ سے میں ظہر کے بعد دو رکعتوں سے مشغول ہو گیا یہ وہ دو رکعتیں ہیں۔ (بخاری مسلم)  
 ۱۰ صبح اور عصر کے بعد بقضا سنت پڑھنا۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی روایت میں یہ (باقی برصغیر آئندہ)

## الْفَصْلُ الثَّانِي

۹۸۰. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَأَلَ أَيْ التَّيْمِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ مَا كُنْتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مَا كُنْتَيْنِ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنْ كُنْتُ لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا أَلَا نَقَسْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَقَالَ إِسْنَادُ هَذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ لِأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو وَفِي شَرْحِ السُّنَنِ وَنُسُخِ الْمَصَابِيحِ عَنْ قَيْسِ بْنِ قَهْدٍ نَحْوَهُ.

## دوسری فصل

۹۸۰۔ محمد بن ابراہیم قیس بن عمرو سے روایت فرماتے آخفرت نے ایک آدمی کو صبح کی نماز کے بعد دو رکعت ادا کرتے دیکھا۔ حضرت نے فرمایا۔ صبح کی نماز دو رکعت ہے۔ اس نے کہا میں نے پہلی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں۔ وہ میں نے اب پڑھی ہیں۔ آخفرت خاموش ہو گئے و ابو داؤد ترمذی نے کہا۔ اس کی سند متصل نہیں۔ کیونکہ محمد بن ابراہیم نے قیس بن عمرو سے نہیں سنا۔ شرح السنہ اور مصابیح کے بعض نسخوں میں یہ روایت قیس بن عمرو سے اسی طرح مروی ہے۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ گزشتہ لفظ ہیں کہ میں نے آخفرت کو اس سے پہلے کہی ان کو پڑھتے نہ دیکھا تھا۔ ترمذی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آخفرت نے یہ دو رکعتیں اس لیے عمر کے بعد پڑھیں کہ آپ کے پاس کچھ مال آیا تھا اس کو تقسیم کرنے میں دیبر ہو گئی پھر ان کو عصر کے بعد پڑھا اور وہ جو عصر کی نماز کے بعد نوافل کی ممانعت آئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ سننے نقل نہ پڑھے ورنہ کچھ سننے کی قضاوی جاسکتی ہے۔ طحاوی نے کہا کہ عصر کے بعد سنتوں کی قضاوی نامہی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں خاصہ صرف عداومت کا ہے کہ آپ کی عادت تھی کہ جب کوئی کام شروع کر لیتے تو پھر آخر تک اس کو نباتتے ورنہ اصل قضا و سرے بھی دے سکتے ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ صبح کی نماز کے بعد سنت پڑھنا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر صبح کی سنتیں فرضوں سے پہلے نہ پڑھے تو ان کو فرضوں کے بعد پڑھے۔ یہ حدیث تقریری ہے۔ یعنی اگر اس وقت سنتیں پڑھنا جائز نہ ہوتا تو آخفرت صلعم منع فرما دیتے۔ اور ترمذی کا یہ کہنا کہ اس کی سند متصل نہیں تو یہ حدیث اور بھی کئی ایک متصل سندوں سے مروی ہے۔ ابن ترمذیہ۔ ابن حبان اور ابن حزم نے اس کو متصل سندوں سے روایت کیا ہے عراقی نے ان سندوں کو صحیح کہا ہے یہی وجہ ہے کہ امت کے کئی ایک اکابر صبح کے فرضوں کے بعد سنتیں پڑھ لینے کے قائل ہو گئے۔ مثلاً حضرت عطاء۔ طاؤس۔ ابن جریج۔ عمرو بن دینار اور تمام محدثین رحمہم اللہ۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر صبح کی سنتیں پہلے نہ پڑھے تو امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک وہ ضائع ہو گئیں۔ امام محمد سورج نکلنے کے بعد فوراً پڑھ لینے کے قائل ہیں شافعی اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے امام مالک دوپہر سے پہلے قضا کے قائل ہیں۔ جہاں اللہ بن عمرو امام شافعی سورج نکلنے سے پہلے اور بعد دونوں طرح کیساں طور پر قائل ہیں۔

۹۸۰. وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَاةٍ لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا كَافًا بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى آيَتًا سَاعَةً شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارًا مَا وَادَّ التَّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَائِيُّ.

۹۸۱. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ نِصْفَ النَّهَارِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَا وَادَّ الشَّافِعِيُّ.

۹۸۰۔ جبیر بن مطعم سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے بنی عبدمناف بیت اللہ میں کوئی کسی وقت طواف کرے۔ اسے مت روکو۔ دن کا وقت ہو یا رات کا (ترمذی، ابو داؤد، نسائی)

۹۸۱۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے دوپہر کے وقت نماز سے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔ مگر جمعہ کے دن شافعی

لے خانہ کعبہ ان پابندیوں سے مستثنیٰ ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہلے اور اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور دارقطنی نے اس کو جاری سے دو طریق سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ کا طواف اور طواف کے بعد کی دو رکعت نماز بہر وقت جائز ہے وہاں ان اوقات مکروہہ کا کوئی اثر نہیں ہے اور وجہ استدلال دو طریق سے ہے ایک تو یہ کہ بنی عبدمناف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخاطب کر کے فرمایا کہ کسی کو خانہ کعبہ کے طواف سے مت روکو جس وقت بھی کوئی طواف کرنا چاہے خواہ سورج نکل رہا ہو یا دوپہر کا وقت ہو یا سورج غروب ہو یا ہو اور جب طواف کی ہر وقت اجازت ہوگی تو طواف کے لیے دو گناہ جو شریعت نے مقرر کیا ہے وہ بھی بہر حال ساتھ ہی ادا کرنا ہو گا کیونکہ ان کے بغیر تو طواف ہی نہیں ہے دینو عبدمناف چونکہ خانہ کعبہ کے متولی تھے اور حج کی تمام خدمات کا بندوبست کرنا انہی کے ذمہ تھا اور اسی طرح حاجیوں کو پانی پلانا اور ان کی خدمت کرنا بھی انہوں نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا اس لیے ان کو مخاطب کر کے یہ الفاظ فرمائے اور اس کے بعد یہ خیال بھی گزرتا تھا کہ شاید طواف کے دو گناہ کی تو اجازت ہو لیکن دوسری نمازوں کی شاید اجازت نہ ہو تو ان کے لیے نماز پڑھنے کے الفاظ الگ بیان کر دیئے۔ مختصر مطلب یہ ہے کہ خانہ کعبہ میں اوقات ممنوعہ کیا بندی کوئی نہیں۔ اہل حدیث امام شافعی امام احمد اور اسحاق اسی کے قائل ہیں اور سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اور امام مالک کو بھی مستثنیٰ انہیں کہتے۔ انہوں نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ لے بنی عبدمناف اوقات مکروہہ کے علاوہ جس وقت بھی کوئی طواف اور نماز پڑھنا چاہے اس کو نہ روکو۔ لیکن یہ تاویل حدیث کے ظاہر الفاظ کے بالکل مخالف ہے کیونکہ ان اوقات کے علاوہ تو پہلے بھی کوئی پابندی نہیں تھی اور نہ ہی کوئی سمجھتا تھا اور بنی عبدمناف ہی کسی کو منع کرتے تھے تو اس صورت میں رسول اللہ صلعم کا قول بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

۱۷ جمعہ کے دن نصف النہار کی پابندی نہیں۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں محمد بن ابی یحییٰ اور اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فرحہ دونوں ضعیف ہیں اور ابو قتادہ کی حدیث منقطع ہے۔ جس طرح خانہ کعبہ کو تمام اوقات مکروہہ سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اور یہ خانہ کعبہ کا خاصہ ہے اسی طرح جمعہ کے دن کو صرف نعال سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ زوال کے وقت نماز پڑھنی صرف اس لیے منع ہے کہ (اس وقت شیطان سورج کے (باقی بر صفحہ آئندہ)

۹۸۲: وَعَنْ أَبِي الْخَيْلِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَالَ إِنْ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ أَبُو الْخَيْلِ لَمْ يَلِقْ أَبَا قَتَادَةَ -

### الفصل الثالث

۹۸۳: رَعَى عَبْدُ اللَّهِ الصَّنَائِحِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ فَإِذَا أَمْرًا تَفَعَّتْ فَأَمْرًا قَدْ شَأْمًا ذَا اسْتَوَتْ فَأَمْرًا نَهَا فَإِذَا انْأَلَتْ فَأَمْرًا قَدْ آذَنْتَ لِلْعُرُوبِ فَأَمْرًا نَهَا فَإِذَا غَرَبَتْ فَأَمْرًا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي ذَلِكَ السَّاعَاتِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاحْمَدٌ وَالتَّسَائِي -

۹۸۲- ابو الخیل، ابو قتادہ سے روایت فرماتے ہیں۔ حضرت دوپہر کے وقت نماز ناپسند فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔ مگر جمعہ کے دن اور فرمایا جنم بھونکی جاتی ہے۔ مگر جمعہ کے دن نہیں بھونکی جاتی (ابوداؤد)

### تیسری فصل

۹۸۳- عبد اللہ صنایحی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ سورج طلوع ہوتا ہے۔ تو شیطان کے سینک اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جب اوچھا ہوتا ہے۔ تو الگ ہو جاتے ہیں۔ پھر جب سر کے برابر ہوتا ہے۔ تو شیطان اس کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ جب وہ غروب کے قریب ہو جائے۔ تو قریب ہو جاتا ہے۔ جب سورج غروب ہو جائے تو الگ ہو جاتا ہے اور آنحضرت نے ان اوقات میں نماز سے منع فرمایا ہے۔ (مالک۔ احمد۔ نسائی)

یقینہ حاشیہ صفحہ گذشتہ قریب ہو جاتا ہے اور سورج پوجنے والوں سے اپنے آپ کو سجدہ کو انا چاہتا ہے اور جمعہ کے دن چونکہ عوام کا اجتماع بت زیادہ ہوتا ہے اس لیے خدا تعالیٰ کی رحمت نے اس دن شیطان کو سورج کے ساتھ ملنے کی اجازت نہیں دی جیسا کہ ایک حدیث میں اس کی تصریح ہے۔ اس لیے جمعہ کے دن زوال کے وقت بھی نماز پڑھنا جائز ہے جیسا کہ باب الحجۃ میں انشاء اللہ بیان ہوگا۔

انہی وجوہات کو ملحوظ رکھ کر علما نے اہل حدیث، محدثین، امام شافعی، علامہ ابن قیم اور علامہ ابن تیمیہ حرامی اس طرف گئے ہیں کہ جمعہ کے دن زوال سے پہلے بھی جمعہ کی نماز پڑھی جاسکتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اگر سنتیں وغیرہ زوال سے پہلے بھی پڑھنا چاہے تو پڑھ لے اس میں کچھ حرج نہیں اور جمعہ کی فرض نماز سورج ڈھلنے کے بعد پڑھی جائے۔

باقی رہی ابو الخلیل کی منقطع حدیث تو یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن اس کو صحابہ اور تابعین کے تعامل سے تقویت حاصل ہوتی ہے کہ وہ اس وقت میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور مرسل حدیث کو جب صحابہ کے عمل سے تقویت مل جائے تو وہ بالاتفاق مقبول ہے۔  
مقام تعجب ہے کہ برادران احناف کی اصول کی کتابوں میں تو یہ لکھا ہے کہ مرسل حدیث مطلقاً مقبول ہے خواہ اس پر تعامل ہو یا نہ (باقی جوفہ ۱۸۵)

۱۹۸۴۔ وَعَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْعِقَارِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَخْصِ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَالَ إِنَّا هَذِهِ صَلَاةٌ عَرِضَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَعُوهَا فَمَنْ حَافِظٌ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتَّى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ وَالشَّاهِدُ الْجَمْرُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۹۸۵۔ وَعَنْ معاوية قَالَ إِن كُؤَلْتَصَلُّونَ صَلَاةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيُّهَا يُصَلِّيهِمَا وَلَقَدْ نَمَى عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۸۴۔ ابو بصیر عقیاری فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے مقام مخص میں عصر کی نماز پڑھائی۔ اور فرمایا۔ یہ نماز تم سے پہلے لوگوں پر پیش کی گئی۔ انہوں نے اسے ضائع کر دیا۔ جو اس پر محافظت کرے۔ اسے دوگنا اجر ملے گا۔ اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ شاہد طلوع ہو جائے شاہد ستاروں کو کہتے ہیں۔ (مسلم)

۹۸۵۔ حضرت معاویہ سے مروی ہے فرمایا تم ایک نماز پڑھتے ہو۔ ہم آنحضرت کے ساتھ رہے ہم نے آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ یہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نماز ہے۔ (بخاری)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہو لیکن جب اپنے ائمہ کے خلاف اس حدیث کو پایا تو اس کا انکار کر دیا حالانکہ اس پر صحابہ اور ان کے بعد تابعین عمل کرتے رہے۔ یہ عمل تطہیف کوئی اچھا فعل نہیں کہ جب اپنے موافق کوئی حدیث ہوئی تو اسے قبول کر لیا اور جب مخالف نظر آئی تو ملے چھوڑ دیا۔

۱۰ مشرکین کی مشابہت سے بچنا چاہیے۔۔ پہلی فصل میں محمد بن عامر اور عمرو بن عبیدہ کی مفصل حدیثیں گذر چکی ہیں جن میں اوقات ممنوعہ کہ وہ میں نماز پڑھنے کا اصلی سبب بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ کافر لوگ ان اوقات میں عبادت کرتے ہیں اور سورج کی پوجا کرنے والے ان اوقات میں سورج کی پرستش کرتے ہیں اور شیطان ان اوقات میں سورج کے ساتھ آگمل جاتا ہے تاکہ صورت ایسی بن جائے اور معلوم ایسا ہو کہ کافر لوگ شیطان کی پرستش کر رہے ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمادیا تاکہ مشرکوں کے ساتھ ان اوقات میں عبادت کرنے کی مشابہت نہ پیدا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار اور یہود و نصاریٰ سے مشابہت کرنے سے سخت نفرت تھی۔ آپ ہر عمل میں ان کے خلاف کرتے تا وقتیکہ اس کے بارے میں وحی نہ نازل ہو جاتی۔ اور اگر کسی چیز میں وہی صورتیں ممکن ہوتیں اور وحی نہ آئی ہوتی تو پھر آپ کفار کا عمل چھوڑ کر اہل کتاب کی موافقت کر لیتے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۱ عصر کی نماز کے بعد نماز کی ممانعت۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور فصل اول میں ابو سعید کی حدیث پہلے گذر چکی ہے۔ اس میں ہے کہ عصر کے بعد کوئی نفل نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے تو یہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ عصر کے بعد نفل نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ لیکن یہ ممانعت اس صورت میں ہے کہ سورج زرد ہو چکا ہو اگر سورج بلند ہو اور نماز اول وقت پڑھ لی گئی ہو باقی برصغیر آئندگی



۹۸۶۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ وَقَدْ صُعِدَا عَلَيَّ دَرَجَةَ الْكَبَةِ مِنْ عَرَفَاتِي فَقَدْ عَرَفْتِي وَمَنْ  
تَمَّ عَرَفَاتِي فَأَنَا جُنْدَابٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ  
الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ إِلَّا بِسَكَّةٍ إِلَّا بِسَكَّةٍ  
إِلَّا بِسَكَّةٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَسَائِرُ نَرَايِنَ .

۹۸۶۔ ابو ذر نے کعبۃ اللہ کی سیڑھیوں پر چڑھ کر فرمایا۔ جس نے مجھ پہچان لیا۔ اس نے پہچان لیا۔ جس نے نہیں پہچاننا وہ جان لے کہ میرا نام جنداب ہے۔ میں نے آنحضرت سے سنا ہے فرماتے تھے۔ صبح کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں۔ لیکن کھین تین دفعہ فرمایا (احمد زہدین)



(بقیہ ماشیہ صفحہ گذشتہ) تو پھر سورج زرد ہونے تک سنتوں کی قضا دے لے اور اگر نماز عصر کا وقت ہو چکا ہو اور اول وقت نماز پڑھنے والے پڑھ چکے ہوں اور اس نفل پڑھنے دا لے لے اپنی عصر کی نماز ابھی نہ پڑھی ہو تو پھر بالاتفاق نوافل پڑھ سکتا ہے جب تک کہ سورج زرد نہ ہو۔ اور غصص ایک راستے کا نام ہے۔

۲۷ عصر کے بعد قضا دی جا سکتی ہے :- اس سے پہلے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مفصل حدیث پہلی فصل میں لگدی چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگوں کو نئے نفل عصر کی نماز کے بعد پڑھنے سے منع فرمایا تھا اور خود دو رکعت پڑھتے تھے تو وہ آپ ظہر کے بعد کی دو سنتوں کی قضا دیا کرتے تھے۔ جو ایک دفعہ آپ سے رہ گئی تھیں تو پھر آپ سینہ ان کو پڑھتے گئے۔ کیونکہ آپ کی عادت مبارک یہی تھی کہ جو نیک کام بھی آپ ایک دفعہ شروع کر لیتے پھر اس کو ہمیشہ کرتے جاتے تھے۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارا عمل وہ ہے جس پر عمل کرنے والا ہمیشگی کرے اگرچہ وہ عمل تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنے کی اجازت ہے لیکن ویسے عام نوافل ابتداء نہیں پڑھنے چاہئیں ان سے پرہیز کرنا لازمی ہے۔ (ماشیہ صفحہ ۲۸)

۲۸ اس حدیث کی سند میں عبد اللہ بن مہزیب ضعیف ہے لیکن ابو ایوب بن طہمان نے اس کی متابعت کی ہے اور اس کو اکثر محدثین نے ثقہ کہا ہے اور اس طرح اس کا ضعف دور ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کا بالکل وہی مطلب ہے جو بحیر بن مطعم کی حدیث میں آچکا ہے کہ خانہ کعبہ میں کسی کو طواف اور نماز سے کسی وقت بھی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے اور وہاں ائمہ فقہاء اور محدثین کے اقوال بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔

# بَابُ الْجَمَاعَةِ وَفَضْلِهَا

## جماعت اور اس کی فضیلت

فرضی نماز جہاں تک ہو سکے باجماعت ادا کرنا ضروری ہے۔ بعض آئمہ نے جماعت کو واجب فرمایا ہے بعض نے سنت موکدہ آنحضرت عذر کے سوا جماعت ترک نہیں فرماتے تھے۔ جو آدمی جماعت کے ساتھ نہ ملے۔ صحابہ اسے منافق سمجھتے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا عورتوں اور بچوں کا خیال نہ ہو تو جماعت سے پیچھے رہنے والوں کے مکان جلا دوں۔ جماعت کے ترک پر یہ بہت بڑی وعید ہے۔ عام عبادات میں اشفاق کو پسند فرمایا گیا ہے۔ لیکن ارکان فرائض میں جہر اور اعلان کو پسند فرمایا گیا۔ ایسے امور جو ڈیوٹی اور فرض کے طور پر ضروری ہوں۔ ان میں ریاء کو دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ ان میں اداء فرض کا پہلو غالب ہوتا ہے تاکہ کام اپنے وقت پر صحیح طور پر ہو سکے اس پابندی میں انفرادی طور پر عموماً تساہل کا امکان ہوتا ہے۔ ایسے فرائض میں اجتماعیت مفید ہوتی ہے۔ اس لیے جماعت کی تاکید فرمائی۔ اور اس کے تارک پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

یہاں مضور عورت بچے ان کے لیے پابندی اور التزام مشکل تھا۔ اس لیے ان کو اس طرح مستثنیٰ فرمایا۔ کہ ان پر تاکید نہیں۔ اگر وہ آئیں تو ان کے اجر میں اضافہ ہوگا۔ اصحاب اقتدار کے اختیار کو محدود فرمایا۔ کہ وہ انہیں روکنے کی کوشش نہ کریں۔

ایسے اجتماعات میں عوام کی ضروریات اور جذبات کا احترام ضروری ہے۔ تاکہ یہ اجتماع تکلیف کا موجب نہ بن سکے۔ اور اس کی وضع اس کی اجتماعی حیثیت کے لیے مضر نہ ہو۔ امام کو ہدایت فرمائی۔ کہ نماز میں تخفیف کمرے فان فیہم الضعیف والکبیر ذالاحاجۃ۔ دان میں کمزور عمر اور عاجز ہوں گے۔ ان مجبوروں کا لحاظ ضروری ہے۔

حکم فرمایا کہ دل کرکٹھا ہونا چاہیے۔ درمیان میں رہنے نہ سکے جائیں۔ اس سے اجتماع کی صورت بگڑتی ہے۔ اس کا اثر روح اور ہیئت اجتماعیت پر پڑتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ میں لہنا تجربہ ذکر فرمایا ہے۔ ج ۲ ص ۱۶ ہم نے ذکر کے حلقوں میں تجربہ کیا ہے۔ کہ دل کر بیٹھنے سے دل میں ہیجیت پیدا ہوتی ہے۔ اور ذکر میں حلاوت محسوس ہوتی ہے اور خطرات کا سدباب ہوتا ہے۔ اور اس کے ترک سے ان تمام مقاصد میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اور جب کوئی خلل واقع ہو تو شیطان اس میں مداخلت کرتا ہے۔ آنحضرت نے اسی مداخلت کو بکری کے بچے سے تشبیہ دی ہے۔ اگر صفیں درست نہ ہوں اور ان میں ترسیص نہ ہو۔ بلکہ نمازی جدا جدا کھڑے ہوں تو صف بندی کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

جماعت کی پابندی اس لیے بھی ضروری ہے کہ بے نماز اسے نماز ضائع کرنے کا حیلہ نہ بنائیں۔ کہ میں نے گھر پر نماز ادا کی ہے۔ امام کے متعلق فرمایا۔ وہ تم سے بہتر اور باعمل ہونا چاہیے۔ امامت ایک خاص قسم کی سیادت ہے۔ امام کے اخلاق کا اثر جماعت پر اسی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح استاد پیشوا اور حاکم وقت کا ہونا ہے۔ اس لیے امام کے انتخاب میں اس مقصد کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ بے عمل بد عمل <sup>الطبع</sup> خلیفہ امام کے اثرات جماعت پر لانا ہوں گے۔

## الفصل الأول

۹۸۷: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةِ الْفَدْيَا سَبْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۹۸۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمَرَ بِحَطْبٍ فَيُحَطَّبُ ثُمَّ أُمَرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنُ لَهَا ثُمَّ أُمَرَ سِرًّا جَلًّا فَيُؤَمَّرُ النَّاسُ ثُمَّ أَخَالِفَ إِلَى رَجَالٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَاحْرِقْ عَلَيْهِمْ بِبُرُوقِهِمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَوَيْخُوا أَحَدَهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عِرْقًا سَيْبِنًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَيْنِ لَشَرِهَهُ الْعِشَاءَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِيسَلُوا نَحْوَهُ -

۹۸۹: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ أَعْمَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُنْذِرُنِي إِلَى قَائِدًا يَقُوْدُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرْحِصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ

### پہلی فصل

۹۸۷- ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ باجماعت نماز سے ستائیس مرتبہ افضل ہوتی ہے۔ (بخاری مسلم)

۹۸۸- حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے اللہ کی قسم میری جان جس کے قبضے میں ہے۔ میں نے قصد کیا ہے۔ کہ لکڑیاں جمع کرنے کے حکم دوں۔ پھر نماز کے لیے اذان کا حکم دوں۔ اور کسی آدمی کو نماز پڑھانے کی اجازت دوں۔ پھر ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں۔ ایک روایت میں ہے جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔ ان کے گھر جلا دوں۔ مجھے اللہ کی قسم اگر تمہیں یقین ہو کہ تمہیں (مسجد میں) ایک موٹی پٹی یا عمدہ قسم کے دوپٹے ملیں گے۔ تو وہ عشاء کی نماز میں ضرور حاضر ہو۔ (بخاری مسلم)

۹۸۹- ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت کے پاس ایک نابینا آدمی آیا۔ اور کہا میرے پاس کوئی آدمی نہیں۔ جو میری مسجد کی طرف راہنمائی کرے۔ اس نے آنحضرت سے اجازت طلب کی۔ کہ وہ گھر میں نماز ادا کر سکے۔ حضرت

۱۔ باجماعت نماز کی فضیلت :- اس مضمون کی ایک حدیث ابو سعید سے بھی بخاری میں آئی ہے لیکن اس میں پچیس گنا اجر بیان کیا گیا۔ ابن جریر نے کہا ستائیس اور پچیس گنا کافرق سہری اور جہری نمازوں کا فرق ہے جہری میں ستائیس گنا اور سہری میں پچیس گنا۔

۲۔ تارک جماعت کو سزا دی جاسکتی ہے :- اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے جہتدیر ہی نے استنباط کیا ہے کہ تارک جماعت کو مالی سزا دی جاسکتی ہے اور دوسرا استنباط جماعت کے وجوب کا ہے۔ امام شافعی۔ احمد اور اہل حدیث کا یہی مسلک ہے اور یہی حدیث سے صحیح معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو نابینا ہونے اور غلہ کرنے کے باوجود گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ مل سکی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ لوگ منافق ہوں۔ ایسا نہیں ہے ابوداؤد کی حدیث میں صراحت ہے کہ باقی پورے آئینہ

فِي بَيْتِهِ فَرَحَّصَ لَهَا فَلَمَّا وَلِيَ دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النَّدَاءَ بِالصَّلَاةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ  
فَأَجِبْ مَا دَاكُمُ سَلَمٌ -

۹۹۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنََّّهُ أَذَانَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةِ ذَاتِ بَدْرٍ وَبَارِئٌ ثَمَرًا قَالَ الْأَصْلَوَانِ  
فِي الرَّحَالِ ثَمَرًا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمَوَدِينَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ  
ذَاتِ بَدْرٍ وَمَطَرٌ يَقُولُ الْأَصْلَوَانِ فِي الرَّحَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۹۹۱۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُضْمِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ كَبْرًا وَقَبَّحَتْ  
الصَّلَاةُ فَأَبْدَأُوا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتَّى يَفْرَغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوضِعُ لَهَا الطَّعَامَ وَتَقَامُ  
الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرَغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

نے اسے اجازت دے دی جب وہاں لوٹا۔ تو آپ نے اسے بلایا۔ اور فرمایا کیا تم اذان سنتے ہو۔ اس نے عرض کیا۔ ہاں فرمایا اسے  
قبول کرو۔ (تمہیں مسجد میں آنا چاہیے) (مسلم)

۹۹۰۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ انہوں نے ایک رات جب کہ بہت زیادہ ہوا اور ٹھنڈک تھی۔ اذان کہی۔ پھر فرمایا۔ الاصلوا  
فی الرحال و خبر دار اپنے ٹیڑوں میں نماز پڑھو۔ پھر فرمایا۔ جب رات کو سردی اور بارش ہوتی۔ آنحضرت موزوں کو حکم فرماتے تھے  
وہ اذان میں الاصلوا فی الرحال کتبا (بخاری مسلم)

۹۹۱۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب رات کا کھانا پین دیا جائے اور نماز قائم کر دی جائے۔ تو پہلے کھانا کھاؤ  
اور جلدی نہ کرو۔ یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہو۔ ابن عمر کے لیے کھانا رکھا جانا۔ اور نماز شروع ہو جاتی۔ تو وہ نماز میں شامل نہ ہوتے  
یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہوتے۔ اور وہ امام کی آواز سن رہے ہوتے۔ (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ حضور ان لوگوں کے پاس آئے تو وہ گھروں میں نمازیں پڑھ رہے تھے۔ منافق لوگ غلیب میں نمازیں نہیں پڑھتے بلکہ وہ دکھا کر  
پڑھتے ہیں۔  
رہائشہ صفحہ ۶۷۸)

۱۔ یہ نابینا آدمی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم تھے۔ دوسری حدیث میں غدر کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا اگر میوں کا موسم  
ہے۔ سانپ پھو کے دن میں میرے گھر اور مسجد کے درمیان گھوروں کے جھنڈیوں راہ میں روڑ سے پتھر کافی ہیں ٹھوکریں کھاتا ہوں۔

۲۔ غدر سے نماز گھر پڑھنا جائز ہے۔ اس مضمون کی حدیثیں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہیں صحیحین میں بھی اور دوسری کتابوں  
میں بھی۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی غدر ہو تو جمعہ اور جماعت میں شامل ہونے کی پابندی نہیں رہتی ہاں اگر پھر بھی چلا جائے تو وجہ بہت  
زیادہ نسا ہے اور افضل یہی ہے کہ غدر کے باوجود بھی مسجد میں آجائے۔ ابن عباس کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلمہ الاصلوانی الرحال  
نفس اذان میں کہے اور اس حدیث میں ہے کہ اذان کے بعد کہے اور دونوں طرح جائز ہے۔ ابن خزیمہ نے ابن عباس کی حدیث (باقی بر صفحہ ۶۷۸)

۹۹۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
لَا صَلَوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يَدْفَعُهُ إِلَّا خَبَثَانِ مَأْوَاهُ مَسِيرٌ۔  
۹۹۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَوةُ  
فَلَا صَلَوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ مَأْوَاهُ مَسِيرٌ۔

۹۹۲۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ میں نے آنحضرتؐ کو سنا۔ آپ نے فرمایا۔ کھانا موجود ہو تو نماز نہیں ہوگی۔ اور نہ جب کہ پیشاب اور  
پانخانے اسے روک رہے ہوں (مسلم)  
۹۹۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ جب نماز قائم ہو جائے۔ تو فرضی نماز کے سوا کوئی نماز نہیں ہوتی۔ (مسلم)

دقیقہ شامیہ صفحہ گذشتہ، کو ظاہر یہ محمول کر کے کہا ہے کہ کلمہ علی الصلوٰۃ اور کلمہ علی الفلاح نہ کہے اور ان کی جگہ دونوں طرف متحرک کر کے لا الاصلوا  
فی الحال \*۔

۱۔ کھانا کھاتے اذان ہو تو فارغ ہو کر جائے :- اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم میں ابن عمر کے فعل کا  
ذکر نہیں ہے اور بخاری اور ابو داؤد میں اس کا ذکر ہے اور اس مضمون کی حدیثیں انس اور عائشہ سے بھی شعبین نے روایت کی ہیں جمہور کا یہ مذہب  
ہے کہ اگر نماز کا وقت تنگ ہو رہا ہو یا ختم ہو رہا ہو تو پھر بہر حال نماز پہلے پڑھنی چاہیے اور اگر وقت میں وسعت ہو اور بھوک لگی ہو یا کھانے کے  
خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر کھانا پہلے کھانا چاہیے۔ (حاشیہ صفحہ ۶۸۱)

۲۔ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر نماز پڑھے :- اس کو احمد اور ابو داؤد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں انس  
کی حدیث شعبین، ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے اور مسلم بن اکوع کی حدیث احمد میں ہے۔ غرض یہ ہے کہ نماز میں خشوع اور خضوع چاہئے اور  
اگر بھوک لگی ہو اور کھانا حاضر ہو یا خانہ پیشاب نے زور کر رکھا ہو تو پھر بہر حال ان چیزوں سے پہلے فارغ ہونا چاہیے تاکہ نماز آرام سے پڑھ سکے  
اور اگر وقت تنگ ہو تو پھر بہر صورت میں نماز وقت میں پڑھ لے اور یہ نماز مکروہ ہوگی بہتر یہ ہے کہ پھر اس کی تصادید سے۔ اور ظاہر یہ کہ نزدیک  
ان چیزوں کے ہوتے نماز بالکل نہیں ہوتی۔

۳۔ حدیث میں تحریف لفظی کی مثال :- اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب فرض نماز  
کی اقامت دیکھیں ہو جائے یعنی جماعت کھڑی ہو جائے تو پھر اس فرض نماز کے علاوہ جس کے لیے تکبیر ہوئی ہے اور کوئی نماز نہیں ہوتی اگر کسی  
نے پہلے سنتیں شروع کر رکھی ہوں تو اگر پہلی رکعت میں ان کو پورا کر کے شامل ہو سکتا ہو تو بعض نے اجازت دی ہے کہ ان کو جلدی سے پورا  
کر کے جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو تو سنتوں کو فوراً توڑ دے اور پھر بعد میں پڑھے۔ اہل حدیث  
اور امام شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور اس میں غریبی سنتوں اور دوسری سنتوں کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اب یہ سراسر ظلم ہے کہ  
جماعت پہلے سے کھڑی ہوتی ہے بعد میں آنے والا ذرا پہلے سے ہٹ کر سنتیں پڑھتا ہے اور پھر اگر فرض نماز لگتی تو قہار نہ (باقی صفحہ ۶۸۱)

۹۹۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَأَلْتِ امْرَأَةً أَحَدًا كَرِهًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعَنَّهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْكُمُ -

۹۹۴۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم سے کسی کی بیوی مسجد جانے کے لیے اجازت چاہے تو اسے مت روکو۔

(بخاری۔ مسلم)

دبقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کچھ پردہ انہیں کرتے اصل میں وہ دو فائدے حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں قراوت لمبی ہوتی ہے اسی قراوت میں سنتیں بھی پڑھ لیں اور پھر فرضوں میں بھی شامل ہو گئے۔ اس طرح کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ بیعتی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کھڑی ہو جائے تو پھر فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہوتی مگر فری سنتیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خود امام بیعتی نے کہا ہے کہ الارقم فی الفجر، (مگر فری دستیں) کی زیادتی کوئی اصل نہیں ہے اور اس کی سند میں حجاج بن لعم اور عباد بن کثیر دو راوی ضعیف ہیں۔

اگر مردان احناف معاف فرمادیں تو صاف صاف یہ بتادوں کہ "الّا" کا لفظ لہجہ بندہ ہے ان کی اپنی تحریف ہے جو انہوں نے اپنے مذہب کی تائید کے لیے کر لی ہے۔ چنانچہ محمد بن اسحاق دہلوی کے نسخہ میں "الّا" کا لفظ لکھا گیا ہے ورنہ ان سے پہلے بیعتی کے جتنے نسخے ملتے ہیں ان میں "الّا" کا لفظ نہیں بلکہ "لا" کا لفظ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ صبح کی سنتیں بھی نماز کھڑی ہو جانے کے بعد نہ پڑھی جائیں اس لفظ کو بڑی آسانی سے "الّا" بنا لیا گیا (کہ صبح کی سنتیں پڑھ لی جائیں، خدا تعالیٰ ایسے تعصب سے بچائیں اور ایسے لوگوں کو ہدایت دیں۔ (حاشیہ صفحہ ۶۸۱)

۱۔ کیا تقلید چھوڑنے سے اسلام میں فرق پڑتا ہے :- اس حدیث کو ابی ماجہ کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات آئی ہیں کہ عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکا جائے۔ جان لینا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں عام نمازوں میں بھی جمعہ میں بھی اور عیدین کی نمازوں میں بھی شامل ہوا کرتی تھیں اور اس وقت پردہ کا بھی کوئی انتظام نہ ہوا کرتا تھا۔ اس وقت ان کے آنے کے لیے دو شرطیں تھیں ایک یہ کہ خاندان کی اجازت کے بغیر مسجد میں نہ آئیں اور دوسری شرط یہ تھی کہ خوشبو وغیرہ لگا کر یا باریک کپڑے پہن کر یا زیب و زینت کر کے اور زیور پہن کر مسجد میں نہ آئیں جن کی وجہ سے خواہ مخواہ مردوں کی توجہ ان کی طرف مبذول ہو اور اب جبکہ پردہ کا انتظام بھی ہوتا ہے عورتوں پر ننگہ نہیں جاسکتی اب کیوں ان پر پابندی لگائی جائے۔ آج کل کچھ لوگ عورتوں کے جمعہ جمعیت اور عیدین میں جانے کی مخالفت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو بلال بن عبد اللہ بن عمرو اور اقرہ یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں مسجد میں جایا کرتی تھیں۔ تو ان کے بیٹے بلال کہتے گئے خدا کی قسم ہم تو ان کو روکیں گے اس وقت اور قسم کے حالات تھے اور اب اور حالات ہیں تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو گلےاں بھی دیں اور پھر اس کے بعد ان سے زندگی بھر نہ ملنے کا عہد کیا کہ تو نے حدیث رسول کے مقابل اپنی رائے کیوں پیش کی بیٹے نے بہت دفعہ معافی مانگی۔ تو یہ کہ تب کیسے پھر ماہ بعد ہا کران سے بولے۔ آج ان غریبوں کا عجیب حال ہے۔ ان کے مذہب کی کتابیں کہتی ہیں کہ عورتیں مسجد میں نہ جائیں لیکن ماحول سے مجبور ہو کر ان کو اجازت بھی دیتے ہیں (باقی صفحہ ۶۸۱)

۹۹۵۔ وَعَنْ رَبِيبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ إِذَا اسْتَهْدَاكَ إِحْدَاكُمْ لِكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمْسُ طَيْبًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بِخَوْسٍ أَفْلَا تَشْهَدُ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

### الفصل الثاني

۹۹۷۔ عَنِ ابْنِ عَمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمْ السَّاجِدَ وَيُؤْتِهِنَّ خَيْرَ لِهِنَّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۹۹۸۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِي بَيْتِهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۹۹۵۔ زینب بنت حضرت عبد اللہ بن مسعود کی اہلیہ نے فرمایا۔ آنحضرت نے ہم کو فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے۔ تو خوشبو نہ لگائے۔ (مسلم)

۹۹۶۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو عورت خوشبو لگائے۔ وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز کے لیے مسجد میں نہ لے (مسلم)

### دوسری فصل

۹۹۷۔ عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ عورتوں کو مسجد سے نہ روکو۔ اور ان کے گھرانے کے لیے بہترین (الوداؤد)

۹۹۸۔ ابن مسعود سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ عورت کی نماز گھر میں صحن کی نماز سے افضل ہے۔ اور کمرے میں نماز کھلے

مکان سے بہتر ہے۔ (الوداؤد)

(مراشیہ صفحہ نمبر)

دقیقہ حاشیہ غورگذاشتہ اور فتوے اس کے خلاف دیتے ہیں اور پھر مقلد کے مقلد بھی ہیں۔

۱۔ عورتوں کی نماز گھر میں افضل ہے :- اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس کی اصل صحیحین میں بھی ہے لیکن اس میں ”بیوتن خیر لهن“ کے الفاظ نہیں ہیں اور عبد اللہ بن مسعود کی حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے۔ دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ اگر فقہ کا خوف ہو تو پھر عورت کی نماز گھر میں بہتر ہے بہ نسبت مسجد کے جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی آج کی کیفیت دیکھتے تو ان کو مسجدوں میں آنے سے منع کر دیتے۔ لیکن حضرت عائشہ نے یہ کیفیت دیکھنے کے باوجود عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکا۔ آج کل بھی ان کو نہ روکنا چاہئے۔

۹۹۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ ابْنِي سَمِعْتُ جَدِّي أَبَا النَّاسِرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقْبَلُ صَلَاةَ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ حَتَّى تَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنْ الْجَنَابَةِ مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَدَاوُدُ بْنُ أَحْمَدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ۔

۱۰۰۰۔ وَعَنْ ابْنِ مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَيْنٍ نَمَائِيَّةٌ وَإِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَاتَ بِالْمَجْلِسِ فَرَأَى كَذَا أَوْ كَذَا أَيْعَنِي نَمَائِيَّةٌ مَا وَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ۔

۱۰۰۱۔ وَعَنْ أَبِي بِنِ كَيْبٍ قَالَ صَلَّى بِنَارٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الصُّبْحِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ أَشَاهِدُ فُلَانًا قَالُوا لَا قَالَ أَشَاهِدُ فُلَانًا قَالُوا لَا قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُتَّقِينَ وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَيْتُمُوهُمَا وَتَوَجَّوْا عَلَى التَّرْكِيبِ وَإِنَّ الصَّغْفَرَ الْأَقْلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَايِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَأَبْتَدَأْتُمُوهُ وَإِنَّ

۹۹۹۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں نے اپنے محبوب ابو الناصر مسلم سے سنا۔ جو عورت مسجد کے لیے خوشبو لگائے۔ اس کی ناز قبول نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ جنابت کی طرح غسل کرے۔ (ابوداؤد۔ احمد۔ نسائی)

۱۰۰۰۔ حضرت ابو موسیٰ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہر آنکھ زنا کا رہے۔ اور جو عورت عطر لگا کر مجلس میں گزرے وہ ایسی ہی ہے یعنی زنا کا رہے (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۱۰۰۱۔ ابی بن کعب فرماتے ہیں۔ حضرت نے ہم کو ایک دن صبح کی نماز پڑھائی سلام کے بعد دریافت فرمایا۔ کیا فلاں فلاں موجود ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ دونوں نمازیں اہل نفاق پر بہت بھاری ہیں۔ اگر تم ان کے اجر کو جان لو۔ تو گھٹنوں کے بل چل کر آؤ۔ پہلی صفت فرشتوں کی صفت کی طرح ہے۔ اگر تم اس کی فضیلت کو سمجھ لو۔ تو اس کے لیے جلدی کرو۔ ایک آدمی کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا اکیلے پڑھنے

لے عورتوں کو خوشبو لگا کر باہر نہ جانا چاہیے۔ اس حدیث کو ابو حاتم نے بھی اپنی جمع میں ذکر کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور نسائی کے الفاظ اس طرح ہیں کہ وہ عورت زانیہ ہے جس کی خوشبو دور سے آرہی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ مسجد میں آنے والی عورتوں کو خوشبو لگانے کا چاہیے۔ لیکن یہ اس وقت تھا جبکہ عورتوں کے لیے پردہ کا انتظام نہ ہوتا تھا۔ اب ہر مسجد میں عورتوں کے لیے پردہ کا انتظام ہوتا ہے یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ کس عورت نے خوشبو لگا رکھی ہے اور باہر نکلنے وقت برقع کا انتظام ہوتا ہے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود خوشبو لگانے سے پرہیز کرنا بہتر ہے ہاں اگر عورت گھر میں نماز پڑھنا چاہے تو پھر خوشبو وغیرہ ہر وقت لگا سکتی ہے یہ معاملہ صرف نماز تک ہی محدود نہیں ہے پردہ بازوں میں نکلنے والی اہل ذمہ داریوں کو لگانے والی عورتیں اسی ضمن میں آتی ہیں۔



صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَمْرٌ كِي مِنْ صَلَوتِهِ وَحَدَاةٌ وَصَلُوتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَمْرٌ كِي مِنْ صَلَوتِهِ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مَا رَأَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ .

۱۰۰۲۔ وَعَنْ أَبِي الدَّامَادِ إِذْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَدْرِيَةٍ وَلَا بَدْوٍ وَلَا نَقَاهٍ فِيهِمْ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ يَا جَمَاعَةَ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الدَّنَابُ الْقَاعِيَةَ مَا رَأَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ .

۱۰۰۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَدَرَسْتَعَهُ مِنْ إِتْبَاعِهِ عَذَابًا قَالُوا وَمَا الْعَذَابُ قَالَ خَوْفٌ أَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّى مَا رَأَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِقُطَنِيُّ .

سے افضل ہے۔ اور دو آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھنا ایک کے ساتھ نماز سے بہتر ہے اور جس قدر آدمی زیادہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو پسند میں۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

۱۰۰۴۔ حضرت ابودرداءؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جہاں کہیں گاؤں یا جنگل میں تین آدمی موجود ہوں۔ اور وہاں باجماعت نماز قائم نہ کی جائے۔ شیطان ان پر غالب ہو جاتا ہے۔ تم جماعت کا التزام کرو۔ کیونکہ بھیڑ یا علیحدہ ہونے والی بھیڑوں کو کھا جاتا ہے۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۱۰۰۳۔ ابن عباسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ جو آدمی اذان سنے۔ اور اسے نماز میں حاضر ہونے سے کوئی عذر نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا۔ حضرت عذر کیا ہے۔ فرمایا خوف یا بیماری۔ اس کی نماز قابل قبول نہیں ہوگی۔ (ابوداؤد۔ دارقطنی)

۱۔ دو آدمی ہوں تو بھی جمعہ جماعت ادا کریں :- اس کو ترمذی کے سوا اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ابن حبان نے بھی۔ بیہقی نے کہا اس کی سند کو شعبہ ادرثوی نے صحیح کہا ہے اور اس میں اس طرح ہے کہ دو آدمی جماعت ہیں پھر اس کے بعد جتنے بھی آدمی بڑھتے جائیں وہ بہتر ہیں اور جماعتیں اپنے اجر کے لحاظ سے الگ الگ ہیں اور ستائیس گنا اجر مطلق جماعت کے لیے ہے اور جن حدیثوں میں آٹا اجر بتایا گیا ہے وہ کم از کم ہے اور وہ حدیثیں اس سے زیادہ کی نقل نہیں کرتیں جیسے کہ یہی حدیث۔ عشا اور صبح کی نمازیں منافقوں پر اس لیے بھاری ہیں کہ ان میں سستی ہوتی ہے اور منافق نیند کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔

۲۔ تارک جماعت شیطان کے قابو میں ہے :- اس کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی جماعت سے خارج ہو جائے شیطان اس پر غالب آجاتا ہے جیسے کہ ریوڑ سے علیحدہ اور دور رہنے والی بکری بھیڑیے کے قابو آجاتی ہے۔ اسی طرح شیطان بھی انسان کے لیے بھیڑیہ ہے۔ جماعت سے علیحدہ ہونے والے کو شیطان لے جاتا ہے۔

۳۔ بغیر عذر نماز باجماعت پڑھنا فرض ہے :- اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ماجہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۰۰۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا قُيِّمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمْ الْخَلَّاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَّاءِ مَا وَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَمَا وَلى مَالِكٌ وَابُودَاؤُدُ وَالشَّافِعِيُّ نَحْوَهُ.

۱۰۰۵۔ وَعَنْ ثُوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا يَجِزُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَهُنَّ لَا يَوْمَ مَنْ رَجُلٌ قَوْمًا فَيُخْصَّ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ دُونَهُمْ فَإِنَّ فِعْلَ ذَلِكَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَنْظُرُ فِي تَعْرِيْبَتِ قَبْلِ أَنْ يَسْتَأْذِنَ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَصِلُ وَهُوَ حَقِيقٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ مَا وَاهُ أَبُو دَاؤُدُ وَالتِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ.

۱۰۰۲۔ عبد اللہ بن ارقم نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے۔ جب نماز قائم کی جائے اور بیت الخلاء کی ضرورت محسوس کرو۔ تو پہلے پاخانہ سے فراغت حاصل کرو۔ (ترمذی۔ مالک۔ ابو داؤد۔ شافعی)

۱۰۰۵۔ حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تین باتیں ہیں جو کسی کے لیے حلال نہیں (۱) کوئی امام صرف اپنے لیے دعائے نہ کرے۔ اگر وہ ایسا کرے گا۔ تو اس نے ان سے خیانت کی (۲) کسی گھر میں ان کی اجازت کے بغیر نہ جھانکے۔ اگر وہ ایسا کرے تو اس نے خیانت کی (۳) اگر پاخانہ کی حاجت محسوس ہو تو اسے روک کر نماز نہ پڑھے۔ یہاں تک کہ اس سے ہلکا ہو جائے (ابو داؤد۔ ترمذی)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کی سند میں ابواب مختلف فیہ ہے اور اس کو ابن حبان اور دارقطنی اور حاکم نے بھی دوسرے طرق سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث جماعت کے واجب ہونے کی دلیلوں میں سے ہے اور اس سے بھی علماء نے جماعت کے وجوب پر استدلال کیا ہے اور بعض علماء نے تو جماعت کو صحت نماز کے لیے شرط قرار دیا ہے اور قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کوع کوع کر کے والوں کے ساتھ اور امر کی اصل وضع وجوب کے لیے ہے تا وقتیکہ کوئی قرینہ صاف موجود نہ ہو۔ (حاشیہ صفحہ ۶۸۴)

۱۔ نماز میں جو چیز خلل ڈالے اسے دور کرو۔ ابن عبد البر نے کہا کہ اس باب میں سب سے بہتر حضرت عائشہ کی حدیث ہے جو پہلے گذر چکی ہے کہ کھانے کی موجودگی اور پاخانہ پیشاب کی حاجت کے وقت نماز نہیں ہوتی۔ پہلے گذر چکا ہے کہ اگر وقت تنگ ہو اور پاخانہ پیشاب نے بھی اتنا تنگ نہ کر رکھا ہو تو پھر پہلے نماز پڑھے اور اگر پاخانہ پیشاب نے تنگ کر رکھا ہو تو پھر پہلے قضاء سے فارغ ہو جائے اور اگر نماز کے وقت میں وسعت ہو اور کھانے کی خواہش بھی ہو اور کھانا حاضر بھی ہو یا قضا سے حاجت کی خواہش محسوس ہو رہی ہو تو پھر جماعت کی پردہا نہیں کرنی چاہیے پہلے ان چیزوں سے فارغ ہو جائے پھر بعد میں اطمینان سے نماز پڑھنا چاہیے۔

۲۔ صرف اپنے لیے دعا کرنے والا امام خائن ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں ابو ہریرہ سے بھی روایت آئی ہے جس کے دواہی سب ثقہ ہیں اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے اور ان کے علاوہ بھی صحابہ کی ایک جماعت سے اس مضمون کی حدیثیں آئی ہیں۔ وہ امام خائن ہے جس نے مقدمات کو چھوڑ کر صرف اپنے لیے ہی دعا مانگی کیونکہ قوم نے (باقی پر صفحہ آئندہ)

۱۰۰۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُؤَخِّرُوا الصَّلَاةَ  
بَطْعَامٍ وَلَا بَغِيرِهِ مَا وَاهُ فِي شَرْحِ التُّنَّةِ۔

### الفصل الثالث

۱۰۰۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَقَدْ مَا أَشْأَوْ مَا يَخْلَفُ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَّا مَنَافِقٌ  
قَدْ عَمِلُوا نِفَاقَهُ أَوْ مَرِيضٌ إِنْ كَانَ الْمَرِيضُ يَسْتَشْفِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتَّى يَأْتِيَ الصَّلَاةَ وَقَالَ  
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنْنَ الْهُدَايِ وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَايِ الصَّلَاةَ  
فِي الْمَسْجِدِ الْهَدَايِ يُؤَدِّنُ فِيهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ مَنْ سَرَّهَ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ غَدًا مَسْلَمًا فَلْيَمَاطُ  
عَلَى هَذِهِ الصَّلَاةِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادِي بِهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ تَسَرَّعَ لِنَيْتِكُمْ سُنْنَ الْهُدَايِ  
وَأَنْتَهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَايِ وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يَصَلِّي هَذَا الْمَنْتَخَلَفُ فِي  
بَيْتِهِ لَسَرَّكُمْ سُنَّتَهُ نَيْتِكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّتَهُ نَيْتِكُمْ لَصَلَّيْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَنْظُرُهَا وَيُحْسِنُ

۱۰۰۶۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ نبی کریم نے فرمایا۔ کھانے وغیرہ کے لیے نماز کو مؤخر نہ کرو۔

### تیسری فصل

۱۰۰۸۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا۔ نماز سے صرف وہی منافق پیچھے رہتے تھے۔ جو نفاق میں مشہور تھے۔  
یا بیمار اور بسا اوقات بیمار و آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر نماز میں شریک ہونے۔ آنحضرت نے ہمیں ہدایت کی راہیں  
دکھائیں۔ اور ہدایت کے راہوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس مسجد میں اذان ہوتی ہو۔ اس میں باجماعت نماز پڑھی جائے  
اور ایک روایت میں ہے۔ کہ جسے پسند ہو کہ وہ کل اللہ تعالیٰ کو مسلمان ہو کر ملے۔ وہ ان پانچوں نمازوں کی حفاظت  
کرے جب بھی ان کے لیے بلایا جائے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لیے ہدایت کی راہیں مقرر فرمائیں۔  
اور یہ بھی ہدایت کی راہوں میں سے ہے۔ اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں پڑھنے لگو۔ جیسا کہ ہر پیچھے  
رہنے والے اپنے گھروں پڑھتے ہیں۔ تو تم اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے۔ اور اگر اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے تو  
گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور جو آدمی اچھی طرح وضوء کر کے نماز کے ارادہ سے ان مسجدوں کی طرف آئے۔ تو اللہ تعالیٰ  
دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اس کو اپنا نمائندہ بنایا اور اس نے صرف اپنا طبع کیا تو یہ ایک طرح کی خیانت ہے اور اسی طرح اجازت سے پہلے  
اند ر بھائی کے والہا بھی خائن ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۶۸۶)

۱۰۰۸۔ اگر شدید بھوک نہ ہو تو پہلے نماز پڑھو۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں محمد بن میمون  
مختلف ہے۔ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اگر بھوک شدت کی نہ ہو یا ابھی کھانا تیار نہ ہو یا پیشاب یا خانے نے زیادہ تنگ نہ کر رکھا  
ہو تو پھر پہلے نماز پڑھنی چاہئے اور اگر صورت مختلف ہو تو پھر بلا کر ہدایت نماز کو پیچھے ڈالنا جاسکتا ہے۔  
(باقی بر صفحہ ۶۸۷)

الظُّهُورَ ثُمَّ يَعْمَدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَهَا بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَمَرْفَعَةٌ بِهَا دَرَجَةٌ وَحَظَّ عَنْهَا سَيِّئَةٌ وَلَقَدْ مَرَّ أَيْتَانَا وَمَا يَتَخَلَّفَ عَنْهَا إِلَّا مَنَافِقٌ مَعْلُومٌ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُوتَى بِهِ يَهَادِي بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۰۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا مَا فِي الْبُيُوتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ لَيَبْرَأَنَّ أَقْمَتُ صَلَاةِ الْحَشَاءِ وَأَمَرْتُ فِتْيَانِي يَحْرِقُونَ مَا فِي الْبُيُوتِ بِالنِّسَاءِ مَا وَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۰۰۹۔ وَعَنْهُ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَلَا يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُصَلِّيَ مَا وَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۰۰۸۔ جسے بے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتے ہیں ایک درجہ بلند کرتے ہیں۔ اور ایک گناہ معاف کرتے ہیں۔ میں نے وہ زمانہ دیکھا۔ کہ نماز سے پیچھے صرف وہی آدمی رہتا تھا جس کا نفاق سب کو معلوم ہوتا۔ اور ایسا ہوتا۔ کہ ایک آدمی دو آدمیوں کا سہارا کے مسجد میں آتا۔ اور اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ (مسلم)

۱۰۰۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرتؐ سے روایت فرماتے ہیں۔ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے۔ تو عشاء کی نماز قائم کرنے کے بعد اپنے نوجوانوں کو حکم کرتا۔ کہ وہ ان گھروں کو آگ سے جلا دیں۔ جہاں سے لوگ جماعت میں شامل نہیں ہوتے (راحمہ)

۱۰۰۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے جب تم مسجد میں ہو۔ اور اذان ہو جائے۔ تو نماز ادا کر کے بغیر مسجد سے نہ نکلو۔ (احمد)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۰۰۸ ترک جماعت گمراہی ہے :- اس حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود کے اس اثر سے بھی بعض نے استدلال کیا ہے کہ جماعت میں شامل ہونا واجب ہے کیونکہ کیا تو کوئی منافق جماعت سے پیچھے رہتا تھا اور یا پھر کوئی بڑا سخت بیمار۔ کئی ایسے بیمار بھی مسجد میں آتے تھے جن کو دو آدمی سہارا دیکر جماعت میں لاکر کھڑا کر دیتے تھے اور اس حدیث میں آنحضرتؐ نے ترک جماعت کو گمراہی کا سبب بتلایا ہے اور پھر اس میں صحابہ کرام کے طرز عمل کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۰۰۸)

۱۰۰۹۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابو معشر ضعیف ہے لیکن اس کی اور کئی ایک حدیثوں سے تائید ہو جاتی ہے۔ انہی حدیثوں میں سے ایک حدیث ابو ہریرہؓ کی پہلے فصل اول میں گمراہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ کھڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں اور جماعت کھڑی کر کے ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جماعت میں شامل نہیں ہوتے۔ صرف بچوں اور عورتوں کے خیال سے ترک جاتا ہوں کہ وہ بے گناہ ہیں اور ان کو خواہ مخواہ تکلیف پہنچ جائے گی۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۰۱۰۔ وَعَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ قَالَ خَرَجَ مَجْلُ مِنْ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا أُذِنَ فِيهِ فَقَالَ الْبُوْهَيْرِيُّ  
أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۱۱۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ أَدْرَكَهُ الْأَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَهُوَ لَا يَرِيدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ  
مُنَافِقٌ مَا دَاةُ ابْنِ مَاجَةَ.

۱۰۱۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَمِعَ  
الْيَتِيمَ فَلَئِنْ مَجِبْتُهُ فَلَا صَلَوةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عَذْرٍ مَا دَاةُ ابْنِ مَاجَةَ.

۱۰۱۰۔ ابوالشعشاء فرماتے ہیں۔ ایک آدمی اذان کے بعد مسجد سے نکلا۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا۔ اس آدمی نے آنحضرت صلعم سے مخالفت کی ہے۔ (مسلم)

۱۰۱۱۔ حضرت عثمان بن عفان سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو مسجد میں اذان سن لے پھر بلا ضرورت مسجد سے چلا جائے۔ اور اس کا خیال واپس آنے کا نہ ہو وہ منافق ہے۔ (ابن ماجہ)

۱۰۱۲۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی اذان سن کر اسے قبول نہ کرے۔ اس کی نماز نہیں ہوگی بشرطیکہ اسے کوئی عذر نہ ہو۔ (دارقطنی)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۸۷ احمد کی سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور اس کو مسلم۔ ترمذی۔ ذہبی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی اور بھی کئی ایک حدیثیں ہیں اور معنی حدیث کا واضح ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۸۷)

۱۔ منافق کی نشانی یہ ہے۔ اس کو احمد نے صحیح سند سے روایت کیا اور یہ حدیث تھوڑے سے ردوبدل سے ابوداؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔ ان حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ اگر بے ضرورت نکلے اور آنے کا ارادہ بھی نہ ہو تو وہ آدمی منافق ہے۔ منافق کے بغیر ایسا کام اور کون کر سکتا ہے اور اگر ضرورت ہو مثلاً پانا نہ پیشاب کی حاجت ہونے لگے یا وضو ٹوٹ جائے اور مسجد کے اندر وضو کرنے کا انتظام نہ ہو یا اور کسی ضروری کام کے لیے نکلے مثلاً وہ کسی دوسری مسجد میں امام ہو تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

۲۔ ابن ماجہ کی سند میں اسحاق بن عبد اللہ اور عبد الجبار بن عمرو دونوں ضعیف ہیں لیکن طبرانی میں ابوہریرہ کی حدیث اس کا شاہد ہے اور اس کی سند حسن ہے اور ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں سعید بن مسیب کی روایت کیا ہے اور سعید کی مراسیل بالاتفاق مقبول ہیں اور مطلب واضح ہے۔

۳۔ ابن عباس اور عبد اللہ بن ام کثوم دونوں کی حدیثیں پہلے بیان ہو چکی ہیں ان کا مطلب وہاں دیکھ لیا جائے۔

۱۱۱۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةٌ الْهُوَ أَمْرٌ وَالتَّبَاعُ وَآخِرُ بَصِيرٍ فَهَلْ تَجِدُنِي مِنْ رُحْمَةٍ قَالَ هَلْ تَسْمَعُنِي عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَنْ هَذَا وَلَمْ يَدْخُلْ رِوَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۱۱۱۴۔ وَعَنْ أُمِّ الدَّيْمَادِيِّ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّيْمَادِيِّ وَهُوَ مُغَضَّبٌ فَقُلْتُ مَا غَضَبَكَ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَحْرَفَ مِنْ أَصْرٍ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا إِلَّا أَهْمُوا يُصَلُّونَ حَيْثُ مَا وَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۱۱۵۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ قَالَ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدْ سَلِمَانَ بْنَ أَبِي حَتْمَةَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَإِنَّ عُمَرَ غَدَا إِلَى الشُّوْقِ وَمَكَنُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ الْمَسْجِدِ وَالسُّوقِ فَمَّا عَلَى الشَّفَاءِ أَوْ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا لَمْ أَرِ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّي فَخَلَّتْهُ عَيْنَاهُ فَقَالَ عُمَرُ لَأَنَّ أَتَمَّهَا صَلَاةِ الصُّبْحِ فِي جَمَاعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُومَ لَيْلَةً مَا وَاهُ مَالِكٌ.

۱۰۱۳۔ جب اللہ بن ام مکتوم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! مدینہ میں درندے اور زہریلے جانور بہت ہیں۔ اور میں نابینا ہوں کیا مجھے اجازت ہے۔ (میں گھر پر نماز ادا کروں)۔ فرمایا کیا تم حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح نماز کے لیے آؤ۔ کامیابی کے لیے آؤ، کی آواز سنتے ہو۔ فرمایا ہاں فرمایا تمہیں آنا چاہیے اور اسے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی (ابوداؤد، نسائی) ۱۰۱۴۔ ام دوداؤ نے فرمایا۔ ابودرداء گھر تشریف لائے۔ اور وہ ناراض معلوم ہوتے تھے۔ میں نے دریافت کیا۔ آپ رنجیدہ کیوں ہیں۔ فرمایا۔ آنحضرت کی امت کی کوئی بات باجماعت نماز کے سوا باقی نہیں رہی۔ (بخاری)

۱۰۱۵۔ ابی بکر بن سلیمان بن ابی حتمہ نے فرمایا۔ حضرت عمر نے سلیمان بن ابی حتمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا۔ حضرت عمر بانار گئے اور سلیمان کا مکان مسجد اور بانار کے درمیان تھا۔ حضرت عمر سلیمان کی والدہ شفاء کے پاس سے گذرے فرمایا۔ میں نے سلیمان کو صبح کی نماز میں نہیں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا۔ وہ سات نماز پڑھتے رہے۔ صبح انہیں نیند آگئی حضرت عمر نے فرمایا۔ مجھے صبح کی نماز میں باجماعت حاضر ہونا رات کے قیام سے زیادہ پسند ہے۔ (مالک)

۱۔ باجماعت نماز امت کی نماز تھی۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ابوداؤد، ابی آخری عمر میں انہوں کو کہہ رہے ہیں جو کہ حضرت عثمان کی خلافت کا زمانہ تھا کہ لوگوں کو بھلا کس طرح ہو گا کہ وہ جماعت سے نماز پڑھنے میں سستی کرنے لگے ہیں۔ میرے خیال میں تو ان کی بھلائی کی صورت صرف یہی ہے کہ جماعت سے نماز پڑھا کریں۔ اللہ اللہ حضرت ابوالدرداء آنحضرت کے زمانہ سے لیکر حضرت عثمان کے زمانہ تک کے تغیر یہ اتنا افسوس کر رہے ہیں آج اندازہ کرو کتنی صدیاں گذر گئیں اور کتنا تغیر واقع ہوا۔ آج سرے سے نماز ہی کی اہمیت باقی نہیں رہی اور جو نماز ہی ہیں بھی ان کو بھی بے نمازوں سے نفرت نہیں ہے۔ یہ ام دوداؤ صغریٰ ہیں جو تباہی ہیں اور ان کا نام بھیجیہ ہے ام دوداؤ کبریٰ صحابیہ تھیں اور ان کا نام خیرہ تھا۔ (باقی صفحہ آئندہ)

۱۰۱۶۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنَانِ فَمَا قُوَّتُهُمَا جَمَاعَةٌ سَأَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

۱۰۱۷۔ وَعَنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍاءَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ حُطَّوْظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِذِ اسْتَأْذَنَكُنَّ فَقَالَ بِلَالٌ وَاللَّهِ لَمَنْعَهُنَّ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُ أَنْتَ تَمْنَعُهُنَّ وَفِي مَرَاوِيَةِ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَاتِلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ فَسَبَّهَ سَبًّا مَا سَمِعْتُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ أَخْبَرْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُ وَاللَّهِ لَمَنْعُهُنَّ رَدًّا مَسْلُوكًا.

۱۰۱۶۔ ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ دو اور دوست زیادہ جماعت ہیں۔ (ابن ماجہ)

۱۰۱۷۔ بلال بن عبد اللہ بن عمر اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ عورتیں اگر اجازت چاہیں۔ تو ان کو مساجد کے حلقہ سے مت روکو۔ بلال نے کہا۔ ہم تو ضرور روکیں گے۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا۔ میں آنحضرت کا ارشاد ذکر کرتا ہوں۔ تم کہتے ہو ہم روکیں گے۔ سالم بن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر نے بلال کی طرف توجہ فرما کر ان کو سخت سست کہا۔ میں نے کبھی نہیں سنا۔ انہوں نے اس طرح کسی کو سخت سست کہا ہو۔ اور فرمایا۔ میں آنحضرت کی حدیث بیان کرتا ہوں۔ تم حلفاً کہتے ہو کہ ہم انہیں روکیں گے۔ (مسلم)

دقیقہ ماشیہ صفحہ گذشتہ ۱۷۷ باجماعت نماز ساری رات کے نوافل سے بہتر :- اس حدیث کو عبد اللہ مذاق نے بھی اپنی سند میں ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے صبح کی نماز کو جماعت سے پڑھنے کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔ سلیمان بن ابی خنیس نے ساری رات نفل نماز پڑھی اور صبح کی نماز جماعت سے نہ پڑھ سکے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری نگاہ میں صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لینا ساری رات نوافل میں گزارنے سے زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن عفان کی حدیث پسند گزر چکی ہے کہ جو آدمی صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لے گا اس نے ساری رات ۱۷۷ سے دو آدمی ہوں تو بھی جمعہ جماعت قائم کریں :- ابن ماجہ کی اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ربیع بن بدہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور یہ دونوں باپ بیٹا ضعیف ہیں۔ لیکن اس حدیث کی تائید مالک بن حویرث کی حدیث سے ہو جاتی ہے کہ جس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ پھر تم دونوں میں سے جو بڑا ہودہ تم میں سے امامت کرانے اور اسی طرح ابو سعید کی حدیث جس کو احمد ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا۔ آنحضرت صحابہ سمیت نماز پڑھ چکے تھے تو آپ نے فرمایا کہ کون آدمی اس پر صدقہ کرتا ہے کہ اس کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تاکہ اس کو جماعت کا ثواب مل جائے تو ابو بکر صدیق نے اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ دو آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے سے جماعت کا ثواب مل جاتا ہے۔

۱۷۷ سنت نبوی کے انکار پر سزا :- اس حدیث کو حضرت عبد اللہ بن عمر سے تین آدمیوں نے روایت کیا ہے خود بلال (راقی برصغیر ۱۷۷)

۱۰۱۸۔ وَعَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ مَا جُلَّ أَهْلَهُ أَنْ يَأْتُوا الْمَسَاجِدَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَا لَللَّهِ بَيْنَ عَمْرٍَا فَإِنَّا نَمْنَعُهُنَّ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَحَدًا تَأْتِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُ هَذَا قَالَ فَمَا كَلِمَةُ عَبْدِ اللَّهِ حَتَّى مَاتَ رَوَاهُ أَحْمَدُ -

۱۰۱۸۔ مجاہد عبد اللہ بن عمر سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کوئی آدمی اپنی بیوی کو مسجد سے نہ روکے عبد اللہ بن عمر کے ایک لڑکے نے کہا۔ ہم ضرور روکیں گے۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا۔ میں آنحضرت سے حدیث بیان کرتا ہوں۔ اور تم ایسا کہتے ہو۔ حضرت عبد اللہ نے اپنے اس لڑکے سے مدۃ العمر قطع کلام فرمادیا (احمد)



### (رقیہ حاشیہ صفر گذشتہ)

نے بھی اور سالم بن عبد اللہ نے بھی اور مجاہد نے بھی۔ احمد کی روایت میں ہے کہ سالم نے کہا یا ان کے بعض بیٹوں نے اور مسلم کی روایت میں تفریح ہے کہ یہ بات خود بلال بن عبد اللہ نے کہی تھی۔ بلوانی نے ان سخت سست الفاظ کی تفریح بھی کی ہے۔ جو حضرت عبد اللہ بن عمر نے اپنے بیٹے کو کہے تھے یعنی آپ نے اس کو تین دفعہ کہا تجھ پر خدا کی لعنت تجھ پر خدا کی لعنت۔ تجھ پر خدا کی لعنت کہ میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا رہا ہوں اور تو اس کے مقابلے میں کہتا ہے کہ ہم عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکیں گے۔ اللہ اللہ حضرت عبد اللہ بن عمر کی سنت نبوی سے شیفتگی دیکھنے کے قابل ہے کہ اپنے بیٹے کی اس گفتگو سے بے قرار ہو گئے اور ان پر لعنت کی اور پھر تازہ نگاری ان سے کلام نہیں کیا اور یہ بلال بھی نہ ات خود بڑے نیک اور پیار ساتھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک شاعر نے ان کی تعریف میں ایک مدحیہ قصیدہ پڑھا تھا اور اس میں ایک مصرعہ یہ بھی کہ عِبْدُ اللَّهِ خَيْرٌ بِلَالٍ - تو حضرت عبد اللہ بن عمر یہ بڑا اشتداد کر کے فوراً شاعر سے کہا تو جھوٹ بولتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بِلَالٌ رَسُوْلُ اللَّهِ خَيْرٌ بِلَالٍ - (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلال بہتر ہیں بلال ہے)

سنت سے شیفتگی کا ایک اور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حج قرآن کو بہتر سمجھتے ہوئے حج تمتع سے روک دیا اور خود حضرت عبد اللہ نے حج تمتع کا احرام باندھ لیا کسی نے کہا کہ آپ کے والد ماجد نے تو حج تمتع سے منع کر دیا ہے اور آپ نے حج تمتع کا احرام باندھ لیا ہے تو آپ نے فرمایا ایسم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر قول آجی۔  
 دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی جائے گی یا میرے باپ کی؟ اور یہی شیفتگی تمام صحابہ کرام میں پائی جاتی ہے۔



# بَابُ تَسْوِيَةِ الصَّفِّ

## باب تسویۃ الصفوف

اسلام نے فرضی عبادات میں اجتماعیت کو خاص اہمیت دی ہے۔ اس میں اظہار اور مجاہرت کو بھی ناپسند نہیں فرمایا۔ بلکہ مجاہرت اور اظہار کو برباد تصور نہیں فرمایا۔ اور اجتماع میں اگر نظم نہ ہو تو اس کی افادی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔ صفوں کی درستگی سے اجتماع میں نظم نمایاں ہو سکتا ہے۔ نماز کے وظائف کی تکمیل کے لیے بھی صف بندی بے حد مؤثر ہو سکتی ہے۔ دل کے کوائف میں بھی اس سے ترقی ہوتی ہے۔ نظم کے بعد شور و شغب کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ اس لیے اذکار نماز تسبیح تسلیل تہجد و تکبیر سے دل پورا حظ حاصل کر سکتا ہے۔ صف بندی سے اجتماع میں ایسے بھی خوبصورتی نمایاں ہوتی ہے۔ اس لیے آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے لیے پوری کوشش فرماتے تھے۔ جب تک صفیں درست نہ ہو جائیں نماز شروع نہ فرماتے۔ بلکہ ارشاد فرماتے۔۔۔

الانصفون کما تصف الملک حکما۔ (تمہاری صفیں ملائکہ کی طرح ہونی چاہئیں) گویا ادب کے لحاظ سے جماعت کی یہ حاضری ایک بادشاہ کے سامنے حاضری کی طرح ہے۔ جس میں مجلس کے تمام آداب کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔ نہ صف میں نمایاں شکاف ہو۔ نہ ہی اس میں فیڑھا پن ظاہر ہوتا ہو۔

نیز فرمایا لیلینی منکم اولوا الاحلام والذہبی۔۔۔ میرے قریب سمجھ دار اور فہمیدہ آدمیوں کو کھڑا ہونا چاہئے۔ تاکہ نماز کے آداب کو پوری طرح سیکھ سکیں اگر امام بھول جائے۔ تو اسے بروقت متوجہ کر سکیں۔ تاکہ اجتماع میں کوئی ایسی غلطی نہ ہونے پائے۔ جس سے آئندہ کے لیے متاقلہ کی راہ کھل جائے۔

نماز میں حرکت کرنا ناپسندیدہ فعل ہے۔ لیکن اگر صف بندی کے لیے ملنے کی ضرورت ہو تو اس نقل و حرکت کو اجر اور ثواب کا موجب سمجھا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اجتماعیت کا پورا پورا احترام کیا جائے۔ اور اسے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جائے۔ باہم ملکر کھڑے ہونا مستحسن ہے۔ صحابہ کوشش فرماتے کہ پاؤں سے پاؤں کندھے سے کندھا پٹنڈی سے پٹنڈی مل جائے یعنی جس قدر ممکن ہو سکے۔ صف ملی ہوئی ہونی چاہئے۔ سیدھی اور درست ہونی چاہیے۔ ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہونے پاؤں ملانے سے چڑتا نہیں چاہیئے۔



## الفصل الأول

۱۰۱۹: عَنِ النَّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّىٰ كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِرِهَا الْقِدَاحَ حَتَّىٰ رَأَىٰ أَنَّا قَدَا عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمَافْقَاهُ حَتَّىٰ كَادَ أَنْ يُكَيِّدَ فَرَأَىٰ رَجُلًا بَادِيًا صَدًّا مِمَّاكَ مِنَ الصَّعِيفِ فَقَالَ عِبَادَ اللَّهِ لَكُمُ سُنَّةٌ صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيَخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۲۰: وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ قَابِلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَجِّهُهُ فَقَالَ أَتَيْتُكُمْ صُفُوفَكُمْ وَتَرَاؤُا فَاتَىٰ أَمْرًا كَرَمِينَ وَمَا رَأَيْتُ ظَهْرِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي الْمُسْتَفْحَقِ عَلَيْهِ قَالَ اتَّمُوا الصُّفُوفَ فَإِنِّي أَمْرًا كَرَمِينَ وَمَا رَأَيْتُ ظَهْرِي.

### پہلی فصل

۱۰۱۹- نعمان بن بشیر نے فرمایا۔ آنحضرت ہماری صفوں کو اس طرح برابر فرمایا کرتے۔ کہ ان کی سیدھ سے تیر سیدھا کیا جاسکے یہاں تک کہ حضرت نے سمجھ لیا۔ کہ ہم صفیں درست کرنا ایسے سیکھ گئے ہیں۔ پھر ایک دن حضرت تشریف لائے۔ آپ تکبیر کہتے ہی دالے تھے۔ آپ نے دیکھا۔ ایک آدمی کی چھاتی صاف سے باہر بڑھی ہوئی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اللہ کے بندو۔ صفوں کو برابر کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔ (مسلم)

۱۰۲۰- حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ جب نماز کھڑی ہو گئی۔ تو آنحضرت نے ہماری طرف توجہ کر کے فرمایا۔ صفوں کو سیدھا کرو۔ اور مل جاؤ۔ کیونکہ میں تمہیں پیچھے سے دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری) صحیحین میں ہے۔ صفوں کو مکمل کرو۔ میں تمہیں پس پشت بھی دیکھتا ہوں۔

۱- صفوں کی درستگی میں اہتمام کرنا۔ اس حدیث کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور احمد اور ابوداؤد میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جماعت میں ہر آدمی دوسرے آدمی کے ٹخنہ سے اپنا ٹخنہ اور پنڈلی سے اپنی پنڈلی اور گھٹنے سے اپنا گھٹنا ملانا تھا۔ یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ صفوں کے برابر کرنے میں پورا اہتمام کرنا چاہئے علامہ ابن حزم کہتے ہیں کہ صفوں کا ٹھیک کرنا واجب ہے۔ ابن بطلان نے بخاری کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے صفوں کے درست کرنے کو سنت کہا ہے اور باقی جموں نے اس کو سنت مؤکدہ شمار کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس آدمی کو کوڑے سے مارتے جو صف میں ٹھیک طور پر کھڑا نہ ہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریر کرنے سے قبل دونوں طرف منہ کر کے فرماتے خالی جگہ نہ چھوڑو۔ آپس میں مل جاؤ۔ جب سب مل جاتے تب تکبیر کہتے۔ یہ حدیث پہلے ہی گذر چکی ہے۔ اس میں جو فرمایا کہ میں تم کو اپنے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے سے دیکھتا ہوں یہ کیفیت صرف نماز میں ہوتی تھی کیونکہ دوسری حدیث میں موجود ہے کہ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔

۱۰۲۱۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوَّوْا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ مُتَّقَىٰ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ عِنْدَ مُسَلِّمٍ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ .

۱۰۲۲۔ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْسَمُ مَنَابِقَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ اسْتَوْوْا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لِيَلْبِيَنَّ مِنْكُمْ أَوْ لَوْ لَا خَلَامَ وَاللَّهِ ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُهُمْ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ فَأَنْتُمْ الْيَوْمَ أَسَدٌ لِخَيْلٍ قَامَرَاوَاهُ مُسَلِّمٌ .

۱۰۲۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَلْبِيَنَّ مِنْكُمْ أَوْ لَوْ لَا خَلَامَ وَاللَّهِ ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُهُمْ ثَلَاثًا وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ رِزَاكُهُ مُسَلِّمٌ .

۱۰۲۱۔ حضرت انس سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میںیں برابر کرو۔ صفوں کی درستگی نماز کی درستگی میں شامل ہے۔ (بخاری مسلم) صحیح مسلم میں ہے۔ اس سے نماز تمام ہوتی ہے۔

۱۰۲۲۔ ابو مسعود انصاری نے فرمایا۔ آنحضرت نماز میں ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے۔ اور فرماتے برابر ہو جاؤ۔ اور اختلاف مت کرو۔ ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ تم سے سجدہ اور عقلمند لوگوں کو میرے قریب کھڑے ہونا چاہیے پھر جو ان سے ملتے جلتے ہوں۔ پھر جو ان سے ملتے جلتے ہوں۔ ابو مسعود نے فرمایا تم لوگوں میں آج اختلاف بہت زیادہ ہے۔ (مسلم)

۱۰۲۳۔ عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم سے دانشمند اور سجدہ ار لوگ میرے قریب کھڑے ہوں۔ پھر جو لوگ ان سے ملتے جلتے ہوں۔ یہ فقہ، تین دفعہ فرمایا۔ اور بازاروں کے شور سے بچو۔ (مسلم)

۱۔ صفوں کی درستگی نماز کا حصہ ہے؛۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ صف کو برابر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہونے والے ایک ہی سمت میں کھڑے نہ ہوتے جائیں بلکہ امام کی دونوں جانب برابر کھڑے ہوں۔ اور درمیان میں فاصلہ بالکل نہ ہونے کو کھڑے ہوں۔ کوئی آدمی آگے پیچھے نہ ہو اور اقامت صلوٰۃ یہ ہے کہ اس کے ارکان میں تبدیل ہو اور اس کے فرائض۔ واجبات اور سنن کا خیال رکھا جائے۔

۲۔ میرے قریب سجدہ ار لوگ رہیں؛۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام کے قریب عقلمند اور علم والے کھڑے ہونے چاہئیں ایک تو اس میں علم والوں اور عقلمندوں کی عزت افزائی ہے اور بعض اوقات امام کا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو ضرورت ہوتی ہے کہ کسی کو پیچھے سے آگے امام بنا کر کھڑا کر دیا جائے۔ اگر امام کے پیچھے جاہل آدمی ہوگا تو پھر یہ کام کسے چلے گا اور میری وجہ یہ ہے کہ اہل علم اچھی طرح سے نماز کے مسائل کو معلوم کر لیں اور اس کے بعد لوگوں کو بتا سکیں چنانچہ ابن ماجہ نے صحیح سے مرفوعاً روایت کیا کہ آنحضرت پسند کرتے تھے کہ ماہر اور انصار آپ کے قریب رہیں تاکہ آپ سے مسائل معلوم کر سکیں۔ (راتی بر صفحہ آئندہ)

۱۰۲۴۔ وَعَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدَيْرِيِّ قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَحْضَابِهِ تَأَخَّرَ فَقَالَ لَهُمْ تَقَرَّبُوا وَاتَّقُوا ابْنِي وَلِيَا تَعْرِبُكُمْ مَن بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخَّرَهُ هُوَ اللَّهُ سَأَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۵۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّا خَلَقْنَا فَضْلًا مَالِيًّا أَرَاكُمْ عِزِينَ تَعْرِخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَلَا تَصْفُونَ كَمَا تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتِمُّونَ الصَّفُوفَ الْأُولَى وَيَتَرَاخُونُ فِي الرَّصْفِ سَأَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۲۴۔ ابو سعید خدری نے فرمایا: آنحضرت نے دیکھا کہ صحابہ (نماز کے وقت پچھل صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ فرمایا آگے آؤ۔ اور میری اقتدا کرو۔ اور تم سے پچھلے لوگ تمہاری اقتدا کریں۔ اور تم میں رہے ہلٹی رہیں گی۔ یہاں تک کہ اللہ انہیں مونہ کر دے گا۔ (مسلم)

۱۰۲۵۔ جابر بن سمرہ فرماتے ہیں آنحضرت ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور ہم حلقے بنائے ہوئے تھے۔ حضرت نے فرمایا میں تمہیں گردہ گردہ دیکھ رہا ہوں۔ پھر تشریف لائے۔ اور فرمایا کیا تم فرشتوں کی طرح صفیں نہیں بناتے۔ جس طرح وہ اللہ کے حضور میں صفیں بناتے ہیں۔ اور صفوں کو ملاتے ہیں۔ (مسلم)

### رقیہ حاشیہ صفو گذشتہ

۳۔ مسجد میں دنیا دارانہ بنو۔ اس کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کا حسن غریب کہا ہے۔ لیکن ابھی سیدنا نے اس کو صحیح کہلے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس مرتبہ بازاروں میں اجتماع ہوتا ہے اور شور و غوغا ہوتا ہے اور نیتیں اور مقاصد ہوتے ہیں ایسے مسجد میں نہیں ہونا چاہئے بلکہ یک زبان اور یک دل۔ خدا سے لو لگانے والے عبادت کی غرض سے آئے ہوئے۔ سیرت اور صورت میں یگانگت و اتحاد رکھنے والے ہونے چاہئیں۔ (حاشیہ صفحہ ۶۸)

۴۔ پہلی صف کی فضیلت :- اس کو ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں پہلی صف میں کھڑا ہونے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور پیچھے ہٹنے سے نفرت و لائی گئی ہے۔ اور پہلی صف کی فضیلت میں صحابہ کرام کی ایک جماعت سے احادیث مروی ہے۔

۵۔ درست صفیں فرشتوں کی صفت ہے :- اس کو ترمذی کے سوا تمام اہل سنن احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز اور عبادت کے متعلق فرشتوں کی اقتدا بھی مستحسن ہے اور سیمون السمنوف الادب کا یہ مطلب ہے کہ پہلی صف پوری ہو جاتی ہے تب دوسری صف شروع کرتے ہیں اور دوسری پوری ہو جاتی ہے تب تیسری صف شروع کرتے ہیں۔

۱۰۲۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ صُفْوَتِ الرِّجَالِ أَوْلَاهَا وَشَرُّهَا أَخْرَاهَا وَخَيْرُ صُفْوَتِ النِّسَاءِ أَخْرَاهَا وَشَرُّهَا أَوْلَاهَا مَا وَاهُ مُسِيئًا۔

### الفصل الثاني

۱۰۲۷۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَوَّرَ صُفْوَةً فَكَوَّرَ قَارِبُوايْنَهَا وَحَادُوا بِأَلْعَنَاتِ قَوْلِ النَّبِيِّ نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَمْسِي الشَّيْطَانَ يَدَاخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْخَنَافُتُ مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۰۲۸۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَمُوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَةَ ثُمَّ النَّدَى يَلِيهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَفْسٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُوَخَّرِ مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۰۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مردوں کی صفوں میں پہلی سب سے افضل ہے۔ اور آخری سب سے بری ہے۔ اور عورتوں کی صفوں میں پہلی سب سے بری ہے۔ اور آخری سب سے بہتر (مسلم)

### دوسری فصل

۱۰۲۷۔ حضرت انس نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ اپنی صفوں کو خوب ملاؤ۔ انہیں قریب قریب بناؤ۔ اور گردنوں کو برابر رکھو۔ بے اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں شیطان کو دیکھتا ہوں۔ وہ بکری کے بچے کی طرح صفوں میں داخل ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

۱۰۲۸۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ پہلے پہلی صف کو پورا کرو۔ پھر جو اس کے متصل ہے۔ اور جو نقص یا کمی ہو وہ آخری صف میں ہونی چاہئے۔ (ابوداؤد)

۱۰۲۷۔ بہترین صف کونسی ہے؟۔ اس حدیث کو احمد اور ابی ہریرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مردوں کی پہلی صف ہمیشہ بہتر ہے کیونکہ ایک تو انہوں نے فضیلت حاصل کی اور دوسرا عورتوں کی مخالفت سے بچے اور مردوں کی پہلی اس لیے بری ہے کہ ایک فضیلت سے فروم رہے اور دوسرا عورتوں سے مخالفت کے فتنہ کا ان کو زیادہ خطرہ ہے اور عورتوں کی پہلی صف اس لیے بری ہے کہ مردوں کے قریب ہے اور پہلی ہی لیے اچھی ہے کہ مردوں کے میل ملاپ سے دور ہے اور یہ اس صورت میں ہے کہ عورتیں مردوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھیں۔ اگر عورتیں علیحدہ نماز پڑھ رہی ہوں تو پھر ان کی بھی پہلی ہی صف بہتر ہے۔

۱۰۲۸۔ صف میں سے افضل۔ اس مضمون کی حدیثیں آگے اور بھی آ رہی ہیں انہی میں سے ایک حدیث برادر بن عازب کی بھی ہے جس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور متذہبی نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے اور اسی طرح کی ایک حدیث عثمان بن عیث سے احمد نے بھی روایت کی ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے افضل وہ آدمی ہے جو امام کے پیچھے کھڑا ہو اور جب بد بھاس کے ساتھ آکر ملنے والے یعنی سب سے افضل پہلا آدمی ہے پھر دوسرا پھر تیسرا۔ یعنی ایک ہی صف میں کھڑے ہونے والوں میں بھی (باقی برصفا آئندہ)

۱۰۲۹۔ وَعَنْ الْبُرَّاءِ بْنِ عَابِدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَلْبَسُونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ خُطْوَةٍ يَمِشُّهَا يَصِلُ الْعَبْدُ بِهَا صَفًّا مَرَّوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

۱۰۳۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَّامِنِ الصُّفُوفِ مَرَّوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

۱۰۳۱۔ وَعَنْ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّمِي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرْنَا مَرَّوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

۱۰۳۲۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَنِ يَمِينِهِ إِعْتَدِلُوا سَوِّوَا صُفُوفَكُمْ وَعَنْ يَسَارِهِ إِعْتَدِلُوا سَوِّوَا صُفُوفَكُمْ مَرَّوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

۱۰۲۹۔ برہاد بن عازب نے فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں پر ترتیب سے صلوٰۃ بھیجتے ہیں پہلی پھر اس سے ملنے والی پھر اور وہ قدم اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ جو صف لانے کے لیے اٹھایا جائے۔ (ابوداؤد)

۱۰۳۰۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ اللہ اور اس کے فرشتے صفوں کی دائیں جانب پر رحمت بھیجتے ہیں (ابوداؤد)

۱۰۳۱۔ نعمان بن بشیر فرماتے ہیں۔ جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ تو آنحضرت ہماری صفوں کو درست فرمایا کرتے جب ہم برابر ہو جاتے۔ تو حضرت تکبیر کہتے۔ (ابوداؤد)

۱۰۳۲۔ حضرت انس نے فرمایا۔ آنحضرت دائیں اور بائیں طرف فرماتے۔ صفیں درست کرو۔ اور برابر ہو جاؤ۔ (ابوداؤد)

دقیقہ حاشیہ صفہ گذشتہ فرق مراتب ہے جتنا کوئی امام سے زیادہ قریب ہوگا اتنا ہی زیادہ افضل ہوگا اور یہ معاملہ صرف نماز ہی میں نہیں بلکہ بعد اور عیدین کے خطبہ میں بھی یہی کیفیت ہے کہ جتنا کوئی امام سے قریب ہوتا ہے اتنا ہی بہتر ہے۔ (حاشیہ صفہ ہذا)

۱۔ صفوں کی درستگی کے بعد اقامت کہنا۔ مندری نے کہا ہے کہ نعمان بن بشیر کی یہ حدیث اس پہلی حدیث کا ایک حصہ ہے جو نعمان کی روایت سے پہلی فصل میں گذر چکی ہے اس حدیث میں دلیل ہے کہ امام کو چاہیے کہ پہلے صفیں درست کرے پھر تکبیر کے اور اذاعتنا کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ صفوں کی درستگی اقامت ہو جانے کے بعد ہوتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوں کی درستگی میں متنی تاکید کی تھی۔ انھوں نے کہ آج اتنی ہی بے پروائی کی جا رہی ہے۔ نمازیوں میں بالشت بالشت پھر فاصلہ ہوتا ہے پھر کوئی چار انگل آگے کھڑا ہے اور کوئی پیچھے۔ بچے صفوں کے اندر آگھٹتے ہیں۔ صف بنانے میں فرق مراتب کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ بعض دفعہ دائیں طرف سے مطلق جاہل امام کے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کسی کو خیال نہیں آتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان سب باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

۲۔ صفوں کی اقامت صلوٰۃ ہی کا ایک حصہ ہے۔ جماعت کی نماز میں ہوسری نمازوں میں پچیس گنا اور ہجری نمازوں میں ستائیس گنا رہتی برصو اٹھ

۱۰۳۳۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ كُمْ أَلَيْتُمْ مَنَّا كِبَ فِي الصَّلَاةِ مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

### الفصل الثالث

۱۰۳۴۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اسْتَوْوُوا اسْتَوْوُوا اسْتَوْوُوا فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَمَّا كُمْ مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَكُمُ مِنْ تَيْبِنٍ يَدَيْ تِي مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۱۰۳۵۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّحْفِ الْأَوَّلِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الثَّانِي قَالَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى

۱۰۳۳۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم سے وہ لوگ بہتر ہیں۔ جن کے کندھے نماز میں نرم ہوں۔ (ابوداؤد)

### تیسری فصل

۱۰۳۴۔ حضرت انس نے فرمایا۔ آنحضرت فرمایا کرتے تھے۔ برابر ہو جاؤ۔ ۳ دفعہ مجھے اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تمہیں پیچھے بھی اس طرح دیکھتا ہوں۔ جس طرح سامنے دیکھتا ہوں۔ (ابوداؤد)

۱۰۳۵۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ اور دوسری صف پر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر

(تقریباً شیعہ سفر گذشتہ) اجر زیادہ ملتا ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ان امور کو لکھا ہے جو جماعت کی نماز میں منفرد کی نماز سے زیادہ ہو جاتے ہیں اور انہی کی بنا پر ستائش گنا اجر بڑھ جاتا ہے۔ ان میں سے ایک صفوں کی درستی کو بھی شمار کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کی درستی کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ نماز شروع ہو جانے کے بعد بھی اگر صف میں کچھ خلل نظر آئے تو قدم اٹھا کر اسے پورا کر لینا چاہیے۔ (حاشیہ صفحہ ۵۸)

۱۔ جماعت میں فرمانبردار بن کر رہو۔ اس حدیث پر ابوداؤد اور ترمذی نے سکوت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ نماز میں سست ہو کر کھڑا نہیں ہونا چاہئے کہ یہ منافقوں کی علامت ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وَاِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ فَامْتُوا كَمَا كَانُوا۔ (جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں) بعض لوگ نماز میں ایک ٹانگ پر بوجھ ڈال کر دوسری ٹانگ نرم کر لیتے ہیں جیسے تھکا ہوا گھوڑا اپنے تھکان پر کھڑا ہوتا ہے۔ ایسا نماز میں دکھانا ہونا چاہئے اور نماز میں متکبر بن کر بھی کھڑا نہ ہونا چاہئے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی نماز کی کندھے پر ہاتھ رکھے اور اشارہ کرے کہ خالی جگہ پر کودو تو اسے بالکل ضد نہیں کرنی چاہیے بلکہ خود اس کا کامان لینا چاہئے اور دوسرا مطلب اس کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز میں آنا تن کر کھڑا نہ ہونا چاہئے کہ ساتھ والے آدمی کو سجدہ میں یا قیام میں اٹھتے وقت اس کی کہنیوں سے تکلیف نہ پہنچے بلکہ اپنے کندھوں کو نرم رکھے تاکہ ساتھ والے آدمی آرام پائے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

الْبَصْفِ الْأَوَّلِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى النَّاسِ قَالَ إِنْ اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى الْبَصْفِ الْأَوَّلِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى النَّاسِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَحَادُوْا بَيْنَ مَنَاكِبِكُمْ وَلِيَتَوَانَى أَيْدِي إِخْوَانِكُمْ وَسُدُّوا الْخَلَلَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيْمَا بَيْنَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْحَدَفِ يَعْنِي أَوْلَادَ الصَّغَارِ رَوَاهُ أَحْمَدُ .

۱۰۳۶۔ وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِيمُوا الصُّفُوْفَ وَحَادُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيَتَوَانَى أَيْدِي إِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذُمَّوا فُرُجَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَّى اللَّهُ مِنْ قِطْعَةٍ قَطَعَهُ اللَّهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَسَمَوَى النَّسَائِيُّ مِنْهُ قَوْلُهُمَا وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا إِلَى آخِرِهِ .

رحمت بھیجتے ہیں لوگوں نے عرض کیا۔ اور دوسری صف پر حضرت نے فرمایا اور دوسری صف پر اور حضرت نے فرمایا۔ صفوں کو درست کرو۔ اور کندھوں کو برابر کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ۔ اور شگاف بند کرو۔ شیطان بکری کے پیچھے کی طرح تم میں گھس جاتا ہے۔ (احمد)

۱۰۳۶۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا صفوں کو درست کرو۔ اور شگاف بند کرو۔ اور بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ۔ اور شیطان کے لیے شگاف مت چھوڑو۔ جو صف کو جوڑے اللہ تعالیٰ اسے جوڑے گا۔ جو اسے توڑے اللہ تعالیٰ اسے توڑے گا۔ (ابوداؤد۔ نسائی نے مَنْ وَصَلَ صَفًّا سے آخر تک روایت کی ہے۔)

۱۔ پہلی صف کی فضیلت :- اس کی سند کے راوی ثقید ہیں اور اس مضمون کی عریاض بنی ساریہ کی ایک حدیث نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان اور ابن خزیمہ میں بھی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اس کے لفظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صف کے لیے ہمیشہ ہی استغفار کرتے رہتے تھے اور تین بار پہلی صف والوں کے لیے استغفار کرنے کے بعد جو تھی مرتبہ فرماتے یا اللہ دوسری صف والوں کو بھی بخش دے اس سے پہلی صف والوں کی فضیلت معلوم ہوئی اور یہ فضیلت اس بنا پر ہے کہ پہلی صف میں اسی کو جگہ ملے گی جو پہلے آئے گا اور پہلے آکر جگہ حاصل کریگا تو اس فضیلت میں اس انتظار کا بھی دخل ہے جو وہ نماز کے لیے کرتا رہا ہے اور فضیلت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ جو شخص پہلے مسجد میں آئے گا وہ کم از کم لوگوں کو جگہ حاصل کرنے اور آگے جانے کے لیے تکلیف تو نہ دے گا اس کے علاوہ اس کا باعث یہ بھی ہے کہ امام کے قریب ہونے کی وجہ سے تکبیرات اور قرائت اچھی طرح سنے گا اور پھر صحیح مسک کے مطابق اگلی صف پہلی صف کی امام ہوتی ہے۔

۲۔ اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے یعنی یہ حدیث صحیح ہے اس کی تائید اور بھی بہت سی حدیثوں سے ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صفیں سیدھی کرو اور خالی جگہوں کو بند کر دو۔ یہ حدیث سب سے زیادہ سخت و عید ہے اس آئی کے لیے جو صف میں خلا رکھے اور اسی طرح سب سے بڑی بشارت ہے اس آدمی کے لیے جو صف کو ملائے۔ صف کو لانے کے لیے نماز میں بھی قدم اٹھانے کی اجازت ہے۔



- ۱۰۳۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَسَّلُوا بِالْإِمَامِ  
وَسَدِّدِ الْخَلْلَ مَا وَادَّ أَبُو دَاوُدَ۔
- ۱۰۳۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ  
قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ عَنِ الصَّغْفِ الْأَوَّلِ حَتَّى يُؤَخَّرَهُمُ اللَّهُ فِي النَّارِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔
- ۱۰۳۹۔ عَنْ وَابِصَةَ بِنِ مَعْبِدَةَ قَالَ مَا أَلَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَلَّ يَصِلِي  
خَلْفَ الصَّغْفِ وَحَدَاةَ فَاصْرُكَةَ أَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ مَا وَادَّ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَقَالَ  
التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدَاثٌ حَسَنٌ۔

۱۰۳۷۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا امام کو درمیان میں کھرا کرو اور شکاف بند کرو (ابوداؤد)

۱۰۳۸۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ لوگ پہلی صف سے ہمیشہ پیچھے ہٹتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

انہیں آگ میں ڈال دے گا۔ (ابوداؤد)

۱۰۳۹۔ وابصہ بنت معبدہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ سب سے پیچھے اکیلا نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت نے  
اسے حکم کیا کہ نماز دوبارہ پڑھے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی اور کما یہ حدیث صحیح ہے۔)

۱۔ پہلی صف کی فضیلت :- پہلی صف میں حضرت البرعید کی اسی معنی کی حدیث گندیجی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پہلی صفوں میں جگہ  
حاصل کرنے کے لیے آگے بڑھے ہیں گے وہ جنت میں بھی پہلے داخل ہوں گے اور جو پیچھے ہٹتے رہیں گے یا تو وہ جہنم میں جا سکیں گے اور اگر  
جہنم سے بچ بھی گئے تو جنت میں پہلے پہل تو بھی نہیں جائیں گے۔ دوسرے بیچیں گے۔

۲۔ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا :- اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابن حبان نے صحیح۔ ابن عبد البر نے کہا اس کی سند  
میں اضطراب ہے اور محدثین کی جماعت کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں اور اسی طرح کی ایک روایت علی بن شیبان کی مسند احمد  
میں بھی ہے۔ لیکن مضمون صحیح ہے اگلے باب کی فصل اول میں البرعیدہ کی حدیث سے جو لوگ اس کے خلاف دلیل دیتے ہیں وہ  
صحیح نہیں کیونکہ اس میں صف میں شامل ہونے کے صاف الفاظ موجود ہیں۔ اب جاننا چاہئے کہ اگر پہلی صف میں جگہ ہو اور بغیر غدر  
کے کوئی آدمی صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھے تو امام احمد اور اہلحدیث کے نزدیک اس کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسروں کے نزدیک کراہت سے  
ہو گئی۔ اگر پہلی صف میں جگہ نہ ہو تو طبری۔ امام احمد اور اسحق کے نزدیک اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ مالک، ادناعی اسی کو مستحب کہتے ہیں اگر  
اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچ لے تو کراہت سے اسے جائز سمجھتے ہیں۔ احناف اور اکثر شوافع، عطاء اور ابراہیم نخعی اگلی صف سے آگے کھینچ  
لینا مستحسن جانتے ہیں اور اس مضمون کی کچھ ضعیف یا مرسل حدیثیں بھی آئی ہیں۔

# بَابُ الْمَوْقِفِ

## امام کے پیچھے کھڑا ہونے کی جگہ

نماز کے وظائف اور اذکار کی ذمہ داری امام اور مقتدیوں پر برابر ہے۔ تکبیرات اور عید تشہد جس طرح مقتدی ادا کرتا ہے۔ امام بھی ادا کرتا ہے۔ قراوت کے متعلق صحیح مسلک یہی ہے۔ کہ نہ امام مقتدی کا بوجھ اٹھائے گا نہ مقتدی امام کا البتہ ارکان کے اداء کرنے میں امام کی پیروی ضروری ہے۔ رکوع سجود غرض نماز کا کوئی کام بھی مقتدی امام سے پہلے نہیں کر سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ امام آگے ہو۔ اور مقتدی پیچھے تاکہ وہ امام کو دیکھے اور اس کی اتباع کرے۔ مقتدی دو یا دو سے زیادہ ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ مقتدی اکیلا ہو تو امام بائیں جانب کھڑا ہوگا۔ عورتیں اگر جماعت کرائیں۔ اور امام عورت ہو تو امام صف کے درمیان کھڑا ہوگا۔ آگے بڑھ کر نہیں کھڑا ہوگا۔ مرد اور عورتیں اگر دونوں نماز میں شریک ہوں تو عورتیں کسی صورت میں بھی مردوں کے ساتھ مل کر ایک صف میں کھڑی نہیں ہوں گی۔ مرد کو اکیلا کھڑا ہونا نہیں چاہیے۔ لیکن عورت اگر ایک ہی ہو تو اکیلی کھڑی ہو جائے۔ امام کو بلا ضرورت بہت اونچی جگہ پر کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔ آنحضرت کے زمانہ میں مردوں کی صفیں سب سے پہلے ہوتیں۔ پھر بچے کھڑے ہوتے۔ پھر عورتیں امام کے پیچھے اور قریب اہل علم اور دانشمند لوگوں کو کھڑا ہونا چاہیے۔ جو نماز کے آداب اور مسائل کو سمجھتے ہوں اور امام کو اس کی غلطی پر مطلع کر سکیں۔



## الفصل الأول

۱۰۴۰. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْتٌ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي مِنْ وَمَاءٍ ظَهْرَهُ فَعَدَلَنِي كَذَا لَدَيْكَ مِنْ وَمَاءٍ ظَهْرَهُ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -
۱۰۴۱. وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ فِحَدَّثْتُ حَتَّى قُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَدَامَنِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ جَاءَ جِبَارُ بْنُ صَخْرٍ فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدِيْنَا جَيْبَعًا فَدَنَا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ -
۱۰۴۲. وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمُهُ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْمَسَّ سَلِيمٌ خَلْفَنَا مَا وَاهُ مُسَلِّمٌ -

## پہلی فصل

- ۱۰۴۰۔ عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ میں اپنی خالہ حضرت میمونہ کے گھر سویا۔ آنحضرت رات نماز میں کھڑے ہوئے میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ نے پیچھے کی طرف سے میرا ہاتھ پکڑ کر دائیں جانب مجھے اپنے برابر کھڑا کر دیا۔ (بخاری مسلم)
- ۱۰۴۱۔ حضرت جابر نے فرمایا۔ آنحضرت نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ میں آیا۔ اور آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے پھر کراپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ پھر جبار بن صخر آئے۔ اور آپ کی بائیں طرف کھڑے ہو گئے۔ آنحضرت نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر مٹا دیا۔ اور پیچھے کھڑا کر دیا۔ (مسلم)
- ۱۰۴۲۔ حضرت انس سے مروی ہے۔ میں اور ایک یتیم نے ہمارے گھر میں آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھی۔ اور ام سلیم اکیلے بنا کر پیچھے تھی۔ (مسلم)

۱۔ اکیلا مقتدی امام کے دائیں کھڑا ہو۔ ابن عباس کی حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور جابر کی حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی۔ اس حدیث سے کئی احکام ثابت ہوئے۔ مثلاً یہ کہ نفلوں کی جماعت بھی درست ہے اور یہ کہ دو آدمی جماعت ہیں اور مقتدی اگر اکیلا ہو تو امام کی دائیں جانب کھڑا ہو۔ اور یہ کہ تھوڑے عمل سے نماز نہیں ٹوٹی اور یہ کہ جسکی امامت کی نیت نہ کی ہو اگر وہ بھی آکر پیچھے کھڑا ہو جائے تو اس کی اقتدا بھی درست ہے بخیر ذلک۔

۲۔ حضرت انس کی دونوں حدیثوں کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور وہ یتیم ضمیرہ بن ابی ضمیرہ تھے جو آنحضرت کے آزاد کردہ غلام تھے اس سے معلوم ہوا کہ اگر مقتدی بڑا آدمی نہ ہو تو پھر صف میں بڑے کے بلکہ کھڑا ہوگا اور عورت پچھے کے ساتھ بھی کھڑی نہ ہوگی پیچھے کھڑی ہوگی۔

۱۰۴۳۔ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِ وَيَأْمُرُهُ أَوْ خَالَتِهِ قَالَ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَأَقَامَ السَّرَاةَ خَلْفَنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۲۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَا أَيْعُ فَكَرَعَ قَبْلَ أَنْ يَبْصِلَ إِلَى الصَّفِّ نَسِيَ مَشَى إِلَى الصَّفِّ فَذَاكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا أَدْرَاكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلَا تَعَدًّا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

### الفصل الثانی

۱۰۴۵۔ عَنْ سُمَاةَ ابْنِ جُنْدَابٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنَّا ثَلَاثَةً أَنْ يَتَقَدَّمَ أَحَدُنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۰۴۶۔ وَعَنْ عَمَارِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ أَمَرَ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ وَقَامَ عَلَى دُكَّانٍ يُصَلِّي وَالنَّاسُ أَسْفَلَ مِنْهُ فَلَمَّا مَرَّ حَدَيْفَةُ فَأَخَذَ عَلَى يَدَيْهِ فَاتَّبَعَهُ عَمَارٌ حَتَّى أَنْزَلَهُ حَدَيْفَةُ فَلَمَّا فَرَّغَ عَمَارٌ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ لَمْ حَدَيْفَةُ لَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا مَرَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا

۱۰۴۳۔ حضرت انسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے مجھے میری والدہ اور خالہ کو نماز پڑھانی سمجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا۔ اور عورتوں کو ہاتھ پیچھے کھڑا کر دیا (مسلم)

۱۰۴۲۔ ابو بکرؓ فرماتے ہیں۔ وہ مسجد پیشے اور آنحضرتؐ رکوع میں تھے۔ آپ نے صوف میں ملنے سے پہلے رکوع کیا۔ اور چل کر صوف میں مل گئے۔ آنحضرت کے پاس اس کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا۔ اللہ تمہارے شوق کو زیادہ کرے۔ آئینہ ایسا نہ کرنا۔ (بخاری)

### دوسری فصل

۱۰۴۵۔ سمرہ بن جندب سے مروی ہے۔ آنحضرت نے ہمیں حکم فرمایا۔ جب ہم تین آدمی ہوں۔ ہم میں سے ایک امام بنے (ترمذی)

۱۰۴۶۔ حضرت عمارؓ نے عائشہؓ میں نماز پڑھانی۔ خود دکان پر کھڑے ہوئے۔ اور لوگ بہت نیچے تھے۔ حدیفہ نے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ پکڑ لیے۔ اور عمار ان کے پیچھے ہوئے۔ حدیفہ نے انہیں نیچے اتار دیا۔ جب عمار نماز سے فارغ ہوئے حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا۔ جب انسان کسی قوم کو نماز

۱۔ اس حدیث کو احمد، ابو داؤد، نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا ذکر ابو بصیر بن مجدی حدیث کے تحت ہو چکا ہے۔

۲۔ تین آدمی ہوں تو امام آگے کھڑا ہو۔ اس کو ترمذی نے غریب کہا۔ اس کی سند میں اسمعیل بن مسلم بصری ضعیف ہے اور یہ جو فرمایا اگر تین ہوں تو ایک آگے کھڑا ہو جائے۔ اس صورت میں تقدم ظاہری اور حقیقی ہوگا اور اگر دو ہوں تو تقدم معنوی ہوگا کیونکہ ایسا مقتدی امام کے برابر کھڑا ہوتا ہے۔

يَقُمْ مَقَامَ مَنْ رَفَعَهُ مِنْ مَقَامِهِمْ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ فَقَالَ عَمَّا رَأَى لِيَذَاكَ اتَّبَعْتُكَ حِينَ أَخَذْتَ عَلَيَّ  
يَدَيَّ مَا وَاهُ الْبُودَاؤِدَ.

۱۰۴۷۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ سَأِلَ مِنْ أَبِي شَيْبَةَ النَّيْبِرِيِّ فَقَالَ هُوَ مِنْ  
أَثَلِ الْغَابِيَةِ عَمَلَهُ فَلَانَّ مَوْلَى فَلَانَةَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عُدَّ وَوَضَعَ  
فَأَسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَكَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ كَرَّمَ دَمَاءَ النَّاسِ خَلْفَهُ ثُمَّ رَفَعَ  
رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ تَحْتِ عَادِي إِلَى النَّيْبِرِيِّ ثُمَّ قَرَأَ كَرَّمَ دَمَاءَ النَّاسِ  
ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ مِنْ هَذَا الْفِطْرِ الْبُخَارِيِّ وَفِي الْمُنْفِقِ عَلَيْهِ  
نَحْوَهُ وَقَالَ فِي أُخْرِهِ فَلَمَّا فَدَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتُمُّوا  
وَلِتَعْلَمُوا صِلَاتِي.

پڑھائے تو ان سے زیادہ اونچا کھڑا نہ ہو یا اس طرح کچھ اور فرمایا۔ حضرت عمار نے فرمایا۔ اسی لیے میں تمہارے پیچھے ہو گیا تھا۔ جب تم  
نے میرے ہاتھ پکڑے تھے۔ (ابوداؤد)

۱۰۴۸۔ سہل بن سعد سعیدی سے پوچھا گیا۔ آنحضرت کا منبر کس چیز سے بنایا گیا تھا۔ فرمایا۔ وہ مقام غابہ کے جھاڑ سے بنایا گیا۔ فلا  
عورت کے غلام نے اسے آنحضرت کے لیے بنایا تھا۔ جب منبر بنا کر رکھا گیا۔ تو آنحضرت قبلہ رخ کھڑے ہو گئے۔ اور تکبیر کی۔ اور لوگ  
ان کے پیچھے ہو گئے۔ آپ نے قرأت پڑھی۔ رکوع کیا۔ اور پھر آپ نے سر اٹھایا۔ اور پچھلی طرف لوٹے اور زمین پر سجدہ فرمایا۔ پھر  
منبر پر کھڑے ہو کر قرأت پڑھی۔ رکوع کیا۔ اور رکوع سے سر اٹھایا۔ پھر نیچے اتر کر زمین پر سجدہ فرمایا۔ یہ بخاری کے لفظ ہیں۔ بخاری  
اور مسلم میں بھی اسی طرح ہے۔ اور آخر میں فرمایا۔ اسے لوگوں نے اس طرح اس لیے کیا ہے۔ تاکہ تم میری اقتداء اور میری نماز  
جان لو۔

۱۰۴۹۔ امام اونچی جگہ کھڑا نہ ہو بلکہ برابر کھڑا ہو۔ اس حدیث پر ابوداؤد اور ترمذی نے سکوت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی  
مجمول ہے۔ مدائن حیوانے دیلم کے کنارے بغداد کے قریب ایک شہر ہے۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ خدیفہ نے مدائن میں ایک مکان  
پر لوگوں کی امامت کرائی تو ان کو ابن مسعود نے قیص سے پکڑ کر کینچ لیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ابن مسعود نے کہا کیا تم نہیں جانتے  
کہ اس سے منع کیا گیا ہے۔ حاکم نے کہا یہ حدیث شرط شیعین پر ہے اور ابن تزیہ اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ  
صحابہ میں مشہور تھا کہ امام اور مقتدی دونوں کو ایک ہی سطح پر کھڑا ہونا چاہیے اور امام کا بلند جگہ پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ظاہر حدیث سے حرمت معلوم  
ہوتی ہے لیکن اگلی حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر پر نماز پڑھنا ثابت ہے۔  
۱۰۵۰۔ تعلیم دینے کے لیے جائز ہے۔ اس حدیث کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے سہل بن سعد (بابی بر صغیر) نے

۱۰۲۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُجْرَتِهِ وَالنَّاسُ

يَأْتُمُّونَ بِهِ مِنْ وَمَاءِ الْحُجْرَةِ مَاءً أَوْ دَاوَدَ -

### الفصل الثالث

۱۰۲۹۔ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَلَا أَحَدًا شُكِرَ بِصَلَاةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ خَلْفَهُمُ الْغُلَمَانَ ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ فَذَكَرَ صَلَاتَهُ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا صَلَاةٌ قَالَ عَبْدُ الْأَعْلَى لَا أَحْسِبُكَ إِلَّا قَالَ أُمَّتِي مَاءً أَوْ دَاوَدَ -

۱۰۲۸۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آنحضرت نے اپنے حجرہ میں نماز پڑھی۔ لوگ حجرہ کے پیچھے آپ کی اقتدا کرتے تھے (ابوداؤد)

### تیسری فصل

۱۰۲۹۔ ابومالک اشعری نے فرمایا کیا میں نہیں آنحضرت کی نماز بتاؤں۔ فرمایا۔ آنحضرت نے نماز قائم فرمائی۔ پہلے مردوں نے صفیں بنائیں۔ اس کے بعد لڑکوں نے صفیں بنائیں۔ پھر ان کو نماز پڑھائی (اور ابومالک نے) آنحضرت کی نماز کا ذکر فرمایا۔ عبدالاعلیٰ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میری امت کی نماز اسی طرح ہے (ابوداؤد)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا نام پہلے تون تھا جس کا معنی غم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نام پسند نہ آیا آپ نے ان کا نام سہل رکھ دیا۔ یہ منبر یا قوم مدنی نے بنایا تھا اور غابہ میں درختوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا جو مدینہ منورہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہ منبر چھاؤ کی گٹھی سے بنایا گیا تھا۔ یہ اصول کی بات ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے منع کریں اور پھر اس کے بعد خود وہ کام کریں تو وہ آپ کے لیے خاص ہوگا۔ اس میں لوگوں کو آپ کی اقتداء نہ کرنا چاہیے۔ منبر پر جو چڑھ کر آپ نے نماز پڑھائی تو اس کی وجہ بھی بتادی کہ میں نے یہ صرف اس لیے کیا ہے کہ تم لوگ میری نماز سیکھ سکو روز عام حکم دہی ہے کہ مقتدی اور امام ایک سطح پر ہوں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لے امام نظر نہ آنے تو بھی اس کی اقتداء ہو سکتی ہے؛ اس حدیث کو امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام اور مقتدیوں میں کوئی چیز حائل ہو کہ امام کا اٹھنا بیٹھنا اور ارکان کی تحویل کا صحیح طور پر پتہ نہ چل سکے تو امام کی اقتداء جائز ہے۔ اس حجرہ سے مراد وہ حجرہ ہے جو آپ نے مسجد میں پٹھانی سے بنا رکھا تھا اگر جگہ کی تنگی ہو تو اگر کچھ مقتدی امام کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو باقی مقتدی نیچے یا اوپر کھڑے ہو سکتے ہیں مثلاً جیسے آج کل مسجدیں دوہرے چھت کی ہوتی ہیں امام نچلی منزل میں امامت کرتا ہے اور بعض مقتدی اوپر کی منزل میں اس کی اقتداء کرتے ہیں یہ جائز ہے۔

۱۰۲۹۔ یہ حدیث ہے۔ اس پر ابوداؤد اور ترمذی نے سکوت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے آگے مردوں کی صفیں ہوں گی اور ان کے پیچھے بچوں کی اور ان کے پیچھے عورتوں کی بچوں کی علیحدہ صف اس وقت ہوگی جبکہ وہ دریا دو سے زیادہ ہوں گے اور اگر ایک ہی ہو تو وہ مردوں کے ساتھ کھڑا ہوگا۔

۱۰۵۔ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا فِي الْمَسْجِدِ فِي الصَّفِّ الْمَقْدَمِ فَجَبَدْنَا فِي مَاجِلٍ مِّنْ خَلْفِي جَبْدًا فَتَحَانِي وَقَامَ مَقَامِي فَوَاللَّهِ مَا عَقَلْتُ صَلَوَتِي فَلَمَّا انْصَرَفَتْ إِذَا هُوَ أَبِي بِنُ كَعْبٍ فَقَالَ يَا فَتَى لَا يَسُوكَ اللَّهُ إِنَّ هَذَا عَرَفَدًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَنَّ تَيْدِيَهُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَقَالَ هَذَكَ أَهْلُ الْعَقْدِ وَرَمَيْتِ الْكُجْبَةَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ مَا عَلَيْهِمْ أَسَىٰ وَلكِنْ أَسَىٰ عَلَىٰ مَنْ أَضَلُّوا قُلْتِ يَا أَبَا يُعْقُوبَ مَا تَعْنِي بِأَهْلِ الْعَقْدِ قَالَ الْأَمْرَاءُ مَا وَاهُ النَّسَائِيُّ.

۱۰۵۔ قیس بن عباد نے فرمایا۔ میں کسی وقت مسجد میں پہلی صف میں تھا مجھے کسی آدمی نے پیچھے سے کھینچ لیا مجھے ایک طرف کر کے میری جگہ کھڑا ہو گیا۔ مجھے (غصے) سے نماز کی بھی ہوش نہ رہی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو وہ ابی بن کعب تھے۔ فرمانے لگے۔ اے نوجوان تمہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ تکلیف سے بچائے۔ آنحضرت کا ہم سے وعدہ تھا کہ ہم آپ سے قریب کھڑے ہوں۔ پھر قبیلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا۔ رب کعبہ کی قسم امراء (دلی) ہلاک ہو گئے۔ اور مجھے ان کی ہلاکت کا افسوس نہیں (ان کو کھینچا ہونا تھا) افسوس اس پر ہے۔ انہوں نے دوسرے لوگوں کو برباد کر دیا۔ میں نے عرض کیا۔ اہل عقد سے آپ کی کیا مراد ہے۔ فرمایا۔ امراء یعنی ولی اور بادشاہ (نسائی)



۱۰۵۔ نچے کو پیچھے کر کے اس کی جگہ کھڑا ہونا۔ اس حدیث کو احمد اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور احمد کی سند بھی اچھی ہے۔ قیس بن عباد نوجوان لڑکے تھے۔ عمر پختہ نہ تھی حضرت ابی بن کعب نے ان کو کھینچ لیا اور ان کی جگہ خود کھڑے ہو گئے۔ اس سے عباد کی طبیعت بڑی بد مزہ ہوئی۔ کہ میرے ساتھ بڑی بد سلوکی ہوئی تو ابی بن کعب نے نماز کے بعد ان کو دعا بھی دی اور ان کی تسلی کی کہ آنحضرت کا حکم اسی طرح ہے کہ امام کے قریب عقلمند اور علم والے لوگ کھڑے ہوا کریں اسی لیے میں نے تجھ کو کھینچا پھر امراء کا شکوہ کرنے لگے کہ وہ بعض درست کرنے کی طرف پلوی تو بر نہیں کرتے۔ حضرت ابی حضرت عثمان کی خلافت میں فوت ہوئے آپ حضرت عثمان کے بعض عاملوں کا شکوہ کرتے ہیں۔

# بَابُ الْأَمَامَةِ

## امامت کا بیان

اسلام میں امام کا لفظ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ بادشاہ جو ملک کا نظام کتاب و سنت کی روشنی میں کرے۔ اور غیر منصوص امور میں اس حکومت کی بنیاد اور ہم شوریٰ بینہم (مسلمانوں کے کام مشورہ کے اصول پر ہوں آنحضرت کو حکم فرمایا گیا ہے۔ دَشَادُوا هُمْ فِي الْأَمْرِ - آپ اپنے ساتھیوں سے مشورہ فرمایا کریں۔ اس کو امامت کبریٰ امارت یا خلافت کے نام سے تعبیر فرمایا گیا۔ اس کا تذکرہ کتاب کے آخری ربع میں آئے گا۔

دوم۔ امام نماز اس باب میں نمائندگی امامت اس کے احکام اور آداب بیان کرنا مطلوب ہے۔

(۱) امامت اعزازی عمدہ ہے۔ امام کے اخلاق اور عادات کا اثر اس کے اتباع پر ہونا قدرتی ہے۔ انسان فطرۃً اس آدمی کی اقتداء

کرتا ہے۔ جسے وہ بترجمے آنحضرت نے فرمایا۔ اجعلوا ائمتکم خلیا ککم۔ (ابوداؤد) اپنے امام اچھے لوگوں کو بناؤ پسندیدہ

یہی ہے۔ کہ امام بلا معاوضہ کام کرے۔ عوام اس کے عمل کو بیع یا اجارہ کی نظر سے نہ دیکھیں۔ لیکن اجرت حرام نہیں ہے۔

(۲) امام مقرر کرتے وقت مندرجہ ذیل خوبیوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور اگر ضرورت ہو تو ان کی بنا پر تزییح دینا چاہیے۔

(۱) امام قرآن مجید کا عالم ہو۔ (۲) سنت کا پابند ہو۔ اور سنت کو سمجھتا ہو۔ (۳) جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ (۴) جو معمر ہو۔

(۳) امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اتنی لمبی نماز نہ پڑھائے۔ جس سے لوگوں کو تکلیف ہو۔ بیمار حاجت مند اور کمزور کا خیال رکھنا

چاہیئے۔ لیکن رکوع سجد کی تکمیل میں کسی کا لحاظ نہ کرے۔ اکیلا نماز پڑھے۔ تو جس قدر پسند کرے لمبی پڑھے۔

(۴) دوسرا آدمی امام کی جگہ اس کی اجازت کے بغیر نماز نہ پڑھائے۔

(۱) نماز کے وقت کا لحاظ رکھنا (۲) صفیں درست کرنا (۳) آداب مسجد کا خیال رکھنا۔ مقتدیوں کو نماز کے متعلق ہدایات دیتے رہنا۔

امام کی ذمہ داری ہے۔ احادیث میں یہ لفظ قاری آیا ہے۔ بعض میں اقترک کا لفظ آیا ہے اس سے تجوید مراد نہیں معلوم ہوتی قرآن عزیز

کا علم اور سنت سے محبت اور تعارف معلوم ہوتا ہے۔





## الفصل الأول

۱۰۵۱۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْدَاهُمْ بَكْتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْهَجْرَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمَهُمْ بِالسَّنَةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السَّنَةِ سَوَاءً فَأَقْدَاهُمْ هَجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهَجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَاهُمْ سِنًا وَلَا يُؤْمَنُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُفْعَدُ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِيمِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ مَرَاوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي مَرَاوَاهِ لَهْ وَلَا يُؤْمَنُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي أَهْلِهِ۔

۱۰۵۲۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَإِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَيَوْمَهُمْ أَحَدُهُمْ وَأَحَدُهُمْ بِالْأَمَانَةِ أَقْدَاهُمْ مَرَاوَاهُ مُسْلِمٌ وَذَكَرَ حَدِيثُ مَا لِيكَ ابْنِ الْحَوَيْرِثِ فِي بَابِ بَعْدَ بَابِ فَضْلِ الْأَذَانِ۔

### پہلی فصل

۱۰۵۱۔ ابو مسعود فرماتے ہیں۔ امام اس کو مقرر کیا جائے۔ جو اللہ کی کتاب کو زیادہ جانتا ہو۔ اگر اس میں برابر ہوں تو جو سنت کا زیادہ ماہر ہو۔ اگر سنت میں برابر ہوں۔ تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ اگر ہجرت میں برابر ہوں۔ تو جو آدمی معرہ ہو۔ کوئی آدمی کسی کی حکومت میں اور اس کے گھر میں اس کی نشستگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے (مسلم) دوسرے کے گھر میں اس کی امامت نہ کرے۔

۱۰۵۲۔ ابو سعید فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تین آدمی ہوں تو ایک ان سے امامت کرانے۔ جو اچھا قرآن مجید پڑھ سکے۔ وہ امامت کا زیادہ مستحق ہے۔ (مسلم) مالک بن حویرث کی حدیث کا ذکر باب فصل الاذان میں ہو چکا ہے۔

۱۔ امامت کے اوصاف۔ ابو مسعود کا نام عقبہ بن عمر ہے اور اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ امامت کی ترتیب میں چار چیزوں کو بیان کیا گیا ہے پہلی یہ کہ قرآن مجید کو سب سے زیادہ جاننے والا امامت کا زیادہ حقدار ہے گودہ عمر میں چھوٹا ہو۔ چنانچہ عمر بن سلمہ جن کی عمر صرف سات سال تھی ان کو اس بنا پر امام مقرر کیا گیا کہ ان کو قرآن زیادہ یاد تھا اور یہ بخانی کی روایت ہے لیکن بعد ازاں چونکہ احکام نماز اور امامت سنت سے ثابت ہوتے تھے لہذا سنت کو زیادہ جانتے والے کو قرآن مجید زیادہ یاد رکھنے والے پر مقدم کر دیا گیا۔ کیونکہ آنحضرت کے زمانہ میں تو اگر کوئی مسئلہ سامنے آتا تو براہ راست اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا جاتا تھا۔ اسی لیے امام شافعی اور مالک نے اٹھ کو اقراء پر مقدم رکھا ہے اور امام ابو حنیفہ اور احمد اقراء ہی کو مقدم سمجھتے ہیں پھر ان کے بعد وہ امام ہو جس نے ہجرت پہلے کی ہو اگر اس میں بھی برابر ہوں تو عمر میں بڑا امام بنے اور اس کے بعد متاخرین نے تو اس کو مذاق بنا دیا کہ پھر جس کا سر بڑا ہو پھر جس کی بیوی خوبصورت ہو وغیر ذلک من الخرافات۔ حدیث میں صرف چار درجے تھے جن کو بعد میں سولہ درجے بنا دیا گیا۔

## الفصل الثانی

۱۰۵۳۔ عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يؤذون لكم نبياً ما كرم  
ويومئذ كرموا وأه أبو داود۔

۱۰۵۴۔ وعن أبي عطية العقيلي قال كان مالك بن الحويرث ياتيتنا إلى مصلاتنا  
يتحدثنا فحضرت الصلوة يوماً قال أبو عطية فقلنا له تقدم فصله قال لنا قداموا  
ما جلا منكم يصلي بكم وسأحدتكم لير لا أصلي بكم سمعت رسول الله صلى الله عليه  
وسلم يقول من سار يوماً فلا يؤمهم ويؤمهم ما جلا منهم ما واه أبو داود والترمذي و  
النسائي إلا أنه اقتصر على لفظ النبي صلى الله عليه وسلم۔

۱۰۵۵۔ وعن أنس قال استخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم ابن أم مكتوم يوم  
الناس وهو أعشى ما واه أبو داود۔

## دوسری فصل

۱۰۵۳۔ ابن عباس سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اذان تم میں سے اچھا آدمی کے۔ اور امامت کا فرض قاری

اداکرے۔ (ابوداؤد)

۱۰۵۴۔ ابو عطیہ عقیلی فرماتے ہیں۔ مالک بن حویرث ہمارے پاس نماز گاہ میں تشریف لاتے باتیں کرتے۔ ایک دن  
نماز کا وقت ہو گیا۔ ہم نے ابو عطیہ سے کہا۔ آپ نماز پڑھا میں۔ آپ نے فرمایا۔ کسی اپنے آدمی کو آگے کرو۔ وہ تمہیں نماز پڑھا  
میں عنقریب ایک حدیث سناؤں گا۔ میں کیوں نماز نہیں پڑھاتا۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ جو شخص کسی قوم کے پاس بطور ائمہ  
جائے۔ ان کی امامت نہ کرے۔ ان کی امامت انہیں میں سے کوئی آدمی کرانے۔ (ابوداؤد ترمذی۔ نسائی امام نسائی نے صرف  
آنحضرت کی حدیث پر اختصار فرمایا۔ ابو عطیہ کا واقعہ ذکر نہیں کیا۔

۱۰۵۵۔ حضرت انس نے فرمایا۔ آنحضرت نے عبد اللہ بن ام مکتوم کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ وہ نابینا تھے۔ اور لوگوں کو نماز پڑھا کرتے

تھے۔ (ابوداؤد)

لہ مؤذن اچھا آدمی ہونا چاہیے۔ مؤذن کے لیے یہاں ایک شرط لگائی ہے کہ مؤذن وہ ہو جو بہترین آدمی ہو یہ شرط اس لیے لگی کہ  
اذان کی دعوت بہترین کلمات پر مشتمل ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت۔ کبریائی۔ بیست اور جلال کی شہادت خدا تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار۔ نجات اور نماز کی دعوت وغیرہ تو ایسی دعوت کے لیے یہ ضروری ہے دعوت دینے والا خود ان پر ایمان رکھتا ہو  
اور ان پر عامل ہو۔ اور دوسری شرط اذان دینے والے کے لیے یہ ہے کہ وہ اذان پر ہجرت نہ لے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۰۵۶۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تَجُوزُ صَلَاتُهُمْ إِذْ أَنْهَمُ الْعَبْدَ الْأَبِيْقُ حَتَّى يَرْجِعَ وَإِمْرَأَةً بَاتَتْ وَنَمَتْ وَجْهَهَا عَلَيْهِمْ بِمَا سَاخَطَ وَإِمَامًا قَوْمٍ وَهُمْ لَهَا كَارِهُونَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۱۰۵۷۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تَقْبَلُ مِنْهُمْ صَلَاتُهُمْ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهَا كَارِهُونَ وَمَرَجَلٌ أَتَى الصَّلَاةَ دِبَابًا وَالِدًا بِمَا أَنْ يَأْتِيَهَا بَعْدَ أَنْ تَقُوْتَهُ وَمَرَجَلٌ رُغِبَتْ مُحْرَمَةٌ مَرَاةً أَوْ ابْنًا وَمَرْجَلٌ وَمَرْجَلٌ وَمَرْجَلٌ۔

۱۰۵۸۔ وَعَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحِجْرِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَمُرَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَدَنَّعَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ إِلَّا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ مَرَاةً أَوْ أَحْمَدُ وَابُودُودٌ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۰۵۶۔ ابوالمامثہ سے مروی ہے تین آدمیوں کی نماز کانوں سے اوپر نہیں جاتی (قبول نہیں ہوتی)۔ (۱) بھاگا ہوا غلام جب تک واپس نہ جائے۔ (۲) عورت جس کا خاندان اس پر ناراض ہو کر گذارے۔ (۳) امام جس پر قوم ناراض ہو کر ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۰۵۷۔ ابن عمر سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۱) جس امام پر قوم ناراض ہو جو آدمی وقت گزرنے کے بعد نماز پڑھے۔ (۲) جو آدمی آزاد کو غلام بنائے۔ (۳) احمد ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔

۱۰۵۸۔ سلامتہ بن حمر نے کہا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ نذر نفع امامت کو ایک دوسرے پر بڑھانے کی کوشش کرتا۔ قیامت کی نشانی ہے۔ اہل مسجد کو امام نہیں ملے گا۔ جو ان کو نماز پڑھائے۔ (احمد ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مسافر بغیر اجازت امامت نہ کرے۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اگر کسی کے گھر نماز پڑھی جائے تو صاحب خانہ امامت کا زیادہ حقدار ہے اور اگر کسی مسجد کا امام مقرر ہو تو وہ امامت کا زیادہ حقدار ہے۔ ہاں اگر گھر والا یا امام مسجد کسی کو امامت کی اجازت دین تو امام شافعی۔ ابوحنیفہ اور احمد اس کو جائز سمجھتے ہیں لیکن امام مالک اجازت کے بعد بھی اس کو جائز نہیں سمجھتے۔ (حاشیہ صفحہ ۷۰)

۱۔ امام سے ناراضگی :- اگر مقتدی امام سے کسی دینی نقص کی وجہ سے ناراض ہوں تو پھر اس کو ان کی امامت کو ناجہرام ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے اور اگر ناراضگی کسی دنیاوی وجہ سے ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۲۔ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں :- امامت کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہاں وہ ناراضگی مراد ہے جو دین کی وجہ سے ہو اور دوسرا وہ آدمی جو عادتاً ہمیشہ آخر وقت میں نماز پڑھے۔ اگر اتفاقاً یا سہواً ایسا ہو جائے تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر ایسی عادت ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا اور تیسرا وہ آدمی جو اپنے کسی غلام کو آزاد کر کے پھر اس کو اطلاع نہ دے اور اس سے برابر اسی طرح خدمت لیتا رہے مثلاً کسی (باتی برصغور ہند)

۱۰۵۹: - وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ إِمَامٍ بَرٍّ كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكِبَايِرَ وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرٍّ كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكِبَايِرَ وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ بَرٍّ كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكِبَايِرَ مَا وَكَا أَبُو دَاوُدَ.

۱۰۵۹۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ تم پر جہاد ہر امام کے ساتھ فرض ہے۔ وہ نیک ہو یا فاجر گو کبائر کا مرتکب ہو۔ نیک اور فاجر کے پیچھے نماز درست ہے۔ گو کبیر سے گناہوں کا ارتکاب کرے۔ نیک اور گناہگار مسلمان پر نماز جنازہ واجب ہے۔ گو اس سے کبائر ہی کیوں صادر نہ ہوں۔ (ابوداؤد)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ آدی پر قہر یا ظہار یا اور کسی قسم کا قہار تھا اس نے اپنے غلام کو تو اطلاع نہیں دی اور نہ لوگوں کو بتایا لیکن اپنے طہر پر کہہ دیا کہ میرے غلام اس قہار میں آنا ہے اور پھر اس سے خدمت لیتا رہے بعض نے اس کا یہ مطلب بھی لیا ہے کہ کسی آزاد آدمی کو غلام بنا یا کسی آزاد آدمی کو کچھ کمزور دستہ یعنی بیچ ڈالے۔

۱۔ امام کا نہ ملنا قیامت کی نشانی ہے۔ اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے یعنی یہ حدیث اس قابل ہے کہ اس سے حجت لی جا سکے۔ مطلب یہ ہے کہ دین کا علم ہو جائے گا۔ لوگ دنیا کا علم تو سیکھیں گے لیکن دین کے علم سے نا آشنا ہونے جائیں گے حتیٰ کہ ایک وقت آئے گا کہ جماعت کرانے کے لیے کوئی آدمی نہ ملے گا ہر ایک ہی کے گناہ جہاں تم جماعت کرو دو کیونکہ کسی کو نماز اور جماعت کے احکام کا علم نہ ہوگا۔ (صاحب صفحہ ۱۰۵۹) لہذا بد انسان کی امامت نہ کہ مشرک کی۔ بد دارقطنی نے کہا کہ محمول کا ابوہریرہ سے سماع ثابت نہیں ہے تو اس صورت میں یہ حدیث منقطع ہے۔ کیونکہ محمول کی عادت ہے کہ وہ ابی بن کعب، عبادہ بن صامت، حضرت عائشہ اور ابوہریرہ سے مرسل حدیثیں روایت کرتا ہے۔ لیکن اس کی تائید مسلم کی ابوداؤد والی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میری امت پر ایسے امراء مسلط ہو جائیں گے جو نماز تنگ وقت میں جا کر پڑھیں گے تو لوگوں نے پوچھا پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا تم اپنی نماز وقت پر پڑھ لیا کرنا اور پھر اگر ان کے ساتھ بھی مل جائے تو پڑھ لینا وہ نماز تمہارے لیے نفل ہو جائے گی اور اگر نفل نماز ہو سکتی ہے تو فرض بھی ہو سکتی ہے۔ اسی لیے عمر اول کے صحابہ اور تابعین نے اس مسئلہ پر اتفاق کیا ہے کہ ظالم کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اس لیے کہ اس وقت بنو امیہ کے حو امیر تھے وہ پانچ وقتی نمازیں بھی پڑھایا کرتے تھے حالانکہ وہ صحابہ سے فرد تو مرتبہ کے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ وہ خود حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ہیں اور مسلم اور اہل سنن نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مروان بن حکم کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔ اسی لیے جوہر نے کہا کہ ہر مسلمان کے پیچھے نماز جائز ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اور اسی طرح اس کا جانا نہ بھی پڑھنا چاہئے خواہ وہ نیک ہو یا بد لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے عقیدہ میں کوئی خرابی نہ ہو اگر عقیدہ میں خرابی ہو تو نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس کا جانا پڑھا جائے۔

## الفصل الثالث

۱۰۶۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا بِمَاءِ مَمَرِ النَّاسِ يَمُرُ بِنَا الرَّكْبَانَ نَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا لِلنَّاسِ مَا هَذَا الرَّجُلُ فَيَقُولُونَ يَزْعُمُونَ أَنَّ اللَّهَ أَمَرَ سَلَةَ أَوْحَى إِلَيْهِ أَوْحَى إِلَيْهِ كَذَا فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذَلِكَ الْكَلَامَ فَكَانَ نَمًا يَغْرَى فِي صُدْرِي وَكَانَتْ الْعَرَبُ تَلُومُ بِإِسْلَامِهِمْ أَلْفَنَّهُمْ فَيَقُولُونَ أَنْزَلُوهُ وَقَوْمَهُ فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقَعَةُ الْفَتْحِ بَادَءَ كُلَّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ وَبَدَأَ مَا أُنِي قَوْمِي بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللَّهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ حَقًّا فَقَالَ صَدَّقُوا صَلَوةَ كَذَا فِي حِينٍ كَذَا وَصَلَوةَ كَذَا فِي حِينٍ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَوةُ فَيُؤَذِّنُ أَحَدُكُمْ فَيُؤْمِكُمْ أَكْتُرِكُمْ فُرَانًا فَظَنُّوا فَلَمَّا كُنْ أَحَدًا أَكْتُرُقُرَانًا مَنِي لِمَا كُنْتُ اتَّلَقِي مِنَ الرَّكْبَانِ فَقَدِمَا مَوْفِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَنَا بِنُ سَبِيَةِ أَوْ سَبْعِ سَبِينِ وَكَانَتْ عَلَيَّ بَرْدَةٌ كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصْتُ عَنِّي فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْعَبِيِّ الَّتِي تَقَطُّونَ عَنَّا اسْتَقَارِيكُمْ فَاشْتَرُوا فَقَطَّعُوا لِي قَمِيصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ

### تیسری فصل

۱۰۶۔ عمرو بن سلمہ فرماتے ہیں۔ ہمارا ڈیرہ لوگوں کی شاہراہ پر تھا۔ سو اہل ہمارے ہاں سے گذرتے۔ ہم ان سے آنحضرت اور لوگوں کے حالات کے متعلق دریافت کرتے رہتے۔ لوگ ہمیں بتاتے کہ حضرت کا خیال ہے۔ کہ مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔ میری طرف فلاں فلاں احکام وحی کئے گئے ہیں۔ میں یہ کلام یاد کر لیتا۔ اور یہ میرے سینے میں پیوست ہو گئے۔ اور عرب قبائل اپنے اسلام کے فیصلہ کے لیے فوج مکہ کا انتظار کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ آنحضرت امدان کی جھوڑ ہیں کہ۔ اگر حضرت غالب ہو گئے۔ تو یہ سچے نبی ہیں۔ جب فوج مکہ کا واقعہ ہو گیا۔ تو ہر قوم نے اسلام میں جلدی کی۔ اور میرے والد اپنی قوم کے اسلام کی اطلاع لے کر جلد پہنچے۔ جب وہ واپس آئے تو فرمایا۔ واللہ میں تمہارے پاس سچے نبی کے ہاں سے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے۔ فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو۔ اور فلاں نماز فلاں وقت میں۔ جب نماز کا وقت آئے۔ تو تم سے ایک آدمی اذان کہے۔ اور جو تم سے قرآن زیادہ جانتا ہے۔ وہ تمہارا امام مقرر ہو۔ جب ہماری قوم نے دیکھا تو پھر سے کوئی زیادہ قرآن نہیں جانتا تھا۔ کیونکہ میں رہ گذر سواروں سے قرآن سیکھتا رہتا تھا۔ انہوں نے مجھے آگے کھڑا کر دیا۔ میری عمر اس وقت پچھریا سات سال کی تھی۔ پھر پر ایک چلدا تھی۔ جب میں سجدہ کرتا۔ تو وہ سکوڑ جاتی۔ ہمارے قبیلے کی ایک عورت نے کہا۔ کہ اپنے قاری صاحب کے پوتے توڑو ڈھانپ دو۔ تو گھر والوں نے میرے لیے ایک قمیص بنوائی میں کسی چیز سے اس قدر خوش نہیں ہوا۔

۱۔ آقامت کے متعلق نوو سانترہ شمر الخط۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اسلئے کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ صحابی ہیں یا نہیں۔ دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ربانی بصرہ آنحضرت

فَرِحِي بِذَلِكَ الْقَيْصِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۱۰۶۱۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَقْلُونَ الْمَدِينَةَ كَانَ يَوْمَهُمْ سَابِعَ  
مَوْلَى أَبِي حَدَّادٍ وَفِيهِمْ عُمَرُ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -  
۱۰۶۲۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرْفَعُ لَهُمْ  
صَلَاتُهُمْ فَوْقَ رُؤُوسِهِمْ مِثْلَ رَأْسِ جَلِّ أُمَّ قَوْمًا وَهَهُ لَمْ كَامِرٌ هُونَ وَإِمْرَأَةٌ بَاتَتْ وَرَوَّجَهَا عَلَيْهَا  
سَاحِطٌ وَأَخْوَانٌ مُتَصَارِمِينَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ -

جس قدر مجھے اس قیص سے مسرت ہوئی۔ (بخاری)

۱۰۶۱۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ جب ہاجر ابتدا میں مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو ان کے امام سالم مولیٰ ابوحذیفہ تھے اور ان میں  
حضرت عمر اور ابوسلمہ بن عبدالاسد موجود تھے۔

۱۰۶۲۔ ابن عباس نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ تین آدمیوں کی نماز ان کے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی (قول  
نہیں ہوتی) جو آدمی کسی قوم کی امامت کرائے۔ اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ (۲) جس عورت کا خاوند رات اس پر ناراض ہو۔  
(۳) جو دو بھائی آپس میں ناخوش ہوں۔ (ابن ماجہ)

رقیہ سائبر صفحہ گذشتہ) جب کوئی پھر پائی پلیدی یا وضو اور نماز کے احکام کو جاننے لگے تو اس کی امامت درست ہے۔ عمرو بن سلمہ کی عمر اس وقت صرف  
چھ یا سات سال کی تھی جب ان کو امام مقرر کیا گیا۔ بعض لوگوں نے بعض لوگوں کی امامت کو مکروہ سمجھا ہے مثلاً غلام کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ نابینے کے  
پیچھے نماز مکروہ ہے چھوٹے کے پیچھے بڑے کی نماز مکروہ ہے۔ مفسول کے پیچھے فاضل کی نماز مکروہ ہے وغیرہ وغیرہ ان میں سے ہر ایک چیز حدیث کی رو سے  
غلط ثابت ہوتی ہے۔ چھوٹی عمر کے لیے عمرو بن سلمہ کی امامت۔ غلام کے لیے حضرت سالم کی امامت جو اگلی حدیث میں آ رہی ہے۔ نابینا کی امامت کے  
لیے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کی امامت (جن کو عمراً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار امام مقرر کیا) مفسول کے پیچھے فاضل کی نماز کے لیے حضرت  
عبدالرحمن بن عوف کی امامت (ہن کے پیچھے خود سردار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کی ایک رکعت ادا فرمائی) اس چیز کی سند ہیں کہ ان اقوال  
کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ (سائبر صفحہ ۱۶۱)

۱۔ غلام کی امامت درست ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت سالم انصاری کی ایک عورت کے غلام تھے اس  
نے ان کو آزاد کر دیا پھر انہوں نے ابوحذیفہ کے ساتھ رہنا شروع کیا تو سالم مولیٰ ابوحذیفہ مشہور ہو گئے۔ لوگ غلام کی امامت کو مکروہ سمجھتے ہیں لیکن حضرت  
عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب ذمہ ہوئے اور خلافت کا مسئلہ شروع ہوا تو فرماتے گئے آج اگر حضرت ابوعبیدہ بن جراح یا سالم مولیٰ ابوحذیفہ میں سے کوئی  
زندہ ہوتا تو میں اس کو خلیفہ بنا جاتا۔ اللہ اللہ اس غلام کا مرتبہ کہ جس کو حضرت عمر خلیفہ بنانے کے لیے پسند کرتے تھے۔

۲۔ عراقی نے کہا اس کی سند اچھی ہے۔ مطلب وہی ہے کہ دنیاوی کاموں سے آپس میں ناراض ہوں۔ ورنہ دینی دشمنی اس سے  
مستثنیٰ ہے۔

## بَاب مَا عَلَى الْإِمَامِ

### امام پر جو حقوق واجب ہیں

امام کو مقتدیوں پر شرعاً برتری اور فوقیت حاصل ہے۔ امام بہتر آدمی ہونا چاہیے۔ جس کا ذکر پہلے باب میں آچکا ہے۔ اسی طرح مقتدی کے بھی کچھ حق ہیں۔ امام کے لیے ان کی بجا آوری ضروری ہے۔ کوئی نظام بھی ایک طرفہ بالادستی سے نہیں چل سکتا۔ زن و شو کے تعلقات میں بیوی کو حقوق دیئے گئے ہیں۔ اجارہ میں مزدور کو حق دیئے گئے اسی طرح امام کے لیے ضروری ہے کہ مقتدی کا خیال رکھے۔ (۱) امام کو اطمینان کے ساتھ اختصار سے کام لینا چاہیے۔ مقتدی بیمار ہو۔ حاجت مند ہو۔ کمزور ہوڑھا ہو امام کو نماز میں اس کا خیال رکھنا چاہیے۔

پھر روئے تو نماز میں اس کی ماں کے جذبات کا خیال رکھے۔ آنحضرتؐ پچھ کے رونے کی آواز سنتے تو نماز مختصر فرما دیتے۔ (۲) اگر مقتدی امام کو ناپسند کریں۔ تو امام کو خود بخود امامت سے الگ ہو جانا چاہیے۔ بعض اوقات مقتدی بد عقیدہ ہوتے ہیں۔ وہ امام سے اس لیے ناراض ہوتے ہیں کہ انہیں برائی سے روکتا ہے۔ مشرکانہ اور بدعتی رسوم میں۔ ان کے ساتھ شریک کیوں نہیں ہوتا۔ ان وجوہ سے امام کو علیحدہ نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ تکلیف اٹھا کر بھی ان کی اصلاح کرنا چاہیے۔ انبیاء علیہم السلام پر ابتداء میں امت ناراض ہوتی ہے۔ اس کے باوجود نبیؐ اس کی اصلاح فرماتے ہیں جھوڑ کر نہیں چلے جاتے۔



## الفصل الأول

۱۰۶۳۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَأَىٰ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَوةً وَلَا أَتَمَّ صَلَوةً مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَ يَنْسَبُ بِكَاءِ الصَّيْبِيِّ فَيُخَفِّفُ فَخَافَةٌ أَنْ تُفْتَنَ أُمَّةٌ مُّتَعَفِّقٌ عَلَيْهِ -

۱۰۶۴۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّيْ لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَوةِ وَأَنَا أَرِيدُ طَالَتَهَا فَاسْمَعُ بِكَاءِ الصَّيْبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَوةِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمَّةٍ مِنْ بَكَاءِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۱۰۶۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتَ أَحَدَكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ السَّقِيمَ وَالضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَإِذَا صَلَّيْتَ أَحَدَكُمْ

## پہلی فصل

۱۰۶۳۔ حضرت انسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت کے سوا میں نے کسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ جس کی نماز ہلکی بھی ہو اور کامل بھی آپ بچے کے رونے کی آواز سننے تو نماز میں تخفیف فرمادیتے تھے تاکہ اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔ (بخاری مسلم)

۱۰۶۴۔ البوقادہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں نماز شروع کرتا ہوں اور لمبی کرنا چاہتا ہوں۔ پھر میں بچے کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں۔ تو نماز مختصر کر دیتا ہوں۔ میں جانتا ہوں اس کی ماں کو اس کے رونے سے غم ہوتا ہے۔ (بخاری)

۱۰۶۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ تو ہلکی نماز پڑھاؤ۔ کیونکہ ان میں بیمار کمزور اور بوڑھے آدمی ہوتے ہیں۔ اور جب اکیلے ہو تو جس قدر چاہو

۱۰۶۵ امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے؛ حضرت انس کی حدیث کو ابوداؤد اور نسائی کے حوالہ سننے سے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور نسائی میں البوقادہ کی حدیث ہے جو اس حدیث کے بعد آ رہی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام کو چاہیے کہ مقتدیوں کے حال کا خیال رکھے مثلاً کچھ آدمی ضعیف ہوتے ہیں کچھ بیمار۔ کچھ بوڑھے۔ کچھ کام کاج والے۔ بعض دفعہ بچے رونے لگتے ہیں امام کو چاہیے کہ ایسی حالت میں نماز میں تخفیف کر دے۔ لیکن اتنی تخفیف نہ کرے جو حذف اور نقصان کی ہم معنی بن جائے۔ یعنی نماز بھی ہو اور ارکان بھی پورے ہوں رکوع۔ سجود اور قوسہ جلسہ سب میں اعتدال ہو اگر ان میں قصور اور کوتاہی ہو تو نماز نہ ہوگی۔ پہلے سعی الصلوٰۃ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تین مرتبہ نماز پڑھوائی آپ برابر ہی کہتے تھے کہ نماز پھر پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔



لِنَفْسِهِ فَلْيَطْوِلْ مَا شَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْكَ -

۱۰۶۶۔ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَارِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا تَأْخُرُ عَن صَلَاةِ الْعَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مَتَّيْطِيلٌ بِمَا فَمَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَيْتُكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزُوا فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْكَ -

۱۰۶۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلُّونَ لَكُمْ

لمی نماز پڑھو۔ (بخاری مسلم)

۱۰۶۶۔ قیس بن ابی حازم نے کہا۔ مجھے ابو مسعود نے بتہ دیا۔ ایک آدمی نے آنحضرت سے عرض کیا۔ میں فلاں آدمی کی وجہ سے صبح کی نماز میں حاضر نہیں ہوتا۔ وہ بہت لمبی نماز پڑھتا ہے۔ میں نے آنحضرت کو وعظ میں کبھی ناراض ہوتے نہیں دیکھا۔ جتنا اس دن ناراض دیکھا۔ فرمایا تم لوگوں کو نفرت دلاتے ہو۔ جو بھی تم سے نماز پڑھائے اسے اختصار کرنا چاہیے۔ کیونکہ ان میں کمزور۔ بوڑھے اور حاجت مند ہوتے ہیں۔ (بخاری مسلم)

۱۰۶۷۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو لوگ تمہیں نماز پڑھاتے ہیں۔ اگر وہ درست پڑھا ہیں تو تمہیں

۱۔ امام نماز کو درمیان میں ہلکا کر سکتا ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا تمام اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے ایسے آدمی پر تو کوئی پابندی نہیں چاہے تو نماز ہلکی پڑھے اور چاہے تو لمبی پڑھے۔ البتہ امام پر لازم ہے کہ وہ مقتدیوں کے حالات کو مد نظر رکھے مثلاً اگر مقتدی تمام جوان اور طاقتور ہوں اور وقت بھی فراغت کا ہو اور ان کے ذوق کا بھی پتہ ہو تو قرأت لمبی کر دے اور اگر ان میں بچے بوڑھے۔ بیمار۔ کام کاج والے بھی ہوں تو نماز ہلکی کر دے۔ اور اگر پہلے نیت نماز کو لمبا کرنے کی ہو اور کوئی عارضہ سامنے آجائے تو اس کی وجہ سے نماز کو ہلکا بھی کر سکتا ہے۔

۲۔ بوقت ضرورت مقتدی نماز توڑ سکتا ہے۔ اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور قیس بن ابی حازم شہور تابعی ہیں اور کبار تابعین میں سے ہیں اور یہ امام ابی بن کعب تھے یہ قبائیں امامت کراتے تھے اور یہ نماز چھوڑنے والا ایک غلام تھا۔ حضرت ابی نے جب لمبی سورت شروع کی تو غلام نے نماز توڑ دی اور علیحدہ نماز پڑھ کر چلا گیا۔ حضرت ابی نے اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غلام کی نکلیت کی اور غلام نے حضرت ابی کی نکلیت شروع کر دی تو آنحضرت حضرت ابی کو سخت ناراض ہوئے اور غلیظہ دیا اس واقعہ کو ابوعبلی نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے۔ بعض نے غلطی سے کہہ دیا ہے کہ یہ حضرت سعاد تھے۔ ان کا واقعہ الگ ہے۔

فَإِنْ أَصَابُوا فَلَکُمْ وَإِنْ أَخْطَأُوا فََلَکُمْ وَعَلَيْهِمْ رَوَاکَ الْبُخَارِیُّ وَهَذَا الْبَابُ خَالَ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي -

### الْفَصْلُ الثَّلَاثُ

۱۰۶۸ - عَنْ عَثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ أَخِرَ مَا عَاهَدَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقَمْتَ قَوْمًا فَأَخِيفَ بِهِمُ الصَّلَاةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أَمْ قَوْمُكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي شَيْئًا قَالَ اذْنُهُ فَأَجْلَسَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَصَّعَ كَفَّهُ فِي صَدْرِي بَيْنَ ثَدْيَيْ ثُمَّ قَالَ تَحَوَّلْ فَوَضَعَهَا فِي ظَهْرِي بَيْنَ كَتِفَيْ ثُمَّ قَالَ أَمْ قَوْمُكَ فَمَنْ أَمْ قَوْمًا فَكَيْ حَفِيفٌ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكِبِيرَ وَإِنَّ فِيهِمُ السَّرِيفَ وَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَإِنَّ فِيهِمُ الذَّالِمَ الْحَاجِبَ فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ وَحَدَّكَ فَلْيُصَلِّ

اس کا اجر ملے گا۔ اور اگر وہ خطا کریں۔ تو تمہیں اجر ملے گا اور ان پر اس کا بوجھ ہوگا۔ (بخاری) اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

### تیسری فصل

۱۰۶۸ - عثمان بن ابی العاص نے فرمایا۔ آنحضرت نے مجھ سے یہ آخری عہد فرمایا۔ کہ جب تم کسی قوم کی امامت کرو۔ تو نماز ہلکی پڑھو۔ (مسلم) ایک روایت میں ہے۔ آنحضرت نے اسی سے کہا۔ اپنی قوم کی امامت کرو میں نے عرض کیا میرے دل میں اس کے متعلق کچھ کھٹکا ہے۔ فرمایا میرے قریب آ جاؤ۔ مجھے اپنے سامنے بٹھایا اور اپنا ہاتھ میرے سینہ میں جھاتوں کے درمیان رکھا۔ پھر فرمایا ذرا پہلو بدل لو۔ پھر اپنا ہاتھ میری پیٹھ پر دونوں کندھوں میں رکھا۔ پھر فرمایا اپنی قوم کی امامت کرو۔ جو کسی قوم کی امامت کرے تو ہلکی نماز پڑھائے۔ ان میں بوڑھے بیمار کمزور اور عاجز مند ہوتے ہیں

۱۔ امام کی غلطی سے مقتدی کا گناہ امام پر ہے۔ اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جب امام نماز میں غلطی کرے مثلاً کسی رکن یا شرط کو جان بوجھ کر خراب کر دے تو اس کا تمام گناہ امام پر ہوگا مقتدیوں پر اس کی کسی غلطی کا کوئی اثر نہ ہوگا ان کی نماز پوری ہوگی اور ان کی نیت اقتدا کی تھی۔ جامعیت ان کا مقصود تھی اس کا اجر ان کو مل جائے گا۔

کَيْفَ شَاءَ -

۱۰۶۹ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِالتَّخْفِيفِ وَ  
يُؤَمِّنُنَا بِالصَّاقَاتِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ -

اور جب تم سے کوئی کیلا پڑھے تو جیسے چاہے نماز پڑھے  
۱۰۶۹ - ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تخفیف کا حکم فرماتے اور سورہ صافات  
میں نماز پڑھاتے۔ (نسائی)

۱۱ رسول اللہ کی برکت سے دوسو سے دو سو سے دور ہر اس حدیث کو الوداؤ وادرنائی نے بھی حسن سند سے روایت کیا ہے  
اور ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے مسلم میں عثمان بن الوالعاص سے روایت ہے کہ پہلے مجھے نماز میں بہت دوسو سے ہوتے  
تھے۔ چنانچہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان  
مائل ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو شیطان کے دوسو سے  
نجات دے دی۔

۱۲ امام کے لیے قرأت میں عام اصول ۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے متعلق مختلف روایات آئی ہیں  
چنانچہ آپ نے مختلف اوقات میں مغرب کی نماز میں سورہ صافات - طورہ - دخان اور مرسلات بھی پڑھی ہیں اور عام اصول یہ ہے  
کہ مغرب کی نماز میں قصار مفضل پڑھی جاتی تھیں اور صبح کی نماز میں عام دستور یہی تھا کہ طوال مفضل پڑھی جاتی تھیں لیکن کبھی ایسا بھی ہوا کہ  
آپ نے صبح کی نماز میں صرف سورہ تین ہی پڑھیں کبھی تو آپ خود لمبی قرأت کر لیتے اور کبھی ائمہ مساجد کو نماز میں تخفیف کا حکم دیتے۔  
قرأت میں اصل یہ ہے کہ موقع اور محل کی مناسبت سے کبھی آپ قرأت مختصر کر لیتے اور کبھی لمبی اسی طرح اماموں کا بھی حق ہے  
کہ موقع اور محل کو ملحوظ رکھیں۔

## بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُومِ مِنَ التُّتَابَعَةِ وَحُكْمِ الْمَسْبُوقِ

### مقتدی کے لیے متابعت امام کی تاکید اور مسبوق کا حکم

اسلام نے اجتماعیت کو جو اہمیت دی ہے۔ وہ اس کی تعلیمات سے ظاہر ہے۔ جمہور جماعت عیدِ جنازہ وغیرہ عبادات میں اجتماعیت کا پہلو نمایاں ہے۔ امام مقتدی کے بغیر جماعت نہیں ہو سکتی۔ اس لیے جس طرح امام کی ذمہ داریاں کو واضح فرمایا مقتدی کے فرض کی تفصیل بھی بیان فرمائی۔ تاکہ یہ اجتماعی نظام پوری طرح مکمل ہو جائے اور اس اجتماعیت سے جس قدر فائدہ اٹھایا جاسکے۔ اٹھایا جائے۔

مقتدی کے مختلف حالات ہوتے ہیں۔ بلکہ جو اول سے آخر تک امام کے ساتھ شامل رہے (۲) لاشعری امام کے ساتھ شامل اگر کسی مذر (وضوء، ٹوٹنا، غشی، آنا خوف، آنا) کی وجہ سے امام سے علیحدہ ہو جائے۔ پھر مذر دور ہونے کے بعد امام کے ساتھ شامل ہو جائے اور مسبق امام کچھ حصہ نماز میں شامل ہو۔ ان تمام حالات میں مسبوق پر کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ جنہیں پورا کرنا اس کا فرض ہے۔ مقتدی کو کسی صورت میں بھی امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے بلکہ تمام ارکان میں امام کی اقتدا کرے۔

جمع زیادہ ہو یا امام بیمار ہو۔ اس کی آواز ہلکی ہو تو اجازت ہے کہ کوئی مقتدی اس کی آواز پہنچائے۔ امام بیٹھ کر نماز پڑھے۔ مقتدی کھڑا ہو کر اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔ اس میں متابعت ضروری نہیں۔ جماعت سنت موکدہ ہے۔ جہاں تک ہو سکے جماعت میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ معمولی مذر سے جماعت ترک نہ کی جائے۔

## الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۰۶۰- عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَارِبٍ قَالَ كُنَّا نَصَلِّيُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنُ أَحَدٌ مِمَّا ظَهَرَ كَأَنَّ حَتَّى يَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۶۱- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي أَمَّا مَكُمْ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْإِنْصِرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ أَمَا حِيٍّ وَمِنْ خَلْفِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۶۲- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبَادِرُوا

## پہلی فصل

۱۰۶۰- برادر بن عارب نے فرمایا ہم آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھتے۔ جب آپ سماع اللہ لمن حمدہ کہتے ہم سے کوئی آدمی پشت نہ کرتا۔ یہاں تک کہ آنحضرت اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے تھے (بخاری مسلم)۔

۱۰۶۱- حضرت انس نے فرمایا آنحضرت نے ہم کو ایک دن نماز پڑھائی۔ اور ہماری طرف توہم فرمائی۔ اور فرمایا۔ اے لوگوں میں تمہارا امام ہوں مجھے سے سبقت مت کرو نہ رکوع میں نہ سجود میں نہ قیام میں اور نہ لوٹنے میں تمہیں سامنے سے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے سے بھی (مسلم)۔

۱۰۶۲- ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا امام سے جلدی مت کرو جب وہ تکبیر کے تو تم تکبیر کہو۔ اور جب

۱- مقتدی امام کی پیروی کریں ۱- اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا تمام اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے علامہ ابن جوزی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جب تک امام دوسرے رکن میں نہ چلا جائے مقتدی دوسرے رکن کی طرف انتقال شروع نہ کرے۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا رکن پورا ہوگا اور نہ جتنا اس نے امام سے پیچھے شروع کیا تھا اگلا اگر امام کے ساتھ شروع کر دے گا تو پچھلے رکن میں اتنی کمی رہ جائے گی۔

۲- اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ امام نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں امام سے آگے بڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ امام کی متابعت فعلی ارکان میں واجب ہے تو پھر صحیح یہ ہے کہ مقتدی نماز کے انحال میں امام کے پیچھے پیچھے رہے۔

الإمام إذا تكبر تكبراً وإذا قال ولا الضالين فقولوا آمين وإذا ركع  
فأركعوا وإذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنا لك الحمد  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَدْكُرْ وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ -

۱۰۷۳ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصَرَخَ  
فَصَلَّيْنَا وَسَاءَ مَا كُنَّا نَعْمُدُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِتِمَامًا جُعِلَ الْإِمَامُ كَيْفَ تَقْرَأُ بِهَذَا  
صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَهُ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ  
سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا  
أَجْمَعُونَ قَالَ الْحُسَيْنِيُّ قَوْلُهُمْ إِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا هُوَ فِي مَرَضِهِ  
الْقَدِيمِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَالنَّاسُ  
خَلْفَهُ قِيَامًا لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُودِ وَإِتِمَامًا يُؤْخَذُ بِالْأُخْرَى مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَاتَّفَقَ مُسْلِمٌ إِلَى أَجْمَعُونَ وَرَأَى

ولا الضالین کہے تو آمین کو جب رکوع کرے تو رکوع کرو جب سمع الله لمن حمدہ کے تو ربنا لك الحمد کہو۔

(بخاری مسلم) بخاری نے ولا الضالین کا ذکر نہیں فرمایا۔

۱۰۷۳ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت کسی گھوڑے سے گر گئے حضرت کے دائیں ہیلوں میں خراش آگئے۔ آپ نے

بعض نمازیں بیٹھ کر پڑھائیں۔ ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب آپ لوٹے تو فرمایا۔ امام اقتداء کے لیے

بنایا جاتا ہے۔ جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو جب وہ رکوع کہے تم بھی رکوع کرو جب

وہ سر اٹھا۔ تم تم بھی اٹھاؤ۔ جب وہ سمع الله لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لك الحمد کہو۔ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ

کر پڑھو۔ عید کی فرماتے ہیں۔ امام کے ساتھ بیٹھ کر پڑھنے کا حکم قدیم بیماری میں تھا اس کے بعد آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی

اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا۔ آنحضرت کے افعال میں آخری فعل پر عمل کرنا

چاہیے۔ (بخاری) مسلم نے صلوا جلیسوا اجمعون تک متفقہ طور پر ذکر فرمایا اور ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ فرماتے

۱۰۷۳ امام سے سبقت نہ کرو۔ اس باب میں صحابہ کی ایک جماعت سے روایات آئی ہیں۔ شیخین نے بھی روایت کی ہیں اور بعد

محدثین نے بھی اس تفسیر سے اور اکثر تفسیر تفسیر تفسیر اولی سے یعنی جب امام نماز شروع کرے تو اس کے بعد تم نماز شروع کرو اور ویسے تفسیر

بھی اس سے مراد ہو سکتی ہے اور اسی طرح ہر رکن جب تک امام شروع نہ کرے مقتدا اس کو شروع نہ کرے۔ مثلاً جب امام رکوع میں چلا

جائے تو مقتدی پھر رکوع میں جائے اور اسی طرح جب امام سجدے میں چلا جائے تو مقتدی اس کے بعد سجدے میں مانا شروع کرے جیسا کہ احمد اور

ابوداؤد کی روایت میں اس کی تصریح ہے اور اس حدیث کے بعد جو اس کی حدیث آرہی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب وہ سر اٹھا لے تب تم سر اٹھاؤ۔

فِي رَدِّ آيَةٍ فَلَا تَحْتَلِفُوا عَلَيْهِ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا -۱-

۱۰۷۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا نَقَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ مُرُّوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ يَتْلُو آيَاتَ التَّوْحِيدِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً فَقَامَ يَهَادِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرَجُلًا لَا تُحْطَانِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَتَأَخَّرُ فَجَاءَهُ حَتَّى جَلَسَ عَنْ تِسَارِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّيَ قَائِمًا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيَ قَاعِدًا أَيَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلَاةِ

امام سے اختلاف مت کر جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔

۱۰۷۴۔ حضرت عائشہ رضی سے مروی ہے جب آنحضرت کا جسم جاری ہو گیا۔ (بیماری کی وجہ سے) بلال نماز کی اطلاع کے لیے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ ابوبکر کو کہہ دو نماز پڑھا دیں۔ حضرت ابوبکر بیماری کے دنوں میں نماز پڑھاتے رہے۔ ایک دن آنحضرت کو کچھ آرام معلوم ہوا۔ آپ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تشریف لائے۔ آنحضرت کے پاؤں زمین پر رکھیں آ رہے تھے یہاں تک کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے۔ جب حضرت ابوبکر نے محسوس فرمایا کہ آنحضرت آ گئے تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ آنحضرت نے اشارہ فرمایا کہ آپ نہ ہٹیں۔ آنحضرت تشریف لا کر حضرت ابوبکر کی بائیں طرف بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر کھڑے نماز

۱۔ اِذَا صَلَّى قَاعِدًا صَلُّوا قَعْوًا مَسْخُوحٌ هُوَ : اس حدیث کو اہل سنت نے روایت کیا ہے۔ امام شافعی اور حمیدی دان کا نام عبداللہ بن زبیر ہے۔ سفیان ثوری اور شافعی کے شاگرد ہیں اور امام بخاری کے استاد ہیں اور بہت سے علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کی ناسخ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جو اس حدیث کے بعد آ رہی ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض موت کی حالت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی اور لوگوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ بعض نے حضرت انس اور حضرت عائشہ کی حدیث میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے کہ اگر امام کھڑے ہو کر نماز شروع کرے تو پھر مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھیں جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر رکھی تھی اور بعد میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس صورت میں مقتدی نماز کھڑے ہو کر پڑھیں اور اگر ابتدا ہی سے امام نے بیٹھ کر نماز شروع کی ہو جیسے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے تو پھر مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں لیکن یہ تکلفات ہیں اصل چیز وہی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث، مسخوخ ہے۔

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَقْتَدُونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذِي رِوَايَةٍ لَهَا يُسَمِعُ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ التَّكْبِيرَ -  
 ۶.۷۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا يَعْشَى  
 النَّبِيُّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوَّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -  
**الفصل الثانی**

۱۰۷۶ - عَنْ عَلِيٍّ وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَى أَحَدُكُمْ الصَّلَاةَ وَالْإِمَامُ عَلَى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ

پڑھ رہے تھے اور آنحضرت بیٹھ کر ابو بکر آنحضرت کی اقتدا فرما رہے تھے۔ اور لوگ حضرت ابو بکر کی اقتدا کر رہے تھے۔ (بخاری مسلم) ایک روایت میں آیا ہے۔ ابو بکر لوگوں کو تکبیر کی آواز سناتے تھے۔  
 ۱۰۷۵ - ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جو لوگ امام سے پہلے سزا ملتے ہیں۔ انہیں ڈرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو گدگدوں کی شکل بنا دے (بخاری۔ مسلم)

### دوسری فصل

۷۶ - حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے نماز کے لیے آئے تو امام جس حال میں ہو اسی میں شریک ہو جائے۔ یہ (ترمذی  
 لے نماز کی اہمیت :- یہ سارا دینے والے حضرت عباس اور حضرت علی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت اور کمزوری اتنی بڑھ گئی تھی کہ آپ کھڑے بھی نہیں ہو سکتے تھے اور اس حال میں بھی آپ مسجد میں تشریف لائے۔ آپ پر بار بار وحی کے دورے ہوا کرتے اور جب بھی وحی آتا تھا نماز کے متعلق پوچھتے تھے کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں یا نہیں۔ اللہ اللہ نماز کا کتنا اہتمام تھا اور آج مسلمان نماز سے کتنے بے نیاز ہیں۔ اس دور میں منافق بھی نمازوں کے پابند تھے اور آج مسلمان بھی ان کے پابند نہیں۔ عین تفاوتِ راہ از کیا سمت تا بہ کیا۔  
 لے امام سے سبقت کرنے والا گنہگار ہے :- اس کو احمد اور ابی سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام سے پہلے سزا ملنا حرام ہے لیکن مجبور نہ کہا ہے کہ اس سے آدمی گنہگار تو ہوتا ہے لیکن اس کی نماز ہونے لگا حضرت عبداللہ بن عمر اور امام احمدی فتویٰ ہے کہ الی نماز باطل باطل ہے۔  
 لے امام کی اقتدا لازمی ہے :- اس حدیث کی سند بذاتِ خود تو اچھی نہیں ہے لیکن اس کا ایک شاہد حضرت معلو کی حدیث ہے جس کو ابو داؤد اور احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے علاوہ ابی سلمہ کا تعالیٰ بھی اسی پر رہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلام جہاں بھی ہو مسجد سے یا جلسے میں یا قورس میں یا قندیں یا درگوش میں آنے والے کو امام کے ساتھ ہی حال میں شامل ہو جانا چاہیے لیکن اگر قیام کی حالت میں وہ وقت فاتحہ پڑھے گا تب خود رکعت ہو جائیگی اور نہ کوئی نماز ہو جائیگی



إِلَّا مَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

۱۰۷۷- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سَجُودٌ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعْدُوا وَهُ شَيْئًا وَمَنْ أَدْرَكَ رُكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۱۰۷۸- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى لِلَّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدِيرُكَ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى كَتَبَ لَهُ بَرًّا تَأَنِّبُ بَرَاءَةً مِنَ النَّسَائِ وَبَرَاءَةً لِقَبْلِ التَّنْفَاقِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

۱۰۷۹- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ ثُمَّ مَرَّ أَحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا أَعْطَاهُ اللَّهُ مِثْلَ أَجْرٍ مِنْ صَلَاتِهَا وَحَضَرَ هَا لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَجْرِهِ هُمْ شَيْئًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ -

(ان کا یہ حدیث غریب ہے)

۱۰۷۷- ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا جب تم نماز کے لیے آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں تو سجدہ کرو لیکن یہ رکعت شمار نہ کرو جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت پائی۔ اسے نماز کا ثواب ملے گا۔ (ابوداؤد)

۱۰۷۸- حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو آدمی چالیس دن خالص اللہ کے لیے باجماعت نماز پڑھے بجز تخریر میں شامل ہو۔ اس کے لیے دو چیزوں سے مخلصی لکھی جاتی ہے۔ آگ سے مخلصی اور تنفاق سے مخلصی۔ (ترمذی)

۱۰۷۹- ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو اچھی طرح وضو کر کے نماز کے لیے جائے اور لوگ نماز پڑھ چکے ہوں اللہ تعالیٰ اسے باجماعت نماز کا اجر دے گا اور ان لوگوں کے اجر سے کچھ کم نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

۱- ایک رکعت ملنے سے بھی جماعت کا ثواب، حضرت ابو ہریرہؓ اور ہر وہ آدمی جو قرأت فاتحہ خلف الامام کا قائل ہے ان کا مسلک یہ ہے کہ رکوع میں شامل ہونے سے رکعت نہیں ہوتی۔ ہاں اگر فاتحہ پڑھ کر رکوع میں اس کی بیٹھ امام کی پیٹھ سے رکوع کی حالت میں برابر ہو جائے گی تو اس کی رکعت ہو جائے گی ورنہ نہیں اور جو فاتحہ خلف الامام کی فرضیت کے قائل نہیں ان کے نزدیک رکوع میں شامل ہونے سے رکعت ہو جائیگی۔  
۲- یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ اسے منافقوں کے سے کاموں سے بچائے گا۔ آخرت میں منافقوں کی سزا سے۔

۳- معذور کو پورا ثواب ملتا ہے۔ اس پر ابوداؤد اور منذری نے مکتوب کیا ہے یعنی حدیث صحیح ہے لیکن یہ اجر اس کو تب ملے گا جب اس نے جان بوجھ کر دیر نہ کی ہو مثلاً سو گیا ہو یا بھول گیا ہو ایسی حالت میں مسجد میں آیا جماعت ہو گئی ہے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو جماعت کا اجر دے دیں گے۔

۱۰۸۰ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلَيَّ هَذَا فَيُصَلِّيُ مَعَهُ فَتَمَّ رَجُلٌ فَصَلَّى مَعَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ.

### الفصل الثالث

۱۰۸۱ - عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ أَلَا تَحَدِّثُنِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلَى تَقُلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ فَقُلْنَا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ ضَعُورًا لِي مَاءٍ فِي الْبِخْتِيبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَأَغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنْوَأَ فَأَعْبَى عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ فَلَنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ضَعُورًا

۱۰۸۰۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں۔ ایک آدمی آیا۔ اور آنحضرت نماز پڑھ چکے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی اس پر صدقہ کرے گا کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے؟ ایک نے اس کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ لی۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

### تیسری فصل

۱۰۸۱۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر نے فرمایا۔ میں حضرت عائشہ کے پاس گیا میں نے عرض کیا۔ آپ مجھے آنحضرت کی علما کا تذکرہ سنائیں انہوں نے فرمایا علالت کی وجہ سے آنحضرت کا جسم بوجھل ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ ہم نے عرض کیا ابھی نہیں۔ وہ جناب کے لیے منتظر میں آپ نے فرمایا لیکن میں میرے لیے پانی رکھو۔ ہم نے ارشاد کی تعمیل کر دی۔ آپ نے غسل فرمایا جب حضرت اٹھے تو آپ کو غشی ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا۔ تو آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا لوگ نماز

پڑھے مال کے علاوہ بھی صدقہ ہوتا ہے۔ اس حدیث کو احمد، حاکم، بیہقی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ان کے الفاظ قریب قریب ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور ترمذی کے الفاظ اس طرح ہیں کہ جو شخص کسی کو اکیلے نماز پڑھنا دیکھے جو جماعت کے ساتھ شامل نہ ہو سکا ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے اگر چہ وہ اپنی نماز جماعت سے پڑھ چکا ہو۔ امام ترمذی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جن مسجد میں جماعت ہو چکی ہو اس میں دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے اور امام احمد کا یہی مذہب ہے اور اس کو صدقہ اس لیے فرمایا کہ ساتھ کھرا ہونے والا شخص ہی اس کو جماعت کا ثواب دلا رہا ہے۔ سنن بیہقی میں ہے کہ وہ آدمی جس نے اٹھ کر اس کے ساتھ نماز پڑھی تھی وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ صرف مال ہی سے نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک نفع جو کسی کو دین یا دنیا میں پہنچایا جائے وہ صدقہ ہے۔

مَاءٍ فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَكَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنْوُءَ فَاغْبَى عَلَيْهِ ثُمَّ افْتَأَقَ فَقَالَ أَصَلَى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ صَعُمُوا لِي مَاءٌ فِي الْمِخْضَبِ فَكَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنْوُءَ فَاغْبَى عَلَيْهِ ثُمَّ افْتَأَقَ فَقَالَ أَصَلَى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالنَّاسُ عَكُوفٌ فِي السَّجْدِ يَنْتَظِرُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلُّوهُ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَأْنُ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

ادا کر چکے۔ ہم نے کہا نہیں وہ آپ کا انتظار فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا لیکن میں پانی رکھوں۔ آپ نے بیٹھ کر غسل فرمایا۔ جب قیام فرمایا تو آپ کو غشی ہو گئی۔ پھر جب انا تہ ہوا تو دریافت فرمایا۔ کیا لوگ نماز پڑھ چکے۔ ہم نے عرض کیا ہمیں وہ جناب کا انتظار کر رہے ہیں اور لوگ مسجد میں عرصہ سے عشا کی نماز کے لیے آنحضرت کا انتظار کر رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو پیغام بھیجا۔ کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ حضرت ابوبکرؓ کو پیغام ملا۔ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ حضرت ابوبکرؓ بہت نرم مزاج

۱۔ حضرت ابوبکرؓ کو خلافت اسلامیہ کی توکیل۔ یہ حدیث پہلے ہی فصل اول میں گزر چکی ہے اس روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی طرف پیغام بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھانے اور دوسری روایت کے یہ لفظ ہیں کہ ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھانے ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباسؓ اور علیؓ کا سہارا لے کر نکلے ایک روایت میں ہے کہ توبہ اور بریرہ کا سہارا لے کر نکلے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ اور فضل بن عباسؓ کا سہارا لیا۔ توبہ نے کہا ہے کہ اصل میں اس طرح ہے کہ جب آپ گھر سے مسجد کی طرف جانے لگے توبہ بریرہ اور توبہؓ ایک جہتی غلام کا سہارا لیے ہوئے باہر کے دروازہ تک تشریف لائے۔ جب مسجد میں پہنچے کہ حضرت تشریف لا رہے ہیں تو حضرت عباسؓ اور علیؓ دوڑ کر آئے اور آپ کو کپڑا دیا وہاں سے جانے نماز تک ان کے سہارے آئے اور وہی پھر حضرت علیؓ اور فضل بن عباسؓ کا سہارا لے کر آئے۔ تروان اولے لادستور تھا کہ قوم کا امیر ہی نماز کا امام ہوتا تھا جیسا کہ کئی صدیوں تک یہ دستور رہا اس حدیث نے حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ کر دیا تھا کہ آپ کے بعد وہی خلیفہ ہوں گے اور اس ضمنوں کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک کنویر سے پانی کے ڈول نکال کر لوگوں کو پلار ہا ہوں پھر تھیسے وہ ڈول ابوبکرؓ نے لیا اور اللہ ابوبکرؓ پر رحم کسے دو تین ڈول نکلے کہ وہ دم پڑھ گیا (یہ آپ کی وفات کی طرف اشارہ تھا) اور پھر ان سے عمر نے ڈول لے لیا پھر عمر نے لوگوں کو خوب سیر کیا اور آپ نے اس کی تعبیر خلافت سے کی۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُرْكُ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا يَا عُمَرُ  
 صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لِمَا عَمَّ أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ ثُمَّ لَانَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ حِقْفَةً وَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ  
 لِصَلْوَةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا أَمَّا أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ  
 إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْنُ لَدَيْتَا خَرَقًا قَالَ أَجْلِسَا فِي إِلَيَّ جَنِبِي  
 فَأَجْلَسَا إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ وَقَالَ  
 عُبَيْدُ اللَّهِ فَدَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ أَلَا أَعْرَضَ عَلَيْكَ مَا  
 حَدَّثْتَنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَيَاتِ  
 فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيثَهَا فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَسَمْتُ لَكَ الرَّجُلَ  
 الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَأَقَالَ هُوَ عَلِيٌّ مُشْفِقٌ عَلَيْهِ -

۱۰۸۲- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ السَّجْدَةَ

تھے۔ آپ نے حضرت عمر کو فرمایا۔ آپ نماز پڑھائیں حضرت عمر نے فرمایا۔ آپ زیادہ مستحق ہیں۔ حضرت ابوبکر نے علامت  
 کے ایام میں نماز پڑھائی۔ پھر آنحضرت کو افاقہ محسوس ہوا۔ آپ ظہر کی نماز کے لیے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ  
 کر تشریف لائے جن میں ایک حضرت عباس تھے۔ حضرت ابوبکر اس وقت نماز پڑھا رہے تھے۔ جب حضرت ابوبکر  
 نے (آپ کو آتے) دیکھا۔ آپ پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے آنحضرت نے اشارہ فرمایا۔ آپ پیچھے نہ ہٹیں۔ آنحضرت نے  
 فرمایا۔ مجھے حضرت ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیں۔ انہوں نے آپ کو حضرت ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیں۔ انہوں نے آپ کو  
 حضرت ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیا۔ آنحضرت نے بیٹھے ہوئے نماز ادا فرمائی۔ عبید اللہ فرماتے ہیں۔ میں حضرت  
 ابن عباس کے پاس گیا۔ اور کہا میں آپ کو آنحضرت کی علامت کا قصہ سناؤں۔ جو مجھے حضرت عائشہ نے بتایا ہے۔  
 انہوں نے فرمایا۔ ہاں۔ میں نے ان سے حضرت عائشہ کی ساری بات بتا دی۔ انہوں نے کسی بات کا انکار نہ فرمایا۔ البتہ یہ  
 فرمایا کرتے تھے حضرت عائشہ نے دوسرے آدمی کا نام لیا تھا۔ جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔  
 میں نے عرض کیا۔ نہیں فرمایا۔ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

(بخاری - مسلم)

۱۰۸۲- ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جس نے رکوع پانچواں اس نے رکعت پالی۔ اور جس کو سورۃ فاتحہ نازل ہوگی۔

وَمَنْ قَاتَلَهُ قِرَاءَةً أَوْ مِنَ الْقُرْآنِ فَقَدْ قَاتَى خَيْرَ كَثِيرٍ رَوَاهُ مَالِكٌ - ۱۰۸۳  
 وَعَنْهُ أَنَّكَ قَالَ الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَخْفِضُهُ قَبْلَ الْإِمَامِ فَإِنَّمَا نَاصِبُهُ  
 بِيَدِ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ مَالِكٌ .

وہ بہت بڑی خیر سے محروم ہو گیا۔ (مالک)

۱۰۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو آدمی اپنا سر امام سے پہلے اٹھائے یا رکھے اس کی بیشیانی شیطان

کے ہاتھ میں ہے (مالک)

۱۔ مد رک رکوع والوں کی دلیل، اس حدیث کی سزا چھی نہیں ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے رکوع پایا اور اس سے فاتحہ کا قرأت رہ گئی تو اگرچہ اس کا رکعت تو ہو گئی لیکن وہ بہت بڑے ثواب سے محروم رہ گیا کیونکہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری تھا جب وہ یہ رہ گیا تو نماز ناقص ہو گئی پوری نہ ہوئی جو لوگ امام کے پیچھے فاتحہ کا پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں ان میں سے بعض تو اس رکعت کو شمار نہیں کرتے اور بعض شمار کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرضیت فاتحہ اپنی جگہ مسلم ہے اور یہ رعایت ہے جیسا کہ قیام کی رعایت جو ضعیف کے نزدیک بھی فرض تھا جیسے اس کی رعایت ہو گئی اس کی بھی ہو گئی اور جیسے اس کی فرضیت پھر بھی بحال ہے اس کی بھی بحال ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور پھر اس کے خلاف خود حضرت ابو ہریرہ کا مرفوع صحیح حدیث بھی موجود ہے۔ نیز یہ حضرت ابو ہریرہ کا قول ہے حدیث نہیں ہے۔

## بَابُ مَنْ صَلَّى صَلَاةً مَرَّتَيْنِ

### وودفعه نماز ادا کرنا

فرائض میں اجنا عیت کو اہمیت دی گئی ہے۔ جس قدر اجتماع زیادہ ہو بہتر ہے۔ اس بنا پر فرائض میں اصل یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ ادا کئے جائیں۔ بعض آئمہ نے جماعت کو واجب فرمایا ہے۔ بعض نے سنت موکدہ اسی اہمیت کی بنا پر اگر اتفاقاً کوئی آدمی جماعت میں شریک نہیں ہو سکا۔ اگر ممکن ہو تو دوبارہ باجماعت نماز ادا کر لے احناف و دوسری دفعہ جماعت پسند نہیں فرماتے۔

دوبارہ نماز کے متعلق ائمہ میں اختلاف ہے۔ شوافع کا خیال ہے۔ اگر پہلے جماعت نہ ملے۔ اس کے بعد موقع مل جائے وہ نماز باجماعت ہو رہی ہو تو اس میں شریک ہو جانا چاہیے۔ اس میں کوئی نماز مستثنیٰ نہیں۔ امام مالک

صبح اور غروب کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں۔ غالباً اس لیے کہ مغرب کی نماز طاق رکعتیں ہیں۔ دوبارہ نماز پڑھی جائے تو پھر بول گی یہ عدد شفعہ جوڑا ہے۔ اور صبح کی نماز دو ہے وہ چار ہو جائے گی۔ اس لیے امام مالک کے نزدیک۔ ان دو نمازوں کا اعادہ درست نہیں۔ امام ابوحنیفہ کا خیال ہے۔ عصر کا اعادہ بھی درست نہیں۔ صرف ظہر اور عشاء کو دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔۔

بارب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شوافع کا مسلک سنت سے زیادہ قریب ہے۔ کیونکہ ان احادیث میں کوئی اشتناک کو نہیں۔ صرف مسلک کی مجبوریاں ہیں۔ جو بعض مسلمات کی بنا پر حاصل ہو رہی ہیں ویسے بھی یہ حکم فرض یا واجب میں غناء اور پسندیدہ ہے۔

۱۰۸۵ میں حضرت معاذ کا ذکر آیا ہے۔ آپ آنحضرت کے ساتھ عشاء کی نماز ادا فرما کر پھر اپنی قوم کی مسجد میں عشاء کی نماز دوبارہ پڑھایا کرتے تھے۔ ظاہر ہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاذ آں حضرت کے ساتھ فرض ادا فرماتے تھے اور اپنے قبیلہ کو جب پڑھاتے تو حضرت معاذ کی یہ نقلی نماز ہوتی۔ اسی بنا پر شوافع اور عام اہل حدیث کا خیال ہے کہ امام نفل نماز پڑھا رہا ہو تو مقتدی اس کی اقتداء میں فرض نماز پڑھ سکتا ہے۔ اسات رحمہ اللہ نے اس سے انکار فرمایا وہ فرماتے ہیں متنفذ کی اقتداء میں فرض درست نہیں۔ ظاہر حدیث سے شوافع کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ آنے والی حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ پہلی نماز فرض ہوگی اور دوسری نقل ہوگی اور یہ بات صحیح بھی معلوم ہوتی ہے پہلی دنہ پڑھنے وقت نمازی کے خیال میں نہیں ہوتا کہ اسے دوبارہ باجماعت نماز کا موقع ملے گا۔ پھر وہ پہلے ہی نوافل کیوں ادا کرے گا۔ صحابہ ان مویشگانوں کی طرف توجہ ہی نہیں فرماتے تھے اس لیے عبد اللہ سے جب اس کی بابت دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا یہ اللہ کا کام ہے جسے چاہے فرض بتائے اور جسے چاہے نوافل مقرر فرمائے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۱ کا مقصد یہ ہے کہ ایک نماز دو دفعہ پڑھی جائے۔ جن احادیث میں دوبارہ پڑھنے کا ذکر آیا ہے ان میں دوسری نماز کو نقلی فرمایا ہے اس لیے وقتی نماز تو ایک ہی رہی اور تقاضی نہ رہا اور حدیث نمبر ۱۰۹۲ عبد اللہ بن عمر کا اثر ہے اور معلوم ہے کہ آٹا صحیح مرفوع احادیث سے متعارض نہیں ہو سکتے۔ ترجیح مرفوع احادیث کو ہوگی اس کے علاوہ عبد اللہ بن عمر کا مقصد ہی معلوم ہوتا ہے کہ مغرب اور صبح کا اعادہ نہ کرے جب فضیلت جماعت کے لیے نوافل کی نیت سے پڑھی جائیں تو قرآن کا اعادہ نہ ہو اور نہ ہی تقاضی باقی رہا (عون۔ نیل اسم)

## الفصل الأول

۱۰۸۴- عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -  
 ۱۰۸۵- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ فَيُصَلِّي بِهِمْ الْعِشَاءَ وَهِيَ لَهَا نَافِلَةٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالْبُخَارِيُّ.

## الفصل الثاني

۱۰۸۶- عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتَهُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَأَنْحَرَفَ فَإِذَا

### پہلی فصل

۱۰۸۴- حضرت جابر سے مروی ہے۔ حضرت معاذ بن جبل آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھتے پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور ان کو نماز پڑھاتے (بخاری مسلم)  
 ۱۰۸۵- جابر فرماتے ہیں۔ حضرت معاذ آنحضرت کے ساتھ عشاء کی نماز ادا فرماتے پھر اپنی قوم کی طرف جاتے اور ان کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور حضرت معاذ کی یہ نفل نماز تھی۔ (بیہقی بخاری)

### دوسری فصل

۱۰۸۶- یزید بن اسود فرماتے ہیں میں آنحضرت کے حاضر ہوا۔ میں نے صبح کی نماز آنحضرت کے ساتھ نماز نفل کی اقتدا میں فرض پڑھ سکتا ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفلوں کے پیچھے فرضوں کی اقتدا جائز ہے کیونکہ حضرت معاذ اپنی نماز تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھاتے تھے اور پھر اگر قوم کو نماز پڑھاتے تھے یعنی لوگوں نے یہ تاویل کرنی چاہی ہے کہ جو نماز معاذ حضرت کے ساتھ پڑھتے وہ نفل تھی اور یہاں اگر فرض پڑھتے تھے ماذ اللہ تسبیحاً فاصنع ما شئت اپنے منیر سے پوچھو کیا ملامت کرتا ہے یا نہیں؟ بہترین امام اور بہترین مسجد کی نماز تو حضرت معاذ نفل بناتے ہوں گے اور محمد کی مسجد کی نماز کو فرض ہے خدا سمجھ دے اور پھر اگلی حدیث میں صاف آگیا ہے کہ جو نماز بعد میں پڑھتے تھے وہ آپ کی نفل نماز تھی۔

۱۰۸۷- مصنف صحیح نے حدیث کا حرج ذکر نہیں فرمایا مافظ ابن عمر نے اس امانہ کے بعد فرمایا۔ بیہقی۔ عبدالرزاق۔ دارقطنی اور طحاوی نے اسے روایت فرمایا بیہقی نے اسے صحیح کہا ہے اس کی سند میں ابن جریر کا درس ہی لیکن عبدالرزاق نے ان کے سامع کی تصریح کر دی ہے۔

هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي آخِرِ الْقَوْمِ أَمَّا يُصَلِّيَا مَعَهُ قَالَ عَلِيٌّ بِهِمَا فَجِئْتُ بِهِمَا تَرَعُدُ  
فَرَأَيْتُهُمَا فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تَصَلِّيَا مَعَنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا  
قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا قَالَ فَلَا تَفْعَلَا إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا  
مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَإِنَّهَا لَكُمْ نَافِلَةٌ ذَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ  
وَالنَّسَائِيُّ

### الفصل الثالث

۱۰۸۷- عَنْ بُسْرِ بْنِ مِخْجَنِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُذِنَ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَصَلَّى وَرَجَعَ وَمِخْجَنٌ فِي مَجْلِسِهِ فَقَالَ لِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نیف میں ادا کی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ آپ نے دیکھا۔ دو آدمی سب سے پیچھے بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپ کے ساتھ  
نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ ان کو لایا گیا۔ وہ کانپ رہے تھے آپ نے فرمایا تم نے ہمارے  
ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی۔ انہوں نے کہا ہم اپنی فرودگاہ پر نماز پڑھ آئے تھے۔ فرمایا۔ آئندہ ایسا مت کرنا جب تم اپنی فرودگاہ  
پر نماز پڑھو تو پھر مسجد میں جماعت مل جائے تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھو تو تو یہ تمہارے لیے نفل نماز ہوگی۔  
(ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد)

### تیسری فصل

۱۰۸۸- بسیر بن محجن اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں۔ وہ ایک مجلس میں آنحضرت کے ساتھ تھے۔ اذان دہی گئی اور  
آنحضرت نے نماز ادا فرمائی۔ ابو محجن اپنی نشستگاہ میں چلے گئے۔ آنحضرت نے ان سے فرمایا۔ کیا مانع تھا تم نے لوگوں کے  
ساتھ نماز پڑھی۔ کیا تم مسلمان نہیں۔ ابو محجن نے کہا۔ حضرت کیوں نہیں لیکن میں اپنے مکان پر نماز پڑھ چکا تھا۔ آپ نے

صبح و شام کی نماز بھی دوبارہ پڑھ لے۔ اس حدیث کو احمد۔ دارقطنی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس  
کو من کہا اور مالک نے شرط مسلم پر کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی گھر میں نماز پڑھ کر آئے اور جماعت ہو رہی  
ہو تو جماعت میں خال ہو جائے یا پانچے اگرچہ وہ وقت کا بہت کا ہو کہیں نہ کہاں تشریح ہے کہ وہ صبح کی نماز تھی ..... اور صبح  
کی نماز کے بعد نفل پڑھنا کر وہ ہے لیکن ایسی صورت میں نماز دوبارہ پڑھ لینا چاہیے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو  
صبح کے بعد اور عصر کے بعد دوبارہ نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔



مَا مَنَعَكَ أَنْ تَصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ الْكَسْتِ بِرَجْدٍ مُسَلِّحٍ فَقَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَلَيْكِي كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي فَقَالَ لِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
جُمِعَتِ الْمَسْجِدَ وَكُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَإِنْ كُنْتُ  
قَدْ صَلَّيْتُ رَدَاةَ مَالِكٍ وَالنَّسَائِيَّ -

۱۰۸۸۔ وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ خَزِيْمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ يَعْصَلِي  
أَحَدُنَا فِي مَنْزِلِهِ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ وَتَقَامُ الصَّلَاةُ فَأَصَلِّيَ مَعَهُمْ فَأَجِدُ  
فِي نَفْسِي شَيْئًا مِمَّنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

فرمایا۔ جب تم مسجد میں آؤ اور تم نماز ادا کر چکے ہو۔ اور نماز قائم ہو جائے۔ تو گو تم نے نماز پڑھ لی ہو تو بھی لوگوں کے  
ساتھ نماز پڑھو (مالک نسائی)

۱۰۸۸۔ قبیلہ اسد بن خزیمہ کے ایک آدمی نے ابو ایوب انصاری سے دریافت کیا کہ اگر ہم میں سے کوئی اپنے گھر  
میں نماز پڑھے۔ پھر مسجد میں آئے اور نماز کھڑی ہو جائے میں ان کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاؤں۔ تو مجھے طبیعت  
میں کچھ کھٹکا سا محسوس ہوتا ہے۔ ابو ایوب نے فرمایا ہم نے آنحضرت سے اس کے متعلق دریافت کیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس

سہ پہلی نماز فرض اور دوسری نفل ہوگی۔ اس کو بخاری نے ادب المفرد میں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے  
مستدرک میں بھی روایت کیا ہے اور ان کی اسناد کے آدمی ثقہ اور صدوق ہیں اور طبرانی نے مؤلفاً عبد اللہ بن سرجس سے روایت  
کی ہے۔ جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر میں نماز پڑھے پھر مسجد میں آئے اور قوم نماز پڑھتی ہو تو ان کے ساتھ شامل ہو جانے  
یہ نماز اس کی نفل نماز ہوگی۔ ابن سرجس نے اسد کے آدمی اور زید بن عامر کی حدیثوں کا مطلب یہی ہے کہ اگر آدمی اپنی نماز پڑھ چکا  
ہو اور عروجی نماز بعد میں جماعت سے مل جائے تو پھر دوبارہ نماز پڑھ لینی چاہیے۔ اگرچہ وہ نماز صبح یا عصر کی ہو یا مناسی اور الحمد کا یہ نماز  
ہے اور باب کی حدیثیں انہی کی تائید کرتی ہیں۔ البتہ اگر پہلے ہی جماعت ہی سے نماز پڑھ چکا ہو اور پھر اس کو جماعت سے نماز مل جائے  
تو عصر اور صبح کی نماز کو دوبارہ نہ پڑھے۔ باقی نمازیں دوبارہ پڑھ لے زید بن عامر اور زید بن اسود کی حدیثوں میں کچھ تھوڑا سا  
اختلاف معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ زید کی حدیث میں ہے کہ بعد میں جو نماز جماعت سے پڑھی ہے وہ نفل نماز  
ہوگی اور زید کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو نماز پہلے اکیلے نے پڑھی ہے وہ نماز نفل ہوگی ان کی تطبیق اس  
طرح ہے کہ اگر پہلے ہی نماز جماعت ہی سے پڑھی تھی تو پھر پہلی نماز فرض ہوگی اور بعد کی نفل اور اگر پہلے اکیلے نے نماز  
پڑھی تھی تو پہلی نماز نفل ہوگی اور بعد والی فرض۔

سَلَّمَ قَالَ فَذَلِكَ لَهُ سَهْمُ جَمِيعِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَابُو دَاوُدَ .

۱۰۸۹- وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَجَلَسْتُ وَلَمْ أَدْخُلْ مَعَهُمْ فِي الصَّلَاةِ فَانْتَابَتْ رُسُومُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي جَانِبِي فَقَالَ أَلَا تَدْرِي سَيُرِيدُ بَلِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ اسَلَّمْتُ قَالَ وَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ فِي صَلَاتِهِمْ قَالَ إِنْ كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي مَنْوِيٍّ أَحْسِبُ أَنْ قَدْ صَلَّيْتُكُمْ فَقَالَ إِذَا جِئْتَ الصَّلَاةَ فَوَجَدْتَ النَّاسَ فَصَلِّ مَعَهُمْ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ تَكُنْ تَكَّ نَافِلَةً وَهَذِهِ مَكْتُوبَةٌ رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ .

۱۰۹۰- وَعَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَقَالَ إِنْ أُصِلْتُ فِي بَيْتِي ثُمَّ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الْإِمَامِ فَأُصِلْتُ مَعَهُ قَالَ لَهُ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ

میں غم کو جو حالت کا کچھ حصہ ملے گا۔ (مالک، ابوداؤد)

۱۰۸۹- یزید بن عامر فرماتے ہیں۔ میں آنحضرت کے پاس آیا۔ آپ نماز میں مشغول تھے میں بیٹھ گیا نماز میں شامل رہا۔ جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے تو میں بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا یزید کیا تم مسلمان نہیں؟ میں نے عرض کیا۔ حضرت کیوں نہیں میں مسلم ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ لوگوں کے ساتھ نماز جو امت میں شامل ہونے سے تمہیں کیا چیز مانع تھی میں نے عرض کیا۔ میں اپنے مکان پر نماز پڑھ چکا تھا۔ میرا خیال تھا۔ آپ نماز سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا۔ جب تم مسجد میں آؤ اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوں۔ تو ان کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاؤ گو تم نماز ادا کر چکے ہو یہ تمہارے لیے نفعی نماز ہوگی اور وہ فرضی (ابوداؤد)

۱۰۹۰- ابن عمر سے کسی آدمی نے پوچھا میں گھر میں نماز پڑھتا ہوں۔ پھر مسجد میں امام کے ساتھ بھی پالینا ہوں کب میں امام کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں اس آدمی نے کہا میں فرضی نماز کا تصور کر دوں۔ حضرت ابن عمر فرمادیا۔ یہ تمہارا

۱۰۸۹- یہ حدیث بیان موقوف بیان ہوئی ہے لیکن ابوداؤد نے اس کو مرفوع بھی روایت کیا ہے اور اس کا حکم بھی مرفوع حدیث کا ہے کیونکہ ایسی چیز جہتمار سے معلوم نہیں کی جا سکتی تو یہ بھی حکام مرفوع ہے کیونکہ صحابی اگر کوئی ایسی چیز بیان کرے جس میں عقل کو یہ دخل نہ ہو تو وہ حدیث مرفوع بھی سمجھی جاتی ہے۔  
۱۰۹۰- اس حدیث کو امام نووی نے ضعیف کہا ہے۔

أَيَّتَهُمَا أَجْعَلُ صَلَاتِي قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَ ذَلِكَ إِلَيْكَ إِنَّمَا ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَجْعَلُ  
أَيَّتَهُمَا شَاءَ رَوَاهُ مَالِكٌ -

۱۰۹۱ - وَعَنْ سَيِّمَانَ مَوْلَى مَيْمُونَةَ قَالَ أَتَيْنَا ابْنَ عُمَرَ عَلَى الْبَلَاطِ وَهُمْ يُصَلُّونَ  
فَقُلْتُ أَلَا تُصَلِّي مَعَهُمْ قَالَ قَدْ صَلَّيْتُ وَرَأَيْتُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَ سَلَّمَ يَقُولُ لَا تُصَلُّوا صَلَاةَ فِي يَوْمِ مَرْتَيْنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ الْبُؤَدَا وَ دَوَّالْ نَسَائِي -

۱۰۹۲ - وَعَنْ تَافِعٍ قَالَ إِنْ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ أَوْ الصُّبْحَ  
ثُمَّ أَدْرَكَهُمَا مَعَ الْإِمَامِ فَلَا يُعِدُّ لَهُمَا رَوَاهُ مَالِكٌ -

کام نہیں۔ یہ اللہ کے سپرد ہے جسے چاہے فرض بنا دے۔ (مالک)

۱۰۹۱۔ سلیمانؓ حضرت میمونہ کے غلام فرماتے ہیں۔ ہم مقام بلاط میں حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس آئے اور لوگ  
نماز پڑھ رہے تھے میں نے ابن عمر سے کہا۔ آپ ان کے ساتھ نماز میں کیوں شامل نہیں ہوتے۔ ابن عمر نے فرمایا میں  
نماز پیلے پڑھ چکا ہوں۔ میں نے آنحضرت سے سنا ہے۔ فرماتے تھے نماز دو دفعہ مت پڑھو۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔  
۱۰۹۲۔ نافع فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر فرماتے تھے۔ جو آدمی مغرب اور صبح کی نماز پڑھ چکے۔ پھر انہیں امام کے

ساتھ ادا کرنے کا موقع مل جائے تو نہ پڑھے (مالک)

۱۔ اعمال کا قبول کرنا اللہ کا کام ہے۔ یہ حدیث صحیح الاسانید سے مروی ہے۔ موطا کی بعض روایتوں میں اَوْ ذَلِكَ إِلَيْكَ  
کے لفظ ہیں یعنی ہمزہ استغناء سے یعنی کیا یہ تیرا کام ہے؟ اور سعید بن مسیب کی روایت اس کی تائید کرتی ہے جس کے لفظ  
یہ ہیں کیا تو ان کو فرض یا نفل بنائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں میں ایک ایک وجہ فرض بننے  
کی موجود ہے پھر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا اس کو فرض بنائے گا اور جس کو چاہے گا نفل بنا دے گا۔ پہلی نماز میں وجہ یہ ہے

کہ وہ فرض کی نیت سے پڑھی گئی تھی اور دوسری میں وجہ یہ ہے کہ وہ جماعت سے پڑھی گئی ہے جو اس سے افضل ہے۔

۲۔ مغرب کی نمازوں کے وتر ہیں؛۔ یہ اس صورت میں ہے کہ آدمی ایک ہی نماز کو دو مرتبہ فرض کی نیت سے  
پڑھے اور اگر جماعت مل جائے تو یہ ایک سبب بن گیا۔ اس صورت میں پڑھ سکتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ نماز  
سبوتا ہے کہ ایک نماز ان میں سے فرض ہے اور ایک نفل دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر وہاں نہیں تھے  
بلکہ وہاں صرف جماعت کی آواز آرہی تھی اور نافع کی حدیث میں جو مغرب کی نماز کو دوبارہ پڑھنے سے روکا ہے یہ نہی تحریمی  
ہے کیونکہ مغرب دن کے وتر ہیں اور نماز دوبارہ نہیں پڑھی جاتی۔

# بَابُ السُّنَنِ وَفَضَائِلِهَا

## سنتوں اور اس کی فضیلت کا بیان

فرائض کے ترک سے انسان کفر تک پہنچ جاتا ہے یہ ایسی ذمہ داری ہے۔ جسے ہر مال پورا کرنا ضروری ہے۔ بیمار اگر جویش میں ہو تو لیٹ کر بیٹھ کر ادا کرنا ضروری ہے۔ فرائض کو نظر انداز کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

دنیا کے مشاغل میں بعض اوقات عبادت کے لیے صحیح اور مناسب فرصت نہیں ملتی۔ اس لیے حق تعالیٰ نے اس مجبوری کے پیش نظر عبادت کے دو حصے فرما دیئے۔ فرائض جن کا ترک کسی صورت بھی درست نہیں۔ نوافل جنہیں اگر کسی وقت ادا نہ کیا جاسکے۔ تو ان پر فرائض کی طرح گرفت نہیں۔ لیکن فراغت اور فرصت کے اوقات میں نوافل پڑھنے چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے لیے انقیاد کی بہترین صورت نماز ہے۔

۱۔ لیے ذرائع متعین میں اور ان کے اوقات بھی مقرر ہیں۔ مشغولیت کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ فرائض کو پورا کرنے کے لیے وقت نکالنا ضروری ہے۔ نماز قصر نماز خوف شاہد ہیں کہ عذر اور خوف و خطر کی حالت میں کسی نہ کسی طرح اسے ضرور ادا کیا گیا۔ نوافل کی یہ صورت نہیں بعض نوافل موقت ہیں۔ ان کا وقت فرائض کے پس و پیش مقرر فرمایا گیا۔ کاروباری مشغولیت میں جو حیوانی اثرات اور غفلت ذہن پر طاری ہوتی ہے۔ نوافل اس کے لیے علاوہ کام دیتے ہیں۔ فرائض شروع ہونے سے پہلے نوافل مزاج اور ذہن کو بارگاہ الہی میں حاضر کر کے لیے آمادہ کر دیتے ہیں۔

اور فرائض کے بعد نوافل سے اس کیفیت اور خشوع کی تکمیل ہوتی ہے۔ جو فرضی نماز میں حاصل ہوا۔ بعض اوقات میں پہلے اور پیچھے نوافل رکھے۔ بعض اوقات میں کچھ دوسری مصلحتیں اس میں شامل ہو گئیں وہاں ان کو ترجیح دی گئی۔

وقتی نوافل بارہ ہیں چار ظہر سے پہلے۔ دو ظہر کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد دو صبح ہونے کے بعد ظہر سے پہلے دو نوافل پڑھ لیے جائیں تو درست ہے۔ دس رکعت موکد ہیں۔ کوشش ہوئی چاہیے کہ یہ ضرور ادا ہو جائیں۔ ان ہی نمازوں میں عصر سے پہلے کبھی دو رکعت ادا فرماتے۔ کبھی چار مغرب سے پہلے بھی دو رکعت پڑھتے اور مغرب کے بعد کبھی دو کبھی چار کبھی چھ کبھی بیس عشاء سے پہلے کبھی دو اور عشاء کے بعد دو کبھی چار اور کبھی چھ اسی طرح ظہر کے بعد کبھی چار رکعت پڑھتے۔ صبح کی سنتوں کا زیادہ خیال رکھتے۔ جمعہ سے پہلے دو رکعت پڑھنے کے لیے فرماتے جمعہ کے بعد دو چار چھ رکعت آنحضرت سے ثابت ہیں نیز وقت نوافل صلوة الفی۔ تہجد۔ تراویح۔ استسقاء۔ صلوة الحاجد۔ صلوة التوبہ۔ تحیۃ الموضوہ۔ صلوة التسبیم۔ عیدین۔ کسوت خسوف۔ صلوة الاستسقاء

مسجد الشکر وغیرہ ان کا تذکرہ اپنے اپنے موقع پر آئے گا۔  
پانچ اوقات میں نماز سے منع فرمایا گیا ہے۔ (۱) سورج کا طلوع (۲) غروب (۳) دوپہر کے وقت زوال سے  
پہلے جب سورج نصف النہار پر ہو (۴) عصر کے بعد (۵) صبح کے بعد بعض ائمہ کے نزدیک ایک جمعہ کے دن دوپہر کے وقت  
نوافل درست ہیں۔ اور بیت اللہ میں کسی وقت بھی نوافل ممنوع نہیں۔

رات کو نوافل دو دو رکعت پڑھنے چاہئیں۔ دن کے نوافل دو دو اور اکٹھے چار بھی درست ہیں۔ لیکن ہر دو رکعت کے  
بعد تہمت ضروری ہے۔ جس طرح (۱۱۰۳) میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔

(۱۱۱) میں عصر کے بعد ہمیشہ دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے۔ یہ حدیث بھی متعدد طرق سے مروی ہے۔ اس کے خلاف  
بھی متعدد طرق کتب حدیث میں آئے ہیں۔ تطبیق کی دو صورتیں ہیں (۱) یہ نماز مسجد میں ممنوع ہے مگر میں نہیں۔ یہ ظہر کی قضاء  
شدہ دو رکعتیں تھیں۔ مداومت کا یہ مطلب ہے کہ جب قضا ہوئے۔ ہمیشہ اسے عصر کے بعد حضرت نے پڑھا۔ حافظ ابن حزم  
نے عملی حیلہ ثالث میں اس کے جواز پر طویل بحث فرمائی ہے لیکن جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے کہ قضا کے سوا عصر کے  
بعد کوئی نماز درست نہیں۔ والتفصیل فی المطولات۔

## الفصل الأول

۱۰۹۳- وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَكَلِمَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً بِنِي لَه بَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرُكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ تَصَلَّى لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَوْ رَأَى بِنِي لَه بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

۱۰۹۴- وَعَنْ ابْنِ عَمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ قَالَ وَ

### پہلی فصل

۱۰۹۳- ام حبیبہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی دن رات میں بارہ رکعتیں نماز ادا فرمائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر فرماتے ہیں۔ چار نظر سے پہلے دو نظر کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد دو رکعت عشاء کے بعد دو رکعت صبح کی نماز سے پہلے (ترمذی) صبح مسلم میں ہے حضرت ام حبیبہ نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے۔ جو مسلمان روزانہ بارہ رکعت نوافل فرائض کے علاوہ ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتے ہیں یا اس کے لیے گھر بنا یا جاتا ہے۔

۱۰۹۴- ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ میں نے آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نظر سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔ اور دو نظر کے بعد اور دو رکعت گھر میں مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد

۱۵ دن رات میں بارہ رکعت سنت۔ یہ الفاظ بعینہ و بما سنہ تو صحیح مسلم میں ہیں اور نہ صحیح بخاری میں بلکہ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں جو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہیں۔ اور حضرت ام حبیبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اور امیر معاویہ کی بہن ہیں۔ اور نسائی میں ترمذی کا طرح کے الفاظ ہیں۔ لیکن ان میں عصر سے قبل بھی دو رکعتیں ہیں اور عشاء کے بعد کی دو رکعتوں کا ذکر نہیں ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور اس کو بخاری کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے ان بارہ رکعت سنتوں کی تاکید اور ترمذی معلوم ہوتی ہے اور یہ سنتیں فرائض کے تابع ہیں یہ تمام سنن موکدہ ہیں۔ البتہ نظر سے پہلی چار سنتوں میں سے دو موکدہ ہیں اور دو غیر موکدہ چار پڑھے تو کوئی حرج نہیں اگر پہلے پڑھ سکے تو فرضوں کے بعد ان کی قضا دو رکعت دے۔

حَدَّثَنِي حَفْصَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي سَرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -  
 ۱۰۹۵ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -

۱۰۹۶ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ تَطَوُّعِهِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِهِ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتَهُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوُتْرُ وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا

گھر میں اور مجھے حضرت حفصہ نے بتایا کہ آلِ حضرت طلوعِ فجر کے بعد ہلکی سی دو رکعتیں ادا فرماتے تھے (بخاری مسلم)

۱۰۹۵ - ابنِ عمر نے فرمایا - آنحضرت جمعہ کے بعد کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ جب گھر تشریف لاتے تو دو رکعت

ادا فرماتے تھے (بخاری مسلم)

۱۰۹۶ - عبداللہ بن سعید نے فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ سے آنحضرت کے نوافل کے متعلق دریافت کیا۔

حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آپ ظہر سے پہلے میرے گھر میں چار رکعت پڑھتے تھے۔ پھر نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے جاتے۔ پھر تشریف لاکر دو رکعت نماز پڑھتے پھر مغرب کی نماز پڑھا کر گھر میں دو رکعت پڑھتے پھر عشاء کی نماز پڑھا کر تشریف لاتے تو دو رکعت پڑھتے اور رات کو وتروں سمیت نو رکعت ادا فرماتے اور رات کا کھانی حصہ

۱۰۹۵ ظہر کی سنتیں کبھی تو آپ دو رکعت پڑھتے جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور کبھی چار رکعت پڑھ لیتے جیسا کہ ابوداؤد اور احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے چار رکعت نقل کی ہیں، تھرون اور نے میں ان سنتوں پر ہتھیکی پائی گئی ہے یعنی یہ سنتیں موکہہ ہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے ۱۰۹۶ جمعہ کے بعد کی سنت دو رکعت ۱۔ اس حدیث کو احمد، ترمذی، نسائی اور پوری جماعت نے روایت کیا ہے اور اس کی طرح ابوداؤد سے بھی مروی ہے اور ابوداؤد کی حدیث کو بخاری کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے جمعہ کے بعد کی سنتوں کے متعلق مختلف احادیث آئی ہیں تمام احادیث کو سامنے رکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کا دستور تھا کہ اگر گھر میں اگر سنتیں پڑھتے تو دو رکعت پڑھتے اور اگر مسجد میں پڑھتے تو چار رکعت پڑھتے

طَوِيلًا قَائِمًا وَبِيْلًا قَاعِدًا اَوْ كَانَ اِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعٌ وَسَجْدَةٌ  
 وَهُوَ قَائِمٌ وَكَانَ اِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعٌ وَسَجْدَةٌ وَهُوَ قَاعِدٌ وَكَانَ اِذَا طَلَعَ  
 الْفَجْرُ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَنَادَا اِذَا بُدِئَ وَدَعْوَاهُ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ  
 صَلَوَاتُ الْفَجْرِ -

۱۰۹۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 عَلَى شَيْءٍ مِنَ التَّوَابِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنِّي عَلَى رَكَعَتِي الْفَجْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -  
 ۱۰۹۸۔ وَعَنْهَا قَالَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ  
 الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور کافی حصہ

۳ بیٹھ کر نماز ادا فرماتے جب کھڑے نماز پڑھتے تو رکوع سجود بھی کھڑے ہو کر کئے اور جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو رکوع سجود بھی بیٹھ کر ادا فرماتے اور عرب فجر طلوع ہوتی دو رکعت ادا فرماتے۔ (مسلم)۔ ابو داؤد نے زیادہ فرمایا پھر نکل کر فجر کی نماز پڑھتے۔  
 ۱۰۹۷۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نوافل میں سے کسی کا اتنا خیال نہ رکھتے۔ جس قدر فجر کی سنتوں کا خیال رکھتے۔

(بخاری مسلم)

۱۰۹۸۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ فجر کی دو رکعتیں دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہیں۔ (مسلم)

۱۔ دو طرف ایک رکعت ہے۔ اس حدیث کو احمد ترمذی زہبی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے کسی نے مفصل  
 مختصر اور کسی نے مقرر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ترجمہ کیا نماز وتر سمیت دو رکعت سے لے کر تیرہ رکعت تک منقول ہے۔ لیکن عام طور پر  
 آپ کا معمول گیارہ رکعت تھا۔ آٹھ رکعت نفل اور تین رکعت وتر اگر تیرہ رکعت پڑھے تو دس رکعت نفل پڑھتے اور تین رکعت وتر اور اگر نو  
 رکعت پڑھتے تو آٹھ رکعت نفل ہوتے اور ایک رکعت وتر بہر حال رات کی نماز ان عبادات سے ہے کہ زیادہ ہو جائے تو امر زیادہ ہو جاتا ہے  
 اور اگر کم ہو تو اجر کم ہو جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مختلف حالات کی بنا پر اس میں کمی بیشی کر لیتے تھے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وتر فرض  
 ایک ہی رکعت ہے اگر زیادہ پڑھے جائیں تو گنبارہ تک اجازت ہے۔ لیکن وتر صرف آخری طاق رکعت ہوگی پید نفل ہوں گے اگر تین رکعت  
 وتر پڑھے گا تو اس میں سے دو رکعت نفل ہوں گے اور ایک رکعت وتر اگر پانچ رکعت پڑھے گا تو چار رکعت نفل ہوں گے اور ایک وتر۔  
 ۲۔ فجر کی سنتوں پر آپ نے مداومت کی۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ کی اگلی حدیث کو احمد اور  
 ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور اس باب میں حضرت علی کی حدیث ابن ماجہ میں اور ابن عمر کی حدیث ابن ماجہ اور ابو داؤد  
 میں بھی ہے۔ حسن معمری اور امام ابو حنیفہ ان دو رکعتوں کو واجب کہتے ہیں اور باقی جمہور نے ان کو سنت ٹوکرہ کہا ہے۔ ان احادیث سے  
 ان سنتوں کی نفیست اور ان پر مداومت کا ثبوت ملتا ہے۔



۱۰۹۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَكَعَتَيْنِ صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَكَعَتَيْنِ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَّةً أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۰۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا رَدَاكَ مُسْلِمًا وَفِي أُخْرَى لَهُ قَالَ إِذَا صَلَّيْتَ أَحَدَ كُمُ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا -

### الفصل الثاني

۱۱۰۱۔ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَافِظًا عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعِ بَعْدَهَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ مَا وَآكَ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۱۰۹۹۔ عبد اللہ بن مغفل سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھو اور تیسری دفعہ فرمایا۔ جس کا بھی چاہے تاکہ لوگ اسے سنت نہ بنا لیں۔ (بخاری مسلم)

۱۱۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے جمعہ کے بعد جو نماز پڑھنا چاہے۔ وہ چار رکعت پڑھے۔ (مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھ چکے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھے۔

### دوسری فصل

۱۱۰۱۔ حضرت ام حبیبہ نے فرمایا میں نے آپ سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ جو ظہر سے پہلے چار رکعت پابندی سے پڑھے اور چار رکعت اس کے بعد پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر آگ حرام فرمادے گا۔ (احمد ترمذی۔ ابو داؤد۔ نسائی ابی داؤد)

۱۔ مغرب سے پہلے دو نفل:۔ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں مستحب ہیں ثبوت کے لحاظ سے ان میں کسی کا اختلاف نہیں ہے البتہ سوکدہ سنتوں میں سے نہیں ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی بعض اوقات یہ سنتیں پڑھی ہیں اور اکثر اوقات ان کو چھوڑ دیا ہے اور لوگوں کو بھی ان کی ترغیب دلائی ہے لیکن ان کو مسلمانوں پر واجب قرار نہیں دیا۔

۲۔ ظہر سے پہلے چار سنت کا ثواب ۱۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر دستور یہ تھا کہ ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے اور گاہے گاہے دو رکعت بھی پڑھ لیتے اور بعد کی سنتیں عام طور پر دو رکعت پڑھتے اور کبھی کبھی چار رکعت بھی پڑھ لیتے اور یہی صحیح طریقہ ہے۔ البتہ اگر پہلی سنتیں فرضوں سے پہلے نہ پڑھ سکے تو بعد میں بہتر یہ ہے کہ دو رکعت پڑھے چار نہ پڑھے کیونکہ ان میں سے سوکدہ سنتیں دو ہیں اور دو غیر سوکدہ ہیں۔

۱۱۰۲ - وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا بَعْدُ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِمْ تَسْلِيمٌ تَفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ .

۱۱۰۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ إِتْمَا سَاعَةً تَفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَأَحِبُّ أَنْ يُصْعَدَ إِلَيَّ فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

۱۱۰۴ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِمَ اللَّهُ أُمَّرَةً صَلَّى قَبْلَ العَصْرِ أَرْبَعًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ .

۱۱۰۲ - ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں۔ اس حضرت نے فرمایا چار رکعت ظہر سے پہلے من میں سلام نہ پھیرا گیا ہو۔ ان کے اجر کے لیے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ (ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

۱۱۰۳ - عبد اللہ بن سائب فرماتے تھے۔ اس حضرت زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور فرماتے اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس وقت میرا کوئی نیک عمل آسمان کی طرف جائے۔ (ترمذی)

۱۱۰۴ - ابن عمر فرماتے ہیں۔ اس حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرماوے۔ جس نے عصر سے پہلے سنت چار رکعات (اداکیں)۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد)

۱۱۰۲ - پہلے دو یا چار رکعت۔ اس حدیث کا سند ضعیف ہے اور اس سے اگلی حدیث جو عبد اللہ بن سائب سے مروی ہے کو امام ترمذی نے حسن فریب کہا ہے یہ آپس میں مل کر ایک دوسری کو تقویت دیتی ہیں۔ آسمانوں کے دروازے کھلنے سے مراد حسن قبول ہے۔ شرح السنہ میں ہے کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ چار رکعت اکٹھی ایک سلام سے پڑھی جائیں یا دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں۔ بعض تورات کی نماز پر قیاس کر کے دو دو رکعت کر کے پڑھنے کے قائل ہیں اور ان کی تائید حضرت علی کی وہ حدیث کرتی ہے جو احمد اور ترمذی میں ہے اور بعض چار اکٹھی پڑھنے کے قائل ہیں اور ان کی تائید ابن عباس کی وہ حدیث کرتی ہے جو طبرانی میں ہے۔

۱۱۰۳ - پہلے چار رکعت سنت۔ اس کو ترمذی نے حسن کہا اور ابن حبان اور ابن خزیمہ نے صحیح اور اس باب میں ابی سنن نے حضرت علی سے بھی روایت کی ہے۔ یہ حدیث عصر سے پہلے چار رکعتوں کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رحمت کی دعا بہت بڑی رغبت ہے۔

۱۱۰۵۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالسَّلَامِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمَقَرَّبِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۱۱۰۶۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكَعَتَيْنِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۱۰۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيهَا بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عَدِلَ لِي بِعِبَادَةِ ثَلَاثِي عَشْرَةَ سَنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ أَبِي تَحْتَمٍ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْلَمَ يَقُولُ هُوَ مَنكُرٌ الْحَدِيثِ وَضَعْفٌ جَدًّا

۱۱۰۵۔ حضرت علی رضی فرمایا۔ آنحضرت عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے۔ اور ملائکہ مقربین اور ان کے تابعوں مسلمانوں پر سلام کہہ کر فاصلہ فرماتے تھے۔ (ترمذی)

۱۱۰۶۔ حضرت علی رضی مروی ہے۔ اس حضرت عصر سے پہلے دو رکعت نقل پڑھا کرتے تھے (ابوداؤد)

۱۱۰۷۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو مغرب کے بعد چھ رکعت نقل پڑھے۔ اور درمیان میں کوئی بری بات نہ کرے۔ تو یہ بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گے۔ (ترمذی اور کما یہ حدیث غریب ہے۔ اسے صرف عمر بن ابی خنم نے روایت کیا ہے۔ امام بخاری اسے منکر الحدیث اور بہت ضعیف فرماتے تھے)

۱۔ اس کی سندیں ماسم بن نمرہ مختلف فیہ ہے۔ کبھی آپ عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتے اور کبھی دو رکعت اور کبھی نہ بھی پڑھتے اور چار رکعتیں پڑھنا افضل ہے۔

۲۔ اس حدیث کو ذہبی نے منکر کہا ہے اور ابو زرہ اور بخاری نے عمرو بن عبد اللہ بن خنم کو ضعیف کہا ہے۔

۳۔ مغرب کے بعد چھ رکعت :- ابوہریرہ کی حدیث کو ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اس کی سندیں عمرو بن عبد اللہ بن ابی خنم بہت ضعیف ہے۔ ذہبی نے میزان میں کہا ہے کہ اس کی جتنی بھی حدیثیں ہیں منکر ہیں اور حضرت عائشہ کی روایت منقطع السند ہے۔ ابن ماجہ نے اس کو متصل بھی بیان کیا ہے لیکن اس کی سند میں یعقوب بن ولید مدنی وضاع اور کذاب ہے برہال گو یہ حدیث ضعیف ہیں لیکن فضائل اعمال میں ضعیف حدیث قبول کر لی جاتی ہے اس لیے بعض صلحا۔ نے ان پر عمل کیا ہے ابن عباس نے ان رکعتوں کا نام صلوة الایاتین رکھا ہے یہ کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ چھ رکعت ہیں۔

- ۱۱۰۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَشْرِينَ رُكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .
- ۱۱۰۹ - وَعَنْهَا قَالَتْ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّى أَرْبَعَ رُكْعَاتٍ أَوْ سِتَّ رُكْعَاتٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .
- ۱۱۱۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَارَأَ التُّجُومَ مِنَ الرُّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَإِذَا بَارَأَ التُّجُومَ مِنَ الرُّكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

- ۱۱۰۸ - حضرت عائشہ رضی عنہا سے مروی ہے۔ اس حضرت نے فرمایا جو مغرب کے بعد میں رکعت نفل پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔ (ترمذی)
- ۱۱۰۹ - حضرت عائشہ رضی عنہا نے فرمایا۔ آنحضرت جب بھی نماز عشاء کے بعد میرے ہاں تشریف لاتے تو چار یا پچھ رکعت نماز پڑھتے۔ (ابوداؤد)
- ۱۱۱۰ - ابن عباس رضی عنہما نے فرمایا۔ اس حضرت فرماتے تھے۔ قرآن میں ادبار النجوم سے دو رکعت فجر کی نماز مراد ہے ادبار السجود سے دو رکعت مغرب کی (ترمذی)

۱۔ اس حدیث کو ترمذی نے منقطع ذکر فرمایا ہے۔ ابن ماجہ نے مسنداً بیان فرمایا ہے اس کی سند میں یعقوب بن ولید مدنی بالافتاق ضعیف ہے امام احمد نے اسے کذاب کہا ہے اور فرمایا۔ یہ حدیث بنیائاً کرتا تھا۔ مغرب اور عشاء کے درمیان فوائض کو صلوة الادا میں کہتے ہیں (تبییح الرواۃ)

۲۔ عشاء کے بعد کی سنت :- اس کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس پر ابوداؤد اور منذری نے مکتوب کیا ہے۔ بخاری اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ میں اپنی خالہ سمیونہ کے گھر ایک رات سویا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی پھر اپنے گھر آئے اور چار رکعت نماز پڑھی۔ یہ حدیث عشاء کے بعد چار رکعت پڑھنے پر دلالت کرتی ہے اور آپ حسب موقع کبھی دو رکعت پڑھ لیتے کبھی چار اور کبھی چھ۔

۳۔ اس کی سند میں رشید بن کریم ضعیف ہے لیکن حاکم نے اس کو اور خواہدات کی بنا پر صحیح کہا ہے۔ فجر سے پہلے دو رکعتوں سے مراد صبح کی سنتیں ہیں اور مغرب کے بعد کی دو رکعتوں سے مراد مغرب کی سنتیں ہیں ان کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

## الفصل الثالث

۱۱۱۱۔ عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِي صَلَاةِ السَّحَرِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا هُوَ يُسْتَبَعُ بِهِ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ قَرَأَ يَتَفَتِّحُوا بِظِلَّةِ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ .

۱۱۱۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُعَاتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ اللَّيْثِ بْنِ خَارِجَةَ قَالَتْ وَالَّذِي ذَهَبَ بِهِ مَا تَرَكَهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ .

### تیسری فصل

۱۱۱۱۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت تہجد کی چار رکعت کے برابر ہوتی ہیں اور اس وقت ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ پھر آپ نے پڑھائیں تَفَتِّحُوا بِظِلَّةِ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ (ہر چیز کے سائے دائیں اور بائیں جانب جھکتے ہیں اور سجود کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز کا اظہار کرتے ہیں۔) (ترمذی - شعب الایمان)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعت میرے ہاں کبھی ترک نہیں فرمائیں۔ (بخاری مسلم) بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ اس اللہ کی قسم جو آپ کو لے گیا۔ آپ نے یہ دو رکعت کبھی ترک نہیں فرمائیں۔

۱۔ ظہر سے پہلے چار رکعت کا ثواب :- علی بن ماسم حدیث میں نقل کرتا ہے۔ لیکن اس کی تائید میں فصل دوم میں ام حبیبہ کی حدیث گزر چکی ہے۔ ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ دوپہر کا وقت بھی سونے اور غفلت کا وقت ہے اس لیے ظہر سے پہلے اگر کوئی آدمی چار رکعت پڑھے تو ان کا وہی درجہ ہے جو تہجد کی چار رکعتوں کا ہے کیونکہ وہ بھی غفلت اور سونے کا وقت ہے۔

۲۔ عصر کے بعد سنتوں کی قضا :- اس حدیث کے کئی ایک طرق ہیں اور مختلف الفاظ میں ادوار کے خلاف جو حدیثیں آئی ہیں یعنی عصر کے بعد نماز پڑھی جانے ان کے بھی کئی طرق ہیں وجہ تطبیق یہ ہے کہ مسجد میں بڑھی جاؤں اگر پڑھنا چاہے تو گھر پر آکر پڑھے یا پھر یہ اختلاف ابتداء نماز پڑھنے میں ہے اگر کوئی قضا نماز پڑھے تو پڑھ سکتا ہے۔

۱۱۱۳ - وَعَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْقِلٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ يُضْرِبُ الْإِيْدِيَّ عَلَى صَلَاةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نَصَلِّيُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَوْتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهُ أَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُهُمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نَصَلِّيُهُمَا فَلَمَّا مَرُّنَا وَكُنَّا بَيْنَهُمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۱۴ - وَعَنْ أَنَسِ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا ذَانَ الْمُؤَذِّنُ لِيُصَلِّتَهُ الْمَغْرِبَ ابْتَدَأَ بِالسَّوَارِي قَرَعُوا رَكَعَتَيْنِ حَتَّى آتَى الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لِيَبْدَأَ حُلَّ الْمَسْجِدِ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صَلَّيْتَ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيُهُمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۱۵ - وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَتَيْتُ عُقْبَةَ الْجُهَنِيَّ فَقُلْتُ أَلَا أُعْجِبُكَ مِنْ أَبِي تَمِيمٍ يَزُكُّكَ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى

۱۱۱۳ - مختار بن فلفل نے فرمایا میں نے حضرت انس سے عصر کے بعد نوافل کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا حضرت عمر اس نماز پر پیرا دیا کرتے تھے اور ہم آنحضرت کی موجودگی میں مغرب سے پہلے غروب کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے میں نے پوچھا آنحضرت خود بھی پڑھتے تھے، فرمایا۔ ہمیں پڑھتے دیکھتے اور روکنے نہ تھے۔ (مسلم)

۱۱۱۴ - حضرت انس فرماتے ہیں۔ ہم مدینہ منورہ میں تھے۔ جب مؤذن مغرب کی اذان کرتا۔ تو لوگ سنتوں کی طرف دوڑتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ اگر کوئی نووارد آدمی مسجد میں آتا۔ وہ خیال کرتا کہ نماز ہو چکی۔ کیونکہ لوگ کثرت سے یہ رکعت پڑھتے تھے۔ (مسلم)

۱۱۱۵ - مرثد بن عبد اللہ کہتے ہیں۔ میں عقبہ جہنی کے پاس آیا۔ اور میں نے کہا میں تمہیں یوتیم کے متعلق عجیب بات بتاؤں وہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ عقبہ نے کہا۔ ہم آنحضرت کی موجودگی میں یہ نماز پڑھا کرتے تھے میں

۱۔ مغرب سے پہلے دو غیر موکدہ نفل، اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ مختار بن فلفل، حضرت انس اور مرثد بن عبد اللہ کی حدیثوں سے۔ مغرب کی نماز سے پہلے سورج غروب ہونے کے بعد دو رکعتوں کے پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے مرثد کی حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی کبھی ان دو سنتوں کو پڑھا ہے۔ بہر حال یہ غیر موکدہ سنتیں ہیں۔ حضرت عمر جو ان سنتوں پر لوگوں کو مارتے تھے تو اس کی وجہ بھی انہوں نے بیان کر دی۔ زید بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر سے اس معاملہ میں گفتگو کی تو کہنے لگے کہ میں اس لیے منع کرتا ہوں کہ شاید آہستہ آہستہ ان کو ایسے وقت میں نہ پڑھنے لگیں جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے ورنہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ان رکعتوں کو پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے۔ البتہ خلفائے راشدین نے ان رکعتوں کو نہیں پڑھا۔

عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فَمَا يَسْنَعُكَ أَلَانَ قَالَ الشُّغْلُ  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۱۱۶۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْدَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مَسْجِدَ  
بَنِي عَبِيدٍ الْأَشْهَلِ فَصَلَّى فِيهِ الْمَغْرِبَ فَلَمَّا قَضَوْا صَلَّوْا تَهُمْ مَرَّاهُمْ يُسَبِّحُونَ  
بَعْدَهَا فَقَالَ هَذِهِ صَلَاةُ الْبُيُوتِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَ  
النَّسَائِيِّ قَامَ نَاسٌ يَتَنَقَّلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ  
الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ -

۱۱۱۷۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيلُ الْقِرَاءَةَ  
فِي التَّكْلِيفَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَتَفَرَّقَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

نے کہا۔ اب آپ کو کون سی چیز مانع ہے۔ فرمایا۔ کاروبار (بخاری)

۱۱۱۶۔ کعب بن عجرہ فرماتے ہیں۔ اس حضرت صل اللہ علیہ وسلم بنوا شہل کی مسجد میں تشریف لائے اور  
اس میں مغرب کی نماز پڑھی آپ نے دیکھا وہ نماز کے بعد نوافل پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ گھروں کی نماز  
ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ اور نسائی میں ہے لوگ کھڑے ہو کر نوافل پڑھنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ اسے  
گھروں میں پڑھو۔

۱۱۱۷۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت مغرب کے بعد کی دو رکعتوں میں اس قدر لمبی قرأت فرماتے کہ اہل مسجد  
گھریلے جاتے (ابوداؤد)

۱۔ نوافل گھر میں افضل ہیں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی بیان کیا ہے۔ جو آدمی گھر جانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ نفلوں  
کے علاوہ دوسری نماز گھر میں پڑھا کرے کیونکہ اس میں ریاضت نہیں ہے اور اگر مصتکف ہو یا اس کا گھر ہی نہ ہو جیسے اصحاب صحفہ یا عبد اللہ علم اور درویش لوگ  
ہوتے ہیں تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ مسجد میں پڑھے۔ بنو عبد اللہ اشہل انصار کے قبیلہ کی ایک شاخ تھے اور ابن عباس کی روایت میں جو آیا ہے کہ ان دو رکعتوں  
میں لمبی قرأت کیا کرتے تھے یہ کبھی کبھی ہوتا تھا درتہ ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ آپ اکثر ان رکعتوں میں تل یا ایسا کا کافرون  
اور قل جو اللہ احمد پڑھا کرتے تھے۔ ظاہر حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت یہ نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ کبھی کبھی  
جواز کے بیان اور تعلیم کے لیے مسجد میں پڑھ لیتے تھے۔ کھول کی روایت مرسل ہے۔ کیونکہ کھول تابعی ہیں لیکن دوسری حدیثیں بھی اس کی تائید  
کرتی ہیں جیسے ابن مردودہ نے اپنی تفسیر میں حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ کانوا قبلا من اللیل یا یسبحون کا مطلب یہ ہے کہ مغرب  
اور عشا کے درمیان نماز پڑھا کرتے تھے عراقی نے کہا اس کی سند حسن ہے۔

۱۱۱۸۔ وَعَنْ مَكْحُولٍ يَبْلُغُهُ بِهٖ اَنَّ دَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ قَبْلَ اَنْ يَتَكَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ اَرْبَعُ رَكْعَاتٍ رُنِعَتْ صَلَوَتُهُ فِي عِلَّتَيْنِ مُرْسَلًا وَعَنْ حَدِيْفَةَ نَحْوُهُ وَنَرَادُ فَاِنْ كَانَ يَقُوْلُ عَجَلُوْا الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَاْتَهُمَا تَرْفَعَانِ مَعَ الْمَكْتُوْبَةِ رَوَاهُمَا رِزْوِيْنٌ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ الزِّيَادَةَ عَنْهُ نَحْوَهَا فِي شُعْبِ الْاِيْمَانِ۔

۱۱۱۹۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ اِنَّ نَافِعَ بْنَ جَبْرِ اُرْسَلَهُ اِلَى السَّائِبِ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَاَهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ اِلَّا مَا رُقِمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ اُرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ لَا تَعْدُ لِمَا فَعَلْتِ اِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تُصَلِّهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ اَوْ تَخْرُجَ فَاِنَّ دَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ تَابِيْذَانَ اَنْ لَا يُنْوِيْلَ بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ اَوْ تَخْرُجَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۱۸۔ کھول اس حضرت سے بیان فرماتے ہیں۔ جو شخص مغرب کے بعد گھنٹوں سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔ اور بعض روایات میں چار رکعت کا ذکر آیا ہے۔ اس کی نماز علیین میں اٹھائی جاتی ہے۔ (یہ حدیث مرسل ہے) اور حضرت مزین سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور زیادہ فرمایا۔ آپ فرماتے تھے۔ مغرب کی دو رکعت بعد پڑھا کر وہ فرض نماز کے ساتھ اٹھائی جاتی ہے (دو ذریعہ روایات رزین میں ہیں) اور بیہقی نے شعب الایمان میں زیادت کا ذکر فرمایا ہے

عمر بن عطاء فرماتے ہیں۔ مجھے نافع بن جبیر نے سائب کے پاس بھیجا وہ دریافت فرماتے تھے۔ اس مسئلہ سے متعلق جو انہیں حضرت معاویہ کے ساتھ پیش آیا۔ انہوں نے (سائب) فرمایا میں نے مقصودہ میں جمعہ کی نماز حضرت معاویہ کے ساتھ پڑھی۔ جب امام نے سلام کہا۔ تو میں نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ حضرت معاویہ نے اندر جا کر مجھے آدمی بھیجا اور فرمایا۔ آئندہ ایسا مت کرنا۔ جب تم جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو اس کے ساتھ دوسری نماز مت ملاؤ یہاں تک کہ یا تو کوئی کلام کہو یا وہاں سے نکل جاؤ۔ آنحضرت نے ہمیں حکم فرمایا تھا۔ کہ ہم فرضوں کے ساتھ نوافل کو نہ ملائیں یا درمیان میں گفتگو کریں یا درمیان سے جگہ بدل لیں۔ (مسلم)

۱۔ جہاں فرض پڑھے وہاں نفل نہ پڑھے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث میں دلالت ہے کہ جہاں فرض پڑھے وہاں نفل نماز نہ پڑھے یا ان میں کلام سے فاصلہ کرنے یا جگہ بدل دے آگے یا پیچھے یا وہاں نہیں ہو جائے اور اس کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ آدمی کی نماز کی شہادتیں زیادہ سے زیادہ ہونا چاہئیں اور اس مصلحت کے علاوہ اصل چیز حکم کی تعمیل ہے۔



۱۱۲۰۔ وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ بِسُكَّةٍ تَقَدَّمَ فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَتَقَدَّمَ فَيُصَلِّي أَرْبَعًا وَإِذَا كَانَ بِالنَّدْوِيَّةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ ثُمَّ دَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ فِي الْمَسْجِدِ فَيَقِيلُ لَهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ صَلَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ أَرْبَعًا۔

۱۱۲۰۔ عطاء نے فرمایا۔ جب عبد اللہ بن عمر مکہ معظمہ میں جمعہ پڑھتے۔ تو آگے بڑھ کر دو رکعت ادا فرماتے پھر آگے بڑھ کر چار رکعت جب، مدینہ منورہ میں جمعہ ادا فرماتے تو گھر تشریف لے جاتے۔ اور دو رکعت ادا فرماتے اور مسجد میں کچھ نہ پڑھتے ان سے اس کی بابت پوچھا گیا۔ انہوں نے فرمایا۔ آل حضرت ایسے ہی کیا کرتے تھے (ابوداؤد) ترمذی میں ہے میں نے ابن عمر کو دیکھا۔ انہوں نے جمعہ کے بعد دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اس کے بعد چار رکعت ادا کیں۔

۱۔ جمعہ کے بعد کی سنتیں۔ اس کو نسائی نے بھی طرح روایت کیا ہے اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا ہے اور نووی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو اور طریق سے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ جمعہ کی سنتیں گھر میں بہترین یا مسجد میں۔ امام مالک۔ شافعی اور احمد گھر میں سنتوں کو افضل کہتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر جو مکہ طواف کے لیے پیچھے رہنا چاہتے تھے اور گھر آنے جانے کی تکلیف سے بچنا چاہتے تھے اس لیے وہیں سنتیں پڑھ لیتے۔ اور یہ جو عبد اللہ بن عمر کا عمل دو رکعتوں کا بتایا ہے یہ رکعات کی نقل تعداد ہے درنہ چار رکعت اور پھر رکعت بھی احادیث میں آئی ہے۔

# بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ

## رات کی نماز کا ذکر

صلوٰۃ اللیل - تہجد - قیام اللیل - قیام رمضان - تراویح یہ ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔ رمضان المبارک میں آپ نے اجازت فرمائی کہ اسے پہلی رات پڑ لیا جائے۔ اسی کا نام قیام رمضان اور تراویح رکھا۔

عام طور پر اس کی تعداد چھ آٹھ - دس - بارہ تک ہوتی تھی اکثر آٹھ رکعت پڑھتے تو یہ تعداد وتروں سے الگ ہوتی۔ وتر بھی تہجد ہی کا جزو ہے۔ لیکن سہولت کے لیے آپ نے اسے رات کے پہلے حصہ میں پڑھنے کی اجازت فرمائی۔

آنحضرت یہ نماز التزام سے پڑھتے تھے سفر میں بھی حضرت ترک نہیں فرماتے تھے۔ اگر سفر جاری ہوتا تو سواری پر ادا فرماتے۔ صحابہ کو ترغیب دلاتے۔ مشہور یہ ہے کہ یہ نماز پہلے واجب تھی۔ ۱۲۰ نبوت میں معراج کی رات جب

نماز فرمائی گئی۔ تو اس کے وجوب کو استحباب کی صورت دے دی گئی۔ سورت منزل میں جہاں تہجد کا ذکر فرمایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ طول قیام یارات کا معین حصہ قیام کرنا معاف فرمایا گیا۔ فاترہ امانتیسر من القرآن میں اجازت فرمائی کہ بقدر امکان قرآن پڑھو۔ اس کے لیے تکلیف مت اٹھاؤ۔ لیکن نماز کی جو بھی حالت تھی وہی رہی۔

مکن ہے وقتی نماز کی فرضیت سے پہلے آپ قیام اللیل کے متعلق تاکید فرماتے ہوں۔ فرضیت کے بعد یہ تہجد اور توبہ ہر ہی آنحضرت کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد کو حضرت عام نوافل اور سنن سے موکہ سمجھتے تھے۔ سنن کو سفر میں نظر نماز فرمادیتے۔ لیکن تہجد ترک نہیں فرماتے تھے۔

کچھ شک نہیں کہ یہ نماز روح کی غذا ہوتی ہے۔ اس سے نماز کا لطف اور ذوق حاصل ہوتا ہے۔ تہجد کی پابندی کی جائے۔ نماز میں عام طور پر خیالات اور تفکرات کم ہو جاتے ہیں۔ یہ نماز تقویٰ کی دلیل ہے۔ اس کا التزام کرنا چاہیئے

طبیعت کو شب بیداری کا عادی بنانا چاہیئے۔ ۵

پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے  
اپنی خاکستر سے پھر اپنا جہاں پیدا کرے  
رات کے تاروں میں اپنے راز داں پیدا کرے

ہو صداقت کے لیے مرنے کی جس دل میں تڑپ  
پھونک ڈالے یہ زمین و آسمان مستعار  
سوئے گردوں نالہ شب گیر کا بھیجے سیفر

## الفصل الأول

۱۱۲۱۔ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفُزَّعَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ قَدْرًا مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَذْفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ قَامَ فَرَكَهَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْقَامَةِ فَيَخْرُجُ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ۔

۱۱۲۲۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتِي الْفَجْرِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثْتُهُ وَإِلَّا اضْطَجَعَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

### پہلی نفل

۱۱۲۱۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آپ حضرت نماز عشاء اور فجر کے درمیان دو وقتوں میں گیارہ رکعت نماز پڑھتے تھے ہر دو رکعت کے بعد سلام کہتے اور ایک وتر پڑھتے اور ایک رکعت میں رکوع سے پہلے قریباً پچاس آیات پڑھتے جب مؤذن صبح کی اذان سے فارغ ہوتا۔ اور فجر نماز ہو جاتی۔ تو لہکی سی دو رکعت پڑھتے۔ پھر وائیں پہلو لیٹ جاتے۔ یہاں تک کہ مؤذن اقامت کی اطلاع دیتا۔ تو آپ تشریف لے جاتے یہ (بخاری مسلم)

۱۱۲۲۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آپ حضرت جب فجر کی دو رکعت سے فارغ ہوتے اگر میں بیدار ہوتی تو مجھ سے گفتگو فرماتے۔ ورنہ لیٹ جاتے۔ (مسلم)

۱۱۔ رات کی نماز میں رکعات کی تعداد ۱۰۔ اس کو ترمذی کے سوا احمد اور ابی سنن نے بھی روایت کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی نماز کے متعلق مختلف تعداد رکعات آئی ہے۔ فوجی گیارہ بھی اور تیرہ بھی یہ اختلاف محمول ہے مختلف اوقات و حالات پر اور یہ کہ ہر ایک ان میں سے جائز ہے ان میں سے آٹھ رکعت نفل ہوتے باقی وتر اور فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا حضرت عائشہ رابوہرہ عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر کی حدیثوں میں آیا ہے۔

۱۲۔ صبح کی سنت کے بعد باتیں کرتے کا جواز ۱۔ ابن ماجہ اور نسائی کے سوا اس کو جامع نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح کی سنتوں کے بعد باتیں کرنا منع نہیں ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے اور جن لوگوں نے اس کو کفر سمجھا ہے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

۱۱۲۳۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكَعَتِي الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَيَّ شِقِيهِ الْأَيْمَنِ مَتْنَقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۲۴۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوُتْرُ وَرَكَعَتَا الْفَجْرِ مَرَّةً وَاحِدَةً مُسَلِّمًا -

۱۱۲۵۔ وَعَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَواتِهِ دَبُّوَلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا لَلَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَاحِدَايَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يَسُوِي رَكَعَتِي الْفَجْرِ رَدَاةُ الْبُخَارِيِّ -

۱۱۲۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّيُ أَقْتَنَهُ صَلَواتَهُ بِرَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ رَدَاةُ مُسَلِّمًا -

۱۱۲۳۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آل حضرت جب فجر کی دو رکعت پڑھ لیتے تو دائیں ہیلو پر لیٹ جاتے تھے

(بخاری - مسلم)

۱۱۲۴۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آل حضرت رات کو تیرہ رکعت پڑھتے اور وتر اور صبح کی دو رکعت بھی اس میں

شامل تھیں تھے

۱۱۲۵۔ مسروق فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ سے آنحضرت کی شبیہ نماز کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے

فرمایا سات فواد گیارہ رکعت اس میں فجر کی دو سنتیں شامل نہ تھیں۔ (بخاری)

۱۱۲۶۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آل حضرت جب رات کو قیام فرماتے۔ تو نماز کا آغاز دو ہلکی رکعتوں سے فرماتے (مسلم)

۱۔ سنت فجر کے بعد دائیں جانب لیٹنا۔ اس کو اعداد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں صحابہ کی ایک جماعت سے املویش مروی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ صبح کی سنتوں کے بعد لیٹنا شروع اور مستحب ہے۔ جمہور کا یہی قول ہے اور بعض نے لیٹنے کو واجب کہا ہے اور دائیں جانب اس لیے لیٹنے کہ گہری نیند نہ آجائے کیونکہ بائیں طرف لیٹنے سے گہری نیند آتی ہے۔

۲۔ یعنی آٹھ رکعت نفل تین رکعت وتر اور دو رکعت صبح کی سنتیں کل تیرہ رکعت اور آنحضرت کا عام معمول یہی تھا۔

۳۔ رات کی نماز کا طریقہ: اس کو اعداد اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اصل میں تہجد کی پہلی دو رکعتیں تہجد الوضو کے قائم مقام کر کے ہلکی پڑھی جاتی ہیں کیونکہ تہجد الوضو کے نفل طہیرہ نہیں ہوتے اور پھر باقی رکعتیں لمبی کرتے۔

۱۱۲۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَقْتَحِرِ الصَّلَاةَ بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۸۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَدَأْتُ عِنْدَ هَالِكِ بْنِ مَيْمُونَةَ كَلِمَةً وَالتَّيْبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَفَعَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثَ اللَّيْلِ الْآخِرِ أَوْ بَعْضَهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِرُؤْيَى الَّذِينَ خَتَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ الْقُلُوبَ فَانظُرْ سَنَأْتِيهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَصُوعًا أَحْسَنًا بَيْنَ الْوُضُوءَيْنِ لَمْ يَكْتَبِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ فَقَامَ فَصَلَّى فَتَوَضَّأَتْ فَتَوَضَّأَتْ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِي فَتَنَامَتْ صَلَوَتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رُكْعَةً ثُمَّ اصْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَإِذَا ذُنُوبًا يَلَالُ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ فِي

۱۱۲۷۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آل حضرت نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے رات کو تیا م کرے، تو نماز دو ہلکی رکعتوں سے شروع کرے۔ (مسلم)

۱۱۲۸۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ کے ہاں سویا۔ آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس رات وہیں تھے۔ رات تھوڑی دیر آپ اپنے اہل سے گفتگو فرماتے رہے۔ پھر سو گئے جب رات کا ایک تہائی حصہ رہ گیا۔ یا کچھ حصہ آپ بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف دیکھا اور پڑھا۔ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِرُؤْيَى الَّذِينَ خَتَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ الْقُلُوبَ کہ میں نے پانی ڈالا پھر اچھی طرح وضو فرمایا۔ پانی زیادہ صرف نہیں کیا پوری طرح وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز شروع فرمائی میں نے اٹھ کر وضو کیا اور آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا آپ نے میرا کان پکڑا کہ مجھے دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ آپ نے پوری تیرہ رکعت ادا فرمائیں۔ پھر لیٹ کر سو گئے اور خراٹے لینے لگے۔ اور جب سوتے خراٹے لیتے پھر بلال نے آپ کو نماز کی اطلاع دی۔ آپ نے نماز پڑھی۔ اور وضو نہ کیا۔ اور آپ یہ دُعا... پڑھتے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا

دُعَائِهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَ فِي بَصَرِي نُورًا وَ فِي سَمْعِي نُورًا وَ عَن يَمِينِي  
نُورًا وَ عَن شِمَائِلِي نُورًا وَ فَوْقِي نُورًا وَ تَحْتِي نُورًا وَ أَمَامِي نُورًا وَ خَلْفِي نُورًا  
وَ اجْعَلْ لِي نُورًا وَ رَأْسًا وَ بَعْضَهُمْ وَ فِي لِسَانِي نُورًا اذْكَرَّ وَ عَصَبِي وَ لَحْيِي وَ دُمُوعِي وَ  
شَعْرَتِي وَ بَشِيرِي مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَ فِي رِوَايَةِ لَهْمَا وَ اجْعَلْ فِي نَفْسِي نُورًا وَ اعْظِمْ لِي  
نُورًا وَ فِي الْاُخْرَى لِمُسْلِمٍ اللَّهُمَّ اعْظِمْنِي نُورًا۔

وَ خَلْفِي نُورًا وَ اجْعَلْ لِي نُورًا

اور بعض روایت نے زیادہ کیا۔ وَ فِي لِسَانِي نُورًا وَ عَصَبِي نُورًا وَ لَحْيِي نُورًا وَ دُمُوعِي وَ شَعْرَتِي وَ بَشِيرِي۔

(بخاری - مسلم)

اور ایک روایت ان دونوں میں ہے وَ اجْعَلْ فِي نَفْسِي نُورًا وَ اعْظِمْ لِي نُورًا۔

اور مسلم میں ہے۔ اللَّهُمَّ اعْظِمْنِي نُورًا

اے اللہ میرے دل اور آنکھوں کانوں میں نور کر دے اور میرے دائیں بائیں اوپر نیچے آگے پیچھے نور کر دے اور مجھے نور  
بنا دے میری زبان اعصاب میرے گوشت خون بالوں اور چمڑے میں نور کر دے۔ میرے نفس میں نور کر دے اور نور کر  
میرے لیے بڑا کر دے اور مجھے نور عطا فرما دے۔

۱۔ تہجد کی نماز کی ایک دعا اور اس حدیث کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عباس  
سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ اکثر نے ان میں سے تعداد رکعات کا ذکر نہیں کیا اور جن لوگوں نے بیان کیا ہے انہوں  
نے تیرہ سے زیادہ اور گیارہ سے کم ذکر نہیں کیا اور مسلم میں اور میری زبان میں نور کے الفاظ نہیں ہیں اور اس رات کی نماز  
کی رکعات کی تعداد گیارہ ہے اور جس روایت میں تیرہ رکعت آئی ہیں اس میں یحییٰ بن ہزار نے وضاحت کی ہے کہ آپ نے  
آٹھ رکعت نفل پڑھے اور تین رکعت وتر اور دو رکعتیں فجر کی نماز سے پہلے پڑھیں۔ آپ نے جو ان فی خلق السموات والارض  
آیت پڑھی اس میں عجیب ترطائف ہیں۔ بشرطیکہ کوئی غور سے اس کو پڑھے۔ یعنی خداوند تعالیٰ کے خالق کائنات اور مدبر کائنات اور  
متصرف کائنات ہونے پر یہ آیت بڑی گہری روشنی ڈالتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے نور کا سوال کیا۔ اپنے ہر گ دریشے میں نور  
اپنے ہر اعضاء میں نور اپنی ہر طرف نور۔ غرض نور سے حق اور ہدایت کی وضاحت مراد ہے کہ اس میں کوئی تقاباتی شرہ جانے آج  
کل نور کا ایک مسئلہ ہی حل نکلا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں تھے بلکہ نور تھے۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ نور ات  
بھی نور تھی۔ انجیل نور تھی۔ اسلام نور ہے۔ قرآن نور ہے اور نبی بھی نور ہے۔ سورج نور ہے۔ چاند (باقی برصغیر آئندہ)

۱۱۲۹ - وَعَنْهُ آتَةٌ رَفَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْتَيْقِظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ أَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالشُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتًّا رُكْعَاتٍ كُلِّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هُوَ لَا آيَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثِ رَوَاةٌ مُسَلِّمَةٌ -

۱۱۳۰ - وَعَنْ مَيْمُونِ بْنِ حَالِدِ الْجَهَنِّيِّ أَنَّهُ قَالَ لَا رُكْعَتَيْنِ صَلَوَةٌ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى

۱۱۲۹ - ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ وہ آں حضرت کے پاس سوئے۔ آپ رات بیدار ہوئے مسواک کی وضو کیا اور یہ آیت پڑھی ان فی خلق السموات (آخر سورہ تک) پھر آپ نے دو رکعت اور نماز اور قیام رکوع اور سجدہ بہت لمبا فرمایا پھر نارغ ہو کر سو گئے۔ یہاں تک کہ خراگینے لگے۔ آپ نے تین دفعہ اس طرح کیا اور پھر رکعت پڑھیں ہر دفعہ یہ آیت پڑھتے۔ مسواک کرتے وضو کرتے، پھر تین دن پڑھے۔ (مسلم)

۱۱۳۰ - زید بن خالد جہنی نے فرمایا۔ میں آج رات آنحضرت کی نماز کو دیکھوں گا۔ آپ نے پہلی سعی دو رکعت پڑھیں پھر دو رکعت بہت ہی لمبی پڑھیں۔ پھر دو رکعت پڑھیں۔ وہ ان پہلی دو رکعات سے مختصر تھیں پھر دو رکعت اور اکیس۔ وہ ان

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ) نور ہے۔ ستارے نور ہیں اور اس کے علاوہ دنیاوی طور پر بجلی نور ہے۔ رگیں نور ہے۔ لالیٹن نور ہے چراغ نور ہے ان تمام نوروں کی دو قسمیں ہیں ایک مادی نور ہیں یہ ظاہری چیزیں دکھاتے ہیں اور ان کا اصل نور نہیں ہے یعنی ذات نور نہیں بلکہ صفت نور ہے۔ مثلاً لالیٹن کہ اس میں سوت کی بجی بھی نور نہیں اور مین کی۔ لالیٹن بھی نور نہیں مٹی کا تیل بھی نور نہیں ہے شیشے کا جھنی بھی نور نہیں لیکن صفت نور ہے یہی حال بجلی کے لمب اور تاروں کا ہے اور اسی طرح مٹی کے چراغ کا حال ہے کہ کسی کی بھی ذات نور نہیں بلکہ صفت ہے اور روحانی نور وہ ہیں جو کفر شرک بدعات اور فسق و فجور کے اندھیروں کو دور کرتے ہیں یہ بھی اپنی صفت میں نور ہیں ذات میں نہیں۔ ذات وہی بشر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا قل انما انا بشر مثلکم کہ دو کہ میں صرف تمہارے جیسا آدمی ہوں یہاں حصر کا کلمہ لاکر وضاحت کر دی کہ حقیقت یہی ہے کہ نفسی نہیں اور یہ بھی نہیں کہ بشریت کا جامہ پہن کر آیا ہے درناصل میں کچھ اور ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) صلحہ تہجد کی یہ صورت ثابت نہیں ہے۔ اس کو ناثی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں تین بار رکعات کے درمیان سوئے کا بھی ذکر ہے جو حدیسی روایت میں نہیں اس حدیث کے متن میں اضطراب ہے اسی لیے مسلم نے اس کو اصول روایات میں ذکر نہیں کیا بلکہ متابعات میں ذکر کیا ہے۔

رُكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا أَدْبَعَ مَرَّاتٍ هَكَذَا فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ وَأَقْرَابِهِ  
مِنْ كِتَابِ الْحَمِيدِيِّ وَمَوْظَا مَالِكٍ وَسُنَنِ أَبِي دَاوُدَ وَجَامِعِ الْأَصُولِ -  
۱۱۳۴ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَمَا بَدَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ وَثَقُلَ كَانَ أَكْثَرَ صَلَوَاتِهِ جَالِسًا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -

۱۱۳۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَقَدْ عَمَرْتُ النَّظَّائِمَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْرَنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عَشْرِينَ سُورَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفْضَلِ عَلَى تَابِ لَيْفِ ابْنِ  
مَسْعُودٍ سُورَاتَيْنِ فِي رُكْعَةٍ أُخْرَاهُنَّ حَمَلُ الدُّخَانِ وَعَمَّ يَكْسَاءُ لَوْ نَزَلَتْ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -

سے مختصر ہیں پھر دو رکعت ان سے چھوٹی پڑھیں اور پھر دو رکعت پڑھیں۔ وہ ان سے کم تھیں۔ پھر تیس پڑھے یہ تیرہ رکعت  
ہوئیں (مسلم) مسلم میں دو رکعت کا ذکر چار دفعہ آیا ہے۔ حمیدی نے افراد مسلم میں اور موطا مالک البوداد اور  
جامع الاصول میں اسی طرح ہے۔

۱۱۳۱ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب آپ کا بدن بوجھل ہو گیا۔ آپ نماز اکثر اوقات بیٹھ کر پڑھا کرتے  
تھے۔ (بخاری مسلم)

۱۱۳۲ - عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا: میں ان امتی جلتی میں سورتوں کو جانتا ہوں۔ جنہیں آج حضرت ایک رکعت  
میں ملا کر پڑھا کرتے تھے یہ سورتیں عبد اللہ بن مسعود کے مصحف کی ترتیب کے مطابق مفصل کی ابتدائی سورتیں تھیں۔  
آخری دو سورتیں حم ادخان اور عم یسار لون ہیں۔ (بخاری مسلم)

۱۱۳۱ - اس حدیث کو اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور زید کا یہ قول کہ پھر دو رکعتیں پڑھیں، چار مرتبہ ہے۔ مؤلف کا مقصود اس کلام سے لغوی پر  
اعتراف کرنا ہے کہ اس نے معاصیح میں تین مرتبہ ذکر کیا ہے۔

۱۱۳۲ - نفل نماز بڑھاپے کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھنا۔ اس مضمون کی ایک حدیث حضرت حفصہ کی بھی ہے جو احمد مسلم  
سنائی ترمذی میں ہے اور صحیح ہے کہ میں نے آنحضرت کو بیٹھ کر نماز پڑھتے کبھی نہ دیکھا ہاں وفات سے ایک سال قبل تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھنے  
لگے اور مسلم میں حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے کہ جب آپ کا بدن بڑھاپے میں بھاری ہو گیا تو تہجد بیٹھ کر پڑھنے لگے اس حدیث میں دلیل ہے کہ  
نفل نماز قیام کی قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھنا بغیر عذر کے بھی جائز ہے خودی نے کہا اس پر اجماع ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے اگر کم ہو جائے

۱۱۳۳ - اس کو سنائی نے بھی روایت کیا ہے نظر کا مطلب یہ ہے کہ مضمون میں ایک بھی نہیں ہے نہ کہ آیتوں کی تعداد میں مفصل سوزی سورہ ق سے  
کر آخر تک ہیں۔ مصحف عثمانی کی ترتیب پر عبد اللہ بن مسعود نے اپنے مصحف کی ترتیب نہیں رکھی بلکہ ان کی ترتیب علیحدہ تھی (ابو ہانیہ کے صحیفہ)



## الفصل الثانی

۱۱۳۳ - عَنْ حَدِيثِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَكَانَ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا وَالْمَلَكُوتُ وَالْجَبْرُوتُ وَالْكَبْرِيَاءُ وَالْعُظْمَةُ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأَ الْبَقْرَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ وَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا مِنْ رُكُوعِهِ يَقُولُ لِرَبِّي الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ سُجُودُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ فَكَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ كَانَ يَقْعُدُ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنْ سُجُودِهِ وَكَانَ يَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَرَأَ فِيهِنَّ الْبَقْرَةَ وَالْإِسْرَاءَ وَالنِّسَاءَ وَالْمَائِدَةَ أَوْ لَا تَعْلَمُ شَدَّقَ شُعْبَةُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

### دوسری فصل

۱۱۳۴ - حضرت مدیغ نے آن حضرت کو دیکھا آپ رات کو نماز پڑھتے اور فرماتے اللہ اکبر تین دفعہ، فوالملکوت والجبوت والکبریاء والعظمة اللہ بہت بڑا بادشاہ ہے۔ غالب برتری اور عظمت والا پھر نماز شروع فرماتے اور سورہ بقرہ پڑھتے۔ پھر رکوع فرماتے اور رکوع آپ کا قیام کے قریب قریب ہوتا۔ رکوع میں فرماتے سبحان ربی العظیم اللہ پاک ہے بڑی عظمت والا پھر رکوع سے سر اٹھاتے اور یہ قوم رکوع کے برابر ہوتا اور فرماتے لربی الحمد (میرے رب کے لیے حمد ہے) پھر سجدہ کرتے اور سجدہ قیام کے قریب قریب ہوتا اور سجدہ میں فرماتے سبحان ربی الاعلیٰ (اللہ بلندی والا پاک ہے) پھر سجدہ سے سر اٹھاتے اور دونوں سجدوں میں سجدہ کے برابر بیٹھتے اور فرماتے رب اغفر لی (اے اللہ مجھے بخش دے) آپ نے چار رکعات پڑھیں اور ان میں سورہ بقرہ۔ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ یا انعام تلاوت فرمائی شعبہ نے شک کیا صحیح ابو داؤد

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

سورہ دشان اور سورہ ناسفصل کی آفری سورتیں اس طرح بن سکتی ہیں کہ مفصلات کو مفاقات سے شروع کیا جائے جیسا کہ بعض کا قول ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۵ اس کو سنانے میں روایت کیا ہے۔ شعبہ راوی کو جو مائدہ اور انعام میں نمک ہے تو قیاس ہی چاہتا ہے کہ وہ سورہ مائدہ ہی ہوگی کیونکہ قرآن کریم کی ترتیب اس کا تقاضا کرتی ہے۔

۱۱۳۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَائِمِينَ  
وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقْنَطَرِينَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۱۱۳۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ  
طَوْرًا أَوْ يَخْفِضُ طَوْرًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۱۱۳۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَدَمَيْهَا  
مَا يَسْمَعُهُ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۱۱۳۴ - عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں۔ آل حضرت نے فرمایا۔ جو آدمی دس آیات سے رات کو قیام کرے اس کا  
شمار غافلوں میں نہیں ہوگا جو سو آیت سے قیام کرے اسے اطاعت گزاروں میں لکھا جاتا ہے اور جو ہزار آیت سے قیام  
کرے اسے زیادہ اجر پانے والوں میں لکھا جاتا ہے (ابوداؤد)

۱۱۳۵ - ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت رات کی قرأت میں کبھی آہستہ پڑھتے۔ کبھی آواز سے پڑھتے (ابوداؤد)

۱۱۳۶ - ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت کی قرأت اتنی بلند ہوتی کہ آپ صحن میں پڑھتے تو اہل حجرہ سن لیتے۔ (ابوداؤد)

۱۱۔ قیام میل کی ترغیب۔ اس پر ابوداؤد اور منذر کی نے سکوت کیا ہے اور اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی  
روایت کیا ہے اور اس میں یہ لفظ بھی ہیں کہ جو دو سو آیتوں سے قیام کرے وہ خزانہ اکٹھا کرنے والوں سے ہے اور اس معنیوں  
کا ایک حدیث ابوہریرہ کی بھی ہے جس کو حاکم نے صحیح کہا ہے فتوت کے کئی معنی ہیں اور یہاں اس کے معنی رات کا قیام ہے اور قنطار کا معنی  
خزانہ ہے اور یہاں کثرت اجر مراد ہے۔

۱۲۔ رات کی قرأت جہر اور آہستہ دونوں طرح اس پر ابوداؤد اور منذر کی نے سکوت کیا ہے اور اس باب میں عائشہ کی حدیث  
بھی ہے جن کو احمد اور ابی سنن نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی قرأت آہستہ آواز سے  
کرتے تھے اور کبھی جہر سے اور اس باب میں ابوہریرہ کی حدیثیں ہیں جن سے رات کی نماز میں جہر اور آہستگی دونوں طرح سے قرأت کا جائز ہونا  
ثابت ہوتا ہے اور اکثر روایات سے درمیانی آواز سے قرأت مستحب معلوم ہوتی ہے۔

۱۳۔ رات کی قرأت درمیانی آواز سے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی تہجد کی قرأت نہ تو اتنی آہستہ ہوتی تھی کہ اس کو  
کوئی سن ہی نہ سکے اور نہ اتنی بلند ہوتی تھی جتنی کہ جہری نمازوں میں آپ کرتے تھے یعنی آپ کی قرأت درمیانی ہوتی تھی اور یہ جب ہے  
کہ آپ گھر میں ہوتے تو مسجد میں آپ کی آواز بلند ہوتی تھی۔

۱۱۳۷ - وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ إِذْ رَسُوَلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً فَاذَاهُوَ بِأَبِي بَكْرٍ يُصَلِّيُ يَخْفِضُ مِنْ صَوْتِهِ وَمَدَّ يِعْمًا وَهُوَ يُصَلِّيُ رَافِعًا صَوْتَهُ قَالَ فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّيُ تَخْفِضُ صَوْتَكَ قَالَ قَدْ أَسْمَعْتُ مِنْ تَأْجِيبِ يَارَسُوَلُ اللّٰهِ وَقَالَ لِعِمْرٍ مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّيُ رَافِعًا صَوْتَكَ فَقَالَ يَا رَسُوَلُ اللّٰهِ أَوْ قِظَ الْوَسْطَانُ دَا طُرْدُ الشَّيْطَانِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ اِرْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا وَقَالَ لِعِمْرٍ أَخْفِضُ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا دَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ ۸ -

۱۱۳۸ - وَعَنْ أَبِي ذَرِّقَةَ قَالَ قَامَ رَسُوَلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ يَايَتِي وَالْأَيْتِرَانِ نُعِدَّ لَهُمْ فَأَتَهُمْ عِبَادًا وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَاِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

۱۱۳۷ - حضرت ابو قتادہ سے مروی ہے۔ آل حضرت ایک رات نکلے۔ آپ نے حضرت ابو بکر کو دیکھا وہ آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ اور حضرت عمر کے پاس گزرے وہ بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب دونوں آنحضرت کے پاس اکٹھے ہوئے۔ آپ نے فرمایا ابو بکر میں آپ کے پاس گزرا۔ آپ آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا میں جس سے سرگوشی کر رہا تھا۔ اسے سن رہا تھا اور حضرت عمر سے فرمایا میں آپ کے پاس سے گزرا۔ آپ اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ حضرت میں سوتوں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو دھسکار رہا تھا۔ آپ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا۔ آپ ذرا بلند آواز سے پڑھیں اور حضرت عمر سے کہا۔ آپ کسی قدر آواز آہستہ کر دیں (ابوداؤد ترمذی)

۱۱۳۸ - ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آل حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات نماز میں صبح تک ایک ہی آیت کی تلاوت فرماتے رہے ان تغفر لہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم (اگر تو عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو معاف کر دے

لے درمیان آواز قرآن کا حکم ہے ہر اس حدیث کو ابوداؤد و مسند اور مرسل دونوں طریق سے لائے ہیں اور ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرأت میں درمیان آواز رکھی جائے اور قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے وَلَا تَجْرِدْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافَتْ بِهَا وَاتَّبِعْ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا نہ اپنی نماز میں قرأت کرتے ہوئے آواز بلند کرو نہ آہستہ اور اس کے درمیان اپنی راہ تجویز کرو)

رَوَاهُ الشَّافِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۱۱۳۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتَ أَحَدَكُمْ رُكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

### الفصل الثالث

۱۱۳۷۔ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْوَلَدِ كَيْفَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ الدَّائِمَةُ قُلْتُ فَأَيَّ حِينٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَقُومُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -

تو غالب اور دانا ہے۔ (شافی ابن ماجہ)

۱۱۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آپ حضرت نے فرمایا۔ جب تم فجر کی دو رکعت پڑھ چکو تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

### تیسری فصل

۱۱۳۷۔ مسروق فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا۔ آپ حضرت کو کون سا عمل زیادہ پسند تھا۔ فرمایا جو ہمیشہ کیا جائے۔ میں نے کہا۔ آپ رات کس وقت قیام فرماتے تھے فرمایا۔ جب مرغ کی آواز سننے (بخاری مسلم)۔

۱۔ ساری رات ایک ہی آیت کی قرائت ہے۔ اس حدیث کو احمد، ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس کے راوی ثقہ ہیں۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ حضرت عائشہ علیہا السلام قیامت کے روز اپنی خطا کا رامت کی طرف سے معذرت بھی کریں گے اور یہ بھی مانتے ہیں کہ انہوں نے ان کو خدا تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا تھا یعنی شرک کیا تھا اور شرک کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں اور امت کی شفقت مجبور کرتی ہے کہ کچھ عرض بھی کریں پھر انہیں اختیار فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ناراض بھی نہ ہوں اور دے لفظوں میں مفارش بھی ہو جائے سکتے ہیں اسے اللہ اگر تو ان کو سزا دے تو تیرے بندے ہیں اس پر اعتراض کون کر سکتا ہے اور اگر معاف کر دے تو تو غالب ہے حکمت والا ہے تو جسے چاہے معاف کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کا خیال آگیا اور اسی آیت کو دہرانے لگے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی انتہا کو قبول فرمایا جیسا کہ احمد کی روایت میں ہے کہ ابو ذر نے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ تمام رات یہی آیت پڑھتے رہے تو آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے شفاعت کا سوال کیا اس نے مجھ کو میری امت کی شفاعت دے دی اور وہ قیامت کے روز ان شاء اللہ ہر مسلمان کو پہنچے گی جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو گا۔ (باقی اگلے صفحہ)

۱۱۴۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا كُنَّا نَشَاءُ أَنْ تَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ مُصَلِّيًّا إِلَّا دَأْبِنَاهُ وَلَا نَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ نَائِمًا إِلَّا دَأْبِنَاهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۱۱۴۲۔ وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ لَئِنْ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ وَآتَانِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَأَرَدْتُ قُبْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْلُوهُ حَتَّى أَرَى فِعْلَهُ فَلَمَّا صَلَّى صَلَاةَ الْعِشَاءِ وَهِيَ الْغَمَمَةُ اضْطَجَعَ هَوِيًّا مِنْ اللَّيْلِ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَنَظَرَ فِي الْأُفُقِ فَقَالَ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا حَتَّى يَبْكَرَ إِلَى إِيَّاكَ لَا تُخْلِفُ الْبَيْعَةَ دُفْعًا هَوَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَسْتَلَّ مِنْهُ يَسَاقًا ثُمَّ أَفْرَعُ فِي قَدْرٍ مِنْ إِدَاوَةٍ عِنْدَكَ مَاءً فَأَسْتَنْتَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى حَتَّى قُلْتُ قَدْ صَلَّى قَدْرًا مَا نَامَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى قُلْتُ قَدْ نَامَ قَدْرًا مَا صَلَّى ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ كَمَا نَعَلَ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَقَالَ مِثْلَ

۱۱۴۱۔ حضرت انس فرماتے ہیں ہم آنحضرت کو رات جب قیام میں دیکھنا چاہتے۔ آپ قیام میں ہوتے اور جب سہا دیکھنا چاہتے۔ آپ سوئے ہوئے ہوتے۔ (نسائی)

۱۱۴۲۔ حمید بن عبدالرحمن نے فرمایا۔ آنحضرت کے صحابہ سے ایک بزرگ نے کہا۔ میں حضرت کے ساتھ سفر میں تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں حضرت کے قیام رات کا خیال کروں گا تاکہ میں آپ کے عمل کا اندازہ کر سکوں۔ جب آپ نے عشاء کی نماز پڑھی جسے عتمہ کہتے ہیں۔ آپ رات کے کچھ حصہ تک سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے اور آسمانوں کے کناروں کو دیکھا اور یہ آیت پڑھی۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا حَتَّى يَبْكَرَ إِلَى إِيَّاكَ لَا تُخْلِفُ الْبَيْعَةَ دُفْعًا هَوَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَسْتَلَّ مِنْهُ يَسَاقًا ثُمَّ أَفْرَعُ فِي قَدْرٍ مِنْ إِدَاوَةٍ عِنْدَكَ مَاءً فَأَسْتَنْتَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى حَتَّى قُلْتُ قَدْ صَلَّى قَدْرًا مَا نَامَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى قُلْتُ قَدْ نَامَ قَدْرًا مَا صَلَّى ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ كَمَا نَعَلَ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَقَالَ مِثْلَ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ۷۶۰ اس کو ترمذی نے صحیح کہا اور ردی نے کہا اس کی سند شرط شیخین پر ہے اور اس کا مطلب پیسے بیان ہو چکا ہے۔  
۷۶۰ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۷۶۰)

۷۶۰ اس حدیث کو بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ نہیں کہ آنحضرت ہر وقت رات میں سوئے بھی رہتے اور نماز بھی پڑھتے رہتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر رات میں نماز بھی آپ پڑھتے اور سو بھی رہتے۔

مَا قَالَ فَفَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ الْفَجْرِ  
رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

۱۱۴۳- وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلُوكٍ أَنَّمَا سَأَلَ أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَوْتِهِ فَقَالَتْ وَمَا لَكُمْ وَصَلَوْتَهُ كَانَ يُصَلِّيُ ثُمَّ يَتَأَمُّ  
قَدْ رَأَى مَا صَلَّيْتُ ثُمَّ يَصَلِّيُ قَدْ رَأَى مَا نَامَ ثُمَّ يَنَامُ قَدْ رَأَى مَا صَلَّيْتُ حَتَّى يُصْبِحَ ثُمَّ نَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ فَإِذَا  
هِيَ تَنَعَّتْ قِرَاءَةَ مَقْسَرَةٍ حَرْفًا حَرْفًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

کیا فجر سے پہلے آپ نے یہ عمل تین دفعہ کیا۔ (نسائی)

۱۱۴۴- یعلیٰ بن مملک نے حضرت ام سلمہ سے ..... آنحضرت کی نماز اور قرأت کے متعلق دریافت  
کیا آپ نے فرمایا تم لوگ حضرت کی نماز کے متعلق کیا پوچھتے ہو۔ آپ نماز پڑھتے۔ پھر بقدر سوجاتے۔ پھر میں تدریس کرتے نماز  
پڑھ لیتے۔ پھر بقدر نماز سوجاتے۔ یہاں تک کہ صبح سوجاتی پھر حضرت ام سلمہ نے آپ کی قرأت کا ذکر کیا۔ فرمایا آپ کی قرأت  
کے حرف صرف الگ الگ تھے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

۱۱۴۵ رات کو بار بار سونا اور بار بار نماز پڑھنا۔ نسائی کی سند کے راوی ثقہ ہیں اور یہ آدمی زید بن خالد جہنی تھے اور ان کی حدیث  
پہلے گزر چکی ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ جب نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتے تو پھر لیٹ جاتے اور کچھ دیر سونے کے بعد پھر نماز  
پڑھنا شروع کر دیتے ایک حدیث میں آیا ہے قرۃ عینی فی الصلوۃ کہ نماز میں مجھے کون ماصل ہوتا ہے۔ اس طرح آپ ہمیشہ نہ کرتے بلکہ کسی اس طرح اس طرح  
سے ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا ہے یہ حدیث من صحیح غریب ہے اور صرف لیٹ بن سعد کے ذریعے ہم اس کو جانتے ہیں۔  
البتہ لیٹ بن سعد ثقہ ہے جامع نے اس سے روایت کی ہے۔ امام سلمہ کہتے ہیں کہ تم آپ کی نماز کی کیفیت پوچھ کر کیا کرو گے کیونکہ تم کو اس کی  
طاقت ہی نہیں ہے کہ آنحضرت کی یہ حالت سونے اور جانے کی صبح تک برابر رہتے۔

# بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ

## جب رات کو اٹھے تو کیا پڑھے

رات کے قیام سے عبادت کے علاوہ ایک سوئی مطلوب ہے۔ اس لیے آپ نماز کے علاوہ ادعیہ اور اذکار بھی پڑھتے تاکہ ایک سوئی ہو۔ اور دل اللہ کی طرف لگ جائے۔ زبان ظاہری اعمال اور دل کے درمیان ایک واسطہ ہے جب عمل زبان اور دل ایک طرف لگ جائیں۔ یہی کیسوئی ہے۔ اور یہی عبادت کی روح ہے۔ رات کا وقت نشکرات سے خالی ہوتا ہے اس لیے اس میں ایک سوئی اور دل جمعی کے امکانات زیادہ ہیں۔

شب بیداری خدا تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جسمانی اور روحانی دونوں لحاظ سے بے نظیر چیز ہے۔ تہجد کی نماز جب تک پہنچا کہ نماز فرض نہ ہوئی تھی۔ فرض تھی۔ جب پہنچا کہ نماز مقرر ہوئی تو اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی اور نفل نماز کی حیثیت سے باقی رہ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نقلی نمازوں میں سے جتنی تاکید اس کی فرماتے اور کسی نماز کی نہ فرماتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات پر یہ نماز فرض رہی قرآن مجید میں ہے۔ فَتَصَدِّدْ بِهِ فَاِخْلَعْ لَكَ عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا۔ آپ تہجد کی نماز پڑھا کریں یہ آپ کی نماز آپ کے لیے ایک زائد نماز ہے۔ قریب ہے کہ آپ کارب آپ کو مقام محمود تک پہنچائے یعنی چونکہ آپ کو مرتبہ بھی سب سے بڑھ کر ملنے والا ہے اس لیے آپ پر یہ نماز بھی اوروں سے زائد فرض کی گئی ہے۔ اور آنحضرت پر اس نماز کی فرضیت ان خصوصیات میں سے ہے جو آپ کو امت کے علاوہ حاصل ہیں مثلاً وصال کا روزہ بیویوں کی چار سے زیادہ کی اجازت۔ بیویوں کے اخراجات کا آپ کے ذمہ فرض نہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔

## الفصل الأول

۱۱۴۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسَلْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أُنَبِّتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَأَعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ .

## پہلی نفل

۱۱۴۴۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ آنحضرتؐ جب رات کو تہجد کے لیے اٹھے تو فرماتے اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسَلْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أُنَبِّتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَأَعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ . ( مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ )

اے اللہ تیری تعریف ہے۔ تو ہی آسمان اور زمین کا محافظ ہے اور جو چیز ان میں ہے اور تیرے لیے حمد ہے۔ اے اللہ آسمان اور زمین اور جو ان میں ہے۔ اس کی روشنی تیری وجہ سے ہے اور تیرے لیے حمد ہے تو آسمان اور زمین کا باغیہا ہے اور جو ان میں ہے تیرے لیے حمد ہے تو حق ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے۔ تیری ملاقات حق ہے۔ تیری بات حق ہے جنت حق ہے۔ آگ حق ہے تمام نبی سچے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں قیامت حق ہے۔ اے اللہ میں نے تیری اطاعت کی۔ میں تجھ پر ایمان لایا میں نے تجھ پر بھروسہ کیا اور میں تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ تیرے ہی نام سے جھگڑتا ہوں تیرے فیصلہ کو قبول کرتا ہوں مجھے معاف فرمایا جو میں نے پہلے کہا جو میں نے بعد میں کہا جو ماننے کیا۔ جو یوں شنیدہ کیا۔ اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تیری سب سے پہلے ہے اور سب سے آخر تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں (بخاری مسلم)



۱۱۴۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ اِنْتَحَرَ صَلَاتَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ رَبِّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَائِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فَبَيْنَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ يَا ذُنُوبَكَ إِنَّكَ تُهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۱۱۴۶ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَاثَرَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

۱۱۴۵ - حضرت عائشہ سے مروی ہے آنحضرت جب رات کو نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللَّهُمَّ رَبِّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَائِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فَبَيْنَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ يَا ذُنُوبَكَ إِنَّكَ تُهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اسے جبرائیل میکائیل اور اسرافیل کے رب آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے غیب اور عاجز کے جاننے والے تو ہی لوگوں کے اختلافات میں فیصلہ فرمائے گا اپنے حکم سے مجھے حق کی طرف رہنمائی فرما۔ تو جسے چاہے صراط مستقیم کی طرف راستہ دکھائے۔ (مسلم)

۱۱۴۶ - عبادة بن صامت سے مروی ہے۔ اے حضرت نے فرمایا جو آدمی رات کو بیدار ہو وہ یہ دعا پڑھے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں پورا ملک اس کا ہے۔ تمام حمد اس کی ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ پاک ہے

۱۔ اس حدیث کو اہل سنن اور ابن عباس نے بھی روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کے رب ہیں لیکن آپ نے بعض چیزوں کو مخصوص کیا جو کہ نہایت عظیم نشان تھیں جیسے کہا جائے آسمانوں اور زمینوں کا رب اور عرش عظیم کا رب اور مقصد یہ ہے کہ ان چیزوں کی عظمت بھی ظاہر ہو جائے اور چونکہ اس مقام میں خدا تعالیٰ کی صفات ملک بقا اور ایجاد کا تذکرہ تھا اس لیے یہاں عزرائیل کا نام نہ لیا کیونکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفات اعدام اور فنا سے ہے ورنہ وہ بھی جو عظیم نشان فرشتہ ہے۔ قیامت میں خداوند تعالیٰ لوگوں کے جنتی اور دوزخی ہونے کا فیصلہ فرمائیں گے اور دنیا میں ہدایت و گمراہی کا فیصلہ بھی وہی کرتے ہیں۔

وَهُوَ عَلَيَّ كُلِّ نَسْتِيٍّ وَقَدِيرٌ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ  
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ سَأَلْتُ أَعْرَابِيًّا أَوْ قَالَ ثَمَرًا عَا اسْتَجِيبَ لَهُ فَإِن تَوَضَّأَ  
وَصَلَّى قَبِلَتْ صَلَاتُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

## الفصل الثاني

۱۱۳۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِعَمْدِكَ اسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي  
وَاسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ اللَّهُمَّ يَا ذِي الْعِلْمَاءِ وَلَا تُزِعْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ

اللہ کے لیے حمد ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ گناہ سے پہنا اور نیکی کرنا اسی  
کی توفیق سے ہے پھر کے اللہم اغفر لی (اے اللہ مجھے معاف فرما) یا فرمایا پھر دعا کرے۔  
اس کی دعا قبول ہوگی اور اگر دُعا کر کے نماز پڑھے اس کی نماز قبول کی جائے گی۔ (بخاری)

## دوسری فصل

۱۱۳۸- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو  
بیدار ہونے کو فرماتے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِعَمْدِكَ اسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي وَاسْأَلُكَ  
رَحْمَتَكَ اللَّهُمَّ يَا ذِي الْعِلْمَاءِ وَلَا تُزِعْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ  
الْمَوَاقِبِ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ اے اللہ اپنی صفات سمیت میں اپنے گناہوں کی بخشش  
چاہتا ہوں۔ اور تیری رحمت چاہتا ہوں۔ اے اللہ مجھے زیادہ علم عطا کر میرا دل ہدایت کے بعد ٹیڑھا نہ کر۔

۱- دعا کی قبولیت کا طریقہ :- اس کو اہل سنن اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو روایت نہیں  
کیا۔ ابن بطلان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان پر وعدہ کیا ہے کہ جو آدمی نیند سے بیدار ہو اور اپنے رب کی توفیق کی  
گواہی اپنی زبان سے ادا کرے اور جو چیزیں اس کی شان کے لائق نہیں ہیں ان کو اس سے دور کرے اور اپنی عاجزی اور اس کی قدرت  
کا اقرار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبول کرے گا اور جب نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں بدترین  
گناہ شریک ہے اور پھر اس کے بعد تکبیر اور اسی کے برعکس صیغے سے بہترین نیکی اللہ تعالیٰ کی توحید ہے اور اس کے بعد اپنی عاجزی کا اقرار  
ان دعائیوں کے بعد ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی سب دعائیں قبول فرمائیں گے۔

تَدْرُكَ رَحْمَةً رَأَيْتَكَ أَنْتَ الرَّهَابُ دَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ -

۱۱۴۸ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيْتُ عَلَى ذِكْرِ طَائِفَةٍ أَقْبَتَعَاذُ مِنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللَّهُ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ آيَةً رَوَاهُ أَحْمَدُ أَبُو دَاوُدَ -

۱۱۴۹ - وَعَنْ شَرِيْقِ الرَّهَوِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا بِمَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ إِذَا هَبَّتْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَتْ سَأَلْتُنِي عَنْ شَيْءٍ فَمَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلِكَ كَانَ إِذَا هَبَّتْ مِنَ اللَّيْلِ كَتَبَ عَشْرًا وَحَمِدَ اللَّهُ عَشْرًا وَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَشْرًا وَقَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ عَشْرًا وَاسْتَغْفَرَ اللَّهُ عَشْرًا وَهَلَّلَ اللَّهُ

اور مجھے اپنی رحمت عطا فرما۔ تو یہی بخشنے والا ہے

۱۱۴۸۔ معاذ بن جبل سے مروی ہے۔ آں حضرت نے فرمایا۔ کوئی مسلمان نہیں جو رات کو ذکر کرتے ہوئے بائو سو جاوے پھر رات بیدار ہو۔ اور اللہ سے غیر طلب کرے۔ اللہ اسے وہ دے دے دے گا۔ (احمد۔ ابوداؤد)

۱۱۴۹

شریق ہمزنی سے مروی ہے۔ میں حضرت عائشہ کے پاس گیا اور دریافت کیا۔ حضرت جب رات کو بیدار ہوتے تو کیا چیز شروع فرماتے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ تم نے وہ سوال کیا جو تم سے پہلے کسی نے نہ کیا تھا جب رات کو بیدار ہوتے تو دس دفعہ تکبیر کہتے۔ دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ کہتے اور سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ۱۰ دفعہ کہتے اور سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ دس دفعہ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ دس دفعہ اور کلمہ تومید دس دفعہ پھر فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ الْیَوْمِ الْقِیَامَةِ (اسے اللہ میں تیری پناہ دینا اور آخرت کی تکالیف سے چاہتا ہوں) دس دفعہ پھر نماز شروع فرماتے (ابوداؤد)

۱۱۴۹۔ بیدار ہوتے ہی اللہ کو یاد کرنا!۔ اس کو ترمذی۔ نسائی اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح حاکم نے مستدرک میں اور اس باب میں بہت سی حدیثیں ہیں جن میں سے بعض اس کتاب میں بھی ہیں جیسے حضرت عائشہ کی یہ حدیث اور اس کے بعد حضرت معاذ کی حدیث اور ابوسعید اور کعب اسلمی کی حدیث باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تھے تو ذکر اور دعائیں مشغول ہو جا یا کرتے تھے۔

۱۱۴۸۔ دعا کی قبولیت میں دیر کی وجہ سے اس حدیث سے باوجود سونے کی نفی صحت معلوم ہوئی اور اللہ تعالیٰ (باقی بر صفحہ آئینہ)

عَشْرًا ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ضَيْقِ الدُّنْيَا وَضَيْقِ الْآخِرَةِ عَشْرًا ثُمَّ لَقِيَ النَّبِيَّ  
الضَّلَوَةَ أَبُو دَاوُدَ -

### الفصل الثالث

۱۱۵۰ - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَتَبْتُمْ  
يَقُولُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَيَحْمَدُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَكَعَالَى جَدِّكَ وَكَأَلَّهُ غَيْرُكَ ثُمَّ

### تیسری فصل

۱۱۵۰ - ابو سعید خدری فرماتے ہیں۔ آن حضرت جب رات کو اٹھتے۔ اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے۔ سبحانک اللہم  
و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جدک و لا الہ غیرک اے اللہ تو اپنی تعریفوں کے ساتھ پاک ہے۔ تیرا  
نام بابرکت ہے اور تیرا رُحْمہ اور نچا ہے۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر فرماتے اللہ اکبر کہیں (اللہ بہت بڑا  
ہے) پھر فرماتے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اس کو دین دنیا کا تمام مہلکیاں سے گا جو وہ مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے وعدے سے ہے۔  
بعض دفعہ آدمی کوئی ایسی چیز مانگ لیتا ہے جو اس کے حق میں مضر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ وہ نہیں دیتے اور بعض دفعہ اس چیز  
کے ملنے کا ابھی وقت نہیں آیا ہوتا اس لیے وہ نہیں ملتی تو ہم شکوہ کرنے لگتے ہیں اور یا یوس ہو جاتے ہیں دیکھو ایک چھوٹا نادان  
بچہ آگ کے سرخ سرخ انگاروں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور لے پڑتا چاہتا ہے لیکن ماں باپ جانتے ہیں کہ ان کو ٹھون یا انگاروں  
سے یہ جل جائے گا اس لیے اس کو جانے سے روک لیتے ہیں بچہ داتا ہے کہ مجھے یہ خوشی چیز نہیں ملتی تو اس میں بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے اپنی  
مصلحت کو نہیں سمجھ سکتا اور ماں باپ اس کی مصلحت کو سمجھتے ہیں۔ اسی طرح بعض چیزیں ہمارے حق میں مضر ہوتی ہیں جن کو ہم نہیں جانتے  
لیکن خدا تعالیٰ جانتے ہیں وہ نہیں دیتے تو ہم شکوہ کرتے ہیں اس کو اس طرح سمجھیں کہ ایک ماں چاول پکارتی ہے اور چاول ابھی کچے ہیں۔  
بچہ ہند کرتا ہے کہ مجھے ابھی دو ماں سے دے گی ضرور لیکن جانتی ہے کہ ابھی چاول کچے ہیں بچے کے پیٹ میں درد شروع ہو جائے گا اس  
لیے اس وقت وہ بچے کو نہیں دیتی اسی طرح بعض چیزوں کے ملنے کا ابھی وقت نہیں ہوتا اس کی مصلحت کو خداوند تعالیٰ جانتے ہیں لیکن ہم  
لا علمی کی وجہ سے بے صبر ہو جاتے ہیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے میرے مانگنے کا در ضرور ملے گا دعا ضائع نہیں ہوگی۔

۱۱۵۱ - صوفیاء کی اصطلاح میں معذرات مسبوہ ہے یعنی وہ دس کلمے جن کو سات بار پڑھنا ہوتا ہے اس کے مقابل محدثین نے صیغات عشرہ تالیف  
ہیں یعنی وہ سات کلمات جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس دس بار پڑھا کرتے تھے ان کو پڑھنا چاہیے اور خود سات چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

يَقُولُ اللَّهُ الْكَبْرُ كَبِيرًا ثُمَّ يَقُولُ أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ  
 مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْسِهِ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَائِيُّ وَرَأَى أَبُو دَاوُدَ  
 بَعْدَ قَوْلِهِ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثَلَاثًا وَفِي آخِرِ الْحَدِيثِ ثُمَّ يَقْرَأُ  
 ۱۱۵۱ - وَعَنْ رِبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ كُنْتُ أَبِيثُ عِنْدَ حُجْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ الْهُوَ الَّذِي  
 يَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ الْهُوَ الَّذِي رَوَاهُ التَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَقَالَ هَذَا  
 حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْسِهِ (ترمذی - ابوداؤد نسائی) میں پناہ  
 چاہتا ہوں اللہ کی جو سنتا اور جانتا ہے شیطان مردود سے اس کے دوسروں اس کے کبر اور اس کی گندگی سے  
 (ابوداؤد) میں غیرک کے بعد یہ لفظ زیادہ کیے لالہ الا اللہ (۳ دفعہ) اور آخر حدیث میں فرمایا پھر پڑھتے۔  
 ۱۱۵۱ - ربیع بن کعب اسلمی نے فرمایا۔ میں آن حضرت کے حجرہ کے قریب سوتا تھا۔ جب آپ رات کو اٹھے تو میں  
 سنا آپ سبحان رب العالمین (تمام کائنات کا رب پاک ہے) دیر تک فرماتے پھر سبحان اللہ و بحمدہ اللہ تعالیٰ  
 اپنی صفات سمیت پاک ہے، دیر تک فرماتے (نسائی ترمذی یہ حدیث صحیح ہے)

لے بیٹے شیطان انسان کو تکبر میں مبتلا کرتا ہے اور بے شعر اور دوسو سے دل میں پیدا کرتا ہے ان سے میں اللہ تعالیٰ ہی کا پناہ  
 لیتا ہوں۔

# بَابُ التَّحْرِیْضِ عَلٰی قِیَامِ اللَّیْلِ

## رات میں قیام کی ترغیب

رات کی نماز مسنون ہے۔ آنحضرت ہمیشہ قیام فرماتے تھے۔ صحابہ عموماً پابندی سے تہجد ادا فرماتے تھے۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ بعض کی طرح تو اس کی تاکید نہیں فرماتے تھے۔ لیکن سنن سے اس کے زیادہ پابند تھے۔ عموماً رات کی نماز میں لمبا قیام فرماتے۔ بعض دفعہ حضرت کے پاؤں پر درم آجاتا۔ گھر والوں کو بھی ترغیب دلاتے۔  
عام طور پر رات کے آخری حصہ میں قیام فرماتے۔ بعض اوقات کئی دفعہ رات کو بیدار ہوتے اور سوتے اس میں جفاکشی کی عادت سمجھا ہے۔ اس وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

نمبر ۱۱۶۶ میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جادو گر اور عشار کی دعا قبول نہیں فرماتے۔ جادو گر اس لیے کہ وہ لوگوں کو ایذا پہنچاتا ہے۔ اس کی نظر بازی سے لوگوں کو دکھ پہنچتا ہے۔ عشار اسے کہتے ہیں۔ جسے حکومت سرحدی علاقوں یہ مختلف مقامات میں محصول وصول کرنے کے لیے مقرر کرتی ہے۔ اگر یہ محصول درست ہو اور چنگی والے اس میں ظلم نہ کریں۔ تو اس میں کوئی گناہ نہیں اور ایسا شخص دین کی خدمت کرتا ہے۔ اس کی دعا منظور ہوگی۔ اگر وہ محاصل خمر، غانا، جائز چیزوں کے محصول ہوں یا عشا اور محض اس میں بددیانتی کریں جیسے عموماً ایسے مواقع پر ہوتا ہے تو پھر یہ مجرم ہے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

## الفصل الأول

۱۱۵۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عَقَدٍ يَنْزِلُ عَلَى كُلِّ عَقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَإِذَا قَدْ وَانَ اسْتَيْقَظَ فَإِنَّ اللَّهَ أَنْحَلَتْهُ عَقْدَةً فَإِنَّ تَوَسَّأَ أَنْحَلَتْهُ عَقْدَةً فَإِنْ صَلَّى أَنْحَلَتْهُ عَقْدَةً فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانَ مُتَنَفِّقٍ عَلَيْهِ۔

۱۱۵۳۔ وَعَنِ الْمَغْنِيزَةِ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَسَّأَ مَثَ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَصْنَعُ هَذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَتَذَكَّرُ مِنْ ذُنُوبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا تَشْكُرُونِي مُتَنَفِّقًا عَلَيْهِ۔

### پہلی فصل

۱۱۵۲۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا شیطان تمہارے سر کی گدی پر تین گانٹھیں لگانا ہے جب تم سوتے ہو ہر گز میں یہ دوسرے ڈالتا ہے کہ ابھی سو جاؤ رات بہت باقی ہے۔ جب انسان بیدار ہو جائے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گز کھل جاتی ہے دوسرے دوسری اور نماز سے تیسری گز کھل جاتی ہے۔ اور وہ خوش دل ہو جاتا ہے۔ در نہ بدل اور سست ہو جاتا ہے۔ (بخاری سلم)

۱۱۵۳۔ حضرت مغیرہ سے مروی۔ آنحضرتؐ انا قیام فرماتے کہ آپ کے قدموں پر درم ہو جاتا۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ آپ اس طرح کیوں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پہلی اور پچھلی لغزشیں معاف فرمادی ہیں۔ فرمایا کیا میں ننگہ گوارا بندہ نہ بنوں۔ (بخاری سلم)

۱۔ شیطان کی گرہوں کا علاج۔ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، نسائی اور مالک نے بھی روایت کیا ہے۔ شیطان کی گرہوں سے مراد یہ ہے کہ جس طرح جادوگر اپنے مسحور پر پڑھ پڑھ کر بھونکیں مارتا جاتا ہے اور دھاگے کو گرہ دیتا جاتا ہے اسی طرح شیطان سونے دانے کے دماغ میں یہ بھونکتا جاتا ہے کہ ابھی رات بڑی لمبی ہے اتنی جلدی اٹھ کر کیا کرو گے کچھ تھوڑا سا اور آرام کر لو۔ یہ گز ہیں نتیجتاً ہوتی ہیں ان کی تاویل کا ضرورت نہیں کیونکہ ان کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔ جب آدمی نیند سے بیدار ہو کر ذکر اور نماز میں مشغول ہو جائے تو شیطانی اثر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ معاملہ اس آدمی کے متعلق ہے جسے رات کو اٹھ کر تہجد پڑھنے کی عادت نہ ہو اور اگر تہجد پڑھنے کی عادت ہو اور کسی رات اتفاق سے جاگ نہ آئے تو اس کے لیے برابر اجر لکھا جاتا ہے۔ یہ مدوامت کی برکت ہے اور مدوامت سے قومرنے کے بعد بھی قیام تک برابر اس کے نامہ اعمال میں اجر درج ہوتا رہتا ہے۔

۲۔ رسول اللہ کا عبادت میں تکلیف اٹھانا، اس حدیث کو ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ان کے لیے بھی عبادت سے اس وقت تک عبادت کو وجہ تک کہ تم آتے جاؤ لیکن آنحضرتؐ اس سے متعلق ہیں آپ کے پاؤں پر دم آجاتا ہے آپ قیام کرتے کیونکہ آپ کی روحانی قوت اتنی غالب ہے کہ جہاں تکلیف سے بچ سکتے ہیں اسکا نتیجہ۔

۱۱۵۴- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيلَ لَهُ مَا نَمَالَ نَأْسِمَا حَتَّى أَصْبَحَ مَا قَامَ مَرَأَى الصَّلَاةَ قَالَ ذَلِكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانَ فِي أُذُنِهِ أَوْ قَالَ فِي أُذُنَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

۱۱۵۵- وَعَنْ أُمِّ مَسْنَمَةَ قَالَتْ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَرَعَا يَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أَنْزَلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجْرَاتِ يُرِيدُ أَنْ يَدْوَجَهُ لِكَيْ يُصَلِّيَنَّ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةً فِي الْآخِرَةِ رَدَّاهُ الْبُخَارِيُّ .

۱۱۵۶- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي

۱۱۵۴- عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا۔ اے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا۔ وہ ہمیشہ سوتا رہا اور نماز کے لیے بھی نہیں اٹھا۔ آپ نے فرمایا اس آدمی کے کان میں شیطان نے پینٹا کر دیا ہے۔ ایک روایت میں اس کے دونوں کانوں کا ذکر ہے۔ (بخاری مسلم)

۱۱۵۵- حضرت ام سلمہ نے فرمایا۔ اے حضرت ایک رات گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ پاک ہے آج کی رات کس قدر خزانے اترے ہیں۔ اور کس قدر فتنے نازل ہوئے ہیں۔ کوئی آدمی ہے جو اہل حجرات (ازواج مطہرات) کو جگانے تاکہ وہ نماز پڑھیں۔ بہت سے کپڑے پہنے ہوئے عورتیں قیامت کے روز نکلی ہوں گی۔ (بخاری)

۱۱۵۶- حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہمارے رب تبارک و تعالیٰ ہر رات دو تہائی گزرنے کے بعد آسمان دنیا پر نازل فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کوئی ہے جو دعا کہے۔ کہ میں اس کی دعا کو قبول کروں کوئی ہے جو مانگے میں اسے **سست آدمی پر شیطانی اثرات**۔ اس کو سنائی۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ قرطبی نے کہا ہے کہ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ شیطان کھاتا بھی ہے اور پینٹا بھی ہے اور اس کی اولاد بھی ہوتی ہے تو اس کا پینٹا بھی حقیقتاً ہوتا ہے اور اس کا اثر انسان پر یہ ہوتا ہے کہ شیطان اس پر غالب ہو کر اس کو سست بنا دیتا ہے۔

۱۱۵۷- اس کو ترمذی اور مالک نے بھی روایت کیا ہے جو خزانے اور مال آنحضرت کی امت کو قیامت تک ملنے والے تھے وہ بھی ان کو دکھائے گئے اور جو فتنے قیامت تک آنے والے تھے وہ بھی آپ کو دکھائے گئے اور آپ نے اس کی اصلاح فرمائی اور کہا جسے دلوں (یعنی ازواج مطہرات) کو اٹھاؤ کہ خدا کی رحمت کے خزانے حاصل کریں اور فتنے اور عذاب الہی سے بچیں جو یہاں غفلت کی تان کہ تم لوں گی وہ درجات سے محروم رہیں گی۔



فَاسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأَعْطِيهِ مَنْ يَسْتَعْفِرُنِي فَأَعْفِرْ لَهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْكَ وَفِي رِوَايَةٍ  
لِمُسْلِمٍ ثُمَّ يَبْسُطُ يَدَيْهِ وَيَقُولُ مَنْ يُقْرِضْ غَيْرَ عَدُوٍّ مِرٍّ وَلَا ظُلْمٍ حَتَّى يَبْفَجِرَ الْعَجْرُ -  
۱۱۵۶ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً  
لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ  
إِيَّاهُ وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۱۱۵۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ  
الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَبْنِي لَمْ  
يُصَفِ اللَّيْلَ فَيَنُومُ ثَلَاثَةً وَيَنَامُ سُدُسَةً وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

دو۔ کوئی ہے جو بخشش مانگے میں اسے معاف کر دوں (بخاری مسلم) صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ قرآن دیتا  
ہے ایسے شخص کو جو نہ توفیق ہے۔ نہ ظالم یہاں تک کہ فخر کھل جائے۔

۱۱۵۶ - حضرت جابر سے روایت ہے۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ رات میں ایک ایسی گھڑی ہے، کہ کوئی  
مسلمان اسے نہیں پاتا وہ اس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی طلب کرے مگر اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔ اور یہ واقعہ ہر  
رات کو ہوتا ہے۔ (مسلم)

۱۱۵۷ - عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ حضرت داؤد کی نماز اللہ کو بہت پسند ہے۔ اور  
حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ حضرت داؤد آدمی رات سوتے ایک تہائی رات  
جاگتے۔ اور چھٹا حصہ رات پھر سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے۔  
(بخاری مسلم)

۱۱ - آسمان دنیا پر نزول الہی۔ اس کو احمد اور ابن سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کا نزول  
برحق اور کیفیت معلوم نہیں۔

۱۲ - داؤد کی نماز کا طریقہ۔ اس کو ترمذی کے سوا احمد اور ابن سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے میرے  
حصہ رات کی نماز کی فضیلت ثابت ہوئی۔ اس طرح کہ پنے آدمی رات سوئے پھر تیسرا حصہ جاگے پھر چھٹا حصہ سو جائے تاکہ  
صبح کی نماز کا اعانگی میں سہولت ہو۔ جس کام میں امت پر آسانی رہے آنحضرت اپنی عبادت میں اسی کو پسند کرتے اور  
اسی کو معیار بناتے۔

۱۱۵۸- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ تَعْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي أُخْرَاهُ ثُمَّ إِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى أَهْلِهِ قَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ بَيْنَامُ فَإِنْ كَانَ عِنْدَ التَّدَاوُلِ جُنُبًا وَثَبَّ فَاقْضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ .

### الفصل الثاني

۱۱۵۹- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ ذَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

۱۱۶۰- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَيْهِمُ الرَّجُلُ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّيَ وَالْعَوْمُ إِذَا اصْفُوًا إِلَى الصَّلَاةِ .

۱۱۵۸- حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ اس حضرت شروع رات کو سوجاتے اور آخر رات کو جاگتے۔ (یعنی تہجد پڑھتے پھر اگر اپنے اہل سے کوئی ضرورت ہوتی تو پوری فرماتے۔ پھر سوجاتے۔ اذان کے وقت بیدار ہوتے۔ اگر نہ ہوتے تو نسل فرماتے۔ اگر غسل کی ضرورت نہ ہوتی۔ تو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتے۔) (بخاری مسلم)

### دوسری فصل

۱۱۵۹- ابوامامہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ رات کے قیام کی پابندی کرو۔ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمہارے اللہ کے قرب کا سبب ہے پرائیوں کو مٹاتا ہے اور گناہوں سے روکتا ہے۔ (ترمذی)

۱۱۶۰- ابوسعید خدری سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تین آدمیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔ جب آدمی رات کو نماز کے لیے قیام کرے۔ جب نماز کے لیے صفت باذہلیں۔ (۳) اور لوگ جب دشمن کے لیے

۱۱ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ دو روایتیں صبح کی سنتیں ہیں۔

۱۲ اس کو ترمذی نے کتاب الدعوات میں روایت کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے اور حاکم۔ طبرانی۔ بیہقی۔ احمد۔ ابن جوزی۔ ابن خزیمہ اور ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ باب کا مدنی قیام میل کے استنباب پر دلالت کرتی ہیں۔

وَالْفَوْمُ إِذَا صَفَّوْا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ رَوَّالًا فِي شَرِّهِ الْمُسْتَدَّرِ

۱۱۶۱ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الْأَخْرِفَانِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَنْذُرُكَ اللَّهُ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ رَوَّالًا التَّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا -

۱۱۶۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيَّقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ فَإِنْ أَبَتْ لَضَعَتْ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللَّهُ رَأْسَهَا قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيَّقَظَتْ رَجُلًا فَصَلَّى فَإِنْ أَبَى لَضَعَتْ

مصنفین باندھیں (شرح السنہ)

۱۱۶۱ - عمرو بن عبسہ نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ آخر رات کے درمیانی حصہ میں اللہ تعالیٰ انسان کے بہت قریب ہوتا ہے۔ اگر تم سے ہو سکے تو ان لوگوں سے ہو جاؤ۔ جو اس وقت اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس کی سند غریب ہے)

۱۱۶۲ - ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرما دے۔ جس نے رات کو اٹھ کر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دے دے اور اس عورت پر رحم فرما دے۔ جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے۔ اور اپنے خاندان کو جگائے تاکہ وہ نماز پڑھے۔ اگر وہ انکار کرے۔ تو اس کے منہ پر پانی پھیر کر

۱۱۔ اس کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی اپنی سند گواچی نہیں لیکن اس کا ایک شاہد عبداللہ بن مسعود کی احمد اور ابن حبان والی حدیث بھی ہے۔ عراقی نے کہا اس کی سند اچھی ہے اور حدیث کا معنی پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بچھلی رات کو اٹھنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

۱۲۔ اس کو ابو داؤد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم کی سند راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اس حدیث کا مضمون صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے اس میں دلیل ہے کہ رات کے آخری تیسرے حصہ میں نماز پڑھنا اور دعائیں کرنا مستحب ہے۔

۱۳۔ مریاں بیوی تہجد کے لیے ایک دوسرے کو جگائیں۔ اس کو ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اس پر سکوت کیا بلکہ کہا کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے۔ حدیث میں اشارہ ہے کہ مرد کا زیادہ حق ہے کہ وہ خود بچھلی رات میں اٹھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے۔ اسی لیے اس کو مقدم رکھا ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ خدا کا فضل صرف مردوں پر ہی نہیں بلکہ عورتیں بھی اس پر برابر شریک ہیں اور کبھی عورت مرد سے زیادہ عبادت گزار ہوتی ہے اس کو چاہیے کہ اپنے خاندان کو بھی اپنے ساتھ عبادت میں شریک کرے۔

فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَاتِيءُ.

۱۱۶۳ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ  
الْآخِرُ وَدُبْرُ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَاتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۱۱۶۳ - وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ  
فِي الْجَنَّةِ عُرْفًا يُرَى عَلَى هَرَمٍ مِنْ بَابِهَا مِنْ ظَاهِرِهَا أَعْدَاةُ اللَّهِ لِمَنْ أَلَذَّ الْكَلَامَ  
وَآطَعَمَ الطَّعَامَ وَتَابَعَ الصِّيَامَ وَصَلَّى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ دَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي  
شُعَبِ الْإِيمَانِ وَمَا دَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَلِيٍّ تَحْوُكًا وَفِي رِوَايَتِهِ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ.

### الفصل الثالث

۱۱۶۵ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دے۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

۱۱۶۳ - ابوامامہ سے مروی ہے۔ آنحضرت سے عرض کیا گیا۔ کون سی دعا اللہ کے ہاں زیادہ سنی جاتی ہے۔ فرمایا۔

آخری رات کے درمیانی حصہ میں اور فرضی نمازوں کے بعد (ترمذی)

۱۱۶۳ - ابومالک اشعری سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جنت کے بالا خانے ہیں۔ جن کے اندر سے ان کی

بیرونی سطح نظر آئے گی۔ اور باہر سے اندرونی حصہ نظر آئے گا۔ جسے اللہ نے ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو نبی سے

گفتگو کریں اور مسکینوں کو کھانا کھلائیں۔ اور کثرت سے روزے رکھیں اور جب لوگ سو رہے ہوں تو رات کو نماز پڑھیں

دشعب الایمان بیہقی ترمذی نے حضرت علی سے روایت فرمایا۔ اور اس کی روایت میں ہے جو اچھی گفتگو

کریں۔

### تیسری فصل

۱۱۶۵ - عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے۔ آنحضرت نے مجھے فرمایا۔ عبد اللہ بن علی کی طرح نہ ہونا۔ وہ

۱۱۶۵ - پچھلی رات قبولیت دعا کا وقت ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کی تائید وہ حدیث کرتا ہے

جس میں ہے کہ خدا تعالیٰ بندے سے سب سے زیادہ قریب پچھلی رات کے درمیان میں ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ رات

کا پچھلا تیسرا حصہ قبولیت دعا کے لیے بڑا موزوں ہے اور اس میں دعا کرنے کی ترتیب بھی ہے اور اسی طرح فرض نمازوں کے بعد

بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ (تیسرا حصہ صفحہ پر)

يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقْتُمْرُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -  
 ۱۱۶۶ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَقُولُ كَانَ لِدَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ يُوقِظُ فِيهَا أَهْلَهُ يَقُولُ يَا آلَ دَاوُدَ  
 قَوْمُوا فَصَلُّوا فَإِنَّ هَذِهِ سَاعَةٌ يَسْتَجِيبُ اللَّهُ عَنْكُمْ وَجَلَّ فِيهَا الدُّعَاءُ إِلَّا لِسَاجِدٍ  
 أَوْ عَشَّارٍ دَوَاةٍ أَحْمَدُ -

۱۱۶۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَفْضَلُ  
 الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَفْرُوضَةِ صَلَاةٌ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ رَوَاهُ أَحْمَدُ -

پہلے رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام ترک کر دیا۔ (بخاری مسلم)

۱۱۶۶ - عثمان بن ابوالعاص فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے۔ حضرت داؤد رات کے بعض  
 حصوں میں اپنے گھروالوں کو جگایا کرتے تھے اور فرماتے اسے آل اولاد اٹھو اور نماز پڑھو اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سب  
 دعائیں قبول فرماتا ہے۔ لیکن جاؤ گرا اور چونگی واسے کی دعا مقبول نہیں ہوتی۔ (احمد)

۱۱۶۷ - ابو ہریرہ نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ فرماتے تھے فرضی نماز کے بعد سحر کی نماز سب سے افضل  
 ہے۔ (احمد)

۱۱۶۸ - (بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اس کو ابن مبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور اس کا ایک شاہد عبد اللہ بن عمرو کی حدیث بھی ہے جس کو عالم  
 نے روایت کر کے شیخین کی شرائط پر کہا ہے اور اس حدیث میں سنادت قوافض اور عبادات لازمہ اور متعدیہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔  
 (حاشیہ صفحہ ہذا) نیکلی پر مدار امت چاہیے۔ اس کو نسائی اور ابن مبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ  
 جب کوئی صلوات یا تنبیہ مقصود ہو تو کسی آدمی کو برائی بیان کی جا سکتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کا قیام واجب نہیں اور  
 یہ کہ آدمی کو چاہیے کہ جب وہ کوئی نیک کام کرے تو پھر ہمیشہ کرتا جائے اور عبادت کو چھوڑے نہیں اگرچہ وہ واجب نہ ہو۔  
 ۱۱۶۹ - احمد کا سند اچھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ داؤد علیہ السلام نصف رات سو یا کرتے تھے اور پھر تیسرا حصہ  
 جاگتے تھے انہو اور اسی وقت میں آپ اپنی بیویوں کو بھی جگاتے اور یہی قبولیت دعا کا وقت ہے۔

۱۱۷۰ - رات کی نماز افضل ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث  
 رات کی نماز کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ آیا تہجد کی نماز بہتر ہے یا مگر وہ سنتیں۔ بعض نے  
 کہا کہ تہجد کی نماز قبولیت دعا کے وقت کے لحاظ سے بہتر ہے اور پھر اس میں نفس پر مشقت بھی زیادہ پڑتی ہے اور بڑے  
 درجے کی نماز ہے لہذا یہ افضل ہے اور بعض نے کہا سنن روایت بہتر ہیں کیونکہ وہ فرضوں کے ساتھ اٹھائی جاتی ہیں لہذا وہ طبع  
 میں اس سے بہتر ہیں۔



۱۱۷۱۔ دَعَى ابْنُ عَمْرٍو أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَ بْنَ الْحَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ أَيْقَظُ أَهْلَهُ لِلصَّلَاةِ يَقُولُ لَهُمَا الصَّلَاةُ ثُمَّ يَبْتَلُوهُنَّ هَذِهِ الْآيَةَ وَأَمْرًا هَلَكًا بِالصَّلَاةِ وَأَصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا تَسْأَلُكَ رُبُّكَ عَنْ كُذُوبِكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى رَوَاهُ مَالِكٌ.

۱۱۷۱۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ حضرت عمر رات کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق نماز پڑھتے۔ پھر رات کے آخر میں گھر والوں کو نماز کے لیے جگاتے۔ پھر یہ آیت پڑھی اور حکم کرا اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی اس پر استقامت سے عمل کرو۔ ہم تم سے رزق طلب نہیں کرتے۔ بہتر انجام اہل تقویٰ کے لیے ہے یہ (مالک)

۱۱۷۱۔ اپنے گھر والوں کو تہجد کے لیے جگانا۔ اس کو ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت عمر کا اپنے گھر والوں کو جگانے کا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ماخوذ ہے کہ وہ بھی اپنے گھر والوں کو اٹھایا کرتے تھے۔ حضرت عمر کو نہایت کا بار عظیم بھی تہجد کا نماز سے روک نہ کہ نہ اتنا ہی ان پر دم کرے۔

# بَابُ الْقَصْدِ فِي الْعَمَلِ

## اعمال خیر میں میانہ روی

افراط اور تفریط انسانی طبیعت کی دو بیماریاں ہیں۔ افراط جائز حد سے زیادتی کو کہتے ہیں اور تفریط کا لفظ جائز حد سے کمی پر بولا جاتا ہے۔ اعتدال وہ صحیح مقام ہے جس پر طبیعت کو قائم رہنا چاہیے۔ افراط شوق اور اس میں شدت کا نتیجہ ہے لیکن یہ شدت دیر تک قائم نہیں رہ سکتی شوق کم ہوتا ہے اور طبیعت اکتاناً شروع ہو جاتی ہے۔ جب اس اکتاہٹ کی وجہ سے اچھے کاموں میں اس قدر کمی آجائے جس میں مقرر اور متعین وظیفہ بھی ادا نہ ہو سکے۔ اسی کا نام تفریط ہے تفریط بعض اوقات افراط کے نتیجہ کے طور پر رونما ہوتی ہے۔ کبھی لاعلمی جہالت سے اور کبھی بے اعتنائی سے نمایاں ہوتی ہے اس لیے آنحضرت نے نقلی عبادت میں جو مقدار متعین نہیں فرمائی، تاہم غلو سے روکا ہے۔ قرآن ایک دن میں ختم کرنا پسند نہیں فرمایا۔ تاہم اسے قیام کو ناپسند فرمایا۔ نقلی روزے ہمیشہ رکھنا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

عبادت میں احسان اور خشوع اساسی حیثیت رکھتے ہیں۔ غلو اور کثرت سے جب لال اور تھکاوٹ محسوس ہوتی تو ان دونوں اوصاف میں نقصان ہوگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے عبادت محض ایک عادت ہو کر رہ جائے گی۔ صفت احسان اور خشوع سے خالی ہوگی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے شرعی تقادیر کو دو اسے تشبیہ دی ہے جس میں کمی بیشی دونوں مضر ہیں۔

عام بدعات میں بھی یہی نقص ہے کہ وہ محض عادت ہو جاتی ہیں۔ احسان اور خشوع اس سے ناپید ہو جاتا ہے۔

آنحضرت کا ارشاد ہے اَنَا اَصْوَمُ وَاَنْظَرُ وَاَقْوَمُ وَاَذَقُّ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنِ سُنتِي فَلَيْسَ مِنِّي میں روزہ بھی رکھتا ہوں۔ افطار بھی کرتا ہوں۔ رات قیام بھی کرتا ہوں۔ سوتا بھی ہوں اور اپنے اہل کے حقوق بھی ادا کرتا ہوں۔ جو میری سنت سے نفرت کرے وہ میرا ساتھی نہیں، اس مقدس ہدایت میں میانہ روی کی ہدایت بھی مقصود ہے۔ لیکن میانہ روی اور اقتصاد کے ساتھ مداومت بے حد مفید ہے۔ فرائض پر مداومت ہوتی ہی ہے نوافل کا التزام بہت مفید ہے آنحضرت نے فرمایا خَيْرُ الْاَعْمَالِ اَذْوَمُهَا وَاِنْ قُلَّ عِبَادَاتُ اور اعمال خیر کم ہوں لیکن ان پر ہمیشگی کرے اور مداومت سے طبیعت مانوس ہو جاتی ہے اور کمی سے اکتانے کا خطرہ نہیں رہتا۔ اس کے بعد لازماً خشوع اور احسان کا مقام آتا ہے۔ جو دراصل عبادت کی روح ہے۔

تاریخ اسلام نے دو قومیں ہمارے سامنے بنیں کی ہیں جن میں سے ایک افراط کی مز تکب تھی اور ایک تفریط کی۔ قوم یہود ابتدا ہی سے سَمِعْنَا وَاَعْمَلْنَا کی قائل تھی۔ کام چورا اور کم کوش ایسی کہ موسیٰ علیہ السلام جیسے محسن اور خدا کے رسول کو نہ پریشان جواب دے دیا کہ موسیٰ وہاں (بیت المقدس) میں بڑی سخت قوم آباد ہے ہم وہاں کبھی نہ جائیں گے ہاں ایک صورت میں



ہم وہاں جا سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ قوم شہر خانی کر دے تو ہم قبضہ کر لیں گے۔ اور جب زیادہ سمجھا یا گیا تو کہنے لگے تم جاؤ اور اپنے رب کو ساتھ لے جاؤ اور جا کر لوگوں کو یہاں بیٹھیں گے۔ یہ قوم تعزیر کا شکار ہوئی اور بالآخر خدا کا غضب اس قوم پر پھینک اٹھا۔

اور دوسری نصاریٰ کی قوم تھی یہ افراط میں مبتلا ہوئی۔ انہوں نے رہبانیت اِباد کی اور اس پر عامل ہو گئے پھر جب اس بے انداز مجاہدہ سے طبیعت متنفر ہوئی تو ایسی ہوئی کہ بالآخر اس قوم نے مذہب سے بغاوت کی۔ پوپ سے اختیالات چھین لیے گئے کلیسا کا احترام ختم ہوا اور بالآخر یہ قوم بھی یہود کی طرح گمراہ اور لامذہب ہو گئی۔ اسی لیے آنحضرت نے افراط اور تعزیر دونوں سے روکا اور میانہ روی کی تلقین کی۔

## الْفَدْلُ الْأَوَّلُ

۱۱۷۲۔ عَنِ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمْسِكُ يَدِي مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَطْلُقَ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ شَيْئًا وَيَصُومُ حَتَّى يَطْلُقَ أَنْ لَا يَفْطُرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ النَّبِيلِ مُصَلِّيًا إِلَّا مَا آيْتَهُ وَكَانَ يَسْمَأُ إِلَّا رَأَيْتَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۱۷۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَيَّ اللَّهُ آذٌ وَمُهَادٌ وَإِنْ قَلَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۱۷۴۔ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا مِنْ الْأَعْمَالِ

## پہلی فصل

۱۱۷۲۔ حضرت انسؓ نے فرمایا۔ آنحضرتؐ ہمراہ میں اس قدر انظار فرماتے کہ ہمیں خیال ہوتا۔ کہ اس میں روزہ نہیں کھیں گے اور اس قدر روزے رکھتے۔ ہم خیال کرتے کہ اس میں انظار نہیں فرمائیں گے۔ اور رات کے کسی حصے میں تم حضرت کو نماز پڑھتے دیکھنا چاہو تو دیکھ سکتے ہو۔ سوتے دیکھنا چاہو تو دیکھ سکتے ہو۔ (بخاری)

۱۱۷۳۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل پسند ہے۔ جس پر ہمیشگی کی جائے۔ گو مختصر ہو۔ (بخاری مسلم)

۱۱۷۴۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا عمل کی حسب طاقت پابندی کرو اللہ تعالیٰ انہیں

سلاہ رسول اللہ کی عمل میں میانہ روی ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تو آپ صاری رات سوتے نہ صاری رات نماز پڑھتے نہ ہمیشہ روزے رکھتے نہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیتے یعنی آپ کے عمل میں افراط اور تقصیر نہیں ہوتی تھی بلکہ ہر کام میں میانہ روی اختیار فرماتے۔

۲۵۔ عمل پر مداومت کا ثواب قیامت تک ہے۔ اس حدیث کو نسائی ابن ماجہ اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں ہے کہ جب کوئی آدمی ایک عمل ہمیشہ کرتا ہوا اور وہ فوت ہو جائے یا بیماری سے معذور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ میرا یہ بندہ ہر روز بنا نافذ یہ عمل کیا کرتا تھا۔ اس کو میں نے فوت کر لیا ہے یا بیمار کر دیا ہے اس میں اس کا کوئی قصور نہیں لہذا تم اس کا اجر برابر اس کے نامنا اعمال میں درج کرتے جاؤ تو گو یا وہ عمل جو ہمیشہ کیا جاتے باقیات صالحات اسے بن جاتا ہے اور کبھی کبھی کیا جانے والا ایک کام خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔

مَا تُطِيقُونَ يَا نَّ اللَّهُ لَا يَدُلُّ حَتَّى تَمَلُّوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۷۵ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصِلَ أَحَدُكُمْ نَشَاطُهُ وَإِذَا فَطَرَ فَلْيَقْعُدْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۷۶ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يَصِلُ فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ التَّوَمُّ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسِبُ نَفْسَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۷۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ وَلَكِنْ يُشَادُّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدْ دُؤَاؤَكَ وَفَارِبُؤَاؤَ آبَائِكَ وَوَأَبْنَائِكَ وَالرَّوْحَةَ وَشَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا لِحَبَّةٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

اگر تا تم آگے جاؤ گے (بخاری مسلم)

۱۱۷۵ - حضرت انسؓ نے فرمایا: آنحضرتؐ کا ارشاد ہے نماز عرش سے پڑھو جب طبیعت تھک جائے تو بیٹھ جاؤ۔ (بخاری مسلم)

۱۱۷۶ - حضرت عائشہؓ سے مروی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا جب نماز میں کسی کو اونگھ اٹھنے لگے تو اسے سو جانا چاہیے یہاں تک کہ اس کی نین جاتی رہے جب کوئی اونگھ کی حالت میں نماز پڑھے ہو سکتا ہے وہ استغفار کی بجائے اپنے آپ کو گالی دینے لگے (بخاری مسلم)۔  
۱۱۷۷ - حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے: آنحضرتؐ نے فرمایا: دین آسان ہے دین کے معاملہ میں جو بھی نشتہ دوسے کام لے، دین اس پر غالب ہوگا۔ پس میانہ روی کرو۔ اور اللہ کا قرب حاصل کرو۔ (نوافل سے) اور لوگوں کو بشارت دو صبح تا شام کے بعض حصوں میں عبارت کے لیے مدد طلب کرو۔ (بخاری)

۱۱۷۸ - انسان ہی عمل سے اکتا جاتا ہے۔ یہ اصل میں پہلی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے مطلب یہ ہے کہ آدمی کو اتنا عمل کرنا چاہیے جو دل کی خوشی سے ہو سکے جب طبیعت اکتا جائے تو عمل چھوڑ دینا چاہیے کہ اس سے آئندہ کے لیے طبیعت کے متفرق ہونے کا خطرہ ہے اور ایسے عمل کا اجر بھی نہیں ملتا جو توہم اور دل کی خوشی سے نہ کیا جائے۔ خدا تعالیٰ کے اکتا جانے کا یہی مطلب ہے کہ وہ اس عمل کا اجر نہیں دیتے۔ حضرت انسؓ اور عائشہؓ کی اگلی حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ عمل میانہ روی سے کرتے جاؤ تاکہ طبیعت اکتا کر متفرق نہ ہو جائے۔ انسؓ کی حدیث کو احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور عائشہؓ کی اگلی حدیث کو اہل سنت نے بھی۔

۱۱۷۹ - دین اسلام میں آسانی کی مثالیں ہیں: اس کو احمد، نسائی اور ابن مہبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اگلے مذاہب کی نسبت یہ دین آسان ہے۔ ان کا توہم قدر سے قبول ہوتی تھی اور اب صرف مذاہب سے قبول ہو جاتی ہے۔ ان کا پلیدہ پڑا اتنی جگہ گواٹ دینے سے پاک ہوتا تھا اور اب صرف دھو دینے سے ان کا پلیدہ مٹا دینے سے پاک ہوتا تھا کہ اوپر کا چمچا چھل جائے اور اب صرف دھو دینے سے علیٰ ہذا انقیاس بہت سے امور ہیں۔ لہذا تم کمال حاصل کرنے کے لیے کوشش تو ضرور کرو لیکن افراط سے بچو کہ اس طرح عمل سے اکتا جاؤ گے۔

۱۱۷۸- وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ حُزْبِهِ أَوْ عَن شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَ لَا فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كَتَبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَ لَا مِنْ اللَّيْلِ دَوًّا أَوْ مُسْلِمًا.

۱۱۷۹- وَعَنْ عُمَرَ أَنَّ بِنَ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى قَائِمًا فَإِن لَمْ يَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِن لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ دَوًّا أَوْ الْبُخَارِيُّ.

۱۱۷۸- حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے جو آدمی اپنے وظیفہ یا اس کے کسی حصے سے سو جائے۔ پھر نماز فجر اور ظہر کے درمیان اس کو پڑھے۔ اس کے لیے یہ اسی طرح ہے جیسے اس نے رات کو پڑھا۔ (مسلم)

۱۱۷۹- عمران بن حصین سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ نماز کھڑے ہو کر پڑھو۔ اگر نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھو۔ اگر نہ ہو سکے تو پہلو کے بل پڑھو۔ (بخاری)

۱۱۷۸- نفلوں کی قضا بھی دی جا سکتی ہے؛ اس حدیث کو احمد ابوالسنن نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کچھ درد و وظیفہ مقرر کر لینا چاہیے اور اگر وہ وقت ہو جائے تو اس کی قضا بھی دینا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کبھی تہجد کی نماز رہ گئی تو آپ نے بارہ رکعت ضمیٰ کی نماز پڑھی۔ ضامی تہجد کی قضا کے قائل نہیں ہیں صرف مؤکدہ منقول کی قضا کے قائل ہیں۔

۱۱۷۹- بیٹھ کر نماز پڑھنے کی سہولت؛ عمران کی پہلی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ان کی دوسری حدیث کو تمام ابوالسنن نے روایت کیا ہے۔ فرض نمازوں میں اگر قیام کی طاقت ہو تو بیٹھ کر نماز نہیں ہوتی اور اگر بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت ہو تو لیٹ کر نماز ہوگی اور مجبوری کی حالت میں جس طرح پڑھی جائے اسی طرح پڑھے اور مجبوری میں اس کو اجر پورا ملے گا اور نفل نماز قیام کی طاقت ہوتے ہوئے بھی بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے اور اس صورت میں ان کا اجر اس کو آدھا ملے گا اس حدیث میں ترفیہ دی گئی ہے کہ حتیٰ الوسع نوافل بھی کھڑے ہو کر پڑھے جائیں تاکہ اجر پورا پورا ملے۔ آج کل کچھ ایسا رواج چل نکلا ہے کہ لوگوں کے ذہن میں یہ چیز بیٹھ گئی ہے کہ نوافل صرف بیٹھ کر ہی پڑھے جاتے ہیں چنانچہ بعض لوگ اگر بالفرض کھڑے بھی ہوں تو نوافل ادا کرنے کے لیے بیٹھ جاتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ جہاں تک ممکن ہو نفل بھی کھڑے ہو کر پڑھے جائیں۔ اور پھر اگر بحالت مجبوری بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہے تو اس کی صورت میں اختلاف ہے امام شافعی کہتے ہیں کہ جس طرح بھی بیٹھ جائے جائز ہے خواہ تہجد کی صورت میں بیٹھے اور ہاتھ سینہ پر باندھ لے یا پیر جوڑی لگا کر بیٹھے اور اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے اور باقی تینوں امام کہتے ہیں کہ جوڑی لگا کر بیٹھے اور اگر لیٹ کر نماز پڑھے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ سر مشرق کی طرف ہو اور قدم قبلیٰ کی جانب اور چپٹ لیٹ کر نماز پڑھے گویا کہ کھڑا تھا اور پیچھے کو گر پڑا اور دوسری یہ کہ سر شمال کی جانب ہو اور دائیں پہلو پر لیٹ کر قبلیٰ کی طرف منہ کر لے۔

۱۱۸۰ - وَعَنْهُ أَنَّهٗ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ صَلَوةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا أَقَالَ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَهَوَّ أَفْعَلُ وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا أَفَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

الفصل الثاني

۱۱۸۱ - عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ طَاهِرًا وَذَكَرَ اللهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ النَّعَاسُ لَمْ يَتَقَلَّبْ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللهُ فِيهَا خَيْرًا مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ ذَكَرَهُ التَّوَوُّيُّ فِي كِتَابِ الْأَذْكَارِ بِرَوَايَةِ ابْنِ السَّنِيِّ -

۱۱۸۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ ثَامِرٌ عَنْ وِطَائِهِمْ وَلِحَافِهِمْ مِنْ بَيْنِ حَيْثِهِمْ وَأَهْلِهِ إِلَى صَلَوةٍ فَيَقُولُ اللهُ لِمَلَأْتِكُمُهَا أَنْظَرُوا إِلَى عَبْدِى قَارِعَنْ فِرَاشِهِمْ وَوِطَائِهِمْ مِنْ بَيْنِ حَيْثِهِمْ وَ

۱۱۸۰ - عمران بن حصین سے مروی ہے۔ آنحضرت سے بیٹھ کر نماز کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو افضل ہے۔ اور جو بیٹھ کر نماز پڑھے اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے ادھا اجر ملے گا۔ اور جو لیٹ کر نماز پڑھے اسے بیٹھ کر پڑھنے والے سے ادھا اجر ملے گا۔ (بخاری)

### دوسری فصل

۱۱۸۱ - ابوامامہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا جو آدمی بستر پر لیٹے اور سونے تک اللہ کا ذکر کرتا رہے رات کو جب پہلو بے تھوڑا اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بہتری طلب کرے۔ مگر اللہ اسے دیدیتا ہے (ابوداؤد ابی داؤد ابی یوسف)

۱۱۸۲ - عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہمارا رب در آدمیوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔ (۱) ایک آدمی جو اپنے بستر اور لحاف اور اپنے نال و عیال سے اٹھا۔ نماز کے لیے میری طرف رغبت کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے میرے عذاب سے (۲) وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں لڑا اور اپنے ساتھیوں سمیت اس نے شکست

۱ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا ہے اور اس منہوں کی کئی حدیثیں ہیں ان میں سے حضرت معاذ کی مرفوع حدیث بھی ہے جن کو نسائی۔ ابوداؤد ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

أَهْلِهِ إِلَى صَلَاتِهِ رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي وَشَقَقًا مِمَّا عِنْدِي وَرَجُلٌ سَعَرَ فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ فَأَنْهَرَ مَرَمَعًا أَصْحَابِهِ فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ فِي الْإِنْتِهَامِ وَمَالَهُ فِي الرُّجُوعِ فَرَجَعَ  
حَتَّى هَرِيقَ دَمَهُ فَيَقُولُ اللَّهُ لِمَدَّ عَيْتِكَ أَنْظُرُوا إِلَى عَبْدِي رَجَعَ رَغْبَةً فِيمَا  
عِنْدِي وَشَقَقًا مِمَّا عِنْدِي حَتَّى هَرِيقَ دَمَهُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ -

### الفصل الثالث

۱۱۸۳ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدَةٌ انْصِفِ الصَّلَاةَ قَالَ فَاتَّيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا قَوَّضَعْتُ  
يَدِي عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قُلْتُ حَدَّثْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَّكَ  
قُلْتَ صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدَةٌ اعْلَى نِصْفِ الصَّلَاةِ وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا قَالَ أَجَلٌ وَلَكِنِّي  
لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

کھائی اور اس نے اس شکست کے گناہ کو سمجھا اور اس سے واپسی کے اجر کو بھی سمجھا وہ لوٹا یہاں تک کہ اس کا خون گرا  
دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ میرے بندے کو دکھیو میرے اجر میں رغبت اور میرے نذاب سے  
ڈر کر لوٹا۔ یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔ (شرح السنہ)

### تیسری فصل

۱۱۸۳ - عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہیں مجھے بتایا گیا کہ آنحضرت نے فرمایا نماز بیٹھ کر پڑھنے کا اجر آدھا ہوتا ہے پھر  
میں آیا۔ میں نے حضرت کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا۔ میں نے اپنا ہاتھ حضرت کے سر پر رکھا۔ آپ نے فرمایا۔ عبد اللہ بن عمرو  
کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ بیٹھ کر نماز کا اجر آدھا ہوتا ہے، اور آپ خود بیٹھ  
کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ لیکن میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ (یعنی میں بوڑھا ہوں۔ تم جوان ہو مجھے عذر ہے۔  
تمہیں یہ عذر نہیں۔) (مسلم)

اس حدیث کو ابن حبان، احمد، ابویعلیٰ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے اور اس مضمون کی ایک اور  
حدیث ابوالدرداء سے طبرانی نے بھی روایت کی ہے اور اس کی سند بھی اچھی ہے۔ اس حدیث سے بھی روایت کے قیام کی فضیلت ثابت  
ہوتی ہے اور میدانِ جنگ میں استقامت کی بھی اور یہ دونوں عمل حقیقت میں جہاد ہی ہیں ایک نفس اور شیطان سے جنگ ہے اور دوسرا  
کفار سے یعنی ایک باطنی دشمن سے اور دوسرا ظاہری دشمن سے۔

۱۱۸۳۔ وَعَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ مُّخَنَاعَةَ كَيْتَنِي صَلَّيْتُ فَأَسْتَرْجَتْ فَكَأَنَّهُمْ عَابُوا ذَلِكَ عَلَيَّ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَقْبِرِ الصَّلَاةَ يَا بِلَالُ أَمَا حَتَّى يَهَارَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۱۸۳۔ سالم بن ابی الجعد فرماتے ہیں۔ بنو خزیمہ کے ایک آدمی نے کہا۔ کاش میں نماز پڑھ لیتا اور مجھے خوشی ہوتی لوگوں نے اس کی بات کو معیوب سمجھا۔ اس نے کہا۔ میں نے آنحضرت سے سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ اے بلال! ہمیں نماز سے خوش رکھو۔ (ابوداؤد)

۱۔ نماز سے سکون و راحت کا ملنا: اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے یعنی یہ حدیث حجت کے قابل ہے۔ ”نماز پڑھوں اور آرام پاؤں“۔ اس جملے کے دو مطلب ہو سکتے تھے۔ ایک یہ کہ نماز شروع ہو جانے اور دل کی بوجھ سے ننگ جانے اور جب رب سے مناجات شروع ہو تو اطمینان اور سکون بقیتر ہو یہ پہلو تو اچھا تھا اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ نماز سے جلدی خارج ہو کر جا کر سوئیں اور آرام پائیں گویا نماز کا طبیعت پر ایک بوجھ ہے اور یہ پہلو برا تھا کیونکہ یہ منہ نقول کی حالت تھی۔ صحابہ نے اس جملے کو دوسرے معنی پر محمول کیا اور انہوں نے وضاحت کر دی کہ میں نے پہلے مفہوم کے لحاظ سے یہ الفاظ کہے ہیں۔

# بَابُ الْوِثْرِ

## نماز وتر

در طاق کو کہتے ہیں۔ تہجد کے بعد ایک وتر پڑھا جائے تو ساری نماز طاق ہو جائے گی۔ اسی لیے اس کی تعداد ایک سے تیرہ تک ہے طاق عدد آنحضرت سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ نماز مسنون ہے۔ اس سنت کی آپ نے بہت تاکید فرمائی ہے اس کا اصلی وقت تورات کا آخری حصہ ہے۔ لیکن آنحضرت نے امت کی سہولت کے لیے پہلی رات پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ رمضان میں تراویح کے ساتھ باجماعت ادا فرماتے۔ آنحضرت وتر میں قنوت پڑھتے۔ لیکن قنوت واجب نہیں۔ فقہاء حنفیہ کا خیال ہے۔ اگر قنوت معمول جائے۔ تو سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ لیکن قنوت کے وجوب اور التزام کا سنت میں کوئی ثبوت نہیں۔

آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک اور نماز کا اضافہ فرمایا ہے۔ اس کا وقت عشاء سے طلوع فجر تک ہے اگر رات اٹھنے کا یقین ہو تو وتر آخر رات پڑھنا افضل ہے۔ قنوت کے مختلف صیغے والفاظ ہیں۔ لیکن صحیح وہی ہے جو حضرت حسن سے مروی ہے۔ البتہ لو ازل اور حوادث کے وقت حضرت قنوت میں ان حوادث کے متعلق دعا فرماتے۔



## الفصل الأول

۱۱۸۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَشْحَى مَشْحَى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمْ الصُّبْحَ صَلَّى رُكْعَةً وَاحِدَةً تَوَاتُرًا مَا قَدْ صَلَّى مُتَّفَقًا عَلَيْهِ -

۱۱۸۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرُ رُكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ دَوَاةٌ مُّسَلِّمَةٌ -

۱۱۸۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رُكْعَةً يُؤْتِرُ مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا مُتَّفَقًا عَلَيْهِ -

### پہلی فصل

۱۱۸۵۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ رات کی نماز دو رکعت ہے صبح کا نطفہ ہو تو ایک رکعت پڑھو۔ جو نماز اس نے پڑھی ہے۔ یہ رکعت اس کو وتر کر دے گی۔ (بخاری مسلم)

۱۱۸۶۔ ابن عمر سے مروی ہے وتر رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت ہے (مسلم)

۱۱۸۷۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت رات کو تیرہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ ان میں پانچ رکعت وتر ہوتے ان میں صرف آخری رکعت میں تشہد فرماتے۔ (بخاری مسلم)

۱۔ وتر کتنے ہیں اور کیا ہیں۔ عبداللہ بن عمر کی حدیث کو احمد اور ابی سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ان کی دوسری حدیث کو جو مسلم کی روایت سے ہے ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث کو احمد۔ ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ جانا چاہیے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک وتر واجب ہیں اور باقی سب کے نزدیک سنت ہیں اور بعض نے اس کو سنت مؤکدہ کہا ہے اور بعض نے غیر مؤکدہ۔ وتر کا معنی ہے طاق جو شفع کے بالمقابل ہے یعنی وتر ہمیشہ ایک ہی رکعت ہے۔ وتروں کے متعلق ایک تین پانچ رات۔ نو اور گیارہ رکعتوں کا ذکر آیا ہے۔ ان میں سے صرف ایک آخری رکعت وتر ہوتی ہے باقی نفل ہوتے ہیں۔ اگر ایک ہی رکعت وتر پڑھے تو اس میں نفل کوئی نہیں۔ ہمیں پڑھے تو دو نفل ہیں۔ پانچ پڑھے تو چار نفل ہیں۔ سات پڑھے تو چھ نفل ہیں۔ نو پڑھے تو آٹھ نفل ہیں اور اگر گیارہ رکعت پڑھے تو دس نفل ہیں۔ وتروں کے پڑھنے کے متعلق مختلف روایات آئی ہیں۔ سب کو نظر میں رکھنے کے بعد صبح طریقیہ یہ ہے کہ اگر تین رکعت وتر پڑھے تو دوسری رکعت میں تشہد نہ کرے بلکہ صرف آخری رکعت میں تشہد ہو جیسے ایک ہی رکعت پڑھنے میں آخری رکعت کا تشہد ہے اور اگر تین سے زیادہ پڑھے تو پھر آخری دو رکعتوں میں (باقی اگلے پر ملاحظہ فرمائیں)

۱۱۸۸ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ انْطَلَعْتُ إِلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِي عَنِ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَسْتُ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِي عَنِ وَتَرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كُنَّا نَعُدُّ لَكَ سِوَاكَ وَ طُهُورًا فَيُبَعَثُهُ اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنْ الْبَيْتِ فَيَتَسَوَّكَ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيُ تَسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُكَ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّيُ التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُكَ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسَمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيُ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَهَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ قِتْلَكَ إِحْدَى عَشْرَةَ

۱۱۸۸ - سعد بن ہشام فرماتے ہیں۔ میں حضرت عائشہ کے پاس گیا۔ میں نے کہا۔ اے ام المؤمنین آپ مجھے آنحضرت کے اخلاق کے متعلق پتہ دیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے میں نے عرض کیا۔ کیوں نہیں۔ فرمایا قرآن ہی آپ کا اخلاق تھا۔ میں نے عرض کیا ام المؤمنین حضرت کی نماز وتر کے متعلق آپ مجھے بتائیں۔ فرمایا ہم آپ کے لیے سواک اور وضو کا پانی تیار کرتے تھے۔ آپ رات کو جب اللہ چاہتا بیدار ہوتے۔ آپ سواک کرتے۔ اور وضو کرتے اور آپ نور رکعت ادا فرماتے صرف آٹھویں رکعت میں تشهد بیٹھتے۔ اللہ کا ذکر فرماتے اور اس کی حمد کرتے اور دعا فرماتے۔ پھر کھڑے ہوتے اور سلام نہ کہتے۔ اور نویں رکعت پڑھتے۔ اور تشهد بیٹھ جاتے۔ اللہ کا ذکر کرتے حمد کرتے اور دعا فرماتے۔ پھر سلام کہتے۔ جو ہم کو سنائی دیتا۔ پھر سلام کے بعد بیٹھے ہوئے دو رکعت ادا فرماتے بیٹھا یہ گیارہ رکعتیں ہوتیں۔ جب آپ کی عمر زیادہ ہو گئی اور بدن پر گوشت زیادہ ہو گیا۔ سات رکعت ادا فرماتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) تشهد کرے پہلے تشهد میں مبدیہ در سولہ تک پڑھے اور دوسرے تشهد میں درود کے بعد دعائی پڑھ کر سلام پھیرے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہی وتر اگر اول رات پڑھیے جائی تو ان کا نام دتر ہے اور اگر رمضان شریف میں اول رات میں پڑھے لیے جائیں تو ان کا نام تلویح ہے اور اگر غیر رمضان میں ان کو پھیلی رات میں پڑھے تو اس کا نام تجد ہے اور پھر یہ فرق بھی ہے کہ اگر اول رات میں پڑھے تو اٹھی رکعتیں پڑھ لے تو یہ بہتر ہے اور تہجد کی نماز میں بہتر یہ ہے کہ درود دو رکعت کر کے پڑھنا جائے۔ آٹھ نفل پڑھ لے اور بعد ازاں تین رکعت علیحدہ وتر کر کے پڑھ لے۔ تین رکعت کی اعادیت زیادہ ہیں اور ایک رکعت وتر سے تین رکعت بہتر ہیں لیکن ایک رکعت وتر بھی جائز ہے ثابت ہے اس کا انکار نہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس باب میں یعنی ایک رکعت وتر پڑھنے میں اور پڑھنے میں

ہر ہی میں ان کو غور سے دیکھا جائے۔

رُكْعَةً يَا بَنِي فَلَمَّا اسْتَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْ تَرَ بِسَبِيحٍ  
وَصَنَعَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ فِي الْأُولَى فَبَيْنَكَ نِسْعًا يَا بَنِي وَكَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَوةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ  
أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً وَلَا عِلْمَ نَبِيِّ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْرَ الْقُرْآنِ كُلِّهِ فِي كَيْلَةٍ وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ  
شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۸۹- وَعَنِ ابْنِ عَمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوا آخِرَ صَلَوتِكُمْ  
بِالْبَيْتِ وَتَوَّأَهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۹۰- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوُتُوْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ  
۱۱۹۱- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ

اور (آخری) دو رکعت میں ویسے ہی کرتے۔ جیسے پہلے دو رکعت میں کرتے تھے۔ بیٹا! یہ دو رکعت ہوئیں اور آنحضرت  
جب کوئی نماز پڑھتے۔ تو پسند فرماتے۔ کہ اسے دیر تک پڑھتے پڑھو اور جب نیند غالب ہوتی یا آپ کو درد و ہوتا۔ رات  
کھلا اٹھ سکتے۔ تو دن کو بارہ رکعت ادا فرماتے۔ مجھے معلوم نہیں آپ نے کبھی ایک رات میں قرآن پڑھا ہو۔ اور  
نہ ہی تمام رات صبح تک قیام فرمایا۔ اور نہ ہی رمضان کے سوا اور اہمینہ روز سے رکھے (مسلم)  
۱۱۸۹- عبد اللہ بن عمر بن خطاب سے روایت فرماتے ہیں۔ رات کی نماز میں وتر سب سے آخر  
پڑھو (مسلم)

۱۱۹۰- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان فرماتے ہیں وتر صبح سے پہلے پڑھو۔ (مسلم)  
۱۱۹۱- حضرت جابر سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جسے خطرہ ہو کہ پچھلی رات نہیں جاگ سکے گا وہ پہلی رات وتر

۱۱۸۹- دو رکعت کا وقت ساری رات سے ہے۔ اور یہی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صبح تک وتروں کا وقت ہے بہتر  
وقت پچھلی رات ہے لیکن اگر ان کے منافع ہونے کا خطرہ ہو تو اول رات میں پڑھ لے احتیاط اسی میں ہے اور  
اگر کوئی آدمی اول رات میں وتر پڑھ لے اور پھر اس کو پچھلی رات میں بھی موقع مل جائے تو بعض کے نزدیک  
پہلے ایک رکعت پڑھ کر رات کے وتروں کو شفع (جوڑا) بنا لے اور پھر دو دو رکعت نفل پڑھتا جائے  
اور آخر میں پھر وتر پڑھ لے اور بعض کے نزدیک جوڑا بنانے کی ضرورت نہیں ویسے ہی دو دو رکعت پڑھتا جائے  
اور آخر میں وتر پڑھ لے۔

اِحْرَ اللَّيْلِ فَلْيَوْمٌ تَرَى اَوْلَاكَ وَمَنْ طَمَعَ اَنْ يَفْرَمَ اِحْرَةَ فَلْيَوْمٌ تَرَى اِحْرَةَ اللَّيْلِ فَاِنْ صَلَوَةَ  
اِحْرَةَ اللَّيْلِ مَشْهُودَةً وَذَلِكَ اَفْضَلُ رَدَاةً مُسْلِمًا

۱۱۹۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ اَوْ تَرَدَّ سُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَ اَوْسَطِهِ وَ اِحْرَةَ وَ اَنْتَهَى وَ حُرَّكَ اِلَى السَّحْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۹۳ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اَوْ صَافِي خَيْبِلِي بِثَلَاثِ صَبَاِمٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ  
وَرَكْعَتِي الصُّحَى وَ اَنْ اَوْ تَرْتَبِلُ اَنْ اُنَامَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

### الفصل الثاني

۱۱۹۴ - عَنْ غُضَيْفِ بْنِ العَارِثِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَرَأَيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى  
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِي اَوَّلِ اللَّيْلِ اَمْ فِي اِحْرَةِ قَالَتْ رَبَّمَا

پڑھ لے اور جسے امید ہو کہ وہ آخرت کو جاگ اٹھے گا۔ تودہ وتر آخرت ہی کو پڑھے۔ رات کے آخری حصہ میں فرشتے نماز  
ہوتے ہیں اور یہ افضل وقت ہے۔

۱۱۹۲ - حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آپ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے۔ اول میں اور درمیان اور آخر میں اور  
آخر میں وتر سحر کے وقت پڑھتے (بخاری۔ مسلم)

۱۱۹۳ - حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا۔ مجھے میرے مخلص دوست (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تین چیزوں کی وصیت  
فرمائی۔ ہر ماہ میں تین دن کے رونے اور پجارت کے وقت دو رکعت نماز اور سونے سے پہلے وتر پڑھنا (بخاری مسلم)

### دوسری فصل

۱۱۹۴ - غُضَيْفِ بْنِ عَارِثِ فَرَسَاتِي هِيَ - مِي نِي هُنِي عَائِشَةُ سِي عَرَضِي كِيَا كِيَا اَنْ هُنِي جِنَابَتِي كَا عَسَلِي هِي لِي رَاتِي فَرَسَاتِي  
تھے۔ یہ آخرت میں فرمایا۔ کبھی پہلی رات کو کرتے۔ کبھی آخرت کو میں نے کہا۔ اللہ اکبر الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے اس مقام

۱۔ اور یہ کہ عورتوں سے معلوم ہوا کہ صبح تک وتروں کا وقت ہے بہتر وقت پچھلی رات  
ہے مگر اگر ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو اول رات میں پڑھ لے احتیاطاً ہی میں ہے اور اگر کوئی آدمی اول رات میں وتر پڑھ  
لے اور پھر اس کو پچھلی رات میں بھی موقع مل جائے تو بعض کے نزدیک پہلے ایک رکعت پڑھ کر رات کے وتروں کو خفیع (جواڑا)  
بنلاے اور پھر دو دو رکعت نقل پڑھتا جائے اور آخر میں پھر وتر پڑھ لے اور بعض کے نزدیک جواڑا بنانے کی ضرورت نہیں جیسے  
ہی دو دو رکعت پڑھتا جائے اور آخر میں وتر پڑھ لے۔

اَغْتَسَلَ فِي اَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَمَا اِعْتَسَلَ فِي اٰخِرِهِ قُلْتُ اِنَّهُ اَكْبَرُ الْحَمْدِ لِلّٰهِ الَّذِي  
جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يُؤْتِرُ اَوَّلَ اللَّيْلِ اَمْ فِي اٰخِرِهِ قَالَتْ رُبَّمَا اَوْتِرَ فِي اَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اَوْتِرَ  
فِي اٰخِرِهِ قُلْتُ اِنَّهُ اَكْبَرُ الْحَمْدِ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يُمَجِّرُ بِالْفِرَاءَةِ اَمْ يَمْنَعُ قَالَتْ رُبَّمَا جَمَعَهُ  
بِهِ وَرُبَّمَا خَفَّتْ قُلْتُ اِنَّهُ اَكْبَرُ الْحَمْدِ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً سَوَادُ  
اَبُو دَاوُدَ وَسَوَى ابْنِ مَاجَةَ الْفَضْلُ الْاٰخِرُ۔

۱۱۹۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِكُمْ كَانَ وَرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ قَالَتْ كَانَ يُوتِرُ بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ وَعَشْرٍ وَثَلَاثٍ لَكُمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِالْقَصْرِ مِنْ سَبْعٍ وَلَا يَأْكُثِرُ مِنْ ثَلَاثٍ عَشْرَةً دَوَاهُ اَبُو دَاوُدَ

میں وسعت رکھی میں نے دریافت کیا آپ وتر اول رات پڑھتے یا آخر میں اماں صاحبہ نے فرمایا کبھی پہلی رات پڑھ لیتے کبھی آخر رات میں نے کہا اللہ اکبر الحمد للہ اللہ نے اس مسئلہ میں وسعت رکھی میں نے دریافت کیا آپ تراوت باواز پڑھتے تھے یا آہستہ فرمایا کبھی آواز سے پڑھتے کبھی آہستہ میں نے کہا اللہ اکبر الحمد للہ اللہ نے اس مسئلہ میں گنجائش رکھی ہے۔ البوداؤد اور ابن ماجہ نے آخر میں کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۹۵۔ عبد اللہ بن نبیس نے فرمایا میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا انحضرت کتنی رکعت وتر پڑھا کرتے تھے فرمایا تراوت نو رکعت کبھی تیرہ رکعت اور کبھی سات سے کم اور تیرہ سے زیادہ ہمیں پڑھنے تھے۔ (البوداؤد)

۱۲۔ اسلام میں وسعت ہے :- اس حدیث کو نسائی نے بھی منقطع روایت کیا ہے اور اس پر البوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے یعنی یہ حدیث حجت اور استدلال کے قابل ہے اور حدیث کا معنی اور مطلب وہی ہے جو پہلے ذکر چکا کہ جو آدمی توقع رکھتا ہو کہ پچھلی رات جاگ اٹھے گا تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وتر آخر رات میں پڑھے اور جس کو جاگ اٹھنے کی توقع نہ ہو وہ اول رات میں وتر پڑھے۔ اور رات کی نماز میں تراوت بعض دفعہ بلند آواز سے کرتے اور بعض اوقات آہستہ آواز سے اور اکثر اوقات درمیانی آواز سے تراوت ہوتی۔ قرآن مجید سے بھی یہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔ وَلَا تَجْهَرُ بِهَلَاوَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهَلَاوَاتِكَ بَلِّغْ ذٰلِكَ سَبِيحًا۔

۱۲۔ نقل نماز میں وسعت ہے :- اس حدیث کو احمد نے بھی اچھی سند سے روایت کیا ہے اور اس پر البوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے۔ اس حدیث کو تین رکعت وتر قرار دیا گیا ہے اور باقی کو نوافل کم از کم سات رکعت اور زیادہ سے زیادہ تیرہ رکعت کا نام و متواتر تھا اور یہ اختلاف پر حسب فرقی یا کسی وقت یا چھوٹی اور لمبی تراوت کے ہذا تھا کبھی طبیعت سست ہوئی تو کم رکعتیں پڑھیں اور اگر طبیعت میں انبساط ہو تو زیادہ پڑھیں۔

۱۱۹۶ - وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ كَتَبَتْ أَحَبُّ أَنْ يُؤْتِيَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتِيَ بِثَلَاثٍ فَلْيَتَمَلَّ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتِيَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ .  
 ۱۱۹۷ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَتُرَيْحِبُ الْوُتْرَ قَادِرٌ بِرُؤْيَا أَهْلِ الْقُرْآنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ .

۱۱۹۸ - وَعَنْ خَارِجَةَ بِنِ حَذَافَةَ قَالَ حَدَّثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ أَمَدٌ كُمْ بِصَلَاةٍ هِيَ خَيْرٌ تَكْمُرُ مِنْ حَسْبِ النَّعِيمِ الْوُتْرُ جَعَلَهُ اللَّهُ لَكُمْ فِيهِمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يُطْلِعَ الْفَجْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ .

۱۱۹۶ - ابو ایوب فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا ہے وتر ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ جو چاہے پانچ وتر پڑھے جو چاہے تین وتر پڑھے۔ اور جو چاہے ایک وتر پڑھے۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

۱۱۹۷ - حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اللہ کیلئے۔ وتر (طاق نماز) کو پسند فرماتا ہے اسے قرآن کے ماننے والو وتر پڑھو۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۱۱۹۸ - خاریجہ بنت خذافہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ہمارے پاس آئے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک نماز عطا فرمائی ہے۔ وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وقت عشاء اور فجر کے درمیان رکھا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

۱ - صرف ایک ہی رکعت وتر پڑھنا :- اس حدیث کو ابن ماجہ، ماہم اور نووی نے صحیح کہا ہے اور بعض نے اس کو موقوف کہا ہے۔ یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ دو تک رکعت پڑھنا بھی صحیح ہے اور صحابہ کرام کا عمل اس پر ثابت ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے اور حنفیہ میں سے بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ دو تک از کم تین رکعت ہیں اور یہ صحیح نہیں ہے جیسا کہ پہلے بہت سی حدیثیں گزریں۔

۲ - وتر سنت مؤکدہ ہے :- اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا۔ وتر پڑھنے کے ظاہر اسے بعض نے وتروں کو واجب پر استدلال کیا ہے لیکن اس باب میں ایسی حدیثیں بھی ہیں جو عدم وجوب پر دلالت کرتی ہیں اسکا لیے جمہور اس طرف گئے ہیں کہ وتر واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہیں۔

۳ - وتروں کی نماز اونٹوں سے بہتر ہے :- اس کو ابن ماجہ اور داؤد قسطنطینی نے بھی روایت کیا ہے۔ امام بخاری نے کہا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے اس کے بعض راویوں کا بعض سے سماع ثابت نہیں ہے۔ ترمذی نے اس کو غریب بھی کہا ہے۔ لیکن بعض اور محدثوں سے اس کی تائید ہو جاتی ہے۔ حدیث میں دلالت ہے کہ وتروں کی نماز تمہارے لیے بہترین مال صدقہ کرنے سے بھی بہتر ہے یا یہ صحابہ کے ان کا اجر تمہارے لیے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بھی بہتر ہے۔

۱۱۹۹ - وَعَنْ ذَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَامَ عَنْ وَتِيرِهِ فَلْيُصَلِّ إِذَا أَصْبَحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا

۱۲۰۰ - وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جَرِيحٍ قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُؤْتِرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يُقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّلَاثَةِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمَعْوَذَتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ أَبُو دَاوُدَ وَهَذَا النَّسَائِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَالدَّارِمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكُلُّهُمَا يَكْرَهُ وَالْمَعْوَذَتَيْنِ .

۱۱۹۹ - زید بن اسلم سے روایت ہے، آنحضرت نے فرمایا۔ جو وتر سے سو گیا۔ وہ جب صبح ہو جائے تو پڑھ لے۔  
(ترمذی مرسل)

۱۲۰۰ - عبدالعزیز بن جریر فرماتے ہیں۔ ہم نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا۔ آنحضرت وروزوں میں کون سی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ فرمایا۔ پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربك الاعلیٰ دوسری میں قل یا ایھا الکافرین دن تیسری میں قل هو اللہ احد اور معوذتین سورہ قلن اور سورہ الناس ترمذی ابوداؤد۔ نسائی عبدالرحمن بن ابی ہریرہ سے اور دارمی نے ابن عباس اور معوذتین کا ذکر نہیں فرمایا۔

سلسلہ وتروں کی تضاد ہی جا سکتی ہے، اس حدیث کو ابوداؤد ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد کی سند کے راوی صحیح۔ کے راوی ہیں اور ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ضعیف ہیں۔ اس مضمون کی ایک حدیث عالم نے ابوسریہ اور ابوالدرداء سے بھی روایت کی ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو مرسل بھی کہا ہے اور وہ اس لیے کہ زید بن اسلم تابعی ہے صحابی نہیں ہے۔ لیکن اس حدیث کی نائید اور حدیثوں سے ہو جاتی ہے اور اس صورت میں یہ حدیث بلا خلاف حجت ہے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اگر وتر وہ جائیں تو ان کی تضاد نبی چاہیے صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے اور اس طرح ائمہ اربعہ بھی تضاد دینے کے قائل ہیں پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ وتروں کی تضاد دینا واجب یا مستحب۔ معنی کے نزدیک واجب ہے اور اکثر کے نزدیک مستحب اور جمہور مستحب ہی کے قائل ہیں اور پھر اس میں اختلاف ہے کہ صبح ہو جانے کے بعد وتروں کی تضاد کس وقت دے ؟ زیادہ صحیح یہی ہے کہ پھر بھی ان کو صبح کی نماز سے پہلے پڑھے اور بعد ازاں صبح کی نماز پڑھے۔

سلسلہ میں وتروں کی قرأت کی سورتیں :- یہ حدیث منقطع ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی حدیثیں اس مضمون کی ہیں کوئی موقوف اور کوئی مرفوع کوئی صحیح اور کوئی ضعیف جن سے یہ حدیث بھی استدلال کے قابل ہو جاتی ہے اور اس باب کی (باقی برصغیر آئندہ)

۱۲۰۱۔ وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ  
أَقُولُهُنَّ فِي قُنُوتِ الْوَيْلِ اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي  
فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَفِي شَرِّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ  
إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ دَوَاهُ الْبُرْهَانِ وَأَبُو دَاوُدَ وَ  
النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

۱۲۰۱۔ حضرت حسن بن علی سے مروی ہے آنحضرت نے مجھے کچھ کلمات فرمائے تاکہ میں انہیں وتروں کی قنوت میں پڑھوں۔  
اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِي مَا أَعْطَيْتَ وَفِي شَرِّ مَا قَضَيْتَ  
فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اے اللہ مجھے ہدایت والوں میں ہدایت  
فرما اور صحت مند لوگوں میں مجھے صحت عطا فرما۔ مجھے ان لوگوں میں رکھ جن کا تو والی ہے اور جو کچھ تو نے مجھے دیا اس  
میں برکت فرما اور اپنی قضاء کے شر سے مجھے بچا۔ تو فیصلہ فرماتا ہے تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ جس کا تو  
والی ہے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا۔ اے میرے رب تو بابرکت اور بزرگ ہے (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ  
دارمی)

(بیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۹) حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ ان سورتوں کا وتروں میں پڑھنا مستحب ہے۔ لیکن احمد اور یحییٰ بن معین نے آخری رکعت میں  
سورہ اخلاص کے ساتھ موعودتین کی زیادت کو تسلیم نہیں کیا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۲۰)

۱۲۔ رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان۔ حاکم۔ ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اسے  
حسن کہہ کر فرمایا وتروں کی قنوت میں اس سے بہتر اور کوئی حدیث نہیں ہے اور دارقطنی۔ ابن الجارود۔ ابن خزیمہ۔ ابویعلیٰ۔ طبرانی بیہقی معین بن  
منصور اور مردزی نے بھی روایت کیا ہے۔ نسائی نے ایک اور طریق سے اس کے بعد وصل اللہ علی النبی کے الفاظ بھی بیان کئے۔ حافظ  
نے تخریج الاذکار میں اس زیادت کو غریب کہا ہے۔ طبرانی اور بیہقی نے ولایعین من عادیات کے لفظ بھی بیان کئے ہیں مردزی نے ابن عساکر  
سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے اس دعا قنوت کو مقام خیف میں صبح کی نماز میں بھی پڑھا اور یہی دعا وتر میں بھی پڑھتے تھے اور ابن ابی  
شیبہ نے ابن مسعود سے موقوفاً اور بیہقی اور ابن السنی نے ابن عمر سے موقوفاً روایت کیا ہے کہ وتروں کی قنوت میں اللھم اناستغینک  
پڑھنا بھی جائز ہے لیکن یہ بہت ضعیف ہے۔ حنفیہ مارا سال دتروں میں قنوت کے قائل ہیں اور حنفیہ صرف نصف آخری رمضان  
میں قنوت کے قائل ہیں اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہی مذہب تھا اور اس میں اختلاف ہے کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد خلفاً اور بعد  
رکوع قنوت پڑھا کرتے تھے اور ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھا کرتے اور صحیح حدیثوں سے اس کی تائید ہوتی ہے۔



۱۲۰۲۔ وَعَنْ أَبِي بِن كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَلَّمَ فِي الْوَيْتِ قَالَ  
سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ ثَلَاثَ مَدَّاتٍ يُطِيلُ فِي رِوَايَةِ  
بِلِنْسَائِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيزَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ يَقُولُ إِذَا اسْتَلَّمَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ  
الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا وَيُوقِعُ صَوْتَهُ بِالشَّالِثَةِ۔

۱۲۰۳۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي الْخَيْرِ وَتَبَرَّ اللَّهُمَّ إِنِّي  
أَعُوذُ بِوَصْنِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمَعَانِيَّتِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي  
ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ  
وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۲۰۲۔ حضرت ابی بن کعب نے فرمایا۔ آنحضرت جب دتروں سے سلام کہتے فرماتے۔ سبحان الملك القدوس  
اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے اور پاک ہے۔ (ابوداؤد) نسائی نے زیادہ کہا۔ تین دفعہ لمبی آواز سے فرماتے اور نسائی نے عبدالرحمن  
بن ابیزہ سے وہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب سلام سے فارغ ہوتے تو فرماتے سبحان الملك  
القدوس اور تیسری دفعہ اونچی آواز سے فرماتے۔

۱۲۰۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت دتروں کے آخر میں فرماتے اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِوَصْنِكَ مِنْ  
سَخَطِكَ وَبِمَعَانِيَّتِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ اے  
اللہ میں تیرے غضب سے تیری رونا مندی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری عفو کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں  
تجہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریف شمار نہیں کر سکتا۔ تو ویسے ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف فرمائی۔ ابوداؤد۔  
ترمذی۔ ابن ماجہ۔

۱۔ دتروں کے بعد کی دعا:- پہلے گزر چکا ہے کہ ابی بن کعب کی حدیث احمد ابوداؤد اور ابن ماجہ میں اچھی سند سے آئی ہے اور  
حضرت علی کی حدیث کو بھی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور اس کو سلمہ نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے  
کہ میں نے نبی صلعم کو ایک رات بستر پر نہ پایا الخ اور اس میں ہے کہ آپ یہی دعا مسجد میں پڑھ رہے تھے جس سے معلوم ہوا  
کہ کبھی آپ اس دعا کو تہنوت کے طور پر پڑھتے تھے اور کبھی مسجد میں اور یہ دعا جو ابی کی حدیث میں آئی ہے یعنی سُبْحَانَ الْمَلِكِ  
الْقُدُّوسِ وَارْقُطِي فِي اس میں اس کے آخر میں دِبِ السَّلَامَةِ لَمَكَّةَ السُّوْحِ كَ لَفْظِ بِي اسے میں بیٹی ساری دعا اس طرح ہوئی  
سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ رَبِّ السَّلَامَةِ لَمَكَّةَ وَالرُّؤْمِ۔

## الفصل الثالث

۱۲۰۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قِيلَ لَهَا هَلْ تَكْفِي أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ مَا أَوْتَرَ الْإِبْرَاهِيمَ  
قَالَ أَصَابَ أَنْفُ فَقِيهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَوْتَرَ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرُكْعَةٍ  
وَعِنْدَهُ مَوْلَى لِابْنِ عَبَّاسٍ فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ دَعَا فَمَاتَ فَدَصَّحَبَ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۲۵۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ  
لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ  
مِنَّا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

## تیسری فصل

۱۲۰۴۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ مجھے کہا گیا۔ تمہیں معلوم ہے امیر معاویہ ایک ہی وتر پڑھا کرتے ہیں۔ فرمایا وہ  
درست کرتے ہیں۔ وہ فقیہ ہیں۔ ابن ابی ملیکہ فرماتے۔ حضرت معاویہ نے عشاء کے بعد ایک وتر پڑھا اور آپ کے  
پاس حضرت ابن عباس کے غلام تھے، وہ ابن عباس کے پاس آئے اور ان کو بتلایا ابن عباس نے فرمایا ان کو چھوڑ دو  
وہ آنحضرت کے صحابی ہیں (بخاری)

۱۲۰۵۔ حضرت بُرَیْدَةُ نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ و آلہ وسلم سے سنا۔ فرماتے وتر  
حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں وتر حق ہے۔ جو وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں  
(ابوداؤد)

۱۱۔ ابن عباس سے بیان کرنے والے گریب بن ابی مسلم ابورشدین تھے یہ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام تھے ایک رات امیر معاویہ  
کے پاس ٹھہرے انہوں نے ایک رکعت وتر پڑھا کریب نے دیکھا اگر ابن عباس سے بیان کیا کہ امیر معاویہ نے صرف ایک رکعت وتر پڑھا  
تو ابن عباس نے کہا ان پر اعتراض کیوں کرتے ہو وہ صحابی ہیں اور فقیہ ہیں انہوں نے بغیر کسی دلیل کے ایک وتر نہیں پڑھا۔ اس حدیث  
سے بھی ثابت ہوا کہ ایک رکعت وتر پڑھنا جائز ہے۔

۱۲۔ اس کو عالم نے روایت کر کے صحیح کہا ہے اور احمد اور ابن ابی شیبہ میں ابوربیع کی حدیث اس کی توثیق ہے ابو ترحق کا مطلب دتوں کی تزیین  
دینا ہے اور جو آدمی بے بنتی کی وجہ سے وتر چھوڑے وہ مسلمان نہیں ہے۔ مجبور کا مذہب یہ ہے کہ در سنت ہو کر وہ ہیں۔

- ۱۲۰۶۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَامَ عَنِ الْوُثْرِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ -
- ۱۲۰۷۔ وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْوُثْرِ وَاجِبٌ هُوَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يُرَوِّدُ عَلَيْهِ وَعَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ رَوَاهُ فِي الْمُؤَطَّلِ -
- ۱۲۰۸۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثِ يَقْرَأُ فِيهِنَّ بِتِسْعِ سُورٍ مِنَ الْمُفْصَلِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِثَلَاثِ سُورٍ أُخْرَهُنَّ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

- ۱۲۰۶۔ ابو سعید خدری سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو وتر پڑھے بغیر سو جائے یا بھول جائے وہ جب جاگے یا اسے یاد آئے تو پڑھ لے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)
- ۱۲۰۷۔ امام مالک کو معلوم ہوا کسی آدمی نے عبداللہ بن عمر سے وُتروں کے متعلق دریافت کیا۔ آیا یہ واجب ہیں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ آنحضرت اور مسلمانوں نے وُتروں کے متعلق دریافت کیا۔ آیا یہ واجب ہیں۔ آنحضرت اور مسلمانوں نے وُتروں کے متعلق دریافت کیا۔ آیا یہ واجب ہیں۔ (موطأ)
- ۱۲۰۸۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ آنحضرت نے تین وُتروں پڑھے اور ان میں مفصل کی نو سو تین پڑھیں ہر رکعت میں تین سو تین پڑھتے اور آفریں قل ہو اللہ پڑھتے۔ (ترمذی)

۱۵ فصل دوم میں زید بن اسلم کی حدیث پہلے گزر چکی ہے اس کے تحت اس کا مضمون بیان ہو چکا ہے۔

۱۶ وتر سنت موکدہ ہے۔ اس حدیث کو مردزی نے بھی قیام الیوم میں ذکر کیا ہے بقول حاکم مردزی اپنے زمانہ کے محدثین

کا امام ہے مردزی اور امام بخاری دونوں اسٹیج بنا رہو یہ کہے کے خاکہ میں ابن عبدالبر نے کہا کہ موطأ امام مالک میں جتنے ایسے

اقوال ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے وہ سب دوسرے طریقوں سے سند میں ماسوائے چار اقوال کے اور یہ قول ان میں سے نہیں بلکہ

اس کی سند متصل ہے وہ آدمی ابن عمر کے منہ سے کہلانا چاہتا تھا کہ وُتروں میں لیکن آپ نے اس کے اصرار کے باوجود اس کا اقرار

نہ کیا کیونکہ وُتروں میں معمول بہا ہیں

۱۷ ابی بن کعب اور حضرت علیؑ کی یہ حدیث اور عبدالعزیز بن جریر کی حدیث جو پہلے گزری ان کو سوائے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا عام

دستور یہی تھا کہ وُتروں کی پہلی رکعت سورۃ اعلیٰ اور دوسری میں کافرون اور تیسری میں سورۃ اخلاص پڑھنے لیکن کبھی کبھی ان کے علاوہ اور

سورتیں بھی پڑھ لیتے اور ابی کی وہ حدیث جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ احمد ابوداؤد اور ابن ماجہ میں اچھی سند سے مروی ہے۔

۱۲۰۹۔ وَعَنْ تَافِعٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَمَرَ بِمَكَّةَ وَالسَّمَاءُ مُعَيَّمَةٌ فَخَشِيَ الصُّبْحَ فَأَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ انْكَشَفَ فَرَأَى أَنَّ عَلَيْهِ كَيْلًا فَشَفَعَهُ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۲۱۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَآئَتِهِ قَدْرًا مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ وَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكَعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۱۱۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوُتْرِ رَكَعَتَيْنِ رَوَاهُ

۱۲۰۹۔ نافعؓ نے یہی میں مکہ مکرمہ میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس تھا اور آسمان ابر آلود تھا۔ انہیں صبح کا خطرہ ہوا۔ تو ایک وتر پڑھا۔ (مالک)

۱۲۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت بیٹھ کر تلاوت پڑھتے۔ اور قرأت بھی بیٹھ کر پڑھتے۔ جب قراۃ تیس چالیس آیات باقی رہ جاتی۔ تو کھڑے ہو کر تلاوت فرماتے۔ پھر رکوع کرتے پھر سجدہ فرماتے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے تھے (مسلم)

۱۲۱۱۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت دتروں کے بعد دو رکعت ادا فرماتے۔ (ترمذی) ابن ماجہ نے زیادہ کہا کہ

۱۔ مسئلہ ”نقض الوتر“ کا بیان۔ اگر کوئی نماز نے سند حسن سے روایت کیا اور مالک نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا یہ مسئلہ اہل علم میں ”نقض الوتر“ کے نام سے مشہور ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دتروں کے بعد اگر نفل پڑھنا چاہے تو ایک رکعت پڑھ کر پہلے دتروں کو شفع کرے اور پھر آخر میں دوبارہ وتر پڑھے۔ ترمذی نے صحابہ اور بعد کے لوگوں کی ایک جماعت کا یہی مسلک بیان کیا ہے اور دوسری طہن صحابہ کی ایک کثیر جماعت وتر توڑنے کی قائل نہیں اور صدیق اکبرؓ انہی میں سے ہیں۔ یہ جب رات کو وتر پڑھ لیتے اور اور پھر صبح اٹھتے تو نفل پڑھتے رہتے اور پھر دوبارہ وتر نہ پڑھتے۔

۲۔ نفل نماز حسب طاقت ادا کرے :- حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کے مختلف الفاظ آئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو نوافل کی پوری نماز کھڑے ہو کر پڑھتے اور کبھی پوری نماز بیٹھ کر پڑھتے اور کبھی کچھ حصہ قیام کا بیٹھ کر گوارتے اور رکوع سے پہلے کھڑے ہو جاتے اور کبھی پوری ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھتے اور دوسری پوری بیٹھ کر یعنی بہ حسب طبیعت جس طرح چاہتے پڑھتے۔

التَّوْبَةُ وَرَأَى مَا جَاءَ خَفِيفَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ -

۱۲۱۲- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَرَدُّ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَتَرَكُهُمَا رُكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَرَكَهُمَا قَامَ فَرَكَعَهُمَا رَدَّ ابْنُ مَاجَةَ -

۱۲۱۳- وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ جُفَاءٌ وَنَقْلٌ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدَكُمْ فَلْيَتَرَكْهُمَا رُكْعَتَيْنِ فَإِنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَإِلَّا كَانَتْ لَكَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ -

ہلکی سی دو رکعتیں بیٹھ کر ادا فرماتے

۱۲۱۲- حضرت عائشہ رضی سے مروی ہے۔ آنحضرت ایک دتر پڑھا کرتے تھے پھر دو رکعت ادا فرماتے۔ یہ قرأت بیٹھ کر پڑھتے۔ جب رکوع کرنا چاہتے تھے ہو کر رکوع فرماتے تھے (ابن ماجہ)

۱۲۱۳- ثوبان بن ثوبان سے روایت فرماتے ہیں۔ یہ رات کا جاگن تکلیف اور بوجھ ہے۔ اگر تم سے کوئی پڑھے تو دو رکعت ادا کرے۔ اگر وہ رات کو قیام کر سکے (تو بہتر) ورنہ یہ دو رکعت اس کے قائم مقام ہوں گے۔

(ترمذی - دارمی)

۱۴- کیا وتروں کے بعد نفل پڑھے۔ اس حدیث کو اور دارقطنی نے بھی روایت کیا اور صحیح کہا اور اس باب میں مسلم میں عائشہ رضی کی حدیث بھی ہے جو فضل اول میں گزر چکی ہے کہ سعد کے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ حضرت دتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور ابوسلمہ نے بھی آپ سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور احمد اور بیہقی میں ابوامامہ کی حدیث حسن سند سے مروی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ ان دو رکعتوں میں سورہ زلزال اور کافرون پڑھا کرتے تھے۔ بعض اہل علم وتروں کے بعد دو رکعت پڑھ لینے کے قائل ہیں اور بعض نہیں اور صحیح صورت یہ ہے کہ اگر دو رات کو پڑھے تو یہ دو رکعت پڑھ لے اور اگر سہری کو دو رات پڑھے تو پھر نہ پڑھے۔

۱۵- ابن ماجہ کی سند صحیح ہے اور ابوسلمہ نے جو حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے اس کو جماعت نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی وضاحت اوپر کے حاشیہ میں ہو چکی ہے۔

۱۶- اول رات وتروں کے بعد دو نفل کا ثواب۔ اس کو ابن سنان۔ ابن خزیمہ اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی وتر کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور بعد از ان پچھلی رات اللہ بیٹھا اور نماز پڑھی تو وہ سب سے افضل ہے اور اگر نہ اٹھ سکا اور تہجد کی نماز نہ پڑھ سکا تو وہ دو رکعت اس کو تہجد کے ثواب سے کفایت کریں گی اور غالباً یہ سفر کی حالت میں ہے کیونکہ آنحضرت نے یہ حدیث سفر کی حالت میں فرمائی تھی جیسا کہ بزار میں ہے کہ ہم آنحضرت کے ساتھ سفر میں تھے تو آپ نے فرمایا کہ رات کا جاگن بڑی محنت اور مشقت کا کام ہے۔

۱۲۱۳- وَعَنْ ابْنِ أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْوُضُوءِ  
هُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِيهِمَا إِذَا زُلْزِلَتْ وَقَالَ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ رَدَاةُ أَحْمَدَ.

۱۲۱۳- ابوامامہ سے مروی ہے۔ آنحضرت یہ دو رکعت نذر کے بعد بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے اور سورہ اذا زلزلت  
اور سورہ کافرون <sup>۱</sup> پڑھتے (احمد)

## بَابُ الْقُنُوتِ

### قنوت کا تذکرہ

وترات کی نماز ہے پہلی رات ادا کرے تو اجازت ہے۔ اس کا اصلی وقت آخری رات ہے۔ اس میں بعض خصوصیات ہیں احناف و زکوٰۃ واجب سمجھتے ہیں۔ صبح یہ ہے کہ وتر سنت میں باقی سنن سے ہو کہ حضرت علی ابن عمر عبادہ بن صامت اور بعض دوسرے صحابہ سے اس کی مراد منقول ہے۔ (مسند العجمۃ الشریح ۲) آنحضرت بعض وقت وتروں میں قنوت پڑھتے۔ رمضان المبارک کے پچھلے نصف میں التزام سے قنوت پڑھتے۔ جب کوئی شکر جاتا۔ مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئی کسی ظالم کا خطرہ پیش آجاتا۔ تو آپ پانچوں نمازوں میں قنوت پڑھتے یہ معمول اس وقت تک جاری رہتا۔ جب تک وہ مصیبت رفع نہ ہو جاتی۔

قنوت نازلہ کے الفاظ متعین نہیں حسب موقع مناسب الفاظ سے دعا فرماتے عام حالات میں وہی دعا فرماتے جو حضرت حسن سے منقول ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔

قنوت واجب نہیں شوافع صبح کی نماز میں قنوت ضروری سمجھتے ہیں اور احناف وتروں میں دونوں مذاہب کے لیے کوئی صبح اور صبح دلیل نہیں صبح یہ ہے قنوت کے بغیر وتر ہو جاتے ہیں اگر قنوت بھول جائے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔ بلکہ اگر صبح یا وتروں میں اسے واجب سمجھ کر پڑھا جائے تو بدعت ہوگا۔ جس طرح ابوماک اشجعی سے مروی ہے۔

قنوت رکوع سے پہلے اور بعد دونوں طرح درست ہے۔ اکثر صحیح روایات بعد رکوع کے موید ہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں۔ رواہ القنوت بعد الکووع اکثر واحفظ (فتح الباری)

۱۔ قنوت کے کئی معنی ہیں۔ نماز کا قیام مطلق عاجزی اور دعا۔ اور اصطلاح شریعت میں وہ دعا مراد ہے جو نماز کی آخری رکعت میں کسی کے لیے نیک دعا پڑھایا اپنے لیے دین و دنیا کی بھلائی کے لیے دعا کی جائے۔ اور یہاں یہی دعا مراد ہے۔

## الفصل الأول

۱۲۱۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَدَّتْ بَعْدَ التَّكْوِيمِ فَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَيْبَعَةَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِيحِي يُوسُفَ يَجْهَرُ بِذَلِكَ وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَوَاتِهِ اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِأَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ الْآيَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

### پہلی فصل

۱۲۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے لیے دعا فرمانا چاہتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے بہت دفعہ جب سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فرماتے تو یہ دعا کرتے۔ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَيْبَعَةَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِيحِي يُوسُفَ اے اللہ ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عنایت فرما۔ اور قبیلہ مضر کو پوری طرح کچل دے۔ اور ان پر حضرت یوسف کے قحط کی طرح قحط مسلط فرما اور اونچی آواز سے پڑھتے اور بعض نمازوں میں عرب کے بعض قبیلوں پر لعنت فرماتے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی لیس لک من الامر شیء (اے پیغمبر تمہیں کوئی اختیار نہیں ہے)۔ (بخاری۔ مسلم)

سہ قنوت نازلہ کا بیان اور حدیث کے ایسا ظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں اس کا معنون ہے۔ کسی کے لیے نیک دعا کرنے کی مثال تو یہ بیان فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کی نجات کے لیے دعا کی۔ یہ حضرات مسلمان ہونے کے بعد کفار کی قید میں تھے اور کفار ان کو سخت تکلیفیں دے رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نجات کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور آنحضرت کی ہرکت سے ان کو نجات مل گئی اور یہ حضرات مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور بد دعا کی یہ مثال دی کہ آپ نے مضر کے قبیلہ کے لیے بد دعا فرمائی کہ اے اللہ ان پر اس طرح کی قحط سالی بھیج جس طرح کی قحط سالی (باقی اگلے صفحہ پر)



۱۲۱۶- وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ الْأَحْوَلِ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَاةِ كَانَ قَبْلَ الزُّكُوفِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ إِسْمَاعِلْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۲۱۶۔ عاصم احوول فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت انس بن مالک سے نماز میں قنوت کے متعلق دریافت کیا۔ روک سے پہلے پڑھی جائے یا روک کے بعد انہوں نے فرمایا۔ روک سے پہلے پڑھنی چاہیے۔ آپ نے روک کے بعد ایک ہینہ پڑھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصر میں آئی تھی۔ چنانچہ قریش پر وہ قحط سالی اس شدت سے ہوئی کہ انہوں نے مردار بھی کھائے اور سوکھے چمڑے۔ ٹوٹی ہوئی چرتیاں اٹھاتے اور ان کو آگ پر لپکا کر کھا جاتے۔ بعض دفعہ مرداروں کی ہڈیاں میں کوبھی کھائیں اور دوسری بد عاکی شمال یردی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے بعض قبائل یعنی ربیعہ۔ ذکوان اور عقیہہ کے لیے ہینہ بھر تک بد عا کرتے رہے کہ اے اللہ ربیعہ پر لعنت فرما۔ ذکوان پر لعنت فرما اور عقیہہ پر لعنت فرما۔ یہ قبائل نبی سلیم کی شاخ تھے اور عرب کے مشرقی علاقہ میں آباد تھے۔ ان بد عاقوں نے مشورہ کیا کہ دھوکہ سے کچھ صحابہ کرام کو جلا کر قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک رئیس ابو عامر بد بخت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ راستے میں گھوڑے سے گرا اور ٹانگ ٹوٹ گئی اور آپ کے پاس آکر کہا کہ اے اللہ کے رسول میں مسلمان ہو چکا ہوں اور ہمارے قبیلے کے اور بھی کئی آدمی مسلمان ہو چکے ہیں اور دوسرے لوگ بھی بہت جلد مسلمان ہو سکتے ہیں بشرطیکہ آپ وہاں کچھ سیبیغ بھیجیں اور بعد ازاں اپنی ٹانگ کی شکایت بھی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ٹانگ درست ہو گئی۔ آپ نے اس سے کہا میں آدمی تو بھیج دوں لیکن ان کی حفاظت۔ خرداک اور رہائش کا کون ذمہ دار ہوگا اس نے کہا میں ذمہ دار ہوں آپ نے اس کے ہمراہ شتر قاری بھیج دینے اس بد بخت نے وہاں جا کر ان قبائل کو پکارا وہ لوگ نکل آئے اور ان کا معاہدہ کر کے ان کو شہید کر دیا۔

یہ واقعہ ”یرغونہ“ کے نام سے مشہور ہے یا اس کو ”سرت القزاق“ کہا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر اس واقعہ کا اتنا اثر ہوا کہ آپ ہینہ بھر تک ان قبائل کے لیے بد عا کرتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ”اسے نبی تیرے اعتبار میں کوئی چیز نہیں اپوری آیت ایک کاش وہ لوگ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہم ماکان و ما یکون ثابت کرتے ہیں اس واقعہ پر غمزدہ نہیں اور یہ بھی فرمائیں کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس طرح بے بسی کی حالت میں شہید کر دینے جانے کا بھی علم تھا اور کیا پھر بھی آنحضرت نے ان کو مردانے کے لیے جان بوجھ کر بھیجا یا تھا اور کیا پھر اس صورت میں ان مظلوموں کے خون کا گناہ معاذ اللہ نبی مسلم کے سر پر نہیں۔

اب باقی رہا ایک اشکال کہ یہ آیت بقول بعض جنگ امد کے متعلق نازل ہوئی جبکہ آنحضرت کے دانت شہید ہونے اور چہرہ زخمی ہوا تو اصل معاملہ یہ ہے کہ جنگ امد کے فوراً بعد یہ واقعہ پیش آگیا اور اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی تو کسی نے اس کو جنگ امد کے متعلق سمجھا اور کسی نے ”یرغونہ“ کے متعلق۔

بَعْدَ الرَّكُوعِ شَهْرًا إِنَّهُ كَانَ بَعَثَ أَنَسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَاءُ سَبْعُونَ رَجُلًا فَأَصَابُوا  
فَقَدَّتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرَّكُوعِ شَهْرًا أَيَادِيَهُمْ مَتَّفِقَةً عَلَيْهِ.

### الفصل الثاني

۱۲۱۷- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدَّتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا مَمْتَابًا  
فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَوَاتِ الصُّبْحِ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ  
مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُكَيْمٍ عَلَى رِعْلٍ وَذُكْوَانَ وَعَصْتِيَّةَ  
وَيُورِقِينَ مِنْ خَلْقِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

تھی۔ آپ نے ستر آدمی بھیجے۔ جنہیں قراء (مافظ) کہا جاتا تھا۔ ان کو راستہ میں قتل کر دیا گیا۔ آپ نے ایک ماہ  
ان کے (قاتلوں) کے لئے بددعا کی (بخاری مسلم)

### دوسری فصل

۱۲۱۸- ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَمَاتے ہیں۔ آنحضرت نے نماز ایک ماہ تک یا تینوں نمازوں میں قنوت پڑھی۔ آخری رکعت  
میں جب سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو عرب کے قبائل رِعْل۔ ذُكْوَانَ عَصْتِيَّةَ پر بددعا فرماتے یہ سب قبائل قبیلہ  
بنو سُلَیْمِ کے تعلق رکھتے تھے۔ اور مقتدی امین کہتے ہیں (ابو داؤد)

۱۲۱۹- قنوت نازلہ رکوع کے بعد ہے۔ اس کی اس حدیث کے الفاظ شیعین نے بھی روایت کئے ہیں اور دوسروں نے  
سبھا۔ ان کے مجموعہ سے یہ چیز معلوم ہوتی ہے کہ قنوت جو عبادت کے لیے ہے جسے قنوت نازلہ کہا جاتا ہے وہ تو رکوع کے بعد ہے  
اور جو قنوت عام طور پر پڑھی جاتی ہے وہ رکوع سے پہلے بھی ہے اور بعد بھی جیسا کہ ابن ماجہ نے اس کو انس سے روایت کیا ہے کہ  
آپ سے سوال کیا گیا کہ آیا قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد تو آپ نے فرمایا قبل رکوع بھی ہے اور بعد بھی اور ابن ماجہ کی سند قوی  
ہے صحابہ کا عمل اس میں مختلف رہے اور یہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ بعد از رکوع بہتر ہے کیونکہ خلفاء اور بعد کا عمل اسی پر رہا ہے اور  
صحیح روایات بھی اسی کی تائید کرتی ہیں جیسے کہ پہلے ہی نے کہا ہے کہ بعد از رکوع قنوت کے راوی زیادہ بھی ہیں اور احفظ بھی ہیں۔

۱۲۲۰- قنوت نازلہ ہر نماز میں ہو سکتی ہے۔ اس حدیث کو احمد اور عالم نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری میں حضرت انس  
سے مغرب اور فجر کی نمازوں میں بھی قنوت آتی ہے اور احمد مسلم اور ترمذی نے براہ بن عازب سے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور فجر کی نمازوں میں قنوت کہا کرتے تھے۔ اس باب کی روایتیں وہیں ہیں کہ دوسروں کے علاوہ اور نمازوں میں بھی قنوت  
ہے اسی بنا پر امام مالک اور شافعی تمام نمازوں میں قنوت کو مستحب جانتے ہیں جبکہ کوئی مصیبت نازل ہو جیسے دشمن یا قحط و باد وغیرہ  
اور اس قنوت میں کوئی خاص دعا نہیں ہے اور جو قنوت عام ہے اس میں اتفاق ہے کہ ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشاء کی نمازوں میں  
قنوت نہ پڑھا جائے اور صبح کی نماز میں قنوت جائز ہے

۱۲۱۸۔ وَعَنْ أَنَسِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَّتْ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ مَا وَآهَ الْبُؤْ  
دَاوَدَ وَالنَّسَائِيُّ.

۱۲۱۹۔ وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي يَا أُمَّتَكَ فَدُ صَدَّيْتَ خَلْفَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيَّ هَهْنَا بِالنَّكَوْفَةِ  
نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِينَ أَكَانُوا يَقْتَتُونَ قَالَ أَيْ بَنِي مُحَمَّدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ  
النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

### الفصل الثالث

۱۲۲۰۔ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَبِي بَنِي كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّي  
بِهِمْ عَشْرًا مِنْ كَبَلَةٍ وَلَا يَقْتَتُ بِهِمْ إِلَّا فِي التَّصْفِ الْبَاقِي فَإِذَا كَانَتْ الْعَشْرُ الْأَوَّلَى وَاجْرُ

۱۲۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت پڑھ کر پھر  
تڑک کر دی۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

۱۲۱۹۔ ابومالک اشجعی فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد سے کہا آپ نے آنحضرت اور حضرت ابوبکر حضرت عمر  
حضرت عثمان اور حضرت علی کے پیچھے یہاں کوتر میں قریباً پانچ سال نماز پڑھی ہے۔ کیا وہ قنوت پڑھتے تھے۔ فرمایا  
بیٹا یہ بدعت ہے۔ (ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

تیسری فصل

۱۲۲۰۔ حضرت حسن سے مروی ہے۔ حضرت عمر نے لوگوں کو ابی بن کعب پر جمع کیا۔ وہ بیس رات تک نماز پڑھتے  
آزری نعت کے سوا قنوت نہ پڑھتے۔ جب آخری عشرہ آتا تو وہ پیچھے رہ جاتے اور اپنے گھر میں نماز پڑھتے۔ اور

۱۳۔ بعض صحابہ لا علمی کی وجہ سے کسی کام کو بدعت کہہ دیتے۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور  
ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور یہ لوگ بقول ایک راوی صبح کی نماز میں قنوت کیا کرتے تھے اور یہ حدیث دلالت کرتی  
ہے کہ صبح کی نماز میں قنوت نہیں ہوا کرتی تھی۔ اگر اہل علم اسی طرف گئے ہیں اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ صبح کی  
نماز میں قنوت ہے اور یہ جو کہا بدعت ہے تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس پر ہمیشگی کرنا بدعت ہے۔ روزنہ اصل قنوت  
بدعت نہیں ہے۔

يَتَخَلَّفُ فَصَلَّى فِي بَيْتِهِ فَكَانُوا يَعْزِلُونَ أَبَقَ ابْنُ دَوَاهٍ أَبُو دَاوُدَ وَسَعِلَ ابْنُ مَالِكٍ  
عَنِ الْقَنُوتِ فَقَالَ قَدَّتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرَّكُوعِ وَفِي رِوَايَةٍ  
قَبْلَ الرَّكُوعِ وَبَعْدَهُ دَوَاكِبُ مَا جَاءَ.

وہ لوگ کہتے ابی شجاک گئے (ابوداؤد) حضرت انس سے قنوت کی بابت دریافت کیا گیا۔ فرمایا۔ آنحضرت نے قنوت رکوع  
کے بعد پڑھی اور ایک روایت میں ہے رکوع سے پہلے اور بعد دونوں جگہ پڑھی۔ (ابن ماجہ)

۱۷۔ عالمانہ تحریف :- غناستیانس کسے اندھی تقلید کا جو بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرتی ہے۔ اسی تحریف کی بدولت یہود و  
نصرانی گمراہ ہوئے۔ اگر کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ میں امام ابوحنیفہ کی یہ بات نہیں مانتا تو نہ اس پر کوئی حد ہے نہ گناہ چنانچہ ان کے  
شاگردوں نے کئی مسائل میں ان کے خلاف کہا۔ تلامذہ کے متعلق یہ حقیقت ہے کہ آنحضرت اور خلفائے راشدین سے صرف اٹھ رکعت  
ثابت ہیں اور یہی سنت ہیں ویسے نقل سمجھ کر خواہ کوئی بیس پڑھے یا چالیس کوئی اعتراض نہیں اعتراض اس پر ہے کہ تقلید کے جوش میں  
سنت کا انکار کیوں کیا جائے۔ ابوداؤد کی اس حدیث میں دیوبندی مباحثوں نے تقلید کا دہرے سے تحریف کا ارتکاب کیا۔ ابوداؤد کے تمام  
تعلیمی اور مصرفی اور دیگر مطبوعات کے نسخوں میں یہ حدیث اسی طرح ہے کہ حضرت ابی یسیر رات تک تراویح پڑھتے اور پھر صلوٰۃ کی  
نماز کو ترجیح دیتے۔ مولانا محمود الحسن نے مطبع مہتابی کی تصحیح کہتے ہوئے عشرین بیس پڑھنے پر سختی کا نشان دہے کر کہ اس پر عشرین رکعت کر  
دیے پھر مطبع مجیدی والوں نے فقر الحسن اور فیض الحسن لنگوہی سے تصحیح کر والی قوانوں نے نسخہ کو متن بنا دیا اور متن کو نسخہ پھر نوٹ لکھ کر  
نئے تصحیح کر والی تو عشرین میلہ کو اڑا دیا اور عشرین رکعت کہ دیا گیا۔ اناللہ وانا الیرہ راجعون یہ سب تقلید کے کرشمے ہیں اللہ انہیں معاف  
فرمائے۔

۱۸۔ قنوت کا مقام و طریقہ :- اس حدیث کو زودی نے صنعین کہا ہے اس لیے کہ حضرت حسن بصری نے حضرت عمر فاروق  
کا زمانہ نہیں پایا ہے۔ سن بصری کا مسلک یہ ہے کہ قنوت سارا مال ہے جیسا کہ امام محمد بن نصر مزودہی نے اپنی کتاب قیام اللیل میں نقل کیا  
ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جو سوال ہوا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد ہے پہلے بیان ہو چکا ہے اور ابن ماجہ کی یہ سند اچھا  
ہے۔ آپ نے جو جواب دیا وہ یہ ہے کہ قنوت رکوع کے بعد ہے اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ رکوع کے بعد پڑھا ہے اور رکوع  
سے پہلے بھی۔ احادیث سے دو نقل طرح ہی ثابت ہوتا ہے اگر کوئی رکوع سے پہلے پڑھے تو بھی ٹھیک ہے اور اگر کوئی رکوع کے بعد  
پڑھے تو بھی درست ہے لیکن ترجیح بعد از رکوع کی روایات کو ہے جیسا کہ امام بیہقی کے حوالے سے پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ جو آج کل  
رکوع سے قبل قنوت کہتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

# بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

## قیام رمضان کا ذکر

ماہ رمضان برکت کا مہینہ ہے۔ اس میں عبادات کا اجر زیادہ ملتا ہے۔ آنحضرت رمضان میں بہت زیادہ ریاضت فرماتے۔ گھر کے لوگوں کو نماز کی ترغیب دیتے۔ معاصی بھی کثرت سے نوافل ادا فرماتے۔ لوگوں کی سہولت کے لیے اجازت فرمائی۔ تجمہ پہلی رات پڑھ لی جائے۔ قیام رمضان اور تراویح اسی کا دوسرا نام ہے۔ رمضان مبارک میں قیام رمضان کے علاوہ رات کے وقت کوئی اور نماز ادا نہیں فرماتے تھے۔ اس نماز میں قیام لمبا کرتے عموماً آٹھ رکعت پڑھتے اس نماز کے لیے اہتمام فرماتے۔ زندگی کے آخری رمضان میں متواتر تین دن تراویح ادا فرمائیں۔ بہت لمبا قیام فرمایا۔ ۲۷ رمضان کو سحری تک قرآن پڑھتے رہے۔ ان راتوں میں آپ نے آٹھ رکعت پڑھی۔ امام مروزی نے قیام اللیل میں حضرت عبا نے ذکر فرمایا ان الذی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی رمضان فی لیلة ثمان رکعات ثم اذ تو صلا صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت رمضان اور غیر رمضان میں (عموماً) وتر کے علاوہ آٹھ رکعت پڑھتے تھے۔

یہ نماز چونکہ نقلی ہے۔ اس لیے اس میں فرائض کی طرح حتمی تحدید نہیں فرمائی گئی۔ سائب بن یزید سے منقول ہے کہ لوگ بیس رکعت پڑھتے تھے۔ وہیب بن کیسان سے اسی طرح مروی ہے۔ اعمش اور عطاء سے بھی ہیں کا ذکر آیا ہے صالح مولی التورمہ فرماتے ہیں۔ لوگ حرہ سے پہلے اکتالیس رکعت پڑھتے۔ امام مالک سے ۳۸ رکعت منقول ہیں۔ امام شافعی میں پسند کرتے تھے۔ ایک روایت امام شافعی سے ۳۹ رکعت بھی آتی ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں۔ لیس غنہ ضعیف ولا حد یکتبہ الیہ لاکہ نایلة فان اطلوا البیادر و اقلوا السجود فحسن وهو احب الی و ان اکثر و اکثر کوع و السجود فہو حسن (قیام اللیل ص ۹۷) یہ نقلی نماز ہے اس میں کوئی وقت اور پابندی نہیں اگر قیام لمبا کرے اور رکعتیں کم کرے تو مجھے پسند ہے۔ اگر رکوع سمجھ زیادہ کرے۔ تو اس میں کوئی خرچ نہیں۔ آنحضرت سے اس کے متعلق سات رکعت سے تیرہ رکعت وتر سمیت مروی ہے۔ زیادہ تر آٹھ رکعت اور وتر پڑھا کرتے تھے اور یہی سنت نبوی ہے۔ اس نماز میں اصل چیز طہانیت ہے۔ اور اگر نماز میں سکون اور طہانیت قلب حاصل نہ ہو تو عدد کی کثرت چنداں مفید نہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاویٰ میں فرمایا ہے کہ قیام رمضان کے متعلق کوئی معین عدد آنحضرت سے منقول نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں فرضوں کی طرح عدد کی پابندی نہیں فرمائی گئی ورنہ جہاں تک آنحضرت کے عمل کا تعلق ہے۔ اس کا عدد معلوم ہے۔ اور صحیح روایات سے ثابت ہے۔ شیخ الاسلام ایسے بحر العلوم سے یہ کیسے مخفی رہ سکتا تھا۔ ان روایات کا ذکر بھی ان کی کتابوں میں موجود ہے۔

## الفصل الأول

۱۲۲۱- عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى فِيهَا لَيْلًا حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ كَيْلَةً وَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحَّنِحُ لِیُخْرِجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا نَرَا لَكُمْ الَّذِي رَأَيْتُمْ مِنْ صَنِيعِكُمْ حَتَّى خَشِيتُمْ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُتِلْتُمْ بِهِ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بَيْوتِكُمْ فَإِنِ اخْتَلَدَ صَلَاةَ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ .

۱۲۲۲- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْغَبُ فِي قِيَامِ

## پہلی فصل

۱۲۲۱- زید بن ثابت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے مسجد میں چٹانیوں سے حجرہ بنایا۔ کئی رات اس میں نماز پڑھتے رہے اور آپ کے پیچھے جمع ہو گئے۔ اور ایک رات آپ کی آواز مفقود ہو گئی۔ لوگوں نے خیال کیا۔ آپ سو گئے لیکن لوگ کھانسنے لگے۔ تاکہ آپ ان کی طرف نکلیں۔ فرمایا جو کچھ تم کہتے رہے مجھے معلوم ہے مجھے ڈر پیدا ہوا کہ تم پر یہ نماز فرض کر دی جائے اگر یہ فرض کر دی گئی۔ تو تم اس کی پابندی نہیں کر سکو گے۔ اسے لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ فرضی کے علاوہ نماز گھر میں افضل ہے۔ (بخاری مسلم)

۱۲۲۲- ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت رمضان میں قیام کیلئے رغبت دلاتے تھے۔ اس میں تاکید کی حکم نہیں دیتے تھے

۱- ان الفاظ سے یہ روایت بخاری میں ہے اور اس کو ابو داؤد۔ ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ آپ نے جو چٹائی سے مسجد میں ایک حجرہ بنایا تھا اس کی کیفیت یہ تھی کہ آپ رات کو تو چٹائی سے کچھ جگہ الگ کر لینے اور دن کو اس کو لپیٹ لیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسجد میں تنگی نہ ہو اور دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ پہنچے تو اس طرح اپنے لیے جگہ مخصوص کر لینا جائز ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جماعت سے تراویح کی نماز پڑھی ہے۔ امام نووی نے کہا کہ علاوہ اس پر اتفاق ہے کہ تراویح کی نماز مستحب ہے اور اختلاف اس بات میں ہے کہ آیا گھر میں اکیلے نماز تراویح پڑھنا بہتر ہے یا مسجد میں جماعت سے تو امام شافعی اور امام ابو حنیفہ اور بعض مالکیہ مسجد میں جماعت سے تراویح پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں اور بعض کے نزدیک گھر میں اکیلے تراویح پڑھنا بہتر ہے خصوصاً جبکہ کچھ رات میں اٹھ کر پڑھے اور وہ یہ وجہ بتاتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا میری اس مسجد میں پڑھنے سے بہتر ہے چاہے کہ دوسری مسجد میں ہوں۔

رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيْمَةٍ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا  
عُقِبَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ فَتَوَفَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ  
عَلَى ذَلِكِ ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ عَلَى ذَلِكِ فِي خِلَافَةِ اَبِي بَكْرٍ وَ صَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ  
عَلَى ذَلِكِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۲۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَضَى اَحَدُكُمْ  
الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِهِ فَلْيَجْعَلْ لَبِيْبَتِهِ نَصِيْبًا مِنْ صَلَوَاتِهِ فَاِنَّ اللهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ  
مِنْ صَلَوَاتِهِ خَيْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

آپ فرماتے تھے۔ جو رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی نیت سے کرے اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا اور لوگوں کا عمل اسی طرح تھا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق کی  
خلافت..... میں بھی اسی طرح ہوتا رہا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابتدائی خلافت میں بھی  
(مسلم)

۱۲۲۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز پڑھے۔ تو گھر کے لیے نماز کا بھی کچھ  
حصہ باقی رکھے۔ اللہ اس کے گھر میں بھی اس سے خیر و برکت فرمائے گا۔ (مسلم)

۱۔ تراویح نفل نماز ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح واجب نہیں ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور یہ  
جو فرمایا کہ اس کے پہلے گناہ بخنہ جانیں گے یہ حتمی وعدہ سفیرے گناہوں کے متعلق ہے۔ کبیرے گناہوں کے لیے تو یہ شرط ہے اور  
حقوق العباد میں حقوق کی ادائیگی اور توہم و دوزخ شرط ہیں اور احمد اور نسائی کی روایت میں دَمًا تَأَخَّرَ کے لفظ بھی ہیں یعنی جو گناہ آئندہ  
ہوں گے وہ بھی بخش دیئے جائیں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ اسے گناہ سے بچایا جائے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے الاعبادک  
منہم المخلصین (مگر تیرے مخلص بندے گناہ سے محفوظ رہیں گے) اور اگر بالفرض اس سے کوئی گناہ سرزد ہوا بھی تو وہ سفیرے  
گناہ ہوں گے جو بخش دیئے جائیں گے۔

۲۔ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے، اس باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ نفل نماز گھروں میں ادا کرنا بہتر ہے اس لیے  
کہ اس میں ریاضت ہونا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے گھروں میں برکت ہوتی ہے۔ رحمت اترتی ہے۔ نرفشتے اس گھر میں نازل ہوتے ہیں اور  
شیطان وہاں سے بھاگتا ہے، امام شافعی نے ان دونوں کے عموم سے ان نمازوں کو مستحب کہا ہے جن کا مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔  
جیسا کہ توحید المسجد وغیرہ کے نفل





۱۲۲۵- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَيَاذَاهُوَ بِالْبَيْعِ فَقَالَ أَكُنْتُ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَرَسُولُهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْزِلُ لَيْلَةَ التَّيْصِفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْضِرُ لَكُمْ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ عَنَمٍ كُلِّبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ دَرِينُ بْنُ مَسْنَانَ اسْتَحَقَّ النَّاسُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ابْنَ عَبْدِ الْبُخَارِيِّ يُضَعِّفُ هَذِهِ الْحَدِيثَ.

۱۲۲۶- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا لِي فِي بَيْتِي أَفْضَلُ مِنْ صَلَّوْتِكُمْ فِي مَسْجِدِي هَذَا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۱۲۲۵- حضرت عائشہ نے فرمایا۔ میں نے ایک رات آنحضرت کو بستر سے گم پایا۔ اب اچانک بقیع (قبرستان کا نام) میں تشریف لے گئے آپ نے فرمایا۔ تمہیں خطرہ تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول مجھے خیال ہوا کہ آپ اپنی بعض دوسری ازواج کے پاس تشریف لے گئے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں۔ اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو معاف فرمادیتے ہیں (ترمذی۔ ابن ماجہ) رزین نے زیادہ فرمایا۔ ان لوگوں کو معاف فرماتے ہیں جو آگ کے مستحق ہیں۔ ترمذی فرماتے ہیں امام بخاری اس حدیث کو ضعیف فرماتے تھے۔

۱۲۲۶- زید بن ثابت سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ فرضی نماز کے سوا نوافل گھر میں پڑھنا مسجد نبوی میں ادا ہونے سے بھی افضل ہیں۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

۱۲۲۷- نصف شعبان کی فضیلت کی حدیث اور اس حدیث کو بیہوشی نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ کئی بنی ابی کثیر نے عروہ سے نہیں سنا اور حجاج بن ارطاة نے یحییٰ سے نہیں سنا یہ حدیث ضعیف ہے اس کے کچھ اور ضعیف خواہد بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کا کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔ بنو کلب عرب کا ایک قبیلہ ہے جو بکریاں پالتے ہیں مشہور ہے اور جنبت البقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے۔ جس طرح سورج طلوع ہونے سے قبل روشنی نمودار ہوتے لگتی ہے۔ اسی طرح رمضان شریف کی آمد سے پہلے برکات کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور وہ اسی رات سے شروع ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو رمضان کی راتوں کے قیام کے باب میں بیان کیا گیا ہے۔

۱۲۲۸- نفل گھر میں مسجد نبوی سے بھی افضل ہیں۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا اور ترمذی نے حسن اور عیسیٰ (باقی اگلے صفحہ پر)

## الفصل الثالث

۱۲۲۷ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْ تَمَازُجٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلُّونَ الرَّجُلَ لِنَفْسِهِ وَيُصَلُّونَ الرَّجُلَ فَيُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّي لَوَجَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِيٍّ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلُ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِيٍّ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ نَعِمَةَ الْمَيْدَعَةِ هَذِهِ وَالَّتِي تَتَمُومُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي تَقُومُونَ يُرِيدُ الْإِخْرَاقَ لِلَيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوْ لَكَ دَوَاةُ الْبُخَارِيِّ -

### تیسری فصل

۱۲۲۷ - عبدالرحمن بن عبدالقاری فرماتے ہیں۔ میں حضرت عمر کے ساتھ ایک رات مسجد میں گیا۔ لوگ مختلف گروہوں میں بٹ رہے تھے۔ کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا۔ کسی کے ساتھ چند آدمی پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ اگر میں ان کو ایک حافظ پر جمع کر دوں تو بہتر ہوگا۔ پھر تا کعبہ کے ساتھ ابی بن کعب پر جمع فرمادیا۔ پھر کسی رات میں حضرت عمر کے ساتھ مسجد میں گیا۔ لوگ حافظ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ یہ نئی بات اچھی ہے۔ جس وقت تم سو جاتے ہو۔ وہ اس وقت سے بہتر ہے۔ جس میں تم قیام کرتے ہو۔ حضرت عمر کا مطلب یہ تھا کہ آخری رات پڑھنا پہلی رات سے بہتر ہے۔ کیونکہ لوگ پہلی رات پڑھتے تھے یہ بخاری

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) نے اسے صحیح کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ہزار گنا زیادہ ملتا ہے بلکہ ایک روایت کے مطابق بیچاس ہزار گنا ثواب ملتا ہے اور نفل نماز اگر گھر میں پڑھی جائے تو مسجد نبوی میں بھی پڑھنے سے بہتر ہے بلکہ ایک روایت میں ہے کہ مسجد الحرام میں بھی نفلوں کا وہ اجر نہیں ملتا جو گھر میں ملتا ہے کیونکہ یہ نماز ریاء سے پاک ہوگی۔ ہاں مگر فرض نماز زیادہ دوسری واجب نمازیں جو نفل سے زیادہ واجب ہوں وہ مسجد میں پڑھنی ضروری ہیں اور یہ حکم بھی مردوں کے لیے ہے ورنہ عورتوں کے لیے تو آپ نے فرضوں کے متعلق بھی یہی فرمایا ہے کہ ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۲۲۸ - حضرت عمر کا تراویح کی جماعت مقرر کرنا۔ اس حدیث کو مالک اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور قاری تبیہ قارہ کی طرف منسوب ہے۔ عبدالرحمن کی ولادت آنحضرت کے مہر میں ہوئی اور ہوش بعد میں سنبھالا۔ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں جو ایک رمضان میں حضرت عمر کے ساتھ مسجد میں آیا تو لوگ مختلف گروہوں میں بٹ کر تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر نے ان کو ایک جگہ اکٹھا کر کے حضرت ابی بن کعب کو ان کا امام بنا دیا۔ پھر ایک دن جو آئے تو دیکھا سب حضرت ابی کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۲۲۸۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ أَمَرَ عَمَّ أَبِي بَن كَعْبٍ وَتَسِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُوَّ مَا لِلنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِأَحْدَى عَشْرَةَ فَكَانَ الْقَارِيُّ يَقْرَأُ بِالْبَيْتَيْنِ حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعَصَا مِنْ طُولِ الْقِيَامِ فَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ وَأَوَاهِ مَالِكٍ.

۱۲۲۸۔ صاحب بن یزید فرماتے ہیں۔ حضرت عمر نے ابی بن کعب اور تسیم داری کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھایا کریں۔ اور قاری موسو آیت والی سورتیں پڑھتا۔ اور قیام کی لمبائی کی وجہ سے ہم لاٹھی کا سہارا لیتے اور صبح کے قریب ہم واپس لوٹتے (مالک)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) رہے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر خود ان کے ساتھ نماز نہ پڑھتے تھے بلکہ آپ گھر میں پچھلی رات کو پڑھتے۔ جب ان کو دیکھا تو اچھی بدعت ہے۔ بدعت لغت میں نئی چیز کو کہتے ہیں اور شریعت میں بدعت وہ نیا کام ہے جس کی اصل تہذیب سنت میں نہ ہو۔ اور تراویح کی اصل سنت میں موجود ہے اس لیے یہ شرعی بدعت نہیں بلکہ حضرت عمر نے اسے لغت کے لحاظ سے بدعت کہا کہ پہلے بالاتزام جماعت نہ ہوتی تھی اب یہ تبدیلی ہو گئی کہ بالاتزام جماعت ہونے لگی۔ بعض ناواقف شرعی بدعت کی تقسیم کرنے لگے کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور یہ بدعت سیئہ۔ شرعی بدعت کوئی بھی حسنہ نہیں ہے۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہر بدعت گمراہی ہے۔

(حاشیہ صفحہ پہلا)

۱۳۔ حضرت عمر نے بیس تراویح کو رواج نہیں دیا۔ مالک کی سند کے راوی اچھے اور ثقہ ہیں۔ سعید بن مسعود نے عروہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر نے مہدوں کی امامت پر ابی بن کعب اور عورتوں کی امامت پر تسیم داری کو مقرر کیا اور بعد ازاں میان بن ابی حاتمہ کو اور جو حضرت عمر نے حضرت ابی بن کعب کو گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا یہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے اخذ کیا تھا کیونکہ آپ نے جو تین دن لا امامت گرائی وہ گیارہ رکعت ہی پڑھائی تھی جیسا کہ طبرانی۔ ابن حبان اور مردی کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے اور آپ جو ہمیشہ نماز پڑھا کرتے تھے وہ گیارہ رکعت ہی ہوتی تھی خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے مروی ہے اور یہ جو بیس رکعت تراویح حضرت عمرؓ کی طرف منسوب ہیں کہ آپ نے بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ یہ بالکل بے بنیاد ہے۔ البتہ ایک بہت ضعیف اثر میں یہ آتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس رکعت پڑھی جانے لگیں لیکن حکما نہیں۔ تراویح کی نماز میں رکعت کی پابندی شریعت کی طرف سے نہیں امام مالک چھتیس تراویح کے قائل ہیں۔ بعض اس سے بھی زیادہ پڑھتے ہیں۔ بس یوں کہو کہ اگر تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی نفل زیادہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔

۱۲۲۹- وَعَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ مَا أَدْرَكْنَا النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُونَ الْكُفْرَةَ فِي رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ الْقَادِي يُقْرَأُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فِي ثَمَانِي رُكْعَاتٍ فَإِذَا قَامَ بِهَا فِي ثَمَانِي عَشْرَةَ رُكْعَةً سَأَى النَّاسَ إِنَّهُ قَدْ خَفَّفَ رَوَاهُ مَالِكٌ .

۱۲۳۰- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيًّا يَقُولُ كُنَّا نَنْصِرُ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْقِيَامِ فَتَسْتَعْجِلُ الْعَدَاةَ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ فَتَاتِ الشُّحُورِ وَفِي الْآخِرَى مَخَافَةَ الْقَجْرِ رَوَاهُ مَالِكٌ .

۱۲۳۱- وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِينَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ

۱۲۲۹- اعرج فرماتے ہیں۔ ہم نے لوگوں کو پایا۔ وہ رمضان میں کفار پر لعنت کرتے تھے قاری سورہ بقرہ آٹھ رکعت میں پڑھا۔ اور جب وہ بارہ رکعت میں پڑھتا۔ تو لوگ اسے تخفیف محسوس کرتے تھے۔ (مالک)

۱۲۳۰- عبد اللہ بن ابی بکر فرماتے ہیں۔ میں نے ابی سے سنا۔ ہم قیام رمضان سے فارغ ہوتے فجر کے ڈر سے ہم خادموں کو کھانے کے متعلق جلدی کرنے کے لیے کہتے تھے۔ (مالک)

۱۲۳۱- حضرت عائشہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا تمہیں معلوم ہے۔ نصف شعبان کی رات میں کیا فضیلت ہے۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت اس میں کیا فضیلت ہے۔ فرمایا۔ اس سال میں جس قدر آدمی بچے پیدا ہوتے والے ہیں

۱۲- صحابہ کبھی بارہ رکعت تراویح بھی پڑھتے تھے۔ اس حدیث کا ایک راوی داؤد بن حصین مختلف فیہ میں باقی ثقہ ہیں۔ اعرج نے صحابہ کرام اور کبار تابعین کی ایک جماعت کو پایا ہے کہ وہ رمضان شریف میں وتروں کی ثنوت میں کافروں پر لعنت کیا کرتے تھے کیونکہ آنحضرت نے بھی رعل۔ ذکوان اور عسیر پر لعنت کی تھی۔ اس کی اقتدا اس کی نیت کرتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تراویح کی نماز آٹھ رکعت سے زائد بھی ہوتی تھی۔ اصل یہ ہے کہ بعد میں جا کر لوگوں نے قرأت جلی کر دی اور رکعات کی تعداد اتنی بڑھالی بعض آدمی چالیس رکعت پڑھتے بعض تینتیس اور بعض بیس رکعات پڑھنے لگے۔ ۱۳- پچھلی رات تراویح یا جماعت پڑھنا۔ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور یہ حدیث ان لوگوں کے قول کی تائید کرتی ہے جو کہتے ہیں کہ قیام رمضان (یعنی تراویح) ابتدا میں اول رات میں کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آخر شب میں مقرر کر دیا اور پھر آخری رکعات کا قیام رہا جیسا کہ اس روایت میں ہے اور صدر اول میں مکہ مکرمہ میں ہی دستور تھا بعد ازاں کچھ لوگ اول رات میں قیام کرنے لگے اور کچھ لوگ آخر رات میں۔

يَعْنِي كَيْفَةَ التَّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ فِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ  
مَوْلُودٍ بَنِي آدَمَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَفِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فِي هَذِهِ  
السَّنَةِ وَفِيهَا تَرْفَعُ أَعْمَالُهُمْ وَفِيهَا تُنْزَلُ أَرْزَاقُهُمْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا مِنْ  
أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى فَقَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ  
اللَّهِ تَعَالَى ثَلَاثًا قُلْتُ وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى هَامَتِهِ فَقَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا  
أَنْ يَتَعَمَّدَ فِي اللَّهِ مِنْهُ بِرَحْمَتِهِ يَقُولُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ  
الْكُبْرَى.

۱۲۳۲- وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ

وہ بھی لکھ دے جاتے ہیں۔ اور تمام مرنے والے بھی لکھ لئے جاتے ہیں اور اسی میں ان کے عمل اٹھانے جلتے ہیں اور اسی  
میں ان کا رزق نازل کیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ نے دریافت فرمایا۔ جنت میں جو بھی داخل ہوگا۔ اللہ کی رحمت ہی سے  
داخل ہوگا۔ آپ نے فرمایا جنت میں جو بھی جائے گا اللہ کی رحمت سے جائے گا یہ تین دفعہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا حضرت  
آپ بھی (اللہ کی رحمت ہی سے داخل ہوں گے) آپ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور فرمایا۔ میں بھی اسی صورت میں داخل  
ہو سکتا ہوں۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ آپ نے یہ تین دفعہ فرمایا۔ (دعوات کبیرہ بیہقی)

۱۲۳۲۔ ابو موسیٰ اشعری آنحضرت سے فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو توجہ فرماتے ہیں۔ کینہ درآورد

۱۔ نصف شعبان کی فضیلت میں۔ بیہقی نے اس کو علاء بن حارث عن عائشہ کے طریق سے روایت کیا ہے اور حدیث مرسل ہے  
کیونکہ علاء کا حضرت عائشہ سے سماع ثابت نہیں ہے اور اس مرسل کی سند اچھی ہے۔ اس حدیث کی تاثیر اور بھی کئی ایک حدیثوں سے ہوتی  
ہے۔ حضرت عائشہ نے جب آنحضرت سے پوچھا سالِ حجر کے اعمال اپنے وجود میں آنے سے پہلے اس رات میں لکھے جاتے ہیں تو فوراً ان  
کے ذہن میں خیال آگیا کہ اس صورت میں اعمال تو صرف نجات کی ظاہری صورت ہے ورنہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر کوئی  
چارہ نہیں ہے تو آپ سے پوچھ ہی لیا تو آنحضرت نے وہی جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر کوئی بھی جنت میں نہیں جا سکتا۔  
حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں جو آیات ہیں کہ یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے  
گئے ہو یہ تمہارے عملوں کا بدلہ ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نیک اعمال ہی تو خدا تعالیٰ کی رحمت ہی سے ظہور میں آتے ہیں اگر اس کو منظور نہ ہو تو نیک  
اعمال کی توفیق ہی کب ملتی ہے۔ یہ صرف ظاہری اسباب ہیں اور صلب حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ مریض کو دوا دی جائے اور  
وہ تندرست ہو جائے تو ظاہری سبب دوا ہے اور حقیقی سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت کہ اگر وہ نہ پہنچے تو دوا سے علاج بیکار ہو جاتا ہے۔

اللَّهُ تَعَالَى لِيُظِلَّعَ فِي لَيْلَةِ النَّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِحَبِيبِهِ خَلْقَهُ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَبْنِ الْعَاصِ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى أَنَّ مِثْلَهُ مِثْلَهُ نَفْسٍ

۱۲۳۳۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النَّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَتَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا أَيَّامَهَا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْزِلُ فِيهَا لَعْرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَتَوَلَّى أَلَا مِنْ مَسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ أَلَا مُسْتَرْزِقٍ فَأَرْزُقْهُ أَلَا مُبْتَلَى فَأَعَا فِيهِ أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا حَتَّى يُبْطَلَعَ الْفَجْرُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

مشرک کے مواسب کو معاف فرماتے ہیں۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے اس میں کینہ در اور قاتل کا ذکر فرمایا۔)

۱۲۳۲۔ حضرت علی فرماتے ہیں۔ جب نصف شعبان کی رات ہو تو رات کو قیام کرو۔ دن کو روزہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ اس رات میں آفتاب غروب ہوتے ہی آسمان دنیا پر نازل ہوتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کوئی بخشش مانگنے والا ہے جسے میں معاف کر دوں۔ کوئی رزق کا خواہشمند ہے۔ میں اسے رزق دوں۔ کوئی بیمار ہے میں اسے صحت بخشوں اور طلوع فجر تک مختلف جاہل مندوں پر نراش فرماتا رہتا ہے۔ (ابن ماجہ)

۱۲۳۱۔ نصف شعبان کو بخشش سے محروم کون ہیں؟۔ اس کی سندیں دیدیں مسلم حدیث ہے جو عنعنہ سے روایت کرتا ہے ابوہریرہ عبد اللہ بن حبیب سے روایت کرتا ہے وہ مدروق تو ہے لیکن آخر عمر میں اس کا ملاحظہ اچھا نہ رہا تھا اور اگلی حضرت علی کی حدیث کی سند میں ابوبکر بن عبد اللہ بن محمد ہے امام احمد اور ابن معین کہتے ہیں کہ یہ حدیث وضع کیا کرتا تھا۔ اور ابوموسیٰ کی روایت میں جو یہ ہے کہ اس رات میں مشرک اور کینہ دور کی بخشش نہیں ہوتی تو دوسری حدیثوں کو ساتھ ملانے سے مندرجہ ذیل اشخاص کی بخشش بھی نہیں ہوتی۔ قاتل نفس متبذہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر رکھنے والا ہمیشہ شراب میں مست رہنے والا۔ عشر لینے والا۔ جادو گر۔ کاہن۔ کائنے بجانے کے پیسے والا (اشعة اللغات)

۱۲۳۰۔ نصف شعبان کو پڑھنے کی دعائیں ہیں۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ وہ اس رات میں یہ دعا بت پڑھا کرتے تھے  
اللَّهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا اور حضرت عمر فاروق اور عبداللہ بن عباس سے یہ دعا بھی آئی ہے۔  
اللَّهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا اَشْقِيَاءَ فَاَمْحُءْ وَ اَلْتَبِنَا سَعْدًا وَاِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا سَعْدًا فَاَنْتَبِنَا اَفَانًا  
تَمْحُوْا مَنْ نَشَاءُ وَ تَشْبِثْ وَاَعِزَّنَا اَلَا اَلَا الْكِتَابِ

# بَاب صَلَاةِ الضَّحَى

## الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۲۳۴۔ عَنْ أُمِّ هَانِي قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ فَأَغْتَسَلَ وَصَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ فَلَمْ أَرَ صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يَتَعَرَّكَ رُكُوعًا وَالسُّجُودَ وَقَالَتْ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى وَذَلِكَ ضُحًى مُتَفَنِّ عَلَىٰ -

۱۲۳۵۔ وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ الضَّحَى قَالَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ عَمَّا وَكَاةً مُسَلِّمًا -

## چاشت کی نماز کا ذکر

### پہلی فصل

۱۲۳۴۔ ام ہانی فرماتی ہیں۔ آنحضرت فتح مکہ کے دن میرے مکان پر تشریف لائے۔ غسل کیا۔ اور آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ میں نے اس سے ہلکی نماز پڑھتے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ لیکن رکوع اور سجود اچھی طرح کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے۔ یہ نماز ضحیٰ کے وقت پڑھی۔ (بخاری مسلم)

۱۲۳۵۔ معاذ نے فرمایا میں نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا۔ آنحضرت چاشت کی نماز کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے فرمایا چار رکعت اور اللہ تعالیٰ چاہتا تو زیادہ بھی فرمالتے۔ (مسلم)

۱۔ آپ نے ضحیٰ کی نماز پر مدامت نہیں کی۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے اس سے ان لوگوں کا وہ ہوا جو کہتے ہیں کہ چاشت کی نماز کی رکعتیں اکٹھی پڑھی جائیں خواہ وہ آٹھ رکعت ہوں یا زیادہ یا کم۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضحیٰ کی نماز مستحب ہے اور یہ نماز سنت ہے ترمذی اسی کو ہے اور وہ حدیث جو مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے آتے تھے تو چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے وہ نہیں تو اس میں حضرت عائشہ نے اپنے دیکھنے کی نفی کی ہے اور دوسری روایتوں میں ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ ویسے میں جانتی ہوں کہ آپ کبھی کبھی پڑھتے ضرور ہیں اور صلوٰۃ ضحیٰ کی روایتیں قریباً تو ان تک پہنچ چکی ہیں۔

۲۔ صلوٰۃ ضحیٰ میں رکعات مقرر نہیں ہیں، اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں کم تعداد رکعت ہے اور صحیحین میں کم تعداد بھی آئی ہے اس سے پہلی کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ اس میں آپ نے کہا ہے کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا (باقی صفحہ آئندہ)

۱۲۳۶: وَعَنْ أَبِي ذَرِّيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَاةٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَاتٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحِيَّاتَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَمَنْعٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِي مِنْ ذَلِكَ مَا كُنْتُمْ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الصُّحُفِ مَا وَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۳۷: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ أَنَّ اللَّهَ سَأَى تَرَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الصُّحُفِ فَقَالَ لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْاَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ مَا وَاهُ مُسْلِمٌ.

### الفصل الثاني

۱۲۳۸: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي ذَرِّيرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ يَا بَنِي آدَمَ مَا زَكَمْتُ لِىَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ كُنْفِكَ أُخْرَى رَوَاهُ ابْنُ مَيْمُونٍ وَرَوَاهُ

۱۲۳۹: حضرت ابو ذر سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تمہارے ہر جوڑ پر ہر صبح صدقہ فرضی ہے۔ پھر ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تحمید صدقہ ہے۔ ہر تہلیل صدقہ ہے۔ ہر تکبیر صدقہ ہے۔ اچھی بات کا حکم اور بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے۔ اور ان سب صدقات کی بجائے چاشت کی دو رکعت کافی ہیں۔ (مسلم)

۱۲۴۰: زید بن ارقم نے ایک قوم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا ان لوگوں کو معلوم ہے۔ دوسرے وقت میں نماز اس سے افضل ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ادا بین کی نماز اس وقت ہوتی ہے۔ جب اونٹ کے بچے کے پاؤں گرمی محسوس کریں۔ (مسلم)

### دوسری فصل

۱۲۴۱: ابودرداء رضی اللہ عنہ ابو ذر سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو شروع دن میں میرے لیے چار رکعت ادا کر۔ میں تجھے آخر دن تک کفایت کروں گا۔ (ترمذی)

(تفسیر حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور لوگوں کے بتانے سے آپ کو علم تھا اسی بنا پر کہہ رہی ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ۸۶۹)

۱۲۴۲: نماز صبح کی فضیلت۔ اس کو احمد ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس سے نماز صبح کی فضیلت ثابت ہوئی کہ تین سو ساٹھ صحابہ کے مقابل اس کی دو رکعتیں ہیں۔ اور صبح کی کم از کم دو رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت۔

۱۲۴۳: صلوٰۃ الاوابین صلوٰۃ صبحی کا نام ہے۔ اس کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ وہ لوگ سورج نکلنے کے ساتھ ہی صبحی کی نماز پڑھ رہے تھے تو زید نے کہا اس کا افضل وقت سورج خاصہ بلند ہونے کے وقت ہے۔ صبح کے بعد اور دوپہر سے پہلے دو نمازیں ہیں ایک اشراق یہ سورج نکلنے کے ساتھ ہی پڑھی جاتی ہے اور دوسری صبحی اس کا وقت رجب نما ہے اور اسی کا نام صلوٰۃ الاوابین بھی ہے۔ (باقی صفحہ آئندہ)



أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ نَعِيمِ بْنِ هَمَارِ الْعُظْفَانِيِّ وَأَحْمَدَ عَنْهُمْ -

۱۲۳۹۔ وَعَنْ بَرِيْدَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْإِنْسَانِ ثَلَاثَةٌ وَسِتُّونَ مَفْصِلًا فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَّصِدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِنْهُ بِصَدَقَةٍ قَالُوا وَمَنْ يُطَبِّقُ ذَلِكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ النَّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا وَالشَّيْءُ تَنْحِيهِ عَنِ الطَّرِيقِ فَإِنْ كُنَّ نَجِدًا فَزَكَمَتَا الضُّحَى تُجْزئُكَ مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۱۲۴۰۔ وَعَنْ أَنَسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الضُّحَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ -

۱۲۴۱۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يُصْرَفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى يُسَبِّحَ رُكْعَتِي الضُّحَى لَا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرُ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ مَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

ابوداؤد اور دارمی نے نعیم بن ہمار غطفانی سے روایت کیا۔ اور امام احمد نے ان سب سے روایت کی۔

۱۲۳۹۔ حضرت بریدہ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑے ہیں۔ ہر جوڑے کی طرف سے اس پر صدقہ ضروری ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ حضرت اس قدر توفیق کس کو ہو سکتی ہے۔ فرمایا مسجد میں ٹھوک وغیرہ کو دفن کرنا راستہ سے رکاوٹ کو ہٹانا اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو چاشت کی دو رکعت تمہیں کافی ہیں۔ (ابوداؤد)

۱۲۴۰۔ حضرت انس سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو چاشت کے وقت بارہ رکعت پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ایسے ہیبت میں سونے کا عمل بنائیں گے۔ (ترمذی ابن ماجہ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے صرف اسی طریق سے مروی ہے۔

۱۲۴۱۔ معاذ بن انس جہنی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی صبح کی نماز کے بعد اپنی نماز گاہ پر بیٹھے۔ یہاں تک کہ چاشت کے دو نفل پڑھے۔ اور زبان سے ابھی گفتگو ہی کرے۔ اس کے گناہ اگر چہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں معاف کر دیئے جائیں گے (ابوداؤد)

دقیقہ حاشیہ صفحہ ۸۱۹۔ ابو الدرداء اور ابو ذر کی اس حدیث میں جو لفظ ہیں حقیقت میں یہ وہ نہیں بلکہ اوسے جس کے معنی "یا" کے ہیں یعنی یہ حدیث یا ابو الدرداء سے مروی ہے یا ابو ذر سے۔ یہ چار رکعت نفل کی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تو میرے لیے اول دن میں چار رکعت پڑھنے کے لیے دل کو فارغ

(حاشیہ صفحہ ۸۱۹)

کر میں تیرے لیے آخرون میں تیرے دل کو فارغ کر دوں گا۔

۱۔ اس کو احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند ابھی ہے۔ اس سے بھی نفل کی نماز کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۲۔ نووی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے لیکن ابو ذر کی ایک حدیث بزار میں ابو الدرداء کی طبرانی میں بھی اسی مضمون کی موجود ہے (باقی صفحہ ۸۱۹)

### الفصل الثالث

۱۲۴۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافَظَ عَلَيَّ شَفَعَتِي الصَّحِيحُ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ يَوْمَ آخِرَةِ الْأَحْمَدِ وَالْتِرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۲۴۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَمَّهَا كَانَتْ تَصَلِّي الصُّحُفِ ثَمَانِي رُكْعَاتٍ ثُمَّ تَقُولُ لَوْ شِئْتِي أَبُوَاي مَا تَرَكْتُهُمَا سَأَوَاةَ مَالِكٍ۔

۱۲۴۴۔ وَعَنْ أَبِي سَيْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّحُفِ حَتَّى نَقُولَ لَا يَدَاعُهَا وَيَدَاعُهَا حَتَّى نَقُولَ لَا يُصَلِّيْهَا سَأَوَاةَ التِّرْمِذِيُّ۔

### تیسری فصل

۱۲۴۲۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی چاشت کے نفلوں کی نگاہداشت کرے۔ اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں گو وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ (احمد ترمذی۔ ابن ماجہ)

۱۲۴۳۔ حضرت عائشہ چاشت کے وقت آٹھ رکعت پڑھتی تھیں۔ اور فرمائیں اگر میرے ماں باپ بھی اٹھ کر آجائیں میں تو یہ نفل ترک نہیں کروں گی۔ (مالک)

۱۲۴۴۔ حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت چاشت کے دو نفل ادا فرماتے۔ ہم سمجھتے کہ اب انہیں کبھی ترک نہیں فرمائیں گے۔ اور جب ترک فرماتے۔ تو ہمیں خیال ہوتا کہ اب نہیں پڑھیں گے۔ (ترمذی)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ان سب کو طالع سے استدلال کے قابل ہوجاتی ہیں یہ تعداد رکعات ضحیٰ کی زیادہ سے زیادہ ہے۔

۱۔ یہاں اشراق کی نماز مراد ہے جسے نماز ضحیٰ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اتنی دروغ کے بعد ذکر میں مشغول رہے اور پھر نماز اشراق کے بعد مسجد سے باہر نکلے تو اس کے تمام صغیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور شاید کبیروں میں بھی تخفیف ہو جائے۔ (حاشیہ صفحہ ۸۱)

۲۔ نماز ضحیٰ میں رکعات معین نہیں ہیں۔ اس کا سند حسن ہے۔ حضرت عائشہ نے آٹھ رکعات جو خاص کر لی تھیں وہ حضرت ام بانی سے سن کر کہی تھیں کہ آنحضرت نے ان کے گھر میں آٹھ رکعت ضحیٰ کی نماز پڑھی تھی ورنہ ضحیٰ کی نماز میں کوئی عدد معین نہیں ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ میرے ماں باپ بھی اگر زندہ ہو جائیں تو ان کو نہ چھوڑوں اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ کو اس نماز میں اتنی لذت ملتی ہے کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ میرے ماں باپ دوبارہ زندہ کر دیئے جائیں اور ان کی خدمت کے لیے کہا جائے کہ اس نماز کو چھوڑ دو اور یہ وقت ماں باپ کی خدمت میں گزار دو تو پھر بھی میں یہ نماز نہ چھوڑوں۔

۳۔ آنحضرت نے ضحیٰ پر مداومت نہیں کی، اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس باب میں صحابہ کی ایک جماعت سے حدیثیں آئی ہیں بھی یہ شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت یہ نماز پڑھا کرتے تھے لیکن پھر اس کو اس طرح سے کبھی چھوڑ دیتے کہ ایسا نہ ہو یہ نماز میری رباتی پڑھا کرتے

۱۲۴۵۔ وَعَنْ مُوَيْزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ تَصَلَّى الصُّحْحَى قَالَ لَا قُلْتُ فَعَمْرٌ قَالَ لَا قُلْتُ فَأَبُو بَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَأَلْبَتَيْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِخَالَءَ رَفَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۲۴۵۔ مؤدق بخلی فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر سے دریافت کیا۔ آپ چاشت کی نماز پڑھتے ہیں۔ فرمایا نہیں میں نے پوچھا۔ حضرت عمر فرمایا نہیں میں نے کہا حضرت ابو بکر فرمایا نہیں میں نے عرض کیا۔ آنحضرت فرمایا۔ میرا خیال ہے وہ بھی نہیں پڑھتے تھے (بخاری)



(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) امت پر لازم کر دی جائے اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ فضی کی نماز پر بد اومت (ہمیشگی) کرنا سنت نہیں بلکہ بدعت ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ آنحضرتؐ فضی کی نماز مسجد میں نہ پڑھتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے جو فضی کی نماز کا انکار کیا ہے تو وہ شرطوں سے کیا ہے ایک یہ کہ اُبی بردہ اومت نہ کی جائے دوسرا یہ کہ مسجد میں نہ پڑھی جائے ورنہ بخاری میں خود ابن عمر ہی سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فتح مکہ کے دن فضی کی نماز پڑھی تھی۔ عبداللہ بن عمر کا یہ انکار بالکل جہل عبداللہ بن مسعود کے انکار کی طرح ہے کہ انہوں نے لوگوں کو مسجد میں فضی کی نماز پڑھتے دیکھا تو ان کو منع کیا اور کہا اگر پڑھنا ہی ہے تو گھر جا کر پڑھو۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

# بَابُ التَّطَوُّعِ

## نفلی نماز کا ذکر

آنحضرت فرائض کے ساتھ کچھ نوافل پڑھتے تھے اور کچھ نوافل اس کے علاوہ بھی پڑھتے تھے۔ یہ نوافل کئی وجوہ سے مفید ہیں۔ فرائض میں اگر کوئی کمی رہ جائے۔ تو یہ نوافل اس کمی کو پورا کریں گے۔ نوافل جنت میں درجات کی بلندی کا سبب بنیں گے۔ ان سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ ایک شخص نے آنحضرت سے عرض کیا۔ میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں آنحضرت نے فرمایا۔ نوافل کثرت سے پڑھو۔

نفلی عبادت میں نماز استخارہ کا ذکر بھی آیا ہے۔ بعض اوقات انسان کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ مگر قرآن اور سنت میں اس کی صراحت نہیں آئی۔ یا کوئی کاروباری قسم قسم کا کوئی کام اسے درپیش ہے جس کے اچھے یا برے ہونے مفید یا مضر ہونے کا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ایسے حالات میں نوافل کے بعد دعا استخارہ انسان کو رہنمائی کا کام دیتی ہے استخارہ کے بعد کبھی کوئی خواب آجاتا ہے۔ جس سے انسان کو اس کے متعلق فیصلہ میں مدد ملتی ہے۔ کبھی اس کام کے متعلق طبیعت مطمئن ہو جاتی ہے۔ کبھی نہ کرنے یا کرنے کے متعلق اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس وقت کسی نہ کسی طرح انسان کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا جو شخص استخارہ کرے اسے ندامت نہیں ہوتی۔

اسی طرح صلوٰۃ التبیح بھی نفل نماز ہے۔ اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث تو نہیں آئی۔ لیکن ایسے مواقع پر ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔



## الفصل الأول

۱۲۶۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ عِنْدَنَا صَلَوَةُ  
الْفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ جِي عَمِلَ عَمَلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ دَقَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ  
فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجِي عِنْدِي أَنِّي كُنْتُ أَنْظَهُرُ طُهُورًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ  
إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

۱۲۶۷: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ  
كَمَا يَعْلَمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَبْ رُكْعَتَيْنِ مِنْ عِبَادَةِ الرَّبِّ  
ثُمَّ لِيَقُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ  
فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا  
الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَتِ أُمُورِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآخِرِهِ فَاقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ

### پہلی فصل

۱۲۶۶- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے صبح کی نماز کے وقت حضرت بلال سے فرمایا۔ مجھے وہ عمل بتاؤ۔ جس پر اسلام لانے کے بعد تم کو بہت زیادہ امید ہو۔ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے بلال نے کہا۔ میری نظر میں مجھے سب سے زیادہ اسی عمل پر امید ہے۔ کہ میں جب وضو کرتا ہوں۔ دن ہو یا رات میں اس وضو سے نوازل پڑھتا ہوں۔ جو میرے لیے مفید ہوں۔ (بخاری۔ مسلم)

۱۲۶۷- جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ہمیں تمام کاموں میں استخارہ سکھاتے۔ جیسے ہمیں قرآن عزیزی کی سورتیں سکھاتے فرماتے جب تم کسی کام کا ارادہ کرو۔ تو دو رکعت نفل پڑھو۔ پھر یہ دعا کہو۔ اے اللہ میں تیرے علم کی تجھ سے خیر چاہتا ہوں۔ اور تیرا قدرت سے طلب کرتا ہوں۔ اور تیرا بہت بڑا فضل تجھ سے مانگتا ہوں۔ تو قادر ہے میں قادر نہیں ہوں۔ تو جانتا ہے میں جانتا نہیں ہوں۔ تو ساری پوشیدگیوں سے واقف ہے۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے۔ کہ یہ کام میرے دین اور میری معاش اور میرے انجام کے لیے بہتر ہے یا فرمایا میرے کام کی جگہ اور دیر میں۔ پس اسے میری قسمت میں کر دے۔ اور اسے میرے لیے آسان کر دے۔

لہ نتیجہ الوضو کے نفل۔ اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ صبح کی نماز کا وقت تھا اور آنحضرت نے یہ کیفیت خواب میں دیکھی تھی۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ صبح کے بعد اپنے یا صحابہ کے خواب کی تعبیر فرمایا کرتے تھے اس حدیث سے وضو کی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور وضو کے بعد نفل پڑھنا یہ جنت میں جانے کا سبب ہے۔ پہلے یہ حدیث وضو کے باب میں گذر چکی ہے۔

بِئْتَمَّ بَارِكٌ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرِكِي فِي ذُنُوبِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةُ أَمْرِي أَوْ قَالَ  
فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَأَجِلِهِ فَأَصْرِفْهُ عَنِّي وَأَصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ ارْضِنِي بِهِ  
قَالَ وَيَسِّرْ حَاجَتَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

### الفصل الثاني

۱۲۲۸: عَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَاقُ أَبُو بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُدَانِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يَصِلُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهُ إِلَّا دَفَعْنَا اللَّهُ  
لَهُ ثُمَّ قَرَأُوا الذِّبْنَ إِذَا فَعَلُوا فَاحْتَشَى أَوْ ظَلَمُوا أَلْفَ نَفْسٍ ذَكَرُوا وَاللَّهُ فَاسْتَغْفِرُوا وَإِلْدَانُ نُوَيْبِهِمْ رَوَاهُ  
التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِلَّا أَنَّ ابْنَ مَاجَةَ كَرِهَ الْأَيْتَةَ.

۱۲۲۹: وَعَنْ حَدَائِفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

اور اسے میرے لیے بابرکت کر دے۔ اور اگر تو جانتا ہے۔ کہ اس کام میں میرے لیے نقصان ہے۔ میرے دین اور معاش اور  
میرے کاروبار کے انجام میں یا فرمایا۔ میرے کام کی عجلت اور دیر میں پس اسے مجھ سے پھیر دے۔ اور خیر جہاں ہے اسے میری  
قسمت میں کر دے مجھے راضی فرما دے۔ اور فرمایا اپنی ضرورت کا نام لے۔ (بخاری)

### دوسری فصل

۱۲۲۸۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے حدیث بیان کی۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے سچ کہا۔ فرمایا میں نے آنحضرتؐ سے  
سنا۔ فرماتے تھے کوئی آدمی جب گناہ کرے۔ پھر وضو کرے اور نماز پڑھے۔ پھر استغفار کرے۔ اللہ اسے معاف فرمادیتے ہیں۔ پھر یہ آیت  
پڑھی۔ وہ لوگ جب بے حیائی کرتے ہیں۔ یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے  
ہیں۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ نے آیت کا ذکر نہیں فرمایا۔)

۱۲۲۹۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ کو جب کسی معاملہ میں گھبراہٹ ہوتی۔ تو آپ نماز پڑھتے (ابوداؤد)

۱۔ نماز استغفار کے لوازم :- استغفار کہنا سنت ہے۔ استغفار کی چند ایک شرائط ہیں۔ اگر وہ نہ پائی جائیں تو استغفار درست نہ ہوگا۔ پہلی  
یہ کہ جس کام میں استغفار کرنا چاہتا ہے وہ فی نفسہ مباح ہونا چاہئے نہ ہو۔ دوسری یہ کہ طبیعت کا رجحان کسی طرف نہ ہو بلکہ متردہ ہو تیسری یہ کہ وہ کام  
امدادیہ میں سے نہ ہو مثلاً گناہا پینا وغیرہ جو تیسری یہ کہ کام معمولی نہ ہو۔ اور یہ جو فرمایا کہ اپنی حاجت کا نام لے یہ زبان سے نہیں بلکہ دل میں تصور کرے  
۲۔ نماز استغفار کے شرائط :- اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن کہا اس کو «صلوۃ الاستغفار»  
کہتے ہیں۔ گناہ کی بخشش کی تین شرطیں ہیں۔ اول دل میں پوری ندامت ہو۔ ثانیاً آئندہ وہ کام نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو اور ثالثاً اگر وہ گناہ متوق العباد  
سے تعلق رکھتا ہو تو اس کو ادا کرے یا معاف کرائے۔

(باقی برصغیر آئندہ)

۱۲۵۰. وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَاعَ يَدًا لَا فَقَالَ يَا سُبْحَانَ نَبِيِّ إِلَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ نَحْتًا نَحْتًا كَمَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَذْنَتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رُكْعَتَيْنِ وَمَا أَصَابَنِي حَدَاثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهُ وَرَأَيْتُ إِنْ لَدَيْهِ عَلَى رُكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۱۲۵۱. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى اللَّهِ أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيَسْتَسْئِلْ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْكَرِيمِ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ

۱۲۵۰. حضرت بريدہ نے فرمایا۔ آنحضرت نے صبح کے وقت حضرت بلال کو بلایا۔ اور فرمایا۔ تم جنت میں مجھ سے پہلے کیسے پہلے گئے میں جب بھی جنت میں گیا۔ میں نے اپنے آگے تیرے جوتوں کی آواز سنی۔ فرمایا۔ حضرت جب میں اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔ اور جب میں بے وضو ہوتا ہوں۔ تو وضو کر کے دو رکعت نماز اپنے ضم ضروری سمجھتا ہوں ان حضرت نے فرمایا اسے ضرور پڑھا کرو۔ (ترمذی)

۱۲۵۱. عبد اللہ بن ابی اوفی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو۔ یا کسی آدمی سے اسے چاہے کہ اچھی طرح وضو کرے۔ اور دو رکعت نماز ادا کرے۔ اور اللہ کی تعریف کرے۔ آنحضرت پر صلوة پڑھے۔ پھر یہ دعا کرے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَيْبَةَ مِنْ كُلِّ بَيْتٍ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ رَأْسٍ لَا تَدْرِي ذَنْبًا إِلَّا عَفَّرَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَزَحَّتْهُ وَلَا حَاجَةَ رَحْمَتِكَ إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اللہ عظیم و کریم کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اللہ عظیم الشان عرش کارب ہے اور رب العالمین کے لیے سب تعریف ہے۔ تجھ سے تیری رحمت کے اسباب طلب کرتا ہوں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صلوة الحاجات:۔ اس حدیث کا جاننے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے۔ بعض نے اس کو مرسل روایت کیا ہے اور بعض نے موصول اور مرسل اور موصول ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ کہ نماز اور صبر سے مشکلات پر بند و جان کنو۔ تو آپ خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہ پڑھا کرتے تھے اور اس کو صلوة الحاجات کہتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ۸۱) اے ہمیشہ با وضو رہنے کے فوائد:۔ یہ حدیث پہلی فصل میں بھی گذر چکی ہے۔ ترمذی نے کہا اس کی سند حسن ہے۔ اس حدیث سے ہمیشہ یاد ضرور رہنے اور نفل نماز کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ربیع بن کعب کی روایت بھی باب الوضو میں گذر چکی ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ ہمیشہ با وضو رہنا شیطان سے محفوظ رکھتا ہے۔

مَغْفِرَتِكَ وَالْعَيْنِئَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَمَاعِي ذُنُوبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةَ هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَنَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدَيْتُ غَرِيبٌ .

## صَلَاةُ التَّسْبِيحِ

۱۲۵۲: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ الْأَعْطِيكَ إِلَّا أَمْنُكَ إِلَّا أَخْبِرُكَ إِلَّا أَعْمَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذُنُوبَكَ أَوْلَمَّا وَاجِرَةً قَدِيمَةً وَحَدِيثَهُ خَطَاةً وَعَمَدَاهُ صَغِيرَةً وَكَبِيرَةً وَسِرَّةً وَعَلَانِيَةً أَنْ تَصَلِّيَ أَمَّا بَعْرَكَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَصُورَةَ فَإِذَا فَرَعْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رُكْعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِثْلَ عَشْرَةِ مَرَّةٍ ثُمَّ تَرَكُوهَا وَتَقُولُهَا وَتَمَلُّتُ

اور ایسے کاموں کی توفیق جس سے تیری بخشش ضروری ہو جائے ہر نیکی سے فائدہ ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں۔ میرے تمام گناہ معاف فرما دے۔ اور تمام فکر مندیاں کھول دے۔ اور جو ضرورت تیری رضامندی کا موجب ہو۔ اسے پورا کر دے اسے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ (ترمذی ابن ماجہ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔)

## نماز تسبیح

۱۲۵۲- ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے حضرت عباس سے فرمایا پچاس میں تمہیں ایک عطیہ ایک انعام ایک خیر نہ دوں۔ کیا میں تمہیں دس چیزیں نہ بناؤں۔ جب تم یہ کر لو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے پہلے پچھلے نئے اور پرانے جان کر کیسے ہوئے یا بھول کر کیسے ہوئے چھوٹے بڑے پوشیدہ اور ظاہر کیسے ہوئے گناہ معاف فرما دے گا۔ وہ یہ کہ تم چار رکعت نماز پڑھو۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور ایک سورہ پڑھو۔ جب تم پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہو جاؤ۔ تو قیام ہی میں یہ تسبیح پندرہ دفعہ پڑھو۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اسے اللہ تو پاک ہے۔ سب صفات تیرے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔) پھر رکوع میں دس

۱۔ صلوٰۃ الحاجت کی دعا۔ اس حدیث کو ترمذی نے غریب کہا ہے اور حاکم نے صحیح۔ اس حدیث میں جو عزائم منفرک کے الفاظ ہیں اس کے معنی ہیں کہ ایسے اعمال یا فضائل کا تجھ سے سوال کرتا ہوں جس سے تیری مغفرت حاصل ہو جائے۔ اور مغفرت کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ کچھ گناہوں کی معافی مل جائے اور اس کے لیے توبہ اور استغفار اور نہ امت کی ضرورت ہے۔ یعنی ضمناً ان چیزوں کا بھی سوال ہے (باقی صفحہ آگے)



أَمَّتْ رَأْسَكُمْ عَشْرًا ثُمَّ تَرَفَعَ رَأْسُكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدًا عَشْرًا ثُمَّ تَرَفَعُ مَا أَسَاكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرَفَعُ رَأْسُكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ تَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَرْبَعِ رُكْعَاتٍ إِذَا اسْتَنْطَقْتَ أَنْ تَعْبُدَ فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَأَفْعَلُ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَعِنِّي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَعِنِّي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَعِنِّي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَعِنِّي عَمْرًا مَرَّةً رَوَاهُ الْبُؤْدَاءُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْيَبْرُوقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنِ أَبِي مَرْثَدَةَ نَحْوَهُ.

دفعہ کو۔ پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس دفعہ کو۔ پھر سجدہ کے لیے جھکنا اور سجدوں میں دس دفعہ کو۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس دفعہ کو۔ پھر سجدہ میں دس دفعہ کو۔ پھر رکعت میں پچھتر ہوئیں۔ اور چاروں میں اسی طرح کو۔ اگر ہو سکے تو ہر روز ایک دفعہ پڑھو۔ ایسا نہ کر سکو تو ہر ماہ میں ایک دفعہ پڑھو اگر نہ ہو سکے تو سال میں ایک دفعہ ورنہ ساری عمر میں ایک دفعہ پڑھو۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ دعوات کبیرہ ترمذی نے ابورافع سے اسی طرح روایت کی)

(حاشیہ معنی ہذا)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اظہیر آؤد بھی ہے کہ آئندہ کے لیے اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچائے رکھیں۔

۱۔ صلوٰۃ تسبیح میں جلسہ استراحت کا لزوم۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر یہ صحیح بھی ہو جائے تو اس سے دل میں ایک غلبان ضرور باقی رہ جاتا ہے اور ابن عباس کی اس حدیث کو بیہقی نے صحیح کہا ہے ابن مندہ۔ منذری۔ ابن صلاح اور نووی نے بھی اس کو روایت کیا اور حکم اور ایک جماعت نے اسے حسن کہا۔ امام بخاری نے جزء القراءۃ میں کہا کہ یہ نماز چار رکعت ہے رات کو پڑھے تو بہتر ہے کہ دو دو کر کے پڑھے اور دن کو اختیار ہے اکٹھی پڑھے یا دو دو پہلے ارکان کے وظائف پڑھے بعد میں یہ تسبیحیں پڑھے۔ اگر اس نماز میں بھول جائے تو سہو کے سجدوں میں یہ تسبیحات نہ پڑھے حدیث میں پہلی اور تیسری رکعت میں جلسہ استراحت کو بھی ایک رکن شمار کیا گیا ہے۔ احناف چونکہ اس کے قائل نہیں وہ دس تسبیحیں قراءت سے پہلے پڑھ لیتے ہیں اور پندرہ بعد میں۔ لیکن ایک ہی رکن میں پچیس تسبیحیں کسی حدیث میں نہیں آئیں قدر۔

۲۔ یہ نماز نفل ہے اس کا کوئی خاص وقت نہیں دن رات میں کسی وقت ادا کی جاسکتی ہے ائمہ حدیث کو اس کی سند میں کلام ہے ابن خزیمہ نے فرمایا ان صحیح الخبر فان فی القلب من هذا الاسناد شديداً۔ ترمذی فرماتے ہیں نماز تسبیح کے متعلق بہت احادیث مروی ہیں مگر وہ روایات عموماً صحیح نہیں یہ تین طرق سے مروی ہے ابن عباس کا طریق صحیح ہے باقی دونوں ضعیف ہیں۔ ابن عباس کے طریق میں مولیٰ بن عبدالعزیز کو بعض نے قبول کیا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ان سے ثقافت روایت کرتے ہیں اور اسی سے ان کی جمالت رفع ہو جاتی ہے اس حدیث سے اس کی فضیلت ثابت ہو سکتی ہے اور جواز کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے اور یہ درست نہیں امام ابن جوزی روایات کے معاملہ میں کسی قدر متشدد ہیں۔ پھر رکعت میں پچھتر تسبیحات ہیں اور چار رکعت میں تین سو (اسم)

۱۲ اور پھر دس دفعہ سے اظہیر آؤد بھی ہے کہ آئندہ کے لیے اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچائے رکھیں۔

۱۱۲۵۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ التُّرْبُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنْظِرُوا هَلْ يُعْبَدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكْتَمَلُ بِهِمَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَلِكَ وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ الزَّكَاةُ مَثَلُ ذَلِكَ ثُمَّ تَوَخُّدُ الْأَعْمَالِ عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ رِوَاةُ الْبُودَاؤْدِيِّ وَرِوَاةُ أَحْمَدَ عَنْ رَجُلٍ۔

۱۲۵۳۔ البوریہ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا سب سے پہلے اعمال سے نماز کا حساب ہوگا۔ اگر یہ درست ہوگئی۔ تو انسان کا میاب ہو جائے گا۔ اگر نماز نراب ہوگئی تو نقصان اور خسارے میں رہا۔ اگر فرضوں میں نقص ہو تو اللہ تعالیٰ فرمادیں گے۔ میرے بند سے کے نوافل کو دیکھو۔ فرضوں کی کمی کو نوافل سے پورا کیا جائے گا۔ پھر سارے عملوں میں اس طرح کیا جائے گا۔ یعنی تکمیل نوافل سے کی جائے گی۔ ایک روایت میں ہے۔ پھر زکوٰۃ اسی طرح پھر سارے عملوں کا اسی طرح فیصلہ ہوگا۔ داؤد اؤد۔ احمد

۱۔ نوافل کے درجات۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے سنن کہا ہے اور ابوداؤد اور متذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور ابوداؤد نے اس کو تیم داری کی روایت سے بیان کیا ہے اور اس باب میں انس کی حدیث طبرانی کی اور۔ میں بھی ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور دوسری حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے خون کے مقدمات پیش ہوں گے۔ ان کی تطبیق یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون کا حساب ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرضوں کی کمی کو نفلوں سے پورا کیا جائے گا۔ فرض نمازوں میں اگر کمی ہوگی تو وہ نفل نماز سے پوری ہوگی اور فرض زکوٰۃ کی کمی کو نفل صدقہ سے پورا کیا جائے گا اور فرض روزہ کی کمی نفل روزہ سے پوری ہوگی علیٰ ہذا القیاس تو بندے کو چاہئے کہ فرضوں کے علاوہ کچھ نفل عبادت بھی کیا کرے تاکہ کمی پوری ہو جائے۔ دستور ہے کہ جو چیز پھٹ جائے یا ٹوٹ جائے اس کو پیوند اسی جنس سے لگایا جاتا ہے۔ مثلاً کپڑا پھٹ جائے تو اس کو پیوند کپڑے ہی کا لگے گا اور جوتا پھٹ جائے تو اسے چمڑے کا پیوند لگے گا اور اگر ڈل یا کڑا ہی ٹوٹ جائے تو ان کو پیوند لوہے کا لگایا جائے گا اسی طرح جس قسم کی عبادت میں کمی ہوگی وہ اسی جنس سے پوری کی جائے گی۔

۱۲۵۴۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذِنَ اللَّهُ لِعَبْدِي فِي شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنَ التَّرَكُّتَيْنِ يُصَلِّيَهُمَا وَإِنَّ الْبِرَّ لَيُنَادِعُنِي عَلَى رَأْسِ الْعَبْدِ مَا ذَاكَ هُوَ فِي صَلَاتِهِ وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ إِلَى اللَّهِ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْهُ يَحْدِي الْقُرْآنَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ -

۱۲۵۴۔ حضرت ابوامامہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کسی عمل پر اس قدر رحمت کی نظر نہیں فرماتا جس طرح دو رکعت نوافل پر جب انسان اسے پڑھتا ہے۔ اور جب تک انسان نماز میں مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے سر پر برسائی جاتی ہے۔ اور اللہ کا قرب کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتا جتنا نماز میں قرآن پڑھنے سے ہوتا ہے۔ احمد ترمذی



۱۔ اس حدیث میں دین ہے کہ بندہ خدا تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ نماز میں جو اسی لیے دوسری حدیث میں آیا ہے الصلوٰۃ معراج المؤمن کہ نماز مؤمن کا معراج ہے۔

# بَابُ صَلَاةِ السَّفَرِ

## سفر کی نماز

نماز فرض ہے۔ جب تک زندگی موجود ہو جو اس قائم ہوں نماز کا ادا کرنا فرض ہوگا۔ نبی دلی عالم جاہل کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا۔ واعبد ربك حتى ياتيك اليقين آپ پر عبادت تمام مرگ فرض ہے۔ لیکن مشکلات کا لحاظ رکھتے ہوئے وقتی طور پر رعایت دی ہے۔ کہ اپنی استطاعت کے مطابق جس طرح ممکن ہو نماز ادا کرے۔ جنگ اور خوف کے وقت رعایت دی ہے۔ جیسے ہو سکے ادا کر لو قصداً رجلاً اور کعبا نا چلتے ہوئے اور سواری پر نماز پڑھ لو۔ سفر بھی اسی قسم کا ایک عذر ہے۔ مسافر دو تہمتند ہو یا مسکین اثناء سفر میں اسے حسب حال کس قدر سہولت میسر ہو وہ گھر کے برابر نہیں ہو سکتی سفر ہر ایک کے لیے سفر ہے عمل نقل کے ذرائع دنیا میں پیشہ بدلتے رہے ہیں بیدل سے لیکر ہوائی جہاز تک دنیا نے ان ذرائع میں ترقی کی ہے مگر سفر بہر حال مشکل ہی رہا ہے۔ اس لیے شارعِ حید نے بھی مسافر کو نماز میں رعایت دی ہے۔ اجازت مرحمت فرمائی کہ چار رکعت فرض کو سفر میں دو رکعت پڑھے۔ دو اور تین رکعت فرض بدستور رہیں گے۔ سنت اور نوافل پہلے ہی ضروری نہیں۔ سفر میں اختیار ہے۔ مسافر چاہے تو پڑھ لے چاہے تو فراموش کی رخصتی کے ساتھ اسے بھی شامل کرے۔

آنحضرت کی عادت مبارک یہ تھی کہ جب منزل پر اترتے کچھ قیام اور آرام کا ارادہ ہوتا تو نوافل اور سنتیں ادا فرمالتے۔ اگر سفر جاری ہوتا تو صرف دو رکعت فرض پڑھتے۔ البتہ تہجد کا التزام فرماتے۔ رات چلتے چلتے سواری پر پڑھ لیتے منزل پر اترتے تو وہیں ادا فرما لیتے اسی التزام سے بعض اہل علم کا خیال ہے۔ کہ آنحضرت پر تہجد فرض تھی۔ حالانکہ قرآن عزیز میں ہے۔ ومن الليل فتبجده نافلة لك لرات آپ تہجد پڑھیں۔ یہ آپ کے لیے نافع ہے حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت عادتاً نوافل پر تہجد اور پابندی فرماتے تھے۔ اسی لیے بعض اہل علم کو خیال ہوا کہ شاید یہ نماز آنحضرت پر فرض ہے۔ اور یہ آپ کا خاصہ ہے۔

بعض اہل علم قصر ضروری سمجھتے ہیں۔ اور سفر میں پوری نماز کو ناپسند فرماتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام ابن تیم کا بھی یہی خیال ہے۔ حدیث ۱۲۷۱ میں بھی ذکر ہے۔ کہ حضری نماز چار رکعت مقرر فرمائی گئی۔ اور سفر کی نماز دو رکعت مقرر کی گئی۔ اس کا بظاہر یہی مطلب معلوم ہوتا ہے۔ کہ سفر کی نماز مقرر ہی دو رکعت فرمائی گئی۔ آنحضرت کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رخصت اور اس کے عطیے کو قبول نہ کرنا یہ اس کی ناشکری ہے۔ اس لیے قصر ضروری ہے۔ اور پوری پڑھنا پسندیدہ فعل نہیں۔

قرآن مجید نے فرمایا۔ لا جناح علیکم ان تقصروا من الصلوة ان خفتم ان یتفتکم الذین کفروا و نماز قصر کرنے پر کوئی حرج نہیں۔ اگر خطرہ ہو کہ اہل کفر تمہیں کسی مصیبت اور فتنہ میں مبتلا کر دیں گے۔ لا جناح علیکم ان تقصروا

ہے۔ کہ قصر میں حرج نہیں۔ اس سے وجوب یا فرضیت ظاہر نہیں ہوتی بلکہ صرف اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں کوئی گناہ نہیں حدیث ۱۲۷۰ میں حضرت عائشہ اور حضرت عثمان کی تاویل کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ حضرت عثمان اور حضرت عائشہ قصر اور اتنا صلوٰۃ دونوں کو جائز سمجھتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ آنحضرت اور اکثر صحابہ کے عمل سے قصر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اتنا بہت تھوڑے صحابہ سے ثابت ہے۔ یہی مقتدل راہ ہے۔

مسافت قصر۔ سفر کی مسافت میں جس میں نماز کی قصر کی اجازت ہے۔ ائمہ اسلام میں اختلاف ہے احناف کے نزدیک تین دن اور تین رات کے سفر میں قصر کی اجازت ہے (شرح ذقانیہ) شوافع ۲۸ میل فرماتے ہیں۔ اہلحدیث عموماً نو میل کے قائل ہیں۔ ان اندازوں کے متعلق کوئی صحیح اور صریح روایت معلوم نہیں ہو سکی۔ احادیث میں بعض مقامات کا ذکر آتا ہے۔ جہاں آنحضرت نے نماز قصر فرمائی۔ یہ مقامات مدینہ منورہ سے کوئی ۲۸ میل ہے کوئی ۲۸ میل اس سے یہ مسافت سمجھ لی گئی۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں۔ سب سے زیادہ واضح روایت وہ ہے۔ جس میں اہل مکہ کے عرفات میں قصر کرنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ عرفات مکہ مکرمہ سے نو میل ہے۔ اور حج میں عرفات میں پہنچنا ضروری ہے اس میں صرف ایک کھٹکا باقی رہتا ہے۔ کہ اگر سفر اس سے کم ہوتا تو حضرت اجازت مرحمت فرماتے یا نہیں کیونکہ بعض روایات میں تین اور چھ میل کا ذکر بھی آیا ہے۔

قرآن عزیز میں صرف سفر کا ذکر فرمایا ہے۔ تبین نہیں فرمائی۔ اس لیے صحیح یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عرف عام میں جسے سفر شمار کیا جاتا اس میں نماز قصر کرنے کی اجازت ہے۔ کسی مسافت کا تعین صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ اگر کسی حدیث میں یہ تعین آجائے۔ تو آیت کی شخصیں ہو سکتی گی۔ ورنہ عموماً قرآن کی بنا پر تعداد کا فیصلہ عرف عام سے ہوتا ہے۔ ابن حزم ایک میل پر بھی قصر جائز سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک میل کی مسافت عرف عام میں سفر نہیں سمجھی جاتی۔

نمبر ۱۲۶۳ میں حضرت نے فرمایا۔ آپ قصر اور اتنا دونوں طرح کرتے تھے۔ اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن محمد بن ابی بجزی متروک الحدیث ہیں (تقریب) ابن تیمیہ نے اسے موضوع کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرت عائشہ کا عمل تو تھا۔ لیکن آنحضرت کی طرف اس کی نسبت درست نہیں۔

مدت سفر۔ امام سفیان ثوری اور علماء کوفہ پندرہ دن تک قصر کرتے ہیں۔ افذاعی بارہ دن تک قصر ابن عباس انیس دن کے۔ ابن عمر پندرہ دن کے قائل تھے۔ ابن مسیب تین دن تک قصر کے قائل تھے۔ عام اہلحدیث کا بھی یہی خیال ہے لیکن اس تعین کے لیے کوئی قطعی دلیل نہیں۔ آنحضرت فتح مکہ کے دن تقریباً انیس دن قصر فرماتے رہے اس کے بعد بیت اللہ سے واپس چلے گئے۔ اگر دس یا بارہ دن تک واپسی کا ارادہ ہو جاتا تو بھی قصر ہی فرماتے۔ انیس یا بارہ یا چار کسی کی تعین آنحضرت سے منقول نہیں جب تک سفر کے ارادہ سے ٹھہرا رہے گا قصر کرے گا۔ جب اقامت کا فیصلہ کرے نماز پوری پڑھنی چاہیے۔ اجمع اہل العلم علی ان للسافر ان یقصر۔ ما لم یجمع اقامت وان اتی علیہ ستون ترمذی ج ۱ ص ۲۸۵ علاء کا اجماع ہے کہ اگر کئی سال تک مسافر اقامت کا قطعی طوی پر فیصلہ نہ کرے تو نماز قصر کرتا رہے۔ (راسم)

## الفصل الأول

۱۲۵۵۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِبَدْيِ الْحَيْفَةِ رَكَعَتَيْنِ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ -

۱۲۵۶۔ وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ أَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَأَمَّنَهُ بَيْنِي رَكَعَتَيْنِ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ -

۱۲۵۷۔ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يُفْتِنَكُمْ الْكُفْرُ وَأَقْدَأُ مِنْ النَّاسِ قَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ وَمَا عَجِبْتُ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَ تَصَدَّقَ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَأَقْبَلُوا صَدَاقَتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

### پہلی فصل

۱۲۵۵۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی۔ اور عصر کی نماز ذی الحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔ (ذی الحلیفہ مدینہ سے پھر میل پر واقع ہے۔ بخاری مسلم)

۱۲۵۶۔ حارثہ بن وہب نے فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ہمیں منیٰ میں دو رکعت نماز چار کی بجائے سفر میں پڑھائی حالانکہ ہمارا اتنی تعداد کبھی نہ ہوئی تھی۔ اور ہم اس قدر بے خوف تھے۔ جیسے کہی بے خوف نہ ہوتے تھے۔ بخاری مسلم۔

۱۲۵۷۔ یعلیٰ بن امیہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عمر سے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ نے قصر کے لیے اہل کفر سے خوف کی قید لگائی ہے۔ اب لوگ بالکل بے خوف اور پر امن ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ تمہاری طرح مجھے بھی اس سے تعجب ہوا تھا۔ میں نے آنحضرت سے اس کی بابت دریافت کیا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے اس کے صدقہ کو قبول کرو۔ (مسلم)

لے ہر پر امن سفر میں بھی قصر ہے۔ حضرت انس کی حدیث کو ابن ماجہ کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور حارثہ کی حدیث کو بھی ابن ماجہ کے سوا اہل سنن نے روایت کیا ہے۔ آنحضرت جب حجۃ الوداع میں آئے تو عصر کی پہلی نماز ذی الحلیفہ میں اگلی یہ مدینہ کے قریب ہی ہے اگر مسافت سفر اتنی ہو کہ اس میں دو گانہ صبح ہو تو منواری نہیں کہ مسافت پوری ہونے کے بعد ہی دو گانہ شروع کیا جائے بلکہ اپنے گاؤں یا شہر کی حد نکلنے ہی دو گانہ شروع ہو جائے گا۔ بعض لوگ صرف حج اور عمرے کے سفر میں قصر کے قائل ہیں۔ بعض اطاعت کے ہر سفر میں جواز کے قائل ہیں دو عمرے سفر میں نہیں۔ بعض دو گانے کے لیے خوف کی شرط کو ملحوظ رکھتے ہیں لیکن یہ سب مسلک غلط ہیں۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ ہر صبح سفر میں قصر جائز ہے خواہ خوف ہو یا نہ حارثہ بن وہب کی اسی چیز کی وضاحت کر رہے تھے کہ حجۃ الوداع میں ہمیں کوئی خوف نہ تھا تھا تو بھی بہت زیادہ تھی پھر بھی آنحضرت نے دو گانہ ادا کیا۔ اب باقی ہا یہ شبہ کہ قرآن مجید میں تو خوف کی شرط رکھی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ (راتی بر صغیر انشئ)

۱۲۵۸: وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قَبْلَ لَهْ أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۲۵۹: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَفْرًا فَأَقَامَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَذُحْنٌ نُصَلِّي فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَهُمْ ذَلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۱۲۵۸- حضرت انس فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے۔ آپ دو دور کعت ادا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ واپس پہنچ گئے۔ حضرت انس سے کہا گیا۔ کیا آپ نے مکہ میں کچھ مدت قیام فرمایا تھا۔ فرمایا ہم دس دن رہے تھے۔ (حجۃ الوداع میں) (بخاری مسلم)

۱۲۵۹- ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ایک سفر کیا۔ آپ نے انیس دن اقامت فرمائی۔ اور دو رکعت پڑھتے رہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ جب ہم مکہ میں انیس دن ٹھہریں۔ تو ہم دو رکعت پڑھتے ہیں۔ جب اس سے زیادہ قیام کریں تو چار رکعت پڑھتے ہیں۔ (بخاری)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اپنی نمازوں کو سفر میں کم کر لو اگر تم کو کافروں کے ہتھ کا خوف ہو، اس آیت سے دو چیزوں کی طرف خیال جانا ہے ایک یہ کہ دو گناہ کا گناہ تو نہیں لیکن ایسا کرنا کوئی اچھا فعل نہیں اور دوسرا شہرہ یہ تھا کہ خوف ہو تو دو گناہ نہ پڑھا جائے ورنہ نہیں۔ پہلے شہد کا جواب یہ ہے کہ چونکہ طبیعت میں یہ بات راسخ ہو گئی تھی کہ دو فرض بھی کم ہو گئے تو اس کا گناہ نہ ہو تو اس حد شہد کو اللہ تعالیٰ نے دہر کر دیا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ حج و عمرہ میں صفا اور مروہ کا طواف واجب ہے لیکن چونکہ ایام جاہلیت میں یہاں دو بیت رکھے ہوئے تھے اور مشرک ان کا طواف کرتے تھے اب مسلمانوں کے دل میں خیال آیا کہ مشرکوں کی مشابہت سے گناہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں سے ہیں جو آدمی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے۔ حالانکہ یہ طواف واجب ہے اسی طرح دو گناہ بھی بعض کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہو کہ وہ دوسرے شہد کا جواب یہ ہے جو آنحضرت نے فرمایا کہ چونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت کفار کا خوف تھا اس لیے اس کو اتفاقاً بیان کر دیا گیا۔ یعنی یہ قیما تعافی ہے استرازی نہیں۔ اب دو گناہ اللہ تعالیٰ کا ایک صدقہ ہے اس کو قبول کرو اور دو گناہ نہ پڑھو۔

(حاشیہ صفحہ ہما)

لے کتنی مدت تک قہر کرتا رہے۔ انس کی حدیث کو سب اہل سنن نے اور ابن عباس کی حدیث کو نسائی کے سوا سب اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں مدت قہر دس دن اور انیس دن آئی ہے۔ باور رکھنا چاہیے کہ مسافر اگر اقامت میں متردد ہو تو اس کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں واپسی میں رکاوٹ پڑتی جائے تو خواہ چھ ماہ یا سال گذر جائے وہ دو گناہ ہی پڑے گا۔ ابن عمر شام گئے ہوں باہی رہا تو بصرہ آئے

۱۱۶۰۔ وَعَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ صَبَّحْتُ أَبَانَ عَمْرًا فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَصَلَّى لَنَا الظُّهْرَ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَاءَ رَحْلَهُ وَجَلَسَ فَرَأَى نَاسًا قِيَامًا فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ قُلْتُ يَسْتَسْحُونَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مَسْتَحًا أَتَسَمُّتُ صَلَاتِي صَبَّحْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيدُنِي فِي السَّفَرِ عَلَى رُكْعَتَيْنِ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذَلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۶۰۔ حفص بن عاصم فرماتے ہیں۔ میں مکہ کی راہ میں حضرت ابن عمر کے ساتھ گیا۔ انہوں نے بہین ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی پھر اپنے ڈیرے میں آئے اور بیٹھ گئے آپ نے کچھ لوگوں کو قیام کرنے دیکھا فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ نوافل پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر مجھے نوافل پڑھتے ہوتے تو میں پوری نماز پڑھ لیتا۔ مجھے آنحضرت اور حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ساتھ رفاقت کا موقع ملا ہے۔ وہ اسی طرح کرتے تھے۔ (نوافل نہیں پڑھتے تھے) (بخاری مسلم)

۱۱۶۱۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ جب آنحضرت کا سفر جاری ہوتا۔ تو ظہر عصر اور مغرب عشاء کو جمع فرمائیے۔ (بخاری)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) شروع ہوگئی مجبوراً چھ ماہ ٹھہرا پڑا آپ دو گانہ پڑھتے رہے اختیاری اقامت میں آنحضرت سے کسی صحیح حدیث میں کوئی معین مت منقول نہیں آپ کے سفروں سے دو گانہ کا اندازہ صحابہ اور علماء نے کیا ہے۔ حجۃ الوداع میں آپ نے دس دن دو گانہ پڑھا۔ فتح مکہ میں آپ نے انیس دن قصر کیا۔ تبوک میں آپ نے بیس روز قیام کیا اور دو گانہ پڑھا (احمد ابو داؤد) حنین میں آپ نے چالیس روز قیام کیا اور دو گانہ پڑھا (بیہقی) تمام روایات کو سامنے رکھا جائے تو انیس دن کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ شافعی اسی کے قائل ہیں ابو حنیفہ پندرہ دن کے اور آنے جانے کے دن اس مدت سے علیہ ہوں گے۔ (حاشیہ صفحہ ۸۳۵)

۱۔ سفر میں سنتیں نہیں رہتیں۔۔۔ ترمذی کے سوا اس حدیث کو اہل سنن اور احمد نے روایت کیا ہے۔ جانا چاہئے کہ سفر میں اگر فرض ہی پڑے جائیں سنت نقل کچھ نہ پڑھا جائے تو یہ بالکل صحیح ہے اور کتاب و سنت سے اس کی تائید ہوتی ہے اگر کوئی آدمی سفر میں سنت یا نفل پڑھنا چاہے تو اس کی اجازت ہے ممانعت نہیں۔ اگر سفر میں موکہ سنتیں بھی پڑھے گا تو ان کی حیثیت بھی نوافل کی ہوگی سنتوں کی نہیں۔

۲۔ جمع بین الصلوٰتین سفر میں جائز ہے۔۔۔ اس حدیث کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ سفر میں جہاں شریعت نے دو گانہ پڑھنے کی رعایت فرمائی ہے وہاں نمازوں کو آپس میں جمع کر لینے کی سہولت بھی دی ہے۔ خواہ سفر جاری ہو یا مسافر کہیں جا کر ٹھہر چکا ہو اور جمع کی صورت یہ ہے کہ ظہر اور عصر کو اکٹھا کرے اور مغرب اور عشاء کو کچھ بہتر یہ ہے کہ اگر سفر شروع کرنے سے پہلے سورج ڈھل چکا ہو تو عصر کو وقت سے پہلے ظہر کے ساتھ ملا کر پڑھے اور اگر سورج نہ ڈھلا ہو تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے وقت میں پڑھے۔ پہلی جمع تقدیم ہے اور دوسری جمع تاخیر اور اسی طرح مغرب اور عشاء کو جمع کرنے سے خواہ جمع تقدیم ہو یا جمع تاخیر (امام شافعی احمد اور ابو داؤد حدیث کا یہی مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہ جمع تقدیم (باتی برصغیر آئندہ)



۱۲۶۲۔ وَعَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصَلِّيَ فِي الشَّفْرِ عَدَا حِلَّتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ يَوْمِي أَيَّمَاءُ صَلَاةِ اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَايِضَ وَيُؤْتَى عَلَى مَا أَحَلَّتْهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

### الفصل الثاني

۱۲۶۳۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُلُّ ذَلِكَ قَدْ نَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْرَ الصَّلَاةِ وَاتَّكَرَ مَا وَآه فِي شَرْحِ التَّنْزِيهِ -

۱۲۶۴۔ وَعَنْ عَمْرٍو أَنَّ ابْنَ حُصَيْنٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِي عَشْرَةَ لَيْلَةً لَا يَصَلِّي إِلَّا أَرْكَعَتَيْنِ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْبَلَدِ صَلُّوا أَرْبَعًا فَإِنَّا سَفَرًا مَا وَآه أَبُو دَاوُدَ.

۱۲۶۲۔ ابن عمر نے فرمایا۔ آنحضرت سفر میں سواری پر نماز ادا فرماتے۔ جس طرف وہ رخ کر لیتی۔ اشارہ سے نماز پڑھ لیتے یہ فرارٹھ کے علاوہ وتر اور تہجد کی نماز ادا فرماتے تھے۔ (بخاری مسلم)

### دوسری فصل

۱۲۶۳۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آپ نے ہر طرح کیا۔ کبھی نماز تھری کبھی پوری پڑھی۔ (شرح السنہ)

۱۲۶۴۔ عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں۔ میں آنحضرت کے ساتھ فتح مکہ کی لڑائی میں شریک رہا۔ آپ مکہ میں اٹھارہ رات ٹھہرے آپ دو ہی رکعت پڑھتے تھے فرماتے اسے اہل مکہ تم چار رکعت پر جو۔ ہم مسافر ہیں۔ (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے قائل صرف عرفات میں ہیں اور جمع تاخیر کے صرف مزدلفہ میں باقی سفروں میں وہ جمع سواری کے قائل ہیں یعنی ظہر کو آخر وقت میں اور عصر کو ابتدا وقت میں جمع کر کے پڑھے اور اسی طرح مغرب کو مؤخر کر کے اور عشاء کو مقدم اور دریا نے وقت میں دونوں کو جمع کرے۔

۱۔ سواری پر وتر پڑھنا جائز ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مالک شافعی اور احمد کا مذہب یہ ہے کہ وتر سواری پر پڑھے نہ جائے اور امام ابوحنیفہ سواری پر وتر پڑھنے کے قائل نہیں ہیں۔

۲۔ سفر میں پوری نماز پڑھنا ثابت نہیں۔ اس حدیث کو شافعی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ امام شافعی ویسے پوری نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں باقی جائز نہیں سمجھتے۔

۳۔ مسافر مقیم کے پیچھے پوری نماز پڑھے۔ اس کو ترمذی نے روایت کر کے حسن کہا۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ اگر سفر کے ساتھ خوف بھی ہو تو پھر اٹھارہ دن تک تھکر کر سکتا ہے اور اگر سفر بلا خوف ہو تو تین دن تھکر کرے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مسافر مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو تھکرے بلکہ پوری نماز پڑھے۔

۱۲۶۵:- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فِي السَّفَرِ، كُتِّبَ لِي وَبَعْدَهَا رُكْعَتَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رُكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ سِتًّا كُتِّبَ لِي وَبَعْدَهَا رُكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رُكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا وَالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَاءً ثَلَاثَ رُكْعَاتٍ وَلَا يَنْقُصُ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ وَهِيَ وَتُرَاثُهَا وَبَعْدَهَا رُكْعَتَيْنِ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ .

۱۲۶۶:- وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَذَ الظُّهْرَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ تَحِلُّ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَإِنْ أَمْسَتْ قَبْلَ أَنْ تَغِيَّبَ الشَّمْسُ أَخَذَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا رِوَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيِّ .

۱۲۶۵-۱۲۶۶ ابن عمر فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت کے ساتھ ظہر کی نماز دو رکعت پڑھی۔ اور اس کے بعد بھی دو رکعت۔ ایک روایت میں ہے۔ میں نے آپ کے ساتھ سفر اور حضر میں نماز پڑھی۔ حضر میں ظہر چار رکعت اور اس کے بعد دو رکعت پڑھتے۔ اور سفر میں فرض دو رکعت اور اس کے بعد دو رکعت اور عصر دو رکعت پڑھتے۔ اور اس کے بعد کچھ نہ پڑھتے۔ اور مغرب کی نماز حضر اور سفر میں برابر تین رکعت پڑھتے۔ اسے سفر اور حضر میں کم نہ کرتے تھے۔ یہ دن کے وتر ہیں۔ اور اس کے بعد دو رکعت پڑھتے۔ (ترمذی)

۱۲۶۶- معاذ بن جبل فرماتے ہیں۔ آنحضرت تبوک کی جنگ میں اگر سفر شروع ہونے سے پہلے سورج ڈھل جاتا۔ تو ظہر و عصر جمع کر لیتے۔ اگر سورج کے زوال سے پہلے کوچ فرماتے۔ تو ظہر کو مؤخر فرماتے۔ اور جب عصر کے لیے اترتے تو دونوں نمازیں جمع کر لیتے۔ اور مغرب میں اسی طرح اگر سورج سفر شروع کرنے سے پہلے غائب ہو جاتا۔ تو مغرب اور عشاء جمع کر لیتے اگر غروب سے پہلے کوچ فرما لیتے تو مغرب کو مؤخر فرماتے۔ جب عشاء کے لیے اترتے۔ تو دونوں نمازیں جمع فرما لیتے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

۱۳۔ سفر میں نوافل کی اجازت :- اس کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ حدیث میں دلیل ہے کہ موکدہ سنتیں سفر میں پڑھی جاسکتی ہیں اور صبح کی سنتوں کی تخصیص نہیں ہے اور نوافل مقررہ ابن عمر نہیں پڑھا کرتے تھے اور دوسرے کچھ لوگ بھی آپ کے ہمراہ ہیں اور شافعی اور جمہوران کو مستحب سمجھتے ہیں۔ آنحضرت نے بیان جواز کے لیے ان کو کبھی پڑھا ہے اور اکثر ترک کیا ہے اور یہ تمام بحث فرضوں کے بعد کی سنتوں اور نفلوں کے متعلق ہے فرضوں سے پہلے پڑھنا مناسب جائز سمجھتے ہیں اور ان نوافل کو کبھی اترتے ہیں کا نماز پڑھنا گناہ سے کوئی تعلق نہیں مثلاً تہجد اور صبحی کے نفل۔ ۱۳ اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور نمازوں کو جمع کرنے کی بحث پہلے گلدہ چکی ہے۔

۱۲۶۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ وَارَادَ أَنْ يَتَطَرَّقَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ بِسَاقِيهِ فَبَكَرَتْهُ صَلَّى حَيْثُ وَجَّهَهُ رُكَابُهُ مَرَاوَاهُ الْبُودَاؤُدَ -  
 ۱۲۶۸۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَحَثْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةِ فَجِدْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَيَّ مَا أَحْلَيْتِهِ نَحْوًا مَشْرِقًا وَيَجْعَلُ السُّجُودَ أَخْفِضُ مِنَ التَّرْكَوعِ رَوَاهُ الْبُودَاؤُدَ -

### الفصل الثالث

۱۲۶۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعِيَ رُكْعَتَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَعُمَرُ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِمَّنْ خَلَا فِيهِ ثَمَرَانِ عُثْمَانُ صَلَّى بَعْدَ أَرْبَعًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ صَلَّى أَرْبَعًا وَإِذَا صَلَّى وَخَدَاةً صَلَّى رُكْعَتَيْنِ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ -

۱۲۶۷۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ جب سفر فرماتے تھے نفل پڑھنے کا خیال ہوتا تو اونٹنی کا رخ قبلہ کی طرف فرماتے اور تکبیر کہتے۔ پھر جس طرف سواری کا رخ ہو جاتا۔ نماز پڑھتے رہتے۔ (البوداؤد)  
 ۱۲۶۸۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ مجھے آنحضرتؐ نے کسی ضرورت کے لیے بھیجا۔ جب میں آیا تو آپؐ اپنی سواری پر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ اور سجد میں رکوع سے سر نہ بچا کرتے۔ (البوداؤد)

### تیسری فصل

۱۲۶۹۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ آنحضرتؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے اسی طرح کیا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں دو رکعتیں پڑھیں پھر چار پڑھنا شروع کر دیں۔ ابن عمرؓ جب امام کے ساتھ ہوتے۔ تو چار رکعت پڑھتے اور اکیلے دو رکعت پڑھتے۔ (بخاری مسلم)  
 ۱۲۔ انسؓ کی حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے اور مؤطا میں حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ آپؐ اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرتے تھے۔

۱۳۔ سواری پر نماز پڑھنا۔۔ جابرؓ کی حدیث کا یہ واقعہ غزوہ انمار کا ہے۔ یہ مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف تھا کہ ادھر جاتے ہوئے قبلہ دائیں ہاتھ پڑتا تھا۔ آپؐ نے اپنی سواری کا منہ قبلہ کی طرف کر کے نماز شروع کر لی اور بعد ازاں اونٹنی دوسرے قافلہ کے ہمراہ چلنے لگی ادنا آپؐ کا منہ مشرق کی طرف ہو گیا حالانکہ قبلہ جنوب کی طرف تھا۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مسافر کے لیے سواری پر نفل پڑھنا درست ہے اور اس پر اجماع ہے اس میں اختلاف ہے کہ سفر میں بھی سواری پر نماز جائز ہے یا نہیں؟ امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں احمد اور اسنی سے روایت کیا ہے کہ اگر سفر میں نماز پڑھنے کے لیے جگہ نہ مل سکے اور سواری پر بیٹھا ہو تو اس صورت میں سواری پر فرض بھی پڑھ سکتا ہے۔  
 ۱۴۔ سفر میں اتمام ممنوع نہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ تھر باقی بر صغیر آئیں

۱۲۷۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَرَضَتِ الصَّلَاةُ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَتْ أَرْبَعًا وَتَرَكْتُ صَلَاةَ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيضَةِ الْأُولَى قَالَ الزُّهْرِيُّ قُلْتُ لِعِمْرَانَ مَا بَالَ عَائِشَةَ تَتَعَرَّفُ قَالَ تَأْوَلَتْ كَمَا تَأْوَلُ عُمَانٌ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

۱۲۷۱۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رُكْعَتَيْنِ وَفِي الْخُوفِ رُكْعَةً مَرَّوَاهُ مُسَلِّمٌ -

۱۲۷۲۔ وَعَنْهُ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ السَّفَرِ رُكْعَتَيْنِ وَهُمَا ثَمَانَةٌ غَيْرُ قَصِيرٍ وَالْوَسْطِيُّ السَّفَرِ سُنَّةٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ -

۱۲۷۰۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ نماز ابتدا میں دو رکعت فرض ہوئی۔ پھر آنحضرت نے ہجرت فرمائی تو چار رکعت فرض کر دی گئیں۔ اور سفر کی نماز پہلی حالت پر (دو رکعت) ہی چھوڑ دی گئی۔ امام زہری فرماتے ہیں۔ میں نے عروہ سے پوچھا۔ حضرت عائشہ کیوں پوری نماز ادا کرتی ہیں۔ عروہ نے کہا۔ وہ حضرت عثمان کی طرح تاویل کرتی تھیں۔ یعنی قصر اور اتمام دونوں جائز سمجھتی تھیں۔ (بخاری مسلم)

۱۲۷۱۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان پر سفر کی نماز چار رکعت مقرر فرمائی اور سفر کی نماز دو رکعت اور خوف میں ایک رکعت (مسلم)

۱۲۷۲۔ ابن عباس اور ابن عمر سے مروی ہے۔ آنحضرت نے سفر کی نماز دو رکعت مقرر فرمائی۔ یہ پوری ہے قصر نہیں اور وتر سفر میں سنت ہیں (ابن ماجہ)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کو جائز سمجھتے ہیں فرودی نہیں جانتے۔ ابتدا میں منیٰ میں دو گانہ پڑھتے تھے بعد میں پوری نماز پڑھنے لگے۔ کتے تھے حج میں بدی اور حجی لوگ بھی آتے ہیں وہ دو گانہ پڑھتے دیکھ کر نہ سمجھ لیں کہ نماز ہے ہی دو رکعت۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ کیا سفر میں قصر واجب ہے؟ :- اس حدیث کو احمد ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ سفر میں قصر واجب ہے مستحب نہیں کیونکہ یہ دو رکعت نماز پوری ہے اور چار رکعت سفر میں بڑھادی گئی ہے۔ حضرت عائشہ بھی حضرت عثمان کی طرح دو گانہ پڑھتی تھیں۔ یہی قتی نے روایت کیا ہے کہ عروہ بن زبیر نے کہا خالہ جان آپ قصر کیوں نہیں کرتیں تو فرماتے لگیں بیٹا مجھے پوری نماز پڑھنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

۲۔ صلوة خوف کتنی رکعت ہے؟ :- اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے بعض لوگوں نے خوف میں صرف ایک ہی رکعت نماز رکھی ہے لیکن جمہور کا مذہب یہی ہے کہ خوف میں بھی دو رکعت ہیں ایک رکعت امام کے ساتھ اور ایک رکعت علیحدہ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۲۷۳:- وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ فِي مِثْلِ مَا يَكُونُ بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَعُسْفَانَ وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَجَدَّةَ قَالَ مَالِكٌ وَذَلِكَ أَرْبَعَةٌ بَرْدٍ رَوَاهُ فِي الْمَوْطَأِ -

۱۲۷۴:- وَعَنْ الْأَبْرَاءِ قَالَ صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِينَ عَشْرًا سَفَرًا فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ رُكْعَتَيْنِ إِذَا مَرَّ أَعْيَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

۱۲۷۵:- وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى أُمَّتَهُ عُبَيْدًا اللَّهُ يَتَنَقَّلُ فِي السَّفَرِ فَلَا يَنْكُرُ عَلَيْهِ رَوَاهُ مَالِكٌ -

۱۲۷۳- امام مالک کو معلوم ہوا۔ کہ ابن عباس مکہ اور طائف اور مکہ بصر غطفان اور مکہ اور جدہ کے درمیان کی مسافت میں قصر فرماتے تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں یہ قریباً چار برید ہوتا ہے۔ ۲۸ میل (موطأ)

۱۲۷۴- ابراہ بن عازب فرماتے ہیں۔ میں آنحضرت کے ساتھ قریباً اٹھارہ دن سفر میں شریک رہا۔ میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ آپ نے ظہر سے پہلے دو رکعت ترک کی ہوں۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے)

۱۲۷۵- نافع فرماتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر اپنے حجر کے عبید اللہ کو سفر میں نفل پڑھتے دیکھتے تو انکار نہ فرماتے (مالک)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۲۷۳ اس حدیث کو ہزار نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جو سفر میں صحت دور رکھیں ہی پڑھنا چاہیے وہ اتنی ہی پڑھے ٹھیک ہے اور سفر میں سنت ہیں یعنی ان کو پڑھنا چاہیے اور ان کا درجہ عام نفلوں سے زیادہ ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲۷۳)

۱۲۷۴ سفر کی کم از کم مسافت کتنی ہے؟۔ برد چار فرسخ ہے اور فرسخ تین میل یعنی ۴۸ میل امام ابو حنیفہ اسی کے قائل ہیں اور اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث انس کی ہے جسے احمد مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل یا تین فرسخ نکلتے تو قصر کرتے اس میں میل یا فرسخ کا شک رادوی کو ہوا ہے اصل تین فرسخ ہے یعنی نو میل اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حجۃ الوداع میں مکہ والوں نے عرفات میں بالاتفاق دو گانہ پڑھا ہے اور وہ نو میل ہے۔ حضرت عمر فاروق نے نو میل پر دو گانہ کا فتوے دیا اور اس کو کئی دلائل سے ثابت کیا اور یہی صحیح ہے باقی جن لوگوں نے عرفات میں کئی لوگوں کے دو گانہ پڑھنے کو خصوصیت کہا ہے وہ خصوصیت کی کوئی دلیل پیش کریں۔

۱۲۷۵ آنحضرت نے سفر میں بعض سنتیں پڑھی ہیں اور چھوڑی بھی ہیں اور یہی مطلب نافع کی حدیث کا بھی ہے کہ حضرت ابن عمر اپنے بیٹوں کو سفر میں نفل پڑھتے دیکھتے تو ان کو منع نہ کرتے۔

## بَابُ الْجُمُعَةِ

### جمعہ کا ذکر

نظا ہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جمعہ آنحضرت کے مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے مدینہ میں پڑھا جاتا تھا۔ بعض صحابہ بنو عمرو بن سالم کی بستی میں جو قبائک کے متصل تھی۔ جمعہ ادا فرماتے تھے۔ سورہ جمعہ ہجرت کے سفر ہی میں نازل ہوئی آنحضرت نے مدینہ پہنچتے ہی جمعہ کا اہتمام فرمایا بحرن کے علاقہ میں مقام جوائی میں دوسرا جمعہ قائم ہوا۔

پانچ وقت کی نمازیں پورے شہر کے لوگ جمع نہیں ہو سکتے۔ بیشکل اہل محلہ کا اجتماع ہو سکتا ہے۔ لیکن منیٰ اور مدنی مصالح کا تقاضا ہے کہ شہر کے لوگ جمع ہوں۔ ایک دوسرے کے حالات مصائب اور تکالیف سے آگاہ ہو سکیں۔ اجتماعی طور پر وعظ و نصیحت کا موقع مل سکے۔ اس لیے مناسب ہوا کہ ہفتہ میں ایک دفعہ اسی قسم کا اجتماع ہو جائے۔

زناذہ قابلیت میں اسے عرب کہتے تھے۔ ابو القاسم سہیل نے قصی اور عبدمناف کا ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں بزرگ اپنے وقت میں لوگوں کو جمع کر کے لوگوں کو خطبہ دیتے تھے۔ یہ وہ اس قسم کا اجتماع ہفتہ کے دن کرتے تھے۔ اور نصاریٰ انوار کے دن آنحضرت نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر جمعہ کا دن اس کام کے لیے مقرر فرمایا۔ قرآن عزیز نے اس تقریر کی تائید فرمائی۔ بلکہ تاکید فرمائی۔ کہ جب اذان ہو جائے تو بیچ و شرکار و بار چھوڑ جمعہ کی نماز میں شریک ہونے کی کوشش کرو۔ (سورہ جمعہ)

آنحضرت اس دن نماز سے پہلے خطبہ ارشاد فرماتے۔ دین دنیا کے پیش آمدہ مسائل کا ذکر فرماتے۔ لشکر بھیجتے وقت ضرورت صحابہ سے مالی اعانت طلب فرماتے۔ حاضرین کی زبان میں قرآن عزیز کی تشریح فرماتے۔

آنحضرت کے عمل سے معلوم ہوتا ہے جمعہ کے لیے اجتماعیت ضروری ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے۔ کہ ایک شہر میں اگر ہو سکے تو ایک ہی جگہ ہو۔ متحد مقامات میں گو متاخرین نے اسے درست کہا۔ لیکن مصالح شریعت کے منافی ہی ہوتا ہے کہ جمعہ میں زیادہ سے زیادہ اجتماع ہونا چاہیے۔ اگر انتظامی مشکلات کی وجہ ایک جگہ پڑھنا ممکن نہ ہو تو ضرورت تعدد کی اجازت ہوگی۔ لیکن اس میں بھی کھلی چھٹی نہیں ہونی چاہیے۔ کہ جہاں کوئی چاہے جمعہ شروع کر دے۔ معقول وجہ واجبہ ضرورت کے بغیر جا بجا مجھے قائم کرنا مقاصد شریعت کے خلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام کے علاوہ تین آدمی اگر جمع ہو جائیں تو جمعہ جائز سمجھتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر چالیس

۱۰ امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں باب باندھا ہے کہ دو آدمی بھی ہوں تو جمعہ ادا کریں اور اسند لیل میں حدیث بیان فرمائی ہے کہ اشنان فافوقا جماعت کہ دو اور دو سے زیادہ آدمی جماعت ہیں اور جمعہ اور جماعت کا مادہ اشتقاقی چونکہ ایک ہے اس لیے فرمایا کہ اگر جماعت دو آدمی کرا سکتے ہیں تو جمعہ بھی دو آدمی پڑھ سکتے ہیں۔ یہ حدیثیں کی فقہ الحدیث کی مثالیں ہیں اور ایسی بے شمار جنسوں میں ہیں جو فقہ الحدیث کو فقہ اہل المائے سے ممتاز کرتی ہیں اللهم ارحمنا وادخلنا زمرة۔

سے کم آدمی ہوں تو جمعہ منقذ نہیں ہوگا۔ اصل چیز اس میں اجتماعیت اور مدینیت ہے کوئی عدد اور جمعہ کے لیے ضروری نہیں۔ شاہ دل اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ امت نے معنوی طور پر اس معنی کو قبول کیا ہے۔ کہ جمعہ میں جماعت اور ایک گونہ مدینیت ضروری ہے۔ آنحضرت اور خلفاء کے وقت جمعہ آبادیوں میں ہوتا تھا۔ خانہ بدوش اور بدوی لوگوں میں جمعہ قائم نہیں کیا گیا۔ اس سے جمعہ کے لیے جماعت اور کسی قدر شہریت ثابت ہوئی ہے جمعہ کا مقصد چونکہ دین کی اشاعت ہے اس لیے جماعت اور مدینیت کا یہ انداز ضروری ہے جس پر قریہ اور دیہات کا لفظ بولا جاسکے متعدد طرق سے ثابت ہے کہ جمعہ پانچ قسم کے لوگوں پر واجب نہیں۔ ان میں خانہ بدوش لوگوں کو بھی شمار فرمایا ہے۔ یہ بھی فرمایا جمعہ پچاس آدمی پر واجب ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پچاس آدمی کی آبادی پر قریہ کا لفظ بولا جاسکتا ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ اجمعة و اجبة علی کل قریة جمعہ ہر بستی پر واجب ہے۔ جماعت کی کم از کم تعداد وہ ہوگی۔ جو مدینہ منورہ میں جمعہ کے دن ایک تاجروندہ کے آنے پر ہ گئی تھی۔ چالیس کی کوئی شرط نہیں۔ (رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۶) تاہم آنے کے بعد جو لوگ مسجد میں رہ گئے تھے ان کی تعداد بارہ تھی۔ ابن کثیر ص ۱۲۱

شاہ صاحب کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دیہات میں جمعہ کے متعلق احناف اور شوافع یا اہل حدیث میں جو اختلاف برسوں سے آج تک قائم رہا۔ اس کی حقیقت محض ایک فقہی بحث کی ہے۔ جو فرائض کی وجہ سے بہت لمبی ہو گئی۔ بعض احناف نے اچھے خاصے دیہات میں جمعے بند کر دیے۔ اور اسی کو بہت بڑی دینی صلاحیت سمجھا۔ اور اسی طرح دوسرے فریق نے بعض چھوٹی بستیوں اور دیروں میں جمعے قائم کئے جس سے کوئی دینی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ نہ ہی دین کی اشاعت ہوتی ہے منظوم قصے بڑھ کر لوگ جمعہ پڑھا دیتے ہیں۔



## الفصل الأول

۱۲۷۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْأَخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِيَدِ أَنْهَمُ أَوْ تَوَالِيكَتَابٍ مِنْ قَبْلِنَا وَأَوْتِسَاءَهُ مِنْ بَعْدِهَا هُمْ ثُمَّ هَذَا يَوْمَ هُمْ الَّذِي دُرِصَ عَلَيْهِمْ يَعْنِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاحْتَلَفُوا فِيهِ فِهَذَا أَنَا اللَّهُ لَمْ وَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبِعَ الْيَهُودَ عَدَا وَالنَّصَارَى بَعْدَ عِدَا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ نَحْنُ الْأَخِرُونَ الْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَحْنُ أَوْلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِيَدِ أَنْهَمُ وَذَكَرْنَا نَحْوَهُ إِلَى آخِرِهِ وَفِي آخِرِي لَمْ عَنْهُ وَعَنْ حَدِيثٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ نَحْنُ الْأَخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضَى لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ .

۱۲۷۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ يَوْمٌ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خَلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

### پہلی فصل

۱۲۷۶۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہم آخری امت ہیں۔ لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ البتہ ان لوگوں کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔ اور ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی۔ پھر یہ جمعہ کا دن ان پر فرض کیا گیا انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ اللہ نے اس میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں۔ یہود کل اور نصاریٰ پر رسول (خدا ہی) مسلم کی ندادیت میں ہے۔ ہم آخر ہیں۔ لیکن قیامت میں پہلے ہوں گے۔ اور ہم ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس کے سوا کہ ان کو کتاب پہلے دی گئی۔ آخر تک ایک دوسری روایت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے آخر حدیث میں فرمایا۔ ہم اہل دنیا میں آخری ہیں۔ قیامت میں پہلے ہوں گے۔ جن کا فیصلہ ساری مخلوق سے پہلے کیا جائے گا۔

۱۲۷۷۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ جمعہ بہترین دن ہے۔ جس میں آفتاب طلوع ہوا۔ اسی دن آدم پیدا کئے گئے۔ اسی دن ان کو جنت میں جگہ عطا فرمائی۔ اور اسی دن وہاں سے نکلے۔ اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔ (مسلم)

اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جمعہ کی ہدایت اس طرح فرمائی کہ ابھی سوئے جمعہ آخری ہی نہ تھی اور نہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تھے کہ انصار نے اسد بن زدارہ کو امام بنا کر جمعہ پڑھنا شروع کر دیا کہنے لگے کہ یہودیوں کی عبادت کا بھی ایک دن مقرر ہے اور عیسائیوں کا بھی اور ہم بھی ایک دن مقرر کر لیں پھر کہنے لگے کہ ہم ان سے پہلے کیوں نہ دن مقرر کریں تو انہوں نے جمعہ کا دن مقرر کر لیا۔ اس حدیث کی ایک روایت میں "کتب علینا الجمعة" کے لفظ بھی ہیں کہ ہم پر جمعہ کا دن فرض کیا گیا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی ہفتہ جمعہ سے شروع ہوتا ہے۔ (باقی برصفا آئندہ)



۱۲۷۸۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يَأْتِي فِيهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيمَا خَيْرٌ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ وَمَنْ أَدْمَسُوا قَالَ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ ذِي رَوَابِيَةٍ لَهَا مَا قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يَأْتِي فِيهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

۱۲۷۹۔ وَعَنْ أَبِي بَرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي مَثَانِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

### الفصل الثاني

۱۲۸۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ إِلَى الطُّورِ فَلَقَيْتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَهُ فَحَدَّثَنِي عَنْ التَّوْبَةِ وَحَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَنِي أَنْ قُلْتُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُهْبِطَ

۱۲۷۸۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے جب کوئی مسلمان اسے پالے اللہ تعالیٰ سے کوئی بھلائی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔ (بخاری مسلم) صحیح مسلم میں ہے۔ یہ مختصری نگاری ہے۔ دونوں کی ایک روایت میں ہے۔ جمعہ کے دن ایک ساعت ہے۔ جب کوئی مسلمان اس کو پالے۔ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔ وہ اللہ سے کوئی بھلائی طلب کرے تو اللہ اسے دیتا ہے۔

۱۲۷۹۔ ابو بردہ البوسنی کے بیٹے فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد سے سنا۔ وہ فرماتے تھے۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ وہ ساعت جمعہ کے متعلق فرماتے تھے۔ یہ امام کے خطبہ سے شروع ہو کر نماز کے اختتام تک ہے۔ (مسلم)

### دوسری فصل

۱۲۸۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں طور کی طرف گیا۔ اور کعب احبار (یہودی عالم تھا۔ تابعی ہے) ملا میں اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے تورات کی باتیں سنائیں۔ میں نے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنائیں۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ ہنترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ جمعہ کا دن ہے جس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس میں (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سلہ ابن ماجہ کے سوا اسکا اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ طبری نے کہا کہ سال کا ہنترین دن عرفے کا دن ہے اور ہفتے کا ہنترین دن جمعہ کا دن۔

(حاشیہ صفحہ پہلے)

سلہ جمعہ کے دن قبولیت کی ساعت ہے۔ اس کو ترمذی کے سوا تمام اہل سنن اور صحابہ نے بھی روایت کیا ہے صحابہ اور تابعین کے اہل علم نے اس ساعت کے متعلق کئی احوال پر اختلاف کیا ہے۔ جن میں زیادہ راجح قول یہ ہے کہ وہ وقت عصر کے بعد کا ہے اور ابو بردہ کی حدیث جس کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے کہ وہ وقت امام کے خطبہ پر بیٹھنے کے وقت سے جمعہ کی نماز ختم ہونے تک ہے یہ حدیث منقطع ہے (باقی صفحہ آئندہ)

وَفِيهِ تَبَّتْ عَلَيْهِمْ وَفِيهِ مَاتَتْ وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُصَيَّبَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِينَ تَصْبِحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْجَنَّةَ وَالْإِنْسَ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَصَادُ فِيهَا عَبْدًا مُسْلِمًا وَهُوَ يُصَلِّي يُسْأَلُ اللَّهُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ آيَةٌ قَالَ كَعْبٌ ذَلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمَ فَقُلْتُ بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَأَ كَعْبُ التَّوْرَةَ فَقَالَ صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ فَخَبَرْتُهُ بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبِ الْأَخْبَارِ وَمَا حَدَّثْتُهُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ لِمَا قَالَ كَعْبٌ وَذَلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَّابٌ كَعْبٌ فَقُلْتُ لِمَا تَقْرَأُ كَعْبُ التَّوْرَةَ فَقَالَ بَلْ هِيَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ وَقَدْ عَلِمْتُ آيَةَ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِهَا وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ السَّلَامِ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُونُ آخِرُ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصَادُ فِيهَا عَبْدًا مُسْلِمًا وَهُوَ يُصَلِّي فِيهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ السَّلَامِ لَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مُجَلِّسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ بَلَى قَالَ فَهُوَ ذَلِكَ

زمین پر آتا ہے گئے اس میں ان کی توبہ قبول فرمائی گئی۔ اسی دن ان کا انتقال ہوا۔ اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ ہر جانور اس دن غم سے آفتاب کے طلوع تک قیامت کے ڈر سے جھپٹتا ہے۔ لیکن جن اور انسان نہیں ڈرنے۔ اس میں ایسی گھڑی ہے کہ کوئی مسلمان اگر اسے نماز پڑھتے پالے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرے اسے پالے گا۔ کعب نے کہا یہ گھڑی سال میں ہوتی ہے۔ میں نے کہا بلکہ ہر جمعہ میں تورات پڑھ کر کہا۔ آنحضرت نے صحیح فرمایا۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں میں عبد اللہ بن سلام سے ملا۔ میں نے ابن کعب کے ساتھ اپنی گفتگو کا ذکر کیا۔ اور جمعہ کی ساعت کے متعلق میں نے عرض کیا۔ کعب کہتے تھے یہ سال میں ایک دفعہ ہوتی ہے۔ عبد اللہ بن سلام نے فرمایا۔ کعب نے غلط کہا۔ میں نے ان سے عرض کیا۔ کعب نے پھر تورات پڑھ کر فرمایا

- کہ یہ ہر جمعہ کو ہوتی ہے۔ عبد اللہ بن سلام

نے فرمایا۔ کعب نے درست کہا۔ پھر عبد اللہ بن سلام نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں وہ کون سی گھڑی ہے۔ میں نے کہا مجھے بتائیے اور غلط نہ کیجئے۔ عبد اللہ نے کہا یہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے۔ میں نے کہا آخری ساعت کیسے ہو سکتی ہے۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ کہ مسلمان اس وقت نماز پڑھ رہا ہو۔ عبد اللہ بن سلام نے فرمایا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا۔ جو آدمی کسی مجلس میں نماز کا انتظار کرتا ہے۔ اسے نماز تک نماز ہی کا اجر ملتا ہے۔ ابوہریرہ فرماتے

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس لیے کہ عمر بن ابی بکر کا اپنے باپ سے سماع نہیں ہے۔ سعید بن منصور نے ابوسلمہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام کی ایک مجلس بیٹھی اور اس میں اسی وقت کا مسئلہ زیر بحث آیا بالآخر سب نے اسی پر اتفاق کیا کہ وہ وقت عصر سے لیکر سورج غروب ہونے تک ہے۔

مَا مَا كَمَا مَالِكٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى أَحْمَدُ إِلَى قَوْلِهِ صَدَقَ كَعَبٌ.  
 ۱۲۸۱ رُوِيَ عَنْ أَبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَمْسُو السَّاعَةَ الَّتِي تَرُدُّنِي فِي  
 يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى غَيْبِ بَوْبَةِ الشَّمْسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یہ درست ہے۔ عبد اللہ بن سلام نے فرمایا۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ (مالک۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی  
 اور احمد نے صدق کعب تک روایت فرمائی۔)  
 ۱۲۸۱۔ حضرت انس سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ امیدوں کی گھڑی کو جمعہ کے دن عمر کے بعد غروب آفتاب تک  
 تلاش کرو۔ (ترمذی)

۱۲۸۱۔ اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے اور مالک اور اصحاب سنن ابن خزیمہ  
 اور ابن حبان نے اسے عبد اللہ بن سلام سے موقوفاً روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اس کو ایک اور طریق سے مرفوعاً بھی روایت  
 کیا ہے اور ابن ماجہ کی سند کے راوی ثقہ ہیں اور احمد۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے صحیح سند سے ابو سعید سے یہ لفظ روایت کیے ہیں کہ میں  
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ساعت (وقت) کے متعلق سوال کیا کہ وہ کون سا وقت ہے تو آپ نے فرمایا مجھے بتایا تو  
 گیا تھا لیکن پھر بھلا دیا گیا جیسا کہ لیلۃ القدر مجھے بھلا دی گئی۔ یہ حدیث بظاہر اوپر کی حدیث کے مخالف معلوم ہوتی ہے لیکن ایسا نہیں  
 ہے اس میں آنحضرت نے عمر کے بعد کے وقت کی نفی نہیں کی اور دوسرا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے نسیان سے قبل بھی بعض  
 صحابہ کو بتایا ہو۔ باقی یہاں جو ساعت کا لفظ آیا ہے اس ساعت سے سیکنڈ مراد نہیں بلکہ ساعت نجومی (یعنی قریباً تین گھنٹے کا  
 وقت) مراد ہے جیسا کہ حضرت انس کی حدیث میں آ رہا ہے جو اس کے بعد آ رہی ہے کہ وقت عمر کے بعد سورج غروب ہونے تک ہے۔  
 جمعہ کی اس ساعت میں جو اختلاف صحابہ اور ان کے بعد اہل علم میں آ رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منشا خداوندی یہ ہے کہ مسلمان جمعہ  
 کے پورے دن کو عبادت الہی میں گزاریں اور دنیا کے کاروبار سے اس ایک دن کے لیے بے نیاز ہو جائیں۔ پہلی امتوں میں بھی ہفتہ  
 میں سے ایک دن عبادت کے لیے مقرر ہوتا تھا اور اس دن میں ان پر دنیاوی کاروبار حرام ہوتا تھا۔ مسلمانوں پر جمعہ کے دن صرف اتنا  
 ہونے سے ہے کہ جمعہ کی ادائیگی تک دنیاوی کاروبار حرام ہے۔ باقی دن میں جائز ہے لیکن خداوند تعالیٰ یہ پسند فرور کرتے ہیں کہ مسلمان  
 اس دن زیادہ سے زیادہ عبادت میں مشغول رہیں۔

۱۲۸۱۔ اس کی سند میں محمد بن ابی حمید ضعیف ہے۔ لیکن ابی یزید نے اس کی متابعت کی ہے جس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے  
 اور اس کا ایک شاہد احمد اور براہ میں ابو سعید اور ابو ہریرہ کی حدیث ہے جس کی سند حسن ہے اور نسائی اور ابو داؤد و حاکم نے جابر سے اسی مضمون  
 کی روایت کی ہے۔ علامہ ابن حجر نے کہا اس کی سند حسن ہے اور حدیث کا مطلب وہی ہے جو پہلی حدیث میں گذر چکا ہے۔



## الفصل الثالث

۱۲۸۲: عَنْ أَبِي بَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْدَرِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدَةُ الْأَيَّامِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ فِيهِ خَمْسٌ خِلَافِ خَلْقِ اللَّهِ فِيهِ آدَمُ وَأَهْبَطَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ وَفِيهِ تَوَلَّى اللَّهُ آدَمَ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ الْعَبْدُ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ مَا لَوْ سَأَلَ عَدَاةً وَأَوْفِيهِ تَقَوْمُ السَّاعَةِ مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا بَرٍّ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا هُوَ مُسْتَفِيقٌ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى أَحْمَدُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبِرْ دَاعِنَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَاذَا فِيهِ مِنَ الْخَيْرِ قَالَ فِيهِ خَمْسٌ خِلَافِ وَسَأَلَ إِلَى الْخَيْرِ الْحَدِيثِ -

### تیسری فصل

۱۲۸۳: ابی ببابہ بن عبد المنذر سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے۔ اور سب سے عظمت والا ہے۔ وہ عید فطر اور عید الضحیٰ سے بھی زیادہ تعظیم کے قابل ہے۔ اس میں پانچ خصوصیتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن آدم کو پیدا کیا۔ اور اسی میں آدم کو زمین پر اتارا۔ اسی میں حضرت آدم کا انتقال ہوا۔ اسی میں ایک گھڑی ہے انسان اس میں اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے۔ اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ پیڑ حرام نہ ہو۔ اسی دن قیامت قائم ہوگی اس میں مقرب فرشتے آسمان زمین۔ ہوائیں۔ پہاڑ۔ سمندر سب اللہ سے ڈرتے ہیں۔ (ابن ماجہ) امام احمد سعد بن معاذ سے روایت فرماتے ہیں۔ ایک آدمی انصار سے آنحضرت کے پاس آیا۔ اس نے کہا۔ آپ ہمیں بتلائیں۔ جمعہ کے دن میں کیا کیا خوبیاں ہیں۔ فرمایا۔ اس میں پانچ خصوصیتیں ہیں۔ اور حدیث کو آخر تک بیا کیا۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ (یہی خصوصیتیں دی جاتی ہیں جو شیعہوں کو بھی نہیں ملتیں۔ انبیاء کے ہم قبر میں محفوظ رہتے ہیں اور روح بھی محفوظ رہتی ہے اور روح کا تعلق جسم سے کامل تر صورت میں ہوتا ہے لیکن ہر حال اس کی کیفیت کو نہیں جان سکتے جو آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جا کر درود اور سلام پڑھے اس کے درود کو آپ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب بھی دیتے ہیں اور اگر کوئی دوسرے پڑھے تو فرشتے آپ تک وہ درود پہنچا دیتے ہیں۔ انبیاء کو ہر رخ میں شیعہوں سے اعلیٰ لذق ملتا ہے۔

۱۵ شاہد و مشہور کی تفسیر یہ اس حدیث سے جمعہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔ یوم الموعود قیامت کا دن ہے کیونکہ مومنوں سے جو انعام و کرام اور جنت کے وعدے کیے گئے ہیں وہ قیامت کو پورے ہوں گے اور عرفہ کا دن مشہور ہے کہ اطراف عالم سے ایک دنیا کھینچ کر اس دن کی حاضرین کے لیے عرفات کے میدان میں پہنچی ہے اور شاہد جمعہ کا دن ہے کہ جو ہر ایک مسلمان کے پاس خود بخود پہنچ جاتا ہے اور یہ سورہ بروج کی اس آیت کی تشریح آپ نے فرمائی والسماء ذات البروج والیوم الموعود وشامد و مشہود (حاشیہ صفحہ ۱۵) لہ جمعہ کے دن کی خیر و برکت۔ ابوالباقی کی اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور سعد بن معاذ کی حدیث کو (ابن ماجہ) نے مشہور کیا ہے۔

۱۲۸۵:- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ قَبْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَيِّ شَيْءٍ سُمِّيَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَالَ لِأَنَّ فِيهَا طُبِعَتْ طِبْتَةُ آدَمَ فِيهَا الصُّعْقَةُ وَالْبَعْثَةُ وَفِيهَا الْبَطْشَةُ وَفِي آخِرِ ثَلَاثِ سَاعَاتٍ مِنْهَا سَاعَةٌ مَنْ دَعَا اللَّهَ فِيهَا اسْتُجِيبَ لَهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۱۲۸۵- ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت سے پوچھا گیا۔ جمعہ کو جمعہ کیوں کہا جاتا ہے۔ فرمایا۔ اس میں تمہارے باپ آدم کے خمیر کو اٹھایا گیا۔ اس میں صفحہ عام موت اور نوب کا جی اٹھنا ہوگا۔ اور اسی میں بطشت و قیامت کی ماروگیری ہوگا۔ اس کی آخری تین گھنٹوں میں ایک ایسی گھڑی ہے جو اس میں اللہ سے دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتے ہیں (احمد)

رفیقہ حاشیہ صفحہ ۱۲۸۵ کا اشارہ متن میں کیا گیا ہے، ہزار نے بھی روایت کیا ہے ان دونوں کی سند میں عبداللہ بن محمد بن عقیل مختلف فیہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ یہ اللہ کے نمونہ یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی بڑا دن ہے اس لیے کہ یہ دن صرت عبادت الہی کا دن ہے اس میں مومن آدمی کا پروگرام یہ ہے کہ صبح کی نمازیں سونہ جمدہ اور سورہ ہر کی تلاوت کرے اور اپنی ابتداء اور انتہا پر خود کرے بعد ازاں سورہ کف کی تلاوت کرے اور دنیاوی زندگی کی لذتوں اور خواہشوں پر مرٹنے والوں کا انجام یاد کرے اور پھر محاممت بنوائے اور غسل کرے۔ کپڑے تبدیل کرے۔ تیل اور خوشبو لگائے منگھی کرے۔ جمدہ کے لیے سوئے جائے۔ جمعہ کی سنتیں ادا کرے خلیہ خاموشی سے سنے اور امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے۔ مومن کے یہ سب کام عبادت میں شمار ہوں گے اور چونکہ جمعہ کی ادائیگی تک دن کا اکثر حصہ گزر جاتا ہے اس لیے اسے سارا دن قرار دیا گیا کہ یہ سارا دن عبادت کا دن ہے لیکن عید پر ہی کے دن عبادت بھی ہوتی ہے لیکن اس میں خوشی اور سرور کے پروگرام بھی ہوتے ہیں اور کھانے پینے کا سامان بھی ہوتا ہے۔ جمعہ کے دن ہر ایک چیز کو بے قدر حساب ہے کہ شاید آج ناگمانی طور پر قیامت ہی نہ آجائے اور قیامت کا ڈر اس لیے ہوتا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ اتنا زبردست ہوگا کہ انبیاء علیہم السلام تک لڑنے پر اندام ہوں گے اور کسی کو خداوند تعالیٰ کے سامنے جا کر سفارش کرنے کی جرأت نہ ہوگی یاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلے پہل جا کر بارگاہ الہی میں جمدہ بڑھ کر شفاعت کی اجازت مانگیں گے تو ان کو اجازت ملے گی وہ امت کی سفارش کریں گے تو مومنوں کے لیے بہت سی آسانیاں پیدا ہو جائیں گی۔ صلی اللہ علیہ وسلم خداہ ابی و امی۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲۸۵) جمعہ کے دن کا نام جمعہ کیوں ہے؟۔ احمد کی اس سند کے راوی ثقہ ہیں لیکن اس میں انقطاع ہے۔ کیونکہ اس میں علی بن طلحہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اس کا سماع ثابت نہیں ہے اور اس کے علاوہ کبھی یہ حدیث میں خطا بھی کرتا ہے مزید برآں، فرج بن فضالہ بھی اس میں ضعیف ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ تمام بڑے بڑے امور چونکہ اس میں جمع ہو گئے ہیں لہذا اس کا نام جمعہ رکھا گیا۔ اسی دن میں چونکہ آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی جن کو خلیفۃ اللہ کا خطاب ملا اور ان پر خداوند تعالیٰ کی بے غیبات عنایات ہوئیں لہذا جمعہ کے دن میں وہ ساعت مبارک رکھی گئی جس میں ہر نیک دعا قبول ہوتی ہے اور چونکہ آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی جمعہ کے روز صبح کے بعد ہوئی تھی لہذا وہ وقت بھی قیاس چاہتا ہے کہ عصر کے بعد ہی ہوگا جیسا کہ روایات اور صحابہ و تابعین کے اقوال اس کی تائید کرتے ہیں۔

۱۲۸۶۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرَدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ الصَّلَاةِ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ يَشْهَدُهَا الْمَلَائِكَةُ وَإِنَّ أَحَدًا تَرَى عَلَى الْأَعْرَضَاتِ عَلَى صَلَاتِهِ حَتَّى يَفْرَغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَزَمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُزَمَّنُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ -

۱۲۸۷۔ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ -

۱۲۸۸۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّهُ قَرَأَ الْيَوْمَ كَمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ الْآيَةَ وَعِنْدَنَا كَالْيَهُودِيِّ فَقَالَ لَوْ تَلَّكَ هَذِهِ الْآيَةَ عَلَيْنَا لَاتَّخَذْنَا هَاهُنَا عِيدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ عِيدَائِنِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ

۱۲۸۶۔ الیودی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو کے دن مجھ پر کثرت سے صلوٰۃ پڑھو۔ اس دن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ یوم مشہود ہے۔ اور جو مجھ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے۔ اس کی صلوٰۃ فراغت کے ساتھ ہی مجھ پر پیش کی جاتی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اور تو کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسم تمام کر دیئے ہیں۔ اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

۱۲۸۷۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو مسلم جو کے دن یا جمعہ کی رات کہ فوت ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنہ سے بچاتا ہے۔ (احمد ترمذی) ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور اس کی سند متصل نہیں۔

۱۲۸۸۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ انہوں نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت الخ پڑھی۔ اور ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اس دن دو عیدیں تھیں۔ جمعہ اور

۱۔ ہرمذی زندگی شعور سے بالاتر ہے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کا مطلب اوس بن اوس کی حدیث کے تحت بیان ہو چکا ہے البتہ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ نبیوں کو رزق دیا جاتا ہے اس رزق کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانے یہ جتنی رزق ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اعددت لعبادی ما لایعین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر کہ وہ ایسا رزق ہے جو تو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی کے دل پر ان کا خیال بھی گذرا ہے۔

۲۔ جمعہ کے دن کی فضیلت :- اس کی سندیں انقطاع اس طرح ہے کہ ربیع بن سیف عبد اللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں اور ربیع نے عبد اللہ بن عمرو کا زمانہ نہیں پایا ہے اور وہ عمرو بن عبد اللہ بن ربیع معافری کے واسطے سے روایت کرتا ہے اور وہ ثقہ (باقی برصفا ۱۸۸)

وَيَوْمَ عَرَفَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدٌ مِنْ حَسَنٍ غَرِيبٍ .

۱۲۸۹:- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ اللَّهُمَّ

بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَسَعْتَيْهِ وَبَلَدِنَا رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ يَقُولُ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ لَيْلَةٌ أَعْتَرَتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
يَوْمَهَا تَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ .

عزف (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱۲۸۹- انس فرماتے ہیں۔ جب رجب داخل ہوتا۔ تو آنحضرت فرماتے۔ اے اللہ ہمارے رجب اور شعبان میں برکت فرما۔

اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔ اور فرماتے جمعہ کی رات روشن رات ہے<sup>۱</sup> اور جمعہ کا دن تروتازہ ہے۔ (دعوات کبیر بھتی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہے لیکن یقین سے تو نہیں کہا جاسکتا کہ وہی ہے مگر غالب گمان اسی طرف ہے اسی بنا پر امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہہ دیا ہے اور اس کے علاوہ بھتی اور ابو نعیم نے اور بھی کئی طریقوں سے اس کو روایت کیا ہے جو ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں اس حدیث سے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کی فضیلت ثابت ہوئی۔

(حاشیہ صفحہ ۸۵۱)

۱۳- آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور نازل ہوئی۔ اس حدیث کی اصل بخاری اور مسلم میں عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی روایت سے

ہے اور یہ سوال کرنے والا یہودی حضرت کعب احبار تھے۔ یہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ صحیح روایت کے مطابق حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان ہوئے ہیں اور یہ سوال کعب احبار نے دوسرے کیا ہے ایک دفعہ حضرت عمر فاروق سے اور ایک دفعہ

حضرت ابی عباس سے۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ آیت کا نزول عرف میں جمعہ کے روز ہوا اور یہ دونوں عید کے دن ہیں۔ اس حدیث سے

اس ضعیف روایت کی تردید بھی ہوگی جس میں ہے کہ یہ آیت سوموار کے دن نازل ہوئی تھی اور یہ حدیث بھی جمعہ کی فضیلت پر مشکل ہے

کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مومنوں کو یہ بشارت عظمیٰ سنائی کہ تمہارا دین مکمل ہو گیا اور تم پر میری نعمتیں پوری ہو گئیں اور جس دن

ایسی بشارت ملے دائمی وہ دن بہت بڑا دن ہے۔

۱۳- جمعہ کی رات کی فضیلت :- اس کو ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں منصف تو ہے لیکن زیادہ نہیں۔

بہر حال اس میں آپ نے فرمایا جمعہ کی رات نورانی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

غلاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے۔ جو مومن اس رات میں مرے وہ قبر کے قند سے محفوظ رہتا ہے۔ اور یہ سب برکات جمعہ

کے قرب کی وجہ سے ہوتی ہیں اور یہ رات جمعہ کے دن ہی میں شمار ہوتی ہے کیونکہ اسلامی دن سورج غروب ہونے سے شروع ہوتا

ہے۔ اور پھر جمعہ کے دن تو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اس میں ایک خاص وقت ایسا بھی ہے جس میں تمام نیک دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جمعہ پڑھنے سے پھل گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔



## بَابُ وَجُوبِهَا

### الفصل الأول

۱۲۹: عَنْ ابْنِ عَمْرٍو ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادٍ مَنبَرَةٍ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وُدِّهِمْ الْجَمْعَاتِ أَوْ لَيُخْتِمَنَّ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ شَرًّا لَيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

### جمعہ کا واجب ہونا

#### پہلی فصل

۱۲۹- ابن عمر اور ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ ہم نے آنحضرت سے سنا۔ آپ اپنے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے فرما رہے تھے۔ قوموں کو جمعہ ترک کرنے سے رک جانا چاہیے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر فرمادیں گے پھر ان کا حشر غافلوں میں ہوگا۔ (مسلم)

۱- محدثین واجب اور فرض میں فرق نہیں سمجھتے وہ فرض اور واجب دونوں کو ضروری کے معنی میں سمجھتے ہیں یہ اصطلاحات کے فرق آنحضرت کے زمانہ میں نہ تھے یہ اصطلاحات آنحضرت کے بعد علماء نے بوقت ضرورت وضع فرمائیں اس لیے یہاں واجب کے معنی فرض ہی سمجھنا چاہیے وجوب جمعہ کے معنی جمعہ کی فرضیت ہی ہوں گے۔

غلام۔ مسافر۔ عورت۔ مریض۔ اندھے۔ بچے اور بیمار پر جمعہ فرض نہیں لیکن اگر یہ جمعہ میں حاضر ہو جائیں تو وقتی فرض ادا ہو جائے گا اور ظہران سے ساقط ہو جائے گی۔ شہر اور بادشاہ کا ذکر فقہاء حنفیہ نے فرمایا ہے۔ سنت میں اس کے لیے کوئی مراحت موجود نہیں محض کچھ تان سے یہ شرائط ثابت کی گئی ہیں مناسب تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ (دام)

۲- جمعہ کن لوگوں پر فرض ہے :- اس کو احمد اور نسائی نے بھی ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جمعہ فرض عین ہے اور جمہور کا بھی یہ مذہب ہے۔ لیکن جمعہ کی ادائیگی کے لیے کچھ شرائط ہیں۔ آدمی بالغ ہو۔ آزاد ہو۔ تندرست ہو مرد ہو۔ مقیم ہو اور عاقل ہو۔ اس کے علاوہ امام شافعی اور احمد نے یہ شرط بھی رکھی ہے کہ وہ اذان سے اور جو اذان کی آواز نہ سنے اس پر جمعہ فرض نہیں اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ شہر ہو۔ جامع مسجد ہو۔ بادشاہ ہو لیکن یہ شرائط صحیح نہیں انشاء اللہ ان کی بحث آگے آئے گی۔ فقہ کی قدیم ترین کتاب تہذیبی میں ہے کہ جمعہ فرض عین ہے اور اس کا منکر کافر ہے اور یہ ظہر سے زیادہ ہو کہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ظہر کا نام لیکر ادائیگی کا حکم نہیں فرمایا لیکن جمعہ کا نام لیکر ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔

## الْفَصْلُ الثَّانِي

۱۲۹۱: عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمَّرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جَمِيعِ تَهَاوُنًا بِهَا طَعِمَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ وَأَحْمَدٌ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ.

## دوسری فصل

۱۲۹۱۔ الامام الجعد الضممری سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو آدمی تین جہے سستی سے ضائع کر دے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر فرمادیتے ہیں۔ ابوداؤد ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔ امام مالک نے صفوان بن سلیم سے روایت کیا۔ اور احمد نے ابی قتادہ سے۔

۱۔ کیا جمعہ کے لیے شہر کی شرط ضروری ہے :- اس حدیث کو ابن حبان حاکم اور ہزار نے بھی روایت کیا ہے اور ابن سکین نے اس کو صحیح کہا ہے اور صفوان بن سلیم معاذنا بعین سے ہے ویسے ثقہ ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو آدمی سستی سے تین جہے متواتر چھوڑ دے اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کتاب میں منافق لکھا جاتا ہے جس میں رد و بدل نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے جمعہ کی نہایت تاکید ثابت ہوئی اور ایمان کے لیے اس کو شرط قرار دیا گیا۔ من ترک میں معنی عام شرط کے لیے ہے اس کی رو سے جمعہ ہر مسلمان پر فرض ہو گا اب جو جو آدمی صحیح حدیثوں کی بنا پر اس سے مستثنیٰ ہوں گے وہ تو اس فرضیت کے تارک نہیں سمجھے جائیں گے اور باقی پر جمعہ فرض عین ہو گا۔ اس سے پہلی حدیث میں گڈر چکے ہے کہ جمعہ۔ عاقل۔ بالغ۔ آزاد۔ مقیم اور تندہ دست آدمی پر فرض ہے۔ بعض لوگوں نے جمعہ کی ادائیگی کے لیے بھی کچھ شرطیں عائد کی ہیں۔ مثلاً شہر ہو۔ جامع مسجد ہو وغیرہ اور اس کی بنیاد حضرت علی کا ایک قول ہے جس کی سند ضعیف ہے کہ جمعہ۔ تشریف۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ شہر میں ہونے چاہئیں جہاں لوگوں کا اجتماع اور عام آمد و رفت ہو یا ویسے ہی کوئی بڑا شہر ہو یا ابن ابی شیبہ۔ عبدالرزاق اقلہ تو قرآن کے عموم اور احادیث کے اطلاق کو ایک صحابی کے ضعیف اثر سے مقید کرنا عقلمندی نہیں۔ تا نیا یہ اصول ہے کہ حدیث مرفوعہ اور مقوفہ میں تعارض ہو تو ترجیح مرفوعہ کو ہوگی اور مرفوعہ حدیث میں آیا ہے کہ جہاں بارہ آدمی رہتے ہوں اور وہ جمعہ قائم نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ اور اس کے علاوہ اسلام میں جو پہلا جمعہ پڑھا گیا تھا وہ جو ان کی بستی میں پڑھا گیا تھا وہ کونسا شہر تھا۔ بحرین کے علاقہ میں ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ اور اگر برادران اصناف نے حضرت علی کے قول کو تسلیم کر لیا تھا تو سارا قول تسلیم کر لیتے کہ جمعہ سے نجات حاصل کرنے کے لیے تو اس قول کو مان لیا اور عیدین کی نمازیں ائمہ مساجد جا کر چھوٹے چھوٹے ڈیروں میں بھی پڑھانے لگے شاید اس لیے کہ وہاں کچھ وصولی کی توقع ہوتی ہے۔ پھر شہر۔ جامع مسجد اور جماعت کی تعریفوں میں اختلاف کرتے ہوئے کچھ کس بات کی نہ کہی گئی پہلی شرط مصر کی ہے یعنی شہر ہو۔ شہر کی تعریف میں کسی نے کہا کہ اس کے درمیان سے دریا گذرتا ہو جیسے لندن یا بغداد پھر کسی نے کہا جہاں دیاتی برصغیر آئندہ۔

۱۲۹۲: وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُدَارٍ فَلَيْتَ صَدَاقُ بَدَائِنَا إِمَارًا فَإِنَّ لَوَّيَجِدَانِي صَيفٍ دِينَارٍ رَدَاةُ أَحْمَدَ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ -  
 ۱۲۹۳: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍَا وَعَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ سَمِعَ  
 النِّدَاءَ رَدَاةُ أَبِي دَاوُدَ -

۱۲۹۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ أَوَاكَ اللَّيْلُ  
 إِلَى أَهْلِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدِيثٌ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ -

۱۲۹۲- سمرہ بن جندب سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی بلا عذر جمعہ ترک کر دے۔ اسے ایک دینار صدقہ کرنا چاہیئے۔  
 اگر دینار میسر نہ ہو سکے تو نصف دینار صدقہ کر لے۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)  
 ۱۲۹۳- عبد اللہ بن عمرو آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں۔ جمعہ اس پر فرض ہے جو اذان سنے۔ (ابوداؤد)  
 ۱۲۹۴- حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اس آدمی پر جمعہ فرض ہے۔ جو رات گھر واپس پہنچ سکے (ترمذی  
 اور فرمایا۔ اس کی سند ضعیف ہے۔)

دیگر حاشیہ صفحہ گذشتہ بادشاہ رہتا ہو۔ پہلا تعریف کے مطابق تو دنیا میں صرف دو شہر ہیں باقی سب کو جمعہ معاف ہو اور پھر اس تعریف کو نرم کرنے  
 لگے اور کہا جہاں بادشاہ رہتا ہو وہ شہر ہے۔ اب دنیا کے ملکوں کے دارالخلافت شہر بن گئے پھر بھی عام دنیا جمعہ سے غروم رہی پھر کہا پلو بادشاہ  
 نہ سہی جہاں اس کا کوئی نائب ہو جو شہر اور جمع کا انتظام کر سکے اور فتنہ و فساد روک سکے اب ہر تھانے تک نو بت پہنچ گئی کہ جہاں جہاں تھانے  
 ہیں وہ شہر ہیں پھر کسی نے کہا ہر وہ جگہ شہر ہے جہاں کوئی منتظم علی اور صی طور پر ہو اسکی طور پر ہو اب ہر گاؤں ہر ڈیرہ ہر جگہ اس میں آگئی کہ یہ  
 ہر جگہ منتظم علیہ بوقت ضرورت پہنچ جاتا ہے۔ جماعت کی شرط کا یہ ستر ہوا کہ امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ امام کے سوا آدمی اور ہوا نہیں تو جمعہ  
 کی جماعت کے لیے کافی ہیں اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اقل جماعت تین آدمی ہیں اور جامع مسجد کی جو شرط تھی اس کے متعلق برصغیر  
 نے کہہ دیا کہ جامع مسجد کی کوئی ضرورت نہیں کوئی بھی مسجد ہو جہاں بچکانہ نماز پڑھی جاتی ہو وہاں بھی جمعہ ہو جائے گا اس تمام مضمون کو مولانا صاحب  
 لکھنؤی نے شرح وقایہ کے حاشیہ عمدہ الرعاہیہ میں جمعہ کے بیان میں لکھا ہے۔  
 (حاشیہ صفحہ ۸۵۴)

۱۲۹۵: اس کو سنائی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث منقطع ہے کہ کوئی نہ کہہ امین و برہ کا سماع سمرہ بن جندب سے ثابت نہیں ہے۔ جمعہ چھوڑنے کے گناہ  
 کے علاوہ یہ سزا بھی ہے کہ دینار یا نصف دینار صدقہ بھی دینا چاہیئے شاید اللہ تعالیٰ اس سے اس کے گناہ میں کچھ تخفیف کر دیں۔

۱۲۹۶: یہ حدیث عبد اللہ بن عمرو پر موقوف ہے۔ سفیان سے اس حدیث کو ایک جماعت نے موقوفاً ابن عمر سے روایت کیا ہے اور کسی نے بھی اس  
 کو مرفوع بیان نہیں کیا۔ ہاں قیس بن عقبہ نے اس کو مرفوعاً بیان کیا ہے لیکن وہ خود غیر معتبر آدمی ہے اور اس کے علاوہ اس حدیث کی سند میں  
 محمد بن سعید طالق بھی ضعیف ہے اور جمعہ کی فرضیت میں اس کے برخلاف صحیح اور مرفوع حدیثیں مطلق موجود ہیں۔ غرض کہ یہ (باقی برصغیر آئندہ)

۱۲۹۵۔ وَعَنْ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا عَلَى الْأَعْلَى أَرْبَعَةَ عَشْرًا مَمْلُوكًا وَإِمْرَأَةً أَوْ صَبِيًّا أَوْ مَرِيضًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي شَرْحِ السُّنَنِ بَلْفُظًا لِمَا يَمُرُّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي وَائِلٍ.

### الفصل الثالث

۱۲۹۶۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمَرَّ رَجُلًا يُصَلِّيُ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَحْرَفَ عَلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ بَيْنَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۹۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِي كِتَابٍ لَا يُعْمَى وَلَا يُبَدَّلُ وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ ثَلَاثُ رَوَاةٍ الشَّافِعِيُّ.

۱۲۹۵۔ طارق بن شہاب سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جمعہ باجماعت ہر مسلمان پر سنی اور ضروری ہے مگر چار آدمیوں پر فرض نہیں۔ غلام عورت۔ بچے اور بیمار پر اور اوداؤد اور شرح السنہ نے مصابیح کے الفاظ اس طرح ذکر فرمائے۔ یہ حدیث نبی و اہل کے ایک آدمی سے مروی ہے۔

### تیسری فصل

۱۲۹۶۔ ابن مسعود فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو جمعہ سے پچھڑ جاتے ہیں۔ میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ میں کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں۔ پھر جو لوگ جمعہ سے پچھڑ جائیں۔ ان کے گھر جلا دوں۔ (یعنی بلا عذر جمعہ ترک کر دیں)۔ (مسلم)

۱۲۹۷۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ جو شخص بلا وجہ جمعہ ترک کر دے۔ اسے اللہ کی کتاب میں منافق لکھا جاتا ہے۔ جو نہ ٹھایا جاتا ہے نہ بدلا جاتا ہے۔ بعض روایات میں تین جموں کا ذکر آیا ہے۔ (شافعی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حدیث ہر لحاظ سے کمزور ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ اس آدمی پر بھی فرض ہے جو جنگ میں اکیلا رہتا ہو اور اس کے گھر اور جمعہ پڑھنے کی جگہ میں آنا فاصلہ ہو کہ وہ جمعہ پڑھ کر رات کو گھر آسکا ہو۔ اس حدیث کی روشنی میں اوپر کی حدیث کو دیکھو کہ اس کی کیا حیثیت ہے۔ (حاشیہ صفحہ پہلا)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جمعہ پڑھانے کی وعید۔ اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ جمعہ فرض میں ہے۔ نبی صلعم کا ارادہ یہ ہوتا تھا کہ کوئی آدمی جمعہ پڑھائے اور میں بتہ کروں جو لوگ جمعہ میں نہ آئے ہوں ان کے گھروں کو جلا دوں اور یہ انتہائی وعید ہے۔ جمعہ کے باب میں اس سے بڑھ کر سخت اور کوئی حدیث نہیں۔

اس حدیث کی سند قابل اعتماد ابن عباس سے مروی اور موقوفہ دونوں طرح آئی ہے اور یہ موقوفہ بھی مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ یہ اجتہاد احمد میں سے نہیں ہے اور شریعت کی نگاہ میں عند بارش اور بیماری ہے۔

۱۲۹۸۔ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
 الْآخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا مَرِيضًا أَوْ مَسَافِرًا أَوْ مَرَأَةً أَوْ صَبِيًّا أَوْ جُنُونَ أَوْ مَمْلُوكًا فَحَمِيتْ  
 اسْتَغْنَى بِلَهْوِهَا وَتِجَارَةِ اسْتَغْنَى اللَّهُ عَنْهُ وَاللَّهُ عَنِّي حَمِيدًا رَوَاهُ الدَّارِقُطِيُّ۔

۱۲۹۸۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص اللہ پر اور اس آخرت پر ایمان لاتا ہے اس پر جمعہ کے دن جو فرض ہے  
 لیکن مریض مسافر عورت اور بچے اور غلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جو تجارت اور کھیل کی وجہ سے لاپرواہی کرے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس سے  
 بے اعتنائی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور حمد کیا گیا ہے۔ (دارقطنی)



۱۔ اس کی سند میں عبد اللہ بن کثیر، معاذ بن محمد انصاری سے روایت کرتا ہے اور دونوں ضعیف ہیں اور اس مضمون کی ایک حدیث طبرانی کی اوسط  
 میں بھی ہے اور اس میں علی بن زید اللہانی منکر الحدیث ہے۔ لیکن یہ مضمون طارق بن شہاب اور حضرت حنفصہ سے بھی منقول ہے تو اس حیثیت سے  
 یہ حدیث حسن ہے کیونکہ دوسری حدیثوں نے اس کو تقویت دی ہے اور معنی واضح ہیں۔

## بَابُ التَّنْظِيفِ وَالتَّبْكِيْرِ الفصل الأول

۱۲۹۹: عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَنْظُرُ مَا أَشْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبٍ بَيْتَهُ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفْرَقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يَصِلُ مَا كَتَبَ لَهُ ثُمَّ يَنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا عَفَا لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

جمعہ کے لیے سویرے جانا اور ستھرا ہونا

پہلی فصل

۱۲۹۹۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب انسان جمعہ کے دن غسل کرتا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو ستھرا ہے نیل لگائے۔ گھر کی خوشبو میں سے لگائے۔ مسجد کی طرف نکلے۔ دو آدمیوں میں فرق نہ کرے۔ جس قدر نماز اس کی قسمت میں ہو ادا کرے۔ جب باہر نکلے تو خاموش بیٹھ کر سنے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ جمعہ تک اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (بخاری)

۱۔ نِظَافَةٌ: طہارت سے اوپر کا مقام ہے طہارت ظاہری یا کھلی پلیدی کو دور کرنے کا نام ہے۔ نِظَافَتُ كَامِطَلَبِ سِتْھَرِ اِرْہِنَا اور گندگی سے برہیز کرنا ہے۔ جمعہ میں اجتماع اور ازدحام ہوتا ہے یہاں پر نِظَافَتِ كِی زیادہ ضرورت ہے۔ ہجرت کے ابتدائی ایام میں صحابہ عام طور پر اون کے کپڑے پہنتے گرمی میں پسینہ کی وجہ سے بو آتی۔ آپ نے غسل کرنے، خوشبو لگانے کپڑے بدلنے کا حکم دیا نِظَافَتِ اِسْمِ سِتْھَرِ اِنِ كَا نَامُ ہِے۔

۲۔ تمام نمازوں میں مسنون یہی ہے کہ اول وقت میں ادا کی جائیں۔ جمعہ میں سنت یہی ہے سویرے جلنے امام کے قریب بیٹھے گزول کو نہ لٹاڑے۔ خاموشی سے خطبہ سنے۔ (ام)

۳۔ جمعہ کے آداب کیا ہیں؟ :- اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ غسل سے مراد جسم دھونا اور تطہیر سے مراد سر دھونا ہے۔ تیل لگا کر گتھی کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پریشان بال دور ہو جائیں۔ طیب البیت سے مراد عورت کی خوشبو ہے جو اس نے اپنے لگانے کے لیے منگا رکھی ہو۔ بعض روایتوں میں بخرج کی بجائے یروح کے لفظ ہیں جس کا معنی ہے زوال کے بعد جانا۔ دو آدمیوں میں تفریق دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو گندے کے لیے تکلیف نہ دے۔

۱۳۰۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اغْتَسَلَ ثَمَرًا فِي الْجُمُعَةِ فَصَلَّى مَا قَدَّارَ لَمْ تَكُنْ أَنْصَتَ حَتَّى يَفْرَغَ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ لَصِدِّي مَعَهُ غُفِرَ لَهَا مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى وَفُضِّلَتْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَّا وَاهُ مُسَلِّحًا.

۱۳۰۱۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوَضُوءِ ثُمَّ أَقَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَقَمَّ وَانْصَتَ غُفِرَ لَهَا مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا رَوَاهُ مُسَلِّحًا.

۱۳۰۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ أَكَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَفَّتِ الْمَلَائِكَةُ

۱۳۰۰۔ حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں جو آدمی غسل کرے۔ پھر جمعہ کے لیے آئے۔ جس قدر مقدر ہو نماز پڑھے۔ پھر جب تک امام خطبہ دیتا رہے۔ خاموش سنتا رہے۔ پھر امام کے ساتھ نماز پڑھے۔ آئینہ جمعہ تک اس کے گناہ معاف فرماتے ہیں۔ اور تین دن اور زیادہ کے۔ (مسلم)

۱۳۰۱۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی وضو کرے اور اچھا وضو کرے۔ پھر جمعہ کے لیے آئے اور توجہ سے سنے۔ اس کے گناہ آئینہ جمعہ اور تین دن زیادہ تک معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور جو کنگروں سے کھیلتا رہے اس نے نیکو کام کیا۔ (مسلم)

۱۳۰۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمعہ کے دن قدر سنتے

سے خطبہ جمعہ سے پہلے نفل نماز۔ اس حدیث کو ابو داؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ماقدر لہ سے مراد یہ ہے کہ مستحب یہ ہے کہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے کچھ نماز پڑھے مثلاً جمعہ کی پہلی سنتیں یا تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو وغیرہ۔ جانتا چاہئے کہ جمعہ سے پہلے سنتیں پڑھنے کا ثبوت آنحضرت سے بالکل نہیں ملتا۔ اسی لیے ایک جماعت نے جمعہ سے پہلے سنتوں کا انکار کیا ہے اور کچھ لوگ جمعہ سے پہلے سنتوں کے قائل ہیں اور وہ ظہر پر قیاس کر کے جمعہ کی سنتیں پڑھتے ہیں۔ البتہ فرود ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب کوئی تم سے آئے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو وہ دو ہلکی رکعتیں پڑھ لے۔ انکار کرنے والے ان کو تحیۃ المسجد کے نفل کہتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ اس کے جمعہ سے لے کر جمعہ تک کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور تین دن کے زیادہ بھی تو یہ اس دستور کے مطابق ہے کہ نیکی کا اجر کم از کم دس گناہ ہے۔ گناہوں کی تکفیر میں قاعدہ یہ ہے کہ معجزے گناہ بخشے جاتے ہیں اگر وہ نہ ہوں تو کبیرے گناہوں میں تخفیف ہوجاتی ہے یا پھر درجات بلند ہوجاتے ہیں۔

۱۳۰۲۔ اس کو ابو داؤد۔ ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پورے جمعہ سے خطبہ تک کسی کنگری کو بھی نہ چھوٹے تو پھر یہ ثواب ملتا ہے جو اوپر کی حدیث میں مذکور ہوا کہ اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتَبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلُ وَمِثْلُ الْمُهْجِ كَمِثْلِ الَّذِي يَهْدِي بَدَانَةَ تَرَكَالْيَ يَهْدِي  
بِقَرَاءَةِ تَرَكَبَشَا تَرَدَّجَا تَرَبَّيْضَةً فَأَذْخَرَجَ الْإِمَامَ طَرَوْا صَفْهُهُ وَيَسْتَعُونَ الَّذِي كَرُمْتَقَّ عَلَيْهِ -  
۱۳۰۳۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُلْتَ رِصَاحِيكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَلْبَسْتَ  
وَإِلَامَامَ يَخْطُبُ فَقَدْ لَعَنَتْ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ -

۱۳۰۴۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
تُرْمِيخَالِفُ إِلَى مَقْعَدِهِ فَيُقْعِدُ فِيهِ وَلَكِنْ يَقُولُ أَهْوَارًا وَادَا مُسَلِّمًا -

مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آنے والوں کو مرتبہ بمرتبہ لکھتے ہیں۔ اور صبح سویرے آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے  
کوئی ادنیٰ صدقہ کو بے پیر جیسے گائے صدقہ کرے۔ پیر مینڈھا پیر مرغی پیر اٹنڈہ صدقہ کرے۔ جب امام خطبہ کے لیے نکلے تو وہ اپنی  
گناہیں لپیٹ لیتے ہیں۔ اور ذکر سننا شروع کر دیتے ہیں۔ (بخاری مسلم)

۱۳۰۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم اپنے ساتھی سے کہہ دو۔ کہ چپ رہو۔ اور امام خطبہ کر  
رہا ہو تو تم نے نوبات کی بخراری مسلم

۱۳۰۴۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت فرماتے ہیں۔ جمعہ کے دن تم سے کوئی اپنے بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر قبضہ کر  
کے وہاں بیٹھنے کی کوشش نہ کرے بلکہ لوگوں سے کہے کھلے ہو جاؤ۔ (مسلم)

۱۳۔ جمعہ کے لیے سویرے جانے کا ثواب :- یہ فرشتے جو سویرے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں یہ کراٹا کاتبین کے علاوہ ہیں  
اور یہ ثواب جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے اس آدمی کو ملے گا جو جمعہ کے دن غسل بھی کرے اور سویرے بھی جائے اور جمعہ میں دوسرے حاضر  
ہونے والوں کے اعمال بہر حال کراٹا کاتبین لکھتے ہیں۔

۱۴۔ خطبہ کے وقت بولنا منع ہے :- ابن ماجہ کے سوا اس کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ خطبہ  
کی حالت میں کلام کرنا حرام ہے ہاں جو چیزیں دلیل سے مستثنیٰ ہو جائیں وہ جائز ہیں مثلاً تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں یا آنحضرت کا نام سننے پر آہستہ  
سے دہرہ لہر لینا۔ اکثر علماء کے نزدیک خطبہ میں خاموشی واجب ہے۔ شافعی مستحب کہتے ہیں۔ اور لغوہ کلام ہے جو اچھا نہ ہو۔

۱۵۔ مجلس کے آداب کیا ہیں :- اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی کسی مباح جگہ پر آکر بیٹھ جائے  
براہر ہے کہ مسجد ہو یا غیر مسجد۔ جمعہ کا دن ہو یا دوسری نمازیں ہوں تو وہ اس جگہ کا دوسروں سے زیادہ عقدا ہے اس کو اس جگہ سے اٹھا کر خود اس  
جگہ بیٹھنا حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی جگہ بیٹھا ہو اور کسی کام کے لیے جائے مثلاً وضو یا قضا کے لیے اور اس کے بعد کوئی آدمی اس  
کی جگہ پر آکر بیٹھ جائے تو وہ اس کو اٹھا کر اس جگہ بیٹھ سکتا ہے۔



## الفصلُ الثانی

۱۳۰۵: عَنْ أَبِي سَيْبٍ وَابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
وَلَيْسَ مِنْ أَحْسَنِ شَيْءٍ وَ مَسَّ مِنْ طَيْبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ شَرَأَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَغْطُ أَعْنَاقَ  
النَّاسِ ثُمَّ صَلَّى مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ ثُمَّ انْصَتَ إِذَا أُخْرِجَ إِمَامًا مَكَحَتِي يَفْرَعُ مِنْ صَلَاتِهِ كَأَنْتَ كَفَارَةٌ  
لِمَا بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ جُمُعَتِيهِ الَّتِي قَبْلَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۳۰۶: وَعَنْ أُوسِ بْنِ أُوسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
وَ اغْتَسَلَ وَ بَكَرَ وَ ابْتَكَّرَ وَ مَشَى وَ كَوَّبَ وَ دَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَ اسْتَمَعَ وَ تَمَرَّ بِكُمْ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلٌ  
سَنَةٍ أَجْرُ جِصْبِهَا مَاءً وَ قِيَامُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ.

## دوسری فصل

۱۳۰۵۔ ابو سعیدؓ اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے۔ اور اچھے کپڑے  
پہنے۔ اور اگر خوشبو ہو تو استعمال کرے۔ پھر جمعہ کے لیے آئے۔ اور لوگوں کی گردنیں نہ تارے پھر جس قدر اس کی قسمت  
میں ہو نماز پڑھے اور جب امام خطبہ کے لیے نکلے تو خاموش رہے۔ یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو۔ یہ اس جمعہ اور  
سابقہ جمعہ کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ (ابوداؤد)

۱۳۰۶۔ اس بن اوسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے۔ اور خود غسل کرے اور  
سویرے جائے اور شروع خطبہ میں شامل ہو اور پیدل جائے سوار نہ ہو۔ امام کے قریب ہو کر سنے۔ اور خوبائیں نہ کرے اسے  
ہر قدم پر ایک سال کے قیام اور روزوں کا اجر ملے گا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۱۳۔ اس حدیث کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ۔ احمد۔ بیہقی اور حاکم نے بھی اس کو روایت کر کے حسن کہا ہے۔ مستحب ہے  
کہ جمعہ کے دن زیب و زینت کی جائے اور جمعہ کی نماز کے لیے سویرے جائے۔

۱۴۔ جمعہ کے دن ثواب کے کام۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کو احمد۔ ابن خزیمہ۔ بیہقی اور حاکم نے بھی روایت  
کیا ہے اور نووی نے کہا اس کی سننا بھی ہے۔ خود بھی غسل کرے اور بیوی کو بھی غسل کرائے یعنی اس سے صحبت کرے تاکہ جب جمعہ کے لیے  
عورتیں آئیں تو اس قسم کا خیال بھی دل میں نہ آئے۔ اگر آدمی مرت نماز جمعہ کے لیے جائے تو ہر قدم کے بدلے جو وہ گھر سے مسجد تک اٹھا گیا  
اس کو سال کے عملوں کا اجر ملے گا۔ سبحان اللہ خدا تعالیٰ کی اس امت پر کیا کیا نعمتیں ہیں کہ تھوڑے تھوڑے عملوں پر بہت زیادہ اجر  
رکھتے تاکہ ان کی بخشش کا وسیلہ بن جائے اور سب سے زیادہ اجر الیٰ اللہ میں رکھا ہے۔

- ۱۳۰۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلَى أَحَدٍ كُمْرٌ إِذْ وَجَدَا أَنْ يَتَّخِذَا ثَوْبَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سِوَى ثَوْبَيْ مَهْنَتِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ۔
- ۱۳۰۸۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بِنْتِ جُنْدَابٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْضَرُوا إِلَيَّ الْبُكَرَ وَأَذْنُومِينَ الْإِمَامِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَنْسَبُ عَادًا حَتَّى يُوتَعَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔
- ۱۳۰۹۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَخَّطَى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّعَدَ جَنَّةً إِلَى جَهَنَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔
- ۱۳۱۰۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَّى عَنِ الْجُبَّةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَنْخَطِبُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ۔

- ۱۳۰۷۔ عبد اللہ بن سلام نے فرمایا آنحضرت فرماتے ہیں۔ تمہارے ہر شخص کے لیے مناسب ہے کہ وہ جمعہ کے لیے دو کپڑے عام غنٹ کے کپڑوں کے علاوہ بنا لے (ابن ماجہ۔ مالک عن یحییٰ بن سعید)
- ۱۳۰۸۔ سمرة بنت جندب سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ذکر کے لیے پہنچو۔ امام سے قریب بیٹھو۔ انسان ہمیشہ دور دور رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ جنت میں بھی داخل ہوا۔ تو سب سے آخر میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد)
- ۱۳۰۹۔ معاذ بن انسؓ جنہی اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جو آدمی جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں لٹائے۔ اس نے جہنم کی طرف پل بنا لیا۔ (ترمذی اور اسے غریب کہا۔)
- ۱۳۱۰۔ معاذ بن انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے جمعہ کے دن خطبہ میں گوٹھ لگا کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

۱۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے شواہد اور متابع بے شمار ہیں جو اس کی تائید کرتے ہیں۔ حدیث سے جمعہ کے لیے اچھے نئے کپڑے علیحدہ رکھنا اور زیب و زینت کرنا مستحب معلوم ہوا۔

۲۔ منہدی نے کہا اس کی سند منقطع ہے اس لیے کہ معاذ بن بشام اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ حالانکہ اس کا سامع اپنے باپ سے ثابت نہیں ہے منذری اور طبرانی نے اوس بن اوس سے روایت کی ہے کہ جمعہ کے دن امام سے دور ہنا درجات جنت سے پیچھے رہنے کا سبب ہے اگرچہ بالاتر جنت میں چلا جائے۔

۳۔ سامعین کے لیے تکلیف وہ کام گناہ ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ماجہ اور ترمذی دونوں کی سندیں ضعیف ہیں ابن ماجہ کی حدیث میں سہل بن معاذ اور ترمذی کی سند میں رشید بن سعد ضعیف ہیں البتہ ایک حدیث احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے عبد اللہ بن بسر سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھیلا لگتا ہوا آیا اور آنحضرت جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا تو نے بہت تکلیف دی۔ منذری نے جوہر سے گردنیں پھیلا لگتی (ربانی برصغیر آئندہ)

۱۱۳۱۔ وَعَنْ أَبِي عَمْرٍاءَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

### الفصل الثالث

۱۱۳۲۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَمْرٍاءَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يُعَيِّرُ الرَّجُلَ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعِدِهِ وَيَجْلِسُ فِيهِ قَبْلَ لِنَافِعٍ فِي الْجُمُعَةِ قَالَ فِي الْجُمُعَةِ وَعَبِيرُهَا مَتَفَعٌ عَلَيْهِ

۱۱۳۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍاءَ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةٌ نَفَرٌ رَجُلٌ حَضَرَهَا بَلَّغُوا قَدَائِكَ حَظَّهُ مِنْهَا وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِدَعَايِهِ فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا اللَّهُ إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِإِنصَابٍ وَسُكُوتٍ وَلَمْ يَتَحَطَّ رِقْبَةً مُسَلِّمًا وَلَا يُؤَدِّي أَحَدًا ذِي كَفَّارَةٍ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا وَزِيَادَةٌ ثَلَاثَةٌ أَيَّامٍ وَذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يَقُولُ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرًا مِثْلَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۱۳۱۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی جمعہ کے دن ادا لکھ جائے۔ تو اپنی یہ جگہ بدل دے۔ (ترمذی)

### تیسری فصل

۱۱۳۲۔ نافع فرماتے ہیں۔ میں نے عبد اللہ بن عمر سے سنا۔ کوئی آدمی کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر خود بیٹھ جائے۔ آنحضرت نے اس سے منع فرمایا ہے۔ نافع سے دریافت کیا گیا۔ کہ یہ (بہدایت جمعہ کے دن کے لیے ہے۔ فرمایا جمعہ کے دن اور اس کے علاوہ بھی (بخاری مسلم)

۱۱۳۳۔ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ جمعہ کے دن تین قسم کے آدمی آتے ہیں۔ بعض لغویاتوں کے لیے آتے ہیں۔ ان کو اس سے یہی حصہ ملے گا۔ بعض آدمی دعا کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ دعا قبول فرمائے۔ یا منع فرمائے۔ بعض آدمی پروری خاموشی اور سکوت کے ساتھ جمعہ میں شامل ہوئے اور کسی مسلمان کی گردن پر قدم رکھا۔ نہ کسی کو ایذا دی۔ یہ آئندہ جمعہ اور تین دن زیادہ تک اس کے گناہوں کے لیے کفارہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ جو شخص نیکی کرے اسے اسکا ہر دس گناہ زیادہ ملے گا۔ (ابوداؤد)

(ذیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہا بہت نقل کی ہے۔ نو دی کہتے ہیں کہ یہ کہا بہت غلطی کے وقت ہے پہلے نہیں۔

۱۱۳۴۔ جمعہ میں گوٹھ مار کر بیٹھنا منع ہے۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے۔ گوٹھ مارنا یہ ہے کہ آدمی اپنے جوڑ زمین پر لگا دے اور گھٹنے کھڑے کرے اور دونوں کو پیٹ سے لگائے اور ہاتھوں سے تیرا کپڑے سے ان کو باندھ لے اس طرح بیٹھنے سے اس لیے منع فرمایا کہ اس طرح بیٹھنے سے جلدی آتی ہے اور وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۸۶۲)

۱۱۳۵۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ جگہ اس لیے بدل کے کہ تیند جاتی رہے۔ یا ہا کر راتی بر صفحہ ۸۶۲

۱۳۱۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَكَرَّرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَهُوَ كَمَثَلِ الْجِمَارِ يَحْتَمِلُ أَسْفَارًا وَالَّذِي يَقُولُ لَنْ أَصِحَّ لَيْسَ لَنَا جُمُعَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ -

۱۳۱۵۔ وَعَنِ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مَرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمُعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ هَذَا أَيُّومٌ جَعَلَهُ اللَّهُ عِيْدًا أَفَاغْتَسَلُوا وَمَنْ كَانَ عِنْدَكَ طَيْبٌ فَلَا يُضِرُّهُ أَنْ يَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَالِيفِ رَوَاهُ مَالِكٌ رَوَاهُ أَبُو يَحْيَى عَنْهُ وَهُوَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مُتَّصِلًا -

۱۳۱۶۔ وَعَنِ الْبُرَّاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَغْتَسِلُوا

۱۳۱۴۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جو آدمی جمعہ کے دن جب امام خطبہ کر رہا ہو۔ گفتگو کرے وہ گدھے کی طرح ہے۔ جس پر کتابیں لادی ہوئی ہوں۔ اور جو آدمی اسے خاموش رہنے کے لیے کہے اس کا جمعہ نہیں ہوگا۔ (احمد)

۱۳۱۵۔ عبید بن سباقؓ مرسل بیان فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے کسی جمعہ میں فرمایا۔ اے مسلمانوں اس دن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے عید بنایا۔ اس لیے اس دن غسل کرو۔ اور جس کے پاس خوشبو ہو تو اسے لگائے تو کوئی حرج نہیں۔ اور مسواک ضرور کرو۔ مالک اور ابن ماجہ نے سابق سے روایات کیا ہے۔ اور اس نے ابن عباس سے متصل۔

۳۱۶۔ حضرت برادر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمانوں پر جمعہ کے

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ منبر پر پانی کے پھینٹنے مارے۔

۱۵۔ اس کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۱۶۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حاصل معنی یہ ہے کہ پہلا شخص گنہگار ہے اور دوسرا اپنے نفس کی خواہش میں مشغول ہے اور تیسرا خدا تعالیٰ کی رضا کا طالب ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہما)

۱۷۔ خطبہ کے وقت کامل سکوت کرنا چاہیے۔ اس کو ابن ابی شیبہ۔ بزار اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے جس طرح گدھے کو کتابوں کا بوجھ اٹھانے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اسی طرح ایسے آدمی کو جمعہ کی مشقت اٹھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور جو آدمی دوسروں کو چپ کرائے اس کا بھی جمعہ نہیں ہے کیونکہ اس نے نعوکام کیا تو اس کو ثواب کی کوئی فضیلت نہیں ملے گی۔

۱۸۔ جمعہ کے دن سنت امور کیا ہیں۔ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ عبید بن سباق ثقہ تابعی ہیں اس کو ابن ماجہ نے جو متصل روایت کیا ہے تو اس کی سند میں صالح بن ابوالاخر قتلقت فیہ ہے۔ منذری نے اس کو حسن کہا ہے اور ابو ہریرہ سے طبرانی نے اوسط میں اس کا ایک شاہد ثقہ راویوں سے نقل کیا ہے۔ اس حدیث سے جمعہ کے دن غسل۔ خوشبو لگانا۔ مسواک کرنا ثابت ہوا اور یہ جو لایفرفہ فرمایا یہ اس لیے کہ شاید کوئی یہ خیال کرے کہ خوشبو لگانا تو عورتوں کا کام ہے ہم مردوں کے لیے شائد اچھا نہ ہو۔

يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَمْسُ أَحَدُهُمْ مِنْ طَيِّبٍ أَهْلِهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَأَلْمَاعُ لَهَا طَيِّبٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ  
وَقَالَ هَذَا أَحَادِيثٌ حَسَنٌ.

دن غسل کرنا ضروری ہے اور اگر سے خوشبو لگائے اگر خوشبو نہ مل سکے تو پانی ہی خوشبو کے برابر ہے۔ (احمد ترمذی اور کما یہ حدیث حسن ہے)



۱۔ جمعہ کے دن زیب و زینت کرنا چاہیئے،۔ اس حدیث سے جمعہ کے غسل کا تاکید نکلتی ہے کہ کم از کم اگر خوشبو نہیں لگا سکتا تو غسل تو کرے بہور کے نزدیک جمعہ کا غسل سنت ہے اور بعض اس کے وجوب کے بھی قائل ہیں اگر اگر میں خوشبو ہو تو لگائے ورنہ ہانگ کر نہ لگائے۔

# بَابُ الْخُطْبَةِ وَالصَّلَاةِ

## خطبہ اور نماز

مصالح کا تقاضا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ میں اجتماع ہو۔ اسی لیے بعض ائمہ تعددِ جماعت کو ناپسند فرماتے ہیں کہ اس میں اجتماع عبت کو نقصان پہنچتا ہے۔ تفریق کے رجحانات کو مدد ملتی ہے۔ شارع حکیم کا مقصد یہ ہے کہ اس اجتماع سے جہاں تک ممکن ہو فائدہ اٹھایا جائے اس لیے جمعہ میں خطاب ضروری قرار دیا۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمروہ سے مروی ہے کہ آنحضرت جمعہ میں خطبہ ارشاد فرماتے یقرأ القرآن ویذکر الناس (قرآن پڑھتے اور لوگوں کو وعظ فرماتے ظاہر ہے کہ خطبے کا مقصد عوام کو لیصوت اور تکریم ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خطبہ حاضرین کی زبان میں ہونا چاہیے۔ تاکہ وہ خطبہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ایسی زبان میں خطبہ جسے حاضرین دیکھ سکتے ہوں۔ خطبے کے مقصد کے خلاف ہے۔ اور مصالحِ شریعت کے برعکس ہمارے ملک میں بعض حضرات خطبہ کا ترجمہ ناپسند فرماتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے تیسرا خطبہ پسند فرمایا۔ وہ ایک طویل خطبہ اپنی زبان میں دینے کے بعد پھر عربی میں دو خطبے پڑھتے ہیں یہ طریقہ تو قطعاً سنت کے خلاف ہے۔ اگر دین اور موجب اجر بجا جائے تو اسے بدعت کتنا زیادہ مناسب ہوگا۔ خطبہ اگر دو رکعت کے قائم مقام سمجھا جائے تو اسے نماز تصور کر کے خطبے کے ترجمہ سے روکا معقول بات معلوم ہوتی ہے لیکن یہ درست نہیں۔ خطبہ بلا وضو بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے اذکار میں نماز کی طرح پابندی نہیں۔ بوقت خطبہ آنحضرت نے دو رکعت نماز کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حالانکہ نماز کے پاس دوسری نماز درست نہیں اثناء خطبہ میں بوقت ضرورت امام دینیوی گفتگو کر سکتا ہے۔ نماز میں یہ امر جائز نہیں اس سے ظاہر ہے کہ خطبہ نماز کے قائم مقام نہیں۔ اس لیے صحیح یہی ہے۔ کہ خطبہ ہر زبان میں درست ہے جسے حاضرین سمجھتے ہوں۔

آنحضرت خطبہ مختصر فرماتے۔ اور اسے خطیب کی عقل مندی کی دلیل تصور فرماتے۔ نماز کسی قدر طویل فرماتے۔ جمعہ سورج ڈھلنے کے بعد ادا فرماتے بعض احادیث میں آیا ہے کہ قیلولہ اور ناشتہ جمعہ بدر فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی تیاری کے شغل میں ناشتہ اور قیلولہ کا وقت نہ ملتا اس لیے یہ سب کام جمعہ سے فراغت کے بعد ہوتے۔



## الفصل الأول

۱۳۱۷۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصِلِي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ وَأَهَ الْبُخَارِيُّ.

۱۳۱۸۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَخَذِي إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ.

۱۳۱۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَرَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا

اشْتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۳۲۰۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ إِذَا جَلَسَ الْإِمَامَ عَلَى

الْيَنْبَرِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ الْيَدَاةَ الثَّلَاثَ عَلَى الزُّوْمَاءِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

### پہلی فصل

۱۳۱۷۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت اس وقت جمعہ پڑھتے۔ جب سورج ڈھل جاتا۔ (بخاری)

۱۳۱۸۔ سہل بن سعد فرماتے ہیں۔ ہم قبولہ وناشنہ جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

۱۳۱۹۔ حضرت انس سے مروی ہے جب سردی زیادہ ہوتی۔ تو آنحضرت نماز سویر سے ادا فرماتے اور جب گرمی تیز ہوتی۔ نماز

ٹھنڈی (دوست) پڑھتے۔ یعنی جمعہ کے دن (بخاری)

۱۳۲۰۔ سائب بن یزید فرماتے ہیں۔ آنحضرت کے زمانہ میں جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی۔ جب امام ممبر پر بیٹھ جاتا

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت میں بھی یہی صورت رہی جب حضرت عثمان کا زمانہ آیا۔ اور لوگ زیادہ ہو گئے۔ آپ نے زوراء

(پہاڑی) پر تیسری اذان بڑھا دی۔ (سمیت اقامت) (بخاری)

۱۔ جمعہ کی نماز کا صحیح وقت۔ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے حدیث سے یہ معلوم

ہوتا ہے کہ آپ کا ہمیشہ یہ دستور تھا کہ سورج ڈھلنے کے بعد جمعہ پڑھا کرتے تھے اس لیے کہ مضارحہ پر کان کا لفظ ماضی استمراری کے معنی دیتا

ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے اور امام احمد زوال سے پہلے بھی عیدین کی طرح جمعہ پڑھنے کے قائل ہیں۔

۲۔ زوال کے بعد جمعہ فوراً پڑھنا۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جمعہ زوال سے پہلے

پڑھ لینے تھے بلکہ جمعہ کے اہتمام کے لیے ان دنوں چیزوں کو جمعہ کے بعد کرتے البتہ زوال کے فوراً بعد جمعہ پڑھ لینے۔

۳۔ گرمیوں میں بھی جمعہ اول وقت پڑھنا۔ اس حدیث میں یعنی الجہتہ کے لفظ حضرت انس کے نہیں ہیں بلکہ تابعی یا اس کے بعد

کسی اور کے لفظ ہیں۔ حضرت انس نے ایک عام قاعدہ بتایا ہے کہ گرمیوں کے موسم میں آپ ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرتے تھے۔ جمعہ کے متعلق

جمہور کا مذہب یہی ہے کہ زوال کے بعد اول وقت میں پڑھا جائے خواہ گرمی ہو یا سردی البتہ بعض شافعیہ جمعہ کو گرمی میں ٹھنڈا کر کے پڑھنے کے قائل ہیں (باقی صفحہ آئندہ)

- ۱۳۲۱۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سُرَّةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَذَكِّرُ النَّاسَ نَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا أَرَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
- ۱۳۲۲۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ قَامٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقِصْرَ خُطْبَتِهِ مِثْنَةٌ مِنْ فِقْهِهِ فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ وَأَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ وَإِنَّ مِنَ الْمُبَيِّنِ سِحْرًا أَرَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
- ۱۳۲۳۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سُرَّةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اخْتُبِ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى كَانَتْ مِنْهُ رَجِيْشٌ يَقُولُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَاكُمْ وَيَقُولُ بَعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ وَ يَقْرَأُ بَيْنَ الصَّبْحِ وَالسَّيِّئَةِ وَالْوَسْطَى أَرَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

- ۱۳۲۱۔ جابر بن سمرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت دو خطبوں کے درمیان بیٹھے (اور خطبہ) میں قرآن پڑھتے۔ اور لوگوں کو نصیحت فرماتے حضرت کی نماز اور حضرت کا خطبہ دونوں درمیان ہوتے۔ (مسلم)
- ۱۳۲۲۔ حضرت عماد فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے۔ نماز لمبی اور خطبہ مختصر یہ خطیب کی دانشمندی کی دلیل ہے۔ نماز لمبی کرو۔ اور خطبہ مختصر کرو۔ بعض بیان جاووا اثر ہوتے ہیں۔ (مسلم)
- ۱۳۲۳۔ جابر فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب خطبہ فرماتے۔ آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ آواز اونچی ہو جاتی۔ اور غصہ زیادہ ہو جاتا۔ گویا آپ کسی لشکر سے ڈر رہے ہیں۔ فرماتے (گویا) غم (صبح کو آیا یا شام کو پہنچا) اور فرماتے میں اور قیامت اس طرح ہیں۔ جس طرح انگلی سیاہ اور درمیان انگشت <sup>سب</sup> (مسلم)

- دبقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لے جمعہ کی دوسری اذان کا اجراء :- اس کو احمد اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ مزید منورہ کی آبادی جب زیادہ بڑھ گئی اور ماجرین کی کثرت سے مدینہ پھیل گیا تو مسجد کی اذان ہر گز نہ پہنچ سکتی لہذا حضرت عثمان نے ایک اذان زور اور جگہ پر کھلائی اور اسے سب سے پہلے رکھا تاکہ لوگ امام کے نکلنے تک مسجد میں آجائیں اب جو دوسری اذان خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے آنحضرت کے وقت یہی پہلی اذان تھی بعد ازاں یہی اذان مسجد میں ہونے لگی جیسا کہ ہشام بن عبد الملک نے اس کو روایت کیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۰۸)
- لے وعظ خطبہ میں ہی کرنا چاہیے :- اس کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ امام شافعی اور جمہور وہی خطیب کے قائل ہیں۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت خطبہ کے دوران ہی وعظ کیا کرتے تھے اب یہ ایک نئی بدعت جاری ہوئی ہے کہ امام پہلے بیٹھ کر وعظ کرتا رہتا ہے اور جمعہ کا وقت بھی تنگ کر دیا جاتا ہے اور بعد ازاں فقہ کرمیر عربی خطبہ پڑھ کر جماعت ہوتی ہے۔ امام شافعی خطبہ میں وعظ کو واجب کہتے ہیں باقی مستحب جانتے ہیں۔

- لے خطبہ جوش سے ویٹا :- اس کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ خطبہ جوش سے دینا اور لوگوں کو عمل پر ابھارنا مستحب روایتی برصفا آتی



۱۱۳۲۴۔ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْكَ رَبُّكَ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ۔

۱۱۳۲۵۔ وَعَنْ أُورْهِشَامِ بْنِتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانَ قَالَتْ مَا أَخَذْتُ قِيَامًا وَالْقُرْآنَ الْجَبِيذَ إِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُولِ اللَّهِ يَقْرَأُهَا كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ  
۱۱۳۲۶۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ أَمْرًا وَقَدْ أَرْتَحَى طَرْفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۳۲۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخُطُبُ إِذَا جَاءَ أَحَدًاكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخُطُبُ فَلْيُرْكُمْ رُكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۳۲۴۔ یعنی بن امیہ سے مروی ہے۔ میں نے آنحضرت سے سنا منبر پر یہ آیت تلاوت فرماتے۔ ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک۔ (اے مالک مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ ہی کر دے۔) بخاری (مسلم)

۱۱۳۲۵۔ ام حارثہ بنت حارثہ بن نعمان کی بیٹی سے مروی ہے۔ کہ میں نے سورہ قاف آنحضرت کی زبان سے یاد کی۔ آپ اسے ہر جمعہ پر پڑھا کرتے تھے۔ جب خطبہ دیتے۔ (مسلم)

۱۱۳۲۶۔ عمرو بن حرث فرماتے ہیں آنحضرت نے خطبہ پڑھا۔ اور آپ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی۔ آپ جمعہ کے دن اس کی دونوں طرفیں اپنے کندھوں میں لٹکائے ہوئے تھے۔ (مسلم)

۱۱۳۲۷۔ حضرت جابر سے مروی ہے۔ آنحضرت نے خطبہ میں فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن آئے۔ اور امام خطبہ کہہ رہا ہو تو دو رکعت نماز پڑھے۔ اور اس میں اختصار کرے۔ (مسلم)

دقیقہ ماشیہ صفحہ گذشتہ) ہے اور خاص طور پر جب خطیب عذاب الہی اور بشارت جنت کا موضوع اختیار کرے تو اس کو بڑا پر جوش اور بیباک ہو کر بولنا چاہیے۔ یعنی جیسے وسطیٰ (اور درمیانی) انگلی اور سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی) کو لاتے اور کہتے کہ میں اور قیامت اس طرح ہیں مطلب یہ کہ جیسے ان دو انگلیوں میں اور کسی چیز کا فاصلہ نہیں ہے اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیانی اور کسی نبی کا فاصلہ نہیں ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۷) اس حدیث کو ابو داؤد نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ یعنی بن امیہ۔ ام ہشام بنت حارثہ اور عمرو بن حرث کی حدیثوں میں آنحضرت کے مختلف وعظوں کا تذکرہ ہے۔

۱۷۔ خطبہ کی حالت میں دو رکعت پڑھنا:۔ اس حدیث کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ کی حالت میں تیسرا مسجد کے دو نفل پڑھ لینے چاہئیں۔ امام شافعی ۱۰ احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے مضمون کو بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔

۱۳۲۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَ رُكْعَةً مِنْ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

### الفصل الثاني

۱۳۲۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ حُطْبَتَيْنِ كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ الْمَبْرَحَةَ حَتَّى يَفْرَغَ آرَاءَ الْمُؤَذِّنِ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ ثُمَّ يَجْلِسُ وَلَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۱۳۳۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلْنَا بِوُجُوهِنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِضُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ وَهُوَ ضَعِيفٌ ذَاهِبُ الْحَدِيثِ -

### الفصل الثالث

۱۳۳۱۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ

۱۳۲۸۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جو آدمی امام کے ساتھ ایک رکعت پالے۔ اس نے جماعت کا اجر پایا۔ (بخاری مسلم)

### دوسری فصل

۱۳۲۹۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت دو خطبے دیتے تھے۔ منبر پر بیٹھ جاتے۔ یہاں تک کہ مؤذن فارغ ہو جاتا۔ پھر خطبہ دیتے پھر خاموش بیٹھ جاتے۔ پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔ (ابوداؤد)

۱۳۳۰۔ عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں آنحضرت جب منبر پر بیٹھ جاتے۔ ہم سب رخ آپ کی طرف کر لیتے (ترمذی اور فرمایا یہ حدیث صرف محمد بن فضل سے مروی ہے۔ وہ ضعیف ہیں۔ اور ان پر نسیان غالب ہے۔)

### تیسری فصل

۱۳۳۱۔ جابر بن سمرةؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کھڑے ہو کر دیتے۔ پھر بیٹھ جاتے پھر اسے منکر رکعت کا مطلب ہے یعنی جس کو امام کے ساتھ ایک رکعت مل گئی تو وہ دوسری رکعت بھی پڑھ کر اپنا جمع پورا کرے اور اس کو جماعت کی فضیلت مل گئی اور جن کو ایک رکعت بھی نہ ملے پھر وہ ظہر کی چار رکعت پڑھے اور اس کا جمعہ نہیں ہے۔

اسے اس مضمون کو ابن ماجہ نے عدی بن ثابت عن عدی کی روایت سے بیان کیا ہے اور اس کی سند کے راوی ثقہ ہیں اور ابن خزیمہ نے اس کا ایک بڑا شاہد براء کی روایت سے نقل کیا ہے ائمہ اربعہ اور جمہور علماء صحابہ اور تابعین کا یہی مذہب ہے کہ لوگوں کو چاہیے (باقی بر صفحہ آئندہ)

ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ تَبَاوَأَهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ. فَقَدْ وَاللَّهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَمِينَ الْفَتَى صَلَوَاتِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۲۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّهُ دَخَلَ السُّجْدَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَمْرِ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَائِمًا فَقَالَ انْظُرْ وَإِلَى هَذَا الْخَبِيثِ يَخْطُبُ قَائِمًا وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَإِذَا مَا أُوذِيَ تِجَارَةٌ أَوْ لَهْوٌ اُنْفُسُوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوا رِجَالَهُمْ مُسْلَبِينَ۔

۱۳۳۳۔ وَعَنْ عَمَارَةَ ابْنِ رُوَيْبَةَ أَنَّهُ سَأَلَ بَشْرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ بِأَفْعَالِ يَدَيْهِ فَقَالَ قِيمَ اللَّهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزِيدُ عَلَيَّ أَنْ يَقُولَ يَدَاهُ هَكَذَا وَإِشَارَاتُهُمَا صَبُوعُ الْمَسْبُوحَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۴۔ وَعَنْ جَابِرِ قَالَ لَمَّا أَسْرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ

کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔ جو تمہیں یہ بتائے۔ کہ آپ نے بیٹھ کر خطبہ دیا۔ اس نے جھوٹ بولا میں نے آپ کے پیچھے دوہرا نماز سے زیادہ پڑھی۔ (مسلم)

۱۳۳۲۔ کعب بن عجرہؓ مہاجر میں تشریف لائے۔ اور عبدالرحمن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہے تھے۔ کعب نے فرمایا۔ اس خبیث کو دیکھو۔ یہ بیٹھ کر خطبہ دیتا ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے۔ واذا راوا تجارة او لهوا انفسوا اليها و تركوا رجالاتهم مسلبين۔ جب انہوں نے خرید و فروخت یا کھیل کے مشغلہ کو دیکھا۔ تو اس طرف بھاگ نکلے۔ اور تمہیں کھڑے ہونے چھوڑ گئے (مسلم)

۱۳۳۳۔ عمارہ بن رُوَيْبَةَ نے بشر بن مروان کو منبر پر دیکھا۔ وہ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھا۔ عمارہ نے کہا اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو برباد کرے۔ میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا۔ وہ ایک انگشت کو اٹھائے ہوئے اشارہ فرما رہے تھے اور تسبیح کی انگلی سے اشارہ فرما رہے تھے۔ (مسلم)

۱۳۳۴۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہوئے۔

دقیقہ ساٹھ منور گذشتہ کہ امام کی طرف منبر کے بیٹھیں تاکہ امام کی آواز کو غور سے سن سکیں اور دوسری بیڑوں کی طرف توجہ کرنے سے بچیں۔ (حاشیہ صلوات)

۱۔ خطبہ کھڑے ہو کر دیتا ہے۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے طاؤس اور شعبی سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اربعہ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے اور سب سے پہلے امیر معاویہ نے بیٹھ کر خطبہ دینا شروع کیا کیونکہ ان کا بیٹھنا بہت بڑھ گیا تھا۔ اور دوہرا نمازوں سے مراد پنجگاہ نمازیں ہیں دکہ جیسے۔ کیونکہ جو فرض ہونے سے لے کر آنحضرت کی وفات تک قریشی پانچ سو جگہ بنتے ہیں۔

اجلسوا فسمع ذلك ابن مسعود فجلس على باب المسجد فراه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال نعال يا عبدا لله بن مسعود رواه أبو داود -

۱۳۳۵۔ وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدَمَّا لَكُمْ مِنَ الْجَمْعَةِ رُكْعَةً فَلْيَصِلْ إِلَيْهَا أُخْرَى وَمَنْ فَاتَتْهُ الرُّكْعَتَانِ فَلْيَصِلْ أَمَّا بَعَا وَقَالَ الظَّهْرُ رَأَاهُ النَّارُ قَطِيئًا -

فرمایا بیٹھ جاؤ۔ ابن مسعود نے (یہ حکم) مسجد کے دروازہ پر سنا وہیں بیٹھ گئے۔ آنحضرت نے انہیں دیکھا تو فرمایا۔ عباد اللہ آگے آؤ۔ (ابوداؤد)

۱۳۳۵۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی جمعہ کے دن ایک رکعت پالے وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملائے۔ اور جس کی دونوں رکعتیں فوت ہو جائیں وہ چار پڑھے یا فرمایا وہ ظہر پڑھے۔ (دارقطنی)



۱۔ خطیب خطبہ کے علاوہ بھی بات کر سکتا ہے، یہ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے عطا سے مرسل روایت کیا ہے اور ابوداؤد میں خلد بن یزید کی روایت سے بھی یہ حدیث آئی ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ منبر پر وعظ کے علاوہ اور گفتگو بھی ہو سکتی ہے اور اسی طرح کوئی سامع یا باہر سے آنے والا امام سے کوئی سوال بھی کر سکتا ہے اور امام اس کو جواب بھی دے سکتا ہے اور اسی طرح امام سے کہہ کر وعظ بھی کرائی جا سکتی ہے جیسا کہ ایک آدمی نے جمعہ کے خطبہ میں آکر عرض کیا تھا کہ اے اللہ کے رسول ہمارے علاقہ میں قحط سالی بہت زیادہ ہو گئی ہے راستے بند ہو گئے ہیں عروشی بیابان سے مرہے ہیں بارش کے لیے دعا فرمائیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے اسی وقت ہاتھ اٹھا دیئے اور اللہ تعالیٰ نے بارش کر دی۔ اور اس حدیث سے صحابہ کرام کی کمال فرمانبرداری بھی ظاہر ہوتی ہے کہ بلاچوں و جوا آپ کے شاد کی تعمیل کرتے تھے اور توجیہ و تاویل کے لیے وہ اپنے آپ کو ہمت نہیں دیتے تھے۔

۲۔ اس حدیث کا مطلب پچھلے بیان ہو چکا ہے۔ ص ۸۶۹ / ۶ / ۸۶۹

# بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ

## خوف کی نماز

دین کی تکمیل اور جامعیت کے لیے یہ ضروری ہے کہ جہاں فرائض و موکدات کا تذکرہ ہو ضروریات اور واجبات کی تفصیل ہو۔ وہاں عذرات اور مشکلات کے لیے بھی احکام دیئے جائیں۔ جب ایک حکم اپنی اصلی صورت میں ادا نہیں ہو سکتا۔ اور عذر کی دہر سے اس کی تکمیل ناممکن ہو تو مفرد کو مجبور کرنا حکمت کے خلاف ہے۔ اس لیے ضرور تھا۔ کہ مفذریں کے لیے الگ احکام دیئے جائیں۔ اصل حکم کو قائم رکھتے ہوئے۔ جہاں تک رعایت ممکن ہو۔ اس کے لیے اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ اس صورت میں رعایت کا صحیح اندازہ شارع حکیم ہی کی طرف سے ہونا چاہیے۔ چنانچہ مفرد خوف کے لیے الگ احکام دیئے۔ بعض جگہ نماز میں صرف تخفیف فرمائی۔ اور بعض جگہ اس کی ظاہری صورت میں بھی تبدیلی کی اجازت فرمائی۔

چنانچہ دشمن کا خوف اور جنگ بھی ایک عذر ہے۔ اس میں ترک نماز کی اجازت دینا ادا کی دعوت تھی۔ اور طبیعت کو عبادت سے بے ذوق کرنے کا ذریعہ شارع حکیم نے اس کی اجازت نہیں فرمائی۔ البتہ اس کی وضع بدلنے رکعت کم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس کی کئی صورتیں فرمائیں۔ دشمن قبل کی طرف ہو تو نماز کی اور صورت ہوگی۔ دشمن دوسرے رخ پر ہو تو اس کی اور صورت ہے۔ بعض اوقات اجازت فرمائی۔ کہ دوڑتے ہوئے پیدل یا سواری پر قبلہ رخ یا اس کے سوا جیسے ممکن ہو پوچھ لے اصل حقیقت کو قائم رکھتے ہوئے رخصت کی صورت میں متعین فرمادی ہیں۔ اور ایک جامع قانون کے طور پر فرمایا۔ فاذا امرتکے مر یا امر فاکر اجت۔ ما استطعت تم یعنی میرے احکام پر جہاں تک ہو سکے۔ عمل کرو۔ نماز خوف کی عام صورتیں تفصیلاً آئندہ باب میں آئیں گی۔



## الفصل الأول

۱۳۳۶۔ عَنْ سَالِحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَزَّوَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ تَجِدِ قَوَازِينَا الْعِدَا وَفَصَّافِنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيحَتِنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعِدَا وَوَسَّوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدًا سَجْدَاتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِي لَمْ تَتَّصِلْ فَجَاءُوا فَوَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رُكْعَةً وَسَجَدًا سَجْدَاتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ مَا كَفَّهُ وَسَجَدًا سَجْدَاتَيْنِ وَرَوَى نَافِعٌ نَحْوَهُ وَمَنْ أَدْفَانَ كَانَ خَوْفًا هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ صَلُّوا رِجَالًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَوْمَأْنَا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا قَالَ نَافِعٌ لَا أَرَى ابْنَ عَمْرٍو ذَكَرَ ذَلِكَ إِلَّا عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا وَاهُ الْبُخَّارِيُّ.

### پہلی فصل

۱۳۳۶۔ سالم اپنے والد عبد اللہ بن عمر سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ میں آنحضرت کے ساتھ نجد کی طرف لڑائی میں گیا۔ ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو گیا۔ ہم نے ان کے سامنے صفیں بنائیں۔ آنحضرت نے ہمیں نماز پڑھائی۔ فوج کا ایک حصہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور ایک حصہ دشمن کی طرف متوجہ ہوا۔ آنحضرت اور آپ کے ساتھیوں نے رکوع کیا۔ اور دو سجدے کیے۔ پھر وہ ان لوگوں کی جگہ چلے گئے جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی تھی۔ وہ لوگ آگئے اور آپ نے ان لوگوں کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے۔ اور سلام پھیر دیا۔ اور ہر گروہ نے ایک رکوع دو سجدے پڑھے۔ اور اذنا نافع نے بھی اسی طرح روایت کیا۔ اور زیادہ کہا۔ اگر خوف بہت زیادہ ہو جائے تو کھڑے کھڑے نماز پڑھیں۔ یا سواری کی حالت میں ادا کریں۔ رخ قبلہ کی طرف ہو یا کسی دوسری طرف نافع فرماتے ہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ ابن عمر نے یہ حدیث آنحضرت سے ذکر فرمائی۔ (بخاری)

۱۔ نماز خوف کے مختلف طریقے :- یہ بخاری کے لفظ ہیں اور مضمون مسلم میں بھی ہے۔ جانتا چاہیے کہ نماز خوف کی کئی صورتیں آنحضرت سے منقول ہیں جس طرح کسی نے آپ کو نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح بیان کر دیا۔ ابن جریر نے فتح الباری میں ان سب طریقوں کو جمع کیا ہے اور بلحاظ سند بعض کو ترجیح دی ہے۔ اور اصل معاملہ یہ تھا کہ آنحضرت نماز میں ایسا طریق اختیار کرتے جس سے دشمن سے ابھی طرح حفاظت ہو سکے اور اس کی نقل و حرکت پر نظر نہ پڑے۔ اگر عین حملی صورت ہو تو پھر چلتے دوڑتے بیٹھے لیٹے سواری پر۔ پیدل سب طرح نماز درست ہے۔ اس حدیث میں جو صورت بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت نے لشکر کے دو حصے کیے ایک حصہ کو ایک رکعت نماز پڑھائی اور دوسرا حصہ دشمن کے مقابل رہا۔ یہ ایک رکعت پڑھ کر دشمن کے مقابل چلے گئے اور اپنی دوسری رکعت لڑتے لڑتے اشارہ سے پڑھ لی اور پھر دوسرا حصہ آیا اس کو بھی ایک رکعت آپ نے پڑھائی اور اپنی دو رکعتیں پوری کر کے سلام پھیر دیا۔ ان لوگوں نے دوسری رکعت بعد از اپنی پہلی رکعت

۱۳۳۷: وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خُوَاتٍ عَمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وَجَّاهَ الْعَدُوَّ وَفَصَلَّى بِالنَّبِيِّ مَعَهُ رُكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاتَّيَمَّ لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا وَجَّاهَ الْعَدُوَّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِرَهْمِ الرُّكْعَةِ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاةِهِ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاتَّيَمَّ لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَأَلُوهُمْ مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ وَأَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ بِطَرِيقٍ أُخْرَى عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خُوَاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَشْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۳۳۷- یزید بن رومان صالح بن خوات سے روایت فرماتے ہیں۔ وہ اس آدمی سے روایت فرماتے ہیں۔ جس نے غزوہ ذات الرقاع میں آنحضرت کے ساتھ نماز خوف پڑھی تھی ایک گروہ دشمن کے سامنے چلا گیا۔ آنحضرت نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک رکعت اداء فرمائی۔ اور آپ وہیں کھڑے رہے۔ اور ان لوگوں نے ایک رکعت علیہ پڑھ لی۔ اور یہ دشمن کے سامنے صف میں کھڑے ہو گئے۔ دوسرا فریق آ گیا۔ اور آپ نے باقی ایک رکعت ان کو پڑھائی۔ پھر آپ بیٹھے رہے اور باقی ایک رکعت ان لوگوں نے علیہ ادا کر لی۔ پھر ان کے ساتھ مل کر سلام پیرویا۔ (بخاری مسلم، بخاری نے ایک اور طریق سے روایت کیا۔ قاسم صالح بن خوات سے روایت فرماتے ہیں۔ وہ سهل بن ابی حشمہ سے وہ آنحضرت سے نقل فرماتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں اٹھ کر پڑھ لی۔ اس طرح سب کی دو دو رکعتیں پوری ہو گئیں۔ اگر عین لڑائی میں رکوع اور سجود کا موقع نہ مل سکے تو صرف اشارہ کافی ہے۔ اور یہ نجد جہاں لڑائی ہوئی بہت بری جگہ تھی آنحضرت نے اس کے لیے برکت کی دعائیں فرمائی اور فرمایا یہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔ لغت میں نجد اونچی زمین کو کہتے ہیں اور یہ اونچے علاقے عرب میں دو تھے ایک نجد حجاز اور دوسرا نجد یمن۔ نجد یمن کے لیے آنحضرت نے دعائیں بھی کہیں اور ان کے ایمان اور عقلمندی کی شہادت بھی دی۔ محمد بن عبدالوہاب اور سلطان عبدالعزیز آل سعود اسی نجد کے تھے۔ آج ان کے مخالف ان کو نجدی کہہ کر نفرت کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ یہ نجد آنحضرت کو بہت پیارا تھا۔ یہ نجد مدینہ منورہ سے جنوب کی طرف ہے اور بڑا نجد مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف ہے اور اسی علاقے میں کوذ بھی ہے جہاں سے ہر فتنہ اٹھا۔ حضرت علیؑ یہیں شہید ہوئے۔ یہیں حضرت حسن سے عداوت ہوئی۔ حضرت حسینؑ اسی نجد میں شہید ہوئے۔ سہیلوں کے فتنہ کا یہی مرکز تھا جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا اور تقلید کا فتنہ بھی سب سے پہلے یہیں سے اٹھا۔ گالیال اور نجد کو ملتی ہیں اور کارستانیال اور نجد کی ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ۸۷۴)

۱۳۳۷: ذَاتِ الرِّقَاعِ میں نماز خوف کا طریقہ :- یزید کی یہ حدیث شیعین اور ابوداؤد اور نسائی میں بھی ہے اور قاسم کی حدیث جس کا متن میں اشارہ کیا گیا ہے صحاح ستہ اور احمد میں بھی ہے اور یہ آدمی جس نے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی تھی سهل بن ابی حشمہ (باقی صفحہ ۸۷۵)

۱۳۳۸. وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بَدَا تِلْكَ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا إِذَا آتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَاءَ مَا جُلَّ مِنْ الْمُشْرِكِينَ وَسَيِّئِهِ، رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْتَلِقٌ بِشَجَرَةٍ فَأَخَذَ سَيْدُ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَهُ فَقَالَ لِلرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَافُنِي قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ اللَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْكَ قَالَ فَتَهَادَا هَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمَدَا السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ قَالَ فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرَ وَأَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرَى رُكْعَتَيْنِ قَالَ فَكَانَتْ لِلرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ رُكْعَاتٍ وَلِلْعَوْمِ رُكْعَتَانِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۳۸۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کے ساتھ آئے۔ اور ذات الرقاع میں پہنچے ہم جب کوئی اچھا سایہ اور درخت دیکھتے تو اسے آنحضرت کے لیے چھوڑ دیتے۔ ایک مشرک آیا۔ اور آنحضرت کی تلوار ایک درخت سے لٹک رہی تھی۔ اس نے آنحضرت کی تلوار کھینچ لی اور آنحضرت سے کہا کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو۔ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کہ میں کوئی پجاری اللہ پرانے سے دھمکایا۔ اس نے تلوار بند کر کے لٹکا دی۔ جابر فرماتے ہیں۔ پھر اذان ہو گئی آپ نے ایک گروہ کو دو رکعت پڑھائیں۔ وہ پیچھے ہٹ گیا۔ پھر دوسرے کو دو رکعت پڑھائیں۔ آنحضرت کی چار رکعت ہو گئیں۔ اور قوم کی دو دور رکعتیں۔ (بخاری مسلم)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ میں جیسا کہ قاسم کی روایت میں ہے۔ غزوہ ذات الرقاع ۳ھ میں ہوا۔ رقاع۔ رقعہ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں پتھر سے مرنے کے ابتدائی عہد میں مسلمان غریب اور فلس تھے یہ جنگ گرمیوں میں ہوئی یاؤں میں جوتے تک نہ تھے کپڑے کے پتھر سے پاؤں پر گرمی سے بچنے کے لیے لپیٹ لیے تو اس کا نام غزوہ ذات الرقاع مشہور ہو گیا۔ اس غزوہ میں نماز کی یہ ترتیب تھی کہ ایک جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائی دوسری رکعت میں وہ جماعت مقتدی نہ رہی بلکہ انہوں نے اپنی اپنی ایک رکعت اور پڑھ لی اور پھر یہ دشمن کے مقابلہ پر چلے گئے اور دوسری جماعت آگئی آنحضرت ابھی قیام میں تھے دوسری جماعت نے ایک رکعت تو آنحضرت کے ساتھ پڑھی اور دوسری اٹھ کر اکیلے اکیلے نے پڑھی اور آنحضرت اس وقت تک بیٹھے رہے۔ جب ان کی دوسری رکعت پوری ہو گئی تو آنحضرت نے سلام پھیر دیا اور جو صف دشمن کے مقابلہ پر چلی گئی تھی انہوں نے بھی اسی وقت آنحضرت کے ساتھ سلام پھیرا۔ اگر ایسی صورت ہو تو فوج کو اس عرصہ میں گفتگو نہ کرنی چاہیے کہ وہ امام کے سلام پھیرنے تک نمازیں ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ نماز خوف کا ایک طریقہ ہے۔ اس نماز میں یہ ترتیب رکھی گئی ہے کہ شکر کے دو حصے کے آنحضرت نے دونوں کو دو دور رکعتیں پڑھا دیں۔ پہلی دور رکعتوں میں آپ کی نیت فرضوں کی تھی اور دوسری دور رکعتوں میں آپ نفل پڑھ رہے تھے اور مقتدی فرض۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نفلوں کے پیچھے فرض نماز ہو جاتی ہے۔ یہ واقعہ بھی ذات الرقاع کی جنگ کا ہے اور یہ دوسری نماز تھی۔ پہلی اس (باقی بر صفحہ آئندہ)



۱۳۳۹. وَعَنْهُ قَالَ صَلَّى بِأَرْسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخُوفِ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ صَفَيْنِ وَاللَّهُ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعْنَا رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ أَنْحَدَارَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الصَّفِّ الْمُوَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدَاوِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُودَ وَقَامَ الصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ أَنْحَدَارَ الصَّفِّ الْمُوَخَّرَ بِالسُّجُودِ ثُمَّ قَامُوا ثُمَّ نَفَّذَ الصَّفِّ الْمُوَخَّرَ وَتَأَخَّرَ الْمَقَامَ ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كُنَّا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعْنَا رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ أَنْحَدَارَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ الَّذِي كَانَ مُوَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَقَامَ الصَّفِّ الْمُوَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدَاوِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُودَ وَالصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ أَنْحَدَارَ الصَّفِّ الْمُوَخَّرَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدُوا وَأَنْتُمْ تَسْتَلِمُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمْنَا جَمِيعًا رَأْسًا مُسَلِّمًا.

۱۳۳۹۔ حضرت جابر سے مروی ہے۔ آپ نے ہمیں خوف کی نماز پڑھائی۔ ہم نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ اور دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا۔ آنحضرت نے بھی تکبیر کی۔ اور ہم نے بھی اکٹھی تکبیر کی۔ پھر ہم سب نے اکٹھے رکوع کیا۔ پھر سب نے اکٹھے رکوع سے سر اٹھایا۔ پھر آپ سجدہ کے لیے جھکے۔ اور جو صف آپ کے قریب تھی۔ اور پچھلی صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ جب آنحضرت اور پہلی صف سجدہ کر چکے۔ تو پچھلی صف سجدہ کے لیے جھکی۔ پھر یہ لوگ کھڑے ہو گئے پھر پچھلی صف آگے آگئی۔ اور اگلی پیچھے ہٹ گئی۔ پھر ہم نے آنحضرت نے اکٹھے رکوع کیا۔ پھر ہم نے اور آنحضرت نے اکٹھے سر اٹھایا۔ پھر آنحضرت اور پچھلی صف جو اب آگے آئی تھی۔ سجدہ میں چلے گئے۔ اور پچھلی صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ جب آپ اور آپ کے ساتھ والی صف سجدہ سے فارغ ہو چکی تو پچھلی صف سجدے میں چلی گئی۔ جب اس نے سجدہ کر لیا۔ تو پھر ہم نے اور آنحضرت نے اکٹھے سلام پھیرا۔ (مسلم)

(دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صورت میں پڑھی تھی اور دوسری اس صورت میں۔ اور یہ مشرک جس نے تلوار کھینچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کی دھمکی دی تھی یہ عورت بن حارث تھا۔ بعد میں یہ شخص مسلمان ہو گیا تھا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ نماز خوف کا ایک اور طریقہ، اس حدیث کو احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس نماز کی کیفیت اس طرح ہے کہ سب نے آنحضرت کے پیچھے اکٹھی اقتدا کی۔ آنحضرت کے ساتھ والی صف جب سجدے میں گئی تو پچھلی صف کھڑی رہی پھر جب وہ سجدے کر کے اٹھے تو اب پچھلی صف نے سجدے کئے اور جب دوسری رکعت شروع ہوئی تو اگلی صف پیچھے ہٹ آئی اور پچھلی صف کے ساتھ ہو گئی پھر قیام اور رکوع اکٹھا کیا اور پہلی صف سجدہ میں چلی گئی پچھلی کھڑی رہی جب وہ سجدوں سے فارغ ہو گئے تو پھر پچھلوں نے سجدے کئے اور سلام اکٹھا پھیرا۔ نماز کی یہ صورت بظاہر آیت کے خلاف ہے لیکن مختلف احوال کی بنا پر حالات مختلف ہو جاتے ہیں

## الفصل الثانی

۱۳۴۰۔ عَنْ جَابِرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَوةَ الظُّمْرِ فِي الْخَوْفِ يَبْطِنُ نَحْلَ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ جَاءَ طَائِفَةٌ أُخْرَى فَصَلَّى بِهِمْ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

## الفصل الثالث

۱۳۴۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بَيْنَ ضَنْجَانَ وَعَسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ لَهَوْلَاءِ صَلَوةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَبْنَاؤِهِمْ وَهِيَ الْعَصْرُ فَاجْمَعُوا أَمْرًا فَمِيسَلُوا عَلَيْهِمْ مِيسَلَةً وَاحِدَةً وَإِنْ جَبْرَيْلُ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَقِيمَ أَصْحَابَهُ شَطْرَ بَيْنِ فَيُصَلِّيَ بِهِمْ وَتَقُومَ طَائِفَةٌ أُخْرَى وَمَا أَهْمُ وَلِيًّا خُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَهُمْ فَهَمْ قَتَلُوا لَهُمْ رَكَعَةً وَلِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَانِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

### دوسری فصل

۱۳۴۰۔ جابر فرماتے ہیں۔ آنحضرت خوف کے وقت لوگوں کو ظہر کی نماز بطن نخل میں پڑھایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔ پھر دوسرا گروہ آگیا۔ پھر آپ نے ان کو دو رکعت پڑھادیں (شرح السنہ)

### تیسری فصل

۱۳۴۱۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ضنجان اور عسفان کے درمیان اترے۔ مشرکوں نے کہا۔ ان لوگوں کو ایک نماز پڑھائی اور بیٹوں سے زیادہ پسندیدہ ہے وہ عمر کی مانند ہے۔ تم لوگ جمع رہو۔ اور ان پر یکساں حکم کرو۔ جبرائیل آنحضرت کے پاس آئے۔ اور فرمایا۔ اپنے ساتھیوں کو تقسیم فرمادیجیے۔ ایک گروہ کو آپ نے نماز پڑھائی۔ اور دوسرا گروہ اپنے ہمتیار اور بچاؤ کی چیزیں سنبھال کر دشمن کے سامنے کھڑا ہے۔ ان کی ایک ایک رکعت ہوگی۔ اور آنحضرت کی دو رکعت ہو جائیں گی۔ (ترمذی۔ نسائی)

۱۔ نماز خوف کی ایک اور صورت۔ بطن نخل کہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ اس حدیث میں مقتدیوں کی طرف ایک ایک رکعت آتی ہے اور امام کی دو رکعتیں۔ بعض نے کہا ہے کہ مقتدیوں نے اپنی ایک ایک رکعت علیہہ پڑھی تھی لیکن نسائی اور ابن حبان میں ابن عباس سے یہ لفظ مروی ہیں ولعمریہ لفظ صوماء اور انہوں نے اس رکعت کی قضا نہیں دی تھی۔

۲۔ آیت صلوٰۃ خوف کا وقت نزول۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے اور یہ عبد اللہ بن شقیق سے بھی مروی ہے اور اس حدیث کا مطلب اس سے پہلی حدیث کے تحت بیان ہو چکا ہے۔ ضنجان مکہ مکرمہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے اور عسفان مکہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک موضع ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ پہلی جنگ تھی جس میں خوف کی نماز پڑھی گئی۔ جنگ (باقی صفحہ ۸۸)

## بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

### دونوں عید کی نماز

ہر قوم میں بعض اوقات خوشی مسرت اور زیب و زینت کے لیے منتہین ہیں۔ عرب اور عجم میں یہ عادت معلوم ہے۔ اور یہی عادات عموماً قومی زندگی کی بنیاد تصور ہوتی ہیں۔ جہاں تک تہذیب کا تعلق ہے یہ تہوار اور عادات قومی زندگی کا ثبوت ہوتے ہیں۔ آنحضرت جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ میں نودزد اور مہرجان دو دن عید کے طور پر متعارف اور معلوم تھے۔ اصل میں یہ دونوں دن اہل فارس میں خوشی اور عید کے لیے مشہور تھے آنحضرت نے یہ دونوں دن بدل کر عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دو دن مقرر فرمائے۔ مقصد یہ تھا۔ کہ خوشی کے متعلق فطرت انسانی کا اصول بھی قائم رہے۔ اور کفر کے ساتھ جو ضروری ربط موروثی طور پر آ رہا تھا۔ وہ بھی ٹوٹ جائے۔ اور مسلمان اپنی عادات کے لحاظ سے ایک مستقل قوم تصور ہوں۔ کفر کی نقالی و تقلید کے لیے کوئی گنجائش نہ رہے بلکہ قومی تہذیب میں بھی امتیاز قائم رہے۔

عید الفطر رمضان میں بھوک کی آزمائش میں کامیابی کے بعد مسرت کے لیے ایک موقع تھا۔ اور عید الاضحیٰ میں حضرت ابراہیم کی آزمائش اور اس میں کامیابی کی وجہ سے قربانی کی عادت موجود تھی۔ اسے عید قرار دے کر حضرت ابراہیم اور ان کی ملت کے ساتھ ایک تعلق قائم فرما دیا۔ اس لیے دونوں عیدیں اپنی جگہ ایک قربانی اور آزمائش کی یادگار ہیں۔ ان مع الحسریس۔۔۔ میں بھی اسی اصل عظیم کی وضاحت فرمائی گئی ہے۔

دوسری قوموں میں عید صرف کھانے اور پینے کا نام ہے۔ لیکن اسلام نے اللہ تعالیٰ کے لیے اجتماعی اور انفرادی ذکر کا بھی اہتمام فرمایا۔ کہ کوئی موقع بھی اللہ کی یاد سے خالی نہ رہے عید کی نماز کے دو طریق ہیں۔ اہل مجاز دونوں رکعات میں بان بکیرس کہتے ہیں۔ سات پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اہل پانچ دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے اہل کوہہ دونوں رکعات میں سات بکیرات کہتے۔ چار پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تین دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔  
وہما سنتان و عمل الخرمین ارجح رجحۃ اللہ جہ ۲۷۔ یہ دونوں طریق مسنون ہیں۔ لیکن اہل مجاز کا عمل زیادہ بہتر ہے۔

عیدین میں یہ بھی مطلوب ہے کہ حاضری زیادہ سے زیادہ ہو۔ شوکت اسلامی کا اظہار ہو۔ اس لیے عورتوں کی حاضری کے لیے بھی تاکید فرمائی۔ عائشہ کو بھی تاکید فرمائی کہ عید گاہ میں پیچھے

## الفصل الأول

۱۳۴۲- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى إِلَى النَّصَلِيِّ فَأَوْلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ فَيَعْظُمُهُمْ وَيُؤَصِّبُهُمْ وَيَأْمُرُهُمْ وَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا فَطَعَهُ أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمْرِيهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ مُتَمَقِّنًا عَلَيْهِ.

۱۳۴۳- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بَعْدَ إِذْ بَانَ وَلَا قَامَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

### پہلی فصل

۱۳۴۲- ابو سعید خدری فرماتے ہیں آنحضرت عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نماز گاہ کی طرف تشریف لے جاتے سب سے پہلے نماز ادا فرماتے۔ پھر لوٹ کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے۔ لوگ اپنی صفوں پر بیٹھے رہتے آپ انہیں وعظ کتے۔ وہ صیغے فرماتے اور احکام دیتے۔ اگر کوئی لشکر بھیجا جوتا تو یہیں اس کا اعلان فرمادیتے۔ یا کسی چیز کا حکم دینا ہوتا۔ تو حکم فرمادیتے۔ پھر واپس تشریف لے آتے۔ (بخاری مسلم)

۱۳۴۳- ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت اور حضرت ابوبکر حضرت عمر دونوں عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔ (بخاری مسلم)

۱- عید کی نماز خطبہ سے پہلے ہے، اس کو بخاری نے عیدین کی نماز میں انھی لفظوں سے روایت کیا ہے اور اس کا مضمون تمام اہل سنن اور احمد میں بھی ہے۔ مدینہ منورہ کی عید گاہ مسجد کے دروازہ سے ایک ہزار گز کے فاصلہ پر تھی۔ آنحضرت کے زمانہ میں وہاں کوئی منبر نہیں تھا۔ آپ کا دستور یہ تھا کہ عید کے روز سب سے پہلے نماز پڑھتے بعد میں خطبہ پڑھتا تھا۔ عیدین کے زمانہ میں بھی اسی طرح رہا۔ مروان نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھنے کی بد رسم شروع کی۔

۲- عید کی نماز بغیر اذان و اقامت کے، اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ تمام امت کا سلفاً خلفاً اسی پر عمل ہے کہ عیدین میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔ صرف ایک عبد اللہ بن زبیر اس مسئلہ میں امت سے الگ ہیں انہوں نے عیدین میں اذان اور اقامت کہی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے عیدین میں اذان و اقامت امیر معاویہ نے شروع کی اور بعض نے زیاد کا نام لیا ہے۔ امام شافعی نے زہری سے روایت کی ہے کہ آنحضرت کسی کو حکم دیتے کہ کہو الصلوٰۃ جائزہ نماز کی جماعت ہوگی لیکن یہ حدیث مرسل ہے۔

۱۳۴۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُكَيْرُ وَعُمَرُ يَصَلُونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَمَّ هَذِهِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ إِذَا قَالَ نَحْنُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ وَكَبَّرَ إِذَا قَامَ إِذَا قَامَتْ ثُمَّ آتَى النِّسَاءَ فَرَعَّظَهُنَّ وَذَكَرَهُنَّ وَأَمْرَهُنَّ بِالصَّدَاقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِينَ إِلَى إِذَانِهِنَّ وَخَلْوُهُنَّ إِلَى بِلَالٍ ثُمَّ أَرْفَعَهُ هُوَ وَبِلَالٌ إِلَى بَيْتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ مَا كَتَبْتُمْ لَمْ يَصِلْ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۶۔ وَعَنْ أَمْرِ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَمْرًا أَنَّا نَخْرُجُ الْحَيْضُ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدَّاءِ فِي شَهْرِهِ هَذَانِ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَدَعَوْهُمْ وَتَحْزِلُ الْحَيْضُ عَنْ مَصَلَّاهُنَّ قَالَتْ إِصْرًا أَنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِحْدَايَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لَيْسَ سَهَا صَاحِبَتَهَا مِنْ جِلْبَابِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۴۔ ابن عباس سے پوچھا کہ آپ عید کی نماز میں آنحضرت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ فرمایا۔ ہاں آنحضرت عید کے لیے نکلے پھر نماز پڑھی۔ پھر خطبہ دیا۔ نہ اذان کا ذکر کیا۔ نہ اقامت کا۔ پھر عورتوں کے پاس آئے۔ انہیں وعظ کیا نصیحت فرمائی۔ اور صدقہ کا حکم دیا۔ میں نے دیکھا کہ عورتیں کانوں اور گلے سے زیور اتار کر بلال کو دے دیتیں پھر حضرت بلال اور آنحضرت گھر تشریف لے آئے۔ (بخاری مسلم)

۱۳۴۵۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے عید فطر کے دن دو رکعت پڑھیں۔ نہ ان سے پہلے کچھ پڑھا۔ نہ ان کے

بعد۔ (بخاری مسلم)

۱۳۴۶۔ عتیقہ فرماتی ہیں۔ ہمیں حکم دیا گیا۔ کہ ہم عید کے دن حیض والی اور پردہ نشین لڑکیوں کو میدان عید میں لائیں وہ مسلمانوں کے ساتھ دعا اور نماز میں شریک ہوتیں۔ حالتہ عورتیں نماز سے الگ رہیں۔ ایک عورت نے عرض کیا حضرت! ہم میں سے بعض کے پاس بڑی چادر نہیں ہوتی۔ فرمایا۔ اس کی دوسری سہیلی اپنی چادر پہننے کے لیے دیر لے۔ (بخاری مسلم)

۱۳۔ اس حدیث کو ابوداؤد کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے یہ سب حدیثیں متفق ہیں کہ عید میں نہ اذان ہے نہ اقامت اور یہ کہ پہلے نماز ہو اور بعد میں خطبہ۔ مردان نے خطبہ پہلے شروع کیا تو صحابہ نے اسے برا سمجھا اور ابوسعید خدری نے اس کو ڈانٹا۔

۱۴۔ نماز عید سے آگے چیتھے کوئی نفل نہیں :- اس کو احمد و اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ عید گاہ میں نماز سے پہلے اور عید کے کوئی نماز نہیں ائمہ ثلاثہ اسی کے قائل ہیں شاخی کہتے ہیں کہ عام آدمی اگر کچھ پڑھنا چاہے تو جائز ہے لیکن امام نہ پڑھے ہاں گھر اگر دو رکعت پڑھ سکے ۱۵۔ عید میں کوئی عودت نہ جائے :- اس کو احمد و اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تمام عورتیں (باقی پروف آئیے)

- ۱۳۲۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا حَارِ بَتَانِ فِي أَيَّامِ مَنَى تَدَا قِفَانِ وَ تَضَرَّبَانِ وَ فِي رِوَايَةٍ تَخْتَبِيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بَعَاثَ وَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَفِئِسَ بِشُرْبِهِ فَأَنْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ دَعُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عَيْدِي وَ فِي رِوَايَةٍ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ بَيْتِي كُلَّ قَوْمٍ عِيدٌ وَ هَذَا إِجْمَاعٌ نَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
- ۱۳۲۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو إِلَّا بِمِطْرٍ فِي يَدَيْهِ يَأْكُلُ تَمْرَاتٍ وَيَأْكُلُهُنَّ وَيَتَرَاوَاهُ الْبَخَّارِيُّ.
- ۱۳۵۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ عِيدًا خَالَفَ الْبَطْنَيْنِ زَوَاةَ الْبَخَّارِيِّ.

- ۱۳۲۸۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ حضرت ابو بکر عید کے دن ان کے ہاں تشریف لائے وہاں دو لڑکیاں منی کے دنوں میں بٹ بجاری تھیں۔ ایک روایت میں آیا ہے۔ وہ جنگ بعاث میں انصار کو جو کچھ پیش آیا۔ گارہی تھیں۔ آنحضرتؐ کپڑا لپیٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بکر نے انہیں ڈانٹا۔ آنحضرتؐ نے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا۔ ابو بکر! انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ یہ عید کا دن ہے ایک روایت میں آیا ہے۔ ہر قوم کے لیے عید ہوتی ہے۔ اور یہ ہماری عید ہے۔
- ۱۳۲۹۔ حضرت انسؓ فرماتے۔ آنحضرتؐ عید فطر کے دن عید کے لیے جانے سے پہلے چند گجریں فرود کھاتے اور طاق کھاتے (بخاری)۔
- ۱۳۵۰۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ عید کے دن آنے جانے کا راستہ بدل دیتے۔ (بخاری)

- (قدیر صاحب صفحہ ۸۷) عید گاہ میں جائیں کیا بولیں کیا بجاویں ہاں عدت والی اور منہردہ جائیں یا جس کے جانے سے قہقہے کا منظر ہو۔ (حاشیہ صفحہ ۸۸)
- ۱۔ عید میں اشعار پڑھنے کی اجازت ہے۔ اس کو نسائی نے بھی نہایت کیا ہے اور اس مضمون کی حدیثیں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہیں۔ جسور کا مذہب یہ ہے کہ اگر گانے والی عورت ہو یا بے ریش لڑکا اور اشارہ شہوت انگیز ہوں اور آلاتِ مٹھی دگانے۔ بجانے) بھی ہوں تو ایسا گانا سننا قطعاً حرام ہے۔ اور اگر شہار اچھے ہوں گانے والا مرد ہو اور بے وغیرہ یاد۔ فنبوہ و صوگک یا چٹانہ ہو تو ایسے سماع میں کوئی حرج نہیں۔ مدینہ والے گانے کے بڑے شوقین تھے اگر چھوٹی بچیاں گارہی ہوں تو زیادہ سختی نہ کرنی چاہیے۔ بجات اس کا ایک قلعہ تھا اس کے پاس اوس اور تروج کی لڑائی ہوئی تھی اسے جنگ بعاث کہتے ہیں ایک سو بیس سال تک ہماری رہی اسلام آیا تو ختم ہوئی۔
- ۲۔ اس کو احمد ابن حمان اور حاکم نے بھی نہایت کیا ہے۔ عید الفطر کے دن گجریں اس لیے کھا کر جاتے کہ کوئی جاہل یہ نہ سمجھ لے کہ عید پڑھنے تک آج بھی لعنہ ہے اور عید الاضحیٰ کے دن خیال ہوتا ہے کہ قربانی ہو جائے گی تو گوشت سے روٹی کھالیں گے۔
- ۳۔ اس مضمون کی ایک حدیث ابو ہریرہ سے احمد اور ترمذی میں بھی ہے۔ راستہ بدلتی تھی کہ وہر سے کہ دونوں راستے اس کے عید پڑھنے کے لیے جانے کی شہادت ہیں دونوں راستوں والے تکبیروں اور برکت سے مستفید ہوں اور تاکہ غیر مسلم بھی اسلام کی شوکت دیکھیں۔

۱۳۵۱۔ وَعَنِ الْبُرَاءِ قَالَ خُطِبْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا بَدَأَ بِهِ نَبِيُّمِنَّا هَذَا أَنْ تَصَلِّيَ ثُمَّ تَرْجِعَ فَنُحِرَ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ تَصَلِّيَ فَإِنَّمَا هُوَ شَاةٌ لِحِرِّ عَجَلَةٍ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النَّسِكِ فِي شَيْءٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۵۲۔ وَعَنْ جَدِّابِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ غِيْبًا بِرَأْسِهِ أَوْ خَرَى وَمَنْ كَوَّنَ يَدَهُ حَتَّى صَلِينَا فَلْيَدِمْ بِحَمْدِ اللَّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۵۳۔ وَعَنِ الْبُرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَرَ نَسِكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۵۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيُنْعَسُ بِالصَّلَاةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

### الفصل الثاني

۱۳۵۱۔ حضرت براء فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ہمیں نحر کے دن خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔ سب سے پہلے اس دن ہم نماز پڑھیں گے۔ پھر وہاں جا کر قربانی کریں گے۔ جس نے اس طرح کیا۔ اس نے ہماری سنت کے مطابق کیا۔ جس نے نماز سے پہلے قربانی کی۔ تو یہ صرف گوشت کے لیے ہوگی۔ جو اس نے گھر کی ضرورت کے لیے جلدی ذبح کر لی۔ وہ قربانی قطعاً نہیں۔ (بخاری مسلم)

۱۳۵۲۔ حضرت بن عبد اللہ بخلی سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو نماز سے پہلے ذبح کرے۔ اسے اس کی بجائے دوسری قربانی کرنا چاہیے۔ جس نے ذبح نہیں کی یہاں تک کہ ہم نے نماز پڑھ لی۔ وہ اللہ کا نام لیکر ذبح کرے۔ (بخاری مسلم)

۱۳۵۳۔ براء فرماتے ہیں۔ جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا۔ اس نے اپنی ضرورت کے لیے ذبح کیا۔ جس نے نماز کے بعد ذبح کیا۔ اس کی قربانی درست ہوگئی۔ اور مسلمانوں کی سنت کو اس نے پایا۔ (بخاری مسلم)

۱۳۵۴۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ذبح اور نحر نماز گاہ میں کیا۔ (بخاری)

### دوسری فصل

۱۔ خلاف سنت عمل ناقابل قبول ہے :- اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں جناب ابی عبد اللہ اور براء کی حدیثیں بھی ہیں جو کہ کتاب میں موجود ہیں اور اس کے علاوہ صحابہ کی ایک جماعت سے بھی اس مضمون کی حدیثیں مروی ہیں اس پر اتفاق ہے کہ جو قربانی نماز پڑھنے سے پہلے ذبح ہو جائے وہ قربانی نہیں ہوتی اور اس پر بھی اجماع ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں اور ایسے ہی سورج نکلنے کے بعد اور نماز سے پہلے بھی جائز نہیں اور اگر وہاں عید کی نماز نہ ہوتی ہو تو نذر بھر سورج آنے کے بعد درگت اور نحر خطبہ کا وقت گزار کر قربانی ذبح کر سکتا ہے۔





۱۳۵۹۔ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا مُوسَى وَحَدَّثَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتُمُنِي فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَانَ يُكْتَرُزُ بَعَا تَكْبِيرًا عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حَدَّثَنِي صَدَقًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۳۶۰۔ وَعَنْ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَلَّى يَوْمَ الْيَوْمِ قَوْمًا فَنَظَبَ عَلَيْهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۳۵۹۔ میں نے ابو موسیٰ اور حذیفہ سے دریافت کیا کہ آنحضرت عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے تکبیریں کتے تھے۔ ابو موسیٰ نے فرمایا۔ جنازہ کی طرح آنحضرت چار تکبیرات کتے تھے۔ حضرت حذیفہ نے ان کی تصدیق فرمائی۔ (ابوداؤد)

۱۳۶۰۔ براہ فرماتے ہیں۔ عید کے دن آنحضرت کو کمان دی گئی۔ اس پر ٹیک لگا کر آنحضرت نے خطبہ دیا۔ (ابوداؤد)

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) شواہد میں جیسا کہ احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور دارقطنی نے اسے عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے عراقی نے کہا اس کا سند اچھی ہے اور احمد۔ علی بن مدینی اور بخاری نے اسے صحیح کہا ہے اور ایک شاہد عمرو بن عوف مزنی کا ترجمہ اور ابن ماجہ میں ہے اور ترمذی نے اسے بہترین حدیث کہا ہے۔ علماء نے عیدین کی نمازوں میں تکبیرات کے عدد اور موقع تکبیر میں اختلاف کیا ہے۔ یہ دس قول ہیں۔ ابن عبدالبر نے کہا ان سب سے راجح اور اوّلیٰ یہ ہے کہ سات پہلی رکعت میں ہوں اور پانچ دوسری میں اس لیے کہ آنحضرت سے صحیح طریق سے صرف یہی منقول ہیں ائمہ ثلاثہ اور اہلحدیث کا یہی مسلک ہے۔ اور یہ تکبیرات تکبیر تحریمہ اور تکبیر قیام کے علاوہ ہیں۔ عبد الرزاق نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیریں قرأت سے پہلے ہوں اور دوسری میں بعد قرأت لیکن یہ حدیث موقوف ہے یہ بھی اختلاف ہے کہ تکبیرات پے درپے کہی جائیں یا ان میں کچھ پڑھا بھی جائے۔ امام ابو حنیفہ اور مالک پے درپے کتے ہیں اور امام شافعی تکبیروں کے درمیان تسبیحات کتنے کے قائل ہیں۔ بقول جمہور عیدین کی تکبیرات واجب نہیں ان کے رہ جانے سے سجدہ سمونہیں پڑتا۔ حضرت جعفری اگلی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ امام شافعی نے اس کو حضرت علی سے موقوف روایت کیا ہے اور اس باب میں بزاد نے حضرت عبد الرحمن بن عوف سے صحیح اور مرفوع روایت کی ہے۔ نماز خطبہ سے پہلے ہے اس پر سب کا اتفاق ہے اور عیدین میں قرأت بہرے ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۳۶۰۔ عیدین میں چھ تکبیروں کی حدیث ضعیف ہے۔ اس حدیث کی سند میں عبد الرحمن بن ثوبان ضعیف ہے اور اس کے علاوہ اس کا ایک راوی ابو عائشہ مجہول ہے۔ امام بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں راوی نے دو جگہ ٹھوک کھائی ہے ایک تو یہ کہ اس نے جواب کی نسبت ابو موسیٰ کی طرف کی ہے۔ حالانکہ حقیقتاً یہ نسبت ابن مسعود کی طرف ہے اور پھر ان تمام غلطیوں کے باوجود یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں ہے۔ اور یہ حدیث احناف کی دلیل ہے کہ عیدین کی نماز میں زائد تکبیرات چھ ہیں۔ تین پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد۔ اول تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع اس کے علاوہ ہیں۔

باقی بر صفحہ آئندہ

۱۳۶۱۔ وَعَنْ عَطَاءٍ مَّا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهُ إِذَا خَطَبَ بَعَثَ عَلَى عُنُقِهِ إِعْتِمَادًا رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ  
 ۱۳۶۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ شَهِدْتُ الصَّلَاةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ عِيدِهِ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ  
 الْخُطْبَةِ بِخَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَامَ مُتَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَوَعظَ  
 النَّاسَ وَذَكَرَهُمْ وَخَتَمَهُمْ عَلَى طَاعَتِهِ وَمَضَى إِلَى النِّسَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَ هُنَّ بِتَقْوَى اللَّهِ وَ  
 وَعَظَهُنَّ وَذَكَرَهُنَّ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ  
 ۱۳۶۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ عِيدِهِ فِي طَرِيقِ  
 رَجَعٍ فِي غَيْرِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

۱۳۶۱۔ عطاء سے مرسل مروی ہے کہ آنحضرت جب خطبہ دیتے تو اپنے چھوٹے نیرے پر ٹیک لگاتے۔ (شافعی)  
 ۱۳۶۲۔ جابرؓ فرماتے ہیں میں آنحضرت کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا۔ آپ نے خطبہ سے پہلے نماز شروع فرمائی اور اذان  
 اور اقامت کے بغیر جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت بلال پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی۔ لوگوں کو  
 وعظ نصیحت کی۔ اور اپنی اطاعت کی ترغیب دی۔ پھر عورتوں کی طرف گئے۔ بلال آپ کے ساتھ تھے ان کو اللہ سے ڈرنے کا  
 حکم دیا۔ اور نصیحت فرمائی۔ (نسائی)

۱۳۶۳۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت عید کے دن ایک راستہ سے جلتے۔ تو دوسرے راستہ سے واپس تشریف  
 لائے۔ (ترمذی۔ دارمی)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ خطبہ کے وقت ٹیک لگانا:۔ ہر ایک حدیث پر الإرداؤ اور منذری نے سکوت کیا ہے اور اس کو احمد  
 اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن سکین نے اس کو صحیح کہا ہے اور عطلی مرسل حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی  
 سند میں لیث بن ابی سلیم مختلف فیہ ہے۔ یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ خطبہ میں کمان یا تلوار پر ٹیک لگانا مسنون ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ جس  
 شہر کو بزور شمشیر فتح کیا ہو اس میں ٹیکہ اسلمہ پر لگایا جائے اور جو شہر بغیر لڑائی کے فتح ہوا اس میں ٹیکہ عصاب پر کرنا چاہئے۔ (حاشیہ صفحہ ۶۱)  
 خطبہ عیدین میں عورتوں کو وعظ کہنا:۔ یہ الفاظ نسائی کے ہیں اور اس کا اصل صحیحین میں بھی ہے اس میں دلیل ہے کہ خطبہ  
 کے دوران آدمی پر بھی ٹیک لگائی جاسکتی ہے۔ عورتوں کے وعظ کا مضمون یہ تھا کہ تم صدقہ کرو میں نے تمہیں مردوں کی نسبت دوزخ میں  
 زیادہ دیکھا ہے۔ عورتوں نے کہا اس کی کیا وجہ ہے تو فرمایا تم خاندان کی ناشکری کرتی ہو۔ لغت بہت زیادہ کرتی ہو اچھے بھلے عقلمند آدمی کو  
 بیوقوف بنا دیتی ہو اور پھر آپ نے فرمایا تم دین کی بھی ناقص ہو اور عقل کی بھی کہنے لگیں کس طرح تو فرمایا کیا ایک مرد کی گواہی کے برابر دو  
 عورتوں کی گواہی نہیں ہے کہنے لگیں ہاں تو آپ نے فرمایا اس کے عقل کا نقصان ہے اور کیا جب عورت حاضر ہوتی ہے تو نماز نہیں پڑھتی  
 دیتی؟ کہنے لگیں ہاں تو آپ نے فرمایا اس کے دین کا نقصان ہے۔

۱۳۶۴۔ وَعَنْهُ أَنَّ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِي يَوْمٍ عِيدًا صَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

۱۳۶۵۔ وَعَنْ أَبِي الْحَوْرِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى عَمْرِو بْنِ حَزْرِهِ وَهُوَ بِبَجْرَانَ يَجْعَلُ الْأَضْحَى وَالْآخِرَ الْفِطْرَ وَذَكَرَ النَّاسَ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ.

۱۳۶۶۔ وَعَنْ أَبِي عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَمْرٍو مَرْكَهٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رُكْبًا جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَمُونَ أَنَّهُمْ رَأَوْا الْهَيْلَالَ بِالْأَمْسِ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَفْطِرُوا وَإِذَا أَهَبُوا أَنْ يَتَّخِذُوا وَإِلَى مَمَلَاكِهِمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

۱۳۶۴۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ عید کے دن بارش ہو گئی۔ آپ نے صحابہ کو عید کی نماز مسجد میں پڑھائی۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)  
۱۳۶۵۔ ابو الحویرثؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے عمرو بن حزم کو لکھا۔ وہ بخران میں گور نہ تھے۔ عید اضحیٰ کو سویر سے پڑھو۔ اور عید الفطر دیر سے پڑھو۔ اور لوگوں کو نصیحت کرو۔ (شافعی)

۱۳۶۶۔ ابو عمیرؓ اپنے بعض بچوں سے روایت فرماتے ہیں۔ یہ آنحضرت کے صحابی تھے۔ آنحضرت کے پاس سواروں کی ایک جماعت آئی۔ انہوں نے شہادت دی۔ کہ انہوں نے کل چاند دیکھا ہے۔ آپ نے انہیں روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا۔ کل صبح سویرے ہی نماز گاہ میں پہنچ جائیں۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

۱۔ عذر سے عید کی نماز مسجد میں پڑھنا۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور مندھی نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ بارش میں جو آدمی چاہے اپنے گھر میں نماز پڑھے۔ آنحضرت عیدین کی نمازیں باہر جا کر پڑھتے تھے اور عذر سے مسجد میں بھی پڑھی ہیں۔ بارش کے عذر سے باہر نہ جانا مکروہ نہیں ہے۔ علما نے کہا ہے کہ کہہ دالے خانہ کعبہ میں عید کی نماز پڑھیں اور صحرا کو نہ جائیں اور اسی طرح مدینہ دالے بھی مسجد نبوی میں نماز پڑھیں۔

۲۔ عیدین کی نماز کا وقت۔ اس حدیث کو یہ سہتی نے روایت کر کے مرسل کہا ہے کیونکہ ابو الحویرثؓ تبع تابعین سے ہے اور اس کا نام ابو عبد الرحمن بن معاویہ ہے اور اس کی تائید بریدہ کی وہ حدیث کرتی ہے جس میں ہے کہ آپ عید الفطر کھجوریں کھا کر پڑھا کرتے اور عید الاضحیٰ کے دن قربانی کے گوشت سے روٹی کھاتے۔ عید الفطر اس لیے دیر سے پڑھی جائے کہ فطرانہ دینے کے لیے وقت زیادہ بچے اور عید الاضحیٰ اس لیے جلدی پڑھی جائے کہ قربانی کے لیے وقت زیادہ مل جائے۔

۳۔ عذر سے عید دوسرے دن پڑھنا۔ اس کو احمد۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ابن سکین۔ ابن مندور اور ابن حزم نے اس کو صحیح کہا ہے یہ قافلہ تیسویں روزہ کو پچھلے پہر آیا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر عید کی نماز کا وقت گزر جائے کے بعد پانچ نکلنے کی اطلاع ملے تو روزہ اسی وقت افطار کر لیا جائے اور نماز دوسرے دن پڑھی جائے۔ عید کی نماز کا وقت زوال سے پہلے پہلے (باقی برصغیر آئندہ)

### الفصل الثالث

۱۳۶۷۔ عن ابن جندبٍ قال أخبرني عطاء عن ابن عباس وجابر بن عبد الله قال لا تكبر يومك يوم الفطر ولا يوم الأضحي ثم سأته يعني عطاء بعد حين عن ذلك فأخبرني فقال أخبرني جابر بن عبد الله أن لا أذان للصلاة يوم الفطر حين يخرج الإمام ولا بعد ما يخرج ولا إقامة ولا نداء ولا شيء لائداء يومئذ ولا إقامة رواه مسلم.

۱۳۶۸۔ وعن أبي سعيد الخدري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج يوم الأضحي ويوم الفطر فيبدأ بالصلاة فإذا صلى صلواته قام فاقبل على الناس وهم جلوس في مصلاهم فإن كانت لهم حاجة بعث ذكره للناس أو كانت لهم حاجة بغير ذلك أمرهم بها وكان يقول تصدقوا تصدقوا أو كان أكثر ممن يتصدق النساء ثم يصرف فلم يزل كذلك حتى كان مروان بن الحنك فخرجت مخاضاً مروان حتى أتينا المصلى فإذا كثير بن الصلت

### تبیسری فصل

۱۳۶۷۔ ابن جریر فرماتے ہیں مجھے علماء نے ابن عباس اور جابر سے خبر دی۔ ان دونوں نے خبر دی کہ فطر اور اضحیٰ کے دن اذان نہیں دی جاتی تھی پھر میں نے اس کے متعلق کچھ عرصے کے بعد دریافت کیا۔ اس نے مجھے خبر دی کہا کہ مجھے جابر بن عبد اللہ نے اطلاع دی۔ فطر کی نماز کے لیے اذان نہیں تھی۔ نہ امام کے نکلنے کے وقت اور نہ ہی امام کے نکلنے کے بعد یعنی خطبہ کے لیے، نہ اقامت نہ کوئی آواز نہ ہی اس قسم کی کوئی آواز جسے اذان یا اقامت کہا جاسکے۔ (مسلم)

۱۳۶۸۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں آنحضرتؐ عید الاضحیٰ اور فطر کے دن نکلتے۔ سب سے پہلے نماز ادا فرماتے۔ جب نماز سے فارغ ہو جاتے۔ تو لوگوں کی طرف توجہ فرماتے اور لوگ سامنے نماز گاہ میں بیٹھے ہوتے اگر آپ نے کوئی لشکر بھیجا ہوتا۔ تو لوگوں سے اس کا تذکرہ فرماتے اس کے سوا کوئی اور ضرورت مہرتی تو اس کا ذکر بھی فرمادیتے۔ اور صدقہ کا بار بار حکم فرماتے۔ اور عود میں سب سے زیادہ صدقہ کرتے۔ پھر واپس تشریف لے آتے سنت مروان بن حکم کے زمانہ حکومت تک اسی طرح جاری رہی۔ میں مروان کی کمر میں ہاتھ ڈال رہے ہوتے نکلا۔ ہم نماز گاہ میں آئے وہاں کثیر بن صلت نے سہی اور

ہے اور روزہ کے انظار کے لیے دو آدمیوں کی شہادت لازمی ہے اور روزہ رکھنے کے لیے ایک آدمی کی۔

لہ اس مضمون کی حدیثیں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہیں کہ عید کی نماز میں اذان اور اقامت مشروع نہیں ہے۔

قَدْ بَنَى مِنْبَرًا مِنْ طَبِينٍ وَلَيْسَ فَإِذَا مَرَّ وَانْجَسَ عَنِ يَدَيْهِ كَانَتْ يَجُزِّي نَحْوَ النَّبِيِّ وَنَا أَجْرَهُ  
فَعَوَّ الصَّلَاةَ فَلَمَّا رَأَيْتُ خُلُقَ مِنْهُ قُلْتُ أَيْنَ الْإِبْتِدَاءُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ لَا يَا أَبَا سَعِيدٍ قَدْ تَرَكْتُ مَا  
تَعَلَّمْتُ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدَيْهِ لَا تَأْتُونَ بِحَيْرٍ مِمَّا أَعْلَمْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْصَرَفَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ایٹوں کا منبر بنا دیا تھا مروان مجھ سے ہاتھ پھڑا کر منبر کی طرف لے جانا چاہتے تھے۔ اور میں اسے نماز کی طرف لے جانا چاہتا تھا۔ میں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو میں نے کہا نماز سے پہلے ادا کرنے کا طریقہ کہاں گیا۔ مروان نے کہا ابو سعید جو تم جانتے ہو وہ متروک ہو چکا۔ میں نے کہا قطعاً نہیں۔ مجھے اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تمہیں میرے علم کے سوا کہیں خبر نہیں ملے گی۔ یہ من دفعہ فرمایا۔ پھر واپس چلا آیا۔



۱۰ عید کی نماز کے بعد خطبہ۔ یہ حدیث فصل اول میں پہلے گزر چکی ہے اور یہ مضمون بخاری میں بھی ہے۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ مروان نے مسجد نبوی کا منبر باہر عید گاہ میں نکلوایا۔ لیکن اصل یہ ہے کہ پہلے اس کا یہی ارادہ تھا کہ منبر نکلواتے لیکن جب صحابہ نفاں کو روکا تو اس نے منبر تو نہ نکلوایا لیکن بنوایا۔ پھر اس نے پہلے خطبہ دینا چاہا تو حضرت ابو سعید خدری نے اس کو روکا۔ اور پھر گیا کہ مطلب ایک تو یہ لیا گیا ہے کہ جب ابو سعید کے کہنے پر بھی مروان باز نہ آیا تو ابو سعید واپس آگئے اور اس کے ساتھ عید کی نماز پڑھی۔ اور دوسرا مطلب یہ لیا گیا ہے کہ مروان منبر چھوڑ کر نماز پڑھنے کی طرف آگیا اور بخاری کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

# بَابُ الْأُضْحِيَّةِ

## قربانی کا ذکر

قربانی کا جذبہ زندگی کا احساس ہے۔ اسلام نے حسبِ موقع انسان سے قربانی طلب فرمائی، حق و باطل کی آریزش جہاں تھا کو پہنچ جائے تو قتال کا حکم دے کر انسان سے اس کی جان کی قربانی طلب فرمائی گئی۔ ان اللہ اشتري من المؤمنین افسلمہ و اموالہم بایان للہم الجنة (اللہ نے جنت کے عوض اہل ایمان سے ان کے مال اور جان خرید لی ہے۔ لیکن تالوا لہم حتی تنفقوا مما تاتونکم (نساء) جیت تک دل پسند چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرو تمہیں بھلائی نہیں مل سکتی۔ اس قسم کی آیات قرآن عزیز میں کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔

زکوٰۃ مستحق سالانہ قربانی ہے جسے مال کی ایک خاص مقدار پر فرض فرمایا گیا ہے۔ یہ بھی قربانی کی ایک خاص صورت ہے۔ اس کے علاوہ صدقات کی مختلف اقسام ہیں۔ جسے طوعاً اور تطوعاً مقرر فرمایا گیا ہے۔ یہ نفعی صدقات اختیار فرمائی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اسی طرح خون کی قربانی کو بھی اسلام میں خاص مقام اور اہمیت حاصل ہے۔ عقیدت یعنی جو قربانی بچوں کی ولادت کے موقع پر کی جاتی ہے۔ اس مال کی قربانی سے جرات بھی پیدا ہوتی ہے۔ حج میں بعض نقائص کی بنا پر حرامانہ کے طور پر قربانی کا حکم فرمایا گیا۔

ایام حج میں حج کی بعض صورتوں میں قربانی واجب ہے۔ جیسے قرآن اود تمتع اس میں بھی مال کی قربانی کے ساتھ ذبح کرنے اور خون بہانے کی عادت ڈالی گئی ہے۔

ظاہر ہے کہ حج ۸۵ میں فرض ہوا، فرضیت کے بعد پہلا حج آنحضرت کے حکم سے حضرت ابو بکر اور حضرت علی اور بہت صحابہ نے ۹۵ میں کیا، فرضیت کے بعد پہلا حج آنحضرت نے ۱۰۵ میں کیا۔ اس کے قریب ۸۰ دن بعد آنحضرت نے اس دنیا سے انتقال فرمایا۔ اس حج کے موقع پر آنحضرت نے ایک سوا اونٹ قربانی کیا۔ اس حج میں آنحضرت کے ساتھ قریباً ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ شریک ہوئے۔ جن میں سے بعض نے تمتع کیا اور بعض نے قرآن ریب نے حسبِ توفیق قربانی کی لازماً گوشت کی کثرت ہوگی۔ مگر قربانی کے حکم میں کوئی رعایت نہیں فرمائی۔ آنحضرت کو یہ فکروا منگیر نہیں تھی کہ گوشت ضائع ہوگا، مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ برباد ہوگا۔

آنحضرت نے ۱۰۵ نبوی میں ہجرت فرمائی۔ ہجرت کے بعد قریباً دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ اس

اشارہ میں آنحضرت ہمیشہ قربانی فرماتے رہے۔ کبھی ایک دن یہ کبھی دو کبھی گلٹے۔ اپنی طرف سے اور اپنے اہل کی طرف سے بھی قربانی فرماتے رہے۔

گوشت کو سمیٹنے کے لیے قربانی بند نہیں فرمائی۔ البتہ علی اختلاف المسالک جازت فرمائی کہ یوم الاضحیٰ کے علاوہ دودن یا تین دن قربانی کی جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ غرباء اور مساکین اس وقت آج سے کہیں زیادہ موجود تھے۔ گوشت کے علاوہ ان کی اور بھی ضروریات موجود تھیں۔ لیکن قربانی روک کر ان ضرورتوں کی اہمیت پر زور نہیں دیا۔

قرآن عزیز نے جاہلیت کی قربانی کا ذکر فرمایا ہے (بحیرہ۔ ساثرہ۔ وصیلہ۔ حام) ان کی نوعیت تخیل و تحریم پر تنقید فرمائی۔ قربانی اور ذبح کو روکنے کی طرف قطعاً توجہ نہیں فرمائی۔

اصحیہ بھی اسی قسم کا ایک صدقہ ہے۔ اس کے لیے تاکید فرمائی کہ جو شخص استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کرتا وہ ہمارے ساتھ عید کی نماز میں شریک ہونے کی کوشش نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ استطاعت کے ہوتے ہوئے یہ صدقہ خون ہی کی صورت میں ادا ہوگا۔ یہاں تک اس بنیاد کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے کہ رقم کا کتنا روپیہ صرف ہوا۔ نہ کبھی اس طرح سوچا گیا کہ یہ روپیہ آیا یا برباد ہوا۔

قوم کا مزاج۔ اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ اس قسم کے مصارف کو پسند کرتا ہے۔ مساجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ کوڑوں کی تین کو برباد کیا اور کوڑوں کو پیہ اور صرف کیا۔ سرائیں بنائیں، اندر سے بنائے۔ رباط تقسیم کیے۔ کوڑوں کو پیہ صرف فرما کر، لاکھوں روپیہ صرف فرما کر مسرت محسوس کی۔ یقین فرمایا کہ یہ روپیہ برباد نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے جو دوستوں کے بنک میں یہ اکاؤنٹ ہمیشہ کے لیے جمع ہو گیا۔ یہ سہ ماہیہ اس وقت کام آئے گا۔ جب انسان کے پاس ایک پائی موجود نہ ہوگی۔

اگر قربانی ربا کاری اور دکھاوے کے لیے کی جائے۔ تو واقعی ممنوع ہے۔ یہ جمع ہی نہیں ہوتی۔ یہیں منافع ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس بنک میں یہ شرط ہے کہ اس سرمایہ میں کسی مخلوق کی طرح اشتراک نہ ہو تو پھر یہ خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے خزانہ میں جمع ہو جاتا ہے جو لوگ اللہ کے پاس جمع ہونے کو اضاعت اور بربادی سے تعبیر کرتے ہیں۔ انہیں یقین نہیں کہ صدقہ آئندہ ملے گا۔ انہیں واقعی اپنا روپیہ محفوظ رکھنا چاہیے۔ خسار دنیا و الاخرۃ ذلک هو الخسران المبین۔



## الفصل الاول

۱۳۶۹۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَعَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْبِشُ بَيْنَ أُمَّلِحَيْنِ أَقْرَبَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدَيْهِ وَسَأَى وَكَبَّرَ قَالَ مَا بَيْنَهُمَا وَاصْنَعَا قَدَامَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا وَيَقُولُ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ مُتَمَنِّعٌ عَلَيْهِ -  
 ۱۳۷۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشِ أَقْرَبَيْنِ يَطَأُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ فَإِنِّي بِهِ لِيَضْحِكُ بِهِ قَالَ يَا عَائِشَةُ هَلِ لِي مِنَ الْمُنْيَةِ ثُمَّ قَالَ اشْحَبِيهَا بِحَجَبٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَخَذَاهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي مُحَمَّدًا وَإِلَى مُحَمَّدًا وَمِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَعَنِي بِهِ رَوَاهُ مُلَوِّدٌ

### پہلی فصل

۱۳۶۹۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے سینک والے دو ابن و بنے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ وہ اپنا قدم ان کے پیلو پر رکھے ہوئے تھے۔ اور بسم اللہ اللہ اکبر میں اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اور اللہ بہت بڑا ہے (فرما رہے تھے) (مسلم بخاری)  
 ۱۳۷۰۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے ایک سینکوں والا ذنب لانے کا حکم دیا۔ جس کے پاؤں پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں۔ چنانچہ اسی قسم کا ذنب لایا گیا۔ تاکہ آپ قربانی کریں۔ فرمایا عائشہ چھری لاؤ پھر فرمایا۔ اسے پتھر پر تیز کرو۔ میں نے اسی طرح کیا۔ پھر آپ نے چھری لے کر ذنب کو پکڑا اور اسے لٹا کر ذبح کیا۔ پھر فرمایا۔ بسم اللہ اللہم تقبل من محمد وال محمد ومن امت محمد (میں اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں)۔ اے اللہ قبول کر محمد آل محمد اور محمد کی امت کی طرف سے (پھر اسے ذبح فرمایا)۔ (مسلم)

لہ قرآنی کرنے کا طریقہ :- اس حدیث کو احمد اور تمام اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اس میں وہیں ہے کہ بسم اللہ کے ساتھ اللہ اکبر کو بھی بلایا جائے اور مستحب ہے کہ قربانی کے دائیں پیلو پر پاؤں رکھا جائے اور جانور کو بائیں پیلو پر لٹا دیا جائے تاکہ ذبح کرنے والے کو آسانی رہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ذبح جانور یا وہ سے بہتر ہے کہ اس کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے اور سنت یہ ہے کہ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور اگر خوردہ کر سکے تو پاس کھڑا ہو جائے۔ اکثر کے نزدیک قربانی سنت ہے۔ امام ابو حنیفہ صاحب نصاب مقیم پر قربانی واجب کہتے ہیں اور جہنم نے کہا ہے کہ قربانی مسافر کے لیے بھی ویسے ہی مشروع ہے جیسے مقیم کیلئے۔ لہ اس حدیث کو ابو ایوب نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں ابویوب لٹاری کی حدیث ابن ماجہ میں بھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایک بجزی پور سے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے۔



۱۳۷۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوا الْأَمْسِيَّةَ إِلَّا أَنْ يَغْسِرَ عَلَيْكُمْ فَنَتَابِحُوا جَدَاعَةَ مِنَ الضَّحَاكِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۲۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ عَمَّا يُقْسِمُهَا عَلَى حَبَابِئِهِ ضَحَايَا فَبَنَى عَتُودًا فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِيْبٌ بِهِ أَنْتَ وَرِوَايَةٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَضَابَنِي جَدَاعٌ قَالَ ضَحِيْبٌ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۷۳۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيَسْحَرُ بِالْمَصْلِيِّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۷۱۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا اُمسیتہ (جس کے رودانت نکلے ہوں) ذبح کرو۔ اگر مشکل ہو جائے تو جذعہ ایک سال کا ذبح کر لو۔ (مسلم)

۱۳۷۲۔ عقبہ بن عامر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے اسے بکری کی قربانیاں دیں، مگر وہ صحابہ میں تقسیم فرمادیں صرف ایک بکری کا بچہ باقی رہ گیا، اس نے آنحضرت سے یہ تذکرہ فرمایا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اسے تم ذبح کر لو۔ ایک روایت میں ہے میں نے عرض کیا، حضرت میرے حصّہ میں ایک جذعہ آیا ہے۔ فرمایا اسے تم ذبح کر لو۔

۱۳۷۳۔ ابن عمر فرماتے ہیں آنحضرت ذبح بھی نماز گاہ میں فرماتے تھے۔ اور سحر بھی وہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

۱۔ بھینٹ کے جذعہ کی اجازت: اس حدیث کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اُمسیتہ وہ ہے جس کے آگے کے رودانت بڑے ہو جائیں۔ بکریوں کا اُمسیتہ دوسرے سال اور گائے بھینس کا تیسرے سال میں ہو جاتا ہے اور اونٹ چھٹے سال میں اور بھینٹ کا جذعہ وہ ہے جس پر ایک سال پورا ہو جائے اور بعض نے کہا ہے جس کے چھ مہینے پورے ہو چکے ہوں۔ اس حدیث کو علماء نے استحباب پر محمول کیا ہے کیونکہ جمہور نے دوسرا جانور ہوتے ہوئے بھی جذعہ کی قربانی کو جائز رکھا ہے اور غنم کا لفظ اسم جنس ہے اور بھینٹ بکری وغیرہ پر بولا جاتا ہے۔ اور بھینس گائے کی جنس میں شمار ہے۔ اور قربانی گائے بھینٹ اور بکری کے جانوروں سے ہے خواہ مادہ ہوں یا نر۔

۲۔ بکری کا اُمسیتہ ہی ہو سکتا ہے۔ اس کو ابو داؤد کے سوا باقی اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ عنود بکری کا وہ بچہ ہے جو ایک سال کا ہو اور چونکہ بکری کا اُمسیتہ دو سال بعد ہوتا ہے اس لیے بکری کا ایک سال کا بچہ جائز نہیں ہے اور بھینٹ کا جائز ہے۔

۳۔ یہ حدیث پہلے گزرنے والی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عید گاہ میں قربانی کرنا مستحب ہے تاکہ تقراء اور مساکین کو گوشت وصول کرنے میں آسانی رہے۔

۱۳۷۴۔ وَعَنْ جَابِرَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَقْرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجُذُورَ عَنْ سَبْعَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَاللَّفْظُ لَنَا۔

۱۳۷۵۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَأَمَّا إِذَا بَعْضُكُمْ أَنْ يُضْحِيَ فَلَا يَمْسَ مِنْ شَعْرِهِ وَكَبَشْرِهِ شَيْئًا وَفِي رِوَايَةٍ فَلَا يَأْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يَقْلِمَنَّ ظُفْرًا وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ رَأَى يَهْلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَمَّا إِذَا أَنْ يُضْحِيَ فَلَا يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أظْفَارِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۶۔ وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرَةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ وَ

۱۳۷۴۔ جابر فرماتے ہیں، آنحضرت نے فرمایا گائے اور اونٹ سات سات آدمیوں سے کفایت کر سکتے ہیں۔ (مسلم ابوداؤد بلغظم)

۱۳۷۵۔ مسلم نے فرمایا جب عشرہ داخل ہو جائے۔ اور تم قربانی کا ارادہ رکھتے ہو تو پھر سے اند بالوں کو مت پھیرو۔ یعنی حجامت نہ بناؤ۔ ایک روایت میں ہے بالوں کو مت کمر آؤ۔ اور ناخن مت کاٹو۔ ایک روایت میں ہے۔ جو آدمی ذوالحجہ کا چاند دیکھے۔ اور قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے سال اور ناخن نہ کاٹنے چاہئیں۔ (مسلم)

۱۳۷۶۔ ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ عشرہ ذی الحجہ میں نیک اعمال اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت جہاد بھی اتنا پسندیدہ نہیں فرمایا۔ جہاد بھی نہیں۔ مگر جو آدمی مال اور جان لے کر اللہ

لے گا گائے کی قربانی میں سات شریک ہو۔ اس کو بقیہ اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گائے اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور اس پر جہود کا اتفاق ہے۔ اسحاق بن راہویہ اور ابونعیم میں دس آدمیوں کی شرکت کے قائل ہیں۔ اور ان کی دلیل ابن عباس کی حدیث ہے جس کو ابوداؤد کے سوا سب اہل سنن اور احمد نے روایت کیا کہ ہم سفر میں تھے عید اصحی آگئی۔ ہم ایک اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے اور اس کی سندا اچھا ہے۔ بعض نے اسے منسوخ کہا ہے لیکن نسخ کی دلیل کوئی نہیں۔

۱۳۔ قربانی دینے والا حجامت نہ نہوائے۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو وہ ذوالحجہ شروع ہونے کے بعد بال اور ناخن نہ کاٹوائے تاکہ پورا جسم آگ سے آزاد ہو جائے اور کوئی جزائی نہ نہ جائے اس میں اختلاف ہے کہ یہ نہی تحریمی ہے یا تنزیہی تو حقیقت یہ ہے کہ یہ نہی تحریمی ہے تحریمی نہیں ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْإِرْجُلُ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمَّا رَجِعَ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

### الفصل الثاني

۱۳۷۷: عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَخَّرْتُ لِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّبِيِّ كَبْشَيْنِ أَقْرَبَيْنِ أَمْلَجَيْنِ مَوْجُومَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ ابْنِي وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلَى مِثْلِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَن مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ ذَخَّرَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَاللَّاحِظِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ وَابْنُ دَاوُدَ وَالْتِمِيزِيُّ ذَخَّرَ بِبَيْدِهِ وَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُمَّ هَذَا عَنِّي وَعَنْ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْ أُمَّتِي .

اللہ کی راہ میں نکلا۔ اور کچھ بھی واپس نہ لایا (بخاری)

### دوسری فصل

۱۳۷۸: جابر فرماتے ہیں آنحضرت نے ذبح کے دن دو اہل سنوں والے خسی و سبے ذبح کئے جب ان کا رخ قبلہ کی طرف کیا۔ تو فرمایا ابْنِي وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَن مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ میں نے ابراہیم کی ایک طرف ملت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے چہرے کو متوجہ کیا اور میں مشرک نہیں ہوں۔ میری نماز قربانی زندگی موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے ہی حکم دیا گیا ہے اور میں مسلم ہوں۔ اے اللہ یہ قربانی تیری ہی عنایت ہے اور تیرے ہی لئے ہے محمد اور اس کی امت کی طرف سے میں اے اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اور اللہ بہت برتر ہے پھر آپ نے ذبح کر دیا (احمد ابو داؤد ابن ماجہ دارمی احمد اور ابی داؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا اور بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُمَّ هَذَا عَنِّي وَعَنْ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْ أُمَّتِي۔ (میں اے اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اللہ بہت بڑا ہے۔ یہ ان لوگوں کی طرف سے ہے جن کو میری امت سے قربانی کی استطاعت نہیں ہے۔

۱۳۷۹: فضیلت والے دن اور رات اس کو نئی کے سوا اہل سن اور طرائف نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان دنوں میں نیکی کا ثواب بہت بڑھ جاتا ہے اور ان دنوں کی فضیلت یوم عرش کی وجہ سے ہے اور دنوں میں سے یہ دن سب سے افضل ہیں اور راتوں میں سے رمضان شریف کی راتیں سب سے افضل ہیں کیونکہ ان میں بیاد القدر ہے۔

۱۳۷۸۔ وَعَنْ حَنْشٍ قَالَ نَأَيْتُ عَلِيًّا يُصْحِي بِكَبْشَيْنٍ فَقُلْتُ لِمَ مَاهَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُصْحِي عَنْهُ فَإِنَا أُصْحِي عَنْهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَنَحْوُهُ.

۱۳۷۹۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ أَمْرًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ نَسْتَشْرِفُ الْعَيْنَ وَالْأَذْنَ وَأَنْ لَا نُصْحِي بِمُقَابَلَتِهَا وَلَا مَدَا أَبْرَةٍ وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاللَّارِجِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَأَنْتَهَتْ رَوَايَتُهُ إِلَى قَوْلِهِمَا وَالْأَذْنَ.

۱۳۸۰۔ وَعَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُصْحِي بِأَعْضَابِ الْقُرَّانِ وَالْأَذْنَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

۱۳۸۱۔ وَعَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ مَاذَا يَنْقِي مِنَ الصَّخَابِ فَأَشَارَ بِبِيَدِهِ فَقَالَ أَرْبَعًا الْعُرْجَاءُ الْبَيْنُ ظُلْعُمَا وَالْعَوْرَاءُ الْبَيْنُ عَوْرَهَا وَالْمِرْبَعَةُ الْبَيْنُ مِرْضَهَا وَالْجَفَاءُ الَّتِي لَا تَنْقِي رَوَاهُ مَالِكٌ وَاحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاللَّارِجِيُّ

۱۳۸۲۔ عشق فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علی کو دیکھا۔ آپ نے دودھ سے ذبح کئے۔ میں نے کہا۔ یہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے آنحضرت نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کی طرف سے قربانی کروں۔ میں آپ کی طرف سے کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

۱۳۸۳۔ حضرت علیؑ نے فرمایا آنحضرتؐ نے ہم کو حکم کیا کہ ہم آنکھ اور کان کو خوب دیکھ لیں اور فرمایا ہم ایسی قربانی کریں جس کا کان اگلی طرف سے نہ پھٹا ہو۔ یا پھلی طرف سے نہ پڑا ہو۔ اور نہ جس میں گول سوراخ ہو۔ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی ابن ماجہ کی روایت الاذان تک ختم ہو گئی۔

۱۳۸۴۔ حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے سینگ کٹی اور کان کٹی قربانی سے منع فرمایا (ابن ماجہ) ۱۳۸۵۔ براؤٹین غائب فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ سے اس قربانی کے متعلق سوال کیا گیا جس سے بچنا چاہیے آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ چارے لنگڑی جس کا سنگو اپن نمایاں ہو۔ اور کان کی جس کا کاننا ہونا ظاہر ہو۔ اور بیار جس کی بیماری ظاہر ہو۔ اور اس قدر دہلی کہ جس کی ہڈیوں میں چربی نہ ہو۔ (مالک احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

ملہ نقص دار جانور نہ ہونا چاہیے۔ اس کو ابن حبان۔ حاکم۔ بیہقی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ ملا تظنی نے اسے معلول اور کوقوف کہا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح اور حضرت علیؑ کی دوسری حدیث کو احمد اور یقیراہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذر نے اسی پر کثرت کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ اور براء کی حدیث کو ابن حبان۔ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ان تینوں حدیثوں کا معنون ایک ہی ہے کہ قربانی کے جانور کو اچھی طرح دیکھ لیا جائے کہ اس کی آنکھ۔ کان۔ سینگ اور دم میں کوئی کمی نقص نہ ہو۔

۱۱۳۸۲۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْحَى بِكَيْشٍ أَقْرَنَ فَيُنْظَرُ فِي سَوَادٍ وَيَأْكُلُ فِي سَوَادٍ وَيَسْتَبِي فِي سَوَادٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۱۱۳۸۳۔ وَعَنْ جُهَيْشٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِنَّ الْجَدَاعَ يُؤْتِي مِثَابِي مِنْهُ النَّخِي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۱۱۳۸۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نِعْمَتِ الْأُضْحِيَّةِ الْجَدَاعُ مِنَ الضَّانِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

۱۱۳۸۵۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَخَضَّ الْأُضْحِيَّ فَاسْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةَ وَفِي الْبَعِيرِ عَشْرَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ

۱۱۳۸۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمَلٌ أَدْرَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّهْيِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّهْرِ وَإِنَّهُ لَيَأْتِي بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ بِمَاءٍ وَنَهَارًا وَأَشْعَارَهَا وَأَطْلَافِهَا وَإِنَّ الدَّمَ

۱۳۸۲۔ البوسنیہ فردی فرماتے ہیں۔ آنحضرت سینگوں والا زبرد بازخ کرتے تھے۔ جس کی آنکھیں سیاہ ہوتیں  
منہ سیاہ ہوتا اور پاؤں سیاہ ہوتے۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۱۳۸۳۔ مجاشع جو قبیلہ بنی سلیم سے تھے۔ روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ جہاں تینیہ درست ہے وہاں جذع بھی درست ہے۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۱۳۸۴۔ البرسریرہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سند بھڑکا بڑھدہ بہترین فرمائی ہے۔ (ترمذی)

۱۳۸۵۔ ابن عباس فرماتے ہیں ہم آنحضرت کے ساتھ سفر میں تھے۔ اور عید الاضحیٰ آگئی۔ ہم گائے میں سات آدمی

شریک ہوئے۔ اور اونٹ میں دس (ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن عزیز ہے)

۱۳۸۶۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہر کے دن کوئی عمل خون بہانے سے زیادہ افضل نہیں قیامت

کے دن وہ سینگ بال اور کھروغیرہ سب چیزیں لائے گا اور خون زمین پر گرنے سے پیشتر اللہ تعالیٰ کے پاس قبولیت کے

۱۔ مجاشع بن سعد بن ثلبہ صحابی میں۔ صحابہ میں۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جیسے بکری کے مسنہ نپے کی قربانی جائز ہے ویسے ہی بھیر کے  
جذع کی قربانی بھی جائز ہے اور جذع وہ ہے جس کا ایک سال پورا ہو چکا ہو۔ اس حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۲۔ عید الاضحیٰ میں اس حدیث پر بحث جابر کی حدیث کے تحت گزر چکی ہے جو پہلی فصل میں گزر چکی ہے اور یہاں سفر کا تذکرہ قید  
اتفاقی کی صورت میں ہے قید امتزازی نہیں۔

يَتَّقِعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ بِالرُّضِ فَيَطْبِقُوا بِهَا نَفْسًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۱۱۳۸۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ أَنْ يَتَّبَعَنَّ لَكُمْ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سِنِيَّةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدَارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ -

### الفصل الثالث

۱۱۳۸۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحَى يَوْمَ النَّحْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ يُعْبَدُ أَنْ صَلَّى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَسَمِعْتُ فَادًا أَهْوَيْدِي لِحُجَّتِهِ أَصَابِي قَدَّ بِعَتُّ قَبْلَ أَنْ يَهْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ أَوْ نُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَفِي رِوَايَةٍ

لئے بیچ جاتا ہے، تم لوگوں کو خوش ہونا چاہیے۔ (ترمذی - ابن ماجہ)  
۱۳۸۷۔ البوم ہریخے فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ عشرہ ذی الحج کے برابر کسی دن میں عبادت افضل نہیں۔  
اس کے ہر دن کا روزہ سال کے روزوں کے برابر ہوتا ہے۔ ترمذی ابن ماجہ ترمذی نے کہا اس کی سند ضعیف ہے۔

### تیسری فصل

۱۳۸۸۔ جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ نَسِيَ فَرَاغَ نِيَّامِهِ فِي نِجْمٍ مِنْ نِجْمَاتِ النَّجْمِ فِي يَوْمِ النَّحْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ يُعْبَدُ أَنْ صَلَّى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَسَمِعْتُ فَادًا أَهْوَيْدِي لِحُجَّتِهِ أَصَابِي قَدَّ بِعَتُّ قَبْلَ أَنْ يَهْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ أَوْ نُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَفِي رِوَايَةٍ

لے قربانی کرنے کا ثواب کتنا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اس کے پورے شواہد و روایات بھی ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایامِ عمر میں سب سے زیادہ محبوب کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کرنا ہے اور اس کا ثواب بھی بہت زیادہ رکھتا ہے کہ قربانی کے جسم کے بالوں کے برابر اس کو نیکیاں ملیں گی اور اس کا کھانا، پینا، بول، دوزار، چیرا اور جھڑی وغیرہ سب اس کی نیکیوں میں تسے جائیں گے اور یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اس لیے زیادہ محبوب ہے کہ اس سے وہ ہذیر پیدا ہوتا ہے جو حضرت اسمعیل کو خدا کے نام پر ذبح کرتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں تھا کہ خدا کے نام پر ہر چیز کو قربان کر دینا چاہیے اور یہ اسی نبی کے قیمت والا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی آدمی قربانی کی قیمت لیے وعدہ کر دے تو اس کو وہ اجر نہیں مل سکتا جو قربانی میں ملتا ہے۔

عشرہ ذی الحج کی فضیلت، ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اس کو عرف سود بن ماضی نے ناس بن تم سے روایت کیا ہے اور میں نے اس بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو کہنے لگے اس کا صرف یہی ایک طریق ایک طریق ہے اور سود بن ماضی ضعیف ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ لَمْ يَخْطُبْ لَمْ يَزِدْ بَعْثًا وَقَالَ مَنْ كَانَ ذِيهِ قَبْلَ أَنْ  
يُصَلِّيَ أَوْ نُصَلِّيَ فَلْيَدِّمْ بِحُمْرِ أُخْرَى مَكَاتِمَهَا وَمَنْ لَمْ يَدِّمْ بِحُمْرِ أُخْرَى فَلْيَدِّمْ بِحُمْرِ الْأَرْضِ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ  
۱۳۸۹. وَعَنْ نَافِعِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ الْأَضْحَى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحَى مَا وَدَّ اللَّهُ مَالِكًا وَقَالَ بَلْعَنِي  
عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَشَلَّةٍ -

چاہیے۔ ایک روایت میں ہے آنحضرت نے نحر کے دن نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ کیا۔ پھر ذبح کیا۔ پھر فرمایا جس نے  
نماز سے پہلے ذبح کیا۔ یا اس سے پیشتر کہ ہم نماز پڑھیں۔ اسے اس کی بجائے قربانی ذبح کرنا چاہیے جس  
نے اب تک جانور ذبح نہیں کیا اسے اب اللہ کے نام سے ذبح کر دینا چاہیے۔ (بخاری مسلم)  
۱۳۸۹۔ نافع بن عبد اللہ بن عمر سے روایت فرماتے ہیں۔ عید الاضحیٰ کے بعد قربانی دو دن تک ہے۔ (مالک) اور فرمایا جو  
سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) لیکن اس کا ایک شاہد یہی ہے کہ اس کی سند اچھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دنوں میں  
عبادت ویسے ہی بہت زیادہ افضل ہے اور پھر قربانی کا عمل جو ان دنوں میں اور تمام اعمال سے افضل ہے وہ تو بہت زیادہ افضل ہو جائیگا۔  
لہٰذا قربانی کے دن کتنے ہیں؟۔ اس باب کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قربانی کا ابتدائی وقت عید کی نماز پڑھنے کے بعد ہے اور اس سے پہلے  
جاڑ نہیں ہے اور اس کے آخری وقت میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف، مالک اور احمد بن حنبل عید کے بعد دو دن قربانی جائز سمجھتے ہیں یعنی  
دس۔ گیارہ۔ بارہ اور امام شافعی اور اہل حدیث قربانی کے چار دن سمجھتے ہیں یعنی دس۔ گیارہ۔ بارہ اور تیسرہ۔ یعنی عید کے بعد تین دن۔ دلائل  
کی روشنی میں چار دن والا مذہب قوی معلوم ہوتا ہے۔ ابن عباس۔ حضرت علی۔ امام شافعی۔ عمر بن عبد العزیز۔ امام ابو یوسف۔ علامہ ابن قیم  
امام ابن تیمیہ۔ امام نووی۔ امام نووی۔ امام مالک یہ سب حضرات اس پر متفق ہیں کہ ایام تشریق تیرہ تاریخ تک ہیں اور آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایام تشریق پورے کے پورے قربانی کے دن ہیں متفق۔ ابن حبان دارقطنی وغیرہ میں یہ حدیث موجود ہے  
اور صحیح ہے۔

لہٰذا قربانی کتنے دن ہو سکتی ہے؟ ان بلاغات کی سند من ہے اور حضرت علی کی وہ حدیث جس کی طرف امام مالک نے اشارہ کیا ہے  
اس کو ابن عبد البر نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ ایام معدودات عید کا دن ہے اور دو دن اس کے بعد لیکن جبیر بن مطعم  
کی وہ حدیث جس میں ہے کہ ایام تشریق مارے کا سارا وقت ذبح کرنے کا وقت ہے اس میں ایام تشریق تیرہ تاریخ تک ہیں اور کچھ حدیث  
میں لیا گیا ہے کہ فلاں فلاں حضرات ایام تشریق یوم النحر کے بعد تین دن سمجھتے ہیں۔ اگر زیادہ تفصیل منظور ہو تو زاد المعاد ابن تیمیہ جلد اول ص ۲۵۴  
اور عمدۃ القاری جلد ۴ ص ۳۹۹ ملاحظہ فرمائیں۔ بعض حضرات نے جبیر بن مطعم کی حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ اس کی سند (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۳۹۰۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَعِّي رِزَاةَ التَّيْمِيَّاتِ۔

۱۳۹۱۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الْأَضْحَى قَالَ سُنَّةٌ أُبَيِّكُمُ ابْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَكُلُّ شَعْرَةً حَسَنَةً قَالُوا فَالضُّوْفُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَكُلُّ شَعْرَةً مِنْ الضُّوْفِ حَسَنَةً رِزَاةً أَسْمَلًا وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۳۹۰۔ ابن عمر نے فرمایا۔ آنحضرت مدینہ منورہ میں دس سال اقامت پذیر رہے اور قربانی فرماتے رہے (تذی)۔  
 ۱۳۹۱۔ زید بن ارقم فرماتے ہیں۔ صحابہ نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ یہ قربانی کیا چیز ہے، فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ہمیں اس سے کیا اجر ملے گا، فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی فرمایا چشم کا بھی یہی حکم ہے۔ اس کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔ (احمد۔ ابن ماجہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) منقطع ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عباس نے اپنی صحیح میں اس کو موصول طریق سے بھی روایت کیا ہے۔ اصلی بات یہ نہیں کہ حدیث کی صحت محل نظر ہے بلکہ اصل وجہ تقلید ہے جس کی بنا پر مذہبی تعصب یہ فخر پیش کرتا ہے۔  
 ۱۳۔ قربانی سنت مومکہ ہے۔ ۱۱۱۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا۔ یہ حدیث بھی قربانی کے فزوری ہونے کی دلیل ہے کیونکہ آنحضرت نے اس پر ہمیشگی فرمائی۔ جمہور قربانی کو سنت مومکہ کہتے ہیں اور یہ ہجرت کے دوسرے سال شروع ہوئی۔  
 ۱۴۔ اسلام میں قربانی کی اہمیت، اس کو ترمذی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے یہ حدیث بذات خود تو اتنی قوی نہیں لیکن باب کی دوسری حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں کہ یوم النحر میں اللہ کے نزدیک سب سے پیارا عمل قربانی کرنا ہے۔



## بَابُ الْعَيْتَةِ

### الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۳۹۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرْعَ وَلَا عَيْتَةَ قَالَ وَالْفَرْعُ  
أَوَّلُ زَيْتِجٍ كَانَ يُنْتَجَبُ لَهُمْ كَالْوَيْبِ بِحُكْمِهِ لَهَوُا عَيْتَهُمْ وَالْعَيْتَةُ فِي رَجَبٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

### الْفَصْلُ الثَّانِي

۱۳۹۳: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ كُنَّا وَفَوْقًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُفَةُ فَسَمِعْتُهُ

## عئیرہ کا بیان

### پہلی فصل

۱۳۹۲: ابو ہریرہؓ سے روایت فرماتے ہیں نہ فرع درست ہے نہ عئیرہ اور فرمایا فرع وہ جانور ہے  
جو سب سے پہلا بچہ پیدا ہو۔ تو اسے فرع کہتے تھے۔ اسے بتوں کے نام ذبح کرتے تھے اور عئیرہ رجب میں  
ذبح کیا جاتا تھا۔ (بخاری مسلم)

### دوسری فصل

۱۳۹۳: حنف بن سلیم فرماتے ہیں۔ ہم میدان عرفات میں آنحضرت کے ماتھ ٹھہرے ہوئے تھے میں نے سنا

۱۔ جاہلیت میں لوگ ذبحا بھری قربانی کے علاوہ بھی کسی قسم کی قربانیاں کرتے تھے بعض عاڈہ اور بعض مشرکانہ رسوم کے تحت۔ فرع عئیرہ اور رعبہ بھی  
اسی قسم کی قربانیاں تھیں ان میں فرع بالکل مشرکانہ تھی یعنی جانور کا پہلا بچہ بتوں کے نام پر دے دیتے تھے اس سے بالکل روک دیا گیا۔ عئیرہ اور رعبہ خاص وقت  
میں کی جاتی تھیں ان کی صحت میں بعض روایات آئی ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ بھی درست نہیں ہیں جن احادیث سے اجازت ظاہر ہوتی ہے وہ ضعیف ہیں  
قربانی کے سوا کوئی وقت قربانی نہیں کیونکہ قرابت بھی شارع کا حق ہے امت کو یہ حق نہیں کرا پنجا طرف سے کس دن یا وقت کا تعین کریں۔

۲۔ مشرکانہ قربانیاں ممنوع ہیں۔ اس کو احمد اور اہل سنت نے بھی روایت کیا ہے اور احمد میں اتنا زیادہ ہے کہ عئیرہ اور فرع  
اسلام میں نہیں ہے اور بعض حدیثوں سے ان کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ تطبیق کی صورت بعض علماء نے اختیار کی ہے وہ یہ کہ مشرک تو اپنے  
بتوں کے لئے یہ قربانیاں کرتے تھے وہ تو حرام ہیں اور اگر ان کو خدا تعالیٰ کے لئے ذبح کیا جائے تو یہ جائز ہیں اور اسی باب میں جن حدیثوں  
میں مانعت آئی ہے ان سے وجوب کی نفی مراد لینا چاہئے اور جن حدیثوں میں جواز آیا ہے ان کا استحباب پر محمول کرنا چاہئے۔

يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ بَيْتٌ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةٌ وَعَبِيرَةٌ هَلْ تَدَارُونَ مَا الْعَبِيرَةُ هِيَ الَّتِي تَسْمُرُنَهَا الرَّجِيَّةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبْنُ جَابِرٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَادِيثٌ غَرِيبٌ ضَعِيفٌ لِإِسْنَادِهِ وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ وَالْعَبِيرَةُ مَنْسُوخَةٌ.

### الفصل الثالث

۱۱۳۹۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرٌ يُؤْتَى بِهِ الْأُمَمُ عِبَادًا جَعَلَهُ اللَّهُ يَهْدِيهِ الْأَقْبَةَ قَالَ لِمَا رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ كُنَّا جَدًّا الْأَمِينَةَ أَمْحَى أَفَأَضْحِي بِهَا قَالَ لَا وَلَكِنْ خُدًا مِنْ شَعْرِكَ وَأَظْفَارِكَ وَتَقْصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذَلِكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللَّهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

آپ فرماتے تھے۔ اے لوگو! ہر گھر والوں پر ایک قربانی یا عتیقہ ہے۔ جاننے ہو عتیقہ کیا ہے۔ وہی جسے تم رجبیہ کہتے ہو۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی ابن ماجہ ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ اور اس کی سند ضعیف ہے۔ ابوداؤد فرماتے ہیں۔ عتیقہ منسوخ ہے۔

### تیسری فصل

۱۳۹۴۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا مجھے انھی کے دن کا حکم کیا گیا ہے۔ اس امت کے لئے اسے عید مقرر فرمایا ہے۔ ایک آدمی نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول اگر مجھے دو سو دیتے والے مال کے سوا کوئی جانور نہ ملے۔ کیا میں اسے ذبح کر دوں۔ فرمایا نہیں۔ لیکن تم اپنے مال ناخن صاف کرو۔ لیوں کے بال کاٹو اور زینات کے بال منڈاؤ۔ اللہ کے ہاں یہ آپ کی پوری قربانی ہوگی۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

۱۴۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابوداؤد عامر بن خطاب نے اسے مجہول کہا ہے لیکن اس کا تائید بنیضہ بذیل کی روایت سے ہوتی ہے جو پہلے گزر چکی ہے اور ایک حدیث عمارت بن عمرو کا۔ احمد۔ نسائی۔ بیہقی اور حاکم میں بھی ہے اور اس کو بیہقی اور حاکم نے صحیح کہا ہے اور اس میں ہے جو چاہے فرخ کرے اور جو چاہے عتیقہ کرے اور ان کی آپس میں تطبیق پہلے گزر چکی ہے۔

۱۵۔ عید کے بعد حجاب مت۔ بنول نے سے قربانی کا ثواب۔ اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور ابوداؤد اور نسائی کے راوی ثقہ ہیں۔ منیو وہ اذنیٹی یا کائے بھینس ہے جو دردہ پینے کے لئے کوئی آدمی کسی آدمی کو عاریتہ دے دے اور کچھ عہد بعد اس کو واپس لے لے۔ بوجھنے والے کا مقصد یہ تھا کہ اگر صرف ایک ہی جانور موجود رہ دیتا (باقی اگلے مضمون پر)

ہو اور کوئی جانور خریدنے کی ہمت بھی نہ ہو تو کیا پھر بھی قربانی کرنا ضروری ہے کہ قرض اٹھا کر قربانی کا جانور خریدیوں یا دودھ والے جانور کو ذبح کر دوں اور بال بچوں کو دودھ سے محروم کر دوں تو آپ نے فرمایا اس طرح قربانی نہ کرو بلکہ تم قربانی کے روزنا پنا عبادت بنواد جیسا کہ دوسرے قربانی کرنے والے قربانی کے بعد عبادت بنواتے ہیں تو تمہیں بھی تمہاری نیت کے مطابق قربانی کا اجر ملے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی غریب آدمی کے دل میں کسی مالی عبادت کی تڑپ اور جذبہ موجود ہو اور اس کو طاقت نہ ہو تو اسے نہ ہو تو اسے تناسلے اس کو اس کی نیت کے مطابق اجر دیں گے۔ مثلاً اگر کسی غریب کے دل میں حج کرنے کی تڑپ ہو اور اسے تو مفتی نہ ہو تو اس کی نیت کا اجر بہر حال اس کو ملے گا۔

## بَابُ صَلَاةِ الْخُسُوفِ

### گرہن لگنے کی نماز

آنحضرت دائمی الی اللہ تھے کسی وقت بھی اس معاملہ میں غفلت نہیں ہوتی تھی۔ آنحضرت کے اذکار و ادعیہ پر غور کیا جائے تو کوئی موقعہ ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا امکان ہو۔ اور آنحضرت نے فرد گزاشت فرمائی ہو۔ فرائض اور واجبات تو ایک ذمہ داری تھی۔ وقتی حوادث میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کا ہمیشہ خیال رہتا۔ تیز و تند ہوا کے وقت آنحضرت اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے۔ بارش نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے میدان میں نماز ادا فرماتے۔

اسی قسم کا مقام چاند یا سورج کا گرہن بھی ہے عرب میں مشہور تھا۔ کہ کسی بڑے آدمی کی موت یا زندگی پر گرہن ہوتا ہے۔ آنحضرت نے یہ غلطی رفع فرمائی اور یہ فرمایا کہ یہ فقط اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہے اور اس کی قدرت کا منظر اس کو کسی کی موت یا زندگی سے کوئی تعلق نہیں گرہن کی حقیقت تو صرف اسی قدر ہے کہ زمین کا کوئی حصہ ہماری آنکھوں اور سورج کے درمیان آجاتا ہے۔ اس لئے کچھ عرصہ کے لئے سورج اور چاند ہماری نگاہوں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ ان کی روشنی کم ہو جاتی ہے۔ یہ حملہ خاص صاحب سے ہوتا ہے۔ زمین کی گردش کا جن لوگوں نے حساب لگایا ہے۔ وہ ان رکاوٹوں کو پوری طرح سمجھتے ہیں۔ جو سورج اور چاند کے سامنے آجاتی ہیں۔ اور کب آتی ہیں۔ اس لئے حساب دان وقت سے کچھ عرصہ پہلے بتا دیتے ہیں کہ گرہن فلاں وقت اتنی دیر کے لئے لگے گا۔

اس نماز کے لئے احادیث میں مختلف صورتیں آئی ہیں۔ فقہا حنفیہ کا خیال ہے کہ روزمرہ کی طرح دو رکعت نماز ادا کر لی جائے اور کوئی صورت نہ اختیار کی جائے۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔ مَنْ صَلَّى صَلَاةً مَعْتَدَةً إِهْمَا فِي الشَّرْعِ فَقَدْ عَمِلَ بِقَوْلِهِمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا آدَايْتُمْ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَمَدَّقُوا هَدِجَةَ اللَّهِ الْبَالِغَةَ ص ۲ ج ۲ (یعنی جن علماء نے معتاد نماز کا حکم فرمایا۔ انہوں نے اسی حدیث پر عمل کیا۔ جب تم اس طرح دیکھو۔ اللہ سے دعا کرو۔ بکبیر کہو۔ نماز پڑھو۔ ہدقہ کرو۔ اس نماز کا مطلقاً تذکرہ فرمایا۔ جس سے مراد معتاد نماز ہوگی۔

شواہخ اور باقی آئمہ کا خیال ہے کہ اس میں مننون صورت اختیار کی جائے دَقَدَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَرِيًّا مِينًا وَرَكْعَتَيْنِ حَمَلًا تَعْمَا عَلَى السَّجْدَةِ فِي مَوْضِعِ الْإِبْرَاهِيمَ ص ۲ ج ۲ آنحضرت سے نماز کسوف میں دو رکعت اور دو قیام مردی ہیں۔ یہ عجز میں دو سجدوں پر محمول ہیں۔ بالکل اس کے

قریب قریب مصنفے شرح مؤطامیں فرمایا۔ ۱۶۱۳۵۔

نازکوف کی ہیئت کے متعلق احادیث میں اختلاف ہے۔ اصناف نے اس اختلاف سے بچنے کے لئے عام نماز کی صورت پسند فرمائی۔ امام محی الدین نوری نے اس کو مختلف واقعات پر محمول فرمایا ہے۔ چاند کو عموماً ہمیشہ ہر سال گرہن لگتا رہتا ہے۔ سورج کو نسبتاً بہت کم لگتا ہے۔ اس صورت میں تعدد کا ذریعہ یقینی ہے۔

لیکن مشکل یہ ہے کہ سورج کے گرہن کا واقعہ بظاہر آنحضرت کی زندگی میں ایک دفعہ ہوا۔ جب کہ آنحضرت کے آخری بیٹے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا۔ اس وقت سورج گرہن کی نماز کے متعلق مختلف صورتیں آئیں۔ معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم کی موت کا واقعہ تو متعدد دفعہ نہیں ہو سکتا اور جو احادیث اس میں وارد ہوئی ہیں۔ بعض میں دو رکوع کا ذکر ہے۔ بعض میں تین اور چار کا اور بعض میں پانچ کا ان میں سے اکثر صحیح ہیں صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں تو ہم ہیں۔ امام بخاری نے اپنی شرط کے مطابق دو رکوع کی روایت کا ذکر فرمایا ہے۔ اس صورت میں محدثین کے نزدیک تطبیق کی بجائے ترجیح دی جاتی ہے۔ اس لئے کہ صحت کے لحاظ سے بخاری کی روایات ہی صحیح ہیں۔ ان میں صرف دو رکوع کا ذکر ہے۔ اس لئے ائمہ حدیث نے اسی کو ترجیح دی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے تفصیل کے لئے نیل الاوطار اور فتح الباری کی طرف رجوع کریں۔

تیز یہ صحیح ہے کہ آنحضرت نے نازکوف بلند آواز سے پڑھی۔ ایسے ہنگامی اجتماع میں آنحضرت کی عادت تھی کہ قرأت آواز سے پڑھتے تھے۔ جیسے جمعہ اور عیدین اس لئے مسنون بھی ہے۔ کہ قرأت بلند آواز سے پڑھی جائے آنحضرت سے اس نماز کے بعد خطبہ بھی مردی ہے۔ جس میں آپ نے ان غلط فہمیوں کو رفع فرمایا۔ جو گرہن کے متعلق لوگوں میں مشہور تھیں۔ یعنی گرہن کسی بڑے آدمی کی موت یا زندگی پر ہوتا ہے۔

مسنون صورت یہ ہے کہ پہلا قیام اور رکوع بہت زیادہ لمبا ہو۔ (مثلاً سو آیت) دوسرا قیام اور رکوع اس سے کم اور حتی الوسع قیام اور نماز کو اتنا لمبا کرے کہ سورج اور چاند کھل جائیں نماز خشوع سے پڑھے اور بجز وہ اہتمام سے دعا کرے۔ مسنون طریق یہی ہے اصناف احادیث میں اختلاف کی وجہ سے گھبرائے اور متعارض سمجھ کر احادیث کو ماقط العمل کرنے کی کوشش فرمائی احادیث کے متعلق یہ مستحسن طریق نہیں۔ واللہ اعلم۔



۱۱۳۹۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِثْلَ قِرَاءَةِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ مَكَرَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ مَكَرَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ مَكَرَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَحِيفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمَا ذَلِكَ فَادْكُرُوا اللَّهَ فَالْوَأَبَا رَسُولِ اللَّهِ مَا آيَاتُكَ تَنَاوَلَتْ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هَذَا ثُمَّ آيَاتُكَ تَكْعُفَتْ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عَنُقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهَا

۱۱۳۹۷۔ عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں آنحضرت کی زندگی میں سورج کو گرہن لگا۔ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے سورہ بقرہ کے برابر لمبا قیام کیا۔ پھر لمبا رکوع فرمایا۔ پھر اٹھے اور لمبا قیام فرمایا۔ یہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر لمبا رکوع کیا۔ یہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر بہت لمبا قیام فرمایا۔ یہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر لمبا رکوع کیا۔ یہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سر اٹھایا۔ پھر سجدہ کیا۔ پھر لوٹے اور سورج روشن ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے نشان ہیں۔ ان کو گرہن کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے نہیں لگتا۔ جب تم یہ دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ لوگوں نے کہا۔ حضرت ہم نے آپ کو دیکھا۔ آپ یہاں کوئی چیز پکڑ رہے تھے۔ پھر ہم نے دیکھا۔ آپ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے جنت دیکھا۔ میں نے وہاں سے ایک خوشہ تولیڑنا چاہا۔ اگر میں اسے لے لیتا تو تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے۔ اور میں نے آگ دیکھی۔ میں نے اتنا ہنیت ناک نظر کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے اس میں عورتوں کو زیادہ تر دیکھا۔ جو خاوند کی نافرمانی کرتی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت یہ کیوں فرمایا یہ کفر کرتی ہیں۔ لوگوں نے پوچھا۔ کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں۔ فرمایا خاوند کے احسان کا انکار کرتی

لَا كَلِمَةٌ مِنْهُ مَا بَقِيَتْ الدُّنْيَا وَمَا آيَةُ النَّارِ فَلَمَّا رَأَى كَالْيَوْمِ مِنْظُرًا أَقْطَفَ فِطْرَهُ وَمَا آيَةُ أَكْثَرِ أَهْلِهَا النِّسَاءُ  
 قَالُوا بَرِيذًا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُفْرِهِمْ قَبْلَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ قَالَ يَكْفُرُونَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرُونَ الْإِحْسَانَ  
 نَوَاحِسُنْتُ إِلَى إِحْدَاهُمْنَ الدَّاهِرَةَ ثُمَّ مَا آتَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ مَتَّقْ عَلَيْهِ  
 ۱۳۹۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَتْ ثُمَّ سَجَدًا فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَ  
 قَدْ اجْتَلَتْ الشَّمْسُ فَنَخَبَ النَّاسُ فَمَدَّ اللَّهُ وَاشْفَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ  
 آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا يَحْيَوْنَهُ فَإِذَا مَا آيَةٌ مِنْ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ وَكثُرُوا وَصَلُّوا  
 تَصَدَّقُوا ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللَّهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أُغْيِرَ مِنَ اللَّهِ أَنْ يُزَيِّنِي عَبْدًا أَوْ تُزَيِّنِي أُمَّةً يَا أُمَّةَ  
 مُحَمَّدٍ وَاللَّهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُوا لَخَصِمْتُمْ قَبْلًا وَلَكِنَّكُمْ كَثَرًا مَتَّقْ عَلَيْهِ۔

میں۔ اگر تم پوری عمر ان کے ساتھ احسان کرو۔ پھر ذرا ناگواری پیدا ہو جائے۔ تو فوراً کہے گی  
 میں نے تم سے کبھی خیر نہیں دیکھی ہے (بخاری مسلم)  
 ۱۳۹۸۔ حضرت عائشہ سے بھی اسی طرح مروی ہے اور فرمایا۔ پھر بہت لمبا سجدہ کیا۔ پھر آپ لوٹے اور سورج  
 کھل چکا تھا۔ آپ نے خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثنا فرمائی۔ پھر فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے نشان ہیں۔ کسی کی موت اور  
 زندگی کے لئے گرہن نہیں ہوتا۔ جب تم یہ دیکھو۔ اللہ سے دعا کرو اور تمہیں کو نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔ پھر فرمایا۔ اسے عموماً  
 امت اللہ تعالیٰ سے اس معاملہ میں کوئی زیادہ غیرت مند نہیں کہ اس کا کوئی بندہ یا اس کی کوئی لونڈی بدکاری کرے اسے محمد  
 کی امت اللہ کی تم جو میں جانتا ہوں۔ اگر تم جان لو تو تم بہت روؤ اور کم ہنسو۔ (بخاری مسلم)

لے گرہن دنیاوی عداوت سے نہیں ہوتا۔ عبد اللہ بن عباس اور حضرت عائشہ کی حدیثوں کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ کون  
 کی نمازیں سجدہ لمبا کرنا سنت ہے جیسا کہ عائشہ کی حدیث میں ہے اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ عرب میں مدت دراز  
 سے جاہلیت کے زمانہ میں یہ عقیدہ چلا آ رہا تھا کہ سورج اور چاند کو اس وقت گرہن لگتا ہے جب کوئی بہت بڑا عداوت والا واقعہ یا کسی بڑے نامور آدمی کی موت یا  
 پیدائش ہو چکا ہو۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم انصاری فرماتے تو اس دن سورج کو بھی گرہن لگا۔ صحابہ کہنے لگے کہ حضرت  
 ابراہیم کی وراثت کے باعث سورج کو گرہن لگا تو آنحضرت نے اس غلط عقیدہ کی تردید فرمائی اور فرمایا کہ چاند اور سورج کو کسی کی زندگی یا موت سے کیا تعلق  
 ہو سکتا ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جب تم گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ نماز پڑھو اور وہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتہ پڑنے کی کوشش فرمائی  
 تھی اس کا ذکر پہلے کر دیکھا ہے اور یہ جو فرمایا کہ میں نے دروز میں عورتیں زیادہ دیکھی ہیں یہ ابتدائی امر میں ہو گا اور پھر جنت میں داخل ہو جائیں گی اور عذاب  
 ان کی تعداد جنت میں بھی زیادہ ہو جائے گی جیسے کہ بعض روایات میں ہے کہ انہی جنتی کی دو بیویاں دنیا کی عورتوں سے ہوں گی۔



۱۱۳۹۹۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَزَعًا يَخْتَلِي أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَمُرَاكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا مَا آيَتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ وَقَالَ هَذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللَّهُ لَا تَكُونُ يَمُوتُ أَحَدٌ وَلَا لِيَحْيُوهُ وَلَكِنْ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَأَفْزِعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ۔

۱۱۴۰۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ (نُكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۱۴۰۱۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانًا رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَعَنْ عَلِيٍّ مِثْلَ ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۳۹۹ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں۔ سورج کو گرہن ہوا تو آنحضرت کھڑے ہو گئے۔ قیامت سے ڈرتے اور گھبراہٹ ہوئے۔ آپ مسجد میں آئے آپ نے بہت لمبے قیام اور رکوع سے نماز پڑھی۔ جسے میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ یہ نشانات بھیجتا ہے۔ یہ نہ کسی کی موت سے ہوتے ہیں۔ نہ زندگی سے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ جب تم کوئی ایسا نشان دیکھو تو اللہ کے ذکر کی طرف توجہ کر دو اس سے دعا اور استغفار کر لو۔ (بخاری مسلم)  
۱۱۴۰۰۔ حضرت جابر سے مروی ہے۔ آنحضرت کی زندگی میں سورج کو گرہن ہو گیا۔ جب کہ آپ کے بیٹے ابراہیمؑ کا انتقال ہوا۔ آپ نے لوگوں کو چھ رکوع اور چار سجدوں سے نماز پڑھائی۔ (مسلم)

۱۱۴۰۱۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب سورج گرہن ہوا تو آپ نے آٹھ رکوع اور چار سجدوں سے (دو رکعت) نماز پڑھائی۔ حضرت علیؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (مسلم)

لہ خوف کے موقعوں پر نماز پڑھنا۔ اس حدیث کو کافی نے بھی روایت کیا ہے۔ قیامت سے مراد قیامت صغریٰ ہے یعنی جب کسی کی موت آجاتی ہے تو اس کی قیامت قائم ہو جاتی ہے اور قیامت کبریٰ کی تو ابھی علامات کا ظہور ہی ہوا تھا۔ اور اس کا فطرہ نہ تھا۔ ہاں خون آپ کو ایسے مواقع پر ضرور مرقا تھا کہ شاید منکر دوں پر مذاہب نہ آجائے جیسا کہ دوسری امتوں پر آجائے اور یہ نشانات سے مراد چاند سورج کا گرہن۔ زلزلے۔ بھلی۔ بادل کی گرج۔ اندھیری اور آندھی وغیرہ ہیں۔ ایسے مواقع پر آپ نے فرمایا اللہ کے ذکر کا طرف دوڑو اس سے معلوم ہوا کہ ان آیات میں بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

۱۱۴۰۰۔ حضرت جابر سے مروی ہے۔ آنحضرت کی زندگی میں سورج کو گرہن ہوا تو آنحضرت کھڑے ہو گئے۔ قیامت سے ڈرتے اور گھبراہٹ ہوئے۔ آپ مسجد میں آئے آپ نے بہت لمبے قیام اور رکوع سے نماز پڑھی۔ جسے میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ یہ نشانات بھیجتا ہے۔ یہ نہ کسی کی موت سے ہوتے ہیں۔ نہ زندگی سے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ جب تم کوئی ایسا نشان دیکھو تو اللہ کے ذکر کی طرف توجہ کر دو اس سے دعا اور استغفار کر لو۔ (بخاری مسلم)  
۱۱۴۰۱۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب سورج گرہن ہوا تو آپ نے آٹھ رکوع اور چار سجدوں سے (دو رکعت) نماز پڑھائی۔ حضرت علیؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (مسلم)

لیکن زیادہ رکوع کا انکار کر دینا بہت بڑی جرات ہے ایان کی غیر شائی چاہیے۔ (حاشیہ نمبر ۳ اگلے صفحہ پر)

۱۲۰۶۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ أُرْتَمِي بِأَسْهُرِي بِالْمَدْيَانَةِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهَا فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَنْظُرُ إِلَى مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَسُوفِ الشَّمْسِ قَالَ فَأَيْتَنَّهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الصَّلَاةِ رَافِعٌ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَسْبُحُ وَيُهَلِّلُ وَيَكْبِرُ وَيُحَمِّدُ وَيَدْعُو حَتَّى حُسِرَ عَنْهَا فَلَمَّا حُسِرَ عَنْهَا قَرَأَ سُورَةَ تَيْنٍ وَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ وَكَذَا فِي شَرْحِ التُّسْتَةِ عَنْهُ وَفِي سِمْعِ الْمَصَابِيحِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ -

۱۲۰۶۔ عبدالرحمن بن سمرہ نے فرمایا میں آنحضرت کی زندگی میں مدینہ منورہ (سے باہر) نبیوں سے کھیل رہا تھا۔ ایک سورج گرہن ہو گیا۔ میں نے تیرکان کو رکھ دیا اور ارادہ کیا کہ میں اس حادثہ میں آنحضرت کے عمل کو دیکھوں گا یہ آیا تو آنحضرت نماز میں قیام فرما رہے تھے۔ آپ ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ نے تسبیح تمیل تکبیر اور حمد کتنا شروع کیا اور دعا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ سورج کھل گیا۔ جب سورج کھ گیا تو اپنے دو رکعت ادا کیں۔ اور ان میں دو رکعتیں تلاوت فرمایا میں صحیح مسلم اور شرح السنہ حدیث عبدالرحمن بن سمرہ سے مروی ہے اور مصابیح میں جابر بن سمرہ سے مروی ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) سہ کسوف خسوف میں مختلف رکوع؛ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابوداؤد، دارمی، دارقطنی، ابن جریر اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ ایک رکعت میں چار رکوع بھی ہو سکتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی چار رکوع ایک رکعت میں ثابت ہیں وہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن اس کی تائید حضرت ابن عباس کی اس حدیث سے ہو جاتی ہے کیونکہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۲۰۶) سورج گرہن کے وقت تسبیح تمیل کتنا؛ ظاہر حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورج گرہن کے وقت تو تسبیح و تمیل و نیزہ میں مصروف رہے اور جب سورج روشن ہو گیا تو بعد ازاں دو رکعت نماز پڑھی۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں۔ خود عبدالرحمن کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں آیا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ قرأت کے درمیان تسبیح و تمیل۔ تمجید اور تکبیریں مصروف رہے اور جب سورج صاف ہو گیا تو اس وقت ہا کران دو رکعتوں کو پورا کیا۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔

۱۲۰۳۔ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِي كَسْوَةِ الشُّسِّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

### الفصل الثاني

۱۲۰۴۔ عَنْ سَمَاءَ بِنْتِ جَدَابٍ قَالَتْ صَلَّى بِنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَسْوَةِ كَأَنَّكُمْ لَمْ تَصُورُوا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

۱۲۰۵۔ وَعَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قِيلَ لِرَبِّ بْنِ عَبَّاسٍ مَا تَمَّتْ فَلَانَةٌ بَعْضُ أَرْوَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَسْتَوْفَخَّرُ سَاجِدًا أَفْقِيلَ لَهُ تَسْجُدًا فِي هَذِهِ السَّاعَةِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَا أَيْتُمُنَا آيَةً فَاسْجُدُوا وَآتَى آيَةً أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ ابُودَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۱۲۰۳۔ اسماء حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی سے مروی ہے سورج گرہن میں آنحضرتؐ نے غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔ بخاری۔

### دوسری فصل

۱۲۰۴۔ سمرہ بنت جندب فرماتے ہیں۔ سورج گرہن میں آنحضرتؐ نے ہمیں نماز پڑھائی ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)۔

۱۲۰۵۔ عکرمہ فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عباس کو بتایا گیا کہ آنحضرتؐ کی نفلل بیوی کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابن عباس سجدے گر گئے۔ ان سے کہا گیا۔ یہ سجدے کا کون سا مقام ہے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جب تم آیات کو دیکھو۔ تو سجدہ کرو اور زواج مطہرات کے انتقال سے کون سی بڑی نشانی ہو سکتی ہے (ابوداؤد۔ ترمذی)۔

۱۔ گرہن میں صدقہ و خیرات کرنا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے ایسے وقت میں کہ قرآن کا اندیشہ ہو اور سورج گرہن میں جتنا منظر مریب ہو جاتا ہے اور طبیعتیں پریشان ہو جاتی ہیں انکے نہیں ہوتا ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جانا چاہیے اور اپنے لونڈی غلاموں کو ایسے وقت میں آزاد کر دینا بہت بہتر ہے شاید کہ اس کے عوض اللہ تعالیٰ مالک کو دوزخ سے آزاد کر دیں اس کے علاوہ ایسے وقت میں ہر صدقہ و خیرات اچھا ہے

۲۔ گرہن کی نماز میں قرأت جہری ہے، اس کو احمد ابن حنبل اور عاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ امام احمد، ابن شافعی اور امام محمد و ابویوسف جہری قرأت کے قائل ہیں اور امام نووی نے لوشافعی اور مالک اور ابو حنیفہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے کہ وہ بھی بالآخر جہری قرأت کے قائل ہو گئے تھے واللہ اعلم۔

### الفصل الثالث

۱۴۰۶۔ عَنْ أَبِي بِن كَعْبٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِهِمْ فَقَرَأَ سُورَةَ مِنَ الطُّوَالِ وَمَرَّكَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدًا سَجْدَاتَيْنِ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ مِنَ الطُّوَالِ ثُمَّ مَرَّكَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدًا سَجْدَاتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةِ يَدَاهُ مَوْحِيَّتِي أَنْجَلِي كَسُوْفَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۴۰۷۔ وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا حَتَّى أَنْجَلَتِ الشَّمْسُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي مَا دَاوِيَةَ النَّسَائِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى جُنِينَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَمَثَلُ صَلَاتِهِمَا يُرَكِّعُهُ وَيَسْجُدُ وَكَذَا فِي أُخْرَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا مُسْتَعِجِلًا إِلَى السَّجْدِ وَقَدْ

### تیسری فصل

۱۴۰۸۔ ابی بن کعب فرماتے ہیں۔ آنحضرت کی موجودگی میں سورج گرہن ہو گیا۔ آپ نے نماز پڑھائی۔ اور بہت لمبی سورت پڑھی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کے پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے لمبی سورت پڑھی پھر پانچ رکوع اور دو سجدے فرمائے پھر اسی طرح قبلہ رخ بیٹھ گئے اور دعا زمانے لگے یہاں تک کہ دن صاف ہو گیا ابو داؤد۔

۱۴۰۹۔ نعمان بن بشیر فرماتے ہیں۔ آنحضرت کے وقت سورج گرہن ہو گیا۔ آپ دو دو رکعت نماز پڑھتے۔ اور سورج کے متعلق دریافت فرماتے۔ بیان تک کہ سورج نکل گیا۔ (ابو داؤد) نسائی میں ہے۔ آنحضرت نے گرہن کی نماز ہماری (مثلاً) نماز کی طرح پڑھی۔ رکوع اور سجدہ فرماتے اور نسائی نے ایک اور روایت میں فرمایا۔ آنحضرت صلعم ایک دن جلدی میں

(بقیہ ماثیہ صفحہ سابقہ) ۳۵ سجدہ صبر مصیبت کے وقت؛ حضرت ابن عباس نے یہ سجدہ اس لیے کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بوری کی دنات سے ایک بہت بڑی برکت دنیا سے اٹھ گئی کیونکہ ان کو مصیبت کا شرفن زوجیت بھی حاصل تھا اب وہ علم دنیا سے رخصت ہو گئی جو ان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتا تھا تو ابن عباس انہی چیزوں کو بہت بڑا عادتہ قرار دے کر سجدہ میں گر گئے کہ یا الہی ان کے جانتے کے بعد میں بے برکتی اور اپنے عذاب سے بچانا۔

(ماثیہ صفحہ ہذا) اس کو امام احمد کے فرزند عبد اللہ نے زیادات مسند احمد میں اور بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

وَنَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى حَتَّىٰ اجْتَلَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ الشَّمْسَ  
وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ إِلَّا بِعُوتٍ عَظِيمٍ مِنْ عِظَمَاءِ أَهْلِ الْأُمَمِ وَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ  
بِعُوتٍ أَحَدٍ وَلَا بِعُوتَيْهِمَا لَكِنَّمَا خَلِيقَتَانِ مِنْ خَلْقِهِ يُحَدِّثُ اللَّهُ فِي خَلْقِهِ مَا شَاءَ فَسَاءَ تَهُمَا  
أَنْخَسَفَ فَصَلُّوا حَتَّىٰ يَنْجَلِيَ أَوْ يُحَدِّثَ اللَّهُ أَمْرًا .

میں مسجد شریف لائے، اور سورج گرہن ہو چکا تھا، آپ نے یہاں تک نماز پڑھی کہ سورج صاف ہو گیا۔ پھر فرمایا  
اہل جاہلیت کہتے تھے کہ سورج اور چاند کو کسی بڑے آدمی کی وجہ سے گرہن ہوتا ہے، اور یقیناً سورج اور چاند  
کو گرہن کسی بڑے آدمی کی موت اور بات کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ لیکن یہ دونوں اللہ کی مخلوق ہیں اور اپنی مخلوق میں  
جو چاہے کرتا ہے۔ جب ان دونوں میں گرہن ہو جائے تو نماز پڑھو۔ یہاں تک کہ صاف ہو جائے یا اللہ تعالیٰ  
کوئی نئی بات ظاہر فرمائیں (نسائی)

۱۰ خوف کی نماز کے متعدد طریقے :- اس کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں عمار بن غزیر  
عبیری مختلف یہ ہے۔ عبد الزاق نے صحیح سند سے روایت کیا کہ آنحضرت جب بھی دو رکعت سے سلام پھیرتے کسی کو بھیجتے کہ دیکھو اچھی  
سورج روشن ہوا ہے یا نہیں بعض لوگوں نے "مثل صوتنا سے استدلال کیا ہے کہ کسوف کی نماز دو رکعت ہے ایک رکوع کے ساتھ میں  
عام نمازوں میں ہوتا ہے، لیکن تکرار کی احادیث زیادہ بھی ہیں اور صحیح بھی بیعتی نے کہا ہے کہ دو رکوع والی روایت کے خلاف جو  
روایت بھی ہے وہ یا تو معطل ہے یا شاہد ہے۔ ابن قیم نے ناد المعاد میں بخاری اور شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ وہ دو رکوع سے  
زیادہ رکوع والی روایات کو بعض روایت کی غلطی قرار دیتے تھے۔ اور چونکہ کسوف اور خسوف دونوں ایک دوسرے کے قبال ہوتے  
جاتے ہیں اس لیے جن روایات میں دس سے زیادہ رکوع دہروں میں وہ کسوف کے واقعات ہوں گے کیونکہ رواۃ اکثر صحیح میں اور  
اس طرح اشکال بھی دور ہو جاتا ہے۔

بینہ

# بَابُ فِي سُجُودِ الشُّكْرِ

## شکر کا سجدہ

شکر نعمت کے اعتراف اور اظہار کو کہتے ہیں۔ کفر اس کی ضد ہے۔ اس کے معنی ڈھانپنے اور چھپانے کے ہیں۔ شکر کبھی دل سے کبھی زبان جواری اور اعضاء سے ہوتا ہے نعمت کا اظہار تینوں طریق سے ہوتا ہے۔ اول میں شکر کے معنی قدر دانی ہے۔ اس میں تینوں صورتیں آجاتی ہیں۔ ناقہ شکور زیادہ دودھ دینے والی اونٹنی کو کہتے ہیں۔ انسان کی شکر گزاری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر دانی دل زبان اور جن جن اعضاء سے ممکن ہو کرے نعمت کا صحیح قدر کافی منگول ہے اس لئے صرف نبیوں کا ذکر اس صفت سے فرمایا۔ شاکر الانعمیم (ایسا ہی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے پوری طرح قدر دان تھے) حضرت نوح کے متعلق فرمایا۔ اِنَّهٗ كَانَ عَبۡدًا شٰكِرًا (نوح اللہ کی نعمتوں کے قدر دان تھے) آل داؤد کو فرمایا اَعْمُوۤاۤ اِلٰیۤ ذٰوۤاۤدَ شٰكِرًا وَاَقْسَمِیۤنَۤاۤ بِعِبَادِیۤ الشُّكُوۤدِ (اے آل داؤد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا قدر کرو۔ میرے بندوں سے شکر گزار مقررے ہیں) شکر (بفتح الشین) عورت کی فرمگاہ اور نکاح کو بھی کہا جاتا ہے۔

اسلام نے دنیا میں اللہ کے نام کو بلند فرمایا۔ اللہ کے ماسواہ کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ بلکہ حقیر سمجھا۔ اس لئے ہم ہر وقت جس طرح ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار فرمایا۔ آنحضرت کی عادت تھی جب کوئی اچھی خبر سنتے تو سجدہ فرماتے مقصد یہ تھا کہ اللہ کی نعمت کا اظہار ہو۔ سجدہ اظہار نعمت کا سب سے بہتر ذریعہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے سوا سجدہ کسی کے لئے درست نہیں۔ اسلام نے نیز کے لئے سجدہ بالکلیہ حرام فرمایا لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَلَا سِجُدُوا لِلذَّیۤ اِیۤ خَلَقۡتُمۡ سِجِدَہٗ سُبۡحٰنَہٗ سُبۡحٰنَہٗ سُبۡحٰنَہٗ سُبۡحٰنَہٗ (جس نے ان اجرام کو پیدا فرمایا۔ عبادت میں نیز کے سامنے جھکتا بھی ممنوع فرمایا۔ تفسیر) (ص)



## وَهَذَا الْبَابُ خَالَ عَنِ الْفُضْلِ الْأَوَّلِ وَالثَّالِثِ الْفُضْلِ الثَّانِي

- ۱۱۳۰۸۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ أَمْرًا مَرُّوًّا أَوْ يُسْرِيًّا خَرَّ سَاجِدًا اشْكُرَ اللَّهُ تَعَالَى رِقَابَهُ الْبُودَاؤِدَ وَالتَّرْمِذِيَّ وَقَالَ هَذَا أَحَدَايْتُ حَسَنَ غَرِيبٍ .
- ۱۱۳۰۹۔ وَعَنْ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا مِنَ النَّعَاشِيْنَ خَرَّ سَاجِدًا رَوَاهُ الدَّارِقُطَنِيُّ مُرْسَلًا وَفِي شَرْحِ السُّنَنِ لُفْظُ الْمَصَابِيحِ .
- ۱۱۳۱۰۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَائِسٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ نَبِيئًا الْمَدِيْنَةَ فَلَمَّا كُنَّا قَرِيْبًا مِنْ عَزْرَوْنَاءِ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فِدَاعًا لِلَّهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَتْ طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَمَكَتْ طَوِيْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ

اس باب میں پہلی اور تیسری فصل نہیں ہے

### دوسری فصل

- ۱۱۳۰۸۔ ابی بکرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ کو جب کوفوشی کی خبر آئی۔ تو آپ اللہ کے سامنے شکر کے طور پر سجدہ ریز ہو جاتے بوداؤد۔ ترمذی اور فرمایا یہ حدیث حسن مزید ہے۔
- ۱۱۳۰۹۔ ابو جعفرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے بڑے (ایک چھوٹے قدم کے آدمی) کو دیکھا تو آپ سجدہ ریز ہو گئے۔ (دارقطنی مرسل شرح السنہ مصابیح)
- ۱۱۳۱۰۔ سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرتؐ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکلے اور مدینہ منورہ کا ارادہ تھا۔ جب مقام عرفہ کے قریب پہنچے تو آپ نیچے اتارے۔ آپ نے دعا کے لئے تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے۔ پھر سجود میں گر گئے اور دیر تک سجدہ ریز رہے۔ پھر کھڑے ہوئے۔ اور تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے۔ پھر دیر تک سجدہ ریز رہے پھر کھڑے ہوئے۔

۱۔ سجدہ شکر کا بیان۔ یہ حدیث مرسل اس لئے ہے کہ ابو جعفرؓ نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا اور اس کی سندیں جابر جعفی مشہور کذاب ہے اور اس مرسل کو ابن حبان نے منقطع میں وصل کیا ہے اور اسی طرح حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور اس کا ایک شاہد طبرانی نے اوسط میں جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مستیخرا الخلق آدمی کو دیکھتے تو سجدہ شکر ادا کرتے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ آدمی جب کسی بیمار کو دیکھے تو خود سجدہ شکر ادا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عافیت دے رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ یہ عافیت ہمیشہ قائم رہے۔

يَدَّيْهِ فَمَاعَا اللَّهُ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا قَالَ إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُمْ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ  
 أُمَّتِي فَخَرَّ رَأْسُ سَاجِدًا إِلَيَّ شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي  
 فَخَرَّ رَأْسُ سَاجِدًا إِلَيَّ شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثُّلُثَ الْآخَرَ فَخَرَّ رَأْسُ  
 سَاجِدًا إِلَيَّ شُكْرًا وَاهُ أَحْمَدُ وَابُودَاؤُدَ -

اور تھوڑی دیر ہاتھ اٹھانے۔ پھر دیر تک سجدہ ریز رہے پھر کھڑے ہوئے اور ہاتھ اٹھائے۔ دیر تک سجدہ کیا۔ اور فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اور امت کے لئے شفاعت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک تہائی امت کی معافی کا وعدہ فرمایا میں نے اللہ کے لئے سجدہ کیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اور امت کے لئے سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک تہائی امت کو مزید معاف فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ تنکرا کیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ سے امت کے لئے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے باقی ثلث بھی مجھے معاف دیا۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ (احمد۔ ابو داؤد)

۱۰ دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ اس حدیث پر ابو داؤد اور منذری نے سکوت کہا ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے سجدہ شکر کی۔ عز و زاد ایک جگہ ہے کہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے اپنی امت کی بخشش کے لئے دعا فرمائی سو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا تو قیامت کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہے کہ میری شفاعت کبیرے گناہوں میں ہوگی اور شفاعت میں کچھ لوگ تو ایسے ہی دوزخ سے بچ جائیں گے اور کچھ لوگ اگر جہنم میں چلے ہی گئے تو دوزخ سے نکل آئیں گے اور ہمیشہ کے لئے آپ کی امت میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ رہے گا۔ بشرطیکہ اس کا فائزہ شرک اور کفر پر نہ ہو اور۔ اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ دعائیں ہاتھ اٹھائے جائیں۔



## بَابُ الْإِسْتِسْقَاءِ

### بارش کے لئے نماز

عرب کا علاقہ ریگستان ہے۔ وہاں آبپاشی کے انتظامات عام نہیں۔ وہ لوگ بارش کے سہارے پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ آج کل جن علاقوں میں نہری چلتی ہیں۔ ندی نالے پستے عام ہیں۔ بارش جب بند ہو جائے۔ یہاں بھی مصیبت آجاتی ہے پانی کم ہو جاتا ہے۔ کھیت خراب ہو جاتی ہے۔ خشک سالی سے بیماریاں آنے لگتی ہیں۔ جن ملکوں میں آبپاشی کے انتظامات نہیں ہوتے تو خشک سالی سے اور بھی تکلیف زیادہ ہو جاتی ہے۔

مسلمان تکالیف اور مشکلات میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہیں جب بارش نہ ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جاتے معمولی اور معتاد کپڑوں میں نماز ادا فرماتے۔ تفرغ اور عاجزی سے دعا کرتے۔ امام شافعی کے نزدیک یہ نماز عید کی طرح ہوتی ہے۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریرہ کے علاوہ سات تکبیرات کہتے۔ سورہ فاتحہ اور کوئی سورت آواز سے پڑھتے۔ پھر رکوع اور سجود فرماتے۔ دوسری رکعت میں پہلے پانچ تکبیرات کہتے۔ پھر سورت فاتحہ پڑھ کر اس کے ساتھ سورت ملاتے اور رکوع اور سجود تشہد کے بعد نماز ختم فرماتے۔ پھر جمعہ کی طرح دو غیبے دیتے۔ چادر کو اس طرح بدلنے کہ اوپر کے کونے نیچے آجائیں نیچے کے اوپر آجائیں اور بائیں جانب دائیں طرف پھی جائے یہ صورت حال کی تبدیلی کے لئے حسی اشارہ ہے۔ یہ عمل تین دن کرے۔ اگر پہلے دن ہی دعا قبول ہو جائے تو پھر دوسرے دن جانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

حضرت امام ابوحنیفہ سے منقول ہے۔ وہ استسقاء کے لئے نماز نہیں پڑھتے۔ وہ صرف دعا کو کافی سمجھتے ہیں لیکن متاخرین فقہانے اس میں شافعی رحمہم اللہ کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ یہ سنت کے ساتھ زیادہ موافق ہے۔ شاہ ولی اللہ نے بھی اسی مسلک کو پسند فرمایا ہے (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۶ ج ۲ صفحہ ۱۸۷ ج ۱)

حدیث ۱۴۲۳ میں مذکور ہے کہ حضرت عمر نے حضرت عباس سے دعا میں توسل فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زندہ موجودہ آدمی سے دعا کرانے۔ اس وسیلہ میں کوئی حرج نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ صحابہ آنحضرت سے دعا کرتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مردے کا توسل درست نہیں۔ ورنہ حضرت عمر آنحضرت سے توسل فرماتے اور حضرت عباس کو اس کے لئے ترجیح نہ دیتے۔ اللہ صلت اور امت میں میت کے توسل کا کہیں ثبوت نہیں (ام)

## الفصل الأول

۱۱۳۱۱. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي فَصَلَّى بِهِمْ رَكَتَيْنِ جَهْرًا فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ وَأَسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدَاغُو وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَحَوْلَ رِءَاكَ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

### پہلی فصل

۱۱۳۱۱۔ عبداللہ بن زید فرماتے ہیں، آنحضرت لوگوں کے ساتھ نماز گاہ میں گئے تاکہ بارش کی نماز ادا کریں۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی، قرأت آواز سے پڑھی اور قبلہ رو ہو کر دعا فرمائی، ہاتھ اٹھائے اور جب قبلہ رو کھڑے ہوئے تو چادر کو پھیرا۔ (بخاری، مسلم)

اسے نماز استسقاء کا صحیح طریقہ اور استسقاء کے معنی میں پانی طلب کرنا یعنی قحط سالی میں بارش کے لئے دعا کرنا اور شریعت کی اصطلاح میں بارش کے لئے باہر جا کر دو رکعت نفل پڑھ کر مخصوص انداز سے بارش کے لئے دعا کرنا ہے۔ اس حدیث کو احمد ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے، مسلم کی حدیث میں قرأت جہر سے کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے اور عبداللہ بن زید کی جو حدیث صحیحین میں ہے ان میں سے بعض میں خطبہ کا ذکر نہیں ہے، لیکن عبداللہ سے جو حدیث امام احمد نے روایت کی ہے اس میں ہے کہ آپ نے پہلے نماز پڑھی اور پھر خطبہ دیا اور ابن عباس اور عائشہ کی احادیث میں جو ابوداؤد میں ہیں ذکر ہے کہ آپ نے پہلے خطبہ دیا اور پھر نماز پڑھی۔ بہر حال حدیثیں اس مضمون میں مختلف ہیں، تمام حدیثوں کو سامنے رکھ کر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ نے پہلے دعا مانگی اور بعد ازاں دو رکعت نفل پڑھے اور پھر بعض نے کچھ حصہ روایت کر دیا اور بعض نے کچھ اور بعض نے دعا ہی کو خطبہ سمجھ لیا۔ اس امر میں اتفاق ہے کہ استسقاء کی نماز دو رکعت ہے اور سنت ہے واجب نہیں اور چادر پھیرنے کا مقصد یہ ہے کہ بالائی جس طرح یہ چادر پھیر دی گئی ہے اسی طرح حالات کو پھیر دے یہاں پہلے خشک سالی ہے وہاں اب بارش کر دے جہاں پہلے لگتی ہے وہاں اب ارزانی کر دے اور چادر پھیرنے کی کیفیت اس طرح ہے کہ چادر کا دایاں حصہ بائیں طرف ہو جائے اور بائیں دائیں طرف اور اوپر کا حصہ نیچے کا اوپر اور مستحب ہے کہ امام کے ساتھ دوسرے لوگ بھی اپنی چادریں پھیریں جیسا کہ احمد کی روایت میں ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ چادر صرف امام ہی پھیرے اور چادر پھیرنے کا وقت وہ ہے کہ جب دعا کرنے کا ارادہ کرے تو من قبلہ کی طرف کرے اور اپنی چادر پھیرے اور دعا میں سنت ہے کہ اس لئے ہاتھوں سے دعا مانگے جائے یعنی ہاتھ کی پشت منہ کی طرف ہو یہ بھی اس حال کے لئے ہے کہ بالائی دنیا کے حالات اب الٹ دے۔ دعا میں سنت ہے کہ ہاتھ منہ کے برابر اٹھائے اور اصل دعا کی روح یہ ہے کہ نہایت عاجزی سے دعا کی جائے، پھر استسقاء کی کئی صورتیں ہیں کبھی تو صرف دعا کر دی گئی اور کبھی بڑے اہتمام سے فرمئلہ کے بعد دعا کی گئی اور کبھی باہر نکل کر نفل پڑھے گئے۔ غلبہ دیا گیا اور دعا کی گئی اور یہ صورت سب سے بہتر ہے۔

۱۴۱۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْأَسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتَّى يَرَى بِيَامِنَ أَبْطَيْنِهِ مُتَفَقِّعًا عَلَيْهِ -  
 ۱۴۱۳۔ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى فَأَشَارَ بِيَدَيْهِ كَفَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ مُتَفَقِّعًا عَلَيْهِ  
 ۱۴۱۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا مَآى الْمَطْرَ قَالَ اللَّهُمَّ صَيِّبًا تَأْفَعَارُ وَاهُ الْبُخَارِيُّ .

۱۴۱۲۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعا میں اس طرح ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ جیسے استسقا میں اٹھاتے۔ آپ اس میں اس قدر ہاتھ اٹھاتے کہ بغلوں کی سپیدی نظر آنے لگتی۔ (بخاری مسلم)  
 ۱۴۱۳۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے استسقا کی نماز میں ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف فرمائی (مسلم)  
 ۱۴۱۴۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آنحضرت جب بارش اترتی دیکھتے تو فرماتے اللهم صیبا تافعا لے ہد سے لئے فائدہ مند بارش بنائے (بخاری)

۱۔ استسقا کی دعائیں ہاتھ زیادہ اٹھانا۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور نسائی نے بھی روایت کیا۔ بعض نے کہا ہے کہ استسقا کی دعائیں ہاتھ منہ کے برابر ہونے چاہئیں اور بعض نے کہا کہ سر کے برابر ہوں اور بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگے۔

۲۔ مصائب میں دعا مانگنے کا طریقہ ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ عمار نے کہا ہے کہ دعا مانگنے میں اصول یہ ہے کہ جب کسی مصیبت کو دور کرنے کے لئے دعا کی جائے شداً تخط یا دوا۔ طاعون۔ چھپک۔ مہیہ وغیرہ تو اس وقت دعا لے ہاتھوں سے کی جائے اور جب کسی چیز کا مانگنا اور سوال کرنا مقصود ہو تو سیر سے ہاتھوں سے دعا کی جائے۔

۳۔ خدا سے بارش کے وقت بھلائی کی دعا کرنا اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے یعنی جب آپ استسقا کی دعا کرتے اور بارش آجاتی تو پھر یہ دعا کرتے کہ یا الہی نفع والی بارش کرنا اور یہ بھی حقیقت میں استسقا کی دعا ہے کہ بارش سے نفع والا حصہ ملے نقصان نہ پہنچے ویسے بھی بارش کے وقت دعا کرنا مستحب ہے کہ وہ خداوند تعالیٰ کی رحمت کا وقت ہوتا ہے۔

۱۳۱۵۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ أَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطَرٌ قَالَ فَحَسَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبِي حَتَّى أَصَابَهُ مِنَ الْمَطَرِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا قَالَ لِأَنَّهُ حَدِيثٌ مِمَّ يَدِينُ بِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

### الفصل الثاني

۱۳۱۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَصَلِكِ فَاسْتَشَقَى وَحَوْلَ رِجَالِهِ جِبِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ لِيَجْعَلَ عِظَانَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ وَيَجْعَلَ عِظَانَهُ الْأَيْسَرَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ دَعَا اللَّهَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۳۱۷۔ وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ اسْتَشَقَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَيْصَصَةٌ لَهُ سَوْدَاءٌ فَأَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ اسْفَلَهَا فَيَجْعَلُهَا أَعْلَاهَا فَلَمَّا ثَقُلَتْ قَلْبَهَا عَلَى عَاتِقِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ۔

۱۳۱۸۔ وَعَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى أَبِي النَّجْوَانَةِ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَشَقِي عِنْدَ أَحْجَابِهِ

۱۳۱۵۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کے ساتھ تھے۔ تو بارش برسی۔ آنحضرت نے بدن سے کپڑا اتار دیا۔ آپ کے بدن مبارک پر بارش کے قطرے پڑے۔ ہم نے عرض کیا۔ حضرت ایسا کیوں کرتے ہیں، فرمایا یہ الہی اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ (مسلم)

### دوسری فصل

۱۳۱۶۔ عبد اللہ بن زید فرماتے ہیں۔ آنحضرت نماز گاہ کی طرف نکلے اور نماز استسقاء پڑھی۔ اور جب قیصر رخ ہوئے تو اپنی چادر کو بدلا۔ دائیں کنارے کو بائیں کندھے پر کیا۔ اور بائیں کو دائیں پر پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ (ابو داؤد)

۱۳۱۷۔ عبد اللہ بن زید فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے نماز استسقاء پڑھی۔ آپ پر سیاہ چادر تھی۔ آپ نے ارادہ فرمایا کہ اس کی پٹلی جانب کو اوپر کریں۔ وہ بھاری ہو گئی۔ آپ نے اسے اپنے کندھوں پر بدل دیا۔ (احمد۔ ابو داؤد)

۱۳۱۸۔ عمیر ابی النجم کے غلام سے مروی ہے۔ انھوں نے آنحضرت کو دیکھا۔ آپ نے مقام

سے بارش میں کھڑے ہو کر غسل کرنا۔ اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُبَارَكًا وَذَمًّا نَسْتَسْقِي بِهِ بَرَكَةً وَاللَّيْلِي تَنَامُوا۔ اسی برکت کو حاصل کرنے کے لئے آپ بارش میں غسل کرنے لگے۔

استسقاء میں چادر کا الٹنا سنت ہے۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ جن لوگوں نے چادر میرے اور اٹھے ہاتھوں سے دعا مانگنے کی مخالفت کی ہے۔ یہ سب کچھ مخالفت کی ہے اللہ تعالیٰ انکار کرنے والا ہے۔ حدیث دوسری میں آنحضرت سے صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

الذِّمِّيَّ قَرِيْبًا مِنَ الرَّوْمِ اِمْرًا قَرِيْمًا يَدْعُو فَيَسْتَسْقِي مَا اَفْعَا بَدَائِيْهِ قَبْلَ وَجْهِهِ لَا يَجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهُ  
رَوَاهُ الْبُؤْدُوْدُ وَمَاوِي التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ -

۱۳۱۹۔ وَعَنْ اَبِي عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنِي فِي الْاِسْتِسْقَاءِ مِنْتَبَدَلًا  
مُتَوَاضِعًا مَمْتَحِنًا مَمْتَحِنًا عَارَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُؤْدُوْدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۱۳۲۰۔ وَعَنْ عُمَرَ وَبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا  
اسْتَسْقَى قَالَ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبِهِمْ مَتَكَ وَاسْتَشْرَحْ مَتَكَ وَاجْعَلْ بِلَدَاكَ الْمَيْتَةَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالْبُؤْدُوْدُ -  
۱۳۲۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَاكِبِي فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَغِيْثًا قَرِيْبًا  
مَرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اَجِلٍ قَالَ فَاطْلُقْتُ عَلَيْهِمُ السَّمَاءَ رَوَاهُ الْبُؤْدُوْدُ -

اجازت میں زور کے قریب نماز استسقاء اور فرمائی۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھائے بارش کے لئے دعا فرمائی  
آپ کے ہاتھ چہرے کے سامنے تھے۔ اور سر سے اپنے نہیں تھے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔)  
۱۳۱۹۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نماز استسقاء کے لئے سادہ لباس کے ساتھ تواضع مجھ اور مشورہ کے  
ساتھ نکلے۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ

۱۳۲۰۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ وہ ان کے دادا سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت بارش کے  
لئے یہ دعا فرماتے اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبِهِمْ مَتَكَ وَاسْتَشْرَحْ مَتَكَ وَاجْعَلْ بِلَدَاكَ الْمَيْتَةَ اِسْمُ  
اللّٰهِ اپنے بندوں اور جانوروں پر بارش برسا۔ اپنی رحمت کو عام کر اور مردہ شہر کو روئیدگی عطا فرما۔  
(مالک۔ ابوداؤد)

۱۳۲۱۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ آپ ہاتھ اٹھائے ہوئے  
فرماتے اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَغِيْثًا قَرِيْبًا مَرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اَجِلٍ  
اے اللہ! ہم پر بارش فرما جس سے ہماری فریادری ہو اور شکر اور جو۔ جس سے چارہ پیدا ہو۔ معید ہو۔ جس میں حضرت نہ ہو جلدی  
آئے دیر سے نہ ہو اس کے بعد ان پر بادل چھا گیا۔

۱۔ اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور اس کو احمد اور حاکم نے بھی حسن سند سے روایت کیا ہے۔

۲۔ اس کو احمد۔ ابن ماجہ۔ حاکم۔ دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی۔ ابوعوانہ اور ابن حبان نے

اسے صحیح کہا ہے۔

۳۔ اس کو ابوداؤد نے متصل اور مالک نے مرسل روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور

اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ۴۔ اس کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں

### الفصل الثالث

۱۲۲۲: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ شَكَاَ النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُحُوطَ الْمَطَرِ فَأَمَرَ  
بَيْنَهُ فَوَضَعَ لَهَا فِي النَّصْلِ وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُونَ فِيهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَدَأَ أَحَابِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَا عَلَى الْيَنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ تَشْكُونَهُمْ  
جَدَابَ دِيَارِكُمْ وَإِسْتِخَارَ الْمَطَرِ عَنْ آبَائِنَا زَمَانِهِمْ عَنْكُمْ وَقَدْ أَمَرَ كَرُمُ اللَّهِ أَنْ تَدْعُوهُ وَوَعَدَكُمْ أَنْ يَسْتَجِيبَ  
لَكُمْ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لِيَوْمِ الدِّينِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُفَعِّلُ مَا يَشَاءُ  
اللَّهُمَّ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَ  
بَلَاءً إِلَى حِينٍ لَكُمْ مَا فَعَلَ يَدَايِهِ فَلَمْ يَتْرِكْ الرَّفْعَ حَتَّى بَدَأَ بِيَأْخُذَ ابْنُ أَبِي حَتْمَةَ حَتَّى حَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ  
وَقَلْبَ أَوْحَوْلَ رِدَاءَهُ وَهُوَ مَا فَعَلَ يَدَايِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ فَأَنْشَأَ اللَّهُ  
سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ امْطَرَتْ بِأَذْنِ اللَّهِ فَلَمْ تَأْتِ مَسْجِدًا حَتَّى سَأَلَتِ السُّيُوفُ فَلَمَّا سَأَلَتْ

### تیسری فصل

۱۲۲۲۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ لوگوں نے آنحضرت سے بارش کی کمی کی شکایت کی آپ نے حکم فرمایا۔ نمازگاہ  
میں ممبر رکھوایا گیا۔ اور آپ نے ایک دن کا وعدہ فرمایا۔ لوگ اس دن باہر نکلے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت سورج کا  
کنارہ نکلتے ہی بیچ گئے آپ ممبر پر بیٹھ گئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی و حمد بیان کی پھر فرمایا۔ آپ لوگوں نے اپنے علاقوں  
کی خشک سالی اور بارش کی اپنی وقت سے تاخیر کا ذکر کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ آپ دعا کریں اور  
وعدہ فرمایا ہے۔ کہ وہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا پھر پڑھا۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ التَّوْحِيدُ  
الرَّحِيمِ۔ مَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ  
مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاءً إِلَى حِينٍ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کے لئے  
ہے۔ وہ رحم کرنے والا مہربان ہے قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں  
جو چاہے کر لیتا ہے۔ اے اللہ تو ہی اللہ ہے۔ توبے نیار ہے ہم فقیر ہیں۔ ہم پر بارش فرما۔ اور جو تونے  
آمارا اے ایک وقت تک ہماری توانائی کا سبب بنا۔ پھر آپ نے ہاتھ اٹھائے۔ اور اس قدر اٹھائے کہ  
بغلوں کی سفیدی نمایاں ہو گئی۔ پھر لوگوں کی طرف پشت پھیر کر اپنی چادر کو بدلا اور آپ نے ہاتھ اٹھائے  
ہونے تھے۔ پھر لوگوں کی طرف توجہ فرمائی۔ اور ممبر سے اترے اور دو رکعت نماز پڑھائی اسی وقت ایک بدلی

سُرْعَةً لِّهُوَ إِلَى الْبَيْتِ حَتَّى بَدَأَتْ نَوَاجِدًاكَ فَقَالَ أَشْهَدُكَ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَ  
أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۲۲۳۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَطَعُوا سُنَّتَهُ بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ  
فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا لَكُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِبَنِيهَا فَتَسْتَقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعِمِّ بَنِيهَا فَاسْتَقِينَا فَيُسْقَوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کڑکی اور چکی اور اللہ کے حکم سے برسی۔ حضرت مسجد تک پہنچے نہیں تھے کہ سیلاب بہنے لگے۔ جب آپ نے لوگوں کو  
چھپڑوں کی طرف بھاگتے دیکھا۔ آپ ہنسے آپ کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے۔ اور فرمایا میں گواہ ہوں اللہ تم پر  
قادر ہے۔ اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (ابوداؤد)

۱۲۲۳۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ جب قطع ہو جاتا۔ تو حضرت عمر حضرت عباس کو دعا کے لئے لے جاتے اور  
فرماتے اے اللہ تم تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے توسل سے دعا مانگتے تھے۔ اور تو بارش فرمادیتا تھا اب ہم تیرے نبی امی  
اللہ علیہ وسلم کے چپا کے توسل سے بارش چاہتے ہیں۔ انس فرماتے میں پھر بارش ہو جاتی۔ (بخاری مسلم)

صلی اللہ کی رحمت کے وقت اپنی عبدیت یاد رکھنا۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے لیکن اس کے راوی تمام اچھے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے  
لیکن مشہور نہیں۔ ابومرہ نے ابن جہان اور حاکم سے روایت کر کے شرط شیعین پر بتایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ امتداد کا خطیبر نے بروینا مستحب ہے۔ آپ نے تمہارا  
یہ فرمایا کہ اسی تیرے بارش نہ ہونے کا شکوہ کر رہے تھے اور اسی بارش سے مانگتے گئے اور تعجب ہوا کہ ایک سے کسی قدر بعد اپنے بندوں کی توبہ قبول فرمائی۔  
۱۲۔ نیکو وسیلہ ہے نہ کہ قوت شدہ نیک لوگ۔ حضرت عباس کے قصد سے معلوم ہوا کہ اہل خیر و صلاح سے دعا کرنا مستحب ہے اور اس کی مثال  
غار والوں کا قصد ہے کہ ان تینوں آدمیوں نے کسی طرح اپنے نیک اعمال کے ساتھ توسل کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نیک اعمال کے وسیلہ سے غار سے  
نجات دے دی تو وہی نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ سمعی کے وقت نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کرنی چاہیے اور استغاثہ میں بھی کسی نیک  
عمل کے وسیلہ سے دعا کرے اور نیک لوگوں سے جو دعا کرائی جاتی ہے وہ بھی حقیقت میں ان کے نیک اعمال کا وسیلہ ہوتا ہے۔ دعا کی قبولیت کے  
لئے چار شرطیں ہیں اولاً دعا گناہ اور قطع رحمی کی نہ ہونا ثانیاً اگر تاخیر ہو جائے تو رحمت الہی سے ایسے نہ ہونا ثالثاً اللہ تعالیٰ کا پورا فرمایا نہ ہونا رابعاً  
لباس اور خوراک ملال کی ہو۔ اور پھر بھی اللہ تعالیٰ کسی دعا قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں۔ اگر قبول کرے تو مصلحت اس کی رحمت ہے۔ اس سے  
یہ بھی معلوم ہوا کہ سلف صالحین میں قبول پر جا کر دعا کرنے کا دستور نہیں تھا۔ اور نہ حضرت عمرؓ سے آنحضرت کی قبر پر آ کر کہنے یا رسول اللہ  
بارش کے لئے دعا فرمائیے اور پھر جب امیر معاویہ کے عہد میں خشک سالی ہوئی تو زید بن اسود سے دعا کرائی گئی تو بارش برس گئی اور وہ جو ایک  
تابیئے کا قلعہ مشہور کرکھلے ہے اس نے آنحضرت کی قبر پر آ کر کہا کہ یا رسول اللہ میں نابینا ہوں میرے لئے دعا کریں اور پھر آپ نے اس کو ترکیب  
بتائی کہ اس طرح دعا کر اور وہ تندرست ہو گیا تو اس قصہ کا کچھ اصل نہیں اس کی سند بالکل فضول ہے۔

۱۲۲۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَرَجَ نَبِيُّ مِنَّا كَمِيَابٍ  
بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي فَإِذَا هُوَ بِمَلَةٍ مَا رَفَعَتْ بَعْضَ قَوَائِمِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ أَرَجِعُوا فَقَدْ اسْتَجِيبَ  
لَكُمْ مِنْ أَجْلِ هَذِهِ الشَّمْلَةِ مَا وَاهُ اللَّهُ أَرْقَطْنِي ۖ

۱۲۲۲۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا۔ ایک پیغمبر لوگوں کے ہمراہ بارش کے لئے نکلا۔ انہوں نے  
دیکھا کہ ایک چوٹی آسمان کی طرف سر اٹھائے ہوئے دعا کر رہی ہے پیغمبر نے کہا واپس چلو۔ اللہ تعالیٰ نے اس  
چوٹی کی وجہ سے تمہاری آرزو پوری کر دی۔ (دارقطنی)

۱۔ جانور صرف خدا سے دعا مانگتے ہیں۔۔۔ دارقطنی کے راوی ثقہ ہیں اور اس کو احمد و حاکم نے بھی روایت کر کے صحیح کہا ہے  
اور یہ بارش کے لئے نکلنے والے حضرت سلیمان علیہ السلام تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سب مخلوق کے لئے ہے  
اس کے علم کا اعطاء تمام موجودات کو ہے اور وہی مسبب الاسباب ہے وہی حاجتیں پوری کرنے والا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حیوانوں  
میں بھی یہ ادراک ہے کہ اپنی حاجتیں صرف اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئیں۔ کتنے بد نصیب ہیں وہ لوگ جو غیر اللہ کے دروازے پر  
جھک مارتے ہیں، پہلے بیان ہو چکا ہے کہ خداوند تعالیٰ اگر قبول نہ کرے تو بڑے بڑے نبیوں کی دعا بھی نہ کرے اور اگر کرے تو کسی  
چوٹی کی بھی کرنے لا معقب لحکمہ۔



## بَابُ فِي الرِّيَّاحِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۱۲۲۵:- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِرْتُ بِالصَّبَا وَأَهْلِكَتُ عَادًا بِالنَّبُوِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۲۲۶:- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاجِحًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ نَهَوَاتِهِ إِذَا كَانَ يَبْتَسِمُ فَكَانَ إِذَا مَا أَيُّ غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَتْ فِي وَجْهِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۲۲۷:- وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيْحُ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَإِذَا تَغَيَّبَتِ السَّمَاءُ تَغْيِيرَ كُونِهِ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَأَقْبَلَ وَآذَرَ بَرَقًا إِذَا امْطَرَتْ سُرْرَى فَهُوَ فَعَرَفَتْ

## آندھویوں کا بیان

### پہلی فصل

۱۱۲۲۵- ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ باد صبا (مشرقی ہوا) سے میری مدد فرمائی گئی۔ اور طاعون قوم و بوز (پچھم کی ہوا) سے تباہ کی گئی۔ (بخاری مسلم)

۱۱۲۲۶ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نے آنحضرتؐ کو اس قدر ہنسنے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ آپ کا گلے کا کوا نظر آنے لگے آپ صرف مسکراتے تھے۔ اور آپ جب بادل یا ہوا دیکھتے۔ حضرت کے چہرہ مبارک میں اس کا اثر نمایاں ہوتا۔ (بخاری مسلم)

۱۱۲۲۷- حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ جب ہوا تیز ہو جاتی تو آپ فرماتے۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ اے اللہ سوال یہ ہے کہ ہوا اچھی تو اس میں جو کچھ ہے بہتر ہو۔ اور جس کام کے لئے بھیجی گئی ہے میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ جب آسمان ابر آلود ہوتا تو آنحضرتؐ

لے اور یہ حدیث کہ احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ہمارے مائتہ کی حدیث میں گزرا چکا ہے کہ آپ اتنا ہنسنے کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ اکثر آپ تبسم ہی فرماتے اور گاہے زور سے بھی ہنسنے لیتے۔

ذَلِكَ عَائِشَةُ فَسَأَلَتْهُ فَقَالَ لَعَلَّكَ يَا عَائِشَةُ كَمَا قَالَ قَوْمٌ عَادٍ فَلَمَّا مَا أَوْهَ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ  
قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُنْطَرٌ نَأَوِيهِ وَيَقُولُ إِذَا مَا أَى الْمَطَرِ رَحْمَةً مُنْفِقٌ عَلَيْهٖ -

۱۴۲۸۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ  
إِنَّ اللَّهَ وَنَدَاكَ عَمَّا السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الْآيَةَ مَا قَاةَ الْبُخَارِيِّ -

۱۴۲۹۔ وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْسَبَتِ السَّنَةُ أَنْ لَا تُمْطَرُوا  
وَلَكِنْ السَّنَةُ أَنْ تُمْطَرُوا وَأَنْ تُمْطَرُوا وَلَا تُبَيِّمُوا الْأَرْضَ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

### الفصل الثاني

۱۴۳۰۔ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرِّيحُ مِنَ مَرَاوِحِ اللَّهِ يَا قَاتِي

کا رنگ بدل جاتا۔ کبھی باہر نکلتے۔ کبھی اندر جاتے۔ کبھی آگے ہوتے کبھی پیچھے ہٹتے۔ جب بارش شروع ہو جاتی تو یہ حالت کھل جاتی  
خبر: ماشرہ نے جب یہ سموس کیا تو آنحضرت سے دریافت فرمایا۔ تو فرمایا۔ عاٹش کہیں ایسا نہ ہو جس طرح قوم ماد نے کہا تھا  
جب بادل ان کی بستیوں کے سامنے آیا۔ انہوں نے کہا۔ یہ بادل ہم پر برسے گا۔ ایک روایت میں ہے جب آپ بارش  
دیکھتے۔ فرماتے یا اللہ اسے رحمت بنا دے۔ (بخاری مسلم)

۱۴۲۸۔ مید اللہ بن عمر فرماتے ہیں ما حضرت نے فرمایا۔ غیب کے خزانے پانچ ہیں۔ پھر چڑھا۔ ان اللہ عنده علم ان عتہ  
دینزل الغیث الا یہ اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش اتارتا ہے۔ (بخاری)

۱۴۲۹۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ قحط سال یہ نہیں کہ تم پر بارش نہ ہو۔ قحط یہ ہے کہ بار بار بارش ہو لیکن زمین میں روئیدگی  
کی قوت نہ رہے۔ (مسلم)

### دوسری فصل

۱۴۳۰۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں جو اللہ کی رحمت ہے۔ یہ کبھی رحمت لاتی ہے۔ اور کبھی عذاب اسے برائہ کہو۔ اور اللہ سے

سے عذاب کے عذاب سے بے خوف نہ ہونا چاہیے۔ اس میں دلیل ہے کہ کسی آدمی کو کسی محل میں بھی خدا کے عذاب سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے  
خبر: جلیلہ موسیٰ میں منام کا ندر و شور جو اشرقتانے سے اس کی رحمت کا سوال کرنا چاہیے۔

۱۴۳۰۔ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس معنوں کی کئی حدیثیں ہیں انہی میں سے جبریل کی حدیث بھی ہے اور بیدہ کی احمد اور بنار  
میں ہے ابن عباس اور عاکف نے اس کو صحیح کہا ہے۔ یعنی ان پانچ چیزوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یعنی آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کے اس قول  
کی تفسیر کی ہے کہ یہ غیب کے خزانے میں جو ان کو جاننے کا دعویٰ کسے وہ مجھو نا ہے اور منہم و غیرہ جو امور مادیرہ کے تعلق قیاس سے خبری  
دیتے ہیں یہ غیب نہیں اور یہاں اس کو بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بارش کا وقت۔ جگہ۔ مقدار کیفیت صرف خدا ہی جانتا ہے (نہج البلاغہ ص ۱۰۷)

بِالرَّحْمَةِ وَبِالْعَذَابِ فَلَا تَسُبُّوهَا وَسَلُّوا اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا وَعُوذُوا بِهِ مِنْ شَرِّهَا رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَ  
 الْبُيُوتِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكُبْرَى -  
 ۱۲۳۱۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرَّيْحَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَلْعَنُوا  
 الرَّيْحَ فَإِنَّهَا مُمَوَّرَةٌ وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٌ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ  
 قَالَ هَذَا أَحَادِيثٌ غَرِيبٌ -

۱۲۳۲۔ وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الرَّيْحَ فَإِذَا  
 رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَفُكُّوا اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرَّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أَمَرْتُ بِهِ وَتَعُوذُ  
 بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرَّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أَمَرْتُ بِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

خیر کی دعا کرو۔ اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔ (شافعی۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد دعوات بہیقی)

۱۲۳۱۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک آدمی نے آنحضرتؐ کے پاس ہوا پر لعنت کی آپ نے فرمایا۔ ہوا پرست  
 لعنت کرو یہ تو حکم کی پابند ہے جو کسی پر لعنت کرے۔ وہ اس لعنت کا مستحق نہ ہو تو لعنت لعنت کرنے والے  
 پر لڑتی ہے ترمذی اور یہ حدیث غریب ہے۔

۱۲۳۲۔ ابی بن کعب سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ہوا کو برا مت کہو۔ جب تم کوئی ناپسند چیز دیکھو۔ تو  
 كُفُّوا اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرَّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أَمَرْتُ بِهِ وَتَعُوذُ بِكَ مِنْ  
 شَرِّ هَذِهِ الرَّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أَمَرْتُ بِهِ (اے اللہ میں اس ہوا کی خیر چاہتا ہوں۔ اور جس کا اسے  
 حکم ہے اس میں خیر چاہتا ہوں۔ میں اس ہوا کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔ اس میں جو برائی ہے۔ اس سے پناہ چاہتا  
 ہوں۔ جس چیز کا اسے حکم ہے۔ اس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔)

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱۔ انتہائی بد نصیبی کیلئے ہے اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور سنن کے معنی عموماً قطع مالی کے ہوتے ہیں۔  
 قرآن مجید میں ہے "وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالْعَيْنِ" مطلب یہ ہے کہ رزق اور برکت بارش میں نہ سمجھو بلکہ اللہ کی طرف سے جانو بعض بارشیں  
 بے اثر ہو جاتی ہیں جو زیادہ قطع یہ ہے کہ بارش ہونے کے بعد بھی کچھ نہ اگے آرام کے اسباب کے بعد آرام نہ ملے تو یہ انتہائی بد نصیبی ہے۔  
 (حاشیہ صفحہ ۹۲۵) ۲۔ اس حدیث کو سنائی اور بخاری نے بھی ادب المقروءین بیان کیا ہے اور احمد ابن ماجہ اور ابن ماجہ نے اس کو صحیح

کہا ہے۔

۱۲۳۳:- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا هَبَّتْ رِيحٌ قَطْرَ الْأَجْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى دُكْبَتَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا يَا أَبَا اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا رِيحًا وَلَا تَجْعَلْهَا رِيحًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا وَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيْبِرَ وَأَرْسَلْنَا الرِّيَّاحَ لَوَاقِحَ وَأَنَّ يُرْسِلَ الرِّيحَ مُبَشِّرَاتٍ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرَةِ.

۱۲۳۴:- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَبْصُرْنَا نِسَاءً مِنَ السَّمَاءِ نَعْنِي السَّحَابَ تَرَكْهُ عَمَلَةً وَاسْتَقْبَلَهُ وَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا فِيهِ فَإِنْ كَشَفَهُ اللَّهُ حَيْدًا لِلَّهِ وَإِنْ هَطَّتْ قَالَ اللَّهُمَّ سَقِيْنَا فَاغْرَاوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

۱۲۳۳- ابن عباس فرماتے ہیں۔ جب تیز ہوا چلتی۔ آنحضرت گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اللہمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا يَا أَبَا اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا رِيحًا وَلَا تَجْعَلْهَا رِيحًا۔ اے اللہ رحمت کر دے اور اسے مذاب نہ بنا۔ اے اللہ اسے ریح بنا اسے ریح نہ بنا۔ ابن عباس فرماتے ہیں قرآن مجید میں ہے إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا (م نے ان پر ٹھنڈی ہوا بھیجی) وَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيْبِرَ۔ ہم نے ایسی ہوا بھیجی جس نے ان کی نسل تباہ کر دی) وَأَرْسَلْنَا الرِّيَّاحَ لَوَاقِحَ (م نے بادلوں میں پانی بھرنے والی ہوائیں بھیجیں) وَأَنَّ يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرَاتٍ۔ اور وہ خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے (شافعی دعوات کبیرہ ج ۱)

۱۲۳۴- حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آنحضرت جب آسمان پر بادل دیکھتے۔ کام چھوڑ کر اس کی طرف توجہ فرماتے اور کہتے اللہم انی اعوذ بک من شر ما فیہ اے اللہ میں اس کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اگر بادل گل جا آ تو اللہ کی حمد فرماتے اور اگر برینا شروع ہو جاتا تو فرماتے اے اللہ اسے مفید بنا (ابوداؤد۔ نسائی ابن ماجہ شافعی اور لفظ شافعی کے ہیں۔)

سہ ریح اور ریح کا فرق۔ اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ ریح کے معنی ہوا ہیں اور ریح اس کی جمع ہے جس کے معنی ہیں ہوائیں، اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی ریح کا لفظ استعمال کیا ہے وہ مذاب کے لئے آیا ہے اور جہاں ریح کا لفظ آیا ہے وہ رحمت کے لئے آیا ہے اور ایسی دعائیں آنحضرت اپنی امت کی شفقت کے لیے کرتے اور ساتھ ہی تعلیم بھی مقصود ہوتی اور لواقعہ لقمہ کی جمع ہے جس کے معنی میں حاملہ یعنی جو ہوائیں درختوں کو پھل سے عالمہ کر دیتی ہیں یا بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں۔ خطابی نے کہا کہ آنحضرت جو فرماتے کہ اے اللہ اس کو ریح بنا یہ اس لئے کہ جب ہوائیں بہت چلیں تو بادلوں میں پانی خوب بھر جاتا ہے اور اگر ایک ہی ہوا چلے تو پھر بارش کم ہوتی ہے۔ (مذہب اہل سنن)

۱۲۳۵۔ وَعَنْ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

### الفصل الثالث

۱۲۳۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ تَرَكَ الْحَدِيثَ وَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ رَوَاهُ مَالِكٌ -

۱۲۳۵۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب کرک کی آواز دہیرو سنتے اور بجلی کو دیکھتے فرماتے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ اے اللہ میں اپنے غضب سے پناہ دے اور نہ ہی اپنے عذاب سے ہلاک کر۔ اور اس سے پہلے میں عافیت عطا فرما۔ (احمد ترمذی اور حدیث غریب ہے۔)

### تیسری فصل

۱۲۳۶۔ عبد اللہ بن زبیر جب کرک کی آواز سنتے گفتگو بند کر دیتے اور فرماتے سُبْحَانَ الَّذِي يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ اللہ پاک ہے درحد جس کی تسبیح کرتا ہے اور فرشتے جس سے ڈرتے ہیں۔ (مالک)

الہدیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) عناصر کے جوش میں رحمت کا سوال کرنا۔ اس حدیث کے مختلف الفاظ آئے ہیں اور مندرجہ ذیل سے اس پر بیروت کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت اس لئے پریشان ہو جاتی کہ مبادا اس میں عذاب نہ ہو پھر اگر بادل چھٹ جائے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے کہ جس عذاب کا خطرہ تھا اس سے نجات ملی اور اگر بارش برسا تو شروع ہو جاتی تو فرماتے یا اللہ رحمت کی بارش کرنا اور یہ اس فرس کے خوف سے کہتے جو عموماً بارش میں ہوتا ہے۔ مثلاً سیلاب آجانا۔ مکانات کا گرناد وغیرہ۔

(حاشیہ صفحہ ۹۲۸) دلد کی حقیقت کیا ہے؟ اس حدیث کو نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے یعنی نے اکثر مفسرین سے نقل کیا ہے کہ دلد اس فرشتہ کا نام ہے جو بادلوں کو چیلانے پر مقرر ہے اور اگر گرج اس کی تسبیح ہے اور عاصفہ بجلی گرنے کے عذاب کو کہتے ہیں جو جہاں تک سیاہ کر دے۔

۹۲۸۔ دلد بادلوں پر مقرر فرشتے کا نام ہے۔ اس کا سند صحیح ہے اور بخاری نے بھی اسے ادب المفرد میں روایت کیا ہے اور حقیقت کی حیر

اللہ تعالیٰ کی طاعت راجع ہے اور اسی مضمون کی ایک حدیث ابن عباس سے مروی ہے اور وہی ہے جو روایت کی ہے آنحضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے بتائیے دلد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا دلد فرشتے کے لیے جو بادلوں کو چیلانے پر مقرر ہے اور اگر گرج اس کی تسبیح ہے اور عاصفہ بجلی گرنے کے عذاب کو کہتے ہیں جو جہاں تک سیاہ کر دے۔

۹۱۔ دلد بادلوں پر مقرر فرشتے کا نام ہے۔ اس کا سند صحیح ہے اور بخاری نے بھی اسے ادب المفرد میں روایت کیا ہے اور حقیقت کی حیرت انگیز ہے اور وہی ہے جو روایت کی ہے آنحضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے بتائیے دلد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا دلد فرشتے کے لیے جو بادلوں کو چیلانے پر مقرر ہے اور اگر گرج اس کی تسبیح ہے اور عاصفہ بجلی گرنے کے عذاب کو کہتے ہیں جو جہاں تک سیاہ کر دے۔

۹۱۔ دلد بادلوں پر مقرر فرشتے کا نام ہے۔ اس کا سند صحیح ہے اور بخاری نے بھی اسے ادب المفرد میں روایت کیا ہے اور حقیقت کی حیرت انگیز ہے اور وہی ہے جو روایت کی ہے آنحضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے بتائیے دلد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا دلد فرشتے کے لیے جو بادلوں کو چیلانے پر مقرر ہے اور اگر گرج اس کی تسبیح ہے اور عاصفہ بجلی گرنے کے عذاب کو کہتے ہیں جو جہاں تک سیاہ کر دے۔

۹۱۔ دلد بادلوں پر مقرر فرشتے کا نام ہے۔ اس کا سند صحیح ہے اور بخاری نے بھی اسے ادب المفرد میں روایت کیا ہے اور حقیقت کی حیرت انگیز ہے اور وہی ہے جو روایت کی ہے آنحضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے بتائیے دلد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا دلد فرشتے کے لیے جو بادلوں کو چیلانے پر مقرر ہے اور اگر گرج اس کی تسبیح ہے اور عاصفہ بجلی گرنے کے عذاب کو کہتے ہیں جو جہاں تک سیاہ کر دے۔

